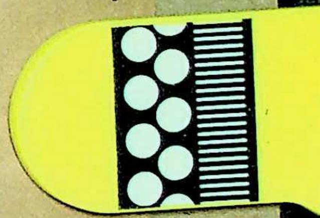



909
910
911
912
913
914
915
916

8
मिलान







...مسیحی

...ط



...بنا بہیرو۔ و ثبوت بشارات خداوند یسوع مسیح



...تمہ

...ب بشیر مقیمی پنڈدادنخاں ضلع جہلم

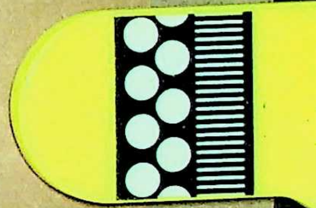


سنہ ۱۸۸۹ء

...جال بازار امرتسر میں چھاپا گیا

قیمت فی جلد ... ۱۲/

...ی)



[illegible] اور لوگ باطل خیال کرتے ہیں زمین کے بادشاہ سامنا کرتے ہیں اور سردار آپس میں خداوند کے اور اُسکے مسیح کے مخالف منصوبہ باندھتے ہیں۔ مزمور ۲: ۱و۲

پینے کی کیل پر لات مارنا تیرے لئے مشکل ہے۔ اعمال ۲۶: ۱۴

بیٹے کو چومو تا نہ ہو کہ وہ بیزار ہو اور تم راہ میں ہلاک ہو جاؤ جب
اُسکا قہر یکایک بھڑکے مبارک وہ سب جنکا توکل اسپر ہے۔ مزمور ۲: ۱۲

پہلا رسالہ

# جواب اہل الکتاب

## فی مقدمہ فصل الخطاب



مشعر بر اظہار

مغالطات و غلط فہمی جناب مولوی نورالدین صاحب بھیروی۔ و ثبوت بشارات خداوند یسوع مسیح



مصنفہ

پادری تامس ہاول صاحب بشیر مقیمی پنڈدادنخاں ضلع جہلم



سنہ ۱۸۸۹ء

[illegible] بازار امرتسر میں چھاپا گیا

پہلی دفعہ (۷۰۰ کاپی) قیمت فی جلد ... ۱۲ر

# فہرست مضامین

بسم اللہ الاب والابن وروح القدس

# دیباچہ

حمد وشکر اُس ذوالجلال خالق کل جہان کا ہے کہ جسنے اپنے بندگان کو یہہ روشنی وعلم کی ترقی کا زمانہ
دکہایا اور آفتاب صداقت کے نور کو جہان کے کنارون تک پہنچا کے وسبہے ہوئے گمراہون کو راہ راست
دکہایا اور باغیونکو اپنے عزیز بیٹے صلح کے سردار کی بادشاہت مین بلاکر جگہ بخشی اور دین حق کے براہین
ساطع ودلائل قاطع سے گم گشتگان بادیہ ضلالت کو نور ایمان ومعرفت سے مالا مال فرماکر ایسی آزادگی
دی کہ جس سے ہرایک نئے آفتاب صداقت کے پرتو سے اپنے من بہاونے طریقون اور مذاہب
مین مسرت کرنی شروع کردی - آج وہ دن ہے کہ شہر بشہر اور گہر گہر مذہب و دین کا چرچا ہورہا
ہے اور اگرچہ تاریکی کے فرزند اپنی آنکہون کو آفتاب صداقت کے نور سے بند کرتے اور طرح طرح کی
چالین کہیل کر مغالطے پر مغالطہ دیتے وحق کو پوشیدہ کیا چاہتے ہین تو بہی اُن کی ان ضلالت شعار
آندہیون سے آفتاب صداقت کی روشنی مین مطلقاً فرق نہین آسکتا بلکہ روز بروز اس نور سے
جہان مالا مال ہوتا جاتا ہے - اور اگرچہ نور کے فرزند ابتدائے زمانہ سے تاریکی کے فرزندون سے مقابلہ ومجادلہ
کرتے آئے ہین مگر ہمیشہ حق کا بول بالا ہی رہا ہے - اور جہان کے سب مذاہب مین صرف ایک یہی
دین عیسوی ہے جو مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک پہیل کر دنیا کے تمام مذاہب
کے روبرو اپنی خوبیونکو پیش کرکے حق کے قبول کرنے کی بڑی آزادی سے دعوت کررہا ہے
اور براہین کو پیش لاکر بار بار اپنی خوبیون کا اظہار بلا زور روز پیش کرتا رہتا ہے - لیکن بے دین
وبے ایمان لوگ بجز تعصب بیجا دکہانے کے مسیحی دین کی کسی چہوٹی سی دلیل کو بہی ذرا سی
جنبش نہین دے سکتے کیونکہ اس کی صداقت کے دلایل مثل سلسلہ کوہ کے ایک دوسرے سے
ایسے پیوستہ اور وابستہ ومضبوط ہین کہ جب مخالف اس کی ایک دلیل کے کسی جز پر دوبہ بازی

حملہ کرتے ہین تو اُسی دلیل کا دوسرا جزو اُن کی تمام کوشش کو ناقص کر کے خاک مین ملا دیتا
ہے اور وہ بے مراد رہتے ہین - اور اس کے مخالفونکے حملونپر غور کرنے سے یہہ ثابت ہو گیا ہے کہ
وہ کبھی اس کی کسی دلیل کے پورے اجزا پر ہرگز حملہ نہین کر سکتے - جیسا کہ مصنف فصل الخطاب
لمقدمۃ اہل الکتاب کی رد یہ بازیوں پر غور کرنے سے پایا جاتا ہے کہ جب وہ مغالطے دیکر خداوند مسیح
کی چہہ بشارات پر حملہ کر کے بیجا اعتراض جمانیگا تو یہہ نہ دیکھا کہ خداوند مسیح کے حق مین صرف چہہ ہی
بشارات نہین بلکہ ہنوز ۴۰ بشارات اور بھی باقی ہین جو اس کی ساری کوشش کو بیہودہ ٹہراتی ہین
اور اس طرح سے بباعث بے علمی یا تعصب بیجا کے بے سوچے سمجھے وہ حملہ تو کر دیتے ہین - مگر
چونکہ تعصب وہٹ دھرمی کے سبب نور ایمان سے بے نصیب ہوتے ہین اسلئے یہہ نہین سوچتے
کہ ہر ایک دلیل کے اجزا مین جو کچھہ زور ہے خواہ وہ بہت ہو خواہ کم وہ سب ملکر بلا ریب بڑا عجیب
زور ہوتا ہے کہ جس سے اُنکی تمام کوشش رائگان ہی جاتی ہے - اور واضح ہے کہ فی زمانہ محمدیون کی
ایسی ویسی کوششون سے بخوبی روشن ہو گیا ہے کہ اب اُن کے پاس بجز مغالطہ دہی و رد یہ بازی کے
اور کچھہ ہاتھہ پلے نہین رہا کیونکہ آگے جبتک آپکے ہاتھہ تلوار تہی تو اُس سے اپنا کام چلا کے کسونکو
اپنے پیشوا کے ساتھہ مایوسی کے گڑھے مین گاڑتے تھے لیکن جب سے تلوار چھین گئی ہے تو یہہ ڈھنگ
اختیار فرمایا کہ مغالطہ دہی و رد یہ بازی سے بیچارہ سادہ لوحون کو دام تذویر مین پہنسانے
کی کوشش فرماتے ہین -

## سبب تصنیف کتاب

واضح ہو کہ عرصہ چار سال کا منقضی ہے کہ مولوی نور الدین صاحب بہیروی سے بذریعہ خط وکتابت
کے یہہ قرار پایا تہا کہ وہ محمدی مذہب کے منجانب اللہ ہونیکا ثبوت بذریعہ خط وکتابت دین گے -
تو اسپر ہم نے آٹھہ سوال صرف حق وباطل مین فرق کرنیکی خاطر اُنکی خدمت مین ۷ اپریل ۱۸۸۵ع
کو بھیجے تھے کہ جنکا تصفیہ آپنے بذریعہ خط وکتابت تو نہ کیا بلکہ ۱۸۸۹ع کے اخیر مین انہون نے
ایک کتاب دو حصو مین بنام فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب طبع کرا کے ہمارے پاس بھیجدی
جو مکرر سہ کرر ہمارے ملاحظہ سے گذری اور معلوم ہو گیا کہ محمدیونکے پاس اب کچھہ نہین رہا تو پرانے گڑے
ہوئے مُردے اکہاڑ کر سامہنے لا رکہتے ہین یا مغالطہ دہی سے اپنا کام چلاتے اور محمد صاحب کو

بتی بنانا چاہتے ہین جیسا کہ کتاب مذکور سے آشکارہ ہے کہ مولوی صاحب نے بعض جگہ ہمارے
سوال کو قلم انداز فرما کے پوشیدہ کیا اور جیسا بنا جواب تو کیا اعتراض دہر گہسیٹا - اور بعض جگہ ہمارے
سوال یا اُسکے کئی ایک حصونکو لاجواب رہنے دیا اور بعض جگہ ہمارے سوال مین سے کچھ کم کر دیا اور
بعض جگہہ ہمارے سوال پر اپنی طرف سے کچھہ بڑہا کر اپنی ہی باتون کا جواب دینا شروع کر دیا ہے
اور آپنے طرح طرح کے پیچ وتاب کہا کر مغالطے گوناگون دل کہول کر جاتے ہین اور خطبات الاحدیہ -
سید احمد خانصاحب سے بہت کچھ اپنی کتاب مین نقل کیا اور نیچر یونکی تقلید پر خداوند مسیح کے معجزا نو لد
کے باب مین سخت وسُست جو دل مین آیا سو زبان پر لائے ہین - جیسا کہ ہر ایک موقع پر پیش کیا جاویگا
چونکہ مولوی صاحب کی کتاب کا دوسرا حصہ ہمارے پہلے سوال کے جواب سے شروع ہوتا ہے ہمذا
ہم پہلے انکی کتاب کے دوسرے حصے کی تردید صرف حق کی خاطر حق ہی کو ظاہر کرنے کے لئے قلم
بند کرتے ہین - اور یہہ بھی مناسب معلوم ہوا کہ یہہ کتاب کہ جسکا نام جواب اہل الکتاب فی المقدمہ فصل الخطاب
والامین رکہا گیا ہے چند رسالونمین نمبر وار طبع کرائی جاوے تاکہ ناظرین بسہولیت پڑھ لین - لیکن چونکہ
مولویصاحب نے ہمارے سوالات مین تصرف بیجا کیا ہے لہذا از بس انسب ولازم معلوم ہوتا ہے کہ وہ
آٹھہ سوال بھی اِس پہلے رسالہ کے شروع مین ہدیہ ناظرین کئے جاوین تاکہ ناظرین ہماری اور مولوی
صاحب کی ہر ایک بات پر بخوبی غور کر کے داد دین - اور جو کچھ حق ہے اُس کو قبول کرین - در
باطل کو رد کرین - خداوند حق جوئی مین سب کا مددگار ہو ہمارے خداوند یسوع
مسیح کے وسیلے سے آمین -

# نقل سوالات جواب طلب

جو ۷ اپریل ۱۸۹۵ء کو بخدمت مولوی نورالدین صاحب بہیروی بھیجے گئے تھے -

(۱) محمد صاحب کی نبوت کا ثبوت اس طرح سے دین -

اول - قرآن کا یہہ دعویٰ کہ محمد صاحب کے حقمین کتب سماوی مین پیشینگویان درج ہین - وہ
کتب سماوی سے انکے حقمین ثابت کرین - لیکن لکہنے وقت کتب مباحثہ پر بہی غور کرین
کہ جنمین صاف ثابت کیا جاچکا ہے کہ محمد صاحب کے حقمین کتب مقدسہ کی کوئی

پیشین گوئی صادق نہیں آتی۔

دوم۔ محمد صاحب کے نبی ہو کر آنے کی ضرورت ثابت کریں جو اگلے انبیاء ونکے نوشتوں سے رفع نہ ہو سکی ہو۔

سوم۔ محمد صاحب کی تعلیم کی فضیلت انبیاء سابقہ کی تعلیم سے ثابت کریں۔ کیونکہ اگر اُن اقتباسوں کو جو کتب مقدسہ سے قرآن میں درج ہوئے ہیں نکال دیا جاوے تو محمد صاحب کی خالص تعلیم ناقص پائی جاتی ہے۔

۱۔ ایمان بجبر کی تعلیم ناقص ہے (سورہ بقر ۳۲ رکوع ۲۴۴۔ تحریم ۲ رکوع ۹۔ انفال ۵ رکوع ۴۸۔ توبہ ارکوع ۵۔ حدیث تحفتہ الاخبار ترجمہ مشارق الانوار نمبر ۱۷۲۹۔ توبہ ۴ رکوع ۲۹۔ نسا ۱۲ رکوع ۸۸۔ مائدہ ۸ رکوع ۵۹۔ تحفتہ الاخبار ترجمہ مشارق الانوار ۶۶۴۔ فتح ۲ رکوع ۱۶)۔

۲۔ بہشت کی حوروں وغلماؤں کی نفسانی لذتوں کی تعلیم ناقص ہے۔ (سورہ الرحمن ۲ رکوع ۴۶ سے ۴۷ تک۔ طور ارکوع ۴۲۔ واقعہ ۱۷ و ۲۲ و ۳۵ سے ۳۸ آیت۔ دہر ارکوع ۵ و ۱۷۔ تطفیف ارکوع ۲۶۔ حج ۳ رکوع ۲۳۔ یٰسین ۴ رکوع ۵۶)۔

۳۔ خدا کو بانی شر قرار دینے کی تعلیم ناقص ہے۔ (سورہ بقر ارکوع ۷۔ انعام ۴ رکوع ۳۹ و ۱۳ رکوع ۱۰۷۔ اعراف ۲۲ رکوع ۱۷۹۔ کہف ۸ رکوع ۵۷۔ حج ۹ رکوع ۶۷۔ شوریٰ ا رکوع ۶۔ نحل ۱۳۔ رکوع ۹۵۔ ہود ۱۰ رکوع۔ بنی اسرائیل ۲ رکوع ۱۳)۔

۴۔ لے پالک بیٹوں کی جوروں سے شادی کر لینے کی تعلیم ناقص ہی (احزاب ۵ رکوع ۳۷)

۵۔ دن کو روزہ اور رات کو اپنی عورتوں سے مباشرت کرتے رہنے کی تعلیم ناقص ہے۔ (بقر ۲۳ رکوع ۱۸۷)

۶۔ بخوف جان کفر کہہ لینے کے جواز کی تعلیم ناقص ہے (نحل ۱۴ رکوع ۱۰۸ تحفتہ الاخبار نمبر ۹۷۵)۔

۷۔ بوقت ضرورت دین کے لئے جھوٹھ بولنے کی تعلیم ناقص ہے۔ (تحفتہ الاخبا

۱۰۷۹ و ۱۹۳۔
مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۹۵ و ۱۵۵۔
۸۔ ضرورت کے سبب قسم کے توڑنے کی تعلیم ناقص ہے۔ (تحریم ا رکوع ۳ بقرہ ۲ رکوع ۲۸۔
۹۔ متعہ کی تعلیم خواہ ایک وقت تک یا ہمیشہ تک جاری کرنے کی تعلیم ناقص ہے (نساء ۴ رکوع ۴ تحفۃ الاخیار نمبر ۱۵۴ و نمبر ۱۰۴۳۔
۱۰۔ حلالہ کی تعلیم ناقص ہے (بقرہ ۲ رکوع ۳۰ ۲ تحفۃ الاخیار نمبر ۱۲۷۰
۱۱۔ عورتونکو کھیتی تصور کرکے بموجب تفسیر یحیی و زمخشری جہان سے چاہین وہانسے ہم بستر ہونے کی تعلیم ناقص ہے۔ (بقرہ ۲ رکوع ۲۸۔
۱۲۔ سنگ اسود کو چومنے سے گناہون کے پتھر پر چڑہنے اور معاف ہونیکی تعلیم ناقص ہے (مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۳۸۲۔
چہارم۔ محمد صاحب کی تعلیم کی موافقت انبیاء سابقہ کی تعلیم سے ثابت کرکے محمد صاحب کو نبی ثابت کرین۔
پنجم۔ محمد صاحب کو از روئے قرآن صاحب معجزات ثابت کرکے نبی ثابت کرین اور نفی معجزات مندرجہ قرآن کا کوئی کافی سبب بتادین
ششم۔ محمد صاحب کی پیشین گوییونکا از روئے قرآن ثبوت دیکر محمد صاحب کو نبی ثابت کرین اور نفی پیشین گوئیونکا کوئی کافی سبب بتادین۔
ہفتم۔ بتادین کہ قرآن سے کون کون علامت نبوت محمد صاحب کی نسبت ثابت ہے
(۴)۔ قرآن کے کلام اللہ ہونیکا ثبوت اسطرح سے دین۔
اول۔ قرآن کا یہہ دعوی ثابت کرین کہ وہ اگلی کتابونکے موافق تعلیم دیتا ہے۔ اور قرآن مین کذب کچھہ نہیں ہے۔ حالانکہ قرآن کے پڑہنے سے اظہر من الشمس ہے کہ وہ اگلی کتابونکے برخلاف باتین کرتا و تعلیم دیتا اور کذب قصص اسمین موجود ہین کہ جنکے سبب وہ عارف القلوب خدا کا کلام ہرگز نہین ٹھہر سکتا لہذا نمین سے

چند بطور نمونہ کے پیش کرتا ہون۔

۱۔ سورہ انبیا ۳ رکوع ۳۰ مین ہے۔ کیا نہین دیکھا انہون نے کہ کافر ہوئے یہہ کہ آسمان اور زمین تھے ملے ہوئے پس جدا کیا ہمنے اُن دونونکو۔ یہہ سب پر روشن ہے کہ کافر آسمان و زمین کی جدائی کے کام سے پیچھے پیدا ہوئے تو انہون نے اپنی پیدائش سے پہلے خدا کو یہہ کام کرتے کیونکر دیکھہ لیا۔ یہہ صریح کذب ہے۔

۲ اعراف ۴۴ رکوع ۳ ۱۷۲۔ آدم کے بیٹے یعنے سب بنی آدم اُس کی پیٹھ سے نکالے گئے اور اُن سے وعدہ کرایا گیا کہ خدا کے سوا کوئی ماننے کے لائق نہین۔ یہہ بہی کذب ہے کیونکہ کیبکو مثل مسئلہ تناسخ مقبولہ ہنود کے معلوم نہین۔ کہ ہم سے یہہ اقرار خدا نے فلان وقت کرا لیا تہا۔ صرف دعوی بلا تصدیق اور کذب ہے اِس کی تصدیق کیجئے۔

۳۔ ہود ۱۲ رکوع ۴ ۴۳ و ۴۴۔ نوح کا بیٹا طوفان کے پانی مین اسوقت ڈوب مرا۔ مفسرین اہل اسلام فرماتے ہین کہ وہ نوح کا بیٹا جو ڈوب مرا تہا کنعان تہا۔ حالانکہ کتب سماوی و تواریخ یوسیفس وغیرہ مورخان یہود سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کنعان نوح کا پوتا تہا جو طوفان کے فرد ہو جانیکے بعد پیدا ہوا کہ جسکی اولاد بہی زمین پر باقی رہی تو پس قبل پیدا ہونے کے وہ کیونکر ڈوب مرا یہہ بہی کذب ہے۔

۴۔ بقرہ ۸ رکوع ۴۶ و اعراف ۲۱ رکوع ۷ ۱۶۶ و مائدہ ۹ رکوع ۶۵۔ یہودی بندر بن گئے یہہ واقع عظیم کس ملک و شہر و صدی و سال و ماہ مین واقع ہوا۔ اسکے قرب و جوار کے ہم زمانہ کی کسی تواریخ وغیرہ سے صحیح سند دیکر ثابت کرین ورنہ صریح کذب ہے۔

۵۔ صافات ۲۳ رکوع ۱۰۰ سے ۱۱۳۔ ابراہیم نے اسمٰعیل کو قربان کیا۔ یہہ بہی کذب ہے کیونکہ کتب مقدسہ و تواریخ یہود سے ثابت ہے کہ ابراہیم نے اسمٰعیل کو نہین بلکہ اسحٰق کو قربان کیا تہا۔ دیکھو پیدائش ۲۲: ۱ سے ۱۹ تک۔

۶۔ یونس ۹ رکوع ۸۷۔ موسے و ہارون بہیجے گئے۔ کہ اپنی قوم کے لئے مصر مین گہر بنوا کر اُنکے گہر نیکے مُنہہ قبلہ کیطرف کرین۔ یہہ بہی باطل ہے کیونکہ کتب سماوی سے ظاہر ہے

کہ موسےٰ کو خدا نے اسلئے بہیجا کہ قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے چہوڑا کر ملک کنعان مین لا بساوے نہ یہہ کہ مصر مین رہنے دے دیکہو خروج ۳: ۷ سے ۱۰-

۷ مومن ۲۴ رکوع ۱م سے ۶م - موسےٰ و فرعون و ھامان کے پاس بہیجا گیا - البتہ وہ فرعون کے پاس تو بہیجا گیا لیکن ھامان کے پاس وہ کسطرح بہیجا گیا - کیونکہ ھامان تو موسےٰ کی موت کے ڈیڑہ سو برس بعد اخی سویرس یعنے کیخسرو بادشاہ کا وزیر تہا - دیکہو کتاب استر ۳ باب پس یہہ بہی کذب ہے -

۸ مومن ۲۴ رکوع ۶م - فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکون کو اس لئے مارڈالا کہ وہ موسےٰ پر ایمان لائے - یہہ بہی کذب ہے - کیونکہ موسےٰ ہنوز پیدا بہی نہ ہوا تہا کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکون کو اس لئے قتل کرایا کہ بنی اسرائیل بڑہ کر ملک مصر کے مالک نہ ہو جاوین - دیکہو خروج ۱: ۷-

۹ - طٰہٰ ۱۶ رکوع ۶۰ - صمیری نے بنی اسرائیل کی پرستش کے لئے بچہڑا بنایا - یہہ بہی باطل ہی کیونکہ یہہ بچہڑا ہارون نے بنایا تہا نہ کہ ضمیری نے دیکہو خروج ۳۲ باب -

۱۰ - بقر ۲ ۳۳ رکوع ۹م م - طالوت یعنے ساول بادشاہ نے اپنے لشکر کو پانی پلا کر آزمایا یہہ بہی کذب ہے - کیونکہ طالوت سے ایک سوچون برس پہلے جدعون نام قاضی نے اپنے لشکر کو پانی پلا کر آزمایا تہا - اسمین کچھ شک نہین کہ محمد صاحب کے وحی نے غلطی کہا کر جدعون کا احوال طالوت سے جو ڈیڑہ سو برس بعد وفات جدعون کے پیدا ہوا منسوب کر دیا - دیکہو قاضی ۷: ۴ سے ۷ -

۱۱ - کہف ۱۱ رکوع مین ہے - کہ سکندر بادشاہ مشرق سے مغرب تک پہر گیا اور سورج کو کیچڑ مین ڈوبتے دیکہا - یہہ بہی باطل ہے - کیونکہ سکندر تو ۳۲ برس کا ہوکر مر گیا اور نہ کبہی سورج کے نکلنے سے اُس کے ڈوبنے تک گیا - کسی یونانی مورخ کی گواہی سے ثابت کرین کہ سکندر نے اتنا سفر کر کے سورج کو کیچڑ مین ڈوبتے دیکہا -

۱۲ آل عمران ۴ رکوع ۱۴ - ذکریہ تین رات دن لوگون سے نہ بول سکا اور گونگا رہا - یہہ بہی غلط ہے - کیونکہ ذکریہ اپنے بیٹے یحیٰ کے شکم مین آنے سے لیکے اُسکے پیدا ہونے

بلکہ اسکے ختنہ کے دن تک یعنے قریباً نو ماہ آٹھہ دن تک نہ بول سکا اور گونگا رہا۔
دیکھو۔ لوقا ۱: ۲۰ و ۵۷ و ۶۲ سے ۶۴ تک۔

۱۳۔ مریم ۲ رکوع ۴۸۔ ال عمران ۴ رکوع ۳۵ و ۳۶۔ تحریم ۲ رکوع ۴۸۔ مریم عیسیٰ کی والدہ عمران کی بیٹی و ہارون کی بہن تہی۔ حالانکہ مریم کی پیدائش سے پندرہ سو برس پہلے عمران وغیرہ فوت ہوچکے تہے تو پہر انکی موت کے اسقدر عرصہ بعد انکی بیٹی کسطرح پیدا ہوئی جو عمران کے خاندان لاوی سے بہی نہ تہی بلکہ خاندان یہودہ سے تہی۔

۱۴۔ انعام ۱۶ رکوع مین ہے۔ اللہ نے جنون اور آدمیونکے پاس رسول بہیجے۔ البتہ آدمیونکے پاس تو اللہ نے رسول بہیجے لیکن جنون کے پاس کون سے رسول بہیجے گئے۔ کوئی معتبر سند دیکر ثابت کرین ورنہ یہہ بہی کذب ہے۔

۱۵۔ انفال ۴ رکوع مین ہے۔ کہ خدا محمد بونیر عذاب نہ کرے گا جبتک محمد انمین ہے۔ یہہ بہی کذب ہے کیونکہ محمد صاحب کی موجودگی مین مدینہ مین قحط پڑا اور جنگ بدر و احد مین محمدیونپر تو کیا بلکہ محمد صاحب پر بہی سخت دکھہ آگیا۔

۱۶ طٰہٰ ۷ رکوع مین ہے۔ جو قرآن سے منہہ پہیرے اس کی معیشت تنگ ہوگی۔ یہہ بہی باطل ہے کیونکہ کروڑ ون قرآن کو نہین مانتے اور بہتون نے قرآن کو چہوڑ دیا ہے اور ان کی معیشت تنگ نہین ہے۔

۱۷۔ نمل ۲ رکوع ۱۷۔ سبا ۲ رکوع ۱۱ و ۱۲۔ ص ۳ رکوع ۳۴ سے ۳۸۔ سلیمان کے پاس جنون اوڑنیوالے جانورون کے لشکر تہے اور ہوا اور شیطان وغیرہ بہی اُسکے تابع تہے۔ یہہ بہی غلط ہے۔ کیونکہ اسکا کہین سے ثبوت نہین ملتا چاہئے کہ کسی معتبر مورخ یہود کی گواہی سے ثابت کرین۔

۱۸۔ صافات ۲ رکوع مین ہے کہ گنہگار اُن کی جورواں اور جو کچہہ وہ اللہ کے سوا پوجتے تہے سو اُنکے دوزخ مین ڈالے جاوینگے تاکہ جلین۔ چونکہ یہہ سب پر روشن ہے کہ بہت لوگ اولیا و انبیا کی اور خصوصاً عیسائی عیسیٰ کی پرستش کرتے ہین تو کیا یہہ سب دوزخ مین ڈالے جاوینگے۔ اگر یہہ نہین تو اس آیت قرآنی کے بطلان مین کیا شک ہے

۱۹- ہود ۹ رکوع مین ہے۔ کہ مومن بہشت مین رہینگے جبتک کہ آسمان و زمین قایم ہین اور کافر دوزخ مین رہینگے جبتک کہ آسمان و زمین قایم ہین۔

(ب) الحاقہ ۱۴ سے ۱۶۔ جب صور پھونکا جائے گا تو آسمان پھٹ جائے گا اور زمین اُٹھائی جائے گی۔

(ج) الرحمٰن ۲ رکوع ۲۶ و ۲۷۔ سب کچھہ فنا ہو جائیگا لیکن صرف منہ خدا کا باقی رہیگا۔

پس اس سے ثابت ہے کہ نہ آسمان و زمین رہینگے اور نہ مومن بہشت اور دوزخی دوزخ مین۔ کیونکہ جب سب کچھہ فنا ہو جائیگا تو یہہ بہی سب کچھہ کے احاطہ سے باہر نہین۔ اسلئے یہہ بہی کذب ہے

۲- قرآن مین محمد صاحب نے خدا کو گناہ کا بانی ٹہرا کر جا بجا یون کہا ہے۔ کہ خدا گمراہ کرتا ہے اللہ چاہتا تو شرک نہ کرتے۔ اللہ نے ہر گروہ کے اعمال اُن کو اچھے دکہائے۔ خدا نے ہر ایک کی عبادت کی طریق مقرر کی۔ اللہ چاہتا تو ایک امت کرتا لیکن گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے۔ اللہ نے ہر آدمی کا اعمال نامہ اس کی گردن مین لگا دیا ہے۔ اللہ نے بہت جن اور آدمی دوزخ کے واسطے پیدا کئے ہین۔ وغیرہ وغیرہ۔ کہ جس سے عادل رحیم و قدوس خدا کی صفات مین خلل آتا ہے اور گنہ گار گناہ کرنا صرف اپنی حرکت بد نہین بلکہ منجانب اللہ جانکر دل کہول کے گناہ کرتا ہے۔ پس اظہر من الشمس ہے یہہ قرآن کا بہتان عظیم نسبت ذات بابرکات باری تعالےٰ کے موجود ہے جس سے قرآن ہرگز کلام عادل و رحیم و قدوس خدا کا نہین ٹہر سکتا۔

(۳) انسان کی نجات قیامت کے روز کیونکر ہو گی آیا صرف اعمال حسنہ کے سبب یا کسی شفیع کی شفاعت سے یا اعمال حسنہ و شفاعت شفیع کے اجتماع سے۔

۱- اگر شفیع کی ضرورت ہے تو اُس کے شرائط اور وجہہ خصوصیت کیا ہے یعنے کون کون شرط شفیع مین چاہئین کہ جنکے سبب اُسکی شناخت ہو سکے۔ اور کون سی اُسمین زیادتی ہے کہ جسکے سبب وہ اِس منصب پر ممتاز ہوا ہے۔

۲- اگر نیک اعمال سے مراد ہے تو نیک اعمال سے کیا مراد ہے آیا کل اوامر و نواہی کا

بجالانا یا جس قدر ہو سکین۔

(۴)۔ شفاعت کبرا و صغرا کی کیا تعریف ہے۔ اور شفاعت کبرا یا صغرا کا قرآن سے نسبت محمد صاحب کے کیا ثبوت ملتا ہے۔ لفظی معنے لکھہ کر آئیت دکھاوین تاویلین اور مرادی معنے مطلوب نہین۔

(۵)۔ کوئی گنہ گار گناہ گار کو بہشت مین داخل نہین کر سکتا۔ اور قرآن و احادیث سے ثابت ہے کہ محمد صاحب خود گنہ گار ہین اسلیئے وہ اس لائق نہین کہ وہ شفاعت کبرا و صغرا کرنیکا اختیار پاوین بلکہ صاف آشکارہ ہے کہ وہ خود ہی نجات نہ پاوینگے۔ اور چند گنہ اُنکے بطور نمونہ پیش کرتا ہون وہ یہہ ہین۔

۱۔ احزاب ۵ رکوع مین ہے۔ کہ محمد صاحب نے اپنے لے پالک بیٹے زید کی زوجہ زینب پر عاشق ہوکر لوگونکے خوف سے زینب کے عشق کو اپنے دل مین چھپایا اور خدا سے خوف نہ کیا جیسا کہ لکھا ہے (وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ)۔

۲۔ تحریم ا رکوع کی تفاسیر مین ہے۔ کہ محمد صاحب اپنی زوجہ حفصہ کے گھر گئے اور اُسکی لونڈی ماریہ قبطیہ سے اپنی زوجہ کی غیر حاضری مین ہم بستر ہوئے اور حفصہ مذکور یہہ معلوم کرکے ناراض ہوئی۔ تب محمد صاحب نے اس شہرت بد کو بند کرنے اور حفصہ کو راضی کرنے کیلئے قسم کھائی اور کہا کہ مین پھر اس لونڈی سے ہم بستر نہونگا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ یہہ ماجرا تو کسی پر ظاہر نہ کر۔ پس جب محمد صاحب اُسکے گھر سے چلے گئے تو حفصہ نے یہہ تمام احوال عائشہ پر ظاہر کر دیا۔ اور پھر جب محمد صاحب کو عائشہ سے معلوم ہو گیا کہ یہہ ماجرا چھپ نسکا تو قرآن مین بمقام مذکور ایک آئیت نازل کرلی۔ کہ بے شک قسم کو توڑ کر لونڈی سے ہم بستر ہونے نبیئے اپنی عورتونکی خوشنودی نہ چاہیئے۔ اس ماجرے سے تین گناہ محمد صاحب پر ثابت ہوتے ہین۔

(ب) گنہ زنا کا کہ جس کے سبب محمد صاحب نے اپنی زوجہ حفصہ سے ملامت اٹھائی اور نادم ہوکر اس گنہ کو چھپانے کی کوشش کی اور قسم اُٹھا کر اپنی جان چھوڑائی۔

(ج)۔ گنہ قسم پر قایم نہ رہنے کا کہ پہر اُسی لونڈی سے ہم بستر ہوتے رہے اور اسی سبب محمد یونپر بہی قسم کا توڑنا جائز کر دیا۔

(د)۔ ایسے ناشایستہ فعل مین یعنے لونڈی سے ہم بستر ہوتے رہنے اور قسم کے توڑنے مین خدا کو شریک کرکے اجازت دینیوالا قرار دیا۔

۲۔ فتح ارکوع ۱ مین ہے۔ کہ خدا نے محمد صاحب کے پہلے اور باقی ماندہ گنہ بخش دئے۔ یعنے پہلے وہ جو اُسوقت تک محمد صاحب سے گناہ ہو چکے تہے اور باقی ماندہ وہ جو ہنوز وقوع مین نہ آئے تہے۔ پس اس سے نہ صرف محمد صاحب کے گناہونکی بخشش معلوم ہوتی لیکن آئندہ گنہ کرنے کی اجازت بہی پائی جاتی ہے۔ جیساکہ دیگر محمدیونکی نسبت بہی احادیث سے ایساہی سمجھا جاتا ہے۔ اور وہ چند مقام یہہ ہین

اوّل۔ حدیث تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار نمبر ۵م ۱۱ و ۱۶۱ مین ہے۔ مسلم مین ابوایوب سے روائیت ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ اگر تمہارے گناہ نہوتے جنکو خدا بخشتا تو البتہ خدا اُس قوم کو لاتا جسکے گناہ ہوتے پہر اُنکی مغفرت کرتا۔ پہر مسلم مین عبداللہ بن عمر سے روائیت ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ اگر تم گناہ نہ کرتے تو خدا اور قوم کو لاتا کہ وہ گناہ کرتے پہر اُن کو خدا بخشتا اور اُن کو بہشت مین لیجاتا

دوم۔ تحفۃ الاخیار نمبر ۱۶۵۴ مین ہے۔ بخاری اور مسلم مین ابوذر سے روائیت ہے حضرت نے فرمایا۔ کہ میرے پاس جبرائیل آیا سو اسنے مجکو بشارت دی کہ جو مرے گا میری اُمت سے اس حالت مین کہ شرک نہ کرتا ہو اللہ سے کسی چیز کا تو وہ بہشت مین داخل ہوگا ابوذر نے کہا کہ اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے تو بہی بہشت داخل ہوگا حضرت نے فرمایا ہان اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے۔

سوم۔ تحفۃ الاخیار نمبر ۱۵۴۱ مین ہے۔ کہ روزہ رکہنے سے ایک برس کے پہلے اور ایک برس کے پیچہلے گناہ معاف ہو جاتے ہین۔

چہارم۔ اُسی حدیث کے نمبر ۱۴۴م مین ہے۔ بخاری اور مسلم مین انس سے روائیت ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ کیا وہ اس کی گواہی نہین دیتا کہ سوا خدا کے کوئی معبود برحق

نہین اور اس کی کہ مین خدا کا رسول ہون یعنے مالک بن دخشم - اصحاب نے کہا وہ یہہ کہتا ہے لیکن اُسکے دلمین اس کا اعتقاد نہین یعنے وہ منافق ہے - حضرت نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہین جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے پہر دوزخ مین پڑے -

پس قرآن وحدیث سے صاف صاف ثابت ہے کہ محمد صاحب خود گنہگار ہین اسلیئے سب محمدیونکے گناہ کو ایک خفیف سی حرکت سو وہ بہی خدا کیطرف سے قرار دیتے ہین یا جو صرف تہوڑے الفاظ زبان سے بولنے کے سبب گنہ کا مواخزہ نہین ہوتا ہے - کہ جس سے نہ عدل ورحم وتقدس الہی کا کچھ لحاظ ہے بلکہ بہت جگہ احادیث مین آیا ہے کہ اگر فلان رکعت نماز کوئی پڑہے یا فلان الفاظ زبان سے بولے تو اتنے اتنے دنون اور برسون کے اگلے اور پچہلے گناہ معاف ہو جاتے ہین - گویا کہ خدا خود گنہ کرنیکی ترغیب دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ گنہ کرین -

پنجم - اُسی حدیث کے نمبر ۹۹ مین ہے - مسلم مین عمر فاروق سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا - کہ اے خطاب کے بیٹے تجہکو کیا معلوم ہے شاید خدا اس جنگ بدر والے گروہ پر البتہ آگاہ ہو چکا سو اُسنے فرمایا کہ تم کرو جو تمہارا جی چاہے مین تمکو مقرر بخش چکا - یعنے اصحاب بدر والونمین سے ایک نے ایسی بد حرکت کی کہ وہ قتل کے لائق تہا - اور عمر فاروق اُسے قتل کیا چاہتے تہے اُس وقت حضرت نے فرمایا کہ جو چاہین سو کرین کچھ مضایقہ نہین کیونکہ حضرت اس لیئے ان سے خوش تہے کہ انہون نے لڑائی مین آپکی مدد کی تہی پر شریعت وعدل وتقدس الہی کا اُس وقت پاس نہ تہا سو ثابت ہے کہ حضرت خود گناہگار ہین تو اورونکے لیئے کیا کر سکتے ہین -

ششم - اُس حدیث کے نمبر ۱۶۵۹ - مین بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا - کہ گناہ بار بار کرنا اور بار بار توبہ کرنے سے معاف ہوتا ہے اور حضرت نے یہہ چار بار فرمایا کہ جو تیرا جی چاہے سو کر -

(۶) - محمد صاحب نے اوایل مین تینکے کے تین مُنونکی تعریف کرکے سورہ نجم کے پڑہتے وقت کہا - تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى - ان بتون سے

۶) شفاعت کی اُمید ہے - دیکھو سورہ حج ۷ رکوع ۵۲ کی تفاسیر ہین - مفسرین کہتے ہین
کہ یہہ کلمات تعریف بتون کے محمد صاحب کے مُنہہ سے شیطان نے نکلوائے تھے - یا
محمد صاحب کی تمنے مین اگلے نبیون کیطرح شیطان نے یہہ باتین تعریف بتون کی
ڈالی تھین - چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین ہے - ترجمہ پس ایک دن محمد صاحب قریش
کی مجلس مین تہا پس نازل کی خدانے سورہ والنجم پس رسول اللہ نے اُسے پڑہا اور جبکہ
وہ پہنچا اس قول تک بہلا تم دیکھو لات اور العزی اور تیسرے آخری منات کو تو ڈال
دی شیطان نے محمد صاحب کی زبان پر وہ ایک بات جسکا وہ خیال کرتا تہا اپنے دلمین
اور جسکی وہ تمنے کرتا تہا - کہ یہہ نہایت نازک اور نوجوان عورتین اعلے مرتبہ کی ہین -
اور اُنکی شفاعت کی اُمید کرنے چاہیئے پس جب قریش نے یہہ سنا تو وہ
خوش ہوگئے -

پس اس سے ظاہر ہے کہ محمد صاحب ایک ایسے عاجز شخص تہے کہ خود شفاعت
کا بہروسہ شیطان کی تابعداری سے بتونپر کر لیتے تہے -

۲- حدیث تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار نمبر ۱۰۵۰ - مین بخاری و مسلم مین سے
صاف لکھا ہوا موجود ہے - کہ حضرت پر لبید اعصم کے بیٹے نے ایسا جادو کیا تہا کہ حضرت
اپنی بیویون سے صحبت نہ کر سکتے تہے - یا نہ کردہ کام کو حضرت جانتے کہ کرچکا ہون -
تو پس کیونکر یقین کیا جا سکتا ہے کہ ایسا شخص گناہ سے پاک اور شفاعت کبیرا یا صغیرا
کا کرنیوالا ہے - جو خود شیطان و جادو کا مغلوب رہا -

(۷) - بموجب لفظی معنے آیات قرآن کی سے ثابت کرین کہ خدا کے عدل و رحم مین بہی فرق
نہ آوے اور گناہ گار شخص بہی بے سزا پائے بہشت کا آرام جاودانی حاصل کرے -

(۸) - یہہ جو قرآن کے سورہ ق ۳ رکوع ۳۰ - آیت مین ہے - يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ
وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ - ترجمہ - جس دن کہینگے ہم دوزخ کو کیا بہری گئی اور کہیگی وہ
کیا کچھہ ہے - زیادتی دیکھو حدیث تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار نمبر ۷۵۵ - ق ۲ نمبر
لا تزال جهنم تقول هل من مزيد حتى يضع فيها رب العزة قدمه فتقول قط قط

مسلم اور بخاری مین انس سے روائیت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ دوزخ کہیگا آیا ہے کچہہ اور زیادہ کہیگا بیچ اُس کے اللہ تعالے قدم اپنا پس کہیگا دوزخ بس بس۔

پس ذیل کی چار باتونکا جواب مرحمت فرماوین۔

اول۔ یہہ کہ کوئی معقول سبب بتاوین کہ جسکے سبب خداوند کو دوزخ مین پاؤن ڈالنا ضروری ہے

دوم۔ کسی آئیت کی سند سے یہہ بتاوین کہ خدا کے پاؤنکو دوزخ سے کبھی رہائی بھی ملیگی یا ہمیشہ دوزخ ہی مین رہیگا۔

سوم۔ یہہ بھی کسی آئیت کی سند سے بتاوین کہ خدا کے پاؤن کے دوزخ مین جانے سے اُس کی جلانیکی تاثیر مین تبدیلی ہوگی یا نہین۔ اگر تبدیلی ہوئی تو دوزخی عذاب سے چھوٹے۔ ورنہ خدا کا پاؤن بھی جلا۔

چہارم۔ یہہ بتاوین کہ خدا جو بقول قرآن عرش پر بیٹھا ہوا ہے وہان سے بیٹھا بیٹھا اپنا پاؤن دوزخ مین لٹکا دینگے۔ یا آپکو عرش سے اوترنا بھی پڑیگا۔ اور پہر جب پاؤن دوزخ مین گیا تو دوزخی اُسکو دیکھینگے یا نہین۔

پس جس حالت مین یہہ سب نقص محمد صاحب کے قول و فعل اور قرآن مین پائے جاتے ہین تو وہ ہرگز خدا کی طرف سے نہین ہین۔ اور نہ وہ اِس لائق ہین کہ وہ نبی تصور ہون۔

راقم

# پادری ٹامس ہاول بشیر

مقیم پنڈ دادن خان۔

# پہلا باب

## مولویصاحب کے دس مغالطونکے جوابین

# پہلا مغالطہ

صفحہ - ۱ - سطر - ۱ -

**قولہ** - یاد رہے کہ کسی نبی کی نبوت اور رسول کی رسالت ثابت کرنیکے لئے سابقہ انبیا کی کتب اور اُنکے موجودہ اور مسلمہ صحف مین بشارات کا ہونا شرط نہین ہے -

**اقول** - مولویصاحب نے یہان مغالطہ دہی کی غرض سے ہمارے پہلے سوال کی پہلی دفعہ کو نقل نہین کیا چنانچہ ہمنے اُن سے یہہ سوال کیا تہا ,, قرآن کا یہہ دعوی کہ محمد صاحب کے حقمین کتب سماوی مین پیشین گویان درج ہین وہ کتب سماوی سے اُنکے حقمین ثابت کرین - الخ -،، ہم نے آپ سے تمام انبیا کی نبوّت کا ثبوت نہین مانگا اور نہ یہہ پوچہا کہ پیشین گوئی کا ہونا ہر ایک نبی کی ثبوت نبوّت کے لئے شرط ہے کہ نہین - بلکہ یہہ استمزاج کیا تہا کہ بموجب دعوی قرآن ,, سورہ اعراف ۹ رکوع ۱۵۸ - آیت - اَلَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ - وہ جو پاتے ہین اُس کو لکہا نزدیک اپنے بیچ توراۃ اور انجیل کے،، پس ہمارا سوال تو محمد صاحب کے دعوی کی نسبت ہے - اگر آپ اور انبیا کی نسبت بشارت کا ہونا شرط نہین جانتے تو امر دیگر ہے - لیکن محمد صاحب تو اپنے حقمین بشارات کا ہونا شرط مانکر دعوی کر رہے ہین - پہر وہ کسطرح دیگر انبیا کی آڑمین چہپائے جا سکتے ہین اور پہر اگر آپ کو یہہ یقین پختہ ہو کہ محمد صاحب کے حقمین بشارات کا ہونا شرط نہین تو اپنے صفحہ ۱۶ سے یہہ کوشش کیون کی کہ کسی نہ کسیطرح کوئی بشارت توراۃ و انجیل محمد صاحب کی نسبت ثابت ہو جاوے - جناب آپنے مغالطہ دیکر یہہ بندش اِس لئے باندہی - کہ جب کوئی بشارت اُنکے حقمین ثابت نہو سکے تو یہہ کہہ کر اعتراض سے گذر جاوین - کہ بشارات کا ہونا شرط نہین ہے

لیکن یاد رکہئے کہ ہم پہر بہی اِس مغالطہ دہی کے سبب یہہ پوچہنے سے باز نہ آوینگے - کہ اگر بشارات کا ہونا محمد صاحب کی نسبت شرط نہین تہا تو انہون نے اپنے حقمین اُنکا دعویٰ کیون کیا - لہذا ظاہر ہے کہ آپکی غرض یہان صرف مغالطہ دہی کے سوا اور کچہہ نہین -

پہر مولوی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴ و ۳ مین اپنی انشاپردازی دکہاکر فرمایا ہے کہ پادری جو کہتے ہین کہ محمد صاحب کی بشارات کتب سابقہ مین نہین یہہ اُنکا وہم ہے اور عیسائی بے وجہہ عیسوی بشارات کومان لیتے ہین - اور محمدیہ بشارات پر بیجا اعتراض کرتے ہین - اور پہر مولوی صاحب نے اپنے مُنہہ سے اپنی تعریف بہی کی ہے - لیکن یہہ سب باتین جاہلون کو ٹہگنے کی اور فضول ہین - اور جب موقع وقتاً فوقتاً مولوی صاحب کی بیجا حمیت بہی ظاہر ہوکر بخوبی ظاہر کیا جائیگا کہ عیسوی بشارات کے قبول کرنے اور محمد صاحب کے دعویٰ ناحق کی تردید مین عیسائیون کے پاس بہت ہی قوی براہین اور وجوہات موجود ہین -

## دوسرا مغالطہ

صفحہ - ۴ - سطر - ۱۴ -

**قولہ** - اگرمان لین کہ بشارات کا ہونا اثبات نبوت کے لئے ضرور ہے - تو ہم کہتے ہین کہ بشارات کا ہونا اس امر کا مستلزم نہین کہ وہ بشارات سابقہ انبیا کی کتب مین موجود ہون جائز ہے کہ وہ بشارات سینہ بسینہ چلی آتی ہون یہہ میرا خیالی اور وہمی عذر یہ نہین بلکہ نفس الامری اور واقعی ہے - دیکہو متی ۲ باب ۲۳ مین کہتا ہے یسوع ناصرت مین رہا تاکہ وہ بشارت پوری ہو جو انبیا کہتے آتے تہے کہ وہ ناصری کہلاویگا - الخ -

**اقول** - مولوی صاحب اثبات نبوت کے آگے لفظ محمد کا کیون چہوڑ گئے - ہم کو تو محمد صاحب کی نبوت کا ثبوت مطلوب ہے - اور اُنکے حقمین جو ہم بشارات لکہی ہوئی طلب کرتے ہین وہ بہی محمد صاحب کے دعویٰ سورہ اعراف ۱۹ رکوع ۱۵۸ مکتوباً عندھم الخ - کے بموجب - پہر آپکی اگر مگر کی گنجائش ہی کہان ہے -

دوم - یہہ جو فرمایا - جائز ہے کہ بشارات سینہ بسینہ چلی آتی ہون اور حوالہ متی ۲ : ۲۳ کا دیکر

یہہ فرمانا آپکا "کہ انبیا کہان ایک نبی کی بہی کتاب مین نہین لکہا کہ وہ ناصری کہلاوے گا" بالکل غلط اور صریح مغالطہ ہے۔ کیونکہ کوئی ایسی بشارت مقدس متی نے پیش نہین کی جو لکہی ہوئی کتب مقدسہ مین موجود نہ ہو۔ لہذا اس بشارت کے ثبوت مین وجوہات ذیل کو دیکہیئے۔

(الف) اِس لفظ ناصری کو یہودی بطور حقارت کے استعمال کیا کرتے تہے۔ جیسا کہ۔ یوحنا ۱: ۴۵ و ۴۶ مین یہہ حقارت کے طور پر مسیح کے حقمین کہا گیا۔ اور یہہ سب پر روشن ہے کہ یشعیاہ ۵۳ باب و مزمور ۲۲ مین جو مسیح کے حقمین پیشین گوئیان درج ہین اُن سے ظاہر ہے کہ مسیح کی حقارت اُس قوم سے کئے جانے پر دلالت کرتی ہین اِس لئے متی ۲: ۲۳ مین ان نبیون کی بشارات کی طرف اِشارہ ہے۔

(ب) یشعیاہ ۱۱: ۱ مین جو مسیح کی بشارت ہے اور وہان جس لفظ کا ترجمہ شاخ ہوا ہے وہ لفظ اصل زبان عبرانی مین نیصر ہے جو آنیوالے موعود مسیح کا نام تہا۔ جیسا کہ آیات ذیل سے ثابت ہے۔

۱۔ یشعیاہ ۱۱: ۱۔ یسی کے تنے سے ایک کونپل نکلیگا اور اُس کی جڑون سے ایک پہلدار شاخ پیدا ہوگی۔ نیز دیکہو یشعیاہ ۱۱: ۱۰ و ۴: ۲ و اعمال ۲۴: ۵۔ یشعیاہ ۵۳: ۲ و مکاشفات ۵: ۵۔ یرمیاہ ۲۳: ۵ و ۳۳: ۱۵۔

۲۔ ذکریاہ ۳: ۸۔ اب اے یہوسوع سردار کاہن سن تو اور تیرے رفیق جو تیرے آگے بیٹہے ہین کیونکہ یہہ اشخاص بطور نشانی کے ہین کہ دیکہہ مین اپنے بندے شاخ نامے کو پیش لاؤن گا

۳۔ ذکریاہ ۶: ۱۲۔ اور اُس سے یون کہہ کہ رب الافواج یون فرماتا ہے کہ دیکہہ وہ شخص جس کا نام شاخ ہے اور وہ اپنی جگہ سے اُگیگا اور وہ خداوند کی ہیکل بنا کریگا۔ نیز دیکہو لوقا ۱: ۶۹ و متی ۲: ۲۳۔

پس مذکورہ بالا بشارات سے ثابت ہے کہ یشعیاہ ۱۱: ۱ مین نیصر خداوند یسوع کا نام تہا جو برائے تکمیل بشارات بسبب رہائش شہر ناصرت و اُس حقارت کے جو بشارات مین بیان کی گئی تہی مسیح پر پکارا گیا اور چونکہ یہہ بشارت بہت نبیون کی کتابون مین لکہی گئی اِس لئے اُن سب کے بیان کو مقدس متی نے ایک جگہ جمع کرکے بطور خلاصہ بتادیا کہ ان نبیونکی یہہ پیشین گوئی

خداوند مسیح کے حق مین پوری ہوئی ہے

(ج) اور واضح رہے کہ جس جس نبی کی نبوت کو مقدس متی نے خداوند مسیح کے حق مین پیش کیا تو وہان لفظ کہا تھا استعمال کیا ہے اور وہ سب بشارات کہ جنکا حوالہ مقدس متی نے دیا اور جنکی نسبت لفظ کہا تھا استعمال کیا وہ کتب سماوی مین لکھی ہوئی موجود ہین - وہو ہذا -

۱- متی ۱: ۲۲ - جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہوا - مقابلہ کرو یشعیاہ ۷: ۱۴ سے -

۲- متی ۲: ۱۵ - جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہو - مقابلہ کرو ہوسیع - ۱۱: ۱ - سے -

۳- متی ۲: ۱۷ - تب وہ جو یرمیاہ نبی نے کہا تھا پورا ہو - مقابلہ کرو یرمیاہ - ۳۱: ۱۵ - سے -

۴- متی ۲: ۲۳ - وہ جو نبیون نے کہا تھا پورا ہو - مقابلہ کرو - یشعیاہ - ۱۱: ۱ اور ۴: ۲ و ۵۳: ۲ - مزمور ۲۲ تمام - یرمیاہ - ۲۳: ۵ و ۳۳: ۱۵ - ذکریہ ۳: ۸ و ۶: ۱۲ - لوقا ۱: ۶۹ - یوحنا ۱: ۴۵ و ۴۶ - اعمال ۴: ۵ - مکاشفات ۵: ۵ - سے -

۵- متی ۳: ۳ - جنکا ذکر یشعیاہ نبی نے یہہ کہہ کے کیا - الخ - مقابلہ کرو یشعیاہ ۹: ۱ و ۲ - سے -

۶- متی ۴: ۱۴ - جو یشعیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا پورا ہو - مقابلہ کرو یشعیاہ - ۹: ۱ و ۲ - سے -

۷- متی ۱۲: ۱۷ - وہ جو یشعیاہ نبی نے کہا تھا پورا ہو - مقابلہ کرو یشعیاہ - ۴۲: ۱ - سے -

۸- متی ۱۳: ۳۵ - تاکہ جو نبی نے کہا تھا پورا ہو - مقابلہ کرو مزمور - ۷۸: ۲ - سے -

۹- متی ۲۱: ۴ - تاکہ جو نبی نے کہا تھا پورا ہوا - مقابلہ کرو ذکریہ - ۹: ۹ - سے -

۱۰- متی ۲۷: ۹ - تب وہ جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا پورا ہوا - مقابلہ کرو ذکریہ - ۱۱: ۱۲ و ۱۳ - سے -

نوٹ - واضح ہے کہ یہان ڈاکر لائیٹ فٹ صاحب - بابا بترا - ربی داود - اور کمحی - سے نقل کرتے ہین کہ جو نبیون کی کتابین یرمیاہ نبی کی کتاب کے بعد تھین وہ سب یہودیونکے ہان یرمیاہ کہلاتی تھین اس لئے مقدس متی نے بجائے ذکریہ کے یرمیاہ لکھا ہے -

۱۱- متی ۲۷: ۳۵ - تاکہ جو نبی نے کہا تھا پورا ہو - مقابلہ کرو مزمور ۲۲: ۱۸ - سے -

پس مقامات مذکورہ بالا سے صاف آشکارہ ہے کہ مقدس متی نے جس بشارت کو خداوند مسیح

کے حقمین پیش کیا ہے وہ لکھی ہوئی کتب انبیا مین موجود ہین اور لفظ کہا تہا کے استعمال کرنے سے وہ بشارات آپکے وہم کے بموجب سینہ بسینہ روایتی نہین ہوگئین۔

سوم۔ یہہ جو آپنے لفظ کہا تہا کو دہکتے آتے تہے۔، بنالیا یہہ انجیل مین نہین ہے دیکہو متی ۲۔۳۴ ۔یہہ آپ کا صرف مغالطہ دہی کے لئے حیلہ ہی ہے عاقل خود انجیل مین دیکہکر آپکی بیجا جہبٹ ومغالطہ دہی کی داد دینگے۔

پس مولوی صاحب کے اس مغالطہ سے بہی محمد صاحب کی نشارات کی نسبت یہہ خیال نہین ہو سکتا کہ وہ سینہ بسینہ چلی آئی ہون۔ اور غور کا مقام ہے کہ محمد صاحب تو قرآن مین "الذی یجدونہ مکتوبا عندہم فی التوراۃ والانجیل" کا دعوی کرتے لیکن مولوی صاحب دعوئی محمد صاحب کو سچا ہوتا نہ جانکر مغالطہ دیتے ہین کہ وہ سینہ بسینہ چلی آئی ہونگی۔ سنئے مولوی صاحب اسطرح سے آپ اور بہی محمد صاحب کے دعوئی کو لغو ثابت کر رہے ہین۔

صفحہ ۵ کی سطر ۶ سے

**قولہ**۔ اور اگر مان لین کہ سابقہ انبیاء کی مقدسہ کتب مین اُن نشارات کا لکہا ہوا ہونا ضرور ہے تو ہم دلیری سے کہہ سکتے ہین۔ کل انبیا کی کتب کا موجود ہونا ضرور نہین صاف عیان ہے۔ آدم۔ اور نوح۔ اور ابراہیم۔ اور یعقوب۔ اور یوسف وغیرہ انبیاء کی کتابین کہان ہین۔

**اقول**۔ اس مغالطہ پر بہی غور کیجئے۔ یہہ مولوی صاحب کو کسنے کہا ہے کہ کبہی جہان مین آدم۔ نوح۔ اور ابراہیم وغیرہ کی کتابین تہین اور اب نہین ہین۔ مولوی صاحب یہہ آپکے قرآن و پیشوا محمد صاحب کی غلطی ہے جو خیال کرتے ہین کہ آدم وغیرہ کی کتابین تہین نہ ہم اس بات کے مدعی ہین اور نہ بتا سکتے کہ وہ اب کہان ہین۔ اگر بموجب دعوای قرآن و احادیث محمدی انکی کتابین کسی زمانہ مین تہین تو آپ ہی بتائیے کہ وہ اب کہان ہین اور کس قوم کے پاس کتنی مدت تک وہ رہین۔ ورنہ قرآن و اقوال محمد صاحب کی صداقت ہاتہہ سے جاتی ہے۔

82



**قولہ**- پیدائش پچاس باب ہیں یوسف نے جس خدائی قسم کا جو ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب سے ہوئی ذکر کیا ہے- اس کا علم یوسف نے کس کتاب سے حاصل کیا-

**اقول**- واضح رہے کہ ان بزرگون کو کسی کتاب سے ایسا علم حاصل کرنے کی حاجت نہ تہی کیونکہ خدا اُن سے ہم کلام ہوتا تہا اور ہمیشہ خدا اُنکے ساتھ تہا اور جو ہدایات اُنکے لئے ضروری ہوتی تہین- وہ خاص مشاہدون اور رویون کے ذریعہ سے انپر کشف کی جاتی تہین کسی کتاب کی اُسوقت نہ ضرورت تہی اور نہ خدا نے کسی کتاب کے لکھنے کا اُنکو حکم دیا تہا کیونکہ اُس وقت اُنکی حاجتین بغیر کتاب کے رفع ہو سکتی تہین کہ اکثر وہ بزرگ خدا سے ہم کلام ہوتے تہے- وہو ہذا-

۱- آدم کی بابت دیکھئے- پیدائش ۱:۲۹ و ۲:۱۶ و ۱۷ و ۳:۸ و ۹-

۲- نوح کی بابت دیکھئے پیدائش ۶:۱۲ سے ۲۱ و ۷:۱ سے ۴ و ۸:۱۵ سے ۱۷ و ۹:۱ سے ۱۷-

۳- ابراہیم کی بابت دیکھئے- پیدائش ۱۲:۱ سے ۳ و ۷ - و ۱۳:۱۴ سے ۱۷ و ۱۵:۱ و ۴ و ۵ و ۷ سے ۹ و ۱۳ سے ۱۶ و ۱۸ سے ۲۱ و ۱۷:۱ سے ۱۶ و ۱۹ سے ۲۲ و ۲۲:۱ و ۲-

۴- اسحاق کی بابت دیکھئے- پیدائش ۲۶:۲ سے ۵ و ۲۴-

۵- یعقوب کی بابت دیکھئے- پیدائش ۲۸:۱۳ سے ۱۵ و ۳۱:۳ و ۳۵:۱ و ۴۶:۲ سے ۴ و ۴۸:۳ و ۴-

۶- یوسف کی بابت دیکھئے- پیدائش ۳۹:۲ و ۳ و ۲۱ و ۲۳ و ۴۱:۳۸-

پس یوسف نے جو خدا کے وعدے کی بابت جانا وہ اپنے باپ یعقوب اور اُس روح اللہ کے ذریعہ سے جانا جو اُسمین تہی- جیسا کہ بعد ازان موسےٰ نے بہی ان سب باتونکو خدا کے بتانے و روح کی ہدائیت سے جانا کیونکہ یہہ سب ملہم اشخاص تہے- لہذا نہ تو کوئی ایسی روائیت اور نہ کوئی ایسی کتاب تہی کہ جسمین محمد صاحب کی بشارت ہو اور وہ گم ہوگئی ہو-

## تیسرا مغالطہ

صفحہ ۶ سطر ۵

**قولہ**- عام انبیا کیا عیسایونکے طرز پر جس نبی کی بشارت ہو وہ نبی آپ ہی اپنی

بشارت کو کبھی نہین سمجھہ سکتا دیکھو انجیل یوحنا ۱: ۲۱ - یوحنا نے اپنے ایلیا ہونے سے انکار کیا حالانکہ انجیل متی ۱۱: ۱۴ و ۱۷: ۱۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا ایلیا تہا۔

**اول** - چونکہ یوحنا بپتسمہ دینیوالا بموجب لوقا ۱: ۱۷ کے الیاس کی طبعیت وقوت کے ساتھہ آیا اِس لئے بموجب ملاکی ۴: ۵ و متی ۱۱: ۱۴ و ۱۷: ۱۲ - وہ ایلیاہ کہلایا - اور چونکہ یہودی اسو وقت یہہ خیال کرتے تہے کہ ایلیاہ خود بذاتہی آنیوالا ہے اور اِسی لحاظ سے انہون نے یوحنا ۱: ۲۱ کے بموجب یوحنا سے پوچہا کہ کیا توہی ایلیاہ ہے (یعنے بذاتہی وہی ایلیاہ جو زندہ آسمان پر چلا گیا تہا) لیکن چونکہ مقدس یوحنا بموجب لوقا ۱: ۱۷ صرف ایلیاہ کی طبعیت وقوت کے ساتھہ آیا تہا اور بذاتہی وہی ایلیاہ نہ تہا تو اِس سبب سے اِنکار کیا - اور اگر مقدس یوحنا انکار نہ کرتا تو یہودی اپنی خام خیالی مین ترقی کرتے اور تناسخ کے غلط مسئلہ مین پہنس جاتے -

دوم - متی ۱۱: ۱۴ و ۱۷: ۱۲ - جو آپنے پیش کی ہین اگر ان پر بہی آپ غور کرین تو یہہ واضح نہین ہوتا کہ مقدس یوحنا حقیقی اور بذاتہی وہی ایلیاہ تہا - مثلاً متی ۱۱: ۱۴ کے الفاظ "و چاہو تو قبول کرو" یہہ ظاہر کرتے ہین کہ وہ مجازاً ایلیاہ اِس لئے تہا کہ وہ ایلیاہ کی طبعیت وقوت مین آیا - پہر متی ۱۷: ۱۲ پر فکر کرنے سے پہلے ۱۰ - آئیت پر غور فرمائیے - جہان لکہا ہے " اور اُس کے شاگردون نے اُس سے پوچہا پہر فقیہہ کیون کہتے ہین - الخ - یہان لفظ پہر سے ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند پہلے اِس سے کچھہ ذکر ایلیاہ کی بابت ایسا بیان فرما رہے تہے جو فقیہون کی رائے وخیال کے برعکس تہا - اور غالباً یہہ ذکر یوحنا کے آنے کا تہا جو ایلیاہ کی طبعیت وقوت مین آیا تہا جیسا کہ ۱۳ - آئیت مین شاگردون نے خداوند کی تمام تقریر کا نتیجہ نکال کر سمجھہ لیا کہ خداوند نے اُن سے یوحنا بپتسمہ دینیوالے کی بابت کہا ہے - پس جس حال مین کہ یوحنا بپتسمہ دینیوالا بذاتہی وہی ایلیاہ نہ تہا تو اُسکا اِس سے اِنکار کرنا اُسکی ناواقفی پیشین گوئی پر دلالت نہین کرتا -

سوم - بالفرض اگر مان لیا جاوے کہ یوحنا نہین جانتا تہا کہ یہہ پیشین گوئی مجھ سے متعلق ہے - تو اسمین اور سب نبی کیونکر ناواقف متصور ہو سکتے ہین یوحنا کا نہ جاننا نہ تو اور وں پر کچھ اثر رکہتا اور نہ محمد صاحب کی نبوت کو ثابت کرتا ہے - پس اب کوئی اور تجویز نکالیئے -

# چوتھا مغالطہ

صفحہ ۶ سطر ۹

**قولہ** - مسیح - اور یوحنا - اور اس نبی کی بشارات اگر مفصل ہوتین تو کاہنون اور لاویونکو یوحنا سے پوچھنے کی کیا حاجت ہوتی جیسے یوحنا ۱ باب ۲۰ و ۲۱ مین ہے - اگر بشارات مفصل ہوتین تو حواریونکو یوحنا کی نسبت کیون شبہ پڑتا متی ۱۷ باب ۱۳ - باینکہ حواری ہوتے ہی رتبے مین بڑے تھے -

**اقول** - خداوند مسیح کے حقمین جو بشارات کتب سماوی مین درج ہین وہ مفصل موجود ہین - کہ جنمین آپکی خام خیالی کو ہرگز جگہ ہی نہین ہے - اور وہ یہہ ہین -

خداوند مسیح کے حقمین مفصل بشارات

| نمبر | بشارات کا مضمون | عہد عتیق مین انکا نشان | عہد جدید مین انکے پورے ہونیکا نشان |
|---|---|---|---|
| ۱ | وہ ابن اللہ ہوگا | زبور ۲: ۷ | لوقا ۱: ۳۲ و ۳۵ |
| ۲ | وہ عورت کی نسل ہوگا | پیدائش ۳: ۱۵ | گلاتی ۴: ۴ |
| ۳ | وہ ابراہیم کی نسل ہوگا | پیدائش ۲۲: ۱۸ | گلاتی ۳: ۱۶ |
| ۴ | وہ اسحاق کی نسل ہوگا | پیدائش ۲۱: ۱۲ | عبرانی ۱۱: ۱۷ سے ۱۹ |
| ۵ | وہ داود کی نسل ہوگا | زبور ۱۳۲: ۱۱ و یرمیاہ ۲۳: ۵ | اعمال ۱۳: ۲۳ و رومی ۱: ۳ |
| ۶ | وہ مقرری وقت پر پیدا ہوگا | پیدائش ۴۹: ۱۰ و دانیل ۹: ۲۴ و ۲۵ | لوقا ۲: ۱ |
| ۷ | وہ کنواری سے پیدا ہوگا | یشعیاہ ۷: ۱۴ | متی ۱: ۱۸ و لوقا ۲: ۷ |
| ۸ | وہ عمانوئیل کہلائیگا | یشعیاہ ۷: ۱۴ | متی ۱: ۲۲ و ۲۳ |
| ۹ | وہ بیت اللحم مین پیدا ہوگا | میکہ ۵: ۲ | متی ۲: ۱ و لوقا ۲: ۴ سے ۶ |
| ۱۰ | وہ بزرگون سے عزت پائیگا | زبور ۷۲: ۱۰ | متی ۲: ۱ سے ۱۱ |
| ۱۱ | اسوقت بچے قتل کئے جائینگے | یرمیاہ ۳۱: ۱۵ | متی ۲: ۱۶ سے ۱۸ |

| نمبر | بشارات کا مضمون | عہد عتیق مین اُنکا نشان | عہد جدید مین اُنکے پورے ہونیکا نشان |
|---|---|---|---|
| ۱۲ | وہ مصر سے بلایا جائیگا | ہوسیع ۱۱:۱ | متی ۲:۱۵ |
| ۱۳ | وہ ناصری کہلائیگا | یشعیاہ ۱۱:۱ و ۴۹:۲<br>ذکریہ ۳:۸ و ۶:۱۲ | متی ۲:۲۳ |
| ۱۴ | یوحنا اُسکے آگے منادی کریگا | یشعیاہ - ۴۰:۳<br>ملاکی - ۳:۱ | متی ۳:۱ و ۳ و لوقا ۱:۱۷ |
| ۱۵ | وہ روح القدس سے مسسوح ہوگا | مزمور ۴۵:۷<br>یشعیاہ - ۱۱:۲ و ۶۱:۱ | متی ۳:۱۶ و یوحنا ۳:۳۴<br>اعمال ۱۰:۳۸ - |
| ۱۶ | وہ موسے کی مانند نبی ہوگا | استثنا ۱۸:۱۵ سے ۱۸ | یوحنا ۱:۴۵ و ۵:۴۶<br>اعمال ۳:۲۲ و ۷:۳۷ |
| ۱۷ | وہ ملک صدق کیطرح کاہن ہوگا | مزمور ۱۱۰:۴ | عبرانی ۵:۵ و ۶ |
| ۱۸ | وہ منادی کرے گا | یشعیاہ ۶۱:۱ سے ۳ | لوقا ۴:۱۶ سے ۲۱ و ۴۳ - |
| ۱۹ | اُسکی منادی کا شروع جلیل سے ہوگا | یشعیاہ ۹:۱ و ۲ | متی ۴:۱۲ سے ۱۶ |
| ۲۰ | وہ یروشلم مین آویگا | ذکریہ ۹:۹ | متی ۲۱:۱ سے ۵ |
| ۲۱ | وہ ہیکل مین آویگا | حجی ۲:۷ و یشعیاہ ۵۶:۷ و<br>یرمیاہ ۷:۱۱ و ملاکی ۳:۱ - | متی ۲۱:۱۲ و یوحنا ۲:۱۳ سے ۱۶ |
| ۲۲ | وہ مفلس ہوگا - | یشعیاہ - ۵۳:۲ | مرقس ۶:۳ و لوقا ۹:۵۸ - |
| ۲۳ | وہ حلیم و بے فخر ہوگا | یشعیاہ - ۴۲:۲ | متی ۱۲:۱۶ و ۱۷ |
| ۲۴ | وہ رحیم و شفیق ہوگا | یشعیاہ - ۴۰:۱۱ | متی ۱۴:۱۴ سے ۲۱ و<br>عبرانی ۴:۱۵ - |
| ۲۵ | وہ بے ریا ہوگا | یشعیاہ - ۵۳:۹ | ۱پطرس ۲:۲۲ |
| ۲۶ | وہ غیرت مند ہوگا | مزمور ۶۹:۹ | یوحنا ۲:۱۷ |
| ۲۷ | وہ تمثیلون مین منادی کریگا | مزمور ۷۸:۲ | متی ۱۳:۳۵ - |
| ۲۸ | وہ معجزے دکھلائیگا | یشعیاہ - ۳۵:۵ و ۶ | متی ۱۱:۴ سے ۶ و یوحنا ۱۱:۴۷ |
| ۲۹ | وہ ملامت اوٹھائیگا | مزمور ۲۲:۶ و ۶۹:۷ و ۹ و ۲۰<br>و یشعیاہ - ۵۳:۳ - | رومی ۱۵:۳ |
| ۳۰ | اُسکے بھائی بھی اُسکو ترک کرینگے | مزمور ۶۹:۸ و<br>یشعیاہ - ۵۳:۳ - | یوحنا ۱:۱۱ و ۷:۵ |
| ۳۱ | وہ ٹھوکر کا پتھر ہوگا | یشعیاہ - ۸:۱۴ | رومی ۹:۳۲ و ۱پطرس ۲:۸ |
| ۳۲ | یہودی اُس سے عداوت کرینگے | مزمور ۶۹:۴ و<br>یشعیاہ - ۴۹:۷ | یوحنا ۱۵:۲۴ و ۲۵ |
| ۳۳ | وہ یہودیونکے گروہ سے متروک ہوگا | مزمور ۱۱۸:۲۲ | متی ۲۱:۴۲ |

| نمبر | بشارت کا مضمون | عہد عتیق میں انکا نشان | عہد جدید میں انکے پورے ہونیکا نشان |
|---|---|---|---|
| ۳۴ | یہودی و غیر اقوام اسکے برخلاف اتفاق کرینگے | مزمور ۲: ۱ و ۲ | لوقا ۲۳: ۱۲ و اعمال ۴: ۲۷ |
| ۳۵ | وہ ایک دوست سے فریب کہائیگا | مزمور ۴۱: ۹ | یوحنا ۱۳: ۱۸ و ۲۱ سے ۲۷ |
| ۳۶ | اسکے شاگرد بہی اسے چہوڑ دینگے | ذکریہ ۱۳: ۷ | متی ۲۶: ۳۱ و ۵۶ |
| ۳۷ | وہ تیس روپیے کو فروخت ہوگا | ذکریہ ۱۱: ۱۲ | متی ۲۶: ۱۵ |
| ۳۸ | اسکی قیمت سے کمہار کا کہیت مول لیا جاویگا | ذکریہ ۱۱: ۱۳ | متی ۲۷: ۶ سے ۸ |
| ۳۹ | وہ سختی اٹہائیگا | مزمور ۲۲: ۱۴ و ۱۵ | لوقا ۲۲: ۴۲ و ۴۴ |
| ۴۰ | وہ اوروں کیلئے دکہہ آپ اٹہائیگا | یشعیاہ ۵۳: ۴ سے ۶<br>دانیل ۹: ۲۶ | متی ۲۰: ۲۸ |
| ۴۱ | وہ بڑا صابر ہوگا | یشعیاہ ۵۳: ۷ | متی ۲۶: ۶۳ و ۶۳ و ۲۷: ۱۲ سے ۱۴ |
| ۴۲ | وہ اپنے منہہ پر چہپڑی کہائیگا | میکہ ۵: ۱ | متی ۲۷: ۳۰ |
| ۴۳ | اسکی شکل بگاڑی جائیگی | یشعیاہ ۵۲: ۱۴ | یوحنا ۱۹: ۵ |
| ۴۴ | اسپر تہوکا جائے گا | یشعیاہ ۵۰: ۶ | مرقس ۱۴: ۶۵ |
| ۴۵ | اسکے ہاتہہ پاؤں چہیدے جائینگے | مزمور ۲۲: ۱۶ | یوحنا ۲۰: ۲۵ و ۲۷ |
| ۴۶ | ایلی ایلی لما سبقتانی پکاریگا | مزمور ۲۲: ۱ | متی ۲۷: ۴۶ |
| ۴۷ | اسپر ہنسی ٹہٹہا کیا جائیگا | مزمور ۲۲: ۷ و ۸ | متی ۲۷: ۳۹ سے ۴۴ |
| ۴۸ | اسے پت و سرکہ پلایا جائیگا | مزمور ۶۹: ۲۱ | متی ۲۷: ۳۴ |
| ۴۹ | اسکا لباس تقسیم کرینگے اور اسکے کرتے پر [illegible] | مزمور ۲۲: ۱۸ | متی ۲۷: ۳۵ |
| ۵۰ | وہ گناہگاروں میں شمار ہوگا | یشعیاہ ۵۳: ۱۲ | مرقس ۱۵: ۲۷ |
| ۵۱ | وہ اپنے قاتلوں کیلئے سفارش کریگا | یشعیاہ ۵۳: ۱۲ | لوقا ۲۳: ۳۴ |
| ۵۲ | وہ اپنی جان دیگا۔ | یشعیاہ ۵۳: ۱۲ | متی ۲۷: ۵۰ |
| ۵۳ | اسکی کوئی ہڈی توڑی نہ جائیگی | خروج ۱۲: ۴۶<br>مزمور ۳۴: ۲۰ | یوحنا ۱۹: ۳۳ و ۳۶ |
| ۵۴ | وہ چہیدا جائیگا | ذکریہ ۱۲: ۱۰ | یوحنا ۱۹: ۳۴ و ۳۷۔ |
| ۵۵ | وہ مرنیکے بعد دولتمند کیساتہہ مدفون ہوگا | یشعیاہ ۵۳: ۹ | متی ۲۷: ۵۷ سے ۶۰ |

| نمبر | بشارات کا مضمون | عہد عتیق مین انکا نشان | عہد جدید مین انکے پورے ہونیکا نشان |
|---|---|---|---|
| ۵۶ | اُسکا بدن سڑنے نہ پائیگا | مزمور ۱۶: ۱۰ | اعمال ۲: ۳۱ |
| ۵۷ | وہ مرنے و دفون ہونے کے بعد جی اُٹھیگا | یشعیاہ ۵۳: ۹-۱۰ و ۱۰ مزمور ۱۶: ۱۰ | لوقا ۲۴: ۶ و ۳۱ و ۳۴ |
| ۵۸ | وہ آسمان پر چڑھ جائیگا | مزمور ۶۸: ۱۸ | لوقا ۲۴: ۵۱ و اعمال ۱: ۹ |
| ۵۹ | وہ خدا کے دہنے جا بیٹھیگا | مزمور ۱۱۰: ۱ | عبرانی ۱: ۳ |
| ۶۰ | وہ آسمان پر جا کے کہانت کریگا | ذکریہ ۶: ۱۳ | رومی ۸: ۳۴ |
| ۶۱ | وہ کونیکا پتھر ہوگا | یشعیاہ ۲۸: ۱۶ | ۱ پطرس ۲: ۶ و ۷ |
| ۶۲ | وہ صیحون کا بادشاہ ہوگا | مزمور ۲: ۶ | لوقا ۱: ۳۲ و یوحنا ۱۸: ۳۳ سے ۳۷ |
| ۶۳ | غیر قومین اُسکیطرف رجوع کرینگی | یشعیاہ ۱۱: ۱۰ و ۴۲: ۱ | متی ۱: ۱۷-۲۱ و یوحنا ۱۰: ۱۶ و اعمال ۱۰: ۴۵ و ۴۷ |
| ۶۴ | اُسکی سلطنت راست ہوگی | مزمور ۴۵: ۶ و ۷ | یوحنا ۵: ۳۰ و مکاشفات ۱۹: ۱۱ |
| ۶۵ | وہ سب کا بادشاہ ہوگا | مزمور ۷۲: ۸ و دانیل ۷: ۱۴ | فلپی ۲: ۹ و ۱۱ |
| ۶۶ | اُسکی بادشاہت دائمی ہوگی | یشعیاہ ۹: ۷ و دانیل ۷: ۱۴ | لوقا ۱: ۳۲ و ۳۳ |

پس مذکورہ بالا فہرست سے خداوند مسیح کے حق مین بشارات کا پورا ہونا مفصل طور پر ثابت اور آپکا انکے مفصل ہونے سے انکار کرنا بالکل عبث و باطل ہے۔

دوم۔ یوحنا بپتسمہ دینیوالے کے حق مین بہی بشارات مفصل ہین جیساکہ مقدس یوحنا نے یشعیاہ ۴۰: ۳ کی بشارت کو اپنے حق مین پیش کیا۔ دیکہو متی ۳: ۳ و مرقس ۱: ۳ و لوقا ۳: ۴ و یوحنا ۱: ۲۳۔ اور پہر دیکہو ملاکی ۳: ۱۔ اور مقابلہ کرو متی ۱۱: ۱۰ و مرقس ۱: ۲ و لوقا ۱: ۷۶ و ۷: ۲۷ سے۔ اور پہر دیکہو مزمور ۶۸: ۴ و یشعیاہ ۴۰: ۱۱ و ۵۴: ۴۔ اور نیز دیکہو ملاکی ۴: ۵ کو اور مقابلہ کرو متی ۱۱: ۱۴ و ۱۷: ۱۱ و مرقس ۹: ۱۱ و لوقا ۱: ۱۷ سے۔

پس یہہ سب بشارات بہی مفصل طور پر مقدس یوحنا کے حق مین پوری ہوئی ہین۔ حقیقت مین الیاہ کی طبیعت و قوت مین گویا الیاہ ثانی آچکا کہ جسکے تمام کامونکی موافقت الیاہ سے بخوبی ہوتی ہے لہذا وہم آپ کا باطل ہے۔

سوم۔ اُس نبی سے آپکی مراد غالباً محمد صاحب ہی ہے۔ سو واضح رہے کہ محمد صاحب کیلئے بہی

ہونیکی بشارت نہ تو مفصل اور نہ مجمل کتب سماوی مین ہے اور نہ محمد صاحب نبی ہونے کے لایق اپنے مین کوئی نشان رکھتے تھے البتہ وہ ایک ہلاک کرنے والے شخص تھے۔ جیساکہ رسالہ مسیح الدجال وثلاثۃ الکتب مین بخوبی ثابت کیا گیا ہے۔

چہارم۔ یہہ جو فرمایا کہ اگر بشارات مفصل ہوتین تو کاہنون لاویونکو پوچھنے کی کیا حاجت ہوتی۔ سو واضح رہے۔ کہ یہہ پوچھنا انکا بشارات کو جو مفصل ہین مجمل نہین بناتا مگر انکی بے علمی نالایقی و بےایمانی پر دال ہے اور نیز حواریونکا شبہ کرنا بھی کاہنون وغیرہ کی افواہ کے سبب سے تہا کیونکہ حواری عوام مین سے اور ہنوز طفل مکتب تہے۔ چنانچہ انہون نے اُس غلط افواہ عام کو خداوند کے آگے پیش کرکے اپنا شبہ دور کرلیا جیساکہ متی ۱۷: ۱۰ سے ۱۳ تک ہویدہ ہے۔ بعد ازان پہر کبھی انہون نے یوحنا کے باب مین کچھ بھی شبہ نہین کیا۔ اور یہہ امر واجبی بھی تہا کہ وہ خداوند سے سیکھین۔

# پانچوان مغالطہ

صفحہ ۶ سطر ۱۴

**قولہ**۔ اور حواریونکا مخلص رب یوحنا کا شاگرد و اور اُس کے ہاتھہ پر بپتسما پانیوالا تہا۔

**اقول**۔ یہانپر آپنے خداوند کی تحقیر کے لئے یوحنا کو خداوند کا اُستاد فرمایا ہے۔ ورنہ بائبل سے یہہ ظاہر نہین ہوتا سو اب ہمارے ذیل کے بیان کو بغور پڑہیئے۔

(الف)۔ یسعیاہ ۴۰: ۳ سے ۵ تک ہے۔ بیابان مین ایک منادی کرنیوالے کی آواز خداوند کی راہ درست کرو صحرا مین ہمارے خدا کے لئے ایک سیدہی شاہ راہ تیار کرو۔ ہر ایک نشیب اونچا کیا جائے اور ہر ایک کوہ اور ٹیلا پست کیا جائے اور ہر ایک ٹیڑہی چیز سیدہی اور ناہموار جگہین ہموار کیجائین۔ اور خداوند کا جلال آشکارہ ہوگا۔ اور سب بشر ایک ساتہہ اُسے دیکھینگے کہ خداوند کے منہہ نے یہہ فرمایا ہے۔

۱۔ یہانپر یہہ کہ "تم خداوند کی راہ درست کرو"۔ وہ خداوند جسکی راہ کی تیاری کا حکم ہوا خداوند مسیح ہے اور راہ کا درست کرنیوالا مقدس یوحنا بپتسمہ دینیوالا۔ دیکھو متی ۳: ۳

۲۔ اور یہہ کہ "ہمارے خدا کے لئے ایک سیدہی شاہ راہ تیار کرو" اور پہر یہہ کہ "خداوند کا

جلال آشکارہ ہوگا،، یہاں پر جس آنیوالے کو یشعیاہ نبی اپنا خدا اور خداوند کا جلال کہتا ہے یہہ ہی خداوند یسوع ہے کیونکہ وہی آنیوالا اعمانوئیل ہمارا خدا اور خدا کا جلال ہے۔ دیکھو یوحنا ۱: ۱۴ و یشعیاہ ۴۰: ۵ و متی ۱۷: ۲ و یوحنا ۲: ۱۱ و ۱۱: ۴۰ و عبرانی ۱: ۳۔

(ب) ملاکی ۳: ۱ مین ہے۔ دیکھو مین اپنے رسول کو بھیجونگا وہ میرے آگے میری راہ کو درست کریگا اور وہ خداوند جسکی تلاش مین تم ہو ہان عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو وہ اپنی ہیکل مین ناگہان آویگا دیکھو وہ یقیناً آویگا رب الافواج فرماتا ہے۔

اس آیت مین چار باتین غور طلب ہین۔

۱۔ مین اپنے رسول کو بھیجونگا،، یہہ بھیجنیوالا خداوند یسوع ہے اور بھیجا ہوا رسول یوحنا بپتسمہ دینیوالا دیکھو متی ۱۱: ۱۰ و مرقس ۱: ۲ و لوقا ۱: ۷۶ و ۷: ۲۷۔

۲۔ ،،وہ میرے آگے میری راہ کو درست کریگا،، یہہ جسکے آگے اور جسکی راہ کے درست کئے جانیکا بیان ہے وہ خداوند یسوع ہے اور راہ کا درست کرنیوالا یوحنا بپتسمہ دینیوالا۔ دیکھو یشعیاہ ۴۰: ۳ و متی ۳: ۳۔

۳۔ ،، وہ خداوند جسکی تلاش مین تم ہو ہان عہد کا رسول،، یہہ خداوند یسوع ہے۔ دیکھو خروج ۱۴: ۱۹ و ۲۳: ۲۰ و ۲۱ و ۳۲: ۳۴ و یشعیاہ ۶۳: ۹ و اعمال ۷: ۳۸ و عبرانی ۱۲: ۲۴

۴۔ ،،وہ اپنی ہیکل مین ناگہان آویگا،، یہہ بھی ہمارا خداوند یسوع ہے جو اپنی ہیکل مین آیا۔ دیکھو ذکریہ ۲: ۱۰ و ۱۱ و حزقیل ۳۷: ۲۷ و ذکریہ ۸: ۳ و یوحنا ۱: ۱۴ و فرمتی ۲: ۶ و حجی ۲: ۷ و ذکریہ ۹: ۹ و یشعیاہ ۶۲: ۱۱ و ذکریہ ۲: ۱۰ و متی ۲۱: ۵ و یوحنا ۲: ۵ و یرمیاہ ۲۳: ۵ و ۳۰: ۹ و لوقا ۱۹: ۳۸ و یوحنا ۱: ۴۹ و متی ۲۱: ۱ سے ۱۱ و مرقس ۱۱: ۱ سے ۱۱ و لوقا ۱۹: ۲۸ سے ۴۰ اور نیز دیکھو یوحنا ۲: ۱۳ سے ۱۷ تک۔

(ج) مزمور ۶۸: ۴ مین ہے۔ خدا کے گیت گاؤ اُسکے نام کے ثناخوان ہو اُسکے راہ تیار کرو جو اپنے نام یاہ سے سوار ہو کے بیابانوں مین گذرجاتا اور اُسکے حضور خوشی کرو۔

پس مذکورہ بالا آیات سے ظاہر ہے کہ وہ آنیوالا کہ جسکے آگے ایک منادی کرنیوالا بھیجا گیا وہ خود خدا ہی ہے اور اُسکے آگے راہ کا درست کرنیوالا یوحنا بپتسمہ دینیوالا اُسی کا بھیجا ہوا ہے۔ سو آیات

مذکورہ کو بتفصیل متی ۳ : ۱ سے ۱۷ و یوحنا ۱ : ۱۹ سے ۳۴ تک بغور پڑہلین -

(ب) متی ۳ : ۱۳ و ۱۴ مین ہے تب یسوع جلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس آیا تا کہ اُس سے بپتسمہ پاوے پر یوحنا نے اُسے منع کیا اور کہا کہ مین تجہہ سے بپتسمہ پانیکا محتاج ہون اور تو میرے پاس آیا ہے

(ج) یوحنا ۱ : ۲۶ سے ۳۴ تک - اور غور کرو ۲۷ - آیت پر کہ جسمین یوحنا خداوند یسوع کے حقمین فرماتا ہے کہ وہ کہ جسکی جوتی کا تسمہ مین کہولنے کے لایق نہین ہون " نیز دیکہو یوحنا ۳ : ۲۵ سے آخر تک -

پس ان آیات سے آشکارہ ہے کہ یوحنا بپتسمہ دینیوالا خداوند یسوع کو اپنے سے نہایت ہی بزرگ بلکہ اپنا خدا مانتا اور اپنے تئین اُسکے سامہنے ہیچ جانتا تہا - پہر اسکو آپنے خداوند کا اوستاد کسطرح سے ٹہرالیا - بنا بریں یہہ تعصب اور دہوکا آپ کا قابل افسوس ہے -

## چہٹوان مغالطہ

صفحہ ۶ سطر ۱۵

**قولہ** - یوحنا ۱ : ۳۳ مین صاف مندرج ہے کہ یوحنا نے مسیح کو اُسوقت تک نہین پہچانا جبتک خدا نے یوحنا کو نہ بتایا - کہ جسپر روح اترتے تو دیکہے وہ روح قدس کا بپتسما دیگا - معلوم ہوا کہ تیئیس[۳۰] برس تک یوحنا سا جلیل القدر رسول (متی ۱۱ باب ۱۱) اپنے رب اور مخلص مالک سے بیخبر رہا - بلکہ متی ۱۱ : ۳ اور لوقاہ باب ۱۹ سے یوحنا کا تردد آشکارہ ہے -

**اقول** - مولوی صاحب کیون مغالطہ دیتے ہین - کہا خداوند یسوع کے حقمین بشارات انبیا کا جاننا اور کہا خداوند کے حقمین تصدیق ربانی پاکر اُس کو روح القدس کا بپتسمہ دینیوالا بتانا یہہ مغالطہ نہین تو اور کیا ہے صاحب یاد رکہئے کہ ایسے مغالطون سے کوئی ہوشمند جو کلام الہی سے واقف ہو دہوکے مین نہ آیگا - اب سنئے -

اول - یہہ کہ خداوند یسوع کے حقمین بشارات ایسی مفصل اور صاف وقت بوقت نازل ہو چکی تہین کہ یوحنا کی والدہ بہی اُن سے واقف - اور اس یسوع کو جو ہنوز پیدا بہی نہین ہوا تہا اپنا خداوند جانتی تہی (جس کو آپ دہوکے سے یوحنا کا شاگرد بتاتے ہین) دیکہو لوقا ۱ : ۴۱ سے ۴۵ تک "اور میرے لئے کیونکر ہوا کہ میرے خداوند کی ماں مجہہ پاس آئی ہے -

دوم - یہہ کہ خداوند یسوع کی بابت اُس وقت بشارات ایسی مفصل وصاف نہین کہ یوحنا کے باپ ذکریہ
نے جبکہ یسوع ہنوز پیدا ہی نہ ہوا تہا تو جانتا تہا کہ یوحنا جس کے آگے اور جس کی راہونکو درست کرتا جائیگا
وہ خداوند ہے چنانچہ ذکریہ نے صاف بیان کیا کہ وہ نبیون کی ان بشارات سے جو خداوند مسیح کے حق مین
کی گئی ہین بخوبی واقف تہا - جیسا کہ لوقا ۱: ۶۷ سے ۷۹ تک ہے - اور اُس کا باپ ذکریہ روح قدس
سے بہر گیا - اور نبوت کی راہ سے کہنے لگا کہ حمد خداوند کی جو اسرائیل کا خدا ہے کیونکہ اُسنے اپنے لوگون پر
نظر کی اور اُنہین چہٹکارہ دیا - اور ہمارے لئے نجات کا سینگ اپنے بندے داؤد کے گہر مین سے
نکال کے کہڑا کیا - جیسا اُسنے اپنے پاک نبیون کی معرفت جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے کہا ہمکو
ہمارے دشمنون سے اور اُنکے ہاتہہ سے جو ہم سے کینہ رکہتے ہین نجات بخشے تاکہ وہ رحم جسکا ہمارے
باپ دادونکے ساتہہ قرار کیا کرے اور اپنے پاک عہد کو یاد رکہے اُسی قسم کو جو اُس نے ہمارے باپ
ابراہام سے کی کہ وہ ہمین یہہ دیگا کہ اپنے دشمنون کے ہاتہہ سے چہٹکارہ پاکے عمر بہر اُس کے آگے
پاکیزگی اور سچائی سے بے خوف اُس کی بندگی کرین - اور اے لڑکے تو خدا تعالے کا نبی کہلائیگا
کیونکہ تو خدا کے آگے اُس کی راہونکو درست کرتا جائیگا - کہ اُس کے لوگونکو نجات کی خبر دیوے
جس سے اُنکے گناہونکی معافی ہووے جو ہمارے خدا کی خاص رحمت سے ہے جس کے
سبب صبح کی روشنی اوپر سے ہم تک پہنچی - تاکہ اُنکو جو اندہیرے اور موت کے سایہ مین بیٹہے
ہین روشنی بخشے -

پس مقامات ذیل کو آیات مذکورۃ الصدر سے مقابلہ کرو -

یوئیل ۲: ۲۸ - مزمور ۴۱: ۱۳ - ۷۲: ۱۸ - ۱۰۶: ۴۸ - ۱۱۱: ۹ - لوقا ۷: ۱۶ - مزمور ۱۳۲: ۱۷
یرمیاہ ۲۳: ۵ و ۶ - ۳۰: ۱۰ - دانیل ۹: ۲۴ - اعمال ۳: ۲۱ - رومی ۱: ۲ - اخبار ۱۶: ۱۴ - مزمور
۹۸: ۳ - ۱۰۵: ۸ و ۹ - ۱۰۶: ۴۵ - حزقیل ۱۶: ۶۰ - لوقا ۱: ۵۴ - پیدایش ۱۲: ۳ و ۱۷: ۴ - ۲۲: ۱۶
و ۱۷ - عبرانی ۶: ۱۳ و ۱۷ - یرمیاہ ۳۲: ۳۹ و ۴۰ - افسی ۴: ۲۴ - ۲ تسلونیقی ۲: ۱۳ - ۲ تمطاؤس
۱: ۹ - طیطس ۲: ۱۴ - ۱ پطرس ۱: ۱۵ - ۲ پطرس ۱: ۴ - رومی ۶: ۱۸ و ۲۲ - عبرانی ۹: ۱۴ - یسعیاہ -
۴۰: ۳ - ملاکی ۳: ۱ و ۴: ۵ - متی ۱۱: ۱۰ - لوقا ۱: ۱۷ - مرقس ۱: ۴ - لوقا ۳: ۳ - یسعیاہ ۹: ۲ - ۴۲: ۷
و ۴۹: ۹ - متی ۴: ۱۶ - اعمال ۲۶: ۱۸ -

اب جائے غور ہے کہ جس یوحنا کے گھر ہی مین اُس کے والدین کو خداوند یسوع کی بشارات سے اس قدر واقفیت تھی وہ کس طرح خداوند کی بشارات سے بے خبر تصور ہو سکتا ہے - لہذا یوحنا کو بے خبر بتانا مولوی صاحب کا دھوکا ہے -

سوم - مقدس یوحنا جو خداوند کی راہ تیار کرنیکو بھیجا گیا تھا وہ خداوند یسوع کی بشارات سے بخوبی واقف تھا - کیونکہ جب اُس نے کام شروع کیا تو اُس کا ایسا اوصاف بیان کیا جو اُس واقفیت کو ثابت کرتا ہے وہ یہ ہذا -

(الف) متی ۳: ۱۱ و ۱۲ مین ہے - مین تو تمہین توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہون لیکن وہ جو میرے بعد آتا ہے مجھہ سے زور آور ہے کہ مین اُس کی جوتیان اُٹھانے کے لائق نہین وہ تمہین روح قدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا اُس کا سوپ اُس کے ہاتھہ مین ہے - اور وہ اپنے کھلیہان کو خوب صاف کرے گا - اور اپنے گیہون کو کھتے مین جمع کرے گا پر بھوسے کو اُس آگ مین جو ہرگز نہین بجھتی جلا دیگا نیز دیکھو مرقس ۱: ۷ و ۸ و لوقا ۳: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ - کو مقابلہ کرو - یشعیاہ ۴۰: ۴ و ۴۴: ۳ و ملاکی ۳: ۲ و ۳ و ۴: ۱ سے

اب مقدس یوحنا کے بیان مندرجہ صدر کی چند غور طلب باتین یہہ ہین -

۱ " وہ جو میرے بعد آتا ہے مجھہ سے زور آور ہے کہ مین اُس کی جوتیان اوٹھانے کے لائق نہین " مقابلہ کرو یوحنا ۱: ۳ سے - پس ظاہر ہے کہ مقدس یوحنا کو اپنے کام کے شروع ہی مین بذریعہ بشارات خداوند کی نسبت اس قدر واقفیت تھی کہ وہ اپنے تئین اُس کی جوتیون کے اُٹھا سکنے لائق بھی نہین سمجھتا تھا -

۲ " وہ تمہین روح قدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا " مقابلہ کرو یشعیاہ ۴۴: ۳ و ۴ و ملاکی ۳: ۲ و اعمال ۲: ۳ و ۴ و اقرنتی ۲: ۱۳ - سے - ظاہر ہے کہ مقدس یوحنا کو اپنے شروع کام مین خداوند مسیح کی بشارات سے پوری واقفیت حاصل تھی -

۳ " وہ اپنے کھلیہان کو خوب صاف کرے گا " مقابلہ کرو ملاکی ۳: ۳ سے اور واضح رہے کہ کھلیہان سے یہان کلیسیا مراد ہے اور عہد عتیق مین بھی لوگون کی بڑی جماعت کھلیہان سے تشبیہ دی گئی ہے - دیکھو یرمیاہ ۵۱: ۳۳ و یشعیاہ ۲۱: ۱۰ - پس یہان مقدس یوحنا

خداوند مسیح کو کھلیہان کا مالک جانتا ہے کہ جس سے واضح ہوتا کہ یوحنا اُس کی بہت ہی اعلی ذات سے واقف ہے۔

۴ وہ اور اپنے گیہون کو کھتے مین جمع کرے گا"۔ گیہون سے راستباز لوگ مراد ہین دیکھو یسعیاہ ۴: ۷ ومتی ۱۳: ۴۳ و ۳۰ - لوقا ۳: ۱۷ و ۱۶ و ۷ و ۴: ۳۱ - پس یہان بہی یوحنا آنیوالے مسیح کو گیہون یعنی تمام راستبازون کا مالک کہتا ہے۔ اور چونکہ بجز خدا کے نیکون کا کوئی مالک نہین ہو سکتا لہذا معلوم ہوتا کہ مقدس یوحنا اپنے کام کے شروع مین اپنے رب یسوع سے جو ہنوز آنیوالا تہا بذریعہ بشارات اس قدر واقف تہا کہ نہ صرف اُس کو راستبازون کا مالک بنایا بلکہ راستبازون کا اجر بخشنے والا یعنے گیہون کو کھتے مین جمع کرنیوالا و نجات دہندہ فرمایا۔ کیونکہ یہان کھتے سے بہشت و خدا کی بادشاہت مراد ہے۔ پس آپ کا اُس کو ناواقف بتانا ایک صریح دہوکا ہے۔

۵ وہ پہر بہوسے کو اُس آگ مین جو ہرگز نہین بجھتی جلا دیگا"۔ بہوسے سے شریر لوگ مراد ہین۔ دیکھو ایوب ۲۱: ۱۸ و زبور ۱: ۴ و ۳۵: ۵ و یسعیاہ ۵: ۲۴ و ۱۷: ۱۳ و ۲۹: ۵۔ پس ظاہر ہے کہ مقدس یوحنا خداوند مسیح کو عادل خدا شریرونکو جہنم مین ڈالنے والا جانتا و مانتا تہا۔ پہر مولوی صاحب کا یہہ فرمانا کہ یوحنا اپنے رب سے تیس برس تک ناواقف رہا مغالطہ نہین تو اور کیا ہے۔

پس اظہر من الشمس ہے کہ مقدس یوحنا نے اپنے کام کے شروع مین کہ ہنوز خداوند یسوع المسیح اُس کے پاس نہین گئے تہے اپنے وعظ مین اُس کو جزا و سزا کا دینیوالا جانا اور مشتہر کیا جو ملاکی ۳: ۱ سے ۳ تک کی بشارت کے مطابق تہا۔ اور نیز مقدس یوحنا کے تمام کلام و کام سے آشکارہ ہوتا ہے کہ اُس نے خداوند مسیح کی الوہیت و تمام کام کی منادی کی اور وہ خداوند سے بخوبی واقف تہا۔ کیونکہ جب خداوند یسوع اُس کے پاس بپتسمہ پانیکو گئے (اور اس سے پیشتر معلوم نہین ہوتا کہ خداوند اُس کے پاس گئے تہے) تو یوحنا نے کہا کہ مین تجہہ سے بپتسمہ پانے کا محتاج ہون اور تو میرے پاس آیا ہے۔ الخ۔ متی ۳: ۱۳ سے ۱۷۔ پس جس تصدیق کا یوحنا ۱: ۳۱ مین ذکر ہوا ہے وہ اُسیوقت ہوئی اس سے پیشتر نہ خداوند یسوع یوحنا کے پاس آیا اور نہ یوحنا نے تصدیق ربانی کو اُس کے حق مین پایا۔ اور جو کچھہ یوحنا قبل اس تصدیق کے اس کے حق مین جانتا تہا سو بشارات ہی کے ذریعہ سے جانتا تہا۔ اور اگر وہ اس وقت

پہلے تصدیق کو پاکر خداوند کو ظاہر کرنا تو خلاف بشارت کے ہوتا کیونکہ دانئیل ۹: ۲۴ سے آخر تک کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند مسیح کے کام شروع کرنیکا وقت مقرر ہو چکا تھا سو حسب موقع یوحنا نے تصدیق کو پایا اور خداوند کے حق میں وہ تین گواہیاں دین جو یوحنا ۱: ۱۹ سے ۳۵ تک درج ہیں۔ لہذا ثابت ہے کہ مقدس یوحنا خداوند مسیح کی بشارات سے تو بخوبی واقف تھا مگر تصدیق پاکر اُسے اُس وقت جانا جب یسوع المسیح اُس کے پاس حسب موقع باقتضاء لبشارت کے گئے۔

اور یہہ جو فرمایا۔ کہ یوحنا کا تردد آشکارہ ہے۔ سو واضح ہو کہ مقدس یوحنا اُس وقت قیدخانہ میں تھا اور اپنی رہائی کی خواہش کے سبب خداوند کی بادشاہت کا آنا جلد چاہ کر بسبب تقاضائے بشریت کے تردد میں پڑا۔ لیکن اس سے خداوند کی بشارات یا اُس کی اُن گواہیوں پر جو وہ صاف صاف ظاہر و بیان کر چکا تھا کوئی حرف نہیں آتا۔ اور یاد رہے۔ کہ کوئی نبی خداوند مسیح کے سو الغزش اور گناہ سے پاک نہیں گذرا۔ ایک یوحنا ذرا سا ڈگمگایا تو کیا ہوا۔ سو ہی متی ۱۱: ۴ سے ۵ اور لوقا ۷: ۲۱ سے ۳۰ تک کے بموجب خداوند یسوع نے اپنے معجزے دکہا کر اُس کے ایمان کو پختہ کر دیا اور یوحنا کے ایمان کی بڑی تعریف کی آیات مذکورہ کو پڑہیئے۔

## ساتواں مغالطہ

صفحہ ۷ سطر ۱

**قولہ**۔ کاہن کا وہ رئیس قیافا جسنے جناب مسیح کے قتل اور کفر او راہانت کا فتویٰ دیا متی ۲۶ باب حسب انجیل یوحنا ۱۱ باب ۵۱۔ نبی تھا اگر وہ حضرت مسیح کو اچھی طرح پہچانتا تو کا ہیکو ایسے سخت اور خطرناک فتوے کا مفتی بنتا۔

**اقول**۔ آپ کا قیافا سردار کاہن کو نبی فرمانا بالکل غلط ہے البتہ سردار کاہن کبھی کبھی پیشینگوئی کیا کرتے تھے گنتی ۲۷: ۲۱ و اسموئیل ۳۰: ۷ وغیرہ۔ لیکن اس سبب سے وہ نبی نہیں ہو جاتے تھے اور اگر بالفرض بقول آپکے قیافا سردار کاہن کو نبی مانا ہی جاوے تو نبی ہونے سے وہ بے قصور

نہین تصور کیا جا سکتا کیون کہ اکثر نبیون سے خطا ہوئے ہین خاص کر دیکہو ہوسے و داؤد داود کا احوال۔

دوم۔ یہہ جو کہا۔ کہ اگر وہ مسیح کو اچھی طرح پہچانتا تو کاہیکو ایسا فتوی دیتا۔ سو اس سے آپ کا تعصب آشکارہ ہے کیونکہ آپنے یوحنا ۱۱: ۵۱ کو تو دیکھا لیکن اُس سے پہلے کی آیات ۴۷ و ۴۸ پر غور کرنے سے چشم پوشی کی اگر اب بہی دیکھہ لین تو بہتر ہے۔ مرقوم تہا۔

یوحنا ۱۱: ۴۷ و ۴۸ مین ہے۔ تب سردار کاہنون اور فریسیون نے صدر مجلس جمع کی اور کہا کہ ہم کیا کرتے ہین کہ یہہ مرد یسوع بہت معجزے دکھاتا ہے اگر ہم اُسے یونہین چھوڑین تو سب اُس پر ایمان لادینگے اور رومی آکے ہمارے ملک اور قومیت کو بہی لے لینگے۔

پس ظاہر ہے کہ یہہ سب جنمین قیافا سردار کاہن تہا اچھی طرح سے جانتے اور پہچانتے تہے۔ کیون کہ خداوند مسیح نے بار بار اپنے کامون اور معجزون و پاک تعلیم کے ذریعہ سے اُن کو بخوبی جتا دیا تہا کہ وہ آنیوالا موعود مین ہی ہون۔ لیکن تو بہی انہون نے باوجود جاننے اور پہچاننے کے اپنی نفسانی و دنیاوی خواہشات کا لحاظ کر کے خداوند یسوع مسیح کے صریح معجزات کے اقرار کے باوجود بہی اُس پر قتل کا فتوی دیا کیونکہ وہ اپنے ملک و قومیت کو خدا کی محبت کی نسبت زیادہ پیار کرتے تہے۔ اور جس حال مین بشارات بکثرت خداوند کے حقمین موجود تہین اور اُنکے سب نشان خداوند مسیح پر پورے طور پر ظاہر و ثابت تہے تو پہر انکی نادانی ایسے بڑے جرم کی سزا سے انہین بری نہین کر سکتی کیونکہ ان پر واجب تہا کہ ایسی نادانی نہ کرتے پس یہہ مغالطہ آپ کا بہی نہ چل سکا۔

# آٹھوان مغالطہ

صفحہ ۷ سطر ۴

**قولہ** ۔ یوحنا نے اشعیاہ کے ۴۰ باب ۳ سے جو پیشین گوئی اپنی نسبت فرمائی ہے کہ مین جنگل مین پکارنیوالے کی آواز ہون۔ کہ خداوند کی راہ صاف کرو۔ دیکہو متی اور لوقا باب ۳ اور مرقس ۱ اور یوحنا باب ۱ اس بشارت پر غور کرو کیسی مجمل اور معما ہے۔ اگر جناب یوحنا اس بشارت

اپنی نسبت بیان نہ کرتے اور مصنفان اناجیل اِس بشارت کو یوحنا کی نسبت تسلیم نفرماتے - تو کوئی بھی اس پیشین گوئی کو جناب یوحنا پر منحصر نہ خیال کرتا اِس لئے کہ یہہ بشارت بہت سے ان نبیون پر بھی صادق آسکتی تھی جو اشعیاہ کے بعد ہوئے - الخ -

**اقول** - جبکہ مقدس یوحنا سا جلیل القدر و صادق نبی اِس بشارت کو اپنی نسبت بیان فرما چکا اور مصنفان انجیل نے حواری بھی جو صاحب وحی والہامی اشخاص تھے متفق اللفظ ہوکر اُس کو یوحنا ہی سے حقیقتاً تسلیم کرکے پوری پوری گواہی دے چکے جس کو آپ تسلیم کرتے ہین تو ہنوز یہہ پیشین گوئی مجمل و معماسی کیونکر رہی اور آپکی اگرمگر کی یہان گنجائش ہی کہان ہے - اور پہر یہہ نہ صرف اشعیاہ - کے بیان سے بلکہ ملاکی نبی کی کتاب سے بھی جو عہد عتیق کا آخری ہی ہے ظاہر ہے کہ یہہ بشارت اشعیاہ - ۴۰: ۳ کی نہ تو اشعیاہ - اور نہ اس کے بعد کے انبیا ملاکی تک سے متعلق ہے کیونکہ ملاکی نبی نے اپنی کتاب کے ۴: ۳ مین اسی بشارتکو پیش کرکے صاف بتایا ہے کہ ہنوز وہ موعود راہ کا درست کرنیوالا آنیوالا ہے - لہذا آپ کے مغالطے سے یہہ اشعیاہ سے بعد کے انبیاء پر ہرگز صادق نہین آسکتی تھی -

**قولہ** - اس تمام بحث سے یہہ ثابت ہوگیا کہ بشارات نبوت کا مفصل ہونا ضرور نہین

**اقول** - یہہ تمام بحث مولوی صاحب کی دہوکے مغالطونپر مبنی ثابت ہوچکی ہے اور بشارات مفصل بھی ثابت کی گئی ہین - اور معلوم ہوگیا کہ اگر آپ محمد صاحب کے قول کو سچا جانتے تو ایسے ایرپہیر لگانے اور ناحق مغالطے دینے کی کچھہ ضرورت نہ ہوتی اور صاف صاف محمد صاحب کے دعوٰی کے بموجب عمل کرتے - مگر بسبب نہ دستیاب ہونے بشارات محمد صاحب کے جناب نے یہہ تودے طوفان کے حاشئے چڑہائے ہین - تاکہ ایسے ایرپہیر داگرمگر سے عوام دہوکے مین آکر یہہ خیال کرلین کہ کوئی مجمل و معماسی بشارت محمد صاحب کی نسبت کتب سماوی مین ہوگی جو سمجھہ مین نہین آتی یا ڈہونڈہنے سے نہین ملتی - سو یاد رہے کہ ناظرین خود جانچ کرآپکی ان بناوٹون و مغالطونکی داد دینگے -

**قولہ** - مین نہایت جرات اور دلیری اور راستی اور سچائی سے کہتا ہون - کہ محمد رسول اللہ کی بشارات پر منصفانہ اعتراض کبھی نہین ہوسکتا - اور کوئی منصف بعد غور

وتامل کے ان بشارات کا انکار نہین کرسکتا۔

**اقول**۔ مولوی صاحب کی راستی اُنکے ہرایک مغالطہ سے بخوبی عیان ہے۔ چھوٹا مُنہہ بڑی بات بولنا آپ ہی کو سجتا ہے۔ سُنئے صاحب پہلے آپ محمد صاحب کے نبی ہوکر آنے کی کوئی بشارت کتب سماوی سے پیش کیجئے۔ کیون باتین بناتے ہین۔ اگر آپکو یقین ہوتا کہ محمد صاحب کی نسبت کتب مقدسہ مین بشارات موجود ہین توکیون اس قدر خاک چھانتے اور مغالطہ پر مغالطہ دیتے بلکہ صاف اور سادگی سے اُس کو پیش کردیتے۔ پس جس حالت مین کوئی بشارت ہی محمد صاحب کی نسبت نہین ہے تو اُس پر اعتراض کہان سے ہو۔ ہان البتہ جب آپ لوگ ناحق و ناراستی سے ایسے ویسے مغالطے دیکر کسی اور بات کو یا خداوند مسیح کی بشارات کو محمد صاحب کی بشارت بتانے مین جہالت ظاہر کرتے ہین تو ہم لوگ سمجھا دیتے ہین کہ یہہ آپکی خام خیالی ہے سو انشاء اللہ تعالی جو نو بشارتین اپنے خام خیالی سے مغالطے دیکر آگے پیش کی ہین وہان تک پہنچکر حرف بحرف سمجھا دی جاوینگی۔

## نوان مغالطہ

صفحہ ۸ سطر ۱۷

**آیت قرآنی** ۔ سورہ رعد رکوع ۶۔ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۔ اور کہتے ہین منکر لوگ تو رسول نہین تو کہہ دے میری نبوت پر خدائی ثبوت کافی ہے اور وہ ثبوت جو الہامی کتاب کے علما کے پاس ہے۔

**تردید**۔ یہانپر مولوی صاحب نے آیت قرآنی کے معنون مین تصرف والحاق کرکے بیچارہ سادہ لوحونکو یون مغالطہ دیا ہے کہ لفظ **كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا** ۔ کے معنے تبدیل فرماکر من گھڑت یعنے اللہ بس، ہے گواہ کے بجائے "میری نبوت پر خدائی ثبوت کافی ہے" لکھہ دیا ہے ناظرین خود ہی قرآن مترجم مین دیکھکر انصاف کرین۔ کیونکہ جبتک محمدی تلوار کا زور رہا تو جبراً لوگون سے محمد صاحب نبی منوائے گئے لیکن جب سے محمدی تلوار کا زور جاتا رہا تو

ایسی وہو کے والی کارروایون سے محمد صاحب بنی بنائے جاتے ہین۔

دوم۔ یہی لفظ قرآن کے دیگر مقامات مین بھی پندرہ دفعہ آیا ہے اور مترجمین نے وہی معنے کئے ہین یعنے اللہ بس ہے گواہ۔ جو معنے اوپر بیان کئے کہین بھی اللہ کے معنے خدائی یا فطرت نہین کئے لہذا وہ مقام یہہ ہین ناظرین خود قرآن مین دیکھہ لین۔ دیکھو سورہ نساء ارکوع ۵ و ۷ رکوع ۳ ۴۲۔ و۔ ۹ رکوع ۲۸۔ و۔ ۱۱ رکوع ۸ ۷۔ و۔ ۱۷ رکوع ۱۳۱۔ و۔ ۲۳ رکوع ۱۶۵ و ۱۶۹۔ یونس ۴ رکوع ۳۰۔ بنی اسرائیل ۱۱ رکوع ۹۵۔ عنکبوت ۶ رکوع ۵۲۔ احزاب ۱ رکوع ۳۔ و۔ ۳ رکوع ۴۵۔ و۔ ۵ رکوع ۳۹۔ و۔ ۶ رکوع ۸ ۴۔ فتح ۴ رکوع ۲۸۔

سوم۔ مولوی صاحب نے جو خدا کی گواہی کی بہ نسبت خلقت و فطرت کی گواہی کو زیادہ معتبر جانکر قرآن کے ترجمہ کو بدلنا پسند کیا اور مغالطہ دیا اس کا یہہ سبب ہے کہ مولوی صاحب بخوبی جانتے ہین کہ محمد صاحب کی نبوت پر کوئی خدا کی گواہی جو خاص نشان معجزات و پیشین گوئیون سے دی جاتی تہی بالکل ندارد ہے چنانچہ قرآن ہی مین معجزہ و پیشین گوئی سے محمد صاحب کو بار بار انکار ہے

دیکھو سورہ بقرہ ۱۴ رکوع ۱۱۸ و ۱۱۹۔ عمران ۱۵ رکوع ۱۸۴۔ انعام ۴ رکوع ۳۴ سے ۳۶ و ۱۳ رکوع ۱۰۹ و ۱۴ رکوع ۱۱۱۔ یونس ۴ رکوع ۲۱۔ بنی اسرائیل ۱۰ رکوع ۹۲ سے ۹۵۔ طہ ۸ رکوع ۱۳۳۔ پس جب مولوی صاحب نے محمد صاحب کے حق مین خدا کی کوئی گواہی نہ پائی تو خدائی یعنے فطرت کی گواہی کا نام لیکر مغالطہ دے گئے۔

چہارم۔ محمد صاحب نے جو علماء اہل کتاب کو اپنی نبوت کا گواہ قرار دیا یہہ بہی غلط ہے۔

اوّل۔ تو یہہ کہ جب محمد صاحب سمجہتے تہے کہ اللہ کی گواہی کافی ہے تو پہر علماء اہل کتاب کی گواہی کی کیا ضرورت ہے۔

دوم۔ قرآن ہی سے ثابت ہے کہ اہل کتاب صاف صاف محمد صاحب کے نبی ہونے کا انکار کرتے رہے سورہ نساء ۲۲ رکوع ۱۵۲ و عمران ۷ رکوع ۶۹ و ۷۰ و ۷۱۔ اور اسی سبب سے اُنہیر محمد صاحب نے سخت جزیہ مقرر کیا اور اہل کتاب موجودہ عرب نے ذلیل ہونا شہر بدر ہونا منظور کیا لیکن محمد صاحب کو سچا نبی ہرگز نہ مانا۔ اگر اہل کتاب محمد صاحب کے سچے نبی ہونے کی گواہی

گواہی یا دلیل بجز زور شمشیر کے پاتے تو وہ ضرور محمد صاحب کو قبول کرتے اور تمام مصائب سے بچ جاتے - لیکن جس حال مین محمد صاحب کے حقیقین خدا کی کوئی گواہی نا حال نہین پائی جاتی تو وہ علماء مذکور کیونکر ان کو نبی جانتے - لہذا یہہ فرمانا محمد صاحب کا جہلا عرب کے لئے ایک دام تذویر ہی تہا اور بس -

پنجم - محمد صاحب کا اللہ کو اپنا کافی گواہ تہانا اور پہر بہی علماء اہل کتاب کی گواہی کی ضرورت کے سبب وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ - کہنا ہی کافی نہ تہا بلکہ محمد صاحب نے جہلائے عرب کے ٹہگنے کے لئے اُنکے اوہام ناقصہ کے بموجب اپنے نبی ہونیکے باب مین ایک اور گواہی کا دعویٰ بے دلیل بہی پیش کیا تہا جو مثل اس دعوےٰ کے محض بے بنیاد ہے چنانچہ سورہ احقاف ۴ رکوع ۹ و ۳۰ مین ہے - ترجمہ - اور جب متوجہ کر دیئے ہم نے تیری طرف کتنے لوگ جنو نہین سے سننے لگے قرآن پہر جب وہان پہنچے بولے چپ رہو پہر جب تمام ہوا الٹے پہرے اپنی قوم کو ڈر سناتے بولے اے قوم ہماری ہمنے سنی ایک کتاب جو اتری ہے موسےٰ کے بعد سچا کرتی سب اگلیونکو سوجہاتی سچا دین اور ایک راہ سیدہی - نیز دیکہو سورہ جن کا پہلا رکوع -

نوٹ - واضح رہے کہ قرآن سے ظاہر ہے کہ ابلیس بہی جنو نمین سے تہا - دیکہو سورہ کہف ۷ رکوع ۴۹ - اور نیز ابلیس و جنون کی پیدائش بہی آگ سے ہے - دیکہو سورہ عراف ۲ رکوع ۱۲ و ص ۵ رکوع ۷ و رحمان ا رکوع ۱۴ - پس محمد صاحب نے اپنی نبوت کے ثبوت کے لئے صرف اللہ کی گواہی کو کافی نہین جانا بلکہ بسا اوقات بلا سند علماء اہل کتاب و جنات شیاطین کو بہی اپنا گواہ گردانا ہے تاکہ اس حیلہ سے قریش جہلا کو اپنا معتقد بنا دین اور طرفہ یہہ کہ یہہ سب گواہیان آپکی بے سند ہین اور بُڈہیاؤں کی عجوبہ کہانیون سے زیادہ وقعت نہین رکہتین

**قولہ** - کیا معنے کہ محمد کی رسالت اور نبوت کے ثبوت پر قانون فطرت جو خدا کا فعل ہے گواہ ہے - الخ -

**اقول** - کَفٰی بِاللہِ کے معنے قانون فطرت ہرگز نہین جیسا کہ قبل ازین قرآن سے دکہایا گیا ہے دوم - مولوی صاحب قرآنی مذہب کو خدا کا قول مانتے ہین تو یہہ قانون فطرت کے برخلاف ہے لہذا ہم چند گواہیان اس بات مین قرآن ہی سے پیش کرتے ہین پہلے اُنکی صداقت

قانون فطرت سے کر کے پھر نیچری بنئے۔

۱۔ بقرہ ۳۵ رکوع ۶۰ میں ہے۔ کہ ابراہیم کے آگے چار جانور جو مردہ تھے زندہ ہوگئے۔

۲۔ اعراف ۲۰ رکوع ۱۶۴ سے ۱۶۷ تک ہے۔ یہودی بندر بن گئے۔

۳۔ کہف ۱۱ رکوع ۸۴ میں ہے۔ سورج کیچڑ کے چشمہ مین ڈوب جاتا ہے۔

۴۔ عمران ۵ رکوع ۴۶ عیسیٰ نے بحالت شیر خواری ماں کی گود مین لوگون سے باتین کین۔

۵۔ عمران ۵ رکوع ۴۸ عیسیٰ مٹی کی چڑیان بنا کر اور ان مین جان ڈال کر اوڑا دیتا تھا۔

۶۔ احقاف ۴ رکوع ۲۹ و ۳۰۔ جن یعنے شیاطین محمد صاحب پر ایمان لا کر محمدی ہوگئے

۷۔ جن ۱ رکوع ۹۔ جنون کو جب وہ آسمان کیطرف جاتے تو شہاب یعنے آگ کے شعلے لگتے ہین

۸۔ اعراف ۲۲ رکوع ۱۷۲۔ سب بنی آدم کو خدا نے آدم کی پیٹھ سے نکال کر اقرار کرایا تھا۔

۹۔ طٰہٰ ۴ رکوع ۹۰۔ سامری نے جو بچھڑا ڈھال کے بنایا اور اس پر فرشتے کے گھوڑے کی راکھ ڈالی تو وہ گائے کی آواز دیتا تھا۔

۱۰۔ کہف ۱ رکوع سے ۲ تک ۷ سے ۲۵ آیت تک۔ اصحاب کہف کے قصے کو۔

۱۱۔ کہف ۹ و ۱۰ رکوع ۵۹ سے ۸۱ تک۔ موسے اور خضر کی کیفیت کو۔

۱۲۔ نمل ۲ و ۳ رکوع ۱۵ سے ۴۵ تک۔ سلیمان اور سبا اور ہدہد کے قصہ کو۔

۱۳۔ فیل ۱ رکوع ۱ سے ۵۔ چڑیون کا کنکریان مارنا۔

پس مولوی صاحب ایسے قانون فطرت کو محمد صاحب کی نبوت کا گواہ بناتے ہین لیکن یہہ تو سب عاقل جانتے ہین کہ انہین سے تو پکا ثبوت ملتا ہے کہ محمد صاحب نبی نہ تھے کہ قانون فطرت کے بالکل خلاف تھے۔

## دسوان مغالطہ

صفحہ ۹ سطر ۱۳

**قولہ**۔ محمدی بشارت جیسے غزل الغزلات مین ہے اگر اوس مین لفظ محمد یم کا ترجمہ نہ کیا جاتا تو کیسی صاف تھی۔

**اقول** - یہہ سید احمد خانصاحب والا مغالطہ ہے جو عبرانی نہ جاننے کے سبب پیش کیا گیا تھا - سو سنئے صاحب جب کسی لفظ کے ترجمہ پر آپ بالکوئی اور بولے تو واجب ہے کہ پہلے اسکی اصل زبان کو سیکھ لے ورنہ وہ صرف ہوا کو مکے مارتا اور ہوا ہی کو ضبتا ہے - چونکہ مولوی صاحب کی چوتھی بشارت میں اس آیت پر بہت زور دیا ہے - لہذا ہم بھی اسکا چوتھی بشارت کے تردید مین مفصل بیان کرینگے یہہ ہرگز ہرگز محمد صاحب کی بشارت نہین ہے کیونکہ محمدیم کے معنے مین مرغوب چیزین اور کلام الٰہی کے دیگر مقامون مین بھی یہی لفظ آیا ہے اور یہی معنے دیتا ہے اس لئے یہہ لفظ ہرگز محمد صاحب پر چسپان نہین کیا جا سکتا کیونکہ ان چیزونکا لوٹا جانا - برباد ہونا - ناپاک ہونا - فلسطیونکے مندرونمین رکھا جانا - یہہ سب حالتین اسی محمدیم پر وارد ہوتی رہی ہین جیسا کہ ہم حوالہ بحوالہ مفصل ثابت کرینگے پس اگر کوئی ایسے دوزنا سخ مین محمد صاحب کو مبتلا پانے تو وہ اُس کی مرضی لیکن ہم تو اس لفظ مین محمد صاحب کو نہین سمجھتے -

**قولہ** - اور نمونہ یشعیاہ - ۸ : ۳ - مہر شاہ لال حشبز نام - اور عربی ترجمہ ۱۸۶۴ء مین ہے ادع اسمہ اغنم بسرعة وانهب عاجلاً -

**اقول** - یہہ نمونہ آپکا بالکل غلط ہے - چونکہ آپ زبان عبرانی سے ناواقف ہین اس لئے مہر شا لال حاشبز کے معنون سے کتراتے ہین - اور یہہ بھی آپکا دہوکا ہے کہ اس نام کے معنے کئے گئے جیسے محمدیم کے - نہین صاحب متن مین صرف مہر شاہ لال حاشبز ہی ہے البتہ حاشیہ پر اسکے معنے درج کئے گئے ہین اور اسکی وجہہ یہہ ہے کہ یہہ وہی الفاظ ہین جو قبل تولد لڑکے کے یشعیاہ نے بموجب ۸ : ۱ تختے پر بطور پیشین گوئی کے لکھے تھے - اور جب یشعیاہ کا لڑکا تولد ہوا تو وہی الفاظ جو تختے پر پیشین گوئی مین لکھے تھے لڑکے کے نام کے بجائے استعمال کئے گئے تا کہ وہ تختہ اور لڑکا اُس پیشین گوئی کو یاد دلاتے رہین - اور حقیقت مین یہہ مفرد اسم نہین ہے - بلکہ چند الفاظ ہین چنانچہ مہیر מהר بمعنے جلدی سے مشتق ہے مصدر - ماہر מָהַר سے بمعنے جلدی کرنا - اور شا لال שָׁלָל بمعنے لوٹ مشتق ہے مصدر شالل שָׁלַל سے بمعنے لوٹنا - اور حاش חָשׁ بمعنے جلد مشتق ہے مصدر خوش חוּשׁ اور حیش חִישׁ سے بمعنے جلدی کرنا اور بز בַּז بمعنے لوٹ مشتق ہے مصدر بازز בָּזַז

سے یعنے لوٹنا۔

اور یہی الفاظ فرداً فرداً کلام الہی کے دیگر مقامات مین بہی انہین معنون سے آئے ہین مثلاً پیدائش۔ ۱۹ : ۲۲ مین ہے۔ جلدی کر اور اُدہر بہاگ۔

یہان جس لفظ کا ترجمہ جلدی کر ہوا ہے وہ مہیر מַהֵר ہے۔

خروج ۱۵ : ۹ مین ہے۔ دشمن بولا مین پیچھا کرونگا مین جا لونگا لوٹ کا مال بانٹونگا۔

یہان جس لفظ کا ترجمہ لوٹ ہوا ہے وہ شالال שָׁלָל ہے۔

استثناء ۳۲ : ۳۵ مین ہے۔ وہ حادثے جو اُنپر واقع ہونگے جلد چلے آتے ہین۔

یہان جس لفظ کا ترجمہ جلد ہوا ہے وہ حاش חָשׁ ہے۔

گنتی ۳۱ : ۳۲ مین ہے۔ اور مال کا جمع یعنے لوٹ کا بقیہ جو جنگی لوگون نے لوٹا تہا۔

یہان جس لفظ کا ترجمہ لوٹ ہوا ہے وہ بز בַּז ہے۔

اب بتاوین کہ اِس نام کا ترجمہ کرنے مین کیا قباحت ہوئی ہے۔ اور جبکہ ان الفاظ مین پیشین گوئی کی گئی تہی تو کیون انکے معنے نہ کئے جاتے۔ کیا یہہ صرف نام ہی ہے جو آپکے عندیہ کو پورا کرے صاحب یہہ صرف نام ہی نہین بلکہ پیشین گوئی بہی ہے۔ دیکہو یشعیاہ ۸ : ۱ کو۔ پہر کیا یہہ عیسائی علماء کا قاعدہ ہے کہ ناموں کے معنے کر لیتے ہین ہرگز ہرگز نہین۔ اگر مولوی صاحب زبان یونانی سے واقف ہوتے تو یہہ کبہی نہ فرماتے۔ کیونکہ عہد عتیق کا ترجمہ جو ستروں نے بزبان یونانی قبل زمانہ خداوند مسیح کے کیا تو اسمین انہون نے یشعیاہ ۸ : ۱

מַהֵר שָׁלָל חָשׁ בַּז ۔

مہیر شالال حاشبز کا یہہ ترجمہ کیا ہے۔ τοῦ ὀξέως προνομὴν ποιῆσαι σκύλων

اب اُمید ہے کہ آپکو نمونہ کی کیفیت معلوم ہوگئی ہوگی اور آئندہ خام خیالی سے ایسے پوچ اعتراض کرکے پبلک کو دہوکا نہ دینگے۔

# دوسرا باب

خداوند مسیح کی چھہ بشارات پر اعتراضات کے جواب مین

واضح رہے کہ مولوی صاحب نے جب دیکھا کہ محمد صاحب کے حقمین بشارات کا ثبوت پیش کرنا مشکل ہے تو آپنے پہلے خداوند مسیح کی چھہ بشارات کا ثبوت پیش کرنا مشکل ہے تو پہلے خداوند مسیح کی چھہ بشارات پر بتقلید سید احمد خان صاحب اعتراض کردیئے تاکہ انکی کتاب کے پڑہنے والے مغالطے مین آکر یہہ سمجھہ لین کہ جیسے محمد صاحب کے حقمین ویسے ہی خداوند مسیح کے حقمین بہی بشارات ثابت نہین ۔ لہذا اب ہم مولوی صاحب کے ان اعتراضات پر بہی فکر کرتے اور محک امتحان مین لاکر ثبوت پیش کرتے ہین بغور ملاحظہ فرمائیے ۔ وہو ہذا ۔

## پہلی بشارت

جس پر مولوی صاحب نے اعتراض کئے

یشعیاہ ۔ ۷ : ۱۴ ۔ باوجود اسکے خداوند آپ تمکو نشان دیگا دیکہو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اس کا نام عمانوئیل رکھیگی ۔

مولوی صاحب کی دوسری کتاب

صفحہ ۹ سطر ۱۸ و ۱۹

ان دو سطرون مین جو کچھہ مولوی صاحب نے بحوالہ یشعیاہ ۔ ۷ : ۱۴ کے لکھا ہے وہ یشعیاہ کی مذکورہ آئیت کا ترجمہ نہین مگر مولوی صاحب کا خیالی عندیہ و مغالطہ ہی ہے ۔ ترجمہ اس آئیت کا وہی ہے جو ہم نے اوپر لکھا ۔ پس اس بناوٹ سے ناظرین جان لینگے کہ وہ بیجا حمیت و تعصب مین کس قدر غرق ہین ۔

صفحہ ۱ سطر ۲

**قولہ** ۔ پھر یشعیاہ کے آٹھوین اور نوین باب مین ہے کہ وہ لڑکا پیدا ہوا اور اُس کا نام ماہر شالال ہاش بز رکھا گیا ۔ الخ ۔

**اقول** - یہان پھر وہی چال چلی گئی سید احمد خانصاحب والی لگا مولوی صاحب نے مغالطہ دیا ہے - مصنف صاحب کنواری کا بیٹا عمانوئیل اور ہے اور مہیر شالال حاشبز اور - وہ یوں تہا -

۱- یشعیاہ - ۷ : ۳ سے ظاہر ہے کہ خدا نے جب یہہ نبوت کرنیکے لئے یشعیاہ نبی کو آخز کے پاس بہیجا تو یشعیاہ کو حکم دیا کہ تو اپنے بیٹے شیار یاشوب کو ساتہہ لیکر آخز سے جا مل - سو ظاہر ہے کہ قبل اس نبوت یشعیاہ - ۷ : ۱۴ کے یشعیاہ نے شادی کی ہوئی تہی اور اُسمین سے ایک بیٹا بہی اُس کا تہا جو یشعیاہ کے ساتہہ آخز کے پاس گیا اور اُس کے روبرو یہہ پیشین گوئی کی کہ "دیکہو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی -" یشعیاہ - ۷ : ۱۴ پس جبکہ قبل اس بشارت کے شیار یاشوب یشعیاہ کا لڑکا موجود تہا تو یشعیاہ کی زوجہ کنواری نہین کہلا سکتی -

۲- نہ تو بائبل اور نہ یہودیونکی کتابونمین کہین ذکر ہے کہ یشعیاہ نے کوئی دوسری شادی بہی کی تہی - اور جبکہ یشعیاہ - ۷ : ۳ کے بموجب ثابت ہے کہ قبل بشارت ۷ : ۱۴ کے یشعیاہ کی بیوی نے لڑکا شیار یاشوب جنا ہوا تہا تو وہ کنواری نہ تہی اس لئے عمانوئیل جو کنواری سے پیدا ہونیوالا تہا وہ یشعیاہ کا بیٹا ہو نہیں سکتا -

۳- جب آخز نے نشان نہ مانگا تو تب نبی تمام خاندان داؤد سے مخاطب ہوا کیونکہ جیسا آخز نے خدا کی بات کو رد کیا ویسا خدا نے آخز کو رد کرکے داؤد کا تخت جس پر آخز تہا عمانوئیل کو دیا جو ہنوز کنواری سے پیدا ہونے والا تہا نہ تو یشعیاہ کا بیٹا مہیر شالال حاشبز کنواری سے پیدا ہوا اور نہ کبہی داؤد یا آخز کے تخت پر بیٹہا مگر صرف یسوع مسیح جو ابد تک زندہ اور تخت داؤد پر بیٹہکے سلطنت کرتا اور یہودیونکا بادشاہ کہلاتا ہے -

۴- اس بشارت یشعیاہ - ۷ : ۱۴ مین ہے کہ "خداوند آپ تمکو ایک نشان دیگا" پس اگر یہہ صرف معمولی طور پر یشعیاہ کی زوجہ کے حاملہ ہوکر بیٹا جننے کی خبر تہی تو پہر اسمین نشان ہی کیا تہا کیونکہ ایسا تو ہمیشہ وقوع مین آتا رہتا تہا - اور کوئی انوکہی بات نہ تہی جو خدا عنایت کرنے لگا تہا لہذا ظاہر ہے کہ یہہ نشان عجیب و انوکہے طور پر بقدرت الہی خاص کنواری کے حاملہ ہونے اور بیٹا جننے پر دلالت کرتا ہے نہ کہ یشعیاہ کی زوجہ پر جو یشعیاہ کی مقاربت سے معمولی طور سے

حاملہ ہوئی اور مہیر شالال حاشبز کو جنی ۔

۵۔ یشعیاہ ۔ ۸: ۳ مین ہے ۔ اور مین (یشعیاہ) نبیہ کے پاس گیا یعنے مقاربت کی اور وہ
پیٹ سے ہوئی اور ایک بیٹا جنی تب خداوند نے مجھے کہا اس کا نام مہیر شالال حاشبز رکھہ ۔
پس جس حالت مین نبیہ یشعیاہ کی مقاربت سے حاملہ ہوئی اور مہیر شالال حاشبز کو جنی تو وہ کنواری
کس طرح رہی اور اُس کا بیٹا مہیر شالال حاشبز کنواری کا بیٹا کیونکر کہلا سکتا ہے ۔

۶۔ یشعیاہ ۔ ۸: ۵ سے ۸ تک ۔ نبی تشبیہ ۔ مجاز ۔ و استعارہ کو کام مین لاکر اسور کی چڑہائی اور
زمین کی بربادی کا بیان کرکے آخر مین فرماتا ہے ۔ "اور اُس کے پہلاؤ سے تیری سرزمین کی
ساری عرض اے عمانوئیل ڈہپ جائیگی " یہان نبی پیشین غیبی سے زمین کی بری حالت کو
دیکہتا اور افسوس کرکے عمانوئیل کے حضور دعا و فریاد کرتا ہے ۔ دیکہو ۸: ۸ ۔ لیکن جب یشعیاہ
نے عمانوئیل کے حضور دعا کی اور اُسے معلوم ہوا کہ میری دعا سنی گئی تو تب وہ چلاکے اور دہوم
مچاکے پکارتا ہے "ارے قومو دہوم مچاؤ پر تم ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤگے " ۸: ۹ ۔

پس اگر یہہ کہا جاوے کہ یہہ کنواری سے پیدا ہونے والا عمانوئیل مہیر شالال حاشبز یشعیاہ ہی کا
بیٹا تہا ۔ تو یہہ کیسا بیجا بیہودہ خیال ٹہریگا کہ یشعیاہ اپنے بیٹے کو سرزمین کا مالک کہہ کر اُس کے
آگے ایسی فریاد و دعا کرے ۔ تو کیا یہہ بڑا کفر نہ ہوگا ۔ لہذا ظاہر ہے کہ وہ عمانوئیل جو کنواری سے
پیدا ہونے والا تہا اور ہے کہ جسمین الوہیت و انسانیت کا ایما پایا جاتا ؛ اور یہہ مہیر شالال حاشبز
یشعیاہ کا بیٹا اور ۔

۷۔ یشعیاہ ۔ ۸: ۱۰ مین ہے ۔ "تم منصوبہ باندہو پر وہ باطل ہوگا ۔ حکم سناؤ پر وہ نہ ٹہریگا
کہ خدا ہمارے ساتہہ ہے ۔"

یہان جس لفظ کا ترجمہ "خدا ہمارے ساتہہ ہے " ہوا ہے وہ اصل زبان عبرانی مین عمانوئیل
עמנו אל ہے ۔ اور یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ یشعیاہ نے جس عمانوئیل کے کنواری
سے پیدا ہونے کی پہلے ۷: ۱۴ مین خبر دی تہی وہ اُس کو خدا قادر مانتا تہا نہ کہ اپنا بیٹا اور اگر یہہ عمانوئیل
یشعیاہ کا بیٹا تصور کیا جاوے تو ضرور ایک بڑے کفر کا بہتان نبی پر عاید ہوگا جو ہرگز درست نہیں
لہذا یہہ عمانوئیل یشعیاہ کا بیٹا ہرگز نہین ٹہر سکتا ۔

۸ - یشعیاہ - ۹ : ۶ مین ہے کہ ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوتا اور ہمکو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اُس کے کاندہے پر ہوگی اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے - عجیب - مشیر - خدائی قادر - ابدیت کا باپ - سلامتی کا شہزادہ ۔

یہہ آیت بہی اُسی عمانوئیل یسوع کے حقمین صادق آتی ہے جسکی خبر یشعیاہ ۷ : ۱۴ مین دی گئی ہے نہ کہ مہیر شالال حاشبز کے حقمین ۔

اوّل - عجیب - مہیر شالال حاشبز مین کچہہ عجوبہ نہ تہا کیونکہ معمولی طور پر مثل دیگر انسانون کے بموجب ۸ : ۳ کے نبیہ یشعیاہ کی مقاربت سے حاملہ ہوئی اور وہ پیدا ہوا لیکن برعکس اسکے عمانوئیل یسوع ایک عجیب ہے جو مریم بتولہ سے پیدا ہوا ۔

دوم - مشیر - یہہ بہی مہیر شالال حاشبز کے حقمین جو فقط انسان تہا صادق نہین آ سکتا کیونکہ خدا کے سوا خدا کا مشیر صلاح کار کون ہو سکتا ہے لیکن یہہ عمانوئیل اکیلے یسوع ہی پر صادق آتا ہے جو ازل مین باپ کے ساتہہ تہا اور جسمین الوہیت کا سارا کمال مجسم ہو رہا ۔

سوم - خدائے قادر - یہہ بہی مہیر شالال حاشبز کے حقمین صادق نہین آتا - بلکہ بموجب ۸ : ۸ و ۱۰ کے صرف عمانوئیل ہی کے حقمین ہے اور یہہ وہی یسوع ہے جو کنواری سے پیدا ہوا اور زمانہ کے تمام ہونے تک ہر روز اپنے لوگونکے ساتہہ ہے جو سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے - متی ۲۸ : ۲۰ - طیطس ۲ : ۱۳ - و رومی ۹ : ۵ -

چہارم - ابدیت کا باپ - یہہ بہی مہیر شالال حاشبز کے حقمین صادق نہین آتا مگر عمانوئیل یسوع کے حقمین جو الفا اور اومیگا ہے - مکاشفات ۱ : ۸ -

پنجم - سلامتی کا شاہزادہ - یہہ بہی مہیر شالال حاشبز کے حقمین صادق نہین آتا کیونکہ وہ اپنے نام کے معنونکے بموجب سلامتی کا نہین بلکہ برعکس اس کے بربادی کے نشان کے لئے تہا ۔ لیکن خداوند یسوع جو عمانوئیل ہے صلح و سلامتی کے لئے ہے - افسی ۲ : ۱۴ -

پس اظہر من الشمس ہے کہ جب یشعیاہ نے کنواری کے حاملہ ہونے و عمانوئیل کے تولد کی خبر دی تو اُس سے پہلے یشعیاہ کا بیٹا شیار یاشوب موجود تہا جسے وہ آخز کے پاس اپنے ساتہہ لے گیا اور یشعیاہ کی کسی دوسری شادی کا کوئی ثبوت نہین - اور کنواری کے لفظ کا اطلاق اُس زوجہ

پر جس کی شادی ہو چکی ہو نہیں کیا جاتا۔ چہ جائیکہ اِس لفظ کا اطلاق یشعیاہ کی اُس زوجہ پر کیا جاوے جو یشعیاہ کی مقاربت سے حاملہ ہو کر شیار شوب اور پھر مہیر شالال حاشبز کو جن چکی تھی اور پھر جبکہ یہہ معمولی کارروائی تھی تو اِس مین نشان ہی کیا تھا کیونکہ یہہ تو ہمیشہ وقوع مین آتا رہتا تھا۔ اور پھر جس عمانوئیل کے تولد کی خبر یشعیاہ ۷: ۱۴ مین ہے اُسی کی الوہیت کا اقرار ۸: ۸ و ۹ و ۱۰ و ۹: ۶ مین پایا جاتا ہے۔ جو ہرگز ہرگز مہیر شالال حاشبز کے حق مین صادق نہین آسکتا پس عمانوئیل اور ہے اور مہیر شالال حاشبز دیگر پس کسی طرح یہہ دو ایک نہین ٹھہر سکتے مولوی صاحب اپنے بیجا و ناقص خیالات کے پیچھے نہ جائیے الہام کی تفسیر الہام ہی سے دریافت کیجئے دیکھو متی ۱: ۲۲ و ۲۳۔

**قولہ**۔ بنسن کہتا ہے یہہ عورت اشعیاہ کی بی بی تھی۔ بائبل متی نے کہدیا یہہ بشارت مسیح کے حق مین ہے جو کنواری سے پیدا ہوا ہے۔ متی ۱: ۱۸ سے ۲۳۔

**اقول**۔ مولوی صاحب یہہ تو بتایا ہوتا کہ بنسن کون ہے کس صدی مین تھا اور یہہ باتین اُس نے کہاں لکھی ہین۔ آیا وہ ملہم تھا جو اُس کی رائے کو آپ انجیل کی بات پر ترجیح دیتے ہین صاحب کیون مغالطہ دیتے ہین کچھ عاقبت اندیشی بھی کام مین لائیے۔ ایسی ویسی یاوہ گوئیون اور بے سند باتون سے کلام الہی کی صداقتون پر پردہ نہین پڑ سکتا۔ آپ ایک نہین دو چار سند نام اور بھی لے لیجئے کچھ مضائقہ نہین عقلمند خود پہچان لینگے۔

**قولہ**۔ اول متی نے کیا کہدیا یہہ بشارت کب اور کس مطلب پر کی گئی ہے۔ اور کہاں لگائی گئی

**اقول**۔ مقدس متی نے بتائید الہام ربانی اِس بشارت کو جو یشعیاہ نبی نے خداوند مسیح کے حق مین لکھی تھی پوری ہوئی ثابت کیا ہے کہ جس مین چون و چرا کو محض جگہ ہی نہین اور آپ کا مغالطہ دینا لاحاصل۔

**قولہ**۔ دوم پھر علمہ کا ترجمہ کنواری کیا۔ سلیمان کے امثال بنسن مین بھی لغات اور وہان اسکے معنے ایسی جوان کے ہین جو بیاہی ہو۔

**اقول**۔ یہہ محض غلط اور دہوکا ہے ہرگز ہرگز علمہ עַלְמָה کے معنے بیاہی ہوئی کے نہین اور نہ کبھی کئے گئے۔ یہہ لفظ کلام الہی مین صرف سات جگہ آیا ہے اور ہمیشہ بالغہ

کنواری کے معنے دیتا ہے نہ کہ بیاہی ہوئی کے - وہو ہذا -

۱ - پیدائیش ۲۴ : ۴۳ - تو دیکھہ کہ مین پانی کی باولی پاس کہڑا ہون اور ایسا ہو کہ جب وہ کنواری پانی بہرنے نکلے - الخ -

یہان پر جس لفظ کا ترجمہ وہ کنواری ہوا ہے - ہا علمہ הָעַלְמָה ہے -

۲ - خروج ۲ : ۸ - فرعون کی بیٹی نے اُسے کہا کہ جا وہ چہوکری گئی - الخ -

یہان جس لفظ کا ترجمہ وہ چہوکری ہوا ہے ہا علمہ הָעַלְמָה ہے -

۳ - مزمور ۶۸ : ۲۵ - اور کنواریان اُنکے درمیان - الخ -

یہان جس لفظ کا ترجمہ کنواریان ہوا ہے - علاموتہ עֲלָמוֹת ہے -

۴ - غزل الغزلات ۱ : ۳ - اس واسطے کنواریان تجہہ پر عاشق ہین -

یہان جس لفظ کا ترجمہ کنواریان ہوا ہے - علاموتہ עֲלָמוֹת ہے -

۵ - غزل الغزلات ۶ : ۸ اور بیشمار کنواریان تو ہین -

یہان جس لفظ کا ترجمہ کنواریان ہوا ہے - علاموتہ עֲלָמוֹת ہے -

۶ - امثال ۳۰ : ۱۹ - اور مرد کی روش جو کنواری کے ساتہہ ہے -

یہان جس لفظ کا ترجمہ کنواری ہوا ہے علمہ עַלְמָה ہے -

۷ - یشعیاہ ۷ : ۱۴ - باوجود اسکے خداوند آپ تمکو نشان دیگا دیکہو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی - الخ -

یہان جس لفظ کا ترجمہ کنواری ہوا ہے - ہا علمہ הָעַלְמָה ہے -

واضح ہو کہ لفظ علمہ עַלְמָה مشتق ہے مصدر عالم עָלַם سے کہ جس کے معنے ہین بالغ ہونا اور جب اس لفظ علمہ کے شروع مین حرف تعریف - ہا הָ لگ جاتا ہے تو اس کے معنے دوشیزہ یعنے خاص کنواری کے ہوتے ہین - چنانچہ بائبل مین یہہ لفظ حرف تعریف کے ساتہہ تین جگہ یعنے پیدائیش ۲۴ : ۴۳ و خروج ۲ : ۸ و یشعیاہ ۷ : ۱۴ - مین آیا ہے اور یہان اسکے معنے دوشیزہ یعنے خاص کنواری کے ہین نہ کہ بیاہی ہوئی کے - پس بائبل اور تمام لغت کی کتابونمین اس لفظ کے معنے ایسی بالغہ کنواری کے ہوئے ہین جسکی شادی

نہ ہوئی ہو۔ لہذا مولوی صاحب یا اُنکے ہم جنسون کی مغالطہ دہی سے سچائی کا پوشیدہ ہونا بالکل ناممکن ہے۔

**قولہ۔** فرہنگی ڈکشنیری مین۔ اور یونانی ترجمہ ایکویلا۔ اور تھیوڈوشن اور سمیکس مین جوان کے معنے ہین

**اقول۔** تمام لغات و ترجمون مین علمہ کے معنے بالغہ کنواری یا جوان کنواری کے ہوئے ہین لیکن مولوی صاحب لفظ جوان کے آگے کنواری لکھنا صرف مغالطہ دینے کی غرض سے چھوڑ گئے ہین۔ بلاریب یہہ مغالطے آپکے قابل افسوس ہین۔ اور بالفرض یہہ بھی مانا جاوے کہ علم کے معنے جوان کے ہین تو آپ اس پر شادی کی گئی کے معنے کس بنا پہ گھڑ کے لگلیتے ہین۔ افسوس افسوس آپنے دیدہ و دانستہ سچائی کا خون کردیا سو واضح ہے کہ زبان عبرانی مین تین لفظ ہین۔

۱۔ علمہ۔ עַלְמָה بمعنے بالغہ کنواری۔

۲۔ بتھولہ۔ בְּתוּלָה بمعنے کنواری۔

واضح رہے کہ ان دونون لفظون کے لئے یونانی مین لفظ پارتھے ناس παρθένος بمعنے دوشیزہ یعنے خاص کنواری جو مرد کو نہین جانتی ستردن کے ترجمہ و انجیل مین استعمال کیا گیاہے۔

۳۔ نعارہ۔ נַעֲרָה بمعنے جوان۔ اور یہہ لفظ کتب مقدسہ مین کبھی جوان کنواری اور کبھی بیاہی ہوئی جوان کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

مولوی صاحب اب وہ زمانہ نہین کہ غلط تثلیث جبراً تلوار سے منوایا جاوے۔ اور نہ وہ زمانہ ہے کہ لوگ کتاب کا نام سنکر تحقیق نہ کرین اور آمنا کہنے جائین۔ اب تو روشنی اور علم کا زمانہ ہے اور اسمین آپ جیسون کی دہوکابازی کا چلنا ناممکن۔ اور خوب یاد رکہئے کہ آجتک علمہ کے معنے بیاہی ہوئی کے نہ کبھی ہوئے ہین اور نہ ہونگے۔ اور یون تو آپکو اختیار ہے کہ جس قدر چاہین پیچریونکی پہیردہی مین پبلک کو دہوکا دین۔ مگر ایسی کارروائی سے بجز رسوائی کچھ حاصل نہوگا۔

**قولہ۔** سوم مسیح کا نام کسی نے بہی عمانوئیل نہین رکہا۔ نہ آپنے نہ آپکی مان نے اور نہ

باپ نے بلکہ فرشتے نے یہی یہی کہا کہ اس کا نام یسوع رکھنا۔

**قول** - یہاں مولوی صاحب نے پھر مغالطہ دیا ہے کیونکہ اعتراض تو محاکمہ ولادت مسیح سے نقل کرکے پیش کر دیا مگر جواب جو انفصال ولادت مسیح میں دیا گیا تھا وہ لگئے اور اسپر غور نہ کی - خیر کچھ مضایقہ نہیں آپ پھر غور کر لیجئے۔

اول - خداوند مسیح کا نام یسوع رکھا جانا اسکے عمانوئیل ہونیکو شامل کرتا ہے - کیونکہ نجات دہندہ بدون عمانوئیل یعنے خدا ہمارے ساتھہ ہونیکے نہیں ہوسکتا تھا۔

دوم - نام یسوع اس کے کام کے مطابق ہے اور عمانوئیل اس کی ذات یا سرشت کے اور انجیل سے واضح ہے کہ یسوع حقیقت میں عمانوئیل تھا یعنے وہ حقیقت جو لفظ عمانوئیل سے ثابت ہوتی ہے وہ یسوع میں عیان تھی۔

سوم - جیسے یسوع بمعنے نجات دینے والا - اور مسیح بمعنے ممسوح و مخصوص اس پر صادق آئے - ویسے ہی عمانوئیل بمعنے خدا ہمارے ساتھہ - بھی اس پر صادق آیا ہے - کیونکہ اسنے جو خدا ہے انسانیت کو اختیار کیا اور کنواری مریم میں سے جسم کو لیا اور مجسم ہوا - اس لئے مسیح حقیقی طور سے خدا ہمارے ساتھہ ہے۔

چہارم - عمانوئیل עמנואל مرکب لفظ ہے - عم עם - اور - نو נו - اور - ایل אל سے اور لفظ עם مصدر عامم עמם سے ہے - بمعنے - ساتھہ - اور لفظ נו ضمیر جمع متکلم کی ہے بمعنے ہمارے اور لفظ אל مصدر اول אול سے ہے - بمعنے اللہ اور اسلئے عمانوئیل کے معنے ہیں - ہمارے ساتھہ اللہ - اور یہہ ان مسلسل پیشین گوئیوں سے جو خداوند کے تجسم کے باب میں ہوئیں بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ خداوند یسوع کے سوا اور کوئی عمانوئیل بمعنے خدا ہمارے ساتھہ - کا مصداق نہیں - وہو ہذا۔

۱ - پیدائش ۳: ۱۵ - اور میں تیرے اور عورت کی اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالونگا - الخ۔

ظاہر ہے کہ عورت کی نسل وہی خداوند یسوع ہے جو مریم بتول سے پیدا ہوا - متی ۱: ۲۳ و ۲۵۔

۲ - یرمیاہ ۲۳: ۵ و ۶ - دیکھو وہ دن آتے ہیں خداوند کہتا ہے کہ میں داؤد کے لئے صداقت کی

ایک شاخ نکالونگا اور ایک بادشاہ بادشاہی کرے گا۔ اور اقبال مند ہوگا اور عدالت و صداقت
زمین پر کرے گا اسکے دنون مین ہوداہ نجات پاویگا۔ اور اسرائیل سلامتی سے سکونت کرے گا اور
اُس کا نام یہہ رکہا جائیگا خداوند ہماری صداقت۔

یہان جس لفظ کا ترجمہ خداوند ہماری صداقت۔ ہوا ہے وہ عبرانی مین۔ یہواہ صدقنو יהוה צדקנו
ہے جو اسم ذات خدا تعالے کا ہے۔ اور یہہ وہی ابدی بادشاہ شیطان کے سر کو کچلنیوالا ہے
جو داود کے خاندان مین سے بموجب یشعیاہ۔ ۱۱:۱ ادم۔ شاخ کی طرح پہوٹ نکلا یہی مریم متبولہ
کا موعود فرزند یسوع ناصری ہے۔

۳۔ یرمیاہ۔ ۳۱:۲۲۔ اے برگشتہ کنواری (یعنے اُمت اسرائیل) تو کب تک ڈ ودلہ رہیگی کیونکہ
خداوند زمین پر ایک نئی شئے پیدا کرتا کہ عورت مرد کو گہیرے گی۔

یہانپر جس ایک نئی شئے کے پیدا ہونیکا ذکر ہے وہ اس لئے نئی شئے ہے جو کبہی وقوع مین نہ
آئی تہی یعنے الوہیت و انسانیت کا عجیب اجتماع ایک ہی شخص یسوع مین۔ چنانچہ ایسی نئی شئے
کا پیدا ہونا بہی نہائیت ہی عجیب ہے کہ وہ عورت جو مرد سے ناواقف تہی یعنے مریم متبولہ کے
شکم سے بقدرت الہی مرد یسوع کا تولد ہوتا ہے جو حقیقت مین ایک نئی شئے عمانوئیل
یعنے خدا ہمارے ساتہہ ہے۔

۴۔ یشعیاہ۔ ۷:۱۴۔ باوجود اسکے خداوند آپ تمکو ایک نشان دیگا۔ دیکہو کنواری حاملہ ہوگی
اور بیٹا جنیگی اور اس کا نام عمانوئیل رکہیگی۔

پہر دیکہو متی ۱:۲۲ و ۲۳۔ یہہ سب کچہ ہوا جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تہا پورا ہو کہ دیکہو ایک
کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اُس کا نام عمانوئیل رکہینگے۔ الخ۔

یہان سے ظاہر ہے کہ جو عورت کی نسل ہو کر شیطان کا سر کچلنیوالا بادشاہ عظیم آنیوالا تہا وہ
خداوند ہماری صداقت اور بالکل ایک نئی شئے کنواری کا بیٹا عمانوئیل یعنے خدا ہمارے ساتہہ
وہی خداوند یسوع ہے کہ جس کا نام عمانوئیل رکہا گیا کیونکہ متی ۱:۲۲ مین ہے کہ وہ یہہ سب کچہہ ہوا
جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تہا کہ یعنے خداوند یسوع کنواری مریم سے پیدا ہوا اور اُس کا نام نہ
صرف یسوع بلکہ عمانوئیل بہی رکہا گیا۔

۵۔ یشعیاہ ۔ ۸ : ۸ ۔ اور اُس کے پرونکے پہلاؤ سے تیری سرزمین کی ساری عرض اے عمانوئیل ڈھنپ جائے گی۔

یہان نبی عمانوئیل کے حضور فریاد و دعا کرتا ہے اور یہہ وہی عمانوئیل ہے جو کنواری سے پیدا ہونیوالا تہا یعنے خداوند یسوع جو خدا و انسان بہی ہے۔ اور ممکن نہین کہ نبی کسی ایسے شخص کے حضور فریاد و دعا کرے جو حقیقت مین خدا نہو۔ پس ظاہر ہے کہ نام عمانوئیل خداوند یسوع کی ذات و سرشت کے مطابق صرف اُسی ہی کی نسبت صادق آتا ہے۔ جو عمانوئیل یعنے خدا ہمارے ساتہہ ہے۔

۶۔ یشعیاہ ۔ ۸ : ۱۰ ۔ تم منصوبہ باندہو پر وہ باطل ہوگا۔ حکم سناؤ پر وہ نہ ٹہریگا کہ خدا ہمارے ساتہہ ہے۔

یہان جس لفظ کا ترجمہ۔ خدا ہمارے ساتہہ ہوا ہے وہ عبرانی مین عمانوئیل ہے جو کنواری سے پیدا ہونیوالا تہا۔ یہان نبی اُس کو قادر مطلق خدا مانکر تمام لشکر کشون و بادشاہون کو کہتا ہے کہ جبکہ عمانوئیل یعنے خدائے قادر ہمارے ساتہہ ہے تو تمکو کیا طاقت ہے کہ تم ہمارے برخلاف کچہہ کر سکو یہہ وہ عمانوئیل ہے جو مغرورون کو اُنکے دلون کے وہم مین پریشان کرتا اور قدرت والون کو تخت سے گرا کر غریبونکو بلند کرتا ہے۔ پس عمانوئیل صرف خداوند یسوع ہی کی نسبت صادق آیا ہے کہ جسمین الہی و انسانی دونون ذاتین موجود ہین اور وہی ہمارا نجات دہندہ خدا ہمارے ساتہہ ہے۔

۷۔ یشعیاہ ۔ ۹ ۔ ۶ : ۹ ۔ اور ہمکو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اُسکے کاندہے پر ہوگی اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے ۔ عجیب ۔ مشیر ۔ خدائے قادر ۔ ابدیت کا باپ سلامتی کا شاہزادہ اب جائے غور ہے کہ عورت کی نسل عجیب شئے ہیو واحد نیز کنواری کا فرزند عمانوئیل جو خدا کا بیٹا ہے یوحنا ۳ : ۱۶ ۔ اُس کے یہان پانچ نام بتائے گئے ہین ۔

اول ۔ عجیب ۔ یہہ ایک نئی شئے ہے کہ جس مین الوہیت و انسانیت موجود ہے اور پیدائش کی نسبت بہی عجیب ہے کیونکہ عام انسانون کی طرح نہین بلکہ کنواری سے اسکی پیدائش ہے ۔

دوم۔ مشیر۔ یہہ وہی شخص ہے جو خدا کا صلاح کار ہے پیدائش ۱: ۲۶۔ پس کس کی عقل خدا کی عقل کے برابر ہے جو خدا کا صلاح کار ہو لہذا حقیقت میں یہہ وہی اقنوم ابن ہے جو ازل میں باپ کے ساتھہ تھا۔ یعنے عمانوئیل یسوع جو نجات دہندہ خدا ہمارے ساتھہ ہے۔

سوم۔ خدائے قادر۔ جائے غور ہے کہ یہہ نام کسی مخلوق کا جو صرف انسان ہی ہو نہیں ہو سکتا لیکن یہاں دیکھو اُس خدا کے بیٹے کا نام جو کنواری سے پیدا ہونیوالا عمانوئیل تھا۔ خدائے قادر پکارا جاتا ہے نیز دیکھو یشعیاہ ۹: ۶ و ۶۰: ۱۶ و ۶۳: ۱۶۔ ذکریہ ۲: ۱۰ سے ۱۳ و ۹: ۹ و یشعیاہ ۶۱: ۱ سے ۳ و لوقا ۴: ۱۶ سے ۲۲ و طیطس ۲: ۱۳ سے مکاشفات ۱: ۸ و ۴: ۸ و ۱۱: ۱۷ و ۱۶: ۷ و ۱۹: ۶ و ۱۵ و ۱۶ و متی ۱۱: ۲۷ و ۲۸: ۱۸ و یوحنا ۵: ۲۲ و ۲۳ و ۲۷۔ دانیل ۷: ۱۳ و ۱۴ و فلپی ۲: ۱۱

قربان اے عمانوئیل یسوع تیرے نام پر کہ تو ہی خدائے قادر۔ اور سب پر غالب ہے۔

چہارم۔ ابدیت کا باپ۔ یہہ وہی یسوع ہے جو الفا اور اومیگا اور اوّل و آخر اور قیامت و زندگی ہے۔ مکاشفات ۱: ۸ و ۲۲: ۱۳ و یوحنا ۱۱: ۲۵ و ۱ یوحنا ۵: ۲۰۔

پنجم۔ سلامتی کا شاہزادہ۔ یہہ ہمارا نجات دہندہ عمانوئیل یسوع ہے۔ کہ جسکے فرمان سے مردے زندہ ہوتے۔ اور بیمار شفا پاتے جو برباد کرنے کو نہیں بلکہ بچانیکو آیا۔ اور ہماری صلح کہلاتا ہے افسی ۲: ۱۴ لوقا ۹: ۵۶ و رومی ۵: ۱ قلسی ۱: ۲۰۔

---

۸۔ ذکریہ ۲: ۱۰ و ۱۱۔ اے صیہون کی بیٹی تو گا اور خوشی کر کیونکہ دیکھہ میں آؤنگا اور تیرے درمیان سکونت کرونگا خداوند فرماتا ہے۔ اور اُسی دن بہتیری قومیں خداوند سے میل کرینگی اور وے میرے لوگ ہونگے۔ اور میں تیرے بیچ میں رہونگا۔ اور تو جانیگا کہ رب الافواج نے مجھے تجھہ پاس بھیجا ہے۔ نیز دیکھو یشعیاہ ۳۵: ۴۔

پس اظہر من الشمس ہے کہ آنیوالا اور کلیسیا کے درمیان سکونت کرنیوالا عمانوئیل خود خدا ہی ہے جیسا کہ اُوپر کے بیان سے ثابت ہو چکا۔ اور انجیل جلیل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ آنیوالا خدا عمانوئیل خداوند یسوع ہے۔ وہو ہذا۔

---

۹۔ یوحنا ۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۱۴۔ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھہ تھا۔ اور کلام خدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھہ تھا۔ سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر

اُس کے ہوئی۔ اور کلام مجسم ہوا اور وہ فضل اور راستی سے پہر پور اہو کے ہمارے درمیان رہا اور ہمنے اُس کا ایسا جلال دیکہا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال۔

پس ظاہر ہے کہ وہ آنیوالا خدا جو کلیسیا کے درمیان سکونت کرنیوالا تہا وہ خداوند یسوع ہے وہی کنواری سے پیدا ہوا اور وہی عمانوئیل ہے۔

۱۰۔ مکاشفات - ۲۱: ۳ - اور مین نے ایک بڑی آواز یہہ کہتی ہوئی آسمان سے سنی کہ دیکہہ خدا کا خیمہ آدمیون کے ساتہہ سکونت کریگا اور وہ اُس کے لوگ ہونگے اور خدا ان کا خدا آپ اُنکے ساتہہ رہیگا۔

یہان قرینہ کو دیکہئے کیا یہہ وہی عمانوئیل یسوع ہے کہ نہین تو پہر اُس کے عمانوئیل ہونے مین کیا شک ہوسکتا ہے۔

۱۱۔ مکاشفات ۳: ۲۰ دیکہہ مین دروازے پہ کہڑا ہون اور کٹکٹہاتا ہون اگر کوئی میری آواز سُنے اور دروازہ کہولے تو مین اُس پاس اندر آؤنگا۔ الخ۔

یہان وہی عمانوئیل مسیح ہر ایک کے دل کے دروازے پر کہڑا کہٹکہٹاتا ہے جو اُس کو قبول کرے وہ اُس کے ساتہہ رہنیکو تیار ہے۔ پس خداوند یسوع ہی عمانوئیل ہے جو ہر ایک کے ساتہہ اور ہر زمانہ مین رہتا ہے۔

۱۲۔ متی ۲۸: ۲۰ - اور دیکہو مین زمانہ کے تمام ہونے تک ہر روز تمہارے ساتہہ ہون۔ آمین۔

اب جائے غور ہے کہ یہہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک شخص بذات ہزارہا برسون تک کڑوڑون آدمیون کے کہ جتنے اس دنیا مین پیدا ہوتے اور مرتے ہین دنیا کے آخر تک ساتہہ رہے اور پہر ہی عمانوئیل خدائے حاضر و ناظر نہو۔ پس کیا خداوند یسوع نے یہان اپنے تئین عمانوئیل قرار نہین دیا۔ ضرور اس سے وہ عمانوئیل کے نام کو اپنے پہ صادق لایا ہے۔ ذرا عمانوئیل کے معنے پر پہر سوچئے۔

۱۳۔ یوحنا ۳: ۱۳۔ اور کوئی آسمان پہ نہین گیا سوا اُس شخص کے جو آسمان پر سے اوترا یعنے ابن آدم جو آسمان پہ ہے۔

قابل لحاظ ہے کہ یہہ کون ہے جو آسمان پہ سے آیا کہ آدمیون کے ساتہہ رہے کیا یہہ وہی عمانوئیل یسوع نہین جو باوجود آدمیون مین سکونت کرنے کے پہر ہی آسمان پر ہے۔

۱۴- اعمال ۲۳: ۱۱- اور اُسی رات خداوند نے اُس کے پاس آکے کہا- الخ-
یہان خداوند مقدس پولوس کے ساتھہ ہے -
۱۵- اعمال ۲۷: ۲۳- کیونکہ خدا جسکا مین ہون اور جسکی بندگی کرتا ہون اُس کا فرشتہ اسی رات میرے پاس آیا اور کہا-
واضح رہے کہ یہہ وہی یہواہ کا فرشتہ ہے جو یہواہ اور اُس کی حضوری بھی کہلاتا ہے- دیکھو پیدائش ۱۶: ۲ و ۲۷ و ۳۱: ۱۳ و ۴۸: ۱۶ و خروج ۲۳: ۲۰ و ۲۱ و ۳۳: ۱۴ و ۱۵ و ہوسیع ۱۲: ۴ و ۵ و ذکریہ ۱: ۸ سے ۱۱ و ملاکی ۳: ۱-
۱۶- ۲ تمطاؤس ۴: ۱۷- پر خداوند میرے ساتھہ رہا اور اُسنے مجھے طاقت بخشی- الخ-
یہانپر خداوند سے یسوع ہی مراد ہے دیکھو ۱ تمطاوس ۱: ۱۲ حقًّا و حقیقتًا یہان اُس کے عانوئیل ہونیکا اقرار ہے-
۱۷- فلپی ۴: ۹- اور جو کچھہ تم نے مجھسے سیکھا اور قبول کیا اور سنا اور دیکھا اُسپر عمل کرو تب خدا جو صلح کا بانی ہے تمہارے ساتھہ رہیگا-
ظاہر ہے کہ خداوند یسوع اپنے بندہ گانونکے ساتھہ رہتا ہے اور اِس لئے اس کا مبارک نام عانوئیل ہے- نیز دیکھو یوحنا ۱۶: ۳۳ و اعمال ۱۰: ۳۶ و رومی ۵: ۱ و قرنتی ۵: ۱۸ سے ۲۱ و افسی ۲: ۱۴ سے ۱۷ و قلسی ۱: ۲۰-
پس بموجب متی ۱: ۲۲ و ۲۳- اُس کا نام عانوئیل رکھا جا چکا اور خداوند یسوع ہی اسکا مصداق ثابت ہو چکا ہے- اور یہہ بشارت خداوند یسوع کے حق مین پوری ہو چکی جو الہام کی گواہی سے ثابت ہے لہذا اسپر ناحق اعتراض کر کے اسکا انکار کرنا گویا چاند پر خاک ڈالنا اور آفتاب بنصف النہار کا انکار کرنا ہے اور بس-
**قولہ** - چہارم- اگر علمہ کے معنے کنواری لین تو بھی مسیح پر چسپان نہین- مسیح حسب اقوال اناجیل ابن یوسف ہین- متی ۱۳ باب ۵۵- یوحنا ۶ باب ۴۲ و ۱ باب ۴۵- لوقا ۴ باب ۲۲ و ۴۱ و ۴۸-
**اقول**- یہان آپکی اگر مگر کی گنجائش نہین اور علمہ کے معنے خاص کنواری ثبوت کو

پہنچ چکے ہین - اور کنواری کے معنے مسیح پر چسپان چہ معنے دارد یہہ تعصب کے سبب
بہکے ہوئے بول رہے ہو - ذرا ہوش سنبھالو -

دوم یہہ جو فرمایا کہ مسیح حسب اقوال انجیل ابن یوسف ہین - یہان سے ہی ظاہر ہے کہ تعصب
کے سبب آپنے اپنی آنکھو نپر پٹی باندھ لی ہے کہ جسکے سبب وہ آیات تو جناب کو نظر آتین کہ جنمین
یوسف خداوند مسیح کا باپ کہلایا مگر وہ آیات دکھلائی نہ دین جو یوسف کو اُس کا حقیقی باپ
ہونے سے برطرف کرتی ہین - اگر اب کچھہ بصارت باقی ہے تو ذیل کی آیات کو دیکھکر وہم بیجا
اور مغالطہ بے بنیاد سے باز آئیے -

۱- متی ۱: ۱۸ و ۱۹ - اب یسوع مسیح کی پیدائش یون ہوئی کہ جب اُس کی ما مریم کی منگنی یوسف
کے ساتھہ ہوئی تو اُنکے اکٹھے آنے سے (یعنے ہم بستر ہونے سے) پہلے وہ روح القدس سے
حاملہ پائی گئی - تب اس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تھا اور نہ چاہا کہ اسے تشہیر کرے
ارادہ کیا کہ اُسے چپکے سے چھوڑ دے -

اب غور کیجیے کہ اگر وہ حمل یوسف ہی سے تھا تو وہ اِس سبب چھوڑنیکے درپے کیون
پڑا - پس ظاہر ہے کہ وہ حمل اُنکی مقاربت سے نہ تھا - اور اس لئے یوسف خداوند مسیح کا
حقیقی باپ نہین ہو سکتا -

۲- لوقا ۱: ۲۶ سے ۳۸ - اور چھٹے مہینے جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے جلیل کے ایک شہر
مین جس کا نام ناصرت تھا بھیجا گیا - ایک کنواری کے پاس جسکی یوسف نام ایک مرد سے جو
داؤد کے گھرانے سے تھا منگنی ہوئی تھی اور اُس کنواری کا نام مریم تھا - اُس فرشتے نے
اُس پاس اندر آکے کہا کہ اے پسندیدہ سلام خداوند تیرے ساتھہ تو عورتون مین مبارک
ہے - پر وہ اُسے دیکھکر اُس کی بات سے گھبرائی اور سوچنے لگی کہ یہہ کیسا سلام ہے - تب فرشتے
نے اُس سے کہا کہ اے مریم مت ڈر کہ تو نے خدا کے حضور فضل پایا - اور دیکھہ تو حاملہ ہوگی
اور بیٹا جنیگی اور اُس کا نام یسوع رکھیگی - وہ بزرگ ہوگا - اور خدا تعالے کا بیٹا کہلاویگا اور
خداوند خدا اُسے اُس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دے گا - اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے
کی بادشاہت کرے گا اور اُس کی بادشاہت آخر نہ ہوگی - تب مریم نے فرشتے سے

کہاکہ یہہ کیون کر ہوگا جس حال مین مین مرد کو نہین جانتی - (یہانپر مریم کا قول قابل غور ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ فی الحقیقت کنواری تھی) فرشتے نے جواب مین اُس سے کہاکہ روح قدس تجہہ پر اوترے گی اور خدا تعالے کی قدرت کا سایہ تجہہ پہ ہوگا اس سبب سے وہ قدوس جو پیدا ہوگا خدا کا بیٹا کہلائیگا - الخ - (یہہ جواب فرشتے کا بہی قابل لحاظ ہے کیونکہ فرشتے نے یہہ نہین کہاکہ تو یوسف سے حاملہ ہوگی بلکہ یہہ کہا کہ روح قدس تجہہ پہ اوترے گی اور خدا تعالے کی قدرت کا سایہ تجہہ پہ ہوگا -)

اب فرمائیے کہ یوسف کس طرح سے خداوند یسوع کا حقیقی باپ ٹہر سکتا ہے کیون کہ انجیل تو آپ کی وہم بیجا کے برعکس صرف قدرت الہی سے مریم کا حمل اُنکے اکٹھے آنے سے پہلے بتا رہی ہے پہر وہ یوسف کا حقیقی بیٹا کس طرح سے ٹہرا -

۳ لوقا ۳: ۲۳ - اور یسوع آپ برس تیس ایک کا ہو احب شروع کیا اور جیسا گمان تہا وہ یوسف کا بیٹا تہا - الخ -

یہان لفظ گمان تہا پر غور کرین - کیون کہ عوام جو حقیقت سے ناواقف تہے وہ اُس کو یوسف کا بیٹا کہتے تہے ورالا یوسف خداوند کا حقیقی باپ نہ تہا بلکہ عوام کے گمان کے بموجب مجازی باپ کہلاتا تہا اور مزید تحقیق کے لئے کتاب الفضال ولادت مسیح کو پڑہئے -

**قولہ** - پس اناجیل سے صاف واضح ہے کہ مسیح ابن انسان تہے تبہی مین خود نسب نامے مین مسیح کو ابن داود کہا ہے -

**اقول** - خداوند مسیح کو ابن آدم - ابن ابراہیم - ابن داؤد نسب نامو نمین اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ پیشین گویان جو خداوند مسیح کے حقمین مسلسل کی گئی تہین اور انمین صاف بتایا گیا تہا کہ آئیوالا خدا تعالے کس خاندان مین سے مجسم ہوکر آویگا یعنے جو جسم وہ اختیار کرے گا وہ کس خاندان سے ہوگا - کیون کہ نسب نامون سے یہہ نہین پایا جاتا کہ وہ آدم یا ابراہیم یا داؤد کے نطفے سے ہوگا - بلکہ نسب نامے صرف خاندان بتاکر پیشین گوئیونکی تکمیل ہی کو ظاہر کرنے کے لئے لکہے گئے تاکہ ظاہر ہو کہ جو وعدے خدا نے کئے تہے وہ اسی یسوع ناصری کے حقمین پورے ہوگئے ہین - وہو ہذا -

۱- خداوند یسوع نے اپنے تئین ابن آدم اس لئے بتایا تاکہ ظاہر کرے کہ وہ پیشین گوئی جو دانیل ۷: ۱۳ و ۱۴ مین تھی وہ خداوند یسوع کے حقین ہے -

۲- خداوند ابن ابرہام اس لئے کہا گیا کہ وہ وعدہ جو ابراہیم - اسحاق - اور یعقوب سے کیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام گھرانے تجھ سے اور تیری نسل سے برکت پاوینگے - اور یہوداہ مین سے شیلو آویگا یہ سب وعدے خداوند یسوع ہی کے حقین تھے اور پورے ہوئے - دیکھو - پیدائش ۱۲: ۳ و ۱۸: ۱۸ و ۲۲: ۱۸ - مزمور ۷۲: ۱۷ - مقابلہ کرو - اعمال ۳: ۲۵ و ۲۶ و گلاتی ۳: ۱۶ سے - اور پیدائش ۲۱: ۱۲ و ۲۶: ۴ - کو مقابلہ کرو رومی ۹: ۷ و ۸ و عبرانی ۱۱: ۱۹ سے اور پیدائش ۴۹: ۱۰ و ۴۹: ۸ سے ۱۲ و یسعیاہ - ۱۱: ۱ و ۱۰ و ۴: ۱۱ کو مقابلہ کرو - اعمال ۱۳: ۲۲ و ۲۳ - سے -

۳- اور ابن داؤد کی بابت متی ۲۲: ۴۱ سے ۴۶ تک ہے - جب فریسی جمع تھے یسوع نے اُن سے پوچھا کہ مسیح کے حقین تمہارا کیا گمان ہے وہ کس کا بیٹا ہے وہ بولے داؤد کا اُس نے اُن سے کہا پھر داؤد روح سے کیونکر اُسے خداوند کہتا ہے کہ خداوند نے میرے خداوند کو کہا کہ جبتک مین تیرے دشمنون کو تیرے پاؤن کی چوکی نہ کرون تو میرے دہنے بیٹھہ پس جب داؤد اوس کو خداوند کہتا ہے تو وہ اُس کا بیٹا کیون کر ٹھہرا - الخ - نیز دیکھو مرقس ۱۲: ۳۵ سے ۳۷ لوقا ۲۰: ۴۱ سے ۴۴ - مزمور ۱۱۰: ۱ -

پس ظاہر ہے کہ خداوند یسوع جو ابن داؤد کہلاتا ہے وہی داؤد کا خداوند بھی ہے - اور ابن داؤد اس لئے کہلاتا ہے کہ اُس نے مریم بتولہ مین سے جو داؤد کے خاندان سے تھی ایک جسم کو اختیار کیا اور مجسم ہوا - اور نہ اس سبب سے کہ وہ داؤد کے نطفے سے تھا - اور ایسا ہی وہ ابن یوسف بھی کہلایا - لہذا یہہ مغالطہ دہی آپکی بھی بیہودہ و بیوچ نکلی - مزید تحقیق کیلئے دیکھو الفضال ولادت مسیح دفعہ ۲ تمام -

**قولہ** - گر یہہ عذر تراشا جاوے کہ نسب نامہ بلحاظ صدیقہ مریم کے ہے تو اوس پر یہہ اعتراض ہے کہ یہودی شرع مین نسل کا سلسلہ عورت کی طرف سے قایم نہین ہو سکتا اور نسب نامہ مین مریم کا نام بھی نہین -

**اقول** - انجیل جلیل مین دو نسب نامے موجود ہین - ایک مقدس متی کی انجیل مین - یہہ یوسف کا ہے - دوسرا مقدس لوقا کی انجیل مین - یہہ مریم بتولہ کا ہے - جو کہ نسب نامون مین عورت کے نام کا داخل ہونا یہودیون مین رایج نہ تہا اس لئے بموجب رواج گنتی ۲۷ و ۳۶ - ابواب کے بجائے مریم لوقا نے یوسف کا نام درج کیا ہے اور یہہ کوئی وجہہ نہیں کہ نسب نامہ مین یوسف کا نام آنے سے وہ حقیقی باپ خداوند مسیح کا تصور کیا جاوے کیونکہ ایسے کئی نام نسب نامون مین موجود ہین اور وہ باپ بھی کہلاتے مگر حقیقی باپ نہ تھے جیسا کہ قبل ازین ثابت کیا گیا ہے جو بسبب شرعی و مجازی باپ ہونیکے باپ لکھے گئے - یا بسبب داماد ہونے کی حیثیت کے وہ بیٹے قرار دیئے گئے - سو ویسا ہی بجائے مریم کے یوسف کا نام داخل نسب نامہ کیا گیا ہے - اور یہہ جو فرمایا کہ یہودی شرع مین نسل کا سلسلہ عورت کی طرف سے قائم نہین ہو سکتا اس کی بابت یہہ گذارش ہے کہ یہہ نسل کا سلسلہ عورت کی طرف بموجب پیدائش ۳ : ۱۵ یشعیاہ ۷ : ۱۴ کے منسوب و قائم ہے - اور بس -

**قولہ** - اور یوسف نے کبھی باپ ہونے سے انکار نہین کیا یہہ کلام صرف انجیلی مذاق ہے -

**اقول** - اگر یوسف نے بقول جناب انکار نہین کیا تو ہم پوچھتے ہین کہ اُس نے باپ ہونے کا اقرار کب کیا ہے - واہ صاحب آپکی معلومات پر آفرین - سنئے یوسف نے باپ ہونے سے صاف انکار کیا ہے - دیکھو متی ۱ : ۱۸ و ۱۹ - اب یسوع مسیح کی پیدائش یون ہوئی کہ جب اُس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتہہ ہوئی تو اُنکے اکٹھے آنے سے پہلے وہ روح قدس سے حاملہ پائی گئی - تب اُس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تہا اور نہ چاہا کہ اُسے تشہیر کرے ارادہ کیا کہ اُسے چپکے سے چھوڑ دے -

اب فرمائے کہ یوسف کو باپ ہونے سے انکار ہے کہ نہین اگر انکار نہین تہا اور مریم یوسف سے حاملہ تہی تو یوسف چھوڑنے کے تردد مین کیون پڑا - افسوس کہ تعصب نے آپکی عقل و بصارت کو کہو دیا -

**قولہ** - خلاصہ متی نے اشعیاہ کی کتاب سے ایک بشارت مسیح کے نکالی - الخ -

**اقول** - صاحب ایک بشارت نہین بلکہ بیرہ بشارتین مقدس متی نے یشعیاہ نبی کی کتاب

سے پیشین کی ہین اور وہ سب کے سب خداوند مسیح کے حقمین صادق آکر پوری ہو چکی ہین اور وہ یہہ ہین۔

| نمبر شمار | خلاصہ مضمون بشارت | بشارت | پوری ہوئی |
|---|---|---|---|
| ۱ | وہ کنواری سے پیدا ہوگا | یشعیاہ - ۷ : ۱۴ | متی - ۱ : ۱۸ و ۲۲ و ۲۳ |
| ۲ | یوحنا اُس کے آگے منادی کریگا | ،، - ۴۰ : ۳ | ،، - ۳ : ۱ و ۳ |
| ۳ | وہ روح قدس سے ممسوح ہوگا | ،، - ۱۱ : ۲ و ۶۱ : ۱ | ،، - ۳ : ۱۶ |
| ۴ | وہ ناصری کہلائیگا | ،، - ۱۱ : ۱ | ،، - ۲ : ۲۳ |
| ۵ | اُسکی منادی کا شروع جلیل سے ہوگا | ،، - ۹ : ۱ و ۲ | ،، ۴ : ۱۲ سے ۱۶ و ۲۳ |
| ۶ | وہ حلیم و بے فخر ہوگا | ،، - ۴۲ : ۲ | ،، - ۱۲ : ۱۵ و ۱۶ و ۱۹ |
| ۷ | وہ رحیم و شفیق و بے فخر ہوگا | ،، - ۴۰ : ۱۱ و ۴۲ : ۳ | ،، - ۱۲ : ۱۵ |
| ۸ | وہ اوروں کے دُکھہ آپ اوٹھائیگا | ،، - ۵۳ : ۴ سے ۶ و ۲ | ،، - ۸ : ۱۷ |
| ۹ | وہ معجزے دکھلائیگا | ،، - ۳۵ : ۵ و ۶ | ،، - ۱۱ : ۴ سے ۶ |
| ۱۰ | وہ بڑا صابر ہوگا | ،، - ۵۳ : ۷ | ،، - ۲۶ : ۶۲ و ۶۳ و ۲۷ : ۱۲ سے ۱۴ |
| ۱۱ | وہ اپنی جان دیگا | ،، - ۵۳ : ۱۲ | ،، - ۲۷ : ۵۰ |
| ۱۲ | وہ مرنے کے بعد دولتمندوں کے ساتھہ مدفون ہوگا | ،، - ۵۳ : ۹ | ،، - ۲۷ : ۵۷ سے ۶۰ |
| ۱۳ | غیر قومین اُسکیطرف رجوع کرینگی | ،، - ۱۱ : ۱۰ و ۴۲ : ۱ | ،، - ۱۲ : ۱۷ و ۲۱ |

آپکی باقی باتون کا جواب قبل ازین دیا جاچکا ہے۔ اور بخوبی ثابت کیا گیا ہے کہ یہہ سب آپکے مغالطے ہین اور رفتاً و حقیقتاً یشعیاہ ۷ : ۱۴ کی پیشین گوئی خداوند مسیح کے حقمین واضح طور پر پوری ہو چکی ہے۔ اور آپکے ایسے ویسے مغالطون سے حقیقتون و صداقتونکا پوشیدہ ہونا بالکل ناممکن ہے۔ پس آپکے یہہ مغالطے انجیل جلیل کو غیر الہامی نہین ٹھہرا سکتے بلکہ وہ خود جناب ہی کی وقعت کو کہو رہے ہین۔

پس مولوی صاحب کے ان مغالطون و بیجا اعتراضون سے یہہ بھی ثابت ہے کہ مولویصاحب نے بتقلید نیچریون کے نہ صرف بائبل مقدس کی بڑی صداقتون و قدرت خدا کا انکار کیا۔

بلکہ قرآن کا بہی - جو پیارے عیسیٰ کی پیدائش کو مثل آدم کے اعجازی و قدرت الہی کے سبب صرف کنواری ہی سے پیدا ہونا بتاتا ہے انکار پایا جاتا ہے - اور وہ آیات قرآنی یہہ ہین - دیکہو سورہ عمران ۵ رکوع ۵۱۸ و ۷۸ و سورہ مریم ۲ رکوع ۱۶ سے ۳۵ و سورہ عمران ۶ رکوع ۸ ۵ و سورہ مومنون ۳ رکوع ۵۲ و سورہ تحریم ۲ رکوع ۱۲ و سورہ انبیا ۶ رکوع ۹۱ و سورہ نسا ۴۴ رکوع ۱۵۵ -

اور طرفہ یہہ کہ مولوی صاحب کے خیالی نیچر کی ٹانگ آدم و حوا کی پیدائش نے بالکل توڑ کر خدا کو نیچر پر قادر ثابت کیا ہوا ہے -

اور تعجب تو یہہ ہے کہ باوجود یسے دیسے کفر توڑنے اور قرآن کی اس آئیت یعنے سورہ نسا ۴۴ رکوع ۱۵۵ - وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا - اور بسبب کفران کے کے اور کہنے انکے کے اوپر مریم کے بہتان بڑا کو اپنے حقیقت صادق کرکے پہر بہی مولوی صاحب محمدی و قرآن کے ماننے والے بنے بیٹہے ہین - نعوذ باللہ من ھذا الایمان والبہتان -

# دوسری بشارت

جسپر مولوی صاحب نے اعتراض کئے

میکہ ۵: ۲ - پر اے بیت الحم افراتاہ ہر چند کہ تو یہوداہ کے ہزاروں مین شامل ہونے کے لئے چہوٹا ہے تو بہی تجہہ مین سے وہ شخص نکل کے مجہہ پاس آویگا جو اسرائیل مین حاکم ہوگا اور اُس کا نکلنا قدیم سے ایام الازل سے ہے -

مولوی صاحب کی کتاب کے دوسرے حصے کا

صفحہ ۱۱ - سطر ۶ سے ۹ تک

سطور مذکورہ مین جو مولوی صاحب نے بحوالہ میکہ ۵: ۲ کے لکہا ہے وہ ترجمہ نہین مگر انکے عندیہ کا خلاصہ اور بیجا حمیت کا ظہور - لیکن ترجمہ اِس آیت کا وہی ہے جو ہمنے اوپر لکہہ دیا ناظرین بائبل مین خود دیکہہ لین -

صفحہ ۱۱ سطر ۱۰

**قولہ** - متی ۲: ۳ سے ۶ - مین کہا یہہ بشارت مسیح کے حقمین ہے -

**اقول** - مقدس متی نے جوکچھ لکہا وہ الہام سے لکہا اور بیشک یہہ بشارت خداوند مسیح کے حق مین پوری ہوئی ہے - اپنے مغالطہ دہی کی غرض سے میکہ ۵: ۲ کو تو اپنے عندیہ کے بموجب من گہڑت ترجمہ کرکے پیش کیا - لیکن ۳ - آیت کو چھوڑ گئے کہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ بشارت خداوند مسیح کے حقمین ہے - اب ۳ - آیت کو بھی دیکہہ لیجئے ''وہ تسپر بہی وہ اُنہین چہوڑ دیگا اُس وقت تک کہ وہ جو جننے کا درد کہانے پہ ہے جن چکے'' الخ - پس یہہ جننے والی کون ہے کیا وہی نہین جسکی انتظاری کیجاتی تھی پیدائش ۳: ۱۵ اور یشعیاہ ۷: ۱۴ اور یرمیاہ ۳۱: ۲۲ - بہلا صاحب بتلایا تو ہوتا کہ خداوند مسیح کے سوا اور کون اس بشارت کا مصداق ہے -

**قولہ** - حالانکہ اول تو مسیح نے بنی اسرائیل پر سلطنت ہی نہیں کی سلطنت

حضرت کو کہان نصیب ہوتی۔

**اقول** ۔ خداوند مسیح حقاً و حقیقتاً بادشاہ ہے اور ابدالاباد تک سلطنت کرتا ہے وہو ہذا

## خداوند مسیح بادشاہ ہے

خداتعالےٰ جو عالم کا خالق اور پروردگار ہے اور اپنی ہستی و ذاتی بے پایان کمالیت سے اپنی کل مخلوق پر کامل حاکم و بادشاہ ہے ۔اور اپنی دانش و قدرت سے روحانی طور پر اخلاقی حکومت کرتا ہے ۔لیکن خدا کی اِس راست حکومت سے انسان برگشتہ ہو گئے اور یون ہی تاریکی کی بادشاہت کا کہ جس کا سر شیطان ہے ایک حصہ بن گئے تھی کہ جب بنی اسرائیل نے اپنے لئے دنیاوی بادشاہ طلب کیا تو خدا نے سموئیل سے فرمایا "کہ انہون نے تجھہ کو حقیر نہین کیا بلکہ مجھکو حقیر کیا ہے کہ مین اُنپر سلطنت نہ کرون ۔ ا سموئیل ۸: ۷"

اگرچہ خدا نے انسان کی برگشتگی کیوقت سے فرمایا کہ ایک منجی آویگا جو شیطان کے سر کو کچل کر اُس کی بادشاہت کو برباد کریگا اور بار بار یہہ بھی فرمایا کہ وہ آنیوالا شیطان کی مخالفت مین ایک بادشاہت قایم کریگا جو اُس پر غالب آویگی چنانچہ آنیوالے بادشاہ و بادشاہت کی تیاری کی پاک کلام مین بشارات درج کی گئین اور اُس کی انتظار کا وقت بوقت اعلان دیا گیا اور جا بجا یہہ کہا گیا کہ آنیوالا مسیح ایک ایسی بادشاہت کا سلطان ہو گا جس کے آگے دنیا کی کل بادشاہتین بے نور ہو جائنگی ۔اور اسی لئے مسیح کا لقب کتاب مقدس مین خداوند ہے جو صاحب و حاکم کے معنے دیتا ہے ۔اور خداوند مسیح ہمارا کامل حاکم اس لئے ہے کہ وہ عمانوئیل یعنے خدا انسان ہو کر ہمارے ساتھہ اور ہمارا بادشاہ ہے جو پیدائش ۴۹: ۱۰ مین شیلا کہا گیا اور پھر مفصل طور پر آنیوالے مسیح بادشاہ کی پیشین گویان کی گئین ۔

## مسیح بادشاہ کے حق مین بشارات

مزمور ۲ و ۴۵ و ۷۲ و ۱۱۰ ۔یشعیاہ ۲: ۱ سے ۴ و ۷: ۱۴ و ۹: ۶ و ۷ و ۱۱: ۲ و ۵۲: ۱۴ ۔یرمیاہ ۲۳: ۵ سے ۸ و ۳۱: ۳۱ سے ۳۴ و ۳۳: ۲۶ سے آخر تک ۔حزقیل ۳۴: ۲۳ سے آخر تک ۔دانیل ۲: ۴۴ و ۷: ۱۳ و ۱۴ ۔ہوسیع ۳: ۵ ۔میکہ ۴: ۱۳ و ۵: ۱ سے ۷ ۔ذکریہ ۹: ۹

اور انجیل سے ظاہر ہے کہ وہ بادشاہ جسکے حق مین پیشین گویان کی گئی تہین آ گیا اور وہ خداوند

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri



یسوع مسیح ہے وہو ہذا۔

یسوع مسیح وہی موعود بادشاہ ہے

لوقا ۱: ۳۲ و ۳۳ و ۱۴: ۱۵ و ۱۹: ۱۵ سے ۴۰ و ۲۰: ۴۲ و ۴۳ - متی ۲۱: ۵ و ۲۴: ۳۰ - مرقس ۱۱: ۹ سے ۱۱ - یوحنا ۱: ۴۹ و ۱۰: ۱۱ و ۱۲: ۱۵ - اعمال ۲: ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ - افرنتی ۱۵: ۲۵ - عبرانی ۱: ۸ و ۱۳ و ۱۲: ۲۸ و ۱۳: ۴ - اپطرس ۲: ۲۵ و ۳: ۲۲ و ۵: ۴ - مکاشفات ۱: ۷ و ۳ سے ۱۸ و ۱۴: ۱۴ و ۱۹: ۱۵ و ۱۶ -

اور پھر انجیل سے بخوبی ثابت ہے کہ خداوند یسوع مسیح اپنی بادشاہی قدرت سے کل عالم پہ اختیار کلی رکھتا و سلطنت کرتا ہے۔ وہو ہذا۔

اول - خداوند مسیح نے خود فرمایا کہ مین بادشاہ ہون - مگر اِس جہان کا نہین بلکہ آسمانی بادشاہت کا سلطان ہون -

۱ - متی ۲۷: ۱۱ - پھر یسوع حاکم کے روبرو کھڑا تھا اور حاکم نے اُس سے پوچھا کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے یسوع نے اُس سے کہا کہ تو ٹھیک کہتا ہے - مرقس ۱۵: ۲ و لوقا ۲۳: ۳ -

۲ - یوحنا ۱۸: ۳۳ سے ۳۷ - تب پلاطوس پھر دیوان خانہ مین داخل ہوا اور یسوع کو بلا کے کہا کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے - یسوع نے اُسے جواب دیا تو یہہ بات آپ سے کہتا ہے یا کہ اورون نے میرے حق مین تجھ سے کہا ہے - پلاطوس نے جواب دیا کیا مین یہودی ہون تیری ہی قوم نے اور سردار کاہنون نے تجھکو میرے حوالہ کیا تو نے کیا کیا ہے یسوع نے جواب دیا کہ میری بادشاہت اِس جہان کی نہین اگر میری بادشاہت اِس جہان کی ہوتی تو میرے نوکر لڑائی کرتے کہ مین یہودیون کے حوالے نہ کیا جاتا پر میری بادشاہت یہان کی نہین ہے - تب پلاطوس نے اُسے کہا سو کیا تو بادشاہ ہے یسوع نے جواب دیا کہ جیسا آپ فرماتے ہین بادشاہ ہون مین اِس لئے پیدا ہوا اور اس واسطے دنیا مین آیا کہ حق پر گواہی دون سو جو کوئی کہ حق سے ہے میری آواز سنتا ہے - انتہا ۔ تمطاؤس ۶: ۱۳ -

دوم جیسا کہ خداوند مسیح اِس جہان کا بادشاہ نہین ویسے ہی اُس کے شاگرد بھی

اِس دنیا کے نہین - یوحنا ۱۵: ۱۹ و ۱۷: ۱۵ و ۱۶ -

سوم - خداوند مسیح اِس جہان کا نہین بلکہ آسمانی بادشاہت کا سلطان ہے - اور یہہ اِس طرح سے ثابت ہوتا ہے کہ جب لوگون نے چاہا کہ اُسے پکڑ کر زبردستی اپنا دنیاوی بادشاہ بنا دین تو خداوند مسیح نے منظور نہ کیا - یوحنا ۶: ۱۵ -

چہارم - خداوند مسیح کی صلیب پر یہہ لکھکر ٹانگ دیا گیا تھا کہ یہہ یسوع یہودیون کا بادشاہ ہے - جس سے راستبازِ مسیح کے دعوی کی تصدیق ہوتی کہ وہ حقیقتاً بادشاہ ہے متی ۲۷: ۳۷ - مرقس ۱۵: ۲۶ - لوقا ۲۳: ۳۸ - یوحنا ۱۹: ۱۹ -

پنجم - خداوند مسیح اِس لئے بادشاہ ثابت ہے کہ وہ شاہی قدرت وکل عالم پر اختیار کلی رکھتا ہے -

۱ - متی ۲۸: ۱۸ - اور یسوع نے پاس آکر اُن سے کہا کہ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا - متی ۱۱: ۲۷ -

۲ - لوقا ۱: ۳۲ و ۳۳ - وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالے کا بیٹا کہلائیگا اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا - اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کرے گا اور اُس کی بادشاہت آخر نہ ہوگی - لوقا ۱۰: ۲۲

۳ - یوحنا ۳: ۳۵ - باپ بیٹے کو پیار کرتا ہے اور سب چیزین اس کے ہاتھ مین دی ہین - یوحنا ۱۳: ۳ و ۱۷: ۲ -

۴ - اعمال ۲: ۳۶ - پس اسرائیل کا سارا گھرانا یقیناً جانے کہ خدا نے اُسی یسوع کو جسے تم نے صلیب دی خداوند اور مسیح بھی کیا - رومی ۱۴: ۹ -

۵ - اقرنتی ۱۵: ۲۴ سے ۲۷ - بعد اُس کے آخرت ہے تب وہ بادشاہت خدا کے جو باپ ہے سپرد کرے گا اور ساری حکومت اور سارے اختیار و قدرت کو نیست کردے گا کیونکہ جبتک کہ وہ سارے دشمنون کو اپنے پاؤن تلے نہ لادے ضرور ہے کہ سلطنت کرے موت بھی جو آخری دشمن ہے نیست ہوگی کہ اُس نے سب کچھ اُس کے پاؤن تلے کردیا ہے -

۶- افسی ۱: ۱۰ و ۲۰ و ۲۲- کہ وہ وقتون کے انتظام کے پورا ہونے کے انتظام پر سب چیزون کے سرے خواہ وہ جو آسمان پر خواہ وہ جو زمین پر ہین مسیح مین ملا دے- اور ساری حکومت اور اختیار اور قدرت اور خداوندی پر اور ہر ایک نام پر جو نہ صرف اِس جہان مین بھی لیا جاتا ہے بلند کیا- اور سب کچھہ اُس کے پاؤن تلے کر دیا اور اُس کو کلیسیا کے لئے سب کا سر بنایا-

۷- فلپی ۲: ۹ و ۱۰ و ۱۱- اس واسطے خدا ہی نے اُسے بہت سرفراز کیا اور اس کو ایسا نام جو سب ناموں سے بزرگ ہے بخشا تا کہ یسوع کا نام لیکے ہر ایک کیا آسمانی کیا زمینی کیا وہ جو زمین کے تلے ہین گھٹنا ٹیکے اور ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے تا کہ خدا باپ کا جلال ہووے-

۸- عبرانی ۱: ۲- ان آخری دنون مین ہم سے بیٹے کے وسیلے بولا جسکو اُس نے ساری چیزون کا وارث ٹھہرایا اور جسکے وسیلے اُس نے عالم بنائے- عبرانی ۱: ۱۳-

۹- عبرانی ۲: ۸- تو نے سب کچھ اُس کے قدمون کے نیچے کیا ہے- جس حالت مین سب کچھ اُس کے تابع لایا تو اُس نے کوئی چیز نہ چھوڑی جو اُس کے تابع مین نہ لایا پر اب تک ہم نہین دیکھتے کہ سب چیزین اُس کے تابع مین کی گئی ہین- عبرانی ۲: ۹ و ۱۰-

۱۰- ۱ پطرس ۳: ۲۲- وہ آسمان پر جاکے خدا کے دہنے ہے اور فرشتے اور حکومتین اور ریاستین اُسکے تابع ہین-

۱۱- مکاشفات ۱: ۱۸- اور زندہ ہون اور مین موا تھا اور دیکھہ مین ابد تک زندہ ہون آمین اور عالم غیب اور موت کی کنجیان مجھ پاس ہین-

۱۲- مکاشفات ۱۷: ۱۴- وہ برّے سے لڑائی کرینگے اور برّہ اُنپر غالب ہوگا کیونکہ وہ خداوندون کا خداوند اور بادشاہون کا بادشاہ ہے- مقابلہ کرو- استثنا ۱۰: ۱۷- ۱ تمطاؤس ۶: ۱۵- مکاشفات ۱۹: ۱۶ سے ۱۳ و ۱۴ اور ان سب مذکورہ بالا آیات کو مقابلہ کرو- مزمور ۸: ۶ سے-

ششم - جیسے خدا کی برگزیدہ اُمت بادشاہ کاہن اور خدا کا گھر کہلاتی ہے ویسے ہی مسیح کی اُمت بھی کہلاتی ہے - کیون کہ یسوع عمانوئیل - یعنے خدا ہمارے ساتھ ہے -

۱ - خروج ۱۹ : ۶ - احبار ۲۰ : ۲۴ و ۲۶ - گنتی ۱۲ : ۷ - استثنا ۷ : ۶ و ۲۶ : ۱۹ و ۲۸ : ۹ یشعیاہ - ۶۲ : ۱۲ -

۲ - مقابلہ کرو - اقرنتی ۳ : ۱۶ - ۱ پطرس ۲ : ۵ و ۹ - مکاشفات ۱ : ۶ و ۵ : ۱۰ و ۲۱ : ۳ وسے

ہفتم - خداوند مسیح بادشاہ ہے کہ اس کی بادشاہت نزدیک آئی - اور آچکے ہے - متی ۱۰ : ۷ و ۱۲ : ۲۸ - لوقا ۱۱ : ۲ و ۲۰ و ۱۷ : ۲۰ و ۲۱ - قلسی ۱ : ۱۳ - اتسلونیقی ۲ : ۱۲

ہشتم - خداوند یسوع مسیح اِس لئے بادشاہ ہے کہ وہ بادشاہت رکھتا ہے متی ۱۳ : ۴۱ - لوقا ۲۲ : ۳۰ -

پس مولوی صاحب یہودیون کے خیال کے بموجب دنیاوی جسمانی ونفسانی بادشاہ دبادشاہت کو بادشاہی تصور فرماتے ہین اور خدا کی بادشاہت جو روحانی واخلاقی ہے جیسے کہ ہمارے خداوند عمانوئیل کی ہے وہ خیال مین بھی نہین لاتے کیونکہ نفسانی آدمی اپنی خواہشات نفس کے پورا کرنے کی طرف راغب رہتا ہے اور روحانی باتین جو روح سے بوجھی جاتی ہین وہ اُس سے پوشیدہ رہتی ہین -

**قولہ** - بنی اسرائیل سے وہ وہ مصائب اُٹھائے جنکے سننے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین - یہود نے طمانچے مارے ہاتھ پاؤن چھیدے - کانٹون کا تاج پہنایا لکڑی پر باندھا - خود حضرت ایسے گھبرائے کہ ایلی ایلی سبقتانی کہہ اُٹھے -

**اقول** - یہہ سب مصائب جو خداوند مسیح نے اُٹھائے وہ بخوشی خود ہمارے بچانے وسرفراز کرنے اور ہمکو عدالت الہی کی سزا سے چھوڑانے کے لئے ہمارا عیوضی وکفیل ہو کے اوٹھائے ہین - ورنہ اُس شاہنشاہ مسیح پر کسیکو کچھ بھی اختیار نہ تھا

۱ - یوحنا ۱۰ : ۱۷ و ۱۸ - باپ مجھے اس لئے پیار کرتا ہے کہ مین اپنی جان دیتا ہون تا کہ مین اُسے پھر لون - کوئی شخص اُسے مجھ سے نہین لیتا پر مین آپ سے دیتا ہون میرا

اختیار ہے کہ اُسے دون اور میرا اختیار ہے کہ اُسے پھر لون یہہ حکم مین نے اپنے باپ سے پایا
۴- فلپی ۲: ۷ و ۸- لیکن اُسنے آپ کو ہیچ کیا کہ خادم کی صورت پکڑی اور انسان کی
شکل بنا اور آدمی کی صورت مین ظاہر ہوکے آپ کو پست کیا اور مرنے تک بلکہ
صلیبی موت تک فرمانبردار رہا-

دوم- یہہ سب مصائب ہمارے شاہن شاہ منجی مسیح نے اوٹھاکر نبیون کی
بشارات کو پورا کیا- وہو ہذا-

۱- وہ پیشین گوئیمین مقرر کی گئی نہین- مزمور ۲۲ تمام- یشعیاہ- ۵۳ باب تمام-
دانیل ۹: ۲۴ سے آخر تک- ذکریہ ۱۳: ۷- بمقابلہ مرقس ۹: ۱۲- رومی ۱۵: ۳-
۱پطرس ۲: ۲۴-

۲- مسیح کی موت آدمیون کے لئے ضرور تھی- لوقا ۲۴: ۲۶ و ۴۶- یوحنا ۱۱
: ۵۰- اعمال ۱۷: ۳-

۳- مسیح کی موت قربانی کیطور پر خدا کو مقبول ہے- متی ۲۰: ۲۸- افسی ۵
: ۲- ا تسلونیقی ۵: ۱۰-

۴- مسیح کی موت مسیح کی مرضی سے ہوئی- یشعیاہ- ۵۳: ۱۲- متی ۲۶: ۵۳-
یوحنا ۱۰: ۱۷ و ۱۸- عبرانی ۱۲: ۲-

۵- مسیح نے خود اپنی موت اور دکھون کی پیشین گوئی کی- متی ۲۰: ۱۸ و ۱۹ و ۱۶: ۲۱
مرقس ۸: ۳۱ و ۹: ۳۱- لوقا ۹: ۲۲ و ۱۸: ۳۱ سے ۳۳ و ۲۴: ۶ و ۷- گنتی ۲۱: ۹
بمقابلہ یوحنا ۳: ۱۴-

---

سوم- یہہ جو فرمایا کہ خداوند مسیح نے ایلی ایلی لما سبقتانی کہا- سو واضح ہو کہ اِس
کہنے کے دو سبب تھے-

ایک- یہہ کہ یہی الفاظ پیشین گوئی مین خداوند کے کہنے کے لئے مقرر ہو چکے تھے
سو وہی خداوند نے فرماکر پیشین گوئی کو پورا کیا- دیکھو مزمور ۲۲: ۱- زبان عبرانی
مین אֵלִי אֵלִי לָמָה עֲזַבְתָּנִי (میرے خدا، میرے خدا، کیون، چھوڑا تونے مجھے) پس ظاہر ہے کہ جو الفاظ پیشین گوئی

مین مقرر تھے وہی خداوند نے استعمال کئے کہ جس سے پیشین گوئی پوری ہو گئی۔
(نوٹ) واضح ہے کہ زبان عبرانی مین ... اور زبان قلدی مین ...
... ایک ہی معنے دیتے ہین۔ چونکہ اُس وقت لوگ زیادہ زبان قلدی
سے واقف تھے اس لئے خداوند نے بجائے عبرانی لفظ قلدی زبان کا استعمال کیا۔
دوسرا۔ یہہ کہ ان الفاظ کے فرمانے سے خداوند مسیح نے یہہ ظاہر کیا کہ فی الحقیقت
اُس نے اُن آفتون کو جو گناہ کے سبب ہم گناہ گارونپر آنیوالی تہین اپنے پر
اُٹھالیا ہے۔ کیونکہ اگر خداوند مسیح یہہ الفاظ نہ فرماتے تو غالباً شتباہ ہو سکتا
تھا کہ وہ جو زندگی کا مالک ہے اور اپنے کلام ہی سے مردونکو زندگی اور مریضون
دکھیون کو شفا و آرام کا دینیوالا ہے اُس کا دکھ صوری ہوگا نہ کہ حقیقی (جیسا کہ
پیچھے چند بدعتیون نے ایسا گمان بیجا کیا بھی تہا) مگر خداوند مسیح نے اِن الفاظونکے
فرمانے سے ثابت کر دیا کہ فی الحقیقت اُس قدوس نے ہمارے عوض
مین دُکھہ سہا اور ہمارے گناہون کا کفارہ ہو گیا ہے پس یہہ طعن بھی مولویصاحب
کی ناواقفی و تعصب بیجا کو ظاہر کرتا ہے۔

**قولہ**۔ دوم۔ متی کی عبارت میکاہ کی عبارت سے موافق نہین ہارن کہتے
ہین میکاہ کی عبارت محرف ہے۔ بہلا عیسائی مفسر کہہ سکتا ہے کہ متی نے
غلط ترجمہ کیا۔

**اقول**۔ جبکہ مقدس متی نے نقل عبارت میکہ کا دعوی ہی نہین کیا تو پھر
کیون ایک ہوتی۔ اور جن امور مین آپ فرق پکارتے ہین وہ کچھہ فرق نہین ہے
ذیل کے وجوہات بغور دیکھہ لیجئے۔
ا۔ مقدس متی کی عبارت میکہ کی عبارت سے لفظاً اس لئے موافق نہین کہ انجیل
نویسون کا قاعدہ ہے کہ وہ اکثر لفظاً حوالہ دینے کے عوض مطلب کا حوالہ زیادہ
دیتے ہین۔ اور یہہ اس لئے کہ انجیل صرف یہودیون کے لئے نہین بلکہ ساری قومون
کے لئے ہے۔ اگر مقدس متی یہودی اصطلاحات وغیرہ کو لفظاً نقل کرتا تو

دیگر اُس کو نہ سمجھہ سکتے۔

۲۔مقدس متی نے بیت لحم افراتا کے عوض بیت لحم یہوداہ اس لئے لکھا ہے کہ مقدس متی کے وقت بیت لحم افراتا کا نام ونشان بھی نہ تھا اور بجائے اِس کے وہ یہوداہ کی زمین مین ہونے کے سبب سے بیت لحم یہوداہ کے نام سے مشہور تھا۔اِس لئے واجب تھا کہ جس نام سے وہ اُس وقت نامزد تہا مقدس متی وہی لکھتا۔

۳۔مقدس متی نے ہزارون کے عوض سردارون اس لئے لکھا ہے کہ یہہ لفظ ہزارون خاص عبرانی اصطلاح ہے کہ جسمین قبیلے کے لوگ اور سردار شامل ہین۔کیونکہ یہودیونکے ہان یہہ دستور تھا کہ وہ اپنی قوم کو خاندانونپر تقسیم کرتے تھے۔اور ہر خاندان مین ہزار آدمی ہوتے تھے۔قاضی ۶:۱۵م۔اور فی ہزار ایک سردار ہوتا تھا خروج ۱۸:۲۱م وگنتی ۱:۱۶۔اور ہر ہزار کیواسطے ایک خاص شہر ہوتا تھا جو اُسی ایک ہزار والے سردار کے نام سے موسوم وکچہری کے دفترونمین درج ہوتا تھا۔پس میکہ ۵:۲م مین خاندانونکا جس سے مراد ہزار ہزار گروہ ہے مذکور ہے۔لیکن مقدس متی نے ہزارون کی جگہ سردارونکا لفظ جو ان ہزارونپر معین ہوا کرتے تھے استعمال کیا ہے۔مگر مراد ایک ہی ہے اِس واسطے کہ جب سردار کا نام لیا تو جنکا وہ سردار ہے آپ ہی فہم مین آگئے۔

۴۔مقدس متی نے ۔ہرچند کہ چھوٹا ہے کے عوض۔ہرگز کمترین نہین ہے۔ اِس لئے لکھا کہ اگرچہ وہ ظاہراً صورت مین چھوٹا تھا لیکن خدا کی نظر مہربانی مین وہ چھوٹا نہ تھا سو مطلب ایک ہی ہے۔

دوم۔جو مطلب یہودیونکے فاضل اِس پیشین گوئی کا سمجھتے تھے۔اور جن الفاظ مین اونہون نے اِس بشارت کو ہیرودیس کے روبرو بیان کیا تھا بعینہ وہی بھی مقدس متی نے روح والہام کی ہدایت سے لکھا۔جیسا کہ متی ۲:۳ سے ۵ تک ہے جب ہیرودیس بادشاہ نے یہہ سنا تب وہ اور اُس کے ساتھ تمام یروشلم گھبرایا

تب اُس نے سب سردار کاہنون اور قوم کے فقیہونکو جمع کرکے ان سے پوچھا کہ مسیح کہان پیدا ہوگا اُنہون نے اُس سے کہا یہودیہ کے بیت لحم مین کیونکہ نبی کی معرفت یون لکہا ہے۔ الخ۔

پس ظاہر ہے کہ مقدس متی نے نقل عبارت میکہ کا دعویٰ نہین کیا۔ بلکہ وہی بیان پیش کیا ہے جو کچھ فضلائے یہود نے اِس بشارت کی بابت ہیرودیس کے روبرو پیش کیا تہا۔ لہذا مولوی صاحب کا یہہ فرمانا کہ متی نے غلط ترجمہ کیا محض دہوکا ہے

سوم۔ اور یہہ جو فرمایا کہ ہارن کہتے ہین کہ میکہ کی عبارت محرف ہے۔ یہہ بہی دہوکا دہی کے لئے لکہا ہے ورنہ ضرور حوالہ دیتے۔ ہارن صاحب نے ایسا ہرگز نہین کہا

چہارم۔ یہہ بشارت خداوند مسیح کے حقمین ہی پوری ہوئی ہے۔ وہوہذا۔

اول۔ قدیم یہودیون اور صدر مجلس کی مسیح کی آمد کے دنونمین یہہ رائے تہی کہ یہہ نبوت خداوند مسیح کے حقمین ہے۔ چنانچہ ہنگسٹن برگ صاحب لکہتے ہین کہ سب یہودی ترجمون سے کہ جنمین سے کلدی ترجمہ سب سے مشہور ہے یہہ پایا جاتا ہے۔ کہ یہودی اِس بشارت کو مسیح کے حقمین سمجہتے تہے چنانچہ وہ اُس آیت کے پچہلے حصے کا یون ترجمہ کرتے ہین وہ تجہہ سے مسیح نکل کر میرے سامہنے میرے پاس آویگا۔

دوم۔ جیساکہ متی ۲: ۳سے ۵ تک سے ظاہر ہے کہ ہیرودیس کے روبرو یہودی فضلا نے اسی بشارت کو مسیح کے حقمین پیش کیا۔ کہ جس سے معلوم ہوتا کہ یہہ بشارت اُس وقت سے پہلے پوری نہ ہوئی تہی بلکہ جب وقت خداوند مسیح بیت لحم مین پیدا ہوا تب یہہ پوری ہوئی۔ اور اِس کے بعد بیت لحم مین بجز خداوند مسیح کے اور کوئی عظیم الشان پیدا ہی نہین ہوا۔ لہذا یہہ بشارت خداوند مسیح کے حقمین ہے۔

سوم۔ یہہ بشارت کئی ایک بشارات کا مرکز ہے کہ جسمین نبوتین آکے مِل جاتی ہین۔ وہو ہذا۔

۱۔ باغ عدن مین وعدہ عورت کی نسل کے بارہ مین۔ پیدائش ۳: ۱۵۔

۲۔ پہر وعدہ ابراہیم کی نسل مین۔ پیدائش ۱۲: ۳ و ۱۸: ۱۸ و ۲۲: ۱۸۔

۳- پھر وعدہ اسحاق کی نسل مین - پیدائش ۲۶: ۴-

۴- پھر وعدہ یعقوب کی نسل مین - پیدائش ۲۸: ۱۴-

۵- پھر موعود کا وعدہ یہوداہ مین - پیدائش ۴۹: ۱۰-

۶- پھر موعود کا وعدہ داؤد کی نسل مین - یشعیاہ - ۱۱: ۱ و ۱۰-

۷- اور آخر کار موعود کے پیدا ہونیکا وعدہ داؤد کے شہر بیت لحم مین آکے پورا ہوا - میکہ ۵: ۲ و متی ۲: ۵ و ۶-

پس ظاہر ہے کہ ان مسلسل بشارات کا مصداق صرف خداوند مسیح ہے نہ کوئی اور لہذا یہہ بشارت خداوند مسیح کے حقمین پوری ہوئی ہے -

چہارم - بشارات سے واضح ہے کہ آنیوالا مسیح یہوداہ کے فرقے اور داؤد کی نسل سے پیدا ہوگا اور میکہ نے بتایا ہے کہ وہ داؤد کے شہر بیت لحم مین پیدا ہوگا - اور حجی نبی نے ظاہر کیا ہے کہ خداوند مسیح دوسری ہیکل کے ہوتے ہوئے اُس مین آویگا دیکھو حجی ۲: ۷ سے ۹ - اور تواریخ سے ظاہر ہے کہ ۷۰ء مین طیطس بادشاہ رومی نے اُس ہیکل کو بالکل برباد کر دیا تھا - اب وہ ہیکل نہین رہی - اور نہ یہوداہ کا فرقہ وہ نہ آسا رہا ہے اور نہ داؤد کی نسل معلوم ہے - کیونکہ یروشلم کی بربادی کیوقت سے نسل شاہی کا پتہ ہیکل کے ساتھہ جاتا رہا ہے - پس میکہ کی بشارت ایسے وقت مین پوری ہوئی اور خداوند یسوع مسیح ایسے زمانہ مین آیا جبکہ ہر امر کا ثبوت بخوبی مل سکتا تھا - لہذا یہہ بشارت خداوند مسیح کے حقمین ہی جو حسب موقع پوری ہوئی -

**قولہ** - یاد رہے یہان روحانی سلطنت مراد نہین ہوسکتی - کیونکہ مسیح کی روحانی سلطنت کو بنی اسرائیل سے خصوصیت نہین مسیح کی روحانی بادشاہت عام ہے -

**اقول** - بڑے شکر کی بات ہے کہ یہان مولوی صاحب نے چار ناچار یہہ تو مان لیا کہ خداوند مسیح کی روحانی بادشاہت عام ہے - قبل ازین آپ یہہ فرماتے

آئے ہین کہ خداوند مسیح کو بادشاہت نصیب ہی نہین ہوئی۔ مگر یہان خود ہی اپنے بیان کو ردی فرماقبول کر گئے ہین لیکن عذر یہہ پیش کرتے ہین کہ خداوند مسیح کی روحانی سلطنت جو عام ہے اُسکو بنی اسرائیل سے خصوصیت نہین۔ ہم اُسکی بابت صرف اتنا کہتے ہین۔ کہ جبکہ خداوند مسیح کی روحانی بادشاہت عام ہے تو وہ سب پہ حاوی ٹہری پھر یہودی کیونکر مسیح کی بادشاہت سے الگ کئے جاتے ہین یہین کلام الہی کی آیات ذیل پہ بھی غور کیجئے کہ وہ خصوصیت کو بھی ظاہر کر رہی ہین۔ اور وہ یہہ ہین۔ لوقا ۱: ۳۲ و ۳۳ متی ۲: ۵ مرقس ۱۱: ۹ و ۱۰۔ یوحنا ۱: ۴۹ و ۱۲: ۱۵۔ متی ۲۷: ۳۷۔ مرقس ۱۵: ۲۶۔ لوقا ۲۳: ۳۸۔ یوحنا ۱۹: ۱۹۔ عبرانی ۱۲: ۲۸۔ مکاشفات ۱۹: ۱۶۔

دوم۔ کلام الہی سے خداوند مسیح کی بادشاہت کی خصوصیت و عمومیت دونون صاف صاف آشکارہ ہین بلکہ مولوی صاحب کے وہم کے برعکس یہہ ظاہر ہے کہ تمام برکات و جزا و سزا مین پہلے یہودی اور پھر یونانی یعنے دیگر اقوام حقدار ہین اور خداوند مسیح نے جب اپنے شاگردون کو آسمانی بادشاہت کی کہ جسکا وہ سلطان ہے منادی کرنیکو بھیجا تو یہی فرمایا کہ تم پہلے اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑون کے پاس جاؤ۔ متی ۱۰: ۵ سے ۸ و ۱۵: ۲۴۔ واعمال ۱۳: ۴۶۔ اور یہہ اظہر ہے کہ اگرچہ خدا سب کا خدا ہے تو بھی وہ خاص طور پہ صرف مومنین کا خدا ہے جیساکہ اُس نے فرمایا کہ مین ابراہام کا خدا اسحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہون۔ اسیطرح وہ اگرچہ سب کا بادشاہ ہے لیکن تو بھی اُس نے اپنے تئین خاص طور پر بنی اسرائیل کا بادشاہ فرمایا ہے۔ سو ویسے ہی خداوند مسیح بھی اگرچہ تمام عالم پر اختیار کلی رکھتا اور سلطنت کرتا ہے تو بھی وہ خاص طور پہ بنی اسرائیل یا اُن ایماندارون کا جو ایمان کے سبب ابراہیم کی اولاد ہین۔ خداوند اور روحانی سلطان ہے۔

پس ظاہر ہے کہ مولوی صاحب نے خود ہی اپنے پچھلے بیان کی تردید کرکے اقرار کر دیا کہ خداوند مسیح روحانی بادشاہ ہے۔ بھلا یہہ ممکن ہے کہ کسی بدیہی امر کا انکار ہو سکے

ہم اس کے لئے مولوی صاحب کو شاباش کہتے ہین -

**قولہٗ** - سوم - یواقیم نے جب باروخ کا لکھا ہوا ارمیا کا صحیفہ جلا دیا تو خدا نے فرمایا یواقیم کی نسل سے داؤد کی کرسی پر کوئی نہ بیٹھیگا - یرمیاہ - ۳۶ : ۳۰ - اور مسیح یواقیم کی اولاد ہین متی ۱ : ۱۳ -

**اقول** - یہانپر مولوی صاحب نے پھر مغالطہ دیا ہے - وہ خیال کرتے ہین کہ خداوند مسیح یوسف کا جسمانی بیٹا و اُسکے نطفہ سے ہے - لیکن یہہ درست نہین جیسا کہ قبل ازین پہلی بشارت کے اعتراضات کے جواب مین ثابت کیا گیا ہے جس حال مین کہ خداوند مسیح صرف بقدرت الٰہی مریم بتولہ سے پیدا ہوا تو وہ یہویقیم کی اولاد کیونکر ہو گیا - اس لئے اس پیشین گوئی کا اثر جو یرمیاہ مین ہے مسیح پر وارد ہوکے اُسے تخت داؤد پر بیٹھنے کا مانع نہین - اور پھر یہویقیم کی بادشاہت جسمانی تھی جس سے بوضع جسمانی اُس کی نسل خارج ہوئی - لیکن خداوند مسیح کی بادشاہت روحانی و ابدی ہے - کہ جس کا آپ اقبال کر چکے وہ ہرگز خارج نہین کی گئی - بلکہ وہ جیسا بیان ہو چکا بموجب بشارات کے مبین دائم کی گئی - لہذا ابدی سلطان عمانوئیل آسمانی و روحانی سلطان ہے -

پس نہ تو مسیح بوضع جسمانی یہویقیم کا بیٹا ہے اور نہ یہویقیم کے تخت پر سلطنت کا دعویدار - لہذا آپکے سب مغالطے اس باب مین باطل و ردی نکلے اور آپ ہی کے اقرار سے ثابت ہو گیا کہ خداوند مسیح روحانی بادشاہ ہے -

# تیسری بشارت

جسپر مولوی صاحب نے اعتراض کیے

ہوسیع ۱۱: ۱ جب اسرائیل لڑکا تھا مین نے اس کو عزیز رکھا اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا

متی ۲: ۱۴ و ۱۵ - یہ ہے - تب وہ اُٹھ کے راتہی کو لڑکے اور اُسکی ماں کو ساتھ لیکر

مصر کو روانہ ہوا - اور ہیرودیس کے مرنے تک وہاں رہا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت

کہا تھا پورا ہو کہ مین نے اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا -

صفحہ ۱۴ - سطر ۶ -

**قولہ** - متی کہتا ہے ہیرود نے مسیح کو مار ڈالنا چاہا تو فرشتے نے یوسف سے

کہا کہ مسیح کو مصر لیجا جب ہیرود مر گیا تو مسیح مصر سے واپس آگئے پس یہ بشارت مسیح

کی ہوئی - سو سو سو - خروج ۴: ۲۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر مین یہودی لوگ جب

پست حالت مین تھے تو انکو موسےٰ کی معرفت خدا مصر سے لایا بنی اسرائیل اپنی

پستی کے باعث بچپن کی حالت مین تھے - اور بنی اسرائیل کا بیٹا ہوتا - ہوسیع ۱۱: ۱

رومی ۹: ۴ - استثنا ۱۴: ۱ و ۳۲: ۱۹ سے ثابت ہے -

**اقول** - مولوی صاحب ذرا بائیبل کا علم حاصل کیجئے اور مطابقت واقعات مین

تمیز کو کام مین لائیے - اور بیان ذیل کو پڑھئیے -

۱ - لفظ اسرائیل سے یہان کل بنی اسرائیل مراد ہے - جیسا کہ راخل اپنے لڑکون پر روتی

ہے تو راخل سے کل قوم مراد ہے -

۲ - اسرائیل کا احوال خداوند مسیح کے احوال کا صرف نمونہ ہی تھا گویا کہ اسرائیل ایک چھلکا

ہے اور گودا خود خداوند مسیح ہی ہے -

۳ - اسرائیلی جب مصر سے نکلے تو فرعون کا پہلوٹا مارا گیا - ویسے ہی خداوند مسیح جب مصر

سے نکلا تو شیطان کا پہلوٹا ہیرودیس مارا گیا -

۴ - جس طرح اسرائیلی امت کی مصر مین حفاظت کی گئی اور اُس کا دشمن

فرعون مرگیا - ویساہی مسیح کی حفاظت بہی مصر مین کی گئی جبتک کہ ہیرودیس مسیح کا دشمن مرگیا -

۵ جسطرح خدا نے اسرائیل کو مصر سے بلایا اور وہ کنعان مین لایا گیا - ویسا ہی مسیح بہی مصر سے بلایا اور کنعان مین لایا گیا -

۶ - اسرائیل خدا کا بیٹا اور بندہ کہلایا - اور خداوند مسیح بہی بیٹا اور بندہ کہلایا - لیکن اسرائیل خدا کا بیٹا اس لئے کہلایا کہ خدا کا اکلوتا بیٹا مسیح اُن مین تہا - یشعیاہ ۶۳: ۹ و اقرنتی ۱۰: ۴ -

۷ - یہودیون کے ربی اس بات کو مانتے تھے کہ اسرائیل مسیح کا مشبہ اور مسیح مشبہ بہ ہے یعنے جو نسبت مشبہ کو مشبہ بہ سے ہوتی ہے وہی اسرائیل کو مسیح سے ہے - یہی سبب ہے کہ مولوی صاحب اس بشارت کے بارہ مین غلطی کرتے یا دیدہ و دانستہ دہوکا دیتے ہین -

۸ - جب اسرائیلی مصر سے نکلے تو خداوند مسیح انہین تہا - اور وہی ان کی حفاظت کرتا رہا - یشعیاہ ۶۳: ۹ - اقرنتی ۱۰: ۴ - تو پس اس لئے اس پیشین گوئی کا عکس انہین نظر آیا پر اب اس کا عین ظہور مین آگیا اس لئے وہ عکس اس عین سے موافقت رکہتا ہے مگر اس سبب وہ عین نہین ہو سکتا - کیونکہ خود الہام ہی اسکا فیصلہ کر دیتا ہے کہ یہہ پیشین گوئی خداوند مسیح ہی کے حق مین پوری ہوئی ہے -

۹ - پہر یہہ کہ الہامی بات کی الہامی تفسیر معتبر ہے - پس جیسے یہہ پیشین گوئی الہام سے لکہی گئی ویسے ہی اُس کی تفسیر بہی جو مقدس متی نے کی کہ یہہ پیشین گوئی مسیح کے حق مین پوری ہوئی الہام سے لکہی گئی ہے - اس لئے مولوی صاحب یا کسی غیر الہامی شخص کا بیہودہ قیاس الہام کے مقابل معتبر نہین ہو سکتا - ۲ پطرس ۱: ۲۱ - اقرنتی ۲: ۱۴

**قولہ** - دوم - اس آیت مین مسیح کی خصوصیت نہین اور مسیح نہ اسرائیل نہ اسرائیل کی نسل کیونکہ عورت سے یہود مین نسل نہین چلتی -

**اقول** - اس مین جو کچھ مسیح کی خصوصیت ہے وہ متی ۲: ۱۵ سے ظاہر ہے -

پس جبکہ الہام مسیح کی خصوصیت کو بتا کر یہہ ظاہر کرتا ہے کہ یہہ پیشین گوئی مسیح کے حق مین
پوری ہوئی تو آپکے قیاسی عمومیت کو گنجایش ہی کہان ہے۔

دوم۔ یہہ جو فرمایا۔ کہ مسیح نہ اسرائیل نہ اسرائیلیں کی نسل ہے۔ یہہ بھی آپ کا وہم ہے سچا
و کلام الٰہی کے برخلاف ہے۔ دیکھو ذیل۔

۱۔ رومی ۱: ۳ ۔ اپنے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح کے حق مین جو جسم کی نسبت داؤد
کی نسل سے پیدا ہوئے (یعنی مریم بتولہ سے جو داؤد کے خاندان سے تھی معجزہ کے طور پر بقدرت
الٰہی اس کے لئے ایک جسم تیار کیا گیا)

۲۔ مکاشفات ۔ ۵: ۵ ۔ تب اُن بزرگوں مین سے ایک نے مجھے کہا مت رو دیکھہ وہ
ببر جو فرقہ یہوداہ سے ہے اور داؤد کی اصل ہے غالب ہوا ہے الخ

۳۔ مکاشفات ۔ ۲۲: ۱۶ ۔ مین داؤد کی اصل و نسل اور صبح کا نورانی ستارہ ہون۔

۴۔ رومی ۹: ۴ و ۵ ۔ وے اسرائیلی ہین اور فرزندی اور جلال اور عہدین اور شریعت
اور عبادت کی رسمین اور وعدے اُنہین کے ہین۔ اور باپ دادے ان ہی مین
کے ہین اور جسم کی نسبت مسیح بھی انہین مین سے ہوا جو سب کا خدا ہمیشہ مبارک ہے

سوم۔ یہہ جو فرمایا کہ عورت سے یہود مین نسل نہین چلتی۔ سو واضح رہے کہ یہہ وہ عورت
کی نسل ہے جسکا وعدہ باغ عدن مین دیا گیا پیدایش ۳: ۱۵ ۔ اور اسی کی انتظاری
قوم یہود مین ہوتی آئی۔ یشعیاہ ۔ ۷: ۱۴ ۔ یرمیاہ ۔ ۳۱: ۲۲ ۔ میکہ ۵: ۲ ۔ یشعیاہ ۔ ۱۱: ۱
و ۱۰۔ پس انجیل سے ثابت ہے کہ وہ عورت کی نسل خداوند مسیح ہے متی ۱: ۲۴
و ۲۵ ۔ لوقا ۱: ۳۱ و ۳۴ و ۳۵ ۔ گلاتی ۴: ۴ ۔ لہذا اس مغالطہ سے بھی آپ کا مطلب
پورا نہوا اور یہہ بشارت خداوند مسیح کے حق مین صادق آکر پوری ہو گئی ہے۔

**قولہ** ۔ سوم ۔ یہہ دوسرا باب متی کا لوقا کے دوسرے باب سے موافق نہین اگر تاویل
سے موافق کرنا ہو تو بشارات محمدیہ مین تاویلات سے کیونکر انکار ممکن ہے۔

**اقول** ۔ ذرا مولوی صاحب کی ہوشیاری پر غور کیجئے کہ مسیح کی بشارات کو غلط
ٹھراتے ہوئے انجیل کے ابواب کی موافقت تلاش کرنے لگ گئے۔ مولوی صاحب

کوئی نا اتفاقی تو دکہائی ہوتی - اگر آپ کو عجاز عیسوی کی تقلید کے سبب ناحق اعتراض کر کے اختلاف پکارنا ہی پسند ہے تو مہربانی کر کے اظہار عیسوی کا صفحہ ۵۳۹ پیرا شاہد ہفتم پڑھ لیجیے -

**قولہ** - چہارم - ہوسیع کی کتاب مطبوعہ ۱۸۱۱ء میں ہے - ان اسرائیل منذ کان طفلاً انا احببتہ، ومن مصر دعوت اولادہ - اور ۱۸۴۴ء میں اولاد کے لفظ کو جو جمع تھی مفرد کر دیا گیا اور غائب کے ضمیر کے بدلے میں متکلم کی ضمیر رکھدی -

**اقول** - آپ پیشین گوئی کو غلط فرماتے ہوئے پھر ترجموں کے اختلاف پر کیوں دوڑ گئے مولوی صاحب جب کسی عالم کو ترجموں میں اختلاف کا شبہ گذرتا ہے تو وہ اصل زبان سے مقابلہ کر کے صحیح ترجمہ کو قبول کر لیا کرتا ہے - لہذا ہم اصل زبان عبرانی کی عبارت مع لفظی ترجمہ کے لکھہ دیتے ہیں جو ترجمہ اصل کے موافق ہو وہ صحیح تصور فرما کے قبول فرمائیے - وہو ہذا -

ہوسیع ۱:۱۱ - כִּי נַעַר יִשְׂרָאֵל וָאֹהֲבֵהוּ -
جب لڑکا تھا اسرائیل میں نے عزیز رکھا اسکو

וּמִמִּצְרַיִם קָרָאתִי לִבְנִי
اور مصر سے میں نے بلایا اپنے بیٹے کو

اب خود ہی مفرد و جمع و ضمیر غائب وغیرہ میں تمیز کر لیں - اور جو ترجمہ مطابق اصل ہو قبول کریں لہذا اس ڈہب سے بھی آپکا دہوکا نہ چل سکا - اور بشارت خداوند کے حق میں ثابت ہے -

**قولہ** - پنجم - یہہ قصہ اور اس کے مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے بعلیم بت کی قربانی کی اور بت پرست تھے اور مسیح بت پرست نہیں تھے

**اقول** - یہہ مولوی صاحب کے دماغ کا بخار ہے - اور یہاں آپ بغلیں جہان کنے لگے ہیں - جب کچھ نہ بن سکا تو بشارت کے مصداق کو بطور مضحکہ بت پرست قرار دے لئے - بھلا صاحب یہہ کہاں لکھا ہے کہ اس کے مصداق

بت پرست تھے۔ شائد آپ کو مرزا غلام احمد الاالہام ہوا ہوگا۔ خوب یاد رکھئیے
کہ ناظرین پر آپ کے مغالطوں والی چال بازیاں آشکارہ ہوچکی ہیں۔ پس جیسا ہمنے
ثابت کیا کہ بموجب متی ۲:۱۵۔ یہہ بشارت خفا وحقیقتاً خداوند مسیح کے حق میں پوری
ہوئی اور وہی اس کا مصداق ہے۔ یہاں سنگ اسود والا دیوار پرست کوئی نہیں
جو آپکے مغالطوں سے فریب کہاوے۔ بلاریب اس کا آپ خدا کو جواب دینگے۔

# چوتھی بشارت

جسپر مولوی صاحب نے اعتراض کئے

یرمیاہ - ۳۱ : ۱۵ - خداوند یون کہتا ہے کہ رامہ مین ایک آواز سُنی گئی ہے نوحہ اور زار زار
رونے کی راخل اپنے لڑکونپر روتی ہے اور اپنے لڑکون کی بابت تسلی نہین چاہتی
کیونکہ وہ نہین ہین -

دیکھو پوری ہوئی متی ۲ : ۱۷ و ۱۸ - سے -

صفحہ ۱۳ - سطر ۶ -

**قولہ** - حضرت متی اِس کو مسیح کی بشارت یقین کرتے ہین اور کہتے ہین مسیح
پیدا ہوئے تو ہیرودنے اِس شبہے پر کہ کون بچہ ہے جو عیسٰی ہوگا بیت لحم اور اسکی سرحد
کے لڑکون کو قتل کرایا - متی ۲ : ۱۶ -

**اقول** - مقدس متی نے ۲ : ۱۷ و ۱۸ مین اس پیشین گوئی کے پورے ہونیکا وقت وہی
فرمایا ہے جو آپنے بتایا خدا کی پاک کلام کی گواہی اور سچے رسول کا بیان آپکے اوہام باطل
سے بے یقینی کے لائق نہین ہوسکتا -

**قولہ** - اول ہیرود کا یہہ ظلم عیسائیون کے سوا کسی مورخ نے بیان نہین کیا - یوسیفس
اور یہودی مورخ جو ہیرود کے مصائب لکھنے مین دلیر ہین اِس قصہ سے ساکت ہین -

**اقول** - واضح ہے کہ مولوی صاحب نے یہہ اعتراض اعجاز عیسوی کے مقصد تیسرے کی فصل
تیسری کے شاہد ششم سے تو نقل کردیا - مگر اس کے جواب پر جو اظہار عیسوی کے صفحہ ۳۵۷
پر زیر شاہد ششم دیا جاچکا ہے کچھہ لحاظ نہ کیا - بلاریب یہہ مولوی صاحب کے تعصب بیجا کا نتیجہ
ہے - لہذا ہم وہی جواب پھر نقل کرکے پیش کر دیتے ہین - وہو ہذا -

اولاً - واضح ہو کہ اگر یوسیفس اِس قتل کا ذکر کرتا تو بہ تقاضاء دیانت اس کے سبب کا بھی
ذکر کرنا پڑتا - اور وہ پیدائش مسیح تھا - اور چونکہ یہودی مسیح کیطرف نہایت متعصب تھے
لہذا عجب نہین کہ اُس نے اِس قتل کا حال نہ لکھا - باوجود اس کے - یوسیفس نے ہیرودیس

کے ظالم طبیعت اور بدچلنی خوب روشن کی ہے اور اس سے احتمال قوی ہے کہ اس قتل
کا ذکر اُس نے ارادتہً چھوڑ دیا۔
ثانیاً ۔ مکروبی اَس رومی مورخ ۔ اپنے ساٹرنے لیہ کتاب ۲ باب ۴ مین لکھا ہے کہ جب
اگسطوس نے سنا کہ ان لڑکو مین جو برس سے نیچے تھے جنہین یہودیو نکے بادشاہ ہیرود نے
سیریا مین قتل کئے جانیکا حکم دیا تھا بادشاہ (ہیرود) کا ایک اپنا لڑکا بھی تھا ۔ تو اس نے کہا
ہیرود کا بیٹا ہونے سے اُس کا سور ہونا دیکھو ہسٹاریکل ایویڈنس لکچر ۲ - رالن سن ) بہتر تھا
اس سے ظاہر ہے کہ بیت لحم کا قتل صحیح تھا۔
ثالثاً ۔ متی کی ثقاہت یوسیفس سے کہین افضل ہے ۔ اس لئے اگر یوسیفس نے
یہہ احوال نہ لکھا تو کیا ہوا اس کی خاموشی متی کا بیان باطل نہین کرسکتی ۔ اور اگر اور
مورخون نے نہین کیا تو یہہ متی کے بیان کو پایہ ثقاہت سے نہین گرا سکتی کیونکہ ہر ایک
مورخ اپنے زمانہ کے کل واقعات نہین لکھتے چنانچہ سیوٹونی اَس ۔ اور ٹاسی ٹس ۔ جو ہم
عہد تھے یکسان احوال نہین لکھتے ہین ۔ ایک کچھ چھوڑ گیا ہے دوسرے نے اُسے درج کیا
ہے ۔ اور یہی حال تمام رومی اور یونانی مورخونکا ہے ۔
رابعاً ۔ یہود کی ایک کتاب مین جس کا نام طولڈہتہ جیشو ہے یون مرقوم ہے اور بادشاہ
نے بیت لحم کے ہر ایک بچے کو قتل کیا ۔ (ہارن صاحب) الحاصل تحریر متی کی صحیح ہے ۔
پس اگر مولوی صاحب تعصب کے سبب اپنی آنکھین بند نہ کرتے اور انصافاً اس جواب
کو دیکھتے تو ایسا غلط اعتراض نہ جتا دیتے ۔
**قولہ** ۔ دوم ۔ بیت لحم یروشلم کے پاس ہے اور ہیرود کے زیر حکم تھا آسان طور سے
ہیرود تحقیق کرسکتا تھا کہ مجوسی کس گھر مین اترے اور کس لڑکے کے آگے نذر گذرانی ۔
**اقول** ۔ اگر مولوی صاحب اُس وقت ہیرود کے وزیر ہوتے تو ہیرود کو ایسی صلاح
دیتے کہ وہ کاربند ہو کر خداوند مسیح کو قتل کر ڈالتا ۔ لیکن افسوس کہ مولوی صاحب نے اُس وقت
جنم نہ لیا اور ہیرود چوک گیا اور مولوی صاحب کے عندیہ کے موافق نہ کر سکا ۔ اب
آپ ہیرود کی قبر مین جا کر اُس سے استمزاج کیجئے کہ جناب نے یون اور دون

کیون نہ کیا تاکہ مسیح مارا جاتا۔ سنئے صاحب جب خدا بچانیوالا ہوتا ہے تو انکی چترائی جو بدی کرنا چاہتے ہین کچھ پیش نہین جاتی۔ آپ کیا آپ جیسے بیسیون بدخواہ صلاح کار ہیرودکے ہوتے تو بھی کچھہ نہ کر سکتے۔ یاد رہے کہ ہیرود نے آپکے مشورہ سے زیادہ پختہ تجویز خداوند کے قتل کرنیکی مجوسیون کو فریب دیکر کی تھی جو کارگر نہ ہوئی۔ اور پھر مجوسی بھی ایک عام گھر مین ٹھیرے تھے جہان خداوند یسوع پیدا ہوا اور جبتک ہیرود نے مجوسیون سے اپنے مدعا کے برآنے کی منتظر رہی کی تب تک نہ تو وہ لڑکا وہان رہا اور نہ وہ مجوسی وہان تھے۔ پس لاچار ہو کے اُس نے یہہ ٹھرایا کہ وہان کے تمام لڑکے قتل کئے جاوین تاکہ وہ مسیح بھی جسکی شناخت اب محال تھی انمین مارا جاوے۔ مگر اس سے بھی جیسا کہ مشیت ایزدی مین تھا وہ مسیح کو نہ مار سکا۔ لہذا اُس کی جان کو رو ٹے اب آپکی چترائی وصلاح کاری بھی بے فائدہ ہے۔

**قولہ**۔ سوم۔ یرمیاہ کی آیت کا ماقبل اور مابعد دیکھو صاف صاف یہہ اس حادثے کا بیان ہے جو بخت نصیر کیوقت بنی اسرائیل پر ارمیاہ کے زمانہ مین نازل ہوا اور ہزارون اسرائیلی اسمین قتل ہوئے ہزارون اسیر ہوئے اور بابل کیطرف جلا وطن ہوئے ان مین اکثر راحیل کی اولاد تھے۔

**اقول**۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا تھا کہ اسرائیل کا احوال خداوند مسیح کے احوال کا نمونہ تھا اِس لئے پیشین گوئیونکا عکس انمین نظر آتا ہے مگر حقیقت مین وہ مین نہ تھا کہ جسمین اس پیشین گوئی کی تکمیل ہو جاتی۔ سو اب الہام نے بموجب متی ۲: ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ کے بخوبی روشن کر دیا ہے کہ یہہ پیشین گوئی پورے طور سے تکمیل کو تب پہنچی جب خداوند مسیح کی پیدائش کیوقت ہیرود نے لڑکے قتل کرائے تھے۔ اِس لئے آپکا قیاس الہام کے مقابل معتبر نہین ہو سکتا۔

**قولہ**۔ یاد رہے۔ ارمیا کی آیات سے معلوم ہوتا ہے مرے ہوئے لوگون کو برزخ مین اپنے اقارب کے دنیوی حالات پر اطلاع رہتی ہے اور اُن کے صدمات سے اموات کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اور یہہ بات پروٹسٹنٹی عقاید کے خلاف ہے

**اقول** - یہہ عقیدہ آپ کو کہان سے ملا اور کس کتاب مین ہے - کیون لوگون کو دہوکا دیتے ہو - جیسا یرمیاہ کا بیان ہے ویسا ہی سب مسیحیون کا اعتقاد ہے - کیا آپ نے انجیل مین غریب لعذر و دولت مند کا احوال نہین پڑہا دیکہو لوقا ۱۶: ۱۹ سے ۳۱ - اور یاد رکہیے کہ راخل سے یہان تمام قوم مراد ہے - لہذا ایسے مغالطون سے بشارت کے ثبوت مین خلل نہین آتا اور یہہ بشارات ثابت ہے

# پانچوین بشارت

جسپر مولوی صاحب نے اعتراض کئے

یشعیاہ - ۹ : ۱ و ۲ - لیکن تیرگی وہان نہ رہیگی جہان آگے کو بہت تپڑی تھی کہ اُسنے پہلے زبولون کی سرزمین کو اور نفتالی کی سرزمین کو ذلت دی پر آخری زمانہ مین غیر قومونکے جلیل مین دریا کے سمت یردن کے پار بزرگی دیگا - وے لوگ جو تاریکی مین چلتے تھے بڑی روشنی دیکھتے اور اُنپر جو موت کے سایہ کے ملک مین رہتے تھے نور چمکتا - (واضح ہے کہ یہہ ترجمہ صحیح و مطابق اصل ہے)

صفحہ ۴ سطر ۵

**قولہ** - اشعیاہ نبی نے یہہ بیان کرتے کرتے کہ اب بیت المقدس یروشلم مین تکلیف نرہیگی یہہ بات فرمائی - متی کہتے ہین یہہ بشارت مسیح کے حق مین ہے - کیونکہ جب مسیح نے سنا کہ یحییٰ گرفتار ہوا تو آپ جلیل کو چلے گئے - اور ناصرہ کو چھوڑ کفرناحوم مین دریا کے کنارے زبولون اور نفتالی کی حدون مین جا رہے متی ۴ باب ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ -

**اقول** - یہہ بشارت کہ جسمین سے مقدس متی اختصار کرکے حوالہ دیتا ہے - یشعیاہ کے آٹھوین باب سے شروع ہوکر نوین باب کی ساتوین آیت تک ہے - واضح رہے کہ ۸ باب مین صوریہ اور اسرائیل کے شمالی فرقونکی بابت یہہ پیشین گوئی ہے - کہ وہ اسور کے بادشاہ سے برباد کئے جاوینگے لیکن نبی نے بموجب ۸ : ۸ کے جب عمانوئیل کے حضور استدعا کی تو ۸ : ۹ و ۱۰ مین فرمایا کہ قومونکی دہوم دہام فرو ہوگی کیونکہ عمانوئیل ہمارے ساتھہ ہے اور پھر ۸ : ۱۴ مین اور بھی اسبات کو پختہ کرکے فرمایا - کہ خداوند اپنے لوگونکی جائے پناہ ہوگا پھر ۸ : ۱۹ سے ۲۲ تک یہہ ظاہر کیا کہ جو لوگ اُس کے کلام کو حقیر جانتے ہین اور غیر اقوام کی پیروی کرتے خدا اُنکو اندھیرے مین ڈالیگا - لیکن پھر نبی ۹ باب کے شروع مین بڑی امید دلا آخری زمانہ کا وہ بیان کرتا ہے جو ۹ : ۱ و ۲ مین ہے - اور اس سبب سے وہ ایسی بڑی خوشی کا بیان کرتا ہے جو ورکیوقت ہوتی

ہے - کیونکہ تمام لڑائی کے ہتیار صلح کے سردار عمانوئیل سے توڑے جاوینگے اور پہر ۹: ۶ مین فرماتا ہے - کہ ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوتا اور ہمکو ایک بیٹا بخشا گیا - اور سلطنت اُس کے کاندہے پر ہوگی اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے - عجیب - مشیر خدائے قادر - ابدیت کا باپ - سلامتی کا شاہزادہ - لہذا ظاہر ہے کہ یشعیاہ کے ۸ باب سے ۹ باب کی ساتوین آیت تک یہہ پیشین گوئی اسی سردار عمانوئیل کے حقمین کی گئی ہے جو آنیوالا تہا - اور اسکی تفصیل اسطرح پر ہے -

۱ - یشعیاہ - ۸ : ۸ و ۹ و ۱۰ سے ظاہر ہے کہ وہ عمانوئیل جو بموجب یشعیاہ - ۷ : ۱۴ کنواری سے پیدا ہونیوالا تھا اُسی کے سبب سے یہہ کامیابی ہونیوالی تھی -

۲ - یشعیاہ - ۸ : ۱۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی خدا جو عمانوئیل ہے کامیابی بخشنیوالا تھا وہی اپنے بندہ گانون کی پناہ گاہ ہوگا -

۳ - پہر جیسا کہ یشعیاہ - ۴۲ : ۶ و ۴۹ : ۶ و ملاکی ۴ : ۲ کے بموجب وہ آنیوالا عمانوئیل جس کے سبب کامیابی ہونیوالی تھی اور جو اپنے لوگونکی پناہ گاہ تھا وہی قومونکا نور و آفتاب صداقت کہلایا ہے جس سے ظاہر ہے کہ وہ بڑا نور جسکی یشعیاہ - ۹ : ۲ کی پیشین گوئی مین آنے کی خبر دی گئی تھی وہ آفتاب صداقت کا نور تہا وہ ملاکی نبی کے زمانہ تک جو عہد عتیق کا آخری نبی ہے ہنوز آنیوالا تھا - پس بموجب بیان مقدس متی کے یہہ بشارت خداوند مسیح کے حقمین ہی پوری ہوئی ہے -

۴ - چونکہ یہہ سب مذکورہ بشارات یعنے یشعیاہ - ۷ : ۱۴ و ۸ : ۸ و ۱۰ و ۱۴ و ۹ : ۲ و ۲ و ۴۲ : ۶ و ۴۹ : ۶ - ملاکی ۴ : ۲ - خداوند مسیح کے حقمین صادق آتی ہین اس لئے خداوند مسیح نے خود دعویٰ کرکے یون فرمایا ہے - یوحنا ۸ : ۱۲ - تب یسوع نے پہر انہین کہا جہان کا نور مین ہون جو میری پیروی کرتا ہے اندہیرے مین نہ چلیگا بلکہ زندگی کا نور پاوے گا نیز دیکہو یوحنا ۱ : ۹ و ۳ : ۲ - ۱۲ : ۴۶ - پس ظاہر ہے کہ اِس بشارت کا مصداق صرف خداوند مسیح ہی ہے -

۵ - جس حالت مین مولوی صاحب کے بیجا قیاس کے برخلاف ایک بڑا سلسلہ

بشارات کا خداوند مسیح کو اِس کا مصداق بتا رہا ہے تو مقدس متی کا بتایئد الہام متی ۴: ۱۵ مین اِس بشارت کو خداوند مسیح کے حق مین پوری ہوئی بتانا کوئی وہمی امر نہ تھا پس مقدس متی کیا بلکہ تمام انجیل ہی پکار رہی ہے کہ وہ بڑا نور خداوند یسوع مسیح ہے۔ جو آپکے مغالطون کی آندہی سے ہرگز ہرگز چھپایا نہین جا سکتا۔

**قولہ**۔ اول متی نے صرف اتنے لگاؤ پر کہ مسیح دریا کے کنارے پر جا رہے ہے اشعیاہ کا قول بشارت بنا لیا۔

**اقول**۔ نہین صاحب صرف اتنے لگاؤ پر نہین بلکہ کامل ثبوت و بشارات کے بڑے سلسلہ و خداوند مسیح کے دعوےٰ کے بموجب بتایید روح القدس اِس بشارت کو خداوند مسیح کے حق مین پورا ہوتا دیکھا اور بیان کیا۔ دیکھو یشعیاہ ۹: ۱ و ۲ و ۴۲: ۶ و ۴۹: ۶ و ۶۰: ۲ و ۳ و ملاکی ۴: ۲۔ کو مقابلہ کرو یوحنا ۸: ۱۲ لوقا ۱: ۷۸ و ۷۹ و ۲: ۳۲۔ اعمال ۱۳: ۴۷ و ۲۶: ۱۸ و افسی ۵: ۱۴۔ ۲ پطرس ۱: ۱۹۔ مکاشفات ۲: ۲۸۔ پس وہ بڑا نور خداوند مسیح ہے اور آپ کا قیاس الہام ربانی کے مقابل ہیچ و ناقص بلکہ صرف مغالطہ ہی ہے۔

**قولہ**۔ دوم۔ یشعیاہ کی آیات کو متی کی آیات سے مقابلہ کرین تو دونون ایک معلوم نہین ہوتین۔

**اقول**۔ مولوی صاحب یشعیاہ ۹: ۱ و ۲ کا غلط ترجمہ پیش کرکے صرف اُسی کے بھروسہ پر فرماتے ہین۔ اگرچہ مقدس متی نے بطور خلاصہ اِس بشارت سے درج انجیل کیا تو بھی ہر دو کے بیان مین پوری موافقت موجود ہے ناظرین خود دیکھ لین یشعیاہ ۹: ۱ و ۲ بمقابلہ متی ۴: ۱۴ و ۱۵۔

**قولہ**۔ سوم۔ اشعیاہ کی کتاب مین گذشتہ زمانہ کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اگر آئندہ زمانہ لین تو ہم کہہ سکتے ہین کہ محمدی لوگون اور ان کی تعلیم کا اشارہ ہے۔ جنکی بدولت اِس ملک مین کامل توحید پھیلی اور اقسام بت پرستی کا استیصال ہوا۔ اور مسیح بھی جیسے تھے ویسے مانے گئے۔

**اقول**۔ آپکو یہ کس طرح سے گذشتہ زمانہ کا حال معلوم ہوا۔ کوئی وجہ تو بتائی

ہوتی - اور پھر یہہ تو بتاتے کہ کون گذشتہ زمانہ مین اسکا مصداق تھا - کیون ناحق دہوکا
دیتے ہین یشیعاہ ۹:۱ - اسکے آخری فقرے پر غور کیجئے - וְהָאַחֲרוֹן
اور آخری زمانہ مین

הִכְבִּיד דֶּרֶךְ הַיָּם עֵבֶר הַיַּרְדֵּן
بزرگی دیگا رستہ اوس بڑے دریا پار اس یردن کے

גְּלִיל הַגּוֹיִם
گلیل اُن غیر قومون کے

پس اب فرمائے کہ نبی کس زمانہ کا بیان کرتا ہے اے خدا فریسیون والے دل بیچی
ودم - یہہ جو فرمایا کہ اگر آئندہ زمانہ لین وغیرہ - سو اس مین آپنے محمد یونکی ٹانگ کیون
اڑائی اور محمد صاحب کا نام کیون نہ لے لیا - کیونکہ بشارت مین بہتونکی تو خبر نہیں
بلکہ ایک بڑے نور کے آنکی خبر ہے شائد جناب نے محمد صاحب کو اس لئے پسند نہ کیا
کہ وہ نور معرفت سے بے بہرہ تھے - جیسا کہ احادیث ذیل سے ثابت ہے -

۱ - مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۵۴۵ - روایت ہے انس سے یہہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس آئے جبرائیل اُس حال مین کہ آنحضرت کھیلتے تھے ساتھ لڑکونکے پس
پکڑا آپ کو جبرائیل نے اور چت لٹایا آپ کو پھر چیرا آپ کی دل کیجانب سے اور
نکالا اُن کے دل مین سے علقہ پس کہا جبرائیل نے کہ یہہ حصہ شیطان کا ہے تجھہ سے
پہر دہویا آپ کے دل کو سونے کے لگن مین زمزم کے پانی سے پھر ملایا اور
درست کیا جبرائیل نے اُس جگہ کو کہ چیری تھی اور پھر رکھدیا دل کو اُس کی جگہ
مین اور پھر درست کیا سینہ مبارک کو اور آئے لڑکے کہ تھے ساتھ آن حضرت
کے دوڑتے ہوئے آن حضرت کی ماں پاس یعنے دایہ کے پس کہا لڑکون نے
کہ محمد تحقیق قتل کئے گئے - پس آئے لوگ آنحضرت کے پاس پس دیکھا آپکو
اس حال مین کہ رنگ متغیر ہے - کہا انس نے کہ پس دیکھتا تھا مین نشان سوئی
کے سینے کا آنحضرت کے سینہ مبارک مین - نقل کی یہہ مسلم نے -

اس حدیث کے فائدہ مین لکہا ہے کہ محمد صاحب کا سینہ چار دفعہ چیرا گیا ہے۔

پہلے۔ توصغیر سن مین دائی حلیمہ کے پاس۔

دوم۔ دس برس کی عمر مین۔

سوم۔ وقت نبی ہونیکے۔

چہارم۔ شب معراج مین جس وقت کہ جبرائیل حضرت کو بلانے آئے۔

پس واضح رہے کہ اگرچہ اتنی دفعہ محمد صاحب کا سینہ چیرا اور دل دہویا اور شیطان کا حصہ اسمین سے نکالا گیا تو بھی ہنوز ناپاک ہی رہا کہ پہر بہی محمد صاحب بہی استدعا کرتے رہے کہ وہ پاک ہوویں اور انکو نور ملے۔ وہو ہذا۔

۲۔ مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۳۴۵۔ اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ یا الٰہی دہو گناہ میرے ساتھ پانی برف اور اولے کے یعنے پاک کر مجہکو گناہون سے ساتھ طرح طرح کی مغفرتو نکے جیسے کہ پاک کرتے ہین یہہ چیزین میل ہی اور پاک کر دل میرے کو جیسا کہ پاک کیا جاتا ہے کپڑا میل سے اور دوا ہی ڈال درمیان میرے اور درمیان گناہون میرے کے جیسے کہ دوری رکہی تونے درمیان مشرق اور مغرب کے نقل کی یہہ مسلم اور بخاری نے۔

ہنوز محمد صاحب کے دل مین سیاہی موجود ہے۔

۳۔ مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۲۵۳۔ روایت ہے ابن عباس سے کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے کہتے اے پروردگار میرے قبول کر توبہ میری اور دہو ڈال گناہ میرے اور قبول کر دعا میری اور ثابت رکہہ دلیل میری اور سچی اور درست کر زبان میری اور کہینچ اور سیدہی راہ دکہا دل میرے کو اور نکال سیاہی سینہ میرے کی۔ نقل کی یہہ ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے۔

۴۔ اور بہی سبب تہا کہ محمد صاحب کے دل پر پردہ بھی پڑا رہتا تہا۔ دیکہو مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۳۰۶

پس جس حال محمد صاحب کے دل کی یہہ حالت تہی تو وہ نور و برکت سے بہی بے نصیب

تھے اور کسیطرح سے عذاب اللہ کو دور نہ کر سکتے تھے۔
۵۔ مظاہر حق جلد ا صفحہ ۱۴۱۔ روایت ہے ابن عباس سے کہ رات گذاری مین نے
نزدیک خالہ اپنی میمونہ کے۔ رسول اللہ تھے بیچ دعا کہ کے درمیان سنت اور فرض
کے پڑھتے بہ الفاظ۔ یا الٰہی گردان میرے دل مین نور اور میری آنکھون مین نور اور
میرے کانون مین نور اور دہنے میرے نور اور بائین میرے نور اور اوپر میرے نور
اور نیچے میرے نور آگے میرے نور اور پیچھے میرے نور اور گردان اور پیدا کر واسطے
میرے نور۔ اور زیادہ کیا بعض راویون نے۔ اور پیدا کر میرے زبان مین نور۔ اور
ذکر کیا بعض نے۔ اور گردان پیٹھے میرے مین نور اور گوشت میرے مین نور اور
خون میرے مین نور اور بالون میرے مین نور اور جلد میری مین نور۔ روایت کی
یہ بخاری اور مسلم نے۔ اور بیچ ایک اور روایت بخاری اور مسلم کے ہے۔ اور
اور گردان میری جان مین نور اور بڑا کر واسطے میرے نور۔ اور بیچ روایت
مسلم کے ہے۔ دے مجھکو نور۔
پس جس حالت مین محمد صاحب وہ بڑا نور نہ تھے اور نور کو ہنوز اپنے واسطے پیدا
کرایا چاہتے تھے اور اُنکے دل پر پردہ پڑ جاتا تھا۔ اور اپنے دل کی سیاہی سے ایسے
تنگ تھے کہ باوجود بار بار دھونے جبرائیل کے پھر بھی دل آپ کا تاریکی و سیاہی
مین مبتلا رہتا تھا۔ تو پھر کیونکر وہ مصداق اس نوٹ کے ہو سکتے تھے۔ پھر جس
حال مین وہ مصداق ہوتے اس بشارت کے لائق نہ تھے تو محمدی جو صرف بطمع
حور و غلمان و لوٹ اُنکے پیچھے ہو کر سنگ اسود کے پوجاری تھے۔ اور اُسکو
اپنے نامہ اعمال کی سیاہی سے روز بروز سیاہ کرتے جاتے ہین۔ کیونکر اس
بشارت کے مصداق ہو سکتے ہین۔
۶۔ اور طرفہ تر یہ ہے کہ مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۳۸ سے واضح ہے۔ کہ سنگ اسود
بڑا کام کرتا ہے۔ کہ لوگونکے گناہ اس پتھر پر چڑھتے جاتے ہین۔ اور لوگ اس پتھر کو چوم
چاٹ کے اپنے نامہ اعمال کی سیاہی روز بروز اسے دے آتے ہین۔ پس یہ وہ کام

ہے جو جبرائیل بھی محمد صاحب کے واسطے انکے دل کو بار بار دہو نے سے نہ کرسکا تہا
اور وہ سیاہی ان کے دل مین جون کی تون بنی رہی کہ جسکی سبب وہ نہ صرف بری تعلیم
طلاق متعہ - وحلالہ - و دیوار پرستی و سنگ اسود کی چوم چاٹ وجہاد قتل وبہشت کی حور و
غلمان وغیرہ کے موجد ہوئے بلکہ کبہی کبہی باغوائے شیطان بتون کی بڑی تعریف
کرکے انپر شفاعت کا بہروسہ بھی کر لیا کرتے تھے دیکہو مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۸۵۳ - اور
بھی سبب تہا کہ محمد صاحب لوگونپر سے عذاب اللہ کا کچھ بھی دور نہ کرسکتے تھے - دیکہو
مظاہر حق جلد ۴ - صفحہ ۵۰۳ -

پس اب محمدی بموجب عندیہ وخوش فہمی مولوی صاحب کے موا حد کیون نہ کہلا وین کیونکہ
کعبہ وقبور پرستی وبتون کی چوم چاٹ سے جو انکا گذارہ چلتا رہتا ہے - صاحب زنگی کا نام
اکثر کا فور ہی سنایا جاتا ہے -

سوم - یہہ جو فرمایا کہ مسیح جیسے تھے ویسے مانے گئے - اگر اس سے مولوی صاحب کی
یہہ مراد ہے کہ خداوند مسیح نے جیسے انجیل مین اپنے تئین ظاہر فرمایا ویسے ہی وہ عمانوئیل
یہواہ صدقنون و آفتاب صداقت یعنے جہانکا نور مانے گئے ہین - تو واجب ہے تاریک
دل والے شخص کو چہوڑ کر اس آفتاب صداقت سے نور معرفت و ایمان خداوند مسیح سے
حاصل کرکے اس ذو الجلال کو اپنا مخلص ورب الفضل مانین - اور اگر اس سے مولویصاحب
کی یہہ غرض ہے کہ جیسے برخلاف انجیل کے خداوند مسیح کو چند بدعتی قبل زمان محمد صاحب
کے صرف انسان مانکر اسکی الوہیت کا انکار کرتے تھے - اور انکی تقلید پر محمد صاحب
نے بھی خداوند کو صرف انسان بتایا ہے - تو اسمین آپکی کچھہ فوقیت نہین - بلکہ از دست
اسمین محمد صاحب ان خارج شدہ بدعتیون ہی کے مقلد ثابت ہوتے ہین پھر اس مین
فوقیت وخصوصیت ہی کون سی آپکو ہے کیونکہ ویسے ماننے اور منوانے والے
تو کئی بدعتی آپ سے پہلے موجود تھے - پس جیسا وہ بدعتی رسوائی و ذلت سے صفحہ
ہستی سے نیست ونابود ہوگئے - ویسے ہی یہہ مقلد صاحب بھی کچھہ نہ کرسکے
اور وہ ہی عدم ہوکر چلتے بنے - اور خداوند یسوع مسیح جو سب کا خدا ہمیشہ مبارک

ہے جون کا توں عمانوئیل۔ بیواہ صد فنون۔ و افتاب صداقت۔ اب الفضل خدا ہی مانا جاتا ہے۔

پس ظاہر ہے کہ تمام مغالطے مولوی صاحب کے باطل ہیں اور یہہ بشارت ضرور خداوند مسیح کے حقمین کی گئی اور کلام اللہ کی گواہی ہے اسی کے حقمین پوری ہوئی ثابت ہے۔ دیکھو متی ۴: ۱۴ و ۱۵ و ۱۶۔

# چھٹوین بشارت

## جسپر مولوی صاحب نے اعتراض کئے

واضح ہے کہ اِس بشارت پر اعتراض کرنے مین مولوی صاحب کو بہت مشکل پیش آئی ہے اور ایسی بہکی ہوئی باتین آپنے جوڑی ہین۔ کہ جن سے صاف آشکارہ ہے کہ وہ بجز مغالطہ دہی و اپنا تعصب بیجا ظاہر کرنیکے اور کچھ نہین کر سکے۔

اول۔ مولوی صاحب نے اپنی جبلی عادت کے بموجب ملاکی ۳: ۱ کے ترجمہ کو من گھڑت بنانے مین کوشش کی ہے۔

دوم۔ آپ نے انجیل کو اِس بشارت کے باب مین متفق پاکر انجیل کے کلام الٰہی ہونے سے انکار کر دیا ہے۔

سوم۔ یحیٰ کے نبی ہونیکا مولوی صاحب نے انکار کیا ہے۔

صفحہ ۱۴۱ سطر ۱۱

اوّل۔ مولوی صاحب نے ملاکی ۳: ۱ کا اپنا من گھڑت ترجمہ پیش کر کے مغالطہ دیا ہے۔ وہو ہذا۔

مولوی صاحب کا ترجمہ

اب مین اپنے رسول کو بھیجونگا۔ میرے برابر راہ کو طیار کریگا۔ اور جس خداوند کی تلاش مین ہو۔ یعنے رسول عہد کی اور اُس سے خوش ہو۔ یکایک اپنی ہیکل مین آجاوے گا لشکروں کا خداوند فرماتا ہے۔ کہ اب وہ آتا ہے۔ ملاکی ۳ باب ۱۔

ملاکی ۳: ۱ کا لفظی ترجمہ مع عبرانی یون ہے

הִנְנִי שֹׁלֵחַ מַלְאָכִי וּפִנָּה־דֶרֶךְ

دیکھو مین بھیجنے والا ہون اپنا رسول اور درست کرے گا راہ

לְפָנָי וּפִתְאֹם יָבוֹא אֶל־הֵיכָלוֹ

میرے آگے اور ناگہان آویگا اپنی ہیکل کو

הָאָדוֹן אֲשֶׁר-אַתֶּם מְבַקְשִׁים

وہ خداوند جسکی تم تلاش مین ہو

וּמַלְאַךְ הַבְּרִית אֲשֶׁר-אַתֶּם חֲפֵצִים

اور رسول اُس عہد کا جس سے تم خوش ہو

הִנֵּה-בָא אָמַר יְהוָה צְבָאוֹת:

دیکہو یقیناً آویگا فرماتاہے رب الافواج

پس واضح رہے کہ مولوی صاحب نے اپنے من گھڑت ترجمہ مین پانچ غلطیان کرکے مغالطہ دیا ہے۔

۱- مولوی صاحب نے پہلے جملہ مین لفظ اب کو اپنی طرف سے بڑہایا ہے۔ تاکہ مغالطہ دین کہ یہہ خبر آئیندہ زمانہ کی نہین ہے۔

۲- دوسرے جملہ مین مولوی صاحب نے لفظ برابر کو بجائے میرے آگے کے اپنی طرف سے جوڑلیا ہے تاکہ مسیح کی بزرگی یوحنا سے ثابت نہ ہو۔

۳- پانچوین جملہ مین مولوی صاحب نے لفظ اسکی کو بجائے اپنی کے اپنی طرف سے ڈالدیا ہے۔ تاکہ خداوند مسیح کی الوہیت ثابت نہ ہو۔

۴- چوتھے جملہ مین آپنے لفظ یقینے کو اپنی طرف سے ڈال دیا ہے۔

۵- ساتوین جملہ کہ اب وہ آتا ہے۔ مولوی صاحب نے اپنی طرف سے ڈالدیا ہے۔ پس جبکہ مولوی صاحب کی علمیت۔ دیانت۔ وایمانداری کا یہہ حال ہے تو پھر خداوند مسیح کی بشارات پر اعتراضات کیون نہ کئے جاوین۔ شرم۔ شرم۔ شرم

اب ہم پھر ملاکی ۳:۱ کیطرف ناظرین ہذا کو توجہ دلاکر اپیل کرتے ہین کہ آپ اس آئیت پر غور کیجئے کہ اس سے کیا کیا مطالب ومسائل ظاہر ہوتے ہین کہ جنکے سبب مولوی صاحب نے اپنی آنکہونپر تعصب کی پٹی باندھکے مغالطہ دہی مین کوشش فرمائی ہے۔ پس اِس آیت سے تین مطالب ومسائل پائے جاتے ہین سو ہو ہذا۔

اوّل- یحیٰ کا رسول ہونا و اُسکی آمد وخدمت کا بیان پایا جاتا ہے۔

دوم - خداوند مسیح کی آمد و الوہیت کا اس سے ثبوت ملتا ہے -
سوم - خداوند مسیح کا گناہونکے عیوض کفارہ دینا ثابت ہوتا ہے -

اوّل - یحیٰی کا رسول ہونا اور اُس کی آمد و خدمت کا بیان اِس جملہ سے پایا جاتا ہے "دیکھو مین بھیجنیوالا ہون اپنا رسول اور وہ درست کریگا راہ میرے آگے -" پس ظاہر ہے کہ یحیٰی رسول اللہ ہے اور وہ اِس لئے آنیوالا تھا - کہ خداوند کی آگے اُس کی راہ کو درست کرے - دیکھو متی ۳: ۳ و ۱۱: ۱۰ -

دوم - خداوند مسیح کی آمد و الوہیت کا ثبوت اس جملہ سے ملتا ہے "اور وہ درست کریگا راہ میرے آگے اور ناگہان آویگا - اپنی ہیکل کو وہ خداوند جسکی تلاش مین ہو" پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہان رب الافواج خود متکلم ہوکر فرماتا ہے کہ وہ رسول یعنے یحیٰی میرے آگے راہ کو درست کریگا اور انجیل سے ثابت ہے کہ جس کے آگے یحیٰی نے راہ کو درست کیا وہ خداوند مسیح ہے لہذا خداوند مسیح خود خدا ہے - اور نیز یہہ کہ "جس خداوند کی تلاش مین تم ہو وہ اپنی ہیکل کو آویگا" چونکہ پُرانے و نئے عہدنامہ سے ظاہر ہے کہ وہ ہیکل کسی انسان کی نہ تھی بلکہ خدا کی تو پس واضح ہے کہ خود خدا ہی آنیوالا تھا جو خداوند مسیح مین ہوکے اپنی ہیکل کو آیا - لہذا خداوند مسیح خود خدا ہے -

سوم - خداوند مسیح کا گناہونکے عوض کفارہ دینا اس جملہ سے ثابت ہوتا ہے "اور رسول اس عہد کا جس سے تم خوش ہو دیکھو یقیناً آویگا" پس یہہ خطاب یعنے "رسول اس عہد کا" کفارہ کے مسئلہ کو ثابت کرتا ہے - کیونکہ وہ عہد جسکا خداوند مسیح رسول ہوا سو عہد جدید ہے کہ جسکے سارے وعدے اور روحانی نعمتین صرف اس کے خون کے وسیلے سے قایم کیے گئے ہین - اس لئے اُس نے خود انجیل مین فرمایا ہے - متی ۲۶: ۲۸ - کیونکہ یہہ میرا لہو ہے یعنے نئے عہد کا لہو جو بہتونکے گناہونکی معافی کے لئے بہایا جاتا - نیز دیکھو مرقس ۱۴: ۲۴ - لوقا ۲۲: ۲۰ - متی ۱۱: ۱۰ - مرقس ۱: ۲ - لوقا ۷: ۲۷ و ملاکی ۳: ۷ -

اب ہم یشعیاہ - ۴۰: ۳ سے ۵ تک کا لفظی ترجمہ معہ اصل عبرانی پیش کرکے آشکارا
کیا چاہتے ہین کہ وہ مقاصد جو ملاکی نبی نے یحیٰی کی آمد و خداوند مسیح کی الوہیت
کے باب مین بیان کئے ہین وہی یشعیاہ کے بیان سے بھی تصدیق پاتے ہین سو ہو ہذا

קוֹל קוֹרֵא בַּמִּדְבָּר פַּנּוּ דֶּרֶךְ יְהוָה
آواز پکارنیوالے کی بیابان مین تیار کرو تم راستہ خداوند کا

יַשְּׁרוּ בָּעֲרָבָה מְסִלָּה לֵאלֹהֵינוּ
سیدھا بناؤ صحرا مین شاہ راہ ہمارے خدا کے لئے

כָּל-גֶּיא יִנָּשֵׂא וְכָל-הַר וְגִבְעָה
کل نشیب اونچا کیا جائیگا اور کل پہاڑ اور ٹیلا

יִשְׁפָּלוּ וְהָיָה הֶעָקֹב לְמִישׁוֹר
نیچا کیا جائیگا اور ہوگی ٹھیڑھی چیز ہموار

וְהָרְכָסִים לְבִקְעָה וְנִגְלָה כְּבוֹד
اور ناہموار جگہین میدان کی جائین اور آشکارا ہوگا جلال

יְהוָה וְרָאוּ כָל-בָּשָׂר יַחְדָּו כִּי פִּי
خداوند کا اور دیکھینگے اُسکو کل بشر ایک ہی وقت کہ منہہ نے

יְהוָה דִּבֵּר:
خداوند کے فرمایا ہے -

ان آیات مذکورہ مین دو باتین پائی جاتی ہین -

۱- یحیٰی نبی کی خدمت و آمد -

۲- خداوند مسیح کی آمد و الوہیت -

اول - یحیٰی کی آمد و خدمت اس جملے سے ظاہر ہوتی ہے " آواز پکارنیوالے کی بیابان
مین تیار کرو تم راستہ خداوند کا سیدھا بناؤ صحرا مین شاہ راہ ہمارے خدا کے لئے - یہہ
صاف یحیٰی ہی داس کی خدمت کے حق مین صادق آیا ہے جیسا کہ انجیل مقدس

ظاہر ہے - متی ۳:۳ - مرقس ۱:۲ و ۳ - لوقا ۳:۴ -

۱- یحیٰ کا باپ ذکریہ بھی اس بشارت کو اپنے بیٹے یحیٰ کے حقمین صادق لایا ہے - دیکھو لوقا ۱:۷۶ -

۲- خداوند مسیح نے بھی اس بشارت کو یحیٰ کے حقمین فرمایا ہے متی ۱۱:۱۰ -

۳- اور مقدس یحیٰ بھی اسی بشارت کو اپنے حقمین صادق لایا ہے - یوحنا ۱:۲۳ -

پس ظاہر ہے کہ یہہ جنگل مین پکارنیوالا مقدس یحیٰ ہی تھا کہ جسکا کام ہمارے خدا کے لئے راہ تیار کرنیکا تھا -

دوم - خداوند مسیح کی آمد والوہیت ان جملون سے ثابت ہوتی ہے "تیار کرو تم راستہ خداوند کا سیدھا بناؤ صحرا مین شاہراہ ہمارے خدا کے لئے" اور نیز یہہ کہ "اور آشکارا ہوگا جلال خداوند کا" پس ان جملون سے معلوم ہوتا ہے کہ یحیٰ نبی جسکی راہ تیار کرنے کے لئے پکارنیوالا تہا وہ ہمارا خدا تعالےٰ ہی ہے جو آپ خود اپنے لوگون کے درمیان آنیوالا تہا - اور اس کا آنا دیگر انبیا کے بیان سے بہی پایا جاتا ہے - دیکھو احبار ۲۶:۱۲ - حزقیل ۳۷:۲۷ - ذکریہ ۲:۱۰ و ۱۱ و ۸:۳ یشعیاہ ۳۵:۴ - اور پھر خداوند کے جلال سے بہی بموجب تحقیق خدا ہی کا آنا اور ظہور بخشنا مراد ہے - دیکھو خروج ۱۶:۱۰ و ۱۳:۲۱ و ۲۴:۱۶ و ۳۳:۱۸ و [illegible] و ۴۰:۳۴ - احبار ۹:۶ و ۲۳ - مزمور ۲۴:۸ و ۹ و ۱۰ و ۸۵:۹ و ۱۱۳:۴ یشعیاہ ۶:۳ - [illegible] و ۵۹:۱۹ و ۶۰:۱۹ - حزقیل ۹:۳ و ۱۰:۴ حبقوق ۲:۱۴ - حجی ۲:۷ سے ۹ -

پس انجیل مقدس سے ظاہر ہے کہ یہہ بشارت اور تمام انبیاء مذکورہ کا بیان خداوند مسیح کے حقمین صادق آیا ہے چنانچہ یوحنا ۱:۱۴ مین ہے - اور کلام مجسم ہوا اور وہ فضل اور راستی سے بھرپور ہو کے ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اسکا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال - نیز دیکھو یوحنا ۲:۱۱ و ۸:[illegible] و متی ۱۷:۲ و یوحنا ۱۱:۴۰ و ۲ پطرس ۱:۱۷ و یوحنا ۱۲:۴۱ و ۲ قرنتی ۴:۴ و قلسی ۱:۱۵ و عبرانی ۱:۳ -

الغرض بموجب حجی ۲:۷ و ۹ کے پچھلے ہیکل کا جلال پہلی ہیکل کے جلال سے اس لئے زیادہ کہا گیا ہے کہ اسمین بموجب ملاکی ۳:۱ و یشعیاہ ۴۰:۵ کے خداوند یسوع مسیح جو اندیکھے

خدا کی صورت و اُسکے جلال کی رونق و اسکی ماہیت کا نقش ہے عبرانی ۱: ۳ - اور جو بموجب مزمور ۲۴: ۷ سے ۱۰ - جلال کا بادشاہ کہلاتا اِس ہیکل مین داخل ہونیوالا تہا - لہذا یہہ بشارت خداوند مسیح کے حقین کی گئی - اور اُسی پر صادق آتی ہے -

دوم - مولوی صاحب نے انجیل کو بشارت کے باب مین متفق پاکر انجیل کے کلام اللہ ہونیکا انکار کر دیا ہے جو بالکل بیہودہ و بیجا خیال ہے -

صفحہ ۵ سطر ۵

**قولہ** - متی - مرک - لوک تینوں متفق اللفظ کہتے کہ یہہ دونوں بشارتین مسیح کے حقمین ہین

**اقول** - ناظرین پر روشن ہے کہ مولوی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴ کی سطر ۱۲ مین زیر بشارت سوم یہہ لکہا تہا - قول سوم یہہ دوسرا باب متی کا لوقا کے دوسرے باب سے موافق نہین - لیکن اب جو متفق اللفظ ہونیکا انکار نہین کر سکتے تو یہہ فرماتے و مغالطہ دیتے ہین - کہ انجیل مین جو اقوال ہین وہ زبانی روایات ہین - اور انجیل حدیث صحیح سے کچھ مناسبت نہین رکھہ سکتی - اور انجیل کلام اللہ نہین - اور دلیل مولویصاحب کی یہہ ہے - کہ چونکہ انجیل بشارات کو مسیح پر صادق لانے مین متفق ہے - اسلئے وہ کلام اللہ نہین - عاقلان خود بدانند پس جیسا واضح ہے کہ پہلے تو مولوی صاحب انجیل کی موافقت طلب کرتے تہے - کہ جس سے معلوم ہوتا تہا کہ اگر وہ موافق و متفق ہوتی تو مولوی صاحب اعتراض نہ کرتے اور اسے کلام اللہ مانتے - مگر جب انجیل کو موافق و متفق اللفظ پاتے ہین تو بہی وہ راضی نہین ہوتے اور انجیل کے کلام اللہ ہونے سے انکار کرتے ہین بلا ریب کوئی اہل دانش ایسی بہکی ہوئی باتون سے مغالطہ مین آکر شک مین نہین پڑ سکتا -

دوم - سنئے صاحب انجیل زبانی روایات کا مجموعہ نہین یہہ تعصب کے سبب جناب کی خوش فہمی ہی ہے - ہمارے بزرگ اس بات مین آپکے پیشوا پر پوری ڈگری حاصل کر چکے ہین اور اقبال دعوی قرآن ہی مین موجود ہے - اگر چاہین تو کتاب شہادت قرآنی بر کتب ربانی پڑہ کر دیکھہ لین - سو پہلے آپ اپنے پیشوا کی جان کو روئیے جو اس بات مین قایل ہو کر اقبال دعوی دے گئے ہین کہ انجیل کلام اللہ ہے - نہ کہ مجموعہ روایات - اور پہر اگر ہم سے دریافت

کیجیے کہ انجیل کے کلام اللہ ہونیکے کیا ثبوت ہین - ورنہ آپ قرآن کے اُس فتوے کے نیچے ہین
جو سورہ بقر ۱۰ رکوع ۸۵ و مومن ۸ رکوع ۷۱ و ۷۲ مین ہے - ترجمہ - پس ایمان لاتے ہو ساتھ بعض
کتاب کے اور کفر کرتے ہو ساتھ بعض کے پس کیا جزا اُس شخص کی کہ کرے یہہ کام تم مین سے
مگر رسوائی بیچ زندگانی دنیا کے اور دن قیامت کے پھیرے جائینگے طرف سخت عذاب کے اور نہین اللہ
بے خبر اُس چیز سے کہ کرتے ہو - وہ لوگ کہ جھٹلاتے ہین کتاب کو اور اس چیز کو کہ بھیجا ہے ہمنے ساتھ
اسکے پیغمبرون اپنونکو پس البتہ جانینگے جسوقت کہ طوق ہونگے بیچ گردنون انکی کے اور زنجیرین
گھسیٹے جاوینگے بیچ پانی گرم کے پھر بیچ آگ کے جھونکے جاوین گے -
سوم مولوی صاحب تو خوش فہمی سے فرماتے ہین کہ انجیل زبانی روایات ہے لیکن قرآن سورہ
عمران ۱ رکوع مین کہتا ہے - وانزل التوراۃ والانجیل - اور اتاری توراۃ اور انجیل - اب ہم
پوچھتے ہین ان پیر مریدون مین سے کون سچا و کون جھوٹا ہے - ضرور ماہرین قرآن سے
پوشیدہ نہ ہوگا کہ قرآن تو بار بار عیسائیونکے یقین کا اقبال دعوی پیش کرتا اور روایات سے
انجیل کو مبرہ و منترہ قبول کرتا ہے - مگر مولوی صاحب اپنی بیجا حمیت و تعصب کے سبب ایسا
مغالطہ دینے سے قرآن کو بھی جھوٹھا کر رہے ہین - آفرین آپکی حمیت پر -
چہارم - سنئے صاحب عیسائیونکا یقین کہ انجیل کلام اللہ ہے - بہت ہی راست ہے کیونکہ انجیل
کو روح القدس نے لکھوایا اور جو کچھہ اسمین ہے وہ منزل من اللہ و کلام اللہ ہے - دیکھو ۲
پطرس ۱: ۲۱ و ۲ سموئیل ۲۳: ۲ و ۲ تمطاوس ۳: ۱۶ - ۱ پطرس ۱: ۱۱ - لوقا ۱: ۷۰ - اعمال ۱: ۱۶ و
۳: ۱۸ - یوحنا ۱۵: ۲۶ و ۲۷ و ۴ - اعمال ۱: ۴ و ۵ و ۸ و ۲: ۱ سے ۳۶ - غور کرو اعمال ۲: ۴۲ و ۴۳
پر - اعمال ۴: ۳۱ و ۳۳ -
پس واضح ہے کہ حواریون کی سند پاک کلام انجیل مین موجود ہے کہ وہ رسول اللہ تھے - اور
ثابت ہے کہ وہ روح القدس کے بلوائے بولتے تھے - اور قرآن بھی اقبالی ہے کہ حواریونکی
طرف وحی کی جاتی تھی اور وہ خدا کے پیغمبر تھے - دیکھو سورہ مائدہ ۱۵ رکوع ۱۱۱ و یسین
۲ رکوع ۱۳ سے ۱۴ تک اور ان آیات کی تفاسیر کو بھی دیکھو اور جسقدر قرآن نے حواریونکی
معتبری کا بیان کیا ہے محمد صاحب کے چار یارون کا جو بطمع نفسانی صرف خواہشات

نفسانی و دنیاوی کو پورا کرنے کے لئے محمد صاحب تک پہنچے ہوئے تھے ہرگز نہین کیا کیونکہ کوئی تو آپکے اِن چارونمین سے محمد صاحب کا داماد تھا اور کوئی خسر اور جو انکی خلافت کے باب مین دشمنیان و جھگڑے رگڑے رہے وہ شہرۂ آفاق ہین کہ جنکو آجتک اپنے محمدی بھائی تبرّان سے یاد کرتے اور کہتے ہین کہ یہہ محمد صاحب کے یار ایماندار نہ تھے۔ کیونکہ کوئی تو انمین سے عورتونکے جھگڑونمین ماریگئے اور شہید کہلائے۔ اور کوئی فتنہ برپا کرنے کے سبب گھر بیٹھے مارے گئے۔ اور کسی نے انمین سے قرآن کو جلا کر خاک سیاہ کیا۔ اور طرفہ یہہ کہ انمین سے ایک کا نام خیر یہی قرآن مین نہین اور جسقدر زندہ رہے وہ عورتون اور لوٹ ہی کے عاشق رہے۔ جو متعہ وحلالہ و سنگ اسود کی چوم چاٹ مین مومن بن بیٹھے تھے پھر آپکے ذکر خیر کے اسناد خیالی ہین کیونکہ ہنوز

پنجم۔ عیسائی جو آپکی احادیث کو قابل سند و مستند نہین جانتے اسکے کئی سبب ہین کہ جنمین سے کچھہ تو پادری عمادالدین صاحب ڈی ڈی نے تواریخ محمدی کی شروع مین بیان کر دیئے ہین۔ اور فی زمانہ مولوی محمد چراغ علیخان صاحب بہادر نائب معتمد مدار المہام دولت آصفیہ حیدرآباد دکن نے اپنی کتاب بنام۔ فارمز انڈر مسلم رول یا پروپوزڈ پولیٹکل لیگل اینڈ سوشل رفارمز مین احادیث کو صداقت سے خالی پاکر غیر مستند قرار دیا ہے۔ پس جس حال مین احادیث کے مستند ہونے مین تمام محمدی خود ہی متفق نہین تو ہم لوگ کیونکر انکو مستند مان سکتے ہین۔ اور یہہ جو فرمایا کہ عیسائی خوش نہین ہوتے کہ مسلمان احادیث صحیحہ سے اُن کے سامنے کوئی مستند امر پیش کرین بلکہ اسپر بہت جھنجھلاتے ہین۔ یہہ درست ہے۔ کیونکہ عیسائی تو قرآن کو بھی محمد صاحب و اُنکے یارونکی بناوٹ سمجھتے ہین۔ تو پھر احادیث کس شمار مین ہین۔ کیونکہ احادیث مین ایسی باتین موجود ہین کہ جنکے سبب وہ ہرگز لائق اعتبار کے نہین۔ اسلئے عیسائیون نے بعد جانچ و پڑتال کے تواریخ محمدی و تعلیم محمدی و دیگر کتب مین کچھہ نمونہ کے طور پر پیش بھی کر دیا ہے اور آئندہ بھی نا امید نہون

**قولہ**۔ نوٹ۔ اناجیل اربعہ جو بعد زمانہ دراز مسیح کے مجہول الاسم والرسم لوگون نے تحریر کین حدیث صحیح سے کچھہ مناسبت نہین رکھہ سکتین۔

**اقول**۔ افسوس آپکے تعصب پر۔ اگر انجیل جلیل کے کاتب مجہول الاسم

والرسم تھے تو اسکا ثبوت اپنے کیا دیا - شاید یہہ ثبوت ہوگا کہ انہون نے متفق اللفظ
ہوکر یشعیاہ وملاکی کی بشارات کو خداوند مسیح سے حقیق ثابت کردیا - نہین صاحب
نہین خداوند کے حواری ایسے نہ تھے - زبان سنبھالو زبان تو بگڑی تھی دہن بہی بگڑا
غالباً مولوی صاحب کو عبداللہ کاتب قرآن والی کتابت جو سورہ انعام ۱۱ رکوع ۴ و ۹ و
تفاسیر مین ہے - اور محمد صاحب کی وہ تمنی والی ملاوٹ شیطانی در قرآن کہ جس کا ذکر
سورہ حج ۷ رکوع ۵ - و اُس کی تفاسیر معالم التنزیل و جلالین و مدارک وغیرہ مین ہے
یاد آئی ہوگی - نیز دیکھو مظہر حق جلد ۱ صفحہ ۳۵۸ -

۴ - یاد رکھئے کہ خداوند مسیح کے حواری مجہول الاسم والرسم نہ تھے - دیکھو متی ۱۰: ۲-۴
لوقا ۶: ۱۶-۱۴ - متی ۱۰: ۱-۴ - یوحنا ۱۵: ۲۷ و ۱۷: ۲ او ۴ - متی ۱۹: ۲۸ - یوحنا ۴: ۴۱ و ۴۲ و ۳۴
یوحنا ۴: ۱۶ و ۱۳: ۱۶ - لوقا ۲۴: ۴۸ و ۴۹ - متی ۲۸: ۱۸ او ۱۹ - اعمال ۱: ۴ - ۲ و ۱: ۱ سے
۴ و ۸: ۱ سے ۴ و ۵: ۱۲ سے ۴۲ و ۳ باب تمام -

پس کیا یہہ مجہول الاسم لوگون کی باتین ہین جو شرق سے غرب و جنوب سے شمال تک
بلا زور و زر و تلوار کے صرف اُنکی منادی سے پہیل گئین اور کروڑون لوگ خداوند
پر ایمان لائے ہین - بہلا کہین خاک ڈالنے سے بہی چاند چہپتا ہے بلکہ یاد رکہئے کہ خاک
خاک اوڑانے والے ہی کے سر پر پڑتی ہے -

لہذا آپ کے سب اعتراض لا بداً باطل و ہیچ ہین -

سوم - مولوی صاحب نے یحیٰ کے نبی ہونیکا اِنکار کیا ہے -

**قولہ** - غور کرو یہود بخلاف اسلام یحیٰ کو نبی نہین مانتے پرانے عہد مین صاف طور پر انکا
ذکر نہین یحیٰ کی کوئی کتاب موجود نہین -

**اقول** - مولوی صاحب وہ کون سے یہود ہین جو یحیٰ کو نبی نہین مانتے کوئی ثبوت تو انکی
کسی کتاب سے دیا ہوتا - یون آپکی من گہڑت باتونکا کیا اعتبار ہے - بلکہ برعکس آپکے وہم جاہلانہ
کے یہہ تو ایک بدیہی امر ہے کہ یہودی یحیٰ کو نبی برحق جانتے و مانتے تہے اور اس سے بپتسمہ
لیکر اس کے شاگرد بہی ہوتے تہے - وہو ہذا -

۱۔متی ۳: ۵و۶۔تب یروشلم اور سارے یہودیہ اور یردن کے سب آس پاس کے رہنے والے
اُس پاس چلے آئے اور انہون نے اپنے گناہونکا اقرار کرکے یردن مین اُس سے (یحیٰی سے) بپتسمہ پایا۔
۲۔متی ۱۴: ۵۔ اور ہیرودیس نے چاہا کہ اُسے (یحیٰی کو) مار ڈالے پر عوام سے ڈرا کیونکہ وہ اُسے نبی جانتے تھے
۳۔مرقس ۱۱: ۲۹ سے ۳۲۔تب یسوع نے جواب مین انہین کہا کہ مین بھی تم سے ایک بات پوچھتا
ہون تم جواب دو تو مین تمہین بتاؤنگا کہ مین کس اختیار سے یہہ کام کرتا ہون۔یوحنا کا بپتسمہ آسمان
سے تھا یا انسان سے مجھے جواب دو۔تب وہ آپسمین سوچکے کہنے لگے کہ اگر ہم کہین آسمان سے تو
وہ کہیگا پھر تم کیون اُس پہ ایمان نہ لائے۔اور اگر کہین انسان سے تو لوگون سے ڈرتے اِسلئے
کہ سب یوحنا کو نبی برحق جانتے تھے۔

۴۔لوقا ۲۰: ۴ سے ۶۔یوحنا کا بپتسمہ آسمان سے تھا یا آدمیون سے۔انہون نے آپسمین صلاح کی کہ
اگر ہم کہین آسمان سے تو وہ کہیگا پھر تم نے اُسے کیون نہ مانا۔اور اگر ہم کہین کہ آدمیون سے تو سب
لوگ ہم پر پتھراؤ کرینگے کیونکہ انہین یقین ہے کہ یوحنا نبی تھا۔

۵۔اور ملاکی ۳: ۱ کی بشارت بمقابلہ متی ۱۱: ۹ و ۱۰ و لوقا ۱: ۷۶ و ۷: ۲۸ سے ظاہر ہے کہ مقدس
یوحنا ایک بڑا نبی تھا۔

پس اب مولوی صاحب کی ناراست بیانی و مغالطہ دہی صاف عیان ہے۔اب چاہیے کہ مولویصاحب
یہودیون کی آڑ نہ لین بلکہ کھلے منہہ فرماوین کہ مین نورالدین یحیٰی کو نبی نہین مانتا۔مگر یہہ کہ نہ کرینگے کیونکہ
جیسے اس وقت فریسیہ غیر لوگونکا خوف غالب تھا اور وہ اِس سبب سے علانیہ یحیٰی کی نبوت کا انکار نہ
کر سکتے تھے۔ویسے ہی اسوقت مولویصاحب پر بھی غالب ہے۔لہذا ویسے ہی مولویصاحب
بھی مثل ہاتھی کے دکھانے کے دانت اور۔اور کھانے کے اور رکھکر ٹٹی کی آڑمین شکار کھیلتے ہین

دوم۔اور یہہ جو فرمایا کہ یحیٰی کا صاف طور پر پرانے عہدمین ذکر نہین۔سو واضح رہے کہ یہہ آپکی بھول کی
باتین ہین جو یحیٰی کی نبوت کی مانع نہین ہوسکتین۔کیونکہ جس عہد کا وہ نبی ہے اس عہد کی کتاب انجیل
مین جب یحیٰی کا مفصل بیان ہے تو پھر اور کیا درکار ہے۔تو بھی عہد عتیق سے یحیٰی کی بشارات ثابت ہوچکی ہیں

سوم۔اور یہہ جو کہا کہ یحیٰی کی کوئی کتاب نہین۔تو یاد رکھئے کہ کتاب بھی ہر ایک نبی کے لئے ضرور
نہین۔بہت نبی برحق ہوگذرے ہین جنکی کتاب نہ تھی۔آدم۔نوح۔ابراہیم۔اسحاق۔یعقوب

یوسف - ایلیاہ - الیسا - وغیرہ - لہذا انکے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ کوئی صاحب کتاب نبی انکے حقمین گواہی دے - سو ویسا ہی یحیٰی کے حقمین یشعیاہ - ملاکی - خداوند مسیح - و اُس کے حواریون کی گواہی اسکے نبی برحق ہونے مین کافی اور بس ہے -

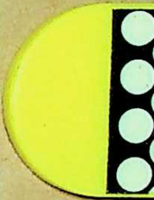
چہارم - اور مقام غور ہے کہ مولویصاحب کا یحیٰی کے نبی ہونے سے یہود کی آڑ مین انکار کرنا قرآن کے بھی برخلاف ہے - سورہ عمران ۴ رکوع ۳۹ - اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ - کہ اللہ تجھکو خوشخبری دیتا ہے یحیٰی کی جو گواہی دیگا اللہ کے ایک حکم کی اور سردار ہوگا اور عورت پاس نہ جاویگا اور نبی ہوگا نیکو مین -

پس ظاہر ہے کہ مولوی صاحب نے نہ صرف کلام اللہ انجیل سے سوگردانی کر کے یحیٰی کے نبی ہونیکے باب مین مغالطہ دیا بلکہ محمد صاحب و قرآن کو بھی اس باب مین جھٹلایا ہے

اور نیز یحیٰی کی کتاب کی بابت دیکھو سورہ مریم ا رکوع ۱۲ مین ہے يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَّ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا - اے یحیٰی اوٹھالے کتاب زور سے اور دیا ہمنے اسکو حکم کرنا لڑکپن مین

اب ہم مولویصاحب سے یہہ استمزاج کرتے ہین کہ اگر یحیٰی صاحب کتاب نبی نہین تو یہہ جو قرآن نے اسکی کتاب کی بابت کہا ہے سو لغو ہے کہ نہین - اور اگر یحیٰی کی کوئی کتاب ہے تو وہ کہان ہے اُسکا سراغ لگائے - اِس لئے آپ کا اعتراض صرف مغالطہ ہے ورنہ قرآن باطل ٹھہرتا ہے -

پس اب ناظرین پر روشن ہے کہ مولوی صاحب کی تمام کوششین بیجا جو انہون نے خداوند مسیح کے حقمین بشارات کے انکار کی بابت کی ہین وہ سب نکمی اور صرف مغالطہ دہی ثابت ہوئی ہین - اس حیلہ سے محمد صاحب ہرگز نبی ثابت نہین ہوئے - پس ہم آئیندہ رسالون مین مولوی صاحب کی پیش کردہ محمدی بشارات پر غور کرینگے - خداوند توفیق دے - آمین



# صحت نامہ

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۴ | ۷ | نئے | نے |
| ″ | ۱۲ | نوکر کے فرزند ابتداے | نور کے فرزند ابتداے |
| ″ | ۲۳ | جر | جُز |
| ۶ | ۱۰ | فے المقدمہ | فی مقدمہ |
| ″ | ۱۱ | والامئین | × |
| ۱۰ | ۱۲ | ضمیری | صمیری |
| ۱۵ | ۸ | بوٹ | بوے |
| ″ | ۱۲ | اسپے | اپے |
| ۲۰ | ۱۵ | ا-۱ ے | اب آئے |
| ۲۱ | ۱۶ | مدہی | ربی |
| ″ | ″ | نخی | کنجی |
| ″ | ۲۰ | ہسمین | جسمین |
| ۲۸ | ۱۴ | بس | عبث |
| ۲۹ | ۱ | کسب | کتب |
| ۳۰ | ۲ | دیکھنو | دیکھو |
| ۳۱ | ۱ | پرلین | پڑہ لین |
| ۳۲ | ۱۲ | خدا | خداوند |
| ۳۳ | ۶ | دہہونڈا | ڈہونڈا |
| ۳۴ | ۷ | بنایا | بتایا |
| ۳۷ | ۹ | ہی | نہی |
| ″ | ۱۸ | محمدؐ | محمد |
| ″ | ۱۹ | ″ | ″ |
| ۳۹ | ۸ | مغتبر | معتبر |
| ″ | ۱۰ | محمدؐ | محمد |
| ″ | ۱۱ | ″ | ″ |
| ۴۰ | ۲ | محمدؐ | محمد |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۴۰ | ۶ | محمدؐ | محمد |
| ″ | ۱۵ | ″ | ″ |
| ۴۱ | ۷ | ″ | ″ |
| ۴۲ | ۲۲ | [illegible] | [illegible] |
| ″ | ۲۳ | ۱ | [illegible] |
| ۴۴ | ۴ | یہ سطر بالکل غلط ہے | |
| ۵۰ | ۱ | سچاونکا | سچایون کا |
| ″ | ۵ | جوأن | جوان |
| ۵۲ | ۵ | ٦ ١ | ٠٦ ] |
| ۵۳ | ۱۹ | کنوائی | کنواری |
| ″ | ۱۹ | پررہ | پردہ |
| ۵۸ | ۱۳ | باب | باپ |
| ۶۷ | ۱۸ | نزندہ | زندہ |
| ۷۳ | ۱۲ | ۲:۷ سے ۹ | ۹:۲ |
| ۷۵ | ۱۲ | اقیال | اقبال |
| ۷۷ | ۱ | فرعور | فرعون |
| ۷۸ | ۶ | ہو | ہوا |
| ۸۵ | ۱۱ | یھی | یحیی |
| ۸۷ | ۱۷ | ہیردو | ہردو |
| ۸۹ | ۱۴ | دوائی | دوری |
| ۸۹ | ۲۲ | ۳:۶ | ۳۰۶ |
| ۹۳ | ۶ | بلاکی | ملاکی |

مطبوعہ اختر ہند پریس امرتسر



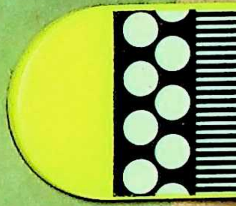
بعونہ تعالیٰ

# پہلا لکچر



در مطبع مفید عام آگرہ طبع شد





94

بعونہ تعالی

# پہلا لکچر

نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید مہدی علی خان بہادر منیر نواز جنگ

کا

مسلمانونکی ملکی اور علمی ترقیون کی تاریخ اور پھر اونکے تنزل اور اسکے اسباب پر

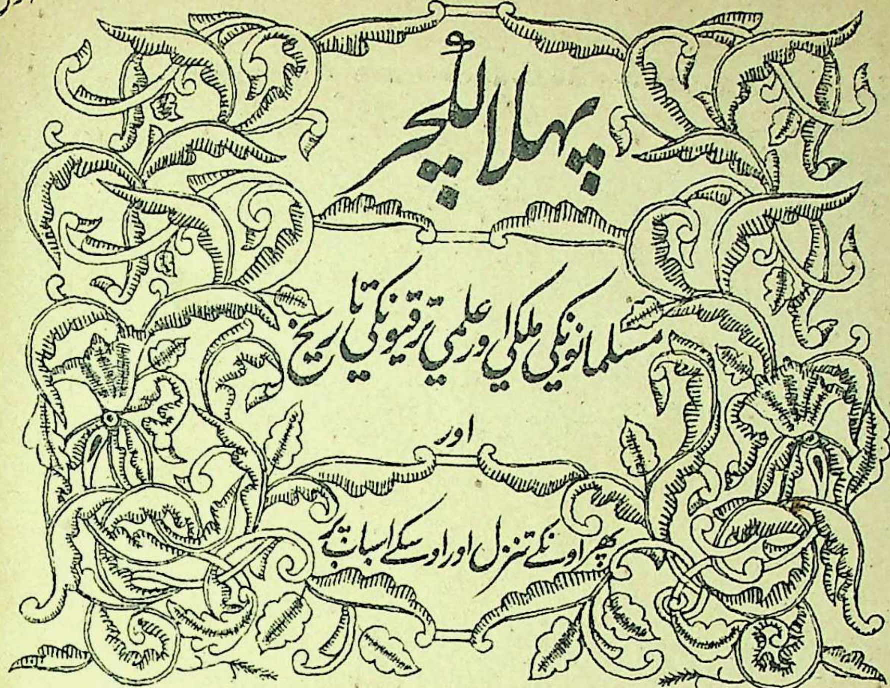
جو

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس پنجم مقام الہ آباد مین دیا گیا



در مطبع مفید عام آگرہ طبع شد

سنہ ۱۸۹۱ء




روے زمین پر مسلمانون ہی کی قوم ایسی نہین ہے جسکو ترقی کے بعد زوال ہوا ہو - اور بھی بہت سی قومین ایسی گزرچکی ہین جنکی ترقی شان وعظمت مین مسلمانون سے کسیطرح کم نہ تھی، مگر جنکا زوال مسلمانون سے کہین بہت زیادہ ہوا ہے - مسلمانون کی قوم ابتک قایم ہے، اور اسلام اسوقت تک کروڑون انسانون کے دلون مین جو شزن ہے - لیکن بہت سی قومین ایسی گزرچکی ہین جو ایک زمانہ مین حکومت اور شان وشوکت کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہی تھین - اور گو اسوقت بھی اونکا نام ونشان صفحۂ ہستی سے بالکل معدوم نہین ہوا مگر بہت ہی خفیف اور ضعیف یادگار اونکی باقی ہے - ایسی قومون اور مذہبون کی آیندہ ترقی کی کوئی امید نہین ہے - مگر ایسی قوم کے لئے جسکی نسبت روے زمین کی آبادی کے ساتھ ایک سدس کی ہو بیشک آیندہ کی ترقی کی امید کے لئے کافی وجوہ موجود ہین - اور جو نتائج کہ ہم گذشتہ تواریخ اور حالات سے نکال سکتے ہین وہ بیشک ہماری آیندہ کی رہنمائی کے لئے کافی ذریعہ ہو سکتے ہین -

زبردست قوم ایک بلند اور مضبوط چٹان سے مشابہ ہے، جسوقت ہم اس چٹان کی طرف نظر

ڈالتے ہین، تو اوسکی عظمت، اوسکے استحکام، اور اوسکی جسامت دیکھکر یہ خیال پیدا ہوتا ہے، کہ اسکو کبھی زوال نہین ہوسکتا۔ لیکن اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے، کہ اگر ایک معتدبہ مدت کے بعد دیکھا جاے تو اوس چٹان کا نام ونشان بھی نہین ملتا۔ کبھی تو یہ زمین کے فطرتی تشنج سے ہوتا ہے، جیسے زلزلہ، یا آتش فشان مادہ، جسنے پچھلے زمانہ مین تمام روے زمین کی ہئیت بدل دی تھی، اور جس سے اب بھی کبھی کبھی ارضی تغیرات پیدا ہوا کرتے ہین۔ مگر اس زمانہ مین علم طبقات الارض کے باریک اور دقیق مسایل کے حل کرنے والون نے نئی تحقیقات سے یہ ثابت کیا ہی، کہ بڑے سے بڑے اور مضبوط سے مضبوط پہاڑ فقط پانی، آفتاب اور ہوا کے عمل ہی سے برباد نہین ہوتے، بلکہ لاکھون کروڑون نہایت چھوٹے چھوٹے کیڑے ان پہاڑون کے ہر ذرہ کو کھاجاتے ہین۔ سوئٹزر لینڈ (Suitzerland) کے سب سے بلند پہاڑ فال ہارن (Faulhorn) کی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے، کہ وہ اسی قسم کے کیڑون کے عمل سے گویا حالت تجزی مین ہے، اور ایک مدت معتدبہ مین ریگ ہوکر بہ جایگا اور نام ونشان بھی اوسکا نہ رہیگا قومون کی یہی حالت ہے، نہایت ناچیز اسباب جنکی طرف کبھی خیال بھی نہین گزرتا۔ اکٹھے ہوتے ہوتے وہی نتیجہ پیدا کردیتے ہین، جو پہاڑون کی تباہی مین ان چھوٹے چھوٹے کیڑون سے مترتب ہوتا ہے۔ وہ پہاڑ کہ جسکو چند صدی پیشتر یہ بیان کیا جاتا تھا، کہ عظمت اور استحکام مین اپنا آپ ہی نظیر ہے، آخرکار ان چھوٹے چھوٹے کیڑون کا لقمہ بنکر نیست ونابود ہوجاتا ہے، اسیطرح وہ قوم جو اپنی قوت وسطوت، دولت وعظمت، کے زمانہ مین، زمانہ کی دست تعدی کے پہونچنے سے بھی محفوظ سمجھی جاتی ہے، اون خفیف اسباب کے جمع ہوجانے سے جنکا کسیکو خیال نہین ہوتا، ضعیف وکمزور ہوتے ہوتے آخر ایسی تباہ وبرباد ہوجاتی ہے کہ کہین اوسکا پتہ بھی نہین ملتا۔

ان قومون مین سے جو گزشتہ زمانہ مین ترقی کرنیکے بعد تباہ ہوگئین مشہور قومین ایرانی یونانی رومی مصری اور یہودی ہین، چونکہ بنی اسرائیل کی حالت ہم سے بہت مشابہ ہے، اسلئے مین صرف اوس قوم کی

اول مختصر کیفیت بیان کرتا ہون -

بنی اسرائیل حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت سے مصر مین آباد ہوئے، اونکی کئی نسلین فراعنہ مصر کی غلامی مین گزرین، وہ طرح طرح کے عذاب اور مصائب مین گرفتار رہے، حضرت موسیٰ نے اونکو مصر سے نکالا، اور اس عذاب سے چھوڑایا، اور اون سے خدا کی سرسبز اور شاداب زمین شام کا وعدہ کیا، چونکہ فراعنہ کی غلامی کرتے کرتے عصبیّت اور حمیّت سب اوس قوم سے جاتی رہی تھی، اور اونکے سارے جوش ٹھنڈے اور اونکے سب ولولے سرد ہو گئے تھے، جرأت اور بہادری کچھ اونمین باقی نہ رہی تھی، جب حضرت موسیٰ نے مقابلہ کے لئے کہا تو کہنے لگے کہ یَا مُوسٰی اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دَاخِلُوْنَ " اے موسیٰ اوسمین توزبردست قوم رہتی ہے ہم تو وہان نہ جائینگے جب تک کہ وہ نہ نکلین اگر وہ نکل جائین تو البتہ ہم اوسمین داخل ہونگے - ہزار ہزار طرح سے موسیٰ نے سمجھایا، ہمت دلائی، مگر اونھون نے ایک نہ سُنی، اور جب بولے تو یہی کہ " اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ " ہم ہرگز اوسمین داخل نہونگے جب تک کہ وہ وہان ہین تم ہی جاؤ اپنے رب کو لیکر اور دونون لڑو ہم یہین بیٹھے رہین گے - آخر خدا نے اپنے قانون قدرت کے موافق اونکو بہ سبب سالہا سال کی غلامی مین رہنے کے مقابلہ اور مقاتلہ کے لایق نہ جانا، اور چالیس برس تک اونکو جنگل مین حیران و پریشان رکھا، یہان تک کہ وہ نسل جسکے رگ و پے مین ذلت و سستی سمائی ہوئی تھی اوسی جنگل مین ہلاک ہوئی، اور بیس برس کی عمر سے اوپر کا کوئی آدمی بھی زندہ نرہا، اور نئی نسل پیدا ہوئی، جسنے محنت اور مصیبت مین پرورش پائی تھی، اور جسکو عصبیّت اور حمیت کا نیا جوش پیدا ہوا تھا اونکو یوشع نبی لیکر بڑھے فَدَخَلُوْهَا وَهَزَمُوا الْجَبَّارِیْنَ - پس وہان داخل ہوئے اور جبارون کو شکست دی -

بنی اسرائیل اپنے آپکو خدا کے خاص بندے سمجھتے تھے، اونکو یقین تھا کہ خدا نے اونکو اسی واسطے

پیدا کیا ہے، کہ وہ خدا کی حکومت ساری دنیا مین قایم کرین، اور ساری زمین سے بت پرستی کو دور کر کے
ایک خدا کی عبادت کی طرف لوگونکو مایل کرین۔ کچھ مدت تک تو فلسطین اور مقدس زمین مین شام کے وہ اپنے
بزرگون اور قاضیون کی اطاعت مین رہے، پھر ساری قوم ایک بادشاہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئی
یہ زمانہ اونکی اعلیٰ درجہ کی ترقی کا تھا، اور اس زمانہ مین حضرت سلیمان کی سلطنت اپنی عظمت اور سطوت مین حد
کے درجہ پر پہونچگئی تھی۔ اونکے بادشاہی کے زمانہ مین صرف یہی نہ تھا، کہ گرد و نواح کے بادشاہ اور
بادشاہزادیان بیت المقدس کے معصوم اور دانشمند پادشاہ کے روبرو سر تسلیم خم کرتے تھے، بلکہ ہندوستان
کا سونا اور جواہرات اور مور بھی اونکی نذر کے لئے بھیجے جاتے تھے۔ چارون طرف سے اوس ملک مین دولت
پھٹی پڑتی تھی، ساری قوم ایک بادشاہ کی زیر حکومت تھی۔ مگر یہودی قوم مین ہمیشہ فتنہ و فساد اور نافرمانی کا جوہر
موجود رہا ہے، اون سے فقط اپنے خدا اور مذہب کے خلاف ہی مین بغاوت سرزد نہین ہوئی، بلکہ اپنے
بادشاہونکے مقابلہ مین بھی اونھون نے کبھی کوتاہی نہین کی۔ یہی خاصیت پھیلتے پھیلتے عوام مین سرایت
کر گئی، اور آخرکار قوم کی تباہی کا باعث ہوئی ـــ سلیمان علیہ السلام کی حکومت کے اختتام تک بارہ قومین
یہودیون کی پانسو برس تک متفق رہین، اگرچہ کبھی کبھی اس زمانہ مین بھی آپسمین لڑبھڑ لیتے تھے، مگر سلیمان کے
انتقال کے بعد تو دس قبیلون نے بغاوت اختیار کر کے ایک نئی سلطنت قایم کرلی ـــ یہ نفاق گویا دوسری
قومون کے لئے حملہ آوری کی دعوت کا خط تھا فلسطین مین اُنیس[۱۹] بادشاہ با امن و امان حکومت کرچکے
تھے، مگر انکے بعد جو نفاق پھیلا، اوس نے اسیریا (Assyria) کے بادشاہ شاہ مین سر
(Shanmaneser) کو یہودیونکی ملک پر حملہ آوری کی جرأت دلائی۔ اس حملہ کا انجام یہ ہوا کہ اکثر یہودیون
کو وہ قید کر لے گیا۔ اسکے بعد کسیکو نہین معلوم کہ اون دس قبیلون پر کیا گزری کہین نام و نشان تک باقی نہ رہا۔
دو قبیلے جو بیت المقدس مین باقی رہ گئے تھے اونکا انجام بھی قریب قریب وہی ہوا، جو اون دس کا ہوا تھا
کچھ کم سو برس کے زمانہ مین بابل کے بادشاہ نے انکے ملک کو فتح کر کے ستر برس تک اپنے شہر مین قید رکھا

اس زمانہ کے بعد یہودیونکی ملکی تاریخ گویا معدوم ہوگئی، نہ سلطنت باقی رہی، نہ وطن رہا، قید سے نجات پانے کے بعد جب یہ لوگ اپنے ملک کو واپس آئے تو اوسکو چھوٹے چھوٹے حصون مین تقسیم کرکے آپس کے فسادات کی بنا قایم کردی، یہانتک کہ حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے کے سو برس پیشتر انکے ملک پر رومانیون کا قبضہ ہوگیا، اور اونھین کی طرف سے ایک بادشاہ حکومت کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ یہ حالت بھی غنیمت تھی، مگر فتنہ و فساد کا وہ مادہ جو یہودیون کی طبیعت مین موجود تھا، اسکو بھی کہان قایم رہنے دیتا تھا، رومانیون کے خلاف مین جب کھلم کھلا بغاوت کی، تو اس سختی سے اون لوگونکی سرزنش کی گئی کہ سوا اسکے کوئی چارہ نہ رہا، کہ تمام روے زمین پر منتشر ہو جائین، لیکن یہ لوگ جہان گئے، اپنا مذہب ساتھ لیتے گئے اور ابتک اون لوگون کے دلون مین یہ امید باقی ہے کہ پھر وہ ایک دن آنے والا ہے کہ اونکا ملک معہود انکو واپس ملیگا۔

اس مختصر تاریخی بیان سے اب آپ لوگ اون اسباب پر غور فرمائیے، جو اس قوم کی ترقی اور پھر زوال کے باعث ہوئے۔ غلامی کی زندگی نے اول اونکو بزدل اور ڈرپوک بنایا، پھر تکلیف اور محنت اور جنگل کی زندگی نے اونمین دوبارہ جوش پیدا کیا، مذہب اور اتفاق، ہمت اور مردانگی، نے اونکو اعلیٰ درجہ کی ترقی پر پہونچایا، پھر اونمین نااتفاقی پھیلی، اور جھگڑا پیدا ہوا، وہ مغرور، متکبر اور خودسر ہوگئے، ہر شخص اپنے آپکو خدا کا خاص بندہ سمجھتا اور دوسری قومون کے لوگونکو نظر حقارت سے دیکھتا تھا، دولت اور عیاشی حکومت کے ساتھ آئی، ربانی امداد کے بھروسہ پر اونھون نے ہاتھ پاؤن ہلانے اور اپنی فلاح کی کوشش کرنی یکلخت ترک کردی، اونکے مذہبی پیشوا، علما اور قاضی خودغرض اور متعصب ہوکر دین مین تحریف کرنے لگے، عوام اور جُہال اصلی مذہب کو چھوڑکر اپنے مفتیون اور مولویون کو پوجنے اور اپنا پیغمبر سمجھنے لگے، درحقیقت سوا ظاہری اور جھوٹی شیخی کے نہ اونمین سلطنت کرنے کی لیاقت رہی، نہ مذہب کی خوبی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ زمانے کے ہمقدم نہ رہ سکے، اور جب دوسری قومون نے اون پر فوج کشی کی، تو منھہ تاکتے رہگئے۔

کوئی سامان ہی ایسا نہ تھا جسکے بھروسہ پر مقابلہ کا نام بھی لیتے - پس وہ قوم جو دنیا مین سب سے معزز تھی، وہ قوم جو دنیا مین خاص خدا کی پیاری قوم سمجھی جاتی تھی، وہ قوم جسمین خدا نے بڑے بڑے اولوالعزم انبیا و مرسلین مبعوث کئے تھے، وہ قوم جسمین بڑے بڑے سلاطین اور بادشاہ ہوئے تھے، وہ قوم جسکے آگے روے زمین کے سلاطین سر جھکاتے تھے، وہ قوم جسکو خدا نے تمام قومون پر شرف بخشا تھا۔ اپنی غفلت، اپنے تمرد، اپنے غرور، اپنی نالایقی، اور اپنی نااہلی سے ایسی ذلیل و خوار ہو گئی کہ گویا خدا کی زمین مین کچھ اُسکا حصہ ہی نہ تھا - نہ کہین اونکی سلطنت باقی رہی، نہ عزت، کتون کی طرح ہر جگہہ سے ہانکے اور ہر حصہ زمین سے نکالے جاتے ہین ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاؤُ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ - اونپر ذلت و مسکینی ڈالی گئی اور خدا کے غضب مین گرفتار ہوئے۔

اب ہمکو اپنی قوم کا حال دیکھنا چاہیے! بنی اسمٰعیل کی حالت اُس زمانہ مین جبکہ اسلام کی روشنی اونمین پھیلی، اپنے بھائیون بنی اسرائیل سے مختلف تھی - یہودیونکی طرح غلامی کی رسی اونکی گردن مین نہ تھی، نہ مصر کے فرعون کیطرح کوئی جبار اور قہار اونپر ظلم کرنے والا تھا، ساری قوم آزاد اور خودمختار تھی - سکندر کی فوج نے اگرچہ تمام مشرقی سلطنتون کو پامال کر دیا تھا، مگر صرف عرب پر اوسکا ہاتھ نہ پہونچا - اوسکے جھنڈے کے نیچے اگرچہ سب نے اپنا سر نیچا کیا، مگر عرب نے اپنے ایلچی تک اوسکے پاس نہ بھیجے۔ حضرت عیسیٰ کی پیدایش کے زمانہ سے تین سو برس اول اونہون نے اپنے خشک اور پہاڑی ویران جزیرہ نما مین آزادی اور خودمختاری قایم کی، اور ایک ہزار برس تک کسیکے تابع اور مطیع نہوئے - اسلام کی دعوت کیوقت اگرچہ سب لوگ جہالت اور بت پرستی مین گرفتار تھے - مگر تھے تیز و چالاک، سواری مین طاق، لڑنے بھڑنے مین مشاق، محنت کے عادی، سفر کے شایق، بدن کے قوی، دل کے مضبوط، مصیبت کے مقابلہ کے لئے آمادہ، صرف رہنما کی کسر تھی کہ وہ اونکی تو تونکو جو وحشیانہ کامون اور خانگی

لڑائیون مین صرف ہوتی تھین مذہبی اور ملکی ترقیات مین لگادے، اور جوکل اولٹی چل رہی تھی اوسے سیدہا کردے۔ چنانچہ ہمارے ہادی، ہمارے سردار نے یہی کیا، کہ ساری قوم کو سیدہے اور کام کے راستے پر لگادیا، اور اونکے اختلاف اور نفاق اور خانہ جنگیون کو، اتفاق اور محبت اور مذہبی جوش سے بدل دیا۔ جب جمال نبوی کا پرتو اونپر پڑا، اور نور محمدی نے اونکے دلونکو روشن کردیا تو وہ خدا کی خلافت کے مستحق ہوئے، اور پورا ہوا وہ وعدہ جو خدا نے اونسے کیا تھا۔

اگرچہ بنی اسرائیل کیطرح مسلمانون نے بھی خدا کی وحدانیت کے اعتقاد پھیلانے سے اپنے مذہب کو آغاز کیا، مگر یہودیون نے کبھی غیر قومون کو اپنے آپ مین نہ ملایا، بلکہ اپنے مذہب کو وہ اپنی خاصی ملک سمجھتے رہے، مگر اسلام کی دعوت تھی کافۃ للناس، اونکی یہی کوشش تھی کہ سارے بندے خدا کی ایک اُمّت اور ایک قوم ہوجائین، اور ہر ایک خدا کی توحید کا معتقد، اور اسلام کا ماننے والا، ہوجائے۔ چنانچہ یہ سچّا مذہب سب پر غالب آیا، اور اس دین نے شرک اور بت پرستی کو نہ صرف عرب کی پاک زمین سے، بلکہ دنیا کے بڑے بڑے حصون سے دور کردیا۔ خلفاء راشدین کے زمانہ مین فتوحات کا سلسلہ برابر قایم رہا، ملک کے ملک فتح ہوگئے۔ خلفاے راشدین کے اخیر زمانہ مین اگرچہ بغاوت پھیلی، اور وہ تلوار جو خدا نے دشمنون کے لئے مسلمانون کے ہاتھ مین دی تھی، آپسمین چلنے لگی۔ اور مخالفت اور دشمنی اور مذہبی اختلاف کا زہر بلا بیج پڑگیا، مگر یہ زمانہ جلد گزرگیا، اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی دانشمندانہ اور امت پر رحیمانہ پالسی نے اوس آگ پر پانی ڈالدیا، اور پہر مسلمان فتوحات پر متوجہ ہوگئے۔ امیر شام کے بعد ایسے واقعات ہوئے جنکے دردناک نتیجے آجتک مسلمان اوٹھاتے ہین اور جس سے مسلمانی تاریخ شرم سے بھری ہوئی ہے، آخرکار جب بنی اُمیہ کی سلطنت مستقل طور پر قایم ہوگئی، پہر سلسلہ فتوحات کا شروع ہوا، اور دمشق سے لیکر پرتگال کی سرحد تک اسلامی سلطنت جوکہ صرف ایک خلیفہ کی حکومت مین تھی قایم ہوگئی۔ جب اندرونی سازشون اور خفیہ بغاوتون سے جو چُپکے چُپکے اپنا کام کررہی تہین، مروانیونکی حکومت کا خاتمہ ہوا، اور عباسی خلیفہ

ہوئے، اُنہون نے بھی فتوحات کا سلسلہ برابر جاری رکھا - ایشیاء کوچک اور سیریا کے فتح کرنے کے بعد اسلام کی فوجین قسطنطنیہ تک پہونچ گئین، اور وہان سے تھوڑی دنون مین ویانا پر حملہ کیا گیا، یورپ مین فرانس کے وسط تک اسلام کا پھریرا اُڑنے لگا، اُندلس مین نہایت زبردست سلطنت قایم ہوگئی، مشرق کی طرف ایران مین ہوتے ہوئے ہندوستان تک اسلام کے جھنڈے پہونچگئے، اور وہ عظیم الشان سلطنت قایم ہوگئی، جو گزشتہ صدی کے اختتام تک موجود تھی - لیکن جیسی یہ ترقی تعجب خیز تھی، ویساہی حیرت انگیز زوال بھی ہوا، ایک خاص حد تک پہونچکر ہماری ترقیان رُک گئین اور پھر زوال آنے لگا -

فتوحات کا سلسلہ تیسری صدی تک خوب جاری رہا، اُسکے بعد تنزل کے آثار شروع ہوئے - اس سلسلہ کا تیسری صدی تک جاری رہنے کا سبب یہ تھا، کہ جو جوش فتوحات کا عرب مین پھیل گیا تھا، اُس سے ساری قوم بہادر اور سپاہی ہوگئی تھی، اور جو قواعد حضرت عمرؓ نے قایم کئے تھے، اُس سے ہر عرب گویا ایک سپاہی تھا، جو ہر وقت اپنے ملک اپنی قوم اپنے مذہب کے لئے جان دینے کو تیار تھا - بقول سر ولیم میور کے اون قواعد سے ساری قوم مین گویا ایک جنگی روح حلول کر گئی تھی، اور تمام عرب سولجر ہوگئے تھے، جنکا صرف یہی کام تھا کہ دوسرے ملکون اور دوسری قومونکو فتح کرین، اور اونمین اسلام پھیلائین وہ قواعد ایسے مستحکم اصول پر قایم کئے گئے تھے کہ مذہبی ولولے کی جاتے رہنے پر بھی عربون مین کامل اڑہائی سو برس تک جنگی جوش پورے طور پر قایم رہا - قوم کی قوم گویا ایک فوج تھی جو ہر وقت حرکت مین رہا کرتی تھی، چھاونیان اونکے گھر تھے، گھوڑونکی پیٹھ اونکے بچھونے تھے، غرضکہ عرب ایسے مسلح اور مستعد قوم ہوگئے تھے، جو پشتہا پشت تک ملک گیری کے لیئے ایک لحظہ کے نوٹس دینے پر تیار اور حملہ کرنے کے لیئے مستعد رہتے تھے -

بنی اُمیہ اور بنی عباس کے زمانہ مین گو اندرونی خانہ جنگیان اور باہمی فسادات ہوتے رہے، مگر

فوجی قواعد اور عرب کی مستعدی نے چند سے ترقی کا سلسلہ جاری رکھا، مگر جب وہ قواعد ٹوٹ گئے، اور خلفار عباسیہ نے بجاے عرب کے دوسری قومونکو دخیل کیا، اور پھر عیاشی، فضولی، کاہلی، اور بزدلی مزاجونمین آگئی اونکا زوال شروع ہوا۔

معتصم باللہ درحقیقت اُس سد کا توڑنے والا تھا، جو حضرت عمر نے قایم کی تھی، اُسنے ترکی غلامونکو فوجی کام پر مقرر کیا، اونہین کا باڈی گارڈ بنایا، عرب کے بدلے اونپر بھروسہ کرنے لگا، اُسنے اپنی قوم عرب کو ایسا بیدل کردیا کہ وہ بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ اور اونکے خوف سے اُسے بغداد چھوڑکر دوسرا شہر سُرّمَن رای بسانا پڑا۔ اسکے بیٹے متوکل علے اللہ نے توانِ ترکون پر یہانتک بھروسہ کیا کہ اپنی جان اونکے سپرد کردی، اوسے ترکون پر اتنا بھروسہ تھا کہ اپنی خاص تلوار جو دس ہزار درم کو خریدی تھی، اپنی حفاظت کے لئے اپنے غلام ترک کو دیدی، جسنے اوسی تلوار سے اُسکا کام تمام کیا۔

جب اسطورہ سے اُجرتی سپاہی اور باہر کے لوگ فوج مین داخل ہوئے، اور عربون کی قدر کم ہوگئی، اونکی تنخواہون اور وظیفون مین بھی فرق آگیا، اور فوج کے کام سے بیکار ہوگئے۔ چونکہ وہ زراعت تجارت وغیرہ تو جانتے ہی نہ تھے، اسلیے انہون نے بھی خانہ بدوشی اختیار کی، اور پھر اپنی بدّویت کی حالت مین رجوع کرنے لگے، اور گھوڑے بندوق اور نیزے سے کام لینے لگے۔ اس تغیر سے جو عرب کی فوجی حالت مین پیدا ہوا، خلفار کی عظمت کا زمانہ جلد گزر گیا، صوبہ جات مین بغاوت پھیل گئی، سلاطین اور اُمرائے خود مختاری اختیار کی، باہمی نزاع اور بدنظمی نے دار الخلافت کو اپنا گھر بنایا۔ اور وہ اُجرتی فوجین جو مدد کے لیے باہر سے بلاکر نوکر رکھی گئی تھین، اپنے آقاؤن پر بگڑ بیٹھین، اور بجاے نوکرون کے آقا بن گئین، اور ترکی غلام، ترکی سپاہی، ترکی جنرل، اور ترکی امیر خلیفہ کے جان و مال کے مالک بنگئے۔ اُنہون نے خلافت کو اپنا کھلونہ بنالیا، کسیکو گدی سے اوتارا، کسیکو بٹھایا، کسیکو مارا، کسیکی آنکھین نکالین، کسیکو اپنا پنشنخوار بنایا، کیا خوب کہا ہے ایک نامور مورخ نے کہ "وہ عصا جسپر خلفار نے ہاتھ ٹیک کر سہارا لیا تھا وہی

اُنکے حق مین اژدہا ہوگیا"

اگرچہ خلفاء عباسیہ کی خلافت تیسری صدی مین نہایت ضعیف ہوگئی تھی مگر نام باقی تھا، اسپین، ٹرکی، ایران وغیرہ مین امیر المومنین کے نام سے یاد کیے جاتے تھے، خراج تو کوئی بھیجتا نہ تھا مگر نام کے لیے خطبہ خلیفہ ہی کے نام کا پڑھا جاتا تھا۔ لیکن پانسو برس کی سلطنت کے بعد یہ نام بھی باقی نرہا، اور چنگیز خان کے پوتے نے عباسیونکی خلافت کا نام بھی زمین کے صفحہ سے مٹا دیا، اور اونکے ساتھ عربونکی ملکی تاریخ کا بھی گویا خاتمہ ہوگیا۔

عربون کی سلطنت اگرچہ عرب شام مین اسطور پر تباہ ہوئی مگر اوسکی شاخین جو دوسرے ملکون مین پھیلی ہوئی تھین کچھ دنون تک تروتازہ رہین، اونمین سے بڑی سلطنت وہ تھی جو مسلمانون نے اسپین مین قایم کی تھی۔

اس سلطنت کا حال سنئیے، کہ ساتوین صدی کے اوایل مین خلیفہ عبدالملک کی عہد حکومت مین اسلام کی فوجین افریقہ سے بڑھکر سینٹا ( Centa ) تک پہونچگئی تھین، یہان سے تنگ آبنائے جبل الطارق کے اوس پار اسپین ( Spain ) کا ملک نظر آتا تھا، خلیفۂ وقت کے گورنر موسیٰ نے اُس ملک کے فتح کرنیکا ارادہ، اور اپنے سپہ سالار طارق کو معہ پانچ ہزار فوج کے روانہ کیا، یہ لوگ اُس مقام پر اُترے جہان آج کے دن جبرالٹر ( Gibralter ) کا قلعہ واقع ہے، گویا اسی نام سے وہ اندلس کے فتح کرنے والے کی آجتک یاد دلاتا ہے۔ اگرچہ یہ فوج اندلس کے صرف حالات دریافت کرنے کے لیے بھیجی گئی تھی، مگر پہلے ہی مقابلہ مین وہان کے باشندون کو ایسی شکست ہوئی، کہ کل ملک حملہ آورون کے تصرف مین آگیا۔ موسیٰ نے اپنے سپہ سالار پر رشک کھاکر اوسکو یہ حکم بھیجا کہ میرے آنے تک انتظار کرو، مگر طارق فتح کے نشہ مین سرشار آگے بڑھگیا، اور جب گورنر وہان پہونچا، تو اس کامیاب سپہ سالار طارق کو یہ انعام ملا، کہ اُسکے تازیانے لگائے گئے، مگر گورنر کو بھی آخر یہی انعام ملا۔ جسوقت خلیفہ نے موسیٰ کو بلا بھیجا،

اور وہ خلیفہ کے سامنے حاضر ہوا خلیفہ نے موسیٰ پر بھی اونہین سزاؤن کا حکم صادر فرمایا، جو موسیٰ نے اپنے ماتحت کو دی تھین،۔لیکن قبل اسکے موسیٰ نے اسپین کے تمام جزیرہ نما کو فتح کر لیا تھا، اور پرنیز (Pyrenees) کے پہاڑون پر سے فرانس کا زرخیز میدان اُسکے قدمونکے لئے پھیلا ہوا نظر پڑتا تھا۔ اُندلس مین مسلمانون نے جو ترقی کی وہ اسقدر عظیم تھی کہ آج اُسکو باور کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے، اُندلس کے فتح کرنے مین دو برس بھی صرف نہوئے تھے کہ فرانس پر حملہ آوری کر دیگئی۔ پانچہزار بربر کے سپاہی جو پہلے اس مہم پر بھیجے گئے تھے، اونکے ساتھ موسیٰ نے اٹھارہ ہزار اور عرب شریک کرکے اپنی فوج کو ایسا بنا لیا، کہ کوئی اُسکو روک نہ سکے۔ ساتوین صدی عیسوی کی ابتدا مین یہ معلوم ہوتا تھا، کہ تمام یورپ مسلمانون کا مطیع ہو جائیگا، اور عیسائی مذہب کی دارالخلافت "روما" مین اسلام کے خطبہ پڑھے جانیکی جو ایک وقت مین دہمکی دیگئی تھی پوری کر دکھائی جائیگی۔ لیکن یہ سلسلہ فتوحات کا ۷۳۲ء مین ٹورس (Taurs) کے مقام پر یکایک ختم ہو گیا، اس مقام پر مسلمانون کو ایسی شکست ہوئی، کہ مسلمانونکے قدم پرنیز پہاڑ کے اوس پار نہ بڑہ سکے۔ یہ شکست اسوجہ سے ہوئی کہ اسلام کی فوج بے دیکھے بھالے بہت آگے بڑہ گئی تھی، اور سپہ سالارون مین آپسمین نفاق پیدا ہو گیا تھا۔ آخر کار اسلام کا زور اُندلس جیسے چھوٹے ٹکڑے مین محدود ہو گیا۔ سات سو برس تک مسلمانونکی سلطنت اندلس مین تمام دنیا بھر کے لئے عظمت و جلال کا نمونہ تھی، کوئی نظیر اُس فیاضی اور دریا دلی کی قوم مفتوح کے ساتھ سلوک کرنے مین ایسی بہم نہین پہنچ سکتی، جو مسلمانونکی سلطنتِ اندلس کا مقابلہ کر سکے۔ اندلس بنی امیہ کے خلیفہ کے زمانہ مین فتح ہوا تھا، اسلئے اس ملک کی سلطنت اونکی خلافت کے زوال کے بعد اونکے ہاتھ سے نہ نکلی۔ جسوقت بنی اُمیہ کا خاندان تباہ ہوا، تو قتل عام سے ایک متنفس عبدالرحمن بچکر اسپین پہونچا۔ یہان پر لوگون نے اُسکی بڑی آو بھگت کی، اور تخت پر بٹھلایا۔ لیکن اسکے ساتھ ظلم و تعدی کا وہی زمانہ اسپین مین بھی شروع ہو گیا، جو ہمارے خاص وطن مین قایم تھا، اور یہی ظلم باعث ہوا اسپین مین بھی اون نتایج کے پیدا کر دینے کا جس نے

عربستان کو تباہ کیا تھا - ملک مین بغاوت پھیلی، اور اُسکے خاص تین سردارون نے سازش کر کے فرانس کے
بادشاہ شارلمین (Charlemagne) کو سلطنت اسپین پر حملہ کرنے کی دعوت دی -
محض اتفاق تھا کہ اسقدر محنت سے قایم کی ہوئی سلطنت اُسیوقت برباد نہوگئی - شارلمین کو اپنے باغی
امرا کی سرزنش سے فرصت نملی، کہ اسپین پر حملہ کرے - عبدالرحمن نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر ان ہی
بداندیشون سے بدلا لینے کا خوب موقع پایا، یہ انتقام ایسی سختی اور شدت سے لیا گیا، کہ پھر کسیکو اوسکے خلاف
سازش کرنیکی جرأت نہوئی - مسٹر لین پول کا بیان ہی کہ وہ بدعہدیون اور خونریزیون کی وجہ سے ایماندار آدمیون نے
اسکی خدمت سے انکار کیا، اور اُسکے پُرانے خیرخواہون نے، جنہون نے اُسکے اسپین آنے پر ایسی خوشی
سے اسکی آؤبھگت کی تھی، اسکے ظلم وستم دیکھ دیکھ کر وفاداری سے مُنہہ موڑنا شروع کر دیا - اسکے رشتہ دار
جو خلفاء عباسیہ کے ڈر سے بھاگ کر اسکے دربار مین جمع ہوگئے تھے، اسکی جابرانہ حکومت سے ایسے بیزار ہوگئے،
کہ اسکو تخت سے اُتارنے کی سازشون مین شریک ہونے لگے، اور اپنی جانین کھو بیٹھے - عبدالرحمن یکہ و
تنہا رہ گیا، اُسکے پُرانے خیرخواہ اُسے چھوڑ کر چلے گئے، اُسکے رشتہ دار اور نوکر تک اُسکے دشمن بنگئے -
کچھ تو اندرونی بکھیڑون کی وجہ سے اُسکی تیز مزاجی مشتعل ہوگئی، اور کچھ فی نفسہٖ "اُسکی طبیعت بے رحم تھی -"
دغابازی اور ہلاکت سے اپنے آپکو بچانیکے لئے عبدالرحمن نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا، جو خلفاء بغداد کی بربادی کا
باعث ہوا تھا - اسنے بھی خلفاے بغداد کیطرح غیر قومونکی اُجرتی فوج کو بھرتی کرنا شروع کیا، یہانتک کہ چالیس ہزار
افریقہ کے سپاہی اسکی حفاظت کے لئے مامور تھے - عبدالرحمن کے مرنے کے بعد چند روز تک اسکے ظلمو
کی یاد سے لوگونکے دلونمین بغاوت کی جرأت پیدا نہوئی - اسکا جانشین نہایت نرم مزاج اور پاک طینت تھا،
اور لوگ اُسے ہر دلعزیز اور منصف کے خطابون سے یاد کرتے تھے، مگر باوجود اسکے اسکی سلطنت کو آٹھ برس
نگذرے تھے کہ بغاوت کا طوفان ٹوٹ پڑا - سازش کے بعد سازش، اور قتل عام کے بعد قتل عام، جاری ہوگیا،
اور آپس مین جنگ و جدال شروع ہوگئی - اسوقت تک ایک اور نئی قوم یعنی ملک کے نومسلم باشندے بھی میدان مین

آچکے تھے، یہ خاص اُندلس کے رہنے والونکی اولاد مین تھے، جنھون نے ابتدائی حکمرانون کی فیاضی دیکھکر اسلام قبول کرلیاتھا - کُل مذہب تبدیل کرنے والونکی طرح انمین عربون سے زیادہ تعصب تھا، اور اپنے دورہ کرنیوالے ملاؤن کے ذریعہ سے بے اطمینانی اور بغاوتون کو پھیلایا کرتے تھے - بے انتظامی اس حد کو پہونچگئی تھی کہ بہت سے صوبے خودمختار بن گئے، اور علیحدہ علیحدہ بادشاہ مقرر ہوگئے -

سیویل ( Seville یہ اسپین کے ایک صوبہ کا نام ہے ) کے بادشاہ ابوحجاج کا دربار تو شاہنشاہی شان وشکوہ سے ہوا کرتا تھا، غیر ملکون کے بادشاہون کے یہان سفیر حاضر رہا کرتے تھے، اور مدینہ اور بغداد سے تحایف پیشکش جایا کرتے تھے، اسکی فیاضی کا وہ شہرہ پھیلا، کہ قرطبہ کے شعرا جوق جوق اسکے دربار مین جاکر حاضر ہوگئے - غرضکہ اس طوائف الملوکی، اور چھوٹے چھوٹے سلاطین کے خودمختار، اور اپنی علیحدہ علیحدہ سلطنت قایم کرنے سے اصلی قوت اتنی کم ہوگئی تھی، اور ضعف اتنا طاری ہوگیا تھا کہ جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ مسلمانی حکومت کا اختتام قریب آپہونچا ہے - ڈاکوون کے گروہ ملک کو تباہ کیے دیتے تھے، اور اسقدر جرأت اونکی بڑھگئی تھی کہ قرطبہ کے دروازہ تک لوٹ مار جاری تھی، اُس زمانہ کے ایک مصنف نے چشم دیدہ حقیقت ان الفاظ مین بیان کی ہی " ملک پر تباہی چھارہی ہے، آفتون کا سلسلہ ہی کہ ختم ہی نہین ہوتا، لوٹ مار برابر جاری ہے، بے بیان اور بچے غلامی مین کھچے چلے جاتے ہین، " ایسی ردی حالت کے زمانہ مین عبدالرحمن ثالث قرطبہ کے تخت پر ۹۱۲ء مین یعنی قریب قریب پہلی فتح کے دو سو برس بعد جلوس فرماہوا، اس بادشاہ کی جوانمردی اور استقلال نے یہ نتیجہ پیدا کردیا، کہ آخرکار ملک کو امان ملی اور وہ کل بغاوتین جو ایک مدت سے پھیلی ہوئی تھین فرو ہوگئین - یکے بعد دیگرے کل صوبہ جات فتح کرلئے گئے یہانتک کہ آخرکار عبدالرحمن تمام ملک اسپین کا بادشاہ تسلیم کرلیا گیا - اس بادشاہ نے آخرکار خلیفہ کا خطاب اختیار کیا، لیکن ان سب اغراض کے حاصل کرنے مین عبدالرحمن کو بھی اُجرتی سپاہیون سے کام لینا پڑا - ادن سب مین سرآوردہ وہ گروہ تھا، جو اسکی حفاظت جان کے لئے " سلیوز " ( Slaves ) یعنی غیر ملک کے خریدے ہوئے

غلامون سے مرکب تھا - اندلس کی یہ حالت ہوگئی، کہ اُجرتی سپاہیون کے بغیر کام ہی نہ چل سکتا تھا، اسواسطے کہ قرطبہ کے خلیفہ کے دشمن اوسیکی رعایا مین سے تھے، اور اونہین کے منتخب کیئے ہوئے سپاہیون پر بھروسہ نکیا جاسکتا تھا - ملکی دشمنون کے سوا عبدالرحمن کو بیرونی دشمنون کا بھی خوف لگا ہوا تھا، شمالی افریقہ کے خلفاء ہمیشہ لڑنے بھڑنے پر تیار بیٹھے رہتے تھے - ادہر اسپین کے شمال مین ایک ایسے زبردست دشمن کی قوت بڑہتی چلی جاتی تھی جس سے مسلمانون کی آفتاب سلطنت کے غروب ہونے، اور آخر کار اندلس سے نکالے جانے کا سامان تیار ہورہا تھا، یہ عیسائی تھے - ان دشمنون کا وجود مسلمانون کی غفلت اور بے پروائی کا نتیجہ تھا - عیسائی جسوقت اندلس سے نکالے گئے، تو اون مین سے تھوڑے لوگون نے اسچوریا ( Asturia ) اور لیان ( Leon ) کے پہاڑون مین پناہ لی تھی، انکے سرغنہ پلیگو ( Pelago ) یا جیساکہ مثنویون مین بیان کیا گیا ہے پلیجی اس ( Pelagius ) کے ساتھ تیس آدمی اور دس عورتون نے کوواڈونگا ( Covadonga ) کے غار مین پناہ لی تھی - اس چھوٹے سے ٹکڑے کی عربون نے اپنے غرور سے کچھ پرواہ نکی، اور نہ ضرورت سمجھی کہ اونکو وہان سے نکالدین - ایک زمانہ کے بعد مفرورین کے یہ چھوٹے سے ٹکڑے بڑہتے بڑہتے ایک جنگی گروہ ہوگئے، اور اونکی دلونمین نہایت جوش سے اپنے بزرگون کی بربادی کا انتقام مسلمانون سے لینے کی آرزو پیدا ہوئی - جسوقت عبدالرحمن ثالث تخت نشین ہوا، اس گروہ کی تعداد مسلمانون کے لیئے خطرناک ہوچکی تھی، انکے بادشاہ ارڈونڈ ثانی ( Ordond II ) نے صوبہ اندلس پر حملہ کیا، اور شہر بیڈیجاز ( Badajoz ) سے جو قرطبہ سے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے، خراج وصول کرکے لیگیا - انکے خلاف مین خلیفہ نے بذات خود فوجکشی کی، اور ویل آف ریڈس ( Vale of Reeds ) کے مقام پر شکست دی۔ عبدالرحمن نے اس فتح کے بعد خلیفہ کا خطاب اختیار کیا، اور اسی خطاب سے تیس سال اور حکومت کی، مگر قبل

اسکے کہ پندرہ برس بھی گزرین وہ عیسائی گروہ جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے، پھر لڑنے بھڑنے کو تیار ہوگیا، اور اونکے بادشاہ رامیرو (Ramiro) نے ۹۳۹ع مین عبدالرحمن کو الھاندِغا (Alhandega) کے مقام پر شدید شکست دی - یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس مقام پر پچاس ہزار مسلمان مارے گئے اور خلیفہ معہ پچاس سوارون کے اپنی جان بچاکر بھاگ گئے - عیسائیون مین جو اندرونی فتنہ وفساد تھا، اُسکی وجہ سے وہ اس فتح کو پورے پورے طور پر کام مین نہ لاسکے، خلیفہ نے اُس سے صلح کرلی اور نوَر (Navarre) کے بادشاہ کو اپنے یہان مہمان ٹھہرایا، اور اپنی فوج سے لیان کے جلاوطن کئے گئے بادشاہ کو اپنا تخت واپس لینے مین مدد دی - اس خلیفہ کے زمانہ مین مسلمانونکی عظمت ملک اسپین مین اعلے درجہ پر تھے - مسٹر لین پول (Mr Lane Poole) کا بیان ہی، کہ قرطبہ مین کبھی اتنی دولت اور ایسی سرسبزی پیشتر نہین دیکھی گئی تھی، صوبہ اندلس کی زراعت کبھی ایسی ترقی کی حالت مین نہ تھی، قدرتی زرخیزی زمین کو انسانی ہنر اور محنت نے کمال کو پہونچا دیا تھا، بے امنی کا نام ونشان باقی نہ تھا، قانون کی عزت اور عمل آوری پورے پورے طور پر کیجاتی تھی شہنشاہ قسطنطینہ، شاہ فرانس، جرمنی اور اطالیہ کے سفیر اسکے دربار مین حاضر رہا کرتے تھے - عبدالرحمن کا بیٹا بہت بڑا عالم تھا، مگر فن سپہ گری اور تدابیر مملکت سے بے بہرہ - اسمین کچھ شک نہین، کہ علوم وفنون کو اسکے زمانہ مین بہت بڑی ترقی ہوئی، مگر بغاوتون کا انسداد پورا پورا کبھی نہ کرسکا - اسکے مرنے کے بعد بعض واقعات ایسے پیش آئے، جنکی وجہ سے یہان بھی بعینہ وہی حالت ہوگئی، جو خلفاء بغداد کی تھی، - چونکہ بادشاہ بہت ہی کم سن تھا، اسلئے کُل انتظام مملکت اُسکے وزیر المنصور کے سپرد ہوگیا، اُسنے تھوڑے عرصہ مین اپنے آپکو بادشاہ بناکر خلیفہ کو بالاے طاق رکھدیا -

حضرت خلیفہ زمانہ مین مزا کیا کرتے تھے، اور وزیر بادشاہت - بہت شان وشوکت کی حکومت کے بعد وزیر نے ۱۰۰۲ع مین وفات پائی، اور اُسکے بعد اسپین مین پھر وہی بدنظمی شروع ہوئی - ۸۰ سال تک مختلف

سردار، اور ظالم حاکم، ظلم اور فساد کرتے رہے، نت نئے خلیفہ، اور نت نئے بادشاہ پیدا ہوتے تھے۔۔
سلیوزکی فوج جو شاہی تخت کی حفاظت کے لئے ابتدائً مامور ہوئے تھے، اُسنے خلیفہ کو شطرنج کا مُہرہ
بنالیا۔ عبدالرحمٰن کا بیٹا معہ اپنی ایک لڑکی کے مسجد کے ایک غلیظ خانے مین قید کردیا گیا تھا، یہان ان
دونون کو بے آب دانہ رکھا گیا، اُسوقت امیرالمومنین کے دلمین جو کچھ خواہش تھی وہ یہ تھی، کہ ایک ٹکڑا روٹی
اور ایک چراغ میسر آسکے۔ اس بدنظمی سے عیسائیون نے جنکی طاقت ہر روز بڑہتی جاتی تھی، بہت کچھ فائدہ
اُٹھایا۔ الفانزو (Alfanso) اسچوریا (Asturia-) اور لیان (Leon) اور
کیسٹیل (Castille) تینون بادشاہون کو اپنے زیر حکومت کرکے ایک فوج ہمراہ لیکر اسپین کے
جنوب مین جبل الطارق تک جا پہونچا، اور یہان سمندر مین نہانے کی منت پوری کی۔ یہ حالت دیکھکر
اسپین کے مسلمانون نے اپنے افریقہ کے ہم مذہبون سے استمداد کی۔ مدد تو آئی، مگر بربر کی ایک قوم
کی قوم آکر اسپین مین آباد ہوگئی، اور اگرچہ اُنکی مدد سے ملک مین امن وامان قایم ہوگیا، مگر اُنھون نے
خود ملک ہی پر قبضہ کرلیا۔ ۱۱۰۶ع مین جب یوسف کا انتقال ہوا، تو اسپین کا وہ حصہ جو مسلمانون کے
قبضہ مین تھا، افریقہ کی سلطنت کا ایک صوبہ بنگیا۔ اُسکے مرنے کے بعد بربر کے لوگ جو اسپین مین رہ گئے
تھے، بالکل مطلق العنان ہوگئے۔ چھوٹے چھوٹے بادشاہون، اور سردارون نے سرکشی کرکے علیحدہ علیحدہ
سلطنتین قرطبہ، قادِص، غرناطہ، اور ویلنشیا (Valencia) مین قایم کرلین۔ مگر پھر ایک
شخص ایسا پیدا ہوا، جسنے اسپین کے اسلامی صوبونکو ایک سلطنت قرار دیکر امن وامان بخشا، اس شخص کا
نام عبدالمومن تھا۔ مگر اب اسوقت مین وہ عظیم الشان اور آخری جنگ مسلمانون اور عیسائیون مین شروع ہوئی
جسکا آخری نتیجہ یہ ہوا، کہ اسپین کے مسلمانونکی سلطنت کا نام ونشان مٹ گیا۔ بارہوین صدی کے آخر
مین (۱۰۹۴ع) سیڈ (Cid) نے صوبہ ویلنشیا کو فتح کرکے اپنے آپ کو بادشاہ قرار دیا، اسکے
بعد تو مسلمانونکی سلطنت اسپین کا زوال گویا بالکل قریب ہی آگیا۔ افریقہ کی سلطنت سے جو کچھ باقی بچا تھا

اُسپر تومہدویون کاخاندان حکمران ہوگیا - اسپین مین جو مسلمان بادشاہ تھے اونمین باہم سخت عداوت اور دشمنی تھی، کل شہر یکے بعد دیگرے عیسائیون نے فتح کرلئے اور مہدویون کو اسپین سے نکال باہر کیا - آخر ۱۲۳۸ء مین مسلمانونکی زیر حکومت اسپین کے جزیرہ نما کا ایک صوبہ غرناطہ باقی رہ گیا تھا، اور اوسکا بھی انجام بہت ہی قریب تھا - اس ذراسے صوبے مین بھی جھگڑے اور فساد پھیلے ہوے تھے - آخر آپس کے نااتفاقی کی وجہ سے یہ صوبہ بھی مسلمانون کے ہاتھ سے نکل گیا، اور ۱۴۹۱ء مین آٹھ سو برس کی اسلامی سلطنت کے بعد اخیر مسلمان بادشاہ ابوعبداللہ غرناطہ سے سدھارا، اور کنجیان فرڈی نینڈ ( Ferdinand ) کے حوالہ کرکے اپنے شہر پر ایک حسرت کی نگاہ ڈالی، اور جلاوطن ہوا، اس مقام کو ابتک اخیر آہ مُور کے نام سے یاد کرتے ہین، یہ وہ اخیر آہ تھی جسکے ساتھ مسلمانون کی سلطنت کا اسپین مین خاتمہ ہوگیا -

اُسوقت جب مسلمان اسپین سے نکالے جارہے تھے، اور جب بغداد کی سلطنت کو زوال آگیا تھا، ٹرکی مین مسلمانونکی ایک سلطنت قایم ہوئی جو آجتک موجود ہے - عثمانی ترکون کی تاریخ، دنیا کی تاریخون مین سب سے زیادہ حیرت انگیز ہے، اور اسمین بھی وہ صفات موجود ہین جو دوسری مسلمانی سلطنتونمین موجود تھین - شروع مین انکی فتح چارونطرف ہونے لگی، اُنکی فوجین اپنے دشمنون پر ایسی فتح پاتی تھین کہ گویا یہ خیال ہوتا تھا کہ تمام دنیا انکے قدمونکے نیچے آجائیگی - ترکون مین بہت سے اسباب ترقی کے روکنے والے موجود تھے - وہ اپنی کامیابی کے گھمنڈ مین دوسرون سے کچھ سیکھتے نہ تھے، اور دوسرے ملکونمین جو لگاتار دماغی ترقیان ہورہی تھین، اُن سے کچھ فائدہ اُٹھانا اپنی شان کے خلاف تصور کرتے تھے، اونمین پُرانا جوش نافرمانی اور حسد کا قایم تھا، جس سے بہت سے خونخوار معاملات انتقام کے واقع ہوئے - سولھوین صدی کی وسط مین سلطان سلیمان المشہور بہ عالیشان کے عہد مین ترکی سلطنت عروج پر پہونچگئی تھی، فرانس اور انگلستان ان سے دوستی کے خواہشمند رہا کرتے تھے، اونکی عظمت عیسائی بادشاہونکے دلونمین یہانتک

سمائی ہوئی تھی، کہ خود شاہنشاہ جرمنی سلطان کے وزیر اعظم کے بھائی بننے کی آرزو رکھتا تھا، گویا وہ اپنا رتبہ سلطان کے وزیر کے برابر سمجھتا تھا۔ یورپ کی تمام قومین ترکون سے ڈرتی تھین، اور ایک وقت یہ معلوم ہوتا تھا، کہ انکی قوت کے پھیلنے کے لئے کوئی چیز حارج نہوگی اور ہلال بدر ہوئے بغیر نہ رہے گا۔ لیکن سلیمان کے مرتے ہی سلطنت مین زوال شروع ہوا، جو آجتک چلا جا رہا ہے۔ اس قریب دو سو سال کے عرصہ مین کوی ایسا دس سال کا زمانہ خالی نہ گیا ہوگا، جسمین ترکی فوج کو شکست پر شکست نہوئی ہو، اور صوبے پر صوبے انکی حکومت سے نکل نہ گئے ہون۔ قریب دو سو سال سے اس سلطنت کو سکمین (Sickman) لکھتے ہین اور اُسکی نسبت یہ پیشین گوئیان ہوئی ہین کہ وہ جلد فنا ہو جائیگی۔ لیکن بیمار آدمی ابھی تک نہین مرا، اور اخیر رُوسی لڑائی مین اُسنے دکھا دیا ہے، کہ ابھی تک اُس قوم مین اچھی جان موجود ہے۔ جو ترقی ہوئی ہے وہ اُس تہذیب کا نتیجہ ہے، جو اس صدی کے شروع مین سلطان محمود نے جاری کی تھی۔ اُسنے دیکھا کہ ٹرکی کی سلطنت کا وجود ان اصلاحون کے جاری کرنے پر منحصر ہے، جو انکی چارون طرف ہو رہی ہین۔ آخرکار فوج مین اصلاح ہوئی، فوجی تعلیم و تربیت کو ترقی دیگئی، اور نئے ایجاد کئے ہوئے ہتیار کام مین لائے گئے اپنی عادتون مین تبدیلی کرنا، ترک لوگ اسقدر کراہت کی نظر سے دیکھتے تھے، کہ یہ بات انکی تاریخ مین مشہور ہوگئی ہے، یہانتک کہ سلیم اول کے زمانہ مین، یعنی سولھوین صدی کے شروع مین مصر مین فوج نے توپون کے استعمال کرنے سے انکار کیا، کیونکہ اُنکے غلط خیال مین یہ تشبیہ بالکفار تھا۔ اگرچہ اور قومون نے ثابت کردیا کہ صرف قواعد دان فوج لڑائی مین زیادہ کارگر ہوسکتی ہے، لیکن ترکون نے ہر قسم کی تعلیم پانے سے انکار کیا۔ شویلیر فولارڈ (Chevalier Folard) مشہور فرانسیسی مورخ نے یہ بیان کیا ہے، کہ اٹھاروین صدی کے شروع مین جو ترکون کی فوج کو شکست ہوئی، اُسکی وجہ یہ تھی کہ اُنہون نے اون نئے ہتیارونکو لڑائی مین استعمال نہین کیا۔ اڈورڈ کریسی (Sir, Edward Creasy) کی رائے مین سنگینون سے عیسائیونکو مسلمانون پر فتح ہوئی۔ جب صدی گزشتہ کے آخر مین سلطان نے

بیمار ۔ آدمی ۱۲

نیا توپ خانہ فرانسیسی قاعدہ پر تیار کرنے کا ارادہ کیا (توجینی زری) (Janissary)
ایک فوج تھی جسکو ترکی مین ینگ چری کہتے تھے) نے مطلقاً ان ہتیارون کے اختیار کرنے اور فرانسیسی
قواعد کو سیکھنے سے انکار کیا، مگر آخر کار جو اصلاحین محمود نے اس صدی کے پچھلے پچیس برس مین جاری کی
تھین، وہ بجبر تمام رایج کی گئین۔

ینگ چری کی قوت توڑنے، اور پرانے قاعدون اور خیالات کے مٹانے مین بہت بڑی خونریزیان ہوئی
ہین یہ معاملہ آیندہ کے لئے غور طلب ہے کہ آیا جو اصلاحین اُس زمانہ سے جاری ہوئی ہین وہ ترکی سلطنت کو
پھر تازہ کرنیکے لئے کافی ہونگی یا نہین، اکثر یورپین دانشمندونکی یہ راے ہی، کہ وہ اصلاحین کسی مردہ پر بجلی
کا امتحان کرنے سے زیادہ موثر نہین ہین، اور بعضے یہ خیال کرتے ہین، کہ محمود کی اور اُسکے جانشین
سلطانونکی جاری کی ہوئی اصلاحون کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو کچھ رمق باقی رہ گئے تھے اُسکو دور کرنے سے سلطنت کو
زوال پہونچا اور نئی زندگی نہ پڑی - اگرچہ میری یہ راے نہین ہی، مگر اسمین کچھ شبہہ نہین کہ سلیمان کے زمانہ
سے اس صدی کے آغاز تک جسکو دو سو سال سے زیادہ کا عرصہ ہوتا ہے، ترکون کی سلطنت حالت
سکون پر رہی، اور دوسری یورپین قومین بڑی جلد جلد ترقی کرتی رہین - جو قوم کہ حالت سکون پر رہیگی، اُسکو
ضرور زوال ہوگا - ترکی کی موجودہ زندگی کچھ اُسکی ذاتی قوت کی وجہ سے نہین ہی، بلکہ اُس ہدد کی وجہ سے
ہی جو یورپ کی مغربی قومین اُسکو دیتی ہین، اور اُنکا باہمی حسد، ترکون کے اُس بھول باغ کا، جو کہ یورپ مین
رہ گیا ہے، محافظ ہے، ورنہ وہ بھی کب کا مٹ گیا ہوتا، اور یورپ مین اسلام کا - نام کے سوا کچھ
نشان نہ رہتا -

چونکہ آپ صاحبونمین سے اکثر لوگ مسلمانونکی ہندوستان کی سلطنت کی تاریخ سے بخوبی واقف ہین،
اسلئے میرا یہ ارادہ نہین کہ مین اُسکو تفصیل سے بیان کرون - ابتدا مین مسلمانون نے ہندوستان پر جو حملہ کئے
اُن سے کوئی دوامی فائدہ حاصل نہوا، نہ ایک مستقل سلطنت جسکی حکومت سارے ہندوستان پر ہوتی

قایم ہوئی، البتہ خاندان تیموریہ کے زمانہ سے بیشک مستقل سلطنت کے آثار نمایان ہوئے، گو تیمور نے بھی محمود غزنوی کیطرح چڑھائی کر کے ملک کو فتح کیا، مگر اُسنے ہندوستان کو اپنا گھر نہ بنایا، اور یہان اقامت اختیار نکی، جو کچھ پایا وہ لے دے کر چلدیا۔ بابر کے زمانہ سے ہندوستان کی باضابطہ سلطنت اور شاہی خاندان قایم ہوا، مگر بابر بھی ہمیشہ اپنا وطن مالوف چھوڑنے کا افسوس کرتا رہا۔ خاندان تیموریہ کے سایۂ عاطفت مین مسلمانون نے بہت جلد ترقی کی، چارونطرف حملے شروع ہوگئے، اور ہندو راجاؤن کو دکن کیطرف دباتے ہوے چلے گئے، اور مناسب موقعون پر، اُنکی سرکشیان روکنے لیئے، چھوٹی چھوٹی ماتحت حکومتین قایم کین۔ مغلون کی سلطنت اکبر کے زمانہ مین عروج پر پہونچگئی، عقل و دانش، استقلال اور بے تعصبی مین اس بادشاہ کی کسی تاریخ مین نظیر نہین پائی جاتی، ہندو راجاؤن سے اس قسم کی محبت پیدا کرنا، کہ اُسکے بُرے اور بھلے مین شریک رہین، اوسیکا کام تھا، معزز سے معزز راجپوت راجاؤن نے اس بادشاہ کے ساتھ اپنی بیٹیان بیاہ دی تھین۔ اکبر کو معلوم ہوچکا تھا کہ ہندؤن مین انتظام کی بہت بڑی قابلیت ہے، اسلیئے اُسنے ان لوگونکو بشادہ پیشانی سلطنت کے اندرونی انتظام مین پورا دخل دیا، خزانہ اور مالگزاری کا کُل انتظام انہین لوگونکے سپرد تھا، اور یہ کہنا کوئی مبالغہ نہین ہے، کہ ان دونون صیغون کا انتظام کسی اور بادشاہ کے زمانہ مین اس سے بہتر نہ تھا۔ اسمین کوئی کلام نہین کہ ہندوستان مین اکبر کے دربار سے زیادہ کسی بادشاہ کا دربار اس شان و شکوہ کا نہ تھا۔ تمام دنیا اور تمام مذہبون کے علما اُسکے دربار مین ٹوٹ پڑے تھے، اور ہر مذہب اور ہر قوم کے لوگون کے ساتھ ایک ہی طرح کا برتاؤ ہوتا تھا۔ یہ کہنا کہ ہندوستان کی کیا حالت ہوتی، اگر اکبر کے چند جانشین اُسکی پالسی پر چلے ہوتے ہ مشکل ہے، مگر اسمین تو کچھ شک نہین کہ سلطنت نہایت مستحکم بُنیاد پر قایم ہوجاتی، اور یہ بھی بہت قرین قیاس ہے، کہ ایک عرصہ کے بعد، ہندوستان کی کل آبادی ہمالیہ سے لیکر اس کماری تک ایک قوم ہوجاتی، اور ایک ہی مذہب اختیار کرلیتی، گو یہ کہنا دشوار ہے کہ کونسا مذہب اختیار کیا جاتا۔ مگر اکبر کے جانشین اُسکے طریق اور اصول کے پابند نہ تھے،

فساد کی قوتین اپنا کام شروع کر چکین تھین۔ اور زوال کا عمل آغاز ہو چکا تھا، صوبہ جات مین رقابتون کا زور قایم ہو چکا تھا، اور آپس ہی کے لڑائی جھگڑون پر اکتفا نکی جاتی تھی، بلکہ اسباب مین بھی کوشش کیجاتی تھی، کہ شاہنشاہی حکومت کی اطاعت سے سبکدوشی حاصل کر لیجاوے۔ مگر سب سے زیادہ بدنصیبی کی بات یہ تھی کہ خود شاہی خاندان مین نفاق کے قدم آ چکے تھے۔ شاہزادے ایک دوسرے کے خلاف مین سازشون مین مصروف تھے اور حکومتون کے حاصل کرنے مین برادرکشی اور پدرکشی تک دریغ نکیا گیا۔ اورنگ زیب کی سلطنت کے زمانہ مین جسکی مدت پچاس سال سے زیادہ تھی، اور جسنے اپنی بے نظیر لیاقت اور مشہور قابلیت اور حیرت انگیز محنت اور بہادری سے اپنی سلطنت کو ایسی وسعت دی تھی، جو کسی پہلے زمانہ مین کسی شاہنشاہ کو نصیب نہین ہوئی، زوال کے آثار شروع ہو چلے تھے۔ اورنگ زیب کی سختیون اور تعصب کی بدولت، مرہٹے ڈاکون سے بڑھتے بڑھتے ایک قوم بنگئے، اور اس سلطنت مغلیہ پر صدمہ پہونچا نیکے لایق ہو گئے تھے۔ اگرچہ اوسکی دانائی اور بہادری سے کل صوبہ جات یکے بعد دیگرے فتح کرلئے گئے، مگر جو صوبہ دار مقرر ہوتا وہ خود مختار ہوجانے کی کوشش کرتا، اور اُسکے بیٹے بغاوت کا علم بلند کرنے کے لئے ہمیشہ آمادہ، اور اُسکے لئے سازشین کرتے رہتے۔ جس سے نہ صرف اُسے اپنے بیٹون کے ساتھ سختی کرنے، اور زنجیرون مین جکڑنے کی ضرورت ہوتی، بلکہ شاہزادیون پر بھی کھلم کھلا غضب سلطانی نازل کرنے پر مجبور ہوتا۔

گو اُسکے جیتے جی اُسکی سلطنت تمام جزیرہ نما مین قایم رہی، مگر اورنگ زیب کے مرنے کے ساتھ ہی فتنہ و فساد کی آگ جسکو وہ خود بمشکل روک سکا تھا، ایک دم سے بھڑک اُٹھی۔ اُسکے بیٹے اور پوتے آپس مین ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ یہان تو یہ جھگڑے قصے ہو رہے تھے، اودھر صوبہ جات کے صوبہ دارون اور ہندو راجاؤن نے اپنے اپنے خود مختاری کے علم بلند کئے۔ سلطنت کے حاصل کرنے کے لئے جو جھگڑے پیدا ہوئے تھے، اُسکی رفع ہونے تک اُس سلطنت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا باقی رہ گیا۔ جنوب مین ارکاٹ کے نواب نے

خودمختاری اختیار کرلی، حیدرآباد مین آصف جاہ نے ایک خودمختار سلطنت قایم کی، جو آجتک خدا کی مہربانی سے موجود ہی لکھنو کی بادشاہت خلیج بنگال تک پہونچگیئی، اور مغرب مین مرہٹونکی سلطنت پونہ سے اجمیر تک قایم ہوگئی اور اُنکی فوجین تنجور سے بنگال تک پھیل گیئین، اور کل صوبون سے خراج لینا شروع کردیا۔ ان سب شورشون کے درمیان شہنشاہ دہلی کی یہ حالت تھی، کہ گویا ایک کاٹھ کا پتلا ہی جسکی حکومت اُسکے محل کے چاردیواری کے اندر محدود تھی۔ مرہٹے، مُغل، اور افغانون نے اپنے سردارون کی زیر حکومت مختلف اوقات پر دہلی پر قبضہ کرلیا، اور جو آیا خزانہ لیا، اور چلدیا۔ آخرکار جب غلام قادر نے دہلی پر قبضہ کیا، اور شہزادیون سے سخت بیرحمیون اور شدائید کے برتاؤ کے بعد بھی کچھ ہاتھ نہ لگا، تو اُسنے یہ کیا، کہ خزانے کے صندوق خالی دیکھکر بوڑہے شاہنشاہ کو زمین پر دے مارا اور اپنے خنجر سے اُسکی آنکھین نکال لین غدر اور بغاوت چارون طرف پھیلی ہوئی تھی، اور اگر ایک اور جدید، غیر متوقع اور عجیب سبب نہ پیدا ہو جاتا، تو غالب ہے کہ مرہٹون کی سلطنت دہلی مین قایم ہو جاتی، اور مسلمان شاہنشاہ کی جگہہ ہندو مہاراجہ حکومت کرتا۔ ہندوستان مین جو ہمارا وجود قائم ہے، وہ انگریزی مداخلت کی وجہ سے ہی۔ ہندو اور مسلمانونکی تعداد مین سات اور ایک کی نسبت ہی، اور اسمین کچھ شک نہین کہ مسلمانون پر سخت ظلم ہوتا اور اونکا مذہب توڑدیا جاتا جسطرح سے کہ سکھونکے زیر حکومت پنجاب مین مسلمانون پر سخت ظلم و تعدی ہوئی، اسیطرح تمام ہندوستان مین اونپر جبر و ظلم ہوتا، اور آخرکار ہندوستان مین، مسلمانون اور اسلام کے نشانات ہی باقی رہجاتے۔ مگر تقدیر نے تو اور ہی کچھ لکھ رکھا تھا، اس صدی کے اوایل مین انگریزون نے مرہٹون کو بالکل توڑدیا، اور ہندوستان کی سلطنت اُنکے قبضہ مین چلی گئی، اور اگرچہ حکومت ہم لوگون کے ہاتھ مین باقی نہ رہی، مگر ہمارا وجود اور ہمارا مذہب تو باقی رہ گیا۔

گزشتہ صدی کے آخر مین علاوہ شہنشاہ دہلی کے، تین اور چھوٹی ریاستین مسلمانونکی ہندوستان مین قایم تھین۔ کرناٹک، حیدرآباد، اور اودہ۔ نواب کرناٹک تو تھوڑے عرصہ کے بعد سرکار انگریزی کے

وظیفہ خوار بنگئے اور اُنکا صوبہ انگریزی ملک مین شریک ہوگیا، اور وہان سے تمام آثار سلطنت اسلام کے رخصت ہوئے - اس حالت کو فقط نوّے برس ہوئے ہین، مگر مسلمانونکی جو حالت مدراس مین ابتر ہے، وہ کسی قوم کی تمام دنیا مین نہوگی مین اپنے ذاتی تجربہ سے، جو اس صوبہ کے مسلمانونکی نسبت ہی، کہہ سکتا ہون، کہ بیچارے مدراس کے مسلمان درحقیقت سخت افلاس مین گرفتار ہین، خاندان کے خاندان تباہ اور برباد ہوگئے اور ہوتے جاتے ہین، جو لوگ پچاس برس اول مدراس کی زینت، اور اُسکی عزت بڑہانے والے تھے، اُنکی اولاد آج ذلت و خواری سے دربدر ماری پھرتی ہے - اودہ کی سلطنت بھی نیست و نابود ہو چکی، اس پُرانی سلطنت کی تباہی پر جتنا افسوس کیا جاے، بجا ہے، مگر اسمین کچھ شک نہین کہ آخری بادشاہونکی بے عنوانیان، بدنظمیان، اور ظلم اسقدر بڑہ گئی تھی، کہ انگریزی مداخلت لازمی اور ضروری ہوگئی تھی - اس سلطنت کے جاتے رہنے سے رہے سہے مسلمان ہندوستان کے شمالی حصے کے تباہ اور مفلس ہوگئے، اور اُسکے آخری بادشاہ کی افسوسناک موت سے مسلمان پادشاہی کا نام بھی ہندوستان سے جاتا رہا فسبحان الحی الذی لا یموت و بیدہ الملک والملکوت حیدرآباد کی ریاست خدا کے فضل و کرم سے باقی ہی، اور یہان کے مسلمانونکی حالت تمام ہندوستان کے مسلمانونکی حالت سے بہتر ہے، دولت اور حکومت اُنکے ہاتھ مین ہے، امارت اور ثروت کے نشان ہر جگہہ نظر آتے ہین، یہی وہ ٹکڑا ہے جو اب سارے ہندوستان کے مسلمان کا ملجا و ماوا ہی -

جسطرح مسلمانونکی ملکی ترقیان حیرت انگیز ہین، اُنکی علمی اور تمدنی ترقیان اُنسے کچھ کم تعجب خیز نہین ہین وہ جوش جو مذہب نے اُنمین پیدا کر دیا تھا، قانون قدرت کے مطابق اُسکا یہی مقتضا تھا، جو وقوع مین آیا، یعنی تمام اُنکی اندرونی قوتین ہیجان مین آگئین، اور اُنکی ترقی کو خواہ پولیٹکل تھی یا علمی اور تمدنی، جسوقت تک وہ جوش قایم رہا، کوئی چیز نہ روک سکی - اول اول مسلمانون نے قرآن کو جمع کیا، پھر اُسکے معانی حل کرنے اور سمجھنے پر متوجہ ہوئے، اور جسطرح سے ہندوستان مین تمام علوم کی ابتدا وید کے معانی کی تشریح

کی ضرورت سے ہوئی، اُسی ضرورت سے صرف ونحو، معنی وبیان، عروض وقوافی، اور کل علوم جنکے
ادپر زبان کا سمجھنا اور اُسکی باریکیون کا جاننا، موقوف ہے، مسلمانون نے ایجاد کئے - اوسکے بعد احادیث
نبوی کے جمع کرنے، اور علوم دینی کی تدوین پر متوجہ ہوئے، اور اونکو کمال کے درجہ پر پہونچایا - خلفاے
بنی اُمیہ کے وقت مین لٹریچر مین بہت ترقی ہوئی - علم موسیقی کی بنا یزید ثانی کے وقت مین پڑی، شاہزادہ
خالد نے علم کیمیا مین نام حاصل کیا، تعمیر کے فن مین ترقی شروع ہوئی، دمشق مین مسجد اُمیہ بنائی گئی،
اور کئی ایک نئے شہر تیار ہوئے - اسلام کی پہلی صدی تمام ہوتے ہوتے نہ فقط علوم کی مضبوط بنیاد قایم
ہوگئی، بلکہ پانچ بہت بڑے، اور متعدد چھوٹے چھوٹے شہر اور کئی عالیشان مسجدین تعمیر ہوگئین خلفاے
بنی عباس کے وقت مین فلسفہ اور حکمت مین بے انتہا ترقی ہوئی - تیسری صدی تک خلفاء عباسیہ کی
خلافت مین مسلمانون نے اتنی علمی اور عملی ترقیان کین، کہ نہ فقط خود خلفاء علم دوست تھے، بلکہ اونکے
وزرا اور امراے دولت مین سے ہر ایک علم اور عالمون کی قدر ومنزلت کرنے، اور علمی کتابون کے جمع کرنے
مین ایک دوسرے کا مقابلہ کرتا تھا، اور تمام ممالک اسلام کے اہل کمال کا، خواہ وہ مسلمان ہون یا یہود
یا نصاری، مرجع وماوا دار الخلافت بغداد تھا - جسوقت تیسری صدی کے آخر مین خلافت کی قوت گھٹ گئی،
اور چھوٹی چھوٹی سلطنت حجاز خراسان اور دوسری ممالک اسلام مین قایم ہوگئین، تو ایک مدت دراز تک ہر ایک
ریاست انمین سے بجاے خود ایک منبع فیض بنگئی - اور انمین سے ہر ایک مین علماء اور فضلا اور حکماء اسلام
کثرت سے پیدا ہوئے، اور اونکی تصانیف تمام اسلامی ملکونمین شایع ہوئین - مسلمانون کے ہر قسم کے
علوم مین ترقی، اور اونکی کثرت تصانیف کا تھوڑا سا اندازہ ہامر پرگستال کی تاریخ سے ہوسکتا ہی - یہ ایک
نہایت نامور جرمن کا عالم ہے، اُسنے ایک کتاب مسلمانونکے ذکر مین سات نہایت ضخیم جلدونمین لکھی ہی،
جنکے صفحونکی تعداد سات ہزار سے زیادہ ہے، وہ بھی ابتداے اسلام سے خلیفہ مکتفی بامر اللہ کی خلافت
کے دسوین سال یعنی سنہ ۶۵۶ ہجری تک - اس کتاب کے دیباچہ مین مصنف نے ایک فہرست اُن عرب

کی کتب تواریخ ورجال کی درج کی ہے جو اوسکا ماخذ ہین - اس فہرست مین ۵۰۷ کتابین ہین، جنمین سے بہتیرونکے نام تک ہم لوگون نے نہین سُنے - ایک اور مورخ نے اسپین کے مسلمانونکی علم و تہذیب کی ترقی کا حال لکھا ہی، جسمین وہ بیان کرتا ہے، کہ اسپین مین جو ترقی لٹریچر، علم اور شاعری مین مسلمانون نے کی تھی اوسکی تعریف نہین ہوسکتی - مسلمانون کے دماغ اور اونکا ٹیسٹ ( Taste ) یعنی علمی ذوق، نہایت ہی نازک و پاکیزہ تھا، اونمین تہذیب کا وہ جوش تھا اور جو صرف مہذب اور شایستہ اور نہایت تربیت یافتہ قوم مین پیدا ہوسکتا ہے - اونکے ظالم سے ظالم اور خونی سے خونی بادشاہ مین بھی لٹریچر کا مادہ پایا جاتا تھا، جو شخص لطیفون اور فصاحت اور بلاغت اور خوش تقریری اور خوش بیانی کے کم سے کم قدر کرنیکی لیاقت نہ رکھتا تھا وہ حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا - علم موسیقی اور دیگر اعلی درجہ کے علوم سے یہ عالی دماغ اور روشن ضمیر مسلمان گویا قدرتی طور پر مناسبت رکھتے تھے، اونمین وہ دقیقہ سنجی اور لٹریچر کی نزاکت پائی جاتی تھی، جو فی الحال فرنچ لوگونمین پائی جاتی ہی - بقول اس مورخ کے اسپین مین نہ صرف مرد ہی حکیم اور ڈاکٹر ہوا کرتے بلکہ عورتین بھی ایسی عالمہ ہوتین، کہ قرطبہ مین لیڈی ڈاکٹر کا ہونا کوئی عجیب بات نہ تھی - ہندسہ، ہیئت، تاریخ، فلسفہ علم نباتات، علم حیوانات، غرضکہ علم کی ہر شاخ کی پوری پوری تعلیم اسپین مین ہوتی تھی - لٹریچر کی ترقی کی نسبت یہ کہنا کہ یورپ مین کسی زمانہ مین ایسی ترقی نہوئی تھی، کچھ تعریف نہین ہے، مسلمانون نے اسقدر اس علم کو بڑہایا تھا کہ شاعری ہر شخص کی گویا زبان مادری ہوگئی تھی، اور ہر درجہ کے لوگ ایسے لطیف و پاکیزہ اشعار لکھتے، اور ایسی فصیح و بلیغ تقریرین کرتے کہ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا کی تصویر نظر آجاتی - صنعت و حرفت کی یہ ترقی تھی، کہ ہر شہر مین اُسکے عمدہ آثار نظر آتے، عالیشان، بلند، مستحکم اور خوشنما عمارتین چارونطرف نظر آتین - سنگ مرمر کے محل، خوبصورت باغ، خوشنما فوارے، عالیشان مسجدین، شہر قرطبہ مین ایسی تھین، کہ جنکے سامنے فرانس اور جرمن کے شاہی محل اصطبل کے برابر تھے - محلات شاہی مین صرف ایک جھاڑ ایسا تھا جسمین اٹھارہ سو چار شمعین روشن ہوتی تھین، امیر عبدالرحمن سوم نے

ایک باغ بنایا تھا جسمین ایک ایسا مکان تھا جو بارہ سو ستون پر قایم تھا - امیر عبدالرحمن سوم نے ہنر کو بہت ترقی دی، چین سے کاریگر بلائے، جو کہ ریشم اور سوتی کام مسلمانونکو سکہاتے تھے، اور ہر ایک قسم کے صناع وہان موجود تھے - ریشم اور حریر کے کارخانے اتنی کثرت سے تھے، کہ صرف قرطبہ مین ایک لاکھ تیس ہزار اُسکے بنانے والے تھے - المیریا کے ریشمی کپڑے اور قالین آجتک یورپ مین مشہور ہین - مٹی کے برتنون پر سونے اور چاندی کا چمکدار رنگ میجورکا کے جزیرہ مین مسلمان ہی کرتے تھے - جبسے اٹلی کے گلی برتنونکا نام میجولیکا پڑگیا ہے - المیریا مین شیشے اور پیتل اور لوہے کے ظروف ایسے خوشنما بنتے تھے جو سجاوٹ اور مکانونکی آرایش مین کام مین لاے جاتے تھے، ابتک ہاتھی دانت کے نازک نقش و نگار کے عمدہ نمونے موجود ہین، جنپر قرطبہ کے دربار کے بڑے بڑے مسلمان امیرونکے نام کندہ ہین - زیورون کی تیاری مین نہایت نزاکت اور خوبصورتی اور ہنر برتا جاتا تھا، جیرونا کے کیتھڈریل کی قربانگاہ مین ابتک ایک دلچسپ یادگار اوس زمانہ کا محفوظ ہے، یعنی چاندی کا ایک ڈبہ جسپر سنہرا کام اور موتی جڑے ہوئے ہین اور خلیفہ حکم کے حق مین دعائین کندہ کی ہوئی ہین - اسی محقق مورخ نے جن چیزونکا تفصیلی بیان کیا ہے اون سب کو چھوڑکر اُسکا یہ فقرہ مین آپکو سناتا ہون، وہ لکھتا ہی کہ "صنعت و حرفت، علم و ہنر اور عموماً سب قسم کی سویلیزیشن مین قرطبہ مسلمانون کے زمانہ مین دنیا کا سب سے زیادہ چمکدار ستارہ تھا" ایک دوسرا مورخ لکھتا ہے، کہ علوم و فنون کی ترقی نے وہان مذہبی تعصب کو اتنا دبا دیا تھا کہ اس زمانہ مین اوسپر یقین نہین ہوسکتا - عیسائی یہودی اور مسلمان ایک ہی قسم کے خیالات رکھتے ایک ہی زبان بولتے، ایک ہی راگ گاتے، ایک ہی طرح کے شعر و سخن سے اپنا دل خوش کرتے - ایسی دوستی، ایسا اتحاد اور علم کا ایسا شوق ہرگز نہوتا اگر مسلمانون کے مذہبی تعصب کی نسبت جو عام راے دیجاتی ہے وہ صحیح ہوتی -

اسپین کے شمال مین مسلمانون کے علوم و فنون کی شہرت پھیلی ہوئی تھی، اور وہان شوق سے عربی کتابین پڑہی جاتی تھین - فرانس و جرمن اور انگلستان کے لوگونکو مسلمانون ہی کے سبب سے سواری کا شوق پیدا

ہوا، اور وہ عرب کے گھوڑونکے شایق ہوئے، اس زمانہ سے پہلے یورپ مین گھوڑون کا استعمال کم تھا۔
ان ملکونمین شکار کا شوق بھی مسلمانون سے پیدا ہوا۔ اس زمانہ مین یورپ کے عالم و شاعر جب تک چند عرصہ
کے لیئے قرطبہ کی سیر نکر لیتے، وہ مسلم الثبوت عالم یا شاعر نہ ٹھہرتے۔ ڈاکٹر جانسن کو اگرچہ انگریزی مین
اول لغت لکھنے کی عزت حاصل ہے، مگر مسلمان مصنف لغت کے بہت پہلے اس سے ہو چکے ہین۔
اونمین ایک لغت کی کتاب ساٹھ جلدون مین ہے، جسکے ہر لفظ کے معنی اور محاورے، علما اور شعرا
کے فقرات اور اشعار کی سند سے بیان کئے گئے ہین۔ عربی مین پوری انسکلوپیڈیا بھی موجود تھی۔
غرناطہ کے حسن بن عبد اللہ نے ہسٹاریکل ڈکشنری اف سائینس بھی لکھی تھی۔ مسلمان شاعری کے
موجد ہین، انہون نے نظم کی بحرین ایجاد کین، اُسکا اثر عیسائیون پر بھی ہوا، جو کہ اُس زمانہ کے پادریون
کے مذہبی اشعار کے بجاے دلچسپ غزلین اور عشقیہ کہانیان نظم مین لکھنے لگے، فرانس اور اٹلی اور
سسلی مین شاعری کا شوق مسلمانون ہی کے سبب سے پیدا ہوا، مورخین تو مسلمانون مین اس کثرت سے
ہوئے ہین، جس کثرت سے کہ شاعر۔ تاریخ کے ساتھ ہی اسٹیٹسٹکس (Statistics) بھی جاری تھی،
مردم شماری اور آمدنی و خرچ کی تفصیل، تجارت کا حال اور اسی قسم کی چیزین کتابون مین درج کیجاتی تھین۔
اس زمانہ مین مسافر و سیاح بھی بہت نظر آتے تھے، جو کہ صرف علم کی ترقی دینے کے لیئے مختلف ملکون
کی سیر کرتے پھرتے، اور اون ملکون کے حالات قلمبند کرتے، اور سفر نامے لکھتے، اکثر یورپ سے
لوگ آتے، اور مسلمانی مدرسون سے علم حاصل کرتے۔ جربٹ نامی ایک شخص قرطبہ سے علوم سیکھکر
جب اپنے ملک کو واپس گیا تو اوسنے فرانس کے کنارے ایک اپنا مدرسہ قایم کیا۔ ڈراپر صاحب
لکھتے ہین کہ آجکل کے یورپ کے عالم اور حکیم اور ہیئت دان چاہتے ہین کہ اپنی بزرگی قایم کرین، اور اصلی
عالمون کو اندھیرے مین چھوڑ دین، لیکن اونکی کوشش انصاف کی نظر مین بالکل حقیر ہوتی ہے۔ یورپ
کے عیسائی عالمون کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اونکے علم کی بنیاد اون عربون نے ڈالی ہے، جنکو وہ وحشی

اورنا مہذب کہتے ہین، عربون نے اپنا نام آسمان کے ستارون پر لکھ رکھا ہے، یعنی آجکل کی ہئیت دانون کو اکثر عربی نام استعمال کرنا پڑتے ہین، اُنہون نے علوم ہی کی طرف توجہ نہین کی، بلکہ وہ روزمرہ کی زندگی کے بکارآمد چیزون پر بھی بہت کچھ متوجہ ہوئے، اُنہون نے زراعت کو بہت بڑہایا، زراعت کے لئے قانون مقرر کئے، جانورون کی نسل بڑہائی، گھوڑون اور بھیڑون مین ترقی دینے کے ذریعے پیدا کئے، چاول، نیشکر، روئی کا استعمال انہین لوگون نے ہمکو سکھایا، باغ کے میوے، اونکا استعمال، اُنکی ترقی ہمنے انہین لوگون سے سیکھی، ریشم کی پیدایش، اور اُس سے عمدہ کپڑا بنانیکی ترکیب ہمکو پیشتر معلوم ہی نہ تھی، اونہین کی بدولت ہمکو اُسکا علم ہوا، اونہون نے بارود اور بندوق بھی ایجاد کی، جو بندوق وہ استعمال کرتے تھے، ڈھلے ہوئے لوہے کی ہوتی تھی - تجارت کی اونکے زمانہ مین اتنی ترقی تھی کہ صرف عبدالرحمن سوم کے خزانہ مین ۵۵ لاکھ درم کی آمد تھی، اتنی بڑی رقم اوس زمانہ مین کبھی زراعت یا رعایا سے بظلم وصول نہو سکتی تھی، صرف اسپین کی آمدنی اُس زمانہ کے تمام عیسائی بادشاہونکی آمدنی سے زیادہ تھی - آجکل کے مصنف، عربون کی تعلیم مین بہت غلطیان نکالتے ہین، لیکن اونکو خیال رکھنا چاہئے کہ کسی قوم کی علمی ترقی اوس زمانہ کے حالات اور دیگر قومونکے لحاظ سے دیکھنا چاہئے، کیا عجب ہے کہ ہمارے بعد ہمارے علوم مین جنکو ہم کامل سمجھتے ہین، ہزارون غلطیان نکلین - جسطرح کہ اہرام مصر کے دیکھنے سے اوس زمانہ کے ہنر کا اندازہ مل سکتا ہے، ہم عربون کی کتابون اور عمارات کے دیکھنے سے اونکے علوم وفنون اور صنعت کا اندازہ کر سکتے ہین - افسوس ہے کہ اونکی تصنیفین اور اُنکی بنائی ہوئی چیزین بہت کم موجود ہین، کچھ تو زمانہ کے انقلاب نے اونکو ضایع کر دیا اور زیادہ حصہ اونکا عیسائیون کی حسد کے نذر ہوگیا - جسکو اُنہون نے اسلئے ضایع کر دیا، کہ آیندہ اونکی وحشیانہ حالت ظاہر نہو، اسپر بھی ابتک ایسی تصنیفات اونکی موجود ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشکل علوم کے دقیق اور نازک مسایل کی تحقیق اور حل کرنے مین اُنہون نے اپنی دماغی قوت ظاہر کی -

مسلمانونکے ملکی انتظام کی نسبت، یہ بات دیکھنے کے لایق ہے کہ اُنھون نے اسپین کو کس حالت
مین پایا تھا اور آٹھ سو برس کی سلطنت اور حکومت کے بعد، اونھون نے اوسے کس حالت مین چھوڑا
ایک یورپین مورخ لکھتا ہے، جسوقت مسلمان اسپین کی سرحد پر پہونچے، اسپین کی حالت یہ تھی، کہ ایک
سڑی ہوئی ریاست نے کل زمین کو اپنے آپ مین تقسیم کر لیا تھا، بڑی بڑی جاگیرون کی کاشت مصیبت زدہ
اور مظلوم غلامون کے ذریعہ سے ہوتی تھی، شہر کے باشندے تمام تباہ ہو گئی تھے - جب عربی حکومت وہان
قایم ہوئی، اور انتظام ہوا، تو وہان کی مغلوب قومون نے اپنے آپ کو پہلے کی نسبت کچھ بری حالت مین
نہ پایا، بلکہ چند روز مین اونپر ثابت ہو گیا، کہ سلطنت کی تبدیلی نے اونکو فایدہ ہی پہونچایا ہے - اون کو اپنے ہی
قانون جاری کرنے، اور ججون کے رکھنے کی اجازت دیگئی، اونھین کی قوم کے حاکم اونکے اضلاع کے
انتظام کے لئے مقرر ہوئے، شہر کے باشندون کو بجاے اسکے کہ ریاست کے خرچ کا بار اوٹھاوین،
ایک خفیف سا محصول فی آدمی دینا پڑا - سب قدیم زمیندارون اور شہر کے رہنے والون کا قبضہ اپنی اپنی ملکیتون
پر قایم رہا - بیشک گرجے اور اون لوگونکی زمینین ضبط کر لی گئین جو شمال کی پہاڑیون کی طرف بہاگ گئے تھے
مگر اون زمینون کے متعلق جو غلام تھے، وہ وہین کاشتکارونکی حیثیت سے اون زمینون پر قابض کر دئے
گئے، اور اونکے نئے مالک اون سے پیداوار کا صرف ایک معین حصہ جو ایک ثلث سے تین خمس تک
ہوتا تھا لیتے رہے، اونکو وہ حقوق عطا ہوئے، جو درحقیقت اونکو اپنے گاتھک بادشاہونکے زمانہ
مین بھی حاصل نہ تھے، وہ حق انتقال اراضی کا تھا، کہ رہن، بیع، ہبہ کرنے کا اختیار اونکو پورا دیا گیا -
مذہبی تعصبات کی یا مذہبی تکلیفات کی کبھی اونھین کسی قسم کی شکایت نہ تھی - بجاے اسکے کہ اونپر ظلم کیا جاتا
یا وہ زبردستی مسلمان بنائے جاتے، جیسا کہ گاتھون نے یہودیون کے ساتھ کیا تھا، عربون نے
اپنی مفتوح رعایا کے مذہب کو اونکی مرضی پر چھوڑ دیا - اور مذہبی عبادت، اور مذہبی رسمون کے ادا کرنے
مین پوری آزادی بخشی - ان انتظامون سے مفتوح قوم اور عیسائی رعایا کو پورا اطمینان ہوا، اور علانیہ وہ اقرار

کرنے لگے، کہ وہ ان مسلمانون کی حکومت کو فرانگ یا گاتھ کی حکومت سے بہت زیادہ پسند کرتے ہین۔ اس مسلمانی حکومت سے گو سب کو فائدہ پہونچا، مگر درحقیقت اس تغیر سلطنت سے اون غلامون کے نصیب کھل گئے، جنکے ساتھ گاتھ اور رومن لوگ ظالمانہ برتاو کرتے تھے۔ اسپین مین جب کہ غلامی عیسائیون کے قبضہ سے نکلکر مسلمانونکے قبضہ مین منتقل ہوئی، تو سب غلام چھوٹے چھوٹے کاشتکار بنگئے، اور جو غلام عیسائیونکے قبضہ مین تھے، اونکی آزادی کا آسان راستہ کھل گیا، یعنی کلمہ پڑہنا اونکو تمام غلامی کی تکلیفون سے نجات دیتا، اور مثل اور فاتح قوم مسلمانونکے اونکو آزاد کردیتا۔ اسپین کے سارے زرخیز صوبے مسلمانونکی حکومت، مسلمانونکی محنت، مسلمانونکے ہنر سے ایسے سرسبز اور شاداب ہوگئے کہ سارا ملک گویا باغ نظر آتا تھا۔ †

† اوسوقت کے مسلمانونکی بے تعصبی اور تہذیب اور سلطنت اور انصاف اور فیاضی کا اندازہ اوس حالت سے ہوسکتا ہے جو کہ اسپین کے مسلمانونکی حکومت سے نکل جانے کے بعد عیسائی گورنمنٹ اور عیسائیون کے انتظام سے ہوئی۔ جب پندرہوین صدی مین عیسائی مسلمانون پر غالب آئے، اور مسلمانونکی حکومت وہان سے جاتی رہی، عیسائیون نے جو سلوک مسلمانون کے ساتھ کیا اور اونکی حکومت مین آنے سے جو ملک کا حال ہوا وہ بکلز ہسٹری آف سولیزیشن کی جلد دوم سے نقل کرکے مین آپ کو سناتا ہون۔ وہ مورخ لکہتا ہے کہ "اسپین کے آخری مسلمان بادشاہ کی تباہی کے بعد یعنے پندرہوین صدی کے اسپین کے لوگون نے مفتوحہ قوم یعنے مسلمانون کو عیسائی کرنا شروع کیا، انکا خیال یہ تھا کہ صرف اسی ترکیب سے اس ملک کی تباہی بچ سکتی ہے، اور جب ان مسلمانون پر پادریون کا اثر بہت کم ہوا، یا ایسے لوگ جنہون نے عیسائی ہونے سے انکار کیا، تو پھر بجاے ترغیب دینے کے ظلم اور دیگر ذرایع سے کام لیا گیا۔ اس ظلم کو اونہون نے انتہا کے درجہ تک پہونچایا کسی کو دہمکایا، کسیکو جسمانی سزا دی، کسیکو زندہ جلایا، ۱۵۲۶ء کے بعد کل ملک مین کوئی مسلمان نظر نہ آتا تھا۔ سب زبردستی سے عیسائی کیے گئے۔ ۱۵۶۶ء مین فلپ دوم نے ایک خاص احکام شاہی (اون لوگون پر جو پیشتر مسلمان تھے اور اب عیسائی بنائے گئے تھے جنکو آیندہ مورسکو کے نام سے منسوب کرینگے جاری کیا، جسمین مورسکو لوگونکو ایسی حرکت اور کام کرنے سے ممانعت کی گئی جس سے اپنے قدیم مذہب کے (دین اسلام) کی بالکل یاد نہ آوے، اونکو یہ حکم دیا کہ اسپین کی زبان سیکہین۔ عربی کتابین نہ دیکہین۔ اور عدول حکمی پر بھی سخت سزا قایم کی، اسکو اس درجہ تک پہونچایا کہ یہ بیچارے اپنی مادری زبان (یعنے عربی) مین اپنے گہر مین بھی گفتگو کرنے سے منع کیے گئے اور انکے رسوم و کھیل کود بھی بند کردیے گئے۔ نہ اونکو اجازت اون

اگرچہ ہم مسلمانون نے اسپین مین نہایت ترقی کی، اور ہماری سلطنت، اور ہماری تہذیب، ہمارے علوم وفنون سے اُس ملک کو بہت فائدہ پہونچا، مگر افسوس ہے کہ جب مسلمان اس سرزمین سے نکالے گئے، اور ترکون نے یورپ کے دوسرے حصہ تر کی پر قبضہ کرنے سے اوسکا معاوضہ کردیا، تو وہ دوسرا قرطبہ نہ بنا سکے اور اونکی حکومت سے کوئی ترقی اوس ملک کو نہوئی - نہ وہان ترکون نے علوم وفنون تہذیب شائستگی کی روشنی پھیلائی، نہ اپنے بھائی مُورِسْ کے موافق اُنہون نے وہان نام پیدا کیا، کوئی بات ہم اونمین ایسی نہین پاتے، جسکا بیان فخر کے ساتھ ہم کرسکین - بلکہ ہم دیکھتے ہین کہ جو حصے ملک کے اونکے قبضہ سے نکل گئے یا نکلتے جاتے ہین، کوئی عمارہ یادگار بھی اونکی گورنمنٹ، اونکے سویلزیشن کی وہان پائی نہین جاتی - مسلمانونکی دوسری سلطنتون کا بھی علمی اور تمدنی ترقی مین ہم اسپین

تماشون وغیرہ کے دیکھنے کی تھی اور نہ وہ پوشاک پہننے کی اجازت تھی جو اونکے اباواجداد پہنتے چلے آتے تھے، حتیٰ کہ عورتین بھی نقاب ڈالنے سے ممنوع کی گئین، حمام مین اونکا نہانا بھی بند کیا گیا، چنانچہ جتنے حمام خانگی مکانون مین بھی موجود تھے وہ سب توڑ ڈالے گئے - ان سب ظلمونکا یہ نتیجہ ہوا کہ نا امید ہوکر مورسکو یعنی مسلمانون نے آخری کوشش یہ کی کہ سنہ ۱۵۶۸ء مین تمام باغی ہوگئے اگرچہ انکی تعداد اسقدر کم تھی اور غیر ملک مین اونکا باغی ہوجانے کا جو کچھ نتیجہ ہوتا ہر شخص سمجھ سکتا ہے، لیکن مایوسی نے اونمین زور پیدا کیا، اور سنہ ۱۵۷۱ تک وہ دبائے نہ جاسکے، اسکا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اونکی تعداد کم ہوگئی، لیکن چھوٹی چھوٹی بغاوتین ادہر ادہر ہوتی رہین، جہالت سے ہمیشہ وسوسے پیدا ہوتے ہین اور چھوٹی باتون پر اعتقاد پیدا ہوتا ہے اسپین مین جہالت پھیلی ہوئی تھی اوس نے ان بیچارے مظلومون کی پوری تباہی کردی یعنے اسپین کے جہاز کا بیڑا ارمیڈا جو ملکہ ایلزبتہ پر انگلستان پر بھیجا گیا تھا سنہ ۱۵۸۸ء مین تباہ ہوگیا، اور الجیریا کی چڑہائی مین ناکامی ہوئی اوسوقت پادریون نے بادشاہ اسپین یعنی فلپ دوم کے پاس یہ درخواست بھیجی کہ جبتک اس ملک مین بدعقیدہ عیسائی یعنی مورسکو لوگ رہین گے تب تک ملک مین امن اور چین نہوگا اور نہ حکومت اور سلطنت کو برکت ہوگی اس نحوست کو ملک سے دور کرنا چاہیئے - اب ظاہر تھا کہ ان باقی ماندہ لوگونکی (جو اوس قوم مین سے تھی جس نے اُس ملک پر حکومت کی تھی) زندگی کے دن ختم ہوچکے تھے - پادریون کی مختلف پارٹیون نے بہت سی تجویزین کین، کسی نے کہا کہ انکو قتل کرو، کسی نے کہا انکو جلاوطن کرو، آخر سنہ ۱۶۰۹ء مین حسب منظوری فلپ سوم مورسکو لوگ جو اسپین کے اون باشندون مین سے تھے جو زراعت صنعت حرفت اور کاریگری کا کام کرتے تھے، اور جنکی تعداد قریب دس لاکھ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱)

کے ساتھ ذکر نہین کر سکتے - بغداد و مصر وغیرہ کی ابتدائی ترقی کو چھوڑ کر اگر دیکھا جاوے، تو کسی دوسری سلطنت مین مسلمانونکی ایسی ترقی نہوئی جو اسپین مین ہوئی تھی، اور اگر کسی حصۂ ملک مین کسی بادشاہ کی توجہ سے کچھ ترقی ہوئی بھی، وہ تو محدود و اور مخصوص تھی، اوسکا اثر پبلک پر جیسا کہ چاہیئے نہ ہوا، اور نہ بڑے لمبے زمانہ تک وہ ترقی قایم رہی - ہندوستان ہی کو لیجئے، سلطان محمود غزنوی کے زمانہ سے محمد شاہ کے وقت تک ہم مسلمانون نے کیا کیا، باوجودیکہ پہلے سے اس ملک کی حالت ہمارے آنے سے بہت درست ہوگئی، اور تہذیب و شایستگی نے ترقی پائی، مگر سوائے اکبر کے زمانہ کے جسکا اثر شاہ جہان کے وقت تک رہا، علمی یا تمدنی ترقی، جسکا ہم فخر کے ساتھ ذکر کر سکین، پائی نہین جاتی، اور جو کچھ ترقی اوس زمانہ مین ہوئی تھی، اوسکا بھی اندرونی فسادات اور مذہبی تعصبات کی وجہ سے جلد خاتمہ ہوگیا،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲) تھی، مثل جنگلی جانورون کے شکار کیئے گئے - کچھ قتل کیئے گئے کچھ لوٹے گئے باقیماندہ افریقہ کو بھاگ گئے جہاز پر حملہ ہوا، ہزارون ذبح کیئے گئے، عورتون پر ظلم ہوا، بچے شیر خوار بیگناہ سمندر مین ڈبوے گئے، جو بچے وہ ساحل بربر کو بھاگے، وہان بھی قتل ہوئے جو صحرا کو گئے وہ بھوکون مر گئے، اور بے انتہا جانین ضایع ہوئین - اب پادریکو چین آیا کیونکہ کوہ پرنیز سے لیکر جبل الطارق تک ایک بھی لامذہب نظر نہ آتا تھا، اونکی بڑی امیدین امن و امان کی تھین، مگر وہ پوری نہ ہوئین - کاشتکاری کے سب سے عمدہ طریقے صرف مسلمانون کو ہی معلوم تھے - اور وہی ان کامونکو کیا کرتے تھے، - چاول - شکر - روئی - ریشم - اور دیگر اسباب سب بھی لوگ پیدا کیا کرتے تھے - دستکاری نقاشی اور دیگر فن انہین لوگو نمین تھے، ان لوگون کے اسپین سے نکالدینے کے بعد کوئی قوم ملک اسپین مین ایسی نہ تھی جو انکے بجاے ان ضروری کامون کو انجام دیتی، زراعت و صنعت کا بڑا نقصان ہوا، کیونکہ اسپین کے لوگ سواے جنگ اور مذہب کے دوسرے سب پیشونکو حقارت سے دیکھتے تھے، - بادشاہ کے لئے لڑنا یا گرجے مین جانا یہ تو البتہ معزز سمجھا جاتا تھا، باقی سب پیشے اور سب کام رزیل خیال کرتے تھے - بجاے اسکے کہ مسلمانون کے نکالدینے کے بعد پادریون کی وہ امیدین سرسبزی کی برآوین تمام ملک ویران ہوگیا - اسپین والون نے ارادۃً یا شرم سے فلپ چارم یا چارلس دوم کے وقت کی تاریخ نہین لکھی، لیکن مختلف ذرایع سے معلوم ہوا کہ اسپین کی حالت تباہی پر تھی - میڈرڈ کی آبادی سترہوین صدی کے شروع مین چار لاکھ تھی، اور اٹھارہوین صدی کے شروع مین دو لاکھ سے کم ہوگئی - سول جو اسپین کا سب سے، مالدار شہر تھا سولہوین صدی مین دو ہان

جسکی بدولت نہ ہماری سلطنت رہی نہ تہذیب، البتہ ہم مسلمان اپنی قوم کے حال پر مرثیہ پڑھنے کے لئے زندہ اور ابھی موجود ہین -

صاحبو! - مسلمانونکی ملکی اور تمدنی اور علمی حالتین جو آپ نے سُنین، اون سے تو کسیقدر اونکی ترقی اور زوال یا تنزل کی کیفیت معلوم ہوئی - مگر بڑی بات جو غور اور توجہ کے لائق ہی، وہ اون اسباب کا دریافت کرنا ہے، جنہون نے یہ نتیجے پیدا کئے، غالباً بہت لوگ ترقی اور تنزل کے اسباب کا نام سُنکر متحیر ہون گے،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) ۔۔۔ کارخانے پارچہ بافی کے تھے جن سے ایک لاکھ تیس ہزار آدمی پرورش پاتے تھے - فلپ پنجم کے زمانہ مین ۰۰۰ ۳ سے بھی کم ہوگئی اور ۱۶۶۲ء مین اس شہر کی آبادی پہلے سے چوتھائی رہ گئی - ٹولیڈو مین سولہوین صدی مین پچاس سے زیادہ اونی کپڑے بنانے کے کارخانے تھے ۱۶۶۵ء مین صرف ۱۳ رہ گئے یہ شہر جو پہلے ریشم کے کام کے لئے مشہور تھا اب وہان سے وہ ہنر بالکل جاتا رہا اور چالیس ہزار آدمی جو ان کارخانون سے پرورش پاتے تھے اب ویران اور تباہ حال ہوگئے کیسٹل اور دوسرے شہرونمین علی ہذا القیاس یہی حال تھا، خزانہ سرکاری خالی ہوگیا، ظلم اور زبردستی سے رعایا کے پاس جو ملک تھے وہ لوٹے جانے لگے، چنانچہ اونکے بچھونے و اسباب حتیٰ کہ گھر کی چھت بھی سرکار نے بیچ لی، جس سے ملک چھوڑکر رعایا بھاگ گئی - کاشتکاری موقوف ہوگئی لاکھون آدمی فاقہ سے مر گئے - اکثر شہرونمین دو ثلث سے زیادہ گھر برباد اور ویران ہوگئے، ان مصیبتون سے اسپین کا ذاتی جوش اور قوت بھی گھٹ گئی - ہر صیغہ مین پژمردگی کے آثار نظر آنے لگے، چنانچہ ۱۶۵۶ء مین جہازون کا چھوٹا سا بیڑا تیار کرنے کی تجویز ہوئی تھی مگر ملاح وغیرہ کی کافی تعداد نہونے سے ناکامیابی ہوئی - دریا کے نقشہجات جو بنائے گئے تھے وہ سب گم ہوگئے، اور اسپین کے جہازرانون کی جہالت اسدرجہ پر پہونچی تھی کہ اونپر کوئی شخص بھروسہ نرکہتا تھا - اکثر فوج اپنے اپنے جھنڈے چھوڑکر بھاگ گئی اور جو لوگ وفاداری اور ایمانداری سے رہ گئے تھے اونکے پہننے کو کپڑا تک نہ تھا تنخواہ تو کچھ ملتی ہی نہ تھی اور فاقے ہو رہے تھے، سرحدی شہرونمین حفاظت کے لئے لشکر نہ تھا، قلعے مسمار اور انہدام کی حالت مین تھے مخزنون مین سامان نہ رہا - اور جہاز بنانے کا ہنر بھی ہاتھ سے جاتا رہا - لوگ چھوٹے چھوٹے گروہ مین ہوکر خانگی مکانون کو لوٹتے تھے اور دن کے وقت خون ہوتے تھے، - بادشاہ کے خانگی خزانہ مین اسقدر تنگی تھی کہ وہ اپنے خانگی نوکرون کی تنخواہ بھی نہین دیسکتے تھے اور اونکا روزانہ خرچ چلنا بھی دشوار تھا کوئی روز ایسا نہ جاتا تھا کہ روٹی کیواسطے راستہ پر لڑائی نہوتی ہو - اسپین سے مسلمانون کے نکالے جانے کے بعد کل ملک کی یہی حالت ہوگئی اور جبتک کہ دوسرے ملکون سے مدد نہ آئی انتظام نہوسکا - فقط

اسلئے کہ دنیاوی حوادث اور قومی یا شخصی عزت و ذلت، اقبال و ادبار کے نتیجے سمجھے جاتے ہین جسکی تقدیر مین جیسا لکھ گیا، ویسا ہی اوسکا ظہور مین آنا لازمی ہے جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ - کیسا سبب، اور کہانکی علت، - یہ سچ ہے مگر صاحبو! - دنیا کا نام ہمکو بتلایا گیا ہے، عالم اسباب، اور جس خدا نے اسے بنایا، اور جو اِن حوادث کا پیدا کرنے والا ہی، وہ مانا گیا ہے مسبب الاسباب، اوسنے ایک مستحکم قانون بنا دیا ہی کہ ہر سبب کے لئے کوئی نتیجہ اور ہر نتیجہ کے لئے کوئی سبب ہو - جیسا کہ ہم اس قانون کا عمل تمام موجودات اور محسوسات مین دیکھتے ہین، مثلاً بیج سے درخت درخت سے پھول پھول سے پھل ہوا کرتا ہے، نہ اِن مین بے ترتیبی ہوتی ہے، نہ قدرت کا قانون ٹوٹتا ہے، ہر چیز ایک معین قاعدے اور منتظم سلسلے سے ہوتی ہے، اسیطرح حوادث روزگار اور انسانی افعال مین بھی قدرت نے ایک ترتیب رکھی ہے، جس سے تمام حوادث گویا سبب اور نتیجے کے ایک غیر متناہی سلسلے ہوا کرتے ہین - کوئی واقعہ پیدا نہین ہوتا، جسکے اول اور واقعات نگزر گئے ہون جو اوسکے ہونے کے باعث ہوئے ہون - بلاشبہ قومی عزت اور قومی ذلت خدا کے اختیار مین ہے، اور ہمارا سچا اعتقاد ہے اسپر کہ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ "جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہی" مگر اوسیکے ساتھ یہ بھی اعتقاد ہے، کہ وہی خدا جو ملک دیتا ہے اور ملک چھین لیتا ہے، وہی خدا جو عزت بخشتا اور ذلت دیتا ہے، کبھی بے سبب کے ایسا نہین کرتا - خود ہی فرماتا ہے "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۞ وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا" ہم عذاب نہین دیتے جب تک پیغمبر نہین بھیجتے اور جب ہم چاہتے ہین کہ کسی گانوکو تباہ کرین تو دولتمندونکو حکم دیتے ہین وہ فسق کرتے ہین پس اوس گانون پر حکم پورا ہو جاتا ہے اور ہم اوسکو بالکل تباہ کر دیتے ہین" سبب اور نتیجے کا سلسلہ نہ کسی دہریہ یا ملحد یا عیسائی

یا فلاسفر سے نہین سیکھا - بلکہ ہمکو ہمارے سچّے خدا نے اپنے سچّے کلام مین اور ہمارے سچّے رسول
نے اپنے سچّے حکم اور سچّے قول اور سچّے عمل سے اس مسئلہ کو سکھایا ہے، آخرت جو منتہا سے مقصود
اسلام ہے، وہ خود کیا ہے سلسلہ انہین اسباب اور نتایج کا - "اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ"
کیا ہی متن اسی مضمون کا ہے جسکی جتنی بڑی شرح چاہو کرو، اور جتنے لمبے حاشیے چاہو لکھو - امید اور خوف جو
دو بڑے لفظ قرآن مجید مین استعمال کئے گئے ہین وہ کیا ہین؟ سبب اور مسبب کے سلسلہ کے ثبوت -
کیا خوب فرمایا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے امید کی تعریف مین " اَلرَّجَاءُ هُوَ ارْتِیَاحُ الْقَلْبِ
لِانْتِظَارِ مَا هُوَ مَحْبُوْبٌ عِنْدَهٗ - وَلٰکِنَّ ذٰلِكَ الْمَحْبُوْبَ الْمُتَوَقَّعَ لَابُدَّ وَاَنْ
یَّکُوْنَ لَهٗ سَبَبٌ فَاِنْ کَانَ اِنْتِظَارُهٗ لِاَجْلِ حُصُوْلِ اَکْثَرِ اَسْبَابِهٖ فَاِسْمُ الرَّجَاءِ
عَلَیْهِ صَادِقٌ - وَاِنْ کَانَ ذٰلِكَ اِنْتِظَارًا مَعَ اِنْخِرَامِ اَسْبَابِهٖ وَاضْطِرَابِهَا
فَاِسْمُ الْغُرُوْرِ وَالْحُمْقِ عَلَیْهِ اَصْدَقُ مِنْ اِسْمِ الرَّجَاءِ - یعنی امید خوش ہونا
ہے دل کا اوس چیز کے انتظار مین جو وہ چاہتا ہے لیکن اس متوقع چیز کے ملنے کے اگر اسباب مہیا ہین
تو اوسکے ملنے کے انتظار پر امید کا نام صادق ہے، لیکن بغیر ہونے اون اسباب کے اوسکے انتظار پر حماقت
اور غرور کا لفظ زیادہ صادق ہے بہ نسبت امید کے - مثلاً اگر کسی کاشتکار نے اول ایسی زمین منتخب کی
ہو جو کاشت کے لایق ہو، اور اوسمین عمدہ اور تازہ بیج ڈالا ہو، اور پانی سینچے اور خودرو گھاس کے نکالنے اور
دانہ پڑنے کے بعد چڑیون وغیرہ سے اوسکی حفاظت کی ہو، اور تا تیاری فصل کے ہر وقت اوسکی خبر رکھتا رہا ہو،
ان تمام اسباب کے جمع کرنے اور اون مدارج کے طے کرنے پر جو اوسکے اختیاری تھے اگر وہ امید کرے
اپنے کھیت سے پیداوار پانی کی، اور بھروسہ کرے خدا پر آفات ارضی و سماوی سے، جو اوسکے اختیاری نہین
ہین، بچانیکا - تو بلاشبہ اوسکے انتظار کو ہم امید کہین گے - مگر جو کوئی زمین ہی نہ تلاش کرے، یا زمین
اوسکی بنجر ہو، جو کھیتی کے قابل نہو، یا وہ بیج نہ ڈالے یا سڑا گلا بیج ڈالے، یا بیج ڈالے جَو کا اور امید کرے

گیہون کے، یا بیج ڈالنے کے بعد اوسکی خبرگیری نکرے، تو ایسے شخص کے انتظار کو حماقت اور غرور کہنا چاہیئے نہ امید۔ شعر

| | |
|---|---|
| تَرْجُوالنَّجَاۃَ وَلَمْ تَسْلُکْ مَسَالِکَھَا<br>تو نجات کی امید رکھتا ہی اور اُسکے رستو نپر چلا ہی نہین | اِنَّ السَّفِیْنَۃَ لَا تَجْرِیْ عَلَی الْیَبَسِ<br>کشتی کہین خشکی پر چلتی ہے۔ |

یہ عمدہ تعریف امید کی اور یہ عمدہ مثال امید کی اور یہ فرق جو امید اور حماقت کی باہم امام صاحب نے بیان فرمایا ہے، گویا سبب اور نتیجے کے سلسلہ کی تصویر ہے، اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ صرف محسوسات اور موجودات عالم مین ہی پایا نہین جاتا بلکہ تمام حوادث دنیاوی اسی سلسلہ کے پابند ہین۔ اسلیئے ہمکو قومی عروج اور زوال کے تاریخی واقعات ہی سے مطلع ہونا کافی نہین ہے، بلکہ اوسکے اسباب دریافت کرنے لازم ہین۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری تاریخین اس سے خالی، اور ہمارے مورخین اس سے غافل ہے۔ اگرچہ پانسو برس ہوئے کہ ہمارے یہان کے ایک عالم علامہ ابن خلدون نے منجملہ اور باتونکے تاریخ لکھنے والے کو محتاج اسباب کا اقرار دیا ہے، کہ ہر واقعہ کا سبب اور ہر حادثہ کی علت سمجھ سکتا ہو مگر افسوس ہے کہ یہ خیال کتاب ہی مین رہا، اور اوسپر ہمارے مورخین نے لحاظ نکیا۔ اسواسطے ہمکو اپنی ترقی اور تنزل کے اسباب تلاش کرنے مین اپنی طبیعت یا غیر قومونکی رائے سے مدد لینی ہوگی اور اسیواسطے وہ اسباب جو قومی تنزل کے مین بیان کرتا ہون، منجملہ اختلافی مسایل کے رہین گے۔

## اسباب تنزل

صاحبو! جب ہم دنیا کی اور قومون اور اپنی قوم پر نظر کرتے ہین، تو معلوم ہوتا ہے کہ جو سلسلہ قدرت نے قومونکی ترقی اور تنزل کا بنا رکھا ہے اوسیکے موافق ہمارا بھی عروج اور زوال ہوا۔ قومون کا بڑہنا و اور گھٹنا ہمیشہ ایک ہی طور پر ہوا کرتا ہے، محنت اور جفاکشی سلطنت کے آگے آگے چلتی ہی غدر اور انقلاب، اطمینان اور عیش کے پیچھے لگے رہتے ہین۔ جفاکش سپاہی سلطنت اور دولت حاصل کرتے ہین۔

سلطنت اور دولت اول مہذب اور تربیت یافتہ بناتی، پھر عیش اور نفسانی لذتون مین اونکو مبتلا کرتی ہے جس سے بادشاہ اور امیر آرام طلب، سست، کاہل، اور بزدل ہوکر سلطنت، امارت، حکومت، سب کو خیرباد کہدیتے ہین۔ سلطنت اور دولت کے ساتھ علم وتہذیب یا تمدن وشایستگی، بلکہ قوم بھی رخصت ہوجاتی ہے۔ ہم مسلمانون کا یہی حال ہوا کہ اول تو اونمین ایک جوش پیدا ہوا، جس سے وہ شرق سے غرب تک پھیل گئے، دنیا کے بڑے بڑے حصون پر قابض ہوئے، بڑی وسیع سلطنت قایم کی علوم وفنون سیکھے، تہذیب وشایستگی پھیلائی، عیش وعشرت، اور ثروت کی کوئی حد نہ رہی، پھر آرام طلب ہوئے دماغون مین سستی مزاجونمین کاہلی آئی، جس سے خلافت اور سلطنت کھو بیٹھے، علم وتہذیب سے بے نصیب ہوگئے یعنی جن درجون کو طے کرتے ہوئے اوپر چڑہے تھے، اونہین زینون سے اوترتے ہوئے نیچے آگئے۔

ہماری ترقی کا پہلا زینہ تھا مذہبی جوش، اور عربی حمیت، اور عربی عصبیت۔ تین صدیون مین ہمنے ان زینون کو طے کیا تھا اور تیسری صدی مین ہم اپنے عروج، اور ترقی کے انتہا درجے پر پہونچگئے۔ وہان پہونچکر ہم ٹھہر گئے، اور ملکی اور مذہبی ترقیان ختم ہوگئین۔ بقول ایک یورپین مورخ کے وہ خیالات اور اسباب جو اسلام اور اون ملکی قوتون اور خاندانون کے مخصوص تھے، جنمین اسلام کی ابتدا ہوئی تھی، امتداد زمانہ کی وجہ سے یا تو ضعیف اور کمزور ہوگئے، یا اون معمولی اغراض مین دفن ہوگئے جنپر عموماً انسانی رویہ اور رفتار کا مدار ہے۔ جون جون زمانہ گزرتا گیا، مسلمان دنیاوی زینت اور عیش کے مطیع ہوتے گئے اور بہادر سپاہی سے آرام طلب امیر بنگئے اور سلطنت کے کاروبار مین دوسرے لوگ دخیل، اور رفتہ رفتہ خلیفہ اور خلافت دونون پر حاوی ہوگئے۔ عرب کی وہ خاص اور ممتاز جنگی حیثیت، جسکی بدولت وہ مسلمان شاہی خاندانون کے حکم اور مذہب اسلام کے پھیلانے کے بڑے ذریعہ تھے، تیسری صدی مین غارت ہوگئے دنیا کی نعمتون اور دولت کی لذت سے اونکا ابتدائی جوش تو جا ہی چکا تھا، اسپر جب خلفا اپنے لوگون

یعنی عرب کو رشک اور بے اعتنائی کی نظر سے دیکھنے لگے، اور اونکا عمدہ فوجی انتظام مٹ گیا، اور عربونکی قوت ٹوٹ گئی، اور وہ اپنی بدویت پر رجوع کر گئے اور غیر قوم کے اُجرتی سپاہی، اور غلام اونکے جانشین ہوئے، اوسوقت سے اونکا نشان پولیٹکل جماعت مین خود مختار قوت کی حیثیت سے کہین پایا نہین جاتا - عربون کی قوت ٹوٹ جانے سے خلافت کو بڑا صدمہ پہونچا، اور آخرکار قریشی خاندانون کی خلافت کا خاتمہ ہی ہوگیا - تھوڑے دنون مین نہ عربی فوج رہی نہ عرب حکومت، نہ عربی خلافت کا پتہ رہا - نہ عباسیون کا نشان،

اگرچہ چند صدیون تک اوسکے بعد مسلمانی سلطنت قایم رہی، اور بعض حصون مین نئی قومون نے کبھی کبھی اسلام کا جوش بھی ظاہر کیا، مگر وہ ایسا محدود اور مختلف رہا، کہ اوسکا اسلامی حکومت پر تمام دنیا کے یکسان اثر نہ پڑا، اور نہ کوئی ایک مسلسل زمانہ جھگڑے اور انقلاب، اندرونی فساد، خونریزیون اور سازشون سے پاک، کسی اسلامی سلطنت پر گزرنے پایا ان ہی اسباب سے تنزل ہوا جسکی تفصیل یہ ہے -

## پہلا سبب

### خلافت کا جمہوری سے شخصی سلطنت ہوجانا اور خلفاء اور سلاطین کا خود مختار ہونا اور شریعت کے احکام کا پابند نہونا

شروع مین اسلامی خلافت کی صورت جمہوری سلطنت کی سی ہے - مسلمانونکی جماعت گویا ایک ایسا گروہ تھا جنکے مقاصد اور اغراض ایک تھے، اور جنکی حُریت اور آزادی کا کوئی مزاحم نہ تھا - خلیفہ شریعت کے احکام کا تابع، مسلمانونکے حقوق کا محافظ، اور اونکی آزادی کا حامی، اور بیت المال کا امین ہوتا، شرعی احکام اوسپر ویسے ہی نافذ ہو سکتے جیسے کہ عام رعایا پر، حقوق العباد کی حفاظت اوسپر ویسے ہی واجب ہوتی جیسے کہ

حقوق اللہ کے۔ کیسی صحیح تعریف کی ہے خلافت کی جسنے کی ہے کہ ھی الریاستہ العامۃ فی التصدی لاقامۃ الدین باحیاء العلوم الدینیۃ واقامۃ ارکان الاسلام والقیام بالجہاد وما یتعلق بہ من ترتیب الجیوش والفرض للمقاتلۃ واعطائہم من الفئ والقیام بالقضاء واقامۃ الحدود ورفع المظالم والامر بالمعروف والنہی عن المنکر نیابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ خلافت ریاست عامہ کو کہتے ہین جسکا مقصد دین کو قایم کرنا ہو علوم دینیہ کے زندہ کرنے سے اور ارکان اسلام کے قایم کرنے سے اور جہاد کی مستعدی سے اور جو کچھ اوس سے متعلق ہے مثلاً فوجون کی ترتیب۔ لڑنے والونکے روزینے۔ غنیمت کی تقسیم۔ عدالت کا قیام۔ حدود کی اقامت۔ جرایم کا روکنا۔ اچھی باتون کا حکم۔ بری باتونکی روک اور یہ سب باتین بحیثیت جانشینی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہون"۔ مگر خلافت کی یہ تعریف صرف خلفاء راشدین پر صادق رہی جنہون نے نہ کبھی خود مختاری کا خیال کیا، نہ کبھی معصومیت اور خطا سے پاک ہونیکا دعویٰ۔ وہ بلاشبہ ان فرایض کے پابند اوران شرایط کے جامع تھے، پڑہو وہ خطبہ حضرت صدیق اکبر کا جو جنہون نے اپنی خلافت کی شروع مین فرمایا تھا، کہ "اے مسلمانو مین ویسا ہی آدمی ہون جیسے کہ تم ہو، نہ خطاؤن سے معصوم ہون نہ غلطیون سے محفوظ نہ تم سب سے بہتر اور اچھا ہون اسلئے تم میری خبرداری رکھنا، جو باتین میری خدا اور اوسکے رسول کے احکام کے موافق ہون اونمین میری تبعیت کرنا، اور جسمین مجھے لغزش کرتے ہوئے دیکھنا مجھے سنبھالنا"۔ افسوس کہ تیس برس سے زیادہ یہ اسلامی خلافت نہ چلی نہ خلفاے راشدین کے بعد جو خلیفہ ہوئے وہ ان فرایض کے پابند رہے ملکاً عضوضاً کی پیشین گوئی صادق آئی اور خلافت خود مختار سلطنت اور ڈسپاٹک گورنمنٹ ہوگئی"۔ سلاطین اور بادشاہ آزاد ہوگئے اور لذات نفسانی مین منہمک، نہ اونکو قوم کا ڈر رہا نہ شرع کا، نہ اونہون نے مذہب کا خیال رکھا نہ انصاف کا۔ ایک خلیفہ تھے حضرت علیؑ کہ اپنے بھائی عقیل کو ایک درم حصہ سے زیادہ

زیادہ ندیا اور ایک وہ خلیفہ تھے کہ رکاب سے پانون نکالنے کے اول ایک صوبہ کی آمدنی خوشامد کرنیوالونکو بخشدی - ایک خلیفہ تھے حضرت عمرؓ کہ جب اونکے پاس روم کا سفیر آیا تو زمین پر فرش تک نہ تھا - اور ایک تھے خلیفہ مقتدر باللہ جنکی جلو مین سات ہزار خواجہ سرا، اور جنکی ڈیوڑھی پر سات ہزار دربان، اور جنکے محل مین ۲۸ ہزار مشجر زربفت کے پردے پڑے تھے - اگر خلافت کا ابتدائی اصول قایم رہتا اور خود مختاری سلطنت کی بنیاد اسلام مین جلد نہ پڑجاتی، تو یقیناً مسلمانی گورنمنٹ دنیا کے مہذب ترین گورنمنٹون مین سے ہوتی، اور بہت دنون تک دنیا مین قایم رہتی - خود مختاری نے اسلامی سلطنت کو بہت نقصان پہونچایا اور بادشاہونکی مطلق العنانی نے سلطنت کو بہت جلد تباہ کیا -

تیس برس کا زمانہ چھوڑ کر اگر اسلامی خلافت اور مسلمانی سلطنت پر مورخانہ نظر ڈالی جاے، تو اس خود مختار سلطنت کی مختلف حالتین اور متناقض کیفیتین نظر آئینگی - کسی خلیفہ کو آپ نہایت سفاک بے رحم اور ظالم پائینگے جو مقتولون کی لاشون پر خوان نعمت بچھائے ہوئے خوشی سے کھانا کھا رہا ہے مظلوم بیگناہ یتیمون اور بیواؤن کی آہ وزاری کی دردناک صداؤن مین خوش الحان مطربونکے گانے سن رہا ہے کسی ظل اللہ کو آپ دیکھینگے، کہ معدلت کی کرسی پر بیٹھا ہوا انصاف کر رہا ہے عدل کی ترازو ہاتھ مین ہے بیواؤن اور یتیمون کی فریاد کے لئے دروازہ کھلا ہوا ہے عمری صولت فاروقی ہیبت چہرے سے عیان ہے، مفتی وقاضی علماء وفقہاء کا بازار گرم ہے، بکری اور شیر گویا ایک گھاٹ پر پانی پی رہے ہین پھر کسی زمانہ مین اب سلطان وقت کو علم وہنر کا شائق پائینگے جسکی توجہ سے علم وکمال کی شعاعین ملک مین پھیل رہی ہین، علوم وفنون کے چرچے ہو رہے ہین، مدرسے اور کالج بن رہے ہین، فضلا اور حکما جمع ہین، اہل فن اور اہل کمال سے دربار بھرا ہوا ہے، بادشاہ اونکے حلقہ مین بیٹھا ہوا علمی مباحثے کر رہا ہے - اوسکے بعد آپ ایسا جاہل بادشاہ دیکھینگے جسکے تعصب اور جہالت سے ملک تاریک ہو رہا ہے مدرسے ویران خانقاہین اوجڑی پڑی ہین، علما ذلیل اہل کمال خوار ہین - غرضکہ کسی ایک صدی

اور کسی ایک ملک اور کسی ایک خاندان مین بھی یکسان حالت بُری یا اچھی آپ کو نظر نہ آویگی، بلکہ ملک کی حالت بادشاہ وقت کے خیال کے مطابق ہمیشہ بدلتی ہوئی دکھائی دیگی۔ حقیقت مین خود مختاری اور کسی اصول کی پابندی نہونے سے اسلامی زمین ہزارون رنگ بدلتی رہی، اور مختلف اور متناقض حالتین بادشاہونکی طبیعت اور مزاج اور حالت کے مطابق پیدا ہوتی رہین - اگر سلطان وقت عیش وعشرت پر جھکا، مُغنّی ومطرب کا ہجوم ہوا ساقی وندیم جمع ہوئے، صراحی وجام کے دور چلنے لگے، قلقل مینا کی صدائین، بربط وعود کے ترانے، آسمان تک پہونچے، اندر کا اکھاڑہ زمین پر اوتر آیا، نمرود کی بہشت کا نقشہ آنکھونکے سامنے پھر گیا۔ اگر خلیفۃ اللہ فی الارض اللہ کی طبیعت تورع اور پرہیزگاری پر جھکی، قاضی کے فتوے محتسب کے دُرّے جاری ہوئے، ملحد دار پر، بیدین صلیب پر چڑھے، خُم ٹوٹے، ساقی شہر بدر ہوئے، بربط وارغنون جلائے گئے، میخانے ویران خرابات خراب ہوئے، زاہدونکی بن آئی، پیر مغان کی مٹی خراب ہوئی۔ غرضکہ جسطرف بادشاہ کی طبیعت آئی، سارے ملک مین اوسیکا اثر نظر آنے لگا، اور جدہر بادشاہ کا خیال آیا اوسیطرف ساری رعایا جھک پڑی۔ اِن خیراً فخیر واِن شراً فشر۔ اس خود مختاری اور سلطنت کی تغیر پذیر حالت نے ہمیشہ اسلامی زمین پر اِذَا زُلزِلَتِ الاَرضُ زِلزَالَہَا کی کیفیت طاری رکھی اور سلطنت کو کبھی کسی مستحکم اصول پر قایم نہ ہونے دیا، نہ کسی ایک حالت کو کبھی قیام ہوا، اوسپر جانشینی کے مسلمہ اصول کے نہونے اور جانشینون کے باہمی جھگڑون اور دربار کی سازشون اور فرقہ بندیون نے کبھی دنیا کو چین نہ لینے دیا، نہ کسی ملک یا کسی زمانہ مین ایک پوری صدی اطمینان سے گزرنے پائی۔ نہ کوئی قوت بادشاہونکی خود مختاری کی روکنے والی باقی رہی نہ اونکی فضولی اور اسراف کی مزاحمت اور روک کسی قانون یا قاعدہ سے ہوسکی - خود مختاری نے اونکو دولت اور شاہی خزانون کے بیدریغ خرچ کرنے پر آمادہ کیا، اور دولت وثروت نے اونکو دنیاوی لذتون کا شیدا، اور اسراف اور فضولی نے عیاشی اور آرام طلبی کا عادی کردیا، کیا خوب کہا ہے ایک مورخ نے مسلمان بادشاہونکی نسبت، کہ بجائے اسکے کہ

بلند حوصلگی سے روحانی خوشیان حاصل کرتے، اور اعلی درجے کے خیالات پیدا کرتے، وہ اپنے شوق اور وصت کو بیہودہ شان وشوکت اور عیش وعشرت مین صرف کرنے لگے - بہادرون اور شجاعون کے انعام عورتون اور خواجہ سراؤن کو ملنے لگے۔ سپاہیون اور بہادرون کے عوض شاہی لشکر مین حور وغلمان کی بھرتی ہونے لگی - ایسے خلیفون اور ایسے بادشاہونکی رعایا کا مزاج بھی ویساہی ہوگیا، اونکا مذہبی جوش اور دلی ولولہ دولت کی افراط سے سرد پڑگیا، و برخلاف اپنی بزرگونکی صحبت کے کامونمین دولت کے خواہان، اور علم کی طلب مین نیکنامی کے طالب اور خانگی امور مین آرام اور عیش کی جویا ہو گئے - ایسی صورت مین مسلمانی سلطنت کے قیام اور اوسکے استحکام کی کیا توقع ہوسکتی تھی اور وہ کونسے ایسے مستحکم اور عمدہ اصول پر مبنی تھی جو مدتون تک زوال کے صدمون سے محفوظ رہتی، اوسکا ان انقلابون مین محفوظ رہنا اور باوجود ایسی حالتون کے اتنے دنون تک برقرار رہنا ہی باعث تعجب ہے، نہ اوسکا زوال - نو سو برس سے یہ عمارت ہل رہی تھی مگر اب اوسے یورپ کے سیلاب نے بالکل تباہ کردیا، اور اوسکی علمی اور تمدنی قوت نے اوسکے ٹکڑے کردئے اس سے پیشتر چونکہ انقلاب اسلامی حدود کے اندر محدود رہتا اور ایک اسلامی خاندان کے بجائے دوسرا کوئی مسلمان خاندان تخت سلطنت پر قایم ہوجاتا اسلیئے اوسکا اثر ظاہر اسلام پر نہ پڑا اور عیسائی غیر قومون کی کمزوری نے اتنے برسون تک اس کمزور عمارت کو قایم رکھا، اب آخر یورپ کے علمی سیل کے سامنے وہ نہ رہ سکی، اور نہ سوائے چند حجرون کے کوئی عمدہ اور عالی شان اور خوبصورت حصہ اوسکا گرنے سے باقی رہا - وَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوۡمٍ سُوۡٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ اور جب خدا کسی قوم کے ساتھ برائی کرنی چاہتا ہی تو اوسکی کوئی روک نہین -

## دوسرا سبب

## اسلام مین اختلاف کا پیدا ہونا اور مسلمانونکے متفرق فرقے ہوجانا

مسلمانون مین اختلاف کا پیدا ہونا، اور مسلمانونکے متفرق فرقے ہوجانا بھی ہمارے زوال کے

بڑے اسباب مین سے ایک بڑا سبب ہے، اور اونمین سب سے بڑا اختلاف، مذہبی اختلاف ہے، جسکا بیج ابتداہی زمانہ مین پڑا، اور امامت کا جھگڑا اوسکا سبب ہوا۔ اس سے مسلمان جنکی تعریف مین خدا نے فرمایا تھا۔ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا تم خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔ ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے، اور کافرون کو چھوڑ اپنے آپسمین لڑنے لگے، حقیقت مین وہ بغض وعناد کا بیج جو امامت کے اختلافی مسئلہ سے عرب کی زمین اور مسلمانونکے دلونمین پڑا، وہ اپنے بڑے بڑے تلخ اور زہریلے پھل لایا، اوسنے مسلمانونکے خونکی ندیان بہا دین، اسلام کی مضبوط بنیاد کو ہلادیا، غیرون کو حملہ کرنے اور اسلام پر غالب آنے کی جرأت دلائی، باہمی محبت اور اختلاط اور ہمدردی کا نام نہ رکھا، اس سے مسلمانونکی باہم سلطنت اور ریاست پر ہی لڑائیان نہین ہوئین بلکہ اوسکا مہلک اثر ہر قبیلے اور ہر خاندان بلکہ ہر گھر مین ہونے لگا، اور نہایت قوت سے وہ ابتک موجود ہے۔ پھر یہ اختلاف اسی پر نہ ٹھہرا، بلکہ دوسری شکل اور دوسرے رنگ مین جلوہ دکھانے لگا، چھوٹی چھوٹی باتون اور خفیف سے خفیف مسئلون مین اتنا اختلاف ہوگیا، کہ اسلامی جماعت کی صورت ہی کہین نظر نہین آتی، اور اختلاف اور جھگڑے کے سوا اتحاد کا نام ونشان تک کہین پایا نہین جاتا۔ ساری اسلامی زمین مین کہین مجموعی قوت کا سایہ تک نظر نہین پڑتا۔ چونکہ دین ہی نے اتفاق پیدا کیا تھا، اور یہی وہ بڑی نعمت تھی جو خدا نے ہمکو دی تھی اور یہی وہ بڑا احسان ہے جو ابتدا مین اوسنے ہمپر کیا تھا، جسکو امتنانًا خود فرماتا ہے۔ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ۔ اون لوگون کے دلونمین الفت دی۔ اگر تو ساری زمین کی چیزین خرچ کرتا تو بھی اونکے دلونمین الفت نہ پیدا کرسکتا۔ لیکن یہ الفت اونمین خدا نے پیدا کی۔ آخر دین ہی کے اختلاف سے اوسکی بنیاد شروع ہوئی اور یہ نعمت خدا نے ہم سے لے لی، اور ہمکو اختلاف اور جھگڑون اور فسادون مین ڈالکر نہ دنیا کا رکھا نہ دین کا۔ ملکون کو جانے دیجیے، سلطنتون کا ذکر نہ کیجیے، صوبون اور شہرون پر خاک ڈالیے، کوئی دو خاندان

دوگھر بلکہ دو دل مسلمانونکے ایسے بتادیجئے کہ اونمین اتفاق ہو، اور ایک دوسرے سے عداوت اور دشمنی یا رشک وحسد رکھتا ہو، اور کیا مذہبی اور کیا دنیاوی، کیا خانگی کیا خیالی باتون سے اس کمبخت نفاق اور اختلاف کے سبب دو مسلمان ایک دوسرے کے مخالف نظر آتے ہون - گبن جو ایک بڑا نامی مورخ ہی وہ اپنی تاریخ مین اول زمانہ کے مسلمانونکی بے نظیر حب الوطنی کی شہادت مین لکھتا ہے کہ جب عقبیہ یونانیون اور افریقہ والونکی بغاوت عام کی وجہ سے بحر اوقیانوس کے ساحل سے مراجعت کرنے پر مجبور ہوئے تو اوسوقت اونکے لشکر مین ایک مسلمان قیدی تھا، جسنے خود عقبہ کی جگہہ پر مقرر ہونکی درخواست کی تھی، اور نہایت جانی دشمن اوسکا تھا باغیون نے اوسکی ناراضی اور انتقام لینے کے اعتماد پر اوس سے سازش کرنی چاہی، اوسنے نہایت حقارت سے اونکی درخواستونکو نامنظور کیا اور اونکی سازش اور منشا کا افشا کر دیا - سردار نے عین خطرہ کے وقت مین جبکہ اوسکو اپنی جان کا خوف تھا اوسکی بیڑیان کاٹ ڈالین اور چلے جانے کا مشورہ دیا، اوسنے اپنے رقیب کے جھنڈے تلے مرنا پسند کیا، اور دوستونکی طرح بغل گیر ہوکر اوسکے ساتھ شہادت کا خواہان ہوا، دونون نے اپنی تلوارین میان سے نکالین، اور اوسوقت تک ڈٹ کر لڑتے رہے کہ اپنے ہموطنون کے آخری مقتولونپر ایک دوسرے کے پہلو مین مر گرے - کیا حال کے زمانہ مین کوئی مثال اسکی بتا سکیگا، درحقیقت وہ تھے اعضاے یکدیگر، اور ہم لوگ ہین اعداے یکدیگر، اپنی ذاتی خواہشون، ذاتی دعوون کے سبب نہ قوم کا خیال، نہ اسلام کی پرواہ - کون سی آفت مسلمانون پر آتی ہے، جسکی بنا خود مسلمانونکے نفاق پر نہین ہوتی کون سی ذلت مسلمانون کو نصیب نہین ہوتی ہے جسکا اصلی سبب خود مسلمانون کا اختلاف نہین ہوتا - دہلی کی سلطنت اسی صدی مین کسنے غارت کی، نادر شاہ کو پانی پت سے کسنے لوٹنے ندیا، اور کون دہلی مین لایا، اور قتل عام کرایا، ترکون کو اسی آخری جنگ مین روسیونکے ہاتھ سے شکست کسنے دلائی، سلیمان کو عثمان پاشا سے کسنے نملنے دیا، حال مین جو کوشش مسلمانونکی قومی ترقی کے لئے کیجاتی ہی، کون اوسے چلنے نہین دیتا، اور کون اوسکی بربادی کے سامان

جمع کر رہا ہے، اس گئے گزرے زمانہ مین جو گوشہ نشین ہمارا بہادر سر سید کر رہا ہے کون اوسکی ناکامیابی چاہتا ہے، کون اوسکی راہ مین روڑے ڈالتا ہے - خود اوسیکے بھائی مسلمان - کسلیئے وہ یہ کرتے ہین، صرف اوس اختلاف کی وجہ سے جسکا بیج عموماً مسلمانونکے دلونمین پڑا ہوا ہے - فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ - پس خدا اون چیزون کا قیامت مین فیصلہ کریگا جنمین اون کو اختلاف ہے -

## تیسرا سبب

## مسلمانونمین قومی آزادی کا نہونا

یہ بات بھی کچھ کم مسلمانونکی تباہی کی نہین ہوئی، کہ کبھی مسلمان ایک قوم نہوئے اور متحد المذہب فرقون نے بھی اپنے آپ کو متحد اور آزاد قوم نہ بنایا، درحقیقت "نیشن" کے لفظ کا اطلاق کسی ملک کے کسی فرقہ کے مسلمانون پر کبھی نہ ہوا نہ ہوسکتا ہے، اونہون نے اپنے حقوق کا مطالبہ نکیا، اپنی قومی آزادی کے لیے وہ متحد نہوئے جس سے خود مختار بادشاہونکی غیر محدود اختیارات کی روک تھام ہوتی اور مسلمان ایک قوم کی حیثیت سے ایک دوسرے کے شریک ہوتے -

ذرا تاریخ ملاحظہ فرمایئے کہ جتنی اندرونی جنگین ہوئین، کوئی بھی حقوق اور آزادی کے حاصل کرنیکے لیے ہوئین - جتنی لڑائیان ہوئین، وہ یا تو مذہبی تھین، یا کسی ذاتی یا قومی عداوت کی وجہ سے پیدا ہوتی تھین، مگر ہر حالت مین نتیجہ واحد تھا، کہ کسی ایک خاندان کے لیے حکومت حاصل کرنیکی غرض سے جنگ ہوئی، اور فاتح نے مفتوح کے ساتھ ہمیشہ انتقام مین وہی برتاؤ جابرانہ اور ظالمانہ کیا، جو خود اوسکے ساتھ مفتوح نے ایک زمانہ مین کیا تھا - کسی صورت مین بھی کہین یہ بات پائی نہین جاتی کہ قوم نے ایکدل ہوکر اپنے حقوق اور اپنی آزادیونکی حاصل کرنے مین فکر کی ہو - اسلامی تاریخ مین کوئی بھی واقعہ اس قسم کا نہین ہے، جیسا کہ

رُنّیمیڈ ( Runnymede ) کے چھوٹے جزیرے پر انگلستان مین پیش آیا تھا، آپ لوگونکو معلوم ہے کہ انگلستان کی رعایا نے اپنے اُمرا کی سرپرستی مین اسی مقام پر بادشاہ سے اپنی آزادی کے فرمان پر بجبر دستخط لئے تھے۔

قومی اتحاد جیسا کہ ہم آجکل یورپ مین دیکھتے ہین ہم لوگون مین کبھی قایم نہوا - ایک قبیلہ، ایک خاندان چندروز تک حکمران رہا، اور اوسکے بعد دوسرا اوسکا جانشین ہوگیا - اسپین اور انگلستان دونون کی نوسو برس پیشتر جو حالت تھی، اوسکا مقابلہ کیجئے - اسپین کو پہلے افریقہ کے لوگون نے فتح کیا، اور پھر عربون نے، انمین اکثر بہت سے نوسلم خاص وہانکے رہنے والے شریک ہوگئے، اسیطرح افریقہ سے بھی لوگ وقتاً فوقتاً وہان آتے رہے اور بستے گئے، مگر ان سب لوگونمین آپسمین رقابتین اور نفاق اور مذہبی عداوتین قایم رہین - انگلستان مین بھی نوسو برس پیشتر یہی حالت تھی، کہ خاص وہان کے باشندے ڈِنز اور سیکسن آپسمین لڑتے بھڑتے رہتے تھے، اسکے بعد نارمنڈی سے ولیم نے اس جزیرہ پر فوج کشی کرکے فتح کی - مگر دو صدیان بھی نگزرین تھین کہ یہ سب لوگ خلط ملط ہو کر ایک ایسی قوم بنگئی، جنکے اغراض ایک، خواہشین ایک، اور آزادی کے خیالات ایک، تھے - یہی وہ طریقہ ہے جسکی وجہ سے انگلستان کی آج یہ عظمت قایم ہے - وہان کی رعایا ایک دل ہے، مگر غالباً اس سے بھی بہتر مثال مختلف افراد کے اتفاق کی امریکہ مین ملتی ہے - مختلف ملکون سے جلاوطن ہو کر لوگ یہان آباد ہوئے ہین - انگریز ( English ) آیرش ( Irish ) اسکاچ ( Scotch ) جرمن ( German ) ڈچ ( Duch ) سولیس ( Swiss ) اسٹرین ( Anstrian ) فرنچ ( French ) سوئیڈ ( Sweed ) اور ڈین ( Dane ) ہر قوم کے شخص امریکہ مین موجود ہین، اور اب بھی جاتے ہین، مگر حالت یہ ہے، کہ امریکہ کی ہوا لگی نہین، کہ خیال مین اور خواہشون مین امریکہ کے باشندے بنگئے، گو مذہب مختلف ہون

مگر یہ قومی خیال واحد ہے - آپسمین مختلف پولیٹیکل فرقون مین گو کتنی ہی تفریق کیون نہو، مگر جہان کسی دوسرے ملک کا نام آیا کہ سب کے سب ملکر ایک قوم ہوجاتے ہین - یہ وہ جوش ہے جو ہماری قوم کے سینہ مین کبھی موجزن نہین ہوا - مسلمانونکی مختلف قومون مین اگر کوئی خیال عام ہے تو وہ مذہب ہے - اگرچہ یہ سب مسلمان ہین، اور باوجودیکہ ہزار برس گذر چکے مگر قومیت کے لحاظ سے عرب عرب ہین، ترک ترک ہین، تاتاری تاتاری ہین، ایرانی ایرانی، افغان افغان اور مغل مُغل، ایک کو دوسرے کے ساتھ کچھ ہمدردی نہین -

## چوتھا سبب

## تعلیم اور تہذیب کے ترقی کا سلسلہ برابر جاری رہنا

باوجود اوس بے نظیر اور قابل تعریف ترقی کے، جو کہ ہم مسلمانون نے علم و تہذیب مین کی، ہماری ترقی اضافی اور محدود تھی، نہ اونکا سلسلہ برابر جاری رہا، نہ وہ ایسے عام ہوئے، کہ ہر زمانہ اور ہر ملک اور ہر فرقہ کے مسلمان اوس سے مستفید ہوتے، اور نہ وہ ترقی اوس درجہ تک پہونچی کہ جس سے پیچھے ہٹنا اسلامی گروہ کو ناممکن ہوتا، اور وہ علمی خیال، اور طبیعت کی آزادی، اور وہ دل کا جوش، اور وہ عام انسانی ہمدردی اور وہ تحقیق کا شوق، جو کہ خاص خاص زمانے، خاص خاص ملک، خاص خاص فرقون، مین پیدا ہوا تھا، قومی عادت، قومی خصلت ہوجاتا، اور جس سے اوہام اور وسوسے، جو پھل پھول جہالت کے زہریلے درخت کے ہین، اسلام کی زمین مین پیدا ہوتے، اور اوسکے وہ بُرے نتیجے جو اسلام کو اُٹھانا پڑے، نہ اُٹھانے پڑتے - بلکہ بجائے اسکے ہماری علمی اور تمدنی ترقی محدود رہی - اگر کسی زمانہ، کسی ملک، کسی فرقہ، مین کسی خلیفہ، یا بادشاہ کی توجہ اور حمایت سے فلسفہ اور حکمت کا چرچا ہوا، حکیم اور فلسفی جمع ہونے لگے، کتابون کی تصنیف اور علوم کی ترقی شروع ہوئی، لوگون کے دلونمین شوق پیدا ہوا، دماغی قوتون کو تحریک ہوئی -

چند دن نگزرنے پاے کہ اوسکا جانشین دوسرے خیال کا سلطنت کے تخت پر بیٹھا، اور حضرات فقہا اوسپر غالب آئے، اور اوسکے خیالات بدل گئے - پھر کیا تھا وہ ساری کوششین بند، ترقی مسدود - اچھے سے اچھے زمانہ کو اشاعت علوم کے لیجیے اور تاریخ کے صفحے اولٹنے شروع کیجیے ایک صفحہ مین نظر آئیگا کہ رُوم اسکندریہ اور ایران سے صدہا اونٹ کتابون سے بھرے ہوے چلے آرہے ہین، ترجمہ ہو رہا ہے، فلسفہ اور حکمت کا بازار گرم ہے، مدرسے بن رہے ہین، طلبا کا ہجوم ہے، الٰہیات، طبعیات، منطق، ہیئت، ہندسہ کی تعلیم جاری ہے، فلسفہ کی کتابون سے کتب خانے بھرے ہوئے ہین، حکمت کی کتابین سُنہری الماریون مین رکھی ہوئی ہین - دوسرا ورق لوٹتے ہی یہ سارا دفتر اولٹا نظر آئیگا، دوسرا ہی نقشہ دکھائی دیگا، کوئی مُفتی یا ملا صاحب ممبر پر بیٹھے ہوئے فلسفہ کی حرمت کا وعظ کر رہے ہین، تحصیل حکمت پر کفر و الحاد کے فتوے جاری ہین، کتابین جل رہی ہین، فلسفہ کا دفتر اولٹ رہا ہے، منطق، طبعیات، کی نایاب کتابونکے ورق پھٹ پھٹ کر ہوا مین اوڑ رہے ہین، فلسفی شہر سے نکالے جا رہے ہین حکیمون پر کوڑے پڑ رہے ہین - غرضکہ کب اتنی آزادی ملی، کہ دماغی ترقیون کا سلسلہ مسلسل کسی لمبے زمانہ تک جاری رہا ہو، اور اوہام اور وساوس کی سخت اور مضبوط بیڑیان علم و تہذیب کے پائون مین نڈالی گئی ہون - اگرچہ اسپر بھی روشن ضمیر عالی دماغ مسلمان جو علم کا ذایقہ چکھ چکے تھے، علم کے قایم رکھنے مین کوشش کرتے رہے، اور اون غلطیون کے درست کرنے مین، جو علوم و فنون کی ترقی کے مانع ہوئین نہایت ساعی رہے، مگر زیادہ تر وہم کو عقل پر، اور وسوسہ کو علم پر، اور فقہا کو علما پر غلبہ رہا، اور فلسفہ اور حکمت کی ترقی نہونے پائی - اسوقت میرے ہاتھ مین ایک رسالہ ہے جسمین اون کتابونکے نام لکھے ہین جو پچھلے زمانہ مین عرب کے مدرسون مین پڑہائی جاتی تھین - اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بغداد، نیشاپور اور دمشق وغیرہ بڑے بڑے اسلامی کالجون اور مدرسون مین کس قسم کی کتابین پڑہائی جاتی تھین مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اون درسی کتابون مین فلسفہ کی کتابونکے نام بہت ہی کم ہین - بغداد کے

مدرسۂ نظامیہ مین ۳۶ کتابون کے نام ہین، اونمین صرف دو کتابین منطق اور معقولات کی ہین وہ بھی معمولی نیشاپور کے مدرسہ نظامیہ مین ۱۲ کتابونکے نام ہین جو سب مذہبی ہین - اسیطرح ۳۷ مختلف مدارس مین ۲۴۶ کتابونکی تفصیل ہے جسمین ایک کتاب بھی درحقیقت وہ نہین ہے، جسپر فلسفہ اور حکمت کا اطلاق ہو اور ایک دوسری بڑی ضخیم کتاب لندن کی چھپی ہوئی اسوقت میرے پاس موجود ہے، جسکے ۴۰۵ صفحے ہین اور اوسمین اون کتابونکی فہرست ہے جو کہ اب مصر کے ۲۸ مختلف کتب خانون مین موجود ہین، اوس مین ۱۰۰۰۶ کتابونکے نام ہین، انمین صرف ۴۷ کتابین منطق وغیرہ کی ہین اور وہ بھی سب معمولی، جنکو ہمارے قطبی اور صدرہ کے پڑہنے والے بھی جانتے ہین، کوئی کتاب عزیز الوجود اون مین وہ نہین ہے جو نامی مسلمان فلسفیون نے تصنیف کی تھین اور جنمین سے بعض بعض اب جرمن ولندن اور پیرس کے کتب خانون مین پائی جاتی ہین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ ہمارے یہان کی یونیورسٹیون مین حکمت و فلسفہ کی تعلیم عام طور پر ہوئی اور نہ عموماً لوگونکو ان علوم کا شوق تھا - انکی تعلیم خانگی طور پر ہوا کرتی اور خاص خاص خاندان یا خاص خاص اشخاص ان علوم سے واقف ہوتے - ان علوم کی عام ترقی کچھ تو مذہبی عقاید مین خلل آنے کے خیال سے نہ ہونے پائی اور کچھ اونکے غیر مفید ہونے سے - اسلئے کہ جو علوم ایسے تھے کہ جنکا اثر مذہبی عقاید پر نہین پہونچتا تھا اور جو مفید بھی تھے وہ تمام سلمانی ملکونمین پھیل گئی جیسے کہ طب یا اوسکے بعد حساب اور ہندسہ اور جو علوم مشکل اور دقیق اور نظری تھے، جو ذہن اور عقل کی جلا، اور صفائی کے لئے تو بہت مفید تھے مگر اون سے کچھ فایدہ نہ تھا، اونکی عام ترقی نہوئی - بعض لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ اوس زمانہ مین اشاعت علوم کے سامان ہی ایسے جمع نہ تھے، کہ علوم کی عام ترقی کی امید ہوسکتی اصلی اشاعت علوم کی تو چھاپے سے ہوئی، یہ سچ ہے کہ ایسی اشاعت جیسے کہ اس زمانہ مین ہے، ہونی ناممکن تھی، مگر وہ علوم جنکا مسلمانون کو شوق تھا یا ضرورت، اوسی زمانہ مین خوب پھیل گئے اور بڑی بڑی مبسوط اور موٹی کتابین فقہ وغیرہ کی ہر کتب خانہ بلکہ ہر معزز مسلمان کے گھر مین نظر آنے لگین - اگر علوم حکمیہ کا بھی ویسا ہی شوق ہوتا، تو بلاشبہہ اوسی نسبت سے ان

علوم کی بھی اشاعت ہوتی - ان علوم کی عام ترقی نہ پانے کے لئے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ مشکل اور دقیق علوم کسی زمانہ مین ایسے عام نہین ہوئے کہ اوسکا اثر عوام پر پہونچے، ہمیشہ خاص فرقون اور خاص خاندانون بلکہ خاص شخصون سے مخصوص رہتے ہین، یا یہ خود غلطی ہے کہ اوسکی ترقی کی فقہ یا تاریخ یا طب کیطرح امید کیجاوے یہ سچ ہے مگر اول تو جس نسبت سے دوسرے دقیق اور مشکل مذہبی علوم پھیلے، اوس نسبت سے ان علوم کی اشاعت نہوئی، دوسرے ہر زمانہ اور ہر وقت مین اوسکی روک ہوتی رہی، اور ہمیشہ یہ حال رہا کہ سُیُوفُ الشَّرعِ قَائِمَۃٌ عَلٰی ظُهُورِهَا مَانِعَۃٌ مِنْ اِخْتِبَارِهَا - اور عام ہونے سے میری مراد یہ نہین ہے کہ یہ توقع کیجاتی کہ ہر مسلمان اوس سے مستفید ہوتا، اور ہر شخص حکیم اور فلسفی ہوجاتا، مگر یہ علوم اگر روک کے بجائے اور مفید بھی ہوتے اور جو لوگ علوم حاصل کرنے والے تھے وہ مذہبی اور دینی علوم کیطرح اسے بھی حاصل کرتے اور اوسے اوسی نسبت سے پھیلاتے تو بلا شبہہ دماغی قوتونکی تحریک قایم رہتی، نظر بلند، دماغ عالی، خیال روشن رہتے، تحقیق کا شوق باقی رہتا، اور وہ کیڑا دوسرون کی پیروی کرنے کا جو مسلمانونکے دماغ کو کھانے لگا نہ لگنے پاتا - مگر جب اوسکی روک، اور شوق کے نہونے سے اوسکی عام ترقی نہوئی، اور ہمتون کی پستی اور دماغونکے ضعف نے مذہبی علوم مین تقلید کا خیال پیدا کردیا، اوسکا اثر عقلی علوم پر بھی پڑا، اور علوم حکمیہ کی تعلیم بھی تقلیدی طور پر ہونے لگی، اور جیسا جیسا زمانہ گزرتا گیا، رسم اور نام کے سوا ے، اون علوم کی تعلیم سے جو اصلی غرض تھی، فوت ہوگئی۔

آپ پچھلی کئی صدیون پر نظر ڈالئے - کیا آپ ایسے عالم بتا سکتے ہین، کہ جو علوم حکمیہ کے عالم تھے، مگر اونہون نے اپنے متقدمین کی طرح کسی قسم کی ایجاد یا کوئی نئی بات دریافت کی - آپ کسیکا نام بتا سکتے ہین جسنے محمد بن موسیٰ کیطرح جبر و مقابلہ اور علم مثلث مین ترقی کی ہو، ابو علی الحسن سا کوئی شخص ہوا ہے جسنے علم مرایا و مناظر مین نہایت باریک اور دقیق تحقیقاتون سے یورپ کے حکیمونکی سُنہری فہرست مین جگہ پائی ہو، ہبیت اللہ بغدادی کے مقابلہ مین آپ کسی کا نام لے سکتے ہین جسنے لونہ کی رفتار کا اندازہ

نکالا، اور اوس سے دلائل سے ثابت کیا، عبدالرحمن صوفی کا نظیر بتایئے جسنے سیارون اور ستارون کی تصویر کھینچنے مین ترقی کی ہو، ابوالقاسم سا محقق کون ہوا ہے جسنے تجارت کے اصول پر عمدہ کتابین لکھی ہون، ابورشد اور ابوطفیل کی مانند ہونا تو ایک طرف، اونکے نام جاننے والے، اور اونکی تصنیفات سے فیض اوٹھانے والے کتنے ہوئے ہین۔ للہ انصاف کیجیے اور فرمایئے کہ باوجود جاری رہنے تعلیم حکمت و فلسفہ کے، اور باوجود سیکھنے علوم معقول کے، اور باوجود کہلانے عالم علوم عقلی کے کیون مسلمانون سی ایجاد اور تحقیق کی قوت جاتی رہی، اور کیون وہ اپنے بزرگون کی طرح محقق اور موجد نہوئے۔ اسکا سبب یہ تھا کہ تقلید کی عادت نے حکمت فلسفہ مین بھی اونکو تحقیق کا شوق نہ دلایا، اور جو استعداد ایجاد اور نئی باتونکی دریافت کی تھی، اوس سے کام نہ لیا، اور جسطرح دینی مسائل مین اجتہاد چھوڑ دیا، معقولات مین بھی چند کتابونکے پڑھنے اور چند مسایل کے سیکھنے اور اوس سے تنگ اور تاریک دایرہ مین گھومتے رہنے پر قناعت کرلی۔ ھکذا اضعف العلم فی القرون السابقة فکیف الظن بزماننا ھذا وقد انتھی الامر الی ان مظھر الانکار یستھدف لنسبته الی الجنون فالاولی ان یشتغل الانسان بنفسه و یسکت یون ہی اگلے زمانہ مین علم ضعیف ہوا۔ سو آجکل کا کیا ذکر ہے اور اب تو یہان تک نوبت پہونچی ہے کہ انکار ظاہر کرنیوالا شخص جنون کیطرف منسوب کیا جاتا ہے پس بہتر یہ ہے کہ انسان اپنا کام کرے اور چپ رہے۔

## پانچوان سبب

## غلط مذہبی خیالات

اس سبب کو مین مسلمانونکے دین اور دنیا، علم و تہذیب، پولیٹیکل اور سوشل، غرضکہ تمام چیزون کے زوال کا اصلی سبب سمجھتا ہون، اور سبب بھی ایسا عام کہ جس سے کوئی ملک اور کوئی فرقہ نہین بچا، اور جو ابتک

ہمکو ادبار اور افلاس کے تاریک غار سے اوبھرنے نہین دیتا۔

جب ہم دنیا کے مختلف حصونکے مختلف فرقون کے مسلمانونکو دیکھتے ہین، تو باوجود اون اختلاف کے جو اونمین پائے جاتے ہین، ترقی نکرنے مین ہم سب کو متحد اور متفق پاتے ہین۔ ذرا آنکھ کھول کر دنیا کے چارون حصون پر نظر ڈالئے، اور جہان جہان مسلمان آباد ہین، اونکی حالت دیکھئے، سب کو یکسان پائے گا۔ سلطنت اور ریاست اونکے ہاتھ سے نکل گئی، اور جہان برائے نام کچھ باقی ہے، اگر ماند شبے ماند شب دیگر نمی ماند کا نقشہ ہو رہا ہی، افلاس اور ادبار چارونطرف سے گھیرے ہوئے ہی، دولت اور عزت روز بروز کم ہوتی جاتی ہی، علوم و فنون مین دنیا کی سب قومون سے اونکا درجہ گرا ہوا ہے، تہذیب و شائستگی مین مہذب قومونکی فہرست سے گویا نام خارج ہو رہا ہی، زمانہ کی رفتار کے ساتھ کہین چلتے ہوئی نظر نہین آتے، دماغی دوڑ مین دوسری قومونکے ساتھ دکھائی نہین دیتے، پھر یہ حالت ایسی عام ہے، کہ جہان دیکھو اور جس حصہ کے مسلمانون پر نظر ڈالو کوئی اس سے خالی نہین ملتا، عجمی ہو یا عرب، ترکی ہو یا مصری، ایرانی ہو یا ہندی۔ اس علم نتیجہ کا، جو ہم ہر جگہ یکسان پاتے ہین، سبب بھی عام ہونا چاہیئے؛ وہ سب کیا ہی؟ مسلمانونکے مذہبی خیالات کا بگڑ جانا، پاک مذہب کی پاک تعلیم مین جھوٹے توہمات اور رسمون اور انسانی خیالات کا مل ملا کر اصلی حالت پر نہ رہنا۔ یہ بحث اتنی بڑی اور وسیع ہی کہ اگر آپکا تھوڑا قیمتی وقت ذرا اسکی تفصیل سے بیان کرنے، اور آپکو اوسپر متوجہ کرانے کیلئے لون، تو غالباً آپ معاف فرماوینگے، اور ذرا دل لگا کر میری بات سنین گے۔

اول یہ سوچنا چاہیئے کہ اسلام جس زمانہ مین ظاہر ہوا، اوس وقت دنیا مین بہت سے مذہب موجود تھے۔ آتش پرستون اور بت پوجنے والونکو جانے دو، توریت اور انجیل کے ماننے والے اہل کتاب یہود و نصارا بھی اپنے اپنے مذہب پر قایم تھے۔ ان مذہبون کے ہوتے ہوئے ضرورت اسلام کی دعوت کیا ہوئی، اور کیون محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم (روحی فداہ) بھیجے گئے، اور کیون آیندہ کے لئے رسالت اور پیغمبری اوس پاک ذات پر ختم ہو گئی۔ اسکا سبب یہ تھا، کہ اوس زمانہ مین کوئی مذہب اپنی اصلی حالت پر باقی نہ رہا تھا؛ خدا کی وہ تعلیم جو موسیٰ اور عیسیٰ نے دی تھی، اپنی اصلی حالت پر نہ رہی تھی؛ مذہبی پیشواؤن اور دنیا کے سردارون اور خود غرض آدمیون نے رسمون اور وہمون

اور خود غرضیون سے اوسے بگاڑ رکھا تھا، اور مذہب انسان کی ترقی کا مانع، اور مزاحم ہو رہا تھا، روحانی نیکیان باقی نہ رہی تھین، تحقیق اور سمجھ بوجھ سے کام لینے کی عادت جاتی رہی تھی، تقلید اور بزرگون کی باتون کے ماننے پر دین کا مدار رہ گیا تھا، کوئی جوگی بن رہا تھا، کسی کو رہبانیت کا خبط تھا- غرضکہ ایک عام تاریکی لوگون کے دلون پر چھا رہی تھی، اور روحانی تعلیم کا اثر باقی نہ رہا تھا- ایسے وقت مین خدا نے اون خرابیونکی اصلاح، اور جہالت کی تاریکی دور کرنے کے لئے محمد عربی کو بہیجا، تاکہ سچا دین خدا کے بندون کو سکھایا اور ابراہیمی مذہب جاری کیا جاوے- وہ سچا دین اور ابراہیمی مذہب کیا تھا- اسلام اور اوسکے کیا معنی خدا نے بتلائے اور اوسکی کیا تعریف کی "فِطرَۃَ اللہِ الَّتِی فَطَرَ النَّاسَ عَلَیھَا خدا کی فطرت جسپر اوسنے لوگون کو پیدا کیا" چونکہ وہ مطابق تھا انسانی فطرت کے، جسمین نہ کوئی رمز تھا نہ پہیلی، جو انسان کی سمجھ مین نہ آوے، نہ اوسمین کوئی روک اور سد تھی جو انسان کی ترقی کو روکے، اسلئے اوسکی منادی بھی عام اور کَافَّۃً لِّلنَّاسِ ہوئے، اور چونکہ خدا نے وعدہ کر لیا تھا کہ "نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُونَ ہمنے قرآن اوتارا اور ہم ہی اوسکے محافظ ہین"، اوس تعلیم کی پاک کتاب کی بے تحریف اور بغیر تبدیل کے ہمیشہ موجود رہنے کا- اسلئے کسی نبی کے بھیجنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہی- آیندہ کی غلطیون، اور جھوٹے خیالون، اور بیہودہ وسوسونکی اصلاح، اگر مذہب اسلام مین خلط ملط ہو جاوین، مجددین اور مصلحین پر چھوڑ دی گئی- اگر اسلام انسان کی ترقی کا مانع ہوتا، اور زمانہ کی رفتار کے ساتھ وہ چل نہ سکتا اور ذہنی اور دماغی ترقیون کا محرک ہونیکے بجاے حائل اور مانع ہوتا اور جیسا کہ ایک ریگستان اور پہاڑی ملک کے وحشی قومونکی ترقی دینے والا ہے تہذیب یافتہ ملکونکی ترقیون کا معین اور حامی نہ ہوتا، یا ہمارے پاس کوئی ذریعہ اوسکے اصلی تعلیم کے تحقیق کرنیکا باقی نہ رہتا، تو نہ اوسکی دعوت عام ہوتی، نہ نبوت کا سلسلہ ختم ہوتا- اب ہمکو دیکھنا چاہیئے کہ سچا اسلام کیا ہے، وہ اوس استعداد کا کام مین لانا ہے جو خدا نے انسان مین رکھی ہے جسکے سبب سے ہر آدمی تکلیف شرعی کا مکلف ہوا ہے، وہ استعداد کیا ہے سمجھنے کی قوت، جسے اہل علم عقل کہتے ہین

اور اہل شرع ایمان ، دونون ایک ہی چیز ہین - کیا خوب فرمایا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے -
کُلُّ آدَمِیٍّ فُطِرَ عَلَی الْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ بَلْ عَلٰی مَعْرِفَۃِ الْاَشْیَآءِ عَلٰی مَاھِیَ عَلَیْہِ
ہر شخص کی فطرت مین داخل ہے کہ خداے عز و جل پر بلکہ حقایق اشیاء کماہی پر یقین لاے - اونہون
نے ایمان کی گویا تعریف کی ہے ، کہ اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَۃُ الْاَشْیَآءِ عَلٰی مَاھِیَ عَلَیْہِ ایمان کے معنی
ہین اشیاء کو اوسطرح جاننا جیسے کہ وہ واقع مین ہین " اور یہی مطلب ہے اس حدیث کا کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُّوْلَدُ
عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ اَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ وَیُنَصِّرَانِہٖ وَیُمَجِّسَانِہٖ ، ہر شخص فطرت اسلام پر
پیدا ہوتا ہے پہر اوسکے باپ اوسکو یہودی - نصرانی - مجوسی کر ڈالتے ہین " - اسی سے انسان نیکی
بدی اور برے بہلے کو پہچان سکتا ہے - فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا - پس خدا نے گناہ اور پرہیزگاری
اونکے دل مین ڈالی " اسی کے کام مین لانے سے وہ فرشتہ سے بڑہکر پاک ، اور بیکار کر دینے سے
بدتر از حیوان ہو جاتا ہے ، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا - کامیاب ہو وہ شخص جسنے اوسکو
پاک کیا - اور ناکامیاب رہا وہ شخص جسنے اوسکو رائگان کیا - اسی استعداد سے ایک بدوی اور جنگلی صرف
خدا کے آسمان و زمین کو دیکھکر اوسکی یکتائی کا اقرار کرنے لگتا ہے ، اور اسی استعداد سے ایک حکیم فلسفی
اوسکی قدرت کی باریکیون ، اور اوسکی صنعت کے حیرت انگیز عجائبات کو سمجھکر پکار اوٹھتا ہے رَبَّنَا
مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً - جب اسلام فطرت الٰہی کے مطابق ہے ، اور علم بحقایق الاشیاء اوسکی
تعریف اور علّت غائی ہی ، تو سمجھہ لیا جاوے کہ کوئی چیز جو خلاف فطرت ہو ، جو انسان کی دماغی قوتون
اور روحانی خوشیون ، اور دنیاوی ترقیون ، کو روکے ، اسلام اوسکا کبھی حامی نہوگا ، اور ہم یقیناً کہتے ہین کہ
کبھی نہ تھا اور نہ آیندہ ہوگا - مگر باوجود اسکے ہم دیکھتے ہین کہ کیا علوم کی تحصیل ، کیا کمالات کا اکتساب ،
کیا دماغی قوتون کو کام مین لانے ، کیا دنیاوی ترقیون کے حاصل کرنے مین ، ہمیشہ یہی خیال ہارج رہا ہے
علمی ترقیان اسی حیلہ سے روکی گیئین ، معقولات اور فلسفہ کی اشاعت اسی خیال نے پورے طور پر نہونے دی

حقایق اشیاء کی تحقیقات کو ہمیشہ اسی نے روکا اسی نے دوسر قومونکی اچھی باتون کو سیکھنے ندیا، پولیٹکل یا سوشل کسی ترقی مین زمانہ کی رفتار کے ساتھ ہمکو چلنے ندیا، جہان کوئی چیز کیسی مفید کیون نہوئی، کسی نے مسلمانون مین جاری کرنی چاہی، اور وہ ذرا بھی مروجہ خیال، موجودہ رسم، قومی عادت کے خلاف ہوئی اوسپر حرمت کا حکم جاری ہوا، اور جاری کرنے والے کیلیئے کفر کی بڑی بڑی کالی مُہرون کے فتوے تیار اور اگر حکومت بھی اسلامی ہوئی تو نفی بلد اور قتل کی سزا بھی موجود - تو اب ہمکو دریافت کرنا چاہیئے کہ آیا مذہبی خیالات ہماری ترقی کے مانع ہین یا نہین، اور جو مذہبی خیالات ترقی کے مانع ہین، وہ خیالات اصلی مذہب کی تعلیم سے پیدا ہوئے ہین اور درحقیقت اسلام نے ہمکو سکھائے ہین یا یہ غلط اور جھوٹے خیالات ہین اور اسلام اون سے پاک اور منزہ ہی -

اگر کوئی کہے کہ مذہبی خیالات ترقی کے ہمیشہ مانع ہوئے، اور مانع ہین، اگرچہ یہ ایک جرم ہوگا جسکی سزا اگر ممکن ہو تو قتل ورنہ "قد کفر" کا فتوے تو ضرور - مگر واقعات کو کوئی بدل نہین سکتا پچھلے زمانے اور پچھلی اسلامی سلطنتون کو جانے دیجیئے، اس صدی مین جو زوال مسلمانون کا ہوا، اوسکے اسباب مین سے سب سے بڑے سبب کی تلاش کیجیئے، تو انہین خیالات کو اصلی سبب پائیگا باٹرا زوال مسلمانون کا اونکی سلطنت کا جانا تھا، وہ جیسے کہ اس صدی مین ہوئے، ہزار برس کے گزشتہ زمانہ مین کبھی نہوئے تھے، اسکا سبب صرف مذہبی غلط خیالات ہین، ساری مسلمانی دنیا پر نظر ڈالیئے اور بخارا سے ٹونس تک خیال کیجیئے، کونسا خطہ کونسا حصہ مسلمانی آبادی کا ہے، جہان علوم سے نفرت، فنون سے غفلت، نئی چیزون کے جاری کرنے کا خوف، نئی باتون کے سیکھنے کا ڈر نہ تھا یا اب نہین ہے - اگرچہ اسکا سبب کہین غفلت بھی ہو مگر مسلمانون کی چستی، تیزی اور چالاکی، جو کہ ابتک دوسری چیزون مین پائی جاتی ہے، کیا ہمارے دل سے قبول کرا سکتی ہے کہ صرف غفلت ہی اسکا سبب ہے، ہا ہرگز نہین، بلکہ دماغی قوتون کا سکون اور تقلید کی قوت، اور حلت اور حرمت کی بحث، اور ملاؤن کے کفر کے فتوے اسکے اصلی سبب ہین -

زمانہ مین تو ایسی حیرت انگیز تبدیلی ہوگئی، کہ تلوار کے بدلے علم سلطنت کا مالک ہوا، شجاعت کی جگہ
ہنر نے حکومت کو اپنے قبضہ مین کیا، انسانی قوتون نے وہ چیزین ایجاد کین کہ قدرت کا حیرت انگیز تماشا
نظر آرہا ہے، ساری قومون نے یورپ کے کچھ نہ کچھ اوس سے فائدہ اوٹھایا، اور اس علمی دولت کا حصہ لیا۔
مگر مسلمان اپنی بہادری اور شجاعت پر نازان رہے، اور زمانہ کی تبدیلی کا اندازہ نہ کر سکے، ہر نئی چیز کو حرام
اور ہر نئی بات کو بدعت سمجھے، اور ملاؤن اور مفتیون کے فتوے کے منتظر رہے۔ اور یہ خدا کے نیک بندے
دنیا کی چال سے بے خبر، زمانہ کی رفتار سے ناواقف، ہر نئی بات سے ڈراتے اور روکتے رہے۔
نہ علم کو سیکھنے دیا، نہ کسی ہنر کے جاری ہونے کے روادار ہوئے۔ ٹرکی کو دیکھیے وہ خود یورپ کا ایک
ٹکڑا ہے، جہان چارون طرف علوم و فنون کی روشنی پھیل رہی تھی، جہان کی چھوٹی سی چھوٹی ریاست
اور وحشی سی وحشی سلطنت ترقی کر رہی تھی، اور یہ زبردست اور قوی سلطنت باوجود بیشتر بہادری اور
خداداد شجاعت کے روز بروز گرتی اور ڈوبتی گئی۔ یہانتک کہ سواے ایک پھول باغ کے کچھ بھی اوسکے
ہاتھ مین نہ رہا۔ روس جو سب سے زیادہ وحشی تھا وہ اوس سلطنت پر غالب آگیا، جو ایک صدی بیشتر اوس سے
ہر طرح پر زبردست اور قوی تھے۔ اسکا سبب یہی ہے کہ روس نے ہر قسم کی اصلاح کی، ہر قسم کے فنون
جاری کرنے مین کوشش کی، اور ٹرکی کو غلط مذہبی خیال اور علما کے فتوؤن نے کچھ کرنے نہ دیا، نہی وردی
اور نئے ہتیار تک جاری نہو سکے جب تک ہزارون سپاہی اور سیکڑون متعصب جو کہ اوسکے استعمال
کو مذہب سے خلاف سمجھتے تھے۔ نہ مارے گئے اگر مثل ایک اس واقعہ کے اور چند واقعات اسیطرح
کے پیش آتے اور روشن ضمیر سلطان اور عالی دماغ وزیر سلطان محمود کی پیروی کرتے اور کم سے کم روس
ہی کے موافق ملکی اصلاحین کرتے، اور علوم و فنون کو ترقی دیتے تو آج یہ روز سیاہ اونکو کیون نصیب ہوتا
اور ہمکو اونپر مرثیہ پڑھنے کی نوبت کیون آتی۔ ٹرکی کو بھی جانے دیجیے، اپنے ملک ہندوستان کو دیکھیے
اور اپنی قوم پر نظر کیجیے، کہ مسلمانونکی تباہی کا روز بروز تباہ ہوتے جانے کا کیا سبب ہوا، سلطنت انگریزی

مین وہ مثل اور قوموں کے ہر طرح کی ترقی کر سکتے تھے، اور اون نعمتوں سے جو اس سرکار کے سایۂ عاطفت میں دوسری قوموں نے حاصل کین، وہ بھی حاصل کر سکتے تھے، اوس سے محروم رہنے کا کیا سبب ہوا؟ پھر وہی کہنا پڑیگا کہ مذہبی غلط خیال، انگریزی پڑھنا حرام سمجھتے رہے۔ علمونکو عقاید مین خلل انداز خیال کرتے رہے، اونکو کالجون اور مدرسون مین کرستان ہو جانیکے خوف سے جانے ندیا، نئے علوم وفنون کو کفر کے فتوے نے سیکھنے نہ دیا۔ کیا وہ زمانہ یاد سے جاتا رہا جب ہمارے دین کے فدائی، اور قوم کے عاشق، اور اسلام کے شیفتہ، سرسید کا دل مسلمانونکے حال پر جلا، اور اونکی مصیبت اوس سے دیکھی نگئی، اور وہ اپنے ڈوبتے ہوئے بھائیون کے بچانیکے لئے گہرے اور عمیق سمندر مین کود پڑا، اور مجنونانہ طور پر اونکی تعلیم و تربیت کی دھن مین لگا، کس چیز نے اوسکی کوشش کو روکا، اور کس خیال نے اوس سچے دوست کو قوم کی نظر مین دشمن بنایا، وہ صرف مذہبی غلط خیال نے،، کیا جرم تھا اوس پاک بے گناہ سید کا جسکی سزا مین وہ کافر ٹھہرا، کیا خطا کی تھی اس دل وجان کے فدا کرنے والے نے جسکے بدلے وہ قوم کی نظرون مین واجب القتل ٹھہرا۔ یہی نہ کہ وہ اونکی ترقی چاہتا تھا، اور جو چیزین کہ ترقی کی مانع تھین اونکو راہ سے ہٹانا چاہتا تھا اور وہ ترقی قوم کی نظرونمین اور فقہا کے خیالون مین مذہب کے خلاف سمجھی جاتی تھی، اسی لئے اوسکے کفر والحاد کے فتوے مکہ و مدینہ سے منگائے جاتے تھے، کیا میرا یہ کہنا غلط ہوگا اگر کہون کہ بیچارے سرسید پر، اگر انگریزی حکومت نہوتی، تو وہ فتوے ضرور جاری ہوتے، اور بغیر قتل کے صرف نفی بلد ایسے بڑے جرم کی سزا کبھی کافی نہ سمجھی جاتی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ جبتک سرسید نے اپنی خدادا د قوت، اور بے نظیر استقلال، اور لاثانی عالیدماغی، اور حیرت انگیز روشنضمیری، اور سچی محبت اسلام، اور بیریا ہمدردی سے اون غلط خیالات کی غلطی ثابت نکی، اور رسمون کے مضبوط بندون کو جنمین ہم جکڑے ہوئے اور جسکو غلطی سے مذہبی بند سمجھے ہوئے تھے نہ توڑا، تعلیم اور تربیت اور معاشرت کی ترقی کے راستہ پر ہمنے قدم تک نہ رکھا۔ آج اس بڑے اور عظیم الشان جلسہ مین جو اتنی پاک صورتین مسلمانونکی دکھائی دیتی ہین،

اور جو اپنے بھائی مسلمانونکے ساتھ ہمدردی کرنے اور اونکی ترقی کی تدبیرین سوچنے اور اونکے بھلائی کے راستے نکالنے کے لئے جمع ہوئے ہین کیا کبھی ہمکو نظر پڑتین اگر وہ غلط خیالات قایم رہتے، اور سرسید کے دلپر اثر کرنے والی بلکہ دل کے کپکپا دینے والی تحریرون سے قوم کی طبیعتین نہ بدل گئی ہوتین - کیسے کیسے عالیدماغ اور روشنضمیر، عالم اور فاضل، ادیب اور شاعر، خوش تحریر اور خوش تقریر مسلمان یہان جمع ہین، اور اونکے قوا، دماغی اور روشن خیالیون سے کیسی کچھ قوم فائدہ اوٹھا رہی ہے - آپ کہہ سکتے ہین کہ اگر سرسید نے غلط خیالات کی غلطی ثابت نکردی ہوتی تو آج یہ قوتین کچھ کام آتین - میرے نزدیک تو وہ روشن خیالات جو آج قوم کے دلونکو روشن کر رہے ہین دماغون ہی کی فانوس مین بجھکر رہ جاتے اور اونکی نورانی شعاعین دل و دماغ سے باہر ہی نہ نکلنے پاتین -

غرضکہ اس سے کوئی اب انکار نہین کرسکتا کہ مذہبی غلط خیالات ہماری ترقی کے مانع ہے، اور مانع سمجھے جاتے ہین - اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ خیالات اصلی مذہب کے سچے خیالات ہین، اور اسلام نے ہمکو سکھلائے ہین یا اسلام اون سے پاک و منزہ ہے - مین کہتا ہون اور پکار کر کہتا ہون بلکہ جو اوس سے انکار کرے اوس سے مباہلہ کرنے کو تیار ہون، کہ اسلام ان خیالات سے پاک، اسلام ان لغویات سے منزہ اسلام ان باتون سے بیزار ہے - اور یہ نہ سمجھو کہ یہ میرا قول ہے، یہی قول ہے اون تمام سچے اور پاک مسلمانون کا جنکے دماغ خدا کے نور سے روشن تھے، یہی خیال ہے اون امامون اور بزرگون کا جو کہ مقتدا اسلام اور پیشوا دین تھے - جو کہتا ہے کہ علوم عقلی علوم شرعی کے متناقض ہین، وہ خود غلطی کرتا ہے جو سمجھتا ہے کہ تحقیق شرع کے خلاف ہے، وہ خود خدا کے کلام کو نہین سمجھتا - امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ وو ظَنَّ مَنْ یَظُنُّ اِنَّ الْعُلُوْمَ الْعَقْلِیَّۃِ مُنَاقِضَۃٌ لِلْعُلُوْمِ الشَّرْعِیَّۃِ وَاِنَّ الْجَمْعَ بَیْنَھُمَا غَیْرُ مُمْکِنٍ ھُوَ ظَنٌّ صَادِرٌ عَنْ عَمًی فِیْ عَیْنِ الْبَصِیْرَۃِ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ،، بعض لوگ سمجھتے ہین کہ علوم عقلیہ علوم شرعیہ کے مخالف ہین - اور یہ کہ دونون مین جمع کرنا غیر ممکن ہے - لیکن یہ گمان اسلئے پیدا ہوا کہ

اونکی بصیرت کی آنکھین اندھی ہین نعوذ باللہ منہ - امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر مین لکھتے ہین -

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَمَرَ بِالنَّظَرِ فَقَالَ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الٰی قولہ

وَکُلُّ ذٰلِکَ یَدُلُّ عَلٰی وُجُوْبِ النَّظَرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ وَالتَّفَکُّرِ وَذَمِّ التَّقْلِیْدِ فَمَنْ دَعٰی اِلَی النَّظَرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ

کَانَ عَلٰی وَفْقِ الْقُرْاٰنِ وَدِیْنِ الْاَنْبِیَاءِ وَمَنْ دَعٰی اِلَی التَّقْلِیْدِ کَانَ عَلٰی خِلَافِ الْقُرْاٰنِ وَعَلٰی وِفَاقِ دِیْنِ الْکُفَّارِ

خدا نے غور و فکر کا حکم دیا - پس کہا ہے - کہ کیا وہ لوگ نہین سوچتے - کیا وہ آسمان و زمین کی سلطنت

کو نہین دیکھتے - اور یہ سب باتین اسپر دلالت کرتی ہین کہ نظر اور استدلال اور فکر واجب ہے

اور تقلید مذموم ہے - پس جو شخص نظر و استدلال کی طرف بلاتا ہے وہ قرآن اور طریقۂ انبیا کے موافق ہے

اور جو شخص تقلید کی طرف بلاتا ہے وہ قرآن کے مخالف اور کافرون کے مذہب کے موافق ہے -

ابن قیم کا قول ہے کہ " وَمَا عِنْدَ الْمُتَکَلِّمِیْنَ وَغَیْرِھِمْ فَھُوَ فِی الْقُرْاٰنِ اَصَحُّ تَقْرِیْرًا وَاَحْسَنُ تَفْسِیْرًا

جو کچھ متکلمین وغیرہ بیان کرتے ہین وہ قرآن مین زیادہ خوبی اور وضاحت سے بیان ہوا ہے - امام غزالی

کی نصیحت ہے وَمِنْھَا اَنْ تَکُوْنَ اِعْتِمَادُہٗ فِیْ عُلُوْمِہٖ عَلٰی بَصِیْرَتِہٖ وَاِدْرَاکِہٖ بِصَفَاءِ

قَلْبِہٖ لَا عَلَی الصُّحُفِ وَالْکُتُبِ وَلَا عَلَی التَّقْلِیْدِ مَا یَسْمَعُہٗ مِنْ غَیْرِہٖ - اور اونمین سے

ایک یہ ہے کہ علوم مین اوسکا اعتماد اپنی سمجھہ اور ادراک پر ہو - یعنی دل کی صفائی پر ہو نہ صحیفون اور

کتابون پر اور نہ اون باتون کی تقلید پر جنکو وہ غیرون سے سنتا ہے -

ان غلط خیالات نے ہمکو ترقی سے باز نہین رکھا، بلکہ ہمارے پاک اور سچے اور بیداغ مذہب کو بھی جو

دنیاوی ترقیون کا بھی ایسا ہی ترغیب دینے والا ہے جیسا کہ روحانی خوشیون کا تعلیم کرنے والا، بدنام

کر دیا ہے، اور ہمارے مذہب کے مخالفون کو اعتراض کرنے اور اوسپر ہنسنے کا موقع دیا ہے - چنانچہ

ایک متعصب عیسائی کا قول ہے کہ عیسائیت اوس بڑی سی بڑی خوشی کی، جو قادر مطلق نے

انسان کو دی ہے صرف موافق اور مطابق ہی نہین ہے، بلکہ اوسکو ترقی دینے والی ہے، اور برخلاف

اسکے اسلام اوسکو خراب کرنے والا اور ذلت مین ڈالنے والا ہے۔ سر ولیم میور جنسے آپ سب لوگ واقف ہین اسی غلطی مین پڑنے کے سبب سے اسلام ہی کو مسلمانونکے زوال کا باعث قرار دیتے اور یون کہتے ہین کہ وہ اسلام مین جو قرآن کے سخت بندون مین جکڑا ہوا ہے عیسائی مذہب کیطرح زمانہ اور موقع کے مختلف حالتون کے لحاظ سے تغیر ہو ہی نہین سکتا تھا، اور دنیوی معاملات مین پیشوائی اور رہنمائی کرنا درکنار، اوسمین یہ قابلیت ہی نہ تھی کہ سوسائٹی کی رفتار اور قوم کے عروج کا ہمقدم رہ سکے،، کیسا جھوٹا ہے یہ قول جہان تک نفس اسلام سے متعلق ہے، اور کیسا سچا ہے، جہانتک مسلمانون کے غلط خیالات اور خلاف اسلام حالات سے متعلق ہے۔ تعجب ہے کہ باوجود قرآن پڑھے ہوئے اور اوسکے معنی سمجھنے کے سر ولیم نے ہمارے اعمال اور ہمارے غلط خیالات کے بُرے نتیجون کو مذہب اسلام سے منسوب کیا، اور اس طور پر اسلام پر اعتراض کرتے وقت عیسائیون کے اون افعال کو بھول گئے جنکے سبب سے ایک ہزار برس تک یورپ مین تاریکی چہارہی تھی، اور عیسائیت نے پوپ اور مذہبی لوگونکی مذہبی ہدایت اور مذہبی حکم اور مذہبی خیال سے علم، تہذیب، انصاف، اخلاق، اور ہر قسم کی روحانی اور دماغی ترقی اور انسان کی آزادی اور خوشی کو روک دیتا تھا۔ میرے دوسرے لکچر مین ان خرابیون کا تفصیلی بیان ہے اوسے سنئے اور انصاف کیجئے کہ خراب سے خراب اور نہایت محدود زمانے مین بھی کبھی اسلام نے یعنی مسلمانونکے اعمال نے دنیا کو اوتنا نقصان نہین پہونچایا، جتنا کہ عیسائیت نے ایک زمانۂ دراز تک جسکی مدت ہزار برس سے کم نہین تھی انسانونکو مصیبت اور وبال اور ادبار اور ہر قسم کی آفتون مین بتلا رکھا۔ سر ولیم میور اسلام کو قرآن کے سخت بندون مین جکڑا ہوا، سوسائٹی کی رفتار اور قومونکے عروج کا ہمقدم نہین سمجھتے۔ اور عیسائیت کو دنیوی معاملات مین رہنمائی اور پیشوائی کرنے والا خیال کرتے ہین۔ ذرا قرآن کھولین اور دیکھین کہ اوسنے اسلام کو کن بندون مین جکڑا ہے۔ بلا شبہہ ایسے بندون مین جکڑا ہے، جس سے ہم شرک اور بت پرستی کی نجاست سے بچین، ایک سچے خدا کو تین نہ سمجھین، کسیکو خدا کا بیٹا، کسیکو اوسکا شریک نہ جانین، تبرکات

اور تصویرون کی پرستش نکرین، ناقابل فہم باتون اور رمزون پر یقین نہ لاوین، راہبون کی تجرد اور تعذیب نفس کی مصیبت مین نہ پڑین، روحانی برائیان زنا، چوری، خیانت، ظلم، جبر، عقوق والدین نکرنے پاوین، مگر اوسمین کوئی ایسا بند اور ایسی قید نہین ہے، جو انسان کے دماغی قوتون اور روحانی خوشیون و اخلاقی خوبیون اور دنیاوی ترقیون کو روکے۔

ذرا قرآن کھولیے اور دیکھیے کہ اول سے آخر تک اوسمین ہے کیا، کہین حقایق موجودات اور محاسن کائنات کا بیان ہے، کہین مناظر قدرت اور مظاہر فطرت کا ذکر ہے، کہین نظام عالم پر غور کرنیکی ہدایت ہے، کہین عقل و سمجھ سے کام نہ لینے پر ملامت، کسی جگہ اسرار حقیقت اور معرفت کا بیان ہے کسی جگہ علم و حکمت اور مکارم اخلاق کا ذکر ہے، کہین برانی قومونکے حالات مذکور ہین کہ ہم عبرت پکڑین، کہین اصول عامۂ سیاست کا بیان ہے کہ ہم اوسپر عمل کرین۔ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا اونکے دل ہین جو سمجھ کے کام مین نہین آتے،، کیا ہے، تازیانہ ہی اون لوگون پر جو دل و دماغ رکھتے ہین مگر اوس سے کام نہین لیتے۔ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ۔ یہ لوگ جانور کے سے ہین بلکہ جانور سے بھی زیادہ گمراہ،، کسکی شان مین ہے، اون لوگونکی جوکہ آنکھ، کان، ہوش، حواس، رکھتے ہین مگر اونہین کام مین نہین لاتے۔ مَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا۔ جسکو حکمت دی گئی اوسکو بہت کچھ بھلائی دیگئی،، کیا ہے، حکمت کی فضیلت کا بیان۔ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔ وَهَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ جنکو علم دیا گیا وہ درجے والے ہین۔ کیا عالم اور جاہل برابر ہوسکتے ہین،، کیا ہے تعلیم کی ترغیب۔ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ۔ مذہب خدا کے نزدیک اسلام ہے،، کیا ہے اسلام اور فطرت کے اتحاد کا بیان۔ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا۔ وہ بولے کہ ہم اوسیکے پیچھے چلینگے جسپر ہمنے اپنے باپ دادا کو پایا،، کیا ہے نہ سوچنے اور نہ سمجھنے پر ملامت۔ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ۔

ان لوگون نے اپنے علما اور درویشون کو خدا کے علاوہ ارباب بنالیا ہے،، کیا ہے، اہل کتاب نے
اپنے بزرگون اور پیشواؤن کی عصمت کے اعتقاد پر ملامت ۔ ھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔ ھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۔
ھُمْ لَا یَتَذَکَّرُوْنَ ۔ ھُمْ لَا یَتَفَکَّرُوْنَ ۔ ھُمْ لَا یَتَدَبَّرُوْنَ ۔ وہ نہین جانتے نہین عقل رکھتے
نہین سوچتے ۔ نہین فکر کرتے ۔ نہین غور کرتے،، جس سے سارا قرآن بھرا ہوا ہے کیا ہین، کوڑے
اور تازیانے ہین جو کافرون پر لگائے گئے ہین اس جرم مین کہ عقل اور سمجھ سے کام نہین لیتے ۔

غرضکہ سارا قرآن اور ساری تعلیم ہمارے ہادی کی یہی ہے، کہ وہ استعداد جو بدو فطرت مین خدا
نے رکھی ہے وہ کام مین لائی جاوے، اور دنیا و دین کی ساری نعمتین حاصل کیجاوین ۔ قرآن سر و بیم
کی سمجھی ہوئی وہ زنجیر نہین ہے جسمین ہم دنیاوی ترقیات کے لئے جکڑے ہوئے ہین ۔ بلکہ برخلاف اوسکے
وہ اون بندون کو توڑنے والے ہین جو عیسائیت نے یا عیسائیون نے انسانون پر اوس سے روکنے
کے لئے لگائے تھے ۔ غور کرو خدا کی اس جھڑکی پر جو رہبانیت اور جوگی بننے کے لئے ہی ۔ مَنْ
حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰہِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ ۔ کس نے خدا کی وہ نعمت حرام کی جو خدا نے بندون کے لئے
پیدا کی،، پڑھو خدا کی یہ آیت جو دنیاوی لذتون سے متمتع ہونیکے لئے ہے ۔ کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا
رَزَقْنٰکُمْ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۔ اچھی چیزین جو ہمنے روزی دی ہین کھاؤ اور اچھے کام کرو،، خدا اپنے
بندون پر اپنی خدائی کے اقرار لینے مین کیا حجت پیش کرتا ہے، یہی کہ ہمنے طرح طرح کی نعمتین دین پھر بھی
شکر نہین کرتے وَجَعَلْنَا فِیْھَا مَعَایِشَ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ۔ اور ہمنے اوسمین معاش کی چیزین پیدا
کین ۔ لیکن تم لوگ کم شکر کرتے ہو ۔ دیکھو کیسا عام اجازت نامہ ہے خدا کا دنیا کمانے کیلئے ۔ فَانْتَشِرُوْا
فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ ۔ زمین مین پھیل جاؤ اور خدا کی روزی تلاش کرو ۔
پھر خدا اپنے اچھے بندونکو کیا دعا سکھاتا ہے ۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً ۔
اے خدا ہمکو دنیا اور آخرت مین بھلائی دے،، یعنی دنیا اور دین دونون کی بھلائی ۔ جبکہ قرآن کے یہ احکام

ہون، اور طلب معیشت اور تجارت اور کسب حلال کے لئے صاف صاف ترغیبین اور بشارتین - جیساکہ ہمارے ہادی نے طلب معیشت کے لئے فرمایا ہو - مِنَ الذُّنُوبِ ذُنُوباً لَا یُکَفِّرُهَا اِلَّا الهَمُّ فِیْ طَلَبِ المَعِیشَةِ - بعض ایسے گناہ ہین جنکا کفارہ صرف یہ ہے کہ معاش کی فکر مین رنج اوٹھایا جاوے اور تجارت کے لئے ارشاد کیا ہو کہ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ یُحشَرُ یَومَ القِیٰمَةِ مَعَ الصِّدِّیقِینَ وَالشُّهَدَاءِ - سچا سوداگر قیامت کے دن صدیقون اور پیغمبرون کے ساتھ اوٹھیگا" اور طلب دنیا کے لئے صاف صاف لفظون مین یہ خوشخبری سنائی ہو کہ - مَن طَلَبَ الدُّنیَا حَلَالاً تَعَفُّفاً عَنِ المَسئَلَةِ وَسَعیاً عَلیٰ عِیَالِهٖ وَتَعَطُّفاً عَلیٰ جَارِهٖ لَقِیَ اللّٰهَ وَوَجهُهٗ کَالقَمَرِ لَیلَةَ البَدرِ جو شخص دنیا کو بطریق حلال تلاش کرتا ہے اور جسکا مقصد سوال کرنے سے بچنا اور آل اولاد کیلئے کوشش کرنا اور ہمسایہ پر مہربانی کرنا ہوتا ہی اونکے منھ خدا کی ملاقات کیوقت چودہوین رات کے چاند کا سا ہوگا" تو کیا اسلامی مذہب دنیاوی خوشیونکے حاصل کرنیکے لئے انسان کے پاونکی زنجیر ہے، ہرگز نہین، بلکہ وہ اونکے لئے خط آزادی ہے -

مگر جسطرح کہ سچی تعلیم قرآن کی اور نفس اسلام انسانونکے لئے خط آزادی ہے، اسیطرح ہمارے غلط خیالات اور خلاف مذہب اعمال بلا شبہ ترقی کے پاونکی زنجیر ہین، ہمارے خیالات ہمارے اعمال یقیناً اس سچی تعلیم کے خلاف اور اصل مقصود اسلام کے متناقض ہین - چند عالمون اور چند مسلمان حکیمون کو جانے دو جو کفر و الحاد کے فتوے سے نہین بچے، بلکہ عام خیالات اور اقوال پر نظر کرو تو کیا معلوم ہوتا ہے - عقل دین سے بے تعلق، فطرت اسلام کے خلاف، فلسفہ سراسر الحاد، تشبہ بالکفار ولو کان فی امور الدنیا قطعی حرام، کوئی فرماتا ہے - یَجُوزُ الاِستِنجَاءُ بِاَورَاقِ المَنطِقِ، منطق کے اوراق سے استنجا جائز ہے" کسیکا ارشاد ہے - اَلفَتویٰ عِمَادُ الشَّرعِ - فتوے شرع کا ستون ہے کسیکا قول ہے - اِنقَطَعَ زَمَانُ الاِجتِهَادِ - اجتہاد کا زمانہ جاتا رہا" کوئی کہتا ہے - اَلدُّنیَا

وَالدِّیۡنِ ضِدَّانِ لَا یَجۡتَمِعَانِ - دنیا اور دین دونون ضد چیزین ہین جو جمع نہین ہوسکتین"۔ کیسے تعجب کی ہے یہ بات کہ اسلام جو فی نفسہ علم کا حامی، اور فطرت کے مطابق، اور علم بحقایق الاشیا کا مرادف، اور ہر طرح کی دماغی قوتون کا محرک، اور دنیاوی ترقیون کا ذریعہ، ہو، وہ ہم مسلمانون کے غلط خیالات، بیہودہ اوہام مجنونانہ زہد اور متعصبانہ افعال سے علم کا مزاحم، تہذیب کا مانع، ترقی کا روکنے والا سمجھا جاوے - اور مذہب عیسائی جسنے رہبانیت کی تعلیم دی ہو، جسنے قدرتی جذبات کے شگفتہ کرنے کا کوئی سبق نہ دیا ہو - جسنے دنیاوی ترقیون کے لئے کوئی راہ نہ کھولی ہو، جو مذہب فی نفسہ رمز اور پہیلیون کا مجموعہ ہو جسکا مدار عقل کے بدلے آسمانی روشنی پر رکھا گیا ہو وہ عیسائیون کے اعمال سے علم اور تہذیب کا پھیلانیوالا اور انسان کو ترقی کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ پر پہونچانے والا کہا جاوے - فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ اِنَّ هٰذَا لَشَیۡءٌ عُجَابٌ - سو عبرت پکڑو اے عقل والو - بے شبہہ یہ عجیب بات ہے -

صاحبو! - مذہب اور علم کی ہمیشہ لڑائی ہوا کی ہے، اور اب بھی یہ جنگ اچھی طرح جاری ہے - یورپ جہان آجکل علم کی قوت ہے وہان علم ہی کی عملداری ہے مذہب اوسکے مقابلہ سے عاجز ہے - وہ مذہب جسے سر ولیم میور دنیاوی ترقیون کا رہنما کہتے ہین، اون ملکون سے رخصت ہو رہا ہے، اور قریب ہے وہ زمانہ کہ سوائے گرجا کے پادریون اور بے علم کاشتکارون اور نادان بوڑھیونکی زبانونکے اوسکا اثر کسیکے دلپر نہ رہیگا - یورپ اور امریکہ مین بداعتقادی اس کثرت اور اس زور سے پھیلتی جاتی ہے کہ نہ کسی کی حقارت نہ نفرت نہ ملامت نہ کوئی پولیٹکل قوت اوسے دبا سکتی - ہے - بقول ایک محقق کے مذہب کی یہ حالت ہے کہ نہ ملک کی پالسی پر اوسکا اثر رہا ہے، نہ جنگی جوش جو مذہبی بنیاد پر قایم تھا نظر آتا ہے، جو کچھ باقی ہے وہ یہ ہے کہ چند سنگ مرمر کے بت بعض گرجون مین پرانے زمانہ کے مجاہدین کے نظر آتے ہین - جو تاریکی کہ یورپ پر قایم ہو گئی تھی وہ اب رفع ہوتی جاتی ہے، صبح ہو گئی ہے اور جدید اور بہتر حالت کے آثار پیدا ہو رہے ہین سوسائٹی اس آنے والی نئی روشنی پر آنکھین لگائے ہوئے بیٹھی ہے - اور صاف صاف معلوم ہو رہا ہے

کہ سویلیزیشن کے دریا کی دہار پُرانا راستہ چھوڑ چکی ہے اور نیا راستہ ڈہونڈرہی ہی۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلام پر بھی علم کا ایسا ہی اثر ہوگا۔ اوسکا جواب "ہان" بھی ہی اور "نہین" بھی، وہ خیالی مذہب جو کہ مجموعہ ہے ہمارے اوہام، اور وساوس، اور بت پرستونکی رسمون، اور مشرکون کی عادتون، اور دل خوش کن کہانیون کا وہ بلاشبہہ علم کی روشنی کے سامنے نہ ٹھہریگا، مگر وہ اسلام جو مطابق ہے فطرت کے، اور مرادف ہے علم بحقایق الاشیاء کے، اور جو موافق ہے سچے علم کے، اور جو بتایا گیا ہے قرآن مین اسکو علم کی ترقی سے اور ترقی ہوگی، اور وہ دنیا مین اور پھیلتا جاویگا، اور علم کی روشنی کے سامنے اسکا خوبصورت چہرہ اور چمکنے لگیگا۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ - پس اپنا منہہ دین کیطرف سیدہا کر۔ ٹہیٹ ہے رستہ سے مڑکر۔ خدا کی فطرت جسپر اوسنے آدمیونکو مخلوق کیا۔ خدا کی ساخت مین تبدیل نہین ہی۔ یہ سیدہا دین ہے۔

## تمت بالخیر



# اشتہار

کتب مفصلۂ ذیل جو زبان اُردو مین نقد قیمت بھیجنے پر راقم سے ملسکتی ہین -

سوداگرون کو بشرطیکہ پچیس جلد سے کم نہ خریدین ۲۰ فی صدی کے حساب سے کمیشن دیاجاویگا -

(۱) لکچر مسٹر ٹی ڈبلیو آرنلڈ کا اخوان الصفا کی مجلس مین طالب علمون کے اخلاق درست ہونے پر قیمت .. .. .. .. .. .. .. ۴/

(۲) لکچر مسٹر ٹی ڈبلیو آرنلڈ چین اور مجمع الجزائر میلے یعنے جزیرہ جاوا اور سماٹرا مین اسلام کی اشاعت پر قیمت .. .. .. .. .. .. .. ۴/

## رسایل مصنفہ سید احمد خان

(۳) ترقیم فی قصۃ اصحاب الکہف والرقیم .. .. .. .. .. ۶/

(۴) ازالۃ الغین عن ذی القرنین .. .. .. .. .. .. ۴/

(۵) النظر فی بعض مسایل الامام الہمام الغزالی .. .. .. .. .. .. ۱۲/

## دیگر کتب

(۶) تاریخ بدء الاسلام عربی مصنفہ مولانا شبلی .. .. .. .. .. ۴/

(۷) ترجمہ فارسی تاریخ بدء الاسلام مذکورۂ بالا .. .. .. .. .. .. ۲/

راقم

**سید احمد خان**

سکرٹری مدرستۃ العلوم علیگڈھ

(سب حقوق محفوظ ہین)



بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ و ویل یومئذ للمکذبین

# تصدیق ... احمدیہ



سنہ ١٣٠٨ھ مطابق سنہ ١٨٩٠ء

پنجاب پریس سیالکوٹ ... کے اہتمام سے چھپی

باراول ......... (تعداد اشاعت ...) ...... (قیمت بلا محصول عصہ)



فہرست

# فہرست مضامین تصدیق

انسانی یا حیوانی وہ روح جس کا بیان تصدیق کے صفحہ نمبر ۲۱۴ مین ہے اسپر یہہ حاشیہ اس لئے قابل ازدیاد ہے کہ بعض احباب کو وہ معنی مصنف کا خاص عندیہ معلوم ہوتے ہین - الروح - الذی اعتمد علیہ عامۃ المتکلمین من اہل السنۃ انہ جسم لطیف فی البدن سار فیہ سریان ماء الورد فیہ وعن الاشعری النفس الداخل الخارج قسطلانی جلد اول صفحہ نمبر ۲۸۶ باب وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً"

اور یہہ بھی یاد رہے کہ عقل اہل اسلام کے نزدیک - ایک صفت ہے و صوفیہ و فلاسفہ کہ بیان وحی کردند آن چیز از مکاشفات ایشان است اگر ہست شریعت نفس نیز ہین انسان را می گوید چنانچہ ولا تقتلوا انفسکم و قوا انفسکم - ...

# اغلاط نامہ

| صحیح | غلط | سطر | صفحہ | صحیح | غلط | سطر | صفحہ | صحیح | غلط | سطر |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| سمندر | دوسہر اسمندر | ۶ | ۶۶ | ۳ و ۲ | ۳۰۲ | ۱۰ | ۳۰ | للہ | اللہ | ۷ |
| قبیہ | اپنی قوم | ۱۷ | ۷۰ | یہود | اول یہود | ۱ | ۳۲ | ابہی | بہی | ۱۸ |
| پنشیلیٹے | نیلیتی | ۱۳ | ۷۴ | بمن | من | ۴ | ۳۵ | ان | وان | ۶ |
| مہاپرلے | مرنے | ۲ | ۷۵ | عفو | عضو | ۵ | ۳۶ | ولکم ما کسبتم | وعلیہا ما اکتسبت | ۱۲ |
| آیا | یا | ۱۷ | ۷۷ | بروارون | برادرون | ۱۲ | ۳۷ | ثمود | مود | ۳ |
| شاخ اور ایک انسانی بصفت | شاخ | ۱۰ | ۷۹ | اسلام | سلام | ۱۲ | ۵۲ | کانوا | — | ۲۰ |
| نہ تہی | جاتہی | ۱۵ | ۸۹ | نہین | ہین | ۷ | ۵۵ | یومہم | یوم | ۹ |
| تیسرے | تیرے | ۱۵ | ۹۰ | خردَل | خردل | | ۶۳ | المنتظرین | المنظرین | ۱۱ |
| | خاص | ۱ | ۹۱ | شکرگذار | شگزار | ۲۰ | ۶۳ | یومہم | یوم | ۱۱ |
| | انسانی | ۰ | ۹۱ | سائل | مسائل | ۳ | ۶۵ | السموات | السموات مطویۃ | ۹ |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۹۲ | ۱۴ | موف | موصوف | ۱۷۸ | ۱۰ | کہ | جو | ۲۲۵ | ۱۳ | بہی کی |
| ۹۳ | ۵ | ہین | ہین | = | ۱۱ | تسلط تجتا ہے | تجتا ہے | = | ۱۹ | خدا ہی اجنا |
| = | ۱۸ | ہستی | نیستی | = | = | اُس وقت | + | ۲۲۶ | ۱۶ | حالہ |
| = | ۱۹ | صفتین | مغنے۔ | ۱۸۱ | ۱ | المرسکین | المرسلین | ۲۲۷ | ۱۱ | لوگون |
| = | = | موجو | موجود | = | ۱۷ | عادیہا | غادیہا | ۲۳۵ | ۲ و ۷ | بُریرہ |
| ۱۰۹ | ۱۰ | دہ | مادہ | ۱۸۶ | ۵ | نقمے | نقشے | ۲۴۸ | ۱۶ | مختلطہ |
| = | ۱۳ | کے خلق | خلق کے | ۱۸۸ | ۱۲ | نمر | نمبر | ۲۵۶ | ۱۰ | تم |
| ۱۱۳ | ۶ | ایمان ن | ایماناً | = | ۱۴ | مس | اس | ۲۵۷ | ۴ | فاصلہ |
| = | ۱۱ | مِنْ | مَنْ | ۱۸۹ | ۱۷ | کراتے | کرتے | ۲۶۵ | ۱ | کے |
| = | = | المستقیم | مستقیم | = | ۱۹ | ہین | ہین | ۲۹۵ | ۱۱ | گہبراتے تمام |
| ۱۱۸ | ۱ | کاقو | کاقول | ۱۹۰ | ۱۹ | السے | ایسے | = | ۱۵ | ہون |
| = | ۶ | شیطان شیطان | شیطان | ۱۹۱ | ۱۵ | ہین | ہین | ۲۹۸ | ۱۶ | قرانی ضرورت |
| = | ۱۹ | شیطان | شیطان سے | ۱۹۷ | ۲۰ | قاب | ایک قاب | ۳۰۳ | ۱۹ | تیری |
| ۱۱۹ | ۴ | لاتعبدُ | لاتعبدوا | ۱۹۸ | ۹ | لے | ئے | ۳۰۴ | ۲ | اس |
| ۱۳۸ | ۳ | پہر | بلکہ | ۲۰۱ | ۱۷ | بدکے | بدلے | = | ۱۳ | ابالات |
| ۱۳۹ | ۸ | پریم | برہم | ۲۰۲ | ۵ | لٹیرو ہام لوگ | دہام لوگ | = | ۱۶ | میوی رحمت |
| = | ۱۸ | بہی | ہے | ۲۰۴ | ۱۹ | افسوس | افسون | ۳۰۵ | ۱ | اور ہین |
| ۱۴۴ | ۲ | لشینی | بشینتی | ۲۰۶ | ۵ | کہیے | کہتے | = | ۱۷ | الیونکو۔ |
| ۱۵۰ | ۲۰ | زند | زندہ | = | ۸ | نعلہ | معاملہ | ۳۰۶ | ۲ | الکتا |
| ۱۵۶ | ۹ | قیول | قیوم | ۲۰۷ | ۱۳ | دکار | لگا | ۳۰۷ | ۱۱ | بہی آجتک |
| ۱۵۷ | ۲ | پر | پرکاش | ۲۰۸ | ۷ | اود | اور | ۳۱۱ | ۷ | نجانے۔ |
| ۱۵۸ | ۵ | قران | کیا قران | ۲۱۰ | ۱۳ | پرمیشیر | پرمیشر سے | ۳۱۲ | ۱۶ | اسی اس لفظ کو |
| ۱۶۰ | ۱۶ | تراتیئے | ترتیئے | ۲۱۱ | ۱۷ | تیسرے | چوتہی | ۳۱۴ | ۳ | اور حد |
| ۱۶۱ | ۱۷ | ہوایقین | یقین | ۲۱۲ | ۱۴ | الارض | الارض کا جملہ | ۳۱۵ | ۱۱ | اگہیرہ |
| ۱۶۷ | ۱۶ | ہندیون | ہندیون بلکہ ایرانیون | ۲۱۷ | ۱۶ | تویت | توریت | ۳۱۶ | ۷ | دہ |
| ۱۶۹ | ۱۳ | تکذب | تکذیب | ۲۲۱ | ۱۷ | کہن | کُن | ۳۱۷ | ۱۵ | کا بیان |
| ۱۷۰ | ۹ | صفت | صنعت | ۲۲۲ | ۱۵ | کے بنانے | بنانے کے | ۳۱۸ | ۸ | ساتیر |
| ۱۷۲ | ۱۹ | کوہ اگرگٹ | حشرات الارض | ۲۲۴ | ۶ | وانطلق | وانطلق | ۳۲۸ | ۱۳ | مین اپنا |
| ۱۷۴ | ۱۰ | ہم نہین سمجہتے عبادات کو | حیوانات کے | = | ۸ | اختلاق | اختلاف پ ۲۳ سورہ ص | | | |
| ۱۷۴ | ۱۰ | کرنے سے | کرتے ہین | = | ۱۰ | یظنون | یظنون پ ۲۵ سورہ جاثیہ | | | |
| = | ۱۱ | منع کیا جاوے | مستثنے کیا گیا | | | | | | | |

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم




# انٹروڈکشن

جہانتک تاریخی واقعات - قدیمہ اور جدیدہ آثار - اور عقل شہادت دیتی ہے اس دنیا مین اضداد کا مقابلہ ہوتا رہا - اور یقینی طور پر کہہ سکتے ہین کہ آیندہ بھی کسی مدت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا -

کیمسٹری[1] کی گواہی ذرات عالم کی نسبت اس وقت چھوڑ دو - انسانی گروہ پر نظر کرو سعید کے ساتھہ شقی یا سرنیشٹ[2] کے ساتھہ ڈیسٹیوکٹ[3] سے مقابلہ کر رہا ہے مومن و کافر کا جھگڑا - اور عالم و جاہل کا تنازع کوئی پہلے قسم سے جدا فساد نہین یہہ الفاظ - سعید اور شقی - بھلے اور برے یا سرنیشٹ اور ڈیسٹیو کے ہی عنوان ہین اور ان کا مخاصمہ وہی اضداد کی باہمی جنگ ہے یہہ باہمی حملہ بڑے بڑے نتائج کا موجب اور خداترس پر سمجھ والون کے واسطے انواع و اقسام فوائد کا باعث ہے

[1] علم الکیمیا ۱۲ [2] اچھا ۱۲ منہ [3] ڈیسٹیو - برا ۱۲ منہ

ان منافع کا تذکرہ جو اِس جدال و قتال سے اِس حملہ کے مجاہدین اور شہدا کے حق مین پیدا ہوتے ہین اِس رسالے مین نا موزون ہے۔ مگر قدرت کے کارخانہ مین جب اختلاف موجود ہے پھر ایسی قوت اور طاقت کے ساتھہ ہوتا ہے کہ مخلوق مین کوئی بھی نہین گذرا اور نہ ہے۔ جسنے اس اختلاف کو مٹایا ہو۔

## بلکہ یہہ سچا الہام

وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ۔ اِس جنگ کے قیام کی خبر دیتا ہے۔

کارخانہ قدرت کا کام چونکہ خبیر و علیم اور عزیز و حکیم کے صفات کا نتیجہ اور انہی کا اثر ہے اور اسواسطے ظہور پذیر ہے کہ اللہ تعالی کی کاملہ صفات کا اقتضا پورا ہوا اور وہ صفات منتج نتائج اور مثمر ثمرات ثابت ہون نہ کبھی اور ہیگا!

## اِسلئے

ممکن ہی نہین کہ بیوجہ اور بدون حکمت ہو۔ بلکہ ضرور یہہ الٰہی کام بھی انواع و اقسام حکمتون پر مبنی ہوگا اور ظاہر ہے کہ اختلاف اور تضاد کے وقت دونون گروہ ایک دوسرے کے مغلوب کرنے مین اولو العزمی سے کام لیتے ہین۔

پس ضرور ہے کہ ان مین سے ایک فتحیاب ہو اور دوسرا شکست پاوے۔ گو ایک کی کامیابی اور دوسرے کی ناکامی کچھہ دیر کے بعد اور دونون کا فیصلہ بعضون کو مجاہد غازی اور شہید اور بعض کو اسیر اور مقتول بنا دینے کے پیچھے ہی کیون نہ ہو اور یہہ بھی عیان ہے کہ اِن دونون گروہون کی لڑائی گو ہر زمانے مین نئے رنگ سے شروع ہوتی ہے دونون نئے انگی ور دبان نئی۔ زبانین نئی ہتھیار بھی نئے ہوتے ہین مگر اصلی دعوون پر گہری نگاہ کرو تو وہی پرانے دعوے ہین ہان طرز بیان مین کچھہ

---

ل اور ہمیشہ رہینگی اختلاف مچاتے مگر جنپر رحم کیا تیرے پروردگار نے۔ پ ۱۲ - سورۃ ھود - ع ۱۰

ایسی تراش وخراش ہوجاتی ہے کہ سرسری نگاہ والاان دعووں کو نئے دعوے اور اثبات ونفی کے سوالوں اور جوابوں کو نئے سوال اور نئے جواب خیال کرتا ہے۔ مگر ستاملی جانتا ہے کہ یہہ وہی آدم اور شیطان والا پورانا جھگڑا ہے جو نئے رنگ سے رنگین کیا گیا ہے یہہ امر بھی شاید فروگذاشت کے قابل نہو گا کہ ان حملوں کے دیکھنے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہین۔ کمزور۔ کم حوصلہ۔ ناتجربہ کار یاقوی۔ بلند حوصلہ اور تجربہ کار۔ گو پہلے گروہ کا ہی خیال ہوتا ہے کہ مومن اور ریشی آج نہ گرے تو کل پس پا ہونگے۔

کیونکہ یہہ مقدس گروہ ابتدا مین بلحاظ اپنی سوسائیٹی کے بہت ہی قلیل اور اسیر غربا اور ضعفا کا مجمع ہوتا ہے۔ دنیاوی سامان کے لحاظ سے اس جماعت کے عام ممبر ابتدائی حالت مین ہیچمیرز نظر آتے ہین۔ مال ومنال اور حصص سلطنت مین اس گروہ کے اعضا کم قدر دکھائی دیتے ہین۔

اسلئے اِن مخلصوں اور سچے اہل ایمان کو انکے مخالف حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور کہتے ہین۔

لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ

عاقبت اندیش اللہ تعالیٰ کی صفت عدل ورحم اور صفت فوقیت علی الکل پر ایمان رکھنے والا فتح ونصرت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کو یقین کرنے والا۔ تمام نظام عالم کا قابض اور متصرف صرف ایک الہ الحق قدوس رب کو سمجھنے والا اللہ تعالیٰ ہی کو حق اور راستی کا حامی اور مددگار جاننے والا جانتا ہے۔ کہ الٰہی امداد انجام کار راستبازی

ا اگر ہم شہر مین گئے تو ضرور معزز لوگ ان ذلیلوں کو وہان سے نکال دین گے۔ پ ۲۸ سورہ منافقون۔ ع۔ ۱۔ ۲ فرشتون ۱۲ ۳ شیاطین ۱۲

کے ساتھ ہے۔ حق ہی کی عمارت مستحکم چٹان پر قایم ہے سچائی کامیابی سے مآل کار
علیحدہ نہین ہوتی۔ اور وہ الہام الٰہی بالکل سچ ہے جسمین ہے۔

وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

متمول مگر کافر کے مقابلہ مین یہی مفلس مگر مومن آخر کار دولتمند ہوا کرتے ہین۔ ابتدائی
مین ظاہر کے ذلیل مگر اللہ تعالی کے سچے فرمانبردار ہی ظاہری عزت سے بھی معزز
ہوتے ہین۔

سُبْحَانَ اللهِ۔ وَالْعَظَمَةُ لِلّٰهِ تَعَالىٰ !!!

یہہ عجیب وغریب راستی اور راستبازی کی معیار ہے۔ یہی ہمیشہ ہر ملک مین تعجب انگیز۔ ا
راحت بخش معجزہ اور الٰہی نشان ہے! اور

---

یہی پہلون کو بروقت مقابلہ کرتے وقت یقیناً تسلی دہ رہا اور ہے اور رہیگا۔
آدم سے پہلے ملائکہ۔ دیوتا۔ سُروں کے سامنے جن۔ شیاطین اور اسُروں کی جوگت ہوئی
جس ذلت کو وہ پہونچے آثار صحیحہ اور اپنشدون سے عیان ہے۔
پھر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی عداوت سے جو وبال ابلیس پر آیا۔ اور اسکی
کے بدلے شیطان کی جو حقارت ہوئی وہ غالب عمرانات کے زن ومرد بلکہ
پر مخفی نہین مگر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ آخر اہل ایمان کے مورث اعلے بنے۔ اور اللہ تعالی
نے آپکی اولاد مین ہزاروں ہزار انبیا۔ اور ملوک اپنے پیارے پیدا کئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاحْشُرْنَا مَعَهُمْ۔ آمین۔

---

۱ آخر کار کامیابی خدا کے پاس پرہیزگاروں ہی کا حصہ ہے ۱۲
۲ فرشتوں ۱۲ ۳ شیطان ۱۲ ۴ ویدوں کے خلاصے یا تفاسیر ۱۲
۵ ترجمہ۔ اے اللہ ہمکو بھی انہین سے کر اور انکے ساتھ اٹھا۔ اور ہمارے عرض قبول کر۔

ہم ہرگز اِس سے اِنکار نہین کرسکتے کہ شیطان کی اولاد بہی چلی اور اِن مین بہی بڑے بڑے شہنشاہ (اخنثےالاسماء) اور فرعون پیدا ہوئے جو ہمہ تن شیطان کے مظہر۔ اِسکے الہٰ اور تعلق کے باعث شیطان اور شیطان کی ذُریت کے اولیا۔ اُن طاغیہ کے اعضا ہتہیار انکے پیادے اور سوار ہوئے۔ اور کسی وقت تک رہین گے۔

مگر کیون ہوئے؟ غور کرو

اسی نشان کے قایم رکھنے اور یاد دلانے کو کہ بہلون کے مخالف شیطان اور اسکے مظہر اور اسکے اولیا بُرے لوگ کیسے ہی کثیر التعداد قوی اور دولتمند کیون نہون آخر ایسے ذلیل اور خوار ہوا کرین گے جیسے آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت مین شیطان

کون بتا سکتا ہے؟ حضرت نوح علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے عدو کدہر گئے؟ کچھ کہوج تولگاؤ کیا ہوئے؟ سب بے نام ونشان ہین اب تاریخ ہی انکی تشخیص سے ساکت ہے۔ اور الٰہی غضب نے پانی کو جو ایک آیت رحمتہ اور حیوۃ کا مدار ہے ایسی شکل بخشی کہ ایک طرف اِس کی خانہ زاد لکڑیون سے جہاز بنے جسمین اِس سعید اور مومن کے متبع نوح علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے خدام جا بیٹہے اور پانی جوش سے انہین اپنے کندہون پر اوٹہا لیا۔ اور دوسری طرف نوح علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے دشمنون کو۔ نہین نہین راستی کے مخالفون۔ حق کے مقابلہ کرنیوالون کو اون کی بدکرداری کے بدلہ جہنم پہونچادیا۔

حضرت نوح علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا قصہ قران کریم مین عقل والون کو عبرت دلانے اور نصیحت پر چلنے والون کو نصیحت کے واسطے بار بار مذکور ہوا۔ سنو:۔

[ف۱] وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ - قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ[ف۲] كَمَا تَسْخَرُوْنَ

نوح علیہ السّلام کے نام لیوے اور اوسکی طرف منسوب ہونے پر فخر کرنے والے آجتک موجود ہین اور انمین ہزارون ہزار روحانی معلم اور بڑے اُپکاری[ف۳] الٰہی انعامات اور احسانات سے سرفراز اور ممتاز ہین لیکن نوح علیہ السلام کے مخالفون کے معبودان باطلہ ودّ - سواع یغوث - یعوق نسر کا کوئی حامی نہین رہا - اور نوحؑ کی تعلیم توحید نبوۃ اور معاد کے ہزارون ہزار آثار صریح معین موجود ہین لیکن نوح علیہ السلام کے مخالفون حق کے دشمنون پر کمزور اور مظلوم کی وہ آہ اثر کرگئی جسکا بیان آئیہ ذیل مین ہے -

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا[ف۴]

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو برکت پائی وہ ایشا - یورپ امریکہ افریقہ اور بڑے بڑے معلوم اور آباد جزائر کی آنکھہ سے مخفی نہین - اور جو وبال اسکے دشمنون پر انکی بدایمانی بدکرداری اور حق کی عداوت کے بدلے پڑا کیا اوس کا یہہ نشان کچھ کم ہے - کہ وہ تمام بے نام ونشان ہوگیے ؟ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالی نے فرمایا -

"اور تجھکو مبارک اور تیرا نام بڑا کرون گا اور تو ایک برکت ہوگا اور جو تجھے برکت دیتے"

" ہین برکت دونگا اور اونکو جو تجھپر لعنت کرتے ہین لعنتی کرون گا - پیدایش - ۲۲ - ۳ "

---

ف۲ کاف سببیہ معنے دیتا ہے یا مثل کے ۱۲ منہ

ف۳ خیرخواہ - نفع رسان ۱۲

ف۱ اور وہ ( نوح علیہ السلام جہاز بناتا تھا اور جب اوسکے پاس سے نکل جاتے اوسکی قوم کے سردار ہنسی کرتے نوح علیہ السلام سے ( نوح علیہ السلام نے کہا اگر تم ہنسو ہمپر تو ہم ہنستے ہین تمپر پھر یہہ بھی اس لئے یا اتنا جو تم ہنستے ہو - سیپارہ ۱۲ - سورہ ھود - ع - ۴

ف۴ اے میرے رب مت چھوڑ اس زمین پر ان کافرون سے کوئی بسنے والا -

اور فرمایا - وَمَن یَّرغَبُ عَن مِلَّةِ اِبرَاهِیمَ اِلَّا مَن سَفِهَ نَفسَهٗ[1]

حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہایت صحت بخش اور نجات دہ نصائح پر کان نہ رکہنے والے وضع الٰہی کے دشمن فطرت کی مخالفت مین قوے کو برباد کرنے والے[2] موذی کدہر گئے؟ اونکی بستی کی یہی خبر ہے جَعَلنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا[3]



غریب سعید - اور استبازہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مصری بادشاہ کے اس سخت ظلم و تعدی کو دیکہہ کر جو اسنے انکی قوم پر شروع کر رکہی تہی اس خیال سے کہ جس بادشاہ کی رعایا ہو کر رہے اسسے بغاوت کرنا اہل ایمان اور سچے اسلام والونکا کام نہین فرعون شاہ مصر سے درخواست کی - اور بجا درخواست کی -

اَرسِل مَعَنَا بَنِی اِسرَائِیلَ وَلَا تُعَذِّبهُم[4]

پر اس نافہم نے حضرت موسیٰ جیسے مومن ناصح کی عمدہ اور بجا درخواست کیطرف توجہ نہ کی اُلٹا بنی اسرائیل کو زیادہ تر دُکہہ دینے لگا بلکہ جناب موسیٰ علیہ السلام جیسے پاک خیر خواہ کی نسبت ناعاقبت اندیشی کے باعث حقارت کی راہ سے کہا

یَا قَومِ اَلَیسَ لِی مُلکُ مِصرَ وَهٰذِهِ الاَنهَارُ تَجرِی مِن تَحتِی اَفَلَا تُبصِرُونَ[5]
اَم اَنَا خَیرٌ مِن هٰذَا الَّذِی هُوَ مَهِینٌ وَلَا یَکَادُ یُبِینُ[6]

---

[1] اور ابراہیمی ملت سے کون روگردان ہو سکتا ہے سوائے اسکے جس نے اپنے تئین احمق ٹہیرایا۔
[2] یہہ بدکار لونڈے باز تہے نعوذ باللہ ۱۲ -
[3] ہمنے اسکو زیرو بالا کر دیا - پ ۱۲ - سورہ ہود - ع ۷ -
[4] بنی اسرائیل (میری قوم) کو میرے ہمراہ کر دے اور انہین دکہہ نہ دے - پ ۱۶ سورہ طٰہٰ - ع
[5] اے میری قوم کیا تم نہین دیکہتے - ملک مصر کا مین مالک ہون اور یہہ ندیان میرے نیچے بہتی ہین - پ سورہ ع
[6] بلکہ مین بہت اچہا ہون اس ذلیل سے اور یہہ تو صاف صاف بول بہی نہین سکتا - پ - سورہ ع

فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ

اور موسیٰ علیہ السلام کا ضعیف مگر سعید اور دشمنون کی سختیون پر صابر گروہ آخراسی عہد

الٰہی کے مطابق کہ صادق بخلاف کاذب و مکذب کامیاب ہوتا ہے کامیاب ہوا۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ

مَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا

صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ

بے بس نہایت خاکسار بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم الانبیا۔ رسول۔ مسیح ابن مریم

علیہما السلام کے قسی القلب دشمن کدھر گئے؟ کوئی انکا پتہ بتا سکتا ہے؟ ان بڑے بڑے

سانپون اور سانپون کے بچون پر فتویٰ لگ گیا! پر حکم ہوچکا۔ اور حضرت مسیح علیہ

السلام کے اتباع جس جاہ و حشم کے ساتھہ جناب مسیح علیہ السلام کے منکرون پر حکم ران ہیں

اِس سے ہندوالے کیا تمام آباد دنیا بے خبر نہین۔

ہمارے **ہادی** (اے رب اے رحمٰن اے رحیم مولیٰ کریم مجھے بھی اِسکے خدام مین رکھ

اور اسی کی مرافقت جنت مین عطا کریو!) کے آیات نبوت مین حضرت مسیح کے اتباع

اور اُنکے منکرون کا تذکرہ بطور پیشین گوئی مندرج ہے۔ اسپر غور کرو۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ

---

(۱) کنگن اسکے زمانہ مین عزت کا نشان تھا جیسے ہندوستان کی ہندو ریاستون مین اب بھی ہے۔

(۲) بھلا کیون نہ ڈالے گئے اسکو سونیکے کنگن۔ اور نہ آئے اسکے ساتھہ فرشتے پر باندہ کر۔ پ ۲۵ سورہ زخرف ع

(۳) اور ہمنے مالک بنایا۔ موسیٰ کی ضعیف قوم کو مبارک ملک شام کی تمام زمین کا۔ اور پوری ہوئی اچھی بات تیرے رب کی بنی اسرائیل پر

اسلئے کہ صابر ہوئے۔ اور خراب کیا اسکو جسے بنایا فرعون اور اوسکی قوم نے۔ پ ۹ سورہ اعراف ع ۱۶

(۴) جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ مین لینے والا ہون تجھکو اور بلند کرنیوالا ہون اپنی طرف اور پاک کرنیوالا تجھے کافرون سے اور کرنیوالا ہون تیرے تابعون

کو کافرون کے اوپر قیامت تک

حضرت عیسی علیہ السلام کے اتباع اور اونکے ساتہہ والے مسلمان ہین یا عیسای او
اُنکے منکر یا یہود ہین اور تہے یا اِس انڈیا ہین آریہ اور مختلف بلاد ہین کچھ پارسی اور کچھ
بدہ[۵۱] یہہ تمام منکر قوم[۵۲] ہین۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے اتباع کے ماتحت ہین اور ہمیشہ ماتحت
رہینگی اور یہہ پیشین گوی قیامت تک ثابت اور استحکام کے ساتہہ ظاہر ہوکر قایل کے
واسطے آیت صداقت اور نشان نبوت رہیگی۔

کیا جس کتاب ہین اِس پیشین گوئی کا تذکرہ ہے اور جس کتاب ہین اِس پیشین گوی
کا دعویٰ اِسطرح پر ہے کہ قیامت تک اِسیطرح رہیگی وہ کتاب ایسے علیم وخبیر کی
نہین۔ جو جزئیات اور کلیات پر محیط اور انپر بہ تفصیل
واقف ہے؟

اب مین تمام سرِ[؟]ٹون کے سرشیٹ اور تمام اہل ایمان کے سردار اسعد الخلق
(فداک ابی وامی صلی اللہ علیک وسلم) کے قصہ پر اِس کلام کو ختم کرتا ہون۔

حضور علیہ السلام نے ایسے وقت جب تمام دنیا پر روحانی تمدنی اور اخلاقی حالت
کی نسبت ظلمت اور تاریکی چہای ہوئی تہی اور دنیا کے لوگ گم کردہ راہ بہول بہلیان
مین مبتلا تہے۔ آفتاب کی مانند طلوع فرماکر راہ نمائی کا بیڑا اوٹہایا۔ اور انکے نکالنے
لوگون کو ظلمات سے نور کیطرف۔

خدا کیواسطے ذرا غور تو کرو۔ اِس سراج منیر کی نور افشانی کیوقت تمام آباد دنیا کا
کیسا حال تہا؟ دنیا کے اشیا جنہین انسان کے خادم کہنا چاہئے اور حسب الحکم۔

---

[۵۱] کچھ بدہ اور اور قوم مین مسیح علیہ السلام سے بہی ناواقف ہین اور انکے پورے منکر نہین ہوئے ہین یاد رہے ۱۲
[۵۲] تمام عمدہ لوگون سے فرضل ۱۲

اَلَم تَرَوا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الاَرضِ ط

انسان کے ماتحت ہین بالعکس انسان کے معبود بنائے گیے۔ غور کرو۔ ہندستان کا ملک ایسا تہا کہ اِس مین پتہر اور درخت پوجے جاتے تہے۔ بلکہ یون کہنا چاہئے کہ آریہ ورت بقول آریون کے بہی ہندستان ہوچکا تہا۔

حیرانی ہوتی ہے کہ لنگ کی مہمان اور اوسکی پوجا کا دور دورہ یہان تہا! بہگ اور شکتی کی پرستش یہان تہی! وام مارگ۔ اگہور۔ کپال مت کے بانی اور گروہ یہان ہی تہے۔ جین۔ اور ناستکو نکا مبدا۔ اور مولد یہی آریہ ورت تہا!

آریون کے یا ہندؤن کے ہمسایہ یا پہلے استاد بلکہ بہائی بند قدیم ایرانی اگنی ہوتری تہے۔ جنہون نے آسمانی بروج سیارون ستارون اور خاصکر سورج کو معبود بنا رکہا تہا بلکہ انکے نہائت ناپاک اثر سے فارسی لٹریچر مین تمام سکہون اور دکہونکو آسمانی گردش کی طرف منسوب کیا گیا تہا۔ اِسلام کے مدعی لایق منشیون نے سورج کو حضرۃ نیر اعظم وغیرہ مقدس الفاظ سے یاد کیا۔

یہہ لوگ یزدان اور آہرمن دو خداؤن خالق خیر اور خالق شر کے معتقد تہے مغرب اور شمال بلکہ اندرونی حصہ عرب مین یہود اور عیسائی تہے۔

عیسائیون کا یہہ حال کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالی کا ازلی بیٹا بلکہ خدا یقین کرتے اور اوسکو اصل ایمان جانتے تہے۔ اور ان کا اعتقاد تہا اور ہے۔ کہ اللہ تعالے

---

۱؎ کیا تم نہین دیکہتے اللہ تعالی نے مفت تہاری خدمت مین لگا دیا جو کچہہ آسمانون اور زمین مین ہے پ ۲۱ سورۃ لقمان ع ۲

۲؎ لنگ پوجا حسب اعتقاد عام ہنود کے شیوجی کے عضو تناسل کی پرستش ہے۔

۳؎ مہمان ۔ عظمت۔

۴؎ عورت کا عضو تناسل۔

وحدہٗ لاشریک لہٗ من کل الوجوہ ایک ہے اور تین ہے۔ پناہم بخدا!!! عیسائی کہتے ہین خدا باپ ازلی۔ خدا بیٹا ازلی۔ خدا روح القدس ازلی۔ تینون خدا ہین پہر خدا ایک ہے!!!

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا[۱]

وَمَا يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا وَاِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا[۲]

اُسوقت کیتہولک فرقہ کا عروج تہا اور عیسایون مین بعض ایسے ہی تہے جو صدیقہ مریم علیہا السلام کو متمم تثلیث جانکر انکی تصویر پر گوٹے کناری کے کپڑے ڈالتے تہے۔ ہند مین بہی بعض لوگ بتون کو گرمی اور سردی کا لباس علیحدہ علیحدہ چڑہاتے ہین۔

پادری کا۔ مذہبی مقدس کا یہہ رعب اور یہہ عظمت تہی اور ہے کہ عیسایونکا بچہ بدون مذہبی مقدس۔ اُسکے خاص لباس اور اس خاص رسم کے جو مسیحی کلیسیا کے واسطے ضرور ہے کلیسیا کا عضو اور اسکا ممبر نہین ہوسکتا۔

کوی عیسائی بدون وساطت پوپ کے نکاح نہین کرسکتا۔ نماز کے واسطے کنیسہ مین جانا ضرور ہے اور وہان قسیس کا ہونا لازم۔ گناہ گار کو گناہ کی معافی لینے وقت لابد ہے کہ قسیس کو اپنی بدکرداریونپر واقف کرے۔ اگر بدکار اپنے گناہونپر پادری کو آگاہ نکرے تو گناہ گار کا گناہ معاف ہی نہو!

[۱] قریب ہے کہ آسمان چورچور ہوجائین اور زمین شق ہوجائے اور پہاڑ ذرہ ذرہ ہوکر گرپڑین کہ وہ رحمن کا بیٹا پکارتے ہین۔

[۲] اور رحمن کو سزاوار نہین کہ بیٹا اختیار کرے کیونکہ سب جو آسمان و زمین مین ہین رحمن کے حضور مین بندہ بنکر آنیوالے ہین۔ پ ۱۶

مرنے کے بعد دفن کے موقعہ پر اگر پادری موجود نہو تو یہہ لابدّی سفر یہہ آخری منزل طی ہی نہو۔

عیسایون کے اُستاد اور معلم اور اونکے پاک کتاب کے پہلے اور آجتک کے محافظ یہود تہے۔

جنہون نے توحید کو تشبیہہ تک اور عبادت کو اُسکے صرف جسمانی مظہر تک اور اخلاق کو قساوت قلبیہ کے ساتھ مختلط اور محدود کر رکہا تہا توحید اور اخلاق فاضلہ کیطرف عام دعوۃ ہرگز نہین کرتے تہے۔

یہود کے کئی فرقے قیامت کے منکر ہی تہے۔ بلکہ انجیل سے واضح ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام سے بہی اِس مسئلہ مین انہون نے تکرار کی۔

اور اکثر یا قریبًا کل اِس بُرے اور تمام برایون کے سرچشمہ بداعتقاد کے معتقد تہے۔ کہ "ہم ہی۔ بنی اسرائیل خدا کی برگزیدہ قوم ابراہیم راستباز کی راستبازی سے انجام کار نجات پائینگے"۔ جسکا قران کریم تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ کہکر ابطال کیا۔

پہر عیسائی کہی اعتقاد رکہتے ہین کہ حضرت مسیح علیہ السلام جیسا نیک بندہ اور رسول بلکہ عیسائیون کا خدا تمام عیسایونکی **لعنتون** سے ملعون ہوکر اور عیسائی قوم کی بدکاری۔ اور فسق و فجور اور گنہگاری سے **گنہگار** بنکر۔ عیسایون کا کفارہ ہوئے۔!!!

ک یہہ وہ لوگ ہین جنکی نسبت آریون اور پادریون کا خیال ہو کہ اسلام بلکہ بادی اسلام کے معلم تہے اسلام نے اگر اقتباس کیا ہے۔ تو غور کرو کیسی جوہرشناسی اور کامل ہدایت کو کام مین لایا ہے کہوٹے اور کہرے ملے جلے جواہرات مین سے کہرے موتیون کو الگ کرنا کیا چہوٹا سا کام ہے؟۔ غور کرو۔

## اسلئے

عرب کے لوگ شرک مین ڈوبے ہوئے تھے اور شرک کی ذاتی لازم جہالت مین سخت مبتلا تھے۔ اور اُسکے نتیجہ باہمی اختلاف مین پھنسکر ایک دوسرے پر حملہ کر کے کمزور اور ذلیل اور مفلس بن رہے تھے۔ نہ انمین کوئی ہدایت نامہ تھا نہ کوئی قانون شراب خوری۔ قمار بازی۔ عزت اور فخر۔ اور بہادری کا نشان تھا۔ اور بس۔ تعصب۔ ہٹ۔ ضد۔ اور عداوت۔ گویا انکی فطرۃ ہو رہی تھی۔ ایسے وقت مین حضرت

خاتم الانبیاء۔ اصفی الاتقیا سیّد ولد آدم ۔ فخر بنی آدم واعظ سعادت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ہدایت اور رہنمائی پر کمر باندھی اور ساتھ ہی یہہ بھی دعوے کیا کہ مین اللہ تعالی کی طرف سے ملہم ہوا ہون۔ مین بھی اون سعیدون مین سے ایک ہون جنمین

آدم علیہ السّلام ۔ نوح علیہ السّلام ۔ ابراہیم علیہ السّلام ۔ لوط علیہ السّلام موسٰی اور عیسٰی علیہم الصّلوۃ والسّلام تھے۔

انبیا کے قصے بار بار قران کریم مین پڑہکر لوگون کو یاد دلاتے کہ گذشتہ رؤساء اہل ایمان اور اعداء حزب شیطان کی تاریخ پڑہ لو۔

اس پاک گروہ کے مخالفون کی تباہی سے عبرت پکڑو۔ ان شریرون کے قصون کو پڑہ کر نصیحت حاصل کرو۔

یہی قصے میری راستی اور راستبازی کے آیات اور علامات یا بطور محاورہ محدثہ معجزات اور خوارق عادات ہین۔

منکرو! جسطرح پہلے ہمیشہ برون کے مقابلہ مین انجام کار فتحیاب ہوتے رہے اور راستی کے دشمن یا انبیا علیہم السلام کے مخالف ہر زمانہ مین آخر شکست پاکر بے نام و نشان

ہوتے رہے ہین ایسے ہی او دشمنون! حق کے مخالفو! میری مخالفت مین تم ذلیل اور خوار ہوجاؤگے۔

حملہ آورون کے حملون کی خبردی اور یہہ ہی بتادیا کہ میرے مخالفو! اگر تم مجھہ پر حملہ آور ہوگے تو نتیجہ یہہ ہوگا۔

سَیُهْزَمُ[1] الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ؕ

سورہ شعرا وغیرہ مین انبیا علیہم الصّلوٰۃ والسلام کے ان قصص کا بیان ہے جنمین انبیا علیہم السلام کے ساتھہ انکے دشمنون کے مقابلون کا تذکرہ ہوتا ہے اور مخالفون کی بوجہ تکذیب کا آخری نتیجہ اور دائمی ثمرہ بتایا جاتا ہے۔ اور پھر آخر مین ہر قصہ کے یون کہا جاتا ہے۔

اِنَّ[2] فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

اِسی سورہ مین حضرت نوح علیہ السّلام کے اعدا نے جب نوح علیہ السّلام کو یہہ کہکر وعظ سے روکا۔

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ[3] یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ

اُسوقت حضرت علیہ السّلام نے بھی فرمایا اور اسطرح دعا کی۔

رَبِّ[4] اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ۝ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ

---

[1] شتاب ہے وہ وقت کہ میرے مخالفونکی جمعیت ہزیمت پاوے۔ اور پیٹھہ دیکر بھاگین۔
[2] اس قصہ مین بے ریب ایک نشان یعجزہ ہے اور اکثر نہین مانتے۔
[3] اگر تو اس منادی سے اے نوح نہ رکا تو تجھہ پتھراؤ کیا جاوے گا۔
[4] اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔ تو میرے اور اونکے درمیان فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے ساتھہ والے ایمان والون کو بچالے۔

پہر جو نتیجہ نکلا اوس کا بیان ہے

فَاَنْجَیْنٰہُ وَمَنْ مَّعَہٗ فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِیْنَ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً

اسیطرح اِس سورہ شعرا مین قوم عاد کا جناب ہود علیہ السلام سے مقابلہ اور قوم ہود کا حضرت صالح علیہ السلام سے جہگڑا - اور قوم لوط کا جناب لوط علیہ السلام کے مواعظ حسنہ پر کان نہ دہرنا ایسی ہی طرز سے بیان ہوتا ہے -

سورہ مزمل مکہ معظمہ مین اُتری جب حضور علیہ السلام بظاہر نہایت کمزوری کی حالت مین تہے اور بظاہر کوئی سامان کامیابی کا نظر نہ آتا تہا - قران نے صاف صاف جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا -

یہہ رسول اِس رسول کی مثل ہے جو فرعون کیوقت برگزیدہ اور بنی اسرائیل کا ہادی بنایا گیا - جسطرح اُس رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دشمن بے نام و نشان ہوگئے - ایسے ہی اِس رسول کے دشمن معدوم ہونگے -

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰہُ اَخْذًا وَّبِیْلًا فَکَیْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ کَفَرْتُمْ

اور جسطرح جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم دشمنون سے نجات پاکر آخر معزز اور ممتاز اور خلافت اور سلطنت سے سرفراز ہوئی - اسی طرح - ٹہیک اسی طرح - لاریب اسی طرح اِس رسول کے اتباع بہی موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کیطرح بلکہ بڑہکر ابراہیم کے موعود

لہ پہر بچا لیا ہمنے اسے اور اُسکے ساتہہ والون کو بہری کشتی مین اور غرق کردیا اسکے پیچہے سب کو - لاریب اس قصہ مین ایک نشان معجزہ ہے -

لہ - ہمنے ہی بہیجا تمہاری طرف رسول نگران تمپر جیسے بہیجا تہا فرعون کو رسول پہر جب نافرمانی کی فرعون نے اس رسول کی تو سخت پکڑ لیا ہمنے اسے - پہر تم اگر اس رسول کے منکر ہوئے تو کیونکر بچو گے -

ملک بالخصوص اور اپنے وقت کے زبردست بادشاہون پر علی العموم خلافت کرینگے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ

آخر دیکھہ لو - اِس فطرت کے قاعدہ نے - اِس الٰہی سنت یا عادۃ اللہ نے - ناظرین کو وہی نتیجہ دکہایا جو ہمیشہ اہل ایمان کے ساتھہ انکے بے ایمان مخالفون کے بیجا حملون کیوقت دکہاتی چلی آتی ہے -

ہمارے ہادی - بلکہ ہادی انام علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی قوم مین - نہین نہین - آپکے مولد مسکن اور آپکے ملک مین آپکا کوئی دشمن نہ رہا - دشمن کیسے ؟ انکے آثار بہی نہ رہے ! مکّہ معظمہ نہین - بلکہ جزیرہ نمائے عرب پر نگاہ کرلو تمام عرب آپکے خدام یا خدام کے معاہدین کی جگہہ ہوگیا -

## اللہ اللہ !!!

جیسے آپ بےنظیر ہین ویسے ہی آپکی کامیابی بہی بےنظیر واقع ہوئی ! -

## ناظرین !

ایسی کامیابی کسی ملہم - کسی مدعی الہام - کسی پیغامبر - کسی مصلح - کسی رسول یا کسی بادشاہ کو کبہی ہوئی ہی ؟ ہرگز نہین - کس مقتدا نے - کس بادشاہ نے - نام تو لو -

ف۱ - وعدہ دیچکا اللہ تعالےٰ ان لوگون کو تم مین سے جو ایمان لائے اور کام کئے انہون نے اچھے ضرور خلیفہ کردیگا ان کو اس خاص زمین مین (جسکا وعدہ ابراہیم سے ہوا) جیسے خلیفہ بنایا انکو جو ان سے پہلے تھے اور طاقت بخشیگا انہین اس دین پہیلانے کے لئے جو اللہ تعالےٰ نے انکے لئے پسند فرمایا اور ضرور ہی بدلدیگا انہین خوف کے بعد امن سے -

ف۲ - من قبلہم سے وہ قوم موسیٰ کی بنی اسرائیل مراد ہے جنکا ذکر - واورثنا القوم الذین یستضعفون مشارق الارض ومغاربہا التی بارکنا فیہا مین ہے -

وحدت ارادی کی روح پہر الہامی دعوے کے بعد اپنی قوم مین اپنے ملک
مین - اوّلاً و بالذات اسطرح پہونکی ہ؟ - کسنے - بتاؤ تو سہی - اسطرح کی نئی زندگی بخشی؟
کسکے وسیلے ایسی عملی طاقت ظہور مین آئی ہ؟ - مذہب لو! کِسکا مولد آزاد دیکھتے ہو؟ -
حضور علیہ السلام نے نہ صرف اپنا ملک - بلکہ اپنے مورث حضرت ابراہیم علیہ السلام کا
موعود ملک آزاد کرالیا! -

ہمیشہ حق کے مخالف اور متکبر - انبیا اور انکے غریب جان نثارون کو ستاتے - اور
انکے مقابلہ مین ظالمانہ صف آرا ہوتے ہین - پر آلِ کار وہی کمزور - اور مومن غالب ہوتے
ہین سچ ہے -

[1] اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ

## یاد رکھو

یہی ایک رحمت بخش **قانون** ہے جو سچائی کا معیار رہا - اور رہیگا - اور یہی تسلی دہ
معجزہ ہے جسسے بہلائی اور برائی کو عام نظر کا آدمی بہی امتیاز کرسکتا ہے -
ہان فتح مندی اور کامیابی کا **تاج** لینے کے واسطے - استقامت - حسن ظن -
وفاداری - راستی - اور کوشش - **شرط** ہے

[3] اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا -

[2] الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ -

---

[1] کیا جو مومن ہے وہ فاسق کا سا ہو سکتا ہے - نہین وہ برابر نہین - پ ۲۱ - سورہ سجدہ ۲

[2] اسکی نسبت بدظن کرنے والے - انکی نسبت سخت سزا کا فتوے ہے - اور اُن پر اللہ کا غضب پڑا -

[3] یقیناً وہ لوگ جنہون نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پہر وہ پکے رہے اُنپر فرشتے اترتے ہین کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کہا - پ ۲۴ سورہ حم سجدہ - ع ۱۸ -

ب وَظَنَنتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنتُمْ قَوْمًا بُورًا - [۵۱]

ج - وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ - [۵۲]

ح أَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ [۵۳]

د يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ [۵۴]

ہ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ [۵۵]

یہہ ایک مختصر تذکرہ ہے جو گذشتہ واقعات پر مبنی ہے جس کی شہادت آثار باقیہ اور تواریخ صحیحہ سے ظاہر ہے۔

یہان - انڈیا مین ہمارے مورث آے - استقامت - باری تعالے پر حسن ظن - وفاداری - صداقت - اور سعی - اور سعادت کا مخزن توحید الوہیت اور جزا و سزا کا مستحکم مسئلہ اور ایمان بالملائکہ اور ایمان بما انزل اللہ اور ایمان بالانبیا کا پاک اعتقاد جو تمام نیکیون کا منشا ہے - اور تقدیر کا نہایت سچا مسئلہ جو تمام بلند پروازیون کا چشمہ ہے - اور مروت شجاعت ہمت عدل - اور اخلاص - یہہ ساری صفات فاضلہ اپنے ساتھ لائے اُنکا ظاہر و باطن ایک تھا جیسا ایمان - اور اخلاص رکھتے تھے

---

۵۱ - اور تم نے برا گمان کیا - اور تم کھپ جانیوالے لوگ ہو گئے - پ - ۲۶ - سورہ فتح - ع - ۹ -

۵۲ - اور اُسی گمان نے جو تمنے اپنے رب سے کیا تمہین ہلاک کیا پھر تم زیانکار ہو گئے - پ - ۲۴ - سورہ حم سجدہ - ع - ۱۷ -

۵۳ - میرے عہد کو پورا کرو مین تمہارے عہد کو پورا کرون گا - پ - ۱ سورہ بقرہ - ع - ۵ -

۵۴ - اے مومنو اللہ سے ڈرو اور صادقون کا ساتھہ اختیار کرو - پ - ۱۱ - ع - ۴ -

۵۵ - انسان کا بہرہ وہی ہے جو اوس نے کمایا - اور اُسکی کمائی دیکھی جاوے گی - پ - ۲۷ - سورہ نجم - ع - ۷ -

ویسے ہی کامیاب بھی ہوتے رہے۔
مگر انکی اولاد نے اپنے آباء کے اقتدا ئبین سنتی کی۔ بزرگون
کی چال نچلے۔ بلکہ حسب

فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا
الشَّهَوٰتِ۔

حرص وہوا کے پیچھے پڑے تب انکو حسب الٰہی وعید۔

فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا

بُت پرستون کے رسوم اور عادات لینے کی سزا ملی جس کو
آج تم او مسلمانو!۔ دیکھتے ہو۔ اور سُنتے ہو۔ اگر قلب سلیم
رکہتے ہو تو فکر کرو۔

البتہ ان مین نہایت نیک اور باایمان بہی تہے۔ اور ہین۔ الّا عام گروہ نافرمان ہوا۔
بہلون کو ان نافہمون کے ساتہہ ملا جلا رہنے اور علیحدہ نہو نیکے باعث برون کی سزا
کا حصہ دار ہونا پڑا۔ اور کیونکر شریک نہوتے؟۔

وَلَا تَرۡكَنُوۡا اِلَى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔

کی ممانعت پر انکا بہی عمل درآمد نرہا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الۡعَفۡوَ فَاعۡفُ عَنَّا۔

۵۵۔ پہر اُن کے بعد ایسے جانشین پیدا ہوئے جنہون نے عبادت الٰہی کو ترک کیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے
۵۶۔ جلدی وہ سزا کو بہو بہگتینگے۔ سورہ مریم۔ پ ۱۶ ۔ ع ۷۔
۵۷۔ ظالمون کی طرف نہ جہکو کہ تمہین آگ چہوئے گی۔
۵۸۔ اے خدا تو معاف کرنیوالا ہے۔ عفو کو دوست رکہتا ہے۔ ہمسے درگذر فرما۔

**ہان**۔ ان اللہ تعالےٰ کے ان پیارے بندون نے اپنی قوم کے نافرمانون کا ساتھہ کیون نچھوڑا ؟۔ کیون ایسے لوگون سے الگ نہوئے ؟۔ غالباً قوم کی خیرخواہی۔ اُنکی بھلائی کے خیال سے مگر ہدایت نامہ قوم کے پاس تھا۔ اور کم وبیش اسپر عملدرآمد بھی تھا۔ **پاک کتاب** کی زبردست تاثیر کبھی کبھی غافل۔ مست قوم کو جگاتی رہی۔ سلئے انہین اللہ تعالےٰ کے پیارے **رستباز**۔ اولیاء **کرام**۔ علماء **عظام**۔ واعظ حق پیدا ہوتے رہے۔ اور لقدر استعداد وہمت سچائی کو پھیلاتے رہے۔ اور ان کے مجاہدات۔ دعاؤن۔ خلوص۔ اور توجہ کی برکات سے اپنے بیگانے متنبہ ہوتے رہے۔ اور ان پاک لوگون کی کوششین مثمر ثمرات ہوئین والحمد للہ رب العلمین۔

ہندستان کی بُت پرستی۔ ہندون کا دور از عقل قصص کو یہود سے بھی زیادہ مقدس جاننا۔ دنیا سے **مخفی** نہین۔ اور ان دونون مہلک مرضون سے جو بدنتائج ظہور مین آئے اُنسے دیانندی پنتھہ کو بھی انکار نہین۔

توحید الوہیت۔ اور اعلےٰ درجے کے علوم۔ اتفاق۔ یکتائی کے حاصل کرنے مین یہی دونون۔ (۱) غیراللہ کی پرستش۔ (۲) خیالی جھوٹھے افسانون پر یقین کرنا بڑی روک ہوتے ہین۔ **میرے پیارے بھائی مسلمانو**!۔ یہی دونون **آفتین** اب تمکو دامنگیر ہوگئین۔ اور یہی دونون بربادکن اسباب جو مشرکون اور یہود کی بدولت تمہاری سوسائٹی مین درآئے تمہین اُنکے ساتھہ ہی لے ڈوبے۔

عاقبت اندیشی کرو!۔ اللہ تعالےٰ کا خوف کرو!۔ مشرکون یہودون کی شاگردی سے توبہ کرکے۔ اور قران کریم۔ اور حدیث نبی رؤف الرحیم کا اتباع اختیار کرکے دیکھہ لو! جیسے کہ اس اتباع سے تمہارے اسلاف۔ دین ودنیا کے سلاطین۔ اور امرا وخلفا بنگئے۔

ویسی ہی تم ہی بنجاؤ گے - یاد رکھو ! - نصرانیت - دہریت - یہودیت - شرک کے اجتماع سے جسسے اب تمہارے اکثر کا بحیثر زم مرکب ہین - کبہی بہی تم کامیاب نہوگے !-

# غرض

ان باہمت ارواح مقدسہ کے قوی اثر سے ہند مین ہمیشہ اسلام پہیلتا رہا - نہ جیسے ہمارے بعض طلیق اللسان لکچراروں کا بیان ہے - کہ اسلام ہند مین بجبر داخل ہوا" ! - زمانہ حال کا تذکرہ ہے کہ مولوی شیخ عبید اللہ صاحب ساکن ہنٹ نے ایک تحریک کی جسسے صدہا اپنے اور بیگانے - بیدار ہوگئے - بلکہ مخالفون کی تعلیم یافتہ سوسائیٹی - بلند آواز سے پکار اُٹہی کہ "بت پرستی - اور لغو افسانے بے ریب تباہی کا موجب ہین" - مولوی صاحب کا ایک بڑا مکذب اپنا قدیمی طرز ترک کرکے - دیانندی عالیجنابون مین آ داخل ہوا مگر ترقی ہمیشہ بتدریج ہوا کرتی ہے اور ان نئے جاگنے والون کو پوری راستی پر پہونچ جانا شاید اسلئے ہی نصیب نہوا - کہ قومی تعلقات اور انواع و اقسام کی جسمانی ضرورتون نے یکدم قوم سے علیحدگی کی اجازت نہ دی - برہمو مذہب والون نے آریہ سے زیادہ جلدی قدم اُٹھایا - بہ نسبت آریہ کے بہت کچھ اسلام قریب آگئے - اور آریہ برہمو کے ساتھہ اِس لئے بہی شریک نہوئے کہ ذات پات کا امتیاز جو بدظنی - تکبر - اور باہمی تنفر - کا منشا ہے اور بنی نوع کے اتحاد مین سخت خلل انداز ہے - چھوڑ نہ سکے - بلکہ مین کہتا ہون - دفعی جذب اسواسطے ہی نصیب نہوا - کہ دل صرف اللہ تعالےٰ کا طالب نہ تہا - دنیوی آسایش اور نیشنیلٹی کا خیال قوۃ ایمانیہ پر غالب آگیا - ایسے ہی اسباب نے نور فطرت سلیم کانشنس کی بینائی کو دہندلا کر دیا - اور آخرت کا

پیچھے آنیوالی حالت پر دنیا یا موجودہ خیالی راحت کو ترجیح دیدی !

## سبحان اللہ !!!

کسی زمانہ مین آخرت کو دنیا پر ترجیح تھی - اور دنیا ایک فانی اور محض خواب خیال سمجھی جاتی تھی - اور اب اس زمانہ مین نوجوان کالجیٹرون اور انکے ہم خیالونمین عام طور پر دیکھا جاوے ( الامن عصمہ اللہ ) تو صرف چندروزہ دنیوی آسایش ہی نجات اور آرام کی جگہہ ہے ! - ان نئے جاگنے والون نے **قصہ مختصر** اسلام کے قریب آتے آتے روگردانی اور اجتناب کیا - معلوم ہوتا ہے - اور یقینًا ہے بہی یون ہی کہ کسی شریر کی یہہ خواہش -

أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ[1]

منظور ہوگئی - اس منظوری مین کیا حکمت ہے ؟ یہہ ایک جدا بحث ہی اور یہہ یہان بالکل سچ ہے کہ اُسے کہا گیا -

إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ[2] -

## مگر تعجب ہے !

اس گروہ نے جس کتاب کو کافی ہدایت نامہ یقین کیا اسکے پورے سمجھنے والے پنجاب کے منتہا تک نظر کرو کہین نہ ملین گے - ویدک سنسکرت کی عبارت بہی نہین پڑہ سکتے - مگر یہہ کہے جاتے ہین کہ ہماری ہی کتاب تمام علوم اور فنون کی معلم اور استاد ہے - ثبوت پوچھیے - تو کیا ہوگا - ! -

اس کتاب کے وجود سے آریہ کے ماورا اور بلاد کے لوگ واقف بہی نہ تھے ہند سے کس ملک مین وید کا ترجمہ پہونچا ؟ - آریہ صاحبو ! - کوئی مستحکم دلیل چھوڑ ناقص شہادت ہی پیش کرو

[1] - مجھکو بعثت کے دن تک مہلت دے -
[2] یقینًا تجھے وقت معلوم کے دن تک ڈھیل دی گئی -

## مسلمانو!

اس حملہ کا باعث جو آریہ جماعت - اسوقت مسلمانو نپر کر رہی ہے اور اس تنفر کا موجب جو آریہ نے ظاہر کیا ہے - صرف آریہ ہی نہین - بلکہ تمہاری غفلت اور اپنی پاک کتاب کی خدمت مین علمی اور عملی طور پر بے پروائی ہی اسکی علت ہے - تمنے اپنی پاک کتاب کو طاق نسیان پر رکھدیا - جسکا وبال تمپر یہ پڑا کہ تمہارے کئی فرقے ہو گئے - مین مانتا ہون کہ یہود اور عیسائیون کا سا تمہارا حال نہین - تمکو باہم **الفت** بھی ہے - مگر نہ ایسی جیسی چاہئے - اہل کتاب کا نمونہ دیکھہ لو - !

اللہ تعالے انکے حق مین فرماتا ہے

وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ - فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ -

سوچو اگر انہین اتفاق ہوتا تو تمام دنیا پر جو چاہتے کرتے - مگر جرمن سے فرانس - روس سے انگلستان کو جو کچھہ کھٹکا ہے ظاہر ہے - باانکہ سب عیسائی ہین! مسلمانو! تمہارا مالک رازق اللہ ایک - تمہاری کتاب ایک تمہارا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ایک - عیسائی تین کے بندے ہین - آریہ چار کتابون کے متبع - انمین اختلاف ہوتا تو ہوتا - ہم مین ایسی وحدت کے ہوتے اتنا تفرقہ بھی کیون ہوا ؟ -

## الحاصل

مشرکون سے نکلتے - توحید کی طرف آتے ہوئے گروہ - بلکہ یون کہئے اسلام کے قریب آنیوالے **دیانندی پنتھہ** کو جب مختلف اسباب سے رکاوٹ ہوئی - اُدہو کرین

ل - اور ان لوگون سے جنہون نے کہا ہم نصرانی ہین - ہمنے پختہ اقرار انکا لیا - اس یاد دلائی گئی بات پر عمل کرنا بھول گئے - پہر ہمنے ان مین عداوت اور بیر کو اُکسا دیا -

مبتلا ہوئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ان مین سے سعید و نکو غلطی سے بچنے کے لئے حضرت میرزا غلام احمد صاحب مجدد کو پیدا کیا۔ اور انہین توفیق دی کہ آریہ۔ اور انکے سوا جسقدر اسلام کے مخالف ہین ان سب کو موجہ اقوال سے سمجھاوین۔ اور مغالطات کے مواقع سے انہین آگاہ کرین۔ حضرت میرزا صاحب نے اِس مقصد اعلےٰ کی ابتدائی تحریک کے واسطے ایک کتاب لکھی اور اِسکا نام **براہین احمدیہ** رکھا۔

اللہ تعالےٰ کے سامان قدرت کو دیکھو غافل قوم کے جگانے کو کیا تدبیر نکالی!۔ اس کتاب کی تکذیب پر ایک پولیس مین کھڑا ہو گیا۔ الحمد للہ تعالےٰ۔ اِس مکذب نے تمام مباحث ضروریہ کو اکٹھا جمع کرنا شروع کر دیا۔ آریہ کے عام مذہب مین گو۔ کاسہ لیسی اور جوٹھا کھانا نا پسند ہے مگر اِس شخص نے تمام عیسایون اور پادریون کے اعتراض بھی لے لئے۔

اسواسطے

عیسایون کے ایک یفار مر نور افشان نے تکذیب کی مدح مین کئی صفحے سیاہ کئے ہین ایک جگہ لکھتا ہے۔

"تکذیب براہین ایسی دل چسپ ہے جب اسے ابتدا سے دیکھنا"

"شروع کرو تو دل ہی چاہتا ہے کہ آخر تک دیکھ لیجاوے۔"

سبحان اللہ کیا سچ ہے!

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا

۵۔ دیکھو تو ان کتاب والون کو یقین لا رہے ہین ساتھ بتکا رون۔ اور نا فرمانون حد سے نکلنے والون کے۔ اور منکرون کو کہتے ہین۔ یہ اسلامیون اور مومنون سے زیادہ ہدایت یافتہ ہین۔

اگرچہ عیسائیون مین ایسے منصف بھی ہین جنمین سے ایک نے مجھے لکھا ہے

"تکذیب ریویو سے اتفاق صرف صاحب ریویو کے سے مزاج والونکا ہوگا"

"تکذیب براہین کو بندہ بھی دیکھہ چکا ہے بجز یا وہ گوئی کے میرے ہاتھہ تو کچھہ نہین آیا ہان"

"کوئی فحش سیکھنا چاہیے تو اچھی کتاب ہے۔ عیسائی اعتراض بہم پہونچا کر۔ اپنی لیاقت"

"ضرور جتائی ہے ایسے مباحثہ سے چکلی کی کہانیان اچھی ہین"۔

## خاکسار نے

جب اس کتاب تکذیب کو دیکھا تو وہ کل مکذب یاد آگئے جو آدم سے لیکر ہمارے ہادی (فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم) تک آپکے اور آپکے سچے اور نیک فرمانبردارون او جان نثارون کے مقابل گذرے۔ مگر وہی الٰہی سنت اور خدائی قاعدہ کہ انجام کار اہل ایمان اور راستباز ہی فتحیاب ہوتے ہین میرے واسطے جان افزا۔ راحت بخش ہوا۔ ہمارے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باری تعالے فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلٰى مَا كُذِّبُوا وَاُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ وَلَقَدْ جَاۤءَكَ مِنْ نَّبَاِئ الْمُرْسَلِيْنَ

اور جگہہ جب حضور علیہ السلام تنہا مکہ معظمہ مین تھے فرماتا ہے کہ اپنے مخالفون اور ہجا کرنے والون۔ نافہم مکذبون کو سنادے۔

سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ

---

سله بیشک جھٹلائے گئے رسل تجھہ سے پہلے۔ پھر صبر کیا انھون نے تکذیب پر اور دکھہ دیے گئے یہانتک کہ آئی اُنکے پاس مدد ہماری۔ اور الٰہی باتین کوئی نہین بدل سکتا۔ اور بے ریب آچکی تجھے خبر پہلے رسولون کی۔

سله زمین مین سیاحت کرو پھر دیکھو جھٹلانے والون کا انجام کیا ہوا۔

کوئی دیکھ لے - جو حالت انبیا علیہم السلام کے مکذّبون کی ہوئی اسٹے بڑھکر ہمارے حضور علیہ السلام کے ناقہم مکذّبون کی ہوئی - جہان سے مکذّبون نے آپ کو نکالا وہان سے خود ہی ابدالآباد کے واسطے نکل گئے - سچ ہے والعاقبۃ للمتقین -

**حضرت میرزا صاحب خاتم الانبیا اصفی الاصفیا صلی اللہ علیہ وسلم کے** سچے خادم اور اسلام کے باخلاص حامی اس زمانہ کے مجدد و ملہم ہین -

مینے چاہا (اور خدا کے فضل سے یقین ہے کہ میری نیت کا ثمرہ مجھے ضرور ملیگا) کہ راستبازون کا ساتھ دون اور انکے انصار سے بنون - اسلئے براہین کی تصدیق پر کمر ہمت کو چست باندھکر اس رسالہ کو لکھا -

وانما الاعمال بالنیات - وانما لامرأ مانوے - اللّٰھم وفقنی لما تحب وترضی وانت حسبی ونعم الوکیل -

**تکذیب** صفحہ اول - "انسانیت سے باہر آزادی مبدأ فساد ہے اصل مین وہ آزادی نہین بلکہ اواگون کی بنیاد ہے"

**مصدق براہین** - بے ریب انسانیت سے باہر کی آزادی مبدا فساد ہے - وہ آزادی نہین بلکہ انواع واقسام کے سزاؤن کی موجب اور تکالیف کی باعث ہے - لیکن آریہ دیانند یو! بتاؤ تو سہی تمہارے اعتقاد کے بموجب کبھی کوئی انسان اس آزادی اور مبدأ فساد آزادی سے پاک بھی ہوا یا نہین ؟ - بتاؤ وید کا کوئی قاعدہ ہے جسپر عمل کرنیسے کوئی شخص ابدی نجات پاسکتا ہے ؟ اور تمہاری مقدس کتاب نے ہی مخلوق کو کوئی ایسا ذریعہ بتایا ہے جس سے انسان آئندہ آواگون سے بچ جاوے ؟ - **مکذب** کی کتاب صفحہ نمبر ۲۲ مین ہے "محدود ارواح کے اعمال محدود ہین - اور محدود اعمالون کا نتیجہ بے حد نہین ہوسکتا"

اسواسطے (بطور دیانندی پنتھہ)

نجات ابدی روح حاصل نہین کرسکتی - اور نہ ابدی دُکھ بھوگ سکتی ہے - اور یہہ بھی آپ لوگونکا اعتقاد ہے -

"مہاپرلے کیوقت (جب مرکبات کے اجزا الگ الگ ہوجاوینگے اور اجزا کا باہمی تعلق"

"ٹوٹ جائیگا) بیج انکر یا تر (بقدر تخم) اعمال اور بُرائی اعمال کے ارواح مین موجود"

"رہتی ہے اور اسی مقدار اعمال سے مہان پرلے کے بعد جاندار اشیاء کا پیدا"

"ہونا شروع ہوجاتا ہے" -

یاد رہے - ایسے مہان پرلے کا وجود صرف خیالی ہے دیانندیون کے پاس کوئی اسکی دلیل نہین -

## مکذب!

تمہاری تحریر اور دیانندیون کی تقریر سے صاف واضح ہوتا ہے - کہ اس مبدا، فساد اور آواگون کی محکم بنیاد کا حامی - صرف آپکا خیال یا اعتقاد ہے - اور اسی بُرے اعتقاد کا ثمرہ ہے - جو آپکو اُس مذہب سے سخت بغض ہورہا ہے - جسمین ابدی **نجات** اور دایمی آرام کو جو روح کا اصلی تقاضا اور سلیمہ فطرت کا منشا ہے تسلیم کیا گیا اور جس مذہب نے ایسی یاس اور قنوط کو کفر کہا ہے اُسکے مقابلہ مین آپ سر توڑ کوششین کر رہے ہین - اور اموال کو خرچ کرتے ہین! - اگرچہ مجھے یہہ صدا آرہی ہے +

سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

اور اس مال کے خرچ کرنے پر یہہ آیتہ وعید اُسکے انجام کی خبر دے رہا ہے -

+ ان ظالمون کو پتا لگ جائیگا کہ کیسی گردش ان پر آنے والی ہے -

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ؕ

تمام سلیم الفطرتون کا اعتقاد ہے - جب ارواح اللہ تعالے کے رحم یا عدالت یا دونون سے بری الذمہ اور غیر مجرم ٹھہرین گے - یا جب ارواح اپنے اعمال بد کی سزا الٰہی عدالت سے پا چکین گے - تو وہ نجات پاکر اعلے درجہ کی نیکی - حمد اور ثنائے الٰہی مین مشغول رہین گے اور ہمیشہ فرمانبرداری کرینگے - اور چونکہ نیک اعمال کا نتیجہ ہمیشہ آرام ہی ہوتا ہے اسلئے وہ ہمیشہ کے آرام اور سدیوکال کے آنند مین مسرور ہونگے -

غیر محدود زمانہ مین - اُنکے محدود اعمال کا نتیجہ - یا انکے ان غیر محدود اعمال کا ثمرہ جن کو وہ غیر محدود زمانہ مین کرتے رہین گے - اللہ تعالے کے فضل سے ابدی نجات اور بے انت سکھ ہوگا ! آپکے پاس کونسی دلیل ہے کہ محدود اعمال کا نتیجہ غیر محدود آرام نہین ہو سکتا ؟ - کیا فضل الٰہی محدود ہے یا غیر محدود نہین ؟ یا اسمین کمی ہے ؟ - بطور آپکے بھی مین اس مشکل کو حل کر دیتا ہون کیونکہ یہان فضل کا بیان ہے - آپنے تکذیب کے صفحہ دوسو بیس ۲۲۰ مین اعمال محدود کے عوض غیر محدود نجات کا ملنا - اسنبھو یا محال کہا ہے - حالانکہ یہ صرف آپکا دعوے ہے جو دلیل نہین کہتا اور آپنے محدود کا مونکا پھل غیر محدود ملنا اپنی عقل سے جسکو آپنے سلیم مان رکھا ہے ثابت نہین کیا - حالانکہ روح کا تقاضا یہ نہین - حل اشکال یون ہے - نیک اعمال کا نتیجہ اللہ کے فضل سے وہ آرام ہوگا - جسکو اہل اسلام جنت اور تم لوگ خوشی کا مقام کہتے ہو -

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ؕ

ل جو لوگ اپنے مالون کو اسلئے خرچ کرتے ہین کہ اللہ کے رستہ سے روکین - سو وہ خرچ تو کرینگے پھر مال کا پشیمان ہو کر مغلوب ہو جاینگے سورہ انفال سیپارہ - ۹ - رکوع ۱۸ -

ل اور یہی وہ جنت ہے جسکے وارث اپنے اعمال کے سبب تم ہوئے - سورہ زخرف - سیپارہ - ۲۵ - رکوع - ۱۳ -

انسان کو بلحاظ انسانیت ضرور ہے اپنے خالق اپنے رازق اپنے محسن رحیم اور کریم مالک کی
حمد اور ثنا کرے اور اسیکے شکریہ مین مشغول رہے۔

اور اُسکے بعد

تمام خلق سے عموماً اور ابناء جنس سے خصوصاً پیار اور محبت کرے اور بنی نوع سے برادرانہ برتاؤ
سے پیش آوے۔ اور بغض و کینہ سے پاک رہے۔ اب قرآن کریم پر نظر کرو ہمین اہل جنت کی
نسبت کیا تذکرہ ہے۔ اور اُس آرامگاہ مین پہنچنے کے بعد کیسے صلح آمیز اور با امن الخمین کا ذکر فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ
اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا
وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝
وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ
حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

جنت مین باہمی تعلقات کیسے ہونگے۔

---

ترجمہ۔ تحقیقاً جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اُنکا رب اُنہین راحت کی جنتون مین لے جاویگا جن کے نیچے نہرین بہتی ہون گی۔ اُنکی پکار اُن (جنتون) مین ہوگی "اے اللہ تو قدوس ہے"! اور اُنکی باہمی دعا و سلام کی باتین امن اور سلامتی ہونگی۔ اور آخری پکار اُنکی یہہ ہوگی کہ اللہ رب العلمین کی حمد ہو!۔

ترجمہ۔ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہین جنت کو گروہ گروہ مین اُنہین لے چلینگے۔ جب اُسکے پاس آوینگے اور اُسکے دروازے کھولے جاینگے جنت کے نگہبان اُنہین کہینگے تم پر سلامتی ہو تمنے پاک زندگی بسر کی تو اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے در آؤ۔ اور وہ (بہشتی) کہینگے سب حمد اُسکی ہے جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور اس زمین کا وارث ہمین بنایا۔ اس جنت مین جہان ہم چاہین ٹہکانا بنالین عاملون کا اجر کیا ہی خوب ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ

مسلمانو! کیا تم اسی دنیا میں اسلام کی برکت سے اَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا کے مخاطب نہیں ہو چکے؟ اب تمکو کیا ہو گیا؟ کیا بعضہ اعداء تو نہین ہو گئے؟ غور کرو ما ہم عنہا بمخرجین کا جملہ دوام نجات کا مثبت ہے اور جس آیۃ کو مکذب نے تکذیب کے صفحہ ۲۲۰ مین لکھا ہے اسکا جواب موقع پر دینگے یہان اتنا یاد رہے اس السّمٰوٰت کا الف ولام جو آیۃ ما دامت السموات والارض مین ہے خصوصیت کے معنے دیتا ہے۔ یعنے جنت کے سموات اور والسموٰت مطویات کے الف ولام سے دنیا کے سموات مراد ہین جو فنا ہو جائین گے دیکھو آیۃ یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات مطویات وبرزوا للّٰہ الواحد القہار*

تکذیب براہین صفحہ نمبر ۳۰۲ - قرانی کرانی پرانی - تمام الخ -

مصدق براہین - ناصحانہ گذارش پرداز ہے - مکذب براہین! - اپنی بے باکی کے نتائج پر - جو آپکے دور از اخلاق کلمات ہین سلیم کانشنس یا بے تعصب فطرۃ کے ساتھ یا غضب اور طمع سے ذرہ الگ ہوکر نظر ثانی کرکے دیکھئے - اور زیادہ نہین ہو وقت بقدر امکان راستی اور راستبازی کی خوبی آپکے مدنظر رہے - پہر کہتا ہون - منصفانہ نگاہ سے دیکھئے قران کریم مناظرات اور مباحثات کیوقت کیا پسندیدہ طرز سکہاتا ہے - اور تہذیب و شرافت سے کام لینے کے فوائد کیسی حکیمانہ تدبیر سے بیان فرماتا ہے - مکذب! - آپ اپنی بناوٹ سے بے ریب کسیقدر معذور ہین - مگر انسانی ملکی قوے سے اللہ کریم نے آپکو بالکل محروم

لے اُن (اہل بہشت) کے دلون مین کوئی (دنیوی) بغض رہا بہی ہوگا تو ہم اُسے نکال ڈالین گے (وہان) وہ بہائی بنکر چوکیون پر آمنے سامنے بیٹہینگے - وہان اُنہین کوئی دکہہ درد نہوگا اور نہ وہ نکالے جائینگے - سورہ حجر - سپارہ ۱۴ رکوع ۴

ہبین رکہا۔ پس آپ پر فرض ہے کہ انسے بہی کام لیا کرین اللہ کریم نے اگر چاہا۔ آہستہ آہستہ بتدریج وہ قوی ہوجاوین گے ✤

انسانی گروہ کمزور ہے۔ اسمین ایسے بہی گذرے۔ جو۔ کلوخ انداز را پاداش سنگست کا فتوے دیگئے۔ مین انکے کہے پر عمل کرتا تو بدلہ مین گالی گلوچ کی مجہے بہی اجازت تہی مگر قران کریم نے میری دستگیری فرمائی جہان فرمایا۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ[1]

غور کرو قرآن کریم کی تہذیب کیسی ہے۔ ٹہوکر کہانے کے اسباب ہین جو بغض آلودہ دل کی راہ مین بکثرت موجود ہین۔ پر انصاف اور راستی بہی اگر کوئی ثمر برکات ہے تو حق کے لینے مین بہی کوئی روک نہین ✤

دنیا مین بسبب اختلاف مذاہب اور عادات کے بے شک و ریب یہہ مرض پہیلا ہوا ہے کہ ایک مذہب کا پابند دوسرے مذہب والے کو برا نہین بہت ہی برا کہتا ہے۔ اپنے مذہب اور اپنے مذہب والون کے سوا دوسرے مذہب اور دوسرے مذہب والون مین کسی خوبی کا وجود تسلیم نہین کرتا ا۔

شدت غیظ و غضب مین۔ غالب اشخاص ہمیشہ اپنے مقابل کو یہی کہتے ہین "تو کچہہ راہ پر نہین"۔ افسوس ہے کہ مسلمانون نے بہی باہمی جہگڑون مین بخلاف حکم قرآنی یہی طرز ختیار کر رکہا ہے!۔ مگر قرآن اسلامیون کو اعلے درجہ کی مُرَیلٹی اور وَرچُو سکہانے کیواسطے

---

[1] تو بری بات کو نیک بات کے عوض مین ٹال دے۔ تب جلد تیرا دشمن بہی دلی دوست ہوجادیگا۔ اس کام کا ذمہ اٹہانا بڑی بردباشت والون کا کام ہے۔ اور ایسے بڑے حظ والے اختیار کرتے ہین۔ سورہ حم سجدہ۔ سپارہ ۲۴ رکوع ۱۹

**اوّل**۔ یہود۔ اور عیسائیون کے اُس بُرے برتاؤ کو بیان کرتا ہے جو ہٹ اور ضد اور جہالت کا لازمہ ہے۔ کیونکہ اسلامی تعلیم کے وقت بھی دونون قومین مدعی اتباع کتاب اللہ اور مدعی علوم حقہ ابتدائے جناب خیر خواہ انام علیہ التحیۃ والسلام کے سامنے موجود تہین جس سے غرض یہہ ہے کہ پیروان قرآن کریم بلکہ خواہشمندان راستی اور راستبازی اُس بُری طرز سے محفوظ رہین۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[1]

یہود نے کہا عیسائی کچھ راہ پر نہین اور عیسائیون نے کہا یہود کچھ راہ پر نہین۔ حالانکہ ممکن ہے بلکہ واقعی یون ہے کہ عیسائیون مین بہت سی خوبیان ہون۔ پس یہود کا عام طور پر یہہ کہنا کہ عیسائی کچھ راہ پر نہین غلطی اور ناسمجھی ہے۔ ایسا ہی ممکن ہے بلکہ واقعی ہے کہ یہود مین کچھ بہلائی ہی ہو۔ پس عیسائیون کا علی العموم یون کہدینا کہ یہود کچھ بہی راہ پر نہین بڑی ناسمجھی اور بے انصافی ہے۔ غرض علی العموم کسی مذہب کو یون کہدینا کہ وہ بالکل ہی بہلائی سے مبرّا ہے۔ کوئی علمی بات نہین۔ اسواسطے قرآن اور اُسکے لانیوالے محسن خلق نے یہود اور نصارا کی مقدس کتابون کو جہان یاد کیا بڑے انصاف اور راستبازی سے یاد کیا مدح کے الفاظ بولے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ[2]۔

[1] اور یہود کہتے ہین نصارٰے کچہہ بہی نہین اور نصارٰے کہتے ہین یہود کچہہ بہی نہین۔ حالانکہ وہ کتاب (مقدس) کو پڑہتے ہین! نادان ایسا ہی کہا کرتے ہین سورہ بقرہ۔ سیپارہ (۱) رکوع ۱۴

[2] ہمنے توریت اُتاری اُسمین ہدایت اور نور ہے۔

وَاٰتَیْنٰہُ الْاِنْجِیْلَ فِیْہِ ھُدًی وَّنُوْرٌ[1]

یاد رہے۔ تمام قران اور صحیح احادیث مین توریت۔ انجیل اور مجوسیون کی مقدس
کتب کی اہانت کا نام ونشان نہین باانیکہ ان مین انواع واقسام کا تبدل اور
تغیر اور ایزاد ہے۔ بلکہ تمام دنیا کے مقدس کتابون کی نسبت ایسا اشارہ بہی نہین کیا
جسکی نسبت خلافِ ادب کا وہم بھی کر سکین۔ حالانکہ اُسوقت بہت سی کتابین اور صُحُف
دنیا مین موجود تہے جو انبیا کی طرف منسوب کیئے جاتے۔ بلکہ بقول داراشکوہ کے جسکو آپنے
صفحہ تکذیب نمبری ۷۹ مین نقل کیا ہے۔ اپنشد (وید کے ضمیمہ یا اسکی خلاصے یا کسی قسم
کی تفسیر) کو بہی قرآن نے کتاب مکنون اور اُسکے چہونے والون کو مطہرون کہا!
گو یہہ قول حاشیہ کا محتاج ہے۔ قران کریم نے تمام مذاہب کے ان معبودون کی تشنادہی
سے جنکو بت پرست پکارتے ہین حکماً قطعی ممانعت کردی ہے جہان فرمایا ہے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ[2]

مکذب براہین کے ان عالی جنابون مین سے جنکی فہرست تکذیب کے صفحہ ۲۹
مین دی گئی ہے۔ ایک نے جسکو عربیت کا دعوے ہے مجہے فرمایا "قران کریم نے
اگر گالی سے منع کیا ہے تو تعجب ہے کہ بتون کے توڑنے کا کیون تاکیدی حکم
کیا"۔ اسوقت اُنکی خدمت مین کہا گیا۔ کہ آپ قران دانی کے بڑے مدعی ہین۔ از راہ
مہربانی آیت کا نشان دیجیئے جس مین قرآن کریم نے بتون کے توڑنے کا تاکیدی
حکم دیا ہے۔ ہان کسی تاریخی واقع کے بیان مین اگر قران نے کہا ہے کہ فلان موحّد

[1] ہمنے اُسے انجیل دی اُسمین ہدایت اور نور ہے ✣
[2] اُن کو جنہین اسکو چھوڑ کر پکارتے ہین بُرا مت کہو۔ پہر وہ ضد اور نادانی سے اللہ کو بُرا کہینگے۔ سورہ الغافر۔ سیپارہ ۷ رکوع ۱۹

بت پرستی کے دشمن نے اپنے یا اپنی قوم کے بت توڑے تھے تو یہہ امر اور ہے اور یہ واقع اور نفس الامر کا بیان ہے *

"تکذیب صفحہ ۴ مین فرماتے ہین مرزا صاحب کی کتاب (براہین احمدیہ) مین کہین برہمو دہرم کو گالی گلوچ"

"ہے۔ کسی جگہہ مرزا صاحب عیسائیون کو کوس رہے ہین۔ کسی جگہہ آریون کو برا بھلا بتا رہے ہین"۔

برہمو اور عیسائیون کے تو آپ وکیل نہین۔ وہ ہمسے یا مرزا جی سے نپٹ لینگے۔ اگر مرزا صاحب نے آپکو برا بھی کہا اور بھلا بھی کہا تو خفگی کی کیا بات ہے۔ برائی کے لحاظ سے برا کہنا اور بھلائی کی جہت سے بھلا کہنا۔ تو انصاف ہے اور منصف کا کام ہے۔ برا ہی کہنا۔ اور بھلائی و برائی ہر دو پر برائی کا برتاؤ بے ریب برا ہے۔ جو اکثر مقامات مین آپ سے ہوا۔ غور کیجئے۔ آپکے اس شعر مین جو ذیل مین درج ہے۔ (تمام) کا لفظ کس طرح انصاف کا خون کرتا ہے۔

* قرانی - کرانی - پرانی تمام *

* فتادند ہر یک ز ہنبا دستام *

اور آپ نے صفحہ ۳۶ مین کس قوت سے کام لیا جہان کہا ہے "خدائے محمد یان بے علم - نافہم - دہوکہ باز - فریبی - وغیرہ وغیرہ" باری تعالے اپنے رحم اور فضل سے تمہین ہدایت کرے یا سفاقلوس کے مبتلا عضو کو کاٹ ڈالے۔ آمین۔

کیا آپنے اور آپکے عالیجناب اندرمن نے تہذیب سے کام نہ لینے مین کچھہ کمی فرمائی ہے؟ بالفرض اگر مرزا صاحب نے آپکے نزدیک تہذیب کے خلاف سخت کلامی سے کام لیا تہا تو کیا آپ مرزا صاحب کے پیرو تھے؟ آپکو دعوے ہے کہ آپ ایک کامل کتاب کے متبع ہین!۔ برائی کا پیرو کیا آریہ اور سر تسیٹ ہو سکتا ہے؟۔ کیا آپکی کامل کتاب یہہ چال سکھلاتی ہے جو آپ نے تکذیب مین برتی ہے؟۔

قرانی طرز مباحثات مین جو خوبی ہے - کچھ تو آگے بیان کرچکا ہون اور اور گذارش کرتا ہون - قران کریم منادی - مناظرات اور جدال کیوقت حکم کرتا ہے -

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ -

ہر ایک سلیم الفطرت - دنیا کے معاملات کا واقف خوب جانتا ہے کہ بعض لوگ صبر سے کام ہین لے سکتے - اور یہہ بہی کہ بعض اوقات چشم پوشی - صبر - درگذر نقصان عظیم کا موجب ہوتی ہے - چور - باغی - اور راستہ لوٹنے والے کو اگر سزا ندیجاوے اور صرف رحم ہی اسپر کیا جاوے تو کتنا نقصان ہوتا ہے - فطری قوے مین انتقامی طاقت ہی سلیم الفطرۃ انسان کے ساتھ لازمی ہے - پہر اگر کوئی قوت انتقام کو ہی کام مین لاوے اور مقابلہ ہی چاہے تو اُسے بہی **قران کس طرح نیک روی کی تعلیم** کرتا ہے اور کسطرح صبر اور نرمی کی ترغیب دیتا ہے -

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِيْنَ -

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ؕ

اپنے رب کے راہ کی طرف حکمت اور اچہی وعظ سے لوگون کو بلا اور اُن سے پسندیدہ طرز سے مباحثہ کر - تیرا رب انہین بہی خوب جانتا ہے جو اوسکی راہ سے بہک گئے اور وہ راہ پانے والون کو بہی جانتا ہے -

اور اگر تم سزا دو تو اتنی جتنی تمہین دی گئی ہے اور اگر تم صبر کرو تو صابرون کے حق مین تو وہ بہت ہی بہلا ہے +

اور تو (اے محمد) صبر کر اور تجہے صبر دینا اللہ کا کام ہے اور ان پر غمگین نہ ہو اُنکی بدسگالیون سے ملول نہ ہو - جان لے کہ اللہ ڈرنے والون اور نیکوکارون کے ساتھ ہے -

**فائدہ** - قران کی تعلیم سبحان اللہ کس حکیمانہ طرز کی ہے!- اور کیون نہو؟- عزیز حکیم کی تعلیم ہے!-

صبر کے بیان مین ہی کہین الصابرین مین الف و لام عہد کا لگا کر اور کہین -

فَمَنْ عَفَیٰ وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللہِ

فرما کر جتا دیا کہ جس عضو مین اصلاح اور سنوار نہو وہ بے جا اور برا ہے اور جسمین اصلاح اور سنوار ہوا سپر اجر ہے اور اسکا اجر اور بدلہ پروردگار دے گا ؛

**مکذب براہین** - "محمدی اور عیسوی معجزات اب قدر کے لائق نہین - شعبدہ بازی روتی ہے"-

**مصدق** - عیسوی معجزات کے مثبت کمزور نہین اور وہ میرے جواب کے محتاج نہین آپکے مذہب مین یہی دنیا سورگ اور یہی دنیا نرگ ہے - دنیوی عیش و آرام - نیک اعمال اور راستی کا نتیجہ اور اسیکا ثمرہ اور اسی کا پہل ہے - عیسوی معجزات کے قائلین کی سچائی تو بقول آپکے عیسائیون کے عیش و آرام سے ظاہر ہے - محمدی معجزات کی بابت مجھسے سن لیجئے ؛

**اوّل** تو آپنے خود تکذیب کے صفحہ ۱۶۲ مین کئی آیات لکھدیئے ہین جنسے آپنے اپنے خیال مین ثابت کرلیا ہے - کہ قران شریف مین محمد صاحب نے معجزات سے انکار فرمایا - اپنی کتاب خبط نام مین اور ایسے دلائل دیئے ہین جنسے بزعم خود ثابت کرلیا ہے کہ محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے معجزات سے انکار فرمایا - پس مین کہتا ہون کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزات سے انکار فرمایا تو آپکا اعتراض کس قدر اور خوبی کا رہا!

لہ جس نے درگذر کی اور سنور گیا تو اسکا اجر اللہ پر ہے ؛

اور بطریق اولی آپ ہی کے قول کے موافق اسلام ہر قسم کے شعبدون سے بری ٹھیرا

دوم - یہ عربی لفظ معجزہ قران کریم مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نہین آیا - اگر معجزے
کے معنے شعبدہ بازی اور بہان متی کا تماشا ہے تو مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ شعبدہ بازی
کا دعوے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہین نہین فرمایا - آپ عربی
دانی کے بڑے مدعی ہین **قران کریم** مین کہین وہ دکھلائے کہ حضرت نے شعبدہ بازی
کا دعوے کیا ہو - بلکہ صحیح احادیث کی اعلے طبقہ کی کتابون **بخاری** **مسلم** - اور
**ترمذی** مین اس لفظ معجزہ کا پتہ دیجئے - ہان ایک صورت آپکی تصحیح کلام کی بن سکتی
ہے جب ہادی اسلام نے شعبدہ بازی کا دعوے نہ کیا اور اسکو کام مین نہ لائے تو
بیشک شعبدہ بازی روتی ہوگی کیونکہ قدر کے لائق نہین رہی - اگر قدر کے لائق ہوتی
تو اسے **اللہ تعالے** کا برگزیدہ - **برگزیدون** کا سردار اور **اللہ تعالے** کا پیارا
خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم ترک نہ فرماتا - جب انہون نے شعبدہ بازی کو ترک فرمایا
اور آپکے کروڑون فرمان برادرون نے آپکی باعث نجات پیروی کو اختیار کرکے
شعبدہ بازی کو چھوڑ دیا - اور لغو جانا تو بیریب شعبدہ بازی روئیگی اور روتی ہے
مگر اکثر اہل ہند اور آریا **ورت** کا شکریہ کرے جسکی طفیل اسکو ہند مین ابتک جگہہ
مل رہی ہے - اگر انکار ہو تو آپکا اور آپکے بعض عالیجنابون کا **امرتسر** سے تعلق ہے
وہان بت پرست آپکے بھائی بند اسکے لئے چندہ جمع کر رہے ہین دیکھ لیجئے -

**سوم** - معجزہ کے معنے عربی مین دوسرے کو عاجز کر دینے والا ہین - آپ لغت
عرب مین تحقیق کرلین - اور بعد تحقیق کامل اور انصاف محمدی اور عیسوی معجزات
کی تصدیق کے واسطے کچھ تو اپنی تاریخ ہند سے کام لین اور کچھ ہمارے آثار دیکھ لین -

مین یقین کرتا ہون کہ آپکو محمدی اور عیسوی معجزات یا محمدیون اور عیسائیون کے فعال معجز
سے ہرگز انکار نہوگا - اگر شک ہو تو حسب ہدایت وید مقدس دُشٹ قومون کے نکالنے
کے واسطے ذرہ شستر (ہتھیار) اُٹھا کر امتحان کر لیجئے - خوب واضح ہو جاویگا کہ ان
دونون اہل کتاب قومون نے بت پرست حریفون کو عاجز کر دینے مین کیا کیا معجزات
اور کارہائے نمایان دکہائے ہین اور اب ہی انکا مقتدر ہاتھ ویسے ہی معجزات دکہانے
کو تیار ہے - آپ تو صفحہ ۳ مین لکھ چکے ہین کہ آپکو واقفیت رزم و آزرم ہے پھر دیر
کیا ہے ؟ - یا اسوقت کا انتظار ہے جسکے واسطے آپ چسپت و چالاک سرپٹ گھوڑے
دوڑا رہے ہین -

چہارم - اب اثبات معجزہ لیجئے - اور جب معجزہ ثابت ہوگیا تو بھی آپکا اعتراض اُٹھ گیا
یہان مین نے معجزہ کے معنے خرق عادت ہی مان لئے ہین - مگر بغور پڑھئے - آپکو
تواریخ عرب سے عیان ہوگا کہ حضور (فداہ ابی وامی) صلی اللہ علیہ وسلم مقیم رہ گئے
تھے جس ملک مین آپنے وعظ شروع کی وہان کی بُت پرستی ایک خطرناک تھی اور
وہان جسقدر لوگ آباد تھے قریبًا کل اسمین گرفتار تھے - اور سپر بھی جیسا بت پرستی کا
لازمہ ہے سخت کندہ ناتراش اور ضدی جاہل تھے ۔

عرب کے حدود و اطراف کا حال دنیا جانتی ہے مشرق مین ایکطرف ہی آپکا
آریہ ورت تھا آپ اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہین کہ اُن دنون مین اس آریہ ورت
کی کیا حالت تھی اور اب تک ہے - مگر آئندہ اُمید ہے کہ جیسا اسلام کے فیض و برکت سے
کسیقدر بُت پرستی کی گھنونی عادت کو چھوڑا ہے کامل موحد دنیدار بھی ہو جائینگے
دوسری جانب پارسی تھے جنہون نے ستارہ پرستی اور یزدان اور آہرمن دو

خداؤن کا ماننا ایمان سمجھہ رکھا تھا۔ شمال اور مغرب مین یہود اور عیسائی تھے جنکا تذکرہ گذر چکا اگر اور مطلوب ہے تو اُسکے واسطے قرآن کریم کی یہہ آیت پڑہ لو جسمین انکی حالت کا خوب فوٹو کھینچا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتَابِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا[۵]

اُنکے کامل نمونے ہمارے وطنی عیسائی بھائیون کو دیکھ لو نورافشان مین کس زور و شور سے تکذیب کا ریویو دیا ہے۔ اور محض بغض و عناد کی وجہ سے کتاب والون (اہل اسلام) کے مقابلے مین مانی ہوئی بت پرست قوم کی ستایش مین فصاحت کو خرچ کیا ہے یہود کا بچھڑو کی پوجا کرنا۔ موسیٰ کے سامنے کا واقعہ ہے اور بعد کی بت پرستی قاضیون کی کتاب سے جو کتب مقدسہ مین کی ایک کتاب ہے پڑھ لیجئے۔ عیسائیون کی بت پرستی ظاہر ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام جیسے خاکسار نیک بندے کو خدا یقین کرتے ہین۔ اگر بیٹا کہتے ہین تو اول مسیح کو خدا کا ازلی بیٹا اور خود خدا ہان ذاتاً خدا سے متحد بتاتے ہین۔ دوم اسکی انسانیت کے ساتھہ اُسکی الوہیت کے اعتقاد اور پرستش کو ایمان اور باعث نجات یقین کرتے ہین۔ اُس سے استعانت اور نجات طلب کرتے ہین۔ کفارات معاصی پر جو کچھہ اِن قومون کا خیال ہے۔ وہ ناگفتہ بہ ہے۔ اور اِس مسئلہ سے جو خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہین وہ عیان۔ یہہ قصہ طول ہے۔ اور اسوقت یہود عیسائیون اور پارسیون سے بحث نہین بلکہ تاریخی طور پر اسکا تذکرہ مطلوب ہے۔ میرے مخاطب آریہ تسلیم کرینگے کہ یہہ طرز عیسائیت کا بیرب شرک ہے گو عیسائی اسکا کچھہ ہی جواب دین۔

۵۔ دیکھتے ہو اُنکو جنکو کتاب سے بہرہ ملا وہ شیاطین اور ناپاک روحون پر اعتقاد لا رہے ہین اور (خدا بین) کافرون کی نسبت کہتے ہین کہ وہ مومنون سے اچھی راہ پر ہین!! سورہ نساء۔ سپارہ ۵۔ رکوع ۶ - ۵

خود عرب کیا تہے سابق مین کہہ چکا ہون۔ انکے رسومات کا تذکرہ کہین اور جگہہ کرونگا

ایسے وقت **حضرت** نے توحید کی وعظ شروع کی۔ ایسے وقت مین **توحید الوہیت**

اور صرف باری تعالی کے **معبود برحق** ہونے کی منادی اختیار کی بے شک علمی طور پر

توحید الوہیت کا وعظ کتب مقدسہ مین موجود ہوگا یا تہا۔ الا عملی حالت بالکل مفقود تہی عملا

اعتقاد توحید پر ظلمت کا ابر چہایا ہوا تہا۔ عیسائیون نے لوتہر کے زمانہ مین کچھ ترقی

مذہب مین کی۔ مگر شرک سے پاک نہوئے۔ اور آریہ ورت مین ابتک توحید کا جو کچھ حال

ہے آپسے مخفی نہین۔ گو خدا کے فضل سے برہمو بہت کچھ ہمارے قریب آگئے اور بت پرستی

سے بیزار ہوگئے ہین۔ اور قرانی راستی ظہور پاتی جاتی اور اسکا اصل مطلب پورا ہوتا جاتا

ہے اور امید قوی ہے کہ انشاء اللہ کچھ عرصہ کے بعد **آفتاب حق و صدق** ضرور جلوہ گر ہوگا +

**حضرت خاتم الانبیا** صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے وقت مین توحید الوہیت کی طرف

بلایا۔ جب چارون طرف اندہیر مچا ہوا تہا۔ اور کہا۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا ۱

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۲

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۳

تمام ملک کے رؤسا امرا اور بت پرستی کی عادی قوم مین مخالفت پر کہڑی ہوگئین

اور سخت ایذائین دینی شروع کردین جسقدر موحد دیندار جناب رسالت مآب کے ساتہہ

ہوئے ان سب کو ملک چہوڑ چہاڑ **ہجرت** کرنی پڑی اور حبش کو چلدیے۔ آخر نوبت

---

۱۔ اللہ کی عبادت کرو اور اسکے ساتہہ کسی کو شریک مت کرو۔

۲۔ اللہ اسکو کہ اس سے شرک کیا جاوے معاف نہ کریگا اور اس کے سوا جسے چاہیگا معاف کردے گا۔

۳۔ اور جس نے اللہ سے شرک کیا وہ سخت گمراہ ہوا۔

بہ بیخار سید کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ چھوڑ مدینے چل بسے بت پرستون نے
وہان بھی چین نہ لینے دیا اور استیصال کے درپے ہوگئے تب قران کریم مین حکم ہوا کہ جب
مشرکون نے اسلام کا استیصال چاہا - تو اہل اسلام کو بھی اپنے تحفظ پر کمر باندھنی چاہیے
وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ[1]
اور کسی آئندہ زمانہ مین اعتراضات کو دفع کرنیکی خاطر قران کریم نے صریح طور پر مقاتلہ
کی وجہ بیان فرمائی ہی جہان فرمایا -
أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ[2] -
آخر الٰہی نصرت شامل اسلام اور اہل اسلام ہوئی کہ صاحب اسلام ہی غالب رہے اور
آپکے دشمنون کی ایک نہ چلی - اور آپکی تمام پیشین گویان فتح و نصرت کی پوری ہونے
لگین اس نعمت کا بیان آیت ذیل مین دیکھو -
وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ
النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ[3]
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی معجزات تھے کہ تمام عرب مقابلہ مین عاجز ہوگئے ! -
اور ایسا عجز اختیار کیا کہ اپنے خیالی مذہب سے آخر دست بردار ہوگئے ! - اللہ اللہ کیسے
آیات بینات ہین اور کیسے برکات ہین ! - کیا کوئی قریشی آپکا مخالف دنیا مین
موجود ہے - آپکی ساری قوم انکو سامنے آپکے جیتے جی اُس دین مین داخل ہوگئی جسمین داخل
کرنیکا آپنے بیڑا اٹھایا تھا - عرب کے ایسے شہر مین جہان آپنے وعظ شروع کی (قربانت

---

[1] - اللہ کی راہ مین ان لوگون سے لڑو جو تم سے لڑتے ہین اور زیادتی مت کرنا اللہ زیادتی کرنیوالون کو پیار نہین کرتا سورہ بقر سپارہ - ۲ - رکوع ۶
[2] - تم کیون نہین لڑتے ایسے لوگون سے جنھون نے توڑ دئے عہد اور قسمین - اور فکر مین ہے کہ رسول کو نکال دین ! - اور انہون نے تمسے پہلے چھیڑ کی - سورہ توبہ سپارہ - ۱۰ - رکوع - ہ
[3] - اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اور اس سرزمین (مکہ) مین ناچیز سمجھے جاتے تھے تمہین ڈر رہتا تھا کہ لوگ تمہین اُچک کر لیجائینگے (اسکے ساتھ اس حال مین انکو (خدا نے) جگہہ دی اور اپنی نصرت سے تمہاری تائید کی اور عمدہ چیزین مرحمت فرمائین تو کہ تم شکر کرو -

شوم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) یہہ الہام سن لیا!۔

الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

یہہ نصرت کسی ہادی مذہب کو اپنے سامنے۔ اپنی زندگی مین ہوئی ہے تو اسکی نظیر دو۔ اِس بے نظیر کامیابی مین ہی اعجاز ظاہر ہے۔ اور عدم نظیر مین اس کامیابی کے خرق عادت ہونے مین کونسا شبہ ہے؟ مسیح علیہ السلام کو بڑی کامیابی ہوئی مگر کیا اُنکی اپنی قوم اُس بادشاہت مین داخل ہوئی جسمین داخل کرنیکے لئے حضرت مسیح کو بادشاہ بنایا گیا تھا۔ اور جس کے حصول کی امید مین اُسکے سر پر پاک تیل ڈالا گیا تھا؟ کیا وہ قوم جو ہدایت کے لئے مقصود بالذات اور مسیح کی اپنی قوم تھی اِس نجات سے نجات یاب ہوئی؟۔ کیا مسیح انکے لئے قربانی ہوا؟۔ کیا کھوئی ہوئی بھیڑین اسکے ہاتھ آئین؟۔ نہین نہین۔ ہرگز نہین۔ بلکہ اس بیت المقدس مین جہان کبوتر فروشی سے مسیح علیہ السلام نے منع کیا تھا سور کی قربانی ہوئی!!!۔ کیا بُدھ مذہب کا بانی اس کامیابی پر خوش ہوگا کہ آریہ ورت مین اُسنے اپنا کچھ ثبات اور قیام مذہب نہ دیکھا؟۔ ویدون کے اور پرانون کے حامی برابر آریہ ورت مین موجود رہے! علاوہ برین اُسنے الہام کا دعوے ہی کیا کیا؟۔ کیا یہ نصرت دیانندجی کو حاصل ہوئی؟۔ ویدون کے حامی نے ہمارے دیکھتے دیکھتے وید کی حمائیت کا بیڑا اُٹھایا مگر اپنی مقدس و پیاری کتاب کا ترجمہ بھی پورا پورا قوم کے سامنے نہ رکھہ سکا! بلکہ اور قوم کی نجات تو ایک خواب وخیال ہے جس کتاب پر نجات کا مدار سمجھا تھا۔ وہ کتاب

---

لہ۔ آج مین نے تمہارا دین تمہارے واسطے کامل کر دیا اور اپنا فضل تمپر پورا کیا اور اسلام کا دین تمہارے لئے پسند کیا سورہ مائدہ سیپارہ ۔۶۔ رکوع ۔۵۔

بہی ہبلک کو دکہا نہ سکا !!!- حسب دعوے آریہ صاحبان ویدون کو اس موجودہ دنیا مین
آئے ہوئے دو ارب برس کے قریب زمانہ گذرتا ہے !- پر اس کتاب کی نسبت نصیحۃ الہیۃ
کا یہہ حال ہے کہ آریہ ورت مین بہی یہہ کتابین پورا رواج نہین پا سکین اور اور بلاد کی نسبت
دعوے بلا دلیل ہے- چشم دید حالت سے بڑہکر اونکے خیالی اشاعت کو کوئی کیون کر مانے اور
کیونکر یقین کرے- کہ ویدہی کی بدولت تمام دنیا نے سچے علوم سیکہے اور توحید ذاتی اور
توحید صفاتی اور توحید الوہیت کا پتہ ویدہی سے لگا !!- ہم تو اب بہی آریہ ورت مین
جانے والون کو اونکا سخت مخالف پاتے ہین بہر اگر اس کامیابی کی جو حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو حاصل ہوئی- اگر نظیر دکہلانے سے عجز ہے اور واقعی عجز ہے تو آپ کے وہ افعال
جو کامیابی کے باعث ہوئے بے ریب خرق عادت اور معجزہ ہین !- کون گذرا ہے
جس نے ملہم الہی ہونے کا جہوٹا دعوے کیا ہو اور ایک کتاب کو خدا کی بنائی ہوئی کتاب
بتایا ہو بہر اپنی قوم اور اپنے ملک پر خاص کر ان عظیم الشان موجودہ سلطنتون پر جو اپنی
جگہہ بے نظیر نہین- مثلاً ہمارے ہادی (فداہ- ابی و امی) کے وقت ایرانی سلطنت
جو ایشیا کے بے نظیر اور قریباً کل ایشیا پر حاوی اور دوسری روم کی سلطنت جو قریباً کل یورپ
اور آبادوافریقہ پر متسلط تہی پورا فتحیاب ہوا ہو؟- اور کامیابی جو راستبازی کا معیار
بہی حاصل کر چکا ہو-

**پنجم**- اگر معجزہ کسی علامت نبوت یا نشان رسالت کا نام ہے جسے قرانی اصطلاح
مین آیت کہتے ہین تو سنئے آیات رسالت محمدیہ اسقدر ہین اور تہین کہ صاحب آیات کے آیات
دیکہکر اسقدر لوگ اسکے دین مین داخل ہوئے کہ منکرین کے چہکے چہوٹ گئے- اور حضرت
نے اپنے کانون سے سن لیا- الیوم یئس الذین کفروا من دینکم ؂

سبحان اللہ کیا معجزہ ہے!

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا[۱] فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔

آپکی تعلیم کچھ کم آیت نبوت ہے؟- جو تمام نیکیون کا مجموعہ اور تمام برائیون سے معرا ہے-

كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ[۲] وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

قرانی اوامر اور نواہی کی کیفیت کا فوٹو ملاحظہ کرنا ہو تو دیکھو-

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔

تکذیب صفحہ ۵-

**مکذب**- "قومی حمایت بیکار اور بیجا بحر طویل سے قرانی حفاظت دشوار- کیونکہ خود حدیث راوی ہے- جسقدر فرقے مومنون کے ہین سب دوزخ کی آگ مین جلینگے" پھر آخر کہا ہے- "اہل تشیعہ اہل تسنن کا خاکہ اوڑا رہے ہین"-

**مصدق**- کیا آپ کو اپنے آریہ ورت سرشتون کے ملک مین اتفاق نظر آیا ہے؟ کیا جنکو آپ پرانی کہتے ہین- آریہ ورتی نہین؟ کیا آپ انکا اور وہ آپ کا

---

[۱] جب اللہ کی نصرت آگئی اور فتح حاصل ہوگئی اور لوگون کو اللہ کے دین مین جوق جوق داخل ہوتے تو نے دیکھلیا تو (بس تو تو اپنا کام پورا کر چکا) اب اللہ کی حمد وستایش کر اور اس سے استغفار کر کیونکہ وہ توّاب ہے- سورہ فتح

[۲]- تم ایک اچھی جماعت ہو لوگون کے لئے نمونہ کے طور پر نکالے گئے- تم نیکی کا امر کرتے اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر اعتقاد رکھتے ہو- سورہ آل عمران سپارہ ۴- رکوع ۳-

[۳]- اللہ امر کرتا ہے عدل واحسان کا اور قریبیون کو دینے کا اور روکتا ہے بیحیائی اور منکر اور بدکاری سے تمہین نصیحت کرتا ہے کہ دھیان کرو-

خالہ نہین اوڑاتے ؟ - کیا آپکے قلیل اور کمزور گروہ کے ساتہی جنہین عملی طاقت والے جیسے کچہہ
ہین دنیا پر مخفی ہنین لنگ کے پوجاری پرتمان بت کے فدا - بت پرست - وحدت وجود کے
قائل ویدانتی - سنیاسی - بیراگی - یوگی - سکہہ - جین بدہ - برہمو - وغیرہ وغیرہ اور
دہریون کے کئی فرقے - آریہ ورتی - یا ہندوستانی - آریون کے نورچشم آریونکے
مخالف آریہ ورت مین موجود نہین؟ اگر آپکا فرمانا سچ ہے تو کیا آپ ہی کے قول کو لیکر آپ کا
مخالف کہہ نہین سکتا - "دیانندیون کی قومی حمایت بیکار ہے اور بیجا بجز طویل سے وید
کی حفاظت دشوار ہے" - کیونکہ ہمارا مشاہدہ دکہارہا ہے - کہ انمین باہمی سخت نفاق
ہے اور آتش نفاق سے سخت کباب ہو رہے ہین عقل کہتی ہے کہ جبن قدر انمین
حق کے مخالف ہین وہ اپنے کئے کی سزا ضرور پائینگے *

"تکذیب - مسلمان تیغ آبروئی غلمان سے سر بریدہ ہین -"

مصدق - بہشتی نعمتون مین اسلام بیان کرتا ہے کہ بڑی نعمت خدا کی
رضامندی ہے - (دیکہو قران کریم *
وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ[1]

پس سچے مسلمان الہی رضامندی کے گرویدہ ہوکر اوسکی عبادت کرتے ہین نہ اسباب کے لئے
جنکی نسبت آپنے کہہ دیا ! - دنیا کی نعمتین اور دنیوی عیش و آرام اور دولتمندی آریون کے
اعتقاد مین نیکیون کا پہل ہے - اور ظاہر ہے کہ غلمان بعض دولتمند ہندیون کے لوازمات
مین داخل ہین - پس کیا یقیناً یہہ الزام آپ لوگون پر نہین ہوسکتا ؟ بلکہ جب دیانند کے
نزدیک یہی دنیا ہی سورگ اور نیکی کے ثمرات لینے کی جگہہ ہے - گو چند اعمال کے بدلے ارواح

[1] اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے -

چندے تشواغل دنیا سے بہی آزادی اور انند مین رہین گے - تو اِس صورت مین وپایندی مذہب کے مطابق غلمان نیکی کے ثمرات نہین تو اور کیا ہین ! - بات یہہ ہے کہ سخت عداوت کے سبب آپکو غلمان کا قصہ سمجھہ مین نہین آیا - یا قران کریم کو نہ دیکھا ہے - اور نہ سمجھا ہے افسوس اس ادعائے تہذیب کے زمانے مین یہ درشت زبانی ! - تمام قران کریم مین غلمان کا لفظ صرف ایک جگہہ ستائیسوین سپارہ سورہ طور مین ہے - اگر قران کریم کا اردو ترجمہ ہی آپ دیکھہ لیتے اور تہوڑا سا ماقبل سے پڑہ لیتے تو بشرط انصاف آپ ایسے خلاف تہذیب امر کے مرتکب نہوتے - سُنئے -

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ - كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ - وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ - يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ [1]

باری تعالی فرماتا ہے "بہشتیون کی اولاد ان کے پاس پہر یگی" - وہان مومن اولاد کی جدائی کا غم نہ دیکہینگے اور اونکے لئے نہ ترسینگے - جب لفظ ولا تاثیم صریح اسکی صفت مین موجود ہے - جسکے معنے ہین نہ گناہ مین ڈالنا - پہر آپ کو ایسا ناشایان خیال کیون گذرا - اس معنے کی تفسیر خود قران کریم نے سورہ دہر مین اور لفظون کے ساتھ کی ہے - اور وہان غلمان کے بدلے ولدان کا لفظ جو ولد یا ولید کی جمع ہے

---

[1] اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بہی ایمان مین ان کی پیروی کی ان کی اولاد کو بہی ہم اُن سے لاحق کر دینگے اور انکے عمل سے کچھ بہی کمی نہ کرین گے - ہر شخص اپنی اپنی کمائی کا گرویدہ ہوگا اور ہم اُن کو من بہاتے گوشت اور میوے عنایت کرین گے - اُن مین ایسی پیالون کو دورد ینگے - جن مین (بخلاف دنیوی مے) بہکنے اور بد خیالات کا اثر نہ ہوگا - اور اون کے در مکنون کے ایسے لڑکے بالے اُنکے اِرد گرد اچہلتے کودتے ہونگے - سورہ طور - سپارہ - ۲۷ - رکوع ۳ -

فرمایا ہے-

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ - إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا

اور سورہ واقعہ مین ہے-

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ

**تکذیب** - تلوار کی دین اور پیار کے دہرم کا مقابلہ کرکے اور جبر واکراہ کو محبت و چاہ کے روبرو لاکر الخ

**مصدق** - اسلام کے معنے صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنا - چین سے رہنا - کیونکہ یہہ لفظ سلم سے مشتق ہے جسکے معنے صلح اور آشتی کے ہین بعضے پادریون کی دشمنانہ تحریر نے - مین سچ کہتا ہون آپ کو دہوکہ دیا ہے - جبر اور اکراہ سے اسلام اور تصدیق قلبی کا حصول ممکن نہین قران کی دوسری سورہ کو جو مدینہ مین نازل ہوئی اور جسمین جہاد کا حکم ہوا ہے پڑہ لیجئے - اور غور کیجئے آپ کا کلام کہانتک سچ ہے -

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

اسلام مین شرط ہے کہ آدمی صدق دل سے باری تعالے کی الوہیت اور اُسکی معبودیت اور اوسکے رسولونکی رسالت وغیرہ وغیرہ ضروریات دین پر یقین لاوے تب مسلمان کہلاوے - اور ظاہر ہے کہ دلی یقین جبر واکراہ سے کبھی ممکن نہین ہے مین بڑی جرأت سے کہتا ہون کہ حضور علیہ السلام اور انکے راشد جانشینونکے زمانے مین کوئی شخص جبر اور اکراہ سے مسلمان نہین بنایا گیا - بلکہ محمود غزنوی

---

لہ - اور پہرتے ہین انکے پاس بچے سدا رہنے والے جب تو انہین دیکھے خیال کرے انہین موتی بکھرے -
لہ - اور پہرتے ہین انکے پاس بچے سدا رہنے والے - آبخورے تشیان - اور پیالے ستھرے پانی کے لیکر -
لہ - اسمین زبردستی نہین - اور حق و باطل واضح ہوگیا -

اور عالمگیر کے زمانے مین بہی کوئی شخص عاقل و بالغ جبر سے مسلمان نہین کیا گیا۔ دنیا مین تاریخ موجود ہے صحیح تاریخ مین اس الزام کو ثابت کیجئے۔ مین نے زمانہ نبوی اور خلافت راشدہ کے وقت اور محمود و عالمگیر کی تاریخ کو اچھی طرح دیکھہ بھال کر یہہ دعوے کیا ہے۔ زمانہ رسالت مآب مین اور خلافت راشدہ مین صلح اور معاہدہ امن کے بعد کل مذہب کے لوگ مذہبی آزادی حاصل کر لیتے تہے۔ خیبر کے یہود بحرین اور غسان کے عیسائی۔ حضرت خاتم الانبیا کے اور خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ کے وقت شام کے یہود اور عیسائی اسلام کی رعایا تہے اور اپنے مذہبی فرائض کی بجا آوری مین بالکل آزاد تہے۔ عالمگیر کے عہد مین بڑے بڑے عہدہ و نیز ممتاز ہندوستان کے پرانے باشندے اپنی بت پرستی پر قایم دکہلائی دیتے۔ اگر عالمگیر کی لڑائیون سے اسلام پر الزام ہے تو عالمگیر نے تانا شاہ سے جو ایک سید تہا دکن کے ملک مین جنگ کی پہر اپنے مسلمان باپ اور بہائیون کے ساتہہ جو معاملہ کیا وہ مخفی نہین۔ پس عالمگیری جنگ مذہبی جنگ کیون خیال کی جاتی ہے ہ۔ عالمگیر نے کبہی کسی ہندو کو تلوار اس سبب سے نہین لگائی کہ وہ ہندو تہا۔ اور کبہی اوسنے زبردستی اونکو مسلمان نہین کیا۔ اونکی جو مذہبی عبادت اور رسومات عہد قدیم سے چلی آتی تہین اونکو نہین روکا۔ محمود کی نسبت کہین تاریخ سے یہہ نہین معلوم ہوتا کہ اوسنے اشاعت اسلام اور دعوت اسلام مین ہمت صرف کی ہو۔ گجرات مین اتنے دنون تک پڑا رہا مگر ایک ہندو کو مسلمان نہ بنایا۔ اپنے بہائی مسلمان امیر اسماعیل سے جنگ کی کیا وہ لڑائی بہائی کو مسلمان بنانے کے لئے تہی؟۔ اور ہند کے حملے تو راجہ جیپال نے خود کرائے جسنے محمود سے لڑنے مین ابتدا کی۔ والا محمود کا تو یہہ منشا تہا کہ تاتار کے بلاد کو فتح کرے۔ نہ ہند کو۔*

اسلام نے اپنے مخالفون پر بے ریب تلوار اوٹہائی ہے۔ مگر کس شرط پر۔ اوس شرط کا

تذکرہ خود قران کریم مین موجود ہے -

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ

بخاری جلد ۳ صفحہ ۸۰ مطبوعہ مصر مین لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ کے معنے تفصیل سے مندرج ہین -

وَكَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِي دِينِهِ إِمَّا قَتَلُوهُ وَإِمَّا يُعَذِّبُوهُ حَتَّىٰ كَثُرَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ -

اچہا ہنے بطریق تنزل یہہ بہی مانا کہ اسلام نے جنگ کی - مگر وید مین جنگ کی جسقدر تاکید ہے اور وید کے مخالفون کے استیصال اور اونکے خطرناک سزاؤن کا جسقدر حکم ہے - اگر آپ اسکا علم رکہتے بشرطیکہ خوف الٰہی ساتہہ ہوتا تو آپ اور آپکا کوئی آریہ بہائی اسلام پر جنگ کا الزام دینے کی کبہی جرأت نہ کرتا - ایک مختصر تذکرہ سنا کر وید کے چند احکام آپکے دیانتداری سے لکہتا ہون ذرا بغور ملاحظہ فرمائیے - لیکن مین اس تذکرہ مین پہلے ان آیات قرآنی کا ہی ذکر کرونگا جنپر ہمارے مخالفون کے خاص اعتراضات ہین -

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ -

---

له - اللہ کے رستے مین اُن سے لڑو جو تم سے لڑتے ہین اور حد سے مت بڑہو - اللہ حد سے بڑہنے والون کو پیار نہین کرتا - اور ان سے (کافران مکہ اور اُنکے خصال وصفات کے آدمی) لڑو جتبک روک ٹوک اُٹہہ جاوے اور دین اللہ کے لئے ہو - یعنی فرایض دین بلا روک ٹوک ادا کئے جاسکین اور مخل خلل اندازی چہوڑ دین - سورہ البقرہ - ۲ - رکوع - ۸

که - مسلمان تہوڑے تہے اسلئے یون ہوتا کہ دین مین ستائے جاتے - یا تو قتل کئے جاتے یا سخت عذاب مین مبتلا کئے جاتے پہر جب مسلمان بڑہ گئے تو یہہ مصیبت اُٹہہ گئی -

سه - ان مشرکین کو جہان پاؤ مارو اُنہین پکڑو اور ان کی راہ مین پوری پوری گہات لگاؤ - سورہ توبہ سپارہ ۱۰ - رکوع ۱ سے

اِس آیت شریف پر ہمارے بعضے آریہ دوستون نے خاص توجہ کی ہے اور بڑے بھاری اعتراض کا نشانہ اسے بنایا ہے اِسلئے اس آیت کی تصدیق کے واسطے اتماً بالحجۃ آپکے مقدس رگوید سے چند منتر لکھتا ہون سُنئے ! - حسب وید مقدس آدمی دو قسم کے ہوتے ہین ایک سریشٹ (اچھے) اور دوسرے دسیو اور دُشٹ دیکھو منتر ۸ رگوید منڈل نمبر ا سوکت نمبر ۵۱ اور تکذیب صفحہ ۹ - اور ایسے ہی قرآن نے بھی آدمی کی دو قسمین بیان کی ہین شقی و سعید - ان دُشٹ اور شترؤن کی نسبت جنکو قرآن نے مشرک اور کافر کہا ہے وید کہتا ہے (۱) سینا دھکش آدی لوگ (سپہ سالار) جیسے لوہا کے گھن سے لوہے اور پاشان (پتھر) آدکو نکو توڑتے ہین ویسے ہی آدھرمی دشٹ شترؤنکے (بے ایمان دشمنون کے) انگو نکو (اعضا کو) چھن بھن کر دن رات دھرم آتما پرجا جنو پالن مین تت پر ہون جتنے شتر وجن ان پرجاؤنکو دکھ دینے کے سامرتھ نہو سکین اُچھے گن کرم او سبھاؤ والے سبھا دھکش راجہ کو چاہئے کہ راج کی رکھیا نیتی اور ڈنڈ کے بھی سے سب منشون کو پاپ سے ہٹا سب شترؤن کو مار اودوان کی سب پر کار سیوا کرکے پرجا مین گیان اور سکھ اور اوستھا بڑھانے کے لئے سب پرانیو نکو شُبھ گن یکت سدا کیا کرے [۱] یہہ تو قتل کے احکام ہین اب قید کی بابت سنئیے ۔ جو آریہ کو جملہ قرانیہ - واحصرد ہم - کے ماننے کا انشاء اللہ ذریعہ ہوگا ۔

"دہارمک پرشون کو چاہئے کہ تیجسوی سبھا دھکش راجہ کے ساتھ ملکے بیگ سے ان کے بدا رتھو نکو ہرنے کھوٹے سبھاؤ یکت اور اپنے وجے کی اچھیا کرنے والے ڈاکوؤن کو

[۱] - دیانندی بھاشیہ صفحہ ۶۹۹ سوکت ۶ ۳ ۔ ۷ -

[۲] - رگ وید بھاشیہ صفحہ ۶۹۶

بلا انکو پربت آدی اکانت استہانون[۱] مین بنے ہوئے گہرون مین گہسا کر اور باندہ کے اونکو قید مین رکہین"۔[۲]

"جیسے سورج انترکہہ سے میگہہ کے جس کو بہومی پر گرا کے سب پرانیون کے لئے سکہہ دیتا ہے ویسے ہی سینا دہکش آدی لوگ دشٹ منش شترؤن کو باندہکر دہارمک منشونکی رکہشا کرکے سکہون کا بہوگ کرین اور کراوین"۔[۳]

یہہ قید کے احکام گذرے اب استیصال اعداء کا قصہ سنئے اور غور کیجئے۔ ویدون نے دشمنون کے جلانے کا بہی حکم دیا ہے ذرہ یہان انصاف کو بہی کام مین لاوین۔

"سبہا دہکش آدی راج پرشون اور پرجا کی منشون کو چاہئے کہ جس پرکار اگنی آدی پداتہہ بن آدی کو بہسم کردیتے ہین۔ (جس طرح آگ جنگل کو جلاتی ہے) ویسا ہی دُکہہ دینے والی شترو جنون کو بناش کے لئے اس پرکار پرتین کرین"۔[۴]

اب جبر اور اکراہ کا حکم جسطرح وید مین ہے ملاحظہ ہو۔

سنئے۔ اور اپنے پیار اور محبت والے دہرم کا حال پڑہئے"جیسے بجلی میگہہ کے اویوٗ بدلون کو تیکہن بیگ سے چہین بہن اور بہومی پہ گیر کر اسکو وش مین کرتی ہے ویسی ہی سبہا ستیا دہکش کو چاہئے کہ بُدہی شریر بل و سینا کے بیگ سے شترؤن کے بیگ کو چہین بہن اور شترؤن کی اچہی پرکار پرہار سے پرتہوی پر گرا کر اپنے بس مین لاوین"۔[۵]

[۱] - پہاڑون کی کہوہ مین الگ بند کر دے۔
[۲] - دیانندی بہاشیہ صفحہ ۷۰۳ - سوکت ۳۶ -
[۳] - دیانندی بہاشیہ صفحہ ۶۲ -
[۴] - دیانندی بہاشیہ رگ وید صفحہ ۷۰۷ -
[۵] - دیانندی بہاشیہ صفحہ ۶۱۶ -

اب نہایت غور سے وید کی اخلاق کی حالت سنئے۔

وید دشمنون مین عداوت اور پہوٹ کرانے کی ترغیب دیتا ہے۔ سبہا دہکش کو چاہئے

کہ شانتی سجن کہنے دشٹون کو ڈنڈ دینے اور شتروُن کو پرسپر پہوٹ کرانیکی کرایا نون

نیتی کو آچہے پرکار پراپت ہوکے پرجا جنون کی دکہہ کونت دور کرنے کے لئے اُدم

کرے ؎۱

اچہا مین آپکے کانشنس پہ چہوڑتا ہون۔ ایک ایسے جانور کے بدلے مین جسکی جنس

کی تکلیف دینے مین آپکے کاشتکار کمی نہین کرتے۔ آپ ہی کسقدر منصوبے امکان سے

بہی زائد انسان کو ایذا رسانی کے باندہ رہے ہین جن مشرکون کی نسبت آیات ذیل

مین حکم ہوتا ہے۔

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ

وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ۔

وہ وہی دشمن ہین جو دغابازی موقع پر معاہدہ اور صلح کو توڑ کر اسلام کا استیصال

کرتے ہین۔ دیکہو حکم بالا کے آگے فرماتا ہے۔

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ

كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً يُرْضُونَكُمْ

؎۱ - صفحہ نمبر ۱۶۶ مسلم -

؎۲ - اللہ اور اسکا رسول ان مشرکین کے عہد کی کیونکر رعایت کرسکتے ہین۔ سوائے اُنکے جنسے تمنے مسجد حرام کے پاس عہد کیا۔ سو جب تک اپنے معاہدہ پر قایم رہین تم بہی قایم رہو۔ کیونکہ اللہ ڈرنے والون کو پیار کرتا ہے۔ کیونکر ! - (انکے عہد کی) رعایت ہو سکتی ہے اور اگر وہ تمپر غالب آوین تو تمہارے حق مین کسی رشتے اور عہد کا لحاظ اور نگہداشت نہین کرتے - مُنہ سے تو تمہین خوش کرینگے پر جیون مین ان کے انکار ہے اور اکثر ان مین سے فاسق ہین -

بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ ، اور پھر کہتا ہے
وَإِن نَّكَثُوا أَيْمَانَهُم مِّن بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ
الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنتَهُونَ أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا
أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ،

"جنگ جو غضب الٰہی کا نشان ہے اسمین بھی اسلام نے ہمدردی اور رحم کے اصول کو ترک نہین کیا"،
"اسلام جنگ مین بے قصور بچون - بوڑھون - عورتون - مزدورون - جانورون کو قتل کی اجازت نہین"
"دیتا دشمن جب جزیہ گزار ہوجاوے یا اسلام قبول کرے تو اسلام جنگ کو موقوف کردیتا ہے - اور"
"فاتح و مفتوح برابر ہوجاتے ہین - پھر اسلام کو جنگ مین ملک گیری مقصود نہین فقط توحید کی"
"وعظ مطلوب ہے - اور جنگ بھی جبتک کہ اسلام کے مخالف مذہبی آزادی کو نہ روکین -"

غور کرو - جب ابتدائے اسلام مین مسلمان توحید کے اقرار پر بیگناہ قتل ہونے لگے گھرون سے نکال دیئے گئے ! - توحید کی منادی سے روکے گئے ! - اُنکے دشمن باتفاق حملہ آور ہوئے ! - دشمنون نے مدینہ طیبہ - دار النبوۃ کا محاصرہ کرلیا - ! - اسوقت اسلام نے تلوار پکڑی"، - بتاؤ کیا یہ عقل تھی کہ اسلام اپنے آپکو معدوم کردیتا ؟ - کیا صاحب اسلام اپنی اصل غرض نبوۃ و رسالت کو چھوڑ دیتا ؟ - ایسی ضرورۃ مین کوئی دانشمند قوم جنگ سے مانع نہین - الّا اسلام نے پھر بھی اکراہ سے منع کیا - کیا اگر ہنسنر پوپینر ایسی بیادتی ہونے لگے تو عقل والے خدا ترس باطاقت بادشاہ حملہ آوری نکرینگے ؟ - یہ اسلام ہی کی خوبی ہے کہ جب کوئی حاکم مسلمانون کے دین مین دخل دے

لہ - اور اگر وہ عہد کرکے پیچھے اپنی قسمون کو توڑ ڈالین اور تمہارے دین مین طعن کرین تو ان کفر کے سردارون سے جنگ کرو - ان لوگون کی قسمین و سمین کچھ بھی نہین - تو کہ باز آجادین - کیا وجہ ہے کہ تم ایسے لوگون سے جنگ نہ کرو جنہون نے اپنی قسمین توڑ ڈالین اور رسول کے نکال دینے پر ہمتین لگائین اور اونہون ہی نے تمسے ابتداء (جنگ) بھی کی -

اور ارکان اسلام کو آزادانہ طور پر بکرنے دے تو مسلمانوں کا ہر فرد جان دینے کو حاضر اور

اور اسمین مرنے کو شہادت جانتا ہے!۔ الحمدللہ اسی اصل جہاد کی برکت سے بڑے بڑے

سلاطین مسلمانون کے امور مذہبی مین دخل دینے سے کوسون بہاگتے ہین جہاد کے

نام سے انکی روح کانپتی ہے تعجب ہے اِس قومی درد اور مذہبی محبت کو بعض جاہل

عیب شمار کرتے ہین" (برکات اسلام)

## مکذب - تکذیب صفحہ ۷

"پوشیدہ نرہے - اعتراض کرنیسے پہلے فریق ثانی کی کتب کا مطالعہ کرنا شرط اولی ہے مگر وہ معترض نے

"نہین دیکہا"

**مصدّق** - آپ اپنے ایمان سے کہئے - آپنے عربی زباندانی کی کتابین کسقدر پڑہی

ہین ؟ - عربی دواوین اور خطبات مین کتنی مہارت پیدا کی ہے ؟ - قران اور حدیث کا کتنا

علم حاصل کیا ؟ -

مرزا صاحب نے دیانندجی سے بڑہکر قدم نہین مارا جنہون نے ستیارتھ مین اسلام

پرا عتراض کئے ! - کیا وہ عربی کے ماہر تہے ؟ - مجھے یاد ہے میںنے لاہور مین اپنے کان سے

سُنا کہ دیانندجی فرما رہے تہے - "کہ رحیم اور کریم لوگون کی گہڑت ہے" - تاریخ کے اتنے بڑے

ماہر تہے - کہ ایک جگہہ ستھارتھ پرکاش کے صفحہ تین سو اکیس مین کہتے ہین کہ "سلطان محمود

غزنوی جب قیدیون کو مکہ مین لے گیا تو فلان تکلیف دی" !!!

پہر یہ ہوئے تو مرزا صاحب نے بہت کوشش سے بقدر امکان وید کو دیکہا - سوامی جی کا ترجمہ چار ویدون کا باوجود

اتنے قومی جوش کے ابتک ناتمام ہے ! - اُسے کون دیکہہ سکے ! - جبکہ خود سوامی جی کو عادل اور رحیم

نیاءکاری خدا نے کامیابی کا منہہ دکہایا تو دنیا کی آؤ غیر قومین اس ترجمہ سے کب نفع اٹہا سکتی ہین !

اور مرزا صاحب اوس غیر موجود کو کب دیکھ سکتی ہین! جو ترجمہ دنیا مین موجود تھا اور آپکی قوم نے چھپوایا ایسے مرزا صاحب نے دیکھ لیا۔ دو ارب کے قریب بقول آپکے گذرتے ہین کہ خدا نے ویدون کو الہام کیا۔ یہ خدائی کارخانے پر نظر کیجئے کہ دو ارب برس مین ویدون کے تراجم بھی دنیا مین کیا آریہ ورت کے اندر بھی نہین ملسکتے!! جب اس کتاب کی اشاعت کا یہہ حال ہے تو مرزا صاحب کا کیا قصور۔ آجتک آریہ ورت کے تین ربع سے زیادہ قومین شرعًا گو وہ شرع کیسی صحیح یا غلط کیون نہو۔ وید پڑہنے کے لایق خیال نہین کی گئین تعجب ہے آپ لوگ ویدون کو عام خلقت کے سامنے رکہتے ہین اور لوگون کا لکہا ہوا ترجمہ پسند نہین کرتے۔ بہلا یہہ بے انصافی نہین تو کیا ہے؟۔ کہ خود تو دنیا کی عام زبانون مین ترجمہ کرتے نہین اور جو ترجمے فضلائے یورپ نے کئے ہین انہین پسند نہین کرتے!۔ باقی یہہ خیال کہ تمام دنیا کو اُسی سے فیض پہونچا۔ ایک خوش اعتقاد کا خیال ہے خود آریہ ورت کے باشندے علے العموم محروم ہین پنڈت دیانندجی نے وید کے اشاعت کی کوشش کی مگر اسمین بھی اوّل تو غیر بلکہ اپنی بھی قومین محروم رکھی گئین۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ علے العموم مسلمان اور عیسائی تعلیم یافتہ گروہ بہاشا نہین پڑہ سکتے۔ بلکہ ستیارتھ کا ترجمہ بھی وہ اردو حروف مین پسند نہین کرتے تھے!۔ اور اُردو مین کیون لکھواتے ادہر وید کا عام فہم ترجمہ ہوا اُدہر دیکھو اسکا وہ سارا کارخانہ کان لم یکن شیئًا ہوگیا!۔ دوم۔ باری تعالی نے بھی انکو اتمام ترجمہ کی توفیق ندی ساری دنیا کو کب اور کس دن فائدہ پہونچا؟۔ مین نہایت راستی۔ سچائی اور صاف دلی سے چارون ویدون کا ترجمہ سننا پسند کرتا ہون مگر کوئی صورت اتنی بھی نہین نکل سکتی کہ ایک بار سرسری طور پر ہی سُن سکون!۔ جب کوشش کرتا ہون اور ایک

دو دفعہ ایسا ہوا ہی۔ تو آریہ مہربان بہائی سنانیوالے کی عداوت کو کہڑے ہو جانے پر
اپنے دلون مین جہک کر انصاف کرلو کہ کہانتک تمہارا دل گوارا کرتا ہے کہ ایک مسلمان
وید کی پوری ماہیت سے واقف ہو۔

پہلے اتمام حجت کے لئے چارون ویدون کا ٹہیک ترجمہ جسے آپکے عام علما تسلیم
کرین تیار کیجئے۔ ہم لوگ بہی ویدک اُردو ترجمہ مین امداد کے لئے دلسے حاضر ہین پہر
آپکا دعوت دینا وہی کرنا ہی موزون ہوگا۔

مکذب۔ "وید کے روسے دو قومین ہین - ایک آریہ دوسری دسیو"

مصدق - یہی تقسیم تمام دنیا کے مذاہب نے کر رکہی ہے - بلکہ عام عقل کے نزدیک
یہی تقسیم مسلم ہے۔ کوئی ویدک خصوصیت نہین۔ دیکہو قران کہتا ہے۔
(فریق فی الجنۃ و فریق فی السّعیر) (ایک فریق جنتی اور ایک فریق ناری)
(فمنھم شقی و سعید ) (ان مین سے شقی اور سعید ہین)۔
آریہ کے معنے اگر سریشٹ - نیک اور خداترس کے ہین تو یہہ ایک لقب ہے
جو عمدہ اعمال کے ذریعہ ہر نیک آدمی کو مل سکتا ہے۔ کسی خاص قوم اور ایک ملک
والون کے واسطے اسکی خصوصیت نہین۔ ان معنون کے رُو سے بنی اسرائیل کا نیک
حق شناس ہادی آریہ ہے۔ گو وہ شام کا رہنے والا ہو یا مصر کا ایک پارسا عیسائی مذہب
کا ہادی آریہ ہے۔ گو وہ ناصرت مین پیدا ہوا ہو - خیرخواہ بنی آدم واعظ توحید
بنی عرب آریہ ہے - گو مکہ معظمہ مین جلوہ گر ہوا - اور آریہ ورت کا شہدا - پہکڑ - خدا کو بُرا
کہنے والا دسیو ہے۔

دیکہو صفحہ ۱۶ - تکذیب "اور اگر وید کے معنے اُن ست ودیا کے ہین جس سے ہ بتیا لے رکی"

رضامندی کا اورکسی سچی بشارت کا پتہ لگ سکتا ہے اور وہ چیز ہے جو مقدسون کے پڑہنے کے
قابل ہے۔ تو تمام مقدسہ کتب ویدہین سب قران ہین ساری کی ساری انجیل ہین۔

تکذیب صفحہ ۷ تا ۱۷ مین۔ وید کی قدامت کا بیان ہے۔ مگر ہم کہتے ہین کہ نفس قدامت کسی
خوبی کی مثبت نہین ہوسکتی دیکہئے مادہ آپکے نزدیک قدیم ہے حالانکہ جڑہ ہے چیتن نہین تو کیا نفس
قدامت کسی خوبی کی مثبت ہے؟۔ اگرچہ تو پہاڑ بہت پرانے ہین اور مادہ بقول تمہارے انسے بہی پورانا ہے!
اوّل۔ آپ ثابت کرین۔ کہ وید الٰہی کلام ہے۔ بلکہ ثبوت سے پہلے از راہ کرم دنیا کو دکہلا ہین
کہ فلان چیز کا نام وید ہے اور اسکے یہہ مضامین ہین پہر دنیا پر ثابت کیجئے کہ وید کے بعد
اللہ تعالیٰ کا فیضان جسے الہام کہتے ہین بند ہو گیا!۔ باری تعالیٰ ویدون کے
بعد کسی سے کلام نہین کرتا!۔ یہانتک کہ دنیا فنا ہو۔ پہر پرلے آوے سرشٹی اور مخلوق
بنے اِس وید کے ماورا جو صرف آریہ ورت مین نازل ہوا۔ کسی اور ملک مین کوئی الٰہی
کلام کبہی نہین ہوا!۔ اور نہ ہوسکتا ہے ہم کب منکر ہین کہ ہند کو اللہ تعالیٰ کے فیضان
سے محرومی رہی۔ اور اسمین ہادی و واعظ توحید نہین گزرے۔ بلکہ قرآن صاف
بتاتا ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ اُمَّةٍ رَسُوْلًا وَاِنْ مِنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔
رہی یہہ بات کہ قران مین انکے قصے نہین۔ تو یاد رہے۔ قران کریم مین سب نبیون کے
قصص بیان نہین ہوئے سنو!۔
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ
وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ

لہ۔ ہمنے ہر ایک گروہ مین رسول بہیجا۔ کوئی ایسی امت نہین جسمین کوئی ڈرانے والا نہ گذرا ہو۔
لہ۔ ہمنے تجہسے پہلے رسول بہیجے بعض کا حال تیرے آگے ذکر کیا بعض کا نہین کیا۔

مگر کلام اس مین ہے کہ ابتداے پیدایش عالم مین ہا وید کے بعد جن دونون ویدکا نزول ہوتا تہا۔ اُن دونون اور بلاد مین الہام الٰہی ناممکن اور محال تہا۔ اور وید ون کے بعد پہر خدا تعالے چپ ہوگیا۔ اور اس نے اپنے فیضان کو بند کر لیا۔ یا یہی وید کے سوا کسی اور زبان مین کلام کرنا ممکن نہیں۔ اور نہ اُسنے کیا۔ یا ہنوز آن ابر رحمت در خروش است کا معاملہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُلْهَمِيْنَ۔ آمین۔

مختلف بلاد مین مختلف ہادی ہوتے رہے صرف ایک اسلام ہی کا اعتقاد ہے کہ لم یزل متکلما اللہ ہمیشہ کلام فرماتا ہے۔ اسکے فیضان خاص مین کبھی کمی نہین ہوئی ہمیشہ ہمیشہ بندگان خاص سے اسکا مکالمہ اور مخاطبہ ہوتا رہتا ہے۔ اور ہوتا رہا۔ اور ہوتا رہیگا۔ ختم نبوت نے الہام اور مکالمہ اور مخاطبہ سے مخلوق کو محروم نہین کیا۔ اسلامیون مین ہمیشہ اور ہر زمانہ مین ایسے لوگ ہوتے رہے جو اس فیض ربانی سے فیضیاب ہوئے۔ دیکھو حالات شیخ عبد القادر جیلانی۔ شیخ محی الدین بن عربی۔ شیخ معین الدین چشتی۔ بابا شیخ فرید شکر گنج۔ شہاب الدین سہروردی۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی۔ شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اور عبد اللہ غزنوی وغیرہ وغیرہ اولیاء کرام۔ اور ہمارے اس زمانہ مین حضرت مرزا صاحب سلمہ اللہ تعالے انصاف کرین تو اسلام ہی قدیم اور بہت پرانا۔ مذہب ہے اور یہی سنت اللہ ہے جسکی قدامت کی تعیین سے ہندسہ عاجز ہے۔ اسلام کیا ہے۔ خدا کا فرمانبردار ہونا۔ وید کے ملہم اگر خدا کے قائل اور اسکے فرمانبردار تہے۔ تو انہون نے بے ریب وہی کام کیا جسکے باعث بار یتعالے ابراہیم ؑ کی تعریف کرتا ہے۔ اور اسکے طریق کی خلاف ورزی کو بُرا بتاتا ہے۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ

فِی الدُّنیَا وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ - اِذْ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗ اَسْلِمْ قَالَ
اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَوَصّٰی بِھَا اِبْرٰھِیْمُ بَنِیْہِ وَیَعْقُوْبُ یٰبَنِیَّ اِنَّ
اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ لہ

اور بے ریب - بشرط فرمانبرداری باری تعالے کے وید کے ملہم مسلمان تھے - آریہ تھے -
اچھے یہودی نئی زندگی سے زندہ عیسائی اور پورے محمدی تھے !- خاص خاص
بت پرستی پر بحث کرتے جاؤ مثلاً جسوقت سری کرشن دیوجی دنیا مین ظاہر نہین ہوئے
تھے - کیا اسوقت کوئی انکی پوجا کرتا تھا ؟ - ہرگز نہین پھر اُنسے پہلے جب تک سری رامچندرجی
نہ ہوئے کوئی انکا پوجاری ہوا ؟ - نہین - بلکہ جب ہنومان ہوئے تب انکی پوجا شروع ہوئی
جب گنیش ہوئے تب انکی پوجا شروع ہوئی - اسی طرح اوپر کا وقت لیتے جاؤ یہانتک
کہ خالص باری تعالے کی پوجا کا وقت نکل آوے مثلاً فرض کرلین کہ برہماجی سرشٹی کی ابتدا
مین یا وید کے ملہم اس سرشٹی کی ابتدا مین کسکی پوجا کرتے تھے اگر وہ باریتعالے کے پوجاری تھے
اور موحد تھے تب وہ ضرور مسلمان تھے - اور لاریب مسلمان تھے - والحمدللہ علےٰ ذالک

## تکذیب صفحہ ۱۲ تا ۱۷ این

مکذب صاحب آریہ لفظ اور ہندو لفظ پر بحث کرتے ہین - سو ان لفظون کی نسبت جو کچھ میرے محسن جناب بادری
طامس ہاول نشیر مقیم پنڈ دادنخان ضلع جہلم نے ارقام فرمایا ہے میرے نزدیک وہ مضمون نہائیت
راستی سے لکھا گیا ہے - اِس مضمون اور اپنی ایک ابتدائی تحریر کو جو اس بحث پر (لفظ آریہ اور ہندو) کی

لہ - اور ابراہیم کی سنت سے وہی منہ پھیرتا ہے جس نے اپنے تئین بیوقوف بنایا - ہمنے تو اُسکو دنیا مین چن لیا اور انجام مین
وہ نیکوکارون مین سے ہے جب اُسکو اس کے رب نے کہا فرمانبردار ہوجا - اُس نے کہا مین رب العلمین کا فرمان بردار ہوا - اور
ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو وصیت کی اے میرے بیٹو اللہ نے یہہ دین تمہارے لیئے چن لیا تو تم اسلام
(فرمان برداری الہٰی) پر مرنا -

متعلق ہے جناب پادری صاحب نے دوبارہ بطور رسالہ لکھا ہے - جزاہ اللہ احسن الجزاء
پادری صاحب کی پہلی تحریر کو مرزا صاحب نے بھی شحنۂ حق مین نقل کیا ہے کچھ اور
زیادہ کرنا صرف شیخیی بگہارنا ہے - مگر اتنا زیادہ عرض کردینا شاید نامناسب نہو کہ آپنے
یا آپکے مصلح نے اس لفظ ہند یا ہندو پر بحث کرنے مین بالکل انصاف سے کام نہین لیا یہ
بحث آپنے مختلف اغراض کے واسطے چھیڑ دی - مین راستی سے کہتا ہون کہ مسلمان فاتح
لوگون نے اس نام کو ہانتا اختیار نہین کیا تھا - عربی کی مشہور لغت کی کتاب قاموس اللغات
ہے - اسمین اس لفظ کے مختلف معنے لکھے ہین - دیکھو عمدہ عمدہ معنے اسی لفظ ہند کیواسطے
موجود ہین - ہند - سواونٹ کے گلے کا نام ہے اور ایک عورت کا نام بھی جو عمرو
نام بادشاہ عرب کی والدہ تھی - بنو ہند ایک قبیلہ عرب کا نام ہے ہند ایک پہاڑ کا
نام ہے - تلوار کے تیز کرنیکو بھی ہند کہتے ہین اسواسطے مُہنّد اس تلوار کو کہتے ہین جو بہت ہی
تیز ہو - حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین ایک آپکا پیرو آپکے
سامنے کہتا ہے - انّ الرّسول لنور یستضاء بہ - سَیفٌ مہند من سیوف
الہند مسلول - ہندوان ایک نہر کا نام ہے جو خراسان مین واقع ہے ابو جعفر
فقیہ ہندوانی ایک بڑے بزرگ مسلمانون کے مقتدا وہانکے رہنے والے تھے - اور تعجب نہین
آریہ کے بزرگ اسی ندی کے کنارے سے آئے ہون - اسیواسطے وسط ایشیا کی واقف
اور فاتح قوم نے انکو ہندو کہا ہو - اور آری لفظ عرب مین کوئی عمدہ مدح کا لفظ نہ تھا
کیونکہ عربی آری طویلہ کو کہتے ہین - بس کیا تعجب ہے اگر ہمارے بزرگون نے بجائے
لفظ آری ہندو کا لفظ اخلاقی شریعت کے حکم سے زیادہ تر برتا ہو - یا اور کوئی باعث
خاص ہو جو دل آزاری کے سوا ہی - اب بھی عرب کے دارالسلام مکہ معظمہ مین ہندی مسلمانونکو

شیخ کو شیخ الہنود کہتے ہین - واالعلم عنداللہ -

مکذب نے - تکذیب کے صفحہ ۱ مین مرزا صاحب کا قول " وہ (موجودہ آریہ مت) بہیئت مجموعی کسی قدیم ہندو مذہب مین نہین جاتے " نقل کر کے شدت غضب سے سراسیمہ ہو کر عجب بے سر و پا جواب دیا ہے حقیقت مین خوش فہمی کی داد دیدی ہے - میرے نزدیک خفگی کا کوئی مقام نہین -

اول تو اسلئے کہ مرزا صاحب فرماتے ہین - " ہندو مذہب مین نہین جاتے " - اور ہندو ہونے سے خود آپکو اور آپکے معاونین آریہ کو انکار ہے - بلکہ تکذیب کے صفحہ ۱۳ - مین ایک اپنے فاضل کا نکتہ لکھا ہے - اور وہان کہا ہے - کہ " جب تک ویدیا کا زور اور ایجادون کی ترقی - ست دہرم کی طرف توجہ - وید مقدس پر عمل درآمد رہا - توہمات سے ستگاری ایک پرمیشور کی پرستش رہی - یہ ملک آریہ ورت اور اسکے باشندے آریہ یا آمج رہے - مگر جب سے اونہون نے طوق غلامی پہنا - بت پرستی اختیار کی - ہزارون لاکہون کروڑون کے آگے سر جہکانے لگے - اصلی کتابون پر نقلون اور فسانون یعنے ویدون پر پرانون کو ترجیح دی - تب ہندو بنگئے اور ملک ہندوستان ہوگیا " - لاریب یہہ نکتہ صحیح اور درست ہے - تو پھر آپ کیون ابھی اس ہندو قوم کو آریہ فرماتے ہین - ابھی تو بقول آپکے بھی یہہ ملک ہندوستان اور اسکے باشندے ہندو نظر آتے ہین -

دوم - علی العموم ہندوستانی آپکے بھائی بہت پرست ہین اور آپکے پنتھ کے منکر ہین بلکہ جین اور بدھ ہند کے باشندے - اس وید کے بھی منکر ہین - جسے آپ کلام الہی کہتے ہین - ہزارون توہمات مین آپکے برگزیدہ پہنسے ہوئے ہین بلکہ تمام قوم ابھی تک قدیم بزرگون کے نقش قدم پر چل رہی ہے - تعلیم یافتہ ہندو جماعت

نقصان نہ بہی تو عملی طور پر وید کے خاصے منکر ہین - بس آپ غور کیجئے - یہہ ملک ان معنون
کے بموجب جو آپنے خود کئیے ہین کیونکر ابھی آریہ ورت ہو سکتا ہے انصاف انصاف
سوچو - اگر اس ملک کے لوگ وید کے مخالف ہوتے تو غیر مذہب والے یہان انکی
حکومت نکر سکتے - کیونکہ آپ کا دعوے ہے "وید وکت بہتی سے ہمیشہ آرام ملتا ہے" - اور
ظاہر ہے کہ رعایا بننے سے بڑہکر کوئی بے آرامی نہین - اور غیر ملک والون کے ماتحت رہنے
سے بڑہکر کوئی ذلت و خواری نہین - اگر آپکے بزرگ دیانندی پنتھہ کے پیرو ہوتے تو
بقول آپکے اس ذلت و خواری مین مبتلا نہوتے - یا یون کہا جاوے کہ یورپ دین بادشاہ
وید وکت بہتی کے مطابق پورپلی جنم مین بزرگ آریہ تھے اس جنم مین اپنے نیک اعمال
کا پہل بہوگ رہے ہین - اور چونکہ بھلائی کا نتیجہ بہی بہلائی ہوتا ہے اور باری تعالے
دہوکھہ باز نہین اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس دولت اور نیکی کو اونکے لئے وبال
نفرماوے گا یا ویدون کی دعائین جو صرف دشمنون کی تباہی - اور ہلاکت کیواسطے
تہین سالہا سال سے بیکار ہو گئین بلکہ اولٹی پڑین - پس یا تو دعائین الہامی نہین یا
آپکے قدیم آریون کے اعمال نہایت خراب تہے کہ انکو دنیوی عیش و آرام کے ساتھہ
اصل ارج دہرم پراپت نہوا - اصل یہہ ہے کہ آپنے "بہئیت مجموعی" کا لفظ جو مرزا صاحب
کے کلام مین مندرج تہا نہین دیکہا - یا اسپر توجہ نہین کی ؛

مکذب - "قران صرف اقتباس سابقہ کتب کا ہے" -

مصدق - اسکا مفصل جواب ہمنے ردنصارے مین دیا ہے - اور آپکو بہی مختلف مقامات
پر اسکا جواب دینگے ؛

یہہ نمبر صفحہ ۲۰ مین ارقام فرمایا ہے "لقمان - اور سکندر کے قصص بنے دور از قیاس"

یونانیون کی تواریخون سے جلوہ دکھایا - سنئے صاحب!

قرآن نے لقمان کا قصہ جہان بیان کیا ہے - اس سورہ کا نام سورۂ لقمان ہے جو اکیسوین سپارہ مین موجود ہے - مہربانی کرکے وہ قصہ سنئے - آپکو اپنے انصاف اور نیک نیتی اور استعداد اور عربی دانی کا خود بخود پتا لگ جائیگا -

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَن يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ

ہمنے لقمان کو حکمت (اپنی پہچان) دی کہ تو اللہ کا شکرگذار ہو اسلئے کہ جو شکرگذار رہا اسمین اسکا اپنا فائدہ ہے - اور جس نے کفران نعمت کیا وہ جان لے کہ اللہ غنی ہے تعریف کیا گیا - اور جب لقمان نے وعظ کرتے اپنے بیٹے سے کہا اے پیارے بیٹے اللہ سے شرک مت کر کیونکہ شرک بڑا بھاری ظلم ہے - ہمنے انسان کو والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے - اسکی ماں نے دکھ پہ دکھ سہکر اسے پیٹ مین رکھا - اور دو سال مین اسکا الگ ہونا ہوا - تو اب میرا اور اپنے والدین کا شکرگذار رہو - اور پھر آنا میری طرف ہے - اور اگر تیرے ماں باپ مجھسے شرک کرنے پر تجھے مجبور کرین جس سے تو بالکل نادان ہے تو ان کا کہا مت مان - اور دنیا مین انکے ساتھ نیک سلوک سے

ان آیات کریمہ پہ غور فرمائیے - اور داد دیجئے - نہ صرف داد بلکہ قبول فرمائیے - مین آپکو حق کیطرف بلاتا ہون اور بے انصافی کے سخت وبال سے آگاہ کرتا ہون - دیکہو ! مرنا ہے اور بہلائی اور بُرائی کا نتیجہ پانا ہے کیا یہہ دوراز قیاس ہے ؟ - انصاف سے کہئے - بلکہ یہہ قصہ تمام بہلائیون کا مجموعی عطر ہے - ہان بت پرست ناشائستہ کچھ خلق آدمی اسکو دوراز قیاس کہے تو ممکن ہے - رہا سکندر کا قصہ جسکو آپنے دوراز قیاس لکہا ہے - مین راستی اور خیرخواہی سے عرض کرتا ہون - سکندر کا نام تمام قرآن کریم مین ہرگز موجود نہین - کسی صحیح حدیث مین رومی سکندر کا قصہ جناب خاتم الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین فرمایا - پہر کہتا ہون ہرگز سکندر کا قصہ قرآن کریم مین نہین - پہر اس رومی سکندر کا جو مشرک اور بت پرست تہا - اور آخر کار شراب خوری مین ہلاک ہوا ! - مجہے یقین ہے - کہ یہہ خیال آپکو قرآن کریم کے مطالعہ اور عربی دانی سے نہین ہوا بلکہ اس موقع پر آپنے پادری صاحبان یا منشی اندرمن صاحب یا کسی اور صاحب کی خوشہ چینی فرمائی ہے آپنے ذوالقرنین کے قصہ کو جو قرآن مین موجود ہے - سکندر کا قصہ تجویز کیا - اور دہوکا کہایا - صاحب من وہ قصہ کتاب دانیال کے ایک مشکل مقام کی تفسیر ہے -

## سُنئے

دانیال کی کتاب مین - جو بائبل کے مجموعہ مین ستائیسوین کتاب ہے - اسکے آٹھہ باب

٤٥ بقایا حاشیہ ص ٦٣ سنگت کہہ اور میری جانب رجوع کرنیوالون کی راہ کے پیچھے چل پہر تم سب کا لوٹنا میری طرف ہے مین تمکو تمہارے عملون کی خبر دونگا - اے پیارے بیٹے اگر رائی کے ایک دانے کے برابر کوئی چیز کسی چٹان کے تلے ہو یا آسمانون مین یا زمین مین اللہ اسے لے آویگا یقیناً اللہ لطیف وخبیر ہے - اے بیٹے نماز کی پابندی کر نیک باتون کا امر کر اور بُری باتون سے روک اور مصیبتون پر صبر کر یقیناً یہہ بڑے حوصلہ کی بات ہے - اور لوگون پر اپنی گالین مت جہکا (گہمنڈ مت کر) اور زمین پر اترا کر مت چل یقیناً اللہ مغرور بڑائی جتانیوالے کو پیار نہین کرتا - اور اپنی چال مین میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز دہیمی کر (کرخت مت بول) کیونکہ بُری سے بُری آواز گدہے کی آواز ہے +

۴-آیت مین حضرت دانیال نبی کا مکاشفہ ہے-دانیال کی نبوت اور اسکا مکاشفہ آپکے

نزدیک کیساہی ہوا کچھ ہی وقعت کیون نہ رکھے-الٰہیو اور عیسائیون مین جو قصہ

ذوالقرنین کے سائل اور مجیب کے مخاطب تھے یہہ مکاشفہ صحیح اور دانیال

کی کتاب صحیح اور مسلم ہے اور اس مکاشفہ مین یہہ بات مندرج ہے-

"تب مینے اپنی آنکھہ اوٹھا کر نظر کی تو کیا دیکھتا ہون کہ ندی کے آگے ایک مینڈھا کھڑا

ہے-جسکے دو سینگ تھے اور وہ دو سینگ اونچے تھے اور ایک دوسرے سے بڑا تھا"

پھر دانیال کو جبرائیل نے اُس مکاشفہ اور خواب کی تعبیر بتائی کہ مینڈھا جسے

تو نے دیکھا کہ اسکے دو سینگ ہین سو وہ ماد اور فارس کی بادشاہت ہے دانیال

(۸-۲۰) قرآن نے اسی بادشاہ کا تذکرہ کیا- اور نہایت راست اور صاف فرمایا ہے

اسمین کوئی دور از قیاس بات مندرج نہین اب مین وہ سارا قصہ نقل کرتا ہون-

یَسْئَلُوْنَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْکُمْ مِنْہُ ذِکْرًا-

تفسیر-دو سینگ والا وہی ماد- فارس کی بادشاہت جسکا ذکر دانیال ۸ باب

۴ مین ہے-

اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنَاہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا-

الارض کا ترجمہ مینے خاص زمین کیا ہے- جاننے والے تو اسکا سر جانتے ہین مگر

ہم کہولے دیتے ہین- کہ الف اور لام عربی لٹریچر مین خصوصیت کے معنے بہی دیتا ہے

بلکہ عزرا نبی کی کتاب باب ۱- آیت ۲ سے جسکا ذکر آگے آتا ہے اور یہی قرآن کی

---

۵- تجھسے ذوالقرنین (دو سینگ والے) کی بابت پوچھتے ہین تو کہہ مین ابہی اسکا قصہ تمہین سناتا ہون-

۵- ہمنے زور دیا اسکو خاص زمین مین- اور دیا ہمنے اسکو ہر طرح کا سامان اور وہ تابع ہوا ایک سامان کا-

صداقت ظاہر ہوتی ہے +

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا

**تفسیر** یہہ بادشاہ جو دانیال کے خواب مین دو سینگ کا مینڈھا دکھائی دیا اور فارس اور ماد کا حکمران ہوا - اُسکا نام **خورس** ہے جب وہ بلاد شام اور شمالی غرب کو فتح کر چکا تو بلیک سی یا بحر اسود کا دوسرا سمندر اور اسکا کالا دلدل آگے آگیا - اتنے بڑے سمندر کا کنارہ کیونکر نظر آسکتا تھا وہان اُسے سورج سمندر مین ڈوبتا دکھائی دیا - قران یہہ نہین فرماتا کہ فی الواقع سورج کالے پانی مین ڈوبتا تہا - بلکہ کہتا ہے کہ اُسنے یعنے ذو القرنین نے سورج کو کالے پانی مین ڈوبتا پایا" لفظ وجدہا تغرب پر غور کیجئے - جسکے معنے ہین پایا اُسنے اسکو کہ ڈوبتا ہے (اور یہہ نہین کہا - وکان ھناك تغرب الشمس کہ وہان واقعی سورج ڈوبتا تہا - یہہ ایسا نظارہ ہے جسے ہر ایک بحری سفر کرنے والے کی آنکہہ نے دیکہا ہے کہ وسیع اور اتہاہ سمندر مین سورج اُسی مین سے نکلتا اور اُسی مین پہر ڈوبتا دکہائی دیتا ہے اسی قدرتی منظر کو جو ذو القرنین کے پیش نظر واقع ہوا قدرت کی صحیح نقل یعنے **قران** نے بیان کیا - **کورس** یا **خورس** کا تسلط پچہم زمین پر ہوا - اول تو دانیال ۸ باب ۴ مین ہے - "مین نے اس مینڈے کو دیکہا کہ پچہم اتر دکن کو سینگ مارتا ہے" - **دوم** - تواریخ ایران پر نظر ڈالو - اس واقعہ کے مفصل حالات اُس مین ملینگے +

ت - یہانتک کہ جب وہ پچہم مین پہنچا اُسے ایسا معلوم ہوا کہ سورج دلدل کے چشمہ مین ڈوبتا ہے -

قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا۝ قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا۝ فَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً الْحُسْنَىٰ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا

تفسیر - غرض ماد اور فارس کی سلطنت جب بلاد شام پر فتحیاب ہوئی - تو اسکے بادشاہ نے حسب وحی الٰہی اور الہام خداوندی وہان بدون کو سزا اور نیکون کو انعام دئے - اگر کسیکو یہود اور عیسائیون سے جو قصے کے مخاطب ہین اس کی نیکی اور بزرگی بلکہ ملہم ہونے مین کلام ہو تو وہ عزرا کی کتاب دیکھے - "شاہ فارس خورس یون فرماتا ہے - کہ خداوند آسمان کے خدا نے زمین کی سب مملکتین مجھے بخشین اور مجھے حکم کیا ہے" عزرا باب ۱ - ۲ - اس سے یہہ ظاہر ہے کہ حسب کتب مقدسہ وہ حکم الٰہی کا پابند اور مملکتون کا بادشاہ تہا -

ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَمْ نَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ دُونِهَا سِتْرًا كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا

تفسیر - جب خورس بلوچستان مین پہنچا تو وہان کے لوگ بےخانمان پائے جنکی چھت آسمان اور بستر زمین تہا یہہ لوگ جب بالکل خانہ بدوش جنگلی تہے -

ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا

---

ع - ہمنے کہا اے ذوالقرنین تو دو طرح کا برتاؤ کر یا سزا دے اور چہسروا نہ رحم کر یعنے سزا کے لائقون کو سزا اور رحم کے لائقون پر رحم کر - اسنے کہا ظالمون کو ہم سزا دینگے پہر اپنے ربکے ہان جاکر اُن پر سخت عذاب ہوگا - پر مومن اور نیکوکار کے لئے نیک بدلہ ہے اور ہم بہی اس سے حسن سلوک سے پیش آوینگے -

ف - پہر وہ سازوسامان کرکے روانہ ہوا جب پورب مین پہنچا وہان سورج کے نیچے ایسے لوگ پائے جن پر سورج کے سوا کسی چہت کا سایہ نہ تہا - ایسا ہی تہا اور ذوالقرنین کے لاؤلشکر کا حال ہم کو خوب معلوم ہے -

ق - پہر سامان کیا اور وہ دو خاص پہاڑون کے درمیان پہنچا - اور اون پہاڑون کے درے ایک ایسی قوم کو پایا جو بات سمجہنے مین کمزور تہی -

لَا یَکَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا۔

**تفسیر**۔ یہہ وہ مقام ہے جو ایران کے شمال مین دربند کر کے مشہور ہے اور اُسکے قریب ابتک قبہ نام ایک بستی اسی کیقباد خورس کے نام سے قرآن کی تصدیق کے لیئے موجود ہے۔

قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَکَ خَرْجًا عَلٰٓی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا۔

**تفسیر**۔ یاجوج اور ماجوج کون ہین؟ غور کرو! روضۃ الصفا کے خاتمہ پر لکھا ہے "اقلیم چہارم مشرق سے شمال چین سے گذر کر تبت اور جبال کشمیر اور بدخشان کے شمال سے اور بلاد یاجوج اور ماجوج کے جنوب سے مغرب کو چلی جاتی ہے" یہہ تو اقلیم چہارم کا قصہ مختصر ختم ہوا۔ اب لیجیئے اقلیم ششم۔ اسکی بابت لکھا ہے۔ "بلاد یاجوج و ماجوج سے یہہ اقلیم ششم شمال مین ہے" پس ہر عاقل اب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ بلاد یاجوج اور ماجوج اقلیم پنجم مین ہے۔ پس جیسے شاہنامہ مین لکھا ہے کہ باختر کے شمال مین یعنے بخارا کی جانب یاجوج ماجوج کا مسکن ہے بالکل ٹہیک ہے۔ غیاث اللغات مین جس سے مکذب نے تفصیل مذاہب اسلام کیلئے کئی ورق نقل کیئے ہین۔ یہہ مضمون صاف لکھا ہے۔ اور تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے "وہ مین آذربائیکان اور آرمینیہ کے ذوالقرنین نے تیس میل کی دیوار بنائی تھی" اور تفسیر معالم مین سُدّی اور قتادہ سے روایت ہے کہ ترک کو ترک ہیوا سطے

---

لہ۔ اُنہون نے عرض کیا اے ذوالقرنین یاجوج و ماجوج ہمارے ملک مین آکر فساد کرتے ہین۔ ہم تجھکو دیدیدینگے جو تو اُنکے اور ہمارے درمیان ایک دیوار کھینچ دیے۔

کہتے ہین کہ ذوالقرنین نے یاجوج اور ماجوج کے بائیس قبیلون مین سے اُنکو چھوڑکر باقی قومون کے حملون کی روک کیواسطے دیوار بنائی تہی۔ اور ضحاک سے روایت کیاہے "یاجوج ماجوج ترکون کی قوم سے ہین۔ یہہ کچھہ تذکرہ ایشائی عام اور مشہور کتابون کا تہا جنہین کسی الہامی کتاب سے استدلال نہین کیا۔ اب سُنئے حزقیل کے ۳۸ باب مین لکھا ہے (یہہ کتاب بائیل کے مجموعہ مین دانیال سے پہلے ہے) اے جوج روس اور مشک (اسکو) اور طوبال کے سردار مین تیرا مخالف ہون اور مین تجھے پہرا دونگا اور تیرے منہہ مین بنسیان مارونگا" ۳ و ۴۔ اور اسی باب کی آیت اول و دوم مین ہے۔ "اے آدمزاد تو جوج کے مقابلے مین جوماج کی سرزمین مین بستا ہے۔ اور روس اور مسک اور طوبال کا سردار ہے منہہ کر اور اُسکے برخلاف نبوت کر"۔ اِس سے ناظرین یقین کرینگے کہ روس بے ریب یاجوج ہے گویا جوج کی اور قومین بہی ہون۔ یاجوج کی تحقیق ختم ہوئی۔ اب ماجوج کا حال سُنئے۔ حزقیل کے ۳۹ باب ۵ و ۶ آیت مین ہے۔ "اور مین ماجوج پہ اور اُنپر جو جزیرون پہ بے پروائی سے سکونت کرتے ہین ایک آگ بہیجونگا۔

اُس زمانے مین ایسی دیوارون سے حملون کی روک ہوجاتی تہی۔ دیکھو چین کی دیوار ایسے حملون اور یاجوجی قومون کی روک کیواسطے اہل چین نے بنائی تہی اور اُنکے لئے اُسوقت کی حالت کے مناسب مفید اور کارگر ہوئی۔

قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا

ت۔ کہا جو قدرت میرے ربنے مجھے دی ہے وہی بہتر ہے۔ تو تم مجھے صرف اپنے زور سے مدد دو مین تم مین اور ان مین ایک موٹی دیوار بنادونگا تم میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لے آو۔ آخر جب اُس نے دونو پہاڑون مین برابر کردیا کہا دہونکو۔ آخر جب اُسکو گرم آگ سا کردیا بولا میرے پاس لے آو مین اس پر پگہلا ہوا تانبا ڈالون۔ پہر ان سے نہوسکا کہ اُس سے پہاند جاسکین اور نہ بن پڑا کہ اس مین چہید کرسکین۔

آتُوْنِي زُبَرَ الْحَدِيْدِ حَتّٰى إِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰى إِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ آتُوْنِيْ أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا فَمَا اسْطَاعُوْا أَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا۔

پس آخر یہہ جنگ جو قومین نکلی دبیہہ سکین۔ جرمن۔ ڈنمارک اور سویڈن ناروی وغیرہ بلادمین آہستہ پہیل گئین۔ گاتہہ قوم نے جزائر برطانیہ آباد کیئے۔

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ۔ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا۔

تفسیر۔ جن حملہ آورون کے لیئے وہ دیوار روک تہی کچہہ اور بلاد مین چلے گئے اور جنگہون مین ریاستین اور سلطنتین قایم کرلین۔ آخر عجیب عجیب رستون سے بعد ہزار سال ہجری وہ قومین پہر اُس ملک پر چڑہنے کے لیئے آہستہ آہستہ متوجہ ہوئین۔ جسکی طرف اُنکے پہلے مورث متوجہ تہے۔ اور اسیطرح کتب مقدسہ کی سچائی ظاہر ہونے لگی۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا۔

تفسیر۔ مکاشفات یوحنا کے بیسوین باب کے ساتوین آیت سے پڑہو۔ اور جب ہزار سال ہوچکین گے (یہہ ہزار سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے اور شمسی قمری مہینون کا حساب ناظرین یہان سوچ کرلین) اپنے قوم سے چہوٹے گا۔

---

ا۔ کہا یہہ میرے رب کا احسان ہے۔ پہر جب میرے رب کا وعدہ آیا اسے چود چور کردے گا۔ اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔

۲۔ اور اُس دن ہم چہوڑ دینگے کہ وہ آپسمین لڑ کٹ مرین۔ اور نرسنگا پہونکا جاویگا پہر ہم ان سب کو اکٹہا کرینگے

اور نکلے گا تاکہ اُن قوموں کو جو زمین کی" - (وہی خاص ہیں یروسلم اور مکہ کی زمین ہیں)
چارون کونون میں ہیں - یعنے یاجوج اور ماجوج کو فریب دے اور اُنہیں لڑائی کے لیئے
جمع کرے - ان قدیمی نوشتوں اور روس اور انگریز - جرمن اور فرانس کے تسلط
پر جو ہزار سال ہجری کے بعد سے عرب اور شام کے چارون کونون پر شروع ہوا -
غور کی نگاہ سے دیکھو ! - اور دیکھو ! - ۱۹۱۱ء سے کسطرح یہہ قومیں اسلامی بلاد پر مسلط
ہو رہی ہیں ! - اگر انگریزی تواریخ ہند کچھ صحت رکھتی ہے - اور آریہ قوم ہی انگریزوں
سے اعلےٰ نسل میں متحد ہے - جو بتحقیق لتھبرج وغیرہ محققان یوروپ مسلم ہے تو یہہ بھی
ماجوج میں داخل ہیں - تو ہم آریہ کی اُس تیز ترقی کو اپنی مقدس کتابون کی صداقت
ہی یقین کرینگے مگر ہم یقینی رائے قائم نہیں کرسکتے کہ ہندوستانی اور انگریز ایک ہی ہیں
ہمارا علم اس تحقیق تک پہنچنے سے ابھی تک قاصر ہے *

قرآن کو نازل ہوئے تیرہ سو برس گذرے اور مکاشفات اور حزقیل نبی کی کتاب
کو اور بھی بہت زمانہ گذرا - مگر اللہ تعالے کی طرف سے جو عالم بالجزئیات والکلیات ہے انکا
ہونا کیسے واضح دلیلون سے ثابت ہوا - اب یہہ دونون قومیں یاجوج روس - اور ماجوج
انگریز کیسے نزدیک نزدیک آپہنچے ہیں اور بہت ہی قریب ہے کہ دونون آپس میں
الجھ پڑین اور قرآن کریم کا یہہ فرمانا - وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ جو ہمیشہ
سے صادق ہے تمام آنکھون کو اپنی سچائی دکھا دے - دیکھو مکاشفات ۲۰ باب ۹
اور انہون نے مقدس چھاؤنی اور عزیز شہر کو گھیر لیا - تب آسمان پر سے خدا کے پاس سے آگ
اوتری اور اونکو کھا گئی - اور تو بڑا - اندیشہ کریگا - اور تو کہیگا کہ میں دیہات کی سرزمین
(اُم القری یا مکہ معظمہ) پر چڑھون گا - میں انپر جو چین میں ہیں - اور آرام سے بستے ہیں

جو شہر پناہ میں نہیں رکھتے اور بغیر اڑبنگون اور پھاٹکون کے رہتے ہیں حملہ کرون گا تاکہ تو لوٹے اور مال کو چھین لے اور تو اپنا ہاتھ ان ویرانون پر جو اب بسے ہیں اور ان لوگون پہ جو ساری قومون سے فراہم ہوئے (دیکھو اہل مکہ و مدینہ) جنہون نے مال اور مویشی حاصل کئے۔ اور جو زمین کی ناف پہ بستے ہیں (ہمارے وہ پادری صاحبان جو کہ مکہ کو زمین کی ناف کہنے سے ہنستے ہیں یہان ذرا انصاف کرین) چلاوے۔ اور سبا۔ دوان اور ترسیس کے سوداگر اور ان کے سارے شیر ببر تجھے کہین گے۔ کیا تو غارت کرنے آیا؟" حزقیل ۳۸۔ باب ۱۰-۱۳-

---

ہمنے یہ واقعات اسلئے لکھے ہین اور یہہ تذکرہ صرف اسی واسطے کیا ہے کہ الہام کی قدر نکرنے والے کچھ تو ان زبردست پیشین گوئیون کی صداقت کا لحاظ کرکے الہامی کتابون کی بے ادبیون سے باز آوین اور غور کرین کہ یاجوج ماجوج کے باہمی فساد کا کب اور کس حالت اور کس زمانے مین ذکر کیا گیا جسکا ظہور آج آنکھ سے مشاہدہ کر رہے ہین! یاجوج اور ماجوج دونون قومون کی نسبت بعض مصنفون نے یہہ بھی لکھا ہے کہ وہ دراز گوش ہین"۔ اس فقرہ کے سمجھنے مین بہت لوگون نے جو مقدس کتابون کی طرز کلام سے بالکل ناآشنا ہین۔ کئے غلط نتیجے نکالے ہین مگر وہ یاد رکھین کہ دراز گوش گدہے کو کہتے ہین اور جو آدمی علم کے مطابق عمل نکرے ہے بہی الہامی زبان مین گدہے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ دیکھو! قرآن مین آیا ہے۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا۔[۱]

---

[۱] ان لوگون کی مثال جن پر توریت اٹھوائی گئی پھر انہون نے اسکو نہ اٹھایا گدہے کی مثال ہے جس پہ کتابین لدی ہین۔

اور ظاہر ہے کہ روس اور انگریز۔ جرمن اور ڈنمارک والے الٰہیات کے سچے علوم اور روحانی برکات سے بالکل محروم ہین علم الٰہیات اُنکا نہایت کمزور ہے۔ اور ہمِ مجھے پختہ یقین ہے۔ کہ ہمارے علمی مذاق والے آریہ بھی اِس کے ماننے سے انکار نہین کر سکین گے ٭

## تکذیب صفحہ ۱۲ مین

**مکذب صاحب ا** مرزا صاحب کا قول نقل کرتے ہین۔ "پہلا اصول اس فرقہ آریہ کا یہہ ہے کہ پرمیشور روحون اور اجسام کا خالق نہین۔ بلکہ یہہ سب چیزین پرمیشور کی طرح قدیم اور انادی ہین"۔ اور پھر اسکے جواب مین فرماتے ہین "آریون کا یہہ پہلا اصول نہین ہے بلکہ آریون کا پہلا اصول اور ہی ہے"۔

**مصدق**۔ گھبرائیے نہین اپنی کتاب تکذیب ہی کے صفحہ ۳۶ پر نظر فرمائیے "سنسار مین جتنے مذاہب ہین عقل کو صندوق مین بند کر قفل لگانا اپنا پہلا اصول جانتے ہین ان مذاہب مین فسٹ نمبر دین محمدی صلعم ہے"۔ غور کیجئے! تمام مذاہب پر آپنے یہہ الزام جڑ دیا ہے کہ عقل کو صندوق مین بند کر قفل لگانا انکا پہلا اصول ہے۔ اور اس معاملہ مین محمدی مذہب کو فسٹ نمبر قرار دیا ہے حالانکہ عقل کو بند کرنا اور اس سے کام نہ لینا کسی مذہب کا پہلا اصول نہین!!!۔ اسلامیون کا پہلا اصول اگر آپکو معلوم نہین تو ایک مسلمان بچہ سے پوچھ لیجئے۔ وہ بھی یہی کہیگا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنے کوئی پرستش کے لائق نہین بجز ایک معبود حق کے عیسائیون اور یہودیون سے پوچھئے وہ بھی یہی کہین گے اور اپنا پہلا اصول یہی بتائینگے کہ "تُو خدا کو تو سارے دل ساری جان اور ساری قوت سے پیار کر"۔ یہی شریعت کا پہلا اور بڑا حکم ہے۔ دیکھو متی ۲۲-۳۷ و لوقا ۱۰-۲۷ استثنا ۶-۵ و ۱۰-۱۲ و ۱۱-۱۳

سوچیئے توسہی آپ اس الزام کا کیا جواب دے سکتے ہین جو اسکا جواب تحریر کرینگے مرزا صاحب کیطرفسے یقین کرین۔

مرزا صاحب نے جو فرمایا اُنکا منشا یہہ ہے کہ پہلا اصول جسپر اُن کو آریہ سے مخالفت ہے یہی پہلی اصل ہے جسے خود آپ نے بھی مان لیا ہے چنانچہ آپنے عین موقع انکار پر صفحہ ۲۲ سے ۲۶ تک ارواح کے غیر مخلوق اور مادہ عالم کی انادی ازلی ہونیکے دلائل شروع کر دیئے!۔ باری تعالےٰ کے خالق ارواح ہونے سے انکار کر گئے!۔

## تکذیب صفحہ ۲۲ مین

**مکذب**۔ آریہ محمدی لوگون کی طرح پانچہزار یا چھہ ہزار سال سے خالق۔ رازق مالک۔ رحیم عادل اور قادر مطلق نہین مانتے"

**مصدق**۔ تمام قرآن کریم اور حدیث نبی رؤف الرحیم مین سے یہہ بات نکال دیجیئے۔ کہان اسلام نے کہا ہے؟ کہ خدا پانچ چھہ ہزار سال سے خالق رازق۔ مالک رحیم۔ عادل اور قادر مطلق ہے۔ خدا کیواسطے کچھہ تو خوف الٰہی کو دل مین جگہہ دو! عدالت الٰہی کا دھیان کرو! صرف نیشنلٹی اور صرف دنیوی پالسی کس کام آویگی باری تعالیٰ عالم الغیب اور انتریامی اور عادل ہے علیم بذات الصدور ہے۔ راستی پر اپنے فضل سے آرام کا داتا ہے۔ مسلمان تو اللہ تعالےٰ کو ہمیشہ سے خالق رازق مالک عادل رحیم قادر یقین کرتے ہین بلکہ ایک جم غفیر مسلمانون کا عینیت صفات کا قائل ہے جسنے صاف عیان ہے کہ صفات اپنے موصوف سے علیحدہ نہین ہوسکتین۔ گو راقم عینیت صفات کا قائل نہین۔ مگر یہہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی صفات سے کبھی خالی نہین ہوسکتا بلکہ کوئی موصوف کسی وقت اپنے لازم

صفات سے خالی نہین ہوسکتا - اگر اللہ تعالےٰ کا خالق رازق ہونا بلحاظ انسانی
پیدائش کے آپ لیتے ہین تو بتائیے مرنے کے وقت انسان کہان ہوتے ہین
جبکہ وہ خالق رازق ہوتا ہے ؛
ہم زیادہ بحث نہین کرتے - پانچ چھہ ہزار برس سے کل مخلوق کی پیدائش کا زمانہ
بلکہ انسانی پیدائش کا زمانہ قرآن کریم یا حدیث نبی رحیم سے نکال دیجئے پس اسی پر
فیصلہ ہے - تعجب ہے کہ آپ نے خود صفحہ ۲۳ مین ارقام فرمایا ہے - "یہہ امر مسلم فریقین ہے کہ
پرمیشور اور اسکی سب صفات اور علم اور ارادہ قدیم ہین اسواسطے اسپر بحث کی ضرورت نہین" - پہر مین کہتا
ہون - اگر یہہ بات مسلم فریقین ہے تو آپ نے صفحہ ۲۲ مین کس بنا پر اسلام کو الزام لگایا کہ
محمدی پانچہزار برس سے اللہ تعالےٰ کو خالق رازق جانتے ہین ! - غرض اسلام تو اللہ تعالےٰ
کی اتنی مخلوق کا قائل ہے - جو حد و شمار سے باہر ہے - دیکھو قرآن کریم مین صاف موجود ہے
وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ[1] - وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ
اور اسلامیون کی مسلم الثبوت اور اعلےٰ درجہ کی کتاب صحیح بخاری مین کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا
کے یہہ معنے لکھے ہین -
لَمْ یَزَلْ[2] کَذٰلِکَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَمْ یُرِدْ شَیْئًا اِلَّا اَصَابَ بِہِ الَّذِیْ اَرَادَ -
منشی لیکھرام صاحب دیانندی مسافر یا اُنکے کسی معین شرما صاحب یا کسی اور ورما
صاحب نے ارواح اور مادہ عالم کے قدم اور مادہ اور روح کے غیر مخلوق ہونے پر
تکذیب براہین مین کئی صفحہ لکھے ہین اور ایسی نئی (اقلیدس) ایجاد کی ہے کہ

[1] تیرے رب کے لشکرون کو سوائے اسکے کوئی نہین جانتا اسکی کسیقدر علم کا بھی احاطہ نہین کرسکتے -
[2] ہمیشہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہے بیشک اللہ تعالےٰ جب ارادہ کرتا ہے وہ کام ہو ہی جاتا ہے - (بخاری تفسیر سورہ
حٰم سجدہ -

مفقود رسالہ کی پوری تلافی کر دی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ واقعی ہندوستان علوم قدیمہ کا مخزن ہے حسب طرز اقلیدس کے قبل دعاوے اور دلائل کے علوم متعارفہ قایم کئے ہین اس سے پہلے تو مین نے سُنا ہوا تھا کہ علوم متعارفہ وہ علوم ہوتے ہین جو عرفاً مانے ہوئے اور علے العموم مسلم ہون مگر مکذ بین کے علوم متعارفہ مانند انکے اور انکی بہت سے کامون کے نرالے اور بس ایجادبندہ ہی ہین - کیونکہ یہہ علوم متعارفہ نہ سب کے سب عرفاً مسلم ہین اور نہ علے العموم عقول سلیمہ کے نزدیک معبر ہین اور پسند ہین - بلکہ بجز دو تین علوم کے اکثر غلط اور اکثر نہایت مہمل اور سنخیم ہین اور ہرگز معہود اظہار حق کے لئے کافی نہین ہوسکتے - خاکسار نے صرف بغرض اظہار حق انکو مع اپنی کلام کے بیان کیا ہے - پہلا علم - جو چیز جہان ہوتی ہے وہی وہان سے برآمد ہوتی ہے،، دوسرا علم جو چیز جہان نہین ہوتی وہ وہان سے برآمد ہی نہین،،

مصدق مین کہتا ہون یہان اتنا یادر ہے - تمام ارواح اور سارے اشیاء جو ظاہری وجود مین آئین اور آتی ہین اور آوین گی ہمیشہ سے اللہ تعالے کے علم مین موجود ہین اور موجود رہینگی - اللہ تعالے علیم اور خبیر موجود ہے اور اسکا علم جو اسکی صفت ہے وہ بھی موجود - اللہ تعالے کے سچّے اور واقعی ست گیان ست وڈیا حقیقی علم کے مطابق اسکی کامل قدرت سے وہ اشیاء جو الٰہی علم مین موجود ہین اور موجود تہین حسب اُسی تقدیم - تاخیر اور ترتیب کے خارجی وجود پاکر موجود کہلاتے ہین جو اللہ تعالے کے علم مین پہلے ہی - جو چیز اللہ تعالے کے علم مین موجود ہے وہی علمی وجود سے برآمد ہوتی ہے - اور جو چیز وہان موجود نہین ہوتی وہ ہرگز ہرگز برآمد ہی نہین ہوتی - اللہ تعالے تمام سموات اور زمین کا خالق اور نور ہے

وہی تمام سرشٹی اور مخلوق کا پربکاشک ہے۔ عدم محض نہ کسی چیز کا خالق اور نہ کسی چیز کا مادہ اور نہ کسی شئی کا جزو نہ عدم محض کوئی مخلوق ہے۔ ساری ہی مخلوق اللہ تعالےٰ کے علم مین موجود تہی معدوم محض نہ تہی۔ علمی وجود کے بعد مخلوق کو اپنے خالق سے بتدریج خارجی وجود عطا ہوتا ہے۔ جیسے بقول دیانندی پنتہہ کے پرلے کے وقت اُس سرشٹی سے پہلے جو اِس پرلے خاص کے بعد ہوگی وید صرف اللہ تعالےٰ کے علم مین موجود رہتے ہین۔ پہر جب مرکب سرشٹی یعنے مخلوق پیدا ہوتی ہے اور اگنی۔ وایو۔ سورج اور انگرہ ملہمان وید (بقول تسلیم کنندگان وید) کو خدا تعالےٰ نے وجود عطا فرمایا وہ وید علم الٰہی کے مطابق اِن چارون رشیون کے گیان مین ظاہر ہوئے اور اُنہین کے ذریعہ آج معتقدان وید کے پاس موجود ہین۔ لیکن اِن ویدون کے باریتعالےٰ کے علم کے ورا موجود ہونے نے اس علیم وخبیر ذات کو ویدون سے بے علم نہین کیا بلکہ اِس وقت بہی وید علم الٰہی مین ایسے ہی موجود ہین جیسے پہلے تہے۔ اور مخلوق کے پاس بہی موجود ہین۔ ایسا ہی یعنے ویدون کی طرح ساری مخلوق کا حال ہے جو کبہی صرف علم مین ہے اور کبہی علم اور خارجی وجود دونوین موجود ہوتی ہے +

تیسرا اور چوتہا علم۔ جو کل مین ہوتا ہے وہ جزو مین ہوتا ہے جو کل مین نہین وہ جزو مین ہی ناممکن ہے!!

مصدق۔ یہہ دونون علوم متعارفہ نہین بلکہ محض خیالی اور سراسر غلط اعتقادات ہین!۔ کیونکہ اِن علوم مین یہہ تفصیل نہین کی کہ کون کل مراد ہے؟۔ یا بسیط یا مرکب۔ مجرد یا غیر مجرد نانا پرکار کے قوے رکہنے والا۔ اور انواع واقسام قوے کا جامع کل یا ایک قوت کا منشا؟۔

مکذب نے کچھہ تذکرہ اور تفصیل نہین کی۔ بلکہ دوسرے دعوے کی دلیل سے معلوم ہوتا ہے
کہ جزو سے بھی اُسنے ہر ایک جزو مراد لی ہے۔ کیونکہ وہان کہا ہے۔ "اگر ارواح خدا کے ٹکڑے ہین
تو ہر ایک روح خدا ٹھہرتی ہے"۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکذب کا خیال ہے کہ جو کل مین ہے وہ
ہر ہر جزو مین ضرور ہوتا ہے۔ صاف غور سے کھل سکتا ہے کہ یہہ قول غلط ہے۔ کیونکہ ہم ایک
ایسا کل فرض کرتے ہین جو چار اجزائے بسیط سے بنا ہے اس کل مین یہہ بات موجود ہے۔ کہ اُسے ہم
کہتے ہین کہ یہہ مرکب ہے۔ اسمین چار قسم کی چیزین موجود ہین۔ مگر اسکے اجزا مین یہہ بات
موجود نہین۔ اور ایسے کل اور مرکب کے اجزا کی نسبت ہم نہین کہہ سکتے اِس مرکب
کا ہر ایک جزو بھی چار قسم کے اجزا سے مرکب ہے۔ ایسا ہی بالعکس یعنے چوتھا علم آپ کے
علوم متعارفہ سے بھی علے الاطلاق صحیح نہین "کہ جو کل مین نہین جزو مین بھی نہین"
ایک بڑا موٹا رسہ فرض کرو جو کتنی تارون سے بنایا گیا ہو۔ اور وہ موٹا رسہ ایک کمزور
آدمی کو دو اور اُسے کہو کہ اسے ہاتھہ سے کھینچکر توڑ ڈال۔ ممکن نہین کہ وہ کمزور اُس موٹے
رسے کو توڑ سکے۔ اب رسے کی ایک باریک تار کو جو اسکی جزو ہے الگ کر لو اور اُسی
کمزور کو جیسے پہلے کہا تھا کہو کہ اُس تار کو توڑ ڈالے۔ تو یقیناً وہ کمزور توڑ دیگا۔ اب
دیکھو وہ چیز (شکست) جو کل مین نہ تھی جزو مین پائی گئی۔ اور وہ ٹوٹنا جو کل مین ممکن
نہ تھا اسی کل کی ہر ایک جزو مین موجود ہے۔ ہان بعض صورتون مین یہہ آپکا دعوی
صحیح ہو سکتا ہے۔ مگر چونکہ آپنے کوئی تحدید و تفصیل نہین کی۔ اسلئے ہم کہہ سکتے ہین کہ
آپکا یہہ علم متعارفہ اپنے عموم اور اطلاق مین صحیح نہین۔ اور نہ امبرہن ہے:۔

**پانچوان علم**۔ "مقدار معین کے برابر حصے کئے جاوین تو وہ آپسمین برابر ہونگے"۔ **چھٹا**۔ اگر
کسی وزن یا پیمانہ مقررہ سے کئی چیزین یکسان تولی جاوین تو وہ سب وزن مین برابر ہون گے"

مصدق - جیسے علم مین اگر اتنا اور بڑہا دیا جاوے - "یا ناپے جاوین" یا "پہر وزن یا پیمانہ مین برابر ہونگے" - تو دونون علوم صحیح ہین -

ساتوان علم "اجتماع ضدین باطل ہے" - یہہ دعوے بہی علے العموم صحیح نہین - آپنے ایک جگہہ لکہا ہے - "آدمی مختار اور آزاد ہے" - یعنے انسان بطور آپکے - "آزاد مختار اور غیر آزاد ہے" - سبحان اللہ کیسا مجمع اضداد ہے چہت کے نیچے لٹکا ہوا جہاڑ چہت سے نیچے اور ہمسے وہی جہاڑ اونچا ہے ہم اُس جہاڑ کو اونچا اور نیچا مجمع اضداد کہہ سکتے ہین امتناع اجتماع اضداد کے لئے کئی شرطین ہین بدون ان شرائط کے اجتماع ضدین باطل نہین دیکہو علم بحث تضاد

آٹہوان علم - قایم کی سب ذاتی صفات قدیم ہوتے ہین"

مصدق - یہان اتنا یاد رہے - عربی مین قدیم پرانے کو کہتے ہین ۔ قرآن کریم مین خشک شاخ کو قدیم کہا ہے -

کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ[1] - اور اِنَّکَ لَفِیْ ضَلَالِکَ الْقَدِیْمِ[2] -

خدا کا نام یا صفت بلفظ قدیم قرآن اور حدیث مین مذکور نہین - اور یہہ بہی یاد رہے کہ قدیم کی ذاتی صفات اگرچہ قدیم ہوتے ہین الا اگر وہ قدیم اپنے بعض ذاتی صفات سے کام لینے مین با اختیار رہے - اور اپنے منشا اور ارادہ سے کام کرنیوالا ہے - اور کسیکا اسیر جبر زور اکراہ نہین تو ایسے قدیم سے یہہ بات ممکن ہو گی کہ جب چاہے اپنے ان صفات سے کام لے - اور جب چاہے نہ لے - فرض کرو ہم گویائی کی ایک ایسی صفت رکہتے ہین جس سے ہم با اختیار کام لے سکتے ہین - اگر ہم قدیم ہون تو یہہ بات ممکن ہے کہ جب

---

[1] - سوکہی ٹہنی کی مانند -
[2] - تو اسی اپنی پرانی دیوانگی مین ہے -

ہم چاہین اس گویائی سے کام لین اور جب چاہین نہ لین۔ جب ہمنے اس گویائی سے کام نہ لیا تو ایک وقت ہمارے اس سے کام نہ لینے سے ہماری صفت گویائی پر کوئی نقص عاید نہوگا اور یہہ نہ کہا جائیگا کہ ہم مین صفت گویائی ہی نہین۔ اسیطرح وید مثلاً آریہ کے نزدیک خدا کا کلام ہے جو اُس نے چار آدمیون کو سرشٹی کے ابتدا مین سکھلایا۔ اب بعد اُس زمانے کے وہ خدا متکلم بہ وید کسی آریہ یا آریہ ورتی سے بات نہین کرتا!۔ اور نہ اب کسی کے گیان مین اپنا کوئی اور کلام القا یا پرکاش کرتا ہے بلکہ سوائے وید کے اُسنے ہی کوئی کلام ہی نہین کیا! اور نہ کسی ملک مین سوائے آریہ ورت کے اُسنے کسیکو اپنے مکالمہ اور مخاطبہ سے سرفراز فرمایا! پس باوجود ایسی خاموشی اور ترک کلام کے آریہ کے نزدیک خدا کی صفت تکلم مین کوئی نقص تسلیم نہین کیا جاتا۔ باآنکہ حسب اعتقاد آریہ اللہ تعالے سوائے ویدک سنسکرت اور چار وید کے نہ کبھی کچھ بولا!۔ اور نہ کبھی کچھ بولیگا!۔ پھر بھی ہر قسم کی زبان مین کلام کرنیکا سرب شکتی مان اور قادر مطلق ہے!۔ جب صرف وید والی بانی مین کلام کرسکتا ہے اور اسکی صفت کلام صفت قدرت و زبان دانی مین اِسّے کوئی نقص نہین آتا بلکہ وہ ہر طرح پوتر قدوس ہے اور متکلم رہتا ہے تو اگر انسان مخلوق اور موجود نہوا اور باری تعالے کو نہ بھی خالق رازق کہین تو کیا حرج ہے۔ کیا اسکا خالق رازق علیم ہونا انسانی ہستی پر موقوف ہے؟ ہرگز نہین ہرگز نہین!!!۔ علاوہ برین۔ ذاتی صفات کے دو معنے ہوتے ہین۔ ایک لوازم ذات یعنے ایسی صفات جو ذات سے کبھی الگ نہین ہوئین۔ اور دوسری وہ صفات جو ذات مین موجود ہوتی ہین۔ قدیم کے وہ ذاتی صفات جو قسم اول سے ہین بے ریب قدیم ہین۔ مگر دوسری قسم کی صفات کا قدیم ہونا ضروری نہین۔ مثلاً پنڈت لیکہرام مکذب کی روح حسب اعتقاد

لیکھرام کے قدیم ہے۔ پر اُسکی روح کو پنڈت کے جسم سے جو تعلق ہے وہ بالکل جدید ہے
گو یہہ تعلق اسکی روح کی ذات کو ہے اور اس وقت یہہ تعلق خاص اور بالفعل اسکی
قدیم روح کی صفت ہے۔ مگر یہہ صفت قدیم نہین بلکہ حادث اور غیر قدیم ہے۔ کیونکہ یہہ
تعلق ایک قسم کی سزا ہے اور آواگون کی بنیاد جسکو مکذب نے تکذیب صفحہ نمبر ا کتاب
مین برا تجویز فرمایا ہے۔ اور ممکن ہے بلکہ یقینی ہے کہ یہان پر آنے کے وقت یہہ صفت
روح مین بالفعل موجود نہ تھی۔ اور نہ پھر اور پر لے کے وقت یہہ صفت روح مین موجود رہیگی۔

لوان علم۔ "صفت موصوف سے جدا نہین ہوتی"۔

مصدق۔ یہہ بھی اپنے عموم اور اطلاق مین درست نہین۔ کیونکہ صفات دو قسم کی
ہوتی ہین ایک لوازم ذات اور دوسری صفات عرضیہ قسم اول کا جدا ہونا بے شک
محال ہے۔ مگر قسم ثانی کا جدا ہونا ممکن ہے اور وہ صفات موصوف سے جدا ہو جاتی
ہین۔ مثلاً سفید چیز کی صفت ہے سفید ہونا جب اس سفید چیز پر سیاہی پھیر دیجاوے
تو اس سفید چیز کو صفت سیاہ کا موصوف کہینگے حالانکہ وہ چیز صفت سفید سے متصف
تھی۔ ایک وقت وہ چیز صفت سفید سے موجود تھی جب وہ صفت موصوف سے جدا
ہوئی تو پھر وہ موصوف سیاہی سے متصف ہوا۔

مکذب کو لازم تھا کہ تفصیل فرماتے۔ بدون تفصیل کے یہہ علم غلط ہے یہہ بیان
کرنا واجب تھا کہ کس قسم کی صفات موصوف سے جدا نہین ہوتی۔ اور جدائی صفات کے
کیا معنے ہین ؟ غور کرو! مین ایک متکلم بالفعل انسان ہون اور تکلم بالفعل میری
صفت ہے جس وقت چپ ہونگا اوسوقت کوئی بھی مجھے متکلم بالفعل سے موصوف نہ
کریگا۔ جب کلام کرونگا پھر متکلم بالفعل ہو جاونگا۔ دیکھئے تکلم بالفعل کی صفت کبھی

مجھ مین موجود ہوتی ہے اور کبھی مجھسے جدا ہوتی ہے - پس صفت موصوف سے جدا ہوگئی - اور مکذب کا قاعدہ غلط - ثابت ہوگیا - غرض یہہ جملہ کہ صفت موصوف سے الگ نہین ہوتی بدون کسی تفصیل کے اپنے عموم پر صحیح نہین ہوسکتا -

دسوان علم - "علم معلوم کے بغیر نہین ہوتا"

مصدق - یہہ علم بھی آپکے علوم متعارفہ سے تفصیل کا محتاج ہے - کیونکہ ہر ایک معلوم کا علم بے ریب معلوم کے وجود کا محتاج ہے - الا کبھی اس معلوم کا وجود صرف علم مین ہی ہوتا ہے - اور کبھی باوجود وجود علمی کے معلوم کو خارجی وجود بھی لاحق ہوتا ہے - دیکھو وید جہان پرلے کیوقت بقول تمہارے صرف علمی وجود رہتے تہے اور صرف باری تعالے کے علم مین موجود تہے - اور اب اسوقت باوجود وجود علمی کے جو علم الٰہی کے باعث ہے ایک اور وجود بھی رکہتے ہین مثلاً ان آریون کے گیانون مین بھی ان کا وجود ہے - یا سرشٹی کی ابتدا مین - اگنی - وایو - سورج - انگرہ کی گیان مین اور باری تعالے کے گیان مین بھی ان کا وجود تہا - غرض وید دونون جگہہ موجود تہے - یہہ نہین کہ ابتدا باری تعالے کے علم مین تہے - اور جب باری تعالے نے ان چار رشیون کو سکہلایا اور انکے گیان مین ویدون کو پرکاش کیا تب خود جاہل ہوگیا اسیطرح الٰہی معلوم جو الٰہی علم مین موجود ہوتا ہے جب خارجی وجود سے موجود ہوجاوے - علمی وجود سے اسکا معدوم ہوجانا ممکن نہین ہان خارجی وجود سے پہلے صرف وہ معلوم علمی وجود سے موجود تہا - پہر جب سے خارجی وجود عطا ہوا تو دونون وجودون سے موجود ہے +

گیارہوان علم - "جو پیدا نہین ہوا وہ نہین مرے گا" "اور جو پیدا ہوا ہے وہی مریگا"

مصدق - یہہ علم علوم متعارفہ مین سے دو جملون پر منقسم ہے - اس علم کا دوسرا جملہ

مکذب نے یا تو کسی اپنے معمولی خیال پر لکھدیا ہے۔ کیونکہ مکذب اور اُن کے
ساجیون کا خیال ہے جو پیدا ہوا وہ ضرور مریگا۔ اور مانتے ہین کہ ہر حادث کو فنا ضروری
ہے۔ اگرچہ اس جملے کے الفاظ سے یہہ مضمون نہین نکلتا۔ کیونکہ اس جملے مین ضرورت
کا لفظ موجود نہین۔ الا مکذب کی روش سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہی معنے لئے ہین یا اس
معہود فی الذہن جملے کا یہہ منشا ہے کہ فنا اُسے ہی ہے جسکو وجود ملا اور جو پیدا ہوا ہو تو بات
سچ ہے یعنے اگر فنا طاری ہوئی تو اُسی حادث پر ہی طاری ہوگی جسکا وجود کہین سے
آیا اور اگر پہلے معنے لئے ہین کہ جو چیز پیدا ہوئی آو جسکو وجود ملا وہ ضرور فنا ہوگی۔ تو اول
تو یہہ جملہ اس مضمون کا مثبت نہین۔ دوم اس معنے پر یہہ جملہ غور کے قابل ہے۔ بلکہ
اپنے عموم پر غلط ہے اسلئے کہ فنا کے معنے اگر بالکل معدوم ہو جانیکے لین تو جملہ قابل!
برہان اور ثبوت طلب ہے۔ کیونکہ ممکن اور محتمل ہے کہ خالق کسی مخلوق چیز کو خارج مین
بالکل معدوم نہ کرے۔ کون امر اس احتمال کو روک سکتا ہے؟۔ پس ہر ایک جو پیدا ہوا
وہ ضرور نہ مرا!۔ مثلاً اجسام کی نسبت ہم کہتے ہین کہ وہ مرکب اور مخلوق ہین۔ اور مرکب
کو تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح اجسام کو تغیر ہوتا رہیگا کلی فنا علی العموم اُنپر طاری نہوگی
بلکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالے کسی چیز کو پیدا کرکے فنا نہ کرے حتی کہ اسمین تغیر بھی جگہ نہ پائے
ہان موت اگر ایک خاص تغیر ہے جو مخلوق پر آنیوالا ہے جیسے قران کریم مین ہے۔
کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ
تو ممکن ہے کہ مکذب کی بات کچھ بن جاوے البتہ جنت مین پہنچ جانے والے تنزل کا تغیر
نہ پاوینگے۔ انکا تغیر ترقی کی طرف ہوگا اسواسطے باری وعدہ فرماتا ہے۔ وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ[1]

[1] ہمارے ہان تو ہر ترقی ہی ترقی ہے۔

کیمسٹری والون کا یہہ اصول کہ مرکب ایک حالت پر نہین رہتا بے شک صحیح معلوم ہوتا ہے۔

**مکذب کا دعوے**-(۱) "پرمیشور قدیم ہے اور اسکی سب صفات- علم اور ارادہ قدیم ہے" (۲) اُسواسطے اگر روحین انادی نہ مانی جاوین تو خدا کی صفات زائل ہوتی ہین- اسپر دلیل یہہ ہے- (۳) "چونکہ یہہ امر مسلم فریقین ہے کہ پرمیشور اور اسکی سب صفات- علم اور ارادہ قدیم ہین- اسواسطے اسپر بحث کی ضرورت نہین" (۴) "اور اگر قدیم نہ مانا جاوے تو حادث ماننا پڑیگا- پرمیشور جو مالکیت رازقیت اور عادلیت ہین رحیم اور کریم وغیرہ صفات سے موصوف ہے- کیا یہہ صفات جدید اور حادث ہین؟" (۵) "کیونکہ اگر روحین قدیم نہین تو سب صفات خدا تعالے بھی قدیم نہین رہینگی- جو موجب (۸-۹ و ۱۰ علوم متعارفہ) کے ناممکن ہے"- (۶) "اُسواسطے روحین قدیم اور انادی ہین" (۷) "اور انادی پرماتمان کی انادی قدرت اور قبضہ مین موجود ہین" (۸) "حادث نہین اور یہی ہمارا دعوے تہا"

**مصدق**- جواب دینے سے پہلے اتنا کہدینا بیموقع نہ ہوگا کہ مینے تسہیل کی خاطر **مکذب** کے فقرونپر علیحدہ علیحدہ نمبر دیئے ہین اور یہہ امر بہی مدنظر رکہا ہے کہ اُسکے قول کی بار بار نقل کرنے کی ضرورت نہ رہے **مکذب** کا یہہ دعوے دو جزو پر منقسم ہے دعوے کی جزو اول کی دلیل یہہ دی ہے کہ دلیل کی ضرورت نہین کیونکہ یہہ جزو مسلم فریقین ہے اسکو بحث سے بے نیازی حاصل ہے جیسے مکذب کی دلیل کی جزو اول سے جو اس کے فقرہ نمبر ۳ مین ہے ظاہر ہے پہر دلیل کی جزو دوم نمبر ۴ مین فرماتے ہین- "اگر قدیم نہ مانا جاوے تو حادث ماننا پڑیگا" مطلب یہہ کہ اگر قدم تسلیم نکروگے تو حدوث مانوگے- مگر افسوس **ابطال** حدوث صفات پر کوئی دلیل **نہین** دی اور صرف استفہام کرکے **سکوت** کیا ہے جس سے آخر یہی پایا گیا کہ بطلان **حدوث** صفات باری اور ثبوت **قدم** صفات مسلم فریقین ہے اس پر کوئی حاجت دلیل کی نہین مگر

مین تعجب کرتا ہون کہ پہر اس دوسرے جملے کے بڑہانے کی کیا ضرورت تہی۔ غرض بات یہی
رہی کہ پرمیشور اور اسکی سب صفات حسب تسلیم فریقین قدیم ہین مکذب کے نزدیک
دلیل کی ضرورت نہین پہر نمبر ۵ مین فرماتے ہین۔ ”اگر روحین قدیم نہین تو سب صفات بہی
قدیم نہین“۔ کیا اچہی منطق تہی اگر اُسکے ساتہہ یہہ ثابت ہوجاتا کہ روحین باری تعالے
کی صفات ہین!۔ مگر افسوس کہ فریقین مین سے کوئی بہی روحونکو تمام صفات باریتعالے کا
ہونا تسلیم نہین کرتا۔ نازم برین منطق و آفرین برین دعوے ہمہ دانی۔ اپنے ذہن سے جو
فرضی تسلیم کیئے ہوئے توہمات اور خیالات کے قبضہ مین آچکا ہوا ہے ایک خیالی بے بنیاد
دعوے تراشنا اور پہر اُس پر یقینی دلایل کو مبنی کرنا! کیا خوب فلسفہ ہے! کس نے اور
کس دلیل کی بنا پر اسے تسلیم کیا ہے۔ کہ ”اگر روحین قدیم نہین تو سب صفات بہی قدیم نہین“۔
اور روحون کو سب صفات الٰہی کون مانتا ہے؟۔ آپنے علوم متعارفہ مین تو یہہ فرمایا تہا کہ
قدم کے سب ذاتی صفات قدیم ہوتے ہین۔ اور یہان بدون امتیاز ذاتی صفات اور
غیر ذاتی کے عام طور پر فرمادیا۔ میرے علم مین تو یہہ آتا ہے کہ یہان بہت کچہہ کلام آپ کے
دل ہی مین رہگیا۔ جو صفحہ قرطاس پر نہین لکہا گیا۔ لازم یہہ تہا کہ آپ جبتک تفصیل
نہ کرتے ہم بہی چپ رہتے۔ مگر باین غرض کہ بحث سے ہمکو تفتیش حق مقصود ہے خود ہی تفصیل
کے متکفل ہوتے ہین۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان ضعف قوت بیانی کے باعث
ابہامافی الضمیر بوجہ الکمل ادا نہین کرسکتا تاہم روشن دماغ کے لئے اضطراراً اپنی کلام مین
کچہہ قرائن ایسے چہوڑ جاتا ہے جسے وہ اپنے ذکاوت سے موزون کر دیتا ہے میرے نزدیک
آپکے اس مجمل کلام کا مدعا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب روحین قدیم نہ رہین تو پرمیشور قدیم ان حادث
ارواح کا انکے حدوث سے پہلے کسیطرح خالق اور انکا عالم اور انکا رازق بہی نہوگا۔

مگر جناب من یہین پوچھتا ہون - یہہ اجسام مرکبہ مع ترکیب موجود کے قدم مین موجود تھے یا نہین
اور قدم اور ازل مین آپکی یہہ جُون جسکو آپ اسوقت بھوگ رہے ہین اور وہ جُونین
جو آپ بعد اس جون کے بھوگینگے موجود تہین یا نہین ہ- اگر موجود تہین تو ظاہر ہے کہ آپکی
یہہ جون اور اور جونین جو ہونگی قدیم ہین کسی عمل کی سزا یا جزا نہین اور نہ الٰہی خلق ہین
اسی سے مسئلہ تناسخ اور مسئلہ سزا جزا کا بکلی استیصال ہوجاتا ہے اور قدم مین اگر موجود
نہ تہین تو ہم پوچھتے ہین کہ خدا ان سے پہلے ان خاص جُونونکا خالق تہا یا نہ تہا ہ- اگر تہا تو
عالم بدون معلوم اور رازق بدون مرزوق اور خالق بدون مخلوق کیسے ہوگیا ہ- اور
اگر نہ تہا تو اب کیسے انکا رازق عالم اور خالق ہوگیا ہ- حالانکہ بقول آپکے اوسکی سب
صفات قدیم ہین !- جناب من اگر روح حادث مانی جاوے تو اللہ تعالے کی صفت احد
اور اَمر اور اَجنما اور پوترتا پر کیا نقصان عاید ہوتا ہے ہ- پہر ہم کہتے ہین کہ پرلے
کے وقت جب ارواح آپکے خیال مین بالکل انند مین ہوتے ہین اور پرمانو بالکل الگ
الگ ہوتے ہین اسوقت باری تعالے کس چیز کا خالق اور کس چیز کا رازق اور کس
مرکب کا عالم رہتا ہے ہ- اور کس طرح سزا یا جزا دینے والا قرار پاتا ہے ہ یاد رہے صفات
کئی قسم کی ہوتی ہین - ایک لوازم ذات جو ذات سے الگ نہین ہوتے اون کو
صفات حقیقیہ اور ذاتی صفات بہی کہتے ہین - اور دوسری صفات اضافیہ
یہہ صفات بہی ذات کی صفات کہلاتی ہین مگر بلحاظ کسی اور چیز کے اور تیسری صفات
اضافیہ محضہ جنکو عقل اور ادراک ہی صرف لحاظ کرسکتا ہے - صفات حقیقیہ اور ذاتیہ
تو ضرور ہے کہ ذات اگر قدیم ہے تو صفات بہی قدیم ہون - اور اگر صفات قدیم
ہین تو ذات بہی قدیم ہو - مگر صفات اضافیہ اور اضافیہ محضہ مین یہہ بات نہین ہوتی

کیا معنے کہ صفات اضافیہ کے تغیر سے ذات مین تغیر نہین آتا - مثلاً مشاہدہ مین دیکھہ لو۔
زید عمرو کے آگے بیٹھا ہے پس زید کو تقدم اور عمرو کو تاخر کی صفت لاحق ہے - جب عمرو
زید کے آگے ہو بیٹھا اور معاملہ بالعکس ہوگیا تو ظاہر ہے کہ اس تغیر صفت تقدم سے جو
تاخر کے ساتھہ بدل گئی زید کی ذات مین کوئی تغیر نہین ہوتا - اور باری تعالے کی
نسبت زید کا پیدا کرنا عمرو سے پہلے اور عمرو کا پیدا کرنا زید کے پیچھے ہے - اگر وہ قادر مطلق
عمرو کو پہلے زید کے پیدا کردے تو اسکی ذات مین تغیر نہین ہوسکتا - پس آپ کا یہہ فرمانا
کہ پرمیشور کی سب صفات قدیم مین کسی طرح صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ صفات اضافیہ نسبتین
ہوتی ہین اور نسبتین منتسبین کو چاہتی ہین جب منتسبین مین سے ایک حادث ہو تو یہہ
صفت جو اس منتسب کے باعث پیدا ہوئی ضرور حادث ہوگی - پس آپکا یہہ فرمانا کہ باری تعالے
کی سب صفات حسب تسلیم فریقین قدیم ہین علی العموم صحیح نہین - غور کیجئے اسی موجودہ سرشٹی
کے ابتدا مین - جب تک اگنی سورج اور وایو وغیرہ مہاتما ملہمان وید پیدا نہ ہوئے تھے
اسوقت صفت تکلم وید بہمراہ اس اگنی اور سورج اور وایو باری تعالے مین بالفعل موجود
نہ تھی - جب ان لوگون نے اپنے اعمال کے نتیجہ مین جنم پایا اور الہام کے قابل ہوئے
تو انکے گیان مین ویدون کا پرکاش کیا - مگر جب اللہ تعالے نے ویدون کا ملہمان
وید کے گیان مین پرکاش کیا - اسمین اسوقت سے پہلے یہہ صفت (یا بالفعل وید کے
پرکاش کرنیکی) نہ تھی بعد پرلے کے بالفعل وید کی پرکاش کرنیکی صفت باریتعالے
کو لاحق ہوئی اور اسوقت کے بعد آپ لوگون نسبت وید یا کسی اور کتاب کے الہام
اور پرکاش کرنے کی طاقت اور صفت اس سربٹ گیتمان پرمیشر مین نہین رہی -
تو اب خوب سمجھہ لیجئے کہ آپکا فقرہ نمبر چھہ اور نمبر آٹھہ صرف ایسے دعوے ہین جو دلیل

نہین یہ کہتے اور فقرہ نمبر سات کو آپکے دعوے یا دلیل سے تعلق نہین +

مکذب کا دعوے نمبر ۲ - روحین مجرد اور غیر مرکب چیتن ہین - اسواسطے انکی پیدایش نہین ہوسکتی -
اب اس انوکہے دعوے کے ثبوت مین آپکے عقلی دلائیل ملاحظہ ہون - نمبر ۱ - پیدایش دو طرح کی
ہوتی ہے - ایک اپنے آپ سے دوسرے کسی غیر سے " نمبر ۲ - اپنے آپ سے پیدایش دو طرح ہوتی ہے ایک
یقینی - دوسری وہمی یقینی جیسے کوئی اپنا حصہ کاٹ کر یا جدا کر کے بنائی جاوے - وہمی جیسے
اندھیری رات اور تنہائی مین بہوت بہت چڑیلون کے غلط خیال ہوتے ہین " نمبر ۳ - اگر یا فرض
مانا جاوے - کہ روحون کو خدا نے پیدا کیا - تو فی الفور سوال پیدا ہوتا ہے - کیون ؟ اور کس چیز سے
اور کب ؟ " نمبر ۴ - اگر یہہ جواب دیا جاوے کہ اپنے قدرت کے اظہار کیواسطے اپنے جسم سے کوئی ٹکڑا
کاٹ کر جب چاہا بنا لیا یا جب سے خدا ہے تب سے بنا لیا " نمبر ۵ - تو یہہ اعتراض آتا ہے کہ کیا خدا
پر اس سے پہلے اسکی قدرت پوشیدہ تہی یا ظاہر - صورت اول غلط - صورت ثانی مین فعل عبث !!
نمبر ۶ - اور اپنے جسم سے روحین بنانا بربادی اور برآمدی کے نقشہ کی کیفیت ہوجاتی ہے اور ایک
روح خدا ٹھیرتی تہی - جو خلاف عقاید فریقین ہونیسے باطل ہے - اور علاوہ برین اسطرف کمی آجاتی
ہے - اور آمدنی کے ہونے سے خدا منقسم ہوجاتا ہے " نمبر ۷ - اور یہہ کہ جب چاہا بنا لیا - اور جب
سے خدا ہے تب سے بنایا - دونون شقوق باطل ہین کیونکہ چاہا بغیر خواہش کے نہین ہوتا - اور خواہش
اپراپت کی ہوتی ہے جس سے خدا محتاج اور کمزور ثابت ہوتا ہے - جو بموجب مذہب فریقین کے
باطل ہے " نمبر ۸ - جب سے خدا ہے تب سے بنایا انادیت کو ثابت کرتا ہے - مگر بنانی کی تردید کیونکہ
تقدم و تاخر صانع اور مصنوع ضروری ہے - اسواسطے بنانا ثابت نہین ہوتا بموجب علوم متعارفہ
نمبر ۲ کیونکہ عالم و معلوم و عالم - لازم ملزوم ہین اور بموجب علوم متعارفہ نمبر ۹ سے صفت موصوف
سے جدا نہین ہوسکتی اور نہ بموجب علوم نمبر ۱۰ کے معلومات کے بغیر علم ہوسکتا ہے " اسطرح

ثابت ہوا کہ روحین انادی ہین اور نہ انکی پیدایش ہوسکتی ہے"۔ اور یہی مطلب تہا"
مصدق دلیل مین تو اہنے شقوق کے طومار لگادئے ہین۔ مگر روح کے مجرد و غیر مرکب اور حقیقت ہونیکی دلیل کا
تذکرہ تک بہی نہ کیا۔ جو آپکا اصلی دعوے تہا۔ شاید جوش مین آکر اصل مطلب کو ہی بہول
گئے۔ آپنے پیدائش کو دو حصونپر حصر کیا ہے۔ ایک اپنے آپ سے۔ دوسرے غیر سے۔ اور
ان دونون قسمون کے معنے بہی دلیل مین بیان فرمائے ہین۔ مگر ہم لوگ اس حصر کے
قائل نہین بلکہ کہتے ہین کہ پیدایش کی تین قسمین ہین ایک پیدایش خالق کی اپنے
مخلوق اور اس مخلوق کے مادہ کو اپنی کامل شکتی (قدرت) سے۔ اور دوم پیدایش
اپنی غیر سے جیسی ہماری پیدایش عناصر سے۔ اور سوم پیدایش اپنے آپ سے جیسا
تمنے خود بیان کیا۔ پس پیدائش کی تین قسمین ہوئین۔ نہ دو جیسے تمنے لکہی ہین۔ ان
تین اقسام مین سے پہلی دو قسم کی پیدایش کا ماننا عام مسلمانون۔ ہمہ ان والون
حکما اور فلسفیون۔ یہودی اور عیسائی مذہب والون کا اعتقاد ہے۔ تیسری قسم کی پیدایش
بہی۔ ان ہی لوگون سے بعض وحدت وجود۔ اور ویدانتیون کا اعتقاد ہے۔ افسوس
ان اقسام مین سے آپ کسی ایک کا بہی ابطال نہ کرسکے! پس آپکی دلیل کا پہلا نمبر غلط
ہوا۔ کیونکہ آپ پیدایش کی کل دو قسم مانتے ہین! حالانکہ نفس پیدایش تین طرح کی ہوتی
ہے اور نمبر ۲ مین آپنے بیوجہ تفصیل لکہی ہے جسکی کچہ حاجت نہ تہی۔ پہر آپ فقرہ نمبر ۱
مین لکہتے ہین۔ "روح کو کیون۔ اور کس چیز سے اور کب بنایا ہے؟" شق اول کا جواب
یہ ہے۔ اللہ تعالے نے مخلوق کو اسلئے پیدا کیا۔ کہ اسکی کمال طاقت اور اعلے
درجہ کی قدرت اور اسکی صفات کا مقتضا پورا ہو۔ اور وہ مثمر ثمرات ہون۔ اور
اسلئے بہی کہ انسان ان اشیا سے فائدہ اٹہائے۔ اسلئے بہی کہ اللہ تعالے کی عبادت کرے

شق دوم کا جواب یہہ ہے کہ اُسنے محض اپنی قدرت کے زور سے بدون کسی مادہ
سابقہ کے پیدا کیا - اگر کہو یہ امر محال ہے - کیونکہ اگر ممکن ہوتا تو ہم بھی بدون مادہ بنا سکتے
تو یاد رہے وہ الوہیم ہے (وہ ہماری مثل نہین) اور اسکی قدرت ہماری قدرت کی مانند نہین
جو چیز ہمکو ناممکن معلوم دیتی ہے ضرور نہین کہ اسے بھی ناممکن معلوم دے وہ قادر مطلق
اعلے درجہ کی صفات سے متصف ہے - ولہ المثل الاعلے ٭

شق سوم کہ اللہ تعالے نے روح کو کب پیدا کیا؟ اسکا جواب یہہ ہے - کہ یہہ سوال
کچھہ روحانی فوائد پر مشتمل نہین - اسواسطے کسی الہامی کتاب مین تو اسکا جواب نہین آیا
لیکن اگر ہم جواب مین یہہ کہین کہ جسوقت اور اشیا کے مواد بنے - اسوقت یا اس سے
پہلے یا پیچھے روحون کا بننا بھی شروع ہوا - تو بتاؤ کہ اس جواب مین کیا اشکال ہے؟
اور اسپر کیا اعتراض ہے؟ - اگر ہم بجواب دوم یہہ کہین کہ باری تعالے نے روح کو عناصر
سے بنایا تو اسپر آپ کیا اعتراض وارد کرسکتے ہین؟ - غایۃ ما فی الباب یہہ کہ عناصر چیتن
نہین - اور روح چیتن ہے - ہم کہتے ہین کہ انکی خاص ترکیب پر چیتنا کا فیض
ہوتا ہے جیسے سورج - اگنی - وایو - اور انگرہ کے پرمانو جمع ہونے کے بعد خدا تعالے
دنیا کو پرکاش کرتا ہے اسیطرح عناصر کی خاص ترکیب پر چیتنا کا فیضان ہوتا ہے
اور پھر ہم تیسرے سوال کا جواب یون دیتے ہین کہ ایک مادہ نے حیوانیہ یا نباتیہ
یا دونون قسم کی غذا کھائی ان مین سے ایک حیوانی میٹر اُتپت ہوا - اور وہ اسکے
رحم مین گیا - اور اسی قسم کے مواد سے نر کے جسم مین ایک حیوانی میٹر
پیدا ہوا - جب یہہ میٹر جو نر مین پیدا ہوا تہا اس رحم والے میٹر سے خاص حالت اور
خاص وقت پر ملا - اسی ملاوٹ اور اختلاط سے ایک انسانی یا حیوانی روح بن گئی -

غرض عناصر کے عطر اور خلاصہ کا نام روح ہے - اور مختلف ارواح کی پیدایش کے واسطے
مختلف اوقات ہین جنکو ہم روز اپنے مشاہدہ مین دیکھتے ہین ٭

ہم نے اپنے نزدیک راستی اور صفائی سے اِن فضول سوالون کے (روح کیون - کس چیز سے
اور کب بنی) مختصر مگر معقول جواب دے دیئے ہمین پورا اعتماد ہے کہ آجکل کا ترقی یافتہ
سائنس بھی اسمین ہمارا مویّد ہے - اگر کوئی انصاف کی آنکھ رکھتا ہو تو خوب غور سے دیکھے ٭

دلیل نمبر ۴ پر عرض ہے - قادر مطلق نے اِن مقدورات اور مخلوقات کو اسلئے بنایا ہے
کہ اسکی متکلم اور سچی قدرت کے آثار ظاہر ہون - اگر اسکی قدرت ہوتی اور اسکی قدرت
کے آثار نہوتے تو اس قدرت کا وجود ہی کیا ہوتا ہ جسطرح روشن چیز کو روشنی دینا ضرور
ہے اسیطرح قدرت کو اور کامل طاقت کو اپنے مقتضا کے مطابق آثار کا ظاہر کرنا ضرور
ہے ہان اتنا فرق ہے کہ بعضے اشیاء اپنے خواص کے اظہار مین مختار ہوتے ہین اور بعضے
غیر مختار اور مضطر - باریتعالے کو اپنی صفات کی تاثیرات کے اظہار مین اختیار ہے
اور اضطرار نہین جب جاہے اُسے کام لے اللہ تعالے دنیا سے ورا الورا اور اس سے
بائن ہے - دنیا معہ کل موجودات کے مخلوق اور وہ دنیا کا خالق ہے اور اعتقاد لم یزل
خالقًا ورازقًا - رحیمًا و متکلمًا سچ ہے جو بحمداللہ صرف اہل اسلام کو حاصل ہے ٭

دلیل نمبر ۵ مین گذارش ہے - قادر مطلق پر اپنی قدرت ہمیشہ ظاہر ہے کبھی پوشیدہ
نہین مگر آپنے جو کہا کہ - اگر ظاہر تھی تو فعل عبث (یہہ فقرہ ہی عبث ہے - اور لاریب فعل
عبث ہی کچھ معنے نہین رکھتا ٭

دلیل نمبر ۶ کی نسبت عرض ہے - باریتعالے کو کسی الہامی کتاب مین جسم نہین کہا گیا
بس آپکا سارا تار و پود ہی ادھڑ گیا ٭

دلیل نمبر ۷ - مین مکذب نے دو شقین بیان کی ہین - اول - "جب چاہا بنالیا" دوم - "جب سے باریتعالی ہے تب سے بنالیا" پہلی شق پر یہہ اعتراض کیا ہے - کہ خواہش ابراہیت یعنے غیر میسر کی ہوتی ہے" یہہ اعتراض صحیح نہین - ارادہ اور خواہش کبھی ابراہیت پر ہوتی ہے اور کبھی پر اہیت ہونیوالی یعنے ایسی خیر پر ہوتی ہے جو میسر ہوسکے باری تعالے کی سب خواہشین چونکہ پراہیت اور میسر ہوسکتی ہین - اسلئے ایسی خواہش کا ہونا اسمین نقص نہین بلکہ کمال ہے - دوسری شق کا بیان فقرہ نمبر ۹ مین کیا ہے - اسکا جواب ہم وہان دیتے ہین - فقرہ نمبر ۹ مین کہا ہے "جب سے خدا ہے تب سے بنایا انادیت کو ثابت کرتا ہے" یہہ بھی صحیح نہین - کیونکہ دنیا کو اللہ تعالے کا بنایا ہوا ماننا دنیا کی انادیت کو باطل کرتا ہے - ہرگز ثابت نہین کرتا - جب ہمنے دنیا کا خالق باریتعالے کو اعتقاد کیا اور یقین سے کہا کہ وہ تمام دنیا کا آدی مول ہے تو یہہ ساری دنیا سرشٹی اسکی رچی ہوئی مانی گئی - نہ انادی - سوچو تو پہر بنانے کی تردید مین آپنے لکھا ہے "صانع اور مصنوع مین تقدم اور تاخر ضروری ہے" "اسواسطے بنانا ثابت نہین" - یہہ نہایت درجہ کا تعجب انگیز فقرہ ہے اسلئے کہ تقدم اور تاخر کے بہت اقسام ہوتے ہین ایک تقدم علت تامہ کا اپنے معلول پر - اس تقدم سے اللہ تعالی کا اس دنیا کو بنانا اور اسکی علت ہونا اور خالقیت ثابت ہے اور یہہ تقدم صفت کو موصوف سے علیحدہ کرنیکا باعث نہین - اور نہ اس تقدم سے علم کا بغیر معلوم کے ہونا لازم آتا ہے - سو جو تقدم کبھی بالرتبہ ہوتا ہے اور کبھی تقدم طبعی اور کبھی بالزمان آپ کس تقدم کو سمجھہ کر چلّا رہے ہین ! اور انشاء اللہ ہم اپنے اُس خط مین جو اس کتاب کے اخیر مین ہوگا تقدم کی تفصیل کرینگے *

مکذب - "نیستی سے ہستی نہین ہوسکتی" "اور نہ ہستی سے نیستی ہوسکتی ہے" "اسواسطے روحین انادی ہین" نیستی کے معنے یہہ ہین جو کچھہ نہین اور ہستی کے معنے جو کچھہ ہو" نمبر ۲ - اگر

روحین نہ تہین تو کہین بہی نہونگی - اور بموجب علوم متعارفہ نمبر۲) کے وہ اس عدم خانہ سے برآمد بہی نہین ہوسکتین - کیونکہ بموجب علوم متعارفہ نمبر۱ جو چیز جہان ہوتی ہے وہی وہانسے برآمد ہوتی ہے" نمبر۳ - چونکہ روحین اب موجود ہین اسواسطے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے - کہ وہ پہلی بہی کہین تہین ورنہ اب بہی نہ ہوتین" نمبر۴ - اور عدم اینر کسیطرح جائز نہین - لہذا ثابت ہوا کہ روحین انادی نیستی سے ہستی مین نہین آئین - اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصود تہا"

مصدق - مکذب نے دلیل کے فقرہ اول مین نیستی کے معنون مین یہہ کہا ہے کہ "جو کچھ نہین" - اور نمبر۲ مین آپنے فرمایا کہ "اگر روحین نہ تہین تو کہین بہی نہونگی" - ان دونون فقرون مین غور کرنیسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپکا یہہ منشا ہے کہ اگر روحین کسی قسم کا وجود نہین رکہتی تہین تو وہ موجود نہین ہوسکتین - مگر مکذب صاحب یاد رکہین کہ اہل اسلام کے نزدیک روحین قبل از وجود بوجود خارجی - باری تعالے کے علم مین موجود تہین اور علمی وجود سے موجود تہین ارواح کا خارجی وجود باری تعالے کی کامل قدرت کا نتیجہ اور اسکا اثر ہے - بطور آپکے بہی ہم کہتے ہین ارواح محض نیستی سے ہست مین نہین آئے - بلکہ علمی وجود سے انکو خارجی وجود بہی عطا ہوا - گویا ہستی سے ہستی ہوئی نہ نیستی سے ہستی - وللہ الحمد یہہ دعوے کہ "نیستی سے ہستی نہین ہوسکتی" یہہ مجمل فقرہ ہے اس کے دو معنے ہوسکتے ہین اول نیستی کسی ہستی کا مادہ نہین ہوتی دوم نیستی ہستی کی علت فاعلی اور خالق نہین ہوسکتی - اب ان دونون معنون مین سے کوئی سے معنے لو - کوئی بہی ارواح کی انادی اور اللہ تعالے کے پیدا کئے ہوئے ہونے پر چسپان نہین اول معنے کہ نیستی کسی ہستی کا مادہ نہین ہوتی - ہم کہتے ہین سچ ہے - مگر جب ارواح موجود ہین تو انکے موجود ہونے کی تو یہی صفتین ہین کہ انکا مادہ موجود ہوگیا یا موجود ہے اور ارواح

مخلوق ہونے کے یہی معنے ہین کہ ارواح کا مادہ یا وہ مخلوق ہوئی۔ کوئی۔ معدوم
شے سے ہرگز موجود ارواح کا مادہ نہین۔ اور کوئی ایسی چیز نہین کہ اُسکے اجزا اور مادہ موجود نہون
اور وہ چیز نیستی یعنے کچھ بھی نہو۔ اور دوسرے معنے یہ کہ نیستی جو کچھ بھی نہین وہ ارواح کی علت
نہین اور نہ ممکن ہے کہ عدم محض ہمارا یا ہمارے ارواح کا خالق ہو۔ بلکہ ہمارا خالق اور
موجد۔ اور مبدع موجود ہے۔ اُسی موجود حقیقی اور اُسکی طاقت اور قدرت سے ہمکو
وجود مع حکمت ہوا۔ پس اگر آپکے دعوے کے یہی معنے ہین تو آپکو اس بیفائدہ دلیل
کی کوئی ضرورت نہ تھی اور پھر آپکا دعوے اور دلیل ایک ہے! تعجب ہے ہ؟ آپنے دلیل
مین لکھا ہے۔ "عدم اُنپر کسی طرح طاری نہین" اور دلیل کا یہہ جزو اور یہہ دعوے بلا دلیل
چھوڑ دیا!۔ اور جو آپنے ثابت کیا اور وہی آپکا مقصود تھا۔ وہ بعینہٖ آپکا دعوے نہ تھا۔
کیونکہ آپکے دعوے مین روح کا ذکر ہی نہین۔ مقصود مین ثابت کیسے کیا!۔

ذرا غور کیجئے آپکی دلیل کا ایک اور نتیجہ آپکو سناؤن۔ ہان غور کیجئے۔ خود بدولت
منشی لیکھرام نشیاوری ساتھہ اس ترکیب موجودہ اور ہیئت حاصلہ اسوقت کے جو ۱۸ بہادون
سمت ۴۶ مین انکو حاصل ہے۔ اور اب موجود ہین۔ اِس ترکیب اور اس ہیئت کے ساتھہ رحم
مین آنیسے پہلے کہین موجود تھے یا نہ تھے۔؟۔ اگر نہ تھے تو ضرور کہین بھی نہونگے۔ اور
بموجب علوم نمبر ۲ وہ عدم خانہ سے برآمد نہین ہو سکتے کیونکہ بموجب علوم متعارفہ نمبر ا
جو چیز جہان ہوتی ہے وہی وہان سے برآمد ہوتی ہے۔ چونکہ اب وہ باین شکل موجود
ہین اسیواسطے یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ پہلے بھی باین شکل کہین تھے۔ اور ایسی
شکل کے ساتھہ تھے۔ ورنہ اب بھی اِس شکل کے ساتھہ نہ ہوتے۔ اور اِس صورت کا عدم
بھی اُنپر کسیطرح جائز نہین۔ لہذا ثابت ہوا کہ منشی صاحب رحم مین آنیسے پہلے ہین

ہیئت موجودہ تہے نیستی سے ہستی مین نہین آئے۔ مگر اب تعجب یہہ ہے کہ وہان
بہین ہیئت اتنا بڑا جسم لیکر کیسی داخل ہوئے۔! اور جب موت آئی جنم بدلا۔ تو اگر
چینوٹی کا جسم انکو مرحمت ہوا تو اسکے رحم مین بہین ہیئت جو قدیم ثابت ہوئی
کیسے داخل ہونگے کیونکہ موجودہ ہیئت کی نیستی بقول آپ کے ممکن نہین۔ اگر حامیان
تکذیب مین سے کسی صاحب کو خیال ہو کہ منشی صاحب بلحاظ اپنے ہردو اجزا کے جو
مادہ اور روح ہین پہلے موجود تہے نہ باین جسم اور ہیئت کذائیہ تو انہین یاد رہے کہ

اہل اسلام کے نزدیک بہی روح بلحاظ علم الہی پہلے موجود تہی معدوم محض نہ تہی ٭

تکذیب۔ روحین ابدی ہین۔ اسواسطے ازلی یا انادی بہی ہین،، دلیل یہ ہے نمبر ا
ابدی ہونا مسلم فریقین ہے۔ اسواسطے اسکی تشریح کی ضرورت نہین نمبر ۲۔ ابد کے معنے وہ زمانہ
جسکی انتہا نہو۔ اور ازلی کے معنے وہ زمانہ جسکی ابتدا نہو۔ نمبر ۳۔ اب مقام غور ہے کہ ابدی
روحین کیوں ابدی ہین وجوہ ظاہر ہین۔ نمبر ۴۔ اول وہ مرکب نہین کہ ترکیب پذیر ہون
دوم وہ چیتن اور لطیف جوہر ہین۔ اسواسطے وہ مردہ نہین ہوسکتین۔ علے ہذا نمبر ۵۔
اب اگر انہین وجوہات کو منقلب کرین تو ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ابتدا ماننا صرف پیدائش کی
غرض سے ہے۔ ورنہ جسکی پیدایش نہین اسکی ابتدا نہین۔ نمبر ۶۔ تو روحین ترکیب پذیر
اور نہ منقسم ہونیوالی چیز ہے۔ پہر انکی پیدایش کسطرح ہوئی نمبر ۷۔ کیونکہ ہر ایک چیز
ترکیب پذیر کا انحلال لازمی ہے۔ اور وجود بعد العدم کا نام حادث ہے۔ نمبر ۸۔ مگر
جب اوج پذیر عدم نہین حدوث بہی لازم نہین ہوتا۔ کیونکہ بحکم علوم متعارفہ نمبر ا کے
ناممکن اور مشتبہ ہے۔ جسطرح ایک کنارہ کا دریا۔ ناممکن ہے جسطرح آفتاب مین اندہیرا
ناممکن ہے نمبر ۹۔ ویسے ہی ابدی کا حادث ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ بحکم نمبر ۲ علوم متعارفہ

کے یہہ اجتماع ضدین باطل ہے" لہذا ثابت ہوا کہ روحین انادی ہین اور یہی مطلوب ہے!!

**مصدق** - مکذب صاحب غور کرین فقرہ نمبر ۵ مین آپنے کہا ہے۔ "اگر انہین وجوہات کو منقلب کرین"؟ - لاکن وجوہات کو منقلب کرکے نہین دکھایا - کہ یہہ وجوہ کس طرح منقلب ہوتی ہین اور کس طرح اس انقلاب کا نتیجہ وہ نکلا جو آپنے نکالا! - جو دعوے فقرہ نمبر ۶ مین کیا ہے - اسکی دلیل سے خاموشی کیون کی - پہر فقرہ نمبر ۷ جو دلیل مین ہے - وہ بالکل بیدلیل ہے - اور فقرہ نمبر ۸ مین جو دعوے ہے اول تو وہ بہی بے دلیل ہے - دوم - اس نمبر ۸ - مین جو آپنے لکہا ہے - "حدوث بہی لازم نہین" اسکے معنے یہہ معلوم دیتے ہین کہ حدوث لازم اور ضروری نہین - مگر اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر حدوث ہو تو حرج بہی نہین - مگر بحکم علوم متعارفہ نمبر ۱۱ - اس حدوث کو ناممکن کہدیا ہے جس علم متعارفہ کی غلطی کو مین آگے ہی لکہہ چکا ہون - لطیفہ مکذب صاحب! - اپنی دلیل کو منقلب صورت مین بہی سُن لین - مثلاً آپ بحالت موجودہ جو آپ پر آج بہادون کے اخیر ۴۶ مین طاری ہے - مرکب ہین یا غیر مرکب اگر مرکب ہین تب ظاہر ہے کہ آپ چند مادی پرمانو اور رُوح سے ترکیب یافتہ ہین - اور یہہ ترکیب بہی آپکے اس کُل مین پائی جاتی ہے جسکو لیکہرام مصنف تکذیب براہین یا مکذب براہین کہا جاتا ہے - اب آپکو آپ ہی کے تین چار علوم متعارفہ کی طرف توجہ دلاتا ہون آپکے علوم متعارفہ نمبر ۳ - "جو کل مین ہوتا ہے وہی اسکی جزو مین ہوتا ہے" - "اور نمبر ۴ جو کل مین نہین اسکی جزو مین بہی ناممکن ہے"!

مکذب صاحب - آپ تو مرکب ہین اور آپکا کل روح اور پرمانو سے مرکب ہے - اسلئے بحکم آپکے علوم متعارفہ نمبر ۱۳ آپکی روح اور آپکے پرمانو (جو آپکی جزو ہین) مرکب ہونگے

اور چونکہ آپکے کل مین بساطت نہین اسواسطے آپکی اس جزو مین جسے آپ روح کہتے ہین اور آپکے پرمانو مین بحکم آپکے علوم متعارفہ نمبر ۲ بساطت نہو گی - بلکہ ترکیب ہوگی اور بساطت کا ہونا ناممکن ہے - اور چونکہ آپکو (جو مرکب اور کل مین) موت اور فوت اور فنا آنیوالی ہے - اسلیئے بحکم آپکے علوم متعارفہ نمبر ۴ - آپکی روح پر بہی فنا آنیوالی ہے کیونکہ آپنے مانا ہے جو کل مین ہوتا ہے وہ اسکی جزو مین بہی ہوتا ہے - اسواسطے ثابت ہوا روحین ازلی اور انادی نہین - ارواح کو ازلی اور انادی کہنا سچ نہین اور نہ وہ سچ ہے جو آپنے اپنی دلیل کے فقرہ نمبر ۱ مین لکہا ہے کہ روحین مرکب نہین - بلکہ روحین مرکب اور حادث ہین اور ارواح عناصر کی خاص ترکیب کا خلاصہ اور ہر مرکب اشیا کا نتیجہ ہوتا ہے اسلیئے ثابت ہوا کہ ارواح بوجوہ حدوث کے مرکب ہین - ارواح کی حالت کا متغیر ہونا - انکے مرکب ہونیکی بڑی بہاری دلیل ہے اور انسانی ارواح کے تغیر سے انکار کرنا بداہت کا انکار ہے ۞

مکذب کا دعوے نمبر ۵ - روحونمین فنا یا موت نہین اسواسطے روحین خدا کی قبضہ قدرت مین ہمیشہ سے ہین اور ہمیشہ رہینگی - دلیل یہہ ہے نمبر ۱ - کہ موت نام روح اور جسم کی جدائی کا ہے ورنہ موت اور کوئی چیز نہین نمبر ۲ - اور روحون کے واسطے بالذات موت نہین نمبر ۳ - کیونکہ وہ باقی ہین اور نہ روحون مین کوئی ایسا مادہ ہے جو کبہی شامل ہوا ہو یا کبہی اس سے اخراج پذیر ہو نمبر ۴ - اسواسطے کہ مادہ جاندار نہین بحکم (علوم متعارفہ نمبر ۲) اس سے روحانیت ہی برآمد نہین ہوسکتی نمبر ۵ علاوہ برین جڑہ وچیتن کی ایکتا یعنے وحدت الوجودی ناممکن ہے - اور یہہ موجب حکم نمبر ۷ علوم متعارفہ کے باطل ہے نمبر ۶ - لہذا روح کی بالذات چیتن اور گ سے نمبر ۱ - اور فنا سے آزاد ہونیکے سبب اسکی انتہا نہین اسی واسطے بہمہ وجوہ ثابت ہے

کہ روح انادی ہے - اور یہی ثابت کرنا ہمارا فرض تھا۔

مصدق جواب نمبر ا - مکذب نے موت کی تعریف بھی عجیب و غریب کی ہے جو نہ برہان سے ثابت اور نہ انکے مخالفون کو مسلم ! - کیونکہ مکذب کے مخالف کل اہل اسلام شہدا کو اَحیا اور زندہ کہتے ہین اور اہل سلام کی پاک کتاب قرآن کریم مین حکم ہے -
وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا - بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ -

اور نمبر ۲ مین پھر وہی دعوے کی پہلی ٹانگ ہے - اور نمبر ۳ وہی دعوے ہے اور فقرہ نمبر ۲ کا اعادہ ہے - گو الفاظ اور ہین اور آپکا یہہ فرمانا کہ روحون مین نہ کوئی دہ شامل ہوا - اور نہ اخراج پذیر ہوا - بالکل دعوے بے دلیل ہے اسکو کون مانتا ہے ہم تو دیکھتے ہین کہ ارواح مین ہمیشہ ایسا ہی تغیر ہوتا ہے جیسا اور مرکبات مین ہوتا ہے - اگر ارواح مرکب نہوتے تو انمین مرکبات کا سا تغیر کیون آتا اور کہان سے آتا ؟ - یہہ تغیر تو ارواح کی ترکیب کی راہ بتاتا ہے - بلکہ یہانتک تغیر ہوتا ہے کہ انکو یہی اپنا پہلا جنم کچھ بھی یاد نہین - بھلا بدون ترکیب کے یہہ فاحش تغیر ممکن ہے ؟ - آج کل سائنس کا دورہ ہے ! کیمسٹون سے پوچھ لیجئے - یا ڈاکٹرون سے دریافت کیجئے - غور فرمائے - جن مقامات مین روشنی زیادہ پڑتی ہے - کہربائی حصہ بدن پر زیادہ اثر کرتا ہے - تازہ ہوا لینے کا لوگون کو اچھا موقعہ ملتا ہے - تعفن سے حفاظت ہوتی ہے - جن لوگون کے واسطے گرمی اور سردی اور بہار اور برسات کے لباس خوراک مکان

ف - اور انکو جو اللہ کے رستے مین مقتول ہوتے ہین مردے مت کہو بلکہ وہ زندے ہیں پر تم نہین سمجھتے۔

اور پانیکا انتظام اچھا موجود ہوتا ہے۔ اور جنکے لیئے ہر طرح پر حفظ صحت کے سامان
مہیا کیئے جاتے ہین۔ اور جو لوگ متعدیہ امراض اور وبائی آفات سے بچنے کی
عمدہ تدابیر کام مین لاتے ہین۔ وہان کے ارواح ہشیار سمجھدار اور اچھے چتین
وغیرہ وغیرہ صفات کے متصف پائے جاتے ہین۔ اور جو لوگ اندھیرے اور
برے مقامات مین سکونت کرتے۔ کھر بائی حصہ کم لیتے ہین تازہ ہوا کا سامان
انکو کم میسر ہے۔ عفونت مین سانس لیتے ہین۔ حفظان صحت کے قواعد انہین بالکل
رائج نہین۔ اور انکی صفات پہلون کی صفات سے بالکل علیحدہ ہو۔تی ہین۔ بلکہ
بدن اور دماغ کی مخ اور حرام مغز اور اعصاب کی مختلف بناوٹ سے روح کے
مختلف تقاضے نظر آتے ہین وہ عزوی مادہ جس سے غالب ہڈیون کا بناؤ ہوا ہے
اور وہ لیمفاوی مادہ جس سے گوشت وغیرہ بنا ہے۔ اور وہ زلالی حصہ جس سے عصاب
کی بناوٹ ہوتی ہے۔ اسکی اختلاف سے مختلف صفات کے لوگ نظر آتے ہین۔
بعض اغذیہ اور ادویہ ایسے ہین جنکے استعمال سے صفات روحانیہ مین تغیر اور تبدل
آجاتا ہے۔ پس کیا یقین نہین ہوسکتا کہ روح کی ترکیب مین ان چیزون کا دخل
ہے۔ بے شک ہے بے ریب روحون مین کبھی کوئی مادہ شامل ہوجاتا ہے اور
کبھی وہ مادہ اخراج پذیر ہوتا ہے۔ موت ایک خاص تغیر کا نام ہے۔ فنا بھی اسی تغیر کا
عنوان ہے۔ ارواح کی ابدیت کیا ہے؟ وہی انکا لا انتہا تغیر۔ مگر یاد رہے کہ عمدہ
حالت کا نام حیات ہے۔ اور آپکا یہہ دعوے کہ مادہ جاندار نہین اسے روحانیت بھی برآمد
نہین ہوسکتی۔ بحکم علوم متعارفہ نمبر ۲۔ آپکے مفید مطلب نہین ہوسکتا۔ کیونکہ یہہ دعوے دلیل
ہے۔ اور آپکے علوم متعارفہ نمبر ۲ پر جو کلام ہے وہ سابق عرض کر چکا ہون صاحبمن۔ جزو

پیدا رہتہ سے جڑہ کے خاص خاص تغیرات کے بعد خاص ترکیب اور خاص تناسب پر چیتنتا
کا فیضان ہوجاتا ہے جیسے پہلے آدمیون سے خاص آدمیون - اگنی - وایو - سورج اور
انگرہ کی خاص حالتون کے باعث - انپر بطور آپکے وید کا الہام ہوا - ایسے ہی تناسب کے
خاص حصہ پر چیتنتا کا فیضان ہوتا ہے - اور خاص وہی حصہ انسانی یا حیوانی روح
ہے - آپکا علے العموم یہہ فرمانا کہ جڑہ سے چیتن پیدا رہتہ نہین بن سکتا دعوے بے دلیل
ہے ہرگز صحیح و مسلم نہین - اور آپکے نزدیک عدم امکان سے کسی شئے کے یہہ لازم
نہین آتا کہ باری تعالے کے نزدیک بہی وہ محال ہو - صاحب من وہ ہمہ دان لطیف
و خبیر تمام مخلوق پر محیط ہے اوس کے ید قدرت کے نزدیک جو ممکنات ہین وہ سب کی
سب آپکی قاصر اور محدود طاقت کے نزدیک محال ہین - علے ہذا تمہارے محال
سے محال اوسکے نزدیک ممکن ہین - آپ نباتات جمادات اور حیوانات پر تجربہ کر لین
نمبر ۵ - کی فلسفی بہی داد کے قابل ہے - ہم جڑہ اور چیتن کو وحدت الوجودی کب مانتے
ہین ؟ - اور کب اسکے قائل ہین ؟ - غور کرو گلاب کی شاخ پہوٹی - اسنے پتے نکالے
پتون کانٹون گلاب کی شاخ او جڑہ سے گلاب کا پہول پیدا ہوا - اس سے عطر نکلا - کیا عطر
گلاب کی جہاڑی سے وحدت الوجودی رکہتا ہے ؟ - ہرگز نہین دونون کا وجود جدا
جدا ہے - پس خلاصہ مطلب یہہ ہوا - کہ ایک معنے کے لحاظ سے انسانی یا حیوانی روح
ایک ایسی چیز ہے جو خاص قسم کے اجتماع عناصر کا ثمرہ ہے یا بطور عناصر کے یہ
عنصر بہی مخلوق ہے - اگر عناصر کا ثمرہ ہے تو بہی ان سے متحد الوجود نہین اور اگر الگ
عنصر ہے تو بہی متحد الوجود نہین - اور فقرہ نمبر ۶ - اگر تسلیم کیا جائے تو یہہ ایسی سوال ہے کہ ذاتی صفات
بقول آپکی لوازمہ ذات ہوتی ہین - اور بموجب آپکے علوم متعارفہ نمبر ۸ - قدیم کے سب ذاتی

صفات قدیم ہوتی ہین - اور علوم متعارفہ نمبر ۹ سے ثابت ہے - کہ صفت موصوف سے
جدا نہین ہوسکتی یہ چیتنتا جو روح کی صفت ہے آپکے نزدیک جیسا آپ کے کلام
سے ظاہر ہے روح کی ذاتی صفت ہے - آپکی روح کو اُسوقت جب آپ رحم مین تھے
یا رحم سے نکلنے کے بعد دو مہینے مین کسقدر علم حاصل تہا؟ اور وہ علم کا مقدار اب بہی ضرور
آپ مین موجود ہے یا تغیر پاکر اور کا اور ہی ہوگیا؟ - اب اگر ذرا بہی انصاف سے کام
لیا جاوے تو یہہ بات صاف معلوم دیتی ہے کہ علوم اور روح کی وہ صفات کچھ مدت
کے بعد بالکل دور ہوجاتی ہین اور روح جدید صفات سے متصف ہوجاتی ہے -
اسواسطے ثابت ہوا کہ روح بالذات چیتن اور ترکیب سے مبرا نہین اسلئے بطور
آپکے ہی اسکی ابتدا - اور اسکا حدوث ضروری ہے ٭

مکذب - میٹر کے انادی ہونے پہ دلائل نمبر ۱ - چونکہ خدا غیر مادی ہے - اسواسطے
مادی دنیا کا اس سے نکلنا نہین ہوسکتا - نمبر ۲ - کیونکہ کسی چیز سے وہی چیز نکلتی ہے
جو پہلے اسکے اندر موجود ہو - نمبر ۳ - اور جو موجود نہو کسیطرح نہین نکل سکتی بحکم متعارفہ
نمبر ۱ و ۲ - اسواسطے مادہ انادی ہے

مصدق جہانتک اس فلسفہ اور لاجک کو دیکہتا ہے - یقین کرتا ہے کہ دلیل کا بہت
سا حصہ مکذب مدلل کے دل ہی دل مین رہگیا - اور لکہنے مین نہین آ سکا ناظرین غور کرین
اوّل تو تینون فقرے دلیل کے صرف دعوے ہی دعوے ہین دوم ہمنے مانا کہ
خدا غیر مادی ہے اور اسکے اندر سے مادی دنیا نہین نکلی مگر یہہ نتیجہ کیسے مرتب ہوا کہ
مادہ انادی ہے! - اس دلیل سے جو آپنے لکہی اگر خواہ مخواہ مان لین تو صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ مادی
دنیا خدا کے اندر سے نہین نکلی - یہہ دنیا کچھ اور چیز ہے - اور باریتعالے کچھ اور چیز ہے اور اس دنیا اور

پارتیعالٰے مین ظرف اور مظروف کا تعلق نہین۔ کیا معنے یہہ بات صحیح نہین کہ پارتیعا
ظرف ہو اور دنیا اسکی مظروف جیسے پانی کیواسطے گہڑا۔ غرض دنیا ایک اور چیز ہے
اور یہی وستو ہے۔ جب اور ہی چیز ٹہری تو اب ہم مشاہدہ کرتے ہین اور اس دنیا پر
نظر دوڑاتے ہین تو اسمین کچھ حصہ ایسا پاتے ہین جسکو جمادات کہتے ہین۔ پہاڑ۔ پتہر
مٹی وغیرہ اور کچھ حصہ نباتات کا نظر آتا ہے۔ بڑ۔ پیپل۔ پلاس وغیرہ وغیرہ اور کچھ حصہ حیوانات کا
دکہائی دیتا ہے۔ آدمی شیر ہاتہی وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام اشیا کو ہم مرکب پاتے ہین اور انکے
ہر ذرہ پر یہ کہنا صحیح ہے کہ یہہ مرکب ہین۔ اور یہہ خدا کے بنائے ہوئے۔ اور اسکے رچے ہوئے ہین
آریہ کو ہمارے اس دعوے سے ہرگز انکار نہین ہو سکتا۔ کیونکہ وہ بہی مانتے ہین کہ جڑ مین
خود بخود ترکیب پانیکی شکتی نہین۔ جب ہر ایک مرکب مثلاً لیکہرام مرکب اور مخلوق ٹہیرا تو
حسب الحکم لیکہرامی علوم متعارفہ نمبر ۳ و نمبر ۴ جو کل مین ہوتا ہے وہی جز و مین بہی ہوتا ہے
ان مخلوقات و مرکبات کے اجزا بہی مرکب اور مخلوق ہونگے اور پہر اجزا کے اجزا بہی
مرکب اور مخلوق ہونگے۔ اسواسطے ثابت ہوا کہ مخلوقات اور مرکبات کے اجزا بہی مخلوق
اور مرکب ہونگے اور چونکہ وہی اجزا۔ ان کل اشیا کا مادہ ہین اسواسطے ثابت ہوا
کہ مادہ بہی آدی اور مخلوق ہے۔ انادی اور غیر مخلوق نہین اور اگر آپکی تکذیب کے
صفحہ ۲۶ کی اخیری سطر صحیح ہے کہ جو چیز جزو مین ہے وہی کل مین ہوگی۔ تو
یون کہا جاتا ہے۔ کہ اگر ان مرکبات کے اجزاء غیر مخلوق اور انادی ہوتے اور
ان اجزا مین یہہ بات پائی جاتی تو کل انکا یعنے یہہ مرکبات ہم تم وغیرہ سب انادی
اور غیر مخلوق ہوتے۔ آپ بہی تو یہی مانتے ہین کہ ہم تم اور کل مرکبات انادی
اور غیر مخلوق نہین۔ پس ثابت ہوا کہ مادی دنیا کا مادہ اور اسکے اجزا بہی انادی

نہین *

مکذب۔ دوسری دلیل مادہ کے قدم پر نمبر ۱ - دنیا نہ صرف ذرات سے بن سکتی ہے اور نہ حکم سے۔ نمبر ۲ - کیونکہ قدرت قادر کی ایک صفت ہے اور کوئی صفت اپنے موصوف سے علیحدہ نہین ہو سکتی (بحکم علوم متعارفہ نمبر ۹) نمبر ۳ - حکم بغیر محکوم کے عمل پذیر ہو نا دہوکہہ بازی ہے۔ نمبر ۴ - اور حکم صرف شبد ہے اور جگت کا شبد سے بننا ناممکن ہے بلکہ مادہ سے پس مادہ انادی ہے۔

مصدق۔ جہانتک اس دلیل پر گہری نگاہ کرتا ہے۔ اُس سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اگر مکذب کی دلیل کو تسلیم کیا جاوے تو اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ قدرت اور اسکا حکم اور اسکا شبد۔ مادی دنیا کا جزو یا مادہ نہین ہو سکتا اور اسکا نتیجہ یہہ نکلا کہ صفات باری تعالے اور چیز ہے۔ اور مادی دنیا کا مادہ اور چیز ہے۔ کوئی صفت (اسکا حکم یا اسکا شبد یا اسکی قدرت) مادہ عالم کا عین نہین اور نہ مادہ عالم سے اسکی وحدۃ الوجودی ہے۔ نہ اسکا جزو اور نہ صفات باری کو مادہ عالم سے ذاتی اتحاد ہے یا یون کہئے کہ آپکا یہہ آریہ ورتی ویدانت مت صحیح نہین دلیل کے صرف اتقدر حصے سے مادہ کی انادیت اور مادے کا غیر مخلوق ہونا کچھ نہین نکلتا۔ ہم مانتے ہین کہ ہمارے وجود کا مادہ یا ہمارا مادہ ہمارے اجزا اور عضا ہین شیر چیتا۔ گہوڑے۔ ہاتھی کا وجود یا انکا مادہ انکے اعضا ہین۔ صفات باری تعالے۔ یا اسکا حکم یا اسکی قدرت یا اسکا شبد ہمارا یا ہمارے اعضا کا جزو یا عین نہین۔ اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ حکم کا بدون محکوم عمل پذیر ہونا دہوکہہ بازی ہے۔ اگر حکم کامل اور رسّت ہو۔ مگر اتنے قصے سے مادہ کا آدی یا انادی ہونا معلوم نہین ہوتا اگر اس مقدار کو اور بڑہانا اور دلیل کو پورا کرنا مقصود ہو تو یون ہو سکتا ہے

کہ ہم دنیا کی مادی اشیا کو تقسیم اور تفریق قبول کرتے ہوئے دیکھتے ہین - جسقدر اجزا
ہین انکی علیحدگی ممکن یا محسوس ہے - ہمارے آریہ بھائی بھی قائل ہین کہ ان کبھان
کے اجزا مہان پرلی مین چہین بہن اور جدا جدا - اور منقسم ہونگے - اور مکذب کے
علوم متعارفہ نمبر ۳ مین یہہ امر مسلم ہوچکا ہے - "جو کل مین ہوتا ہے وہ اسکے اجزا مین بھی
ہوتا ہے" - اور یہہ بھی مسلم ہے کہ صفت موصوف سے جدا نہین ہوسکتی دیکھو مکذب
صفحہ ۲۳ علوم متعارفہ نمبر ۹ - تمام مرکب اشیا منقسم اور متفرق اور مخلوق ہونیکے ساتھہ
متصف ہین اسواسطے بحکم مکذب کے علوم متعارفہ نمبر ۳ کے ان مرکبات کے اجزا بھی منقسم اور متفرق
اور مخلوق ہونیکے ساتھہ متصف ہونگے - اور چونکہ صفت موصوف سے بحکم اسی دلیل کے جسکو مکذب
صاحب نے بیان کیا الگ نہین - اسلئے ثابت ہوا کہ مرکبات کے تمام اجزا ہمیشہ منقسم اور متفرق اور مخلوق
ہی رہینگے - جب مخلوق ہونا ثابت ہوا - تو یہہ بھی ثابت ہوا کہ وہ انادی نہین بلکہ ہر ایک
مخلوق ہین - نہ انادی اور غیر مخلوق - پس ہمارا مطلب بھی یہی تھا + مکذب کی دلیل پر ایک اور نظر -
آریہ صاحبان آپکی ارواح اس جنم سے پہلے کسی علم کسی صفت کسی معرفت کے ساتھہ موصوف تھے یا نہین؟
اگر نہ تھے تو اروح کی چیتنتا باطل - اور اگر تھے تو وہ صفات آپکے ارواح سے زائل
ہوگئین یا نہین اگر زائل ہوگئین تو ثابت ہوگیا کہ صفت کیا صفات بھی موصوف
سے الگ ہوگئین - اس صورت مین آپکی دلیل کا ایک حصہ باطل ہوگیا - اور اگر زائل
نہین تو بتائے آپ کن کن علوم کے عالم تھے اور کس کس زمانے مین وہ صفات
آپکو لاحق ہوئین - دلیل کا فقرہ نمبر ۳ - "حکم کا بغیر محکوم کے عمل پذیر ہونا دہوکہا بازی
ہے" - عجب دہوکہا بازی ہے - حکم حاکم کے بغیر البتہ نہین ہوسکتا - اور یہان تو
جب حکم ہوا - محکوم ہو ہی گیا - شائد قرآنی کلمہ کن نظر نہین پڑا +

**مکذب** - منیٹر کے انادی ہونیکی تیسری دلیل - پدارتھ ودیا یعنی علم سائنس کا اصول -
(یہہ عربی دانی کا نتیجہ ہے) ہی - کہ کوئی چیز نیستی سے ہستی مین نہیں آتی - مگر ہستی سے -
جو نہیں اسکا کیطرح بہاؤ یعنے پرکاش نہیں ہوتا - اورجو ہی اسکا بہاؤ اور پرکاش ہوتا ہے -
ہستی سے ہستی ہوتی ہے - اسکے برخلاف ہستی سے نیستی یا نیستی سے ہستی کبھی نہین ہوسکتی -
اسواسطے مادہ انادی ہے -

**مصدق براہین** - علم اور سائنس کا پہلا اصول باین معنے کہ نیستی ہستی کا مادہ اور اصل نہین اور ہستی نیستی کا مادہ اور اصل نہین ہوتی - صحیح ہے اور یہہ بہی سچ ہے کہ بہاؤ اور پرکاش اسیکا ہوتا ہے یا ہوگا جو ہے یا ہوگا گر اس قصے کو مادہ کے انادی یا آدی ہونیسے کیا تعلق ہے ! - ہم کب کہتے ہین کہ موجودات اور مخلوقات خداوندی کا مادہ موجود اور مخلوق نہین جس حالت مین موجودات اور مادی دنیا موجود ہے - تو ضرور اس موجودات کا مادہ بھی موجود ہے - کسی چیز کا موجود ہونا تو یہی معنے رکھتا ہے کہ اس جز کا مادہ موجود ہو - اور سائنس کا فقرہ باین معنے بہی صحیح ہے کہ نیستی ہستی کی علت یا نیستی ہستی کی خالق نہین ہوتی - اور نہ بالعکس - الا ہم کہتے ہین کہ باریتعالے جو ہمارا خالق ہے وہ بالکل ہستی ہے اور موجود ہے ہرگز ہرگز نیستی نہیں - وہ ہستی ہی اور یہہ کہ یہی ہستی کبھی طرح نیست نہین اسیواسطے اسکا پرکاش ہے ہم سائنس کا پہلا اصل تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہین کہ نیستی ہستی کا مادہ یا ہستی کا خالق نہین ہوتی - اور نیست مادہ یا نیست خالق کا پرکاش یا ظہور نہین ہوتا آدیہ کے وکیل نے صرف یہانتک دلیل کو بیان کرکے دلیل کے پورا کرنیسے سکوت کیا ہے - چونکہ دلیل کی اتنے مقدار سے کوئی نتیجہ یا مدعا ثابت نہیں ہوتا - اسواسطے خاکسار دلیل کو پورا کرتا ہے -

مادی دنیا کا وجود اور اسکا ظہور ہم دیکھتے ہیں اسواسطے ثابت ہوا کہ اسکا مادہ اور اسکی علت
ضرور موجود ہے۔ اور پدارتھ ودیا یا سائنس سے یہہ بھی ثابت ہے کہ مرکبات ایک حال
پر نہیں رہتے مرکبات میں ہمیشہ تبدل و تغیر ہوتا رہتا ہے۔ کبھی دو چیزیں باہم ایسے
طور پر ملتی ہیں کہ انکی اپنی پہلی خاصیت جو علیحدہ علیحدہ رہنے کی صورت میں تھی
باطل ہو جاتی ہے۔ اور نئی صفات کی تیسری چیز انسے پیدا ہو جاتی ہے۔ ہم عیان
دیکھتے ہیں کہ کوئلہ۔ شورہ۔ اور گندہک کی خاص ترکیب سے بارود بنگیا۔ جب اُسے
آگ لگائی تو بعد اسکے یکایک نیا جسم نرالی خاصیت کا پیدا ہوگیا۔ آکسیجن اور ہیڈروجن
کے خاص میل سے پانی بن گیا۔ کبھی آکسیجن اور نائٹروجن سے ہوا پیدا ہو گئی۔ نباتی
اغذیہ سے حیوانی اجزا بنے اور نباتی یا حیوانی یا دونوں قسم کے اجزا کے ملنے سے
انسانی اجزا بنگئے۔ انسان مرد کے جسم میں خاص حالت میں انہیں اغذیہ نباتیہ
یا حیوانیہ سے ایک اور قسم کے جانور پیدا ہوئے جنکو حیوانات منی کہتے ہیں (اگر
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ سے وہی حالت سمجھی جاوے تو نہایت قریب ہے) یا اُن
انسان پیدا ہو گیا۔ اور چونکہ ان اشیاء مرکبہ کو خاص قسم کی ہیئت اور خاص قسم کی
شکل عارض ہے۔ اور یہہ ترکیب اور باہمی بندش خالق کے سوا ممکن نہیں (یہہ امر یا خالق
کا ہونا آریہ کو مسلم ہے اور اسوقت ہمارا خطاب دہریہ سے نہیں۔) اسواسطے معلوم ہوا کہ مادی
دنیا جس سے ہوئی وہ ہستی ہے اور موجود ہے اور وہ ہستی اسکی خالق ہے اور یہہ بھی مادی
دنیا اس ہستی کی مخلوق ہے۔ مثلاً میں مخلوق ہوں۔ جس مادہ سے یہہ دنیا یا
میں مخلوق ہوا وہ بھی ایک مجموعہ اور مرکب ہے چند اور اشیاء کا جو اسکا مادہ ہیں اور
بعینہ ہمارے جیسی حالت احتیاج الی الخالق اور مخلوق ہونیکی اسکو بھی لاحق ہے

جیسے ہمکو یا جیسے ہم سے آئیندہ آنیوالی ہستی کو جو ہمارے اعمال و افعال یا تغیرات کا نتیجہ ہو گی۔ پس جب ہم اور ہمارے موجودہ دنیا مخلوق ہوئی۔ اور ہم سے آئیندہ آنیوالی دنیا یا آخرت موجود یا مخلوق ہو گی ایسے ہی ہم سے پہلی دنیا جسکا ہم نتیجہ ہین وہ مخلوق اور خدا کی بنائی ہوئی ہے۔ اور اس سے پہلے کی بھی اسیطرح مخلوق ہے علے ہذالقیاس ازل کی طرف یہی سلسلہ چلا جاتا ہے۔ اور باری تعالے ہمیشہ سے خالق اور ہمیشہ سے رازق اور ہمیشہ سے متکلم ہے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ رہیگا۔ اسکا کیا ثبوت ہے کہ کسی وقت یہہ مرکبات بالکل علیحدہ علیحدہ تھے اور انکا باہم میل جول نہ تھا۔ جیسا کہ آریہ صاحبان کا اعتقاد ہے؟۔ چونکہ پہلی اشیا ترکیب مین کبھی محض باطل اور مفقود ہو جاتی ہین اسواسطے یقین ہوتا ہے کہ ہزارون ہزار اشیا اسیطرح معدوم اور ہزارون ہزار نئی۔ جو پہلے موجود تھین پیدا ہوئین۔ اسیطرح ہزارون ہزار آئیندہ مفقود ہونگی۔ اور ہزارون ہزار نئی پیدا ہونگی۔ کبھی باری تعالے کی ذات پاک کو صفات سے تعطیل اور بیکاری نہو گی۔ اور نہ ہوئی جس دلیل سے یہہ دنیا مخلوق ہے۔ اسی دلیل سے جس چیز کا یہہ دنیا نتیجہ ہے وہ بھی مخلوق ہے۔ کبھی انحلال تام اور کلی تفریق ان اجزائے لایتجزی کی ہوئی ہے نہو گی۔ اس دلیل سے جو سائنس کی گواہی اور ہمارے مشاہدے سے ثابت ہے یہہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ مادہ انادی نہین۔ بلکہ مخلوق ہے اور اُس کا اُری ہول اُیشر ہے۔ طرہ یہہ ہے کہ تکذیب کے صفحہ ۷ سطر ۳ مین یہہ بات تکذب صاحب خود مان چکے ہین اور وہان مادہ کو خدا کا بنایا ہوا کہا ہے۔ جہان کہا ہے۔ اور مادہ وہ خدا کے قبضہ قدرت مین انادی زمانے سے موجود ہے۔ قدرت اور علم اور ارادہ قدیم سے ہے اور

بموجب قاعدہ قدیم خدا اسکا بنانے والا ہے"۔

مٹیر یا مادہ عالم کے قدیم یا غیر مخلوق ہونے کی چوتھی دلیل بھی کچھ کم حیرت انگیز نہین کیا تو اسلئے کہ مکذب نے آدم کے قصے مین قران کریم پر یہہ اعتراض کیا ہے۔ کہ "قران تکرار کر کے پسے کو پیستا ہے"۔ اور خود مکذب نے روح کے قدم کی دلیل کو یہان مکرر چہاپا ہے۔ اور کیا اسلئے کہ اس دلیل کا نتیجہ بطور سابقہ دلائل کے بیان کیا۔ اور کیا اس باعث سے کہ اس دلیل کے اخیر مین باری تعالے کو مادہ کا بنانے والا مانا ہے جیسے مذکور ہوا۔ اور کیا اسلئے کہ اسکے آخر پر روح کو چیتن اور زندہ کہہ جڑ دیا ہے جسکو مٹیر کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہین بلکہ اسکی بحث اس سے پہلے گذر چکی۔ اس چوتھی دلیل مین پہلے تو یہہ کہا ہے۔

(نمبر ۴) جسوقت بیان کیا جاتا ہے۔ دنیا کا پیدا کرنیوالا خدا ہے تو فی الفور سوال پیدا ہوتا ہے کہ کہان سے اور کس چیز سے۔ محمدی جواب دیتے ہین عدم سے بذریعہ قدرت خود کے بنایا"۔ انتہےٰ۔

مصدق۔ ناظرین غور کرین کہ محمدیون نے کہان یہہ جواب دیا؟ کیا انکے پاک قران مین ایسی بات ہے۔ کیا انکی حدیثون مین یہہ روایت ہوا ہے؟۔ کیا انکی آئمہ کا قول ہے؟۔ کیا انکے سلف یا صحابہ اور تابعین نے ایسا کہا؟۔ ہمارے کچھ تو جواب دین۔ ہان محمدیون کے قول کے یہہ معنے ہین اگر انہون نے کہا کہ یہہ مادہ موجودہ زمانہ سے پہلے ایسا نہ تہا جیسا اب ہے۔ بلکہ یہہ مادہ معدوم تہا موجود بھی نہ تہا۔ علاوہ برین مادہ کو معدوم محض بلحاظ وجود خارجی کے کہا ہے۔ والاسلام کا بچہ بچہ اور محمدیون کا مجلسی بھی جانتا ہے کہ موجودہ دنیا اور آئندہ آنیوالی اور

گذری ہوئی دنیا تمام اللہ تعالے کے علم مین موجود تہی - عدم محض کے تو یہہ معنے
ہین کہ کسیطرح کہین بہی اسکا وجود نہو - حالانکہ دنیا کا علمی وجود تہا - اور یہی
پس تکذیب براہین کا یہہ کہنا کہ محمدی جواب دیتے ہین - کہ دنیا عدم محض سے وجود مین
آئی - علی العموم صحیح ہوا بلکہ اتہام ہے - جو محمدیونپر لگایا گیا - جبکہ عدم مادہ کے یہہ معنے
ہوئے جو ہمنے بیان کئے - تو آپ کا سوال ہی اُٹہہ گیا اور محمدیون کا یہہ کہنا " اپنے
سے بنایا " اُسکے یہہ معنے ہین کہ اللہ تعالے ہی ہماری پیدایش کا باعث اور
ہمارا خالق ہے محمدیونکے اس کلام کے یہہ معنے نہین کہ مخلوق اللہ تعالے کا ٹکڑہ ہے
یا اللہ تعالے ہمارا جزو بدن ہے - یہہ آپکا خیال اور غلط گمان ہے - اسلامی گروہ
اس سے بالکل پاک ہے - اور آپکا فرمانا " مادہ خدا کے قبضۂ قدرت مین انادی زمانہ سے موجود
ہے " بے ریب تمام دنیا اور اسکا مادہ ازل سے ابد تک یعنے ہمیشہ سے ہمیشہ اسکے علم
اور قدرت مین ہے - اور رہیگا - مگر اس سے انادیت نہین نکلتی بلکہ ہم کہتے ہین جیسے
ہمیشہ سے وہ اللہ تعالے کی صفت علم اور قدرت مین ہے اور رہیگا - ایسا ہی
اسکی صفت خلق تحت بہی ہے اور رہیگا - اسلامی گروہ ہندی آریون کی طرح
نہین کہتا کہ مادہ عالم اور ارواح خدا تعالے کی صفت خلق سے باہر ہین - اور " چونکہ کوئی
جزو خود بخود نہ بن سکتی ہے اور نہ بنا سکتی ہے " - جیسے آپنی اپنی آخری دلیل مین کہا -
اسواسطے ثابت ہوا کہ مادہ بہی خود نہ بن سکا اور نہ مرکبات کو بنا سکا والحمد اللہ ثم
الحمد للہ ؛

صفحہ ۷۲ سے پہر تکذیب صاحب نے روح کی بحث شروع کی ہے - مجہے اس
قصہ سے اب سروکار نہین رہا - کیونکہ یہہ بحث کہ روح مفرد ہے ؟ یا مرکب بقدر ضرورت

گذر چکی ہے - اور مکذب نے ہی بجز ایک سنسکرت شلوک کے نقل کر دینے کے اپنی کوئی حکیمانہ بحث نہین کی - اور وید کا کلام جسے مکذب نے لکہا ہے - کہ "روح کو شستر کاٹ نہین سکتے - آگ جلا نہین سکتی - پانی بہگو نہین سکتا ہے - ہوا خشک نہین کر سکتی - وہ مفرد لطیف زندہ ہے" بالکل ایک دعوے ہے جو بے دلیل ہے - کیا ثبوت اس امر کا کہ روح ایسی چیز ہے جیسے وید نے بیان کیا ؟

مکذب - آیت شریف یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ پر جسقدر کلام کیا ہے اب اسے لیتا ہون ناظرین ذرا غور سے دیکہین -

مکذب - اب ناظرین پر یہہ امر ہویدا کرتا ہون کہ قران نے روح کی بابت کونسی نئی تعلیم فرمائی ہے - سورہ بنی اسرائیل یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ای محمد اگر تجہہ سے روح کی بابت سوال کرین - کہو مجمل جواب کہ خدا کا حکم یا حکمت - اس سے ہی ثابت ہے کہ روح انادی ہے - مگر سمجہنا آسان نہین تہا - اسواسطے خلقت کو حیرانی مین ڈالا - صریحًا ثابت ہے - کہ جب سے حاکم ہے تب سے حکم ہے - کیونکہ خدائے قدیم کا حکم و علم و ارادہ قدیم ہے - اور جب سے حکیم ہے تب سے حکمت ہے - بلکہ باہمی لازم و ملزوم ہین -

پہر مکذب نے بطور عادت قدیمہ کے کہا ہے - "جبکہ خود قران ہی اس معاملہ مین کم زبان ہے" وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا یعنے نہین علم دیا تمکو مگر تہوڑا - زیادہ اعتراض مت کرو اور مت پوچہو" -

پہر ایک جگہہ کہا ہے "قران قاصر البیان ہے" - پہر مرزا صاحب کو خطاب کر کے کہا ہے "تم حقیقت روح بیان کرو" - "اگر بدید نتوانند پسر تمام کنند" - پہر کہا - "سوا ہے اس آیت اور وہمی روایات کے اپنے سارے قران سے الخ" - غرض اس قسم کی بدتہذیبی سے کام لیا ہو کہ تمام عبارت کا نقل کرنا

ہی مجھے اسلئے پسند نہین کہ کہین نقل کفر کفر نباشد - کا مصداق نہو جاؤن -

مکذب صاحب ! - آپکو عربی دانی کا بڑا دعوےٰ اور قرآن کے سمجھنے کا بڑا ادعا کیا اسی مائیہ پر افتخار تہا ہے - کیا وید مقدس کو بہی اسیطرح سمجھا ؟ اگر وہ کچھ نہین آتا تہا تو اس آیت شریف کا ماقبل اور مابعد ہی دیکھہ لیا ہوتا ! - آریہ صاحبان سنو ! حیات دو قسم کی ہوتی ہے - ایک جسمانی اور دنیوی - اور دوسری روحانی اور اُخروی - پہلی قسم کی حیات حاصل کرنیکے سامان اگرچہ پدارتہہ مین اللہ تعالے نے رکہے ہین تو دوسرے قسم کے جیوۃ کے اسباب بہی بیتین وستو مین ضرور رکہے ہین - قرآن مین دونون محاورون کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے سنو - اول جسمانی حیات اور جسمانی زندگی کی نسبت فرمایا ہے

وَمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا -[1]

وَنَزَّلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنۡۢبَتۡنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الۡحَصِيۡدِ[2]

وَالنَّخۡلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلۡعٌ نَّضِيۡدٌ[3]

رِّزۡقًا لِّلۡعِبَادِ وَاَحۡيَيۡنَا بِهٖ بَلۡدَةً مَّيۡتًا كَذٰلِكَ الۡخُرُوۡجُ[4]

اور روحانی زندگی - دہرم اوکت حیاتی - ایمانی حیات اور دہرم جیون کے بارے مین فرمایا ہے -

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ لِمَا يُحۡيِيۡكُمۡ[5]

---

[1] - اوتارا اللہ نے بادلون سے پانی اور زندہ کیا اُسکے ساتہہ زمین کو اسکے مرنے کے پیچہے -
[2] - اوتارا ہمنے بادلون سے پانی برکت والا پہر لگائے ہمنے اسکے ساتہہ باغ اور اناج کاٹنے کے
[3] - اور کہجورین بلند جنکے خوشے تہ بہ تہ ہین -
[4] - رزق ہے بندون کے لیئے اور زندہ کیا ہمنے اسکے ساتہہ مردہ شہر کو اسیطرح نکلنا ہے (یعنی زمین سے پہر نکلنا ہے)
[5] - اے ایمان والو اللہ اور اسکے رسول کی بات سنو جب وہ تمہین اوس امر کی طرف بلاتا ہے جو تمہین زندگی بخشے -

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً
وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

جیسے جسمانی زندگی کیواسطے جسمانی روح کی ضرورت ہے۔ ویسے ہی ایمانی زندگی کے واسطے کسی ایمان سکھلانیوالی بلکہ ایمان دینے والی روح کی ضرورت ہے۔ اس ایمان دینے والی روح کا تذکرہ اس آیت شریف مین ہے جسپر مکذب نے محض نا سمجھنے سے اعتراض کیا ہے اصل یہہ ہے کہ اس آیت کے حقیقی معنے سمجھنے مین اکثر لوگون نے ٹھوکر کھائی ہے۔ مین ماقبل اور مابعد کی آیات ہی نقل کرتا ہون اور کلام الٰہی کی واقعی تفسیر خود کلام الٰہی کی رہنمائی سے کرتا ہون امید ہے کہ راستی کے بھوکے اور پیاسے حظ وافی اُٹھائین گے۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا

---

لـ۔ جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو ہم انکو پاکیزہ زندگی بخشین گے اور ہم انکو اجر دین گے انکے اچھے کامون کے عوض مین۔

۔ اور کہہ دے حق آگیا اور باطل دور ہوگیا یقیناً باطل دور ہونیوالا ہی تو تھا +

۔ اور ہم قرآن سے مومنون کے لیئے شفا اور رحمت اتارتے ہین اور ظالمون کو اس سے گھاٹا نصیب ہوتا ہے +

۔ اور جب ہم انسان پر فضل کرتے ہین منہ پھیر لیتا ہے اور اسی (مال) کی طرف ہو جاتا ہے اور جب اسکو دکھ پہنچتا ہے نا امید ہو جاتا ہے

۔ کہہ دے ہر ایک اپنی طرز پر عمل کرتا ہے تمہارا رب خوب جانتا ہے اوسکو جو سیدھی راہ پر ہے +

۔ اور تجھسے اس روح (قرآن) کی بابت پوچھتے ہین۔ کہہ دے یہہ روح میرے رب کا امر ہے۔ اور تم اسے سوا علم کچھ نہین سمجھتے نہین +

ولئن شئنا لنذهبن بالذي أوحينا إليك ثم لا تجد لك به علينا وكيلا

إلا رحمة من ربك إن فضله كان عليك كبيرا۔

قل لئن اجتمعت الإنس والجن على أن يأتوا بمثل هذا القرآن لا يأتون بمثله

ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا۔

ولقد صرفنا في هذا القرآن من كل مثل فأبى أكثر الناس إلا كفورا

اب اس امر کے اثبات کے لئے کہ روح سے مراد وہی کلام الٰہی ہے جس سے ایمان مردہ لوگ حیات ابدی پاتے ہین۔ اور جو ہم نے مراد و معنے لئے ہین وہی حق اور منشائے فرقان مجید کے مطابق ہے خود قران کریم سے مؤید آیات نقل کرتے اور اس محاورے کو واضح کرتے ہین۔ سنو۔

وكذلك أوحينا إليك روحا من أمرنا ما كنت تدري ما الكتاب ولا الإيمان

ولكن جعلناه نورا نهدي به من نشاء من عبادنا وإنك لتهدي إلى صراط مستقيم

أتى أمر الله فلا تستعجلوه سبحانه وتعالى عما يشركون ينزل الملائكة بالروح من

أمره على من يشاء من عباده أن أنذروا أنه لا إله إلا أنا فاتقون

رفيع الدرجات ذو العرش يلقي الروح من أمره على من يشاء من عباده لينذر يوم التلاق

---

لہ- اور اگر ہم چاہتے یہ کلام جو تجھ کو وحی کیا ہے لے جاتے پھر تجھے ہم سے لینے کے لئے کوئی وکیل نہ ملتا سوا تیرے رب کی رحمت کے یقیناً اوسکا فضل تجھ پر بڑا ہے۔

لہ- کہہ کہ اگر جن و انس اسپر متفق ہو جاوین کہ اس قران کی مانند لاوین تو ہرگز نہ لا سکین گے گو وہ ایک دوسرے کے مددگار ہو جاوین۔

لہ- ہمنے اس قران مین ہر مثال مختلف طرزون مین بیان کی ہے۔ پر اکثر لوگون نے کافر نعمتی سے انکار کیا۔

لہ- اور ایسا ہی ہمنے تیری طرف اپنے امر سے روح بھیجی ہے۔ تو نہ تو کتاب ہی سمجھتا تھا۔ اور نہ ایمان پر ہم نے اسے نور بنایا ہے اس سے جسکو چاہتے ہین اپنے بندون مین سے ہدایت دیتے ہین۔ اور یقیناً تو سیدھی راہ کیطرف ہدایت کرتا ہے ۞ لہ- اللہ کا امر آگیا اب جلدی تو نہ کرو وہ منزہ و برتر اس سے ہے کہ شرک کرتے ہین۔ فرشتون کو روح دیکر اپنے حکم سے جن بندون پر چاہے اتارتا ہے کہ ڈر سناؤ کہ میرے سوا کوئی معبود نہین پھر مجھ ہی سے ڈرو ۞ لہ- بلند درجون والا صاحب تخت بھیجتا ہے امر سے جس بندے پر چاہتا ہے روح ڈالتا ہے تو کہ وہ ملاقات (قیامت) کے دن سے ڈراوے ۞

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ

فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ روح کلام الٰہی ہی کا نام ہے جسپر عمل کرنے سے مونے اور مردہ بے ایمان زندہ ہوتے ہین۔ بلکہ قران نے۔ انبیا اور ملائکہ کو بھی روح فرمایا ہے کیونکہ وہ بہی اسی زندگی کے باعث ہیں جسے ایمان کہتے ہین۔

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗٓ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ۔

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔

ان آیات سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ روح کی حقیت کو قران نے کیسے بیان کیا ہے!۔ یہہ محاورہ روح کی نسبت اگرچہ مین نے قران سے ثابت کردیا ہے آو آفتاب کے سامنے کسی ستارہ کی حاجت ہنین۔ مگر مزید تذکرہ کیواسطے کتب سابقہ بہی بیان کرتا ہون۔ پہر جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے مین تمہارے لئیے باپ کیطرف سے بہیجون گا۔ یعنی روح حق جو باپ سے نکلتی آوے تو وہ میرے گواہی دے گا"۔ یوحنا ۱۵ باب ۲۶۔ لکن جب وہ یعنے روح حق آوی تو وہ تمہین سچائی کی راہ بتا دیگی"۔ یوحنا ۱۶۔ باب ۱۳۔ اُس لیئے

---

ف۱۔ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکہتے ہین تو انہین نہ دیکہیگا کہ وہ ایسے لوگون کو دوست رکہتے ہون جو جنگ کرتے ہین اللہ اور اس کے رسول سے خواہ وہ اُنکے باپ یا بیٹے یا بہائی یا قبیلہ ہی کیون نہون۔ یہہ وہ لوگ ہین جن کے دلوںین مین لکہہ دیا ہے اور اُنہین اپنی روح سے قوت دی ہے اور اُنہین بہشتون مین داخل کریگا۔

ف۲۔ اسکے سوا ہین کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کا بہیجا ہوا اور اُس کا مخلوق ہے جو مریم کی طرف ڈالا گیا اور اس کی روح ہے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسولون پر۔ سورۃ النسا۔ سیپارہ ۶۔ رکوع ۲۳

ف۳۔ اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کہلی دلیلین دین اور روح پاک سے اُس کو قوت دی۔ سورہ بقر۔ سیپارہ ۱۔ رکوع ۱۱۔

تم سے کہتا ہون لوگونکا ہر طرح کا گناہ اور کفر معاف کیا جاوے گا مگر وہ کفر جو روح کے حق مین
ہو لوگون کو معاف نہوگا" متی ۱۲ باب ۳۱ -

اور نیکی کو زندگی اور بدکاری کو موت کہنے کا محاورہ تو اسقدر ہے جس سے معلوم ہوتا
ہے کہ عندالشرع یہی حقیقی معنے ہین - مگر مین اب اس قصہ مین زیادہ طوالت
لاحاصل جانتا ہون +

یسئلونک عن الروح - مین اگر یہ پوچھا جاوے کہ یہہ سوال عیسائیون اور یہودیون
نے کیون کیا ہ - تو وجہ ظاہر ہے - یوحنا کی انجیل مین جیسے سابق گزر چکا اس روح
کی آمد کی خبر تہی اور بہت لوگون کا خیال تہا پس حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے سوال
کیا گیا کہ قران کریم جسے تو نے بار ہا روح کہا ہے کس کی تصنیف ہے تو خود قران
کریم نے اسکا یون جواب دیا کہ یہہ قران اللہ تعالے کا امر اور اسکا حکم اور اسکا کلام ہے
اور جو کہا وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اسکے مخاطب وہی سائل ہین جنکو بہت
ادلہ سے ثابت کر دیا گیا تہا کہ قران کریم خدا کا کلام ہے +

روح کی نسبت یہود کا سوال ہے یا عیسائیون یا دونون کا یا مان لیتے ہین کسے
ایسے دیانندیون کے ہمخیال کا سوال ہے جو انسانی روح کے غیر مخلوق - قدیم - انادی
ہونیکا معتقد تہا کسی کا سوال ہو کسیطرح کا سوال ہو ایسا وسیع جواب قران کریم نے دیا ہے
کہ سب کا حاوی ہے - اور جواب بندہ کی بے علمی - یا قلت علم کا یہان ذکر نہین - بلکہ مخاطبین
کی بے علمی کا ذکر ہے جو باوجود دلائل واضح اور حجتہاے قاطع کے سر تسلیم جہکانا پسند
نکرتے تہے -

سیدنا حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کے دشمن اور عدو مبین شیطان لعین کا

قصہ اور اس قصہ پر آریہ بلکہ دیانندی پنتھ کے اعتراضات

مکذب براہین نے آدم کے قصہ کو کچھ قرآن سے اور کچھ کہیں اندرمن مرادآبادی

کی تصانیف سے نقل کر کے اسلام پر اعتراضات ذیل بیان کئے ہیں۔ دیکھو تکذیب صفحہ نمبر

## دیکھو تکذیب صفحہ نمبر ۳۲

پہلا اعتراض محمدیونیر۔ خدائے محمدیان بعلم اور نافہم اور مکار اور دہوکہ باز اور فریبی بلکہ جیلہ پرداز ہے

کیونکہ

**اول**۔ فرشتون سے آدم کے پیدا کرنے مین مشورہ لینا صلاح پوچھنا۔ ضرور بے علمی کا ثبوت ہے اور جو اپنی عقل نہیں رکھتا اور لوگون کی صلاح برتتا ہے وہ کسی طرح خدائی کے لایق نہین

**دوم**۔ فرشتون نے معقول اور فاضلانہ جواب دیا۔ آدم کی چال چلن اور برائیون سے فرشتون نے خدا کو آگاہ کیا۔ مگر اُس نے ہٹ کی۔ اسواسطے نافہم ہے۔ کیونکہ وہی ظہور پذیر ہوا جو فرشتون نے کہا تھا۔

**سوم**۔ فرشتون سے مکر کیا۔ جب فرشتون نے خدا کو شرمندہ کیا اور کہا ہم تیری حمد اور تقدیس کرتے ہین۔ کیا خون اور فساد کرنے والے آدم کو تو باستثنا سے ہمارے اپنا نائب کریگا۔ تب خدا نے پوشیدہ آدم کو مخلوقات کے نام سکہلائے اور پہر پارلیمنٹ یعنے فرشتونکو کہا۔ اگر تم بزرگ ہو اور اپنی عقل پہ فخر کرتے ہو تو تمام مخلوقات کے نام بتلاؤ۔ اِس سوال کا جواب فرشتون سے نہ بن آیا تب خدا نے اپنے پالتو طوطے کو کہا کہ اسے آدم بتادے ان کو نام اُنکے۔ تب آدم نے بتا دئے۔ خدا نے صریحا و توضیحا مکر کیا فریب کیا دہوکا دیا۔ داؤ کھیلا۔ پس خدا انہین صفات سے موصوف ہے۔

دوسرا- اعتراض- شیطان کی پیدایش خدا کے ارادہ سے نہین ہوئی بلکہ اُسکے احاطۂ اقتدار
سے باہر ہے یا اُسکی مرضی کے برخلاف اگر ارادہ اور قدرت سے باہر نہ ہوتے تو شیطان کو اپنے
مقربین ملائک کا معلم نہ بناتا اور جب عمدہ شیطانیت کی تعلیم دیچکا تو اوسوقت گنبہ کرن
کی نیند سے خدای محمدیان بیدار ہوئے-

تیسرا- اعتراض- قرانی خدا عالم الغیب بھی نہین- اگر عقل رکھتا اور حور و غلمان کی
محبت سے آزاد ہوتا وقت پر یا وقت سے آگے سوچتا- مگر وہ تو محمد شاہ رنگیلے یا واجد علی شاہ
کی طرح زنانچہ محل مین بیٹھا ہوا تھا- والا شیطان سے سجدہ کرنے کی بابت پوچھ کر شرمندہ
ہوتا- چو دانی و پرسی سوالت خطا است-

چوتھا- اعتراض- خدائے محمدیان علم مباحثہ سے ناواقف اور ساتھہ ہی زود رنج ہے اور
تعصب والا جو اُسے معقول جواب دے اُسپر لعن طعن کرتا ہے- فرشتے کاٹ کے تیلے غیر اللہ کو سجدہ
کرکے ہے کافر ہوئے اور شیطان نے سمجھا مخلوق کو سجدہ کفر ہے یہ مست کھڑا رہا- جب خدا نے
وجہ پوچھی تو عمدہ وجہ بیان کی- خدا نے کہا آدم کو مخلوق کے نام آتے سبب بزرگی ہے-
شیطان نے کہا مجھے تیری عشق سے خدا نے کہا آدم خاکی ہے اور خاک پاک شیطان
نے کہا وہ عرض کثیف ہے- مین جوہر لطیف ہون خدا نے کہا اسکو مین نے دونون
ہاتھون سے بنایا ہے شیطان نے کہا مجھے تو نے قدرت سے- بناوٹ ہی قدرتی
عمدہ ہے- خدا نے کہا کہ تو عزت والا ہے یا متکبر شیطان نے کہا بسبب علم و حکمت کے
والا ہون خدا نے کہا جا چلا جا- یہان سرکشی مت کر

پانچوان اعتراض- شیطان خدا سے زورآور بھی ہے کیونکہ خدا شیطان کو گالیان
دیتا ہے اور لعنتین کرتا اور شیطان کا بال بیکا نہین ہوتا-

شیطان کا قول ہے - ای ذرا تو مباحثہ مین بند ہوگیا جواب سے در ماندہ ہوا - اب
روتا اور گالیان دیتا ہے اپنی حرمت کھوتا ہے - چونکہ یہہ تیرا مکان ہے اسلئے کچہ جواب
دفعہ ہہ ہہ ہہ تعزیرات ہند مداخلت بیجا نہین کرتا -

پہر مکذب نے شیطان کے مقدمہ کا قطعی فیصلہ دیا ہے اور اسمین اخیر روبکاریون
لکہی ہے -

بقول محمدیان شیطان شیطان نے خدا کا دیدار بہی دیکہا خدا سے باتین بہی کرتا
رہا - فرشتون کا معلم اول بہی تہا باوجود اسقدر سواے خدا کے اور کسی کو نہین مانتا
تہا گویا چہوٹا یا صوفی مذہب عالم اجل ہونا اسکا محتاج بیان نہین - فضیلت مین اسکے
ہم پلہ کوئی ملائک یا انسان نہین - پہر مجیب الدعوات (ایوب کی کتاب) اور برارندہ
حاجات - پیران آدم کو اسکا ممنون ہونا چاہیئے کیونکہ وہی باعث ایجاد اولاد
آدم ہوا - اگر وہ آدم کو دانہ گندم نہ کہلاتا - انکو اس عالم مین کون لاتا -
جب آدم اور اولاد آدم کو شیطان نے بہکایا تو پہر شیطان کو کس نے بہکایا اور خدا سے
مقابلہ کرایا -

پہر مکذب نے کہا ہے کہ قابل غور دو امر ہین -

اول - پرمیشور دانائی کل ہے یا نہین - دوم - کسی مخلوق کو سجدہ کرنا کفر ہے یا نہین
اے مومنو! سخت حیرت کا مقام اور قابل الزام کلام ہے کہ خداوند پاک کفر کا حکم دے
اور جو اسکے کفر کا حکم نہ مانے اسے مطعون ٹہرادے -

مکذب نے پہر کہا ہے -

عام محمدیون کا عقیدہ ہے کہ خدا سے خیر اور شیطان سے شر آفریدہ ہے - یعنے خیر کا

خالق رحمن اور شر کا خالق شیطان ہے - ثبوت -

اِنَّمَا یُرِیدُ الشَّیطٰنُ اَن یُّوقِعَ بَینَکُمُ العَدَاوَۃَ وَالبَغضَآءَ فِی الخَمرِ وَالمَیسِرِ وَیَصُدَّکُم عَن ذِکرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَل اَنتُم مُّنتَھُونَ

اَلَم اَعھَد اِلَیکُم یٰبَنِی اٰدَمَ اَلَّا تَعبُدُوا الشَّیطٰنَ اِنَّہٗ لَکُم عَدُوٌّ مُّبِینٌ - وَلَقَد اَضَلَّ مِنکُم جِبِلًّا کَثِیرًا اَفَلَم تَکُونُوا تَعقِلُونَ

کیا ممکن ہے - نادان بے وقوف کے پوبارہ اور دانا حق پرست پشیمانی اٹھاوے - قران مین خدائی محمد یا ان شیطان سے مقابلہ کرنے مین ترسان ہے یہہ اس کلام کا اختصار ہے جسکو مکذب براہین نے صفحہ ۳۲ سے ۴۷ تک لکھا ہے -

مصدق - سُبحَانَکَ لَا عِلمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمتَنَا اِنَّکَ اَنتَ العَلِیمُ الحَکِیمُ

چونکہ تہذیب مین آدم کے قصہ پر مکذب براہین نے خاص قسم کی تہذیب کو دکھایا ہے اسواسطے میری راستی پسند طبیعت کا منشاء ہے کہ اس قصہ کو جہانتک قران کریم اور احادیث صحیحہ اور تاریخ معتبرہ سے پتہ لگ سکتا ہے - بیان کرون اور دکھاؤن کہ یہہ قوم جو اپنے تئین آریہ کہتی ہے کسقدر راستی کی حامی ہے ! مین پہلے بیان کرچکا ہون کہ بھلون اور برون کا ہمیشہ مقابلہ ہوتا رہا اور انجام کار کامیابی اور فتحمندی کا تاج راستبازون کے سرپر رکھا گیا -

سعیدون کے ایک مورث اعلے سنعیار کا قصہ قرآن کریم نے مکرر عبرت کے لئے بیان کرکے مشاہدہ کرایا ہے کہ ہمیشہ برے بھلون پر حملہ آور ہوتے رہے - مگر

مگر انجام کار بہلون ہی کی فتحیابی ہوتی رہی اور اشقیا ہمیشہ شقاوت کا نتیجہ پاتے رہے
اس سعید کا نام آدم علیہ السلام تہا - اسکا مورث اعلے ہونا یہود کو توریت سے
اور عیسائیون کو نیو ٹسٹمنٹ سے ظاہر ہے - عرب کے لوگون کو اپنی قومی اور ملکی
روایت اور یہود اور عیسائیون کے قرب سے یہہ قصہ معلوم تہا اور غالب عمرانات کے لوگ
آدم علیہ السلام کے اس دشمن کی بدحالت سے واقف تہے اور ظاہر ہے کہ تمثیل
سے بہتر اور نتائج کے دکہانے سے زیادہ کوئی عمدہ ذریعہ روحانی اور اخلاقی
تعلیم کے لئے نہین ہوسکتا - باریتعالے نے ایک خاص ملک اور ایک خاص زمین
مین آدم علیہ السلام کا پیدا کرنا چاہا اور قبل اسکے کہ اللہ تعالے آدم کو خلیفہ اور امام
اور دینی دنیوی بادشاہ بناوے اس ملک کے دیوتا اور سردار یعنی ملائکہ کو الہاماً آگاہ فرمایا کہ مین اس زمین
مین ایک خلیفہ بنانیوالا ہون ٭٭ - غور کرو اس سے پہلی آیۃ مین جو معترض نے آدم کے قصہ مین لکہی ہے

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (۱)

---

٭٭ نوٹ - تاریخ ہمین بتاتی ہے کہ جب اشرار کی فتنہ پرداز حرکات حد سے بڑہ گئین - اور اخیار کو امن کی جگہہ ملنی اُن کے
ہاتہون دشوار ہوگئی - باریتعالے کی قاہر تقدیر نے اُن اخیار مین سے جو انتظام ملکی اور سیاست مدن مین اقران و امثال کی نسبت
امتیاز رکہتا تہا اُسے چن لیا - اُس نے اپنی تدابیر کی خوبی سے اُنہی اُنکے کارون کو مجموعی اور قومی ہیئت مین لا کر ضعفا اور
حق کا استیصال کیا - بنی اسرائیل کی برگزیدہ مگر اسوقت شکستہ حال جماعت کو جو سفاک دشمنون کے نرغے مین گہرے ہوئے
تہے حضرت یسعیا نبی بشارت دیتے ہین کہ بہت جلد ایک جوان عورت ایک بچہ جننے والی ہے جو درماندہ قوم کا نجات
دینے والا ہوگا - اسی طرح اللہ تعالے نے ارض شام کے صلحا اور عارفین کو (بحسب اختلاف السنہ اُنہین اسر کہو - دیوتا
کہو - ملائکہ سے تعبیر کرو) الہاماً خوشخبری دی کہ مین ایک ایسا آدمی معبوث کیا چاہتا ہون جو علاوہ صلاح و تقوی کی صفت
کے امور دینوی کی باگ ہاتہہ مین لینے کی صلاحیت بہی رکہتا ہو - وہ سادہ اور پاک لوگ جو جفاکار اشرار کے دست تعدی
سے تنگ آئے ہوئے تہے اپنے پہلے تجربہ کی بنا پر جو وہ ظالمون کی نسبت کر چکے تہے بولے وہ بہی کوئی ایسا ہی خونریز
بے رحم ہوگا - جیسے عملی نمونے آگے موجود ہین - اللہ تعالے نے پہر جیسا سیاق کلام سے مفہوم ہوتا ہے اُس شخص کا نشان
اُنہین دیا - اُن ملائکہ کو اسکی صفات و حالات کی تحقیقات کے بعد پوری تسلی ہوگئی اور اسکے محاسن کو دیکہکر وہ دنگ
ہوگئے - مصحح ٭

(۱) - جب کہا تیرے رب نے ملائکہ کو کہ مین اس سرزمین مین ایک خلیفہ بنایا چاہتا ہون -

الارض کا الف اور لام اگرچہ عموم اور استغراق کے معنے بہی دیتا ہے۔ مگر خصوصیت کے معنے بہی دیتا ہے۔ ہر دو معنے اپنے اپنے موقع پر لئے جاتے ہین۔ یہان آدم علیہ السلام کی ایک جگہہ سے نکالے جانے اور دوسری جگہہ چلا جانے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جہان آدم علیہ السلام خلیفہ بنائے گئے تہے۔ وہ ایک خاص ملک تہا اور جہان آدم بہیجے یا روانہ کئے گئے وہ اور ملک تہا اسلئے یہان الف لام تخصیص کے معنے رکہتا ہے۔ اور لفظ خلیفہ اور الارض کے معنے معلوم کرنے کے واسطے آیۃ ذیل کو پڑہنا چاہئے۔

یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق

اس آیۃ مین لفظ خلیفہ اور لفظ الارض سے اچہی طرح واضح ہو سکتا ہے کہ الف و لام خصوصیت کے معنے دیتا ہے اور آگے چلکر لفظ جنت کی تحقیق مین ہم اور زیادہ تفصیل کرینگے تفاسیر مین لکہا ہے۔

فہم من الخلیفۃ انہ الذی یفصل بین الناس۔ ما یقع بینہم من المظالم ویرد عن المحارم والماثم۔ قرطبی۔ ابن کثیر

صحیح انہ انما سمی خلیفۃ لانہ خلیفۃ اللہ فی ارضہ لاقامتہ حدودہ وتنفیذ قضایاہ۔ فتح البیان

ملہ۔ اے داؤد ہم نے تجہکو اس زمین مین خلیفہ بنایا سو تو لوگون مین حق حق فیصلہ دیا کیجو۔
ملہ۔ لفظ خلیفہ سے یہہ سمجہا ہے کہ اسکا کام یہہ ہوتا ہے کہ وہ لوگون کے تنازعات باہمی کو فیصل کرے۔ اور نامردی امور سے انہین باز رکہے۔ قرطبی۔ ابن کثیر
ملہ۔ اور صحیح یہہ ہے کہ اسے خلیفہ اسلئے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کا خلیفہ بنکر اس کی زمین مین حدود کو قائم کرتا اور اسکے احکامات کو جاری کرتا ہے۔ فتح البیان

الخلیفۃ ھو من یخلف غیرہ والمعنی خلیفۃ منکم لانھم کانوا سکان الارض

او خلیفۃ اللہ فی ارضہ وکذلک کل نبی - نحو یا داؤد وانا جعلناک خلیفۃ

فی الارض - تفسیر مدارک - غرض اس نے ہین کہ تمام مقدس فرشتون کی مقدس

گروہ نے آدم علیہ السلام سے پہلی قومون کی بدطواری اور کافرون - دشٹون دیسیون

شیطانون اور آسرون کے بُری کام اور بدچلنی دیکھی ہوئی تھی عالم الغیب تو

مجرد ذات پاک باری تعالی کے کوئی بہی نہین الا من شاء اللہ نہ انبیا نہ اولیا

وہ ملائکہ بہی ایسے ہی محدود العلم - محدود التجربہ مخلوق تہے - اپنی کم علمی اور غیب نہ جاننے

کے باعث اور کچھ خلیفہ کے لفظ سے جسکے معنے نائب اور قایم مقام کے ہین غلطی

سے سمجھ بیٹھے کہ یہہ آدم بہی آدم سے پہلی قومون کی طرح فساد - قتل - اور سفک دما

نہ کرے - اِس آدم کی واقعی نیکی اور نیک چلنی کا انکو علم نہ تھا - اسلئے باری تعالے

کی معلے بارگاہ مین عرض کیا -

اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا وَیَسۡفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِکَ

وَنُقَدِّسُ لَکَ -

بزرگون - دیوتاؤن کا کام تو یہی تسبیحات اور تحمید الٰہی اور باری تعالےٰ کی

عبادت ہوتی ہے - اور بس - وہ بیچارے اللہ تعالے کے علم و حکمت اور اُس کے

کامون کے اسرار سے کیا واقف کہ فقط لسانی تحمید و تقدیس سے دنیوی انتظام

---

لہ - خلیفہ اسے کہتے ہین جو کسی کا قائمقام ہو - آیت کے معنے یہہ ہین کہ وہ تم مین کا خلیفہ ہے - کیونکہ وہ لوگ زمین کے باشندے تہے - اور یہہ معنے بہی ہو سکتے ہین - کہ وہ اللہ کا خلیفہ ہے اس کی زمین مین ہوا اور اسی طرح ہر نبی اسکا خلیفہ ہے - مثلاً اے داؤد ہمنے تجھے اِس زمین مین خلیفہ بنایا - تفسیر مدارک -

ٹلہ - پہلے ہی سے فتنہ و فساد کی رو ین اور شر کے طوفان تہوڑے چل رہے ہین - یہہ بہی تو کوئی ازاین قبیل ہی ہو گا - تیرا جلال ظاہر کرنے کو ہم بہی آخر ہین ہی -

دینی کام اس ادنا پائدار کے نہین چلتے - میرا یہہ کہنا کہ آدم سے پہلے اور قومین دنیا مین
آباد نہین - اول تو قران کریم کی اس آیت سے ظاہر ہے بلکہ مکذب نے بہی اس امر
کو تکذیب مین تسلیم کیا ہے -

فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ

اور لفظ مِن کے معنے بعض کے ہوتے ہین اور کَانَ ماضی کا صیغہ ہے - اور اخبار الدول
اور آثار الاول کی چوتہی فصل مین لکہا ہے -

روی مجاہد رح - عن ابن عباس رضی اللہ عنہ - قال کان فی الارض قبل الجن خلق
یقال لہم الجنّ - و البنّ - و الطمّ - و الرمّ و انقرضوا و ذکر غیرہ ان اول من
سکن الارض امۃ یقال لہم الجنّ و البنّ ثم سکنہا الجنّ قاموا یعبدون اللہ زمانا
فطال علیہم الامد ففسدوا فارسل اللہ الیہم نبیًّا منہم **لقولہ تعالی**
یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِنْکُمْ وَقِیْلَ ملکا منذرًا یقال لہ
یوسف فلم یطیعوہ و قتلوا فارسل اللہ علیہم الملائکۃ فاجلتہم
الی البحار اور تفسیر فتح البیان مین لکہا ہے -

سکنت الجنّ فی الارض فبعث الیہم طائفۃ من الملائکۃ فطردوہم الی البحار

ان سب نے سکی طاعت کی مگر ابلیس نے ابا کیا اور گردنکشی کی اور کافرون مین سے ایک وہ بہی ہوگیا -
مجاہد ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ جن سے پہلے یہان زمین پر ایک لوگ رہتے تہے جنہین جنّ - بنّ - طمّ -
رمّ کہتے تہے اور وہ سب ناپید ہوگئے - اور ایک شخص کا قول ہے کہ زمین کے پہلے باشندے ایک قوم تہی جنہین
جن اور بن کہتے تہے - پہر اس پر جن آباد ہوئے - کچہہ دنون تو اللہ تعالے کے فرمانبردار بندے بنے رہے پہر
لگے شرارتین کرنے تو اللہ تعالے نے انہی مین سے انکی طرف ایک نبی بہیجا - چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے اے گروہ
جن و انس کیا تم مین سے تمہاری طرف رسول نہین آئے ہ - کہتے ہین ڈرانے والا بادشاہ اس کا
نام یوسف - انہون نے اسکا کہنا نہ مانا اور اسے لڑنے کو کہڑے ہوئے - تب اللہ تعالے نے انپر فرشتون کو بہیجا - انہون نے
ان باغیون کو سمندر کی طرف نکال دیا -
جنون نے زمین مین فساد برپا کیا اللہ تعالے نے انپر ملائکہ کو بہیجا وہ انہین پہاڑون اور سمندر کی طرف ہنکا کر
انکی جگہہ آباد ہوگئے -

ورؤس الجبال واقاموا مکانھم - فتح البیان

اسکن الجن فی الارض فمکثوا فیھا دھراً طویلاً ثم ظھر فیھم الحسد والبغی

فافسدوا فیھا فبعث اللہ تعالیٰ علیھم جنداً من الملائکۃ یقال لہ الجزو ھم

خزان الجنان اشتق لھم اسم من الجنۃ رأسھم ابلیس وکان رئیسھم

تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی -

وعن مجاھد عن عبد اللہ بن عمرو کان الجن بنو الجان فی الارض قبل ان یخلق

آدم بالفی سنۃ ۲۰۰۰ فافسدوا فی الارض و یسفکوا الدماء فبعث اللہ جنداً من

الملائکۃ فضربوھم حتی الحقوا بجزائر البحور - ۱۲ - ابن کثیر -

ان عبارات سے صاف واضح ہوتا ہے جیسے ہمیشہ فاتح لوگ قلب ملک پر قابض ہو جاتے ہین - ایسے ہی ملائکہ اور وہ دیوتا جنکے سامنے یا جنپر آدم علیہ السلام خلیفہ بنائے گئے شیاطین پر فاتح تھے - اور شیاطین ذلیل اور خوار ہوکر دور دور بلاد مین بھاگ گئے - اور امام الائمہ حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے جیسے تفسیر کبیر مین لکھا ہے - ان آدم علیہ السلام سے پہلے ہزار در ہزار آدم گذر چکے ہین - حضرت شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ فتوحات مکیہ کے باب حدوث الدنیا مین فرماتے ہین - "مین ایک دفعہ کعبہ کا طواف کرتا تھا - مجھے کچھ لوگ طواف کرتے ملے - انکی حالت سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ کوئی روحانی گروہ ہے" فقلت لواحد منھم من انتم فقال

نحن من اجدادک الاول فقلت کم لکم من الزمان والمدۃ فقال بضع اربعون

الف سنۃ فقلت لیس لآدم قریب من تلک السنین

فقال عن ای آدم تقول عن ھذا الاقرب الیک او غیرہ فتفکرت فتذکرت حدیثا

من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلق قبل ادم المعلوم عندنا مائتہ

الف ادم۔

شیخ صاحب کہتے ہین۔ مین عالم کشف مین حضرت ادریس نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے

ملا۔ اور اس کشف کی صحت پر سوال کیا۔

فقال ادریس صدق الخبر وصدق شہودک ومکاشفتک

جب ملائکہ۔ دیوتا نے اپنے اس غلط قیاس کے باعث وہ عرض کی جسکا ذکر آئیت

اتجعل فیہا من یفسد فیہا مین گذرا تب باریتعالے نے ملائکہ کو فرمایا

انی اعلم ما لا تعلمون

اللہ تعالے علیم وخبیر کی غیب دانی پر غور کرو کیسی غیب دانی ہے۔ اور وہ پاک

ذات اپنے علم کے ساتھہ کیسا محیط الکل ہے۔ کسی تاریخ سے قران کی کسی آیت سے

معلوم نہین ہوتا کہ آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے کسی قسم کا فساد فی الارض یا سفک

دما ہوا ہو۔ ملائکہ کا اعتراض حضرت آدم پہ تہا۔ اور اعتراض بہی یہ کہ فساد فی الارض

و سفک دما اُس سے سرزد ہوگا۔ مگر حضرت آدم ان عیوب سے پاک اور بری نکلے۔ اگر

حضرت آدم کی اولاد مین سے کوئی شخص اُنکی طرز پر نہ چلا تو اُسکے جرم سے حضرت

قصوروار نہین ہو سکتے اولاد کے گناہ سے باپ کو بدنام کرنا اور بیٹے کے قصور پر

باپ کو ملامت کے قابل بنانا بے انصافی ہے۔ باپ کی کرتوت سے بیٹا بدنام ہو تو ہو

انہوں نے ان مین کے ایک سے کہا آپ کون لوگ ہین اُسنے کہا ہم تیرے پہلے باپ دادون سے ہین مینے کہا تمہین کتنا عرصہ ہوا۔ کہا قریب پچاس ہزار سال کے۔ مینے کہا اس ہمارے آدم کو تو اتنے برس نہین ہوئے اُس نے کہا تو کس آدم کی بابت کہتا ہے ہمارے باپ قریبی آدم کی بابت یا کسی اور کی بابت مین سوچ مین پڑ گیا اتنے مین مجھے ایک حدیث یاد آگئی کہ اللہ تعالے نے ہمارے اس معلوم آدم سے پہلے لاکھ آدم پیدا کئے۔

مگر بالعکس بالکل غلط ہے - ہان حضرت آدم - شیطان کی ناراستی اور قسم پر دہوکا

کہا جاتے تو ممکن تھا - کیونکہ نیکون کے نیک گمان ہوتے ہین - نیک آدمی زبردستون

کی باتون پر اپنے نیک گمان کے سبب غلطی کہا سکتے ہین - شیطان نے تو حضرت

آدم سے قسم کہائی تہی - جیسے آیت ذیل سے ظاہر ہے -

وقاسمهما انی لکما من الناصحین - فدلیهما بغرور -

مگر حضرت آدم نے شیطان کے کہنے پر عمل نہین کیا اور نہ شیطان کے دہوکے مین

آئے ہان جب آدم درخت ممنوع کی ممانعت بہول گئے - جیسے عنقریب آتا ہے اور اس

درخت کو استعمال کر چکے تو اس نسیان اور عدم حزم اور عدم احتیاط کے باعث اس

ملک کے قیام سے روکے گئے جہان مقیم تھے -

اهبطوا منها جميعا -

یہہ حکم اللہ تعالے کے فضل کا نشان تہا حضرت آدم غالباً ہند بلکہ سراندیپ مین

چلے آئے جیسے جابر - ابن عمر سیدنا علی اور جماعت صحابہ اور تابعین اور من بعدہم

سے مروی ہے - کیونکہ جس مکان پر کسی سے غلطی ہوتی ہے وہ منحوس جگہہ اس

قابل نہین ہوتی کہ محتاط لوگ وہان رہین - علاوہ برین ایسے مکان سے ہجرت

کرنا آئندہ کے واسطے ہشیار اور خبردار بنا دیتا ہے ہان جب اپنشدہائے بید ملائکہ یعنی

دیوتا ملزم ہوسکتے ہین کیونکہ - سُر (یعنے فرشتے) با اسر کہ شیاطین باشندہ لے جنگ کردن بعد گر

جمع میشوند" (اپنشد چہاندوگ - او پہائے اول +

ف۱ - اُن سے قسم کہا کر کہا کہ مین تمہارا خیر خواہ ہون پہر اُنہین دہوکے کی راہ دکہائی -
ف۲ - یہان سے سب کے سب نکل جاؤ -

اللہ تعالے نے ملائکہ دیوتا اور ہمسرون کو آدم کے خلیفہ بنانے پر جب یہہ فرمایا۔

اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

اس دعوے کی نہائیت لطیف ودلیل تبائی دعوے تو یہہ فرمایا کہ بے ریب مین وہ

باتین جانتا ہون جو تم نہین جانتے اور اس دعوے کا ثبوت یون دیا۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔

آدم کو چیزون کے نام سکہائے اس تعلیم سے جو اللہ تعالے نے آدم کو دی اتنا

تو ثابت ہوا کہ جو چیز آپ کو سکہائی گئی۔ وہ فرشتے نہین جانتے تہے۔ اگر وہ جانتے

تو اس چیز کے بتانے سے عاجز اگر یہہ نہ کہتے۔

سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

آدم کو ایسی بات تعلیم کردینی جسکا علم فرشتون کو نہ ہو۔ ضرور اس امر کا مثبت ہے

اللہ تعالے وہ کچھ جانتا ہے جسے فرشتے نہین جانتے۔ اگر فرشتے جانتے تہے

تو اللہ تعالے نے اگر آدم کو پڑہا دیا تہا گو ہمنے مانا کہ علیحدہ پڑہایا تہا۔ تو واجب تہا

فرشتے بدون اسکے کہ خدا سے پڑہتے تبلادیتے۔ اور اگر نہ تبلا سکے تو معلوم ہوا

اللہ تعالے کا فرمودہ۔

وَاَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

بالکل سچ تہا۔ جب وہ ایسا علیم تہا کہ فرشتے اسکے علوم سے بے خبر ہین تو اسکی

---

۱۔ مین جانتا ہون جو تم نہین جانتے۔

۲۔ تو پاک ہے ہمین کوئی علم نہین مگر جتنا تو نے ہمین سکہایا۔

کسی فعل پر کسیکو خواہ ملائکہ کیون نہ ہون اعتراض کا موقع نہین۔

چونکہ حضرت آدم کی خلافت اُنکی کمال علمی کے باعث ثابت ہوگئی اور علمی کمال بطریق اولے تسبیح اور تحمید کا باعث ہوتا ہے۔ جیسے قران کریم نے کہا۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ۔[۱]

یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔[۲]

تو حضرت آدم ملائکہ سے بڑھ گئے اور ان پر فضیلت پا گئے۔ جن باتون پر خلافت کا مدار ہے اس آیت مین بیان ہوئی ہین۔

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا۔ قَالُوْا اَنّٰی یَکُوْنُ لَہُ الْمُلْکُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْکِ مِنْہُ وَلَمْ یُؤْتَ سَعَۃً مِّنَ الْمَالِ۔ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰہُ عَلَیْکُمْ وَزَادَہٗ بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ۔[۳]

اسی بنا پر اللہ تعالے نے ملائکہ کو حکم دیا کہ اس خلیفہ اور حاکم کی اطاعت کرو۔

الٰہی خلفاء کی تابعداری اور فرمانبرداری انسانی ضرورت۔ تمدن اور سیاست کا لابدی مسئلہ ہے۔ اسیواسطے جامع العلوم کتاب قران کریم اس بارے مین حکم دیتی ہے

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ[۴]

تمام مذاہب مین یہ امر مسلم ہے کہ عبادت نام ہے اللہ تعالے کی آگیا پالن کرنیکا یعنے اسکا فرمانبردار ہونا جب باریتعالے نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کو

---

۱۔ اللہ کے بندون سے جو اللہ سے ڈرتے ہین وہ جاننے والے ہی ہین۔
۲۔ جو تم مین سے ایمان لائے اور جنہین علم دیا گیا۔ اللہ اُنکے درجے بلند کریگا۔
۳۔ اللہ نے طالوت کو تمہارے لئے بادشاہ مقرر کیا ہے۔ انہون نے کہا ہم پر اُسکی بادشاہی کیونکر ہوسکے گی بلکہ ہم اُس کی نسبت بادشاہی کے زیادہ حقدار ہین۔ اور اُسکے پاس مال کیطرف سے کوئی وسعت نہین۔ اُسنے کہا اللہ نے اُسے تم پر چن لیا اور اُسے علم و جسم دونون مین کشایش دی ہے۔ ۴۔ اللہ اور رسول کی اور حاکمون کی اپنے اطاعت کرو۔

سجدہ کرو تو آدم کو سجدہ کرنا اور اسکی آگیا کا پالن کرنا درحقیقت باری تعالے کی جناب کو سجدہ تہا۔ نہ آدم کو سچ ہے۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ[1]

اللہ تعالے کے حکم سے اُسکے خلفاء کی فرمانبرداری ہی خود اللہ تعالے کی اطاعت ہوتی ہے۔ اور حکام وقت کے بہلے حکمون اور اچہے ارشادون کی اطاعت حضرت حق سبحانہ و تعالے کی ہی اطاعت ہوا کرتی ہے +

سجدہ کا لفظ اسلامی شرع مین ایک وسیع لفظ ہے اُسکے معنے سمجہنے کیلئے ان آیات محاورات پر غور کرو۔

وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[2]

وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[3]

سجدہ کا لفظ عرب کی لغت مین انقیاد اور فرمانبرداری کے معنے دیتا ہے زید الخیل عرب کا ایک مشہور شاعر ایک قوم کی بہادری کا تذکرہ کرتا ہے اور کہتا ہے اس بہادر قوم کے سامنے ٹیلے اور پہاڑ سب سجدہ کرتے ہین یعنے فرمانبردار ہین۔ انمین سے کوئی چیز بہی اس قوم کو روک نہین سکتی۔

× بجمع تضل البلق فی حجراتہ +

× تری الاکم فیھا سجدًا للحوافر +

[1] جس نے اُس رسول کی اطاعت کی اُسنے اللہ کی اطاعت کی۔
[2] آسمانون اور زمین کی اشیاء اللہ کو سجدہ کرتے ہین۔
[3] آسمانون اور زمین کے رہنے والے اللہ کو سجدہ کرتے ہین۔

وَالسّجود التذلل وَالانقیاد بالسعی فے تحصیل مَا ینوط بہ معاشہم ـ نع

تفسیر مدارک مین ہے

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا

ای اخضعوا لہ واقروا بالفضل لہ

غرض آدم علیہ السلام وہانپر اور ہر طرح اللہ تعالے کی فرمانبرداری مین زندگی بسر کرتے رہے اللہ تعالے نے کہدیا تھا کہ انگور یا الشجرہ ـ اور انجیر کے پاس بھی نجانا

وَقُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ـ

سعید بن جبیر ـ سدی ـ شعبی ـ جعدہ بن ہبیرہ ـ محمد بن قیس ـ عبد اللہ بن عباس ـ مرہ ابن مسعود ـ اور کئی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی قول ہے کہ وہ انگور کا درخت تھا ـ مدارک مین لکھا ہے کہ یہی درخت تمام فتنون کی جڑہ ہے ـ اور منذر بن سعید نے اپنی تفسیر مین ایسا ہی لکھا ہے ـ جیسے امام ابن قیم نے حاوی الارواح مین بیان کیا ـ اور وہ جنت جسمین آدم علیہ السلام رہے وہ زمین پر تھا ـ غور کرو دلائل ذیل

وَالقول بانها جنّتہ فے الارض لیست بجنّۃ الخلد ـ قول ابی حنیفه وصحابه رضی الله عنہ

وھذا ابن عیینہ یقول فے قولہ عز وجل وان لک ان لا تجوع فیہا و لا تعرے

قال یعنی فی الارض ـ وابن عینیا امامٌ وابن نافع امامٌ وھم رای المنکرون

لا یا تو ننا بمثلھما ـ

ف ـ اور ہمنے کہا اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت مین رہو اور جہان چاہو اس مین سے کہاؤ پر اس درخت کے نزدیک نہ جائیو کہ گنہگار ہو جاؤ گے ـ

اور امام ابن قتیبہ نے اپنی کتاب معارف میں فرمایا ہے۔

خلق آدم وزوجۃ ثم ترکھما وقال اعتمروا واکثروا واملئوا الارض وتسلطوا

علی الوان البحر وطیر السماء والانعام وعشب الارض وشجرھا وثمرھا۔ فاخبر

انہ فی الارض۔ ثم قال ونصب الفردوس فانقسم علی اربعۃ انھار۔ سیحون

وجیحون ودجلہ وفرات[۱]۔

وقال منذر بن سعید۔ ھذا وھب بن منبہ یحکی ان آدم علیہ السلام خلق فی

الارض وفیھا سکن وفیھا نصب لہ الفردوس انہ کان بعدن ان الاربعۃ الانھار

انقسمت من ذلک النھر الذی کان یسمی فردوس آدم وتلک الانھار

فی الارض معنا لا اختلاف بین المصلین فی ذلک فاعتبروا یا اولی الالباب۔

اور اھبطوا کا لفظ ایسا ہے جیسا اھبطوا مصرًا میں ہے۔ ہاں تو ان دلائل پر بھی غور کرنی چاہیے

(۱) جنت الخلد جسمیں نیک لوگ موت کے بعد داخل ہونگے اسکی صفت میں قرآن کریم

فرماتا ہے۔ وہ دار المقام ہے وہ ایسی جگہ ہے جہاں داخل ہوکر پھر لوگ نہ نکلینگے

اور آدم علیہ السلام جس جنت میں رہے وہاں سے نکالے گئے!۔

(۲) جنت الخلد دار تکلیف نہیں اور جہاں آدم علیہ السلام رہتے تھے وہاں

درخت کے نزدیک جانے سے ممانعت اور شرعی تکلیف انپر قایم تھی۔

(۳) جنت الخلد کو اللہ تعالے دار السلام فرماتا ہے۔ اور آدم۔ اور حوا علیہما السلام

---

[۱] آدم اور اسکی بی بی کو پیدا کرکے فرمایا جاؤ آباد ہو بڑھو پھولو اور زمین کو بھر دو اور طرح طرح کے دریاؤں آسمان کے پرندوں۔ مویشیوں۔ زمین کی گھاس پات اور اُسکے درخت و ثمر سب پر قابض ہو جاؤ پھر کہتا ہے کہ وہ جنت جہاں یہہ پیدا ہوئے اور یہہ حکم ہوا) زمین میں ہے۔ پھر کہتا ہے فردوس کو بنایا اور اسمیں چار نہریں بنائیں سیحون۔ جیحون۔ دجلہ۔ فرات۔

جہان رہے وہان سے سلامت نہ نکلے۔ وہ جگہہ اُنکے لئے دار السلام نہ ہوئی۔

(۴) جنت الخلد کا نام دار القرار ہے اور جہان آدم علیہ السلام اقامت پذیر ہے وہ مقام اُنکے واسطے دار الزوال ہو گیا۔

(۵) جنت الخلد کی تعریف مین آیا ہے وَمَا هُمْ عَنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ اور جہان آدم علیہ السلام رہے گئے۔ وہان سے نکلے یا نکالے گئے۔

(۶) جنت الخلد کی نسبت آیا ہے۔ وَلَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ[۱] اور جہان آدم علیہ السلام رہے گئے یا مقیم ہوئے وہان انکو تکلیف پہنچی۔

(۷) جنت الخلد کی نسبت جسکو بہشت کہتے ہین۔ وارد ہے۔ لَا لَغْوٌ فِيْهَا[۲] وَلَا تَأْثِيْمٌ۔ اور جہان آدم علیہ السلام رہتے تھے وہان شیطان نے لغواور گناہ کیا۔

(۸) جنت الخلد کی نسبت آیا ہے۔ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا[۳] لَغْوًا وَّلَا كِذَّابًا اور جہان آدم علیہ السلام رہے وہان جھوٹ سُنا۔

(۹) جنت الخلد آسمان مین ہے۔ اور جس جنت مین آدم رہے وہ زمین ہے جیسے کہا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اور یہ نہین فرمایا۔ فِی السَّمَاءِ اَوْ جَنَّۃَ الْمَاْوٰی

(۱۰) جنت الخلد مین شیاطین کو دخل نہین اور ان کی خبیث باتین وہان نہین پہنچ سکتین بل اِلَیْهِ یَصْعَدُ[۴] الْکَلِمُ الطَّیِّبُ

[۱] ۔ اُس مین انکو کوئی کوفت نہو گی۔
[۲] ۔ جنت مین بد کارا ور بہکنا نہین۔
[۳] ۔ اُسمین لغوا ور جھوٹ نہ سُنینگے۔
[۴] اسکی طرف پاک باتین صعود کرتی ہین۔

غرض آدم علیہ السلام اس باغ میں رہتے - اور شیطان اُن سے عداوت کرتا رہا - انکو
پاس درخت کے کہانیکے بہانے بتاتا رہا جسکی ممانعت تہی - جیسے آیات ذیل میں ظاہر ہے

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا - وَقَالَ
مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ
وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ

وَقَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَا يَبْلَىٰ

مگر شیطان کے کہنے پر آدم علیہ السلام نے کبھی عمل نہ فرمایا اور اس بے ایمان کے قول
پر کبھی نہ چلے اور شیطان کا ان پر کوئی زور اور دخل نہ تھا اور نہ شیطان خالق
تہا نہ اس کا کوئی تسلط آدم علیہ السلام پر تہا - دیکہو

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ
عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ
وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ -

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ
فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ
فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ -

پہر شیطان نے اُن میں بد خیال ڈالنے شروع کئے اسلئے کہ اُن کی پوشیدگی کو ظاہر کردے اور کہا کہ تمہارے خداوند نے تمہیں اس درخت سے ہسواسطے روکا ہے کہ (اُسکے استعمال سے) فرشتے یا سدا زندہ رہنے والے نہ بن جاؤ
اور اُنسے قسم کہائی کہ میں تمہارا خیرخواہ ہوں -
اور کہا اے آدم میں تمہیں ہمیشگی کا درخت اور غیر فانی بادشاہی دکہلاؤں -
جب تو قرآن پڑہے راندہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ - یاد رکہو اسکو مومنوں اور اپنے رب پر توکل کرنے والوں پر کوئی قدرت نہیں -
اسکا بس ان پر چلتا ہے جو اُسے دوست رکہتے اور اُسکے ساجہی ہیں *
جب فیصلہ ہو گیا تو شیطان بولا اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا - وعدہ تو میں نے بھی کیا پر خلاف کیا اور میرا تم پر کوئی تصرف نہ تہا ہاں اتنی بات ہے کہ میں نے بلایا تم نے مان لیا سو اب مجھے ملامت نکرو بلکہ اپنے آپ کو کرو -

قَالَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْھِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا ھٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَغْوَیْنَا اَغْوَیْنٰھُمْ کَمَا غَوَیْنَا تَبَرَّاْنَآ اِلَیْکَ ۔ مَا کَانُوْٓا اِیَّانَا یَعْبُدُوْنَ [۱]

ہان ایک جگہہ شیطان نے کہا ہے۔

فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَ قْعُدَنَّ لَھُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیْمَ [۲]

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَھُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ [۳] اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ

مگر شیطان کی تابعداری وہی کرین اور اسکے قول کو وہی حجت پکڑین جو اسے امین شیطان کے کلمات کی نسبت قرآن کریم کا فتوے یہہ ہے۔

وَمَا یَعِدُھُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا [۴]

بلکہ شیطان نے خود ہی اپنے تئین بغاوت کا ملزم ٹہرایا جیسے گذرا بلکہ ہر بد کا ابہی بغاوت اور سرکشی اور نافرمانی اور غوائیت مین ہرگز ہرگز باری تعالے کی قدوس ذات پر ظلم اور جبر کا الزام نہ لگادے گا۔ اور جب پوری راستی سے اظہار دیگا تو یہی کہیگا۔ اَغْوَیْنٰھُمْ کَمَا غَوَیْنَا۔ [۵] کیونکہ اللہ تعالے بجبر کسی سے شر اور برائی نہین کراتا ہے

اگرچہ آدم علیہ السلام شیطان کے کہنے پر نہ چلے۔ مگر مدت کے بعد وہ درخت

[۱] ان لوگون نے جن پر سزاوار ہوئی کہا اے ہمارے رب یہی لوگ ہین جنہین ہمنے بہکایا۔ ہم بہی بہکے انہین ہی بہکایا تیری ہی دوہائی ہے۔ یہہ ہمین نہین پوجتے تہے۔

[۲] تو نے مجہے بہکایا تو ہی اب بین ان کے لئے تیری سیدہی راہ کو گڈمڈ کرون گا۔

[۳] اب جو تو نے مجہے راندا یا بین زمین مین بری راہون کو ان پر سجاؤن گا۔ اور ان سب کو بہکاؤن گا۔ ہان تیرے مخلص بندون پر میرا زور نہ چلے گا۔

[۴] شیطان کے وعدے ان سے نری دہوکا بازی ہے۔

[۵] ہم تو ڈوبے تہے پر انہین بہی لے ڈوبے۔

پاس جانے کی الٰہی ممانعت کو بھول گئے ایسے بھولون سے بچنے کے واسطے باری تعالےٰ
نے ہمارے ہادی اور سردار عالم رحمت عالمیان کو قرآن کریم کے یاد رکھنے کی
تاکید کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کا قصّہ فرمایا ہے۔

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤی اِلَیْكَ وَحْیُهٗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا
وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤی اٰدَمَ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا

اور اُسی نسیان پر آدم علیہ السلام کو

عَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی

فرمایا۔ اور چونکہ اصل مبداء اور اس نسیان کا باعث وہی مکالمہ شیطان تھا
اور اُسی گفتگو کا رنگ تھا آدم علیہ السلام کے قصہ مین فرمایا۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِیْهِ۔

کتاب خازن کی تفسیر مین لکھا ہے۔

ازل۔ ای استزل آدم وحوا ودعاھما الی الزلۃ وھی الخطیئۃ۔ کتاب التاویل تفسیر خازن
غرض آدم علیہ السلام اس ملک سے چلدئے اور کسی اور زمین مین جا کر آباد ہوئے۔
توریت شریف مین لکھا ہے "خداوند خدا نے آدم علیہ السلام کو لیکے باغ عدن مین رکھا۔ کہ اسکی
باغبانی اور نگہبانی کرے" (پیدائش ۲۔ باب ۱۸۔) اور پیدائش ۳ باب ۲۴ آیت مین ہے اُسنے
آدم کو نکال دیا اور باغ عدن کے پورب کی طرف کروبیون کو جو چمکتی تلوار کے ساتھ چارو نطرف پھرتے تھے

۱ اور جلدی مت کر قرآن سے قبل اسکے کہ اُسکی وحی تجھپر پوری ہو اور کہہ اے رب مجھے علم زیادہ دے۔ اور ہمنے
۲ آدم سے عہد کیا وہ بھول گیا اور اس مین اُسکا کوئی قصد نہ تھا۔
۳ آدم نے اپنے رب کا عصیان کیا اور بہک گیا۔
۴ ان کو شیطان نے پھسلانا چاہا۔ اور پھر اُن کو جہان وہ تھے وہان سے نکال دیا۔

مقرر کیا تو غالباً یہہ وہ مکان تہے جہان قائن جا کر آباد ہوا سو قائن خداوند کے حضور سے نکل گیا۔ اور عدن کے پورب کی طرف نود کی سرزمین مین جا رہا" پیدایش ۴ باب ۱۶۔ اور یہہ بہی فرمایا کہ ہم اسواسطے تمکو نکالتے ہین کہ تم لوگون مین باہمی عداوت ہے۔ اور باہمی عداوت کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ آخر کچھ قومون کو نکلنا پڑتا ہے۔ سوچو آریہ ہند مین کنظرح آ ئے مقام تامل اور غور ہے۔ اب بہی اگر ناعاقبت اندیشون کے باعث محرم دسہرہ وغیرہ کے فساد ہوتے رہے تو بہت سارون کو حکم ہوگا پورٹ بلیر چلے جاؤ اور یون مجبوراً۔

قُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ (پورٹ بلیر) مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ۔ کی تعمیل کرنی پڑیگی

مکذب۔ عام محمدیون کا اعتقاد ہے۔ کہ خدا سے خیر اور شیطان سے شر آفریدہ ہے۔ نمبر صفحہ ۲۵

مصدق۔ ہرگز یہہ اعتقاد محمدیون کا نہین اور کہین یہہ تفریق قرآن کریم مین نہین لکہی اور نہ کسی حدیث صحیح مین آئی ہے۔ سورہ مائدہ کی آیت شریفہ۔ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ سے اتنا نکلتا ہے کہ شیطان ایسا ارادہ کرتا ہے۔ مگر اس سے یہ کیسے نکلا کہ وہ خالق شر ہے۔ اور سورہ یٰس کی آیت وَلَقَدْ أَضَلَّ سے بہی خلق ثابت نہین ہوتا۔ غور کرو سورہ ابراہیم

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ

[1] ہمنے کہا چلے جاؤ تم آپسمین ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہین ایک وقت تک زمین مین ٹہرنا اور برتاؤ کرنا ہے۔

[2] اور جب کہا ابراہیم نے اے رب اس شہر (مکہ) کو باامن بنانا اور مجہے اور میری اولاد کو بتون سے پوجنے سے بچائے رکہنا۔ اے رب ان بتون نے بہتیرے لوگون کو گمراہ کر دیا۔

الاصنام رب انھن اضللن کثیرا من الناس

اضللن کا لفظ قابل غور ہے اسلئے کہ اضلال اور گمراہ کرنے کی نسبت بتون اور پتھرون کو دی گئی جن مین گمراہی کے خلق کرنے کا ارادی مادہ بالکل نہین بلکہ محض بیجان بے ضرر چیزین ہین *

**مکذب صفحہ ۹۴** - جس مذہب مین اعتراض کرنا یا شک لانا کفر کا نشان ہے اُس کا دین بالجبر یا ایمان بالمکر کا خود اسکی زبان سے ہو بدیہی البطلان " -

**مصدق** - یاد رہے - جبر اور اختیار یہہ دونون ناقص اور مہمل الفاظ ہین - جبر یہہ ہے کہ کسی کا دل نہ چاہے - اور زور کے ساتھ اُس سے کام لیا جاوے باری تعالے اس طرح کسی شخص سے بجبر اعمال صالح یا برے کام نہین کراتا - کیونکہ جابر ظالم ہوتا ہے اور باری تعالے کی ذات پاک اس الزام سے بری ہے قرآن نے اسی واسطے یہہ دونون لفظ چھوڑ دیئے ہین اور تقدیر پر اعتراض کرنے والون کو خوب جواب دیا ہے جیسے فرمایا ہے -

سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اباؤنا ولا حرمنا من شیء کذلک قال الذین من قبلھم حتی ذاقوا باسنا - قل ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون قل فللہ الحجۃ البالغۃ فلو شاء لھدیکم اجمعین

اب مشرک بول اُٹھینگے اگر اللہ چاہتا ہم اور ہمارے باپ دادے نہ تو شرک کرتے اور نہ کسی شی کو حرام کرتے ان سے پہلون نے بھی ایسا ہی کہا یہان تک کہ ہماری سزا کا مزا چکھا - اے نبی ان سے کہہ تمہارے پاس کوئی اس بارہ مین علم ہے تو لاؤ ہمین نکال کر دکھاؤ - تم تو ظن کے پیچھے لگے ہوا اور اٹکلین لگا رہے ہو (اور جب تمہارے پاس اس اپنے دعوے کہ اللہ کی مرضی سے شرک ہوتا ہے کوئی دلیل نہین اور تم جھوٹے نکلے) تو بولو اللہ کو حجت حاصل ہے - اگر اسکی مشیت ہوتی تو تمہین ہدایت دیتا نہ یہہ کہ شرک کروانا جیسا تمہارا گمان ہے *

مقرر کیا تو غالباً یہہ وہ مکان تہے جہان قائن جا کر آباد ہوا سو قائن خداوند کے حضور سے نکل گیا - اور
عدن کے پورب کی طرف نود کی سرزمین مین جا رہا" پیدایش ۴ باب ۱۶ - اور یہہ بہی
فرمایا کہ ہم اسواسطے تمکو نکالتے ہین کہ تم لوگون مین باہمی عداوت ہے - اور باہمی
عداوت کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ آخر کچھ قومون کو نکلنا پڑتا ہے - سوچو آریہ ہند مین کس طرح
آئے مقام تامل اور غور ہے - اب بہی اگر نا عاقبت اندیشون کے باعث محرم دسہرہ
وغیرہ کے فساد ہوتے رہے تو بہت سارون کو حکم ہوگا پورٹ بلیر چلے جاؤ اور یون
مجبوراً -

قُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ (پورٹ بلیر) مُسْتَقَرٌّ
وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ - کی تعمیل کرنی پڑیگی

مکذب - عام محمدیون کا اعتقاد ہے - کہ خدا نے خیر اور شیطان نے شر آفریدہ ہے - نمبر صفحہ ۲۵

مصدق - ہرگز یہہ اعتقاد محمدیون کا نہین اور کہین یہہ تفریق قرآن کریم مین
نہین لکہی اور نہ کسی حدیث صحیح مین آئی ہے - سورہ مائدہ کی آیت شریفہ -
إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ سے اتنا نکلتا ہے کہ شیطان ایسا ارادہ کرتا ہے - مگر اس سے یہہ
کیسے نکلا کہ وہ خالق شر ہے - اور سورہ یس کی آیت وَلَقَدْ أَضَلَّ سے بہی خلق
ثابت نہین ہوتا - غور کرو سورہ ابراہیم
وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ

[1] ہمنے کہا چلے جاؤ تم آپسمین ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہین ایک وقت تک زمین مین ٹہرنا اور برتاؤ کرنا ہے -

[2] اور جب کہا ابراہیم نے اے رب اس شہر (مکہ) کو امن بنانا اور مجھے اور میری اولاد کو بتون کے پوجنے سے بچائے رکہنا - اے رب ان بتون نے بہیترے لوگون کو گمراہ کر دیا -

الْاَصْنَامَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ

اَضْلَلْنَ کا لفظ قابل غور ہے اسلئے کہ اضلال اور گمراہ کرنے کی نسبت بتون او پتھرون کو دی گئی جن مین گمراہی کے خلق کرنے کا ارادی مادہ بالکل نہین بلکہ محض بیجان بے ضرر چیزین ہین +

**مکذب صفحہ ۹۴** - جس مذہب مین اعتراض کرنا یا شک لانا کفر کا نشان ہے اُس امین بالجبر یا ایمان بالمکر کا خود اسکی زبان سے ہو بدیہی البطلان -

**مصدق** - یاد رہے - جبر اور اختیار یہہ دونون ناقص اور مہمل الفاظ ہین - جبر یہ ہے کہ کید کا دل نہ چاہے - اور زور کے ساتھ اُس سے کام لیا جاوے باری تعالے اس طرح کسی شخص سے بجبر اعمال صالح یا برے کام نہین کراتا - کیونکہ جابر ظالم ہوتا ہے اور باری تعالے کی ذات پاک اِس الزام سے بری ہے قرآن نے اِسی واسطے یہہ دونون لفظ چھوڑ دیئے ہین اور تقدیر پر اعتراض کرنے والون کو خوب جواب دیا ہے جیسے فرمایا ہے -

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا - قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ

اب مشرک بول اُٹھینگے اگر اللہ چاہتا ہم اور ہمارے باپ دادے نہ تو شرک کرتے اور نہ کسی شی کو حرام کرتے ان سے پہلون نے بھی ایسا ہی کہا یہان تک کہ ہماری سزا کا مزا چکھا - اے نبی ان سے کہہ تمہارے پاس کوئی اس بارہ مین علم ہے تو لاؤ ہمین نکال کر دکھاؤ - تم تو ظن کے پیچھے لگے ہوا اور اٹکلین لگا رہے ہو (کہہ اب تمہارے پاس اس اپنے دعوے کہ اللہ کی مرضی سے شرک ہوتا ہے کوئی دلیل نہین اور تم جھوٹے نکلے) تو پورا غلبہ اللہ کو حاصل ہے - اگر اسکی مشیت ہوتی تو تمہین ہدایت دیتا نہ یہہ کہ شرک کرواتا جیسا تمہارا گمان ہے +

خلاصہ مطلب - اگر ذات بابرکات باری تعالےٰ کا ارادہ ہو کہ خواہ مخواہ انسان کو ایک طرف
کھینچے تو ایسی مقدس ذات سے بعید ہے کہ انسان کو گمراہی و شرک کی طرف لیجاوے
پھر کیون نہ سب کو ہدایت پر لاکر فرشتے ہی بنا ڈالے - مگر جب اوسنے انسان کو علی
العموم ہدایت پر مجبول نہین فرمایا - اِسی سے یہہ بھی قیاس کرلینا چاہئے کہ اُس نے انسان
کو گمراہی پر بطریق اولے مجبول نہین کیا یا مجبور نہین فرمایا - اس طریق کا نام استدلال
بالاولےٰ ہے - اور یہی استدلال قرآن کریم کا خاص طرز ہے - ہان اللہ تعالےٰ
نے انسان کو ایک استطاعت بخشی ہے اور ایک قدرت عنایت فرمائی ہے
اُسی قوت پر انسان کو مکلف بنایا ہے - اور پھر جزا اور سزا کو مرتب کیا ہے

حضرت مخدوم مکرم جناب مرزا صاحب نے براہین مین لکھا ہے - "فرقان مجید
ہر ایک اصولی اعتقاد کو جو مدار نجات ہے - محققانہ طور سے ثابت کرتا ہے - (۱) جیسے وجود صانع عالم کا
ثبوت (۲) توحید کا ثبوت (۳) ضرورت الہام احقاق حق اور ابطال باطل - یہہ امور فرقان کے
من جانب اللہ ہونے پر بڑی دلیل ہین" - اسکے جواب مین مکذب صاحب آریہ کے چوتھے نیم کو یاد
دلاتے ہین اور وہ یہہ ہے - "سچ کے اختیار کرنے اور جھوٹھ کے چھوڑنے مین سردا ادت
رہنا چاہئے" پھر کچھ اُدرداد خوش فہمی دی ہے اور کہا ہے - "جس مذہب مین شک کرنا کفر ہو
ایسے ایمان بالجبر یا ایمان بالمکر کا خود اسکی زبان سے ہی بدیہی بطلان ہے" پھر قرآن کریم پر حرف
کرنے کی وجہ مین کہا ہے - "جب تک سچائی کے مقابلہ جھوٹھ کو لاکر کامل شکست نہ دیجائے تب تک راستی
کے جوہر انکشاف نہین پاتے - اور نہ تسلی کامل پہنچاتے ہین" -

پھر مکذب نے دیانند کی تعریف اور اُن کے چمنستان کی خوبی بیان کرکے امور مرقومہ
بالا مین موازنہ قرآن و وید پر قلم اٹھایا ہے -

پہر مکذب نے وجود صانع پر سات دلائل لکہے ہین - جنکو مین ایک ایک کرکے بیان کرتا ہون - پہلے -

(۱) نجات یا مکتی کے واسطے اصل مقصود یا پرم ات کرسٹ یا سب کے جاننے یوگ سرب بیاپک پرماتما ہے - سب کو پوری پرتین سے اسکے حصول یا پراپتی کے لئے کوشش اور یتن کرنا چاہیئے - اُسکے گیان سے پرم انند مین رہ سکتے ہین - ست ودیا ہی سے اسکا گیان ہوتا ہے اور گیان ہی سے برہما کا جاننا ہے جسطرح اکاش مین نیتر اور سورج کی بیاپتی اور پرکاش آس مین تات بیاپت ہے - ایسہی پریم سب جگہہ پرپتی پورن ایک رس بیاپک ہے اسکی پراپتی سے جیو سب دکہون سے چہوٹتا ہے اور کسی طرح نہین "

پہر مکذب نے اس بڑی دلیل کی اور بہی زیادہ تفصیل کی ہے -

(۱) ایشر ہی کے گیان سے مکتی اور اسّنا علے سوکہہ حقیقی انند یا زیادہ مدارج ترقی انسان کے واسطے کوئی نہین ہے -

(۲) جانی سوکہہ اور شہوی یا اگیانی لذاید کا اسمین نام ونشان بہی نداردہے -

(۳) ایشر محسوس نہین اور نہ محدود ہے - اسکا کوئی خاص مکان یا تخت نہین اور نہ اسکی حاضری کیواسطے کسی عرض بگی کی ضرورت ہے - بلکہ وہ سرب بیاپک ہے

(۴) ودیا گیان کا ذریعہ اور گیان مکتی کا - پس مکتی کا نتیجہ پرماتما کی پراپتی ہے اس سوکہہ بات کے جاننے کے واسطے ایک ایسی ہی سوکہم دلیل کی ضرورت تہی جو ایشر کی طرف سے ہدایتًا دی گئی - پرمیشر آگیا دیتا ہے کہ جسطرح سے اکاش مین

نیتر کی بیاپتی ہے اور محسوس نہین ہوتی - بصارت اپنا کام چلا رہی ہے اور دکھائی
نہین دیتی جس طرح سوریہ کا پرکاش اکاس مین اسمین تات بیاپت ہے اور زیادہ
سوکھم ہونے سے اکاس ستہہ پار رہہ اسکی ماہیت کو نہین جانتے ویسے ہی ایک
مہان شکتی مان پرماتما انتظام عالم کا کر رہا ہے - مگر سورج کی طرح جڑھ نہین انو ایک
ویشی ہے چونکہ فانی نہین اسواسطے محسوس ہی نہین مگر سرب بیاپک چیتن او
سرب شکتیمان ہے الخ انتہے +

ناظرین غور فرمائین - ہان خوب غور فرمائین - اللہ تعالےٰ کی نافرمانی اسکی
پاک کلام کی بے ادبی اور اسکے مقابلہ مین ہٹ اور ضد کا کیا بُرا نتیجہ ہوتا ہے
اور کسطرح راستبازی کا دشمن انکاری مین تباہ ہوتا ہے - سوچو تو یہہ کیا
دلیل ثبوت ہستی صانع عالم کی ہے ؟

اس منتر سے حسب ترجمہ یا تفسیر یا بیان مکذب براہین کے طرف اتنا معلوم ہوتا
ہے - کہ نجات کے واسطے سرب بیاپک اور جاننے یوگ پرماتما ہے - اسکے
گیان سے انند ہوتا ہے - جیسے سورج سب جگہہ ایسے ہی برہم سب جگہہ ہے
کوئی بتادے کہ اسمین ثبوت صانع کی کون سی دلیل ہے یہہ تو ایک نصیحت ہے - جو خدا
کے ماننے والون کے واسطے اسکی محبت بڑھانے مین مفید ہوسکتی ہے - اس
بیان کو ثبوت صانع مین کوئی دخل نہین - مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب مکذب نے
شیطان کے حق مین اخوّت و دوستی کے حقوق قدیم کی رعایت سے یہہ موافق
فیصلہ دیا - باغی اور دشمن حق کی اس طرفداری کے عوض مین عادل اور منصف
خدا نے حق فہمی اور حق بینوشتی سے مکذب کے دیدہ و گوش کو رد کر کر دئے انصاف کا

مقتضا بھی یہی ہے کہ جس نعمت کی انسان قدر نہ کرے وہ اُس سے ضرور چھین لیجاوے +

شیطان کا غلط خیال اور اُسکی واہی دلیل باری تعالےٰ کے صریح حکم اور عقل کے مخالف ہے۔ کیونکہ اُسے باری تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو جو اس ملک کے خلیفہ تھے سجدہ یا آگیا پالن اور فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا۔ اِس عمدہ حکم کی جو تمدن کا ایک بڑا بھاری مسئلہ ہے۔ شیطان نے مخالفت کی اور یہہ بیہودہ عذر تراشا۔

أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ

حالانکہ حاکم کا حکم ماننا۔ اصل محکومیت ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی عبادت اور فرمانبرداری اسی مین تھی کہ آدم کی آگیا کا پالن کیا جاتا۔ مگر ابلیس باغی نے بغاوت کی اللہ تعالےٰ نے شیطان کو مجبور کر کے فرمانبردار نہ بنایا اگر ایسا کرتا تو جابر ظالم بنتا۔ اور آریہ کا وکیل یا اسکا کوئی ہم خیال شیطان کا حامی کہتا کہ شیطان پر جبر ہوا۔ اور شیطان کا خدا کا دیدار کرنا جو آپ نے تکذیب کے صفحہ نمبر ۲۳ مین ذکر کیا ہے اسپر تعجب آتا ہے کہ آپ کو اتنا بھی معلوم نہین کہ حاکم کا دیدار فرمانبردارون کو ہی راحت بخشتا ہے نہ کہ نافرمانون کو۔ اگر اثبات وجود صانع مین یہہ طریق اور ثبوت کافی تھا جو آپنے یا آپکے وید نے دیا۔ تو کیا آپ کو قرآن کریم مین اِس قسم کا ثبوت نہ مل سکا۔

| | |
|---|---|
| (۱) نجات کیواسطے اصل مقصود سر شتیا یک پرماتما سب کے حذا[؟] | إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاعْبُدُوا اللَّهَ |

لے جنھون نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر وہ مستقیم ہوگئے انپر فرشتے اترتے ہین کہ خوف وغم نہ کھاؤ۔ اور اللہ کی عبادت کرو خالص کرتے ہوئے اسکے لئے توحید کرو۔ اور اُن کی آخری پکار یہہ ہوگی کہ اللہ رب العلمین کی ستائش ہے۔

مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

۵۱ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ

عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

۵۲ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ

۵۳ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ

۵۴ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ

لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ

۵۵ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ

الْقُدُّوسُ السَّلَامُ

۵۶ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ - وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا

۵۷ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ

وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ

اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ

جاننے یوگ ہے۔

(۲) اُنکے گیان سے پرم انند (برہمی خوشی) میں رہ سکتے ہیں۔

(۳) اصل مقصود

(۴) وہ سرب بیاپک ہے۔

(۵) سب ہی پریتن سے اسکے حصول کے لئے کوشش کرنا چاہئے

(۶) فانی سکھ اور شہوت یا اگیان (جہالت) لذائذ سے پاک ہے۔

(۷) ایشور محدود نہیں۔

(۸) اُس کی بارگاہ میں کسی عرض بیگی کی حاجت نہیں۔

۵۱ جو شخص ایمان لایا اللہ پر اور پچھلے دن پر اور عمل صالح کئے رب کے پاس اُن کا اجر ہوگا اور انہیں کو نہ خوف ہوگا اور نہ غم کھا بیٹھیں گے۔

۵۲ - اور اللہ کی رضامندی تو سب ہی سے بڑی ہے۔

۵۳ اللہ ہر شئے پر محیط ہے - اور وہ جہاں ہو تمہارے ساتھ ہے۔

۵۴ - اور جو لوگ ہم میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہیں بتائیں گے - اور اللہ خلاص والوں کے ساتھ ہے۔

۵۵ وہ وہ اللہ ہے اُسکے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ قدوس سلام ہے۔

۵۶ - آنکھیں اسکو ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ آنکھوں کو ادراک کرتا ہے - اور علم سے اُسکا احاطہ نہیں کر سکتے۔

۵۷ - اور اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پوجتے ہیں جو اون کو ضرر و نفع دے نہیں سکتے اور کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس ہمارے شفیع ہونگے - تو کہہ کیا تم اللہ کو وہ کچھ بتاتے ہو جو وہ آسمان و زمین میں نہیں جانتا وہ تمہارے شرکوں سے بلند و برتر ہے۔

ہان کچھ اور بھی سُن لیجئے۔

اوّل۔ سورج یا بصارت کا پرکاش جسطرح ہوتا ہے اسکا پتہ تو کچھ سائنس سے لگ سکتا ہے۔

دوم۔ یہہ ظہور اور پرکاش محدود ہے۔

سوم۔ کوئی اعلےٰ درجہ کا ظہور نہین بلکہ عقل اور فہم کا پرکاش اس سے سو کہم اور لطیف ہے۔

قرآن کریم نے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ فرما کر اور ساتھہ ہی یہہ کہکر لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ اپنے پیروون کو تشبیہ سے بچا لیا۔*

اگر آریہ کا چوتھا اصل سچا۔ عمل کے قابل صداقتون پر مشتمل ہے۔ اگر آپ راستی کے لینے پر ہروقت مستعد ہین۔ تو انصاف کیجئے۔ کیا قرآن کریم رد و انکار کے قابل ہے؟۔ ہرگز نہین۔ ہرگز نہین۔

اب مین اُس ویدک منتر کا لفظ بہ لفظ ترجمہ کرتا ہون جسکو مکذب نے وجود باری تعالےٰ

---

*نوٹ۔ قدیم سے ابتک ہر ایک قوم نے ناقص یا کامل طور پر۔ کسی نہ کسی پیرایہ سے وجود باری تعالےٰ کا اقرار ضرور کیا ہے۔ اگر علی العموم نگاہ کی جاوے تو محض وجود حق سبحانہ و تعالےٰ اقوام عالم مین غیر متنازع فیہ ثابت ہوتا ہے۔ ہان تو مون نے اور قریبًا کل قومون نے جس امر پر نہ سنبھلنے کے قابل ٹھوکر کھائی وہ مسئلہ صفات ہے۔ ابھی اتنا کہدینے سے کہ خدا ہے کوئی فائدہ تو مترتب نہین ہو سکتا۔ وہ کیسی ذات ہے اسکو یعنے اسکی صفات کو عالم سے مخلوقات عالم سے کیا نسبت کیسا تعلق واقع ہوا ہے۔ انتظام عالم جذبات انواع مخلوقات خصوصًا نوع انسانی کے قوا کے تقاضاؤن اور میلانون کی نسبت کہ خدائی کس قسم کی صفات والا خدا چاہتی ہے۔ صرف یہی ایک راہ ہے جس پر دنیا کے کسی مذہب نے کوئی روشنی نہین ڈالی بلکہ ہر ایک نے اپنی اپنی نوبت پر اسے اور بھی دہندلا کیا ہے۔ عیسائیون نے خدا کو اس طرز پر بیان کیا کہ قالب انسانی مین پورا ڈہال کر ویسی ہی ضعیف اور ناقص ہستی ثابت کر دکھایا۔ اور تشبیہ کی تاریک راہ اختیار کر کے سالک طریق کو حیرت مین ڈالدیا۔ ہندون (رشی سوامی دیانند آریہ) نے یہہ غضب ڈہایا کہ ایک خیالی اور محض وہمی وجود کے ماننے پر قناعت کی اور صفات کاملہ سے اُس پاک ذات کو قطعًا معطل کر دیا کہ مادہ عالم اور ارواح اُسکی مخلوق ہی نہین۔ اور وہ روح کے اصلی تقاضا یعنی اسرمدی نجات دینے پر قادر نہین۔ وغیرہ۔ اس عظیم الشان مسٹری (راز) کو کہولا ہے تو اس مہیمن کتاب فرقان حمید نے کہولا ہے۔ کہ وہ صانع۔ خالق۔ رازق۔ رب۔ قادر۔ رحمٰن۔ رحیم۔ سمیع۔ بصیر ہے اور ان صفات مین کامل ہے۔ اور یہہ اور ان کی مانند دیگر صفات ایسی ہین جنہین عالم کی ضروریات کے سرانجام کے ساتھہ پوری مناسبت ہے۔ اس پر بھی ہر قسم کے ممکن ظنون اور مشتبہ تشبیہون کے مٹانے کو فرما دیا لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ۔ سارا قرآن کریم اسکے صفات کے اکمل طور پر واضح کرنے سے بھرا ہے اور طالبان نجات کو بتاتا ہے کہ اُن کا بھی خدا کیسا ہونا چاہیئے۔

(عبدالکریم مصحح)

کی دلیل سمجھکر وید سے تکذیب براہین مین درج کیا ہے۔

تد (اس) وشنو (محیط کے) پرم (عمدہ) پدم (مقام کو) سدا (ہمیشہ) پشینتی (دیکھتے ہین) سورَیہ (عالم لوگ) دوی (آسمانی فضا مین) و (مانند) چکھشو (آنکھہ یا سورج کے) آتتم (لمبا)

(مطلب) علم والے محیط الکل خدا کے اچھے مقام کو لمبی نظر یا سورج کی مانند دیکھتے ہین ✤

ناظرین !۔ غور کرین اس ویدک فلسفی سے دہریہ پر کیا حجت قایم ہو سکتی ہے؟ اب قرآن کے دلائل اور آیات وجود صانع عالم سنئے۔ مگر قبل اسکے کہ اصل مقصود شروع کیا جاوے تہوڑا بطور تمہید کے بیان کرنا خالی از فائدہ نہو گا۔

(۱)۔ اثبات صانع مین لوگون نے کبہی امکان اجسام سے استدلال کیا ہے کبہی امکان صفات اجسام سے گاہے حدوث اجسام سے کسی وقت حدوث صفات اجسام سے۔ اور ظاہر ہے کہ ان دلائل کا مدار مسئلہ ترجیح بلا مرجح کے ابطال پر ہے۔ یا دور تسلسل کے امتناع پر۔ اور یہہ دونون راہین بڑی دور دراز ہین بلکہ یون کہئے کہ ایسی مشکل ہین کہ ان پر چلنے سے عامہ خلق کا منزل مقصود پر پہنچ جانا وید کے سمجھنے کی طرح مشکل ہی نہین بلکہ محال ہے۔

(۲) علاوہ برین اثبات مطالب مین منطقی اور فلسفی مزاج لوگ قیاس تمثیلی سے دلیل پکڑتے ہین یا قیاس شمولی سے حالانکہ ان قیاسات کا مدار تماثل اجسام پر ہے یا ایسے چند امور مشترکہ کے ماننے پر جنکو کلیات خمسہ کہتے ہین اور تماثل اجسام و کلیات خمسہ کا مسئلہ ایسا بودا اور غلط ہے جسپر متشیعہ سلف نے انکار فرمایا اور محققین طبعیات نے اسے غلط ثابت کیا۔

قرآن کریم ہمیشہ استدلال بالاولے سے کام لیتا ہے جو بالکل یقینی اور فطرت کے مناسب ہے۔ استدلال بالاولے کی مثال لَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ ہے۔ اس کلمہ الٰہیہ مین حکم ہے ماں باپ کو اُف تک نہ کرو۔ جس سے ثابت ہوا۔ والدین کو کسی قسم کی ایذا دینا بطریق اولے اسلام مین جائز نہین دوسری مثال سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ جَمِيعًا سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ پتھر۔ درخت۔ جانور۔ سورج وغیرہ تمہارے خادم ہین۔ یہہ تو تمہارے مساوی بھی نہین۔ پس ان کو معبود بنانا اور آپ اُن کا خادم بننا بطریق اولے باطل ہوگا!۔ کیونکہ شرک مین معاملہ بالعکس ہے!!۔

(۳) یہہ بھی یاد رہے۔ قرآن کریم دلایل کے بیان مین انعامات اور احسانات حضرت حق سبحانہ وتعالے کا تذکرہ بھی برابر کرتا رہتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کے تذکارسے ایمان اور اللہ تعالے کی محبت دونون مین ترقی ہوتی رہتی ہے۔

(۴) ہر ایک انسان اپنی فطرت اور جبلت پر مکلف ہے پس فطری دلائل ہی اصلی اور صحیح دلائل ہون گے۔

(۵) آیات اور علامات کسی چیز کے وہ ہوتے ہین جنکے وجود سے اس چیز کے وجود کا یقینی پتہ لگتا ہے۔ جسکے واسطے یہ آیات اور علامات ودلیل مین نشان اور علامت کسی چیز کے اپنے مدلول کے اثبات مین کسی وجہ کلیہ قضیہ کی محتاج نہین ہوتی۔ اسیواسطے قرآن مجید جن دلائل کو بیان کرتا ہے اُن کا نام آیات رکھتا ہے۔ ہینے دلائل نبوت مین بارہا بیان کیا ہے کہ قرآن کریم نے اثبات نبوت

ہین بہی بجاے لفظ معجزہ اور خرق عادت کے آیات ہی کا لفظ اختیار فرمایا ہے؛

انسان جہانتک بنظر تحقیق تجربہ کرتا جاوے اور اپنی گرد و پیش کی اشیاء کو اپنے کام مین لانے کی کوشش کرے۔ اُسے یقین ہو جائے گا کہ سخر لکم ما فی السموات و ما فی الارض جمیعًا منہ جس کتاب مین لکہا ہے وہ پاک کتاب علاوہ برین کہ ہمکو تمام علوم مفیدہ اور فنون راحت بخش کے سکہلانیکی راہ دکہاتی ہے یہہ بہی واضح طور پر ثابت کرتی ہے کہ بے ریب اس کتاب کا بنانے والا تمام قدرتی اشیاء اور اُن کے نتائج کا پہلے سے پورا عالم اور کامل خبیر تہا۔ روزمرہ کے تجربے گواہی دے رہے ہین۔ انسان کے ارد گرد کی تمام چیزین اُسکے ماتحت اور اسکی خدام ہین۔ اس عجوبۂ قدرت کی آسائش کے واسطے تمام ہمہ تن بے مزد حاضر ہین۔؛

انسان کیا بلحاظ اس روز افزون ترقی کے جو اُسے حاصل ہو سکتی ہے اور کیا باین خیال کہ وہ اپنے جدیدہ علوم و فنون ابنائے جنس کو سکہا سکتا ہے۔ کیا باعث اس سطوت اور تسلط کے جو اسے مخلوق پر محض فضل الٰہی سے حاصل ہے۔

اگر اپنی پیدایش۔ اپنی ابتدائی حالت پر غور کرے تو اسے صاف عیان ہو جاے گا کہ وہ کیسا ضعیف۔ بے بس۔ ناتوان اپنا ما فی الضمیر ظاہر کرنے سے عاجز تہا۔ پہر کیسا عالم۔ فاضل۔ شجاع۔ زبردست ہو گیا۔ سمندر کے کنارے بیٹہہ کر سمندر کی تہ کی حالت دریافت کرتا ہے اور سمندر کی اشیاء پر حاکمانہ تصرف جمانا چاہتا ہے۔ یہہ خاکی پتلا اپنی چار دیوار مین بیٹہا ہوا سورج۔ چاند اور آسمانی بروج کے قطر و محیط ناپنے کو تیار ہے۔ یہہ عجوبۂ قدرت اگر بدن کے ذرات کو غور سے دیکہے تو بشرط سلامتی فطرت ضرور گواہی دے گا کہ اپنی خلق و بقا مین

ہمہ تن ایک زبردست علیم و حکیم کے قبضۂ قدرت مین گرفتار ہے اور اس غنی ذات کا محتاج ہے جسکو کسی قسم کی احتیاج نہین - اس اثنا مین اسے اس آیت کی واقعی صداقت کا اعتراف کرنا پڑیگا -

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ

بے ریب انسان اپنا خالق آپ نہین - نہ اسکے مان باپ اور اسکے خویش اقارب نے جو اسکی استعداد کے قریب قریب ہین اسکو گھڑکر درست کیا - اپنی بدصورتی کو حسن سے بدلا نہین سکتا - اپنی طول عرض پر متصرفانہ دخل نہین رکھتا - معلوم نہین کتنی مدت سے چھری لیکر اپنا پوسٹ مارٹم کر رہا ہے پر اس غریب کو اپنے بدن کے عجائبات کا ہی آج تک پتہ نہ لگا - مائیکرس کوپ ایجاد کرکے کہتے ہین پچھلون نے پہلون سے سبقت لی - مگر عجائبات انسانی پر اور بہی حیرانی حاصل کی افعال الاعضاء کے محقق اور کیمیاگر ابتک کتاب قدرت کے طفل ابجد خوان ہین - صوفی - یوگی - الٰہیات - اخلاق - طبعی والے قوے انسانیہ کا بیان کرتے کرتے تہک گئے مگر احاطہ علم الٰہی سے قطعًا محروم چلدیئے اچھے فلاسفرون اور نیکو کار عقلا کے گھرون مین ایسے جاہل کندہ ناتراش پیدا ہوئے جنہون نے اپنے مربیون کی عمدہ عقل کو چرخ دیدیا - اور وہ بیچارے کف افسوس ملتے رہ گئے اور اُن سے کچھہ بہی نہ ہوسکا کہ اپنی اخلاقی ارث سے اُنہین تہوڑا ہی سا بہرہ مند کرجاتے - بڑے بڑے مدبر اپنے عندیہ مین تدابیر کے ہر پہلو پر لحاظ کرکے مناسب وقت اور عین موافق لوازم کو مہیا کرتے ہین - پہر نتائج سے محروم ہوکر اپنی کم علمی پر افسوس مگر قانون قدرت کے مستحکم انتظام کو دیکھکر

ل - اے انسانون تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی غنی حمد کیا گیا ہے -

ہمہ قدرت ذات پاک کا لاابدا اقرار کرتے ہین۔ سلیم الفطرۃ دانا جب تمام اپنے اِردگرد کی مخلوق کو بے نقص۔ کمال ترتیب۔ اعلے درجہ کی عمدگی پر پاتے ہین ضرور بے تابی سے ایک علیم وخبیر قادر کے وجود پر گواہی دیتے ہین۔ فطرت کی اِس بردست دلیل کو غور کرو۔ قرآن مجید کیسے الفاظ مین بیان فرماتا ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ۔

ان کلمات مین قرآن اُن آیات صانع عالم کی طرف توجہ دلاتا ہے جو انسان کی ذات مین موجود ہین +

ان کلمات طیبات سے پہلے اور اِس دلیل سے اول اللہ تعالےٰ نے اپنی قدوسیت ہر ایک نقص سے پاک۔ ہر ایک صفت کاملہ کے ساتھہ متصف ہونے کا اظہار اور عبادت کی تاکید کی ہے اور کہا ہے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْہِرُوْنَ۔

اِس دعوے کا مدار وجود صانع پر تہا۔ اِسلئے وجود صانع کی دلیل بیان فرمائی اور دلیل بہی ایسی دی جس سے یہہ مطلب بہی ثابت ہوگیا۔

بیان دلیل یہہ ہے کہ آدمی کو دو باتین حاصل ہو رہی ہین اوّل شخص انسانی کا وجود اور اسکی بقا دوم۔ بقائے نوع جو مرد وعورت کے ملنے سے حاصل ہوتا ہے۔ پہلے انعام کی نسبت فرمایا کہ۔ انسان اپنی اصل بناوٹ پر نظر کرکے دیکہے کہ وہ مٹی سے ہوا اور خشک ہے

لہ۔ اور اُسکے نشانون سے ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا پہر تم اچانک چلتے پہرتے آدمی ہوگئے۔

لہ۔ اللہ کی قدوسیت بیان کرو جب تم شام کرتے اور جب تم صبح کرتے ہو اور اُسی کے لئے حمد ہے آسمانون اور زمین مین۔ اور تیسرے پہر اور جب تم ظہر کرتے ہو +

اسی سرد و خشک سے تیری گرم اور تر جسمانی روح کو پیدا کیا - اور عیان ہے کہ مٹی مین
تو کوئی ادراک نہین - حرکت ارادیہ نہین - کوئی حیات نہین رنگت مین دیکھے
تو میلی گدری وزن مین ثقیل - کثافت مین یکتا سُبحَانَ اللهِ وَ لَهُ الحَمد - اسی مٹی
کے ذرات سے ایک مدرک متحرک بالارادہ - زندہ - نئی زندگی کے قابل انسان کی ایسی
جسمانی روح بناوی جو کدورتون سے پاک - ہلکا - پہلکا - اعلےٰ درجہ کا شفاف صاف نیر
جوہر ہے - کس تحتانی حالت سے کس بلند درجے پر پہنچایا - ! پہر بے ریب وہ زبردست
طاقت موجود اور بے تردد وہ قدسیت اور حمد کے لائق ہے - یہہ اسی ید قدرت کا
نقش ہے - جسے - اللہ - یہوواہ - یزدان - اوم کنجک کہتے ہین بنا بر علے ہذا اس مبارک
آیت کو پڑہو اور مانو - فَسُبحَانَ اللهِ حِینَ تُمسُونَ وَحِینَ تُصبِحُونَ وَلَهُ الحَمدُ
فِي السَّمٰوَاتِ وَالأَرضِ وَعَشِیًّا وَّحِینَ تُظهِرُونَ - پہر اسی مٹی
غیر مدرک - غیر متحرک سے انسان کی بقائی نوع اور اسکے آرام کے لئے اُسیکی جنس کی
بی بی بنائی - اور اپنے اس ارادہ کو جو دونون کے باہمی تعلق کی نسبت تہا غور کرو
کن پیارے پیارے الفاظ مین بیان فرمایا -

وَمِن آیَاتِهٖ[۱] اَن خَلَقَ لَکُم مِّن اَنفُسِکُم اَزوَاجًا لِّتَسکُنُوا اِلَیهَا وَجَعَلَ بَینَکُم
مَّوَدَّۃً وَّرَحمَۃً اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰیَاتٍ لِّقَومٍ یَّتَفَکَّرُونَ -

پہر انسانی صفات کی طرف انسانی فطرۃ کو توجہ دلاتا اور فرماتا ہے -

وَمِن آیَاتِهٖ[۲] خَلقُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرضِ وَاختِلَافُ اَلسِنَتِکُم وَاَلوَانِکُم اِنَّ

[۱] - اور اسکے نشانون سے ہے کہ تم ہی مین سے تمہارے واسطے جوڑا بنایا تو کہ تم اُس سے آرام پکڑو اور تمہارے درمیان دوستی اور رحمت ڈالدی یقیناً اس مین سوچنے والون کے واسطے نشانیان ہین -

[۲] - اور اسکے نشانون سے ہے پیدا کرنا آسمانون اور زمین کا اور اختلاف تمہاری بولیون اور تمہاری رنگون کا یقیناً اس مین عالمون کے لئے نشانیان ہین +

فِی ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ۔

گویا دو رہے۔ انسانی صفات ایک تقسیم مین دو قسم ہوا کرتے ہین ایک قسم انسان کے اعراض لازمہ۔ اور دوسری قسم انسان کے اعراض مفارقہ۔ انسان کے اعراض لازمہ ہین۔ اسکی رنگت۔ بول چال۔ اشکال و خطوط ہین ان ترا(بی) سے مختلف انسان اگر ایک ہی رنگت ایک ہی آواز۔ ایک ہی بول چال ایک قسم کی اشکال اور خطوط رکھتے تو کیا ہم دوست کو دشمن سے ممتاز کر لیتے۔ کیا رات مین بلکہ دن مین کچھ اپنے اور پرائے کا تفرقہ کر سکتے۔ ہرگز ہرگز نہین۔ پس جس غالب طاقت نے یہہ تفرقہ کر دیا۔ وہ معدوم نہین بلکہ وہ موجود اور اس قابل ہے کہ اسکی نسبت کہین سُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

اور انسانی شخص کے اعراض مفارقہ مین سونا۔ اور جاگنا۔ حرکت۔ سکون کمانا وغیرہ وغیرہ ہین جنکی طرف اشارہ فرماتا ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ مَنَامُکُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَابْتِغَآؤُکُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ[۱]

اب دلائل انفسی کے بعد آفاقی دلائل سُنئے۔ کس ترتیب سے بیان بنا ماہی(؟)

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیِ[۲]

---

۱۔ اور اسکے نشانون سے ہے تمہارا رات کو سونا اور دن کو اسکے فضل کی تلاش کرنا۔ یقیناً اس مین نشانیان ہین سننے والون کے لئے۔

۲۔ اور اسکے نشانون سے ہے کہ بیم و امید کی خاطر تمہین بجلی دکہاتا ہے اور بادل سے پانی اتارتا ہے پہر اُس سے زمین کو مرجانے کے پیچھے زندہ کرتا ہے یقیناً اس مین عقلمندون کے لئے نشانیان ہین۔

بہ الارض بعد موتھا ان فی ذالک لآیات لقوم یعقلون۔

ومن آیتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ ثم اذا دعاکم دعوۃ من الارض اذا انتم تخرجون ❊

مکذب براہین نے جو دلیل ثبوت ہستی صانع پر قرآن کریم سے بیان کی ہے وہ ایسی ہے جیسے کوئی سورج کے محیط پر حرارت مرکز ارض کو دلیل ٹھہراوے۔

ھل اتیک حدیث موسیٰ اذ رانارا فقال لاھلہ امکثوا انی آنست نارا لعلی اتیکم منھا بقبس او اجد علی النار ھدی فلما اتیھا نودی یاموسیٰ انی انا ربک۔

مکذب نے اپنی ناسمجھی سے قرآنی دلیل اثبات صانع اس آیت کو کہا ہے اور اسکا ترجمہ یہہ کیا ہے۔

"آئی تیرے پاس بات موسیٰ کی جسوقت دیکھی اُس نے آگ۔ پس کہا اپنے ساتھہ والوں کو کہ ٹھیرو تحقیق مین نے آگ دیکھی ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ لاؤن اس آگ سے تمہارے پاس سلگا کر۔ یا پاؤن اس آگ پر کوئی واقفکار رستہ جاننے والا۔ جب آیا اُسکے پاس۔ آواز آئی (آگ سے) اے موسیٰ"۔

آریہ کے وکیل کی راستبازی اور اسکا علم قابل ملاحظہ ہے نودی۔ ماضی مجہول ندا مصدر سے بنا ہے جسکے معنی ہین۔ پکارا گیا۔ پکارنے والا کون تھا۔ مکذب نے

---

لہ۔ اور اُسکے نشانون سے ہے کہ آسمان اور زمین اُسکے امر سے قائم ہین پہر جب تمکو ایک ہی پکار سے پکارے گا اچانک تم زمین سے نکل پڑو گے۔

لہ۔ کیا موسیٰ کی بات تجھے پہنچی جب اُسنے آگ دیکھی پس اپنے اہل کو کہا ٹہر جاؤ مینے آگ دیکھی ہے تو کہ مین تمہارے پاس ان سے انگاری لے آؤن یا آگ پر کوئی راہ بتانے والا مجھے مل جاوے۔ پس جب اُسکے پاس آیا پکارا گیا اے موسیٰ یقیناً مین تیرا رب ہون۔

دو خطوط مین کہا ہے (آگ سے) کوئی مصنف ذرہ عربی جاننے والا کہے۔ یہہ لفظ (آگ سے) قرآن کریم کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ کاذب مکذب نے صرف اعتراض کے لئے یہ لفظ جڑ دیا جو اُس کے باغی اور حاسد دل کا اپنا نتیجہ ہے قرآن مجید نے تو خود ظاہر فرمایا ہے کہ ندا کنندہ کون تہا۔ بلکہ مکذب نے بہی تکذیب کے صفحہ ۵۲ مین لکہدیا ہے۔ سُورہ نمل مین اسکا بیان عمدہ ہے جہان صاف لکہا ہے "پس جب آیا اسکے پاس۔ پکارا گیا یہہ کہ برکت دیا گیا۔ جو کچہہ کہ بیچ آگ کے ہے اور جو کوئی گرد اسکے اور پاک ہے پروردگار عالمون کا"۔ اس آیتہ سے صاف واضح ہے کہ آگ خدا نہین اور نہ آگ سے ندا آئی۔ بلکہ ندا کرنے والے نے تو یہہ کہا کہ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا یعنی آگ مین کے اور اُسکے ارد گرد والے کو برکت دی گئی۔ اور اللہ تعالے تو جہانون کا اور ان سب اشیا کا جن سے اسکا علم آتا ہے جنمین آگ ہی ایک ہے پالنے والا ہے قرآنی آیات کریمہ کے وہ نتائج جو مکذب نے فٹ نوٹ مین دئیے ہین وہ تمام رگوید کے مشہور اردو ترجمہ کے الفاظ ہین قرآن کریم ان ناپاک مشرکانہ بدبودار خیالات سے پاک ہے یہہ مقدس کتاب اللہ تعالیٰ کو ایسی صفات سے ایسے عیوب سے منزہ و مبرا ثابت کرتی ہے۔ آگ بیچاری تو ایسی الٰہی مخلوق ہے کہ پانی سے معدوم ہوسکتی ہے۔ اور اللہ تعالے کی صفت قران مین ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌+

جناب موسیٰ علیہ السلام نے آگ سے باتین نہین کی بلکہ اللہ تعالے نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے صرف اللہ تعالے کی آواز سنی محیط الکل اللہ تعالے نے ہرگز آگ مین حلول نہین فرمایا مکذب کا یہہ کہنا۔ موسیٰ علیہ السلام آگ کو فرماتے تہے اے آگ فرعون کو جلادے۔ دریائے نیل کو سکہا دے۔ اے اگنی دیوتا

میری قربانی قبول کر۔ اسے آگ مرنے کے بعد مجھے خراب نہ کر وغیرہ؟" یہہ سب تکذب کا بالکل افترا اور قرآن کے بالکل خلاف ہے اور تکذب کا کذب۔ و بہتان ہے وجوہات ذیل سے ظاہر ہے۔

وجہ اولی۔ کہ اسی جگہہ خود جناب موسیٰ علیہ السلام ہی کے قصہ مین آیا ہے۔

إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى - اور اسی قصہ مین دوسری جگہہ فرمایا ہے إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ۔

آیات کا منشا صاف ظاہر ہے اصل یہہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مصر جاتے راستہ مین رات کے وقت آگ دکہائی دی اور آگ کے دیکھنے کے بعد انکو وہ خواہش پیدا ہوئی جو ہمیشہ سمجھہ دار اور عقلمند مسافرون کو پیدا ہوا کرتی ہے۔

راستہ مین آگ جلانا۔ پہاڑی ملکون کا عام دستور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سفر مین رات کا وقت۔ سردی کا موسم پیش آیا اسپر راستہ بہول گئے اور سے آگ کو دیکھا اسے دیکھہ کر ساتھہ والون کو فرمایا۔ تم لوگ ٹھرو۔ مین تمہارے لئے آگ سلگا لاتا ہون تاکہ تم اُسسے سردی مین تاپو۔ اور وہان جاکر کسی سے راستہ کا پتہ بہی لونگا۔ بتاؤ اس مین کیا قباحت ہوئی۔؟

وجہ ثانیہ قرآن کریم مین صاف لکہا ہے۔ آگ اللہ تعالےٰ کی فرمانبردار ہے اور اسکے حکم کے ماتحت ہے۔ اور یہہ بہی قران مین لکہا ہے کہ مخلوق کی

له مینے آگ دیکھی ہے توکہ مین تمہارے پاس اُسکی کوئی خبر لاؤن یا آگ کی کوئی چنگاری لاؤن توکہ تم تاپو۔

عبادت جائز نہین - غور کرو -

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ[۵]

أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ - أَأَنْتُمْ أَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُونَ

نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذْكِرَةً وَمَتَاعًا لِلْمُقْوِينَ[۶]

اور مخلوق کی نسبت حکم ہے -

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَ

اسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ[۷] -

وجہ ثالثہ - سورۂ قصص کی اس آئت سے جسمین یہہ قصہ مندرج ہے صاف معلوم ہوتا

کہ یہہ آواز جسکو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا تہا آگ سے نہین آئی - بلکہ ایک درخت

کی طرف سے وہ آواز سنائی دی چنانچہ اس مین فرمایا ہے -

فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ[۸] مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ

أَنْ يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ

وجہ رابعہ - اگر ہم مان لین - حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ سے

آواز سنی مگر یہہ تو پہر بہی نہین ہوسکتا کہ ہم مکذب کی طرح کہین آواز

دینے والی خود آگ ہی ہتی ! - کیونکہ - اگنی - وایو - سورج - انگرہ -

ملہان وید (حسب تسلیم آریہ) نے جب وید کی رچائین لوگون کو سنائین

---

۵ - ہم نے کہا اے آگ تو ابراہیم پر سرد اور سلامت ہو جا

۶ - اس آگ کو جسے جلاتے ہو سمجہتے ہو کیا تم نے اسکا درخت پیدا کیا یا ہم پیدا کرنے والے ہین -

۷ - اور اُسکے نشانون سے ہے رات - دن - سورج اور چاند - مت سجدہ کرو سورج اور چاند کو بلکہ اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہین پیدا کیا اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو -

۸ - پہر جب اُسکے پاس آیا برکت والے میدان کے کنارے سے مبارک زمین مین درخت کیطرف سے پکارا گیا کہ اے موسیٰ یقینا مین ہون اللہ عالمون کا پروردگار -

جو کچھ لوگون نے اپنے کان سے ان رشیون سے سُنا۔ وہ حسب تسلیم آریہ سے خدا کا کلام تھا۔ نہ اس اگنی اور سورج وغیرہ کا۔ حالانکہ اگنی اور وایو اور سورج کی زبان سے سُنا گیا۔ انصاف کرو۔

اگنی۔ سورج۔ وایو۔ اگر آدمی اور رشی تھے جیسے دیانندی آریہ کا اعتقاد ہے۔ اور انکا بولا ہوا کلام الٰہی کلام مانا گیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام کا وہ الہام جسکی آواز اُنہون نے آگ سے سُنی الٰہی کلام کیون نہین مانا جاتا ہ۔ آگ کا غیر ناطق غیر متکلم۔ جڑھ ہونا صاف گواہی دیتا ہے کہ وہ کلام آگ کا نہ تھا بلکہ کسی اور کا کلام تھا۔ بخلاف اسکے بلحاظ وید کی کلام پر ایسا یقین نہین ہوسکتا۔ کیونکہ ادّعاء اختلاق اُن کی طرف منسوب ہوسکتا ہے۔

سنو!

ملہم کو جب الٰہی آواز کان مین پڑے گی تو ضرور ہے کہ اگر وہ ملہم کسی موجود مخلوق کے سامنے کھڑا ہے تو اُسی چیز سے یا ملہم کے قلب سے اُسکو وہ آواز سنائی دیگی اسمین شبہ ہی کیا ہے! مشاہدہ فطرت سے عیان ہے پر دیکھنے والی آنکھین بھی ہون۔ اگر ہم مان لین کہ آگ سے آواز سنائی دی۔ پھر بھی وہ آواز آگ کی کیسے ہوسکتی ہے؟۔ مثلاً ہم دیوار یا کسی جڑھ پدارتھ کے پاس بیٹھے جنگل مین جہان کوئی بولنے والا نہو کوئی کلام سنین تو کیا ہم کہدینگے کہ دیوار بول رہی ہے ؟۔ یہہ یقینی امر ہے کہ جو آگ جناب موسیٰ علیہ السلام نے دیکھی تھی عنصری آگ نہ تھی بلکہ عالم مثال کی ایک کیفیت تھی۔ اور جناب موسیٰ علیہ السلام کی کشفی آنکھ نے اُسی نور الانوار کی زبردست تجلی کو دیکھا۔

مکذب براہین نے اثبات صانع کی دوسری دلیل اپنی وید سے وہ لکھی ہے جس کو خاکسار نے نمبر الف کے نیچے لکھا ہے - حالانکہ وہ دلیل نہیں بلکہ صرف باری تعالیٰ کی صفات کا بیان ہے ! - اگر صرف صفات باری کا بیان اثبات وجود باری میں دہریہ پر حجت ہے تو قرآن مجید نے صفات باری کے بیان میں کسی قسم کی کمی نہیں کی تھی - مکذب نے صفات کا بیان قران کریم میں کیون نہ دیکھا ہے - اگر آریہ کی نظر میں نہیں آیا تو اب زیر نمبر ب ملاحظہ کرین - وید منتر کے الفاظ کو دو خطوط میں لکھا گیا ہے - اور دو خطوط کے سوا باقی مکذب کے اپنے فقرات ہین -

| ب | الف |
|---|---|
| اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ - یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ - وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَؤُدُهٗ | اُوَم سَرب جگت کرتار (خالق الکل ۱۲) - سَرب ادہار (قبول ۱۲)<br>سرب سوامی (غالب ۱۲) - گیان مے (علیم ۱۲) - سَرب بیاپک (محیط ۱۲)<br>انتریامی (علیم بذات الصدور ۱۲) - ایشر (حاکم ۱۲) - ہرنیہ گربہہ (معدن زر ۱۲) - ابناشی (غیر فانی ۱۲)<br>(ریکھو) پرانونسے پیارا (اعضا سے)<br>(بھوا) - مکت (نجات ۱۲) اور سب سکہون کو داتا -<br>(سوا) - سب کا دہارن کرنیوالا - (قیوم)<br>(سوتیو) - سب ایشرج کا داتا -<br>(دریتیم) - جو سوئیکار کرنیکے لائق - اتی شریشٹ |

ب - اللہ اُس کے سوا کوئی معبود نہین وہ حی قیوم ہے اسکو اونگہہ نیند نہین آتی آسمان و زمین مین جو کچھہ ہے سب اُسی کا ہے - کون اُس کے پاس اُس کے اذن بغیر شفیع ہوسکتا ہے جانتا ہے جو کچھہ اُنکے سامنے اور پیچھے ہے - اور اُس کے علم سے کسی قدر کا احاطہ ہی کر نہین سکتے مگر جتنا وہ خود چاہے - اُس کا تخت آسمان و زمین پر پھیل گیا ہے اور ان (آسمان و زمین) کی نگہبانی سے وہ تہک نہین جاتا اور وہ بلند و بزرگ ہے -

(بھرگو)۔ شدہ اور پوتر کرنیوالا
(دیوسیہ)۔ سب کے آتمانو کا پیدا کرنے والا
(تت)۔ اس پرماتما کو۔
(دہی مہی)۔ ہم دہارن کرین
(دہیو یونہ پرچودیات) جو سوتیا دیو پرمیشر
ہماری بدہیون ست کی طرف پریرن
کرے۔ اور برے کامون سے بچاوے۔
اس منتر مین عالم کل جگدیشور نے ہمقدر
خوبیون سے بہری ہوئی پرارتہنا ہمین
سکھلائی ہے جسکے کامل بیان کرنیکو ایک
دفتر چاہئے۔ انتہے"۔

حِفظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۞
اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ[1]
مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا اَوْلِيَاۤءُ هُمُ الطَّاغُوْتُ
يُخْرِجُوْنَهُمْ مِنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمَاتِ
اَلْحَمْدُ[2] لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. اَلرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ. اِيَّاكَ
نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّاۤلِّيْنَ

واہ صاحب واہ۔ پرارتہنا تو دعا کو کہتے ہین۔ یہہ منتر جب دعا کا طریقہ ٹہیرا تو اثبات صانع کی دلیل جو آپ کا یہان اصل مدعا تہا کدہر گئی۔!!!

اس منتر کو بیان کرکے مکذب نے پانچ ورق مین منتر کے فضائل بیان کئے ہین۔ پہلی فضیلت اس منتر کی جسکو مکذب نے بیان کیا ہے۔

اسمین سرب جگت کرتا۔ سرب ادہار۔ سرب سوامی۔ اوصاف موجود ہین جنسے نہایت واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ

[1] مومنون کا دوست اللہ ہے انکو اندہیرے سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور بے ایمانون کے دوست طاغوت ہین وہ انہین نور سے نکال کر اندہیرے مین لیجاتے ہین۔
[2] حمد اللہ کے لئے جو رب العالمین رحمن رحیم مالک انصاف کے دن کا ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجہی سے مدد چاہتے ہین۔ ہمین صراط مستقیم دکہا صراط اُن کا جن پر تو نے فضل کیا نہ اُن کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہونکا

مکذب براہین نے اثبات صانع کی دوسری دلیل اپنی وید سے وہ لکھی ہے جس کو خاکسار نے نمبر الف کے نیچے لکھا ہے - حالانکہ وہ دلیل نہین بلکہ صرف باری تعالیٰ کی صفات کا بیان ہے ! - اگر صرف صفات باری کا بیان اثبات وجود باری مین دہریہ پر حجت ہے تو قرآن مجید نے صفات باری کے بیان مین کسی قسم کی کمی نہین کی تھی - مکذب نے صفات کا بیان قران کریم مین کیون نہ دیکھا - اگر آریہ کی نظر مین نہین آیا تو اب زیر نمبر ب ملاحظہ کرین - وید منتر کے الفاظ کو اردو خطوط مین لکھا گیا ہے - اور دو خطوط کے سوا باقی مکذب کے اپنے فقرات ہین

الف

اوم سَرب جگت کرتار (خالق الکل ۱۲) - سَرب ادہار (قبول ۱۲)

سرب سوامی (غالب ۱۲) - گیان مے (علیم ۱۲) - سَرب بیاپک (محیط ۱۲)

انتر یامی (علیم بذات الصدور ۱۲) - ایشتر (حاکم ۱۲) ہرنیہ گربھہ (معدن زر ۱۲) - ابناشی (غیر فانی ۱۲)

(ریچھو) پرانون سے پیارا (اعضا سے)

(بھوا) - مکت اور سب سکھون کو داتا - (نجات ۱۲)

(سوا) - سب کا دہارن کرنیوالا - (قیوم)

(سوپتیو) - سب ایشرج کا داتا -

(وریہ نیم) - جو سویکار کرنیکے لائق - اتی شریشٹ

ب

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ - یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ - وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ

لہ - اللہ اُس کے سوا کوئی معبود نہین وہ حی قیوم ہے اُسکو اونگھ نہ نیند نہین آتی - آسمان و زمین مین جو کچھ ہے اُسی کا ہے - کون اُس کے پاس اُس کے اذن بغیر شفیع ہو سکتا ہے جانتا ہے جو کچھ اُنکے سامنے اور پیچھے ہے - اور اُس کے علم سے کسی قدر کا احاطہ ہی کر نہین سکتے مگر جتنا وہ خود چاہے - اُس کا تخت آسمان و زمین پر پھیل گیا ہے اور (آسمان و زمین) کی نگہبانی سے وہ تھک نہین جاتا اور وہ بلند و بزرگ ہے -

(بھرگو) - شدہ اور پوتر کرنیوالا

(دیوسیہ) - سب آتمانو کا پرکرنے والا

(تت) - اس پرماتما کو

(دہی مہی) - ہم دھارن کرین

(دہیو یونہ پرچودیات) جو سویتا دیو پرمیشر

ہماری بدھ یون ست کی طرف پریرن

کرے - اور برے کامون سے بچاوے -

اس منتر مین عالم کل جگدیشور نے بقدر

خوبیون سے بہری ہوئی پرارتہنا ہمین

سکہلائی ہے جسکے کامل بیان کرنیکو ایک

دفتر چاہئے - انتہے -

حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ *

اَللّٰهُ وَلِيُّ[1] الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ

كَفَرُوْا اَوْلِيٰٓؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ

يُخْرِجُوْنَهُمْ مِنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ

اَلْحَمْدُ[2] لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. اَلرَّحْمٰنِ

الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ. اِيَّاكَ

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ

عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

وَلَا الضَّآلِّيْنَ

واہ صاحب واہ - پرارتہنا تو دعا کو کہتے ہین - یہہ منتر جب دعا کا طریقہ ٹہیرا تو اثبات

[مذ]ہب کی دلیل جو آپ کا یہان اصل مدعا تہا کدہر گئی - !!!

اس منتر کو بیان کرکے مکذب نے پانچ ورق مین منتر کے فضائل بیان کئے ہین -

پہلی فضیلت اس منتر کی جسکو مکذب نے بیان کیا ہے -

اسمین سرب جگت کرتا - سرب آدہار - سرب سوامی - اوصاف موجود ہین جنسے نہایت واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ

[1] - مومنوں کا دوست اللہ ہے انکو اندہیرے سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور بے ایمانون کے دوست طاغوت ہین وہ انہین نور سے نکال کر اندہیرے مین لے جاتے ہین -

[2] - حمد اللہ کے لئے جو رب العالمین رحمن رحیم مالک انصاف کے دن کا ہے - ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجہی سے مدد چاہتے ہین - ہمین صراط مستقیم دکہا صراط ان کا جن پر تونے فضل کیا نہ ان کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہون کا

جگت کا کرتا۔ اور سب کا ادہار اور سب کا مالک ایک ہے۔ دوسرا کوئی نہین۔ اس تمام چیراچر
مہان جگت کا جو بنانے والا اور بنا کر ادہار رکہنے والا اسکو عمدہ انتظام مین چلانے والا اور
ہمیشہ مہان شکتی سے اسکا سوامی کہلانے والا جو تمام برکات کا چشمہ اور جمیع فیوض کا مبدا ہے وہی
جاننے یوگ ہے"۔

**سنو!** قرآن مین۔ اللہ تعالے کو خالق کل شئے۔ القیوم کل لہ قانتون نہین
کہا گیا؟ جسکے معنے سرب جگت کرتا سرب ادہار سرب سوامی کے ہین۔ اور کیا یہہ تمام
صفات لفظ اللہ کے معنون مین داخل نہین؟

اب مین آپ کو چند ایسے لطائف سناتا ہون۔ جنسے منصف لوگ اسلام کی حقیقت کی
حقیقت اور ردیانندی آریہ کا بطلان یقین کرین گے۔

**لطیفہ اول۔** آپنے لفظ اوم سے تمام جگت کا کرتا۔ اور تمام چیراچر مہان جگت کا
بنانے والا اللہ تعالے کو بتایا ہے۔ مین پوچھتا ہون تمام چراچر مین۔ جیو (ارواح)
اور ان کے گن۔ کرم۔ سبہاو۔ پرمانو۔ اور ان کے گن۔ کرم۔ سبہاؤ۔ کال
داخل ہین یا نہین؟ اگر یہہ چیزین جگت مین داخل ہین۔ تو دیانندی بتہ بتاوے
ان کا خالق کون ہے؟ اگر کہین وہی ہے جسکو اللہ۔ اوم۔ جگدیش کہتے ہین
چشم ماشاد۔ دل ما روشن۔ ولہ الاسماء الحسنی پس اللہ تعالے کو خالق کل شئے کہنے والا
اور اسپر ایمان لانے والا مومن اور نجات کا پانے والا ہے۔ وللہ الحمد۔ اگر دیانندی
لوگ کہین۔ کہ یہہ جگت مین داخل ہی نہین اللہ تعالے ان کا خالق نہین تو بتاوین
یہہ فضائل قرآن کریم سے بڑہ کر کس امر کے مثبت ہوئے؟۔ تمہارے فضائل والے
وید نے تو تمہاری تحقیق پر اللہ تعالے کے قدم اور بقا اور غیر مخلوق ہونے کی

صفت مین بہی خدا کو یکتا نہ مانا - ! ! !

لطیفہ ثانیہ مکذب نے لفظ اوم سے ثابت کیا ہے کہ باری تعالے تمام برکات کا چشمہ ہے اور جمیع فیوض کا مبدا - مین پوچھتا ہون - ابدی نجات - ہمیشہ کی مکت - کوئی بابرکت اور عمدہ چیز ہے یا نہین ؟ - اگر ہے تو اس رحیم کریم - دیالو - جگدیش کے گہر مین ضرور ہوگی کیونکہ وہ تمام برکات کا چشمہ اور جمیع فیوض کا مبدا ہے - اور اگر ابدی نجات اور دائمی آرام کچھہ بابرکت شے نہین - تو تہوڑے وقت کا آرام اور نجات بہی جو ابدی نجات کا جزو ہے - اچھا اور بابرکت نہ ہوگا ! - کیونکہ آپکے علوم متعارفہ مین ہم پڑھ چکے ہین - جو کل مین نہین وہ جزو مین بہی نہین ہوسکتا ! - مگر تہوڑے وقت کے آرام کو بابرکت نہ کہنا بالکل غلط اور بداہت کے خلاف ہے -

اسلئے وہی کتاب سچ ہے - جو کہتی ہے کہ الٰہی انعامات اور اسکی عطایات عطاءً غیر مجذوذ ہی ہین -

اللّٰھم اجعلنی خادم کتابک وسنتہ نبیّک وارزقنی مرافقتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اعلی علیین یا رب العالمین -

لطیفہ ثالثہ - لفظ اوم کی دوسری فضیلت مین مکذب نے کہا ہے - اللہ تعالے جسم - طول - عرض - عمق - جہل - غفلت - کمزوری - مکان - اور تمام الزامات سے پاک ہے -

مین پوچھتا ہون قرآن مجید نے ہی اللہ تعالے کو الملک القدوس السلام فرماکر اہل اسلام کو یقین دلایا ہے - کہ اللہ تعالے ہر ایک الزام سے پاک ہے مگر دیانندی آریہ کہتے ہین - خدا ارواح کا خالق نہین ! - اگر رزق دیتا ہے تو بہی صرف ارواح کے اعمال کی مزدوری ہے - ! - اور وہ باانیکہ ارواح کا خالق

نہیں۔ مگر انکے پیچھے ایسا پڑا ہے کہ اُسکی دست برد سے انہیں کبھی ابدی نجات نہو گی۔!!!۔

لڑکون کی بیماری اور اُنکی تکالیف دیکھکر دیانندی کہتے ہین اگر تناسخ کا ماننا غلط ہے تو معصوم بچون پر ایسی تکالیف کیون آتی ہین ؟ اگر تناسخ نہ مانے تو رحیم خدا پر الزام آتا ہے۔ ہم کہتے ہین۔ اگر ارواح آلہی مخلوق نہین تو ان پر ایسی حکومت اور تصرف کیون ہوا ؟ کہ وہ کبھی مطلق آزاد نہ ہوئے۔ جہان پڑے مین ہی بیچ انکرما تر کرم سے داغدار ہین !۔ اگر حقیقت الامر کو دیکھو تو لامحالہ وہی مذہب سچا ماننا پڑے گا جو یہہ بشارت دیتا ہے۔

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ۔ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

لطیفۂ رابعہ۔ تکذیب لفظ اوم کی دوسری فضیلت مین کہا ہے۔ اللہ تعالے "ایک وشنی یعنی عرش یا پانی پر بیٹھا ہوا نہین"۔ مین پوچھتا ہون۔ خود تکذیب کے صفحہ ۱۳ مین باریتعالے کی مدح مین لکھا ہے۔ "وہ تینون زمانون کے اوپر براجمان ہے"۔ اس قول پر وید سے استدلال کیا ہے۔ بڑھ کر یہہ ہے کہ صفحہ نمبر ۴۷ مین ایک وید منتر لکھا ہے جسکے الفاظ یہہ ہین۔ "دیوتہ امرت مانن شو ناس ترا تیئے دہام ندہیر تم" اور ان الفاظ کے اصل معنی یہہ ہین "دیوتہ لوگ۔ آبحیات کا پینا ترک کرکے۔ تیسرے مقام مین پرکاش والیکے۔ عبادت کرتے ہین۔"

---

۵۔ تمہارے ربنے اپنے اوپر رحمت کو لکھہ لیا ہے۔ اللہ ہر شئے کا خالق ہے۔ اُسکی مثل کوئی شے نہین۔ پھر ہم ڈرنے والون کو نجات دینگے۔

سوچو - ایک مقام تو زمین ہے اور دوسرا آسمان تیسرا کیا ہوا ہے وہی کیون نہین تسلیم کیا جاتا ہے جسے اہل اسلام عرش کہتے ہین ؛

لطیفہ خامسہ - مکذب نے آدم کے نفوذ سے یہہ بہی نکالا ہے - کہ باری تعالے کی جناب مین سفارش نہین - رشوت جرم ہے جبرائیل - میکائیل کا وحی پہنچانے رزق رسانی کا محتاج بنانا جہالت ہے - مین کہتا ہون باری تعالے کی پاک ذات کو مسلمان بہی رشوت خوار اور وحی مین جبرائیل وغیرہ کا محتاج ہرگز نہین جانتے - ان کلمات سے کس قوم پر طعنہ کی راہ نکلتی ہے ؟ کیا قرآن کریم مین یہہ آئت شریف نہین آئی ؟ -

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاءُنَا عِنْدَ اللّٰهِ - قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ -

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ -

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ

اب بہہ تو فرمائیے - پرارتہنا اور دعاؤن اور خاص کر مضطرون اور پاک لوگون کی دعاؤن مین بہی کوئی اثر ہے یا نہین ؟ - اور خیرات صدقات اور خوشبو والی اشیائ کا آگ مین ڈالنا کچھ مفید ہے یا نہین - ؟ - اگر جبرائیل کا وحی مین درمیانی ہونا یقین کرنا اور میکائیل کا توسط ماننا کبیرہ گناہ ہے - اور الٰہی بارگاہ مین

---

له - اور ڈرو اُس دن سے کہ کوئی جی کسی جی کے کام نہ آئیگا اور نہ اُس کی سفارش منظور کی جائیگی اور نہ اُس سے کوئی رشوت لی جائیگی اور نہ وہ مدد دئیے جاوینگے -

کوئی واسطہ نہیں تو کیا یہہ بات بالکل غلط ہے جو دیانندی آریہ کہتے ہیں۔ ہ الگنی وایو۔ سورج۔ انگرہ کی وساطت اور درمیانی ہونے سے وید جیسا الٰہی کلام لوگون کو پہنچا اور کیا ہمارا یہہ مشاہدہ غلط ہے ہ۔ اور سوفسطائیہ کا قول صحیح ہے۔ مشاہدون کا اعتبار نہیں۔ ہ۔ جو ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے کھیتون اور باغون کے ہرا بھرا آباد کرنا مین بعض ہوائین اور مینہ برسانے والے بادل اور روشنی اور اندھیرا مظاہر قدرت کی وساطت ہوتی ہے اور تمام حوادث و واقعات علوی و سفلی وسائط و اسباب مربوط ہین۔ تسپر بھی حقیقتاً باری تعالے کی ذات پاک ان تمام علل اور درمیانی اشیا سے مستغنی ہے اور یہی امر بالکل اسلام کے مطابق ہے۔

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔

اُس پدیک منتر کی جو ایک قسم کی دعا ہے مکذب نے چوتھی فضیلت یہہ لکھی ہے۔ جو جسکو پیارا ہے دوسرے کے دل مین اسکی محبت اتنی ہی اثر کر رہی ہے"۔ ایشر کو پرانون سے پیارا جاننا حصول قرب کا اول درجہ ہے"۔

مین کہتا ہون۔ قرآن کریم الٰہی محبت کے مسئلہ کو جس آب و تاب و عمدگی سے بیان کرتا ہے۔ اسے ذرہ تامل سے سُنو۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔

بعض آدمی۔ بعض اشیار کو مختلف اغراض کے باعث پرانون سے پیارا سمجھتے

ے۔ بعض آدمی اللہ کو چھوڑ کر شریکون کو اختیار کر لیتے ہین اُن سے اللہ کا سا پیار کرتے ہین۔ پر ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ ہی سے کرتے ہین۔

ہین۔ تمنے سنا ہوگا کہ ہزارون اپنے پرانون کو خدا کے سوا اور اشیا کی محبت پر تیاگ دیتے ہین۔ پس سچی تعلیم اور کامل تعلیم مین بجائے اسکے کہ باری تعالے کو پرانون سے پیارا کہا جاوے اُس کو ہر ایک چیز سے زیادہ پیارا ہونیکا یقین کرایا جاوے۔ اور یہی فائدہ ہے جو قرآن کریم کے لفظ مِن دُونِ اللہِ سے حاصل ہوتا ہے اور یہی قرآن کریم کی تکمیل ہے۔

فضیلت پنجم مین لکھا ہے۔ اُس ایک راحت اور آنند کو لوگ حسب مرضی چاہتے ہین اور یہی سبب ہے کہ محروم رہ جاتے ہین۔ مگر مین کہتا ہون۔ کیا۔ اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ - قرآن کریم مین موجود نہ تھا؟ یا کیا مکذب اس سے بے علم ہے؟

فضیلت ششم۔ تمام سرشٹی کے واسطے پرمیشر سرب ادہار ہین۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ - لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔

فضیلت ہفتم و ہشتم میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ فضیلت ششم مین موجود ہے۔ اگر زیادہ سننے کی ضرورت ہے تو سنو۔ قرآن کریم مین ہے۔

وَاعْبُدُوا اللہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا - اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ - اَللہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔

لہ۔ تم دیکھتے ہو بعض آدمی اپنی خواہش کو معبود بنا لیتے ہین۔

وَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ فَتُلۡقٰی فِیۡ جَھَنَّمَ مَلُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا۔

منتر دوم کی فضیلت ہشتم مین۔ شیطان کے وجود پر۔ اور اللہ تعالے کے نام
قہار۔ جبار۔ اور اُسکی صفت مکر۔ پر بھی اعتراض کیا ہے اور مکار اسکا نام بتایا
شیطان کا قصہ ہم مفصل بیان کر آئے ہین۔ شیطان کو گمراہ کرنے کے واسطے اللہ
تعالے نے نہین بہیجا۔ قرآن کریم مین نہین لکھا کہ اللہ تعالے نے شیطان کو
گمراہ کرنے کے واسطے پیدا کیا۔ قہر کے معنی عربی مین غلبہ اور طاقت کے ہین قاہر
کے معنے غالب اور طاقتور ہین القاہر جو اللہ تعالے کا نام ہے اسکے معنے ہین
وہ ذات پاک جو سب پر غالب ہے القہار۔ القاہر کا مبالغہ ہے قرآن کریم نے
خود القاہر کے معنے بتائے ہین۔ جہان فرمایا ہے۔ وَھُوَ الۡقَاھِرُ فَوۡقَ عِبَادِہٖ
کیا تمہارے یہان اسے سرب شکتیمان سوامی نہین کہا گیا۔ ہ۔ پس اسے القاہر
ہم معنے سمجھہ لو۔ جبر کے معنے اصلاح کرنا۔ سنوارنا۔ الجبار کے معنے وہ بڑا اصلاح
کرنے والا اور سنوارنے والا۔ پس اس معنے پر اللہ تعالے کا نام ہوا الجبار
ہم ہزارون طرح سے اپنی صحت کا بگاڑ کرتے ہین۔ مگر اس معلے بارگاہ
مین ہماری اصلاح کے سامان پہلے ہی سے علیم و خبیر خدا نے کر رکہے ہین جس
سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ یقیناً ہماری کرتوتون سے پہلے ہی واقف
تہا۔ دیکہو عربی زبان کے الفاظ بولنے والے طبیب اس بندھن کو جو ٹوٹی ٹوٹی
ہڈی پر ہڈی کی اصلاح کے واسطے باندھتے ہین جبیرہ کہتے ہین یہ لفظ
اُسی مادہ جبر سے نکلا ہے جس سے جبار نکلا ہے۔ اور جبر نقصان تو عام ہندو
لوگون مین مشہور ہے جسکے معنے نقصان کی اصلاح کے ہین۔

مکر کے معنے تدبیر - اور باریک تجویز کے ہین اور فریب کی سزا دینے کو بھی بی
ہین مکر* کہتے ہین - حیلہ کا لفظ بھی عربی مین لفظ مکر کے ہم معنی ہے اور کید بھی
یہی معنی رکھتا ہے - اور کید کے معنے جنگ اور تدابیر جنگ کے بھی ہین +

دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش مین لکھا ہے کہ الفاظ کے مختلف
معانی مین سے مناسب معنی لینے چاہئے ستیارتھ - نمبر ۲ -

آپ اگر اُس دیانندی فقرہ پر ایمان رکھتے ہین تو انصاف سے غور کرین کہ ان
الفاظ مین کیا قباحت رہی ؟ -

اس منتر کی نوین فضیلت مین مکذب نے پھر باریتعالے کے پوترتا کا بیان
چھیڑا ہے اور مین لکھہ چکا ہون کہ قرآنی کلمہ - الملک القدوس السلام - مین
باری تعالے کی صفات کاملہ پوترتا اور شدہی کا کامل بیان کردیا ہے - اور
اس فضیلت مین مکذب نے پھر دعا کی طرف ناظرین کو توجہ دلائی ہے اور

---

* نوٹ - عداوت ایک تاریک بخار ہے جو دل و دماغ کو مکدر کرکے صفات حسنہ سے انہین محروم کردیتا ہے عیسائیون نے محض حسد سے ان الفاظ (مکر - کید) کو اعتراض کا نشانہ بنا رکھا ہے اور قرآن کریم کی ان آیات پر حقارت آمیز نگاہ ڈالتے تھے تورات و انجیل مین ایسے محاورات بکثرت موجود ہین - عربی اور عبرے کے محاورات قریب قریب ہونے کی بابت لازم آتا تھا کہ وہ قرآن کریم کی مصطلحات کی صداقت کا اعتراف کرنے مین پیس و پیش نہ کرتے مگر ضد نے ان کی بصیرت کو دھندلا کر دیا - ہمارے دیانندی بھائیون نے بھی حق پوشی مین انہی اگلے لوگون کے اقتدا کو ضروری سمجھا ہے - صاف ظاہر ہے کہ ایک بولی کا لفظ جب اپنے اصلی زبان سے دوسرے ملک مین دوسری زبان مین منتقل ہوتا ہے اس کا منشا و مفہوم اصلی دوسرے ملک کے مذاق کے قالب مین ڈہل جاتا ہے - مکر - کید - ملٹری ٹرمس (فوجی اصطلاحین) ہین قرآن کریم کی یہ آئتین ان الفاظ کی پوری تشریح کرتی ہین اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ - جب بے ایمان تیری نسبت خفیہ تدابیر کر رہے تھے کہ تجھے قید کرین یا جلاوطن کرین یا مار ہی ڈالین - اور وہ تدبیرین کر رہے تھے اور اللہ بھی (بچا کر نکال لے جانے کی) تدبیر کر رہا تھا اور اللہ کی تدبیر آخر غالب ثابت ہو گئی - اب عرب کی ناشکر گذار قوم کی اُس بدسگالی اور خفیہ سازشون کو جو آنحضرت صلعم کی نسبت وہ کرتے تھے اور ان کی اختلاف آرا کو لفظ مکر سے ظاہر کیا ہے کہ خود محل بتا رہا ہے کہ اس لفظ کا معنے کیا ہے - دوسری آیت جناب ابراہیم کی نسبت ہے جہان فرمایا ہے - وَاَرَادُوْا بِہٖ کَیْدًا فَجَعَلْنٰھُمُ الْاَخْسَرِیْنَ - انہون نے انکو ضرر پہنچانا چاہا پر ہم نے انہین کو ذلیل کیا وہ جناب ابراہیم کو آگ مین ڈالنا چاہتے تھے اور اس ارادہ مین باری تعالے نے انہین ناکامیاب رکھا اسی کو لفظ کید سے تعبیر فرمایا ہے +

عبدالکریم

اتنا نہین سوچا کہ صانع عالم کے وجود پر دلایل لانا اور گم کردہ راہ دہریہ کے آگے وجود باری
کو ثابت کرنا اور بات ہے اور دعا مانگنا اور یہہ بتانا کہ دعا کسطرح مانگی جاوے اور بات
اس مقام پر صانع کی ہستی پر دلایل لانے واجب تھے نہ دعائین سکھانا۔

اگر دعاؤن کی عمدگی سے دہریہ پر حجت قایم ہو جاتی ہے تو قرآنی دعا سُن لو
جو تمام عمدہ مطالب پر حاوے ہے اور اگر تحقیق کی نگاہ سے دیکھی جاوے تو
ہر قسم کی انسانی دعاؤن سے بالاتر ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔
رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً

اسمین پھر لکھا ہے۔ عید کے بکرے اور بھیڑین تیری خوراک نہین۔ اونکے خون تیرے حضور نہین پہنچتا۔ العجب !
ثم العجب !۔ کیا یہہ فقرہ جسکو آپنے لکھا ہے کسے وید کی منتر کا ترجمہ ہے ؟۔ کیا یہہ ایک
کسی اور انسان کا ایجادی فقرہ ہے ؟۔ نہین نہین۔ ہرگز نہین۔ یہہ تو قرآن کریم
کی آیتہ کا ترجمہ ہے۔ اور وہ آیتہ یہہ ہے۔

لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ

روحانی صداقتین تو قرآن کریم سے باہر نہین۔ مگر ہم تعریض کرنیوالے سے یہ
پوچھتے ہین سوم لتا کے رس سے کس دیوتا کا پیٹ موٹا اور پھلایا جاتا ہے ؟ ویدکے
عام پسند لفظی تراجم سے پتہ دیجئے۔ اس منتر کی دسوین فضیلت مین لکھا ہے۔ جتنی
دعا اور ستائش ستی ہمیتی والی اوپاسنا وہی ہے جسکے کرنے سے اپاسک کو شک نہ رہے جو اسکے حصول کے وسائل مین

۵۶ اے ہمارے رب ہمکو اس زندگی مین بہتری دے اور آنے والی زندگی مین بھی نیکی عنایت فرما +
۵۷ اللہ کو انکا گوشت اور لہو نہین پہنچتا لیکن اسے تو تمہاری (صفت) تقوی (خدا ترسی) پہنچتی ہے +

ادل انکا گیان نہایت لازمی ہے۔ اور یہہ بتانا اس مذہب کا فرض ہے جو کاملیت کا دعویٰ کرے"۔

"آیا شک کو شک نہ ہے"۔ کی نسبت تو آپ نے صرف اتنا ہی کہا ہے کہ باری تعالےٰ اپا شک اور دعا کرنے والے سے قبولیت کا وعدہ کرے جیسے تکذیب کے صفحہ ۴۶ سطر ۳ مین اسپ نے لکھہ دیا اور اسکے حصول کے وسائل کو صرف ترقی علم کی دعا مین منحصر کیا ہے جیسے تکذیب کے صفحہ ۶۲ سے ظاہر ہے۔ مگر کیا تم لوگون نے قرآن مین قبولیت دعا کا وعدہ۔ اور ترغیب علم کی آیات نہین پڑہین ہ۔ اچھا اب سن لو۔

اُجِیبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیبُوا لِی وَ لْیُؤْمِنُوا بِی لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُونَ[۱]

وَقُل رَّبِّ زِدْنِی عِلْمًا[۲]۔

یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِینَ اٰمَنُوا وَالَّذِینَ اُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ[۳]

قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِینَ یَعْلَمُونَ وَالَّذِینَ لَا یَعْلَمُونَ[۴]۔

اس منتر کی گیارہوین فضیلت مین مکذب نے کہا ہے

"جتنے مذہب ہین۔ عقل کو صندوق مین بند کر قفل لگانا اپنا پہلا اصول جانتے ہین۔ اور ان مذاہب ہین سے فسٹ نمبر دین محمدی ہے۔ مصنف اعجاز محمدی نے صفحہ ۱۹۱ مین معقول فلسفہ کو منع فرمایا ہے۔"

مین کہتا ہون صاحب اعجاز محمدی نے یونانی لغو فلسفہ سے منع کیا۔ جو غالبًا ہندیون کی کاسہ لیسی کا بد نتیجہ ہے۔ والّا قرآن سچی فلسفی کی تاکید کرتا ہے۔ اور

---

[۱] مین دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہون جب وہ مجھسے دعا مانگتا ہے تو چاہئے کہ مجھ ہی سے قبولیت کی طلب کرین اور مجھپر ایمان لاوین تو کہ راہ پا وین +

[۲] اور کہا اے میرے رب مجھے علم مین ترقی دے +

[۳] اللہ ایمان والون اور عالمون کے درجے بلند کرے گا +

[۴] تو کہہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہین +

نیچر کے نظارہ پر کبھی فرماتا ہے - اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَآیۃً لِقَومٍ یتفکرون - اور کبھی فرماتا
ہے لآیات للعلمین کسی وقت فرماتا ہے لآیات لقوم یعقلون - اور کہین فرماتا
ہے انّ فی ذلک لآیات لاولی النہیٰ اور کسی جگہہ اشارہ کرتا ہے اِنّما یتذکر
اولوا الالباب ان نصوص کے بعد کوئی عقلمند منصف کہ سکتا ہے کہ قرآن یا اسلام کا
پہلا اصل یہہ ہے کہ عقل سے کام نہ لایا جاوے - یا عقل کو صندوق مین بند کر کے اسپر
قفل لگا دینا چاہئے - مولوی غلام علی صاحب مرحوم کا قصہ - کہ یوشع بن نون کے قصہ مین سورج
ٹھہرا ہوا مولانا مرحوم و مغفور بیان کر رہے ہین - اور اسوقت مکذب براہین نے اُن کو بند کر لیا - ایک شخص بحث
ہے جو ہمین پسند نہین - اور مولوی صاحب مرحوم کا اب انتقال ہو چکا ہے - الا ہم اُن سے
دریافت کرتے - کہ مکذب کہان تک راستباز ہے - حالانکہ نہار کا طول یا لیل کا طول جسکو
سرمدیت لیل اور سرمدیت نہار کہتے ہین - ایک لطیف محاورہ ہے اور مکذب کے
گرو کی اس تحقیق پر جس سے اُس نے اگنی اور وایو اور سورج رشیون کے نام رکھے
(پیشوا دیانند ۱۲)
اس قصہ کی توجیہ کچھہ بھی دقت نہین رکھتی - مگر قرآن کریم مین یہہ قصہ موجود نہین
ہے - ہمین یا مولوی صاحب مرحوم کو اسکے بیان کی ضرورت ہی کیا ہے - ؟ +

دوازدہم فضیلت کے بیان مین پھر تمکو آیت ذیل یاد دلاتا ہون -

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِینَ اٰمَنُوا یُخرِجُھُم مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّورِ اور خلوص نیت اور
استقامت و درستی مسائل کے متعلق ان آیات پر غور کیجئے وَمَا اُمِرُوا اِلَّا لِیَعبُدُوا
(استقلال ۱۲)
اللّٰہَ مُخلِصِینَ لَہُ الدِّینَ -

اِنَّ الَّذِینَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَیھِمُ المَلَائِکَۃُ

اس منتر مین کتنی طول کلامی کرنی پڑی - باانیکہ اثبات صانع کے دلائل سے اسکا

کوئی تعلق نہین - مگر امر مجبوری ہے بے تکی ہانکنے والون سے سابقہ پڑ گیا ہے

اب لفظی ترجمہ اس منتر کا لکھتا ہون - جسپر اسقدر گفتگو ہوئی ہے -

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| اوم - (خدا کا نام) | بہو - (خدا) | بہووا - جسمین سب ہین ۱۲ | سووا - خوش وخرم ۱۲ | تت - وہ ۱۲ | سوویت - خالق ۱۲ |
| ورینیم - لینے کے لائق ۱۲ | بھرگو - تیج ۱۲ | دیوسے - پرکاش (ع الا) ۱۲ | دہی مہی - دہیان کرتے ہین ۱۲ | | دہیو - عقلون کو ۱۲ |
| یونہ - جو ہمارے ۱۲ | | پرچودیات - اپنے طرف کہینچے | | | |

مطلب - اللہ تعالےٰ ہمارے عقلون کو اپنی طرف متوجہ کرے - مگر کیا یہہ دعا قرآنی

دعاؤن کا مقابلہ کرسکتی ہے ؟ - سنو!

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا

قَوْلِي وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي هَارُونَ أَخِي اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي وَأَشْرِكْهُ فِي

أَمْرِي كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا -

رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا -

سورہ فاتحہ کو بہی مکذب نے دلیل اثبات صانع خیال کرکے اسپر اعتراض کئے ہین

پہلا اعتراض مکذب کے صفحہ ۵۵ مین - "اگر خداے قرآنی بموجب ان دو آئتون کے (الحمد للہ

رب العلمین ۝ الرحمن الرحیم ۝) موصوف ہوتا تو غیر مذہب والون اور حیوانون کو مسلمانون

کے ہاتہہ سے قتل اور ذبح نہ کراتا - کیونکہ ذبح وقتل رحیمیت و ربوبیت کے برخلاف ہے"

مصدق - بدکارون کے قتل کا تذکرہ تو گذر چکا ہے - اور اسپر وید کی تاکیدین

---

۵۱ - اے میرے رب میرے سینے کو کہول دے اور میرا امر میرے لئے آسان کردے اور میری زبان کی گرہ کہول کہ میری بات (تبلیغ احکام الٰہی) کو سمجھہ لین اور میرے خاندان مین سے میرے بہائی ہارون کو میرا بوجہہ بٹانے والا بنا - اس سے میری پیٹھہ کو تقویت دے اور میرے معاملہ مین اُسے ساجہی بنا تو کہ ہم مل کر تیرے نام کی تقدیس کرین اور تجہے بہت یاد کرین ؛

۵۲ - اے ہمارے رب ہمکو اپنے پاس سے رحمت عطا کر اور ہمارے معاملہ مین ہمین راہ کہول دے ؛

بیان ہوچکین - حیوانات کے ذبح پر سُننے رحم ہے کہ نہین۔

گوشت کہانے کے منکرون نے جانورون کے ذبح کرنے مین گوشت

کہانے والون پر جسقدر اعتراض کئے ہین - اسکا مفصل جواب برہان لائق نام

ایک بسیط کتاب مین مولوی سید قمر علی لکھنوی نے لکھا ہے - اسکا خلاصہ بقدر ضرورت

یہان گذارش ہے - معترضون کے اعتراضات کا مدار ان چند وجوہ پر ہے منکرین

کی پہلی وجہ " جانورون کا ذبح کرنا - باری تعالے کی صنعت کا مٹانا ہوتا ہے " جواب صنعت الہی

کا وجود جیسا حکمتون پر مبنی ہے - ویسے ہی ذبح کرنا بہی چونکہ ضروری امر ہے حکمتون

سے خالی نہین وہ بہی حکمتون پر مبنی ہے ؛

ایضاً - منکرین ذبح بہی نباتات اور معدنیات کی قدرتی صفت کا ابطال

کرتے ہین - اگر جانورون کا ذبح کرنا قدرتی صنعت کا تغیر ہے تو نباتات او جمادات

کا استعمال بہی قدرتی صنعت کا تغیر ہے -

ایضاً - ہمیشہ مرکبات مین تغیر ہوا کرتا ہے - اور کسی آن مین مرکبات موجودہ تغیر

سے محفوظ نہین رہ سکین پس تغیر ایک امر لازمی ہے جو مصنوعات کو لابد ہے

ذبح ہون یا نہ ہون پہر ذبح پر انکار کیون کیا جاتا ہے - ؟ -

دوسرا طعن یہہ کرتے ہین کہ ذبح کرنے مین جانور کو بقیہ حیات اور تمتع زندگی

سے محروم کیا جاتا ہے - مگر پہلے یہہ ثابت ہونا چاہئے کہ حیوانات کو اس محرومی سے

ضرور صدمہ پہنچتا ہے - حیوانات کے اضطراب اور انکے عند الذبح حرکات سے اندازہ

نہین لگ سکتا کیونکہ کیا ثبوت ہے کہ اُنہین تکلیف ہوتی ہے یا وہ تکلیف کا نتیجہ

ہے - ؟

بار ہا ہمنے مصروع (نزعی زدہ) کے حالات اضطرابیہ کو دیکھا۔ بعد افاقہ جب اس سے دریافت کیا اُس نے اپنی تکالیف سے بے خبری بیان کی۔

علاوہ برین یہہ نقص نباتات پر بھی عاید ہوتا ہے اور اُن کے استعمال سے ان نباتات کے سلسلے کا قطع ہی جنکو ہمنے استعمال کیا۔ لازم آتا ہے۔

سیوم۔ تمتع نفس وجود حیات سے حیوانات بے خبر ہین۔

چہارم۔ تمتع مستلذات کبھی اضطراری ہوتا ہے اور کبھی اختیاری اضطراری کی مثال بھوکے کو کھانا کھلانا۔ اور پیاسے کو پانی پلادینا۔ اور اختیاری کی مثال لذیذ میوجات کا استعمال کرنا۔ اضطراری تمتع۔ اور لابدی مستلذاذ کی محرومی اور انکا دفع ہونا دو طرح ہوتا ہے۔ اول۔ دفع رنج اور مصیبت بطرح پر کہ رنج اور مصیبت کا ہی استیصال کیا جاوے۔ دوم۔ صورت یہہ ہے۔ کہ رنج اور مصیبت کو باقی رکھکر رنج زدہ کو آرام سے روکا جاوے ×

اول۔ کی مثال۔ خارش والے مریض کا مرض کسی طرح دور کیا جاوے اور اُسے خارش کی دوائی کہانے سے محروم کہا جاوے۔ اسطرح مرض کا دور کرنا۔ اور مریض کو دوائی سے محروم رکہنا۔ کوئی جرم نہین اور نہ کوئی ظلم ہے بلکہ مریض پر بڑے درجہ کا احسان ہے۔ دوسری صورت یہہ ہے کہ خارش والے مریض کے مرض کو باقی رکہکر خارش کی دوائی کے استعمال کرنے سے محروم رکہا جاوے یا کہجلانے سے روکا جاوے۔ یہہ قسم البتہ ظلم ہے ×

اب غور کرو۔ حیوانات کے تمتعات اضطراری ہین۔ یا اختیاری ظاہر ہے کہ حیوانات کے تمتعات کیا ہین۔ یہی کہانا۔ پینا۔ بول و براز کرنا۔ اور تنفس لینا

اور یہہ اقسام ظاہر ہے کہ بالکل اضطراری ہین - پس حیوانات کو بند کرکے اذیت

دینا ظلم ہوگا اور بے انصافی ہوگی کیونکہ جانورون کو اس صورت مین اُن کے

ضروری تمتعات کہانے پینے سے محروم رکہا جاتا ہے اسی واسطے جناب رحمۃ للعالمین

(فداہ ابی وامّی ونفسی ومالی) نے فرمایا ہے -

اِمراۃ دخلت النّار فی ہرۃ حبستہا لاھی اطعمتہا تاکل من خشاش الارض

حیوانات کو ذبح کردینا - اور اُنکے مادۂ اضطرار کو ہی قطع کرنا ظلم نہ ہوگا +

یاد رہے - ذبح مین قلیلہ تمتعات (مثلاً جانورون کا کودنا پہاندنا) کا ابطال

ضرور ہوتا ہے - مگر انسانی فواید کے لئے اتنی قلیل نقصان کا ارتکاب منکرین ذبح

بہی کرتے ہین - چنانچہ وہ دودہ کی خاطر جانورون کے ننہے ننہے شیرخوار بچون کو

باندہ کر ایسے تمتعات سے روک دیتے ہین +

ذبح پر یہہ بہی اعتراض کرتے ہین کہ ذبح مین بے جرم جانور کو سخت سے سخت

تکلیف پہنچائی جاتی ہے اسکا جواب یہہ ہے - خدا کی کمزور مگر نہایت پیاری

مخلوق انسان کے بہت سے کام حیوانات کی تکلیف پر موقوف ہین - گوشت کہانے

کے منکرون کے ملک مین زراعت کے تمام کاروبار حرفت اور تجارت پر نظر کرو - یہان

کیا غالب عمر انات کے اکثر کام حیوانات کی تکلیف پر موقوف ہین - اسی واسطے بارئ تعالیٰ

نے حیوانات کی بناوٹ اور انکے طبعی قواین جیسی مضبوطی رکہی ہے - اُن کے نفسانی

قوے اور ادراکی طاقتون مین ایسا استحکام نہین رکہا - حیوانی مسکن اور حیوانی زندگی

لہ - ایک عورت ایک بلی کے بدلہ جہنم مین داخل ہوئی جسے اُسنے بند کرکے کہانے پینے سے محروم کردیا وہ

کوڑا کرکٹ ہی کہاتی

اور حیوانی خوراک اور حیوانی عیش و آرام پر نظر کرو - پھر انسانی محل - قصور اور اقسام

اقسام کے لباسون - کپڑون - اور انواع اطعمۂ لذیذہ اور فرحت افزا منظرون کو دیکھو

اس قانون قدرت کے نظارے سے صاف عیان ہے کہ ذبح کے آلام سمجھنے

مین بھی اُن کے قوے ایسے ہی کمزور اور ضعیف ہین - جیسے اور ادراکی قوائے

حیوانات کا ذی روح ہونا اِس امر پر راہ نمائی نہین کرتا کہ اُن کے قوائے نفسانیہ

بھی قوی ہون - دیکھو آدمی کا جگر اور شُش باوجود ذی روح کے اعضائے

قوی الادراک انسان کے اجزا ہونے کے بالکل بے حس ہین اسی طرح بعض

حیوانی قوے کی حدت حیوانات کی عام ذکاوت کی مستلزم نہین - دیکھو اکثر

حیوانات بدون وحشت اور اضطراب کے ذابح کے پاس کھڑے رہتے ہین - رحم

ایک قلبی حالت ہے - ایسے ہی قہر بھی ایک جبلی صفت ہے یہہ دونون صفتین کسبی

نہین ہوتین - ہان کبھی سوسائٹی اور تعلیم سے انمین کمی اور زیادتی ہوا کرتی ہے

گو وہان اصل اور عرض کا فرق ضرور رہتا ہے - مگر اس سے دونون افراط اور تفریط

کا جانین کسی عام حکیمانہ قانون کے باعث نہ ہونگی -

ظالم خلق آزار یا عقرب اور مارِ خونخوار پر رحم کرنا ظلم ستمگار سے ہرگز کم نہین -

نکوئی با بدان کردن چنان است ❖ کہ بد کردن بجائے نیکمردان ❖

ایسے تجربہ کے ڈکٹر کو زخمون کا چیرنا قبیح نہین گو اس عمدہ کام کو ایک رقیق القلب

نہ کر سکے - اور ڈاکٹرون کو اپنے زعم مین قسی القلب کہا کرے - مگر تعجب ہے!

کہ ذبح کے منکر ذبح کے سوائے انواع و اقسام کے شدائد اور تکالیف

جانورون پر جائز رکھتے ہین - حالانکہ

(اول)- صدمہ موت جو ذبح سے حاصل ہوتا ہے- بدون دخل انسانی بھی مقدر
ہے- اور جن تکالیف کو منکرین ذبح جائز رکھتے ہیں وہ بدون جبر انسان کے
اور کسی طرح حیوانات کو لاحق ہونی ممکن نہیں۔

(دوم)- ان تکالیف سے جنکو منکرین جائز رکھتے ہیں حیوانات کو کوئی فائدہ
نہیں پہنچتا- صرف اس میں انسانی فائدہ ہے- اور ذبح جانور کو تکالیف امراض
اور تدریجی موت کے شدائد سے نجات بخش ہے بخلاف ان تکالیف کے جنکو
منکرین جائز رکھتے ہیں مصائب شدیدہ کے تحمل پر مہلت دینا رحم نہیں پس ذبح
کرنا رحم ہے- کیونکہ ذبح کرنے میں جانور کو شدائد مرض الموت اور دیگر شدائد
زمانی سے بچایا جاتا ہے- اور ذبح سے جانور کو وہی امر پیش آتا ہے جو اُسے بدون
ذبح بھی پیش آنے والا تھا- ہم نہیں سمجھتے کہ حیوانات کو ذبح کرنے سے انسان
کیوں منع کیا جاوے- اسلئے کہ

(اول)- انسان مدنی الطبع اور بہت حقوق کا ذمہ وار ہے اور بہت معاملات
کا اسیر مدار ہے- ہاں انسان کے ہاتھ سے جن حقوق کا اتلاف معاملات زندگی
میں ممکن تھا مذہب حق نے اسکا انسداد ضرور کیا ہے چنانچہ اسی مصلحت کی
بنا پر شیردار جانور کا ذبح بلحاظ اسکے بچہ کے اور ملک کے جانور کا ذبح کرنا بلحاظ
اتلاف حقوق غیر کے درست اور پسندیدہ نہیں۔

(دوم) انسانی بناوٹ پر نظر کرو- انسان کی ابتدائی پرورش کسطرح جانوروں
سے زیادہ پر از تکالیف ہے- اسکی خوراک- پوشاک اسکے علوم کس دقت اور محنت
سے اسکو حاصل ہوتے ہیں- پس اس قانون الٰہی سے قیاس ہوسکتا ہے انسان کی

موت ہی بخلاف حیوانات انہین حکمتون کے لحاظ سے بری بڑی دقتون اور مشکلات پر مبنی ہوگی۔

(سوم)۔ تعجب ہے کہ تمام دنیا کے جانورون کا مرنا۔ تمام مدعیان الہام کے نزدیک خدائے رحیم کی طرف منسوب ہے۔ پھر نہائت تعجب ہے کہ ذبح کے حکم کو کیون یہہ لوگ رحم کے خلاف یقین کرتے ہین ہ۔ شکاری جانورون کا خالق کیا رحیم نہین ہ۔ امراض شدیدہ اور معمولی موت جو تدریجی اور سخت تکالیف کے بعد ہوتی ہے اس آنی موت ذبح سے اگر زیادہ تکلیف دہ ہے تو کیون ایسی پہلی قسم کی موت دینے والا خدا دیا کو۔ کرپالو۔ نیاکاری بنا رہتا ہے؟۔ اور ذبح کے حکم دینے سے ظالم کہا گیا!۔ آریہ صاحبان!۔ وبائی ہوائون کا بھیجنے والا رحیم اور عادل نہین ہ۔ بے شک ہے!۔ ضرور ہے!۔ اور قدرتی نظارہ دیکھہ لو! انسان کی بناوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ خاکی پتلا۔ حیوانات نباتات اور جمادات پر حکمران ہے۔ اسکی بناوٹ بتاتی ہے کہ اوسکا پورا حق ہے حیوانات سے سواری اور باربرداری کا کام لے۔ ان کے بچون کا دودھ پیئے جانورون پر حبس اور زدوکوب کی سزا بدون جرم تجویز کرے جسکے باعث اگر جانورون مین ادراک اور قوی ارادہ ہوتا۔ تو اُن سے خودکشی بھی ممکن تھی تو اس حکمران کے حق مین ایسی دیرپا تکالیف کے جواز پر ذبح کی تکلیف کی جو صرف ایک دو منٹ کے لئے ہوتی ہوگی۔ کس عقل سے ممانعت کی جاتی ہے ہ۔ ایک اور نظارہ دیکھو لو! فتل اخس بخاطر اشرف کل مذاہب مین معمول ہے۔ روح کی خاطر اور حفاظت کے لئے بعض امراض مین اعضا کا کاٹنا پسند ہے۔ اور زخم کے ہزار دن کیڑون کا

مار ڈالنا ضرور ہے اور ان کیڑون کا وہان سے نکالنا اور جلا وطن کرنا لابد ہے۔
ایک بادشاہ یا رئیس آرام کے بچانے کو ہزارون جانورون کا قتل جائز ہے۔ تو کیا
انسانی آرام کے لیئے ذبح حیوانات ممنوع ہوگا؟ - ہرگز نہین +

ذبح کا حکم جانورون پر رحم ہے۔ اوّل - اگر جانورون کے واسطے ذبح کا حکم
نہ کیا جاتا تو بار برداری اور سواری کے کام مین سخت دُکھ اٹھاتے - دوم
جانور پیری - ضعف - ناتوانی اور عدم خبر گیری سے تکلیف پاتے - سوم
تدریجی موت کے شدائد سے ہرگز محفوظ نہوتے - چہارم - ایک جگہہ چارہ
نہ ملتا - جنگل مین کوئی ساتھ نہ جاتا پیری اور ضعف سے خود نہ جاسکتے - اگر
جاتے بھی تو وہان قدرتی گوشت خوار جانور دانتون کی چھریان لے کر
موجود ہوجاتے پنجم - لوگون کے کہیت ضائع کرتے - تو کہیت والے آخر ان سے
وہی معاملہ کرتے جو ذبح کے مجوز کرتے ہین - ششم - اگر بدون جواز فتوی ذبح
سب جانور خود مرجاتے تو اُن کی عفونت باعث امراض ہوتی - یا جلانیکی
مالا یطاق تکلیف بیوجہ انسان پر رکہی جاتی - اسواسطے اللہ تعالے نے جنگلون
مین تو شکاری جانورون اور گوشت خوارون کو پیدا فرمایا - اور شہرون مین
تجویز ین ذبح کو -

ہند کے اصل باشندے یا تو گوشت خوری کے مجوز ہون گے یا نہین عفونتون
کے سبب کمزور ہوکر ہمیشہ مغلوب ہی رہے -

بعضے یہہ اعتراض کرتے ہین "گوشت اگر قدرتی طور پر انسان کے لیئے مفید ہوتا - تو
انسان کو اسمین اتنی صنعت اور تکلیف کی حاجت نہوتی" اسکا جواب یہہ ہے کہ انسانی

مرغوبات اور اسکی پسندیدہ چیزین سب کی سب اسکے تصرف اور ترکیب سے اُسے پسندیدہ ہوتی ہین - کیونکہ یہہ مرکب القوے متصرف اور جامعیت کا پتلا بہلا بدون دخل خود کچہہ پسند کرتا ہے ؟ - اُسکی میوہ خوری مین میوون کی تراش اور تصفیہ کو دیکہو اسکی غمگسار بی بی کے زیورات پر نگاہ کرو - اسکے جواہرات کی بناوٹ پر نظر دوڑاؤ اسکے لباس کو سوچو - اسلئے تو اسکو مردار کا کہانا اور خون کہانا حرام ہوا کہ اسکو اس سے بدمزگی نہو ٭

ایک اور قدرتی نظارہ دیکہو - عمدہ صفات مین شجاعت ہے اور گوشت اسکا معین ہے - اسواسطے گوشت خورون مین فتحمندی محدود رہی - اور جبانت نہایت درجہ کی رذالت ہے - اور گوشت اس کا دشمن ہے - اگر کاملین کو اجازت ذبح نہوتی - تو شریر خود احکام الٰہی اور احکام فطرت کے پابند ہوتے - ضرور گوشت کہاتے اور کاملون کو ستاتے اور دنیا کو انواع اقسام کے مفاسد کا سامنا کرنا پڑتا اللہ تعالے نے کاملین کو بہی اجازت دیدی تاکہ اشرار کا مقابلہ کرسکین ٭

گوشت خوری ایک ضروری امر ہے علم اور اُسکا تجربہ ایک ایسی ضروری چیز ہے جسپر انسان کی انسانیت کا مدار ہے اور ظاہر ہے کہ علوم کی ترقی بدون صحرا نوردی اور سیر و سیاحت جبل و بحار بالکل محال ہے - اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ ایسی ریاضت مین عمدہ غذا کی ضرورت ہے - اور علوم کے عاشق بیچارے اکثر عاشق تہی دست و بے زر ہوتے ہین - بدون شکار وحشی و طیور اُن کی اوقات کیونکر بسر ہوتی ہے - علوم طبقات الارض اور جغرافیہ کے عشاق کو قطبین کا سفر اور جہازون کی سیاحت بدون دریائی شکار کیونکر میسر آتی ہے ؟

مقیمین مین سے بہی بعض جبال اور بعض بیابانون کے باشندون اور قطبین کے رہنے والون کو گوشت اور مچھلی کی حاجت لابدی ہے۔

جہاز والون کو بعض حالتون مین مچھلی کا شکار کرنا بہت ضروری ہوتا ہے جس سے سیاح ناواقف نہین۔ تلوار ہر جگہہ عام طور پر میسر نہین ہوسکتی۔ اور بالکل ظاہر ہے کہ چھری کیا تہہ گردن کیطرف سے ذبح کرنا ایسا آرام دہ نہین جیسے گلے کی طرف سے ہے +

**مکذب** - تکذیب نمبر ۵۶ - دنیا کے مسلمان جب کسی حیوان کو ذبح کرتے ہین۔ اسوقت بسم اللہ الرحمن الرحیم نہین پڑہتے بلکہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر قتل کرتے ہین"

**مصدق** مسلمان نادان نہین۔ الفاظ کے معانی سے بے خبر نہین جب ہی تو اپنے اس تصرف اور عظمت پر نگاہ کر کے کہ اُن کو قاضی الحاجات خدا نے ان اشیاء پر محض اپنے فضل سے تسلط بخشتا ہے اوسوقت روحانی تربیت کے خیال پر باری تعالے کی کبریائی کو یاد کرتے ہین۔ سنو!۔ ایام حج مین جب پہاڑی یا بلندی پر چڑہتے ہین۔ اسوقت بہی اللہ اکبر کہا کرتے ہین اور جب نشیب مین اُترتے ہین اور اپنا نزول دیکھتے ہین تو سبحان اللہ کہہ کر باری تعالی کی قدوسیت کا خیال کرتے ہین۔ ہر ایک عمدہ فعل ایک صفت الہیہ کا مظہر ہوا کرتا ہے۔ اس فعل کے مناسب اللہ تعالے کی صفات کو یاد کیا کرتے ہین۔

**مکذب** - (مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) یہہ فقرہ قرآن کا حیرت افزا ہے جسنے خدا کی ذات پر عیب وارد ہو رہا ہے۔ کیا پر میشر ہر روز انصاف نہین کرتا۔ کیا آدم کے وقت سے مرے ہوئے لوگ ابتک سنتین سپرد ہین۔ مگر معلوم نہین ضمانت پر یا جوڈیشل حوالات

ہین۔ پہر یہہ فقرہ سریع الحساب کے خلاف ہے عدل یہہ ہے کہ فوراً کاروائی شروع

ہو۔" تکذیب صفحہ ۸۵

مصدق۔ آپنے تکذیب کے صفحہ (۸۵) مین لکہا ہے۔ آریہ حق کے چہپانے سے البتہ
ڈرتے ہین۔" مگر مین نے جہانتک غور کیا آپ کا طریقہ یہہ نہ پایا۔ سنئے صاحب۔!
یوم کا لفظ عربی زبان مین وسیع معنے رکہتا ہے منجملہ ان معنے کے یوم کی معنی وقت
ہے سنو! محاورہ عرب۔ یوم ولد للملک ولد یکون سرو عظیم۔ ویوم مات فلان
بکت علیہ الفرق المختلفۃ۔ حالانکہ لڑکے کا پیدا ہونا اور آدمی کا مرنا کبھی دن کو ہوتا
ہے اور کبھی رات کو۔ پس مالک یوم الدین کے معنے ہوئے۔ مالک ہے وقت جزا کا
ہر روز جسوقت کسیکو اپنے اعمال نیک کے بدلے انعام اور بد اعمال کے بدلے سزا
ملتی ہے۔ اسوقت کا مالک باریتعالے ہے۔ بلکہ یوم اتنے وقت کو کہتے ہین
کہ جسمین کوئی واقعہ گزرا ہو۔ دیکہو۔ یوم بعاث۔ وذکرہم بایام اللہ ہمارے
ملک مین دن ٹہیک ترجمہ یوم کا ہے لوگ کہتے ہین آج فلان شخص کے دن
اچہے آئے ہین۔ اور فلان شخص کے برے آئے ہین۔ پس یوم کا ترجمہ دن بہی کرین تو
کوئی عیب نہین۔ غور کرو۔ تمام ان مصائب کی نسبت (جو یہان دنیا مین برداشت
کی جاتی ہین) قران کیا کہتا ہے۔

وَمَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ۔ فَاَصَابَهُمْ سَیِّاٰتُ
مَا عَمِلُوْا۔

یعنی جو کچھ تمکو مصیبت پہنچتی ہے۔ سب تمہارے کسب اور اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے
اب آپ سمجھ گئے ہونگے کہ کل مقدمات دورہ سپرد نہین۔ اور اگر بعض لوگون کے

معاملات سشن سپرد ہین تو بہی کوئی حرج نہین ضمانت کی ضرورت ان ناقص حکام کو ہوتی ہے جنکو ڈر ہوتا ہے کہ ان کا مجرم اُن حکام کے تصرف سے کہین بہاگ جاوے گا باری تعالےٰ کے ملک سے بہاگ کرجانے کی کوئی جگہہ نہین مجرمون مین سے بعض اُسی وقت سزایاب ہو جاتے ہین اور بعض جوڈیشل حوالات مین رہتے ہین۔ یا اپنر عفو ہو جاتا ہے۔ ضمانت کی حاجت نہین ۔

سریع الحساب اور مالک یوم الدین مین تعارض نہین۔

(اول)۔ اسلئے کہ سریع الحساب کے معنے ہین کہ جب حساب شروع کردی تو جہت جلدی ہے لیتا ہے۔ اگر جزا اور سزا مین مہلت دے تو ممکن ہے کہ یوم الآخرہ تک مہلت دیدے

(دوم)۔ جس حالت مین ہر وقت یوم الدین ہے جیسے گذارش ہوا تو تعارض کیا ہوا۔ ۔

(سوم) مالک یوم الدین سے یہہ نہین نکل سکتا کہ آجکے دن کا مالک نہین اور آج سزا یا جزا نہین دیتا۔ کوئی کلمہ حصر کا یا آج مالک ہونے کی نفی کا قرآن مین موجود نہین۔

اگر آپ کے نزدیک فوراً کارروائی ضروری ہے تو چاہیئے کہ تمام زانیون کو آتشک یا پوراسوزاک جو پوری سزا ہے فوراً شروع ہو جاوے۔ حالانکہ ان دونون امراض کا ظہور ان لوگون مین مختلف اوقات پر ہوا کرتا ہے۔ یا جب مجرم مختلف گناہ کرکے مختلف سزاؤن کا مستحق ہو تو بطور آریہ مان لی یا نہ ہی بتنے کے یکدم وہ تمام جونین بہگتے جنکا وہ مستحق ہے کیونکہ دیانندی بنیتہ کے نزدیک تناسخ ہی سزا ہے مگر ہم دیکہتے ہین کہ معاصی پر مسخ ہو کر انسان حیوان

نہین بن جاتا- پہر مکذب صاحب فرماتے ہین - اُن نون ختم المرسلین انتظام کرتا ہوگا- اسے انصاف کے دشمنو سنو!

ختم المرسلین سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم اے یوم الدین تو اپنے مالک انتظام ہونے کی نسبت حسب الہام الٰہی یون خبر دیتا ہے-

لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ - سورۂ اعراف

قُلْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا - سورۂ جن

اور رَبُّ العالمین تو خواب استراحت نہین فرماتے قرآن کریم باری تعالے کی صفت مین فرماتا ہے لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ - البتہ پرلی کے وقت ان مہان پرلی کے وقت جو ایک بے دلیل اور خیالی امر ہے- بتائے کیا کرتے ہین؟ اسوقت کسکو خلق کرتے اور رزق دیتے ہونگے ؟- مہان پرلی کے قائل اسکا جواب دین- مین نے تو آریہ ورتون مین وہ بہی دیکہے ہین جو کہتے ہین کہ اسوقت نیند کرتے ہین!!!-

لطیفہ- امید ہے کہ غالبًا ناظرین پسند کرین گے- بجائے لفظ وقت اور حین کے ان نے یوم کا لفظ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ مین کیون اختیار کیا ہ- سو گزارش ہے- کہ عرب لوگ کبہی رات کی طرف ان امور کو نسبت کرتے ہین جنمین نقص اور عیب ہوتا ہے- دیکہو شعر حماسہ کا

لَا ذَنْبَ هُنَالِكَ بِالْاَشْعَافِ عَالِمَةً ۞ اَنْ قَدْ اَطَاعَتْ بِلَيْلٍ اَمْرَ غَادِيْهَا

---

ك- مجہے تو اپنی ذات کے ضرر و نفع کا کوئی بہی اختیار نہین ہان جو چاہے اللہ-

اگرچہ بعض اوقات کسی خاص مصلحت کے واسطے لیل کے طرف ہی بعض امور منسوب کرتے ہین۔ مگر وہان لیل کو خاص صفت سے موصوف کر لیتے ہین یا اُسے معرف باللام بنا لیتے ہین۔ جیسے۔ اِنَّا اَنزَلنَاہُ فِی لَیلَۃٍ مُبَارَکَۃٍ ۔ اِنَّا اَنزَلنَاہُ فِی لَیلَۃِ القَدرِ

وَمِنَ اللَّیلِ فَتَہَجَّد بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ

اسیواسطے باریتعالے فرماتا ہے۔ ہم جو انصاف کرتے ہین وہ بےنقص ہوتا ہے اسمین حرف گیری کا موقع نہین ہوتا۔ ہمارا انصاف اور ہماری سزا روز روشن کا معاملہ ہوتا ہے +

اِیَّاکَ نَعبُدُ وَاِیَّاکَ نَستَعِینُ۔ پر مکذب کا اعتراض ہے "چوری۔ قتل۔ ڈکیتی۔ قماربازی کے لئے یہی کلام مسلمانون اور ان کے ملانون کا وظیفہ ہوا کرتا ہے"۔

مکذب۔!۔ انصاف تو کرو۔ یہہ کیا اعتراض ہے ؟۔ چوری۔ ڈکیتی۔ قماربازی خدائی عبادت نہین۔ اور نستعین سے پہلے ایاک نعبد کا لفظ ہے جسکے یہہ معنے ہین کہ تیرے ہی فرمانبردار ہون یار ہین اور نستعین کے مابعد اِہدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ موجود ہے جسکے معنے ہین۔ دکھا ہمین سیدھی راہ۔ ہوش کرو چوری کی نسبت خود قرآن کریم مین حکم ہے۔

اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقطَعُوا اَیدِیَہُمَا جَزَاءً بِمَا کَسَبَا۔

وَلَا تَاکُلُوا اَموَالَکُم بَینَکُم بِالبَاطِلِ۔

اور قتل کی نسبت حکم ہے۔

۱ چوری کرنیوالا اور چوری کرنے والی ان کے ہاتھ کاٹ دو بدلے مین اُن کے کرتب کے۔؟

۲ ۔ اپنے مال کو آپسمین ناحق مت کھاؤ +

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ[ا]

وَمَن قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا[۲]

اور ڈکیتی کی نسبت کہا ہے۔

اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُقَتَّلُوا[۳]

اَوْ يُصَلَّبُوا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ - اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ

ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ -

قماربازی کی برائی مین قران کا حکم ہے۔

يَا اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ[۴]

عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

اِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ[۵]

وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُونَ

بتلائے اسقدر شدید دہمکیون کے بعد جو ان صفات ذمیمہ کی نسبت قران مجید مین مذکور ہوئین آپکی منصف ضمیر (اگر اُس مین انصاف ہو) گواہی دیتی ہے کہ ایسے غیر موزون اور خلاف تہذیب اشارات اُسکی نسبت کئے جاوین ؟ -

ا۔ اور مت قتل کرو کسی جان کو جو اللہ نے حرام کی ہے مگر حق پر۔

۲۔ اور جو مظلوم مقتول ہوا ہمنے اُسکے وارث کو قدرت دے دی۔

۳۔ سوائے نہین کہ جزا اُن لوگون کی جو اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے ہین اور زمین مین فساد کرنے کو دوڑتے ہین یہہ ہے کہ قتل کئے جاوین یا سولی دئے جاوین یا اُس زمین سے جلا وطن کئے جاوین۔ یہہ واسطے انکے رسوائی ہے دنیا مین اور آخرت مین اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔

۴۔ اے ایمان والو اسکے سوا نہین کہ شراب۔ جوا۔ بت۔ اور تیر ناپاک شیطانی عمل ہین ان سے بچ جاؤ تو کہ نجات پاؤ۔

۵۔ شیطانی کا ارادہ یہہ ہے کہ جوئے۔ اور شراب کے بہانہ تمہارے درمیان بغض وعداوت ڈلوا وے اور تمکو اللہ کے ذکر اور نماز سے روکے۔ اب بہی باز آؤ گے ؟ -

تکذیب - اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ - آجکل سیدہی راہ ایک اور بہی ستم ہوا!! پہر کہتے ہین "اگر سیدہی راہ کے طلبکار ہو تو علم اور عقل کو کیون دخل نہین دیتے - اور معقولات کے پڑہنے سے کیون گریز ہے"!-

مصدق - ! - آپنے یہان عجیب و غریب طور پر انصاف کی راہ اختیار کی ہے - دل کو روکتا ہون - تہامتا ہون - کانشنس دہکے دیتی ہے مگر مبارک ہو - ! - اس پاک مذہب اسلام کو جس نے گالی اور بدتہذیبی کا بدلہ اُس قسم کی کارروائی کے ساتہہ دینے سے منع کیا ہے جس نے حکم دیا ہے - وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اور پہر فرمایا ہے - وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ - افسوس صد ہزار افسوس پاکیزگیٔ اخلاق اور طہارت باطن دنیا سے یک قلم موقوف ہوگئی - اللہ تعالے کے حضور مین اسقدر بیباکی اور کپکپا دینے والی گستاخی روا رکہی گئی - اگر کوئی منصف ہو تو اُسکے نزدیک اس ناشائستہ کتاب (تکذیب) کی بے قدری اور خفت کے لئے بس ایسے ناجایز مضامین کا ہونا ہی بس ہے - تعجب پر تعجب ہوگا اگر اِس پر بہی یہہ کہا جاوے کہ تکذیب لاجواب لکہی گئی یا مطلب خیز لکہی گئی ضد کا منہہ کالا ہو صداقت اور سیدہی باتون سے بہی کیسے پہرا دیتی ہے ! - یہہ بہی کیا اعتراضات ہین ؟ - ان کا کافی جواب یہی ہے کہ انکے جواب سے اعراض کیا جاوے - کیا یہہ آپ کا اتہام آمیز کلام کچہہ بہی انصاف پر مبنی ہے ؟ - مسلمانون کو اسلام کو علم و عقل کی راہ سے کب نفرت ہوئی ؟ مسلمانون نے علوم و فنون مین جس قدر ترقی کی اور دنیا مین انوار علوم کی اشاعت کی ایک عالم اُس کا شاہد ہے - اہل یوروپ اس امر

سے معترف ہین کہ یورپ کی آغاز شائستگی اور قوائے عقلیے کی شگفتگی کا اصلی
چشمہ عرب اور اہل عرب ہین افسوس بغض و عناد نے ہمارے مخالفون کو
اس درجہ تک پہنچا دیا کہ مسلمات سے انکار کرتے ہوئے بھی کوئی حیا دامنگیر
نہین ہوتی۔ مسلمانون کی اصطلاح مین کفر کے زمانہ کو ایام جاہلیہ کہا گیا ہے جس
سے صاف عیان ہے کہ جہالت اور بے علمی سے اس قوم کو کیسی نفرت رہی ہے خیر
کچھہ ہی سہی مگر ایاک نعبد و ایاک نستعین سے اس اعتراض کو کیا چسپیدگی
ہے؟ خواہ مخواہ اعتراض کرنے کا ٹھیکہ لے لینا ہے۔ نفس کلمات طیبات مین
کیا نقص ہے؟ اُسکے معانی کیا فطرت انسانی سے مناسبت نہین رکھتے؟
ناظرین بالانصاف سوچو! اس مین "ہم تیرے ہی ذلیل محتاج بندے۔ فرمانبردار بندے
ہین اور ان اپنے اقرارون پر مستقیم رہنے اور ہر طرح کی ضروریات کے سرانجام و انصرام کیلئے تیری ہی
جناب سے مدد چاہتے ہین"۔ کیا نقص ہے؟ اس قسم کے اعتراض ظاہر نہین کرتے کہ ان لوگون
مین مخالفت حق اور ترویج بطلان کی کسقدر عادت ہے؟ ہمکو
یقین واثق ہے کہ ان لوگون کی ایسی کارروائی قرآن کریم کی
صداقتون کی اور بھی زیادہ استحکام دینے والی اور اشاعت کرنیوالی
ہوگی اور صاحبان بصیرت پر کھل جائے گا کہ بغض آلود دلون نے
مہر منیر کو تیرہ و تار ثابت کرنے کی ناکامیاب کوشش کرنی چاہی ہے
قرآن کریم نے جس قدر تاکید تحصیل علوم کی کی ہے اتنی
دنیا مین کسی الہی الاصل ہونے کا دعوے کرنیوالی کتاب نے نہین کی
اللہ اکبر! سارا قرآن انہین مضامین سے لبریز ہے۔ کہین کائنات الجو

کی طرف توجہ دلانے کو فرماتا ہے اَفَلَمْ یَنْظُرُوْا اِلَی السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ الآیۃ - اور اسکی
مثل بیسیون آئتین - کہین تحصیل علوم طبقات الارض و معدنیات وغیرہ کیطرف
دلون کی توجہ کو معطوف کرتا ہے وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ - غرض اس
کلام مجید کا طرز بیان اور سیاق کلام ہی اس طرح واقع ہوا ہے کہ نصیحت و پند
کے اول و آخر نظارہا ئے فطرت و مشاہد قدرت کے نقشے کہینچتا ہے اور
اس قسم کی آفاقی و انفسی (اندرونی و بیرونی) شہادتون سے اپنے کلام اللہ
ہونے کا صریح ثبوت دیتا ہے - عبرت انگیز اور نصیحت آمیز کلام کے مقطع مین ضرور
یہ قابل غور الفاظ وارد کرتا ہے یَعْلَمُوْنَ - یَعْقِلُوْنَ - یَتَفَقَّهُوْنَ - یَتَذَکَّرُوْنَ - یَتَدَبَّرُوْنَ
اب ان ترغیبات کا منشا کیا ہے یہی کہ اسکے پیرو - غور و تفکر کے مذہباً پابند
ہوجاوین ورنہ وہ اتباع کتاب اللہ کی صفت سے موصوف نہ ہوسکینگے -
سبحان اللہ ! - اس سے زیادہ ذخائر علمی کے اکٹھا کرنے کی اور کیا ترغیب و تحریص
ہوسکتی ہے ہو - اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ یَعْقِلُوْنَ
بِهَا - الآیہ یعنے عالم کی سیر و سیاحت کرو جس سے سوچنے والے دل پیدا ہون -

**مکذب** - غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ - چونکہ مسلمان تناسخ کے
قابل نہین - پس خدا کا کسیکو نعمت دینا - اور کسی پر غضب کرنا اور کسیکو گمراہی مین ڈالنا -
بیمعنی دارد نہ اسکا انصاف قائم رہتا ہے نہ اسکا رحم اور نہ اسکا علم - اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ
مَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ - ضال علیہم کی ضمیرین خدا کی طرف پہرتی ہین - پس ان اعمال کا فاعل
خدا ہوا - انتہی مختصراً -

**مصدق** - آپ تو بڑے عربی دان ہین اس کلام مین - کونسی ضمیرین خدا کیطرف

پہرتی ہین ذرہ تو سوچو!-

خدا کا بیک نعمت دینا- اور بدون کسی سابق مزدوری اور کسی محنت کے اللہ تعالے کی انعام اور اکرام کرنا- اسکی رحمت اور فضل کا نشان ہے- جو باری تعالے کی اعلی درجہ کی صفت ہے- تناسخ والے تو یہی کہینگے- ہمین یہہ آرام اور راحتین جو ملی ہین ہماری محنتون اور ہمارے کامون کا پہل ہے- اگر مان لین کہ منصف بادشاہ کا ضروری کام ہے تو کوئی اسکا فضل خاص اور خالص احسان نہین- مگر مسلمان آرام پانے والا- یہہ کہیگا کہ یہہ باری تعالے کا فضل اور احسان اور اسکی دیا لتا اور کرپا لتا ہے- اور کسی پر غضب کا آنا بیوجہ نہین ہوتا قرآن خود غضب کے وجوہ کو بیان کرتا ہے سنو!-

وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا - فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ - ﴿نحل﴾

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ - وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

دیکھو غضب کے اسباب قرآن کریم مین کس طرح بیان ہوتے ہین ؟- اور دیکھو غضب بیوجہ نہین آتا- بلکہ اس صورت مین آتا ہے جب کسی نے اپنے دل کی وسعت مین بجائے اسکے کہ الہی محبت کو جگہہ دیتا- الہی نافرمانی کو جگہہ دی- ضَآلِّيْنَ کا صیغہ بخلاف مَغْضُوْب مجہول نہین معروف کا صیغہ ہے ضالّ کے معنی گمراہ ہونے والا بہکنے والا- اس ضد کو چہوڑو یہہ بہی کوئی اعتراضات ہین اس سے قرآن کریم کی عظمت کم ہوجائے گی حق وصدق خود اونچا ہوتا ہے- یہہ سراج منیر کسی دشمن کے پہونک مارنے سے بجہہ نہین سکتا- ایک زمانہ مین

عیسائیان یوروپ نے قرآن کریم اور اُس کے حامل واجب التکریم کو بہت بُرے بُرے پیرائیون مین دکہانا شروع کیا کہ یہہ غیر مغلوب صداقت کہین یوروپ مین پہیل نہ جائے۔ جناب ہادی کامل علیہ الصلوۃ والسلام کو بدنما ڈرامون کی سٹیجون پر عیبناک قابل نفرت ایکٹر بنا کر دکہایا۔ اُس فرضی کبوتر کی قبیل کے مصنوعی افسانے تراشے! مگر کیا وہ اُس آفتاب حقیقت کو پوشیدہ کر سکے؟ آج یوروپ مین بے شمار منصف غور کرنے والے پیدا ہوگئے جو اشاعت کلام ربانی کی راہین تیار کر رہے ہین۔ اثبات صانع عالم کے اُن دلائل مین سے جنکو مکذب براہین نے اپنے غلط خیال کے باعث قرانی دلائل اثبات صانع کہا ہے قرآن کریم سے دو دلیلین وہ بیان کی ہین جنکو تکذیب کے صفحہ ۴۶ اور ۴۷ مین بضمن نمبر ۳ و نمبر ۷ لکہا ہے دلیل نمبر ۳ صفحہ ۴۶ مین سورہ والنجم کے پہلے رکوع کی چند آیتین ہین اور دلیل نمبر سات صفحہ ۴۷ مین جو کچھ نقل کیا ہے اسمین کچھہ حصہ تو اُن دو آیت شریفہ کا ہے جسکو مکذب نے ہر تین مین چھوڑ دیا تہا اور وہ دو آیتین یہہ ہین۔

اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی۔ سورہ نجم رکوع پہلا۔ آیت ۱۸ اب اس آیتہ شریف نمبری ۱۹ کے آگے مکذب ایک عربی کا فقرہ لکہتا ہے اور اس مجموعہ پر جلی قلم سے سورہ نجم کا حوالہ دیتا ہے۔ وہ عربی فقرہ یہہ ہے (تِلْکَ الْغَرَانِیْقُ الْعُلٰی وَاِنَّ شَفَاعَتَھُنَّ لَتُرْتَجٰی) پہر اس فقرہ کا ترجمہ کرتا ہے "یہہ تینون بت بڑے بزرگ ہین اور انکی شفاعت کی امید رکہنی چاہئے"! مینے اسلام کے مختلف مذاہب کے لوگون سے یہہ سورہ نجم سُنی ہے کسی مین یہہ ناپاک اور گندہ شرک کا بہرا فقرہ نپایا اور نہ کسی مطبوعہ یا قلمی قران کریم مین لکہا ہوا دیکہا۔

مکذب کے تمام ان اعتراضات کا مدار جنکو صفحہ ۴۷ سے شروع کیا ہے یہی ناپاک
اور شیطانی فقرہ ہے جسکو مکذب نے کہا ہے کہ سورہ والنجم مین ہے اور فی الوقع
سورہ نجم کیا قرآن کریم مین نہین - پس مکذب کے اعتراض ہی نز ہے - ہان
پہلا حصہ دو آیت کریمہ کے سورہ والنجم کے پہلے رکوع کے اُن آیات کے آخر مین ہے
جنکو مکذب نے دلیل نمبر تین تکذیب کے صفحہ نمبر ۴۶ مین لکھا ہے اِن دونون آیات
کریمہ کو مع ان آیات کے جو سورہ والنجم کے ابتدا سے تا آیۃ ۱۷ مین اثبات صانع عالم
سے بالذات تعلق نہین مکذب نے نافہمی سے اسے دلیل اثبات صانع گمان کیا
ہے البتہ اِن آیات کریمہ کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راستی او
عظمت اور بزرگی کے اثبات مین ایک خاص تعلق ہے اور یہہ امر ہی چونکہ
احقاق حق اور ابطال باطل مین ضروری ہے اسلئے مجھے اس رکوع کی تشریح
اور بیان کی ضرورت پڑی ناظرین غور کرین ہر دو آیات مرقومہ صفحہ نمبر ۴۷ تکذیب
کیسی لطیف ہین - اور کس خوبی کیساتھہ احقاق حق اور ابطال باطل کرتی ہین -

## سُنو!

مطالب دو قسم کے ہوتے ہین - اول بڑے ضروری - دوسرے انسے کم درجہ
کے بڑے ضروری مطالب کو بہ نسبت دوسرے مقاصد کے بلا ریب تاکید اور
براہین و دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے - یہہ میرا دعوے بہت صاف اور ظاہر
ہے - تاکید کیواسطے ہر زبان مین مختلف کلمات ہوا کرتے ہین ایسے ہی عربی زبان
مین بھی تاکید کے لئے بہت الفاظ ہین - مگر ایشیائے زبانون مین جیسے
علے العموم قسم سے بڑھکر کوئی تاکیدی لفظ نہین - ایسے ہی عربی کے لٹریچر مین بہی

قسم سے زیادہ کوئی تاکیدی لفظ نہین - قرآن کریم عربی زبان مین نازل ہوا
اسلئے اسمین عربی محاورات پر ضروری مطالب مین قسمون کا استعمال بھی ہوا - اقسام
القرآن کی نسبت جہان مکذب نے اعتراض کیا ہے وہان **مفصل** انشاءاللہ
بیان کرون گا*

رہی یہہ بات کہ اہم اور بہت ضروری مطالب مین براہین اور دلائل کا بیان کرنا
بھی ضروری ہوتا ہے **قرآن کریم** نے ان مطالب مین قسمون کے علاوہ اور کیا ہوتا
دیا ہے ؟ - سو یاد رہے - جہان **قرآن کریم** کسی مطلب پر قسم کو بیان کرتا ہے وہان
جس چیز کے ساتھہ قسم کہائی گئی ہے وہ چیز **قانون قدرت** مین قسم والے مضمون
کے واسطے ایک قدرتی **شاہد** ہوتی ہے - اور یہہ قسم قدرتی نظارون مین اپنے
مطلب کی **مثبت** ہوتی ہے جو قسم کے بعد مذکور ہوگا -

**مثلاً**

اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی الخ ایک مطلب ہے جسکے معنے ہین - "لوگو! - تمہارے کام مختلف
ہین اور انکے نتایج بھی الگ الگ ہین" - **قرآن مجید** اس مطلب کو **قانون قدرت**
سے اسطرح **ثابت** کرتا ہے **وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ**
**وَالْاُنْثٰی** - کیا معنی - **رات** پر نظر کرو جب اسکی **کالی گھٹا چھا جاتی** ہے - پھر
**دن** پر نظر ڈالو جب اسنے اپنے انوار کو ظاہر کیا - پھر **مرد** اور **عورت** کی خلقت اور
بناوٹ پر غور کرو - اور انکے قدرتی فرایض اور واجبات کو سوچو تو تمہین صاف طور پر
عیان ہوگا کہ بے ریب تمہاری کوششین الگ الگ اور انکے نتایج علیحدہ علیحدہ ہین -
**ایسے ہی باری تعالے کے نام جان و مال کو دینے اور نافرمانیون**

بخشنے والا اور اعلے درجہ کی نیکی کا مصدق - اور اُسکے مقابل
جان اور مال سے دریغ کرنے والا نافرمان اور اعلے درجہ کی
نیکی کا مکذب بھی الگ الگ ہین اور الگ نتیجہ حاصل کرینگے -

ہمارے پاک ہادی - سرور اصفیا - خاتم الانبیاء - کی اثبات نبوت اور اپکی
عظمت اور بڑائی ثابت کرنا - بڑا احقاق حق اور آپکے منکرون کو ملزم کرنا -
بڑا ابطال باطل تہا - قرآن کریم نے اس احقاق حق اور ابطال باطل
پر پرزور - دلائل دئے ہین - ان دلائل کا بیان اس جگہہ موزون نہین - البتہ
ان براہین مین سے اس والنجم کے پہلے رکوع مین - احقاق حق اور ابطال باطل
کا ایک ثبوت ہے - اور قبل اسکے کہ حضور علیہ السلام کی صداقت اور راستی اور سچائی کو
ثابت کیا جاوے - نفس نبوت اور مصلح کی ضرورت کو قران مین والنجم کا
لفظ فرما کر باری تعالے نے ثابت فرمایا ہے - تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے -
عرب ایک ایسا جزیرہ نما تہا جسمین علے العموم پانیکی قلت تہی اور اسکے ملک
حجاز مین بخصوص سڑکون اور ریلون کے نشانات اسکے راہون مین ہرگز
نہ ہے - اسلئے عرب لوگ غالباً راتکو سفر کرتے تہے - اور ثریا نام النجم سے سمت کو
قائم کر لیتے تہے جسطرح آج جہازی مسافر قطب نما سے سمت کو قایم کر لیتے ہین -
اندہیری راتون مین وہ النجم گویا بدرقہ کا کام دیتا تہا - قرآن کریم نے جہان
النجم کے فایدے بیان کئے ہین وہان یہہ بہی فرمایا ہے وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ
اور یہہ بہی بالکل ظاہر ہے کہ النجم اگر سمت الراس پر واقع ہو تو اسسے مسافرون کو

ع - اور النجم سے وہ راہ پاتے ہین -

راستہ کا پتہ نہین لگ سکتا۔ اس۔ النجم کا مشرق یا مغرب مین ہونا سفر والون کے
لئے ضروری ہے۔ عربی زبان مین ہوی کے چڑھنے اور ڈھلنے دونون کے معنی ہوتے
ہے ہیں۔ اس رکوع کی پہلی آیتہ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی کے معنے یہہ ہوئے قسم ہے
النجم (ثریا) کی جبکہ وہ مشرق یا مغرب کیطرف ہو۔ باریتعالے رات کے اندہیرون مین
جنگلون اور رستون کے چلنے والون کو فرماتا ہے لوگو!۔ تمہارے لئے تم
منزل مقصود تک جانیکے واسطے اور جسمانی سمتونکے سمجھنے کی خاطر ہمنے النجم
کو تمہارے کام مین لگایا۔ تو کیا جسمانی ضرورتون سے بڑھ کر تمہاری ضرورۃ کے واسطے
اور روحانی منزل مقصود تک پہنچ جانے کے واسطے تمہارے لئے کوئی ایسا
مصلح اور کوئی ایسا ریفارمر سلیمۃ الفطرۃ سچا ملہم نہوگا جو تمکو تمہارے روحانی
اندہیرون اور اندرونی ظلمتون کے وقت۔ راہ نمائی کرے فانی اور چندروزہ
تکلیف جسمانی راہون کے نہ سمجھنے مین جب تمہارے گرد و پیش کے نشانات تمکو
راہ نمائی نہین کرتے تو ہمارے روشن اور بلند ستارون سے ضرور تمہاری
دستگیری کی جاتی ہے۔ پھر جب تمہارے فطری قوے اور تمہاری روحانی
اور ایمانی طاقتون پر۔ تمہاری جہالتون تمہاری نادانیون تمہاری بدرسومات
عادات اور حرص اور ہوا۔ اور بیجا خود پسندی اور ناجائز آزادی کی اندہیری رات
آجاتی ہے۔ اور اسوقت تم ابدی نجات کی منزل تک پہنچنے سے حیران و سرگردان
ہو جاؤ تو کیا ہماری رحمت خاص اور فضل عام سے کوئی روشنی بخش اور رہنما
سیارہ نہوگا؟۔
اور کیا وہ اللہ تعالے جسکی ذات بابرکات نے جسمانی ظلمتون مین تمہارے آرام

کے واسطے ایسے جسمانی۔ سامان بنائے ہین جنسے تم آرام پاؤ بشرطیکہ انکی طرف توجہ
کرو اسنے تمہارے ابدی آرام اور روحانی راحتون کے واسطے تدابیر نرکھی ہونگی؟
بے ریب رکھی ہین جسمانی لیل اور چند گھنٹون کی رات مین اگر کوئی رہنما ستارہ
موجود ہے تو اس روحانی لیل اور غموم اور ہموم کی نہائت بڑی لمبی رات کے
وقت بھی اللہ تعالے کے فضل نے تمہاری منزل مقصود اور جاودانی آرام تک
پہنچانیکا راہ نما بھی ضرور رکھا ہوگا۔ وہ کون ہے بے ریب حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہے۔ **ثبوت** مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی۔ **وجہ ثبوت**
اپنے ہی ملک مین ذرا تجربے اور بلند نظری سے کام لو۔ نظر کو اونچا کرکے دیکھو۔
یہہ شخص تمہارے شہر کا تمہارا ہم صحبتی۔ جسکا نام محمد۔ احمد۔ امین ہے اور جسکو تمہارے
چھوٹے بڑے انہین پیارے نامونسے پکارتے ہین کیسا ہے؟۔ کیا تمہارے لئے
کافی راہ نما نہین؟۔ بے ریب ہے۔ کیونکہ۔ نظریات کا علم ہمیشہ بدیہات سے ہوتا ہے
اور غیر معلومہ نتائج پر پہنچنا ہمیشہ معلومہ مقدمات سے ممکن ہے۔ نہایت باریک
فلسفی کا پتہ عامہ قواعد سے لگتا ہے۔ جانتے ہو۔ کسی انسان کو انسان کامل
یقین نہ کرنیکے تین سبب ہوتے ہین۔ اول یہہ کہ تم اس شخص کے حالات سے
پورے واقف نہین جسنے ہادی اور انسان کامل ہونے کا دعوے کیا۔
دوم یہہ کہ وہ شخص جسنے ہادی کامل اور انسان کامل ہونے کا دعوے کیا اُسے
علم صحیح نہو۔ سوم یہہ کہ باوجود علم صحیح رکھنے کے اسکی عادت ایسی ہو کہ علم صحیح پر
عمل نہ کرے سو اس رسول خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین ان تینون
عیوب مین سے ایک بھی نہین مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی۔ یعنی۔

نہ بھولا اور نہ بے علمی سے کام کیا تمہارے ساتھہ رہنے والے نے - اور نہ کبھی علم صحیح کے خلاف کرنیکا ملزم ہوا - پہلی وجہ عدم تسلیم کا جواب تو یہہ ہے کہ چالیس برس کامل کے تجربہ سے دیکھہ لو - یہہ شخص محمد امین رہا بے دامی صلی اللہ علیہ وسلم بھلا اسمین کوئی عیب رکھنے کی بات ہے - دوسری وجہ کا جواب یہہ ہے کہ ما ضل جسکے معنے ہین کبھی نہ بھولا ہمیشہ تمہاری اور اپنی بہتری کی جو تدبیر نکالی وہ تدبیر آخر مثمر ثمرات نیک ہوئی تیسری وجہ کا جواب دیا - وَمَا غَوٰی - چالیس برس تمہارے ساتھہ رہا اور تمہارا صاحب کہلایا - مگر کبھی کسی بدعملی کا ملزم ہوا ؟ - ہرگز نہین ! - چالیس برس تک جسنے راستی اور راستبازی کا برتاؤ کیا - جسکے ہاتھہ پر صدیق نے بھی بیعت کی جسکے سیکڑون مریدون مین سے ایک بھی تبلیغ احکام اسلام مین کذب کا ملزم نہوا - وہ جسنے کبھی مخلوق پر افترا نہ باندھا اب وہ کیا ہماری ذات پر مفتری ہوگا ؟ ہرگز نہین ! - اگر اپنے پہلے تجارب اور اپنے پہلے معلومات صحیحہ پر صحیح نظر کروگے اور اسکے چالیس سال کے برتاؤ سے پتہ لوگے تو یہہ نتیجہ نکلیگا - وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

## اور سنو.

اسکے علوم اور اسکی ہدایات کسی کمزور معلم کی تعلیم کا نتیجہ نہین اور نہ ایسا ہے یہہ پورا تعلیم یافتہ نہو - اسکی تعلیم تو اسکی نبوت اور رسالت کا عمدہ نشان ہے - اوسکی تعلیم بڑے طاقتور معلم کی تعلیم ہے اور یہہ بھی تعلیم کے اصلی مدارج

ملہ - اور نہین بولتا اپنی خواہش سے مگر جو بولا وہ الہی الہام ہے جو بھیجا گیا -

پہنچکر ٹھیک اور درست ہوچکا ہے۔ یہی معنی ہین آیات ثلثہ

عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۝ ذُوْ مِرَّۃٍ فَاسْتَوٰی ۝ وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ۝

قانون قدرت کا عام قاعدہ ہے جسقدر کوئی چیز دوسری چیز سے تعلق پیدا کریگی اُسی قدر اِس دوسری چیز سے متاثر۔ اور متحد ہوگی۔ ایک عادل بلکہ ہمہ عدل مالک اور علیم وخبیر سلطان کے لایق اور جان نثار۔ چست وہوشیار۔ رضامندی کے طالب نوکر اور خادم کو جو جو انعام اور اکرام ملین گے اور ایسے مقتدر اور مقدس بادشاہ کے ایسے پیارے خادم جن جن انعامات اور الطاف کے مورد ہونگے ویسے نالائق اور نکمے خودپسند۔ مطلبی کاہل نام کے نوکر اور جھوٹے خادم ہرگز ہرگز نہین ہوسکتے۔ اللہ تعالے کی ذات سے جسقدر اسکے بندون کو تعلق ہوگا اسیقدر وہ قابل انعام ہونگے۔ جتنی بندگی اور عبودیت کامل ہوگی اتنا ہی الوہیت کا میل اس سے زیادہ ہوگا۔ اور بقدر ترقی عبودیت روح القدس کا فیضان ہوتا ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ۔ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ۔ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ۔

یاد رہے۔ یہی توحید اور تثلیث کا مسئلہ تہا جسکو عیسائی نہ سمجہہ کر شرک مین گرفتار ہوگئے۔ اور یہی وہ بہید ہے جسمین اللہ تعالے اور اسکے انبیاء اور رسل اور اولیا کے باہمی تعلق کے باعث فیضان روح کا پتا لگ سکتا ہے۔

نے سکہایا اسکو بڑے طاقتور نے۔ بڑی جگر والا تہا پس پورا نظر آیا۔ اور وہ اب بلند کنارے پر ہے۔

طالب صداقت سچی ارادت سے چند روز بحضور مرزا صاحب حاضر ہو کر استقلال و صبر سے منتظر ہو اور دیکہہ ہی لے ۔

عرب کا دستور تہا جب دو آدمی باہم اتحاد پیدا کرتے - اور معاہدہ کر لیتے تو دونون اپنی اپنی کمانین اسطرح ملاتے کہ ایک کی کمان کی لکڑی دوسری کی کمان کی لکڑی سے از ابتدا تا انتہا ایک سرے سے دوسرے سرے تک ملائی جاتی - اور ایک کمان کی تار دوسری کمان کی تار سے ملائی جاتی تب دونون قوسون کے دو قاب ایک قاب کی شکل دکہلائی دیتی - پہر دو کمانون کو اسطرح ملا کر دونون معاہدہ کنندے ایک تیر - ان دونون کمانون مگر اب ایک ہو گئی ہوئی کمان مین رکہہ کر چہوڑتے اور یہہ رسم عرب کی اس امر کا نشان ہوتا تہا - کہ اسوقت کے بعد ایک کمان والے کا دوست دوسرے کمان والے کا دوست ہوگا اور ایک کا دشمن دوسرے کا دشمن قرار پائیگا اسیطرح انبیا اور رسولون کی پاک ذات کا خاصہ اور انکی فطرت ہوتی ہے کہ وہ پاک گروہ اور انکے اتباع مگر گرویدہ اتباع الحب للہ اور البغض فی اللہ مین منفرد ہوتے ہین اپنے ہر ایک اعتقاد اور قول اور فعل مین حضرت حق سبحانہ و تعالے کی رضامندی کو مقدم رکہتے ہین - اسیکے بلائے سے بولتے اور اسیکے چلائے سے چلتے ہین - انکا رحم اور انکا غضب اللہ تعالے کا رحم اور اللہ تعالے کا غضب ہوتا ہے - ایسی وحدت و اتحاد کے باعث اُنکے ہاتھ پر بعیت اور اقرار اللہ تعالے کے ہاتھ پر بعیت اور اسی سے اقرار ہوتا ہے - اور اسی اتحاد کا بیان آیات ذیل مین ہے -

[1] اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ؕ

[2] وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ -

[3] وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی

وغیرہ آیات کریمہ مین ہے - والا وہ تو بشر ہوتے ہین - اور اپنی بشریت اور عجز اور فقر کو انما انا بشر مثلکم - وان محمدًا عبدہ ورسولہ - وما ادری ما یفعل بی ولا بکم - ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب فرما کر ثابت کرتے ہین - اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم + باریتعالے کی گرامی اور مقدس ذات پاک سے ان کی ذات کو دنو اور تقرب ہوتا ہے اور ان کی کمان اللہ تعالے کی کمان سے بالکل وحدت پیدا کرتی ہے - اِسی عمدہ مضمون کو قرآن کریم نے اس سورہ والنجم مین باین کلمات فرمایا ہے -

[4] ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

اب حسب بیان سابق ضرور تہا کہ اللہ تعالے کے ساتھ تقرب اور اُس کی بارگاہ معلے مین عبودیت تامہ کے ثبوت کے بعد روح حق اور روح القدس کا فیضان ہوتا اسلئے جناب رسالتمآب کی اعلے درجہ کی عبودیت اور فرمانبرداری اور حب للہ اور بغض فی اللہ کے نتیجہ اور فیضان کا بیان ہوتا ہے -

[1] یقینا جو لوگ تجہسے ہاتہہ ملاتے ہین وہ اللہ سے ملاتے ہین اللہ کا ہاتہہ اُنکے ہاتھون کے اوپر ہے -
[2] اور جس نے اس رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی -
[3] اور تو نے نہ پہینکا جب پہینکا لیکن اللہ نے پہینکا -
[4] پہر نزدیک ہوا اور پاس کہڑا ہوا پس دو کمانون کا قاب یا اُس سے بہی قریب تر ہو گیا -

فَاَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِہٖ مَا اَوْحیٰ ؕ

ما اوحی مین ابہام نہین جیسا مکذب براہین نے وہم کیا ہے مَا - عربی لفظ موصولہ اور معرفہ ہے اَوْحیٰ - اسکا صلہ ہے مَا اَوْحیٰ کیا چیز ہے یہی قرآن کریم اور حضور علیہ السلام کی تمام پاک تعلیم جسکو اللہ تعالےٰ نے دوسری جگہہ روح بھی فرمایا ہے - جہان فرمایا ہے - وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا اور یہہ وہی روح ہے جو الوہیت اور عبودیت کے کامل میل سے پیدا ہوتی ہے بلکہ یون کہئے کہ اسکا اللہ سے فیضان ہوتا ہے اللّٰھم ایدنی بروح القدس آمین اب اُسکی عمدگی اور راستی کی نسبت فرماتا - اور مدعی الہام کی حالت کو بتاتا ہے -

مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی - اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی -

عرب کا یہہ بھی دستور تھا جیسے قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے کہ جب بڑے بڑے کامون کے واسطے پبلک اور عام اہل الرائے کی رائے لیجاتی تو کسی سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھہ جاتے کیونکہ انکے چھوٹے خیمے جلسہ کے قابل ہوتے تھے - اور عام سایہ دار درختون مین سے بیری کا درخت اس ملک مین بڑا درخت سمجھا جاتا ہے - اس رسم کے مطابق باریتعالے حجاز کے باشندون کو جو حضرت صاحب الوحی کے مخاطب ہین اور انکی دعوت کا ابتدا اگر روئے سخن بھی اُن ہی کی جانب ہے یون فرماتا ہے - کہ جہان

اس ہادی محسن خلق - رحمت عالمیان نے مشورہ لیا وہ بیری

ک - پھر اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل مین ان عظیم الشان اسرار (قرآن کریم) کو ڈالا -
ک اس دل نے جو دیکھا خوب دیکھا (یعنی مغالطہ نہ کھایا) کیا تم اُسکی دید پر جھگڑتے ہو -

تمام دنیا کی بیریون سے بڑی بیری تھی - اور وہ تمہاری دنیا کی ہی بیری نہیں وہ تمہارے نظام شمسی سے کہین اونچی سات آسمانون سے پرے کی بیری ہے وہ بیری تو کچھہ ایسی بیری ہے جسکی جڑہ سے تمام دینی اور دنیوی منافع کی ندیان نکلتی ہین - باغ عدن کی ندیان بھی اسیکی جڑہ سے نکلتی ہین - جنکو تم جیحون اور سیحون اور نیل و فرات کہتے ہو اسیکی جڑہ سے نکلتے ہین جنة الخلد کی ندیان بھی وہان ہی سے روان ہین خود جنة الماوی بھی اسیکے پاس ہے - اس مضمون کو اللہ تعالے ان آیتون مین بیان فرماتا ہے -

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى

مَا يَغْشٰى کا مَا ہی موصولہ اور معرفہ ہے مکذب براہین نے کم علمی سے کہدیا ہے کہ ہادی اسلام مَا يَغْشٰى کا پتہ نہین دے سکے - یاد رہے یہہ کلمہ مَا عربی مین تفخیم اور تعظیم کے معنی دیتا ہے - وہان سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى مین جناب رسالت مآب فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دیکھا اپنے رب تعالے کے بڑے بڑے نقش قدرت دیکھے - کمالات انسانیہ کے حاصل کرنیکے نشانات کا نظارہ کیا جیسے فرماتا ہے

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى - لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى -

مشرکو! - اس مہربان ہادی کے منکرو! - بت پرستو تمنے کیا دیکھا ہے -

لہ - اور یقینًا اس نے اُسنے بار دیگر دیکھا (یعنے نظر ثانی کی) سدرة المنتہی کے پاس (سب سے بڑی بیری) جسکے پاس جنة الماوے ہے - اس سدرہ (بیری) کو بڑے اعلے درجہ کے انوار ڈھانکے ہوئے ہین -

لہ - اُسکی آنکھہ نے کجی نہین کی اور غلطی نہین کہائی - ضرور اپنے رب کے بڑے بڑے نشانات دیکھے -

جسکے دیکھنے کے بعد بت پرستی جیسے گڑھے مین ڈوب مرے - بت پرستی کے لوازم وہم پرستی اور جہالت مین مبتلا ہو گئے - نہ کوئی تمہارے ملک مین تمدن کا قاعدہ نہ معاشرت کا اصل نہ سیاست کا ڈہنگ اور نہ روحانی تعلیم کا ذریعہ نہ حقیقی عزت اور فخر کا تم مین وسیلہ -

اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی

ذرا غور تو کرو - انصاف سے کام لو - عقل کو بیکار نہ رکھو - اس عجیب و غریب تفرقہ پر نگاہ تو کرو - محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سدرۃ المنتہی تک پہنچنے کا نتیجہ کیا ہے ؟ - اور تمہارے لات اور عزیٰ اور منات کی پرستش کا ثمرہ کیا ہے ؟ ایک وہ توحید کا واعظ سچے علوم کا معلم - قوم کو ذلت اور ادبار سے عزت و سلطنت عالمگیر پر پہنچانیوالا - دوسرے تم لوگ پتھرون سے حاجات کے مانگنے والے فسق و فجور مین قوم اور ملک کو تباہ کرنے والے اور وہم پرست ایسے کہ اپنے لئے تو اولاد نرینہ کو پسند کرین - اور باریتعالٰے کی پاک ذات - پر یہہ عیب لگاوین اور یہہ بد اعتقادی کرین کہ معاذ اللہ فرشتے اور ملائکہ اللہ تعالےٰ رحمٰن کی بیٹیان ہین - منتقر کو او دیکھا بت پرستی نے تمکو کس کوئین مین گرایا انکی اسی نادانی کا بیان ہے -

اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَہُ الْاُنْثٰی - تِلْکَ اِذًا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی -

اس تفسیر سے مکذب کے ان اعتراض نمبر ۳ اور نمبر ۷ دونون کا جواب ہو گیا جنکو مکذب نے تکذیب کے صفحہ نمبر ۴۶ - اور ۷۱ مین بیان کیا ہے ؛

---

۵۱ واہ ! - تم نے تو لات و عزیٰ ہی کو دیکھا اور منات کو جو تیسرا اور سب سے گیا گذرا ہے -

۵۲ - کیا تمہارے لئے بیٹے اور اسکے لئے بیٹیان - یہہ تو بڑی بھونڈی تقسیم ہے -

سورہ والنجم کے پہلے چند آیات اور پہلے رکوع کے آخری چند آیات کے مقابل
مکذب نے تکذیب کے صفحہ نمبر ۸۶ و صفحہ نمبر ۸۷ مین یہہ دو منتر لکھے ہین سورہ
والنجم کے قریبًا تمام رکوع کا ترجمہ مع تفسیر لکھہ چکا ہون - اب منترون کا ترجمہ سنو -

اول منتر - پریتیھے (محیط ۱۲) - بہوتانی (عناصر ۱۲) - پریتیھے (محیط ۱۲) - لوکانی (عالم ۱۲) - پریتیھے (محیط ۱۲) -
سَروا (تمام ۱۲) - پردِشو (زود یا ہر عالم ۱۲) - دِشَشچ (دو جوانب ۱۲) - اُپستھائے (قریب ٹہرا ہوا ہے ۱۲) - جامرت سیا (غیر فانی ۱۲) - تمنا (اپنے آپ کرکے)
تمام (اپنے آپ مین ۱۲) - بہہ - ستُو - شینش (داخل ۱۲) -

یہہ تیسری دلیل ہے جسکو مکذب براہین نے ہستی صانع عالم کے
اثبات مین وید سے بیان کیا ہے - جہانتک مین خیال کرسکتا ہون -
اس قسم کا بیان دہریہ پر حجت نہین ہوسکتا البتہ صانع عالم
کے ماننے والے کیلئے بشرطیکہ کوئی اس کلام پر ایمان لانے والا ہو -
ذات باری کے ساتھہ ازدیاد محبت کا باعث ضرور ہے - اور اگر مان
لیا جاوے کہ اس طرح صفات کاملہ الٰہیہ کا بیان بہی اثبات
ہستی صانع عالم مین کافی ہے - تو کیا پہر ایسا بیان قرآن کریم مین
نہین ہے - اگر آریہ کو علم نہین تو ہم قرآن کریم سے بیان کرتے
ہین - پہلے آٹھہ نو الفاظ کے بدلے کَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا -
اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ - اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا - اُپستھا
شبد کے بدلے اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ -
کو پڑہ لو - پرتہم جامرت سیا کے بالمقابل - ہو الاول -

ھُوَ الحَیُّ القَیُّوْمُ دیکھہ لو۔ اس منتر کے تمام آخری حصہ کے مقابل

مین۔ وَاللّٰہُ الغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ پوری تسلی بخش ہے *

دوسرا منتر۔ سنو۔ بندھو۔ رجنتا۔ سودہانا۔
(وہ ہمارا) (دوست) (خالق) (مبدع)

دہامانی۔ ویا۔ بھوتانی۔ وشوا۔ بیتر۔ دیویہ۔
(عناصر) (عالم) (عالم) (تمام) (عالم) (فرشتہ)

امرت مانشوناس۔ ترتیہے بیستر دہام لوگ
(آبحیات کو نہ پیکر) (تیسری)

نگہ شہیر تم۔

مطلب اللہ تعالے ہمارا دوست خالق عناصر عالم تمام جہان

دیوتہ آب حیات جیسے چیز کو ترک کر کے۔ اس تیسرے مقام والے

کی عبادت کرتے ہین۔ اس قسم کی صفات قرآن کریم کی آیات

ذیل مین موجود ہین۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ۔ وَاللّٰہُ بِکُلِّ

شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ سے جو سورہ بقر

مین ہے معلوم ہوتا ہے کہ عام ایمان والے بھی باری تعالے کی ذات پاک

کو ہر چیز سے زیادہ محبوب رکہتے ہین۔ اور ملائکہ تو بطریق اولٰی

ایسے ہونگے آبحیات کیا چیز ہے۔ آبحیات بھی ایک شئے من الاشیا

ہے۔ ورضوان مِنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ اسکے مقابلہ مین قران کریم

فرماتا ہے *

لطیفہ۔ اس وید منتر کا آخری جملہ بتاتا ہے کہ باریتعالے زمین اور آسمان کے ورا

کسی تیسرے مقام مین ہے۔ غالبًا یہہ ھی وہ مقام ہے جسکو اہل اسلام عرش کہتے ہین

مکذب براہین نے تکذیب کے صفحہ نمبر ۶۹ مین قرآن شریف کی آیتہ۔ یوم یکشف عن
ساق کو صانع عالم کی ہستی کی دلیل سمجھہ کر۔ یہہ اعتراض کیا ہے۔ "خدا بیچون وچرا محمد یون
کو کہتا ہے۔ مین قیامت کے روز تمکو دیدار دونگا اور تم نہین مانو گے اور پہر مین تمہارے اصرار کرنے پر
پنڈلی سے جامہ اٹھا کر بتلاؤن گا تب تم سجدہ مین گرو گے۔ جائے تعجب اور حیرت ہے۔ خدا تعالے
بسبب زود رنجی کے جامہ سے باہر ہوا جاتا ہے اور نہین شرماتا"

مصدق۔ تمام اعتراض از سرتا پا۔ افترا و بہتان۔ اور راستی سے بے نام و نشان
ہے اول اس لئے کہ۔ اگر معترض ہی کا وہ ترجمہ مان لیا جاوے جو خود معترض نے
اس آیتہ کے نیچے لکہا ہے۔ "جس روز جامہ اٹھایا جاویگا پنڈلی سے۔ اور بلائے جاوینگے
لوگ واسطے سجدہ کرنیکے بس نہ کرسکینگے" تکذیب صفحہ نمبر ۶۸۔ جب بہی اس ترجمہ
سے وہ باتین نہین نکلتین جو مکذب براہین نے اپنے اعتراض مین بیان کی ہین
مثلاً۔ "تمکو دیدار دونگا۔ ایک ۱ اور تم نہین مانو نگے۔ دو ۲۔ پہر مین تمہارے اصرار پر۔ تین ۳۔
تب تم سجدہ مین گروگے۔ چار ۴۔ زود رنجی۔ پانچ ۵۔ نہین شرماتا۔ چھہ ۶۔ تعجب و حیرت ہے!۔
فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ کے معنے مکذب نے یہہ لکہے ہین "بس نہ کرسکینگے"۔ اور اعتراض مین مکذب
نے لکہا ہے "تب تم سجدہ مین گرو گے" آریہ صاحبان!۔ انصاف کرو!۔ اور سچ کے
اختیار کرنے مین دیر نہ کرو۔ وَالْعَاقِبَۃُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ اب مین آپکو اس آیت
کی بقدر ضرورت تشریح سناتا ہون۔ اور آیت کا ما بعد بہی ساتہہ ہی بیان
کرتا ہون۔

یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ خَاشِعَۃً

اور رکہو انجام کار کامیابی خدا ترسون کے حصہ مین آتی ہے۔

اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ

اَلسَّاق عربی مین شدۃ اور تکلیف کو کہتے ہین - اور کشف السّاق شدۃ

اور تکلیف کا ظہور ہے - پس یوم یکشف عن ساق کے معنے ہوئے جب شدۃ

اور تکلیف کا ظہور ہوگا - ان معنون کا ثبوت علاوہ لغت عرب کے قرآن کریم

سے دیا جاتا ہے -

كَلَّا اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ وَقِيْلَ مَنْ رَاقٍ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ

بِالسَّاقِ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ

راجز عرب کے نامی شاعر کا قول ہے -

عجبت من نفسی و من اشفاقی + و من طراوی الطیر عن ارزاقها

فِی سَنَةٍ قَدْ كَشَفَتْ عَنْ سَاقِهَا

اور جب جنگ کی شدۃ ہوتی ہے تو کہتے ہین کشف الحرب عن ساقٍ یعنی

گھمسان کا رن واقع ہوا اب اس تحقیق پر آیۃ شریفہ کا یہہ مطلب ہوا کہ جب عبادت

کے کمزور کو مرض موت کی شدت انتہا درجہ کو پہنچ جاتی ہے اور ربڑا بوڑھا

یا ناتوان - زار و نزار ہوجاتا ہے - اور اسوقت اللہ تعالے کی عبادت کیطرف

بلانے والے موذن نے حیَّ علی الصلوٰۃ - حیَّ علی الفلاح - کا کلمہ بڑے

اونچے منارے سے بلند آواز کے ساتھ پکار سنایا - اور وہ میٹھی آواز سلیم الفطرت

ؑ جس وقت سخت اضطراب کا وقت ہوگا اور سجدہ کیطرف بلائے جاوینگے پس انکو سجدہ کرنیکی طاقت نہوگی - انکی آنکھین (مارے ضعف و دہشت) کے نیچے کو جھکی ہوگی ذلت نے انہین ڈہانک رکھا ہوگا اور (اس حالت سے پہلے) جب بھلے چنگے تھے سجدہ کے لئے بلائے جاتے تھے +

ؑ ایسا ہوگا جس وقت سانس ہنسلی تک پہنچ جاتی ہو اور کہا جاتا ہے کون افسوس کرنیوالا ہے (جو اسے اب بچالے) اور (مریض) یقین کرتا ہو کہ اب جدائی کا وقت ہو اور سخت گھبراہٹ اسپر طاری ہوتی ہو - اسوقت چلنا تیرے رب کی طرف ہے +

ؑ تعجب ہو کہ قحط کے دنون مین جب شدت سے اضطراب واقع ہوا مین ہو کون مرنے کے خوف سے پرندون کو ان کی روزی سے روکتا تھا -

ناتوان کے کان مین پہنچی - اب اسکا دل مسجد کو جانیکے لئے تڑپتا ہے - مگر اسوقت وہ مرنے کی حالت مین مبتلا - اچھی طرح ہل جل بھی نہین سکتا اور دلمین کڑہتا ہے - مگر اب اس کڑہنے سے تو کچھ نہین ہوجاتا - اسی آیتہ شریف مین وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ کے پیچھے وَهُمْ سَالِمُونَ کا کلمہ ان معنے کا قرینہ موجود ہے جسکے معنی ہین اور بتحقیق وہ لوگ بلائے جاتے تھے سجدہ کیطرف جبکہ بھلے چنگے تھے ان معنی کی تصدیق تفسیر کبیر کے جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۷ سے بخوبی ہوسکتی ہے *

دوسری توجیہ اس آیت شریف کی الساق ذات الشئی - وحقیقۃ الامر یعنی ساق کا لفظ عربی زبان مین کسی چیز کی ذات اور اسکی اصل حقیقت کو کہتے ہین یَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کے معنے یہہ ہوئے - جبدن اشیا کی اصل حقیقت ظاہر ہوگی - اور انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی تعلیمات کے منکر اپنی نافرمانیون کا بدلہ دیکھینگے اسوقت اتماماً للحجۃ پھر سجدہ کی طرف بلائے جائینگے مگر پہلی نافرمانی کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ اسوقت سجدہ نکرسکینگے -

تیسری توجیہ اس آیت شریف کی یہہ ہے کہ ہر ایک چیز کی پہچان مختلف اسباب سے ہوا کرتی ہے - مثلاً کوئی شخص ایک آدمی کو اسکا موںہہ دیکھکر پہچان سکتا ہے - اور سابقہ جان پہچان والا ادنے نشان جیسے قدم اور ساق کو دیکھہ کر پتہ لگا سکتا ہے - اسیطرح ایک سمجھہ دار - صحیح الفطرۃ - صاحب دانش ادنی ادنے امور سے باری تعالے کے وجود اور اسکی ہستی کا پتہ حاصل کرسکتا ہے **شعر**

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ⊕ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اور کم فہم مریض الفطرۃ کو عمدہ عمدہ دلایل سے بہی معرفت الٰہی حاصل نہین
ہوسکتی اسی طرح ہنگامہ محشر کے وقت جو اسی موجود دنیا کا نتیجہ ہے جب الٰہی صفات
کا ظہور ہوگا تو ناسمجھ اپنی کمی معرفت اور نقص عرفان کے باعث بخلاف سمجھ دارون
کے سجدہ سے محروم رہجاوین گے۔ اور اسلام والے اپنے عرفان اور ایمانی نور کے
باعث ادنے ظہور صفات پر جسے کشف ساق کہتے ہین جو کشف وجہ سے کم ہے
سجدہ مین گرین گے۔ اور منافقون نافہمونکی بیٹھہ اسوقت طبق واحد ہوجایگی
چوتھی توجیہ جو بالکل میرے مسلک پر ہے یہہ ہے۔ ساق اور اسکا کشف باریتعالے
کی صفت ہے اور صفات کا معاملہ ایسا ہو کہ انکی حقیقت ہمیشہ بلحاظ اپنے موصوف
کے بدل جایا کرتی ہے مثلاً بیٹہنا ہماری صفت ہے جسمے ہم ہر روز متصف ہوتے
ہین۔ مگر ایک بڑے ساہوکار یا کسی امیر کا عروج کے بعد بیٹہہ جانا۔ ہمارے ہرروزہ
بیٹہہ جانے سے نرالا ہوگا۔ برسات کے دنون مین مینہہ کے زور سے دیوار کا بیٹہہ جانا
پہلے بیٹہنون سے بالکل الگ ہوگا۔ اور ایک بادشاہ کا تخت پر بیٹہہ جانا کوئی
اور ہی حقیقت رکہے گا۔ ان مثالون مین دیکہہ لو۔ بیٹہنا ایک صفت ہے۔ مگر
بلحاظ تبدل موصوفین کے۔ اس صفت کا ایک قسم دوسری قسم سے بالکل علیحدہ
اب ان سب سے ایک لطیف بیٹہنا سنو!۔ جسکی حقیقت ان تمام بیٹہنون سے
بالکل الگ ہے۔ وہ بیٹہنا کیا ہے ہر کسیکی محبت کا کسیکے دلمین بیٹہہ جانا۔ اور
کسی کی عداوت کا کسیکے دلمین بیٹہہ جانا۔ کسی کی کلام کا کسیکے دلمین گہر کرلینا
یا بیٹہہ جانا جب اہل اسلام نے۔ باریتعالے کو۔ لَیۡسَ کَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ۔ الوہیم۔ بے مانند
مانا ہے تو اس بات کا تسلیم کرنا ہر عاقل منصف کا فرض ہے کہ وہ اسکی تمام صفات

بھی اس پاک موصوف کیطرح لیس کمثلہٖ اور الوہیم بے مانند ماننے ہونگے -

اسکی قدرت اسکی طاقت - اسکا علم - اسکی حیوۃ - اسکا موجود ہونا اسکا ازلی ہونا

اسکا ابدی ہونا - اسکا ید - اسکا وجہ - اسکی ساق - اسکا کشف - اسکا عرش پر بیٹھنا -

سب بے مثل ہوگا - چونکہ ہم اسکی پاک ذات سے کوئی مشابہت ہنین رکھتے -
اسلئے ہماری کوئی صفت اسکے کسی صفت سے مشابہہ نہوگی -

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰي عَلَي الْعَرْشِ - سورہ اعراف

آیۃ مرقومۃ الصدر کو مکذب نے اثبات صانع کی دلیل سمجھا ہے اور تکذیب کے صفحہ نمبر ۶۷ مین عادتاً ٹھیک پورا کرنے کو پے درپے چند اعتراضات کئے ہین -

پہلا اعتراض یہہ ہے - کہ آیت مرقومۃ الصدر اور آیت ذیل مین تعارض'' اور وہ آیت یہہ ہے -

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ - وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنَ -

دوسرا اعتراض یہہ ہے ''خدا جو سب چیزون کا مالک ہے - افسوس کہ انکے بنانے مین اتنا حیران اور سرگردان ہوا اور چھہ دن رات مین ایک دم بہی نہ سووے - اور لگاتار کام کرتا رہے'' -

تیسرا اعتراض - ''حدیث مین ذکر ہے اسنے (خدا نے) آدم کی مٹی کو بہی چالیس روز تک اپنے دونون ہاتھون سے خمیر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے بڑا محنتی آدمی ہے جسکے چالیس روز ایک آدم کے قالب بنانے مین خرچ ہوئے حدیث - خمرت طین آدم بیدی اربعین صباحاً اسکی گواہ ہے'' -

چوتھا اعتراض ''جبکا خدا دنیا کے بنانے مین اسقدر کمزور اور بے کس ہے - کیا انکی کسی اور علمی معاملہ مین دسترس ہوگی''!!

پانچوان اعتراض ۔ "مٹی کہان سے لی ۔ اور کیون صرف کن فیکون کہنے سے قالب تیار کر لیا"۔

چھٹا اعتراض ۔ "فانی جسم کے واسطے تو چالیس روز دونون ہاتھون سے محنت کرے تب کہیں ہو اور اب اس باقی اور جاودانی روح کے واسطے پیدائش کا ذکر ندکیا کہ کن کن مصالحون سے اسکو کتنے سالون مین خمیر کیا ۔ مٹی کی پیدائش ہی قرآن سے ۔ واضح نہین ہوتی کہ کہانسے آئی"۔

پہر آخر مین کہا ہے ۔ اگر مادہ انادی (غیر مخلوق ۱۲) نہین مانتے ۔ تو مصنف قرآن کو بہانٹ ضروری تہا کہ اس بات کو بشرح دلائل سے واضح کرتا مگر اُسنے نہین کیا ۔ مادہ اور روح کی تشریح بالتفصیل نہین ملتی"۔

بلکہ صرف مجملاً ذیل کی پیدایش کا حوالہ ہے پس ضرور مٹی سے آدم کا جسم بنایا ۔ اور انادی مادہ سے زمین بنائی ۔ اور انادی روح کو اسمین بہونکا ورنہ کسیطرح کا کامل جواب قرآن نہین دیسکتا ۔ اگر در خانہ کس است ہمین عبارت بس است" ۔ انتہے تکذیب صفحہ نمبر ۷۰ و ۷۱ ۔

مصدق ۔ مکذب کے اعتراضات پر جابجا جملۃً نظر کریگا ۔ پہر انشاء اللہ تعالے بعض خاص جوابون کی طرف متوجہ ہوگا ۔ اور مکذب کی طویل اور لفاظانہ عبارت کو مختصر لفظون مین نقل کرنے پر اکتفا کیا جائیگا ۔

مکذب صاحب پوچہتے ہین کہ ان دو آیتون (سِتَّةِ اَيَّامٍ) والی آیت اور (کُن فَیَکُون) والی آیت مین تعارض اور اختلاف ہے پس دو آیت مین سے کس آیت کو سچ مانا جاوے سو گذارش ہے کہ دونون آئتین سچی دونون باہم موافق ہین اور ایک دوسری کی مخالف نہیئن ۔ دونون نور دونون ہدایت دونون صداقت کی رہنما ہین دونون آئتون پر ایمان لائے کسی پر انکار نہ کیجئے ۔ پہلی آیت کا منشا ہے سموات اور زمین کو اللہ تعالے نے چھ یوم مین بنایا ۔ چھ یوم مین پیدا کیا ۔

اور دوسری آیت شریف کا مطلب ہے کہ اللہ تعالے کی یہہ مخلوق جسے آسمان و زمین کہتے ہین اسے اللہ تعالے نے باطل نہین بنایا بلکہ حق یعنے حکمت اور عمدگی کے ساتھہ بنایا ہے جیسے اور جگہہ فرمایا ہے۔

مَا تَرٰی فِی خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ - اور فرمایا مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا بَاطِلًا

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ پر ایک جملہ تمام ہو گیا - دیکھو - بالحق لفظ کے آگے ط ایک نشان ہے جیسے انگریزی مین فل سٹاپ کہتے ہین اور عربی مین مطلق یہہ حرف اسابت کا نشان ہے اسکے پہلے جو جملہ مذکور ہوا وہ تمام ہو چکا اور اسکے بعد کا جملہ علیحدہ جملہ ہے اور وہ یہہ ہے - وَیَوْمَ یَقُوْلُ کُنْ فَیَکُوْنُ - اسکا مطلب یہہ ہے کہ جسدن اللہ تعالے حشر والے ہنگامہ کی نسبت حکم دیگا کہ کُن یعنے ہوجا - فیکون جسکے معنے یہہ ہین پس وہ ہنگامہ (حشر کا) ہو پڑیگا یہی مضمون بعینہ اور زیادہ وضاحت سے دوسری جگہہ موجود ہے - وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا کَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ - اُن (سِتَّةِ اَیَّامٍ) یعنے چھہ دن مین زمین اور آسمان کی پیدائش ہوئی اور کُن سے آناً فاناً محشر کا ہنگامہ برپا ہوگا ⁂

سورہ نحل

دوسرے اعتراض کا جواب یہہ ہے کہ قرآن خبر دیتا ہے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَمَا مَسَّنَا

---

اے تو رحمن کی پیدائش مین کوئی تفاوت دیکھیگا تو اپنی آنکھہ کو پھیرا تو کیا تجھے کوئی نقص نظر آتا ہے -
نہ ہم نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزون کو بے فایدہ نہین پیدا کیا +
اور بیشک ہمنے ہی آسمانون اور زمینون کو اور جو کچھہ انکے درمیان ہے چھہ دن مین بنایا اور کسی قسم کی تکلیف نے ہمین نہین چھوا

مِنۡ لُّغُوۡبٍ - سورہ ق

اور ایک اور جگہہ فرمایا ہے - اَفَعَيِيۡنَا بِالۡخَلۡقِ الۡاَوَّلِ - بَلۡ هُمۡ فِىۡ لَبۡسٍ مِّنۡ خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ - سورہ ق ایک جگہہ آسمان و زمین کی حفاظت کی نسبت فرمایا ہے - وَلَا يَـئُوۡدُهٗ حِفۡظُهُمَا - غرض حیرانی اور سرگردانی کا عیب لگانا جناب باریتعالے کی نسبت یہہ مادہ پرست طبائع کا اختراع ہے اسلام اس سے بری ہے - اور جو آپنے کہا "ایک دم بھی نہ سووے" یہہ ہمدردی مکذب براہین کی جناب حضرت حق سبحانہ تعالے کے حق مین کچھ کم تعجب انگیز نہین استواہی ویاندیو استواے عمداحق کے مخالفوا - اہل اسلام کو جناب باریتعالے کی نسبت اعتقاد ہے کہ اللہ تعالے اونگہنے اور سونے کے عیوب سے پاک ہے قرآن کریم خبر دیتا ہے - اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُ - لَا تَاۡخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوۡمٌ اسلامی لوگ ہندونکی طرح باریتعالے کے سوجانے اور اوُنگھنی کا اسکے یا اوُنکا ملنے کے معتقد نہین - بلکہ اسکے لئے رات اور دن کے تغیر کے بھی قابل نہین البتہ ایک آریہ صاحب اپنی کتاب تنقیہ دماغ نام مین فرماتے ہین "اجزاء صغار عالم کا ظہور پرمیشر کے ہمت کارن سے اور پرمیشر نے اپنی نادر حکمت و دانائی سے اجزاء صغار عالم کو بہی قدیم اور انادی رکہا ہے - تو کہ چھوٹی پڑے لیکے بعد پہر بقدر تکلیف نہ اٹہانی پڑے" - تنقیہ دماغ جواب سرچشم صفحہ نمبر ۱۵ - لفظ تکلیف باریتعالے کی نسبت غور کے قابل ہے

---

سے - کیا ہم پہلی پیدائش سے تہک گئے ہین - نہین یہہ لوگ نئی پیدایش سے شبہ مین ہین +
ے - الحکم الحاکمین - اور یہہ نام اللہ تعالے کا ہے ۱۲ منہ
ے - علتہ فاعلیہ - اور قدرۃ قادر ۱۲ منہ
ے - قیامت بلکہ فنا ۱۲

تیسرے اعتراض کا جواب سنئیے۔ مشاہدے سے بڑھکر۔ اور کیا اور کسطرح اسلامی لوگ
اپنی صداقتوں کی ثبوت دیں؟۔ آریہ لوگو سنو!۔ ہر ایک آدمی کا جسمی قالب
چالیس روز میں تیار ہو جاتا ہے۔ اگر آپکے مذہب میں طبی علوم کی تکمیل کی خاطر
تشریح کا فن۔ اور انسانی فزیالوجی۔ جیومنٹ کے لحاظ سے ممنوع ہو تو تمام دنیا
کے ڈاکٹروں سے پوچھ لیجئے۔ تمام آدمیوں کے قالب کی بناوٹ کی نسبت
حکما، ڈاکٹروں کا گروہ یک زبان ہو کر محمدی حدیث کے تصدیق کریگا۔
جب ہر ایک آدمی کا قالب چالیس روز میں تیار ہوتا ہے تو اس روزمرہ کے
مشاہدہ اور تجربہ سے یقین پڑتا ہے کہ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام کا
قالب عنصری بھی جو اسی جنس کے مورث اور باپ کا قالب ہے۔ ضرور
ہی چالیس روز میں تیار ہوا۔ یہہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ انسانی شکل اور اسکے
تمام خط و خال کا کھلا خاکہ رحم مادر میں چالیس روز تک پورا ہو جاتا ہے۔ گویا تمام
اولاد آدم۔ اپنے اس مورث اعلے کے چالیس روز میں بننے کی شہادت
دیتی ہے۔ اور خبر محمدی اور حدیث احمدی (خمرت طین آدم) کی تصدیق کرتی

ہے۔ آریو!۔ آپکو طوعاً نہ سہی کرہاً محمدی حدیث ماننی پڑی فالحمد للہ
رب العلمین بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

ان احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوما بخاری کتاب القدر۔

تیسرے اعتراض کا جواب تقریر بالا سے بالکل ظاہر ہے۔ اور مکذب براہین کا
یہ کہنا۔ کہ اللہ تعالے بڑا محنتی آدمی ہے غلط ہے۔ آریو!۔ اسلامی لوگ جیسے اللہ تعالے

۵۔ علم افعال الاعضاء ۱۲

کہتے ہین وہ تو خالق آدم ہے۔ وہ آدمی نہین۔ یا ور کہو جسطرح عام ہندو اعتقاد
کرتے ہین۔ کہ سری کرشن جی۔ اور رامچندر جی خدا۔ اور پھر آدمی تھے!۔ اور جسطرح
عیسائی شاید ان سے ہی سنی سنائی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو آدمی اور خدا
کہتے ہین اسطرح اسلامیون کا اعتقاد نہین کہ اللہ تعالےٰ آدمی ہے۔ اسلامی تو
اللہ تعالےٰ کو ہر ایک عیب اور نقص سے بالکل پاک جانتے ہین اسی جو تھے
اعتراض مین مکذب نے باریتعالےٰ کو جسکی صفت اسلامیون مین ھُوَالقَوِیُّ العَزِیزُ
مذکور ہے کمزور کہا ہے۔ یہہ سوء ادب ہے۔ سنو اسلام کی پاک کتاب مین اللہ تعالےٰ
کی صفت مین آیا ہے وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ البتہ ایک معنی مین ہے
بے کس کہو تو شائد ممکن ہو کیونکہ قرآن کریم مین اللہ تعالےٰ کی تعریف مین آیا
ہے۔ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ اور حدیث مین وارد ہے کَانَ اللّٰہُ
وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئًا۔

پانچوین اعتراض مین مکذب براہین نے پوچھا ہے۔ مٹی کہانسے آئی ہے؟۔
کن سے کیون تیار نہ کر لیا؟۔ سنو!۔ جب مٹی کو اسنے خود پیدا کیا۔ تمکو اطلاع
نہین ہوئی مگر اسی آیت شریف مین خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ
کے پہلے موجود ہے جسکے معنی ہین آسمانون اور زمین کو پیدا کیا مٹی زمین ہی کا حصہ
ہے جسنے زمین کو بنایا اُسنے مٹی کو بھی بنایا صرف کُن سے جیسا آپ چاہتے ہین
اسلئے پیدا نہ کیا۔ کہ اسے اختیار ہے جیسے چاہے پیدا کرے۔ وہ تمہارا یا کسی کا
ماتحت نہین۔ اور نہ کسی سے مشورہ کا محتاج ہے وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ۔
پھر مین کہتا ہون کہ لفظ کُن کا تو یہہ مطلب ہے۔ اور یہہ معنی کہ ہو جا۔ یا ہو پڑے

تو جیسے اللہ تعالے نے کسی چیز کا ہونا چاہا - اسیطرح وہ چیز ہوگئی - جس چیز کا وجود
تدریجًا اور آہستگی سے چاہا وہ چیز بتدریج و آہستگی پیدا ہوئی اور جس چیز کا وجود
دفعۃً چاہا وہ چیز دفعۃً پیدا ہوگئی - مثلاً چنے کا درخت چالیس روز مین پک کر
تیار ہوتا ہے چنے کے لئے کُن کہنے والے کا یہہ منشا ہوا - جوان آدمی پچیس برس
مین جوان بنتا ہے بڑ کا درخت صدی مین کمال کو پہنچتا ہے انکے لئے کُن کہنے
والے کا بھی منشا ہوا کہ اتنی مدت مین بنے - غرض ہر چیز کے تیار ہونے مین
اللہ تعالے نے جدا جدا اوقات مقرر کر رکھے ہین کسیکی کیا سکت کہ اسپر اعتراض
کرے ؟ - کہ الٰہی تونے فلان چیز کو تدریجًا بننے والی اور فلان کو دفعۃً بننے
والی کیون نہ کیا لَا یُسْاَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْاَلُوْنَ صادق آیت ہے
اور رفتار نظام عالم اس کی مصدق ہے - چھٹے اعتراض کے جواب مین
سردست اتنا کہنا کافی ہوگا کہ روح کو کتب مقدسہ اور پاک کتاب قرآن کریم نے
بہت معنون پر استعمال کیا ہے - اوّل - روح - کلام الٰہی کا نام ہے - اور
اسلئے کہ کلام الٰہی سے بڑھ کر کوئی چیز زندگی کا موجب نہین - اگر اس متعارف
روح سے چند روزہ زندگی حاصل ہو سکتی ہے تو اس روح (کلام الٰہی) سے جاودانی
جیوتہ - ابدی نجات - نیو لائف - دہرم جیون کو انسان لے سکتے ہین ! - اگر
اس روح سے چندروزہ جسمانی خوشیون کو لے سکتے ہین تو اس روح سے
ابدی سرور - مہا آنند - ابدی آرام پا سکتے ہین ! - ان معنے کے
رو سے روح مخلوق نہین بلکہ اللہ تعالے کی ایک صفت ہے اسلئے
یہہ روح الٰہی کلام ہے اور اللہ تعالے اسکا متکلم - جب ان معنے کے لحاظ سے

روح خدا کی صفت ٹھہری اور مخلوق نہوئی اسکے لئیے کسی مصالح کی ضرورت
بھی بجز ذات الٰہی کی نرہی - قرآن کریم سے ان معنی کی شہادت سنو!
وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا - سورہ
يُنَزِّلُ الْمَلٰۤئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاۤءُ مِنْ عِبَادِهٖ سورہ نحل
دوم - روح ملائکہ اور انبیاء کو کہا ہے اور ظاہر ہے کہ ملائکہ اور انبیا علیہم
الصلوۃ والسلام مختلف اوقات مین مختلف عناصر سے پیدا ہوئے - اور مختلف
مصالحون سے بنے - ان معنی کا ثبوت قران کریم سے سُنئے -
وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ[ل] وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ -
اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى[٢] ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ
وَرُوْحٌ مِّنْهُ سورہ نسا +
سوم - روح جسمانی جسکا نفخ انسانی جسم مین اور وہ اور ستر ائین کی
تجویف بن جانیکے بعد ہوتا ہے جسکا اشارہ فَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ مین ہے -
اگر اسکی بابت پوچھتے ہو کہ مٹی کہانسے آئی ہو تو ہم نہایت جرأت سے بلا تذبذب
جواب دیتے ہین مٹی سرب شکتیمان (قادر مطلق) بااختیار - قادر کی ایسی
طاقت کا نتیجہ اور اثر تھا - رب النوع کا ماننا اسلامی اعتقاد نہین - اس تذکرے
کس قوم پر تعریض کرتے ہو؟ - اسلامیون مین تو یہہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ
کے سوا - کوئی موجود بالذات - کوئی غیر مخلوق - اور فاعل مستقل نہین - رب النوع

ل - اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو کھلی دلیلین دین اور روح پاک سے اُسکی تائید کی - +
٢ - اسکے سوا اور کچھہ نہین کہ عیسے ابن مریم اللہ کا رسول اور اسکا مخلوق ہے جو مریم کے پیٹ سے پیدا
ہوا اور اللہ کی طرف سے روح ہے +

کے معتقد- اسلامیون مین مشرک کہلاتے ہین اور مشرک کے حقمین قرآنی فتوے یہہ ہے-

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ

اللہ تعالے کے سوا کسیکو رب مانتے ہین قرآن کریم کی یہہ تعلیم ہے- اور اس امر مین صاحب قران کریم کو یون حکم ہوتا ہے- قُلْ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ- وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا- وَلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ- ہان اسلام کو- دیانندی آریہ کا سا اعتقاد نہین کہ جیو اور مادہ عالم اُسکے ساتھہ تہے بلکہ زمانہ بہی اُسکے ساتھہ تہا- تب اللہ تعالے سرشٹی کو رچ سکا!!!- مسلمانون کا اعتقاد یہہ ہے اللہ خالق کُلِّ شَیْءٍ اس اعتقاد سے مٹی کا خالق بہی اللہ تعالے ہے- اور مٹی کے مادہ کا خالق بہی وہی ہے- مادہ اور روح کی شرح جسقدر روحانی تربیت مین مفید ہے اُسقدر قران کریم نے تشریح کردی ہے اور جس تفصیل کی ضرورت روحانی تعلیم مین نہین اُس سے قران کریم نے سکوت فرمایا- خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ اگر روح کے معنے کلام الٰہی کے ہین

---

لـه- یقیناً شرک بڑا بہاری ظلم ہے+
لـه- یقیناً اللہ اسے معاف نہ کریگا کہ اسکے ساتھہ شرک کیا جاوے+
سـه- کہہ اے کتاب والو!- آجاؤ ایسی بات کی طرف جو تمہارے ہمارے درمیان ٹہیک مسلّم ہے- اور وہ بات یہہ ہے کہ اللہ تعالے کے سوا کسیکی پرستش فرمانبرداری نکرین اور نہ اسکا کوئی شریک ٹہراوین اور نہ ہمارے کوئی بہی ہم سے کسیکو رب- اللہ کے سوا- کیونکہ رب ایک ہی ہے- اور لوگو!- اگر تم نہ مانو تو ہم تو اسبات کے ماننے والے ہین ہی کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہین ۱۲
ـه- مخلوقات مرکبہ ۱۲ ـه رچ سکا پیدا کرسکا ۱۲

تو روح غیر مخلوق - اور غیر مادی ہے - یہہ روح الٰہی صفت ہے اور مختلف اوقات
مین اللہ تعالے کے پیارے بندوں پر نازل ہوتی رہی اور نازل ہوتی ہے
اور نازل ہوگی اور اُنکے وساطت سے عام مخلوق الٰہی کے پاس پہونچی
اور پہنچیگی - اور روح کے معنی اگر ملائکہ اور انبیا علیہم السلام کے لین تو وہ مخلوق
ہین ایک وقت مین پیدا نہین ہوئے - بلکہ مختلف اوقات اور انواع واقسام کے
مختلف اشیا سے پیدا ہوا کئے - انسانی جسمانی روح ایک قسم کی لطیف ہوا ہے جو
انسان مین شریانی عروق اور انسانی پہپہرون کے بن جانے اور قابل فعل ہونیکے
وقت نفخ کے جاتی ہی اس مطلب کو سمجھنے کے لئے اللہ تعالے کی کتاب پر غور کرو یہہ
صادق کتاب حقیقت نفس الامری کی خبر دیتی ہو کہ انسان اسی نطفہ سے جو عناصر کا نتیجہ
ہے خلق ہوتا ہے اور پہر یہین اُسے سمیع و بصیر یعنے مدرک اور ذی العقل بنایا
جاتا ہے نہ یہہ کہ پیچہے سے اپنے ساتھ کچھ لاتا ہے اور برا اپنے اعمال کا نتیجہ اسکے ساتھ پیدا
ہوتا ہے جس وہم و فرض کا کوئی مشاہدہ کا ثبوت نہین -

هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا - إِنَّا خَلَقْنَا
الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا -

یاد رکہو - عہد الست کا تذکرہ ہم مسئلہ تناسخ مین کرینگے - انشاء اللہ تعالے - ایک مدت تک
مجہے تعجب اور افسوس ہوا کہ تکذیب براہین کے مصنف صاحب نے اسقدر
طول - طویل اعتراض - آیتہ شریفہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ پر کیون

لے زمانہ مین سے ایک وقت بیشک انسان پر ایسا گذرا ہے کہ اسکا نام و نشان کچھہ بھی نہ تہا - ہمنے انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے پیدا کیا - ہم اسکا امتحان لیا چاہتے ہین (اور اُس امتحان کے لئیے) ہم نے اسے سمیع و بصیر بنایا *

گئی - اور میرے تعجب اور افسوس کی کئی وجہین ہین -

اول - اسلئے - چھہ دن* مین زمین آسمان - اور جو کچھہ ان دونون مین ہے اسکے پیدا ہونیکی خبر ایسے سچے لوگون نے دی ہے جنکا صدق مختلف دلائل اور نشانات سے ثابت ہے - اور اس خبر کو مشاہدہ ضرور یہ علوم - اور قانون قدرت کے مستحکم انتظام نے نہین جھٹلایا -

دوم - اسلئے کہ جن لوگون نے یہہ خبر دی ہے - انمین سے ایک کا نام سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہے اور دوسرے کا نام سیدنا محمد بن عبد اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے - اور ان لوگون نے یون کہا ہے کہ ہمکو اللہ تعالے نے یہہ خبر دی اور اسکے مکالمہ سے یہہ بات ہمین معلوم ہوئی - ان خبر دہندون کی امداد اللہ تعالے نے جیسے کی ہے اسکی خبر دنیا سے مخفی نہین - اور جو تعجب انگیز کامیابی ان لوگون کو ہوئی اسکی نظیر مدعیان الہام مین کوئی نہین دکھا سکا -

انصاف کرو -

کیا جناب الٰہی کی پاک اور مقدس بارگاہ سے جھوٹون کو ایسی امداد مل سکتی ہے ؟

سوم - اسلئے کہ جس کتاب مین یہہ خبر دی گئی - اسکا من جانب اللہ ہونا بہت وجوہ سے ثابت کیا گیا - چاہو اسکا نام توریت لو - چاہو قران کریم کہو -

چہارم - اس لئے کہ اللہ تعالے کو اکثر بلکہ تمام کام جنکو ہم دیکھتے ہین - آہستگی اور تدریج سے ہوا کرتے ہین - تقدیر امکان لینے ارد گرد کا کارخانہ قدرت

* دن یا یوم کے معنے بارہ گھنٹہ کے نہین یاد رکھو ۱۲

دیکھہ لو! - پہل دار درخت کتنے دنون مین - پہل دار کہلاتا ہے - گہوڑے
اور ہاتھی کا آج پیدا ہوا بچہ کتنے دنون مین اللہ تعالے اسکو ہماری سواری
کے قابل بنائیگا - آدمی کا وہ بچہ جو آجکل ماںکے رحم مین یا باپ کے جسم مین
آرام گزین ہے اللہ تعالے اسکو کتنے دنون مین عالم فاضل اور لیفٹیننٹ گورنر کریگا - پس جب یہ کام
جو بتدریج ہو رہے ہین اسی قادر مطلق - سرب شکتیمان - کن کے کلمہ کے ساتھہ پیدا
کر سکنے والے کی پیدائش ہے - تو زمین و آسمان اور سکے درمیانی اشیا کا چہہ روز مین پیدا ہونا کیون محل انکار
ہیچم - اسلئے کہ زمین آسمان - اور ان دونون کی درمیانی تین چیزین ہین اور انکی
بناوٹ دو طرح پر ہے - اوّل ان اشیا کی اصل بناوٹ - دوم ان کی
ترتیب پس یہہ چھہ چیزین ہوئین - جو چھہ یوم مین پیدا ہوئین - یہان یہہ
امر بہی یاد رکہنے کے قابل ہے کہ آریہ نے بہی تمام مخلوق کے اصول اشیا چہہ چیزون
کو مانا ہے ارضی اشیا چہار - جنکو اربعہ عناصر یا چار تت کہتے ہین - اور سماوی
چیزین دو - زمین کی چار چیزین مٹی - پانی - آگ - ہوا - سماوی دو چیزین - اکاش
جسے سما یا السماء کہئے - اور دوسری روح - جسے جیو کہتے ہین - قران کریم
مین ایک جگہہ کچہہ تفصیل کی گئی ہے اسے بہی سنو -

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ
اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا

ف - تو کہہ - کیا تم ایسے خدا کا کفر کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن مین پیدا کیا - اور اُس کے شریک مقرر کرتے ہو - یہی تو عالمون کا پروردگار
ہے - پہر اسپر پہاڑ بنائے - اور زمین کو برکت دی اور اشیائے خوردنی کے اسمین اندازے باندہے - یہہ سب کچہہ چار دن مین ہوا
حاجتمندون کے لئے سامان درست ہو گیا - پہر سماء کی جانب متوجہ ہوا اور وہ دخان تہا (یعنے اسے ٹہیک کیا) پہر آ
اور زمین (دونون) کو کہا کہ خواستہ یا نخواستہ تم دونون حاضر ہو جاؤ - اُنہون نے کہا ہم خوشی سے آتے ہین - (یہہ ایک انداز
محاورہ ہے جسکا مدعا یہہ ہے کہ یہہ اشیاء ہمارے مطیع فرمان ہین اور کبہی کسی طرح ہمارے حکم سے انحراف کر نہین سکتین) پہر
انکو سات سماء مقرر کیا دو دن مین - اور ہر اسماء کو اسکا متعلق کام سپرد کیا ٭

وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِلسَّائِلِينَ ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَى فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا - سورہ حٰم - رکوع نمبر ۲ - سیپارہ نمبر ۲۴ -

**ششم** - اسلئے - کہ ان چیزون کے بنانے مین یہہ نہین فرمایا کہ **تمام** تمام دن اور رات مین ان اشیاء کو پیدا کیا - بلکہ یہہ فرمایا ہے کہ چھہ روز مین یہہ چہہ چیزین پیدا کین - یہہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک ایک چیز ایک ایک روز مین ایک آن کے اندر کلمہ **کُن** سے پیدا ہوئی -

**ہفتم** - اسلئے - کہ اللہ تعالےٰ خَالِقُ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوَاتِ **معطل** بیکار نہین - وہ ہمیشہ اپنی **کاملہ صفات** سے موصوف ہے - ایسا کیون مانا جاوے کہ تمام اشیا کو ایک آن مین پیدا کرکے پہر معطل ہو گیا ہ -

بلکہ وہ ہمیشہ خالق ہے - اور **مخلوق کا حافظ** ہے اور رہے گا -

**ہشتم** - اسلئے - کہ **یوم** عربی زبان مین **مطلق وقت** کو کہتے ہین **پس** سِتَّۃِ اَیَّامٍ کے یہہ معنے ہونگے **چھہ وقت** مین - چاہو وہ وقت ایک **آن** کلمح البصر - لو - چاہو تو وہ **ایک** ایک یوم لاکہون کرورون برس کا **یوم** جیسے **راقم** کا اعتقاد ہے سمجھو -

**نہم** اسلئے - کہ **یوم** عربی زبان مین اس زمانہ اور وقت کو بہی کہتے ہین جسمین کوئی واقعہ گزرا - گو وہ واقعہ کتنے بڑے وقت مین گزرا ہو - دیکہو **یوم بعاث** **یوم حنین** - **یوم بنو بکر** - **یوم بسبوس** - **یوم عاد** وغیرہ وغیرہ - اس زمین

واسمان وغیرہ کی پیدائش کے زمانہ کو اِس محاورہ پر یوم کہا گیا +
دہم اسلئے - کہ پدارتھ ودیا - یعنے علم طبعیات خصوصاً علم طبقات الارض
سے ثابت ہوچکا ہے - یہہ زمین کسی زمانہ مین آتشین گیاس تہا - بلکہ یون
کہئے کہ ایک ستارہ روشن تہا جب قدرتی اسباب سے اللہ تعالے نے
اسمین کسیقدر کثافت پیدا کردی تو یہہ زمین اسوقت ایک سیال مادہ ہوگیا جسے
عربی زبان مین اَلْمَاء کہتے ہین اور اسپر اسوقت ہوا چلا کرتی تھی جیسے توریت
شریف کی کتاب پیدایش کی پہلی آیتون مین لکھا ہے - پہر جب وہ الماء
زیادہ کثیف ہوگیا تو اسپر وہ حالت آگئی جسکے باعث اُسپر زمین کا لفظ بولا گیا -
پس ایک دن اسپر وہ تہا کہ یہہ زمین سیال ہوئی اور دوسرا دن وہ آیا کہ
کثیف ہوگئی طبقات الارض سے یہہ امر بھی پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ جسقدر
زمین کے نیچے مرکز کی طرف کہودا جاوے زمین کی گرمی بہ نسبت بالائی سطح کے
نیچے کو بڑہتی جاتی ہے حتّٰی کہ اب بھی چھتیس میل کی دوری پر ایسا گرم مادہ
موجود ہے جسکی گرمی تصور سے باہر ہے اِس زمانہ سے بہت عرصہ پہلے جب
بالائے حصہ کثیف ہونا شروع ہوا تہا ایکدن اس ہمارے آرامگاہ پر وہ گزرا تہا کہ
زمین کی بالائی نہایت پتلی سطح کے نیچے اس مادہ کا آتشین سمندر موجین
مارتا تھا اور اسکی بالائی باریک سطح کو توڑ توڑ کے بڑے بڑے راکس اور بڑے
بڑے حجرے قطعات باہر نکلتے تہے اور پہاڑون کا سلسلہ پیدا ہوتا جاتا تھا
اور ظاہر ہے کہ اس وقت بڑے بڑے زلزلے اور بہونچال ہوتے تھے
جب بڑے بڑے پہاڑ پیدا ہوگئے - اور زمین کا بالائی حصہ زیادہ موٹا ہوگیا پہر

تیسرا اور چوتھا دن یا تیسرا اور چوتھا وقت اس کرہ ارضی پر وہ آیا کہ نباتات۔جمادات
پہل۔پہول وغیرہ اشیا انسانی آرام اور آسایش کے سامان مہیا ہوئے۔ایک دن
ان اشیا کی پیدایش کا۔اور دوسرا دن ان اشیا کی ترتیب کا غرض دو دن
پہلے اور دو دن یہہ کل چار روز زمین کے درستی کی ہوئی اسیطرح زمین کی بالای
فضا۔اور زمین کی سقف۔اور زمین کی بنا۔آسمان کو اللہ تعالے نے دو روز
مین بنایا۔اور انمین امر الٰہی کی وحی ہوئی اور وہ وقت آگیا کہ انسان زمین پر
آباد ہو کیونکہ جیسے قرآن کریم نے فرمایا ہے سَوَاءً لِلسَّائِلِیْنَ انسان کی تمام
ضرورتین۔اور اسکے لئے سب مایحتاج پورا ہوگیا۔

## یادداشت

اس تکذیب براہین سے غالبًا پہلے کا ذکر ہے میرے ایک پیارے عزیز نے
مجھ سے اسی آیتہ پر سوال کیا۔کہ اللہ تعالے کو قرآن مین القادر یعنے
قادر مطلق کہا ہے اور وہ تمام زمین اور آسمان کو ایک آن مین پیدا کرسکتا ہے
کیونکر مان لیا جاوے آسمان و زمین کو اسنے چھ دن مین بنایا ہوا سوقت ایک
جوار کا کہیت ہمارے سامنے لہلہا رہا تہا۔مینے تہوری دیر سکوت کرکے پوچھا۔
اس کہیت کا دانہ کب تک تیار ہو کر کہانیکے قابل ہوگا؟۔اس عزیز نے جواب
دیا کئی مہینے کے بعد پک کر کھانے کے قابل ہوگا۔تب مینے کہا اسکے دانہ
کو کون بناوے گا؟۔اُسنے جواب دیا۔وہی۔جسے۔القادر۔قادر مطلق
سرب شکتیمان۔جگدیشر۔کہتے ہین۔مینے کہا وہ ایک کہن مین سب
پیدا کرسکتا ہے کیونکر یا نا جاوے کہ وہی ایسی قدرت والا دانون کے

بنانے مین آلنی دیر کرے تب اس عزیز نے کہا - صاحب یہہ اسکی خواہش اچہا اسکی مرضی ہے اور ساتہہ ہی ہنس دیا اور کہا کہ جواب ہوگیا - تکذیب کی دلیل جو صفحہ نمبر ۶۹ مین ہے اور جو آپ نے اس آیت کے مقابلہ مین لکہی ہے -

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ہِرَنّ - (زر ۱۲) | گربھہ - (کارمعدن ۱۲) | سَمَورتتا - (ہوتا ہوا ۱۲) | اگرے - (اول ۱۲) | بھُوَنسی (تمام عالم ۱۲) |
| جَاتَ - (کے جو ہوا ۱۲) | پتی - (غالب ۱۲) | ایک - (ایک ۱۲) | آسیت - (ہوتا ہوا ۱۲) | سَدادہار - (قیوم ۱۲) |
| پرتھوی (زمین ۱۲) | آکاش دیا (آسمان ۱۲) | موتے مان (یہی نشان ہین ۱۲) | کسمے (ایسے دروپ ۱۲) | دیوائے (پرکاش والا کو) |
| ہویکھا - (ہون کرکے) | ودھیم (قربانی کرتے ہین ۱۲) | | | |

**تکذیب کے صفحہ نمبر ۷۱ مین اثبات وجود صانع پر چھٹی قرآنی دلیل یہہ لکہی ہے -**

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ - اور اس کو دلیل [^1]

صانع سمجھہ کر سیرپہ **پانچ اعتراض کیئے ہین -**

(۱) عرب والے اللہ کو پہلے ہی مانتے تہے - اور صدق دل سے جانتے تہے کہ خدا ایک ہے

(۲) محمد صاحب کے باپ کا نام عبد اللہ تہا - حالانکہ مکہ کے مندر کا پوجاری تہا - پہر اسمین (آیتہ قرانیہ) کوئی نئی تعلیم ظاہر نہین ہوئی" اور پہر آئیہ ذیل -

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ - يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ کو اعتراض کا نشانہ کی بنانے کئے کلام کو اسطرح پر طول دیا ہے -

(۳) - یہاں پر محمد صاحب کے ہاتہہ کو قران خدا کا ہاتہہ تبلاتا ہے - اور اسکے ہاتہہ ملانا خدا سے ہاتہہ ملانا جتلایا گیا ہے - کیا یہی توحید کی تعلیم ہے "

[^1]: تو کہہ سوا اسکے اور کچھہ نہین کہ مین تم سا ایک بشر ہون میری طرف وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے -

(۴) - غالب یقین ہوتا ہے کہ خدا کیطرف جہکاتے جہکاتے آخری وقت مین حضرت کو خدا بننے کا خیال آگیا تہا - اور بہت شخصون کو اپنی عبادت کیطرف ہی رجوع کرانے لگے تہے - اُسکی تصدیق اس خطبہ سے ہوتی ہے - جو بروقت وفات اُنکے حضرت عمرؓ نے پڑہا تہا (دیکھو محمد صاحب کی زندگی کے حالات)"-

(۵) - یہہ ہمہ اوست کی تعلیم ہے - یا خود پرستی - اور مشرکانہ ہدایت ہے -

غرض یہہ پانچ اعتراض ہین جنکو ہمنے خلاصۃً بیان کردیا ہے اور ہمنے آسانی کے لئے اوپر نمبر لگا دیئے ہین -

**مصدق** - مکذب کا پہلا دعوے ہے "عرب والے صدق دل سے جانتے تہے کہ اللہ ایک ہے" اس دعا سے بڑہکر جہوٹا اور بے بنیاد دعوے اور کیا ہوسکتا ہے - ہ - الہ کے معنی معبود کے ہین - اور تمام خواندہ دنیا سے مخفی نہین کہ عرب مین کیسی خطرناک بت پرستی تہی - اس امر کے ثابت کرنے اور اسپر شہادتین لانے کے لئے وقت کو صرف کرنا اور ایک مسلم الثبوت امر کو پہر معرض اثبات مین لانا محض تحصیل حاصل ہے - یہہ تاریخی واقعہ ہے کہ عرب کے لوگون نے اسی توحید کے مسئلہ پر صحابہ کرام کو ایسے دکہہ دیئے کہ اُنکو مجبوری وطن چہوڑ حبشہ کو بہاگنا پڑا حضور علیہ السلام ہی آخر مشرکون کی شرارت سے مدینہ طیبہ کو چلدئے سمیہؓ عمار بن یاسر کی والدہ کو اسی توحید کی دشمنی پر دکہہ دیا کہ اسکی شرمگاہ مین برچہی مار کر گلے سے نکالی اسطرح کے ظلم کا ظالم اور ایسی شرمناک کارروائی کا مرتکب وہی کمبخت ابوجہل علیہ اللعنۃ تہا جسے مکذب براہین مکذب مین ابو الحکم علیہ الرحمۃ کرکے لکہتا ہے - !!! - اس بہائی چارے کے قربان جایئے سچ ہے الکفر ملۃ واحدۃ

سیاہ اندرونی دیکھئے کہ حق کے دشمن سے کیسی ہمدردی ظاہر کی جاتی ہے
مشرکین مکہ کے اعتقاد کو ایک جگہہ قرآن بیان کرتا ہے۔ ذرہ غور سے سنو
مشتی نمونہ خروارے۔ ایک دو آئتین سناتا ہون تو کہ ناظرین کو پتہ لگے کہ
مکذب کے کلام مین کہان تک سچائی پائی جاتی ہے۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ
اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ
اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی
الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ – اور ایک جگہہ آیا ہے۔

وَقَالُوْا مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا یُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ وَمَا
لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ۔

لات۔ عزےٰ۔ اور مناۃ وغیرہ کی پرستش کا تو مکذب کو بہی انکار نہین ہوگا
مکذب نے تکذیب کے صفحہ نمبر ۵۷ مین ایک نوٹ لکہا ہے جسکی پہلی سطر یہہ ہے
"یہہ خبر چارون طرف مشہور ہوگئی کہ بت پرستون کے ساتہہ محمد صاحب نے صلح کرلی"
اس تقریر سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اسوقت عام عرب مشرک بت پرست تہے
پس مکذب کا کہنا کہ عرب صدق دل سے جانتے تہے خدا ایک ہے۔ کذب ثابت ہوا
دوسرا۔ دوسرا دعوے مکذب کا یہہ ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے والد کا نام عبداللہ جاہلانہ...

۵ے۔ اور وہ حیران ہوئے کہ انہی مین سے انکے پاس ایک ڈرانیوالا آیا۔ اور ان منکرون نے کہا۔ یہہ جہوٹا جادوگر ہے۔ دیکہو اسنے متعدد معبودون کو ایک ہی معبود بناڈالا۔ یہہ تو اچنبہے کی بات ہے۔ اور ان کے سردار یہہ کہتے ہوئے (انہین) چلے کہ چلو اپنے معبودون پر پکے رہو۔ کیونکہ یہہ ایک بات ہے جسکا منشا کچہہ اور ہے ہمنے پچہلے دین مین یہہ بات نہین سنی یہہ تو کچہہ گہڑت سی معلوم ہوتی ہے۔
۶ے۔ اور وہ کہتے ہین ہماری دنیا کی زندگی ہے (یہین) ہم مرتے ہین اور جیتے ہین اور زمانہ ہی ہمین ہلاک کرتا ہے۔ انہین اسبات کا کچہہ بہی علم نہین وہ تو بس اٹکلین دوڑاتے ہین۔

مکہ کا پوجاری تہا۔ اوّل۔ عبداللہ آپکے والد کو مکہ کا پوجاری کہنا دعوے بے دلیل
ہے دوم۔ ایسا نام رکہنے سے کیونکر واضح ہوا کہ عرب والے اللہ تعالے خالق الارض
والسموات کے سوا کسیکو اُسکی مخلوق مین سے اللہ نہین جانتے تہے۔؟ اور نیز یہ کہ عامہ
عرب مشرک نہ تہے اور موجودات کی پوجا نہین کرتے تہے۔ اگر اس نام سے خواہ مخواہ
توحید کے ثبوت و وجود کو مان لین تو اتنا ثابت ہوگا کہ آپکا دادا بت پرست اور مشرک نہو
خواہ مخواہ کا لفظ مینے اسلئے بولا ہے۔ کہ بت پرست مشرک تو اسلئے مشرک کہلاتے
ہین کہ اللہ تعالےٰ کی ذات پاک کے سوا اور مخلوق کی بھی پرستش کرتے ہین وہ بالکل
اللہ تعالے کے منکر یا اسکی پرستش کے منکر نہین ہوا کرتے۔ حق پرستی کے ساتھہ
بُت پرستی بھی کرتے ہین اُنکی عبودیت خالصہ عبودیت نہین ہوتی۔ معبودیت کی
صفت مین باری تعالے کو یکتا نہین رکہتے خدا کو بہی معبود جانتے ہین اور اپنے
بتون کو بھی معبود بناتے ہین اسیواسطے مشرک کہلاتے ہین۔ مثلاً ہم لوگ عامہ ہنود
کو اسواسطے مشرک کہتے ہین۔ کہ وہ باریتعالے کو بہی معبود جانتے ہین۔ اور
سری کرشن چندر۔ اور سری رامچندر جی۔ گنیش جی وغیرہ وغیرہ بہی کی
پرستش کرتے ہین۔ اور دیانندی آریہ کو اسلئے یقینا مشرک سمجھتے ہین کہ
وہ باری تعالے کو۔ غیر مخلوق مانتے ہین اور اسی صفت مین ارواح اور ارواح
کے گُن۔ کرم۔ اور سبہاؤ۔ یعنی ارواح کے خواص افعال۔ عادات کو بہی غیر مخلوق
اعتقاد کرتے ہین۔ !!!۔ پرمانو۔ اور انکے گُن۔ کرم۔ اور سبہاؤ کو بہی
غیر مخلوق بتاتے ہین۔ !!!۔ اور زمانہ کو بہی غیر مخلوق کہتے ہین باریتعالے لا
نندیون کے نزدیک مطلق خدا ہے اجنما۔ الوہیئم نہین۔ بلکہ اور اشیا بہی اسکی

ماہ لم یلد ولم یولد ۱۲ ۵ لیس کمثلہ شیٔ ۱۲

اس صفت مین شریک ہین۔ تعالے شانہ عما یقولون علوا کبیرا۔ بنا ر علی ہذا۔
دیانندی آریہ مشرک ہین۔ اور پکے مشرک ہین۔ باورہے مسلمان جنت
دوزخ۔ ارواح وغیرہ کو ان معنی پر ابدی نہین کہتے جن پر باریتعالے کو
ابدی کہتے ہین مسلمان قوم کے نزدیک ان اشیاء کا وجود ممکن۔ اور باریتعالے
کا وجود واجب ہے ان اشیا کا وجود باری تعالے کی عطا اور اسکا ایجاد۔ اور اسکی
خلق ہے باریتعالے کا وجود کسیکا عطیہ نہین کسیکا ایجاد نہین کسیکی مخلوق
نہین ان اشیا کا وجود اسلام کے نزدیک وجود اور بقا دونون مین جناب
باریتعالے کا محتاج اور باری تعالے من کل الوجوہ غنی ہے۔ واللہ الغنی
وانتم الفقراء قرآن کریم کی آیت ہے غرض حضور کے والد ماجد کا عبد اللہ نام رکہنا
ہے۔ گو حضور کے حسن اور صداقت کی عمدہ فال ہے مگر اس سے یہہ ثابت نہین
ہوسکتا کہ عرب لوگ بت پرست اور مشرک نہ تہے!۔ ہم یہان ہندوستان یا آریہ ورت
مین دیکہتے ہین بعضے ہندی آریہ ورتی اپنے بچون کا نام ہریداس۔ نرائنداس
رامداس رکہتے ہین۔ اور شرک ہی کرتے ہین۔ بلکہ مسلمانون مین ایک گہر
کے آدمیون کو دیکہتے ہین۔ ایک کا نام عبد اللہ ہے۔ دوسرے کا نام حسن
عبد الرسول۔ تیسرے کا نام فضل الرحمن۔ اور پہر چوتہے کا نام کرامت اللہ
فانا للہ علی حالۃ الاسلام وانا الیہ راجعون۔ ایک مسلمان اللہ دتا ہے
تو اسکے دوسرے بہائی کا نام نعوذ باللہ منہا پیراندتا ہے +

تیسرا دعوے مکذب کا یہہ ہے کہ آیتہ ید اللہ فوق ایدیہم مین حضور علیہ
السلام نے فرمایا ہے۔ میرا ہاتہ اللہ تعالے کا ہاتہ ہے۔ خاکسار کہتا ہے۔ یہہ دعوے

مکذب کا بالکل افترا- اور بہتان ہے- قرآن شریف کی کسی آیت مین ہرگز-
ہرگز- ہرگز موجود نہین- کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا-
ہو کہ میرا ہاتھہ اللہ تعالے کا ہاتھہ ہے- کبرت کلمۃً تخرج من افواھھم ان یقولون
الا کذبا- جس آیت سے یہہ استدلال کیا ہے- اسکے معنی صاف ہان بالکل
صاف ہین- کیونکہ ید اللہ کے معنی- عربی زبان مین ہین- (۱) ید اللہ یعنے
انعامہ تعالے- (۲) ید اللہ یعنے نصرتہ تعالے- (۳) ید اللہ- صفۃ من
صفاتہ تعالے الذی لیس کمثلہ شیٔ- جیسے میرا اعتقاد ہے- ان محاورات پر
آیہ شریفہ کے معنے ہوئے-

(۱) ید اللہ فوق ایدیھم اللہ تعالے کا انعام ان لوگون کے انعامات
کے اوپر ہے-

(۲) اللہ تعالے کی نصرۃ- اسکی امداد ان لوگون ان لوگونکی نصرۃ اور امداد
سے اوپر ہے-

(۳) اللہ تعالے بے مثل کی صفت ید- ان لوگون کی صفت ید کے اوپر
ہے- حیرانی کی بات ہے کہ اسمین اشکال ہی کیا ہے-!- ہان اگر یون ہوتا کہ
یدی وہی ید اللہ فوق ایدیھم تو کسقدر اعتراض کا موقع ہوتا- ہم اس آیت
اور پہلی آئیہ کی تشریح آگے کرینگے- انشاء اللہ تعالے *

چوتھا اعتراض- اور دعوے یہہ کیا ہے- آخری وقت مین حضور کو خدا بننے کا
خیال آیا! خاکسار کہتا ہے- تمام دنیا مین توحید کے واعظ آئے- اور انہون
نے اپنی قوم کو شرک سے روکا- توحید الوہیت کی طرف- بلایا-

آخر کچھ زمانہ کے بعد وہی ہادی معبود بنائے گئے۔ ۹۔ دور کیوں جاؤ حضرت
حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت پر غور کر لو۔ کہ اس خاکی نہاد انسان
کو کیسا آسمان پر اٹھایا گیا۔ ۱۔ ہادی اسلام نے تمام انبیا و رسل کے وعظ کی
اسطرح تکمیل فرمائی۔ کہ اپنی عبودیت کے اقرار و اعتقاد کو۔ توحید کی اقرار و
اعتقاد کی جزو لازم کر دیا کہ کہیں آپکی قوم بھی امم سابقہ کی طرح آپکو خدا اور معبود
نہ بنالے اس احتیاط اور حزم کی یہہ برکت اور یہہ اثر ہے۔ کہ قوم کی قوم۔ شرک
مین گرفتار ہونے سے محفوظ رہی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ سبحان اللہ کیا حکمت ہے کہ آپکی قبر مکہ معظمہ سے بہت دور
بنائی گئی تو کہ مکہ معظمہ کیطرف سجدہ کرتے وقت اس قسم کا ممکن احتمال بھی نرہے
کہ ساجدین کا قبلہ توجہ وہ قبر ہے آثار صحیحہ سے ثابت ہوچکا ہے کہ آپ کی
وفات کے بعد صحابہ جب سفر سے واپس آتے تو سیدھے مسجد نبوی مین جاکر
دوگانہ ادا کرتے۔ مرقد مبارک کی جانب کوئی بھی رُخ توجہ نہ لاتا۔ افسوس ایسہ
بھی معترضین کا یہہ حوصلہ ہے۔! خداوند تعالے ہدایت کرے۔ آپ نے عین
وفات کے وقت فرمایا قَاتَلَ اللهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ[۱]
اور وصیت کی۔ وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا يُّعْبَدُ۔ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلٰى قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ
مَسَاجِدَ[۲]۔ اور سنو! عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِيٌّ
فَقَالَ جُهِدَتِ الْاَنْفُسُ وَضَاعَ الْعِيَالُ وَنُهِكَتِ الْاَمْوَالُ وَهَلَكَتِ الْاَنْعَامُ فَاسْتَسْقِ اللهَ لَنَا
فَاِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللهِ وَنَسْتَشْفِعُ بِاللهِ عَلَيْكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ سُبْحَانَ اللهِ! سُبْحَانَ اللهِ

[۱] یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا۔
[۲] اور میری قبر کو بت نہ بنانا جو پوجا جاوے۔ اللہ کا غضب اُن لوگوں پر شدید ہوا جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا۔

تسا زال یسبّح حتی عرف فی وجوہ اصحابہ ثم قال ویحک انہ لا تستشفع باللہ علی احدٍ

شان اللہ اعظم من ذلک[*] - ایک دفعہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے عہد برکت مہد میں

ایک خطیب نے اثنائے خطبہ میں مَنْ یُطِعِ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاھْتَدٰی کے بعد یہہ

کہا۔ وَمَنْ یَّعْصِہِمَا - اس پر آپ نے فرمایا بِئْسَ الْخَطِیْبُ اَنْتَ - وعن عمرؓ قَالَ قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم فانّما

انا عبدہٗ - فقولوا عبد اللہ ورسولہ مُتّفق علیہ سجدہ کرنے کرانے کی بابت

سن لو - کیا لطیف واقعہ گزرا ہے - عَنْ قیس بن سعدٍ قَالَ اتیتُ الحیرۃ فرأیتھم

یسجدون لمرزبانٍ لھم فقلتُ لرسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم احقُّ اَنْ یسجد لہ

فاتیتُ رسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون

لمرزبان لھم فانت احقّ بِاَنْ یسجد لک فقال لی ارأیت لو مررت بقبرے اکنت

تسجد لہ فقلت لہ فقال لاتفعلوا[*] (مشکوۃ شریف صفحہ نمبر ۲۸۲)

## ہمہ اوست کے مسئلہ پر ایک آیت بھی نص صریح الدلالۃ نہیں یہہ دیگر بات ہے

[*] جبیر بن مطعم روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا - جانوں پر آفت ہوئی ہے - بال بچے تلف ہو گئے ہیں - مال تباہ ہو گئے - مویشی ہلاکت پر آ گئے آپ اللہ تعالے سے ہمارے واسطے پانی مانگئے ہم اللہ کے پاس سفارشی لے جاتے ہیں اور اللہ کو آپکے پاس - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے جواب میں کہا سبحان اللہ سبحان اللہ اور بار بار سبحان اللہ پڑھتے (جیسے اس کے کلام سے سخت بیزار اور مضطرب ہو گئے ہیں) پھر فرمایا بھولے آدمی اللہ کو کسی کے پاس سفارشی نہیں لے جایا کرتے اللہ تعالے کی شان اس سے بہت بڑی ہے -

[*] قیس بن سعد کہتے ہیں کہ میں حیرۃ میں جو گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں - میں نے اپنے دل میں کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تو اور بھی زیادہ حق ہے کہ انہیں سجدہ کیا جاوے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے حیرۃ میں ایسا دیکھا کہ وہاں کے لوگ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں آپ تو زیادہ حقدار ہیں کہ آپکو سجدہ کیا جاوے - آپ نے فرمایا اچھا تو اگر تجھے میری قبر پر سے گزرنے کا اتفاق کبھی ہوا تو تو کیا اسے سجدہ کرے گا - میں نے کہا ہاں - آپ نے فرمایا خبردار ایسا مت کیجیو -

یہہ دیگر بات ہے کہ خودغرض لوگون نے اپنے مدعا کے اثبات کے لئے قرآن کریم
سے اس پر استدلال کیا ہی۔* یعنے یہہ دو آیتین قائلین وحدۃ الوجود سے استدلال
مین سنی ہین۔ اول۔ وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ۔ مگر جب اس آیت
کا ماقبل انسے دریافت کیا جاوے تو حیران رہجاتے ہین۔ اسکا ماقبل یہہ ہے
وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ۔ بات نہایت صاف ہے کہ اس زمین مین یعنی
موجودات مین یقین کرنے والون کے لئے نشانیان ہین۔ اور جب تم اس بیرونی
بیرونی سے فارغ ہوجاؤ تو پھر اپنے نفوس مین مطالعہ کرو تدبر کرو۔* دوسری
آیت شریف۔ هُوَ الْأَوَّلُ هُوَ الْآخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ۔ مگر جب ان
سے دریافت کیا گیا کہ جس چیز کے اول و آخر وہ ہو وہ چیز آپ کیا ہوئی؟ اور جس چیز کا
ظاہر و باطن وہ ہو وہ خود کیا ہوئی؟ تو عوام مدعیان وحدۃ الوجود ساکت ہوجاتے ہین

*نوٹ دنیا مین یہہ عام مرض پھیلا ہوا ہے کہ متکلم یا قائل کی ذاتی وجاہت اسکی معروف شہرت۔ اسکی مسلم التبوت بہرہ مندی
اور اسکی معہود اصطلاح و مراد کے خلاف اسکی کلام کا مطلب لیا جاتا ہے۔ اور بڑے بڑے اہم مقاصد یا اعتراضات کا مبنی اسکو قرار دیا
جاتا ہے۔ یہہ ایک مغالطہ ہے جسنے تحقیق حق کے رستہ مین اٹل چٹان کا کام دیا ہے۔ اب اسلام اور صاحب اسلام کا منشا اور مسئلہ
عیسائیون کے مسئلہ تثلیث کفارہ کیطرح چیستان لاینحل کا ہم پلو نہین رہا قد تبین الرشد من الغی یہہ نہایت واضح اور صاف راہ ہے
اور ایک ہی مذہب ہے جسکے بانی کو اپنی صداقت۔ اپنی کامیابی کا کامل تیقن اور علے بصیرۃ اذعان ہے کہ دن رات مین پانچ بار
رؤس الاشہاد بلند منارون پر اس مذہب کے اصول کی منادی کی جاتی ہے۔ اللہ اللہ! کوئی جویائے حق سلیم القلب ہے کہ اسی
دلیل سے اس کامل ہادی کا صادق پیرو بن جائے؟ فرقان حمید نے خلق و خالق۔ ممکن و واجب۔ فانی و باقی مین امتیاز
کی نسبت بیسیون بزار گفتگوئین کی ہین۔ جناب نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے جو آپکی علی الالف کا سچا حقیقت نما دستور ہین
ہرگز کوئی ایما یا صراحت بھی ایسے لغو خیالات (ہمہ اوست یا ہمہ از وست وغیرہ) کے متعلق پائی نہین جاتی۔ صدر امت اور ائمہ اسلام
کے کسی قول اور فعل سے کوئی دلیل لائی نہین جاسکتی۔ پس یہہ کافی ثبوت ہے کہ نفس اسلام اور اسکے صادق اتباع ایسے خلاف
عقل عقاید و تعلیمات سے بری ہین۔ ایک شخص جسنے اعلاء کلمۃ اللہ مین۔ توحید کا نور عالم مین پھیلانے کو اپنی اور اپنے پیرون کی جانین
کھپا دین۔ وہ شخص جو قدم قدم پر اپنے بندہ ہونے اور عاجز بندہ الٰہی ہونیکے ثبوت دیتا ہے۔ وہ جو مشرک اور کافر کو تیغ بے دریغ کا غرضہ بنانے
سے تذبذب نہین کرتا جس نے ایک عالم سے قولاً و فعلاً غیر اللہ کے آثار مٹا ڈالے۔ مظاہر شرک و بدعت کو جڑ سے اکھاڑ دیا جسکے ادنے سے
خادم نے سومنات جیسے شرک کدہ کو حرف غلط کی طرح صفحۂ عالم سے حک کر دیا۔ ایسے مقدس وجود کی نسبت یہہ کہا جاوے کہ اس نے
کی تعلیم دی یا ویدانتی مسئلہ کی بنیاد ڈالی۔ سراسر افترا ہے۔ یوروپ کے سخت سے سخت دشمن بھی جنہون نے اسلام پر لکھا ہے
اس امر کا اعتراف کرنے سے پہلو تہی نہین کرتے کہ اسلام ہے ایک ایسا مذہب ہے جسنے دنیا مین توحید کو شائع کیا۔ ڈاکٹر پیر صاحب لکھتے ہین
مسیحی مذہب نے گو کافی طور پر ثابت کر دیا تہا کہ وہ حکومت و سلطنت کے انتظام کے لئے کفیل ہو سکتا ہے مگر تسیر بھی اپنے حریف

ہان البتہ ویدین مسئلہ وحدۃ وجود کی بنیاد مستحکم رکہی گئی ہے اسلئے کہ آریہ ورت
مین وحدۃ وجود کے مسئلہ کو ویدانت کہتے ہین - اور خود یہہ لفظ ہی ظاہر کئے دیتا
ہے کہ اسکی اصل کہان سے ہے - اور حضرت میرزا صاحب کے شحنۂ حق اور سرمۂ چشم
کے جواب مین ایک میرٹھہ کے آریہ صاحب جو چہاونی نصیرآباد ضلع اجمیر کی عدالت کے
سررشتہ دار ہین اپنی کتاب تنقیہ مین فرماتے ہین - "وُہی پرآتما اپنی اچہا سے بہورو پ ہوگیا
یعنے رہا تنکلون مین ظاہر ہوا - یہہ تیترے اپنیشد کا بچن ہے" انتہی تنقیہ نمبر ۷ - پہر صفحہ نمبر ۸ مین کہا ہے -
"اس تمام عالم مجسم کا ظہور نمت کارن ہو کرتے یعنے علت فاعلے پرمیشر سے ہے" انتہے پہر صفحہ نمبر ۲۷ مین لکہا ہے
"یہہ ہی واضح ہو کہ ویدانتی یعنے آریون کے فلاسفر پرمیشر کو واحد الوجود مانتے ہین یعنے جو کچھہ ہے اللہ ہی
اللہ ہے ماسوا کچھہ نہین" صفحہ نمبر ۳ مین لکہا ہے ارجن سرشٹی کا آد - اور مدہ - اور انت مین ہون ودیاؤن
ابتدا ۱۲ اوسط ۱۲ آخر ۱۲ علم ۱۲
مین برہم ودیا - چرچا کرنیوالون مین باد مین ہون" ✤
علم الٰہی ۱۲ تذکرہ ۱۲

مدہ کا لفظ جسکے معنے اوسط کے ہین - بہت ہی توجہ کے قابل ہے

"صرف پرمیشر ہی یہہ تمام دنیا ہے - جو کچھہ ہو چکا ہے وہی تہا اور جو کچھہ ہوگا وہی ہوگا - رگوید بہاگ ۲ سکت ۹۰
منتر دوم" سین اچارج کہتے ہین - جو کچھہ گزشتہ زمانون مین تہا پرمیشور تہا - جو کچھہ اب موجود ہے پرمیشر
ہے آدمیون کے جسم جو اب موجود ہین اور گزشتہ زمانون مین زندہ تہے تمام پرمیشور ہین اور وہ ہے جو کچھہ

---

بقیہ ص ۳۰ (شرک وکفر) کے استیصال کے لیئے قوی نہ تہا بنا برین غیر مذہب کے ساتہہ اسکے مجاہدہ کا نتیجہ یہہ ہوا
کر دونون کے اصول خلط ملط ہوگئے - اس مادہ مین عیسویت و اسلام مین تناسب نہین جس (اسلام) نے اپنے مخالف
و حریف کو بکلی معدوم کر دیا اور بلا اختلاط غیری فقط اپنے ہی اصول کو شائع کیا" (تاریخ منازعت مابین مذہب
و علم) دیا نندیون کے یہ اعتراضات اسلام کی شوکت اور قرآن کی صداقت مٹانے سے رہے - وہ ان باتون سے اپنی
ہی دانش و بینش کی ہنسی اڑا رہے ہین - اَللّٰہُ یَسْتَھْزِءُ بِھِمْ وَیَمُدُّھُمْ فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ -
صاحبان بصیرت سمجہتے ہین کہ ایسی خردہ گیریون سے اُن کا منشا کیا ہے حقیقت مین فرعون کی طرح جناب موسے
علیہ السلام کے مقابلہ مین دل ہی دل مین شکست کہا گئے ہین - مگر اب ظاہر مین نمودی رسیون کے سانپون سے
حق تعالے کے قدوس کا سامنا کیا چاہتے ہین - سو انجام وہی ہوگا جو ایسون کا ہوا کیا ہے ✤
(عبد الکریم)

آیندہ زمانون مین ہوگا وہ بھی پرمیشر ہے - وہ دیوتاؤن کا دیوتا ہے - اس چیز سے جو لوگ کہانے مین
وہ نشو و نما پاتا ہے اور دنیا بھی اسکے ساتھ بڑہتی ہے - مایا کے سبب چیزین مختلف نظر آتی ہین - لیکن
در اصل ہر ایک شئی پرمیشر ہے برہم کے تین حصہ اس دنیا سے پرے ہین - اسکا ایک حصہ تمام دنیا ہے
یہی تمام ہے جو اسکے ایک حصّہ سے بنا ہے - منتر ۴ " + پہر سُنو ! - تنقیہ دماغ کا مصنف
آریہ - کیا کہتا ہے - بموجب قرآن کے صرف اسقدر توحید ہے کہ پیدا کرنے والا ایک ہے دو نہین مین
مگر بمقابلہ خدا کے دوسری موجودات مخلوق کے وجوہ سے انکار نہین کیا گیا - گو اسنے ہی گہڑے پیدا کیے
ہون - مگر اسکے مقابلہ مین اسے علیحدہ موجود ہونا - اور تا ابد موجود رہنا - اہل اسلام کے یہان ثابت ہے
جب اسے علیحدہ دوسری چیز کا موجود ہونا ثابت و ظاہر ہے تو پہر توحید کہان رہی تو دوئی ہوگئی -
تنقیہ صفحہ نمبر ۲۸ "

اب مین ان دونون آیات کا مطلب سناتا ہون - مگر بیان شروع کرنے سے قبل مختصر
سی تمہید کا لکہنا مناسب معلوم ہوتا ہے جب دو یا کئی چیزین باہم کسی امر مین شریک
ہوتی ہین - اور کسی امر مین مختلف ہوتی ہین - تو ظاہر ہے کہ امر مشترک کے احکام مین
ان مشترکہ اشیا کو اتحاد ہوگا - اور جن جن باتون مین ان چیزون کو باہمی اختلاف
ہوتا ہے اون باتون مین جو جو احکام ہونگے ان مین بہی اختلاف ہوگا - مثلاً حیوانات
و نباتات - جسمیت اور نمو مین باہم شریک ہین - مگر حیوانات تحرک بالارادہ
خورد - نوش - وغیرہ اوصاف مین نباتات سے ممتاز ہین - پس حیوانات و نباتات
جسمیت اور نمو کے احکام مین بہی شرکت ہوگی مگر خورد - نوش - جماع وغیرہ کے احکام مین
حیوانات اور نباتات مین اشتراک ہوگا بلکہ حیوانات کو ان باتون اور ان کے
احکامات مین امتیاز و خصوصیت ہوگی - اسیطرح - انسان و حیوان کے درمیان

کہانے۔ پینے۔ جماع کی خواہش مین جسقدر اشتراک ہے اسیقدر کہانے
پینے۔ جماع کے احکام مین بھی اشترک ہوگا۔ مگر انسان۔ ترقی۔ سطوت۔
جبروت۔ نئے علوم و فنون کی تحصیل اور نئے علوم کو اپنے ابنائے جنس کے
سکہلا دینے مین حیوان سے ممتاز ہے۔ ان اشیا کے احکام مین بھی حیوان سے ممتاز
ہوگا۔ ایسے ہی۔ ہادی۔ رسولون اور عامۃ آدمیون مین گو عام احکام
بشریت کے لحاظ سے اشتراک ہوتا ہے۔ رسولون کا گروہ بخلاف اور عام
آدمیون کے۔ الہی ملہم۔ مصلح قوم۔ موید من اللہ ہوتا ہے۔ اسلئے عام احکام
بشریت مین اگرچہ عامہ بشر سے اشتراک رکھتے ہین۔ لیکن اپنی خصوصیت رسالت
نبوۃ۔ اصلاح قوم کے احکام مین عامہ خلایق سے ضرور جدا ہوتے ہین۔ بطور تشبیہ
ایک مفتوح ملک کی رعایا کے ساتھہ ایک فاتح اور حکمران گورنمنٹ کا سپہ سالار یا
مجاز حاکم اپنی گورنمنٹ کے حکم سے کوئی معاہدہ کرے اور اس رعایا کو اپنی
گورنمنٹ کے احکام سنا دے۔ تو اگر اس مفتوح رعایا کے لوگ ان معاہدات اور
احکام کی تعمیل نہ کرین تو ضرور وہ رعایا اس گورنمنٹ کی مجرم۔ باغی۔ غدار۔ نافرمان
ہوگی۔ مگر وہی سپہ سالار اور گورنمنٹ کا ماتحت حکمران اس رعایا کو۔ کوئی اپنا ذاتی
کام بتاوے اور اپنے طور پر ان رعایا مین سے کسی سے کوئی معاہدہ کرے اور اس
رعایا کا آدمی اس سپہ سالار اور اس حاکم کی بات نہ مانے یا معاہدہ کا خلاف کرے
تو یہہ شخص جو اس سپہ سالار اور گورنمنٹ کے ماتحت حکمران کے معاہدہ اور حکم کا مخالف
ٹھہرا ہے گورنمنٹ کی بغاوت کا مجرم نہوگا۔ کیونکہ پہلی قسم مین اس سپہ سالار اور حاکم
کے احکام۔ فاتح گورنمنٹ کے احکام ہوا کرتے ہین۔ اور اس سپہ سالار کی زبان

فاتح گورمنٹ کی زبان اسکی تحریر فاتح گورمنٹ کی تحریر ہوا کرتی ہے۔ غور کرو۔

ایک قاتل کو مجاز حاکم کے حکم سے قتل کرنے والے یا پہانسی دینے والے کے ہاتھہ

اسی گورمنٹ کے ہاتھہ ہوتے ہین جسکے حکم سے قاتل کو قتل کرنے والے اور پہانسی

دینے والے نے قتل کیا اور پہانسی دیا۔ درصورت دیگر وہی پہانسی دینے والا کسی

اور ایسے آدمی کو جسپر اس گورمنٹ نے موت کا فتوے نہین دیا قتل کرکے دیکھ لے کہ

اسکا انجام کیا ہوتا ہے پس اسی طرح اللہ تعالے کے رسول انکی بہی دو حالتین

اور دو جہتین ہین۔ ایک حالت و جہت مین وہ آدمی ہین بشر ہین۔ اور دوسری حالت

انکی رسالت و نبوۃ کی ہے۔ جسکے باعث وہ رسول ہین نبی ہین الٰہی

احکام کے مظہر اور احکام رسان ہین جسکے باعث انکو پیغامبر کہتے ہین۔ پہلی

حالت و جہت سے اگر وہ حکم فرمائوین تو اس حکم کا منکر باغی۔ منکر رسول نہوگا جسکو

شرعی اصطلاع مین کافر۔ فاسق۔ فاجر کہتے ہین اور دوسری حالت و جہت سے

اگر کوئی انکے حکم کو نمانے تو ضرور انکے نزدیک اسپر بغاوت۔ انکار کا جرم قایم

ہوگا۔ اور ضرور وہ کافر فاسق۔ فاجر کہلاوے گا۔ اس جہت سے چونکہ وہ خدا کی

احکام کے مظہر ہین اور جس سے معاہدہ کرتے ہین اُس سے خدا کے حکم سے

معاہدہ کرتے ہین اور معاہدہ کنندہ جو معاہدہ اُن سے کرتا ہے وہ اصل مین بادشاہ

سے معاہدہ کرتا ہے۔ پس اگر معاہدہ کنندہ معاہدہ کے خلاف کرے تو باغی و منکر

ملکہ کا فر ہوگا بنی عرب محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے رسالت و نبوۃ کا دعوی

کیا اور اپنے آپ کو اللہ تعالے کا رسول بتایا اب انکو جن لوگون نے نبی و رسول

مانا اور انکے احکام کو الٰہی احکام یقین کیا لا محالہ آپسے انکا معاہدہ حقیقۃً اللہ تعالے

سے معاہدہ ہوگا - ہان جو احکام اور مشورے اس عہدہ رسالت کے علاوہ
فرماوین ان احکام کی خلاف ورزی مین کفر وفسق نہوگا صحابہ کرام آپکے عہد
سعادت مہد مین یہہ تفرقہ عملاً دکہاتے تہے - بریرہ نام ایک غلام عورت تہی جب
وہ آزاد ہوگئی وہ اپنی خاوند سے جو ایک غلام تہا بیزار ہوگئی - مگر اسکا شوہر اس پر فدا تہا
وہ اسکی علیحدگی کو گوارا نہ کرتا تہا وہ اس پر سخت کبیدہ خاطر ہوا اور آنجناب کی خدمت
اقدس مین حاضر ہوکر اس امر کی شکایت کی آپنے - بریرہ سے اس کے ساتہہ
مصالحت کر لینے کو ارشاد فرمایا بریرہ نے جواب دیا - آپ یہہ وحی سے فرماتے ہین یا
عہدہ نبوۃ سے علاوہ بطور مشورہ کے فرماتے ہین آپنے فرمایا مین رسالت کے لحاظ
سے یہہ حکم نہین دیتا اپنی ذاتی رائے سے تجہے کہتا ہون اس نے نہ مانا اور کہا مجہے
اختیار حاصل ہے اسیطرح إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ
وَاحِدٌ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ
رَبِّهِ أَحَدًا - اس ایت مین شرک سے ممانعت اور اس امر کا بیان ہے کہ مین
ایک بشر ہون بشریت مین تمہاری مثل ہون - خبردار کبہی شرک نکرنا مجہے خدا
بٹہانا نہ میری عبادت کرنا اللہ تعالے کی عبادت مین - کسیکو شریک نہ ٹہرانا -
اور ایساہی ان آیات کریمہ مین غور کرنے والا یقین کرسکتا ہے کہ اسلام
کہان تک شرک سے بیزاری ظاہر کرتا ہے - وَيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَ
الْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ

لہ - اس کے سوا نہین کہ مین تم سا ایک بشر ہون مجہے حکم ہوتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے - پس جو کوئی
اپنے رب کی ملاقات کا امید وار ہے وہ عمل نیک کرے - اور اپنے رب کی عبادت مین کسی کو شریک نہ بلاوے -

دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا -

لِلّٰهِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا - اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا - لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً

وَّاَصِيلًا - اِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ فَمَنْ

نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيهِ اَجْرًا عَظِيمًا

مکذب نے صفحہ نمبر ۸۷ تکذیب مین - سورۂ نجم کے حوالہ سے یہہ لغو فقرہ

تلك الغرانيق العلے وان شفاعتهن لترتجى - اعتراض کرنے کو لکھا ہے سلام

کے مختلف فرقے دنیا مین موجود ہین - سب کے پاس قرآن ہے مگر تعجب ہے کہ کسی مین

موجود نہین اور ہو کیسے قرآن کریم کی شان اس سے اعلے وارفع ہے کہ ا

مجموعۂ توحید مین ایسا مشرکانہ مضمون ہو اب حقیقت مین قرآن پر کوئی اعتراض نہ

مکذب فٹ نوٹ مین "مفصل حال اسکا معالم جلالین بیضاوی معتمد مین ذکر ہے"

مصدق نے ان تفاسیر کیطرف رجوع کیا - مگر ان مین یہہ لکھا پایا جو ناظرین کے غور

سلہ - اور اللہ سزا دیگا منافق مرد و عورت اور مشرک مرد و عورت کو جو اللہ کی نسبت بدظنی رکھتے ہین انہین کے اوپر بری
پھیر ہے - اور اللہ انپر ناراض ہوا اور ان پر لعنت کی اور اُن کے لئے جہنم تیار کیا اور وہ برا ٹھکانا ہے - (یہ
اپنی دولت - کثرت اور قوت پر فریفتہ نہ ہون اور اپنے موجودہ وقت کو جس سے سزا ابھی غائب ہے - سر
آرام کا زمانہ تصور فرما کر مغرور نہ ہو جاوین - ان کو سزا دینا انکا استیصال کرنا اور عقل و فکر انسان
نا اندیشیدہ سامانون کا ہلاکت کے بہم پہونچانا ہم پر کچھہ دشوار نہین ہے - اسباب ہمارے ہین اور اسباب
خالق ہم ہین) اور آسمان و زمین کے لشکر اللہ کے قبضہ مین ہین اور اللہ غالب حکمت والا ہے - ہمنے تجھکو (اے
نبی) شاہد - مبشر - نذیر بھیجا ہے - (اب ضرور ہے کہ تم لوگ) اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور
(رسول کو) قوت دو اور اسکی تعظیم کرو - اور صبح و شام اللہ کے نام کی تقدیس کرو - یقیناً جو لوگ تجھسے بیعت
کرتے ہین وہ اللہ سے بیعت کرتے ہین اللہ کا ہاتھہ اُنکے ہاتھون کے اوپر ہے - اب جس نے عہد کو توڑ دیا اور
کہ وہ عہد شکنی کی سزا پا دے گا - اور جس نے پورا کیا اسے جس پر اُس نے اللہ سے معاہدہ کیا ہے تو عنقریب
اللہ اُسے اجر عظیم دے گا +

خدمت ہے بیضاوی نے اس واہی قصہ کو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ فقرہ تلك الغرانیق العلےٰ الخ پڑہا تہا لکھکر کہا ہے۔ وھو مردود عند
المحققین - اور یہی بات معالم کے حاشیہ پر مرقوم ہے۔ تفسیر فتح البیان
مین لکہا ہے۔ تلك الغرانیق الخ کی نسبت یہ کہنا کہ رسول اللہ نے سورہ نجم مین
اسکو پڑہا۔ صحیح نہین چنانچہ وہ کہتے ہین لم یصح شئ من ھذا ولا ثبت بوجہ من
الوجوہ ومع عدم صحتہ بل بطلانہ فقد دفعہ المحققون بکتاب اللہ سبحانہ۔
حیث قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ
لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ - وقولہ تعالیٰ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ وقولہ تعالیٰ
وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ - فنفی المقاربۃ للرکون فضلا عن الرکون

قال البزار ھذا حدیث لا نعلمہ یروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم باسناد متصل +

قال البیہقی ھذہ القصۃ غیر ثابتۃ من جہۃ النقل ثم اخذ یتکلم ان رواۃ ھذہ
القصہ مطعونون فیھم +

قال امام الائمہ ابن خزیمہ ان ھذہ القصۃ من وضع الزنادقۃ +

قال الرازی ھذہ القصۃ باطلۃ موضوعۃ لا یجوز القول بہا +

قال اللہ تعالیٰ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ +

ع - اس قسم کی کوئی بات بہی کسی وجہ سے ثابت اور صحیح نہین ہوئی - اگرچہ خود ہی اسکی عدم صحت اور اس کا بطلان ظاہر ہے - مگر محققین کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب ہی تو اسے رد کر رہی ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - اگر یہہ (نبی) ہماری نسبت کوئی جہوٹی بات لگاتا تو ہم اسکا دہنا ہاتہہ پکڑتے پہر ہم اسکی رگ حیات کو کاٹ ڈالتے - اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - یہہ نبی اپنی طرف سے نہین بولتا - اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - اگر ہم تجہکو مضبوط نہ رکہتے تو تو اُن کی جانب قریب تہا کہ مایل ہوجاتا - اب یہہ آیت مقاربت میلان کی ہی نفی کرتی ہے چہ جائیکہ آنجناب کا میلان اُن کی جانب ہوتا - بزار کہتے ہین ہم نہین جانتے کہ کسی نے اس روایت کو متصل اسناد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہو - بیہقی کہتے ہین - یہہ قصہ نقل کے قانون کے لحاظ سے ثابت نہین ہوا - پہر بیہقی نے یہہ کلام کیا ہے کہ اس قصہ کے راویون مین طعن کیا گیا ہے + امام الائمہ ابن خزیمہ کہتے ہین - کہ اس قصہ

وَقَالَ اللّٰہُ تعالیٰ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰی - ولاشك ان من جوز علی الرسول تعظیم الاوثان

فقد کفر لان من المعلوم بالضرورة ان اعظم سعیه کان فی نفی الاوثانِ ❊

قال ابن کثیر فی تفسیره ان جمیع الروایات فی هذا الباب امامرسلة او منقطعة لاتقوم

الحجة بشی منها - ثم قال فقد عرفناك انها جمیعها لاتقوم بها الحجة لانه لم یروها احد

من اهل الصحة ولا اسندها ثقة بسند صحیح او سلیم متصل - (فتح البیان مختصراً)

وقال فی الکبیر روی عن محمد بن اسحاق بن خزیمة انه سئل عن هذه القصة فقال

هذا وضع من الزنادقة وصنف فیه کتاباً -

**مکذب براہین** - صفحہ نمبر ۷۸ مین لکھتے ہین - اور اُپنشدون کے مخفی رکھنے مین یہہ مصلحت

بھی اور اہل اسلام سے چھپانے کا یہہ مطلب تھا - کہ وہ تعصب و جہالت سے غیر مذہب کی کتب کو جلایا

کرتے تھے - ایسا نہو کہ ان ست دہرم کی کتابون کو جلا دین "

پہر **مکذب** نے صفحہ نمبر ۷۹ مین **اسکندریہ کے کتب خانہ کی تباہی** - کا ذکر کیا ہے -

کہ "فیلوتس حکیم اور فاضل اجل کی عرض پر عمرو سپہ سالار افواج نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالے عنہ خلیفہ

ثانی سے اس کتب خانہ کے بارے مین ارشاد پوچہا تو خلیفہ نے لکہا فی الفور جلا دئے جاوین - چہہ مہینہ تک



ص ۲۳۷ - کو زندیقون نے وضع کیا ہے ❊ امام رازی کہتے ہین - یہہ قصہ جہوٹا بناوٹی ہے اسکا ماننا ناجایز ہے کیونکہ اللہ تعالے

فرماتا ہے کہ یہہ نبی اپنی طرف سے کچہہ نہین بولتا یہہ تو وہی کہتا ہے جو اسکے دل مین وحی کی جاتی ہے اور اللہ تعالے فرماتا ہے

عنقریب ہم تجہے قرآن پڑہاتے ہین - پہر تو اُسے فراموش نہ کریگا - جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہہ

روا رکہے کہ آپ نے بتون کی تعظیم کی ایسا شخص بیشک کافر ہے - اسلئے کہ یہہ واضح ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی بڑی بہاری کوشش بتون کا نابود کرنا تہا - ابن کثیر اپنی تفسیر مین کہتے ہین - کہ اس باب مین جتنی روائتین ہین

تو مرسلہ ہین یا منقطعہ ہین اور ایسی روائتین حجت نہین ہوا کرتین - پہر امام صاحب فرماتے ہین - ہم تجہے سمجہا چکے

ہین کہ یہہ تمام روائتین حجت پکڑنے کے قابل نہین ہین - کیونکہ اہل صحت مین سے کسی نے انہین روایت نہین کیا

اور نہ کسی ثقہ نے سند صحیح یا سلیم متصل سے انہین اسناد کیا - اور امام صاحب تفسیر کبیر مین کہتے ہین

محمد ابن اسحق بن خزیمہ سے روایت ہے کہ اُسے اس قصہ کی بابت سوال کیا گیا - اس نے جواب دیا کہ زندیقون

نے اسے گہڑا ہے - اور اُس نے اس بارہ مین ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے ❊

وہ حمام گرم ہوتے رہے*۔ انتہےٰ مختصراً۔

یہہ اعتراض صرف پادری صاحبان کی کاسہ لیسی کا نتیجہ ہے۔ والا ناظرین۔ غور کرین۔

اول۔ اگر اسلام کے عادات مین یہہ ہوتا۔ تو اسلام والے پہر خلیفہ عمر رضا اپنے عہد سعادت مہد مین۔ یہود۔ اور عیسایون کی پاک کتابون کو جلاتے۔ کیونکہ وہی دونون مذہب ہان پاک کتابون والے مذہب اسلام کے پہلے مخاطب تہے۔ پہر مجوس پر اسلام کا پورا تسلط ہوا۔ مگر کوئی تاریخ نہین بتاتی کہ اسلام نے انکی کتابین جلائین۔ اگر یہہ فعل اسلام یا خلفاء اسلام کا داب ہوتا تو اس کے ارتکاب کے اسباب ہمیشہ اسلام مین موجود تہے۔ اور اسلام کا کوئی مانع نہ تہا۔

*نوٹ۔ اگرچہ اسوقت تک جبکہ اس واقعہ کی تحقیق نہ کی گئی تہی اور صحیح حالات روشنی مین نہ آئے تہے یہہ الزام مسلمانونکو دیاجاتا تہا مگر اب منصف مزاج اور حق پسند علما مین ایسے لوگ بہت کم رہ گئے ہین جو یہہ ناحق الزام مسلمانون کو دیتے ہون اس الزام کی وجہ زیادہ تر تعصب یا ناواقفیت پر مبنی تہی اور اُس وقت بھی جب یہہ الزام لگانے والے کے پاس کوئی صحیح سند موجود نہ تہی یعنی اس قصہ کے بیان کرنے والے دو مورخ اس واقعہ سے ۵۸۰ برس بعد پیدا ہوے تہے۔ اور کوئی پہلی سند ان کے پاس موجود نہ تہی سنٹ کرائی سے جس نے اسکندریہ کے کتب خانہ کی تحقیق پر بہت سی کتابین لکہی ہین۔ اس روایت کو بالکل جہوٹا ٹہرایا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ یہہ کتابین جولیس سیزر کی لڑائی مین جل گئی تہین جیسا کہ پلوٹارک بہی لائف آف سیزر مین لکہتا ہے کہ جولیس سیزر نے دشمنون کے ہاتہہ مین پڑجانے کے خوف سے اپنے جہازون کو آگ لگادی اور وہی آگ بڑہتے بڑہتے اس حد تک پہونچ گئی کہ اس نے اسکندریہ کے مشہور کتب خانہ عظیم کو بالکل جلادیا۔

پنڈی صاحب نے اپنی کتاب مین ڈکشنری آف ڈیٹس ریلیٹنگ ٹو آل ایجیز مین اس غلط روایت کو درج کیا ہے وہان اپنی تحقیقات سے یہہ نوٹ لکہا ہے کہ یہہ قصہ بالکل مشکوک ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول کہ اگر وہ کتابین مخالف اسلام ہین تو جلادینا چاہئین، مسلمانون نے تسلیم نہین کیا۔ اس قول کو بعض نے تہیوفلس اسکندریہ کے بشپ سے منسوب کیا ہے جو ۳۹۰ء مین ہوا اور بعض نے اسے کارڈنل زمینز کے ماتہے لگایا ہے جو ۱۵۰۰ء مین تہا"

ہمارے مشہور جوان مرد ڈاکٹر لائٹنر نے اپنی کتاب سنین الاسلام مین اس غلط روایت کی پیروی کی ہے اور افسوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کو اپنی تحقیقات مین دہوکا ہوا ہے۔ ڈریپر صاحب نے مشہور تاریخ مین پہلے اس قول کو غلط راویون سے نقل کیا ہے۔ لیکن بعد مین جاکر اس قول کی غلطی کو تسلیم کیا ہے۔ اور لکہا ہے کہ درحقیقت یہہ کتابین جولیس سیزر کی لڑائی مین جل گئی تہین۔ اور اب کامل یقین کے ساتہہ کہا جاسکتا ہے کہ یہہ قول بالکل بے اصل اور محض فسانہ ہے۔ اگر دینے کے لایق ہے تو یہہ سچا واقعہ ہے کہ متعصب کارڈنل زمینز نے اسی ہزار عربی قلمی کتابین گرینڈا کے میدانون مین برباد کرنے والی آگ کے شعلون کے حوالے کی تہین۔ (دیکہو کانفلکٹ بی ٹوین سائنس اینڈ ریلیجن)

عبدالکریم

دوم - اگر مذہبی وغیرہ کتابون کا جلانا - اسلامی بادشاہون - اور عوام اسلام کا
کام ہوتا - تو یونانی فلسفہ - یونانی طب - یونانی - یونانی علوم کے ترجمے عربی زبان
مین محال ہوتے -

سیوم - اگر کتابون کا جلانا - اسلامی لوگ اختیار کرتے تو ضرور تہا - کہ مکذب براہین
اپنے ملک سے کوئی نظیر دیتے - اور انہین اسکندریہ مین سمندر پار پنجاب پڑتا -

چہارم - سات سو برس سے زیادہ اسلام نے ہندوستان مین سلطنت کی - اور اس
عرصہ مین - بھاگوت - رامائن - گیتا - مہابہارت - اور انکے مثل - لنگ پران -
مارکنڈی - مشہور کتابین جو آجتک مذہبی کتابین - اور مقدس پستک یقین
کیجاتی ہین کسیکے جلانے کی خبر کان مین نہین پہنچی بلکہ ان کتابون مین سے بعض کا
ترجمے ہوے - پس تعجب آتا ہے - کہ ان ہندوؤن نے کیونکر سمجھہ لیا کہ مسلمان
انکی پستکون کو جلاتے ہین - انصاف سے سوچو -

پنجم - یاد رکہو - ہم ایک الزامی جواب دیتے ہین - اگرچہ الزامی جواب بعض لوگ
پسند نہین کرتے - مگر ہم اسلئے ایسا جواب پسند کرتے ہین کہ اس قسم کے جواب سے
راستی پسند مخاطب کا دل خود ہی اندرونی جواب کا طالب ہوتا ہے - اور حقیقی
جواب ایسی حالت مین زیادہ تر موثر بنتا ہے - اس الزامی جواب مین پہلے ہم
عیسائیون کو لیتے ہین جو اس اعتراض کے پہلے بانی ہین اور مکذب براہین نے انہین
کے اخبار نور افشان - نمبری ۲۱ - جلد ۱۲ مطبوعہ ۲۲ - مئی ۱۸۸۴ء سے یہہ سوال اخذ
کیا ہے - اور اسوقت الزامی جواب کی خوبی پہ انکو متی ۷ باب ۱ - ۵ - لوکا ۶ باب
۳۷ - یاد دلاتے ہین اور پہر عرض کرتے ہین کہ وہ اعمال ۱۹ باب ۱۸ - ۲۰ مین ملاحظہ

فرمائین کہ اسمین کیا لکھا ہے۔

اور بہتیرون نے انمین سے جو ایمان لائے تہے آکے اپنے کامون کا اقرار کیا۔ اور بہتون نے جو جادوگر*
تہے۔ اپنی کتابین اکٹھی کرکے سب لوگون کے آگے جلا دین۔ اور انکی قیمت کا حساب کیا۔ تو پچاس
ہزار روپیہ ثابت ہوئین۔ اسیطرح خداوند کریم کا کلام بڑہگیا۔ اور غالب ہوا۔*

اب اس تعلیم پر جو عملی کارروائیان ہوئین وہ سنئے۔ اور یہہ بہی یاد رہے کہ اسکندریہ کے کتب خانہ
مین ایسی کتابین نہ تہین۔ جو محل مجال اعتراض ہین۔

کتاب دالٹن مطبوعہ ۱۸۷۰ء جلد سوم مین ہے۔

جب وکلف کے ترجمہ جلانے کا حکم ہوا تو ۱۴۱۰ء مین ایک کتاب ٹیلر نے تصنیف کی اور ۱۴۲۸ء
مین کونسل منعقد ہوئی جسکے حکم سے وکلف کی ہڈیان قبر سے نکال کر جلائی گئین۔

۱۵۲۶ء مین کارڈنل ولسی اور بشپ لوگون نے حکم دیا کہ ٹنڈیل کا ترجمہ نہ پڑہا جاوے۔ اور
اس مضمون کے اشتہار اپنے علاقونمین جاری کئے کہ لوتہر کے بعضے پیروون نے ترجمہ غلط کیا ہے۔ اور خدا
کے کلام کو جہوٹہی ترجمون اور الحادی حاشیون سے خراب کیا ہے اسلئے وہ ترجمے جس جس کے پاس
ہون تیس دن کے عرصہ مین جنرل وائیکر کے پاس حاضر کرے ورنہ کلیسیا سے نکالا جاویگا اور بدعتی

---

* جادوگری کسکو کہا گیا ہے۔ پادری کلارک آیتہ ۱۹ کے نیچے لکہتے ہین۔ دنیا مین ہزارہا کتابین نفسانی اور شیطانی موجود
ہین جنسے لوگ بگڑتے ہین عقلاً و نقلاً وہ بری ہین۔ مثلاً برے شعرون کی کتابین۔ کوک شاستر کی کتابین یا جہوٹہے قصے۔ کہانیان جو
شہوت انگیز ہین۔ اور وہ افسانے اور قصے جو لوگون نے برے مطلب پر تیار کئے ہین۔
* پادری ابرٹ کلارک تفسیر اعمال۔ ۱۳ باب ۸ درس کی تفسیر مین لکہتے ہین۔
نجومی۔ جادوگر یہہ ایک ہی بات ہے۔ (متی ۲-۱) مین جو لفظ مجوسی لکہا ہے وہ لفظ اور یہہ لفظ ایک ہے پہر کہا
تواریخ مین لکہا ہے کہ پارسیوس بزرگ۔ پم پیوس۔ کلاسس۔ جولیس۔ طبریوس شہنشاہ یہہ سب کے سب اپنے اپنے ساتہ جادوگر
رکہتے تہے۔ اور مولین شہنشاہ فرانس جو ابہی مرا ہے ایسی نامی کے زمانہ مین بہی اپنے ساتہہ جادوگر رکہتا تہا۔ اعمال کے
۱۹ باب ۲ درس کے تفسیر مین کہا ہے رومی لوگ جادوگرون کو بہت چاہتے تہے اور انسے شگون و فال دریافت کرتے
تہے۔ جیسے اسوقت ہندوون مین ہو رہا ہے۔ اور بعضی مسلمان بہی تعویذ گنڈہی۔ اور رمالی۔ اور فال کشائی۔ اور ٹوٹکے
* پادری ابرٹ کلارک تفسیر اعمال ۱۹ باب ۲۰ درس مین لکہتے ہین۔ پس یہہ کتابین بہی خداوند کی کلام کے غلبہ سے جل گئین اور جادوگری
کا جادو انسے نکل گیا۔ سلطان مٹ گیا۔ کلام صدق پہیل گیا۔

کہلاوے گا۔ اور اسی سال کونسل بشپ لنڈن اور ٹامس مور نے تمام نسخے خرید کر کے پالی کراس میں جلا دیئے

پہر ۱۵۲۶ء میں یہ نسخہ چہپ سار میں علانیہ جلا دیئے گئے۔

جب سن ۱۵۳۴ء میں ٹنڈیل نے اسپر نظر ثانی کر کے دوبارہ چہپوایا۔ اور جان وغیرہ کی معرفت اس کی

اشاعت کی تو۔ لنڈن کے بشپ نے شائع کرنے والون کی تشہیر کی اور یک لاکہ اٹہاسی ہزار چار سو

روپیہ چہہ آنہ آٹہہ پائی جرمانہ کیا۔

پہر ۱۵۴۶ء میں ہنری ہشتم شاہ انگلستان کا حکم صادر ہوا۔ کہ ٹنڈیل اور کورڈیل کے ترجمے اور

وہ کتابیں جنکے پارلیمنٹ نے اجازت نہین دی۔ اور نیز فرت اور وکلف کی کتابیں نہ پڑہی جاوین اور

ملکی اور کلیسائے افسرون کو دیجاوین کہ وہ جلا دی جاوین۔

پہر ۱۵۴۵ء میں نماز کی کتاب مع انجیل جلائی گئی۔

پہر ۱۵۵۵ء میں اشتہار جاری ہوا کہ بدعتی کتابیں کہین نہ بہیجی جاوین اور نہ کوئی اپنے پاس رکہے

یہہ پاک عیسائیون کی کاروائیان تہین جو انہون نے خلاف مذہب تحریرات اور کتب کی

اشاعت کی انسداد میں جاری رکہین۔ اب ہم روشن ضمیر آریہ صاحبان کو ستیارتھ پرکاش

مطبوعہ بار اول کے صفحہ ۱۹۴ و ۲۱۶ و ۳۱۲ کے دیکہنے کی تکلیف دیتے ہین جو انکے واجب القدر

گورو دیانند صاحب کی تصنیف سے ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہین۔

دوسری بات یہہ ہے کہ بید آدی ستشاسترون کا پرتیت پرچار کرے۔ اور جو کوئی جال پستک رچ

دیا ہے۔ پڑہاوے۔ اسکو راجہ جبہہ چہیدن تک ڈنڈ دیوے۔ جیسے کہ کوئی متہیا جال پستک بنا کر

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۹۴۔

اور صفحہ نمبر ۲۱۵۔ مین دیانند جی نے لکہا ہے۔

بیاس رتنا تہ آکا دشی۔ بہاگوت آدکون کی کہتا کرنے والے اور مندرون کے پوجاری

اور سنپردائو والے - بیراگی - سنئیو - بام مارگی اوک پنڈت مہاتما - اور سدہ بہہ تو اوپر سے بنے رہتے ہین پرنتو انکو سب جگت کے ٹہگنے والا جاننا - ہیں - اور یہہ سب پرسدہ جو ہین انکو ڈنڈ سے راجہ اپدیش کردے - ایسا ڈنڈ دے کہ کوئی اس کا کا منکہہ پرجا مین نہ ہنے پاوے - تب ہی راجہ اور پرجا کی انتی ہوگی - انتہا ہہین "

پہر ستیارتھہ پرکاش مین - آریہ ورتی مذاہب کی کارروائی صفحہ ۳۱۲ مین لکہی ہو اور جو بید آد کون کے پستک کو پایا اور پورب کی آتی ہانسون کا انکا پرایا ناش کردیا جسے کہ انکو پورب اوستہا کا سمرن بہی نہ ہے -

پہر جینیونکا راج اس دیش مین اتینت جم گیا - تب جین بہی بڑے ادمان مین ہو گئے اور کو کرم اپنا ہی کرنے لگے " -

الزامی جوابات پر نظر ڈالنے کے واسطے جو تکلیف دی گئی تھی اس تکلیف کو اب ہم زیادہ کرنا نہین چاہتے اور انصاف پسند طبائع کو اب اسی طرف مائل کرتے ہین کہ وہ اسکندریہ کے کتب خانہ کا حال ملاحظہ فرمائین :-

مصر کے جغرافیہ مین جسکو فکری نے لکہا ہے - یون آیا ہے :-

احترقت - کتب خانہ بطلیموس الاول - فی عہد یولیس قیصر الرومان بان - عند محاصرۃ یولیس بالاسکندریۃ - رمت الاعداء الاستیلاء علی سفینتہ - فاضرم فیہا النار - انتہے -

## ثم قال

الطون الرومانی - اہدی الی الملکۃ کیلوسطبرہ من کتب خانہ برجامم ۲۰۰ الف او ۴۰۰ الف کتب -

فامابہا الحریق مرتین بواسطۃ الدیانتہ النصرانیۃ لان النہ افکا عبدۃ الاوثان فی مدۃ حکم

## علاوہ برین

اہل اسلام بے سند بات کو پرانے زمانہ کی باتون سے قابل اعتبار نہین سمجھتے مخالفون کو ضرور ہے کہ اسکا پورا ثبوت دین۔

اب بمقابلہ ڈاکٹر لائیٹنر کی بے سند بات کے مشہور اور یورپ والون کے نزدیک محقق ہسٹورین گبن صاحب کے فٹ نوٹون کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

تاریخ گبن صفحہ نمبر ۶۶ - باب ۵۱ - جلد نمبر ۶

اول - یہود یا عیسائیونکی مذہبی کتابون کے نہ جلانے کی دلیل یہہ ہے کہ اہل اسلام خدا کے نام کی بہت عزت کرتے ہین اور انکی کتابون کو وہ کتب الہیہ مانتے ہین جیسا کہ صفحہ نمبر ۳۷ جلد ۶ مین ذکر ہے - دیکھو مکتوبات فریفش

دوم - اسکندریہ مین دو کتب خانہ تھے - ایک بروجین کا کتب خانہ جو کیلنس کے عہد حکومت مین ۲۶۳ء مین جلایا گیا تھا - جیسا گبن باب ۱۰ - جلد ۱ صفحہ ۷۴ مین ہے - دوسرے کا نام سیریپیم کا کتب خانہ تھا - جسکے نصیب مین اسی وصیت کا سامنا ہوا جو پہلے کتب خانہ کو ہوا - یعنے تھیو ہالیس کے جور و جفا سے تباہ کیا گیا جسکا باب ۲۸ مین ذکر ہوچکا ہے - اور جسکا حوالہ گبن اس موقع پر دیتا ہے - یہہ بیش قیمت ذخیرے دو سو پچاس برس پہلے حضرت عمرؓ کے حملہ کے تباہ ہو چکے تھے - اور اس وقفہ کے عرصہ مین کوئی تواریخ کسی بادشاہ محب وطن یا کسی عالم کا پتہ نہین لگا سکتی جسکو ان کتب خانون کے پورا کرنیکی خواہش ہوئی ہو - یا جسکے پاس وسائل انکے پورا کرنے کے ہون - ابوالفرگیس کا افسانہ اسقدر مشہور نہو جاتا - اگر ہے

یہہ غرض ہہوتی - کہ روم کے وحشی فتح یابون کو اسبات کا الزام دیا جاوے -
کہ اُنہون نے دنیا مین علمی تاریکی پہیلانے کی کوشش کی -

گبن صفحہ نمبر ۲۴۸ جلد نمبر ۳ باب ۲۸

تہیوڈاسس کے زمانہ (۳۷۸-۳۹۵) مین جب اسکندریہ کے بتونکی تباہی کا حکم
نافذ کیا گیا تو عیسائیون نے بڑی خوشی اور خورمی کے نعرے بلند کئے اور بدنصیب
پیگنس نے جنگی تندی کے باعث یہہ حملہ ہوا تہا - جلدی شکست کھائی - اور کچہہ بہاگ گئے
اور کچہہ چہپ گئے -

تہوفیلس نے آگے قدم بڑہایا تو کہ سیریپس کے مندر کو تباہ کرے - اور بجز اس کے
کوئی مشکل اسے سدراہ نہوئی کہ وہان کی بڑی بڑی اشیا جو مقدار اور وزن مین
بہاری تہین - دشوار رکاوٹین معلوم ہوئین - اور مجبوراً اسے ان بناؤن کو چہوڑ کر
اسبات پر قناعت کرنی پڑی - کہ اس مندر توڑ کر ایک تو وہ خاکستر بنایا - اور اسکی ایک
حصہ پر تہوڑی دیر بعد ایک گرجا تعمیر کیا - تو کہ عیسائی غازیون کی یادگار رہے -
قیمتی کتب خانہ اسکندریہ کا تباہ او برباد کیا گیا اور قریباً بیس سال بعد خالی
الماریان ایسے نظارہ کنندون کے غم و غصہ کو بڑہاتی تہین - جنکا دل مذہبی تعصب
سے بالکل سیاہ نہوا ہو -

پرانے عقلا کی تصانیف جنمین سے بہت تباہ ہوگئین یقیناً بعض ان مین سے
بت پرستی کے زمانہ کی تباہی سے بچگئے ہونگے - تا کہ آئندہ نسلین ان سے فائدہ
اٹہاوین - اور اُنکے مطالعہ سے اپنے دلکو خوش کرین -

پہر گبن صفحہ ۴۸۳ باب ۱۰ جلد ۱ مین اسکندریہ کی آبادی اور اسکا جلیل القدر

تجارتگاہ ہونا بیان کرنیکے بعد لکھتے ہین کہ اسمین مختلف قومون کے آدمی آباد تھے
آخرانمین ایسا عام فساد ہوا کہ بارہ برس تک قایم رہا۔ یہہ لڑائی سیول اور ملٹری
آدمیون مین ایک جوتے سے شروع ہوئی۔ اس تباہ شدہ شہر کے بعض حصون
مین باہم خط وکتابت اور آمد ورفت کا سلسلہ قطع ہوگیا۔ اور ہر ایک کوچہ خون
سے پُر ہوگیا۔ اور اسکی عمارتین ڈہائی گئین حتے کہ اسکا بہت حصہ تباہ ہوگیا۔
وسیع اور شاندار محلہ بروچیین کا معہ دیگر محلون اور عجائب خانون اور بادشاہون
اور فلاسفرون کے مکانات کے تباہ ہوگیا۔ اور اسکے بعد قریباً ایک سو برس تک
ویران پڑا رہا۔ بلکہ اب بھی اسکی حالت ایسی ہے۔

**مکذب صفحہ نمبر ۱۸** – مگر اہل اسلام سے ایک ضروری گذارش ہے کہ آدم وحوا
وشیطان۔ وموسے۔ ونوح۔ وابراہیم۔ ویوسف۔ وخضر۔ ویعقوب۔ ولوط
ولقمان۔ وسکندر۔ واصحاب کہف۔ ویاجوج۔ وماجوج۔ وعمران۔ وذکریا۔
وعیسے۔ ومریم۔ ومحمد صاحب کے خانگی امورات وجنگ وجہاد وسامری۔
ویونس۔ ویحیی۔ ودوزخ۔ وبہشت۔ کی نہرون کا حال حور وقصور وغلمان۔
وخیرات وزکوۃ۔ وحج واحرام وسنگ اسود۔ ونکاح۔ ومتاع۔ وحلال۔
وحرام۔ وقربانی وغیرہ کے قصہ وکہانی نکالکر باقی کو ملاحظہ فرمائیو۔ اگر آپ انصاف
سے مطالعہ فرماوینگے تو بخوبی جان جاوینگے کہ کسقدر الہی تعلیم باقی ہے؟

**مصدق** – اس سمجھدار کو اتنی بھی خبر نہین۔ کہ حرام وحلال کی بحث یا
خیرات اور زکوۃ کا حکم قصہ کہانیون مین داخل ہے۔ یا یہہ بھی تعلیمات مین ہے؟ پہر
خبر نہین کہ ان پاک قصون مین کسقدر صداقتین بھری ہوئی ہین۔ بہرحال ان

قصہ کہانیون کے سوا جو کچھ صداقتین اور پاک تعلیمات قرآن کریم مین ہین انکی
لئے کئی مجلد ہی کفائت نہین کرسکتین۔ اسلئے کہ قرآن کریم ان تمام حقہ
تعلیمات و علوم کا مجموعہ ہے۔ جنکی ضرورت ہمکو لاحق ہے۔ یا ہوگی۔ کیا ہی سچ کہا
جنے کہا۔ جمیع العلم فی القرآن لٰکن تقاصر عنہ افہام الرجال۔ مگر یہان جسقدر
اس کتاب مین گنجائش ہوسکتی ہے نہائت مختصر گذارش کرتے ہین۔ تفصیل کے
واسطے احکام القرآن حضرت پیرو مرشد مجدد الوقت میرزا غلام احمد صاحب
کی اور اقتباس الانوار شیخ محمد عبید اللہ صاحب۔ اور جواہر صمدیہ جناب عبد الصمد
پیغام محمدی۔ سید محمد علی۔ نیل المرام نواب صاحب وغیرہ دیکھنے چاہئے۔ ہان
ان مضامین بالا کے سوا جنکو مکذب نے بیان کیا۔ قرآن کریم مین اس قسم کے
مضامین ہین۔

## اول۔ باری تعالےٰ کی ہستی اور اسکی توحید کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

او مخاطب تو کہہ دے۔ اصل بات تو یہ ہے۔ کہ خود بخود موجود جسکا نام ہے اللہ۔ پوجنے کے لائق۔ فرمانبرداری کا مستحق۔ وہ ایک ہے۔ اپنی ذات مین یکتا۔ صفات مین بے ہمتا۔ ترکیب و تعدد سے پاک۔ اللہ جسکا نام ہے۔ وہ اصل مطلب مقصود بالذات ہر کمال مین بڑھا ہوا۔ جسکے اندر نہ کچھہ جاوے۔ کہ کھانے پینے وغیرہ کا

| | |
|---|---|
| | محتاج ہونا اسکے اندر سے کچھہ نکلے کہ کسیکا باپ بنے پس نہ وہ کسیکا باپ اور نہ کسیکا بیٹا - اسکے وجود میں اسکے بقا میں اسکی ذات میں اسکی صفات میں کوئی بھی اسکے جوڑ کا نہیں ؞ |
| وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ<br>پ ۲ - س بقر - ر ۱۹ - | تمہارا معبود صرف ایک ہی ہے - جسے اللہ کہتے ہیں ہر ایک کمالیہ صفت سے موصوف ہر ایک برائی سے پاک - بن مانگے احسانات کرنیوالا - مانگنے والوں کے سوال و محنت پر عنایت فرما - اس اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں ؞ |
| وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ -<br>پ ۱۰ - س توبہ ر ۵ - | لوگوں کو ایک اللہ کی پوجا کے سوا کسیکی پوجا کا حکم نہیں - ایک ہی معبود ایک ہی پورن پوجنے کے بنا کوئی پرستش و عبادت فرمانبرداری کے لائق نہیں ؞ |

## دوم - باری تعالے کے وجود اور توحید پر دلایل

| | |
|---|---|
| اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِىْ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ | بے شک - آسمانوں اور زمین کی پیدایش میں کہ دونوں میں کسقدر مختلط القوے اشیا موجود ہیں اور پھر انمیں کیسا باہمی تعلق ہے - تمکو کسقدر وقتاً فوقتاً ضرورتوں کا سامنا ہوتا ہے - پھر آسمان |

بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ

پ ۲ - س بقرہ - ر ۴ -

اور زمین مین کتنا سامان تمہاری ضرورتون کے علاوہ تمہاری راحت کے واسطے بھی موجود ہے - اور رات و دن کے اختلاف مین کہ کسطرح دونون طول البلد مین باین اختلاف کہ ہر ایک دوسرے کے پیچھے موجود ہے - اور عرض بلد مین باین اختلاف کہ کم و زیادہ موجود رہتے ہین - اور ان جہازون مین جو لوگون کے لئے ہر قسم کے منافع کے واسطے سمندر مین پتلے پتلے پانیون پر بڑے بڑے بوجھ لیکے ساتھہ دوڑ رہے ہین - اور اسمین کہ اللہ تعالے ویران و غیر آباد زمینون کو اس پانی سے آباد کر دیتا ہے - جسکو وہ آپ بادلون سے اتارتا ہے - اور اسمین کہ پینے کے لئے پانی کہانے کیلئے کہانے - غرض آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی روشنی و اندھیری اور بادلون کی بارش کے بعد اللہ تعالے نے ہی زمین مین ہر قسم کے جانداروں کو پھیلایا - اور ہواؤن کے ادہر ادہر پھیرنے مین کہ کہین ان مین کوئی حیوانات و نباتات کی زندگی کا باعث ہین - کہین خون کے صاف کرنے اور گہسی پسے اجزا کے نکالنے مین مددگار - کہین جہازون

اور کشتیون کے لیجانے مین مفت کے مزدور کہین بادلون کو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجانے مین فرمانبردار۔ کہین ضرورت کے موافق ذرات کو جمع کردین۔ کہین صفائی مین مدد دین۔ اور بادلونمین جو آسمان وزمین کے درمیان اللہ تعالے کے قبضہ حکم مین مسخر ہو رہے ہین۔ ضرور ہی ان باتونمین اللہ تعالے کی ہستی اسکی یکتائی اسکی کاملہ صفات حکمت۔ قدرت۔ علم۔ رحم وغیرہ وغیرہ کے نشان ہین۔ مگر صرف اس قوم کے واسطے جو عقل سلیم رکہتے ہین۔

سوم نہایت درجہ کا ظلم اور بے ایمانی جس نے دنیا مین جہالت اور اختلاف و توہمات کو پہیلایا وہی جسکو شرک کہتے ہین قرآن کریم نے اس کا ابطال کیا

| | |
|---|---|
| اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا + پ ۵ س نساء ۔ ر ۷ ۔ | جان لو جسکا نام ہے اللہ ہر برائی سے پاک ہر ایک کامل صفت سے موصوف وہ یہہ گناہ تو کبھی نہ بخشیگا کہ اسکا کوئی شریک ٹہرایا جاوے۔ ذات مین اسکی سمجہا یا صفات مین اسکے ہم پلہ خیال کیا جاوے۔ یا عبادت مین کسیکو اسکا ساجہی بنایا جاوے۔ اور جو اسکے نیچے کے گناہ۔ تمکو عفو کردیگا۔ جسکے لئے |

| | |
|---|---|
| | رحم سے چاہے - جسنے کوئی شرک کیا اُسنے بڑی بھاری بدی کا طوفان باندھا - |
| اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۞ پ ۵ - س نساء ر ۱۸ | جان لو جسکا نام ہے اللہ ہر برائی سے پاک ہر ایک کامل صفت سے موصوف وہ یہ گناہ تو کبھی نہ بخشیگا کہ اسکا کوئی شریک ٹھہرایا جاوے - ذات مین اسکا ہمتا سمجھا یا صفات مین اسکے ہم پلہ خیال کیا جاوے یا کسی عبادت مین کسی کو اسکا ساجھی بنائے اور شرک سے نیچے کے گناہ اسکو عفو کردیگا جسکے لئے اپنے رحم سے چاہے - جس نے کوئی شرک کیا وہ راہ حق سے بہک کر کہین دور جا پڑا ۞ |
| اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰىہُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ - پ ۶ - س المائدہ - ر ۱۰ | بات یہہ ہے - کہ جسنے کسی چیز کو کسی پہلو پر بھی خدا کا شریک بنایا - اسپر اس معبود نے جو ہر ایک برائی سے پاک اور ہر ایک کامل صفت سے موصوف ہے سچے آرام گاہ کو جسکا نام جنت ہے - اسپر حرام کر دیا - اور ایسے بدکار کا ٹھکانا - وہ آگ ہے جسے دوزخ کہتے ہین - ان ظالمون کا جو رزق کسی کا کہاتے ہین - اور فرمانبرداری کسے دوسرے کی کرتے ہین - مخلوق کسی کی ہین اور مطیع کسی کی جزا سزا کے واسطے حاضر کسی کے پاس ہونا ہے حساب کتاب |

| | |
|---|---|
| | کھینچ لینا ہے۔ اور فرما نبردار کسی کے سبب ... کوئی بھی حامی نہو گا۔ |
| لَوْكَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ پ ۱۷۔ س انبیا۔ ر ۲ | اگر زمین و آسمان مین ایک معبود برحق کا مل صفات سے موصوف اور بُرائیون سے پاک ذات اللہ کے سوا کچھہ اَور معبود بنالئے جا دین۔ تو آسمان و زمین ایسی بڑی خرابی پڑے کہ دونون مین تباہی آجاوے۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ جس قوم مین شرک پھیلتا ہے وہ قوم جاہل۔ وہم پرست۔ سچے علم سے محروم افسانون۔ ڈھکونسلون مین مبتلا ہو آخر پھوٹ مین گرفتار ہوجاتے ہین۔ |
| سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ پ ۲۵۔ س ر ۲ | تمام وہ چیزین جو آسمانون اور زمین موجود ہین انسان کے قابو مین ہوکر انسان کے مفت اور انسان کے خادم ہین۔ |

چہارم تمام مخلوقہ اشیا جو انسانی نوع کیواسطے بے مزد و مزدور ہین۔ اور مزدورون کو اپنا معبود بنانا اسطرح باطل کیا

| | |
|---|---|
| فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا | پس درست رکھہ۔ مخاطب اپنے آپ کو سچے دین پر۔ اور وہ یہہ ہے۔ کہ انسان سب سے قطع تعلق کرکے اللہ تعالےٰ کیطرف جھک جاوے |

لَاتَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ
ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ
پ ٢١ - س روم - ر ٣ -

اور تمام اقوال و افعال حرکات و سکنات اسیکی محبت سے
صادر ہون - یہی الٰہی فطرۃ کے مطابق بات ہے جس پر
اللہ تعالے نے لوگون کو پیدا کیا - الٰہی اندازہ کو بدلانا
نہچاہئے - یہی پکا اور ٹھیک دین ہے -

## پنجم اللہ تعالے کے کاملہ صفات کا بیان

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ
الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ
سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ
يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا
يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ
اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ
كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَلَا يَؤُوْدُهٗ
حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ

ہر ایک عیب سے پاک تمام صفات کاملہ کے ساتھ موصوف
جسکا نام ہے اللہ اُسکے بغیر کوئی بھی پرستش و
فرمانبرداری کا مستحق نہین - دائم اور باقی تمام موجودات
کا مدبر اور حافظ جسکو کبھی سستی اونگھ اور نیند نہو -
اُسی کے تصرف اور ملک اور خلق مین ہین - آسمان
و زمین اسی کی ہستی اور یکتائی کو ثابت کرتے ہین
کوئی بھی نہین کہ اسکی کبریائی عظمت کے باعث
اس پاک ذات کی پروانگی کے سوا - کسی کی سپارش
ہی کر سکے - پس کسیکو مقابلہ و حمائت کی تو کیا
سکت ہوگی - وہ جانتا ہے تمام جو کچھ آگے ہوگا - اور
جو کچھ گذر چکا ہے - موجودات کی نسبت کیا کہنا ہے
کوئی بھی اسکے علم سے کسی چیز کا اسکی مشیت سے
سوا احاطہ نہین کر سکتا - اسکا کامل علم آسمانون و

| | |
|---|---|
| الْعَظِيْمُ ۝ | زمینون پر حاوی ہے اور وہ آسمانون اور زمینون |
| پ ۳ - س بقر - ر ۲ | کی حفاظت سے کبھی نہین تھکتا - وہ شریک اور جوڑ |
| | سے بلند ہے - |
| هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ | وہ ذات پاک جس کا نام ہے اللّٰہ تمام صفات کاملہ |
| اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ | سے موصوف تمام برائیون سے پاک وہی جسکے سوا |
| وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ | کوئی بھی پرستش و فرمانبرداری کے لایق نہین |
| الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ | اپنی ذات کو جو تمام غیبون کا غیب ہے - آپ ہی جانتا |
| الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ | ہے - تمام ان اشیا کو جو موجود ہو کر فنا ہو گئین - یا |
| الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ | ابتک ابھی پیدا ہی نہین ہوئین صرف اسکے علم مین ہی |
| السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ | ہین - اور تمام موجودات کو جانتا ہے وہ رحمان برون |
| | بھلون سب کو روزی رسان - بن مانگے فضل کرنیوالا |
| | وہ رحیم جو بھلون کو اپنے فضل و رحم سے بخشے - اور |
| | کسیکے سوال و محنت کو ضائع نکرے - وہی اللّٰہ جسکے |
| | سوا کوئی دوسرا پرستش و فرمانبرداری کے لائق نہین |
| | **الملک** پورا مالک اشیا کی خلق و بقا پر **القدوس** |
| | تمام ان اسباب عیوب سے پاک جنکو حس دریافت |
| | کر سکے یا خیال تصور کرے یا وہم اسطرف جا سکے - |
| | یا قلبی قوی سمجھ سکین - **السّلام** تمام عیوب سے مبرا |
| | سلامتی کا دینے والا - **المومن** امن کا بخشنے والا |

| | |
|---|---|
| اَلْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ | اپنے کمالات و توحید پر دلائل قائم کرنے والا **المہیمن** سب کے اعمال کا واقف سب کا محافظ۔ **العزیز** بے نظیر سب پر غالب۔ ذرہ ذرہ پر متصرف **الجبار** سنوارنے والا ہمارے بگاڑون پر اصلاح کے سامان پیدا کرنیوالا اصلاح کی توفیق دینے والا **المتکبر** تمام مخلوق کی عیوب اور مخلوق کے اوصاف سے مبرّا۔ تمام چھوٹون بڑون آسمانی اور زمینی شریک اور ساجھی سے اسکی پاک ذات بلند۔ **ہو**۔ وہ خود بخود موجود جس کا نام ہے اللہ **الخالق**۔ ہر ایک چیز کا کامل حکمت کے ساتھ اندازہ کرنے والا۔ **الباری**۔ ہر ایک چیز کو اسکے اندازہ کے مطابق بے نقص و تفاوت ظاہر کرنے والا۔ **المصور** اسی اندازہ اور عمدگی سے صورتون اور شکلون کا عطا کرنے والا۔ اسیکے ایسے نام ہین کہ تمام خوبیون پر شامل ہون۔ اسیکی تسبیحین کرتی اور اسیکی پاک اور کاملترین ہستی کو تمام وہ چیزین جو آسمان و زمین مین ہین ثابت کرتی ہین وہ غالب جسکے تمام کام حکمتون پر مبنی ہین |

## ششم الٰہی عبادت کی تاکید

| | |
|---|---|
| وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ | فرمانبردار۔ عبادت کرنے والے۔ اللہ کے بنو۔ اور |

| | |
|---|---|
| شَيْئًا۔ پ ۵۔ س نساء۔ ر ۶۔ | کسی چیز کو کچھ ہی ہو اسکا کسی امر مین ساجھی اور شریک نہ بناؤ۔ |
| فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔ پ ۵۔ س مومن۔ ر ۲ | اللہ تعالےٰ کو پکارو۔ اسکی عبادت مین اخلاص سے کام لو اور دین کے قبول کرنے مین ظاہر و باطن مین دکھ سوکہہ مین۔ غرض کسی حالت مین ہو اللہ تعالے کے سوا کسیکے ساتھ تمہارا تعلق نہو اگر منکر برا مناوین تو پڑے مناوین۔ |

## ہفتم اللہ تعالے کی عبادت کرنے کی دلیل بیان فرمائی

| | |
|---|---|
| يَا اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاءَ بِنَاءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ | سنو!۔ او لوگو!۔ فرمانبرداری کرو اپنے اس محسن مربی کی جسنے تمکو اور تم پہلون کو خلق کیا۔ اس سے فائدہ یہہ ہوگا کہ دکھون سے بچ رہوگے۔ وہ تمہارا مربی اور خالق وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو گول پہر آرامگاہ بنایا۔ اور آسمان کو ایسا کردیا۔ کہ وہ زمین کے قیام کا باعث ہورہا ہے۔ اور جہان دیکھو وہ زمین کے لئے نیو ہے۔ وہی جس نے بادلون سے ایسا پانی اُتارا جسّے تمہارے کہانے کے واسطے رنگ برنگ کے پھل نکالے۔ ایسے محسن۔ مربّی۔ کامل صفات کے جامع کا کسیکو کسی امر مین شریک ٹھہراؤ |

| | |
|---|---|
| تَعْلَمُوْنَ<br>پ ۱ - س بقر - ر ۳ | اور تم جانتے ہو تمہارے انسانی عمدہ قوے مین اتنا تو رکھہ ہی دیا ہے - کہ ایسا محسن مربی - کامل فرمانبرداری اور عبادت کا مستحق ہے پس اپنے قوے کو بیکار نکرو ؛ |
| ہشتم | اخلاق فاضلہ کی تعلیم دی |
| لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ | پسندیدہ باتین یہی تو نہین - کہ مشرق اور مغرب کی طرف موہنہ کرکے نماز پڑہ لی - نیکی اور عمدہ بات تو اس شخص کی ہے - جس نے دل سے مانا - زبان سے اقرار کیا - اور اپنے کامون سے کر دکہایا - کہ وہ اللہ کو مانتا جزا - وسزا کے دنپر یقین رکہتا ہے - ملائکہ اور اللہ تعالے کی پاک کتاب - اور سچے نبیون پر اُسکے اعتقاد لایا ہے - اور باوجودیکہ اسے خود حاجت و ضرورت ہے - اور زندگی کا امیدوار ہے - مگر اپنے مال سے رشتہ دارون کی خبرگیری کرتا ہے - اور یتیمون مسکینون اور مسافرون - سائل کی پرورش - غلامون کے آزاد کرنے مین مال کو خرچ کرے - عبادت و نمازون کو ٹھیک درست رکہے - اپنے مال سے مقرری حصہ جسے زکوۃ کہتے ہین - ادا کرتا ہے |

| | |
|---|---|
| وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَأْسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۞ پ ۲ - س بقرہ - ر ۶ | اور نیکی تو انکی ہے - جو تمام ان پہلے معاہدون اور اقرارون کا ایفا کرین - جو انہون نے خدا تعالےٰ سے یا اسکے کسی بندے سے باندہے ہے - باتون مین صداقت کو کام مین لاوین - امانت مین خیانت نکرین افلاس مین - مرض مین - جنگ کی شدۃ مین - تنگی مین - تکلیف مین - وفادار - ثابت قدم مستقل مزاج رہین - |
| لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا | او مخاطب ! کبھی اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسیکو معبود نہ بنانا کہ خدا کی بھی عبادت و فرمانبرداری کی - اور اسکی بھی - اگر شرک کا مرتکب ہوا تو دنیا مین برا اور ذلیل ہو گا - |
| وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ | او مخاطب تیرے مربی اور محسن پالنے والے کا حکم تو یہہ ہے - کہ اسکے سوا کسیکی پرستش اور فرمانبرداری نہ کیجاوے - اور ماں باپ سے لوٹ نیک سلوک ہو - اگر او مخاطب تیرے جیتے ہوئے والدین بوڑہے ہو جاوین - ایک یا دونون تو خبردار کبھی انسے کسی قسم کی کراہت نہ کر بیٹھیو - اور نہ کبھی انکو جھڑکیو - اور ان سے پیاری میٹھی نرم ادب کی باتین کیا کرنا - انکی پرورش و نیاداری کے لحاظ سے |

قال کا لفظ عربی مین اف ہے یعنی ہون ترجمہ ہون

الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ
رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي
صَغِيرًا ۞ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ
بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِنْ
تَكُونُوا صٰلِحِينَ فَإِنَّهُ
كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا
وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَ
الْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ
وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ
الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ
الشَّيٰطِينِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ
لِرَبِّهِ كَفُورًا
وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ
ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ
تَرْجُوهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا
مَّيْسُورًا ۞ وَلَا تَجْعَلْ
يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ
عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا
كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ

نہین - بلکہ صرف دلی محبت و پیار سے اسطرح کرنا - جسطرح
پرندے اپنے بچون کو پرون مین پرورش کے لئے
لیتے ہین - اور خدا سے یون دعائین مانگنا - اے میرے رب
انسے اسطرح رحم کے سلوک کر جسطرح اُنہون نے میرے
لڑکپن مین پرورش فرمائی - غرض جیسے والدین
تیرے لڑکپن مین تیرے ہمدرد تھے ایسا ہی تو انکے
لئیے ہو - سنو - مخاطبو ! - تمہارا پرورش کرنے والا
تمہارے دلون کے بھید جانتا ہے - پس وہان
ریا اور دکھلاوا کام نہین آتا - اگر سچ مچ کے نیک ہو
تو وہ خدا ہمیشہ ہی اپنی طرف رجوع لانیوالون کو
بخشنے والا ہے - او مخاطب ! - ہر ایک رشتہ دار
اور مسکین اور مسافر کو جو کچھ اسکا حق ہے دیدے -
اور اپنے نفسانی خواہشون پر - فخریہ - اور بڑائی
کے لئے - اور بے ایمانی کے کامون مین - اموال کو
ضائع مت کر - ناجائز طور پر مالون کو ضائع کرنیوالے
شیاطین کے بھائی ہین - اور شیطان تو ایسا ہے
کہ جس نے اُسے پیدا کیا - اور جس نے اسکو پرورش
کیا اسکا بھی منکر ہو گیا - اگر ان لوگون کے دینے کو
جنہین دینا ہے - تیرے پاس کچھ نہو - اور تو اس امید پر

مَلُومًا مَّحْسُورًا ۝ اِنَّ
رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
يَّشَاۤءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ
كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا
بَصِيْرًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ
خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ
نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ
اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً
كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا
الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ
فَاحِشَةً ۭ وَسَاۤءَ سَبِيْلًا ۝
وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ
وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا
فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ
سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ
فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ
مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا
مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ

کہ عنقریب تجھے تیرا محسن رب کچھ دیگا - تو سردست
ان کو ایسا جواب دے - جیسے انکو آرام ہو - اور انکی
امید بڑہے - نہ ایسا بخیل کنجوس بن - کہ گویا تیرے
ہاتھہ تیری گردن سے بندہے ہین - اور نہ اتنا
فضول خرچ بن کہ کچھہ بھی تیرے پاس نرہے - اگر
ایسا ہوا - تو تجھے ملامت لگے گی - اور تھکا ماندہ ہو بیٹھیگا
(بعض انسانون کی حالت ایسی حالت ہوتی ہے - کہ محتاج
کو دیکھہ کر گھبرا جاتے ہین - اور فضول کر بیٹھتے ہین ایسونکو
مخاطب کرکے فرمایا) تیرے رب کی کیطرف سے ہی
کسیکو دولتمند کرتا ہے - اور کسیکو مفلس - تو کیون گھبراتا
ہے وہ حکیم اپنے بندون سے واقف اور انکے حالات
پر آگاہ ہے - اولوگو ! اپنی اولاد کو اسلیئے تو قتل
نہ کیا کرو - کہ ہم انکو کہانسے کہلا دینگے - تم اور وہ ہمارا
رزق کھاتے ہین - اور بات تو یہہ ہے - کہ اولاد
کسی سبب سے کیون ہنو بڑی بھاری غلطی اور بڑی
ہے - اور زنا کے تو نزدیک بھی مت جاؤ - یہہ بڑی
بے حیائی - اور بری راہ ہے - اور ایسے شخص کو بیوجہ قتل
نکر جسکا قتل اللہ نے حرام فرمایا - جو کوئی بیوجہ قتل کیا گیا
اس مقتول کے وارث کو ہمنے طاقت دی ہے - کہ

هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ
أَشُدَّهُ ۚ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ
إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا
وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ
وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ
الْمُسْتَقِيمِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ
وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝ وَلَا
تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ
عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ
وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ
كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا
وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ
إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ
وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا
كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ
عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا
ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ
رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۗ وَلَا
تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ

قاتل کو مار ڈالے - مگر کوئی ناجایز کام اس قصاص
مین نہ کرے - اور بے ریب مقتول کو مدد دی گئی کہ
اسکا بدلہ دنیا مین بھی لیا جاوے - اور آخرۃ مین گناہ
کے بوجھ سے ہلکا ہو - کسی بھلے غرض کے سوا یتیمون کے
مال کے پاس مت جاؤ - اور انکا خیال رکھو یہانتک
کہ مضبوط اور بڑے ہو جاوین - اپنے معاہدون پر
وفاداری دکھلاؤ - تمہارے معاہدے خدا تعالے
سے ہون - یا اسکے بندون سے - یاد رکھو عہدون کی
بابت پوچھے جاؤگے - ماپنے اور تولنے مین پورا
ماپ اور پورا تول اختیار کرو - اس بات کا نتیجہ اس
دنیا مین بہت ہی اچھا ہوگا - اور اس امر کا انجام بھی
بہت عمدہ ثابت ہوگا - اور جو بات معلوم نہو - اسکا
دعوے مت کرو - ناسمجھی سے گواہی نہ دو - کان
اور آنکھ - اور اعصابی مرکز جسے قلب کہتے ہین سب
سے انکے کامون کا سوال ہوگا - خوشی سے اتراتے ہوئے
زمین پر مت چلو - تو او مخاطب! - اپنی طاقت سے
سے زمین کو نہین پھاڑ سکتا - اور نہ پہاڑون سے
اونچا ہو سکتا ہے - یہہ سب بری باتین ہین اُن کی
برائی تیرے رب کو ناپسند ہے - یہ وہ حکمت کی

| | |
|---|---|
| فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا - پ ۱۵ - س بنی اسرائیل - ر ۴ | باتین ہین کہ تیرے رب نے تجھے وحی کے ذریعہ بتلاوین - اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی معبود مت ٹھہرانا - اگر شرک کیا تو جہنم مین ملزم ہوکر دھکیل دیا جاوے گا - |
| وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ق اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ | رحمٰن کے فرمانبردار بندے تو وہی ہین - جو زمین پر سکینہ - وقار - اور تواضع کی چال چلتے ہین - نہ تکبر اور سستی کی - اور جب جاہل انسے الجھین - تو ان سے ایسا سلوک کرتے ہین - جسمین نہ بدی و ایذا ہو - اور نہ جہل و نادانی وہی جو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام مین راتین گذار دیتے ہین - وہی جنکی دعا ہے - کہ اے ہمارے رب ہٹا دے ہمسے دوزخ کا عذاب - اسکا عذاب تو دائمی ہلاکت ہے - اور دوزخ تو بڑی تکلیف کی جگہ اور برا مقام ہے - وہی فرمانبردار بندے کہ جب اموال کو خرچ کرتے ہین - تو مال کو نہ بیجا ضائع کرین - اور نہ موقع مین دینے سے دکھلاوین - بلکہ خرچ مین پسندیدہ راہ اختیار کرین وہی جو اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ دوسرے معبود کو نہین پکارتے - اور ایسی جانون کے ناحق قتل سے بچتے ہین - جنکا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا - |

الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ
وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ
ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا
يُضْعَفْ لَهُ الْعَذَابُ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ
فِيْهِ مُهَانًا ۔ اِلَّا مَنْ تَابَ
وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا
فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ
سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ
اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔ وَمَنْ
تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ
يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا وَ
الَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ
وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا
كِرَامًا ۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا
ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ
لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا
وَّعُمْيَانًا ۔ وَالَّذِيْنَ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا

کسی قسم کا زنا نہین کرتے - اور جو کوئی بندون مین سے
ایسی کرتوت کرتا ہے - وہ بڑی سخت بدکاری مین
گرفتار ہوا - ایسے بدکار کے لئے عذاب بڑھا - اور
ذلیل وخوار ہو کر اس عذاب مین رہ پڑا - مگر بچا تو وہی بچا -
جس نے بدی کو چھوڑ دیا - اور تمام بھلائیون کی اصل -
ایمان کو اختیار کر لیا - اور اچھے اعمال کئے - آخر ایسے
لوگون کی برائیان جاتی رہتی ہین - اور انکے بدلہ مین
نیکیان آجاتی ہین - (دیکھو عربون کے حالات اسلام
سے پہلے اور پیچھے) اور ہر تائب کی توبہ اللہ تعالے
قبول کرنے والا - اور اسکی توبہ پر رحم کرنے والا ہے -
جو کوئی بدی کو چھوڑ بھلے کامون کی طرف متوجہ ہوا
وہی اللہ تعالے کی طرف پسندیدہ طور سے جھکا وہی
رحمان کے فرمانبردار بندے ہین - جو دہوکے کے
پاس بھی نہین جاتے - اور جب کبھی کسی بیہودہ کام
کے پاس سے بھی گذرتے ہین - تو اسطرح گذرتے ہین
کہ بھلائیون کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہین -
وہی جنکو جب کبھی الٰہی نشان دکھلائے گئے - تو ہین
نشان پر اندھے - اور بہرے کیطرح ٹھوکر نہین کھاتے
وہی جو دعا مانگتے ہین کہ اے ہمارے رب ہمارے

| | |
|---|---|
| مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ٥ | ساتھیون سے (بی بیان ہون یا اور دوست)- اور ہماری اولاد سے ہمین آرام دے- وہ ہماری آنکھون کا نور ہون جو دے انکے سرور کا نشان ہے- اور دعا کرتے ہین- کہ ہم سچّے فرمانبرداروں کے واسطے آنند کیلئے نمونے ہون- وہی اللہ تعالے کے فضل سے اپنے نیک اعمال کا بدلہ بڑے بلند مقامات کو پاکر وہان بہی زندگی اور پوری سلامتی پاوین گے- اور پھر تناسخ نہین- بلکہ تناسخ سے بچکر وہان ہی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہین گے- واہ وہ کیسے آرام کی جگہہ اور رہنے کا ٹھکانا ہے- اومخاطب! کہدے میرے رب کو تمہارے ہلاک و تباہ کرنیکی ضرورت ہی کیا ہے- اگر تمہاری بت پرستی نہوتی- مگر تم توراستی کو جھٹلا چکے- پس نافرمانی کا لازمی وبال تمپر ضرور آنیوالا ہے- |

## نظم سیاست کے اصول

| | |
|---|---|
| اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ پ ۵ س نساء ع ۵ | فرمانبرداری کرو اللہ تعالے کی چاہے اسکا حکم اسکے کلام سے ہو پہنچے- چاہے اسکے فعل سے (قانون قدرت) سے اور فرمانبردار ہو اللہ کے رسول کے |

| | |
|---|---|
| | اسی اللہ تعالے کے تمہین پہونچتا ہے۔ اور فرمانبردار رہو حکومت والون کے دنیوی حکام ہون یا سچے دین کے علماء ہون۔ |

## دہم جمہوری سلطنت کی بنا ڈالی اور مسلمانونکی صفات مین کہا

| | |
|---|---|
| وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ<br>پ ۴ - س آل عمران - ر ۸ | (خطاب بہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق اولویت بلکہ ہر ایک مخاطب کو حکم ہوتا ہے) کہ حکومت مین اپنے لوگون سے مشورہ کر لیا کر۔ |
| وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ<br>پ ۲۵ - س شوریٰ - ر ۵ | وہ نعمتین جو اللہ تعالے کے پاس ہین بہت ہی اچھی اور ہمیشہ رہنے والی ہین۔ اور انہین کو ملین گی کہ جو ایمان لائے۔ اور اپنے رب ہی پر انکا بہروسا ہی۔ اور وہ جو بڑے بڑے گناہون سے اور بے حیائیون سے بچے رہتے ہین۔ اور اگر کسے پر غضب کرین تو عفو کرتے ہین اور انکی حکومت باہمی مشورہ سے ہوتی اور کچھہ ہمارا دیا خرچ کرتے ہین۔ |

## یازدہم بغاوت کی برائی سے آگاہ کیا اور بغاوت سے حلہ روک دیا

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ
وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ
الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ
یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَّاَنْ
تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ
پ ۸ - س انعام - ر ۶

او مخاطب! تو کہہ دے - میرے رب نے تمام
بیحیائیون کو حرام کر دیا - کہلی بیحیائیان یا چھپی
اور ہر ایک اثم و بدی اور بیوجہ بغاوت کو
اور اسکو کہ اسکا شریک ٹھہراؤ - اللہ کے ساتھ ایسی
اشیا کو جنکے شریک ہونے کی دلیل کوئی بھی اللہ نے
نہین اتاری - اور یہ بھی حرام ہے کہ اللہ تعالے کی
نسبت ایسی باتین بناؤ جنکا تمکو علم ہی نہین -

## دوازدہم باہمی معاملات و اصول تمدن پر فرمایا

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا
اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ
الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا
بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ
اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ
وَلَا تُظْلَمُوْنَ وَاِنْ كَانَ

او ایمان والو! - اللہ تعالے کے عذاب سے ڈرو
اسکے نافرمانون کے لئے مقرر ہے اپنے آپکو بچا
رکھو - اور چھوڑ دو جو کچھ بیاجون کا روپیہ تمکو لوگون سے
لینا ہے - اگر مومن ہو تو ایسے ہی کام کرو - اگر اس
تمنے فرمانبرداری نہ کی - تو جان لو - کہ تم سے جنگ کرنے
حکم خدا اور اسکے رسول سے لگ چکا - اگر اللہ کی طرف
توجہ رکہو تو تمکو اصل سرمایہ کے لینے کی اجازت ہے
ظالم نہ بنو و الا ظلم کی سزا بھگتو گے - اصل ہی نہ ملیگا

ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ
مَيْسَرَةٍ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ
إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ وَاتَّقُوا يَوْمًا
تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ
كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم
بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى
فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ
بِالْعَدْلِ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن
يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ فَلْيَكْتُبْ
وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَ
لْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ
شَيْئًا فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ
الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا
يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ
بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا
شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ
فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ
وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ

اگر تمہارا مقروض مفلس ہے۔ تو اسے آسودگی تک
مہلت دو۔ اور اگر قرضہ عفو کردو۔ تو تمہارے حق مین
بہت بہلا ہے اگر سمجھو۔
ڈرتے رہو اسوقت سے کہ تمہارا معاملہ اللہ کے سامنے
پیش ہو اور وہان ہرجی اپنے کئے کی سزا بہگتے۔ اور
وہان کسی پر ظلم نہوگا۔
اے ایمان والو! ہر ایک معاملہ کو لکھہ لیا کرو جسکے لئے
کوئی میعادی معاہدہ ہو اور ہر ایک کو چاہئے کہ معاہدون
کو لکھا کرے۔ بلکہ چاہئے کہ معاہدہ کو وہ شخص لکھے جو ایسے
معاملون کا لکھنے والا ہو۔ اور معاہدہ کو اس انصاف
کے ساتھ لکھے جسمین ضرورت کے وقت تمسک
مین نقص نہ نکلے۔ اور تمسک نویس کو تمسک کے
لکھنے مین کبھی انکار نہوا کرے۔ کیونکہ کاتب کو اللہ
تعالے نے فضل سے ایسا کام سکھایا۔ پس چاہئے
کہ تمسکات کو لکھے اور لکھاوے وہ جسنے دینا ہو۔
اور ضرور ہے کہ لکھاتے ہوئے لکھانیوالا اللہ سے
ڈرتا رہے۔ اور ذرہ بھی اسمین کمی و نقص نکرے۔
اور اگر لکھانے والا کم عقل اور بچہ اور لکھانے کے
قابل نہین۔ تو اسکا سرپراہ انصاف و عدل سے

الشُّهَدَاۤءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا
فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى
وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَاۤءُ اِذَا مَا دُعُوْا
وَلَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ
صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ
ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ
لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ
اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا
بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا
تَكْتُبُوْهَا وَاَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ
وَلَا يُضَاۤرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ وَ
اِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌ بِكُمْ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ وَ
اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ وَاِنْ
كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا
كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ فَاِنْ
اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ
الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَ
لْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا تَكْتُمُوا

ساتھ لکھا وے - اور اپنے معاملات پر دو مرد گواہ بنا
لیا کرو - اگر دو مرد گواہ نہ مل سکیں تو ایک مرد اور دو عورتیں
دو کا فائدہ یہہ ہے کہ اگر ایک انمیں سے کچھ بھول
گئی - تو دوسری اُسے یاد دلائے گی - اور گواہوں
پر انکار نکریں - اور ایسے سست نہ بنیو - کہ تھوڑا
بہتا میعادی معاملہ لکھنے مین چھوڑ دو - اللہ تعالے
کے یہان یہہ انصاف کی باتین ہین - اور جہان گواہی
کی ضرورت پڑیگی - وہان یہہ باتین بڑی مفید
پڑین گی - اور ایسی تدابیرون سے باہمی بدگمانیان
جاتی رہین گی - ہان دستی لین دین - اور نقدی
کی تجارۃ مین تحریر کے نہونے سے گناہ ہی نہین
مگر ہر ایک سودے مین گواہون کا پاس ہونا تو
ضرور چاہئے (اگر اسپر عمل ہوتا تو چوری کی چیز
لینے مین پولیس کی گرفتاری سے بہت کچھ امن
ہو جاتا) اور یاد رہے کہ کاتب اور گواہ کو انکا حرج
دو - اگر نہ دوگے - تو بدکار بنوگے - خدا کا ڈر رکھو
اللہ تعالے تمہین آرام کی باتین سکھاتا ہے
اللہ تعالے ہر شئے کو جانتا ہے - اگر کہین ایسے
مین لین دین کرو - جہان تمکو کاتب نہ مل سکے

الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝

پ ۳ - س بقرہ - ر ۷

تو رہن سے کام لو - مگر ضرور ہے - کہ مرہون چیز کا قبضہ کر لیا کرو - اور اگر ایسے معاملات میں ایک کو دوسری کی امانت و دیانت پر یقین ہو - تو امین کو چاہیے کہ اللہ تعالے کا خوف کرکے امانت دار حقوق کو پورا ادا کر دے - اور گواہی کو مت چھپاؤ گواہی کا چھپانے والا دل کا بڑا بدکار ہوتا ہے - اور اللہ تعالے تمہارے اعمال کو جانتا ہے -

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ

او ایمان والو! - اللہ تعالے سے ڈرو جیسا ڈرنیکا حق ہے - اور یہ بات کر دکھاؤ - کہ تمہاری موت اسلام ہی پر ہو اور اسلام یہی ہے کہ اپنے تمام وجود اور اپنی تمام طاقتوں سے خدا تعالے کے رستے پر پنجہ مارو کیا معنے تمام و کمال ظاہر و باطن الٰہی ارادوں کے پیرو ہو جاؤ ایسا نہو کہ کچھ خدا کے اور کچھ غیر کے بنے رہو - اور اللہ تعالے کی اس نعمت کو تو سوچو! تم کیسے آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اسلام کے باعث تم سب کے دل ایک ہو گئے اور اللہ تعالے کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے ایک دوسرے کے خیر خواہ ایک دوسرے کے

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ وَلْتَكُنْ
مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى
الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ط
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ
مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَ
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ ط

پ ۴ - س عمران - ر ۲

دو کہہ سو کہہ مین شریک - اور تم اپنی بدی - بدکاری
شرارتون سے دوزخ کے کنارے اور باہمی جھگڑون
مین پھنسے پڑے تھے اللہ تعالے نے تمکو اس
آفت سے نکالا -

غور توکرو کسطرح اللہ تعالے بیان کرتا ہے - اپنے
نشان کہ اسلام حق اور راحت بخش ہے - اور یہہ
اسلیئے کہ تم راہ پر آؤ - او مسلمانو ! - تمسے ہمیشہ ایک
ایسا گروہ رہے - کہ لوگون کو بھلائی کی طرف بلائے
ہر ایک پسندیدہ کام کا حکم کرے - ہر ایک ناپسندیدہ
کام سے منع کرے - اور وہی لوگ مراد کو پہونچنے والے ہین
اور نہ ہوان لوگون کی طرح کہ جنہون نے دین مین
تفرقہ ڈالا - اور اختلاف مچایا - حالانکہ انکو اتفاق کی
خوبیان اور اتفاق کی عمدگی کے دلائل معلوم ہو چکے
تھے - ایسے لوگون کو بڑا عذاب ہوگا -

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا
بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى
تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى
اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

اے ایمان والو - اپنے گہر کے سوا کسی کے گہر مین اطلاع و اجازت کے
بنا کبھی نہ جائیو (بے اجازت و اطلاع جانا وحشیون
کا کام ہے) بلکہ سلام کہکر اجازت لو - (اگر اتفاقاً
وہ نہ سنے تو تین بار تک پوچھو حدیث مین ہے

لعلكم تذكرون فان لم
تجدوا فيها احدا فلا
تدخلوها حتى يؤذن لكم
وان قيل لكم ارجعوا
فارجعوا هو ازكى لكم والله
بما تعملون عليم ليس عليكم
جناح ان تدخلوا بيوتا
غير مسكونة فيها متاع لكم
والله يعلم ما تبدون وما
تكتمون قل للمؤمنين يغضوا
من ابصارهم ويحفظوا
فروجهم ذلك ازكى لهم
ان الله خبير بما يصنعون
وقل للمؤمنات يغضضن
من ابصارهن ويحفظن
فروجهن ولا يبدين
زينتهن الا ما ظهر منها
وليضربن بخمرهن على
جيوبهن ولا يبدين

یہہ عمدہ باتین ہین - اور اسلیئے بتائی جاتی ہین
کہ اُنپر عمل کرو - اگر وہان کوئی نہو - تو وہان بدون
اجازت مت جاؤ - اگر تمکو کہا جاوے کہ اسوقت تمکو
اندر آنے کی اجازت نہین - واپس چلے جاو یہی
پسندیدہ طرز ہے - اور اللہ تعالے تمہارے اعمال
پر واقف ہے - ہان ایسے غیر آباد گہرون مین جہان
کسیکی سکونت نہین - اور تمہارا وہان اسباب رکہا
ہے - بدون اطلاع و اجازت بہی جانا
روا ہے - اور خدا تعالے جانتا ہے - کہ تم کسی
گہر مین بہلائی کو جاتے ہو - یا شرارت کو - تو کہدے
ایمان والون کو کہ آنکہون کو نیچا رکہا کرین - اور
شرمگاہون کی حفاظت کرین - یہہ نہایت پسندیدہ
بات ہے - اور جو کچہ اپنی زبانون سے کہتے اور دسی ہاتہ
اور اعضا سے لیتے ہو - سبکو اللہ تعالے جانتا
ہے - ایسے ہی ایمان والی عورتون سے بہی کہدے
کہ آنکہون کو برائی سے بچا رکہین - اور شرمگاہون
کی حفاظت رکہین - اور اپنے بناؤ سنگار کو مت
دکہلاوین - مگر وہ حصہ لابدی ہے جو ظاہر ہے اور
اوڑہنی کو ایسا اوڑہین کہ جیب تک چہپ جاوے -

| | |
|---|---|
| زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ | اور عورتین اپنے بناؤ سنگار کو کسی پر ظاہر نہ کرین مگر |
| اَوْ آبَائِهِنَّ اَوْ آبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ | اپنے خاوندون اور باپون اور خسر اور اپنے بیٹون |
| اَوْ اَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ | اور خاوند کے بیٹون اور اپنے بھائیون اور بھتیجون |
| اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْ اِخْوَانِهِنَّ | اور بھانجون اور اپنی نیکبخت بی بیون (عیسائی |
| اَوْ بَنِيْ اَخَوَاتِهِنَّ اَوْ نِسَائِهِنَّ | مثن کی عورتون کو جو لوگ اپنے گھرون مین آنے |
| اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ | دیتے ہین اور اسلام کے مدعی ہین وہ غور کرین) |
| اَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي | اور غلامون اور ان نوکرون پر جنہین عورتون |
| الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ | کی رغبت ہی نہین (جیسے پاگل) اور بچون پر |
| الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ | جو عورتون کے معاملات سے واقف ہی نہین ہیں |
| النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ | عورتون کو واجب ہے۔ کہ ایسی طرح پاؤن زمین پر |
| لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ | نمارین کہ انکے کسی سنگار کی کسیکو خبر ہو جاوے۔ |
| زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْا اِلَى | اللہ کی طرف رجوع رکھو۔ ایمان والو!۔ توکہ نجات |
| اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ | پاؤ۔ اور نکاح کردو اپنی بیوہ عورتون کو اور اپنے |
| لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَاَنْكِحُوا | نیک غلامون اور لونڈیون کو اگر غریب و مفلس |
| الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ | تو اللہ تعالے ان کو اپنے فضل سے غنی کریگا |
| الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ | اور اللہ تعالے بڑی وسعت والہ بڑے علم والا |
| وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا | ہے۔ |
| فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ | |
| وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ | |

| | |
|---|---|
| پ ۱۸- س نور- ر ۳ | |
| إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ<br>پ ۲۶- س حجرات ر ۱۳ | تمام ایمان والے آپسمین بہائی بہائی ہین امیر سے غریب تک - شریف سے وضیع تک اجنبی سے اپنے پرائے ہم قوم تک - اگر ایمان والون مین رنج آجاوے تو ان بہائیون مین صلح کرادو - اور اللہ سے ڈرتے رہو تو کہ تمپر رحم ہو - |

## سیزدہم اپنے لوگون اور غیر قومون سے تعلق

| | |
|---|---|
| يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ<br>پ ۲۶- س حجرات - ر ۱۴ | او ایمان والو ! - کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے جسے تم ہنسی کرتے ہو اور جسے تم مسخرہ بناتے ہو شاید تمسے اچھا ہو - اور نہ عورتین ہنسی کرین عورتون سے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جسے ایک عورت تمسخر کرتی ہے دوسری سے اچھی ہو - اور اپنون کو کوئی طعن مت دیا کرو - اور کسیکی نسبت برا القب مت لو لو ایسی کرتوتون سے برے لقب دینے والا اللہ تعالےٰ کے یہان سے فاسق وبدکار ہونیکا لقب پاتا ہے اور مومن کہلا کر فاسق بننا برا ہے جو لوگ بری کامون سے باز نہ آئے وہی بدکار ہین |

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ

پ ۲۶ - س حجرات - ر ۱۴

او ایمان والو! - بہتی بدگمانیوں سے بچو بعض بدگمانی بدکاری ہوتی ہے - لوگوں کی عیب جوئی مت کیا کرو - اور ایک دوسرے کا گلہ کبھی نہ کرو گلہ کرنا ایسا برا ہے جیسا بھائی کا گوشت کھا لینا کیا یہہ امر کسیکو پسند ہے - بے ریب کسیکو بھی یہہ بات پسند نہیں - اللہ سے اسکی نافرمانیوں ڈرو اللہ تعالے ان لوگوں کو جو نافرمانیوں کو چھوڑ اسکی طرف متوجہ ہوتی ہیں - رحم کرتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

پ ۲۶ - س حجرات - ر ۲

(اللہ تعالے فرماتا ہے) ہمنے ہی تمکو پیدا کیا نر و مادہ سے - اور تمکو قوموں اور قبائل پر تقسیم کیا - تو کہ یک دوسرے سے تعارف رکھو اور تمہیں یاد رہے کہ خدا کے یہاں تم میں سے وہی معزز ہے جو بڑا پرہیزگار ہے اور جان رکھو - اللہ تعالے علیم و خبیر ہے۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ

نیکی و بدی - دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہم پلہ اور خوبی میں مساوی نہیں - بدی کا دفعیہ نیکی کے ساتھہ کرد کھاؤ - اگر ایسا ہی حسن سلوک اپنے دشمنوں سے کرد کھاؤ گے تو تمہارے دشمن

| | |
|---|---|
| وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۔ پ ۲۴ ۔ س حٰمٓ السجدہ ۔ ر ۱۸ | ہی تمہارے سچے دوستون اور گرم جوش والے خیرخواہون کیطرح ہو جاوینگے۔ اس نصیحت کو وہی لوگ مانین جو بڑی بُردباری اور بلند حوصلگی کا حصّہ رکھتے ہین ۔ |

## چہاردہم مومنین کے صفات ہین فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۭ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۔ پ ۱۳ ۔ س رعد ۔ ر ۱۸ | نصیحت تو وہی پکڑین جو عقل والے ہین۔ وہی جو الٰہی معاہدون کا پورا خیال رکھتے ہین اور جس کسی سے مستحکم وعدے کئے انکو نہین توڑتے۔ جنسے ملاپ کرنا چاہئے اُنسے ملاپ کرتے۔ اللہ کی نافرمانیکا خوف رکھتے اور بُرے کامون کے بدلہ سے ڈرتے وہی اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے طالب ہوکر بردباری کرتے ہین اور نمازون کو درست رکھتے اور کچھ اللہ کا دیا۔ ظاہری اور باطنی طور پر خرچ کردیتے ہین۔ اور خاص بدی کی مقابل خاص نیکی سے کیا کرتے ہین۔ انہین کو انجام کا آرام ہوگا۔ |

| | |
|---|---|
| أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ<br>پ ٢٠ - س قصص - ر ٩ | پہلی کتابون کے ماننے والے اگر قرآن کریم پر بھی ایمان لائے تو انہین دوہرا بدلہ ملیگا اسلئے کہ اُنہون نے بڑی ہی بردباری کی۔ اور اُن کی چال ہی ایسی ہے۔ کہ بدی کا مقابلہ نیکی کے ساتھ کر دیتے ہین |
| لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ<br>پ ٢٨ - س الممتحنہ - ر ٧ | جو لوگ تمسے مذہبی عداوت پر نہین لڑتے۔ اور نہ انہون نے تمکو جلا وطن کیا۔ اُنسے سلوک اور انصاف کے برتاؤ سے اللہ تعالے کبھی نہین منع کرتا بلکہ ایسے منصف تو اللہ تعالے کو محبوب و پیارے ہین۔ اللہ تعالے تو اِن لوگون کی محبت و دوستی سے تمکو منع کرتا ہے جنہون نے تم سے مذہبی جنگ کی اور اسلام کے باعث تمسے لڑے اور تمکو جلا وطن کیا اور تمہاری جلا وطنی مین تمہارے دشمنون کے مددگار ہوئے۔ اور جو ایسے دشمنون سے پیار کرین وہی ظالم ہین۔ |
| فَاعْفُ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ<br>پ ٢٥ - س زخرف - ر | تو اُن سے درگذر کر اور سلام کہدے۔ |

| | |
|---|---|
| وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ۔<br>پ ۱۸- س نور- ر ۸ | دکہہ اور تکلیف دینے والون پر عفو کرو اور انسے درگزر- کیا تمکو پسند نہین کہ اللہ تعالے تمسے درگزر کرے اگر اللہ تعالے کا تمسے درگزر کرنا تمہین پسند ہے تو اسکی یہی تدبیر ہے کہ تم لوگون سے درگزر کرو۔ |

## پانزدہم تعلیم اور تعلم اور علم کی ترقی کے واسطے

| | |
|---|---|
| وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ<br>پ ۴- س عمران- ر ۲ | او اسلام والو!- تمسے ایسے لوگ ہوا ہی کرین جو بہلائیون کی طرف بلاوین اور ہر ایک پسندیدہ بات کا حکم کرین اور ہر ایک برائی سے روکین اور وہی ہین نجات پانیوالے (یہان محمڈن مشنری بننے کی تاکید ہے) کبہی نہونا - ان لوگون کی طرح جو آپسمین پہٹ پڑے اور کہلے نشانون کے بعد بہی اختلاف مچایا- یاد رکھو انہین کو بڑا عذاب ہوگا۔ |
| كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ | اسلام والو!- تم تو بڑی عمدہ قوم بہلائیون کے سکہلانیوالے ہو- صرف لوگون کے فائدہ کے لئے اللہ تعالے نے تمہین بنایا- ہر پسندیدہ بات کا حکم کرتے ہو- اور |

| | |
|---|---|
| ہر ایک ناپسند امر سے روکتے ہو اور اسپر بڑی ... بات ہے کہ اللہ تعالے پر ایمان لائے ہو۔ | وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ - <br> پ ۴ - س عمران - ر ۳ |
| اللہ کے بندون مین اللہ تعالے سے وہی ڈرتے ہین جنکو علم ہے - یعنے پاک علم والے ہی اللہ کے نافرمان نہین ہوا کرتے ۔ | اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓءُ ۔ <br> پ ۲۲ س فاطر - ر ۱۵ |
| اللہ ایماندارون اور پاک علوم کے عالمون کو ہی درجون پر پہونچاتا ہے ۔ | یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ <br> پ ۲۸ - س مجادلہ - ر ۲ |
| مخاطب ! تو کہ بھلا - کہین علم والے - اور جاہل برابر ہوتے ہین ہرگز نہین ۔ | قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ <br> پ ۲۳ - س زمر - ر ۱۵ |
| اور تو اے محمد کہدے - یا اے مخاطب کہدے ... میرے رب مجھے علم مین ہمیشہ ترقی دے ۔ | وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا <br> پ ۵ - س بنی اسرائیل - ر ۱۵ |
| نبی نے کہا - خدا کی پناہ - کہ مین جاہلون ... ہون ۔ | اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجٰہِلِیْنَ <br> پ اول - س بقرہ - ر ۸ |
| وہ لوگ ایسا کیون نہین کرتے - کہ انکی ہر ایک ... وقبیلہ سے ایک بڑا گروہ دنیا مین سمجھ پیدا کر... اور واپس ہوکر اپنی اپنی قوم کو علم سے ... | فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا |

| | |
|---|---|
| اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ<br>پ ۱۱ - س توبہ - ر ۳ | برائیون کے بدنتائج سے ڈراوے - تاکہ اُنکی قومین برائیون سے ڈر جاوین + |
| فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ<br>اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ -<br>پ ۱۴ - س نحل - ر ۶ | اگر تمکو علم نہو - تو علم والون سے پوچھ لیا کرو + |
| وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ<br>الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ<br>لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا<br>تَكْتُمُوْنَهٗ<br>پ ۴ - س آل عمران ر | تمام کتاب والون سے تو اللہ تعالےٰ مستحکم وعدہ لے چکا ہے کہ وہ لوگ کتاب کا مطلب لوگون کی بھلائی کے لئے سُنا دین - اور الٰہی کتاب کو نہ چھپاوین (آریو! تمہاری عملی کارروائی کیا دکھاتی ہے) |
| وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا<br>اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا<br>پ ۲۴ - س سجدہ فصلت - ر ۱۸ | اس شخص سے بھلی بات کسکی جس نے لوگون کو اللہ کی طرف بلایا + اور اچھے کام کئے + |

## شانزدہم یتامیٰ کے حق مین فرمایا

| | |
|---|---|
| اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ<br>الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ<br>بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا<br>پ ۴ - س نساء - ر ۱۲ | جو لوگ ظلم کی راہ سے یتیمون کا مال کھا جاتے ہین وہ یاد رکھین - وہ انگارے کھاتے ہین آگ ہی اُن کے پیٹ مین جاتی ہے - بے ریب وہ جلتے دوزخ مین بیٹھینگے |

| | |
|---|---|
| وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا۔ پ ۴ - س نساء - ر ۱۱ | یتیموں کے اموال یتیموں کو دیدو - اور انکی اچھی چیزوں اپنی بُری اشیا سے نہ بدلو - اور اپنے اموال سے ملا کر بھی انکے مال نہ کھاؤ یہ بالکل انہین کا مال کھا جانا کیا بُرا ہوگا - بے شک یہہ بات بڑی بری ہے - |

## ہفتدہم کورٹ آف وارڈس اور حجر کا راحت بخش قانون سمجھایا

اگر اس قانون پر عمل ہوتا تو دنیا سے ہزاروں مفاسد اٹھ جاتے - کیونکہ اس قانون کے مطابق حکم ہے جب کوئی یتیم مالدار رہجاوے یا کوئی شخص گو کم عمر نہین مگر اپنے مال کو نادانی کم عقلی سے ضائع کرتا ہے - تو دونون صورتون مین صاحب مال اس مال کے تصرف سے روکدو - اور اس مال کی حفاظت رکھو اور صاحب مال کو بقدر ضرورت اس وقت دیتے رہو کہ عاقبت اندیشی سے خرچ کرنے

| | |
|---|---|
| وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ | نادان بچون کو انکے مال نہ دیدینا - مال معیشت اور گزارہ کا ذریعہ ہے ہان ان بچون کھانے اور پہننے کے لئے اِن اموال سے کچھ دے اور انہین میٹھی پیاری زبان سے تسلی دو اور امتحان کرتے رہو - جب یتیم بڑے ہو اچھے جوان کرنے کے قابل ہوجاوین - اور تمہین ثابت ہو جاوے |

مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا
إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا
تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا
أَنْ يَكْبَرُوا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا
فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ
فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ
فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ
فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَىٰ
بِاللَّهِ حَسِيبًا لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ
مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَ
الْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ
أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا
وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ
فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ
قَوْلًا مَعْرُوفًا وَلْيَخْشَ الَّذِينَ
لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ
ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ
فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا

کہ اپنا آپ اب سنبھال لیں گے - تو انکے مال انہیں
دیدو - اور ایسا نہو کہ ناجائز طور پر انکے بڑے ہونے
سے پہلے ہی تم خرد برد کر لو -
دولتمند - یتیم کے اموال کا نگران تو اس مال سے
کچھ بھی نہ لے - مگر غریب نگران - مناسب حق الخدمۃ
کھالے -

اور جب یتیموں کا مال یتیموں کو دو تب ہی گواہ
رکھہ لو - کہ یہ چیز ہمارے پاس تھی صحیح و سالم
پوری تمنے دیدی - اور یاد رکھو اللہ تعالے کافی
حساب کرنے والا ہے ماں باپ اور رشتہ داروں کے
مال کے وارث مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی کوئی
کم کوئی زیادہ حقدار ہے -
ہر ایک وارث کا حق الٰہی قانون میں مقرر ہے
اور جب ورثہ کی تقسیم پر رشتہ دار یتیم - اور مسکین
جمع ہوں - تو انہیں اسمیں سے کچھہ دو اور جو بات
کہو ایسی ہو کہ شریعت اسے پسند کرے -
خدا کا خوف کرو - تمہارے ننھے ننھے بچے اگر
رہجادیں - اور تم مرجاؤ تو تمکو مرتے وقت کتنا ہی
انکا فکر ہوتا ہے - ایسے ہی عام یتیموں کا فکر رکھو -

| | |
|---|---|
| سَدِیْدًا اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ | اور جو بات کہو بڑی پختہ ہو۔ |
| اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا | جو لوگ یتیمون کے مال کہا جاتے ہین۔ بے ریب |
| یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ | پیٹ مین آگ ڈالتے ہین۔ اور جلتے دوزخ مین |
| نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا | پیٹہین گے۔ |
| پ ۴۔ س نساء۔ ر اول | |

## ہژدہم غلامی کی پرانی رسم کے استیصال کی ہدایت فرمائی

| | |
|---|---|
| فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا | جب کفار سے تم معرکہ آرا ہو تو ان دشمنون کی گردنین |
| فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰی اِذَآ | مارو۔ یہانتک کہ تم فتحمند ہو جاؤ پہر دشمنون کو قید |
| اَثْخَنْتُمُوْھُمْ فَشُدُّوا | کرلو۔ آخر۔ احسان کرکے چہوڑ دو۔ یا جرمانہ لیکر |
| الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا | رہا کرو۔ |
| فِدَآءً حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ | |
| اَوْزَارَھَا | |

پہر اسیر ہی اکتفا نہین فرمایا۔ بلکہ اور جگہہ کے گرفتار غلامون کے رہا کرانے کی
اوس مذہبی چندہ مین جسمین ہر ایک مسلمان کو جو پچاس باون روپیہ کا بھی مالک
ہو۔ اسی اڑہائی روپیہ فیصدی کے حساب سے دینے پڑتے ہین۔ ایک رقم غلام
آزاد کرنے کی بہی قایم کی۔ بدون اسلام کے کسی مذہب نے یہہ تدبیر تجویز کی ہو
کوئی نشان دے۔ بلکہ اور اسکے اور بہت سی تدابیر قایم کین جنکے ذریعہ
آزاد کئے جاوین مثلاً فرمایا۔

| | |
|---|---|
| اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ<br>پ ۱۰ - س توبہ - ر ۸ | خیرات تو فقیرون مسکینون - اور صدقات کے کارکنون اور ان کافرون کا جنکو اسلام ومسلمانون سے لگاؤ ہے حق ہے صدقات کو غلامون کے آزاد کرنے اور جنپر خاص آفتین آئی ہین انکی امداد دینی اور خدائی کامون جہاد وغیرہ - اور مسافرون کی مددگاری مین خرچ کرو - یہ امر اللہ کیطرف سے نہایت ضروری ہے اور اللہ تعالے علم والا ہے - |
| وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا<br>پ ۲۸ - س مجادلہ - ر اول | جو لوگ اپنی بے بیون کو مان کہ بیٹھے اور انہین الگ کرنا چاہتے ہین پھر اس بات پر نادم ہوئے انپر لازم ہے کہ بی بی کے پاس جانیسے پہلے غلام آزاد کرین وغیرہ وغیرہ - |

اور جنگ کے قیدیون کو بجائے اسکے کہ جیلخانون مین جاہل بنائے جاوین ... جاہلون کی صحبت مین رکھے جاوین - اہل اسلام کے گھرون مین اس طور پر رکھنے کا حکم ہوا کہ انہین بھائیون کی طرح رکھو جیسے آپ کھاتے ہو ویسا کھلاؤ جیسا آپ پہنتے ہو ویسا پہناؤ - انکی عمدہ تادیب کرو -

## نوزدہم عام احسان

تمام مذاہب کے بڑون کی بے ادبی سے منع کیا - اور ... فرمایا -

| | |
|---|---|
| وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ<br>پ ۷ - س انعام - ر ۱۹ | کبھی بُرا نہ کہنا انکو جنکو لوگ پوجتے ہین اور جنہین لوگ اللہ تعالے کے ورے پکارتے ہین - اگر تم بُرا کہہ بیٹھوگے تو بت پرست تمہارے مقابلہ مین نا سمجھنے سے اللہ تعالےٰ کو بُرا کہہ بیٹھین گے - |

کل دنیا مین منذرین کا آنا تسلیم فرمایا اور انصاف سے مذاہب پر کلی انکار نہین کیا - بلکہ تمام انبیا و رسل پر یقین کرنا اور اونپر ایمان لانا سکھایا اور فرمایا

| | |
|---|---|
| اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ<br>پ ۲۲ - س فاطر - ر ۱۵ | تمام امتون مین - نا فرمانون کو ڈر سنانے والے گزر چکے ہین - |
| وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ<br>پ اول - س بقر - ر اول | متقی وہی ہین جنہون نے مان لئے وہ احکام جو تجھہ پر اترے اور وہ احکام بھی جو تجھہ سے پہلے عام لوگون کی ہدایت کو نازل ہو چکے ہین - اور پچھلے دن پر انکا یقین ہے خدا کی طرف سے وہی سیدھی راہ پر ہوئے اور وہی نجات پانے والے ہین |

کسی نبی کی نسبت طعن نہین کیا - انبیا کی تعلیم پر کہین بھی نکتہ چینی نہین کی بلکہ نصائح کو بدون طعن و تشنیع بیان کیا ہے مطاعن بیان کرنے مین بالکل سکوت فرمایا -

طعن کیا گیا ہے کہ مسلمانون مین جو کسل اور سستی - حرام خوری - عیاشی

فضول خرچی غرور ہے وہ صرف اسلامی تعلیمات کا نتیجہ ہے - مگر مین کہتا ہون
(آیات ذیل کن لوگون کی مقدس کتاب مین ہین -)

| | |
|---|---|
| يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ<br>پ ۳ - س بقرہ - ر ۵ | ایمان والو! - اپنی کمائی اور زمین کی عمدہ برکات سے جو ہمنے تمہارے لئے نکالے ہین اچھی اچھی چیزین خدا کی راہ مین خرچ کرو - |
| يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ<br>پ ۲ - س بقرہ - ر ۵ | او ایمان والو! - اللہ تعالے کی دی ہوئی چیزون سے نہایت ستھری اور پسندیدہ کمائیون کو کہاؤ - اور اللہ تعالے کا شکریہ کرو - اگر اسکے فرمانبردار ہو - |
| وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ<br>پ ۲ - س بقرہ - ر ۷ | آپسمین ایکدوسرے کے اموال کو ناجائز طور پر مت کہایا کرو - اور نہ اپنے مالون کو حکام تک پہونچاؤ کہ اس ذریعہ سے لوگونکے اموال کو دبالو اور جان بوجھکر بدی مین مبتلا رہو - |
| وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ | بدکاری کے پاس بھی نجاؤ زنا بڑی بیحیائی - اور برائی ہے اور بری راہ ہے - |

| سبیلا ۸ - پ ۱۵ - س بنی اسرائیل - ر۴ | |
|---|---|
| یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ؁ پ ۷ - س مائدہ - ر ۲ | اے ایمان والو! - شراب - قماربازی - بت پرستی - شگون لینے یہہ شیطانی کام بڑے ہی گندے ہین پس انسے بچو تو کہ نجات پاؤ - |

بستم عیاشی سے یہانتک نفرت دلائی کہ بدکار عورتون اور کسبیون سے نکاح کے بارے مین کہا۔

| | |
|---|---|
| اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ؁ پ ۱۸ - س نور - ر اول | بدکار تو بدکارون یا بت پرست عورتون کو ہی نکاح کرتے ہین اور بدکار عورتین بھی ایسی ہین کہ نہین بدکار یا مشرک ہی بیاہین اور ایمان والون کو تو یہہ باتین حرام ہی ہین - |

بست و یکم اسراف و حق تلفی و غرور کے بارے مین ارشاد ہوتا ہے

| | |
|---|---|
| وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَ | رشتہ دارون - مسکینون - مسافرون کو انکی حق ادا کرو |

| | |
|---|---|
| الْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ۔ پ ۱۵۔ س بنی اسرائیل۔ ر ۲ | اور فضولی مت کرو۔ فضولی والے شیطانون کے بھائی ہوا کرتے ہین۔ |
| وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا پ ۱۵۔ س بنی اسرائیل۔ ر ۴ | اترتا ہوا زمین پر مت چلا کر۔ کیا تو زمین کو پھاڑیگا کبھی نہین۔ اور اونچائی اور بلندی مین پہاڑ کو نہ پہونچیگا۔ تمام یہہ بُری باتین تیرے رب کو ناپسند ہین۔ |

رہی یہہ بات کہ یہہ قصص قرآن مین کیون ہین سو اسپر گذارش ہے۔
آدم و حوا۔ **شیطان** کا قصہ صفحہ نمبر ۱۱۹ **تصدیق** سے شروع ہوتا ہے۔ اسپر غور کرو۔ کیا صرف کہانی ہے؟ سیدنا **موسی** نمبر ۷ و **نوح** نمبر ۵ **لوط** علیہم السلام کے مختصر قصے **تصدیق** نمبر ۷ مین مندرج ہین **لقمان** ص نمبر ۶۳ **سکندر** نمبر ۶۴۔ **یاجوج ماجوج** کے قصے **تصدیق** صفحہ نمبر ۶۸ مین مذکور ہین **سنگ اسود** کا تذکرہ آگے آتا ہے۔
ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اسوقت سنا دیتے ہین اور انصاف مانگتے ہین کہ کیا یہہ کہانی لغو ہے یا تمام پلید پرواز یون اور ترقیون کی جڑہ ہے۔

| | |
|---|---|
| اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَاجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ<br>پ ۳ - س بقرہ - ر ۲ | بھلا دھیان تو کرو - اس شخص کی طرف جسنے ابراہیم راستباز سے رب کی بابت بحث کی - کیا یہہ بحث بر نہی اس بات کا کہ اللہ تعالے نے اسے پادشاہی دے رکھی تھی - جب ابراہیم علیہ السلام راستباز نے کہا میرا رب تو ایسا طاقتور ہے - کہ زندہ کرتا اور مارتا ہے - تو اوس نادان نے (غور کرو) - کیا جواب دیا؟ مین بہی مارتا اور زندہ کرتا ہون - جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ یہہ ایسا نادان ہے - کہ زندہ کرنا اور مارنا ہی نہین سمجھتا تو فرمایا - اچھا اللہ تعالے تو سورج کو مشرق کیجانب سے طلوع کرتا ہے - تو سورج کو مغرب کی طرف لا دکھا - اتنی بات سنکر کافر بغلین جہانکنے لگا - اور اللہ تعالے تو ایسے بدکارون کو بحث کی سمجھ بھی نہین دیتا - |
| وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ | اور بیان کردے اس کتاب مین ابراہیم کا قصہ بے وہ راستباز نبی تھا - ابراہیم نے اپنے باپ کو کہا اے پیارے باپ کیون بتون کی پرستش کرتا ہے - وہ تو تمہاری دعاؤن کو سنتے نہین - اور تمہاری حالت کو دیکھتے نہین - اور اگر سنتے اور دیکھتے ہین تو تمہاری کچھ بھی حاجت براری نہین کرسکتے - میرے |

مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ
صِرَاطًا سَوِيًّا۔ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ
الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ
لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا۔ يَا أَبَتِ إِنِّي
أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ
مِنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ
وَلِيًّا۔ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنْتَ عَنْ
آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِنْ
لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي
مَلِيًّا۔ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ
سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ
بِي حَفِيًّا۔ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا
تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَ
أَدْعُو رَبِّي عَسَى أَلَّا أَكُونَ
بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا۔ فَلَمَّا
اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ
مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهُ
إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا
نَبِيًّا۔ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا

پیارے باپ۔ مجھے تو خدا پرستی کے فوائد کی سمجھ
ہے مجھے معلوم ہے۔ کہ بت پرستی ہمارے تمدنی۔
اخلاقی۔ وغیرہ وغیرہ مین مضر ہے۔ مگر افسوس
تجھے ان باتون کی خبر نہین۔ پس تجھے چاہیے میرا
کہا مان۔ مین تجھے سیدھی راہ بتادونگا۔ اے
پیارے باپ نافرمان اور رحمت سے دور شیطان
کی فرمانبرداری مت کر۔ شیطان تو رحمن جیسے محسن کا
نافرمان ہے۔ میرے پیارے باپ بے ریب مجھ
تو ڈر ہے۔ کہ تجھے رحمن ہی عذاب دے۔ اور تو
شیطان کا ساتھی ہوجاوے۔ ابراہیم کے باپ
نے جواب دیا۔ کیا تو ہمارے بتون سے پھر گیا۔ اگر
تو اپنے خیال و اعتقاد سے نہ ٹلا۔ تو مین تجھے سنگسار
کرونگا۔ پس چاہیے۔ کہ تو مجھ سے بچ کر کہین چلا جا
ابراہیم نے کہا تجھے بُرے اعتقاد سے سلامتی رہے
میری طرف سے تجھے دُکھ نہ پہونچے۔ مین تو
بہرحال اپنے رب سے تیرے لئے معافی مانگونگا
وہ مجھ پر مہربان ہے۔ اور تمسے۔ اور تمہارے
بتون سے جنہین تم خدا کے سوا پکارتے ہو سب سے
الگ ہون۔ اور صرف اپنے رب کو ہی پکارتا ہون

| | |
|---|---|
| وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا پ ۱۶ - س مریم - ر ۳ | اور امید ہے - کہ جسطرح تم بتون کو پکار کر پورے کامیاب نہین ہوتے - یقیناً میرا حال ایسا ہوگا پس جب ابراہیم ان لوگون سے اپنے بت پرست باپ اور اپنی بت پرست قوم اور انکے بتون سے الگ ہوا - تو اسے اللہ تعالےٰ نے بنی بیٹا اسحق جیسا اور بنی پوتا یعقوب جیسا عطا فرمایا - اور ان لوگون کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اتنے انعامات بخشے - جنکے بیان کی حاجت ہی نہین - کیونکہ ابراہیمی خاندان کے برکات ظاہر ہین - تمام دنیا کے لوگ ان کی مدح اور ثنا کرتے ہین ✤ |
| وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ | ابراہیم کی وہ خبر انپر پڑھ سنا - جب اسنے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو کہا - کہ تم لوگ کسکی پرستش کرتے ہو - ابراہیم کی باپ اور قوم نے جواب دیا کہ ہم بتون کی پرستش کرتے ہین اور انہین کے پاس بیٹھے رہتے ہین ابراہیم نے کہا - کیا یہہ بت تمہاری پکار کو سنتے ہین - یا کیا تمکو نفع دیتے ہین یا تمکو کوئی دکھہ دیتے ہین - بت پرست لوگون نے جواب دیا - ہم بت پرستی کی دلیل تو نہین کہتے - مگر ہمنے اپنے بزرگون کو پایا ہے - کہ وہ ایسا ہی کرتے ہین - |

تعبدون ○ انتم وآباؤكم
الاقدمون ○ فانهم
عدو لي الا رب العلمين
الذي خلقني فهو يهدين
والذي هو يطعمني ويسقين
واذا مرضت فهو يشفين
والذي يميتني ثم يحيين
والذي اطمع ان
يغفر لي خطيئتي يوم الدين
رب هب لي حكما والحقني
بالصلحين واجعل لي لسان
صدق في الآخرين واجعلني
من ورثة جنة النعيم و
اغفر لابي انه كان من
الضالين ولا تخزني يوم
يبعثون يوم لا ينفع مال
ولا بنون الا من اتى الله
بقلب سليم وازلفت الجنة
للمتقين ○

ابراہیم نے جواب مین کہا۔ سنو تم بت پرستی کے
معتقد تو کہا کرتے ہو۔ کہ جنکی پرستش ہم کرتے
ہین۔ اگر ہم چھوڑ بیٹھین۔ تو شاید ہمین دکھہ دین
سنو! جن لوگون کی تمنے اور تمہارے باپ دادانے
پرستش کی۔ وہ سب کے سب۔ مجھے برے
لگتے ہین۔ اور اللہ تعالے رب العلمین کے سوا کوئی
بھی مجھے پیارا نہین۔ وہی رب جسنے مجھے پیدا کیا۔
اور وہی میرا راہ نما۔ اور مجھے منزل مقصود تک
پہونچانے والا۔ وہی جو مجھے کہانا دیتا ہے! اور پانی
پلاتا ہے۔ اور جب کبھی اپنی غلطی سے بیمار ہوتا ہون
تو فضل سے شفا بخشتا ہے۔ وہی جو مجھے مارے۔ او
پھر جلاوے۔ وہی جسپر مجھے امید ہے۔ کہ بری اعمال
کی سزا اور نیک اعمال کی جزا کے وقت مجھے معاف
دیگا۔ اے میرے رب مجھے سمجھہ عطا کر۔ اور بھلے
لوگون کے ساتھہ رکھہ اور مجھے اچھی
انعام والی جنت کا وارث کر۔ اور میرے باپ پہ
عفو کر۔ وہ تو بھولا اور بہک گیا۔ اور مجھے قیامت
مین ذلیل نہ کر۔ قیامت کا وہ دن ہے جسمین مال
اور اولاد کام نہ آوے۔ مگر وہی نجات پاوے جو

پ ۱۹ - س شعرا - ر ۵ اللہ تعالے کے پاس سلامت والے دل کے ساتھہ آیا -

**مکذب** - ضرورت الہام پر دلائل قاطع کا لکھنا بعد ملاحظہ کل قرآن شریف کے ہرچند غور و فکر سے دیکھا گیا کوئی ضرورت الہام قرآن کی بنا پہ گمان نہ پہونچی - چہ جائیکہ ثبوت و اطمینان سوائے قصہ جات مذکورہ بالا کے اگر کوئی عمدہ بات قرآن شریف ثابت کرے - جو وید مقدس مین نہو تب ہمین بہی موقعہ کلام کا ہو -"

**مصدق** ایک پادری نے قرآن کریم کی عدم ضرورت پر ایک رسالہ بنام "عدم ضرورت قرآن"، لکھا ہے - یہان مکذب براہین نے وہی مضمون اپنے مطلب پر لا ڈالا ہے اس جگہہ کوئی اپنا کمال نہین دکہایا - رسالہ عدم ضرورت قرآن کے مصنف سے میرے ایک دوست نے بالمواجہہ گفتگو مین کہا ہے - پادری صاحب! دنیا مین نیک بہی گذر چکے ہین - اور بدکار بہی - کتابون کے مصنف بہی خدا تعالے پیدا کر چکا اور تصنیفات کو تباہ کر دینے والے عیسائی بہی جیسے ڈکلائن اینڈ فال آف رومن امپائر وغیرہ مین اسکندریہ کے عظیم الشان کتب خانہ کے بابت مذکور ہے - اور جیسے حواریون کے اعمال سے ظاہر ہے کہ پچاس ہزار کی کتابین انکی تعلیم سے جلادی گئین (دیکھو اعمال ۱۹ باب ۱۹) اور آریہ ورت مین بدہ اور جینیون نے کتابین جلادین - جیسے ستیارتھ پرکاش طبع اول کے صفحہ نمبر ۳۱۲ مین مندرج ہے -

پادری صاحب! - برے اور بہلے سب تو ہو چکے اب اللہ تعالے کو انہی لوگون کے پیدا کرنے اور بربود ہونیکے خالق ہونے کی کیا ضرورت ہے -

پادری صاحب اس سوال کے جواب سے اسوقت ہی ساقط نہ تھے بلکہ آج ہی چپ ہین
مگر میرا اس کتاب مین پادریون کے جواب دینے کا ارادہ نہین اور نہ میری مخاطبۃ
کا منشا ہے۔ کہ ہمین ایسے جواب لکھے جاوین۔ بلکہ یہان تو یہہ تفتیش ہے کہ قرآن کریم
نے اپنی ضرورت کو کسطرح ثابت فرمایا ہے۔ اسلئے مجھے یہہ بیان کرنا پڑا کہ
قرآن کریم اپنی وجوہ ضرورت مین کیا کچھ بیان کرتا ہے سو اُن وجوہات کو لکھنے ہین
مگر اسقدر کہنے سے چشم پوشی نہین کر سکتے۔ کہ مکذب نے تکذیب کے صفحہ نمبر ۹۵ مین
لکھا ہے "ہم لوگ جو تناسخ کو مانتے ہین۔ کسی کا الہام پانے سے محروم رہنا اسکی شامت
اعمال جانتے ہین"۔ پس ہم آریہ کو کہتے ہین ہمارے سید و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کسی
ایسی بدعملی مین گرفتار نہ تھے جسکی شامت کے باعث الہام سے محروم رہتے۔
سوچو۔ا۔ اور غور کرو!۔ قرآن کریم ہمارے سید و مولا جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وسلم کو قرآن لانے والا رسول ثابت کرنے اور حضور علیہ السلام کو قرآنی ہادی
بنانے پر فرماتا ہے کہ اس قسم کا عہدہ رسالت و نبوت کا عطا کرنا ایک خاص شخص
کی نسبت ہمارا فضل ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالے کا فضل بے ثمر و ضائع نہین
ہو سکتا۔ اسلئے کہ یہہ قدرت ہمہ طاقت کا فضل ہے۔ اگر ایک شخص کے حال پر
باریتعالے کی نظر عنایت ہوا اور اللہ تعالے اسے معزز و ممتاز ہادی اور رسول
بنانا۔ اور اسے قرآن جیسی کتاب دینا چاہے اور پھر رسول نہ بنا سکے اور قرآن
جیسی کتاب نہ دے سکے تو کیا اللہ تعالے قادر مطلق کی طاقت بیکار نہو گی؟۔
اس ہمارے سید ابن ابراہیم علیہما الصلوۃ والسلام کی
نسبت جب آپکے پہلے مخاطبون مین سے چند ناسمجھ اور ناعاقبت اندیشون نے

اسی قسم کا اعتراض کیا تھا۔ تو وہ دو گروہ تھے۔ عرب کے قدیم باشندے اور یہود۔ دونون کو قرآن کریم مین اسطرح جواب دیا گیا۔ اول عربون کے سوال کو اسطرح نقل فرمایا ہے۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ[۱] اور جواب مین فرمایا ہے۔ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ[۲] نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝

اِس سوال و جواب مین ایک لطیفہ غور کے قابل ہے۔ اُمّی۔ اَن پڑھ۔ عربون نے یہہ تو نہ کہا کہ رسول کیون ہوا؟ اور اللہ تعالے نے کیون رسول کرکے بھیجا؟ کیونکہ آخر اتنی تو سمجھہ رکھتے تھے۔ کہ رسولون کا آنا اُنھون کا پیدا ہونا بیوجہ نہین بلکہ ان کا بابرکت وجود برکات کا منشا ہے۔ مگر یہہ کہا۔ کہ رسولون کا آنا بے شک ضروری اور فضل ہے۔ پر جنپر دنیوی فضل ہو رہا ہے وہی اِس روحانی فضل کے مورد کیون نہوئے؟۔ اگر یہہ ہی رسول ہوتے تو بڑی کامیابی ہو جاتی۔

یادرکھو!۔ آریو!۔ کاش تم اتنی عقل رکھتے!! اور جواب سے یہہ ظاہر ہے جب دنیوی ترقیات کو دیکھتے ہو کہ بعض ترقی کے اعلے درجہ پر پہونچ گئے

---

[۱] اور عربون نے کہا یہہ قرآن مکہ اور طایف کے کسی بڑے آدمی پر کیون نہ اترا!!

[۲] قرآن کا نازل ہونا قرآن کا لانیوالا ہونا تو اللہ تعالے کا فضل ہے وہ اتنا ہی نہین سمجھتے کہ دنیا کے گزارے مین بھی ہم ہی نے تقسیم کر رکھی ہے اور بعض کو بعض پر مختلف درجون کے فضائل دیکر عزت بخشی ہے تو کہ ایک دوسرے کے کام آوین رعایا کا خادم اور رعایا بادشاہ کی خدمتگذار۔ جب ظاہری دنیا و دولت کی تقسیم ان لوگون کی تجویزون پر نہین تو نبوۃ و رسالت تو ان تمام چیزون سے فزنکہر ہے جسکو یہہ لوگ جمع کرتے ہین۔ کیا اس رحمت و فضل کو یہہ لوگ اپنے ناقص عقل پر تقسیم چاہتے ہین۔ پ ۲۵ - ر ۹

ہین اور بعض سخت تنزل مین گرفتا۔ پس روحانی معاملات کو دنیا کی حال پر کیون نہین قیاس کرتے جیسے دنیاوی عزتون کی تقسیم آلہی ارادون اور اسکے قدرتی اسبابون سے ہورہی ہے اور تمہاری عقلین وہان پوری حاوی نہین ایسے ہی روحانی عزت بھی جسکا اعلے حصہ نبوۃ ورسالت ہے۔ تمہاری غلط منطق سے کسیکو نہین مل سکتی۔ ہان یہان ختم نبوت پر بحث ہوسکتی ہے۔ مگر وہ دوسری بحث ہے جو عنقریب ہم خود بیان کرینگے (انشاءاللہ تعالے)۔ اور یہود اور عیسائی ضرورت قرآن کے دریافت کرنیوالون کو فرمایا۔

ام یحسدون الناس علی ما اتٰھم اللہ من فضلہ فقد اتینا ال ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتینٰھم ملکا عظیما

عیسائی یہودی مانتے ہین کہ ابراہیم راستباز کے ساتھ اسکی راستبازی پر وعدہ ہے کہ اسکے گہرانے کو معزز وممتاز کیا جاوے۔ اور اسکے گہرانے تمام گہرانے برکت پاوین (پیدایش ۱۲ باب ۳)۔ یہہ وعدہ جیسا اس راستباز سے الہامی طور پر کیا گیا ویسا ہی الحمدللہ اسکا ظہور مشاہدہ مین آرہا ہے۔ غور کرو۔ آریہ نے گہرانے کی کتابون کی اشاعت اور ابراہیمی گہرانے کی تعلیمات کی اشاعت دیکھیئن ابراہیمی تعلیمات کی اشاعت عیسائیون کے ذریعہ سے ہون یا اہل اسلام کے وسیلہ سے۔

یہود نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے مدینہ طیبہ مین ایک داؤ کہیلا۔ اور

کیا ان یہود اور عیسائیون کو اس بات پر حسد آیا ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے فضل سے عربون مین رسول بہیجا اور اسی کتاب دی تو انہین کہ تم ابراہیم کے فرزند ہو۔ اب بہی تو کتاب اور حکمت اور بڑی بادشاہت ابراہیم ہی کی نسل کو ملی ہے کیونکہ اسمعیل ابراہیم کا بیٹا تہا اور قریش جنمین سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہوئے اسیکی اولاد ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے ابراہیم کی نسل والو! عہدہ رسالت ابراہیم کے گہر سے نہین نکلا پس تمہین کیون حسد آگیا۔
سپارہ ۵۔ رکوع ۵

حضور علیہ السلام سے لوگون کو ہٹایا اور کہا

وَلَا تُؤْمِنُوْا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَکُمْ

اسکے جواب مین قرآن فرماتا ہے۔

قُلْ اِنَّ الْھُدٰی ھُدَی اللّٰہِ اَنْ یُّؤْتٰۤی اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَاۤجُّوْکُمْ عِنْدَ رَبِّکُمْ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاۤءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

غرض اللہ تعالے کا وہ فضل۔ ارادہ علم اور قدرت جسّے وہ مخلوق کو پیدا کرتا۔ اور عزت کے لائقون کو عزت دیتا ہے۔ اسکی تکمیل اور اسکا پورا ہونا ایک لابدی امر ہے۔ کیونکہ اسکا کوئی مانع نہین۔ جب سیدنا نبی عرب کو اسنے اپنے خاص فضل اور رحمت سے نبی رسول۔ رسولون کا سردار رسولون کا خاتم بنایا۔ اور اسے قرآن جیسی پاک کتاب وینی چاہی تو اس قادر مطلق کے فضل وارادہ کا کون مانع ہے یہہ دنیا۔ اور دنیا کے لوگ اسکا ملک اور ملک ہے۔ اور اللہ تعالے لئے اپنے ملک کی رعایا پر مختلف جسمانی حکام بنایا کرتا ہے تو کہ انکا انتظام دنیا مین کسیقدر امن کو قایم رکہے۔ روحانی انتظام جسمانی انتظام سے زیادہ ضروری اور توجہ کے لایق ہے۔ اگر دنیا کے انتظام کیواسطے اللہ تعالے نے مختلف ناظم بہیجدئے تو دنیوی انتظام سے زیادہ دینی روحانی انتظام کیواسطے کئی ناظمون کا آنا ضروری ہے

---

لہ تو کہدے وہ خاص ہدایت جسے الٰہی کہتے ہین وہ تو یہی ہے کہ دیا جاوے کوئی مثل اسکی کہ دیگئی تم (استثنا ۱۸۔ باب ۱۸) بلکہ تمپر حجت مین غالب آوے تمہارے پالنے رب کے سامنے تو کہدے یہہ بزرگی اور رسالت اللہ تعالے کا فضل ہے اور اسکے ہاتہہ ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسیع وعلم والا خاص عزت ورحمت جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالے بڑے فضل والا ہے۔ پ ۳ س آل عمران ۵ ر

# دوسری ضرورت

جزیرہ نما عرب کے لوگ الٰہیہ مواعظ سے مُدّت تک محروم رہے - توریت اور انجیل نے عرب کے جیتنے مین کوئی کامیابی نہ دکھائی - بھلا بید جسکی تعلیم سے ہم آریہ ورتی لوگ باوجود کوشش کے بہی واقف نہین ہوسکے - کیونکر فائدہ اُٹھاتے تجربہ نے ثابت کردیا ہے - کہ تمام بلاد کے لوگ بیرونی یا اندرونی یا دونون قسم کے معلمون کی تعلیمات کو قبول کرتے اور مان سکتے ہین اور جیسی جسمانی فتوحات مین بیرونی لوگونکے محکوم بن جاتے ہین - ویسے ہی روحانی فتوحات مین بیرونی فاتحوں کے ماتحت ہوسکتے ہین -

یورپ - افریقہ - امریکہ - پرجو اثر شامی مذہب کا بڑا ہے - اتنے ظاہر ہے کہ اہل اور پاک عیسائیت درکنار اور سیدنا مسیح علیہ السلام کا رسول ماننا کیا - یہ لوگ ابن اللہ بلکہ خود خدا ماننے کو تیار ہین ہند - سند - افغانستان - چین کے حالات ظاہر ہین - کہ چین والے تو نہایت کمزور قوم آریہ ورتون سے ایک غیر الہامی شخص گوتم کی تعلیم ماننے کے لئے ہی تیار ہین اور بلاد کی حالت پر اگر نگاہ کو ... او - اور افریقہ کی اندرونی اس پھیلاؤ پر نظر کرو جسمین اسلام سرتوڑ اور کچھ عیسائی مذہب ترقی کر رہا ہے - تو میری اس عرض کی صداقت پر ناظرین کو کلام نہ ہوگا - تجربہ اور مشاہدہ نے صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے - کہ صرف عرب کی بلکہ قریش اور ان مین بہی حجازی اور اہل مکہ ہی مخصوصیت اس دنیا مین ایسے لوگ ہین جنپر عام طور سے غیر قومون کی ظاہری یا باطنی تاثیر نے اثر نہین کیا -

پہلے دیکھو پیسیاہ کی کتاب ا - باب ۱۰ -

دنیا مین کوئی قوم ایسی نہین گذری جسکے مرکز پر بیرونی حملون کے ذرا[یع]
اثر نہین پہونچا ہے ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ۔ نیوہیولینڈ۔ نیوزی لینڈ
وغیرہ اور انکی پروشلم اور پیغمبرامون کے معبد۔ پارسیونکے ایرانی آتشکدے
بابل۔ کانشی جی۔ لاسہ۔ انطاکیہ وغیرہ کو دیکہہ لیا۔

کسی مین کمہ یا مکہ والون کی آن نہ دیکہی۔ جب دنیا پر۔ اور دنیا کے ہادیون
اور ہادیون کے جان نثار مشنریون پر حجت کے طور پر ثابت ہوگیا۔ کہ کوئی
بہی عرب کے مرکز تک راستبازی کو کامل طور پر نہ پہونچا سکا۔

جب پہلے اُپدیشکون اور مشنریون نے اس قوم عرب کی نسبت یہہ کمزوری
دکہائی اور انپر اتمام حجت نہ کرسکے۔ تو اللہ تعالے کے فضل۔ اور رحم نے جوش
مارا۔ اور اس قوم کو محروم نہ رکہا بلکہ وہان ایسا ہادی پیدا کردیا اور اسے قران جیسی
کتاب دی۔ جسکی قوی تاثیر نے وہ تمام صداقتین اور راستبازیان جو
دنیا بہر کے لکہون کے پاس اور پاک کتابون مین مندرج تہین۔ مرکز عرب کو بہی پہونچا دین
اور اسطرح جو الزام دنیا کے راستباز مشنریونپر تہا کہ انہون نے اپنا پورا کام
نکیا یعنی مرکز عرب کو نہ جیتا۔ اسکو اٹہا دیا۔ اور ان راستبازون اور راستبازی
کی بدلہ مین حضرت نبی عرب اور قران کریم نے کفائت کی۔ اور راستبازی[کے]
سچے ارادے کی تکمیل قرآنی ضرورتنے ثابت کردی ترقی چونکہ بتدریج دنیا مین
پہیلتی ہے۔ اسلئے وہ تمام صداقتین ہمارے سید و مولے محمد رسول اللہ صلی
علیہ وسلم کی طفیل اول عرب کے مرکز اور تمام عرب مین پہیلین۔ پہر ان
جانشینون کی وساطت سے اور بلاد مین پہیل رہی ہین اور

ہے آہستہ آہستہ تمام دنیا پر اس مجموعہ صداقتون کی حجت قایم ہو جائیگی۔ چونکہ تجربہ۔ پھر مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اور لوگون پر اور اُن کی مرکز پر مختلف مشنریون کا اثر پڑتا رہا۔ اور ان مشنریون پر اور ان کے مرکز پر عرب کا اثر پڑ سکتا ہے۔ تو اس نیچر کے تجربہ اور مشاہدہ سے پورا یقین ہے۔ کہ تشریعی نبوت ختم ہو چکی۔ کیونکہ اب کوئی براعظم نہین رہا جسکے عام باشندے ایسے ہون کہ انپر کسی قوی الہمتہ مشن کا اثر نہ پڑ سکے۔ بلکہ کل دنیا کا اثر دوسرے پر۔ اور عرب کا اثر دنیا پر ثابت ہو چکا۔ اب موجودہ دنیا پر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ عرب کا درہ مستقل۔ وفادار راستباز مشن قایم ہو تو تمام قومین اسکی بات ماننے کو تیار ہین اس مضمون کو قرآن کریم اسطرح بیان فرماتا ہے۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

یہہ بابرکت کتاب ہے ہمنے ہی اتارا ہے پس اُسکے مطابق عمل درآمد کرو اور اپنے آپکو نافرمانی کے بدنتایج سے بچائی رکھو تو کہ رحم پاؤ یہہ کتاب تمہین اسلئے دی ہے کہ کہین یہہ نکہہ دو کہ الٰہی کتاب ہمسے پہلے ایسے دو گروہ یہود و عیسائیون کو اتاری گئی۔ جنکے علوم سے ہم بیخبر تھے۔ یا یہہ نہ کہہ دو اگر ہمین الٰہی کتاب ملتی۔ تو ہم پہلون سے زیادہ راستی کے راہ پر چلتے۔ پس سنو! تمہارے رب کیطرف سے تمہین کہلی مفصل کتاب ملی ہے۔ جو راہنما و رحمت ہے۔

مُنفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِیْهَا کُتُبٌ قَیِّمَةٌ ۔[1]

عرب جو دنیا بہر کو عجم کا خطاب دیتے تہے کیا نہین کہہ سکتے تہے۔ ہم عجمون گونگون کی کب مانین۔ کسنے عرب کو

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا[2] کا حکم دیکر کا لقب دیا

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا[3] کس نے کہا۔ ذرہ اسکا نشان دو!

## تیسری ضرورت

دنیا مین ہمارے ساداتِ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور انہون نے بقدر امکان راستی اور راستبازی کو دنیا مین پہیلایا۔ مگر انکے ناعاقبت اندیش۔ اور جہوٹہے ناسمجہ پیرون نے انکی پاک تعلیم مین نافہمیون کو ملا دیا اور اسمین خلاف مچایا۔ ہندؤن نے اللہ تعالے کو معاذ اللہ کئی اوتارون۔ کچہہ۔ مچہہ۔ اور سور کے اشکال پر دنیا مین آنا اعتقاد کیا۔

عیسائیون نے اللہ تعالے کے خاکسار بندے حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا یا خدا کا ازلی بیٹا یقین کیا۔ بلکہ ان مین رومن کیتہولک نے

---

[1] اہل کتاب کے منکر اور مشرک کبہی اپنی بدی سے نہ ٹلتے اگر اللہ تعالے کی طرف سے اللہ کا رسول جو کہلی دلیل ہے نہ آتا وہ پاک صحیفے جنمین کئی مضبوط کتابین موجود ہین نہ پڑہ سناتا۔ پ ۳۰۔ سورہ بینہ۔ ر

[2] خدا تعالے کی رسے یعنی قرآن کو پنجہ مارو کیا معنی تمام و کمال ظاہر و باطن الہی ارادوں کے پیرو ہو جاؤ ایسا نہو کہ کچہہ خدا کے اور کچہہ غیر کے بنے رہو اور اللہ تعالے کی اس نعمت کو تو سوچو!۔ تم کیسے آپسمین ایکدوسرے کے دشمن تہے۔ اسلام کے باعث تم سب کے دل ایک ہوگئے اور اللہ تعالے کے فضل سے آپسمین بہائی بہائی ہوگئے ایکدوسرے کے خیر خواہ ایکدوسرے کے دکہہ سوکہہ مین شریک۔

[3] او لوگو!۔ بے ریب مین تم سب لوگون کی طرف اللہ تعالے کا رسول ہو کر آیا ہون۔

مسیح کی والدہ صدیقہ مریم کو بھی معبود ٹھہرایا۔ یہودون نے اللہ تعالے کی صفات
مین تشبیہ تک نوبت پہونچائی۔ آریہ بیچارے تو یہانتک گرے کہ باریتعالے
کی ہمہ قدرت سرب شکتیمان ذات کو اپنے پر قیاس کرکے کہدیا جیسے بدون
میٹر اور مادہ کے مخلوق مین کوئی شخص کوئی چیز نہین بنا سکتا۔ باریتعالے
سے بھی بدون مادہ کے کسی چیز کا بننا اسنبھو اور محال ہے۔ اور اس فاسد
قیاس کے باعث کروڑون کروڑ ذرات عالم کو غیر مخلوق۔ کروڑ کروڑ ارواح کو
غیر مخلوق کہہ بیٹھے۔

ابدی نجات کی سچی طلب ہر سلیم الفطرۃ کے قلب مین موجود ہے۔ اس کے
حصول کیواسطے لوگ کیسے بھول بھولیان مین پڑے ہین یہود نے تو یقین کرلیا ہم ابراہیم
راستباز کے فرزند ہین صرف اسی رشتہ کے باعث نجات پا جائینگے جیسی کہتے ہین
لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً

عیسائی تو ایسی حالت مین جا پڑے۔ کہ اپنی ساری لعنتون ملامتون کے بدلہ مین
حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کو معاذ اللہ ملعون بنایا۔ (دیکھو نامہ گلتیان
باب ۱۳۔)

اور بعض نے مع بعض آریہ ورتی سادھون کے رہبانیت اختیار کی۔ آریہ جو
گھبرائے اور بھولے تو تناسخ کے قائل ہوکر ابدی نجات کے ہی منکر ہو بیٹھے۔
اور بعض آریہ ورتیون نے تو اپنی نجات کے واسطے باری تعالے کو سور اور
مچھ اور کچھ تک اوتار لینے والا مان لیا۔

لہ گی گنتی کے دن ہی ہمین تو آگ چھوئے گی پھر نجات پا جائینگے۔

ایسے لوگون کے واسطے ضرور تہا - کہ ایک زبردست ملہم والہام آوے جو ان کو
ان عظیم الشان غلطیون سے بچاوے یا آگاہ تو کر دے - اور وہ ہمارا ہادی اور ہمارا قرآن
تہا - جسنے ان بطلانون کا ابطال فرمایا غرض ایسی ضرورت کی نسبت فرمایا -

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝[۱]
وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً[۲]
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ[۳] وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ

آریون سے جسقدر اختلاف ہوا ہے ہمنے قران کریم کے ذریعہ سکا فیصل قول لکھدیا ہے
باقی یہود تو ایسے ذلیل ہو رہے ہین - کہ سردست انکے واسطے قلم اوٹہانے کی
ضرورت نہین - اور عیسایون کے واسطے بقدر ضرورت اہل اسلام نے ہر زمانہ
مین اتمام حجت کر دیا ہے - جنمین خاکسار نے بہی چار مجلد کی کتاب جسکے دو مجلد
شائع ہو چکے ہین - اور باقی بہی انشاء اللہ شائع ہونیوالے ہین - لکھدی - اور سارا ابطال
الوہیت مسیح غالباً اندنون شائع ہو جائیگا - اسلئے یہان ہر ایک مسئلہ پر بحث
نہین کرتے -

## چوتہی ضرورت

اللہ تعالے کے پیارے بندے دنیا مین آئے اور انہون نے الٰہی احکام

---

[۱] بے ریب یہہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر وہی باتین ظاہر کرتا ہے جسمین وہ اختلاف مچا رہے ہین - پ
۲۰ - سورہ نحل ر ۲ -
[۲] ہمنے قرآن تو صرف اسلئے تجہہ پر اُتارا ہے کہ جن باتون مین انہون نے اختلاف کر رکہا ہے اُسے تو صاف
کردے اور یہہ قرآن ہدایت و رحمت ہے - ایماندارون کے لئے -
[۳] بے ریب یہہ قرآن ایک فیصلہ کی بات ہے - اور یہہ قرآن کوئی ہنسی اور تمسخر نہین -

لوگون کو بت پرستی سے روکا - مگر آخر کار لوگون کی سابقہ بت پرستی ہادیون کی محبت کے ساتھہ ایسی ملی - کہ ہادی ہی معبود بنائے گئے - دیکھو حالات حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام اور رام چندر جی اور سری کرشن جی کے - مگر ہادی اسلام نے اس دعوت توحید کو اسطرح پورا کیا - کہ اپنی عبودیت کو الٰہی توحید کا لازمی جزو قرار دیا اور کھول کھول سنایا -

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ[ا] يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ

## پانچوین ضرورت

حضرات انبیا اور رسولون (صلوات اللہ علیہم وسلامہ) کی وساطت اور انکے جان نثار پیرون کی کوشش سے صداقتین اور راستبازیان دنیا مین پہیلتی رہین - اور لوگون کی استعداد اور ترقی کے موافق مختلف ملکون مین مختلف وقتون پر اللہ تعالے نے صداقتون کے لانیوالے راستبازیون کے پہیلانیوالے پیدا کئے - مگر ہر ایک ہادی نے جہان وہ روحانی قوانین اور ضروری جسمانی قاعدے الٰہی الہام سے سکہائے جو انسانی نوع کے لئے مشترک النفع تہے وہان ہر ایک نبی نے اپنی اپنی قوم کو کچہہ قواعد وضوابط مختص الزمان اور مختص المقام بہی تعلیم کئے -

علاوہ برین ترقی یافتہ قوم جسکو کبہی الٰہی الہام نصیب ہوا - آخر وہ الٰہی نافرمانیون کے باعث ادبار مین آ گئی - انسے الہام کی حفاظت ہی نہو سکی - یا وہ لٹریچر اور

[ا] - کہہ کہ مین تمام دنیوی معاملات مین) تمسا ایک آدمی ہون (تم مین مجہہ مین فرق یہہ ہے) تیری طرف وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے - اسکے احکام کی بجا آوری مین پکے ہو جاؤ - اور ہر قسم کی لغزش کی معافی اسی سے مانگو مشرکین کے لئے ہلاکت ہے +

زبان ہی مرگئی جسمین وہ الہام ہوا تہا۔ یہانتک وہ قوم ادبار مین پہنسی کہ اس
مین اپنے ہادی کے جانشین ملہم اور مقدس لوگ جو اس زبان کو ہمیشہ زندہ
رکہین اور ان تعلیمات کو مختلف تدابیر سے پہیلایا کرین انکا آنا ہی موقوف ہوگیا
جیسے آریہ اور عیسائیون مین۔ اور انکے بعد یہودون پارسیون وغیرہ مین مشاہدہ
کیا جاتا ہے۔ اور اس قدیم الہام کی تفاسیر بہی ایسی مختلط ہوگئین کہ حق کا باطل
سے جدا کرنا محال ہوا۔ اور قوی التاثیر مخلص ملہم جسکو اللہ کی طرف سے "تائید
اس قوم مین پیدا نہوا۔ تو اللہ تعالے آور قوم کو جو صداقتین پہیلاوے الہام
فرماتا ہے۔ اور اسے قوت بخشتا ہے۔ تاہم قرآنی صداقتین اگر دنیا کی مختلف
کتابون اولڈ ٹسٹمنٹ۔ نیو ٹسٹمنٹ۔ سقراط کے ملفوظات۔ جاردرا
ژند۔ وستا۔ وساتیر وغیرہ سے عبری۔ یونانی۔ ویدک سنسکرت۔ دری
کالڈی۔ چینی۔ وغیرہ السنہ سے لینی پڑتین اور انہین انکے مفسرین کے
خیالات کو الگ کرنا پڑتا۔ تو کیا مشکل بلکہ محال کام ہوتا۔ پہر اگر کوئی ایسا جان
ہوتا بہی اور وہ شب و روز کی محنتون سے کسی حد تک پہونچ بہی جاتا تو اسکو
دوسرون کے تسلیم کرانے مین کتنی دقتین ہوتین تامل کرو!۔ جو کچہہ کہیتون
سے ہم لاتے ہین۔ جو لطیف دودہ خون و گوبر کے درمیان سے چارپایون
کی وساطت سے ہمین ملتا ہے۔ جو لطیف لطیف میوے راحت بخش جو
ہم باغون سے لاتے ہین اور وہ نہائت صحت بخش چیز جو شہد کی مکہی
وساطت سے ہمین ملتی ہے۔ اگر ہم اپنی کمسٹری آلات کے ذریعہ لینا
تو کتنی مشقت پہر غلطی و نافہمی مین مبتلا ہوتے اللہ تعالے نے تمام تعلیمات کو قرآن

ہین یکجا جمع کر دیا ہے - اور ہمین مختلف السنہ اور اقسام اقسام کی کتب کے جابجا
ایک آسان کتاب پڑہ لینا کافی ہے والحمد للہ -

اب ہم دعوے سے کہتے ہین کہ کوئی روحانی صداقت قرآن سے باہر نہین
اسی ضرورت کیطرف قرآن شریف اشارہ فرماتا ہے جہان فرماتا ہے -

ل تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ
الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي
اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ وَاِنَّ لَكُمْ فِي
الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا
سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا
وَّرِزْقًا حَسَنًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ
اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ
الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ
اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ پ - ۱۴
س نحل - ر - ۱۴

ل - اللہ کی قسم تجہہ سے پہلے بہی ہمنے رسول بہیجے - پر مردود شیطان نے لوگونکو انکی بدعملیان خوبصورت
کر دکہائین وہی آج انکا دوست اور والی ہوا - اور ایسونکے دوکہہ کی مار ہے - اور قرآن تو تجہپر انہی
فوائد کے لئے نازل کیا ہے - کہ جن اہم دینی معاملات مین لوگون نے اختلاف مچا رکہا ہے - تو کہولکر
سناوے کہ ان اختلاف مین حق کیا ہے - علاوہ برین تمام صداقتون کو یکجا جمع کرکے بتانے والا - اور
یقین کرنے والون اور اسکے مطابق عمل رکہنے والون کے واسطے بڑے فضل و رحمت کا ذریعہ ہے -
اللہ ہی بادل سے پانی اتارتا ہے جسنے اسنے ویران زمین کو آباد کیا اس قدرتی نظارہ مین ثبوت کی نشان ہین

اور فرمایا

وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ الْکِتٰبِ وَمُھَیْمِنًا عَلَیْہِ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ ؕ[1]

اور فرمایا

لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَھَّرَۃً فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ[2]

# چھٹی ضرورت

جسمین سوال کے اس حصہ کا جواب بھی ہے۔ کہ قران مین کیا ایسی صداقتین بھی ہین جو اور کتب مین موجود نہین۔ صداقتین۔ راستبازیان۔ قران کریم سے پہلے بھی دنیا کے مختلف اقوام کے پاس موجود تہین۔ گو محرف و مخلوط ہی کیون نہون مگر پھر بھی وہ صداقتین صرف دعوے ہی تھے۔ جنکی عوام کو حاجت تھی

[1] ۔ اور ہمنے ہی صداقت والی کتاب تیری طرف نازل کر دی جسنے سچ کر دکھایا اوس کتاب کو جو اس کتاب کے سامنے ہے اور تمام مواعظ پر شامل ہے۔ پس انمین اس اللہ کی اُتاری کتاب پر حکم کر۔

[2] ۔ اہل کتاب اور مشرکون کا کافر گروہ اپنی شرارت و کفر سے کبھی نہ ٹلتے اگر اللہ کا ایسا رسول جو ایک دلیل ہے نہ آتا۔ اور یہہ پاک صحیفہ جسمین تمام مضبوط کتابین موجود ہین نہ پڑھ سناتا۔

حاشیہ بقایا صفحہ نمبر ۳۰۵۔ ) مگر اس قوم کے لئے جو سُنے۔ سننے والو! جو کچھہ آباد کھیتون سے لاتے ہو وہ سب پہلے ہی موجود ہوتا ہے۔ مگر جبتک پانی نہین برستا۔ تب تک تم اور تمہارے کھیتون کے طبعی قوی بیہودگی سے کیا بلکہ مہیا ہی نہین کر سکتے ایسی ہی صداقتین بھی بُری تعلیمات اور بیہودگیون سے ملی جلی موجود تم تمیز نہ کر سکتے اگر یہہ الٰہی الہام اللہ کیطرف سے نہوتا اور بے ریب تمہارے دودھ دینیوالے چارپائے ایسا ہی جسمانی نظارہ روحانی نصیحت لینے کو موجود ہے کہ ہم ہی تمکو چارپاؤن میں سے ... اور گوبر مین ملا خوشگوار الگ کرکے پلاتے ہین۔ غور کرو دودہ کے ذرات اور عام ذرات سے ملی تہی۔ کسطرح الٰہی سامان نے الگ کر ... اور انگور۔ دیکھو کہ پہلون سے سرکہ۔ اور کہانے کے لئے میوہ اور رینپیج کو ان مین سے عمدہ عمدہ نبیذ اور ... لیتے ہو اس قدرتی نظارہ مین بھی عقلمندون کے واسطے نشان ہے۔ کہ یہہ ذرات جنسے شہد بنتا ہے ...

علے العموم سابقہ کتب مین ان دعوون کے دلائل موجود نہ تہے۔ اگر کچھہ
ان دعوون کے دلائل تہے بہی۔ تو پہلی کتابون مین آنیوالے باطل مذاہب
کی تردید مین مدلل گفتگو کا سامان بخلاف قرآن کے موجود نہ تہا بلکہ یون ہی
کہئے کہ قرآن ایسی صداقتون کی جامع کتاب نازل ہوا ہے۔ جسکی جمعیت کے
سامنے کسی نئی اور پرانی پستک کو مقابلہ کی تاب نہین۔ مین نے کئی دفعہ
قرآن کے ایک ضروری مسئلہ نکاح پر عیسائیون۔ سکہون ہندون سے۔
سوال کیا۔ کہ کس رشتہ مین نکاح کی ممانعت ہے۔ اس ممانعت پر کوئی
خاص قول جناب سیدنا مسیح کا یا اسکے رسول بنانے والا کا اپنی کامل کتاب
انجیل سے پیش کرو۔ گورو نانک جی کے گرنتہہ صاحب سے بتاؤ۔ وید کی
خالص شرتی سے یا شرتی کے خاص طمون کے اقوال سے دیکہاؤ کسی نے
بہی اجتک تو کوئی نشان ہی نہین دکہایا۔ جب ایسے ضروری مسائل پر بہی
بحث نہین تو ہماری کل روحانی ضرورتون کو کیونکر یہہ کتابین پورا کر سکتی ہین۔
اور اگر ایسے مسائل مین جنکا ذکر اوپر گذرا برہمون یا نیچرل ایسٹ لوگون کے قواعد
سے کام لینا ہے۔ تو اپنی کتاب کے کامل ہونیکا دعوے مت کرو۔ غرض۔ اگر
صداقتون کا ایک جا جمع ہونا اور انکا مدلل ہونا عقلا کے نزدیک کوئی ضروری امر

حاشیہ بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۶ ـ ہوتا ہی۔ مگر الٰہی عطا کردہ قوت نے کسطرح انکو یکجا کر دیا۔ ایسی ہی صداقتین بہی مختلف جگہون
مین موجود مگر مخلوط تہین اس الہام کے ذریعہ جو نبی عرب کو ہوا یکجا جمع ہو گئین۔ شہد کی مکہی کو تیرے رب ہی نے وحی
بہیجی کہ پہاڑون اور درختون اور بعض بلدون مین گہر بنا۔ اور اپنے مذاق کے تمام پہلون سے کہا۔ فرمانبردار
ہو کر اپنے رب کی بتائے ہوئے راہون پر چل اس مکہی کے اندر سے مختلف رنگت کی شربت نکلتی ہے جسمین کئی لوگون
کے لئے شفا ہے بے ریب اسمین فکر والون کے واسطے نشان ہے۔ یہہ جواب ہین ان لوگون کے واسطے جو کہتے ہین قرآن
مین کتب سابقہ کا اقتباس ہے +

ہے۔ اور ہے۔ تو قرآن کریم کا نازل ہونا ہی ضروری ہے۔

مثلاً اللہ تعالےٰ موجود ہے ایک ضروری مسئلہ ہے جسپر قرآن نے یہہ دلیل دی ہے۔

اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔

اللہ تعالےٰ کا کوئی شریک نہین۔ ایک دوسرا مسئلہ ہے۔ اسپر قرآن فرماتا ہے

لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔[1]

قرآن کی کلام الٰہی ہونے کی دلیل فرماتا ہے۔

اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ[2]

سورہ بقرہ ر ۳

اور فرماتا ہے

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ[3] الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا

[1] اگر زمین و آسمان کے درمیان ایک اللہ کے سوا کئی اور معبود بھی پوجی جادین تو یہہ دونون خراب ہوجاوین جہالت۔ وہم پرستی۔ نفاق۔ و شرارت۔ بت پرستی کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور ان باتون سے اس آبادی کی ویرانی کا آجانا ضروری ہے۔

[2] اگر اس کتاب مین جو اللہ تعالےٰ نے اپنے بندے پر اتاری تمکو کچھہ تردد ہے۔ اور تمہارے خیال مین ہے کہ اس شخص نے خود ہی بنالی ہے۔ تو مصنوعی مصنوعی ہوسکتی ہے۔ اسکی مثل ایک سورہ بنا لاؤ

[3] تو کہہ دے کہ اگر تمام جن اور آدمی اس امر پر تل جادین کہ قرآن کی سی کتاب بنالین۔ تو ہرگز اسکی نہ بنا سکین گے۔ اگرچہ ایک دوسرے کی پیٹھہ بھرین۔ اور باہم مددگاری کرین۔ کیونکہ قدرتی مصنوعی نہین ہوسکتی۔

اور فرمایا ہے

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا

یاد رہے۔ اختلاف دو قسم کا ہوا کرتا ہے۔ اوّل یہ کہ ایک آیت دوسری آیت کے خلاف ہو۔ دوم یہ کہ کوئی قرآنی مضمون نیچرل فلسفی یا کسی سچے علوم کے خلاف ہو۔ قرآن میں ہر دو قسم میں سے کسی قسم کا اختلاف نہیں اس تیرہ سو برس میں نیچرل فلسفی کی کتنی سر توڑ ترقی ہوئی مگر کچھ بھی قرآنی بیان کی غلطی ثابت ہو سکی۔ ہان عامہ قرآنی دلائل کو تو عامہ علماء اسلام اور متکلمین ملتہ خیرالانام علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام بیان کرتے رہے۔ اور کرتی ہین۔ اور کرین گے مگر قرآنی آیات بینات تو ایسے ہی ہین کہ ان کی پُر زور تاثیرات سے ہمیشہ ظلی طور پر اس قسم کے نمونے اسلام مین پیدا ہوتے رہتے ہین جو اپنی پاک تاثیرات سے دنیا مین الٰہی سچی توحید اور اپنی کتاب کے فاضلہ اخلاق کو پھیلایا کرتے ہین۔ اور غیر قومون مختلف پیرایون سے اس الٰہی محبت اور فضل کو پورا کیا کرتی ہین جنکے لئے ظہورن اور کتابون کا آنا الٰہی کتاب ماننے والے مذاہب مین ضروری ہی۔ ہمیشہ ہر صدی اس تحریف اور ایزاد اور نقص کو دور کرتے ہین۔ جو انسانی آزادی کے باعث سچے مذہب مین آجاتی ہے۔ اور ہمیشہ قوم کو جگاتے اور اصل کتاب کو پھیلاتے ہین۔ حال ہی کے اہل اسلام کو دیکھہ لو کیسے کمزور ہین ضعیف ہین مگر اپنی کتاب کا درس اسکی اصلی زبان مین کس قدر دے رہے ہین۔ عیسائی۔ آریہ۔

ف۔ اگر قرآن اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور شخص کا بنایا ہوتا تو اسمین تھوڑا کیا بہت ہی اختلاف ہوتا۔

یا رسی ذرہ آنکھہ اٹھا کر دیکھین - اور موںہہ پر سے پردہ اٹھاوین -

لَا یَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاھِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ ؎۱

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاسِ کُلِّ مَائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا ؎۲

کا مصداق بنکر اسلام کیطرح اپنی صداقت کو کون ظاہر کرتا ہے - عملی حالت پر

نگاہ کرو - ادہر کوئی اسلام مین شریک ہوا مسلمانون کا بہائی بن گیا - جماعت

اسلام مین شریک کہانے مین - مصافحہ کا ہاتہہ ملانے مین آزاد - قرآن پڑہنے

مین قوم کا مساوی مستحق - مسجد مین غرض ہر امر مین جماعت اسلام کے برابر

اسلام کا بہی اسلام مین ہم پلہ - یورپین چرچ مین نیٹو عیسایون کے لئے علحدہ

ممانعت کہانی مین انکی تحقیر کو ہم ذکر کے آریہ کے حالات سے چشم پوشی ہی کرنا

مناسب سمجھتے ہین - کیونکہ آجتک انہون نے نہ کسی غیر قوم کو وید پڑہایا - اور نہ وید

پڑہا کر اپنے ساتہہ بے تکلف آریہ کے حقوق مین کسی کو مساوی حقدار کیا - ایسی ہی

عملی اور علمی ضرورتون کے پورا کرنے کے واسطے قرآن نازل ہوا - جیسے فرماتا ہے

قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ؎۳

اور فرماتا ہے

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ؎۴

---

؎۱ ایک طائفہ میری امت کا اپنی راستبازی کے باعث ہمیشہ غالب رہیگا -

؎۲ اور ہر صدی کے سر پر اللہ تعالے اس امت مین ایسے لوگ پیدا کر دیتا ہے جو اصل دین مین ایزا دیون اور تحریفون کو دور کرتے رہتے ہین اور جاہلون کی غلط تاویلات کو باطل کر کے ہمیشہ دین کو تر و تازہ اور نو بنو رکہتے ہین اسمین پژمردگی نہین آنے دیتے -

؎۳ بے ریب تمہارے پاس اپنے رب کیطرف سے ایک برہان آگئی اور ہمنے ہی تمہاریطرف ایک ایسا نور نازل فرمایا جسمین ذرہ کدورت نہین اور ہر طرح خالص ہے ؎۴ پہر تم اللہ کے فضل و انعام سے بہائی بہائی ہو گئے

## ساتوین ضرورت

قرآن والی صداقتین مختلف بلاد۔ مختلف کتابون مین اگرمان لین پہلے ہی موجود تہین۔ مگر اول توان کتابون کا غیر محرف ہم تک بہم پہونچنا اور پہر ان صداقتون پر نہائت پرانی بولیون کے ذریعہ واقف ہونا اور انکی تفاسیر مین سے غلط کو صحیح سے الگ کرنا کیسا مشکل اور محال ہوتا۔ پہر آخران صداقتون کے مجموعہ کو بہی کسی نہ کسی پیرایہ مین بیان کرنا ہی پڑتا۔ علاوہ برین جو ایک پیرایہ مین بجانے اوسے دوسرے پیرایہ مین بتانا بلحاظ رحم اگر ضروری ہے۔ تو اوسی ضرورت پر قران نے فرمایا ہے

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ[۱]۔

اور فرماتا ہے

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا[۲]

## آٹھوین ضرورت

جب اللہ تعالے زمین و آسمان اور ان کے درمیان غرض جو انسانی ضرورۃ اشیا تہی پیدا کر چکا تو اسنے انسان کو جسکا وجود بقا ان اشیا پر موقوف تہا پیدا کیا۔ اور اوسمین علاوہ ان قوی کے جو جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ مین موجود ہین نیک و بد علوم و اخلاق کا مادہ بہی رکہدیا۔

---

[۱] جن لوگون کے پاس کوئی بہی ایسا ملہم نہین پہونچا جو لوگون کو انکی نافرمانیون سے ڈرادے۔ تو انکو بہی ڈرادے۔

[۲] یہہ قرآن عربی زبان مین ہے اسلئے کہ تو ان نافرمانون کو ڈرادے جو اس شہر مین رہتے ہین۔ جو دنیا کے تمام شہرونکی مربی مان ہے۔ اور توحید الہی کی تعلیم سدا کا اصل ہے اور ان تک بہی نافرمانی کا ڈر پہنچادے جو اس شہر کے گرد رہتے ہین۔

**علمی** حصہ مین انسان ان سوشیل۔ مارل۔ پولٹیکل قواعد وضوابط کا محتاج تھا
جنکے باعث اکل۔ شرب۔ لباس۔ آسائش۔ آرام۔ جماع۔ اور تمدن۔ وامن
مین۔ ابتداء۔ انجام نشیب۔ وفراز۔ بہرشائستگی۔ آخر۔ افادہ۔ واستفادہ
ہی پر اکتفا نہین کرتا بلکہ وہ ہی علوم لینے کا حقدار ہوجاتا ہے اور **عملی** حصہ مین انسان
ارادہ استطاعت کو لیکر کبھی باری تعالے سے انس ومحبت پیدا کرکے استقلال
استقامت۔ فراخ۔ حوصلگی۔ نفع رسانی۔ عاقبت اندیشی سے ایسا پاکیزہ باطن
بنتا ہے۔ کہ ظاہری نجاست کیسا تہہ بہی بارگاہ الٰہی مین مناجات نہین کرتا۔ مگر کبھی انسان
**شتر بے مہار**۔ ہر ایک ضرورۃ مین ناعاقبت اندیش۔ رہبان۔ فرعون۔ مفطر
تنگ دل۔ بخیل۔ ایسا گندہ کہ پاکیزگی کا نام ہی نجانے۔ ہوجاتا ہے فطرۃ کی موافق
سچی آرام وہ اشیا کا نام نیکی اور مخالف اشیا کا نام بدی ہے۔ مگر رسم۔ رواج۔ آب وہوا
ناقص تعلیم۔ افلاس۔ دولتمندی۔ حکومت کی بری تاثیر انسان کو ایسے پہندے مین پہنساتی
ہے۔ کہ مخالف اشیا کو موافق اور موافق کو مخالف سمجھہ کر عقل وتمیز کو کہو بیٹھتا ہے۔
فطری ممیزہ قوۃ اور نور ایمان۔ اور کانشنس جسے نفس **لوامہ** کہئے وہ ایکسان
کیطرح ایسے کمزور ہوجاتی ہیکہ انمین ایجاد کیا تمیز ہی نہین رہتی **سنو**!۔ میں
ایک پیارے نوجوان نے (اللہ تعالےٰ اسے علم وعمل مین ترقی دی) انکی ہر ایک
کو اسکی اس لفظ کو سنکر کہ وہ ہے یہ ہو مین تیری راحت بخش بارگاہ کے پاس لوگونکو لا یا ہا
مگر وہ نہین آتے" سچی دعا کے بعد کہا۔ کیا آپ یقینی طور پر ہمین اس بارگاہ تک
پہونچا دوگے۔ جسکا دعوے کرتے ہو۔ تب انکی ہوتری نے کہا۔ یقیناً مین نہین کہ
کہ تم میرے تعلیمات کے ذریعہ ضرور انتک پہونچ جاؤ گے۔ کیونکہ ممکن ہے کہین

میرے اقوال کی غلطی ثابت ہوجاوے۔ تب میرے پیارے نوجوان عزیز نے (اعطاہ اللہ علما وعملا آمین) کہا ہم نجات کے طالب ہمارا کانشنس ضعیف ہے۔ غلطی سے محفوظ نہین۔ ایک طرف محمدؐ صاحب ہمین بلاتا ہے۔ "اِدہر آؤ"۔ مین یقیناً تمہین نجات تک پہنچا دونگا"۔ دوسری طرف آپ کہتے ہین ادہر آؤ شاید مین ہی پہنچا دون تباؤ کسکے پیچھے چلین۔ امیر اگنی ہوتری ساکت ہوئے

فَبُہِتَ الَّذِیْ کَفَرَ وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ [1]

غرض جب ان اسباب سے جنکا ذکر اوپر ہوا تمیز ٹھیک نہین رہتی۔ تو انسان کو یقینی آرام دہ مقنن و ممیز کے ملنے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ تب ہمہ قدرت ہمہ فضل۔ ہمہ طاقت۔ اللہ تعالےٰ جسکی گہر مین بخل نہین اسکی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ پہر جو کچہہ ایک ملک مین الہام سے سکہایا۔ ممکن ہے کہ دوسرے ملک مین اس الہامی تعلیم کا اثر نہ پہیلے۔ اسلئے دوسری قومونمین اللہ تعالےٰ پہنچاتا ہے جیسے فرماتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْہَا نَذِیْرٌ [2]

اور فرمایا

وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا [3]

---

[1] تب منکر اسلام لگا بغلین جہانکنے۔ اور اللہ ظالم بدکار کو منزل مقصود تک نہین پہنچاتا
[2] نافرمانون کو نافرمانی پر ڈرانے والے ہر قوم مین گذر چکے۔
[3] ہم اپنی طرف سے رسول نہ بہیجدین جبتک کسی قوم کو عذاب نہین دیتے۔

دنیا مین اللہ تعالے نے لوگون کی ہدایت کو ملہم رسول بہیجے۔ اور انکو صداقتین بتائین۔ اور ان ملہمون کو ان صداقتون کے پہیلانے کی لوگون کی اگر ان تعلیمات کے پہیلانے مین انبیا ورسل کو کوئی اور حد بندی نہین کردی گئی کہ اس مدت تک فلان ملک تک اس ہدایت کو پہیلاؤ پہیلانے کا ثواب ملیگا۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مقدس روح بہی مستنثٰی آزاد بنائی گئی تہی مجبور نہین تہی۔ جب ایک ملہم کے ہدایات وتعلیمات کے پہیلاؤ مین ظاہری یا باطنی یا دونون صورت مین کچہہ ذرہ کمزوری ہوئی۔ اور اسکا پورا اثر کل ملا مبند یا قوم یا ملک تک بہی ایسا ہو جسکے بعد قوم کا عذر نہ رہے۔ تو اور پاک شخص اس عہدہ پر ممتاز کیا گیا۔

غور کرو حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی تاثیر کیسی کمزور ثابت ہوئی جو کے حواریون سے فسٹ نمبر کے حواری عیسائی کلیسیا کے فونڈیشن سٹون سیدنا مسیح علیہ السلام کو ملعون کہہ بیٹہے۔ اور جو کچہہ ہوا اسکے یوطی نے سلوک کیا وہ دنیا سے مخفی نہین اور جو کچہہ روحانیت آپکی پاک تعلیم سے آپکی قوم کو حاصل ہے معلوم۔ سوچو احضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کا وہ قول کہ اونٹ کا سوئی نا کے سے نکلنا اسے آسان ہے۔ کہ دولتمند خدا کی بادشاہت مین داخل ہو (متی ۱۹ باب ۲۴)۔ اور یورپ وامریکہ کی دنیا داری۔) سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مخاطب ایسے تہے۔ کہ جب انکو حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر کے آہنی تنور (یرمیا۔ ۱۱ باب ۴) سے نکال لائے۔ اور حکم کیا کہ کنعان کو چلو تو انکار کر بیٹہے قرآن کریم اس قصہ کو عبرت کے لئے نقل فرماتا ہے

واذ قال موسی لقومه یاقوم اذکروا نعمة اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا واتکم مالم یوت احدا من العلمین یقوم ادخلوا الارض المقدسة التی کتب اللہ لکم ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خسرین قالوا یموسی ان فیها قوما جبارین وانا لن ندخلها حتی یخرجوا منها فان یخرجوا منها فانا داخلون قال رجلن من الذین یخافون انعم اللہ علیهما ادخلوا علیهم الباب فاذا دخلتموه فانکم غلبون وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین قالوا یموسی انا لن ندخلها ابدا مادموا فیها فاذهب انت وربک فقاتلا انا ههنا قاعدون *

آخر بدون یوشع بن نون - اور کالب بن یفنہ کے کوئی بہی فرمانبردار نہ نکلا دیکھو گنتی ۱۴ باب ۳۰)

سبحان اللہ کسی نے بہی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے حکم ماننے مین دلیری نہ دکہائی - ویدوالے سورج - وایو - اگنی - انگہرہ رکہتے ہین انکی نسبت کوئی شہادت نہین دیسکتا - کون تہے - کہان کے رہنے والے - کیسے چال چلن کے تہے اور اگر انہون نے اگر ملہم تہے - اور وید سچے الہامات ہین - تو کسقدر ویدون کا اثر دنیا مین پہیلا یا رہے اسکے جانشین اور جانشینون کے تعلیم یافتہ سو بموجب دعوی آریہ کے قریبًا دو ارب برس گذرتے ہین کہ ویدون نے دنیا مین ظہور پایا اور

عدلوشا رگیرہ ۲ ارما

لہ جب موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا - اے میری قوم اللہ تعالے کے انعام کو یاد کرو جو تمہ کیا کہ تمہاری قوم مین انبیا بنائے اور تمکو بادشاہ بنایا اور تمکو اپنے اپنے فضل سے وہ کچہہ دیا کہ کسیکو نہ دیا اے میری قوم کنعان کی پاک زمین (ہولی لینڈ) جسکو اللہ تعالے نے تمہارے لئے ابراہیمی بشارتون مین لکہدیا ہے - اسمین داخل ہوجاؤ - اور کبہی پیچہے نہ پہیرلو - اگر پیچہے ہٹے اور میری نافرمانی کی تو ٹوٹا پاتے پیچہے پہیروگے - تب انہون نے (موسیٰ کی قوم نے) جوابمین کہا موسیٰ اس زمین کے لوگ بڑے طاقتور ہین اور جب تک وہ نہ نکلین ہمتو کبہی اس ملک مین نہ جاوین - ہان اگر وہ لوگ نکل کر کہین چلے جاوین تو خیر ہم بہی

اس عرصہ مین وید کے اتباع مین کسی نے انکا صحیح ترجمہ بھی نکر دکھایا - دوسرون کو
کیا اپنی لوگون سے بھی اخفا کرتے ہین - رہی یہہ بات کہ ویدون پر عمل درآمد را
سو آریہ کا **چال چلن** ہی بتاتا ہے - کہ کسقدر وید پر عمل کرتے ہین -

غرض جب کسنے نبی کی پاک تعلیم نے دنیا پر اپنا قوی اثر نہ دکھایا - اور اس
نبی کے جانشین نے ان پاک تعلیمات کو جگت پر ظاہر کیا - تو اللہ تعالے کے رحم
وفضل نے اور کو یہہ عہدہ عطا کر دیا - یہانتک کہ ایک ایسا **آدمی** دنیا پر ظاہر ہوا -
جسنے ان تعلیمات کو پھیلایا - اور اشاعت مین جو کسر باقی رہی اسکی تلافی وہ جانشین
کرنے لگے جنکی کرامات و پاک تاثیرات کے اثبات مین علماء امتی کانبیاء
بنی اسرائیل کی پیشین گوئی ہو چکی تھی - اور چونکہ الدال علی الخیر کفاعلہ کی
رو سے جانشینون کی پاک کوششون کا ثواب ان ہادیون کے نامہ اعمال مین بھی
ایضاً فادرج ہوتا ہے - اسواسطے یہہ سب آپکی کوششین ہین - صلی اللہ علیہ وسلم
روحانی ہدایت و ترقی دفعی اور مخلوق کے فرد فرد کے لئے کسی مذہب مین ضروری
نہین امید ہے کہ جسطرح عرب و شام و مصر و روم - اور ہند و سندہ تاتار - پر بلاواسطہ
یا بالواسطہ حجت قایم ہوگئی - اسیطرح تمام دنیا پر حجت قایم ہوجائیگی - جب دنیا
مجموعہ صداقتون کا پہونچگیا - اور اونپر حجت قایم ہوگئی - تو یہہ حصہ احکام سنانے کا بھی

حاشیہ بقایا صفحہ نمبر ۳۱۵ - ملک مین چلے جائین گے - کہا ان دو آدمیون نے جو اللہ کی نافرمانی
سے ڈرنے والے تھے اور انپر ہمت و حوصلہ کا انعام تہا - ہمت مت ہارو - جو رہی بھی نہین بلکہ
دروازون کے رستہ چلے جاؤ - جب حسب الحکم الہی داخل ہوگئے - تو جیسے الہی وعدہ ہے - فتحمند
رہوگے - اگر ایمان رکھتے ہو اللہ پر بھروسا کرو - پہر بھی یہی جواب دیا اے موسیٰ جبتک وہ لوگ وہان موجود
ہین ہم اس ملک مین کبھی نہین جائین گے - ہان - تو اور تیرا رب - تم دونون لڑو ہم تو یہین
بیٹھے رہینگے -

ہوگیا - اب انکی جزا وسزا کا وقت آجاویگا اسی ضرورت کیطرف قرآن شریف اشارہ فرماتا ہے۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین

## ایک عجیب یادداشت

خاکسار تو قرآن کریم کی ضرورت پر مضمون لکھکر مطبع مین روانہ کرچکا تھا۔ کیونکہ مجھے زیادہ تر قرآنی صداقتون کا اظہار اور سہیر اتمام حجت مطلوب رہتا ہے مگر الٰہی قدرت سے وہ مضمون چند آیات کے ترجمے لکھنے کے واسطے میرے پیارے عبدالکریم نے واپس کردیا۔ ابھی وہ اوراق میرے پاس ہی ہے کہ ۲-اپریل ۹۰ء حضرت پیرومرشد سلمہ ربہ کی علالت طبع سنکر قادیان چلا گیا۔ وہان کسی تقریب پر وید کی قدامت کا ذکر آگیا۔ تو اسوقت مجھ خاکسار کے دلمین ضروری معلوم ہوا وید کی قدامت پر کچھ لکھون یورپین لوگون کی تحقیقات اور برہمو سبھا کے پنڈتون کے خیالات ویدون کی نسبت شائع ہوچکے ہین۔ انکا تذکرہ شاید موجب تطویل ہو اسلئے ایک مختصر امر کا بیان لکھنا مناسب سمجھتا ہون کیونکہ مکذب براہین نے تکذیب کے صفحہ نمبر ۱۸ - و نمبر ۲۸ مین دعوے کیا ہے۔

لہ بے شک احسان کیا اللہ تعالے نے ایمان والون پر جبکہ اُسنے بھی انہین سے ایک رسول بھیجا جو پڑھتا ہے انپر سہیرے آیات اور عملی طور پر انہین پاک وصاف کرتا ہے۔ اور ان کو سکھاتا ہے۔ کتاب اور نہائت پاکیزہ وعمدہ باتین اگرچہ پہلے کھلی گمراہی مین تھے۔

دُہی باتین پالئے عمدہ باتین قرآن سے پہلے کتابون مین موجود ہین پس اسبات سے ہو نکر
انکار نہین کہ ان پہلی کتابون نے وہ باتین قرآن سے نہین چورائین۔ مگر فریق ثانی کے
ذمہ یہہ الزام ضرور ہے۔ جسّے اسکی راستی و الہامیت سراسر کافور ہے۔ سوا اس کے ایک
ریمارک ہے۔ کہ پارسیون کو دعوے ہے کہ وہ اور انکا مذہب۔ انکی کتاب آریہ کی
کتابون سے ہان آریہ ورتی مقدس کتابون بلکہ ویدون سے بہت پرانے ہین۔
کیونکہ آریہ نے دیانندی تحقیق پر ایک ارب چہانوین کروڑ کا زمانہ اس موجودہ سلسلہ
کے واسطے اپنے عندیہ مین ثابت کیا ہے۔ اور پارسیون کے دساتیر مین لکہا ہے
دیکہو نامہ شت جی۔ افرام ساتیر نمبر ۲۔ سفرنگ صفحہ ۴۳۔

(۱۶) بنام ایزد روزی دہ جاندار و آمرزندہ نیکوکار۔

(۱۷) گفتم کہ نخستین آباد را بگزیدم پس از و سیزدہ پیغمبر آباد نام ہیہم فرستادم

(۱۸) باین چہاردہ پیغمبر جہان آراستہ و آرام یاب شد۔

(۱۹) پس از ایشان کہ چہاردہ آباد باشند پادشاہان جانشین وییرہ تا کہ خلفا
آنان جہان را خوب داشتند۔

(۲۰) چون صد زاد سال در پادشاہی ایشان رارفت آباد آراد۔ باد
جہانداری گذاشتہ یزدان پرست شد۔

ایکسو زاد کتنا ہوتا ہے اسکی دیکہو تفصیل ۔ باید دانست کہ فرسندج کیستان
بارہ ہزار سال را ایک فرد گویند و ہزار بارہ فرد را ایک ورد و ہزار بارہ ورد را
یکمرد و ہزار بارہ مرد را ایک جاد و سہ ہزار جاد را ایک واد و ہزار واد را ایک زاد
نامند و بدین شمارہ صد زاد سال در گروہ آبادیان خسروی پائید (سفرنگ دساتیر

صفحہ نمبر ۴۴ و ۴۵) یہہ حساب لگائیے تو یہہ عدد ............................ ۴۳ ہوتا ہی
حساب دانو! ذرہ اسپر غور کرو ایک ارب چہانوین کروڑ سے کتنا آگے ہے - اب اگر
اسکے آگے ست جی افرام کی ابتدا سے آجتک کا حساب لگائیے تو اور سوچ لو نوبت
کہجار سید کا معاملہ ہے - کیونکہ نامہ شت شائے کلیوجی مین لکہا ہے -

(۴) اے شاہ کلیو پوجی الاد چون آب (رونق) ویرمان رواے جہان بیک
اسپار سال کشید مردمان بزہ کار (گناہگار) شد ندجی الاد ازیشان بیرون رفت -
سفرنگ صفحہ نمبر ۶۰ - اور اسپار ایک ارب سال کو کہتے ہین یہہ زمانہ بالا کے بعد
جیان کی سلطنت و مذہب کا وقت ہے -

اگر کذب براہین کا قول درست ہے تو فرسنداج گیشون نے وید سے کچھہ نہین
چورایا بلکہ فریق ثانی کے ذمہ یہہ الزام ضرور ہے جسنے اُس (وید) کی رستی الہامیت
سرا پا کافور ہے - والا آریہ ثابت کرین کہ آبادیون نے بہی وید سے تعلیم پائی -
اب خاکسار چند وہ دلائل بیان کرتا ہے جنسے یقین پیدا ہوا ہے کہ ہندیون نے
پارسیون سے سیکہا -

اول - قدامت - پارسی بحساب بالا آریہ کے پہلے ہین - دوم - بیاس جی کا پارسی
فرسنداج کیش زرتشت کے پاس جانا - اور اُنکا مذہب قبول کرنا - اور یہہ امر
کچھہ مخفی بہی نہین ہوا بلکہ بڑی ہی مجلس مین واقع ہوا - دیکھو نامہ زرتشت آیتہ
نمبر ۶۵ و ۶۶ و آیتہ نمبر ۱۶۲ سفرنگ صفحہ نمبر ۱۲ و نمبر ۱۳۵ - سیوم - دونون
ادیان کے اُن تعلیمات کا باہم موافق ہونا جنپر سچے دین اسلام سے آریہ کو اختلاف
ہے مثلاً مسئلہ تناسخ - دیکھو ساتیر فرزآباد وخشوران وخشور آیتہ نمبر ۶۷ و ۶۸ -

گوشت نہ کہاتا - اور آتش کو ضروری یقین کرنا دیکھو - آئتہ نمبر ۱۳۶ و ۱۳۷ - سورج اور چاند اور کواکب - اور عناصر کی پرستش دیکھو نامہ شت شائے کلیو آئتہ نمبر ۱۴ و ۴۷ و ۴۸ ونامہ وخشور یاسان امہ نمبر ۵۴ و ۵۵ - بلکہ غور کیجئے تو اکثر حصہ کیا انکی کل تعلیمات کا خزانہ وہی پارسی ہین - وبس (ذرا غور کرو) -

**تکذیب** صفحہ نمبر ۸۲ - "احقاق حق وابطال باطل سے قاصر رہنا - احقاق حق مین جسقدر قرآن کم زبان ہے اسی قدر ابطال باطل مین وہ قاصر البیان ہے - سات آسمانون اور سات زمینون کا ہونا زمین کے اوپر پہاڑون کو بمنزلہ میخون کے ٹہوکنا تاکہ زمین جنبش نہ کرے - سورج کا چشمہ گلی مین ڈوبنا چاہ بابل مین ہاروت وماروت کا قید ہونا چشمہ ہای دودہ وشہد وشراب کا بہنا - سلیمان کے وقت جانورون کا بولنا وغیرہ حق کے ظاہر کرنے سے قطعی پرہیز ہورہا ہے - ورنہ اہل عالم وماہران تواریخ وہیئت وجغرافیہ انکی تردید نمبروار کررہے ہین" -

**مصدق** احقاق حق کا قصہ سن چکے ہو - تمام حقوق کا سرتاج اور بڑا حق تمام کائنات اور الہامی مذاہب مین اللہ تعالے کا ماننا ہے - اسکو غور کرو کس کامل قرآن نے بیان کیا - اور کس کامل طور پر ثابت کیا - اور کس طرح اللہ تعالے کو عیبون سے مبرا بتایا - سورہ - اور کچھ - اور مچھ - بننے سے پاک یقین کرایا - یہودیون سے چٹنے سے پاک بتایا ابطل اباطیل شرک کی جڑہ کاٹی -

رہی یہ بات کہ سات آسمان باطل ہین وغیرہ وغیرہ سو اسکا جواب نمبروار ہین *

اول :- سات آسمانون اور سات زمینون کی کہی کسی عالم بلکہ اہل عالم ماہر تواریخ و ہیئت وجغرافیہ نے نمبروار تردید کی ہے "" مرد آدمی انکا نام ہی لکھدیا ہوتا۔

سُنئے۔ آپکو ہم بتاوین۔ آپنے تو منکر اہل علم کا نام نہین لیا۔ ہم ماننے والون کے نام سناتے ہین۔ یوگ۔ پاتنجل کرت سوتر نمبر ۲۵ دیاس منی کی بہاس ادہیا سوم سورج دہارنا کی نرنی مین لکھا ہے۔ بھو کی اوپر بھور سور مہر جن تپ انتر کھ ست۔ یہ سات آسمانی طبقات ہین۔ جو زمین کے اوپر ہین اور مہاتل۔ رساتل اتل۔ ستل۔ وتل۔ تلاتل۔ پاتال۔ یہہ سات طبقات زمین کے نیچے ہین۔ اب بتائے یہہ آریہ ورتی اہل علم اور ہیئت دان اور جاگرفی کے ماہر تھے یا نہ تھے۔ اگر تھے تو بتاؤ جنبو دیپ کے گرد کون سمندر اور شاک دیپ کے گرد۔ اکہیو رس سمندر۔ کشن دیپ کے گرد سورا سمندر۔ کرونچ دیپ کے گرد سرپی سمندر۔ شال مل دیپ کے گرد دوہی سمندر گیومید دیپ کے گرد۔ کہیر سمندر۔ پشکر دیپ کے گرد۔ جل سمندر۔ ان دیپون کا بیان اور تشریح کس جاگرفی دان سے پوچھین۔

پھر مین کہتا ہون۔ کہ زمین اور آسمان کا سات سات حصص مین منقسم ہونا سچی تقسیم ہے بالکل سراسر حق ہے۔ اسکے ماننے مین بطلان ہی کیا ہے۔ کہ قرآن کریم نے اسکا ابطال نہین کیا۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ مین سبع ارضین کا تذکرہ موجود ہے۔ مگر یاد رہے۔ موجودات مرکبہ کی تقسیم کئی طرح ہو سکتی ہے۔ اگر اللہ تعالے نے یہہ تقسیم فرما دی تو بطلان کیا ہوا۔

اب ہم ایک ایسی بات کہتے ہین جسکے سُنتے سے کسی منصف آریہ کو قرآن کریم کے سبع سموات کہنے مین انکار کی جگہہ نہین۔ زمین سے لیکر جہانتک فوق مین

اللہ تعالے کی مخلوق ہے۔ اس مخلوق کو اللہ نے ایک تقسیم مین سات حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ ہر ایک آسمان جسکا بیان اللہ تعالے نے قرآن مین کیا ہے انکا بیان آیات ذیل موجود ہے

**اوّل** وہ مقام جسمین ہمارے لئیے کہانیکا سامان رکہا ہے۔ جیسے فرمایا ہے۔

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ[1]

**دوم**۔ وہ مقام جسکے اندر جانور اوڑتے ہین جیسے فرمایا۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ صَافَّاتٍ فِي جَوِّ السَّمَاءِ[2]

**سوم**۔ وہ مقام جسمین اولے بنتے ہین اور کہیتون اور باغون کو ویران کرتے ہین جیسے فرمایا۔

فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ[3]

**چہارم**۔ وہ مقام جسمین سے مینہ آتا ہے جیسے فرمایا۔

وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ[4]۔

**پنجم**۔ وہ مقام جسمین ستارے اور نیازک گرتے ہین۔ جیسے فرمایا۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ

---

[1] ۔اور آسمان ہی مین تمہارے لئیے رزق یعنی کہانے پینے کا سامان رکہا ہے اور وہ چیز ہے جسکا تمہین وعدہ

[2] ۔کیا یہہ لوگ پرندون کیطرف نہین دیکہتے کہ کیسی صفین باندہے آسمانی فضا مین موجود ہین +

[3] ۔پہر ہمنے ہی اتارا بدکارون پر انکی بدکاری کے بدلہ۔ آسمان سے عذاب +

[4] اور ہمنے آسمانون یعنے بادلون سے پانی اتارا اور اسکے درمیانی ہونے سے پہل نکالے۔ جو تمہارے لئے رزق یعنی کہانے اور پینے کا سامان ہین +

ششم - وہ مقام جسمین ستارے ہین جیسے فرمایا

وَجَعَلْنَا فِی السَّمَاءِ بُرُوْجًا وَزَیَّنَّا هَا لِلنَّاظِرِیْنَ

ہفتم - وہ حصہ جوان سب سے اوپر ہے - اور جسمین اللہ تعالے نے بہشتون کو یہ کہا

ہے - کہ ان مشہود ستارون سے اوپر بہی کوئی مقام ہے - جیسے فرمایا -

جَنَّۃٌ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ

## بقیہ اعتراضات تکذیب صفحہ نمبر ۸۲ کا جواب

دوم - "پہاڑ زمین پر میخون کی طرح ٹھوکے گئے"

مصدق - یہہ مشاہدہ ہے - اور ہمنے اسپر ایک مضمون لکھدیا ہے - جو عنقریب

آتا ہے - اسے ضرور پڑہو +

سوم - "سورج کا چشمہ گلی مین ڈوبنا"

مصدق - قرآن مین نہین لکہا +

چہارم - "چاہ بابل مین ہاروت ماروت کا قید ہونا"

مصدق - قرآن مین نہین لکہا - بلکہ چاہ بابل کا کوئی تذکرہ بہی قرآن

مین نہین - ہاروت ماروت کے قید ہونیکا بیان بہی نہین +

پنجم - "چشمہ ہاے دودہ و شہد و شراب کا نمونہ"

مصدق - ہم دنیا مین بھی دیکھتے ہین - تو آپنے اسکا ابطال کیسے تجویز کرلیا

دیکھو مادہ گائے بہینس کا شیر دان - مکہی کا چہتہ - انگور کی چہتریان +

ششم - "سلیمان کے وقت جانورون کا بولنا"

مصدق - یہہ امر بہی قرآن کریم مین نہین آیا جانور تو اب بھی بولتے ہین

اسوقت کی کیا خصوصیت ہے قرآن مین صرف اتنی بات آئی ہے
کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام مَنْطِقُ الطَّیر کو جانتے تھے علم منطق الطیر کو عبرانی
مین وَبْرہَا عَرَف کہتے ہین وَبْر کے معنے بات۔ عَرَف کے معنی
اور یونانی زبان مین اس علم کا نام اُرنی تھولوجیا ہے۔ اُرنیس اور
تھوس کہتے ہین اُڑنے والیکو۔ اور لوجیا کے معنے لغت اور علم کے ہین۔
تاریخ مین جو غالبًا شاہی روزنامچونسے یا الہام سے تیار ہوئی ہے۔
۴ باب ۳۳ ملاحظہ ہو۔

## تکذیب صفحہ نمبر ۸۳ - پر نظر

(۱)۔ "بیت اللہ کی نسبت کہ وہی خانہ خدا ہے"۔

(۲)۔ "چاہ زمزم کی منبع نہر ہائے جنت کے سوتے ہین"۔

(۳)۔ "زمزم دل سے گناہون کے سیاہ داغ دہوتا ہے"۔

(۴)۔ "حجر الاسود کی تعظیم وچومنے سے گناہ معاف وموہنہ پاک ہوتا ہے"۔

(۵)۔ "زیارت مدینے سے دلکی نورانی ہے"۔

(۶)۔ "شق القمر کے سحر آمیز تعلیم"۔

(۷)۔ "عرش کے برابر خدا کا وجود بیان کرنا"۔

**مصدق** - ان امور کا قرآن کریم مین کہین وجود نہین - ذرا مکذب صاحب
دکھا وین - باقی بیت اللہ کی طرف سجدہ کرنا - اسکی طرف سے پہر کر سجدہ کرنا
بلکہ گناہ وخطا ہے - حج وطواف احرام کعبہ عمرہ مین دوڑتے - قربانی اور
شراب کا تذکرہ اسی کتاب مین کرینگے - انشاء اللہ تعالے

تکذیب صفحہ نمبر ۸۴

موسیٰ کو آگ کے سامنے کس نے سجود کرایا ہے۔ اور ابراہیم کا سورج کو کس نے خالق اور رب ٹھرایا ہے۔ آگ چاند سورج اور ستاروں کو خدا ربی کون بتلاتا ہے۔ اور فرشتوں کو رب النوع کون ٹھراتا ہے۔

مصدق۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے کبھی آگ کو سجدہ نہین کیا۔ آؤ کچھ خدا کا خوف کرو۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل توحید کے سردار اور موحدین کے مقتدا تھے۔ سنو! اور ہوش کی کہو۔ یہہ مال و اسباب فانی اور زوال پذیر ہے۔ آخر اسے چھوڑنا ہے۔ سوشیل اصلاحون کی ناجایز تدبیرین تمہین پھندے مین ڈالینگی۔ اور بجائے اسکے کہ تم مذہب کو صرف خیالی سوشیل حالت کی اصلاح کا ذریعہ بنا رہے ہو۔ اور تمہارے دلمین مین اپنے کانون ہنون سے سن چکا ہون کچھ بھی نہین۔ الا ماشاء اللہ۔ یاد رکھو۔ سوشیل اصلاح مین یہہ منافقانہ کارروائی فائدہ نہ دیگی۔ غور کرو۔ اور سنو۔ ابراہیم علیہ السلام سچے اور پکے موحد خدا پرست تھے۔ انکی قوم ستارہ پرست اور سورج پرست تھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سیارہ پرستی کی برائی پر مناظرہ کیا۔ اور کہا۔ کیا یہہ غائب ہونے والی اشیا تمہارے رب ہو سکتی ہین۔ ہرگز نہین رب تو وہ ہو جو ہر وقت ان اشیا کا نگران رہے جنکی پرورش کرتا ہے۔ اور یہہ اشیاء تو غائب ہو جانیوالے ہین۔

دیکھو۔ اس ابراہیمی بحث کے اخیر چند آیتین جنمین صاف لکھا ہے یہہ سارا مناظرہ صرف توحید کے لئے تھا۔ جو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔ ... آگ کو خدا ربی کہنا اس امر کا تذکرہ بھی قرآن کریم مین نہین معلوم نہین ہوا۔

کہ مکذب نے کہاں سے دہوکہا کہایا۔ اور ابراہیمی مناظرہ یہہ ہے۔

فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّي هٰذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ

إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ - إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ

حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ - وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللّٰهِ وَقَدْ

هَدٰىنِ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا وَسِعَ رَبِّي

كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ - وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ

أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ

بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ - اَلَّذِينَ اٰمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولٰئِكَ

لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ - وَتِلْكَ حُجَّتُنَا اٰتَيْنٰهَا إِبْرٰهِيمَ عَلٰى قَوْمِهِ نَرْفَعُ

دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ

فرشتون کو رب النوع کہنا قرآن کریم کا حکم نہین اسلامیون کا اعتقاد نہین

قرآن کریم تو مخلوقات مین کسیکو رب کہنا جایز نہین بتلاتا۔ جیسے فرماتا ہے۔

وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ۔

تکذیب کے صفحہ نمبر ۸۶ مین شخصی بحث ہے جو اس حصہ مین ہم نہین کرتے

یہہ حصہ خالص اسلام کے متعلق ہے۔ تکذیب کے صفحہ نمبر ۸۶ سے نمبر ۹۴ تک

دلچسپ بحث نہین۔ اسلئے اسکا ہم ذکر ہی نہین کرتے۔ البتہ صفحہ نمبر ۹۴

تکذیب کا وہ فٹ نوٹ جسکا خلاصہ یہہ ہے۔ کہ "حسب اعتقاد یہود وعیسای

اسلامتہ بنی اسرائیل کے سوا کسی قوم مین کوئی پیغمبر کتاب لیکر نہین آیا" ذکر

قابل ہے۔ اس اعتقاد کے اثبات مین۔ (اگرچہ مسلمانون کا اعتقاد نہین ہے)

مکذب نے جو اشارہ کیا ہے۔ وہ یہہ تین آئتین ہین۔

**اول**- وَمَا اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿ پ اول- سورۃ رکوع ۱۵

**دوم**- ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ

پ ۵ سورہ ال عمران رکوع

**سوم**- وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا

**مکذب**۔ یاد رکھین کہ ان آیات مین حصر وتخصیص کا کوئی لفظ نہین آیا۔ بلکہ قرآن شریف مین آیا ہے۔

ان من امتہ الا خلا فیھا نذیر۔) (وآن من قریتہ الا خلا فیھا نذیر۔)

## تکذیب صفحہ نمبر ۸۵

"جہانتک مجھے معلوم ہے۔ ممبران آریہ سماج ہمیشہ اخلاق ومحبت کے ساتھہ غیر مذہب والون سے گفتگو کرتے ہین"۔

**تصدق**- منشی صاحب اور کس شخص پر الزام لگائیے کس آریہ کی شکایت کیجئے آپ ہی کا کلام آپکی تکذیب مین آپکے اخلاق کا عمدہ نمونہ ہے جو آپکے رد کو کافی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ ہی مدعی ہین علمی طور پر کہانتک آپ اپنے اصل ہفتم کا تابع ہین "سب سے پریتی پوربک دہرم انسار یتا یوگ برتنا چاہیے"۔ ہان دہرم انسار کا لفظ آپکے بچاؤ کی اچھی سپر ہے۔ **غور کرو**۔ اور اپنے اخلاق کی خوبی دیکھو۔

تکذیب صفحہ نمبر ۳۳

"بسا پنڈت و مولوی پادری :: بناحق شماتت شدہ مفتری"

اللہ تعالے آپکو فہم عطا کرے آپنے کن ہاتھوں سے یہہ سطر لکھہ ماری ہے -

تکذیب صفحہ نمبر ۳۶ مین ہے "خدائے محمد یان بے علم نا فہم - دھوکہ باز - فریبی - حیلہ پرداز ہے"

ہمارا خدا کون ہے - وہی جسکا نام الرحمن الرحیم ہے رب العلمین اور مالک یوم الدین ہے - وہی القدوس السلام المومن المھیمن - الخالق الرزاق العلیم الحکیم ذوالجلال والاکرام - وہی جسنے آسمان اور سورج اور چاند اور ہزارون ہزار کرے اور سب کچھ بنایا منشی صاحب آپکے اخلاق اور آپکی محبت بھری گفتگو کا فیصلہ آپکی کانشنس پر نہین چھوڑ سکتا - آپ اپنے اور کسی آریہ سے ہی پوچھ لین یہہ تو آپکی جنکو ریفارمری کا دعوے ہے - برتاؤ کا نمونہ تھا والا جو کچھ مینے آریہ صاحبان کا سلوک اپنے استاد کیسا تھہ اسکی شہادت دون - تو منصف - سننے والے کے رونگٹے کہڑے ہو جاوین مگر مین اپنا اشکو بثی و حزنی الے اللہ اپنی پریشانی اور دکھہ کو صرف اللہ کے آگے بیان کرتا ہون اور کہتا ہون - اللہ تعالے آپ ہی میرا اور میرے عیال کا حافظ و ناصر ہو - اور ہماری حفاظت مین صرف اپنے رحم کو کام مین لاوے - آمین

تکذیب صفحہ نمبر ۹۹

"نمونہ کے طور پر کچھہ اختلاف دکہاتا ہون"

مصدق - منشی مکذب ! - قرآن نے اپنی راستی سچائی اور قرآن کے منجانب اللہ ہونیکے دلائل مین یہہ دلیل بہی دی ہے - کہ اسمین اختلاف نہین جیسے فرمایا

لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا کیا معنی اگر قرآن کریم اللہ تعالے کیطرف سے اور اس علیم وخبیر کی کلام نہوتا۔ تو اسمین بہت ہی اختلاف ہوتا۔ حالانکہ اسمین ایک ذرہ بہر بہی اختلاف نہین ہے۔

**تکذیب !**۔ آپنے توریت شریف اور انجیل شریف کے اختلافات جسقدر ارقام کئے ہین انکا جواب اسوقت مین نہین دیتا۔ کیونکہ آپنے بالتخصیص ہمسے جواب طلب کیا ہے۔ عیسائیون کے متعلق اعتراض کا جواب عیسائی دینگے۔ دیکہو صفحہ ۸ تکذیب اور تکذیب صفحہ نمبر ۸۵۔ اپنے اختلافات کے بیان کرنے سترہ نمبر اختلافات کے بیان کئے ہین انمین صرف نمبر ۳۔ اور نمبر ۱۵۔ اور نمبر ۱۶۔ اور نمبر ۱۷۔ پانچ اختلاف قرآن کریم کے متعلق ہین۔ نمبر ۳۔ جب خاوند چاہے طلاق دے سکتا ہے (یہہ پہلا اختلاف ہے)۔

**اول**۔ قرآن مین یہہ حکم نہین۔ رکوع یا آیت کا پتہ دیجئے۔ علے العموم خاوند جب چاہے عورت کو طلاق دیدے۔ یہہ قرآن کا حکم نہین۔ ہان یہہ حکم اگر کچہہ شرایط کے ساتھ ہو تو جدا امر ہے۔

**دوم**۔ اگر مان لین۔ کہ قرآن مین یہہ حکم ہے۔ تو اسمین اختلاف کیا ہوا۔ یہہ تو ایک حکم ہوا اسکا مخالف حکم کہان ہے ؟

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا

خیال کرو۔ خاوندون کو بی بیون کے ساتھہ کس حکمت کے ساتھ عمدہ نباہ کا حکم ہوتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ اگر کسی اتفاق سے بی بی مکروہ بہی لگے۔ تو بہی پسندیدہ

سلوک کرو اسکا بدلہ اللہ تعالے بہت ہی بہت بہتر ہی ان بی بیون مین رہکے کو
غور کرو قرآن ماننے والا خدا کے وعدون کو سچ یقین کرنے والا اس امید پر بری
سے بُری بی بی کے ساتہہ بہی کتنا سلوک کریگا - قرآن نے دوہی صورتین طلاق کے جواز کے لئے رکہی ہین اور ان
دونون صورتون مین طلاق کا ہونا کمال حکمت پر مبنی ہے کیونکہ وہ دونون صورتین اصل
نشا نکاح کے خلاف ہین اول زنا جیسے فرمایا -

وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ اِلَّا اَنْ يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ
وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ

دوم - بدچلنی - اور باہمی جہگڑا - اور فساد منزل - لاکن اسمین بہی پہلے مصالحت
کی تمام تدابیر کی جاوین - تب طلاق دین جیسے فرمایا

وَالّٰتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ
فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا
حَكَمًا مِنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِنْ اَهْلِهَا اِنْ يُرِيدَا اِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا

سوم - طلاق دینے پر ایک زبردست جرمانہ رکہا ہے -

وَاِنْ اَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا
فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا اَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَاِثْمًا مُبِينًا وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ
اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا -

چہارم - یہہ حکم جسکو مکذب نے لکہا ہے - غالباً اس صورت مین ہے - جہان میان
بی بی مین خلوت ہی نہین ہوئی - گویا نکاح ہی پورا نہین ہوا - ہمارے مولانا
جناب مولوی ابوسعید صاحب نے اشاعۃ السنۃ مین ان مسائل پر مفصل کلام کیا ہے

افسوس پاس سفر مین وہ پرچے پاس نہین - ناظرین انکو ضرور ملاحظہ کرین -

**مکذب** - اختلاف نمبر ۱۳ شراب کی حرمت "-

**مصدق** - شراب کی حرمت کا قرآن مین حکم ہے - اور اسپر سخت مانعت ہے پہر اسمین اختلاف کیا ہوا - اختلاف تب ہوتا - کہ کہین قرآن مین شراب کی حلت ہوتی - اور کہین حرمت صرف اسمین اختلاف کیا ہوا - غور کرو -

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۤءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

ایک ہمارے پرانے دوست نے جسکو اب ہم سے کچہہ ایسا تعلق نہین رہا - اور معلوم نہین ہوسکتا - کہ کیون - مگر یہہ کہ اسکے جلیس ہی ہمسے ناخوش ہین ایکدفعہ سوال کیا شراب کی نسبت صریح لفظ حرمت بہی موجود ہے ؟ - مینے اسکے آگے پہلی آیت متذکرہ بیان کی الا اسکو انکار رہا - اور کہا کہ صریح حرمت ہو تو مانونگا - خاکسار نے اسسے عرض کیا صریح لفظ حرام بہی قرآن مین ہے -

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ ۝

ترجمہ - بے ریب شراب اور قمار بازی اور بت پرستی اور بدشگنی کا ماننا شیطانی ناپاک باتین ہین - انسے بچے رہو تو کہ نجات پاؤ شیطان کا تو منشا ہی ہے - کہ شراب اور قمار کے باعث آپسمین تمہاری عداوت و بغض پیدا ہو - اور تمہین الٰہی یاد اور نماز سے اس بہانے ... پس اب بہی ان بری باتون سے رکوگے کہ نہین اور فرمانبردار رہو اللہ و رسول کے اور نافرمانی سے خوف رکہو - اگر پہر جاؤنگے تو جان رکہو ہمارے رسول کے ذمہ تو اتنا ہی تہا کہ اسنے کہول کر سنا دیا ۔ لوگ تجہسے پوچہتے ہین شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے تو کہدے ان دونون مین بڑی بدی ہے - اور یہہ دونون بڑے اثم ہین

اس آیت شریف سے ثابت ہوا۔ شراب مین اثم ہے ۔ اور بڑا اثم ہے۔ اب اثم کا

حکم سنو۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ

الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

ذرہ غور کرو شراب کی ممانعت کس زور سے فرمائی ہے

## تکذیب صفحہ نمبر ۱۰۰

**مکذب براہین۔** اختلاف نمبر ۵ عام مسلمانون کے لئے چار چار۔ اور محمد صاحب کو

بلکہ لاانتہا قرآن سورہ احزاب ۔

**مصدق** منشی صاحب! ۔ آپکی عربی دانی کا مین قائل ہو جاتا

اگر بنام خدا سورہ احزاب وغیرہ مین سے نو اور گیارہ ۔ اور اٹھارہ ۔ اور لا انتہا

کا حکم نکالدو ۔ آپکے لاانتہا کہنے کی راستی سورہ احزاب کی آیت ذیل سے ظاہر

وَلَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاۤءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ

حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ

سورہ احزاب کی اس آیت سے تو آپکا لاانتہا کہنا بالکل غلط معلوم ہوتا ہے

**مکذب براہین** کے نزدیک نمبر ۱۶ ۔ اور نمبر ۱۷ امین قرآنی اختلاف ہے

سلہ ۔ تو کہہ ہر ایک ظاہری اور باطنی بیحیائی کو اور اثم و ناحق کی بغاوت اور شرک کو جس کی سند میرے اللہ نے حرام کر

کوئی ثبوت کی وجہ نہین بتائی اور اس امر کو کہ خدا پر ایسی باتین بناؤ جنکا تمکو علم نہین ۔ میرے

سلہ ۔ ان بی بیون کے بعد تجھے کوئی بی بی حلال نہین ۔ اور نہ یہہ امر تجھے جائز ہے کہ انکے بدلے اور

بنالے اگرچہ تجھے کیسی پسند آوین مگر وہی عورتین جنکا تو مالک ہو چکا ۔

بیت المقدس کی طرف سجدہ کرو۔ مکہ کی طرف سجدہ کرو۔ پہلا حکم منسوخ ہوا؟

منشی صاحب کہین تو فطرت وعقل سے بہی کام لیا ہوتا۔ کیا کرتے ہو۔ کہان قرآن مین لکہا ہے کہ بیت المقدس کیطرف سجدہ کرو۔ اور نہ قرآن مین لکہا ہے کہ یہہ حکم منسوخ ہوا۔ قرآن مین کہین نہین لکہا کہ بیت المقدس کیطرف سجدہ کرو۔ اصل بات یہہ ہے۔ کہ ہر ایک مذہب مین دو قسم کے احکام ہوا کرتے ہین۔ چاہے یہہ تقسیم عرفًا اور رسمًا ہو جاوے۔ چاہے حکمًا۔ ایک قسم کے احکام مین ایک مذہب کا آدمی اگر دوسرے مذہب مین چلا جاوے تو عام طور پر وہ بدنام نہین ہوتا۔ مثلًا کوئی ہندو زکوۃ دیا کرے۔ یا کوئی مسلمان علے الصباح خواہ مخواہ ضروری نہالے۔ یا موچہین بڑہالے۔ تو اپنی قوم سے علے العموم علیحدہ نہین ہوجاتا۔ اور دوسری قسم کے وہ احکام جنکے کرنے سے جہٹ ایک قوم سے الگ اور دوسری مین شامل سمجہا جاتا ہے۔ مثلًا کوئی مرتد مسلمان عام مجلس مین نعوذ باللہ سور کہالے۔ یا کوئی آریہ کہلاکر ہماری نماز کی جماعت مین شامل ہوجاوے۔ اللہ تعالے نے رسول اللہ کے خالص احباب الگ کرنے کو ابتداءً جب آپکے حضور اکثر عرب آتے تہے۔ اور مکہ کو قبلہ مانتے تہے بیت المقدس کو قبلہ بنایا تہا۔ مگر وہ حکم قرآن مین موجود نہین۔ جب مدینہ مین تشریف لیگئے اور یہود ونصارے سے سابقہ پڑا تو مکہ کو قبلہ ٹہرایا۔

## نظم در مدح تصدیق البراہین از سید حامد شاہ صاحب اہلمد معافیات ضلع سیالکوٹ جس کے ہر ایک کے ابتدائی حرف کے اعداد جمع کرنے سے ۱۸۹۰ء برآمد ہوتا ہے

| | |
|---|---|
| کہاں ہے طالب صادق کہاں ہے | صداقت کے لئے جو نیم جان ہے |
| کہاں ہے راستی کا جو ہے بھوکا | تلاش راست بازی مین دوان ہے |
| صراط مستقیم حق کا جو یان | کدہر ہے کس طرف کو اب روان ہے |
| سپاس و حمد رب العلمین ہے | کہ جو بندون پہ اپنے مہربان ہے |
| وہ خود ناصر ہے دین احمدی کا | مخالف ٹھہرے یہہ طاقت کہان ہے |
| محبون کو بشارت ہے بشارت | مبارک ہو یہہ برکت کا سمان ہے |
| پکارو چوٹ ڈنکے کی عزیزو | سنا دو سب کو جو پیر و جوان ہے |
| کہ پہلی جلد تصدیق البراہین | نکل کر راہ بنا سے گمرہان ہے |
| کلام صدق پھیلا ہے جہان مین | بطالت کوئی دن کی میہمان ہے |
| تکذیب ہین کہان تصدیق دیکھین | ذرا جاگین کہ سوتے مین زیان ہے |
| بہت ہی شوخیان حق سے ہوئی ہین | نگہبان حق کا خود حق ہے عیان ہے |
| صداقت منصفون سے داد لے گی | عجب تصدیق کا طرز بیان ہے |
| ذرا تکذیب کو رکھ کر مقابل | بتائین کون ان مین بد زبان ہے |
| اودہر تلخی ادھر شیرین زبانی | عوض مین بد کے کیا نیکی عیان ہے |
| ادب سیکھے ذرا وہ طفل مکتب | بزرگون سے جو کرتا شوخیان ہے |
| بتاوے گی اُسے تحریر تصدیق | مصنف اس کا کیا رطب اللسان ہے |
| فضولی سے نہین ہرگز سرو کار | دلائل اور حقیقت کا بیان ہے |
| وہی سمجھے گا قدر ان موتیون کی | ہدایت جس کے سینے مین نہان ہے |
| نہین تعریف کرنے کی غرض کچھ | صداقت خود بخود یان مدح خوان ہے |
| خزانہ ہے صداقت کا ہے قرآن | یہہ دنیا کو جتانا یہ گمان ہے |

+ مصنف کو دعا دیتا ہے حامد +
+ کہے آمین جو مشتاق جنان ہے +

# سال تاریخ آن

نتیجہ طبع فیض بزم افسرور محفل دین وری نیک نہادی

میرزا شیر احمد جلال آبادی است

در مطبع کوہ نور لاہور طبع شد





بسم الله الرحمن الرحیم

ای صبا بر مژدهٔ خوش در جنابِ شهریار
بلکه بر جملهٔ مسلمانانِ هر شهر و دیار

آنکه از لطفِ خدا و پرتوِ دینِ نبی
در مددگاریِ اقبالِ شهِ عالی تبار

هم بحسنِ مردمی و تدبیرِ سالارِ سپاه
در کمالِ سعی و جهدِ لشکرِ نصرت شعار

خطهٔ کفارِ کاموزی و کستوری که بود
در صعوبت صعب‌تر از صد دژ رویین حصار

در سلف تا حال مقدورے بتسخیرش نیافت
هیچ یک از پادشاهان و سلاطینِ کبار

این زمان از جلوهٔ تیغِ شهِ کشورستان
آن سکندر شوکت و دارا حشم گردون وقار

فتح گردید و تمامی کافرستان یکقلم
پادشاهِ مسلمین را شد بزیر قیتدار

یافت احکامِ مسلمانی و دین در وی رواج
سوخت کل بتخانه و بتهائے کافرها بنار

شرحِ این اجمال تطویل است لیکن طبع را
هست میلے تا کند انشا برسمِ اختصار

شاهِ گردون فر عدالت گسترِ روشن ضمیر
محفل افروزِ خلافت خسروِ جم اقتدار

مسند آرائے سریر دولت اسلامیان — حامی دین نبی و بندۂ پروردگا

برق شمشیرش چو خورشید جہان آفاق گیر — دولت قاچار و روس از ضرب تیغش در گداز

پادشاہ غازی و دین پرور و نصفت جو — گردن افرازان گیتی بر درش خدمتگذا

آن شہنشاہ معظم عبد الرحمن خان کہ ہست — سطوت او در میان ربع مسکون آشکا

چون بود راغب ہمیشہ ہمت والائے او — سوئے استیصال اہل بدعت و تو

کرد ارشاد سپہ سالار اول را کہ وے — کافرستان را کند چون بوستان خالی ز

آن سپہدار یکہ نام اوست با مردانگی — شہرہ از کابل زمین تا ملک ہندوستان

مسکنش چرخ و غلام حیدرش اسم نکو — در دلیری و شجاعت بیمثال روزگا

شد روان سالار لشکر با سپاہ رزمجوے — عزم او بربست سوئے منزل مقصو

خضر لطف ایزدی گردید او را رہنمون — سید دین اندرین عزمش معاون گشت

رایت منصورہ از سمار چون آمد بہ باو — شد در آنجا استقامت چند روزے قط

کرد پیغام از برائے فرقہ ہائے کافران — مشتمل بر دعوت اسلام و حکم شہ

تا بیایند و سر اندر خط فرمان آورند — وانگہان گیرند خوش در مہد آسائش

گمرہانے چند گردیدند حاضر پیش او — آنکہ در اقوام خود بودند صاحب اعتبا

کرد آنها را بدلجوئی الفت استمال
ساخت از انعام خلعت جمله منت گذار

گفت آنها را میارید این بیگان بے شود
در قبولِ دعوتِ اسلام تعویق و مدار

بر رضای خاطر ار کردید ایمان را قبول
میشوید ایمن ز قتل و ورکشاکش زینگار

ورنه این فوجِ ظفر موجے که اینجا حاضر است
می کشد با لطفِ حق از جمله کافر ہا دمار

در جواب آنها به سالار سپه کردند عرض
گر قبولِ حکمِ شاہی نیست ما را اعتذار

لیک باید مہلتے تا ما درین مشورت شویم
با ہمه اقوام خویش و اہلِ خود ہا مستشار

وعدهٔ باز آمدن کردند و رخصت یافتند
از حضورِ میرِ لشکر آن گروهِ نابکار

مدتِ معهود چون بگذشت عذر و خلاف
کافران اشد به پیمان و مواعید آشکار

بعد ازان سالارِ لشکر عازمِ برکوت شد
بلکه زانجا ہم قدم بنهاد پیش از بهرِ کار

چون سپه‌سالار با وصفِ شجاعتهای خود
شخص با فرہنگ و تدبیر است مردِ ہوشیار

می کند ز آغاز ہر کارے بانجامش نظر
دور اندیشی است خویش در امورِ روزگار

بعدِ راه و رفعتِ کوہها و موجِ آبِ بحر
تنگیِ ہر دره و دشواریِ ہر کوهسار

چون مراو را در نظر آمد بحیرت شد فرو
کاندرینجا نیست لشکر را مجالِ کارزار

کافران در گوشهٔ ہر کوہ بل از جنگ آورند
غازیان را کے شود ممکن عبور زین کنار

کرد تدبیرے چند اشخاص را از اہلِ کفر

یک طرف میزد با آنہا حرفِ خوف و رجا

از رہِ حکمت باستصواب رائے با صواب

لیک قائم شد کہ در پذرفتنِ فرمانِ شاہ

کافران گفتند مارا چون رعایائے ہنود

در مسلمانی با مطلق ترا در خاطر است

بارِ اسلام ار بدوش ما نہند از پی بزور

جزیہ و باج آنچہ بر ما می نہی منظورِ ماست

در قبولِ ما تقیت نیست بہرِ امتحان

تا بہ استعداد و ملک و مال ما علم آورند

میرِ لشکر داشت مطلب ہا بتبدیلِ رسول

زان سبب در حال بفرستاد با آن گمرہان

گر ترا اسم فرستادہ نباشد ہمرہن

خود بہ برکوت آمد و با فوج و لشکر شد مقیم

خواند پیشِ خود وزیرِ کلہنی یکے و دو سہ چار

وز دگر جانب باجے از سرکے جمعی بکار

در قبولِ دین گروہِ کفر را داد اختیار

نیستم جز طاعت آوردن شما را واگزار

در حساب آورید آن محکومِ حکمِ شہریار

خانہ ہائے خویش سوزیم و شویم آنگہ فرار

انقیادِ حکمِ شاہی نیست بر ما ناگوار

لیک نبود جائے لشکر اندرین ملک و دیار

یک دو کس را از حضورِ خویش باہا گار

ہم کنیم آنجا وجوہِ باجِ خود ہا را

زین سخن از رشتۂ مقصد بدست

سوئے کفرستان دو مرد با شعور

ہست نامش حاجی احمد جان حکیم
(ساکن پشاور)

کرد آنجا تا بوقتِ یک دو سہ ماہ

چون رسولان آمدند اندر کلفت دوری راه
قصه‌ها سر کردند و گفتند آنکه بس رنج و تعب
گفت سالارِ سپه اکنون تظاهر میکنیم
منتظر باشیم تا وقتے که برف افتد بکوه
زین حقائق نامه سوئے بارگاه خسروی
رائے او را شاهِ گیتی شد مقرونِ صلاح
زمرهٔ کفّار باجِ خویش را در چند روز
بود پیوسته سپه سالار با آن طائفه
در سخن از صیقلِ وعظ و نصیحت دمبدم
هیچ تاثیرے نکردند اما نصیحتهای او
بارها سالار گفت آن زمرهٔ مردود را
یا کلان و معتبر یا بوده در کندیِ ملک
لیکن از غدر و حیل آن بد نهادان پیش او
مدتے ماهِ کامل رهبری کردو بدا

ور درشتی و بلندیِ جبالِ بے شمار
بُرده باید تا عروسِ مطلب آید در کنار
اکتفا بر باجِ این کفّارِ زشتِ نابکار
بسته کرده هر طرف بر روئے شان راه فرار
کرد ارسال و ز تلوّناتِ خاطر شد فگار
در کفش بنهاد یعنی زمامِ اختیار
جمع کردند و بیاوردند تعدادش هزار
بر طریقِ مهر و دلجوئی و الطاف و مدار
می ربود از مراتِ دلهاے آن خوکان غبار
کے اثر دارد کلامِ وعظ در گوشِ حمار
گر شما هر کس که در قوم است صاحب اعتبار
جملگی با اتّفاق آئید نزدم یکدو بار
می نیامد از کلان و معتبر پنج و چار
خلعت و انعام و نعمت کافران را ابتیار



چون سراسر بود قول و فعلِ شان کذب و دروغ

لشکرِ نصرت اثر را دیدشان و حاضری

خواست از اطرافِ اسمار و گزده صد نفر

اندرین اثنا بپیش کافران با نیت کس

گفت سالار آن منافق کہ بدنامش و تا

غیر شیطانت نشد ظاهر دگر چیز از شما

کن ز جمعِ خویش کمتر اکفرستان روان

یک نفر را از جماعت کرد تخصیص و نمود

کافر چندی کہ دشتی بود چند از خواص

اندران حین از مسلمانی شرافت یافتند

بعد اسلام آوری سالار آنہا را گماشت

غازیان را حکم داد و گفت ہنگام عشا

افسر و سایر بیکبار و جریده پر سلاح

ہمچو دیگر لشکری خود ہم پیاده شد روان

لاجرم سالار ہم بنمود باقی اصطبار

ہر سپاہی را نمود ارشادِ جنگ و کار

آوردن چپت و جرّاره تفنگ و تیغ

در رسید از کافرستان و بدام آمد ز کار

از سوئے ہمن ہسنغوی شد شمار ابار

پس مرا باید کہ تا سازم شمار اغوار

گر نزولِ غازیان آنجا نماید است

دیگران را باد تا محبوس تا انجام کار

حلقۂ طاعت بگوش افگنده ہمچون گو

ہمگنان گشتند از کفر و ضلالت تو

رو طلبد با لشکر فیروزی و نصرت

از کنار راه دریا و زمین و ہم

حملہ چون شیران برند از چار اطراف

زانکہ رفتی شو ناممکن و ران وادی

اول آخر جمادی بود و تاریکی شب
در مقابل کوه و کوتلهائی بس دشوار بود
جابجا در فوق کوتلها دهات کافران
از ورود غازیان آگاه گردیدند زود
لشکر اسلام چون چیتا در دنبال صید
قتل نمودند لیکن اکثر از چنگال شان
همچنین سه روز و شب بهر قتال کافران
در گل و سماریت و نصرت گل و گم و بامیر و دیش
در سه روز آمد بقبضه ضبط سالار سپاه
روز چارم فوج لشکر سوی شهر کاندیش
در اماکن آتشی افروختند و با عیال
تا شد این هر دو شهر کافرستان و دهات
مال شان تاراج لشکر گشت و هنگام گریز
دره نهیه مفروریان اندر مقام منده گل

کز اقامت گاه خود رحلت نمود آن شهسوار
قطع ره نموده شد از شام تا نصف نهار
بود هم در گوشه ها کاشانه هائے بالدار
خانمان را آتش افگندند و رواندر فرار
از عقب رفتند و بعضے را به تیغ آبدار
بر جهیدند و نهان گشتند در هر کوه و غار
غازیان کردند جهد و کوشش مردانه وار
در دمر و جنجو و زید و بیتی گل و دهات نامدار
بس غنا و نمشنه و نمیسان فوج تاراج و نثار
اهل آنجا هم نیاوردند تاب اضطرار
متفق با اهل گستوزی شدند از جا فرار
اهل او قتل و هلاک و خسته و خاطر فگار
از تفنگ غازیان بس دو زن شد جان سپار
مجتمع گشتند و افشردند پا مسمار وار

بلکہ پس کفّار کان تو زہی با ستمداد شان
راہ واز سمت دریا ضیق ہمچون تنگنائی
سالک اندیشہ اگذشتن از وے بس محال
کافران جزم کہ اینجا گرد و الک نازہی رسید
چونکہ سالار ہست در عقل و شجاعت بےنظیر
انتظامے کرد تا در اینچنین خائیف محل
از خدا یاری طلب کرد و بجنگ آن گروہ
در کنارِ کوہ جمعی را مقرّر کرد نیز
جنگ قایم شد و ساعت در تفنگِ غازیان
ساعتِ سیوم بسنگرہاے شان اہل جہاد
قومِ کافر شکستِ فاحش افتاد و بسے
باقیے بگریخت و ہر یک با دگر میگفت غاش
مُندہ کل ہم در تصرّف شد سپہ سالار را
کافران از بادۂ نخوتِ بسے بودند مست

آمدند و جمع گردیدند تخمین شش ہزار
در دو سوئے او دو کوہ صعب حائل چون حصار
ہم جنودِ و ہم رہ مشکل در انجا رہگذار
کے کنند اقدام سوے ما بدین روشین جدار
نیست ہمتاب مصافش رستم و اسفندیار
فوج را بیجا ز چشمِ بد نماید انکسار
دستۂ فوجی ز پیش رو فرستاد آشکار
تا شوند از گوشۂ دیگر بر ایشان حملہ آر
بر سرِ کفّار مے بارید بارانِ شرار
حملہ آوردند چون بازان بکبکِ کوہسار
کشتہ و مردار شد چندانکہ نامد در شمار
تاب جنگِ شیر کے دارد شغالِ جی
از قدومِ غازیان رونق گرفتہ آن نگ
یافتند آخر ازو دردسر و رنجِ خم

از مقام منده گان هم چون لقمهٔ لذیذی
عرصه تنگ آمد بر ایشان و شهر معدوم شد
کفر و گمراهی بر آنها تلخ شد یا شد زهر
لاجرم هر فرقه بهرِ خود وسائل ساختند
جملگی پیغامها کردند با عجز و نیاز
ما پشیمانیم و تقصیرات ما را کن معاف
گفت سالار سپه با حاملانِ آن پیام
هر که می‌آید با طمینان بیاید پیش من
زین تسلی و بشارت کافران اکثر شدند
قصت کس اول تنه داؤد پتی کل رسید
آن کشیش و بیست کافر همرهِ او کشته بود
(کافران تنجانه) آمد پیام از کافرانِ کان تو ز
گرد تا دیب را حاجت نداریم و ز دل
مسلمانان گروهے را پے تعلیمِ دین
ریخت نخل فتنه جمعیت شان برگ و بار
ابتر و شتر گر دیدند بس خوار و زار
علم شان آمد کیا ایمانست شهد خوشگوار
قوم تنجان را که می‌بودند در قرب و جوار
کرد قبولِ دین و ایمان نیست ما را ننگ و عار
گرچه ما هستیم پس در خدمتِ تو شرمسار
کز سوی من هست من عامِ بر اهلِ کفار
جز مسلمانی و طاعت نیست بر وی هیچ بار
رغبت اندر خدمتِ سالار با عز و وقار
با زن و فرزند آورد ایمان مرد وار
قبل ازین احوال در جمعِ مسلمانان قطار
آنکه ما را نیست شوقِ سر کشیدن چون چنار
طاعت و اسلام می‌آریم بے پیر و مدار
کن مقرر از حضورِ خود باین ملک و دیار

تا کہ از تعلیم آنہا جملہ ایمان آوریم
مسجد سازیم و ہم بتخانہ را ویران کنیم
در جواب این سخن سالار دشمن گفت
قول تان گر صدق باشد لائق تحسین بود
اعتماد آنگہ بگفتار شما آید مرا
بر طریق یرغمال آیند پیش من
آن پیام آوردگان کردند عرض و التماس
اقسقالان و کلانان دہات ما ہمہ
بمعنے ملک
قاصدان قند پیشکان توز و ہفتہ
متصل از قوم کاموزی کلانہا آمدند
در گذشت از جرم شان سالار با فرہنگ و ہوش
رہنمون کردند ایشان را کہ با اہل و عیال
در سرور چند یومے قوم کاموزی ہمہ
آمدند و مرد و زن از کفر خود تائب شدند

از جوان تا پیر و از مرد و زن و طفل کبار
در سرک منظور باشد نیز داریم فتح
شاید اقبال و سعادت مر شما را گشت یار
لیک نتوان این سخنہا شد قرین اعتبار
گر شما ہر کس بود شخص کلان و مرد کار
تا فرستم بعد ازان در ملک تان آموزگار
آنکہ تا یک ہفتہ لشکر را ہمہ ملک با میار
میشوند اینجا بہ پیش تو حضور انجتبار
داشت سالار بہادر سوئے آنہا انتظار
در سپہ سالار ما جستند امن زینہار
کرد آنہا را باستدعائے خاطر کامگار
پس بیائید و کنید اندر دیار
نیز کستوری تمامی از کبار تا صغار
در رہ اسلام بنہادند گردن زیر بار

از مفارق ها تراشیدند موی کفر را — یافت فرقِ جمله از تاجِ مسلمانی نگار

کافران مُنده کل هم از قبیلِ دیگران — درخطِ اسلام گرویدند و غُل نقطه وار

چار سگے بود مر کفار را در کام دیش — مانی و گیش و مری عمرابتان نابدار

(مانی بمعنی پیغمبر، گیش بمعنی یزید، مری بمعنی نذر، عمر بمعنی خدا)

پاره و بشکسته گردیدند با گرزِ قوی — هر چهار ش ش در حضورِ این فقیرِ خاکسار

زان طرف آمد چهل کس معتبر از کانِ توز — بر همان پیمان که سابق کرده بودند استوار

شمعِ ایمان در شبستانِ قلوب افروختند — وانگهے سالارِ باز انجگی بہی و چهار

در حضورِ خود برسمِ یرغمل معطل نمود — وان دگر ها را مرخص کرد پس سوی دیار

هم فرستاد از حضورِ خویش با آن طائفه — آن حکیمِ با خبر را باز اینجا بهرِ کار

(که عبارت از حاجی احمد خان حکیم است)

در میانِ لشکرِ اسلام ما او برگماشت — دو صد و پنجاه جوانانِ دلیرِ ورشد دار

شیرخان قوم ختک هم مولوی محمد حسن — وانهمه گشتند باهم متفقِ منزل سپار

در حدود و کاته کل یعنی بملکِ کان توز — چون قدم بگذاشتند آن افسرانِ پخته کار

کب ایمائے سپه سالار در اجرائے دین — ده بده سیار گردیدند مانند تجار

در مقامات پرستام و چپنی و اوله گل — شد گل و بدموک و پیروک و پنجائے نگار

(پرستام، چپنی، اوله گل: نام ده)

نیزه ور پرا و ایپسی و پشور و ترکه تال — تا پسی کام و دگر اطرافِ آن ملک و دیار

(نیزه ور، پرا، ایپسی، پشور، ترکه تال: نام ده)

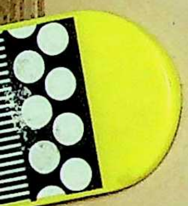
(پسی کام: نام ده که در آخر ادره کانتور واقع است)

اہل ہر دہ را بسلمانی و دین آمد خوشند
ہر قدر بتخانہ بود آنجا درو آتش زدند
تا مزار احمدی کیوانہ رہ پیما شدند
خدمت شایستۂ ور دین و دولت کرد ازان
وزبرائے انتظام کاتہ کل یک مرتبہ
گشت مسجد ہا بنا در جائے آن بتخانہ ہا
مومنان اصوات خوش کردند در آذان بلند
کاتہ کل چون ضبط شد ہم مسلک او کردید چیم
از ظہور این عطائے ایزدی ہر بندہ شد
از تفنگ و خنجر و تیر و کمان شمشیر و توب
زانکہ زنبور و عقارب ایو کشتن ضرو
این طرف الف اکا آمد ذکر شان در سابق
فرقہ کفار وابا و نشا رایش از ین
نیر بار طاعت آورد کہ آنجا ہمچنان

ہر کہ بود از مرد و زن خورد و کلان تا بر فرد
از شرار نار شد ہر بتکدہ چون شعلہ
کان محل با کوہ بتخان بر چشتان
شد بسبب خورسند سالار ازسکی
رفت سالار سپہ ذیز تا آن
تازہ شد نخل شریعت چون گل از
ہمچو گلبانگ و نوائے بلبلان
شد جامیش و اسیورش چپار دون
نغمہ سنج حمد چون قمری بسر
ہر چہ بود آنجا تمامی را گرفت آن
در کشتن صرفہ کردی لا جرم
شہر یار ماجدید افگند در
با ارنش و ودا ہی شنیا و کمیم و کین
دین اسلام ست جاری ہمچو آب

کار کفرستان چو بر حسب تمنا شد تمام
خواست از انہا پے تعلیم در مکتب گماشت
عالمان ہمراه اماند در ہر ده که تا آن دیگران
چند اشخاص خلل انگیز مفسد را نمود
شد سر کاری ز دہشی تا به آنچه کان تور
ملیتو و اجر الے ربیعے بدخشان مختصر
بود این تدبیرہائے نیک از شاه جہان
کام و گشتا کاته و ما تعداد نفوس
کام کاموزی بود گشتا بدان کستور را
بالمساوی آن دگر اقوام را گویند خلق
این ہمه کفار چون در زیر طاعت آمدند
لیک فرمائے کوہستان لمقان و تگاب
لشکرے از جانب غربی مقرر گشته بود
چون سپه سالار فارغ شد ز کار این سواد

یکصد و چل تن کلان تر زادگان را با شمار
تا ز دین آگه شوند و عالم و پرہیزگار
در مسلمانی بسر آرند عمر مستعار
بہر رفع شر ہر شخص جانب دار البوار
راه شد آماده از بہر پیاده ہم سوار
از عنایتہا و فضل کامل پرودگار
آن سپہدارش بدستور العمل میکرد کار
در قلم آمد ز مرد و زن تمامی ده ہزار
منده کل ہا بلفظ کافری ابے وستار
گر چه من ناوردمش در قید کلک مشکبار
کافرستان فتح شد کلی ز لطف کردگار
بود باقی گر برائے آن ز سوئے شہریار
تا که آنان ہم شوند از نور ایمان فیض دار
کوفت سرہائے گروه کفر اینجا را چو مار



اندران ایام فتح آمد از ملتان خبر
تا به اسکند و ہمو و بحراپس باندول
دره پوسال و هیلو نیز کهسار شکر
پایمال لشکر اسلام شد آن جملگی
واصل نار جہنم گشت زانہا اکثری
کافران سمت ملتان و نکاب و نخشیر
خو نماند انجا دگر ملک و دیار کافری
با چنین اعمال خیر و کار نیکو تا قیام
شکر ایزد را که این اقوام کفار کثیر
این خبیثان گرچه در فوق جبال مرتفع
درمیان بیشه ها بودند ساکن بہر آن
از خدا یاغی و از پیغمبر او بے خبر
هر کجا می یافتند اسلامیان را بے دریغ
از هزاران سال بل از وقت آدم تا کنون

کاندرین اطراف از چمبا و نورپور و بہار
هم کراج و بلہ و گل نیلات با گلم و دیار
وانچه انجا بود قوم کافران سپه کار
از عطائے خالق و اقبال شاه بختیار
باقیش از قتل شد با شرط ایمان رستگار
چونکه در قبض و تصرف آمدند این کہسار
پس یقیناً فتح شد کل کافرستان این کار
یا دیار بادشاه ما را عمر و دولت پائدار
یکسره منقاد گشتند و ز ایمان بہره دار
کز بلندی همسری دارند با نیلی حصار
کز حوادث امن باشند و ز آفت برکنار
کفر و شرک و بت پرستی بود آنہا را شعار
قتل میکردند که در ظاهر و گه آشکار
هیچکس از اولیا یا خسروان نامدار

بهر تادیب و قتالِ این گروهِ مشرکین
سوئے این وادی قدم بنهاده بهر الملاک حال

بود بفضلِ ایزدی یمنِ دینِ احمدی
کافرستان شد گلستان از قدومِ مؤمنان

هرچه از بتخانه و بت بود بشکست و بسوخت
کس بکرده اینچنین اکبر غزا با کافران

حیدرِ کرّار چون کرده جهاد بیحساب
نصیر و سعی نیکی بهشت از ان با فیضِ حق

زینچنین فتحِ امیرِ مؤمنان کفّار را
مد هزاران بیکو مرادی مطلق ابتر شد

اهلِ اسلام گر خوبند از انکه تا به
این یا رب مسلمانی و دین از کرم

بر عظم ده تو آنانرا که جهدے کرده اند
طلوعِ اختر و مه بوده در اوجِ فلک

بانئ اجرِ این دین و امر و نهی کردگار
عزمِ تسخیرش نمود این خسروِ عالی تبار

شد عدم ظلماتِ کفر و نورِ اسلام آشکار
صفحه او گشت از انجم علمها لاله زار

شد مساجد هم نماز و بانگ و رسمے استوار
بعد ایام و زمانِ مصطفے و چار یار

ماند از سلطانِ ما این جهد اکبر یادگار
ختم شد این نیکنامی بر وجودِ شهریار

تا ابد افتاد در دل داغِ حسرت لاله وار
کان همه کفّارِ فجّار لئیمانِ نابکار

کافرستان مسلمستان شد ز لطفِ کردگار
در ترقی و تزائد دار تا روزِ شمار

دره اسلام بے روئے صباے کردگار
دولتِ اسلام بادا یا الٰهی برقرار

ازدیادِ بخت و اقبال و حیات و عمر و جاه

از پئے تاریخ این فتحِ ہمایونم خرد

ملہمِ غیبی بہ برجِ طبعِ من خوش گوہرے

۱۳ ۱۳

فتحِ ملکِ کافران بادا مبارک آمین

۴۸۸ ۹۰ ۳۵۲ ۸ ۰ ۲۶۳ ۱۱۲

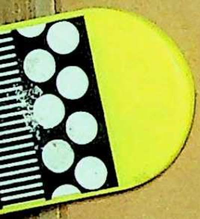
باد دایم شاملِ شہزادگانِ کامگار

گفت اے شیر احمدِ آشفتہ دل فکرِ گہر

ریخت ہمچون در صدف افتادہ درِ شاہوار

از ہمین مصرع بہ ابجد سنہ ہجری را برآر

## تمام شد





# ل المشائین



اور جسکو

بعرض استفادہ عام اور استفاضہ ناظرین





واقف رموز خفی وجلی ماہر علوم عقلی ونقلی کاشف اسرار شہید وحید عصر مدرس [illegible]

عالیجناب منشی دیبی پرشاد صاحب سلمہ اللہ الواہب بدایونی نے فارسی

اردو زبان مین ترجمہ کیا

مطبع نسیم سحر بدایون مین چھپا

طبع اول ۲۵۰ جلد قیمت فی جلد ۱۰/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاران ہزار حمد وسپاس اوس پاک پروردگار کو جو ہستِ مطلق اور موجود بہر حال ہی اوسکی نسبت بندہ کہ ...
صفت بھی عین ذات ہی۔ کوئی اوسکی رازِ حکمت کو کما حقہ جان نہین سکتا جسمانی آنکھو نسے کوئی اوسکو دیکھ نہین سکتا
نظر آتا ہی سبکا وہی مالک و حاکم ہی جو کچھہ ہوا اور جو کچھہ ہوگا سب کا وہ عالم ہی۔ بعد ازان بندہ ہیچمیز روپی پرشاد بدایونی عرض کرتا ہی کہ دساتیر جو
پارسیان ہند اونکی عقیدہ بموجب آسمانی کتاب ہی اور جسکو خسرو پرویز پسر ہرمز بن نوشیروان عادل کی عہد سلطنت مین ساسان پنجم نے
قدیم فارسی زبان عرف پاژند ہی سے دری مین ترجمہ کیا تہا اور اوسکی تفسیر بھی لکہی تہی اور جسمین منجملہ ۱۵ نامو نکی جو اوسمین مختلف انبیائے آبادی اور
شاہی کلیو یاسان کیومرث سیامک ہوشنگ تہمورس جمشید فریدون منوچہر کیخسرو زرتشت ساسان اول ساسان پنجم کے نام مین ایک نامہ جو
اول کی نام ہی مجہکو نہایت پسند آیا حکمت استدلالیہ کا گویا ایک خزانہ ہی۔ اگرچہ مجہکو کہ مذہب برحق وید مقدس کا معتقد ہون دوسرے مذاہب کی
کے ترجمہ سے کچھہ سروکار نہ تہا مگر چونکہ اکثر باتین اوسمین وہ درج تہین جو ہر مذہب کی معتقد علیہ ہین مثلاً خدا کی ہستی و وحدت و بساطت و دوام اور
اوسکا غیر مجسم ہونا یعنی جسمانی ہونا سمت و مکان سے منزہ ہونا عرض ہوتا ہستی مطلق ہونا صفات الٰہی کا عین ذات ہونا عالم کلیات ہونا مبدع و فاعل
ہونا ہر ایک نوع کا ایک رب النوع ہونا سفلی نفوس کا تجرد و بساطت ازلی ابدی ہونا تناسخ وغیرہ اور ان سب باتونکو دلایل عقلیہ یقینیہ سے اسنے
ثابت کیا ہی جس سے ناظرین کو تقویت اور طبیعت کو فرحت و جودت حاصل ہوتی ہی لہذا راقم نے اوسکا ترجمہ اردو زبان مین کیا تاکہ فائدہ عام ہو
اصل کتاب کو متن مین لکہا اسطرح کہ آیات نامہ ساسان اول کی ترجمہ پر خط عرضی کہینچا اور ترجمہ تفسیر ساسان پنجم کو بلا نشان خط اور جہان کہین
ایضاح مطلب یعنی کی ضرورت سے راقم کو کچہہ لکہنا مناسب معلوم ہوا اوس اپنی عبارت کو حاشیہ پر مرقوم کیا ناظرین سے امید ہی کہ بحکم خذ ما
صفا ودع ما کدر مسائل مخصوصہ پارسیان سے غرض نہ رکہین بلکہ غیر مذہب والے سے بھی جو حق بات کہی ہو اوسکو تسلیم کرین۔ اور اگر کہین
کچہہ سہو و خطا سرزد ہوئی ہو اوسکو معاف فرمائین۔ واللہ ولی التوفیق ٥

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱ مین خدا کی طرف پناہ مانگتا ہون نفس اور خوی بدسے جو گمراہ کرنے والی اور بری راہ پر لیجانے والی اور رنج پہونچانیوالی ہی ۲ خدا کی نام سے آغاز
کرتا ہون جو رحم کرنیوالا اور مہربان عادل ہی ۳ ہم خدا سے مدد مانگتی ہین جو محض جوہر غیر مرکب ہی اور جو صفات کا کام ذات سے کرتا ہی
اپنی ذات کو حالت مراقبہ مین دیکہا کہ جیسے کہا کہ جو نامہ خدا نے مجہپر بہیجا ہی اوسکے ترجمہ مین چند باتین خرد پسند بیان کر چند کہ ترجمہ
دلائل و براہین خرد پسند مذکور ہو سکین۔ اسلیے لکہتا ہون کہ ہوشنگ کہ پیشدادیون کا بادشاہ اور با عقل و انصاف اور پیغمبر تہا اسنے
جاودان خرد مین لکہتا ہی اوس کلام کی شرح مین جو افتاب نے اوس سے کہا ۴ ممکن الوجود چیزونکا خالق واجب الوجود ہی تو بیہ ہی کہ مدلول یا واجب
یا ممتنع الوجود کیونکہ اگر اوس مدلول کے ذات مین بے تعلق غیر نظر کیجائے تو ہرگز لیاقت عدم کی نہ رکہتا ہو وہ واجب الوجود ہی اور اگر
ہستی کی نہ رکہتا ہو وہ ممتنع الوجود ہی جیسے اجتماع نقیضین اور اگر ہستی و عدم دونون کی لیاقت رکہتا ہو یعنی نہ
ضروری ہو نہ عدم تو وہ ممکن الوجود ہی۔ ممکن الوجود اپنی ہستی مین دوسرے کا محتاج ہی جسکو اوسکا صانع کہتے ہین کیونکہ ممکن

۴ مثلاً عدد ۴ ممکن الوجود ہی کہ اوسکا وجود ضروری ہی نہ عدم لیکن ۲ + ۲ کے لیے وجود ۴ کا واجب ہی اور ۲ + ۲ کے لیے وجود ۵ کا ...

ہستی و عدم کا مساوی ہو تو کوئی مادہ ہستی کا بڑھانے والا ضرور چاہئے جس سے ہمت ہو اور وہی صانع اور خالق ہے اور اگر دونون مادے مساوی
نہ ہوں بلکہ ہستی اوسکی واجب نہیں ہو سکتی ورنہ ممکن الوجود نہ رہیگا البتہ ہو سکتا ہے کہ اوسکی ہستی عدم پر غالب ہو مگر نہ اسقدر کہ واجب الوجود ہو جاوے لیکن یہہ غلبہ ہستی
کا ایسا ہو کہ اگر دم ہستی مادے کی سب کبھی معدوم ہو تو واجب الوجود ہو گیا نہ ممکن الوجود اور اگر معدوم ہو جاوے تو لازم آیا کہ عدم جو کم تھا کامیاب ہوا اور ہستی جو زیادہ تھی
مغلوب ہوئی اور یہہ بادی النظر مین محال و ممتنع ہے - اب واضح ہو کہ وجود ممکنات مین شک نہیں یعنی ممکن الوجود یقیناً موجود ہین جیسے حادث شدہ اور مرکبات پس موجود
ہونا کا صانع و فاعل اگر واجب الوجود ہو تو یہی ہمارا دعوی ہے اور اگر ممکن الوجود ہے تو اوسکے لیے بھی فاعل چاہیے اور اگر وہ بھی واجب الوجود ہو تو اوسکا بھی فاعل ہونا
لازم پس یا یہہ سلسلہ واجب الوجود پر منتہی ہوگا اور یہی ہماری غرض ہے یا دور لازم آئیگا یعنے دو ممکن الوجود ایک دوسرے کے فاعل ہونگے اور یہہ غیر ممکن ہے کیونکہ فاعل
اپنے فعل پر ہستی مین مقدم ہوتا ہے پس دو ممکن الوجود ایک دوسرے کے فاعل ہوویں تو لازم آئیگا کہ ہر ایک دوسرے پر ہستی مین مقدم ہو دو مرتبہ اور یہہ بے غور
غیر ممکن ہے یا یہہ سلسلہ منتہی نہوگا یعنے ہر ممکن الوجود کا فاعل ہو اور اوسکا بھی فاعل ہو اسیطرح بے انتہا یہہ غیر ممکن ہے کیونکہ لازم آتا ہے کہ تعداد اوس
سلسلہ کے آحادون کی طاق بھی ہو اور جفت بھی ہو یعنی اوسکا نصف پورا بھی ہو اور نہ پورا ہو اور یہہ غیر ممکن ہے کیونکہ اس سلسلہ مین وہ ممکن الوجود جس سے آغاز سلسلہ کا
ہوگا اول ہوگا اور فاعل اوسکا عدد دوم علے ہذا القیاس دوم کا فاعل سوم اوسکا فاعل چہارم وغیرہ اور اسمین بعض اعداد طاق ہین جیسے اول سوم پنجم اور بعض
جفت جیسے دوم چہارم ششم اور ممکن نہین کہ دو عدد طاق یا جفت متواتر واقع ہون یعنی ہر طاق کے بعد جفت اور ہر جفت کے بعد طاق عدد ہے پس تعداد اعداد
طاق برابر تعداد جفت کی ہوگی پس اعداد طاق کل تعداد کی نصف کے برابر ہونگے پس تعداد کل اعداد سلسلہ جفت ہونا چاہئے کیونکہ اوسکا نصف پورا عدد ہے اور یہہ
ثابت ہے کہ اوسکا طاق ہونا ضرور ہے کیونکہ اگر سلسلہ مین سے ایک عدد کم کر دیا جاوے دوسرا سلسلہ پیدا ہوگا جو سلسلہ اول سے بقدر ایک کے کم ہے اور دلیل
مذکور سے اس سلسلہ حادثہ کو بھی جفت ہونا ضرور ہے اور اوسکے جفت ہونیسے لازم آتا ہے کہ پہلا سلسلہ طاق ہو کیونکہ اوسکا نصف برابر نصف سلسلہ اول کے نہین
ہو سکتا اور برابری نہین ہے کیونکہ اگر کمتر ہو تو بقدر ایک کے کمتر ہو اور اندر بصورت سلسلہ حادثہ کا سلسلہ سالم سے بقدر دو کے چھوٹا ہونا لازم آتا ہے
اور یہہ خلاف فرض ہے پس لازم آیا کہ سلسلہ سالم طاق بھی ہو اور جفت بھی ہو جو محال ہے اور یہہ محال عدم تناہی سلسلہ کے فرض سے لازم آیا لہذا فرد
ایسا ہوگا جو کسی کا فاعل نہو اور وہ واجب الوجود ہو اور یہی مقصود تھا اور نیز ہوشنگ جاودان خرد مین فرماتا ہے کہ اگر سلسلہ غیر متناہی کو موجود
مان لین اور اوسکے آغاز سے مثلاً ۱۰ عدد ساقط کردین سلسلہ دیگر سالم سے بقدر ۱۰ کے چھوٹا پیدا ہوگا اور جب دونون سلسلون حادثہ اور سالم کو
مقابل کرین کہ ایک کا عدد اول دوسرے سلسلہ کی عدد اول کے ساتھ منطبق کیا جاوے اور دوم دوم سے سوم سوم سے علی ہذا القیاس تو ممکن نہین
کہ سلسلہ سالم کے ہر عدد کی مقابل سلسلہ دوم مین سے عدد ملتا جاوے ورنہ سلسلہ کل مساوی سلسلہ جزو کی ہو جائیگا جو بادی النظر مین
باطل ہے پس سلسلہ جزو منتہی تمام اور منتہی ہو جاوے اور سلسلہ سالم کے افزونی ایک معین مقدار یعنی ۱۰ اکی برابر ہے پس وہ بھی بمقدار معین کے بعد منتہی
ہوگا اور بُرہان لزوم خلف واقع ہوا کیونکہ سلسلہ جسکو غیر متناہی مانا تھا متناہی ہو گیا اور نیز ہوشنگ جاودان خرد مین فرماتا ہے کہ جملہ ممکنات

---

ممکن الوجود ہو جائیگا حالانکہ فی الواقع ممکن الوجود ہے مثلاً زید فاعل خالد کا اور خالد فاعل زید کا ہو اور یہہ گویا تقدم شے کا ذات شے پر ہوا کیونکہ جب
ہو اور خالد زید سے مقدم ہو نتیجہ یہہ ہوا کہ زید مقدم زید پر ہو اور یہہ بادی النظر مین باطل ہے کیونکہ جسقدر طاق ہین اوسیقدر جفت بھی ہین ۱۱-
کام برہان ناتج وفرد ہے اور اس دلیل کو برہان تطبیق کہتے ہین - اور عدم تناہی ابعاد کے بطلان کے لیے ایک برہان سلّمی ہے وجہ تسمیہ یہہ کہ
اس کا مطلب یہہ ہے کہ اگر ابعاد غیر متناہی ہو سکتی ہین تو ممکن ہے کہ ہم ایک نقطہ سے دو خط مثل دو ساق مثلث خارج کرین اور جسقدر ان کو بڑھاتے جائیں فاصلہ

اسطرح کہ کوئی ممکن چھوٹ نجاوی موجود ہین کیونکہ اونکے اجزا موجود ہین اور ممکن اس سبب سے ہین کہ مرکب ہین ممکنات سے پس تمام ممکنات کا پیدا کنندہ فرض کرو
او وہ پیدا کنندہ یا خاص ذات ممکن الوجود کی ہوگی یا اوسکا جزو یا خارج اوسکی ذات سے صورت اول غیر ممکن ہے کیونکہ اوس سے تقدم شے کا اپنی ذات پر لازم آتا ہے کیونکہ
پیدا کنندہ کسی شی کا اوس شے سے پیشتر موجود ہوتا ہے صورت دوم بھی محال ہے کیونکہ پیدا کنندہ کل کا اوسکے ہر جزو کا بھی پیدا کنندہ ہوا جاتا ہے پس اگر وہ
اجزا کا پیدا کنندہ ہے تو ضرور اپنا بھی پیدا کنندہ ہوا اور یہہ بھی اسیطرح غلط ہے بہرحال صورت سیوم صحیح ہے کہ پیدا کنندہ سوا ذات یا جزو ذات ممکن الوجود کے
ہے او وہ سوائے واجب الوجود کی نہین ہوسکتا کیونکہ ممتنع الوجود تو موجود ہی نہین سکتا اور ایسے ہزار دلائل جاودان خرد مین ہوشنگ نے لکھے ہین پانچ سو لبطلان
دور ہین اور پانچسو لبطلان تسلسل ہین اور نیز ہوشنگ جاودان خرد مین فرماتا ہے کلام شرح آفتاب مین کہ کہا (۵) دو واجب الوجود نہین ہوسکتے کہ اگر فرض
دو ہون اور ہر ایک علیحدہ ماہیت وحقیقت دوسرے کی پس اُن دونون مین امتیاز وشناخت بذریعہ کسی دوسری چیز کے ہوگی جو ان دونون کی ذات کے
علاوہ ہے اور دونون باہم تفرقہ اور امتیاز مین اوسکے محتاج ہونگے اور بغیر کا محتاج ممکن الوجود ہوتا ہے نہ واجب الوجود اور اس صورت مین کہ واجب الوجود
کئی ہون اور وہ ممکن الوجود حسب بیان بالا ہوگئے لازم آتا ہے کہ ممکن الوجود کا کوئی پیدا کنندہ ہی نہو کیونکہ اوپر ثابت ہوگیا کہ پیدا کنندہ کسی شے کا
نہ اوسکی ذات ہوسکتی ہے نہ جزو ذات بلکہ شے سے خارج ہوسکتی ہے اور یہان وہ بھی نہین ہوسکتا کیونکہ اس صورت مین یا دور واقع ہوگا یا تسلسل
جو پیشتر باطل ہوچکے لہذا ممکن الوجود کی ہستی بغیر پیدا کنندہ کے ثابت ہوگی اور نیز جاودان خرد مین کہا ہے کہ اگر دو خدا ہون فرض کرے
کہ جملہ ممکن الوجود دن پر وہ دونون قادر ہون کیونکہ غیر قادر لائق خدائے نہین پس اگر ایک کچھ ارادہ کرے اور دوسرا اوسکے برعکس
پس اگر دونون کے ارادے پورے ہون تو اجتماع نقیضین ہوگا اور اگر کسی کا بھی ارادہ پورا نہو تو ارتفاع نقیضین ہوگا اور یہہ دونون امر محال
اور اگر ایک کا ارادہ پورا ہوا اور دوسرے کا نہو تو وہ قادر نہین ہوسکتا ہے اور غیر قادر خدا نہین ہوسکتا ایسے بہت دلائل اوس کتاب مین ہین اور اوسی کی
شرح کلام آفتاب مین لکھتا ہے کہ (۶) خدا مین حدوث نہین ہے واجب الوجود نو پیدا شدہ نہین ہے کیونکہ حدوث یعنی نیا پیدا ہونا ممکن الوجود
کا حصہ یا ہے اور ہر ممکن الوجود نیازمند ہوتا ہے پیدا کنندہ کا لیکن واجب الوجود نہ ممکن الوجود ہے نہ نیازمند پس اوسمین حدوث کو دخل نہین اور اگر
کہا جاوے کہ اوسکی صفات مین حدوث ہے پس اون صفات مستحدثہ کا پیدا کنندہ ہونا چاہیئے اور وہ سوائے ذات واجب تعالی کے نہین ہوسکتا جو کہ قدیم ہے لیکن جبکہ
وہ ذات قدیم اور بے نیاز و یکسان ہے تو ضرور وہ صفات بھی قدیم اور بے نیاز و یکسان ہونا چاہیئے اور اگر پیدا کنندہ صفات دوسرا ذات ہو
پس لازم آئیگا کہ واجب الوجود اوس سے کمتر ہو اور اپنے کمال مین دوسرے کا محتاج ہو کیونکہ صفات جو باعث تکمیل ہین دوسرے سے حاصل ہین اور یہہ غیر ممکن ہے پس
مین حدوث نہین ہے اور ہوشنگ جاودان خرد مین شرح کلام آفتاب مین کہتا ہے (۷) خدا مرکب نہین ہے لکھتا ہے کہ موجود دو قسم ہے مرکب یعنی جسکے اجزا ہون

(۵) مثلا انسان حیوانات عناصر وغیرہ (۵۲) یعنی کل مجموع ممکن ہین (۵۳) اس دلیل کا نام برہان خرد ہے اور اثبات واجب الوجود
کے لیئے ایک دلیل اور بھی ہے جسکو برہان فرد کہتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ اگر کوئی چیز موجود ہے تو واجب الوجود بھی ہے کیونکہ موجود یا ممکن الوجود ہوگا یا واجب
اوسکو ممکن الوجود اپنی ذات سے موجود نہین ہوسکتا اور جو خود موجود نہین ہوسکتا وہ دوسرے کو بھی موجود نہین کرسکتا پس پیدا کنندہ کا پیدا کردہ سے
ہونا ضرور ہے پس اگر ممکن الوجود کو پیدا کنندہ موجودات فرض کرین تو لازم آئیگا کہ نہ وہ خود موجود ہوا اور نہ کوئی اور چیز موجود ہو حالانکہ موجود ہین
پس ضرور ہے کہ وہ موجود جس اور چیزونکو موجود کیا ہے واجب الوجود ہے کیونکہ وہ موجود جو ممکن الوجود کے سوا ہو بالضرور واجب الوجود ہوگا

[illegible] لیکن خداوند تعالی بسیط ہی بہ چند دلائل اوّل یہ کہ ہر مرکب اپنی اجزا کا محتاج ہوتا ہی اور اوسکا وجود ہستی اجزا سے موخر ہوتا ہی کیونکہ عقل سے [illegible] جب اجزا ہی پائے جاتے ہین تو مرکب بہی پایا جاتا ہی اور یہہ حالت احتیاج و تاخر کی ممکن الوجود مین ہوتی ہے نہ واجب الوجود مین پس واجب تعالی مرکب [illegible] دلیل دوم یہ کہ اگر اوسکے اجزا ہونگے تو وہ یا واجب الوجود ہونگے یا ممکن الوجود اول صورت مین لازم آئیگا کہ واجب الوجود کئی موجود ہون اور وہ [illegible] ہو اور صورت دوم مین اون اجزا کا پیدا کنندہ ہونا چاہئے اور ممکن نہین کہ وہ پیدا کنندہ خود ذات واجب الوجود ہو کیونکہ پیدا کنندہ پیدا کردہ سی [illegible] ہوتا ہی بعد مین پیدا کرتا ہی اگر واجب الوجود اپنی اجزا کا پیدا کنندہ ہو تو ضرور ہی کہ وہ اپنی اجزا سے پیشتر ہست ہو حالانکہ مرکب کی ہستی ہی پیشتر [illegible] موجود ہونا متصور ہے اور یہہ بہی ممکن نہین کہ اون اجزا کا پیدا کنندہ سوائے واجب الوجود کی ہو کیونکہ سوائے واجب الوجود کی صرف ممکن ہوتا ہے [illegible] کی نسبت ثابت ہو چکا کہ پیدا کنندہ اوسکا واجب الوجود ہوتا ہی پس اگر اجزا واجب الوجود کا پیدا کنندہ ممکن الوجود ہو تو لازم آئیگا [illegible] کے اجزا کا پیدا کنندہ ممکن الوجود اور اوسکا پیدا کنندہ واجب الوجود یعنی واجب الوجود دو مرتبہ اپنی ذات پر مقدم ہو اور یہہ غیر ممکن ہے [illegible] مرکب نہین ہی اور مرکب نہونے سی یہہ بہی ثابت ہوا کہ خدا جسم نہین ہے کیونکہ جسم وہ جوہر ہے جو قابلیت انقسام عرض و طول و عمق [illegible] اوسکے حصص ہو سکتے ہین مثلاً دو تین چار وغیرہ اور جو حصص نہین رکہتا ہی وہ ممکن الوجود ہوتا ہی پس واجب تعالی جسم نہین ہو سکتا کیونکہ ظاہر ہے [illegible] اوسکے اجزا ہو سکتے اور اجزا کل کی علت ہوتے یعنی اجزا کا مجموعہ کل ہو جاتا پس اگر اجزا کو معدوم تصور کرتے وہ بہی معدوم ہو جاتا پس ممکن الوجود [illegible] اور جب جسم نہین ہی اوسکے لیے کوئی مکان یا طرف خاص نہین ہو سکتی کیونکہ جسکو جگہہ اور طرف چاہئے وہ یا جسم ہوتا ہی یا جزو جسم یا صفت جسم [illegible] قابلیت انقسام رکہتی ہین اور واجب الوجود تقسیم پذیر نہین ہی اور صفت جسم اپنی وجود مین تابع اور محتاج اپنی جسم کی ہوتی ہی اور دوسرے کا محتاج ہونا [illegible] واجب کا پس ذات واجب نہ جسم ہی نہ جسمانی اور اوسکی کوئی جگہہ اور طرف نہین ہی اور یہان سے معلوم ہوا کہ واجب الوجود عرض نہین ہے [illegible] جسم ہی وابستہ ہوتا ہی اگر جسم نیست ہو جاوے عرض بہی معدوم ہو جائیگا اور جب ثابت ہو چکا کہ وہ جسم نہین ہے پس عرض بہی نہین ہی کیونکہ عرض [illegible] دلیل دوم یہہ کہ عرض ایک شی ہے جو دوسرے شی کی صفت ہوتا ہی جیسے سیاہی سفیدی مزا بو وغیرہ اور جو دوسرے کی صفت ہو وہ ممکن الوجود [illegible] معلوم ہوا کہ وہ جسمانی آنکہون سی دیکہا نہین جاتا کیونکہ وہ چیز دیکہی جا سکتی ہی جو کسی طرف مین ہو یعنی دیکہنے والے کے مقابل ہو یا مقابل کے حکم [illegible] وہ کسی طرف مین ہوگی اور دلیل سے تحقیق ہو چکا کہ واجب الوجود کے لیے کوئی طرف نہین ہی پس وہ صرف چشم دل سے دیکہا جا سکتا ہی۔ جب مین [illegible] ہو جاتا ہون اور عالم اجسام کو طے کر کے دائرہ ممکنات سے اوپر جاتا ہون نور الانوار یعنی خداوند تعالی کو دیکہتا ہون کہ وہ جسم و جسمانی [illegible] نہین [illegible] مکان و طرف کی چیز چمکتا ہی اور وہ ایسا ہی کہ زبان سے اوسکی صفت بیان نہین ہو سکتی نہ کان سن سکتے ہین نہ آنکہہ دیکہہ سکتی ہی۔ [illegible] جسم سے علیحدہ ہو جانا ہمین سکہلایا اور اپنی اجداد کی طور پر اس اعلی درجہ کو پہونچا دیا۔ ہوشنگ جاودان خرد مین بقیصر قول [illegible] [illegible] حقیقت ذات ہی کہتا ہی کہ خداوند تعالی اصل ہستی ہی اور موجودات کی درجہ ہستی مین تین قسم ہین ایک وہ جو ہوں ہستی اپنی ذات سی خارج [illegible] ذات دوم وہ کہ ہستی اوسکے ذات کی صفت ہو اور اوسکے سوا ہو تیسرے وہ موجود کہ ہستی اوسکی عین ذات ہو

[illegible] اپنا حال بیان کرتا ہے **ــه** اس عمل کو فارسی مین نیوہ جمینیہ اور عربی مین خلع بدن کہتے ہین یعنی بذریعہ ریاضت دخدا [illegible] ہو جاتا کہ جب چاہے جسم کو چہوڑ دے اور جب چاہے پہر آ جاوے ۔ ۱۲

جسکا افتراق خیال نہین کیا جاسکتا ہے تو اونکی مثال روشنی ہے کیونکہ بعض اشیا اوس روشنی سے روشن ہین جو اونکی ذات سے علیحدہ دوسری شے سے پائی ہے
زمین کی روشنی آفتاب سے اور بعض ایسی روشنی سے جو ذات کے سوا ہے مگر اوس سے جدا نہین ہوسکتی جیسے روشنی آفتاب کی اور بعض وہ جو اپنی ہی ذات سے روشن
ہے نہ دوسرے سے جیسے مطلق روشنی اور یہہ مثال واجب الوجود کی ہے بدین دلیل کہ اگر ہستی واجب الوجود کی اوسکی عین ذات کے سوا مانی جاوے
تو صفت ذات ہوگی اور صفت تابع موصوف اور اوسکی نیازمند ہوتی ہے اور نیاز اور احتیاج خاصہ ممکن الوجود کا ہے اور ممکن الوجود کو علت کی
درکار ہے پس ہستی واجب الوجود کو علت کی ضرورت ہوی اور نہین ہوسکتا کہ علت خود اوسکی ذات ہو اور یہہ محال ہے کیونکہ اس صورت مین واجب الوجود کی
ہستی اوس سے پیشتر ہونا چاہئے پس ظاہر ہوا کہ اوسکی ہستی اوسکی صفت ذات نہین ہے اور اوسکا جز بھی نہین ہوسکتے کیونکہ پیشتر ثابت ہوچکا کہ واجب الوجود کے
اجزا نہین ہین پس ہستی اوسکی عین ذات ہے یعنی وہ ہستی محض ہے اور کبھی اوسکی نسبت تصور نیستی نہین ہوسکتا دلیل دوم یہہ کہ ہستی جو عین ذات ہو اور عین
دوئی کا پیدا ہوتا ہے اور دوئی سے اوسکی ذات مرکب قرار پائیگی اور مرکب ہونے سے ممکن الوجود ہو جائیگا علے ہذا القیاس اگر ہستی اوسکی حقیقت پر
تو وہ بہر حال شے عارض ہوگی اور جب عارض ہے تو وہ شے معروض لہ کی محتاج ہوگی اور محتاج ہونے سے ممکن الوجود ہونا ضرور ہے اور اسلئے اوسکی علت
اوسکو ضرورت موثر کی ہے پس اگر وہ موثر خاص اوسکی حقیقت ہو تو لازم آئیگا حقیقت واجب الوجود کا موجود ہونا پیشتر اوسکی وجود سے کیونکہ علت کا معلول سے
مفعول سے پیشتر موجود ہونا ضرور ہے اور یہہ محال ہے پس ہستی واجب الوجود اوسکی نفس حقیقت ہے۔ اور ہوشنگ جاودان خرد مین تفسیر کلام آفتاب مین کہتا ہے

(۹) صفات الہی عین ذات الہی ہین کہتا ہے کہ صفات الہی اوسکی حقیقت ذات ہے جسطرح جو کچھہ ممکن الوجود اپنی ذات صفات سے کرتے ہین واجب الوجود محض
سے کرتا ہے بلا اعانت صفات کیونکہ اگر صفات اوسکی ذات پر متزاد ہون تو دوسری کی گنجایش ہوئے اور جب ذات کی تکمیل الحاق صفات سے ہوئے پس صرف ذات کی
ایک نقصان ہے اور ذات پاک پر نقصان غیر ممکن ہے پس صفات عین ذات الہی ہین چنانچہ وہ جانتا ہے نفس علم سے نہ علم سے جو ذات سے زائد ہے اور ظاہر ہے کہ جو
نہین ہے ممکن الوجود ہے پس اگر صفات عین ذات واجب الوجود نہون تو ممکن الوجود ہونگی پس تکمیل واجب الوجود کی ممکن الوجود سے ہوتی اور جسکی تکمیل
وہ ممکن الوجود ہوگا نہ واجب الوجود اور یہہ غیر ممکن ہے اور نیز ہوشنگ کتاب جاودان خرد نام مین تفسیر خطاب آفتاب مین کہ کہتا ہے (۱۰) خدا

بطور کلی کہتا ہے کہ واجب تعالی اپنی ذات سے کلیات کا عالم ہے کیونکہ وہ مادہ اور متعلقات مادہ سے مجرد ہے اور ہر ایک جو مادہ سے بری ہوتا ہے اوسکو
کیونکہ مادہ یا مادی ہونا مانع ادراک ہے چنانچہ خدا تعالی اپنی ذات سے جزئیات متغیرہ کو بوجہ کلی جانتا ہے اور جزئیات نامتغیرہ کو علم کلی سے
سے اونکی علتون کو جانتا ہے اور جو علم کامل سے علتون کو جانتا ہے وہ اوسکے لوازم اور ضروریات کو اپنی ذات سے بھی ضرور جان سکیگا مگر نہین ہوسکتا
مع اونکے تغیرات کے جانے کیونکہ اگر ایسا مانا جاوے تو لازم آتا ہے کہ ایکبار اوس حالت مین جانی جب کہ وہ موجود ہین اور دوسری بار جبکہ وہ نیست ہون
ہست و نیست کی صورت جداگانہ ہے اور ایک صورت دوسری صورت کی ساتھہ قائم نہین رہتی پس واجب الوجود کی ذات مین تغیر لازم آئیگا
دوسری صورت مین اور یہہ تغیر لایق ذات باریتعالی کی نہین ہے کیونکہ اوسمین حالت عجز نہین ہے پس وہ جزئیات کو بوجہ کلی جانتا ہے۔ اور اس
ہوشنگ نے بہت کچھہ لکھا ہے اور اس کتاب کو سکندر نے اپنی سلطنت کی عہد مین زبان یونانی مین ترجمہ کرایا اور بعدہ اور کتابون کا
یہان نقل کیا تاکہ مبتدی کو معلوم ہو اور اپنی مالک کو دلائل عقلی سے پہچانے پھر اگر توفیق ہو دساتیر کی کامل تفسیر پر جو ہمنے تصنیف کی ہے عبور حاصل
اور جملہ علوم اوس سے حاصل کرے اور اوسکے ساتھہ اگر خدا توفیق دے عبادت الہی اختیار کرے اور خلوت نشینی اور شب بیداری اور کم خواری

اور اسکے مقربون کا دیدار دیکھی (۱۱) خداوند تعالی خالق عقل اول کا اور صانع نفس وجسم فرازین کا اور تشبیع عناصر کا اور چارون عناصر کا

نمبر کتاب برین فرہنگ مین تفسیر کلام ماہ مین کہ اوسنے کہا ہی (۱۲) واجب الوجود ایک ہی بے زیادتی کے کہتا ہی کہ وہ ایسا ایک ہی

کا اظہار ہو اوسمین زیادتی کی گنجایش نہین کیونکہ زیادتی فی الحقیقت مرکب ہوتا ہی اور ترکیب نشان احتیاج کا ہی اور احتیاج علامت نقص

نقصان علت کی۔ واضح ہو کہ اگر صفت مین بیشی مانی جاوے تو لازم آتا ہی کہ ایک ہی شی فاعل بھی ہو اور قابل یعنی قبول کنندہ فعل بھی ہو کیونکہ خالق اور صانع

بنا کا دہی پس خالق اور صانع اپنی صفات کا بھی دینے والا چاہئے اور کوئی موصوف اپنی صفت کا صانع نہین ہوسکتا کیونکہ نہین ہوسکتا کہ ایک ہی شی فاعل

اور قابل یعنی قبول کنندہ فعل بھی ہو کیونکہ اگر بنظر فاعلیت خیال کرین تو اوسکے لئے مفعول کا ہونا لازم ہے اور جب بنظر منفعلیت نظر کرین

تو مفعول ہونا ہی پس نہین ہوسکتا کہ ایک شی لازم بھی ہو اور غیر لازم بھی۔ اور تیموس کہتا ہی کہ واحد حقیقی سے سوائے ایک چیز کے نہین نکل سکتی کیونکہ

اگر دو چیزین اوس سے نکلین بہر حال دونون کا مخرج جدا گانہ ماننا پڑیگا یعنے ایک کا مخرج دوسرے کے مخرج سے سوا ہو پس دونون مخرجون مین سے ایک ضرور اوس

کا ہوگا اور اوسکو علت چاہیے اور اوس علت کے لئے بھی علت چاہئے اور اسمین گفتگو ہونے سے یا دور لازم آئیگا یا تسلسل لہذا نہین ہوسکتا کہ کوئی کہے کہ اگر یہہ دلیل

ہوئے تو ضرور ہی کہ ایک چیز ہی واحد حقیقی سے نکل سکے کیونکہ اگر اوس سے ایک چیز نکلے مخرج اوسکو بھی درکار ہی اور مخرج مثل نسبت کے ہی درمیان فاعل

اور قابل کے لہذا اوسکو بھی علت چاہئے اور بالضرور دور یا تسلسل تک نوبت پہونچیگی ہم اسکا جواب دیتے ہین کہ نکلنے سے غرض مخرج نہین ہی بلکہ ہماری مراد اس

سے ایک ذریعہ ہی علت کو معلول سے نسبت ہوتی ہی اور مضاف و مفعول ہو اور یہہ معنی مخرج نہین ہی۔ اس باب مین تیموس نے بہت کچھ کہا ہی وہ یہان

اس کتاب میں بیان لکھنا مناسب نہین۔ اور نمبر کتاب برین فرہنگ مین تفسیر کلام ماہ مین کہ کہا ہی (۱۳) پس شمیر خرد پیدا ہوئے لکھا ہی کہ جب

معلوم ہوا کہ خدای پاک واحد حقیقی ہے اور واحد حقیقی سے سوائے ایک چیز کے نہین نکل سکتی پس ضرور وہ چیز عقل ہونا چاہئے اسلئے کہ جسم نہین ہوسکتا کیونکہ وہ

مرکب ہی اگر جو مرکب کا فاعل ہو وہ واسکے ہر جزو کا بھی فاعل ہو ورنہ فاعل کل نہین ہوسکتا پس اگر اول مرکب پیدا ہوا ہو اور خداوند تعالی فاعل جسم

ہو تو واحد حقیقی سے بہت چیزون کا نکلنا پایا گیا۔ اور نیز پیدا کردہ اول کوئی جزو جسم نہین ہوسکتا کیونکہ کوئی ان مین سے نامحتاج نہین اور مستقل

نہین اسکے لہذا ثابت فاعلیت جملہ ممکنات کے نہین کہتے اور پیدا کردہ اول کو مخرج اور فاعل ہونا چاہئے تاکہ سلسلہ خالقیت واجب الوجود

تسلسل لازم آئیگا۔ اور پیدا کردہ اول ایسا ہونا چاہئے جس سے بیشتر کوئی ممکن الوجود موجود نہو پس پیدا کردہ اول نفس بھی نہین ہوسکتا

کیونکہ مستقل نہین اور محتاج ہی اور باعتبار تاثیر جسمانی ہے پس ثابت ہوا کہ عقل ممکن الوجود اول ہی جو مست ہوا کہ جسم اور جزو جسم اور محتاج

جسمانی نہین ہی اور اپنی تاثیر مین جسم و جسمانی کی محتاج نہین ہی اور عقلمند کے نزدیک عقل سے بجز یہی مراد ہوسکتی ہے۔ اور یہان

تفسیر کا کلام بہت ہی اور اوسکے بعد کہتا ہی کہ ماہ نے فرمایا (۱۴) اور اس عقل نے ایک عقل اور ایک نفس اور ایک جسم پیدا کیا

دانشمندون عقلون نے واضح ہو کہ مبداء حقیقی سے عقل اول پیدا ہوی اور اوسمین تین طرف پیدا ہوئین ایک ہستی نفسی دوم وجوب بالغیر

سوم امکان ذاتی ہستی نفسی سے کہ اوسمین سوائے خوبی کے کچھ نہین عقل دوم کو پیدا کیا جو ذات و صفات مین نقصان اور ناکملی اور مناسبت

نہین رکھتی اور وجوب بالغیر سے جو باعتبار وجوب شریف ہی اور بلحاظ قیام بالغیر ناقص ہی نفس فلک الافلاک کو پیدا کیا جو اندر دی اسکے

محتاج مادہ کا نہین کامل ہی اور اندر دی اسکے کمال مین محتاج مادہ ہی ناقص ہی اور امکان ذاتی سے جو مبداء صفات احتیاج کا ہو

ہرج جہات دینہ کا ہی جسم فلک الافلاک کو پیدا کیا جو کہ ذات صفات سے محتاج مادہ ہی اسیطرح سے عقل نے ایک عقل اور نفس اور جسم ایک فلک کا بطریق پیدا ہوئے
ان کو کیے پیدا ہوگئے یہانتک کہ نوبت سپہر عناصر کی پہونچی اور اوسکو حرکت افلاک الابصار کے تعلق اور اونکی قوات سے قوت خاص حاصل ہوئی
اور نفوس اور اعراض وصفات کا فیض عناصر بسیطہ پر پہونچا ہی اور تہموس نے اس بارہ مین بہت کچھہ فرمایا ہی اور نیز تہموس پیغمبر فرماتا ہی کہ
نے کہا (۱۵) ہر نوع کا رب النوع ایک فرشتہ ہی اور اوسکی تفسیر مین لکھا ہی کہ نور اوسکو کہتے ہین جو اپنے نفس سے چیزونکا ظاہر کرنیوالا ہو
رب الارباب کو نور الانوار کہتے ہین اور دیگر مجردات اور آزاد یعنی عقول و نفوس کو نور کہتے ہین کیونکہ وہ اپنی ذات سے ظاہر ہین اور اونکا نفس
علم حضوری سے جانتا ہی اور تمام چیزون کی جاننے اور ظہور کی علت ہوسکتی ہین بخلاف قوائے ظاہری و باطنی جسمانی کی کہ وہ صرف دوسرون کے ظاہر
کرنے والی ہین نہ اپنی - کیونکہ حواس جو دانندگان محسوسات ہین اور لیاقت ادراک سفلی کی رکہتی ہین اپنی نفس کے ظاہر کرنے والی نہین ہین
قوت یعنی حس اپنی نفس کی جاننی کی علت نہین ہوسکتی مثال یہہ کہ قوت باصرہ سے وہ قوت دکہائی نہین دیسکتی یہان کوئی ایسا نہ کہو کہ بینائی سے
دیکہی جاسکتی ہی مثلا آئینہ پر سے عکس روشنی کا پلٹ کر چلتا ہی تب بینائی کو بینائی دیکہہ سکتی ہی کیونکہ دیکہنے والا آنکہہ کا گہیرا نہین ہی بلکہ وہ قوت ہی جو آنکہہ مین
وہ قوت دکہائی نہین دیتی - اور اوسی کتاب مین کہا ہی کہ ہر نوع کے لیے انواع آسمانی و عنصری مرکب اور بسیط مین سے عالم نور مین ایک رب
ارباب انواع پر اون انوار سے جو اونسے برتر ہین وہ روشنی جو اون پر عارض ہوتی ہی پہونچتی ہی اور ان انوار کو نسبتین جدا گانہ ہین اس بہت
جسمانی کو اجسام مین اون انوار اور ارباب نوع کے ساتہہ پیدا ہوجاتی ہین - اور اسی کتاب مین کہا ہی - کہ اجسام انوار مجردہ کے پرتو مین اور
زبردست اور ان نوری صورتون کے ساتہہ کمی نسبت کا ہی سبب ہی کہ وہ اپنی ذات کو نہین معلوم کرسکتے اپنی سوای کو بہی ظاہر کرسکتے ہین
مجردات کا نشان ہی کہ علم اور جملہ صفات کاملہ اونکی ذات مین موجود ہین اور اجسام مین ظاہر نہین ہین[۵۶] - اور نیز تہموس پیغمبر اس کتاب مین فرما
نے مجہسے کہا (۱۶) عقول کی ابتدا نہین پہر کہتا ہی کہ عقول حادث اور نہ پیدا شدہ نہین ہین کیونکہ حادث کو ضروری ہی ایک صورت کا
کرنا دوسری کا چہوڑنا اور صورت کا قبول کرنا اور چہوڑنا صرف مرکب مین جو دو جزو سے ملکر بنے یا موصوف مین جو دو صفت رکہتا ہو ہوتا ہی اور بسیط
نہین ہوسکتا اور یہہ اس بنا پر ہی کہ ایک ہی شے فاعل اور قبول کنندہ فعل دونون نہین ہوسکتے[۵۷] - اور ہر حادث کا مادہ اوسکے وجود سے
اور اوس حادث کا وجود بعد مادہ کی لیکن عقول مادہ سے آزاد ہین[۵۸] - اور نیز تہموس پیغمبر اس کتاب مین کہتا ہی کہ عقول ہمیشہ کمال اور
امکانی سے جدا نہین ہین موصوف ہین کیونکہ اپنی موقع پر ثابت ہوچکا کہ حدوث اور پیدا ہونا کسی چیز کا طالب مادہ کا ہی کہ جسکے
زمانہ سے متغیر ہوتی رہتی ہی اور یہہ حالت صرف اُن اشیا کی ہی جو وقتی ہین اور عقول بسبب تجرد کے وقتی نہین ہین کیونکہ وقتی وہ چیز
ہستی کسی وقت ہی مین ہوسکتی ہی اور وقت ایک مقدار گردش فلک اعظم کی ہی اور عقول کی ہستی متعلق وقت سے نہین ہی اور خرد
متعلق بوقت سمجہنے سے لازم آتا ہی کیونکہ وقت کی ہستی موقوف ہوگی فلک پر اور ہستی فلک کی منحصر خرد بخشش کی ہستی پر اور تہموس پیغمبر
اس مقام پر چپ ہین - جمشید پیغمبر کی ایک کتاب فرازین[۵۹] اوسند نام ہی اوس مین کہتا ہی کہ پرنیخ نے مجہسے کہا - (۱۷) فلک کے
بالقوہ - پس جمشید فرماتا ہی کہ افلاک نفس مجرد و مدرک کلیات رکہتی ہین کیونکہ وہ حرکت دوری ارادی سے متحرک ہین اور جو چیز ارادی
نفس مدرک کلیات ہوتا ہی جاننا چاہئے کہ اگر حرکت آسمانون کے ارادی نہوگی تو بہرحال قسری ہوگی یا طبعی اور دونون مین سے کوئی ایک

۵۶ یعنی مجردات بسبب تجرد کے عالم اجسام مین نظر نہین آسکتے ۵۷ مرکب ایک جزو سے فاعل اور دوسرے سے قبول کنندہ ہوسکتا ہی مگر مجردات بسیط ہین

چونکہ آسمانونکو حرکت دوری ہی اور حرکت دوری مین متواتر ایک وضع اختیار کرنا پڑتی اور پہر وہ چھوڑنا پڑتی ہی پس اگر اونکی حرکت کو
طبعی تو لازم آئیگا کہ ایک وضع مطلوب طبعی بہی ہو اور مردود طبعی بہی ہو اور یہہ کہ حرکت آسمانون کے قسری بہی نہین ہو سکتی اس بنا پر ہی کہ حرکت
قسری وہ حرکت ہی جو خلاف طبع ہو پس ثابت ہو چکا کہ آسمانون کو حرکت طبعی نہین ہی تو بالضرور معلوم ہوا کہ حرکت قسری بہی نہوگی - چونکہ
افلاک کو دانایان رصد دان نے حرکت خاصہ ہر ایک آسمان کا سمجہا ہی پس عقلمند جان سکتا ہی کہ کسی آسمان کا دوسرے کی لیئے قاسر ہونا تمام
نہین ہو سکتا کیونکہ ہر آسمان یہہ صورت نہین کہتا کہ اوسی حرکت خاصہ سی آپ حرکت کرے اور دوسرے آسمانونکو بہی متحرک کرے اور ایک دوسرے دلیل
یہہ ہی کہ افلاک کو حرکت قسری ہو کہ قاسر ایسا معلوم نہین ہو سکتا مگر وہ جسم جسکا نفس سب سے بڑا اور مستحکم تر ہو نفس جزو جسم سے اور ایسا جسم جسکا نفس
افلاک سے بڑا اور مستحکم تر ہو کوئی نہین ہی پس ضرور ہی کہ حرکت افلاک قسری نہو اور ایسا خلاف عقل ہی کہ افلاک کلیہ مین بعض نفس
رکہتے ہون اور بعض نہ رکہتے ہون پس تمام افلاک کلیہ کی حرکت ارادی ہی اور جب اونکی حرکت ارادی ہی تو ضرور ہی کہ اونکو نفس مدرک
حاصل ہو کیونکہ حرکت ارادی مین ضرور ہی باعث اور مطلوب اور فائدہ کہ فاعل اوسکے سبب سی حرکت ارادی کا فعل اختیار کرے
اور حرکت ارادی نہین ہو سکتا کہ قوت وہم یا حواس ہای جسمی سی کہ مدرک افلاک اور اشیار جزئیہ کی ہین فراہم ہووی کیونکہ جو کچہہ بذریعہ قوا
جسمانی کے حاصل ہوتا ہی جزئی ہوتا ہی اور جبکہ کسی چیز کی ہستی کی علت جزئی ہوگی جسکو تغیر و تبدل لازم ہی تو بالضرور وہ چیز متغیر و متبدل ہوگی
پس اگر نفوس فلکی کا ارادی افعال پر جو اونکی حرکات خاصہ مین وہ افعال ہوتے جو قوای جسمانی سے جانی جاتے ہین تو بالضرور دوام
افلاک کو اسطرح پر ہوتا جسمین تغیر و تبدل واقع نہو پس یہہ حرکات مدرک کلیات کی تعقل سے ہین جسمین بشمار امور ہین اور اگر وہ مدرک
قوای جزئی مین جاگزین ہو تو بہر حال جاگزینی شی قابل مین بمقدار شی مقبول کے ہو پس بہت سی کام اور چیزین ظہور مین نہین آسکتین
بلکہ علاوہ نفس مدرک کلیات کے جنکی نسبت آسمانون کے ساتہہ مثل نسبت نفوس ناطقہ انسانی کی ہے انسانون کے ساتہہ جسمانی
قوی ہین کہ اونکو بند در کہتے ہین اور یہہ بند در اپنی فکر و خیال سے افلاک کے حرکات جزئیہ کے پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہین
کیونکہ کلی کی نسبت سب جزئیات سی برابر ہی پس ضرور ہی کہ حرکات جزئیہ افلاک اور ادراکات جزئیہ افلاک کے متعلق ہون جو قوا
کے بغیر حاصل نہین ہو سکتے - اور یہہ قوا آسمانون مین مثل قوت خیال کے ہین انسان مین اور یہہ قوا تمام اجزاء فلک مین سرایت
کئے ہوئے ہین کیونکہ فلک اجزاء مختلفۃ الطبائع سی مرکب نہین ہوتا ہی پس اگر کوئی ایک قوت آسمان کی کسی ایک طرف مین ہو دوسری طرف نہو ترجیح بلا مرجح
لازم آوے پس تمام اجزاء فلک مین یہہ قوا اثر بخش ہین - اور ہیر جمشید فرزانہ اردند مین کہتا ہی کہ مرینجم نے مجہسی کہا (١٨) سفلی نفوس مجرد
ہین اونکی ابتدا اور انتہا مین پہر کہتا ہی نفس ایک جوہر ہی مجرد اور بسیط اور حرکت دہندہ اور اوسکو انسان کہتے ہین اور اسی کو مین اور
تو کہتے ہین اور اوس فرشتہ کو بدن سی تعلق ہی اور وہ تعلق تدبیر کا ہی مگر بدن مین حلول کئے ہوئی نہین ہے اور نہ اوسمین ملا ہوا ہی اب
کوئی چیز کسی کو اوس سے زیادہ ظاہر موجود آنا بر اپنی حقیقت اور اپنی ذات ہی کہ سوتا سوتے مین اور مست مستی مین اور جاگتا بیداری مین
اور ہوشیار ہوشیاری مین اور سب چیز سے غافل اور ناواقف ہو سکتا ہی مگر اپنی خودی سے بیہوش نہین ہو سکتا پس اس امر کو دلیل
کی ضرورت نہین کیونکہ خاصیت دلیل کی یہہ ہی کہ واسطہ ہو جاوے تا کہ طالب کو شی مطلوب تک اور مجہول دالی کو تحصیل

مقصود تک پہونچا دی پس اگر اپنی ہستی پر دلیل کہی جاوی اس صورت مین دلیل واسطہ ہوگی صرف ایک چیز کے درمیان پس گویا آپ کو آپ کے
اور آپ تو ہمیشہ اپنی پاس ہی ہوتا ہی پس اپنی ہونے پر دلیل کہنا محال اور نامناسب ہی - جبکہ بیشک تو جانتا ہی کہ تو توہی تجسے مین کہتا ہون
عرض نہین کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ ہر موجود سوائے باریتعالی کے یا جوہر ہی یا عرض پس جو موجود کہ تابع وجود ایسے دوسرے کا ہو جو اپنی نفس سے موجود
اپنے وجود مین دوسرے کا محتاج نہو جیسے نقش تخت[۱] کا کہ تابع ہستی زر کا ہی کیونکہ اگر زر نہو گا نقش تخت بہی نہین ہو سکتا ایسے موجود کو
کہتے ہین اور جو ایسا نہو پس اوسکو استحکام اور بے نیازی ہوگی اپنی وجود مین بے اتباع اور احتیاج دوسرے موجود کی مثل زر جیسا کہ اوپر
کیا گیا اوسکو جوہر کہتے ہین - جب دونون قسمین سمجہا دی گئین اس سے مفہوم ہوتا ہی کہ خاصیت عرض کی یہہ ہی کہ اوسکو کسی دوسرے
اوٹہایا اور قبول کیا ہو اور وہ چیز غیر تابع اور مستحکم ہو تا کہ اوس عرض کو اوٹہا اور قبول کر سکے - اور نقش انسانی قبول کنندہ
اور معلومات کا ہی اور اوسمین صورتین اور معانی منقش ہوتے ہین اور نیز محو ہو جاتے ہین اور یہہ خاصیت عرض کی مخالف
پس نفس عرض نہین ہو سکتا اور جب عرض نہین تو ضرور جوہر ہوا - اب مین کہتا ہون کہ نفس جسم نہین ہی کیونکہ جسم کیسا ہی
ریزہ ہو یہانتک کہ چاقو وغیرہ سے کاٹا نہ جاوے اور اوسکے حصہ نہ کر سکین تاہم عقل دلالت کرتی ہی کہ اب ہی اوسکے حصہ ہو سکتے ہین
جزو جسم[۲] پہلو بہ پہلو ملا کر رکہین جزو درمیانی اگر دو اجزاء طرفین کے اتصال کا مانع ہو ایسا کہ اجزاء طرفین اوسکے ساتہہ ملجاوین پس
جزو کے دو سمت ظاہر ہو گئین ایک سمت ایک جزو سے اتصال رکہتی ہی جو جانب راست ہی دوسرے سمت دوسرے جزو سے جو جانب
ہر ایک جزو طرف کی دو دو سمتین ظاہر ہونگی ایک جزو درمیانی سے ملی ہوئی دوسرے دوسرے جانب اور جس چیز کے دو جانب ہون
ایسی وہ چیز بٹ سکتی ہی تو اوسکے حصہ بہی ضرور ہو سکتے ہین اور اگر وہ جزو درمیانی مانع اتصال اجزاء طرفین کا نہو بلکہ وہ دونون
پس جزو ثالث کو درمیانی نہین کہہ سکتے اور اونکا اتصال نہین بلکہ خلط ملط ہونا ہوا اور دو جسم کا ایک دوسرے مین چلا جانا غیر ممکن ہی
جس جگہہ مین صرف ایک چیز کے رہنے کی گنجایش ہی اوسمین دو چیز کا رہنا درست نہین جیسے کوئی آدمی کسی جگہہ مین بیٹہا ہی کوئی دوسرا
اوسی جگہہ مین بیٹہہ جاوے اسطرح کہ اوسکو تکلیف نہ پہونچاوی اور جیسے کہ ایک کو جگہہ کافی تہی دونون کے لئے بہی کافی ہو طول و عرض
مقدار بہی نہ بڑہی یہہ غیر ممکن[۵] ہی پس ہر جسم مرکب قابل تقسیم ہے اور جو جسم کہ اوسکا محمول اور مقبول ہوگا وہ بہی قابل تقسیم ہوگا

[۱] جو ہر شی قایم بالذات عرض تلقین سے قایم بالغیر [۲] قدیم بادشاہون کا سکہ نقش تخت کا تہا کہ زر پر بناتے تہے جیسا آج کل تصویر
تہتی ہی [۳] یہہ دلیل ابطال جزو لایتجزی کی ہی [۴] جو بظاہر قابل عدم تجزیہ تصور کئے جاتے ہون [۵] جزو لایتجزی کے ابطال پر
اور بہی بہت دلائل ہین سو مین منجملہ اونکے - ۱ - جب اقلیدس سے ثابت ہی کہ ہر خط تنصیف ہو سکتا ہی تو جو خط تین اجزاء لایتجزی سے مرکب فرض کیا
تنصیف ہو سکیگا اور اوسصورت بالضرور جزو درمیانی تنصیف ہو جائیگا حالانکہ لایتجزی تہا ۲ اگر مثلث قایم الزاویہ فرض کرین جسکا ہر ضلع دو
ہو تو وتر بشکل عروس و سو کا جذر ہونا چاہئے یعنی جسمین کسر جزو کی ضرور شامل ہوگی ۳ ایک مربع فرض کرو جسکا ہر ضلع چار اجزا سے مرکب ہو
پس اوسکے قطر مین چار اجزا ہین یعنی برابر اجزاء ضلع کے حالانکہ ظاہر ہی کہ وتر بڑا ہوتا ہی ضلع سی ۴ ایک مثلث قایم الزاویہ فرض کیا جاوے جسکا
تین جزو دوسرا دو جزو سے مرکب ہو تو اوسکا وتر تین جزو سے ضرور زیادہ ہوگا کیونکہ ایک ضلع تین جزو کا ہی اور چونکہ مجموعہ اضلاع چار ہی

اسکے بعد مین کہتا ہون کہ معنی وحدت کے حصہ نہین اور وہ اجزا نہین رکہتا اور اگر اوسکو اجزا خیال کرو تو ظرف کو بہی تقسیم کرتی ہی۔
قابل تقسیم چیز مین نہین رہسکتی کیونکہ جو چیز قابل تقسیم چیز مین آجاویگی مثل ظرف کے اوس مظروف کا بہی حصہ ہوگا اور غیر قابل تقسیم چیز قابل تقسیم ہو جاویگی
اور صورت عقلی کے حصے نہین ہین پس اس دلیل سے ثابت ہوا کہ نفس ناطقہ بسیط ہی جسم نہین ہی کیونکہ نفس معنی واحد کی جگہہ ہی
اور معنی واحد اوسمین جاگزین ہی اور اگر شے بسیط کی رہنے کی جگہہ جسم اور جسمانی ہو جبکہ جسم و جسمانی کو حصہ کرینگے بہرحال بسیط کی بہی حقیقت
منقسم ہوگی کیونکہ جو جزو منقسم مین جاگزین ہی وہ فی الحقیقت اوسی جزو مین ہوگا نہ کہ کل مین اور جب کل مین جاگزین ہوگا کل کا جاگزین
ہوگا جو دوسرے حصہ مین جاگزین ہی اس سے لازم آتا ہی منقسم ہو جانا شے جاگزین کا پس معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ بسیط ہی اسکے بعد
کہتا ہون کہ نفس ناطقہ قدیم ازلی ہی حادث نہین ہی کیونکہ ہر حادث کا اوسکے وجود سے پیشتر مادہ ہوتا ہی پس اگر نفس قدیم نہو مادی ہوگا
اور دلائل اوسکے تجرد و آزادی کے ظاہر ہین۔ اب مین کہتا ہون کہ نفس ناطقہ ہمیشہ رہنے والا ہی اور بعد تباہی جسم کے تباہ نہین ہوتا
ہی کیونکہ جو شی تباہ ہوتی ہے وہ تباہی سے پیشتر ہی قابل تباہ ہونے کے ہوتی ہے اور اس لیاقت کے رہنے کی لئی جگہہ ہونا ضرور
ہی اور نہین ہوسکتا کہ اوسکی ذات اُس کی جگہہ ہو کیونکہ قابلیت تباہ ہونے کی رہجاتی ہی اور ظاہر ہے کہ وہ چیز تباہ ہو جانے کے بعد مطلق نہین
رہتی اگر نفس نیست ہو جاوے چاہی کہ قابلیت فنا کی رہنے کی جگہہ کوئی دوسری چیز ہو سوا نفس کے اور وہ چیز مادہ نفس ہوگا تاکہ وہ قابلیت
فنا کی اوسمین رہنے والی سمجھی جاوے کیونکہ کسی چیز کی قابلیت تباہی کی رہنے کی جگہہ ایسی چیز ہونا جو اوس چیز سے بالکل جدا ہو درست نہین
پس معلوم ہوا پس لازم آیا کہ نفس مادی اور مرکب ہو اور مجرد ہونے کے دلائل اوپر مذکور ہوچکے پس ہمیشہ رہنے والا ہی۔ اور نفس مدرک
اپنی ذات ہی اور آلات جسمی سے کام لینے والا ہی کیونکہ وہ اپنے آپ کو جانتا ہی اور نہین ہوسکتا کہ یہہ اوسکا اپنے کو جاننا
بذریعہ آلہ کے ہو کہ وہ آلہ اوسکے اور اوسکی ذات کے درمیان واسطہ ہوا ہو کیونکہ آلہ کے ذریعہ سے جاننے والا اپنے آپ کو نہین جانتا ہی
جیسے آنکہہ اپنے آپ کو نہین دیکہہ سکتے اسیطرح نفس ناطقہ اور غلطیان حواس جسمانی کی جان لیتا ہی اور اونکی صحت اور غلطی کی تمیز
کرتا ہی پس معلوم ہوا کہ اوسکو یہہ علم بذریعہ ان آلات کے حاصل نہین ہوا ہے کیونکہ جو علم مدرک کو ہی نہو گا وہ اوس سے دوسرا
نہین جان سکتا ہی۔ اور نفس بذریعہ حواس جسمانی کے جانا نہین جاتا اسلئے کہ سوای جسم اور جسمانی کے نہین جان سکتی اور
نفس غیر جسمانی اور کام کرنا نفس کا بذریعہ آلات جسمانی کے ظاہر ہی جیسے بذریعہ حواس جانتا ہی اور رگ و پی کے
ذریعہ سے ہلاتا ہے۔ اور جمشید پیغمبر کہتا ہی مریخ نے مجہسے کہا (۱۹) نفس ایک جسم سے دوسری جسم مین چلا جانیوالا ہی سب
مرد آزاد خداوند کو دیکہتے ہین اور ان سے کمتر درجہ کے آسمانون مین رہتی ہین اور ان سے بہی کمتر ایک جسم سے دوسرے جسم
مین چلی جاتی ہین پس جمشید پیغمبر کہتا ہی کہ خوشی پسند کا جاننا ہی اور درد ناپسند کا جاننا ہی اور جاننا فی الاصل نفس کی
خاصیت ہی پس فراق جسم کے بعد خوشی اور درد موجود ہو سکتا ہی۔ جسم اور اوسکے قوا اگرچہ محسوسات جزئیہ منضمہ کلیات
کے اوراک ہونے کے لئے ضروری ہین مگر پایدار نہین رہتے۔ اور عقلی خوشی و درد بہ نسبت جسمی خوشی و درد کے مضبوط ہین
بعد قطع تعلق جسم کے کیونکہ جسقدر قوت مضبوط اور کاملتر ہوگی اوسیقدر اوسکی معلومات کاملتر ہوتی ہی اور جوہر نفس کا

حواس جسمانی زیادہ مضبوط ہیں پس اوسکی معلومات بہی حواس جسمانی کے معلومات سے زیادہ مضبوط ہونگے کیونکہ حواس جسمانی تو ظاہر اور ظاہر کے سوا نہیں دیکہہ سکتے اور نہ
جان سکتے اور قوت عقلی غیر ظاہر کو دریافت کر سکتی ہے اور اوسکے معلومات بہی حواس کے معلومات سے کامل تر ہوتی ہیں کیونکہ عقل کے معلومات مجردات ہیں جیسے کہ
اور عقول اور ایزد تعالی اور حواس جسمانی کے معلومات جیسے[1] رنگ روشنی اور بو اور یہہ معلوم ہی ہے کہ مجردات اشرف ہیں جب معلوم ہوگیا کہ جانا ہوا
جاننا اور جاننے والا اور ادراکات عقلی ہیں کامل تر ہیں پس ضرور ہے کہ نفس کی خوشی جسمانی خوشی سے کامل تر ہووے اور اوسکو کوئی مشابہت جسمانی خوشی سے نہیں …
کیونکہ محسوسات کو مجردات سے کیا نسبت خصوصًا ذات باری کے ساتہہ - پس جو گروہ کہ اعلے درجہ کی نیک بخت ہیں کہ قول و فعل میں کمال کو پہونچ گئے
وہ عالم انوار کو چلے جاتی ہیں اور اوس سے کمتر درجہ کا وہ گروہ نیک بخت کہ کشمکش تعلقات عنصری سے نکل گئے ہیں اور وسعت گاہ لامکان مجردات تک نہیں …
وہ اوس آسمان میں جسے نسبت بہم پہونچاتے ہیں پہونچتے ہیں اور اوس فلک کی نفس میں جو اچہی صورتیں اور اچہی صفات کا سرور ہے اوسکو پاتے ہیں
تعلقات عالم عنصری سے نہیں چہوٹے ہیں اور نیکی اونکی زیادہ ہے ایک جسم سے دوسرے جسم میں بطور ترقی چلے جاتے ہیں جب تک کہ نجات حاصل کریں
یہہ گردش خرنگسار کہلاتی ہے اور بدی کرنے سے حیوانات مطلق کے یا اپنی عادت کے لایق جسم میں چلے جاتے ہیں اور اوسکو ننگسار کہتے ہیں اور …
جاتے ہیں اور اسکا نام سنگسار ہے اور کبہی معدنیات میں متعلق ہوتے ہیں اور یہہ سنگسار ہے اور یہہ ہی درجہ دوزخ کے حصون کا ہے - اور اس …
جمشید کا کلام بہت ہی پہلے ہزار برس سے ایک لکہا ہے کہ نامہ سبکے گنجایش کے لایق نہ تہا - مقبول خدا جناب پیغمبر اور بادشاہ فریدون کی ایک کتاب
ہیرستان نام ہے اور اوسمیں فرماتا ہے کہ میں جسم عنصری سے جدا ہو کر آسمانوں میں گیا اور مراجعت کی وقت عطارد سے کئی باتیں پوچہیں سوال …
جواب دیا اوسمیں سے ایک یہہ ہے (۲۵) آسمانوں میں خرق اور التیام نہیں ہو سکتا - پس کہتا ہے کہ[2] طرفین جداگانہ میں چنانچہ کہتے ہیں کہ …
سے فلان طرف حرکت کی اور جسمیں حرکت کیجاوے وہ نفس[3] عدم نہیں ہو سکتا کیونکہ عدم قابل اشارہ نہیں ہے اور جب یہہ معلوم ہوا تو اب جانو کہ یہہ طرف …
عقلی ہی نہیں ہو سکتی کیونکہ محض عقلی شی قابل اشارہ حسی کی نہیں ہو سکتی اور عقلی میں حرکت ہی نہیں ہو سکتی پس جو شے قابل اشارہ ہے اور اوسمیں …
ہے طرف اوسکی صفت ہے اور واضح ہو کہ وہ چیز جس سے طرف قایم ہے اور اوس سے دیکہی اور پائی جاتی ہے چاہیے کہ اوسکے حصے ہو سکیں[5] کیونکہ …
جب وسکے ایک حصے قریب رہیگی گذریگی دو حال سے باہر نہوگا یا ایک طرف سے حرکت کریگی یا دوسری[6] طرف کو اور ان دونوں صورت میں …
ایک حصہ طرف کل ہوا اور یہہ غیر ممکن ہے[7] اور نیز اگر حصے[8] کئے جائیں تو حرکت کسی طرف میں نہ کیجائیگی بلکہ عدم میں ماننی پڑیگی جو محال[9] ہے پس …
کہ ایسا جسم کامل اور محیط ہو کہ تعین جہہ ہر چیز کا اوس سے ہو اور چاہیے کہ مرکز کا تعین کرے اور مرکز اوسکا تعین نکرے گردش دایرہ کے[11] …
ایک نقطہ پر - اور نیز چاہیے کہ مرکب اجسام جداگانہ سے نہو کیونکہ قابل خرق اور التیام[12] ہو جائیگا اور خرق محیط درست نہیں …

---

[1] یعنے ماویات اور جزئیات [2] مثلًا آگے پیچہے اوپر نیچے داہنے بائیں [3] یعنی عدم کی ذات [4] کہ جو ہر کیونکہ وہ …
ہے [5] اگر قابل تقسیم فرض کریں [6] یعنے اگر قابل تقسیم فرض کریں بالضرور شی مرکب ہوئی کم از کم دو جزو سے پس شی متحرک جب ایک …
کہ اول وا قرب ہے طے کریگی اور دوسرے جزو پر پہونچیگی پس جس حرکت کو پہلے ایک طرف سے کہا تہا وہ دوسری طرف کو بہی کہی جا سکتی ہے …
یعنی جزو کا کل ہو جانا [8] دلیل دوم [9] یعنی عدم میں حرکت محال ہے [10] وہ چیز جس سے طرفین ظاہر ہون [11] دایرہ کے ایک …
گردش کرنے سے دایرہ مکمل ہوتا ہے [12] خرق پہٹ جانا التیام پہر ملجانا ۱۲ -

...ن دونون قبول کریگا اوسکو دو حرکت ہونگی ایک وجود مین دوسرے عدم مین اور دو حرکت ہونا[۵۱] ممکن ہی اور واضح ہو کہ گرمی ایک قوت ہے
...کو چڑہاتی ہے اور سردی وہ قوت کہ اوپر سے مرکز کیطرف قصد کرتی ہی اور ثقیل سردی پر غالب ہی اور خفیف گرمی پر اور محدد الجہات نہ اوپر سے نیچے کو
...ہی ہے اور نیچے سے اوپر کو بس ضرور ہی کہ نہ وہ ثقیل ہو نہ خفیف نہ گرم نہ سرد اور محدد الجہات کی حرکت مرکز کے گرد ہے اور اوسکی شکل کروی ہے اور مختلف اجسام
...انی طرف نہین بناچار اوسمین نیچے اوپر ہوئے اور واضح ہو کہ جو چیز بڑہتی ہے اوسکو کہانے کی ضرورت ہوتی ہے اور جو کہانے کا محتاج ہے
...ناپذیر کرنے اور صورت چہوڑنے کا ہوگا اور خرق اور التیام اوسکو ضرور ہے اور محدد الجہات بڑہتا نہین اور اوسکو کہانے کی حاجت نہین
...ہائے اور اوسکا صورت اختیار کرنا اور صورت کا دور کرنا اوسمین نہین ہوسکتا محدد الجہات کو اشراقیین جسم اعظم کہتے ہین اور باری تعالی نے اوسکو
...پیدا کیا ہی اس مبارک جوہر کو اور ایک چیز سے موجود کیا ہے جسکو پانچوان عنصر کہتے ہین اور ہمیشہ بغیر نقصان دنیا کا اوسمین
...اور وہ باریتعالی کا فرمانبردار بندہ ہے روز ازل[۵۲] سے کہ سست ہوا ہر گز عدول حکمی نہین کی خدا کی رحمت اوسپر اور نیز خدا
...برہان مین بہت دلائل لکھے ہین اس بارہ مین جو ہمنے بیان کیا [illegible]

...مرکب بنے مین تام الترکیب ہوتے ہین اور ناقص الترکیب بس جاننا چاہیے کہ عناصر چار ہین خفیف مطلق گرم و خشک کہ آگ
...گرم و تر کہ باد ہے اور ثقیل مضاف سرد و تر کہ پانی ہے اور ثقیل مطلق سرد و خشک کہ خاک ہی اور پانی [illegible]
...ہے اصطلاح کہ سب پانی اور مٹی ایک کرہ ہی اور جب عناصر ملکر باہم تاثیر کرتے ہین کیفیت معتدلہ ظاہر ہوتی ہے کہ اوسکو مزاج کہتے
...اور اس مزاج کو اگر عرصہ دراز تک اوسکے رہنے اور بقاء ترکیب کی امید ہو تام الترکیب کہتے ہین ورنہ ناقص الترکیب [illegible]
...ہین سے کائنات الجو[۵۳] ہین جیسے کہ ہوا پانی مین ملی ہوئی کہر ہی اور آگ خاک مین ملی ہی [illegible]
...چنانچہ جسمین عناصر کیفیت اور کمیت سے برابر ہون غیر ممکن[۵۴] ہے اور جسقدر مزاج اعتدال کے نزدیک ہو جو نفس کہ [illegible]
...اوسمین نزول کریگا کامل تر[۵۵] ہوگا اور اعتدال حقیقی سے دور تر معدنیات ہین بعدہ نباتات پہر حیوانات اور پہر انسان
...اور یہ موالید ثلثہ[۵۶] مین نفس مدرک کلیات ہی اور عنصریات کے بیان مین کتاب دانش سار مین پیغمبر یاد نے بہت دلائل لکھے
...اور اونکے ظہور اور ترکیب اور تحلیل مین اور ہم اسی پر چہوڑتے ہین کیونکہ جاری یہ خواہش ہے کہ جو ہمنے دساتیر مین
...اوسکو نہین پڑہ سکتا اور اس ترجمہ کو ہر خداپرست شروع مین پڑہے تاکہ کچھہ مصنوعات الہی کو جان لے (۲۴) ہم خدا سے

...ہو غیر مرکب ہی اور جو صفات کا کام ذات ہی کرتا ہے (۲۵) اے آذر ساسان پیمبر اب تیری عبادت اور اطاعت کی

(۲۵) اور تیرے لیے ایرانیون کے گناہون کو ہمنے معاف کیا (۲۶) پہر حال ایک زمانی گو بہر تائید یافتہ

...کو ایک ہی حالت مین ۵۲ جسکی ابتدا ہی نہین ۵۳ مضاف یعنی بہ نسبت پانی کے خفیف اور بہ نسبت
...یعنی جبکہ دیر تک نہ رہین ۵۵ جو آسمان و زمین کے درمیان مین پیدا ہو جاتے ہین ۵۶ کیونکہ اگر برابر ہون
تو نزول نہین کر سکتے پس معتدل اضافی ہو سکتا ہی ۵۷ یعنی معدنیات اعتدال حقیقی سے بہت دور ہین نباتی اوس سے کمتر
حیوانی کمتر اور انسانی اعتدال حقیقی کے نزدیکتر ۵۸ یعنی حیوانات و نباتات و جمادات ؛

مبعوث کرونگا یعنی بادشاہ اردشیر کو تم مین سے (۲۷) تا کہ ملک پر قابض ہو (۲۸) اور تم اہل جہان پر غالب ہو (۲۹) اور بہت عرصہ

تم مین رہی (۳۰) اب مین نے تجھکو پیغمبر جانا اور سب چیز سے واقف کیا (۳۱) اور تیرا لڑکا اوس عالی گوہر امید یافتہ کو دیکھیگا (۳۲) اور

لیے ملک آبادی اور خوبیان پائیگا (۳۳) اور تو جہان کا پیغمبر ہے (۳۴) اور تجھکو تمام اہل جہان کے لئے مین نے بھیجا ہی (۳۵) اور

ایران مین اور دیگر مقامات مین تیری لڑکے ظاہر کرینگے (۳۶) کیونکہ تیری جانشین ہین (۳۷) اور وی سب قول و فعل کے اچھے اور

(۳۸) ولیکن خوش ہو کہ تیری خواہش مین نے قبول کی جاننا چاہئیے کہ جب سکندر[ف۱] ایران پر فتحیاب ہوا ساسان پسر داراب مجلس سے جدا ہو کر

چلا گیا اور نہار مین مشغول خدا پرستی ہوا خدا نے اوس سردار پر مہربانی کی اور پیغمبری مین لے لیا اور کہا کہ تیری لیے ایرانیون کے گناہ معاف کئے

اعظم سردار[ف۲] داراب کو مار ڈالا تہا اب تیری انہون مین سے کیانی[ف۳] نسل ایک شخص[ف۴] نیک اقوال اور درست افعال مبعوث[ف۵] کرونگا تا کہ ملک پر قابض ہو جاوے

الملوکی[ف۶] سے چھوٹ جاوگی اور تم بدبختی سے نکل آوگے اور جہان کے سردار تمہاری اطاعت بدستور سابق اختیار کرینگے اور بہت عرصہ کہ سلطنت

اور بلا لڑکا اوس فتحیاب بادشاہ کو پائیگا اور از سر نو ملک آباد ہو جائیگا اور تو جہان کا پیغمبر ہے اور تجھکو دنیا کی نجات کے لئے مین نے بھیجا اور تیری لڑکے

مذہب کو جو تو رکھتا ہی ایران اور دیگر ممالک مین پہیلائینگی اور وی سب کامل اور خدا شناس اور صاحب معجزہ و اشراق[ف۷] و دلیل ہونگی جب

مرگیا اوسکا ایک لڑکا تہا جیو ناسپ نام معروف بہ آدر ساسان دوم اور علم و عمل مین اپنے باپ کی شکل تہا اور پیغمبر نامدار ساسان اول کے

کاہستان مین آیا کیونکہ پیغمبر خدا نے اوس سی کہا تہا کہ تو اردشیر عالی گوہر کو ملیگا اور میرا خط اوسکو دی اور اوس پیغمبر کے وقت مین اردشیر

حکمران ہو گیا اور پیغمبر اعظم ساسان کو خواب مین دیکہا کہ اوسکو ساسان دوم کے موجودگی بشارت دی اور اس امید پر شاہ ایران

مین آیا اور بہت التجا کے ساتھ اوسکو مبارک مقام اصطخر[ف۸] مین بلایا اور بڑی خانقاہ[ف۹] مع ستارون[ف۱۰] کی تصویرات اور آتشکدون کی

خلیفہ صاحب شکوہ کو اوسمین رکہا اور سب خانقاہ پیغمبر اعظم کے لڑکون کے متعلق ہے اور خلیفہ پیغمبر کے متابعت سی دیگر ممالک کے

بعد جانشین

اردشیر کے مطیع ہو گئے (۳۹) ہم خدا سے مدد مانگتے ہین جو محض جوہر غیر مرکب ہی اور جو صفات کا کام ذات سے کرتا ہے (۴۰)

مہ آباد کو مضبوط کر یہہ جو خدا ہر جگہہ فرماتا ہے کہ مذہب بزرگ آباد[ف۱۲] کو مضبوط کر اسکا مطلب یہہ نہین ہی کہ یہہ مذہب ایجاد کردہ آباد

نزدیک ٹہیک یہہ ہے کہ خدا پسند مذہب کہین کیونکہ جس مذہب سی خدا کو پاوین وہ خدا پسند ہی اور اوس خدا پسند

آباد کر دیا اور اوسی مذہب پر اور سب پیغمبر ہوتے آئے اور آباد کے معنی خدا پسند ہین اور نیز خدا پرست آدس مذہب کو خدا منسوخ نہین کرتا

بدل دینا اس سبب سی ہوتا ہی کہ حاکم حکم جاری سے پشیمان ہو اور دانای حقیقی ایسا حکم نہین دیتا جس سے پشیمان ہونا پڑے اور کوئی

لئے نجات جدا گانہ ہونا چاہئیے کیونکہ ہر وقت مین اچہا علم و عمل پسندیدہ ہی اور سوائے عدل کے اور کچھہ مقصود نہین ہی بس اس مذہب کی

ف۱ سکندر عیسے کی تولد سے ۳۳۰ برس پیشتر فارس کا بادشاہ ہوا تہا ف۲ ایرانیون نے سکندر ہی ملکر اسی مار ڈالا تہا ف۳ کیانی

لقب بعض بادشاہان فارس کا ہی ف۴ مراد اردشیر بابکان سی ہی جو ۲۲۶ عیسوی مین بادشاہ ہوا ف۵ اٹھاونگا ف۶ ضعف سلطنت

شخص جداگانہ بادشاہ بن بیٹھا ہی ایسا قریب ۵۰۰ برس کے رہا ف۷ رومیون کی حکومت ف۸ اشراق ریاضت سی روشن دل ہونا

قلعہ ملک فارس مین ف۱۰ خانقاہ فقرا کے رہنی کا مکان ۱۲ ــ ف۱۱ آتش پرست ستارون کی مورتین اپنی عبادت

…ہم بظاہر ہے اور خدا نے ایسا مذہب انسانون کو دیا ہی کہ ہر فرقت مین ! دسیر قایم رہین اور خدا پرست ہو جو پوچھین کہ تو کیا مذہب رکہتا ہی

…اور مین خدا پرست ہون مگر جس جگہہ خوف ہو وہان چھپانا مذہب کا ضرور ہی (۴۱) اب مین تجہسے کہتا ہون کہ کیا کیا چیز

…(۴۲) اپنی لڑکون سی کہدے کہ آپ کو اور نیک لوگونکو ان آفتون سی مطلع کرین (۴۳) اور ان مصیبتون سے

(۴۴) بہت لوگ پیدا ہونگے اور ان سے ایران کو خوف نہین ہی چنانچہ دہقانون مین موجدان مذاہب پیدا ہوی اور ان

…پہر ایک شخص تہا اور وہ اونکو اپنی طرف دعوت کرتا تہا اور کہتا تہا کہ مین خدا کا بیٹا ہون آخر کار اوسکو مار ڈالا اور ایسکی

…رایج ہوا اب دیون کا وہی مذہب ہی (۴۵) اور ایک شخص نقاش گمراہ کرنے والا آئیگا اور جہوٹ اپنی آپ کو پیغمبر بتائیگا

…بہاری آدمیون کی ہاتہہ سے مارا جائیگا اس سے مانی مقصود مراد ہی کہ شہنشاہ تازی کش کے جو شاپور پسر اردشیر کے نسل سے تہا عہد

…ایران مین آیا اور ایک کتاب رکہتا تہا جسمین مشتمل تصویرات تہین چنانچہ جسم انسان کا اور سر ہاتہی کا اور علی ہذا القیاس اور اونکو کہتا تہا

…اور زندبار کے مار ڈالنے کا حکم دیتا تہا اور عورتون سے جدا رہنا ضروری تبلاتا تہا شاہ شاپور جناب ساسان دوم کا شاگرد تہا

…مانی سے پوچہا کہ زندبار کو مار ڈالنے اور عورتون سے جدا رہنے سے کیا فائدہ ہی جواب دیا کہ جانور درد سے چہوٹ جاوین اور

…آلام سی چہوٹ جاوین اور اپنی مقام مین واپس چلی جاوین اگر وہ سوے مار ڈالنے کے نہین ہو سکتا اور عورتون سی جدا رہنا اسلئی تاکہ

…اپنی شہر سے اس بے لطف شہر مین نہ آوین شاہ شاپور نے کہا شکار کرنے اور مار ڈالنے سی جانور کسطرح چہوٹ سکتے ہین کیونکہ

…بہت سی جفتی کے پیدا ہوتی ہین جیسے جہینگر رنگ سے ہین اور علی ہذا القیاس اور ایسا ہی بعض جانور دقتی ہین جیسے مکہی یہہ کیونکر دور

…خاک کو دور نہین کر سکتے اور ایسے ہی بہت روحین نباتات اور معدنیات سی وابستہ ہین وہ کیونکر نکال دی جاسکتی ہین اور

…تو کہتا ہی جب تک دل سے رغبت وہ نہو عورتون سے جدا رہنے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہی اور ان روحون کو جو تونے کہا

…اور نکوکار ہونگے نجات پاکر آسمان پر چلے جاوینگے جب آدمی ہی نہین رہینگے تو کس نجات بخش سے متعلق ہونگے۔ جب ایک

…نے فرمایا کہ ویرانی اچہی ہے یا آبادی مانی نے جواب دیا کہ اجسام کی ویرانی نفوس کی آبادی ہے شاپور نے کہا کہ تو کیا

…زمین آبادی ہوگی یا ویرانی کہا میرے جسم کے ویرانی میرے نفس کی آبادی ہے بادشاہ نے کہا کہ مین تیرے ساتہہ تیری

…اور ان پہر مجلس سے اوسکو نکال دیا اور شہر کے لوگون نے اینٹ پتہر لکڑی گہونسے سے اوسکو مار ڈالا اور بادشہ کے بدن کو چہر

…ایک دوسرا گمراہ کنندہ آکر کہیگا کہ عورتین اور سامان آپس مین ملا لو یہہ اشارہ مزدک کی طرف ہی کہ قباد کی عہد سلطنت

…آدمی تہا اور جسنے کہا کہ انصاف سے دور ہی کہ ہم مذہب کی مدد نکرین کیونکہ مناسب نہین ہی کہ ایک شخص امیر ہو اور اسکا ہم مذہب

…مال کو ہم مذہبون کے ساتہہ برابر تقسیم کرین اور نیز مناسب نہین کہ ایک شخص کی عورت خوبصورت اور خوش اندام ہو اور

…ہم مذہب کو ضرور ہی اپنی خوبصورت عورت کو کچہہ مدت اپنی ہم مذہب کے پاس چہوڑ دے اور بدصورت عورت آپ قبول کر

…بادشاہون کے شہر دن سے تہے اوسکی طرف مائل ہوگئی کیونکہ مفلس بلکہ ویران مین کوی نہ تہا اور ایک گروہ

…سے ملگیا اور نوشیروان اوس سے خوش نہوا کیونکہ شاگرد حضرت ساسان کا ہوا تہا جبتک جناب ساسان زندہ

ہوویگا وہ نگا (۸۸) ہم خدا سے مدد مانگتے ہین جو محض جوہر غیر مرکب ہے اور جو صفات کا کام ذات سے کرتا ہے (۸۹) جس نے جیسے
انصاف اختیار کیا جیسا جسم ہووے ویسا ہی ہوویگا جو کہ پیغمبر ہوویگا جانا چاہئے کہ پیغمبر عقل مجسم کیخسرو بن سیاوش کتاب سروشنی کردار مین زیادہ کر
... جیسے کہا (۹۰) ہر کام مین توسط اچھا ہے یہہ کہتا ہے جیسے جب قوت عقل بہت زیادہ ہو جاتی ہے حیلہ سازی پر پہنچ
اور اوسکو مکاری کہتے ہین اور اوسکی کمی حمق اور ابلہی ہے اور حالت متوسط کہ پسندیدہ ہے دانائی اور ہوشیاری کا اور ایسے ہی
زیادہ ہوکر بدکاری پر پہنچ جاتی ہے اور اوسکو فسق کہتے ہین اور کمی سے نامردی ہے اور متوسط پرہیزگاری اور پارسائی ... اور
قوت چشمی زیادہ ہو جاوے آدمی تلوار کے منہ پر دوڑنے لگتا ہے اور اوسکو تہور اور بیخوفی اور جنگجوی کہتے ہین اور اگر
کمی اور اعتدال کو شجاعت اور دلیری کہتے ہین ۔ اور جس نفس مین یہہ تینون حالتین ... کہ انصاف ہی فراہم ہو جاوے عادل
منصف ہوگا ۔ اور جب جسم سے جدا ہوگا فرشتون مین سے ہو جاویگا اور خدا کو ملیگا ۔ اور ایسے ہی پیغمبر با ہوش ...
کہلاتا ہے (۹۱) ہم خدا سے مدد مانگتے ہین جو محض جوہر غیر مرکب ہے اور جو صفات کا کام ذات سے کرتا ہے (۹۲)
مینے تجھے کہا سب، وقت نامعلوم پر آدمیون کے سامنے آویگا (۹۳) تیرے بعد ساسان پنجم میرا پیغمبر ہے ...

۹۱ صفات کی تفسیر کرتا ہے ۹۲ سروشنی کردار نام کتاب کیخسرو پسر سیاوش ۹۳ درمیان مین رہنا اور یہی عدل ہے
۹۴ یعنے جانب افراط گربزی کہلاتی ہے اور جانب تفریط ابلہی اور وسط طرفین کا حکمت ہے ایسے ہی طرفین قوت شہوی کے
خمول اور اوسط عفت اور طرفین قوت غضبانی کے تہور اور جبن اور متوسط شجاعت ۱۲ ۔

## قطعہ تاریخ تصنیف از عزیزی با استعداد منشی دوارکا پرشاد صاحب جوہر ...

کیا سرو سے ترجمہ کیا یہہ — شکر ہوے شاد جملہ احباب
جوہر سے کہا سروش نے یون — تاریخ ہی فیض ... ۱۲

## قطعہ تاریخ طبع نتیجہ فکر بلند و طبع آسمان پیوند جناب سید اکبر علی صاحب متخلص بہ تمیز ساکن بریلی شاگرد جناب نواب عاشور علیخان صاحب ...

نامہ کا سرو نے کیا ترجمہ کیا ہے — دیکھا یہہ جس کسی نے اوسنے ستایا کی
تاریخ طبع پوچھی فوراً تمیز بولا — کیا ہی عیان ہوئی ... ۱۲

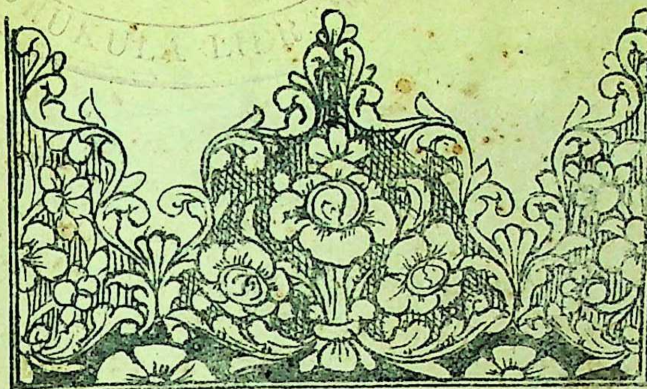
ان اولیا الا علیهم یحزنون



جمع کردہ جناب خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی قدس

الله سره العزیز

در مطبع حافظ محمد حسن واقع لکھنؤ طبع شد



بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین و العاقبة للمتقین و الصلوة علی رسوله محمد و آله و اصحابه اجمعین بدان اسعدک
الله تعالی که اخبار و آثار انبیا و اسرار انوار اولیا از کلمات و انفاس متبرکه سید العابدین
بدر العارفین اکرم اهل ایمان وافر البر و الاحسان شیخ معظم خواجه عثمان هارونی
غفر الله له و لوالدیه شنیده شد. درین رساله که بنام انیس الارواح است
نوشته آمد الحمد لله رب العالمین دعاگوی مسلمانان فقیر حقیر اضعف العباد معین الدین حسن
سنجری را در شهر بغداد فی مسجد خواجه جنید بغدادی دولت پایبوس حضرت خواجه
عثمان هارونی حاصل آمد مشائخ کبار بخدمت حاضر بودند همینکه این درویش روی
بر زمین نهاد فرمود دوگانه بگذار بگذاردم فرمود مستقبل قبله نشین نشستم
فرمود که سوره البقره بخوان بخواندم فرمود که بست یکبار درود بگو بگفتم بعد ازان
خود بایستاد و روی سوی آسمان کرد و دست مرا گرفت و گفت بیا ترا بخدای رسانیدم همینکه این بگفت
و بدست مبارک مقراض بستد بر سر دعاگو راند و کلاه چهار ترکی بر فرق این عقیدت کیش نهاد

وکلیم خاص عطا شد فرمود بنشین نشستم فرمود که در خانهٔ تو ده ماه یک شبانروز مجاهدت
امروز و امشب بر و مشغول باش همینکه این درویش بر حکم بشارت محترم یک شبانروز عبادت
گذرانیدم چون روز دویم بخدمت خواجه مشرف شدم گفتند بنشین هزار بار سوره
اخلاص بخوان بخواندم فرمود نظر بالا کن همینکه سوی آسمان نظر کردم گفت چه می بینی
گفتم تا عرش عظیم فرمود که در زمین ببین همینکه در زمین دیدم فرمود تا کجا می بینی گفتم تا
تحت الثری باز فرمود هزار بار سوره اخلاص بخوان بخواندم فرمود که باز ببین چون بدیدم
فرمود اکنون چه می بینی گفتم تا حجاب عظمت فرمود که چشم بسته کن چون چشم بسته کردم فرمود
باز کن باز کردم دو انگشت مرا نمود گفت چه می بینی گفتم هژده هزار عالم را همینکه این بگفتم فرمود
که برو کار تو تمام شد خشتی پیش بود گفت این را بر کن چون بر کردم مشتی دینار زر بود فرمود
بر درویشان را صدقه بده چون بدادم فرمود چند روز در صحبت ما ملازمت نمائی گفتم فرمانبردارم
انگاه خواجه عثمان هارونی مسافر شد جانب خانهٔ کعبه و اول مسافری دعاگو همین بود
الغرض برسیدم در شهری جماعتی از مقربان را دریافتم که از خود خبر نداشتند چندروزی
در صحبت ایشان بودم که در عالم صحو نیامده بودند انگاه بزیارت خانه کعبه رسیدم
انجا نیز حضرت خواجه دست من بگرفت و بخدای سپرد در زیر ناودان خانه کعبه مناجات
کرد در باب این درویش آواز آمد که ما معین الدین را قبول کردیم چون از انجا باز گشتیم تا بزیارت
رسول الله صلی الله علیه وسلم رسیدیم مرا فرمود که سلام کن سلام کردم آواز بر آمد
علیکم السلام ای قطب مشائخ بر و بحر همینکه آواز بر آمد خواجه فرمود که بیا اکنون کار تو
تمام شد بعد ازان در بدخشان آمدیم بزرگی را دریافتیم از بیکاران خواجه جنید بغدادی
بود عمر او صد سال بود از حد مشغول اما یک پای نداشت ازین حال ازو سوال کرده آمد فرمود
وقتی که در صوفی بهوای نفس خواستم که از صومعه بیرون آیم همین که پای از صومعه
بیرون نهادم آواز بر آمد که ای مدعی عهد این بود که فراموش کردی

کارد موجود بود پای را بریدم و بیرون انداختم امروز چهل سال است که این پای را بریدم و عالم تحیر مبتلا گشتم و نمیدانم که فردا این روی میان درویشان چگونه خواهم نمود انگاه ازینجا باز گشتم در بخارا آمدم و بزرگان آنجای را نیز دریافتم و در عالمی دیگر که وصف ایشان در قلم نیاید همچنین مدت بیست سال بخدمت خواجه در مسافری بودم انگاه خواجه از عالم مسافری باز گشت در بغداد عزلت گرفت چندگاه باز مسافر شده ده سال دیگر ابریق و جامه خواب بر سر کرده برابر گشتم انگاه چون خواجه باز گشت در بغداد معتکف شد این درویش را فرمان شد که ازین مقام چندگاه بیرون نخواهم آمد اما ترا میباید که هر روز وقت چاشت بیای تا ترا رغیب فقر بگویم که بعد از من یادگار ماند برای مریدان و فرزندان پس ترا این درویش بر حکم فرمان بجا آورد هر روز بخدمت خواجه در مقام عزلت رفته شدی هر انچه از زبان دُرربار ایشان شنیده شد آنرا در قلم آورده بیست و مشتمل بر بیست و هشت مجلس بتوفیق الله تعالی و عنایت ایزد عز و جل مجلس اول سخن در ایمان افتاده بود مجلس دوم سخن در مناجات افتاده بود مجلس سوم سخن در خرابی شهر افتاده بود مجلس چهارم سخن در فرمان برداری زیاده و آزاد کردن برده افتاده بود مجلس پنجم سخن در صدقه دادن افتاده بود مجلس ششم سخن در شراب خوردن افتاده بود مجلس هفتم سخن در آزار مومنان افتاده بود مجلس هشتم سخن در قذف گفتن افتاده بود مجلس نهم سخن در کسب و کار کردن افتاده بود مجلس دهم سخن در مصیبت افتاده بود مجلس یازدهم سخن در کشتن جانوران افتاده بود مجلس دوازدهم سخن در سلام کردن افتاده بود مجلس سیزدهم سخن در کفارت نماز افتاده بود مجلس چهاردهم سخن در فاتحه و اخلاص افتاده بود

مجلس پانزدهم سخن در جنت و اهل جنت افتاده بود مجلس شانزدهم
سخن در فضیلت مسجد افتاده بود مجلس هفتدهم سخن در کردن بنا افتاده بود
مجلس هژدهم سخن در عطسه زدن افتاده بود مجلس نوزدهم سخن در بانگ نماز
افتاده بود مجلس بستم سخن در مومن افتاده بود مجلس بست و یکم
سخن در حاجت روا کردن افتاده بود مجلس بست دوم سخن در آخر الزمان
افتاده بود مجلس بست سوم سخن در یاد کردن مرگ افتاده بود مجلس
بست چهارم سخن در فرستادن چراغ در مسجد افتاده بود مجلس بست پنجم
سخن در درویشان افتاده بود مجلس بست ششم سخن در شلوار
پای دراز کردن افتاده بود مجلس بست و هفتم سخن در عالمان افتاده بود
مجلس بست و هشتم سخن در توبه کردن افتاده بود مجلس اول در
ایمان افتاده بود آنگاه بر لفظ مبارک راندند که روایة میکند عبد الله بن
عباس رض که پیغامبر فرمود صلی الله علیه و آله و سلم ایمان برهنه است لباس او
تقوی است و بالش وی فقر است و داروی او علم است و ایمان گفتار است
از شهادة اَن لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ گفت ای مسلمانان ایمان
زیاده و نقصان نشود و هر که نگوید بر خویشتن ستم کرده باشد آنگاه این
سخن گفت که رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم را فرمان آمد که برو بر کافران
کارزار کن تا بگویند لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ همین که رسول الله صلی الله
علیه و آله و سلم بر کافران کارزار کرد گواهی دادند که خدای یکیست پس
نماز فرود آمد بپذیرفتند آنگاه روزه و حج و زکوة فرود آمد بپذیرفتند و ایمان آوردند
خدای عز و جل پس فرمود این همه تکرار ایمان است اما زیاده و نقصان اندر نماز
و روزه نشود زیرا که هر که فریضهای نماز بگذارد و نقصانی در ان نماز نیامده باشد

خدا تعالے حساب برو آسان کند و اگر در فریضہ نقصان باشد خدا تعالے
مر فرشتگان را فرمان دہد کہ بنگرید ہیچ تطوع کردہ ست بدان تطوع فریضہ
او تمام کنید و اگر فریضہ تمام نکردہ باشد و تطوع نکردہ باشد سزاوار دوزخ گردد
مگر رحمت خدا تعالیٰ در آید و یا شفاعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اما قول
شریعت آنست ہر کہ فریضہ ہارا منکر شود کافر گردد و بخدای عز و جل اما عمل
ایمان زیادہ و نقصان نشود انگاہ فرمود ہر کہ دست از نماز باز دارد
کافر شود بحکم حدیث مَن تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَد کَفَرَ ای مستوجب القتل
عند الشافعی رہ یعنی نماز ترک کنندہ بدرستیکہ کافر گردد پس واجب است
نزدیک امام شافعی کہ او را بکشند زیراچہ او کافر شد انگاہ فرمود کہ در رسالہ
خواجہ جنید رہ نبشتہ دیدہ ام بروایتہ خواجہ یوسف چشتی رہ آنروز کہ ندا آمد
اَلَستُ بِرَبِّکُم جملہ ارواح مسلمانان و کافران یکجا بودند چون ندا از سرادقات
غیب بر آمد ہمہ ارواح چہار قسم شدند قسم اول چون ندا شنیدند در زمان
در سجدہ شدند و بدل و بزبان گفتند قالوا بلیٰ ہستی پروردگار ما قسم دوم
در سجدہ شدند بزبان گفتند قالوا بلیٰ از دل نگفتند اما قسم سوم از دل
بگفتند بزبان نگفتند در سجدہ اما قسم چہارم ہیچ نگفتند انگاہ خواجہ این را
تفصیل کرد قسم اول کہ سجدہ کردند و بدل و زبان گفتند آن گروہ انبیا و اولیا
مومنان بودند اما قسم دوم کہ بزبان گفتند از دل نگفتند آن گروہ
مسلمانان اند کہ اول مسلمان میباشند و آخر از دنیا بے ایمان می روند اما
قسم سوم کہ بدل گفتند و بزبان نگفتند آن گروہ کافر اند اول کافر میباشند
آخر مسلمان میشوند اما قسم چہارم کہ ہیچ نگفتند آن گروہ کافر انند کہ اول
و آخر کافر میباشند و نا مسلمان از دنیا میروند ہمین کہ خواجہ این فوائد

تمام کرد مشغول شد دعاگو بازگشت الحمد لله علی ذلک مجلس سوم در مناجات مهتر
آدم ع‌م افتاده بود فرمود که شنیدم از زبان خواجه یوسف چشتی ره در فقه
ابو اللیث سمرقندی نبشته دیده ام بروایة علی ابن ابیطالب رض گفت فتلقی
آدم من ربه بکلمات این آنوقت بود که آدم ع‌م از بهشت میگریخت خدایتعالی گفت
آدم از من میگریزی آدم گفت نه یارب لیکن شرم میدارم از تو برین لت
کردم آنگاه سخن در گرفتن ماه و آفتاب افتاده بود بر لفظ مبارک راند
روایة کرد ابن عباس رض که وقتی در عهد رسول الله صلی الله علیه آله وسلم
ماه را گرفتند پرسیده شد از رسول الله صلی الله علیه آله وسلم که آفتاب یا ماهتاب
چرا میگیرند گفت چون گناه بندگان دنیا بسیار میشوند و گستاخی بسیار میکنند
فرمان میشود تا ایشان را بگیرند و روی ایشان سیاه میکنند تا خلق عبرت
گیرد آنگاه فرمود چون ماهتاب در ماه محرم بگیرند دران سال کشتن
و بلاها و فتنه و پراگندگی ضعیفان بسیار باشد و اگر در ماه ربیع الاولی
بگیرند دران سال قحط و مرگ بسیار شود و باد و باران بسیار پیدا آید
و اگر در ماه ربیع الآخر بگیرند تبدیل بزرگان و فتور ملک شود و چون
در ماه جمادی الاولی بگیرند برقها و بارانها بسیار باشد و مرگ مفاجات
و اگر در ماه جمادی الآخر بگیرند دران سال کشتها نیک باشد و
غله ارزان و فراخ بدانها بسیار باشد و عیش بر مردمان فراخ گردد و
... بیفزاید و اگر در ماه رجب بگیرند در اول ماه و اثر در آدینه باشد
دران سال گرسنگی و بلاها بسیار ماند و از آسمان تاریکی عظیم پدید آید و
اگر در ماه شعبان بگیرند دران سال میان خلق صلح و آرامش
نیکو بود و اگر در ماه رمضان بگیرد ماهتاب و یا آفتاب در اول

ماه و آنروز آدینه باشد آنسال گرسنگی و بلاها بسیار باشد و از آسمان بانگی عظیم و سخت
پیدا آید که خلقانرا بیدار کند و ایستاده بر روی زمین افگند و اگر در ماه شوال بگیرد
دران سال بیماریها بسیار شود به مردمان و اگر در ماه ذیقعده بگیرد زلزله و بادهای
سخت بود و درختان بسیار بشکنند و اگر در ماه ذیحجه بگیرد در آنسال فراخی شود و
حاجیان را دران سال قطع راه شود و اگر در ذیحجه و محرم بگیرد بدانند که تمام سال فتنها
قائم شود و عیبها یکدیگر بگویند و دینار اسپگذارند و آخرة را ویران کنند و بقول
و گفتار مومن نباشند آن منافقان خداوندان مال را بزرگی دارند و درویشانرا
خوار بینند آنگاه خدا تعالی بر ایشان بلاها مسلط گرداند تا عیش بر ایشان تلخ گردد
آنگاه فرمود که چون همچنین شود بلاها را منتظر باید بود همینکه خواجه فوائد تمام کرد مشغول
شد و دعا گو باز گشت الحمد لله علی ذالک مجلس سوم سخن در خرابی شهرها افتاده بود
فرمود که در آخر الزمان شهرها از شومیت گناه مردم خراب شوند چنانچه شنیدم از
زبان خواجه یوسف چشتی ره که وقتی جانب سمرقند مسافر بودم شنیدم از زبان
خواجه یحیی سمرقندی ره که روایة کرد امیر المومنین علی رض که چون این آیه فرود آمد
وان من قریة الا نحن مهلکوها قبل یوم القیمة او معذبوها عذابا شدیدا کان
ذالک فی الکتاب مسطورا یعنی شهری نیست پیش ازانکه قیامت آید عذابی و
بلائی دران شهر فرود نیاید و آن شهر ویران نشود آنگاه فرمود که چون
در آخر الزمان معصیتها بسیار بود مکه را حبشیان خراب کنند و مدینه از قحط ویران
شود و از گرسنگی خلقی بمیرد و بصره و عراق و مشهد از شومیت میخواران خراب
شود و بلاها دران سال بسیار نازل گردد و از شومیت زنان نیز
خراب شود و شام از ظلم بادشاهان خراب گردد و بلخ از
آسمان فرود آید بار سوم از بسیاری لواطه خراب گردد و اند

آسمان بانگی برآید که جمله خلق خفته باشند همه از هول آن خراب شوند و خراسان و
بلخ از شومت منکری اهل تجارت و خیانت ویران شود و سلمانان از شومت
آن مردار کردند بعد از آن فرمود که شنیدم از زبان خواجه مودود چشتی قدس سره
خوارزم و چند شهر دیگر که حوالی آن بود از شومیت مزامیرها و ملاهیها خراب شود و
دیگر یکدیگر را کشند و هلاک شوند اما سیوستان از بلاهای سخت و تاریکیها و زلزله
پاره شود زمینها که در وی ساکن باشند نیست و نابود شوند اما خرابی سمرقند زمین
دیگر از سبب آن باشد در آخر الزمان زنان را بکشند و گویند که فاطمه ست
خاک در دهان ایشان پس حق تعالی ایشان را در زیر زمین برد اما سند و نیز
هند ویران شود آنگاه فرمود آن بسبب فسادهای زنا و می خواران ویران شود
آنگاه فرمود هر چه در شهر از مشرق یا مغرب فسادها و شومتهاست همان مقدار
در آخر الزمان از شومت آن هندوستان را حق تعالی خراب گرداند بعد از آن
فرمود که چون شهرها همه از این سراسر خراب شود محمد عبد الله برهان آید از
شرق تا غرب عدل وی بگیرد و عیسی از آسمان فرود آید و بدان امام مسلمانے
از حد عزیز باشد آنگاه فرمود روزهای دران روز خورد باشد که یک روز را
بازگذارد و آنگاه فرمود که شنیدم از زبان خواجه حاجی ره که دران ایام
سال چون ماه و ماه چون هفته باشد و هفته چون روز گردد و روز یکوقت
خواجه چشم پر آب کرد فرمود که ای درویش مرد باید که این سال و ماه و امروز
این زمان و اند که این ایام نحره ست از رسول الله صلی الله علیه و آله
وسلم بعد از نقل خود و بست سال مانع شده ست که سگ بچه زاید خبر
ایام اکنون خود مردم چه خواهند گفت که زمانه گذشته ست همین که خواجه این
فواید تمام کرد مشغول شد دعا گو باز گشت الحمد لله علی ذالک مجلس چهارم

سخن در فرمان برداری زنان افتاده بود بر لفظ مبارک راند که امیر المومنین علی کرم
فرمود که شنیده‌ام از زبان دربار گوهر نثار خواجه کائنات حضرت محمد مصطفی صلی الله
علیه و آله وسلم در باب زنان هر زنی که شوهر خود را فرمانبرداری کند برابر
فاطمة الزهرا رض در بهشت رود بعد ازان فرمود هر آن زنیکه شوهر او را
شبانه خواب خود خواند و او نیاید در شود همه نیکیها که کرده باشد
چنان بیرون آید چون مار از پوست و بزه چندان باشد که ریگ بیابان
و اگر آن زن بمیرد و شوهر از وی خوشنود نباشد هفت در دوزخ بگشاید
و اگر شوهر خوشنود باشد بنام آن زن هفتاد درجه در بهشت برآرند انگاه
فرمود در تنبیه نوشته دیده‌ام هر آن زنیکه روی با شوهر خود ترش کند
و در روی شوهر ننگرد بعدد ستاره که در آسمان است یک آن گناه بر وی
بنویسند انگاه فرمود که اگر شوی را از یکسوراخ بینی ریم رود و از دیگری
خون و این زن آنرا می کشد حق شوهر تمامت نگذارده باشد پس ای درویش
اگر بدون خدا سجده روا بودی رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم
فرمودی زنان را تا سجده کنند مر شوهران را چندین حق است انگاه سخن
در بنده آزاد کردن افتاده بود همچنان درویشی بیاید روی بر زمین آورد
و بنده آورد بخدمت خواجه او را آزاد کرد خواجه دعای خیر ارزانی داشت
انگاه فرمود که رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم گفته است هر که بنده
آزاد کند بنویسند هر رگیکه در تن اوست ثواب حج اکبری دهند و از دنیا بیرون
نرود تا ایزد تعالی گناه خرد و بزرگ او عفو نکند و مادر و پدر او را و از خاندان
او هفتاد تن را بیامرزد و بشمار موی که بر تن او باشد شارستانی در بهشت
بنام او بنا کنند و هر رگیکه در تن او باشد نور بهشت دهند و میان پل صراط

بزبان خود

آسمان کنند نامش در آسمان از اولیاء خوانند آنگاه فرمود که روزی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نشسته بودند و اصحاب گرد او بودند امیر المومنین ابوبکر صدیق رض برخاست و گفت یا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم چهل برده دارم لبت برده برای رضای خدا تعالی آزاد کردم رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم دعای خیر ارزانی داشت حضرت جبرئیل ع‌م فرود آمد گفت یا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فرمان میشود هر موی که بر تن آن بردگان ابوبکر صدیق رض است همان مقدار نفر از امتان تو از آتش دوزخ خلاص دادم و همان مقدار ثواب ابوبکر صدیق رض یافت بعد از آن فرمود که امیر المومنین عمر رض برخاست روی بر زمین آورد و گفت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم سی برده دارم از آن پانزده برای رضای خدا تعالی و رسول خدای صلی الله علیه وآله وسلم آزاد کردم رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم دعای خیر ارزانی داشت همچنان باز حضرت جبرئیل ع‌م فرود آمد گفت یا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فرمان میشود هر یکیکه بر تن آن بردگان باشد پنجاهگان نفر از امت تو از آتش دوزخ خلاص دادم و همان مقدار ثواب عمر را رض روزی شد بعد از آن فرمود که امیر المومنین عثمان رض برخاست و گفت یا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم برده بسیار دارم صد برده برای رضای خدا تعالی آزاد کردم رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم دعای خیر ارزانی داشت همچنان حضرت جبرئیل ع‌م فرود آمد گفت یا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فرمان میشود هر یکیکه بر تن این بردگان باشد صدگان نفر آدمی از امت تو از آتش دوزخ خلاص دادیم بعد از آن فرمود که امیر المومنین علی رض برخاست روی بر زمین آورد و گفت یا رسول الله

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم من از دنیا ہیچ ندارم جانے دارم فدای خدا ئیوا سے کردم ہمدرین بود کہ مہتر جبرئیل علیہ السلام فرود آمد گفت یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمان میشود کہ علی باخبری از دنیا ندارد ما در دنیا ہیجدہ ہزار عالم آفریدہ ام رضای ترا و علی را و ہمگان آدمی از ہر عالمی از آتش دوزخ خلاص دادیم انگاہ فرمود کہ خواجہ یوسف چشتی رہ را رہم بودی ہر بزرگی کہ برای دیدن خواجہ آمدی یک بردہ خدمتی آوردی خواجہ بحضور او بردہ را قبول کردی وگفتی ہم تو آزاد مکن باشد کہ فردا من و تو بطفیل او از آتش دوزخ خلاص یابیم انگاہ فرمود آنروز کہ خواجہ ابراہیم رہ تائب شد آنقدار کہ بردہ بود پیش خود آزاد کرد و راہ حج گرفت وگفت ہر کسی در خانہ کعبہ در پای میرود و این بزرگ ہر گامیکہ براہ می نہاد یک دوگانہ میگذارد برین منوال در مدت چہاردہ سال بخانہ کعبہ رسید کعبہ را بر جا نیافت تحیری پیدا شد ہاتفی آواز داد کہ ای ابراہیم صبر کن کعبہ بدیدن ضعیفہ رفتہ ست این زمان خواہد آمد ہمین کہ خواجہ این آواز شنید بیشتر تحیر پیدا شد گفت آن ضعیفہ کہ خواہد بود روان شد کہ بروم بہ بینم ہمین کہ در بادیہ رسید رابعہ بصری را دید گشتہ کعبہ گرد سر او طواف میکند ابراہیم را غیرت پیدا شد چندان کہ بانگ بر رابعہ زد کہ این شور چہ انگندۂ رابعہ گفت کہ من این شور نیفگندہ ام این شور در جہان تو افگندۂ کہ چہار دہم سال بدیدن در خانہ کعبہ رفتی ولشرہ نیافتے ہمینکہ این بشنید گفت ترا آرزوی خانہ کعبہ بود مرا آرزوی خصم خانہ باشد انگاہ فرمود کہ ای درویش سر دوست کہ ہیچ امر پیش حق نظر نکند پس مبتلا بدنیا و آخرت نشود ہرچہ در برایشان ست نظر نکند چون مرد بدین مقام

هرچه در ملک دوست باشد گرد او کعبه اینک طواف کند دست از دامن او
ندارد پس ای درویش همین جای تصور کن که چون سید عالم صلی الله علیه
وآله وسلم از آن حق شد حق از آن سید عالم صلی الله علیه وآله وسلم شد
پس در میان هیچ نماند آنگاه ندا آمد که قل لا اله الا الله محمد رسول الله همین که
ساکنان عظمت تا تحت الثری وآنچه در دنیا وآخرت است این معاینه کردند از
ملک تا ملک واز بشر تا جن وجز آن خود را طفیلے دیده اند پس دست در دامن
او زدند گفتند یا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فردا ما را بگذاری و از شفاعت
خود ما را محروم نکنی آنگاه فرمود که ای درویش تا بدانی چون دوست از آن خود شد
هرچه هست ملک این پس است اما مرد می باید که از همه موجودات عالم فارغ باشد
مشغول دوست گردد تا هرچه از دوست بدو افتد اکنند آنگاه فرمود که
ای درویش وقتی جانب سیوستان مسافر بودم در سیوستان در غاری
بزرگی را دریافتم که او را شیخ سیوستانی گفتندی اما پیری با عظمت وهیبت
بود که بدان عظمت هیچ پیری را ندیده بودم او در عالم تحیر مشغول بود چون
نزدیک رسیدم روی سوی من کرد سر زیر آوردم فرمود سر برکن سر برکردم
فرمود که ای درویش امروز قریب هفتاد سال است که جز حق با دیگری مشغول
نشده ام اما مشغولیکه بشما شده است فرمان است بشنو اگر دعوی محبت میکنی
بغیر او مشغول نشوی وبا کسی صحبت نکنی تا سوخته نگردی که آتش غیرت گرد
عاشقان میگردد همین که عاشق بغیر معشوق آویخت آتش غیرت او را با چیز
گرداند اما بدانکه درختی که در راه محبت است دو شاخ است یکی را نرگس
وصال گویند دوم را نرگس فراق پس هرکه از همه فارغ باشد او با دوست
یگانه باشد بوصال دوست مشرف شود وهرکه بدان دوست بدیگری میل کند

بفراق مبتلا کرده همین که آن بزرگ این بگفت فرمود که ای درویش باز کرده
یار از کار داشتی این بگفت و در عالم خود مشغول شد دعاگو باز گشت انگاه فرمود
که ای درویش یاد رفضیلت آزاد کردن بنده بوده ایم در خبر است از رسول الله
صلے الله علیه وآله وسلم هر که برده آزاد کند از دنیا بیرون نرود تا جای خود در
بهشت نه بیند و در وقت جان دادن ملک الموت مژده دهد از بهشت انگاه
فرمود که شنیده ام از خواجه محمد چشتی رح هر که برده آزاد کند از دنیا بیرون نرود
تا شربت بهشت نخورد و جان کندن بروی آسان شود و روز قیامت زیر پایه
عرش باشد و بی حساب در بهشت رود همین که خواجه این فواید تمام کرد مشغول
شد دعاگو باز گشت الحمد لله علے ذلک مجلس پنجم سخن در صدقه دادن افتاده بود
بر لفظ مبارک راند که در فتاوی خواجه یوسف چشتی نوشته دیده ام بروایة
ابو هریره رض که رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم را پرسیدم یا افضل الاعمال
یا رسول الله قال صدقة یعنی فاضلتر من اعمال کدام است رسول الله صلے الله
علیه وآله وسلم فرمود صدقه دادن پرده بود در آتش دوزخ تا ایمن باشد
انگاه فرمود که وقتی دیگر پرسیدند که پس آن صدقه فاضلتر چیست گفت
قرآن خواندن انگاه فرمود که عبد الله مبارک رح گفت که هفتاد سال
بر نفس خویش مجاهده کردم یعنی کارزار کردم همین میدانم که عقوبتها دیدم
بحضرت دولت باز نشنود و در کشاده نشد همین که گرد خود برآمدم هر چه
در ملک خود مال داشتم در راه خدای صرف گردانیدم همه دوست از آن
خود شد و هر چه در ملک دوست بود از آن خود شد انگاه فرمود ابراهیم ادهم رح در
آثار اولیا نبشته است که یک درم صدقه بهتر از عبادت یک سال است که شب
قیام کند و روز روزه دارد انگاه فرمود که آنروز که امیر المومنین ابو بکر

صدیق رض هشتاد هزار دینار در راه خدا تعالے صرف کرد و گلیمی پوشیده
بخدمت سید عالم صلے الله علیه وآله وسلم آمد پرسید که یا ابوبکر ذخیره چنانچه
معبود عالم است چیزی گذاشته گفت یا رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم
الله و رسول یعنی خدای و رسول بس است همین که ابوبکر این بگفت در حال
حضرت جبرئیل عم با هفتاد هزار فرشته مقرب گلیم پوشیده فرود آمد سلام کرد
و گفت یا رسول الله فرمان میشود که امروز ابوبکر در راه ما مال خود صرف
رسانیده است سلام بدو رسانی و بگوی که کردی آنچه رضای ما بود ما آن کنیم که
رضاء او باشد و محمد را و جمله ملک را فرمان شده است تا بموافقت ابوبکر
صدیق گلیم پوشند که فردا جمله گلیم پوشان را بگلیم ابوبکر خواهم بخشید آنگاه
فرمود وقتی پیغامبر صلے الله علیه وآله وسلم را امیر المومنین علی رض پرسید
یا رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم قرآن خواندن فاضلتر است یا صدقه
دادن گفت صدقه زیرا که ایمن کند صدقه از آتش دوزخ آنگاه فرمود وقتی
یهودی در راه استاده نان پاره سگ گرسنه را میداد قضارا خواجه حسن
بصری رح بر سر وقت او رسید او را پرسید یگانه یا بیگانه گفت این مرد بیگانه
است پس این چه چیز است که میکنی که قبول نیست گفت اگر قبول نیست یاری
یابد که چه میکنم الغرض بعد از مدتی خواجه رح در کعبه معظمه رسید از زیر ناودان
بر آواز آمد که ربی از سر اوقات غیب آواز بر می آید لبیک عبدی خواجه
بصری پیدا شد که بروم ببینم نیک بختی بنده خواهد بود همین که آنجا رسید
آن یهودی را دید سر بسجده نهاده ربی میگوید زمانی استاده شد چندانکه
سر از سجده برآورد خواجه را گفت مرا می شناسی گفت خیر گفت همان
آدمم که میگفتی خیر تو قبول نیست و دیدی که خیر مرا قبول کرد و مرا بخواند آنگاه

فرمود که در آثار اولیا نبشته دیده ام صدقه نوری ست و صدقه پیرایهٔ حوران
و صدقه فاضلتر از هزار رکعت ست که نماز کند انگاه فرمود که چون روز قیامت
باشد قومی از صدقه دهندگان را جای زیر عرش باشد و آن قومی که پیش
از مرگ صدقه داده اند پس تحفه گردد آنکس را که در دنیا داده باشد انگاه
فرمود که صدقه راه راست سوی بهشت ست و هرکه صدقه دهد از رحمت خدای
عز وجل دور نباشد انگاه فرمود که در جماعتخانه خواجه حاجی رح هرگز ندیدیم
که هیچکس از آیندگان از صبح تا شام ناخورده چیزی برفت و آن زمان اگر چیزی
نبودی خادم را اشاره شدی تا آب بگرداند باری امروز از دو اول روز خالی
نرود انگاه فرمود که ای درویش زمین فخر کند بر سخیان و هر روزی که سخی
سخی در روی بگذرد مگر نیکی در اعمال او بنویسند انگاه فرمود که سخیان هزار
سال پیش از همه بهشت باشند هر روز ثواب پیغامبری بنویسند
این فواید تمام کرد خلق و دعاگو بازگشت الحمد لله علی ذلک مجلس
ششم سخن در شراب خوردن مویز افتاده بود بر لفظ مبارک راند که
روایت کرد امیر المومنین عمر خطاب رض از رسول الله صلی الله علیه
و آله وسلم که در مشارق الانوار مسطور ست از خوردن شراب مویز گفت
ای عمر حلال نیست و آن محض حرام ست و خراب و این شراب مومنان
نیست انگاه فرمود یعنی رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فرمود تا انگور
که تخت نشده ست و هر ساعت که مالیده باشند اگر بخورد روا باشد
و اگر یک زمان از مالیدن مانده باشد و آن تخت شود روا نیست خوردن
انگاه فرمود که رسول خدای صلی الله علیه و آله وسلم لعنت کرده ست
بر آنکس که خمر خورد و یا بفروشد و یا از بهای آن بخورد انگاه خواجه چشم

بر آب کرد فرمود که این شریعت است که حرام میدارند اما در طریقت آب جو بجای شراب
خوردن که در طاعت کاهلی کرد فرمود که این نتواند گذارد آنگاه فرمود که وقتی از
خواجه بایزید رح پرسیدند که حکایت از حال مجاهدهٔ خویش با ما بگوی گفت اگر از
مجاهده بشما چیزے بگویم طاقت شنیدن نیارید اما معامله که با نفس خود کرده ام
بگویم اگر بشنوید شبی از شبهای نفس را بنماز طلبیدم نفس موافقت ننمود و آن
نماز از من فوت شد سبب این بود امروز از وظیفه زیاده خورده شده بود
چون روز شد عهد کردم تا سال تمام نفس را آب ندهم آنگاه فرمود که وقتی خواجه
ابوتراب نخشبی را هوس بیضهٔ مرغ و نان سپید شد که اگر امروز برسد بدان افطار
کنم قضارا بوقت نماز دیگر خواجه برای تجدید وضوے بیرون آمد در صحرا کودکی
در آمد دست در دامن خواجه زد گفت این دزد است که به روز کالای من برده است
امروز باز آمده است تا کالاے دیگر برد همین که فریاد شد خلق گرد شدند کودک
پدر آن درشت زدن شدند خواجه شمرد چنانچه شش شت زدند همچنان مردی
بیامد خواجه را شناخت گفت ای خواجگان این دزد نیست خواجه ابوتراب
نخشبی است خلق بعذرت در آمدند که ما ندانستیم بخشیدنی باید بود چون آن مرد
خواجه را بخانهٔ خود برد و نماز شام بگذارد و شب اقضا را در خانهٔ آن مرد بیضهٔ مرغ
و نان سپید موجود بود پیش آورد همین که خواجه آن بدید تبسم کرد گفت کرد ای
من نخواهم خورد گفت چرا گفت امروز با آرزوی این کرده بودم ناخوردنی هشت
شت خوردم اگر این را خواهم خورد ندانم تا چه بلا بر من منزل گردد خواجه برخاست
ناخورده برفته همین که خواجه این فواید تمام کرد مشغول شد خلق و دعاگو باز
گشت الحمد لله علی ذلک مجلس هفتم سخن در آزار مومن افتاده بود بر لفظ
مبارک راند که روایت کرد ابوهریره رض از رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم

ہر کہ مومن را بیازارد ہمچنان دان کہ مرا رنجانیدہ باشد و ہر کہ مرا رنجانیدہ باشد
خدا تعالے را آزردہ کردہ باشد در سینہ ہر مومن ہشتاد پردہ اند کہ در ہر
پردہ فرشتہ استادہ ست ہر کہ بیازارد مومن را ہمچنان باشد کہ ہر ہشتاد
فرشتہ را رنجانیدہ باشد انگاہ حکایت در نماز افتادہ بود فرمود کہ بعد از
فریضہ میگذارند و مشایخ این نماز گذاردہ اند پس ہر کہ پیش از نماز پیشین
چہار رکعت نماز بگذارد و ہر چہ داند از قرآن خواند قرہ دہد مر او را خدا تعالے
بسوی بہشت و ہفتاد ہزار فرشتہ در وقت دفن او را در گور با ہدیہ بیایند
بر سر گذارندہ این نماز نثار کنند و چون از گور برخیزد ہفتاد حلہ پوشانند در
بہشت، برند و ہر کہ پس از نماز پیشین بگذارد قران معین نیست خدا تعالے
ہزار حاجت در ہر رکعتی روا گرداند و ہزار نیکی بنویسد و بدہد مر او را ثواب
عبادت یکسال انگاہ فرمود کہ مشائخ طبقات در کتاب عجیب مینویسند کہ
مرد و انا آن زمان کہ در نماز حضور تمام حاصل نشود بر نماز شروع نکند زیرا کہ
در رسالہ پیر خود خواجہ حاجی رح نبشتہ دیدہ ام خواجہ یوسف چشتی خواستی کہ
در نماز شروع کند ہزار بار تکبیر گفتی و نشستی تا آن زمان کہ در وی حضور حاصل
شدی در نماز شروع بکردی ہمین کہ در ایاک نعبد و ایاک نستعین رسیدی
بسیار تامل کردی الغرض ازان اصل سوال کردہ شد فرمودن کہ وقتی حضور
حق تام حاصل میشود در نماز شروع میکنم زیرا کہ چہ باشد کہ در وی نعمتی در
مشاہدہ نبود انگاہ فرمود کہ وقتی خواجہ جنید بغدادی رح و خواجہ شبلی رح
بیرون بغداد بر فتند وقت نماز در آمدہ بود ہر دو بزرگواران در تجدید
وضو مشغول شدند چنانکہ این ہر دو بزرگواران در نماز شروع کردند ہمچنان
پشتوارہ ہیزم بر سر کردہ میگذشت چون ایشان را دید بر فور پشتوارہ

بیرم فرود آورد و در وضو مشغول شد چنانکه این بزرگواران بفراست دریافتند
که این مرد یکی از واصلان است همه او را پیش فرستادند الغرض او در نماز
شروع کرد در رکوع و سجود تا دیری کرد چون از نماز فارغ شد از دیر بودن رکوع
و سجود سوال کردند گفت یکبار که تسبیح گفتم تا آنزمان که لبیک عبدی نمی شنیدم
بار دیگر تسبیح نمی گفتم سبب دیر من این بود آنگاه فرمود که وقتی جانب خانه کعبه
معظمه در میان مجاوران چند گاهی معتکف بودم در میان این بزرگواران
بزرگی بود خواجه محمد نسفی گفتندی روزی آن بزرگ پیش ما می گفت همچنان
در وقتی حالی پیدا شد سر در مراقبه کرد یک زمانی چون سر برآورد روی سوی
آسمان کرد حاضران مجلس را فرمود سر بالا کنید به بینید همین که بگفت بدیدیم گفت
چه میگویند و چه می بینند گفتم که دیدم اول فلک فرشتگان طبقهای رحمت
بدست گرفته استاده اند لبهای جنبانند گفت میدانید که چه میگویند گفتم که بندگی
شیخ از ما بهتر دانند همین که این بگفتم سر بالا کرد و مناجات کرد الهی آنچه بندگان
خود را می شنوانی حاضران مجلس را نیز بشنوان بر فور هاتف غیب آواز داد
العزیزان این فرشتگان که لب می جنبانند این میگویند که یارب بحرمت علم و
مجاهده خواجه نسفی که ایشانرا بیامرز بعد از آن فرمود که این نعمت و رتبه مرتب
است اما مرد او ست که درین جد و جهد خود کند یا بدین مقامات برسد آنگاه
فرمود که ای درویش بزرگی بود در بغداد از جمله صاحب کشف و کرامات
او را گفتند که نماز چرا نمیگذاری گفت شما را درین کار نیست اما تا آنکه طلعت
دوست تا نه بینیم نمی نشینیم آنگاه فرمود که ازینجاست که بعضی مشایخ گفته اند که
علم علمی ست که عالمان بدانند و زهد زهدی ست که زاهدان بدانند و این
اسرار ست که اهل معنی دانند آنگاه فرمود هر که پیش از نماز دیگر چهار رکعت نماز گذارد

ابودرداء رض گفت مرا و را بدہند بہر رکعتی قصری در بہشت و چنانستی کہ اندر ہمہ
عمر عبادت کردی مر خدا یرا عز و جل و ہر کہ چہار رکعت گذارد میان نماز شام و نماز
خفتن در رود در بہشت و ایمن باشد از بلاہا و بہر رکعتی ثواب پیغمبری بنویسند
و ہر کہ بعد از نماز خفتن چہار رکعت نماز کند بحساب در بہشت رود و این نکند
مگر دوست خدای انگاہ فرمود ہر کہ نماز بسیار کند در حساب بسیار ماند و ہر کہ
بدی کند نیکی بفزاید انگاہ فرمود کہ نیازارد مومن را مگر منافق و ملعون ہمینکہ
خواجہ این فواید تمام کرد مشغول شد خلق و دعاگو باز گشت الحمد للہ علی ذالک
مجلس ہشتم سخن در قذف گفتن افتادہ بود بر لفظ مبارک راند ہر کہ مومن
را دشنام دہد ہمچنان باشد کہ مادر و دختر خود را زنا کردہ باشد و چنانستی
کہ یاری کردہ فرعون را بجرب موسیٰ عم انگاہ فرمود ہر کہ مومن را دشنام دہد
دعای او مستجاب نشود تا چند روز اگر بے توبہ بمیرد عاصی شدہ باشد انگاہ
سخن در طعام افتادہ بود ہمچنان طعام آوردند فرمود کہ بسفرہ بیارید تا بالای
آن طعام بخوریم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بر خوان طعام نخوردہ است
ولیکن وی خوردن بالاے خوان منع ہم نکردہ ہست اگر بخورند روا باشد
اما ہمہ بر سفرہ خوردمی تا مانند کنیم بمانند خوان برادرم عیسیٰ عم انگاہ فرمود
بر خوان عیسیٰ عم سفرہ سرخ بود کہ از آسمان فرود آمدہ بود در وی ہفت
گردہ و پانچ انار نمک بود پس ہر کہ بر سفرہ نان با نمک خورد بنویسند ہر
لقمہ صد نیکی و صد درجہ در بہشت بر آرند و ہمسائگی عیسیٰ عم باشد و خورد
نان بر سفرہ سرخ یک شارستانی یابد در بہشت و چون از خوردن نان
فارغ شود خدا یتعالے جملہ گناہان وی بیامرزد انگاہ فرمود کہ شنیدم از زبان
خواجہ مودود حسن رح ہر کہ بر سفرہ سرخ نان بخورد خدا یتعالے نظر رحمت

دروی میکرد انگاه فرمود که شمس العارفین و این نام او از روضه رسول الله صلے الله
علیه وآله وسلم بود و آنچنان بود که اثر وزیکه او بر سر روضه رسول الله صلے الله
علیه وآله وسلم رسید سلام کرد آواز بر آمد که علیک السلام یا شمس العارفین
همین که از روضه رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم باز گشت هر که بپیش
می آمدی گفت السلام علیک یا شمس العارفین انگاه طائیم اینی حکایت فرمود
که با امام اعظم رض همین معامله بود چون در مبره حال بر سر روضه رسول الله
صلے الله علیه وآله وسلم رسید سلام کرد و گفت که السلام علیک یا سید المرسلین
آواز بر آمد علیک السلام یا امام المسلمین بعد ازان فرمود که خواجه بایزید بسطامی
را ره خطاب سلطان العارفین از آسمان بود چنانچه شبے از شبها بوقت
نیم شب برخاست بالای بام بر آمد و جهانے آرمیده دید هیچکس بیدار نه در خاطر
مبارک خواجه گذشت که اندریغ درچنین حضرت با عظمت چرا بیدار و مشغول
باشند خواستند که از خدا تعالے بخواهند که همه خلق بیدار شوند و مشغول
باشند باز در خاطر گذرانید که این مقام شفاعت خواجه کامیاب است صلی الله
علیه وآله وسلم مرا چه مجال که این خواست کنم همین که در خاطر گذرانید هاتف
غیب آواز داد که ای بایزید همین مقدار که ادب نگاهداشتے نامت درمیان خلق
سلطان العارفین گردانیدم انگاه فرمود که احمد معشوق را همین معامله بود و آنچنان
بود شبی در چله زمستان نیم شب بیرون آمد در ابی در رفت در تهلکه جان باد
گفت تا آن زمان من ندانم که کیستم از ینجا بیرون نیایم آواز بر آمد تو آنکسے که فردا
قیامت چندین کسان بشفاعت تو از دوزخ خلاص خواهند یافت شیخ
احمد گفت برین بسنده نکنم مرا میباید که من بدانم که کیستم انگاه آوازی شنید
که حکم کرده ام که درویشان و عارفان و عاشقان ما باشند و تو معشوق

باشی انگاہ خواجہ احمد از انجا بر آمد کہ پیش جی آمد بگفت السلام علیک
احمد معشوق انگاہ فرمود او نماز نمے گذاردی چنانچہ مردمان اور اگفتند کہ تو
نماز نمی گذاری گفت نماز نگذارم و بے فاتحہ نخوانم گفتند این نماز چہ باشد
چون الحاح بسیار شد باز گفت فاتحہ نخوانم ولی ایاک نعبد وایاک نستعین نخوانم
گفتند این ہمہ بخوان بعد ازان گفتگوے بسیار شد در نماز ایستاد فاتحہ
خواندن گرفت چون انجا رسید ایاک نعبد وایاک نستعین در اعضای او از
زیر ہر تار موی خون روان شد انگاہ روی سوی حاضران کرد و گفت کہ
مرا نماز درست نیست مردمان میگویند کہ نماز بگذارم ہمین کہ خواجہ فواید تمام کرد
مشغول شد خلق و دعا گو باز گشت الحمد للہ علی ذالک مجلس نہم در کسب و کار
کردن افتادہ بود بر لفظ مبارک راند وقتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نشستہ بود مردی برخاست پرسید یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
چگوئی در پیشہ من گفت پیشہ تو چیست گفت درزیگرے فرمود اگر بہ باشی ورز
کار تو از حد بزرگ ہست فردای قیامت برابر ادریس پیغمبر ع در بہشت روی
انگاہ مردی دیگر برخاست گفت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در
پیشہ من چگوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود پیشہ تو چیست گفت کشاورزی گفت
پیشہ تو نیکوست زیرا کہ این پیشہ حضرت ابراہیم ع داشت مبارک و باشفقت
ہست خدای عزوجل بر شما برکت دہد بدعای حضرت ابراہیم پیغمبر ع و فردای قیامت
در بہشت نزدیک حضرت ابراہیم باشی انگاہ مردی دیگر برخاست گفت یا نبی
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چگوئی در پیشہ من پرسید پیشہ تو چیست گفت
پیشہ من تعلیم فرمود خدا تعالے پیشہ شما از حد دوست داشت اگر خلق را
نصیحت کنی روز قیامت با حضرت خضر ع باشی و ثواب خضر ع یابی واگر عدل کنی

فرشتگان آسمان نام شما را استغفار کنند آنگاه مردی دیگر برخاست گفت یا نبی الله
صلی الله علیه و آله وسلم چه گوی در پیشه من گفت پیغمبر صلی الله علیه وآله وسلم
پیشه تو چیست گفت بازرگانی فرمود اگر راست ورزی در بهشت رفیق پیغامبر
باشی آنگاه فرمود کاسب دوست خدا است اما کاسبی که درین وقت نماز حاضر باشد
و از حد شریعت قدم بیرون نه نهد که از حدیث ست آن کاسب حبیب الله
و در حدیث ست آن کاسب صدیق الله آنگاه فرمود که ابو درداء رض دکانداری
کردی چون آخر الزمان حقیقت مسلمانی دریافت دکانداری ترک کرد
گفتند چرا ترک میدهی گفت چون مسلمانی دریافتم دیدم که با دکانداری مسلمانی
راست نمی آید آنگاه فرمود الکاسب صدیق الله او را که تکیه بر خدای باشد
کسب نه باشد که کفر ست و آن زمان که وقت نماز در آید ترک کارها و بهر نماز بگذارد
همچنین کاسب صدیق ست همین که خواجه این فواید تمام کرد خلق و دعاگو باز
گشت الحمد لله علی ذالک مجلس دهم سخن در مصیبت افتاده بود بر لفظ مبارک
راند عبد الله انصاری رض روایه کرد از پیغامبر صلی الله علیه وآله وسلم هر که
در مصیبت بانگ کند یا نوحه کند لعنت خدای بر آنکس باشد آنگاه فرمود
مشائخ طبقات گفته اند آن کفر ست و بنویسند نام او در دیوان مومنان
منافق و لعنت خدای بران کس باشد که بوقت مصیبت بانگ کند
آنگاه فرمود مشائخ طبقات گفته اند که بانگ و نوحه آن کس که کند در وقت
مصیبت چهل ساله گناه بروی بنویسند و صد ساله عبادت او را حبط شود و اگر
برین حال بمیرد و بی توبه مرده باشد قرین ابلیس باشد در دوزخ آنگاه
فرمود که وقتی خواجه ابراهیم ادهم رح در راهی میگذشت آواز نوحه شنید بر خود
بلرزید گداخته در گوش انداخت آخر کر شد بعد ازان فرمود هر که حبیب را

پاره کند در وقت مصیبت خدایتعالے بران بنده بنظر رحمت ننگرد و در روز قیامت سخت ترین عذاب کند و در روایة دیگر آمده ست هر که پیراهن پاره کند و نوحه کند روز قیامت میان دو ابروے او نوشته پیدا آید که نومید است از رحمت خدای عزوجل آن بنده مگر توبه کند و هر که دراع سیاه کند از برای او در دوزخ هفتاد خانه بنا کنند و هیچ طاعتی از آن او قبول نشود و چنانست که هفتاد مومن را کشته باشد و هزار بدی در نامهٔ اعمال او بنویسند و هر که در آسمان و زمین فرشته ست بر وی لعنت کنند تا آن دراع سیاه بر او باشد انگاه سخن در آب دادن افتاده بود فرمود هر که تشنه را آب دهد و همان ساعت از گناهان بیرون آید گوئی این زمان از مادر زاده شده ست و بحساب در بهشت رود و اگر در امروز بمیرد شهید مرده باشد انگاه فرمود هر که گرسنه را طعام دهد خدای عزوجل هزار حاجت او روا گرداند و از آتش دوزخ آزاد کند و در بهشت بنام او قصری بنا کند انگاه فرمود دختران هدیه خداوند عزوجل لیس هر که ایشانرا دوست دارد خدای و رسول خداے صلے الله علیه وآله وسلم ازوی خوشنود باشد انگاه فرمود هر کرا خدایتعالے دختران دهد و آن دختران هدیه خداوند خدایتعالے از انکس خوشنود باشد و هر کرا دختران باشند و بران شادی کند فاضلتر ازان که هفتاد بار خانه کعبه را زیارت کرده باشد و فضیلتش بیش ازان باشد که هفتاد برده آزاد کند هر مادری و پدرے که بر دختران رحمت کند خدایتعالے بر وی رحمت کند انگاه فرمود که در آثار اولیا نبشته دیده ام از رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم هر کرا یک دختر باشد فردای قیامت میان او و میان دوزخ پانصد سال راه را فرق باشد انگاه فرمود که اولیای و انبیا چنان دختران را دوست میداشتندے که

پیران را اندا شنیدی انگاه فرمود که خواجه سری سقطی رح را دختری بود از حد عزیز داشتی
چنانکه خواجه را آرزوی کوزه نو و آب سرد شد بر زبان مبارک ایشان بیرون آمد
اگر باشد بران افطار کنم همین که دختر بزرگوار این بشنید بر فور موجود کرد پیش
خواجه داشت نماز دیگر بود خواجه را خواب غلبه کرد هم بر سر مصلا در خواب شد
چنان در خواب دید گوی خدای از بهشت در خانه فرود آمده است پرسید که
ای کنیزک کرای گفت کسی را که او در کوزه نو آب سرد نخورده است همینکه دست
بکوزه دست زد کوزه شکسته یافت نعره بزد گفت سری بکوزه نو آب خوردن
نمی باید کسانیکه بچندین علائق دنیا مبتلا اند حاشا و کلا در مقامی چگونه رسند
همینکه خواجه این فوائد تمام کرد مشغول شد خلق و دعاگو باز گشت الحمد لله
علی ذالک مجلس یازدهم سخن در کشتن جانوران افتاده بود بر لفظ مبارک راند
که عبدالله بن مسعود رض روایت کرد از رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم
هر که چهل ماده گاو بسمل کند یک خون کبیره در گردن او بنویسند و هر جانوریکه
بهوای نفس بکشد همچنان باشد که بویران کردن خانه کعبه یاری کرده باشد
مگر جلیکه دران بسمل کردن روا باشد انگاه فرمود که شنیدم از زبان خواجه
حاجی رح که ای درویش خواجه عبدالله مبارک گفتندی که هفتاد سال عمر
بود قسم راند که درین هفتاد سال وقتی یاد ندارم که مرغی بسمل کرده باشم
انگاه فرمود که رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فرموده است که شاید جانوری
را کسی در آتش افگند یا به بیرحمی بکشد کفارت او آنست که برده آزاد کند
یا شصت مسکین را طعام دهد و یا دو ماه روزه دارد پیوسته رسول الله صلی الله
علیه و آله وسلم گفتی میدانید که هیچ جانوری را آتش نرسد مگر خدای تعالی شمارا
عقوبت اندر دنیا و آخرت عذاب خواهد و هر که جانوران را در آتش افگند

خیانتی که او در خود را از تا کرده باشد نعوذ بالله منها همین که خواجه این فواید تمام کرد
مشغول شد خلق و دعا گو باز گشت مجلس دوازدهم سخن در سلام گفتن
افتاده بود آنگاه فرمود که در خبر است از رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
که چون از مجلس برخیزد سلام گوید که گفتن سلام کفارت است مر گناهان را
و فرشتگان آمرزش خواهند آنکس را که از مجلس برخیزد و سلام گوید و رحمت
خدا تعالی بروی فرود آید که اندر نیکیهایش بیفزاید و حیات او زیاده گردد
آنگاه فرمود که شنیدم از زبان خواجه یوسف چشتی رح که چون از مجلس برخیزد
و سلام گوید هزار نیکیش بدهند و هزار حاجتش روا کنند و از گناهان همچنان
پاک شود گوی که این زمان از مادر زاده شده است و یک ساله گناه پاک
کنند و یک ساله عبادت در نامهٔ اعمال او بنویسند و صد حج و عمره بنام او
بنویسند و هزار طبق رحمت بر سر آن بنده نثار کنند آنگاه فرمود که امیر المومنین
علی رض گفت هرچند خواستم که وقتی باشد که وقت آمدن در مجلس و تا
وقت خاستن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم سلام گویم میسر نشد که پیش
از آنکه خواستم سلام گویم رسول علیه الصلوة والسلام اول سلام گفتی که
سلام سنت انبیاست همه پیغامبری که بوده است سلام پیش از همه گفتی
همین که خواجه این فواید تمام کرد مشغول شد خلق و دعا گو باز گشت مجلس
سیزدهم سخن در کفارت نماز افتاده بود فرمود که امیر المومنین علی رض
روایت کرد از رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم هر کرا نماز با قضا شده باشد
و نداند که قضا چند است پس نماز کند در شب دوشنبه پنجاه رکعت و بخواند در
هر رکعتی فاتحه یکبار و اخلاص یکبار و چون از نماز فارغ شود درود گوید این
کفارت آن نماز گذشته کند اگر صد سال نماز نگذارده باشد بعد از ان

سخن در قیام شبها افتاده بود بر لفظ مبارک راند که رسول الله صلی الله علیه و آله
وسلم فرمود هر که شب قیام کند و بخواند ورا نچه هر دوان خفته باشند ایزد تعالی
فرشتگان را فرمان دهد تا شب دیگر نگاهدارند و از شب تا روز هر او را آمرزش
خواهند و در روایتی دیگر آمده است که رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فرمود
هر که در آدینه بست رکعت نماز کند و بخواند در هر رکعتی فاتحه و اخلاص یکبار روز
قیامت با صد هزار صدیقان و شهیدان برخیزد و بهر رکعتی ثواب شبانروز
بدهند و بهر حرفی نوری یابد و پل صراط بگذرد آنگاه فرمود هر که قیام کند اگرچه
مقدار اشتری کردن بجنباند فاضلتر ازان باشد که شصت حج و عمره گذارده باشد
و درهای رحمت بر وے بگشایند آنگاه فرمود که وقتی در سمرقند مسافر بودم
بزرگی بود شیخ عبد الواحد سمرقندی گفتندے از وی شنیدم که نیست
حلاوت در ایمان که قیام در شب و روز نیست پس هر که این هر دو فعل
کند حلاوت ایمان یابد آنگاه فرمود که امام اعظم ابوحنیفه کوفی رح سی
سال در شب نخفت و پهلوے مبارک ایشان در زمین نیامد آنگاه فرمود
آنکه حج آخرین کردند همچنان بود که امام اعظم رح پیش در کعبه آمد با
... ت در باز کنید تا امشب مر خدا را عبادت کنم که واند بار دیگر قادر
... شد یا نه در باز شد امام اعظم در رفت میان دو ستون خانه کعبه نماز
بستاد و پای راست را بر پای چپ نهاده نیمی قرآن خوانده و رکوع
... تمام کرده گفت الهی نکردم هیچ طاعتی مر ترا چنانکه حق طاعت است
شناختم ترا چنانکه حق شناختن است هاتف آواز داد که ابوحنیفه بشناختی
ما را چنانکه حق شناختن است و کردے آنچه که حق عبادت است پرستی و
... که ترا بیامرزیدم و آنکسان را که پیروے تو کنند و آنکسان را که در

مذهب تو باشند انگاه فرمود که وقتی یوسف چشتی رح چهل سال نخفت و
پشت مبارک ایشان در زمین نیامد انگاه فرمود که خواجه احمد چشتی رح سی سال
در شب قیام داشت و هر شبی در دو رکعة نماز دو ختم قران بکردی بعد از ان
فرمود همچنین گویند که حضرت عزت را بخواب دید باقی عمر خواب نکرد هفتاد سال
دیگر در حیات بود چون نقل آن بزرگوار نزدیک رسید یکی بزرگی در
خواب دیده پرسید کیف حالک چگونه می روی گفت مرد ازین ای ردم ای
عزیزان امروز مرا هفتاد سال باشد که آن خواب دیده بودم تا غایت
روز بکسی نگفتم این زمان غرق آن خواب میروم انگاه فرمود که ای درویش
نوری است در دنیا و نوری است در پل صراط و نوری است در بهشت انگاه
فرمود هر که در شب قیام کند هر دعائیکه کند مستجاب شده بهشت آرزومند
او گردد و خدا تعالی از وی خوشنود باشد انگاه فرمود که وقتی جانب
بخارا مسافر بودم درویشی را دریافتم از حد بزرگ مدتی در صحبت او بودم
هیچ شبی ندیدم که ایشان را در قیام نرفت آخر شنیده شد که آن درویش
چهل سال است پهلوی وی بر زمین نیامده همین که خواجه این فواید تمام کرد
مشغول شد خلق و دعاگو بازگشت الحمد لله علی ذالک مجلس چهاردهم
سخن در سوره فاتحه و اخلاص افتاده بود بر لفظ مبارک راند که خواجه
یوسف چشتی رح در رساله خود مینویسند که خبر است از پیغمبر صلی الله علیه و آله
وسلم هر که در وقت خفتن سوره فاتحه و اخلاص بخواند روز قیامت از
امینان باشد و از پس پیغمبران هیچکس پیش ایشان در بهشت نرود و در
بهشت رفتن قرین مهتر عیسی علیه السلام باشد انگاه فرمود از خواجه محمد شریف
آمده است هر که در وقت خفتن یکبار فاتحه و سه بار اخلاص بخواند چنان از

گناهان پاک شود گوئی این زمان از مادر زاده شده است آنگاه فرمود که در حدیقه
نوشته دیده ام که ابو هریره و ابن عمر رض فرمود هر که در وقت خفتن وقتی قل
یا ایها الکافرون بخواند هزار تن گواهی دهد در بهشت آنگاه فرمود وقتی با پیر
خود حاجی رح در بدخشان حاضر بودم در مسجد بدخشان بزرگی را دریافتم
که او را خواجه محمد بدخشانی گفتندی از حد مشغول از وی شنیدم که فرمود
هر که در وقت بر آمدن آفتاب دو رکعت نماز کند یا چهار رکعت ثواب حج و عمره
در نامه اعمال او بنویسند و در خبر آمده است هر که بوقت بر آمدن آفتاب
دو رکعت یا چهار رکعت نماز کند فاضلتر از آن باشد که مال همه دنیا صدقه کرده باشد
همین که خواجه این فواید تمام کرد مشغول شد خلق و دعاگو باز گشت الحمد لله
علی ذلک مجلس پانزدهم سخن در جنت و اهل جنت افتاده بود بر لفظ مبارک
راند که در تفسیر امام تعیمی رح در صفت بهشت نوشته دیده ام که رسول الله
صلی الله علیه و آله و سلم را پرسیدند که خبر کن ما را از خوردن اهل بهشت
پیغامبر فرمود صلی الله علیه و آله و سلم بدان خدای که مرا به پیغامبری فرستاد
که مرد در بهشت با صد مرد طعام بخورد و با عیال خود صحبت کند گفتند که یا
رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم ازین خوردن او را اقتضای حاجت باشد
یا نه گفت باشد هم بدان خوی برون آید خوشبوتر از مشک گردد و در شکمش
هیچ نماند آنگاه فرمود در بهشت زنده باشند که هرگز نمیرند و جوان باشند
که هرگز پیر نگردند و پیوسته در ناز و نعمت باشند و هر روز نعمتها بر ایشان
زیاده باشد بعد از آن فرمود که هر که خواهد آن نعمتها بیابد در روز آدینه بعد
از نماز بامداد صد بار سوره اخلاص بخواند و هر که پیوسته بخواند نعمتها زیاده
گردد هم رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم را پرسیدند که در بهشت ما را اوقات

و پدران و فرزندان یکدیگر ملاقی شوند فرمود که فرمان میشود جنات عدن یدخلونها
ومن صلح من ابائهم وازواجهم وذریاتهم والملائکة یدخلون علیهم من کل باب یعنی درآیند
در بهشت مادران و پدران و فرزندان چون خواهند یکدیگر را ببینند پس
بر اسپان بهشت سوار شوند و در قصرهای ایشان بروند برای دیدن همین که
خواجه این فواید تمام کرد مشغول شد خلق و دعاگو باز گشت الحمد لله علی ذلک
مجلس شانزدهم سخن در مسجد افتاده بود فرمود که در حدیث است هر که
پای راست در مسجد نهد و بگوید بسم الله توکلت علی الله لا حول ولا قوة
الا بالله من الشیطان الرجیم و پس هر نمازی که بگذارند
خدای تعالی فرمان دهد تا بنویسند بهر رکعتی ثواب صد رکعت نماز و بیامرزد او را
خدای تعالی گناهان او را که بهر قدمی درجه بهشت دهند و بنام وی قصری
بنا شود در بهشت آنگاه فرمود هر که در رود در مسجد و بگوید من الشیطان الرجیم
پس این کلمه را ابلیس گوید که بشکستی پشت مرا پس بنویسند در نامه اعمال او
یکساله عبادت چون بیرون آید همان کلمه بگوید بدهد خدای تعالی بهر تار موی که
بر اندام او باشد صد نیکی و بر آرند در بهشت صد درجه آنگاه فرمود که امام زندو
زنده راستی رح در کتاب خود مینویسد چون مومن در مسجد در آید نخست پای راست
درون نهد گناهانش را از اول تا آخر بریزند چون بیرون آید پای چپ
بیرون نهد فرشتگان بگویند یارب نگاهدار و حاجت وی روا کن و جایش
در بهشت جاودانه گردان آنگاه فرمود در رساله خواجه محمد مرتعشی رح نبشته ان
دیده ام که سفیان ثوری رح در خانه خداوند انچنین بی ادبی دیده ام که یکبار چو
پای چپ درون مسجد نهاد از سبب این بی ادبی او را ثور نام شد همین که
خواجه این فواید تمام کرد خود مشغول شد خلق و دعاگو باز گشت الحمد لله علی ذلک

مجلس هفتم هم سخن در دنیا و گرد کردن مال افتاده بود بر لفظ مبارک راند که
مرد باید بدین دنیا نگاه نکند و گرد او نگردد و آنچه بروی رسد در راه خدای تعالی
صرف کند و هیچ نگاه ندارد آنگاه فرمود شنیدم از زبان خواجه یوسف چشتی
که شکر مال صدقه دادن است و شکر اسلام الحمد لله رب العالمین گفتن است و هر که
بگوید اسلام بجا آورده باشد و هر که زکوة و صدقه دهد حق مال گذارده باشد
آنگاه سخن در بدخوی کودکان افتاده بود در رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فرمود
که کودکان را در وقت گریستن ابلیس لعین گوش می مالد تا ایشان بگریند پس
هر مادری و پدری که کودکان را میزنند معصیت بنام مادر و پدر می نویسند
آنگاه فرمود که در حدیث آمده است نگرید کودکی خرد تا ابلیس او را نیازارد
اما چون کودک بگرید لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم بگویند تا شما را افسرده دهد
و ایشان از گریه بمانند آنگاه فرمود که حسد نیکو نیست خاص در مسلمان و در خبر
است از قول بعضی علما که گفته اند حسد از دل رها باید کرد چون رها کرد بروند در بهشت
آنگاه فرمود حسد علما زیاده است زیرا که در دنیا حسد نکنند و در حسد غیرے کنند که
دیگرش زبان ندارد همین که خواجه این فواید تمام کرد مشغول شد خلق و دعا گو
باز گشت الحمد لله علی ذلک مجلس هجدهم سخن در عطسه زدن افتاده بود بر
لفظ مبارک راند که در خبر است از رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم چون کسی
عطسه زند بگوید الحمد لله رب العالمین خدای عز و جل همه گناهانش بیامرزد و
برآرند در بهشت بنام او درجه و ثواب برده آزاد کننده در نامه اعمال او
نویسند اما چون عطسه دویم زند مادر و پدرش را بیامرزد و چون عطسه سوم زند
دانکه زکام است ای مسلمانان جواب دادن عطسه کفارت گناهان است
و زیاده درجات است و عطسه پرده است میان آتش دوزخ و بنویسند

هزار نیکی بنام او و برآرند هزار درجه و در روز قیامت در ترازوی وی نهند
گران تر آید از عرش و کرسی که در زدن عطسه جواب دهد یکبار الحمد لله رب العالمین
عطا کند خدا تعالے در بهشت همسایگی پیغمبران و شارستانی بر در بهشت انگاه
فرمود اول کسیکه عطسه زد مهتر آدم بود عم و جبرئیل عم پیش بود برحمک الله
گفت همین که خواجه این فواید تمام کرد مشغول شد خلق و دعاگو باز گشت
الحمد لله علی ذالک مجلس نوزدهم سخن در بانگ نماز افتاده بود بر لفظ مبارک راند
که امیر المومنین علی ر ح پرسید از پیغمبر صلے الله علیه و آله وسلم گفت یا علی هر که
بانگ نماز گوید ثواب آن خدای عز و جل داند اما بانگ نماز حجت است بر امت
من و تفسیر اینست چون مومن گوید الله اکبر الله اکبر خبائلتے که میگوید خدایرا بر تو گواه
گرفتم یا امت محمد حاضر شوید در نماز و دست باز دارید از شغل دنیا و چون
بگوید اشهد ان لا اله الا الله یا امت محمد خدایرا و فرشتگان را گواه گرفتم خبر
کردم بوقت نماز که هیچ خبر از ین بزرگتر نیست و چون گوید اشهد ان محمدا
رسول الله گواهی میدهم که محمد رسول خدای هست عز و جل و فرستاده خداست
بحق و چون گوید حی علی الصلوة یعنی ای امت محمد دین بر شما آشکارا کردم
فرمان برید خدایرا و مر رسول او را نماز که خدا تعالے همه گناهان بیامرزد که نماز
ستون دین است و چون گوید حی علے الفلاح یا امت محمد بگشادند بر شما درهای
بهشت و رحمت برخیزید نصیب خویش بگیرید از رحمت خدای که شما را بهشت
است از دنیا و آخرت چون گوید الله اکبر الله اکبر خباثتی که میگوید رحمت خدای
بر شما و خدایرا بر شما گواه گرفتم یا امت محمد حاضر شوید در نماز و دست باز دارید
از شغل دنیا و دین بر شما آشکارا کردم فرمان برید خدایرا و رسول خدایرا ایمان
تا خدا تعالے گناهان شما بیامرزد و بر خویش بدانید که هیچ عمل فاضلتر از

نماز نیست هر که باز دارد نماز را پشیمانی خورد چون لا اله الا الله بگوید بدانید امانت
هفت آسمان و زمین در گردن شماست و هر که اجابت کند دوست بر فرزند
رستگاری نماید آنگاه فرمود که در بغداد بزرگی را گفتم او فرمود که اجابت داشتن
موذن کفارت گناهان است و در مسجد طاعت کردن خدا تعالی و رسول
وی را که طاعت دارد در رود در بهشت با صدیقان و شهیدان و رفیق حضرت
داود پیغمبر علیه السلام باشد آنگاه فرمود که در عمده خواجه جنید بغدادی رح آمده است
که اجابت کردن موذن شفیع خلق است در روز قیامت پس هر که بشنود
بانگ نماز و او نماز با جماعت بگذارد پس امام بهر رکعتی ثواب سی صد رکعت نماز
بدو دهند و بهر رکعتی شارستانی در بهشت بدهند آنگاه فرمود بر پنج گروه
پیغامبر را صلی الله علیه و آله و سلم خشم باشد اول کسیکه روز آدینه نماز فوت
کند دوم کسیکه برده آزاد بفروشد سوم کسیکه همسایه را برنجاند چهارم کسیکه بر کسی
چیزی نباشد بناحق بستاند پنجم کسیکه بر عیال خود جور کند آنگاه فرمود هر که اجابت
کند موذن را فرشتگان از بهر او استغفار کنند و درود بفرستند و او نجات
یابد و بحساب در بهشت رود آنگاه فرمود ای درویش تکبیر میگوی چنانکه
گفتم میان دو ابروی شماست و مقام پیش سینه شماست پس بدانید که
خدا تعالی بر شما بیناست و دو پای بر پل صراط است و بهشت بر دست راست
و دوزخ بر دست چپ شماست باید که بگوی الله اکبر پس قرآن بخوانی [illegible]
رکوع کنی بتضرع سجود کنی بتخاشع پس بنشینید التحیات بخوانید که فرشتگان از
بهر شما استغفار میگویند تا آنگاه که سلام گوید آنگاه فرمود که قوت از حلال کنید
و بپوشید جامه از حلال و توبه کنید و نپوشید جامه از حرام پس چون چنان
کردی بر تو بگشایند دری از درهای هفت بهشت و قبول کند نماز شما را

خدا تعالے انگاه فرمود و آن خواندن قرآن اعادت باید کرد که گناهان را کفاره
است و پرده است میان آتش دوزخ و هر که بقرآن خواندن مشغول شود حق تعالے
درهای بهشت بروی کشاده گرداند و بهر حرفیکه بخواند ایزد تعالے فرشته
بیافریند تا روز قیامت تسبیح میگوید و نیست هیچکس نزدیک خدا تعالے مگر او
که علم آموختن و از خواندن قرآن اعادت کرده است انگاه فرمود که رسول
الله صلے الله علیه و آله وسلم فرموده است شب و روزی ترسیدم از امت
خویش از عذاب خدا تعالے پس حضرت جبرئیل عم سوره اخلاص آورد و یس
ایمن شدم که صفت خدای است عزوجل درین سوره یس هر که این سوره
بخواند منادی از عرش ندا کند ایزد تعالے همه گناهانش بیامرزد و هر حاجتی که
دارد از خدا تعالے بخواهد روا کند انگاه فرمود که بر شما باد که در خواندن و آموختن
قرآن که رسول الله صلے الله علیه و آله وسلم گفت هر که یک آیه از قرآن
بیاموزد فاضلتر است از خیر و هر گاه بمیرد فاضلتر در دوستی آموختن قرآن باشد
و در گورش فرشته بیاید بر صورت نیکی و بدهد ترنجی از بهشت که آورده باشد
پس گوید که بخوان آنکس گوید من در دنیا نخوانده ام پس آن فرشته گوید
که بخوان که این ترنج هدیه فرستاده است خدای پس آن بنده بخواند تا آخر
قرآن و بگوید فرشته که حالیا ترا عذاب گور و شدت قیامت نکنند و بهمرای
پیغامبران باشی همین که خواجه این فواید تمام کرد مشغول شد خلق و دعاگو
بازگشت الحمد لله علی ذلک مجلس بیستم سخن در مومن افتاده بود بلفظ
مبارک راند که مومن کسی است که سه چیز بلا دوست دارد اول مرگ دوم
درویشی سوم بیماری پس هر که این سه چیز دوست دارد فرشتگان او را
دوست دارند مکافات او بهشت باشد انگاه فرمود که درویشان را

خدایتعالے دوست داشته است ومومنان خود دوست خوانند عزوجل
انگاه فرمود که انس بن مالک رض گفت هر کرا هشت هزار درم باشد او
توانگرست وهر کرا ازین کمترست او درویش ست وهر کرا ازین هیچ نیست
شب وروز شکر کند او بمنزلت ایوب پیغمبر باشد انگاه فرمود شنیدم از زبان
خواجه مودود چشتی رح حق تعالے در سه گروه بنظر رحمت بنگرد وآن گروه
در زیر عرش باشند اول گروه که بار رحمت پیوسته دارند دوم در باب
همسایگان وزنے که خدایتعالے خوشنود باشد سوم کسیکه درویشان را ودرماندگان
را طعام دهد انگاه فرمود که رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم فرموده است
فاضلترین امت من نمازست پس ازان صدقه پس ازان قرآن خواندن
پس هر که جهد کند درین سه چیز او از امت من باشد. در رود در بهشت انگاه
فرمود که امیر المومنین علی رض فرمود که رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم
چندان وصیت کرده در باب همسایگان که مرا گمان شد. پرسیدم یا نبی
الله صلے الله علیه وآله وسلم بعد از نقل همسایه مر همسایه را میراث باشد یا نه
فرمود آری باشد چون او را هیچ میراثی نباشد. انگاه فرمود که رسول الله
صلے الله علیه وآله وسلم هر که در باب همسایه شفقت کند بدانچه تواند روز
قیامت در بهشت رود ودر همسایگی من باشد انشاء الله تعالے همین که
خواجه این فواید تمام کرد مشغول شد خلق ودعاگو باز گشت الحمد لله علی ذلک
مجلس بست ویکم سخن در حاجت روا کردن افتاده بود بر لفظ مبارک
راند که خدایتعالے دوست دارد مومن را که حاجت برادری مومن روا کند.
در بهشت جایگاه او باشد وفرمود هر که مومن را گرامی کند جایگاه وے
در بهشت باشد وخدای عزوجل همه گناهان او را بیامرزد واگر بدان مقدار

که بنده نعلین راست کند یا خاری که در پای مومن خلد بکشد حق تعالی او را ایمان
صدیقان و شهیدان دارد آنگاه فرمود که مشائخ طبقات و اولیاء کبار گفته‌اند
اگر مردم فی المثل همه اوراد باشد یا در طاعت بود چون حاجت مندی برو آورد
از برای دیدن او پس همه حال واجب است که دست از همه چیز بدارد و در کار
او مشغول شود و بدانچه مقدور باشد در خبر است از رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم هر که حاجت برادر مومن برآرد خدا تعالی حاجتهای دنیا و
آخرت وی روا کند و فردای قیامت در بهشت رود و در همسایگی مهتر آدم ع
باشد همین که خواجه این فواید تمام کرد مشغول شد خلق و دعاگو باز گشت
الحمد لله علی ذلک مجلس بست و دوم سخن در آخر الزمان افتاده بود
بر لفظ مبارک راند که در خبر است از رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم که چون
آخر الزمان پیدا آید عالمان آنهمه را چون دزدان باشند پس در آن زمانه عالم را
منافق خوانند و منافق را عالم آنگاه فرمود هر که علم بنویسد حق سبحانه تعالی
فرمان دهد تا نام او در آسمان اولیا خوانند آنگاه فرمود که روایت کرد ابن عباس رضی
که کفر دو است و ایمان دو است و اسلام دو است و نفاق دو است
و علم دو است و عمل دو است اما کفر که دو است یکی کفر است به نعمتهای خدای
عز و جل چون نماز بجماعت نا کردن و نادیدن بیماران و منفعت از مسلمانان
دور داشتن و آنچه بدین ماند گفتن از ایمان بیرون نشود اما کفر دوم باز
گشتن از مسلمانی و فریضها را منکر شدن این کفر است بنده را از ایمان بیرون
برد اما آنکه ایمان دو است یکی ایمان منافقان است بر زبان میگویند بدل
شک می آرند اینکار منافقان است اما ایمان دوم آنست که مومن بزبان
و دل تصدیق میکند از ایمان خاص است که جز نیکوکاری نه نوشتند اما اسلام

که دوستی یکی آنست که چون بخدای تعالی بگروی شک نیاری چون پیش او سجده کنی بدل و زبان
خدا را یکی گویی پس آن اسلام پاکیزه است اما اسلام دیگر آنست که بزبان میگوئی که من
مسلمانم و بدل کفر میداری و باک نداری که حال من چگونه خواهد شد که چه خجالت بود
هر چه بدل باشد بزبان میگوئی و میان مردمان زندگانی کنی شهادت لا اله الا الله را نخیزد
کل از آتش دوزخ رهد اما نفاق که دو است یکی آنست که مقر باشد بنده از حلال و حرام و
امرها و نهیها اما در معصیت می افتد و بدی میکند از خدای تعالی بترسد و امید توبه دارد و خدای
میداند او بدکار است آن نفاق است اما النفاق دیگر آنست که بزبان مقر باشد بحلال و
حرام و امر و نهی اندر دل بسپارد که نماز روزه حج و زکوة دادن عملهاست اگر بکنی ثواب
یابی این نفاق است پس پاداش او باتش است اما آنکه علم دو است یکی علم خاص است
از برای حق و یکی عام است هر که یک کلمه از علم بشنود فاضلتر از آن که یکسال عبادت کند
و هر که بنشیند جائیکه علم میگویند چنانستی که بنده آزاد کردی و علم روشنائی گور است و بهر است
در بهشت خدای عز و جل علم ضائع نماید در دنیا و آخرت اما عمل که دو است یکی عملی که از برای
حق است خاص است و عملیکه از برای نمود از خلق است در آن هیچ جزا نه در این عمل باتش
نزدیک است و نیکو نیست همینکه خواجه این فواید تمام کرد مشغول شد خلق و دعاگو باز گشت
الحمد لله علی ذلک مجلس بیست و سوم سخن در یاد کردن مرگ افتاده بود بر لفظ مبارک راند
که حضرت رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم که فاضلتر از قیام شب و روز و تطوع
یاد کردن مرگ است آنگاه فرمود که فاضلترین زاهدان است که یاد کند مرگ را و همیشه در شغل
آن باشد در گور خود مرغزاری باید از مرغزارهای بهشت آنگاه حکایت فرمود که در یاد کرد
دنیا افتاده بود هر که یاد کند مهتر آدم را صلوات الله علیه سه بار گوید خدای عز و جل همه گناهان
او را بیامرزد اگرچه گناه وی از دریا زیاده شود و در همسایگی او باشد و آنکه مهتر داود را یاد کند
صلوات الله علیه سه بار گوید در بهشت رود از هر دری که خواهد آنگاه فرمود که در یاد کردن

انبیا و خدا تعالی هفت اندام وی از آتش دوزخ حرام کند همینکه خواجه این فواید تمام کرد
مشغول شد خلق و دعاگو باز گشت الحمد لله علی ذالک مجلس بیست و چهارم سخن در چراغ
فرستادن در مسجد افتاده بود فرمود که امیر المومنین علی رض فرمود که هر که یکشب چراغ در
مسجد فرستد یکساله گناه وی عفو کنند و یکساله نیکی بدیوان وی بنویسند و در بهشت
یک شارستانی یابد و هر که یک ماه چراغ در مسجد فرستد حق تعالی هفت اندام وی از آتش
دوزخ حرام کند و درهای بهشت بروی بگشایند از هر دری که خواهد در رود و از دنیا بیرون
نشود تا جایگاه خود در بهشت نه بیند و در بهشت رفیق پیغمبر باشد انگاه فرمود که شنیدم
از زبان خواجه یوسف چشتی رح از فضیلت چراغ فرستادن بمسجد فرمود آن زمان که در مسجد
روشنائی چراغ باشد حملة العرش خوانند فرستنده چراغ را و فرشتگان آمرزش خواهند
الحمد لله علی ذالک مجلس بیست و پنجم سخن در درویشان افتاده بود بر لفظ مبارک راند که در
خبر است از رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم هر که درویشی را نان دهد از همه گناهان
پاک گردد انگاه فرمود که سه گروه مردم اند که بوی بهشت نیابند یکی دروغ زن و دیگر تونگر
بخیل سوم بازرگانی خاین که این سه گروه را عقوبت سخت باشد پس چون درویش
دروغ زن و تونگر بخیل شود و بازرگانی خیانت گر بود حق تعالی از زمین برکت بردارد
انگاه فرمود سوره یس هر که در شبانروزی بخواند و آیة الکرسی بخواند از پس هر نماز و
قل هو الله سه بار بخواند خدا تعالی در مال و عمر زیاده کند و ایمن شود از حساب قیامت
و میزان و پل صراط آسان گردد همینکه خواجه این فواید تمام کرد مشغول شد خلق و دعاگو
باز گشت الحمد لله علی ذالک مجلس بیست و ششم سخن در شلوار و پایچه دراز کردن و آستین افتاده بود
فرمود مروی است از امیر المومنین علی رض که روایت کرد از پیغامبر صلی الله علیه و آله وسلم که علامت
منافقان دراز کردن پایچه شلوار است هر که دراز کند پایچه شلوار را او در زیر پا لش
افتد از جمله رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم عاصی باشد انگاه فرمود هر که در مانند

پایچۂ شلوار را تا زیر پاشنہ افتد بہر قدمیکہ در زمین نہد ہر فرشتہ کہ در زمین ست و در آسمان است
بروی لعنت کنند و بہر تار موی کہ بر اندام وی باشد خانہ در دوزخ بنا کنند بنام وی و ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ گفت ہر کہ ازار دراز پوشد او منافق باشد و ہر کہ آستین دراز کند او ملعون باشد
آنگاہ فرمود کہ دو گروہ ہمیشہ در لعنت خدا یند اول پوشندہ آستین دراز دوم پایچہ
شلوار دراز پوشندہ شصت خانہ بنا کنند بنام وی در دوزخ آنگاہ فرمود کہ از اسراف
بکنند از لحافظہ ازار کہ ہر چہ در تن اسراف باشد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نہی کردہ ست زیادہ کردن کفن مردہ را در تن و از دو چیز عذاب کنند یکی در کفن
زیادہ کردن دوم دراز کردن پایچہ نعوذ باللہ منہا ہمین کہ خواجہ این فواید تمام کرد
مشغول شد خلق و دعا گو باز گشت الحمد للہ علی ذالک مجلس بست و ہفتم سخن در عالمان
افتادہ بود بر لفظ مبارک راند کہ در خبر ست چون آخر الزمان آید امرا جابر گردند و عالمان
کسب کنند و فتنہ در عالم پدید آید در زمینہا و کوہہا در آن زمان عیش بر ایشان تنگ
بود آنگاہ فرمود امیران جابر گردند و علما فرو ماندہ شوند خدا تعالی برکت از میان خلق
بردارد و شہرہا ویران شود و در دین فساد گیرد و پس بدانید ایشان اہل دوزخ اند
نعوذ باللہ منہا آنگاہ سخن در صدقہ افتادہ بود و گفت صدقہ کسی را باید دادن کہ
درویشی را چہان دارد کہ ثواب یکی بدہ باشد و صدقہ کہ بخویشاوندان بدہی یکی را
ثواب ہزار ست پس مردم را باید کہ صدقہ بہر حال برین نوع بدہند تا خدا تعالی امرزیدہ
گرداند ہمینکہ خواجہ این فواید تمام کرد مشغول شد خلق و دعا گو باز گشت الحمد للہ علی
ذالک مجلس بست و ہشتم سخن در توبہ افتادہ بود بر لفظ مبارک راند کہ در نص
کلام اللہ فرمان میشود یا ایہا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا یعنی ای کسانیکہ
ایمان آوردہ اید توبہ کنید و بخدای باز گردید کہ خدا تعالی توبہ پذیرندہ ست آنگاہ فرمود کہ
در صد اثر لفتہ دیدہ ام کہ فریضہ ست مسلمان را توبہ کردن آنگاہ فرمود کہ حضرت آدم علیہ السلام چون

در دنیا آمد گفت الٰهی ابلیس را بر من مسلط کردی و مرا طاقت آن نه که وی را از خود منع کنم مگر بتوفیق
تو فرمان آمد چون من نگاه دارم ابلیس را هرگز دست بر تو و بر فرزندان تو نرسد انگاه هم
آدم هم گفت الٰهی زیاده کن ندا آمد که یا آدم توبه فریضه کردم تا خلق اندرین است چون فرزندان
تو توبه کنند من توبهٔ ایشان قبول کنم انگاه فرمود که توبه کنید پیش ازانکه نمرده اید پشیمانی از زمان
نیک ندارد فرمود در خبرست از رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم در سوی مغرب دری است
خدایتعالی بیافریده است از بهر توبه پهنای آن در هفتاد ساله راه است گشاده داشته اند انگاه
فرمود توبه بر دو نوع است یکی توبه آنست که نصوح باشد که پس از گناه آنکس گرد نگردد دوم
توبه آنست که هر روز و شب توبه کند وی شکنند و این توبه نیکو نیست انگاه فرمود که معین الدین
همه ترغیب کردم از برای کمالیت حال تو الیس میباید که آنچه گفتم بدل و جان بگرد رسانی تا فردای
قیامت شرمنده نمانی انگاه فرمود که فرزند خلف آنست که هرچه از زبان پیر خود بشنود
هوش و گوش او بدان متعلق باشد و آنرا بگرد رساند تا فردای قیامت شرمنده نماند انگاه فرمود
که فرزند خلف آنست که هرچه از زبان پیر خود بشنود در میان شجره خویش نویسد شرمنده
نگردد همینکه خواجه ادام الله بقاءه درین حرف رسید عصا پیش بود بدست بر داشته بدعاگو داد و
خرقه و نعلین چوبین و مصلا نیز داد انگاه فرمود این همه یادگار پیران ماست که از رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم بما رسیده است و با تو دادیم باید که چنانچه ما داشتیم همچنان دار که
مرد باشی این یادگار را بدو بدهی چون این بگفت بنده را در کنار گرفت و گفت که
بخدای سپردم همینکه این بگفت در عالم تحیر مشغول شد خلق و دعاگو باز گشت الحمد لله علی ذلک فقط

تمام شد

| نمبر | نام کتاب | نمبر | نام کتاب | نمبر | نام کتاب |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | انوار التهذیب | ۵ | ملفوظات خواجه عثمان | ۸ | راحت القلوب |
| ۲ | مقالات الصوفیه | ۶ | ملفوظات خواجه معین الدین | ۹ | فوائد الفواد |
| ۳ | کلمة الحق مع شرح نور مطلق | ″ | ترجمه معروف به دلیل العارفین | ۱۰ | فوائد سعدیه |
| ۴ | الٰهی نامه مشهور به حدیقه سنائی | ۷ | ملفوظات خواجه قطب الدین بختیار قدس الله سره | ۱۱ | مکتوبات شاه شرف الدین منیری |


915;U

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی نور قلوبنا بنور الاسلام و وفقنا علی رد مطاعن اھل الظلام والصلوۃ والسلام علی رسولہ ھو سید الانام وعلی آلہ واصحابہ الذین ھم خیر الکرام اما بعد بندہ درگاہ رب الصمد فقیر محمد ولد حافظ محمد سفارش چشتوی اپنے دینی بھائیون کی خدمت بابرکت مین عرض رسان ہی کہ مدت سے اہل اسلام پر عیسائیون کا اعتراض تہا کہ قرآن شریف مین کوئی تعلیم روحانی نہین سب جسمانی ہی ہر چند علمائے اسلامیہ نے ایسے ایسے اجمالی جواب دے ہین کہ جس سے مخالفین کا عذر محض بے بنیاد اظہر من الشمس ثابت ہوگیا مگر چونکہ اکثر عیسائی جو چاہ تعصب مین سر تا پا مستغرق ہین اور ہٹ دہرمی و دہوکہ دہی کو دین عیسوی کا ایک خاصہ سمجہہ کہا ہی ہرگز باز نہین آتے ہین اور بار باروہی بات کہے جاتے ہین کہ قرآن مین کوئی روحانی نصیحت نہین ہی بلکہ پادری فنڈر صاحب نے تو یہانتک جرأت کی ہی کہ کتاب حل الاشکال مین صفحہ ۶۰ سے لیکر ۶۲ تک بعد نقل اخلاقی نصائح اناجیل کے یہہ دعوی کیا ہی کہ ایسی نصائح قرآن مین ہرگز نہین ملسکتے حالانکہ یہہ دعوی پادریصاحب کا مثل حباب کے محض لچر تہا کیونکہ قرآن سے ثابت ہوتا ہی کہ ہمین سب طرح کی روحانی نصائح مثل صبر و حلم و راستبازی و قناعت و توکل و شکر و دشمن صفائی قلب و تزکیہ نفس و مذمت حب دنیا و مال و افعال ذمیمہ اور مدح اخلاق و اوصاف حمیدہ وغیرہ بصراحت تمام مذکور ہین جیسا کہ سورہ نحل مین مذکور ہی و نزلنا علیك الکتاب تبیانا لکل شیء وھدی و بشری للمسلمین چنانچہ برطبق اسکے علمائے اسلامیہ نے علاوہ استخراج بہا امور دینیہ کی اکثر علوم عقلیہ کا استخراج بہی کیا ہی یہانتک کہ علم طب و ہیئت و ہندسہ و نجوم اور جبر و مقابلہ وغیرہ کو بہی قرآن سے ثابت کر دکہایا لیکن سمجہنے کو عقل سلیم چاہئی جیسا کہ ایک بزرگ کا قول ہی ع جمیع العلم فی القرآن لاکن ÷ تقاصر عنہ افہام الرجال۔ پس جس حالتین علوم متذکرہ بالا کا بہی استخراج قرآن سے ثابت ہوا ہی تو کیا مواعظ حسنہ اور نصائح جو اصل اصول کلام الہی ہین یہی قرآن مین نہونگی حاشا و کلا کوئی عاقل اس بہتان پر کان نہ دہریگا مگر چونکہ مخالفین کی بصارت فہم پر تعصب کا پردہ پڑا ہوا ہی اسلئے اونکو قرآنی روحانی احکام دکہائی نہین

دی سو ہی قرآن پر کوئی کسیطرحکا اعتراض نہین آسکتا بقول سعدی ؎ گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم چشمہ
آفتاب را چہ گناہ - پس مینے عیسائیون کی یہہ ہٹ دہرمی دیکھکر مصمم ارادہ کرلیا کہ اس اعتراض کو بیخ و بن سے
اکہاڑ کر کندہ کرنا چاہئے چنانچہ سنہ ۱۲۹۴ ہجری مین پہلے اناجیل مروجہ کی بے اعتباری اور انکا غیر الہامی ہونا ثابت
کیا پھر دیگر امور ضروریہ کے بیان کے بعد انجیل کے وہ نصائح جو پادری صاحب نے کتاب مذکور مین لکہکر دعوی کیا
تہا کہ ایسے احکام قرآن مین نہین ملتے مع دیگر نصائح ہمچون قسم کے اناجیل سے استیعاباً انتخاب کرکے اونکو چند
فصلون پر منقسم کیا اور اونکے ذیل مین اون جیسے بلکہ اون سے بدرجہا بہتر احکام و نصائح قرآن شریف سے اور
نیز بطور نمونہ ارشادات رسول مقبول صلعم اور اقوال صحابہ سے نقل کرکے ہر ایک فصل کے اخیر مین اونکو اناجیل کے
کلام پر بطور قول فیصل کے ترجیح کلی ثابت کر دکہلائی ہے اور اسلیے اس کتاب کا نام زبدۃ الاقاویل
فی ترجیح القرآن علی الاناجیل رکہا - اب ناظرین منصف مزاج سے امید ہے کہ اگر اس کتاب مین کوئی
سہو یا نقص دیکہین تو اوسے مجکو معاف رکہکر اصلاح کو کام فرماوین کیونکہ اسکی تالیف سے میری یہہ غرض نہین
کہ اس کسی پر طعن کرون بلکہ امر حق کو اپنے بہائیون کے آگے بیان کرون تاکہ وہ بہی سوچین و سمجہین اور اس
کارزار عاقبت اندیشون کے دہوکون سے محفوظ و مصئون رہین +

## مقدمہ

مقدمہ پانچ امور پر شامل ہے -

### امر اول اناجیل مروجہ کے بیان مین

مذہب مین کئی کئی فرقے ہوتے ہین چنانچہ اہل اسلام کے مذہب مین بہی ۷۳ فرقے ہین اگرچہ وہ مسائل
مذہبیہ مین بہت سا اختلاف رکہتے ہین لیکن کسی فرقہ نے آجتک قرآن شریف کی نسبت یہہ نہین کہا
کہ قرآن خدا کی کلام نہین یا یہہ کہ یہہ وہ قرآن نہین جو آنحضرت صلعم پر نازل ہوا ہے حالانکہ ایسا اختلاف
ان فرقون مین کسیطرح مضر بہی نہین تہا کیونکہ اوسمین جا بجا بتلایا گیا ہے کہ یہہ خدا کی کلام ہے اور اوسکی
طرف سے نازل ہوا ہے اور خدا اسکا نگہبان ہے لیکن اناجیل کے حق مین یہہ اختلاف کہ یہہ اناجیل حواریون کی
تصنیف نہین یا یہہ کہ یہہ الہامی نہین نہایت مضر بلکہ ساقط عن الاعتبار ہے کیونکہ انمین کسی جگہہ اسبات کا
ذکر نہین ہوا کہ یہہ حواریون نے تالیف کی ہین یا الہام سے لکہی گئی ہین بلکہ اسکا خلاف ثابت ہوتا ہے اور
اہل اسلام کی طرح انکے ثبوت کے لئے عیسائیون کے پاس کوئی سند صحیح متصل موجود ہے چنانچہ اس مقام پر اناجیل

مروجہ کا کچھہ مختصر حال لکھا جاتا ہی کہ وہ کتنی اور کس کس کی تالیف و تصنیف خیال کیجاتی ہین۔ پہر اونکی پوست کندہ تحقیقات کیجاتی ہی۔ سو واضح ہو کہ وہ دو قسم کی کتابین ہین۔ ایک وہ جو خاص مسیح کی تعلیم شمار کیجاتی ہین۔ دوم جو خاص مسیح کے شاگردون وغیرہ کی تعلیم ہے +

## کتب قسم اول

اول[1] انجیل متی۔ یہہ انجیل بزعم عیسائیان متی حواری نے بعد مصلوب ہونے مسیح کے سنہ ۳۷ یا ۳۸ یا ۴۱ یا ۴۳ یا ۴۸ یا ۶۱ یا ۶۲ یا ۶۳ یا ۶۴ مین تالیف کی ہی اور اسکے ۲۸ باب ہین۔ عیسائی اسبات مین کہ اول یہہ انجیل کس زبان مین تصنیف ہوئی ہی بہت ہی مختلف الرای ہین اکثر متقدمین کا یہہ قول ہی کہ متی نے صرف عبری زبان مین لکھی تہی اور اوسکا ترجمہ یونانی مین کسی غیر معلوم الاسم شخص یا یعقوب خداوند کی بہائی نے کیا ہی چنانچہ ہارن صاحب اپنی تفسیر کی جلد ۴ مین لکہتے ہین کہ پپین[1] گروٹئیس[2] کسابن[3] بشپ[4] آف السٹن بشپ[5] تاملائن[6] ڈاکٹر کیو[7] ہیمنڈ[8] مل[9] ہارود[10] اوون[11] کیپن[12] ل ای کلارک[13] سائمن[14] ٹلی منٹ[15] پربٹس[16] ڈوپن[17] کالمٹ[18] میکالس[19] ارنیس[20] البر[21] گراونر[22] ارجن[23] سہرل[24] اپی فانیس[25] کریزاسٹم[26] جیروم[27]۔ اور اور علمائی متقدمین و متاخرین کے نزدیک قول پپیس کا ہی کہ یہہ انجیل عبری مین لکہی گئی تہی انتہی اور تفسیر اسکاٹ کی دیباچہ انجیل متی مین لکھا ہی کہ بعض مصنف کہتے ہین کہ اونہون نے (متی) اپنے عبرانی زبان مین لکہی کہ وہ اوس ملک کا محاورہ تہا اور آخر کو یا تو اونہون نے آپ یا کسی عہد نے اوسکا ترجمہ یونانی زبان مین کیا چنانچہ پپیس جو پولیکارپ کا رفیق تہا اور جسنے خود یوحنا کو دیکہا تہا کہتا ہی کہ متی نے عبرانی زبان مین لکہا اور ہر ایک اپنے مقدور کے موافق اوسکا ترجمہ کرتا تہا اور اتہناسیوس کہتا ہی کہ یعقوب خداوند کی بہائی نے اوسکا ترجمہ یونانی زبان مین کیا۔ انتہی بعض کا یہہ گمان ہی کہ خود متی ہی نے دونون زبانون مین لکہی ہی لیکن اب وہ نسخہ عبری زبان کا بالکل صفحہ جہان سے مفقود ہوگیا ہی اور صرف یونانی ترجمہ اوسکا ساری دنیا مین پایا جاتا ہی عیسائی یہہ بہی کہتے ہین کہ اسمین متی نے سب اپنا دیکہا ہوا حال لکہا ہی لیکن یہہ دعوی محض بلا دلیل ہے کیونکہ اسکے مصنف نے کسی جگہہ کوئی ایسی عبارت اسمین نہین لکہی جو اوسکے مشاہدہ پر دلالت کرے حالانکہ قدیم سے دستور ہی کہ جو کوئی اپنا دیکہا ہوا حال لکہتا ہی تو اوسکو ایسی عبارت سے لکہتا ہی جس سے ہر کوئی سمجھ لے کہ اس شخص نے اپنا دیکہا ہوا حال لکہا ہی جیسا کہ اکثر عہد عتیق کی کتابون خصوصا حزقیل کی مین اس دستور کو مرعی کہا گیا ہی۔ علاوہ اسکے یوسف و مریم کی خوابون اور مجوسیون کے آنے اور اونکی ساتھ آسمانی کے ہونے اور مسیح کی ولادت کے وقت اونکی زیارت کرکے اپنے گہر چلے جانے اور یوسف کے مریم و مسیح کو یہودیہ سے

ہمسفر تہا خصوصا پالیکارپ کا رفیق تہا ... اسبات کا صراحۃ و اشارۃ ذکر نہین

آیا اور پہر انے اور مسیح کو یحیی سے اصطباغ لینے اور جنگل مین مسیح کی نسبت شیطان کے امتحان کرنے اور مسیح کے لیے
آسمان پہٹ کر خدا کی روح کبوتر کی مانند اوسمین داخل ہونے اور پطرس و اندریاس اور یوحنا کے مسیح کے ساتہہ ہو لینے
کے حالات اور مسیح کی وہ تعلیم جو اس انجیل کے باب ۵ و ۶ و ۷ مین معہ اون واقعات کے جو باب ۸ سے لیکر باب ۹ کی آیت ۹ تک درج
ہوئی ہین یقیناً سنکر لکہی گئی ہین کیونکہ اُسوقت تک متی مسیح سے ملا نہین تہا دیکہو متی باب ۹ آیت ۹ +

دوم انجیل مرقس اس انجیل کو مرقس نام ایک شخص نے جو پطرس حواری کے ہاتہہ سے عیسائی بنا تہا اور مسیح کو اوسنے ہرگز
نہین دیکہا تہا سنہ ۵۶ سے لیکر ۶۵ تک کسی سنہ مین اور غالباً سنہ ۶۰ یا ۶۳ مین بقول چند عیسائیان لاطن زبان مین تصنیف
کیا پہر یونانی زبان مین ترجمہ ہوئی لیکن اکثر کا یہہ قول ہی کہ اصل مین یہہ انجیل یونانی ہی زبان مین لکہی گئی ہی اور
[illegible] ہین۔ یہہ شخص سنا ہوا حال لکہتا ہی اور بہ نسبت دیگر انجیل نویسون کے اسنے بہت ہی مختصر حال مسیح کا
لکہا ہی جیساکہ اسکے حجم سے ظاہر ہی۔ عیسائی اسکے الہامی ہونیکی کوئی وجہ بجز اسکے بیان نہین کرسکتے کہ اس انجیل کو پطرس
حواری نے جو صاحب الہام تہا دیکہکر اسکی صحت پر اپنی مہر کر دی ہی۔ لیکن یہہ دعوی محض بلا دلیل ہی کیونکہ اول تو
خود مرقس نے اپنی انجیل مین صراحتاً یا کنایۃً نہین لکہا کہ مینے یہہ انجیل پطرس کو دکہا کر اسپر مہر کرالی ہی۔ اگر
ایسا کیا ہوتا تو اسکو زیادہ معتبر ہونیکے لیے وہ ضرور اس امر کا تذکرہ کرتا بلکہ ہماری اس خیال کی تائید کلیمنس
اسکندرینس کے ہی ایک قول سے اظہر [illegible] ہوتی ہی کہ وہ ایک جگہہ لکہتا ہی کہ پطرس نے جب اوسکی خبر پائی تو نہ منع کیا نہ تقویت
دی دیکہو اظہار عیسوی صفحہ ۳۸۲ - دوم ایرینیوس کہتا ہی کہ مرقس نے اپنی انجیل بعد موت پطرس کے لکہی ہی۔ پس ظاہر
ہی کہ پطرس نے مرقس کی انجیل ہرگز نہین دیکہی اور وہ جو اظہار عیسوی کے صفحہ ۳۸۲ مین لکہا ہی کہ پپیس اور جیروم
نے ظاہر کیا ہی کہ پطرس نے اس انجیل کو دیکہا اور بمدد روح القدس اوسے تسلیم کیا۔ مین کہتا ہون کہ پپیس کے قول
مین اسکا کوئی ذکر نہین صرف اتنا بتایا ہی کہ مرقس پطرس کا ساتہی تہا۔ البتہ جیروم نے لکہا ہی کہ پطرس نے اوسے پسند کرکے
[illegible] ہی کا حکم دیا مگر ایرینیوس کا قول مقدم ہی کہ وہ دوسری صدی کا ہی اور جیروم چوتہی کا۔ علیٰ ہذا کلیمنس الگزنڈرینس بہی کا

سوم انجیل لوکا۔ اس انجیل کو لوکا شاگرد پولوس نے سنہ ۵۳ یا ۶۳ یا ۶۴ مین لکہا۔ اسکے ۲۴ باب ہین یہہ بہی سنا
ہوا لکہا ہی جیساکہ اسکے شروع باب اول ہی سے ظاہر ہی۔ اور بعض علمائے مسیحیہ نے اس انجیل کے دیباچہ کی شرح مین لکہا ہی
کہ اس مین بہت باتین ایسی ہین جو دیگر اناجیل مین پائی نہین جاتین جنمین سے پہلے اون حالات کا بیان ہی جو مسیح
کے پیدا ہونے سے پہلے اور عین اوسوقت کے تہی۔ اس بیان کے لیے معلوم ہوتا ہی کہ لوکا نے کوئی نوشتہ رکہا تہا جسکا مضمون غالباً اوسنے
کہین سے لیا ہوگا کیونکہ بعض حالات صرف وہی بتا سکتی تہی دیکہو مشرح فقرہ بائبل رومن مطبوعہ سنہ ۱۸۷۶ع ہاتہ ٹراکٹ سوسائٹی

اسکی الہامی ہونی کی عیسائی بڑی وجہ یہہ بیان کرتی ہین کہ پولیس نے جو صاحب الہام تہا اس انجیل کو دیکہہ لیا
ہی۔ لیکن یہہ دعوی بہی بیدلیل ہی اور نہین وجوہ سی جو انجیل مرقس کی نسبت بیان ہوئی ہین یعنی یہہ کہ
لوقا نے کسی جگہہ اس انجیل مین یہہ نہین لکہا کہ میری انجیل کو پولوس نے دیکہہ لیا ہی حالانکہ اگر پولوس نے دیکہہ لیا
ہوتا تو لوقا اپنی انجیل کا اعتبار بڑہانیکی لئے شروع تمہید مین جہان اوسنے اور باتین لکہی تہین اسبات کو بڑی
ہی بڑی فخر کے ساتہہ بیان کرتا۔ علاوہ اسکی اور کئی ایسے دلائل سی جو اعجاز عیسوی مین صفحہ ۲۲۳ سی لیکر ۲۲۴ تک
بیان ہوئی ہین پولوس کا اس انجیل کو دیکہہ لینا ہرگز ثابت نہین ہوتا۔ اگر بالفرض پولوس نے دیکہہ
بہی لیا ہو تو اوسکا دیکہہ لینا کیا لائق سند ہی جو اپنی تعریف آپ ہی نامہ ۱ قرنتیان ۹۔۲۰ و ۲۱ مین بطور ذیل
کرتا ہی۔ کہ مین یہودیون کی ساتہہ یہودی اور بے شریعت والون کی ساتہہ بے شریعت بنا تاکہ اونکو نفع مین لاؤن
پہر نامہ ۲ قرنتیان ۱۲۔۱۶ مین فرمایا۔ پر اگر مان لیوین کہ مینی تمپر بوجہہ نہین ڈالا لیکن شاید مینی ہوشیاری
سی تمہین فریب کرکی پہنسایا۔ انتہی۔ پس جس شخص کا یہہ حال ہو تو ایسی فریبی و مکار کی مذہب کے دیکہنی سی محققین
کے نزدیک ایک غیر الہامی کلام کسطرحسی الہامی ہو سکتی ہی +

چہارم انجیل یوحنا۔ اس انجیل کو بزعم عیسائیان یوحنا حواری نی سنہ ۶۸ یا ۶۹ یا ۷۰۔ اور بقول اکثر ۹۷
یا ۹۸ عیسوی مین تصنیف کیا اور اسکی اکیس باب ہین اور یہہ انجیل تینون اناجیل سی بڑی ہی اور بعضی حالات
اسمین ایسی درج ہوئی ہین جو تینون انجیل نویسون مین سی کسی نی نہین لکہی چنانچہ مسیح کی الوہیت جس سی
کی حقیقی تعلیم کی کایاپلٹ ہوئی ہی انہین حضرت کی مخترعیات سی ہی جیسا کہ تفسیر اسکاٹ کی دیباچہ انجیل یوحنا
مین لکہا ہی کہ چونکہ یہہ صحیفہ متی اور مرقس اور لوقا کے صحیفون سی پیچہے لکہا گیا اسمین بہت سی باتین ہین
جنہین اونہون نی نہین لکہا چنانچہ یوحنا مسیح کی الوہیت اور اوسکی خدمتون کی شروع اور اوسکی معجزون
اور یہودیون سی مباحثون اور شاگردون کی ساتہہ گفتگو خاصکر وہی جو عشاء ربانی کی مقرر کرنی کے بعد
ان سبہون کا زیادہ بیان کرتا ہی۔ انتہی۔ بلکہ اس انجیل کی اخیر آیت سی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سب اناجیل ناتمام
ہین کیونکہ کسی نی جناب مسیح کا پورا حال نہین لکہا۔ اور بزعم عیسائیان یہہ سب بنا دیکہا ہوا حال لکہا گیا
وہ روایات جو انجیل متی کے بیان مین مذکور ہوئی ہین مشاہدہ سی مستثنی ہین۔

ان چارون اناجیل مین جناب مسیح کا حال ابتدائی حمل سی صعود آسمان تک بجز ایام جوانی کی بطور تاریخ
ہی اور کلام حضرت مسیح کی اسمین صرف اوسیقدر ہی جو مثالون اور تعلیم کی طور پر درج ہوئی ہی باقی سب

کی کلام ہے۔ عیسائیون کا دعوی ہی کہ یہہ چارون اناجیل جنمین سے دو حواریون اور دو اونکی شاگردون نے تصنیف
کی ہین الہام سے لکہی گئی ہین اور سند اونکی دعوی کی فقط یہی ہی کہ ہر انجیل کے سر ہے پر اوسکے مصنف کا نام لکہا ہے اور
وہ صاحب الہام تہے لیکن یہہ دعوی ہرگز ثبوت کو نہین پہونچسکتا۔ انجیل مرقس و رلوکا کا عدم الہامی ہونا
اونکی بیان مین بہی ثابت ہو چکا ہے۔ لیکن اب کلیتًا ان چارون اناجیل کا عدم الہامی ہونا مفصلًا کئی
دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے۔

دلیل اول سب عیسائی اسبات پر متفق نہین کہ یہہ چارون اناجیل انہین مصنفین کی تصانیف سے ہین بلکہ
بہت سے عیسائی بڑی زور شور سے اونکی تصنیفات سے انکار کرتے ہین چنانچہ مظاہر حق کی صفحہ ۱۱۱ مین جو جان ڈیون
پورٹ صاحب کی انگریزی کتاب مسمی بہ عذر از طرف محمد و قرآن کا ترجمہ ہے لکہا ہے کہ یہہ صاحب اپنی تذکرہ
مسیح کی صفحہ ۱ مین لکہتے ہین کہ اناجیل اربعہ مین سے ہر انجیل پر ایک شخص مشہور کا نام درج ہے جسکا حال تذکرہ
حواری اور تاریخ انجیل مین مرقوم ہے لیکن یہہ غور تحقیق نہین کہ یہہ چار شخص مصنفین اناجیل اربعہ تہے اور قول
کہ یہہ متی کی انجیل ہے اور یہہ مرقس اور یہہ لوکا اور یہہ یوحنا کی انتہی یہہ مراد نہین کہ قدمائی علمائی عیسوی کا
اعتقاد تہا کہ یہہ آیات من اولہا الی آخرہا متی اور مرقس اور لوکا اور یوحنا نے تصنیف کی تہین بلکہ اس قول سے
مراد ہے کہ یہہ آیات ان حواریین سے مروی ہین اور اونکی طرف منسوب کی گئی ہین۔ انتہی۔ مین کہتا ہون
کہ صاحب اپنی بیان مین مندرجہ ذیل وجوہ سے بہت ہی سچے ہین۔

(۱) ان اناجیل مین انکی مصنفین نے کسی جگہہ ایسی کوئی عبارت نہین لکہی جس سے صریحًا یا اشارتًا معلوم ہو کہ انہ
ہین یہی مصنف ہین جنکا نام ہر انجیل کے سر ہے پر مرقوم ہے جیسا کہ قدیم الایام سے اب تک مصنفین کا دستور ہے
بلکہ اسکی انہین اناجیل سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یہہ لوگ انکی مصنف نہین چنانچہ انجیل متی ۹-۹ مین لکہا ہے
جب یسوع وہان سے آگے بڑہا تو متی نامی ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹہے دیکہا اور اوس سے کہا میری پیچہے
ہولے وہ اوٹہہ کر اوسکی پیچہے چلا۔ انتہی۔ اور حواریون کی نام کی فہرست جو متی باب ۱۰ مین مرقوم ہے اوس سے ظاہر ہے کہ
یہی محصول لینے والا حواری ہے جسکی طرف عیسائی اس انجیل کو منسوب کرتے ہین۔ پس دیکہو اگر مصنف اس
انجیل کا یہی متی ہوتا تو ہرگز ایسی عبارت نہ لکہتا بلکہ اسطرح پر لکہتا کہ مسیح نے مجہے محصول کی چوکی پر دیکہا اور مجہے
کہا کہ میرے پیچہے آ مین اوٹہہ کے اوسکی پیچہے چلا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ یہہ متی اسکا مصنف نہین بلکہ مصنف
اوسکا اور شخص غیر معلوم الاسم ہے۔ پہر انجیل متی کی باب ۱۲ مین مسیح کا قول بحق حواریان اسطرح پر مرقوم ہے

تب یسوع نے اونسے کہا کہ خبردار فریسیون اور زادوقیونکے خمیر سے پرہیز کرو۔ ۷۔ اوہنون نے اپنے دلمین گمان کرکے کہا کہ
اسکا سبب یہہ ہے کہ ہمنے روٹیان ساتھہ نہ لین۔ ۸ مگر مسیح نے یہہ معلوم کرکے اونسے کہا کہ اے کم اعتقادو تم اپنے دلمین کیون
گمان کرتے ہو کہ یہہ روٹیان نہ لینے کے سبب سے ہے ۱۲ تب وے سمجھے کہ اوسنے اونہین روٹی کے خمیر سے نہین بلکہ فریسیون اور زادوقیون
کی تعلیم سے پرہیز کرنیکو کہا۔ دیکھو اگر یہہ انجیل متی حواری کی تصنیف سے ہوتی کہ جو انہین حواریون مین سے تہا جنسے
حضرت مسیح خطاب فرمارہے ہین تو وہ آیات مذکورہ مین حواریونکو بصیغہ غائب ہرگز نہ لکہتا بلکہ بجائے لفظ (اونسے
اور اونہون نے) اور (تب وے سمجھے) اور (اونہین) کے اسطرح پر لکہتا۔ ہم سے۔ ہمنے۔ تب ہم سمجھے۔ ہمین۔ پس معلوم ہوا کہ یہہ
انجیل متی حواری کی تصنیف نہین ہے۔ اور وہ جو اسکے جواب مین اظہار عیسوی کے صفحہ ۵۶ مین لکہا ہے کہ مسیح اور
حواریونکا بہی اکثر یہی قاعدہ تہا کہ وہ اپنے تئین صیغہ غائب سے بیان کرتے تہے۔ دیکھو متی باب ۸ آیت ۲۰ باب ۱۱ آیت ۱۹
باب ۱۶ آیت ۱۱ - لوکا باب ۹ - آیت ۸ - یوحنا باب ۵ - آیت ۲۳ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - اسکا جواب یہہ ہے کہ بیشک مسیح نے بھی
اپنے تئین بصیغہ غائب ابن اللہ آدم کے الفاظ وغیرہ سے ظاہر کیا ہے مگر صدہا دفعہ اپنے تئین بصیغہ متکلم سے بیان فرمایا ہے
نمونہ کے طور پر دیکھو متی باب ۵ - آیت ۱۷ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۶ - ۲۸ - ۳۲ - ۳۴ - ۳۹ - ۴۴ باب ۶ - آیت ۱۶ - ۲۵ باب ۸
آیت ۲۱ - ۲۴ باب ۱۰ - آیت ۱۶ - ۳۲ - ۳۴ مرقس باب ۷ - آیت ۱۴ - باب ۹ - آیت ۳۹ باب ۱۰ - آیت ۱۴ - ۱۸ - لوکا باب ۶ - ۲۶
باب آیت ۴ - ۵ - ۴ باب ۹ - آیت ۱۸ - ۲۳ باب ۱۳ - آیت ۲۹ - یوحنا باب ۲ - آیت ۴ - ۱۹ باب ۵ - آیت ۱۷ - ۲۵ - ۴۲ وغیرہ
وغیرہ۔ اسیطرح حواریون نے بہی اپنے اپنے خطوط مین جابجا اپنے تئین بصیغہ متکلم بیان کیا ہے چنانچہ اونکی پڑہنے سے ظاہر
ہوتا ہے بخلاف متی کے کہ اوسنے اپنی تمام انجیل مین بجز اس مقام کے کہین ایکدفعہ بہی اپنے آپکو بصیغہ غائب یا متکلم بیان
نہین کیا جسسے صاف ثابت ہے کہ وہ اس انجیل کا مصنف نہین چنانچہ اسیواسطے فاسٹس جو چوتہی صدی مین تہا
لکہتا ہے کہ انجیل متی جو متی کی طرف منسوب ہے اوسکی تصنیف نہین اور پروفیسر بائر جرمنی اور شیوز اور شلنتش بہی اس
انجیل کو نہین مانتے تہے چنانچہ ان علماء کا انکار پادری عماد الدین نے بہی ہدایت المسلمین کے صفحہ ۸ مین مان لیا ہے اور یہہ
اپنا دل خوش کرلیا ہے کہ (فاسٹس چوتہی صدی کا آدمی ہے اور غیر مشہور بے اعتبار تہا اوسکی بات کا کیا اعتبار ہے جبکہ اول
سوم و چہارم صدی کے سب عالمون نے اس انجیل کو مان لیا ہے) بالکل دہوکہ دہی ہے کیونکہ ۳۲۵ سنہ سے پہلے کوئی عیسائی کونسل
کتب حقیہ کی قائم نہوئی تہی جسسے اول و دوم تو کجا سوم صدی کے بہی مسیحی علما کا انجیل متی کی تسلیم پر اتفاق ثابت ہو سکے
اور جبکہ پہلی ہی کونسل چوتہی صدی مین قائم ہوئی ہے تو فاسٹس کا جو اوسی صدی کا ہے کیون اعتبار نہ کیا جاے مگر
غیر معتبر کہدینا کافی نہین ہو سکتا جبتک پہلے اوسکی غیر معتبری مؤرخین سے نہ ثابت کرلین۔ یہی جواب پروفیسر بائر وغیرہ کی

جو تفسیر اسکاٹ کی دیباچہ انجیل متی مین لکھا ہی کہ خیر یہہ حال (یعنی آیا متی نی انجیل عبری یا یونانی
مین لکھی تھی) شاید کوئی بخوبی دریافت نہین کر سکیگا مگر قوی دلیلون سی ثابت ہوتا ہی کہ یہہ صحیفہ جو
اب ہماری پاس یونانی زبان مین بی تبدیل ہی وہ خدا کا کلام اور اعتبار کی لائق ہی۔ ان دلیلون مین سی بعضی
یہ ہین (۱) کہ وہ اور انجیلون سی موافقت رکہتی اور کوئی بات ایسی نہین ہی کہ جو اونسی ہمیشہ کہا سکتی ہو
(۲) اسکا محاورہ اصل یونانی نہین مگر کسی ولائتی نی لکہا اور کیسا ولائتی کہ بیشک یہودی اور وہ بہی اون
دنون کی یہودی کی سوا اور کوئی اوسکو نہین لکہہ سکتا (۳) وہ پاک اور خداوند کی لائق ہی پس کسی دغاباز کی ہاتھ
سی ایسی متبرک کتاب نہین نکل سکتی (۴) بڑی دلیل یہہ ہی کہ وہ پہلے ہی سی عیسائیون کی پاس تہی
اور وہ اسکو پڑہتی اور خدا کا کلام مانتی تہی۔ انتہی ملخصاً۔ اسکا جواب یہہ ہی کہ پہلی دلیل کی کمزوری بی بنیاد
امر کی دلیل سوم و چہارم سی ایسی اظہر من الشمس ہی جو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا حاجت کی مصداق ہی
اسکی موافقت سی یہہ کسیطرح لازم نہین آتا کہ اسکا مصنف ضرور متی ہی قرار دیا جاوی۔ دوسری دلیل بہی
بالکل ثابت نہین کر سکتی کہ اسکا مصنف متی ہی ہی بلکہ اسی صرف اتنا ثابت ہوتا ہی کہ اسکا مصنف کوئی
شخص ہی سو یہی ہم بہی کہتی ہین کہ کسی یہودی نو مسیحی نی اسکو متی کی روایات سی لکہا ہی۔ تیسری
اسبات کو ثابت کرتی ہی کہ کسی نیک شخص کی تصنیفات سی ہی اور نیک شخص کے ہونی سی یہہ کسیطرح لازم
اسکا مصنف ضرور متی ہی قرار دیا جاوی۔ چوتہی دلیل سی غایت درجہ صرف اتنا معلوم ہوتا ہی کہ
پرانی ہی اور اسکی پرانا ہونی سی یہہ کسیطرح لازم نہین آسکتا کہ اسکا مصنف ضرور متی حواری ہی سمجہا جاوی
یوحنا باب ۲۱ آیت ۲۴ مین لکہا ہی۔ یہہ وہ شاگرد ہی کہ جسنی ان کامون کی گواہی دی اور ان باتو
اور ہمکو یقین ہی کہ گواہی اوسکی سچی ہی انتہی۔ پس یہہ الفاظ (وہ شاگرد اور اوسکی گواہی) یوحنا
صیغہ غائب ہی اور یہہ لفظ (ہمکو یقین ہی) صیغہ متکلم سی جو اس انجیل مین واقع ہوئی ہین اسبات
دال ہین کہ لکہنی والا اس انجیل کا کوئی اور سوای یوحنا حواری کی ہی ورنہ وہ ایسی عبارت اپنی حق
نہ لکہتا بلکہ جیسی اوسنی اپنی خطون مین اپنی نام کی تصریح کی ہی خصوصاً مکاشفات مین جابجا
متکلم اور کاتب بیان کیا ہی اسیطرح اگر وہ اس انجیل کا مصنف ہوتا تو اپنی تئین صیغہ متکلم سی
تعبیر کرتا پس صاف ثابت ہوا کہ یہہ انجیل جو اوسکی محاورہ تحریر کی صریحاً برخلاف ہی اوسکی تصنیف
نہین اور سطاں العلم مدرسہ اسکندریہ نی تصنیف کی ہی جسکی بابت استادلن اپنی کتاب مین لکہتا ہی کہ

انجیل یوحنا بلاریب اوریقیناً کسی طالب علم مدرسہ اسکندریہ نے لکھی ہے جیسا کہ کاتہلک ہرلڈ کی جلد ۷ مطبوعہ
سنہ ۱۸۴۴ء کے صفحہ ۲۰۵ مین مصرح ہے اور لکہا ہے کہ جب دوسری صدی مین لوگون نے اس انجیل سے انکار کیا تہا تو
اونکے جواب مین ارینیوس نے یہہ کہین نہین کہا کہ پولیکارپ سے مجہہ یہہ خبر پہنچی ہے کہ یہہ انجیل یوحنا کی تصنیف ہے
حالانکہ ارینیوس پولیکارپ کا شاگرد تہا اور پولیکارپ یوحنا کا مرید۔ پس اگر یہہ انجیل یوحنا کی تصنیف ہوتی تو
پولیکارپ ضرور خبردار ہوتا اور وہ ارینیوس کو بتلاتا۔ چنانچہ اسی واسطے بریٹشنیڈر جو بہت بڑا محقق عالم عیسائی
مین ہے اوسکا بہی ابتدا مین یہی خیال ہے کہ یہہ سب انجیل اور نامہ یوحنا کی تصنیف سے نہین بلکہ شروع دوسری
صدی مین کسی عیسائی نے اوسکے نام سے لکہدے ہین۔ ان اقوال کی صحت کو پادری عماد الدین نے ہدایت المسلمین
صفحہ ۷۵ مین تسلیم کر لیا ہے۔ اور یہہ جو اپنی عادت کے بموجب کہا ہے کہ "یہہ کہنا کہ مدرسہ سکندریہ کے کسی طالب علم نے
یہہ انجیل لکہی ہے کیسی نادانی اور جہالت کی بات ہے کیونکہ اسکندریہ کا مدرسہ اس انجیل کی تصنیف کے بعد جاری ہوا
کیا اوسکے طالب علم عالم خیال مین پہلے ہی فاضل ہو چکے تہے صاحب سکندریہ کا مدرسہ مرقس کاتب انجیل نے جاری کیا
تہا اور تیسری صدی کے اخیر مین علم اور دینداری کی ترقی اوس مدرسہ مین ہوئی تہی جن دنون ارجن وہان
مدرس اول تہا"۔ بالکل دروغ بیفروغ ہی نہین بلکہ ثابت ہوتا ہے کہ آپکو دین عیسوی کی کچہہ بہی خبر نہین اور
صرف اٹکل پچون اور غلط باتون سے ہدایت المسلمین مین بہرتی کر کے لوگونکی ٹہوکر کا باعث ہوئے ہین۔ کیونکہ انجیل
یوحنا بقول اکثر سنہ ۹۸ء کے قریب تصنیف ہوئی ہے چنانچہ تفسیر اسکاٹ جلد ۲ کے صفحہ ۱۸۴ دیباچہ انجیل یوحنا مین لکہا ہے
"مگر اکثرون کی رائے یہہ ہے کہ پٹمس سے لوٹ آنے کے بعد افسوس مین یوحنا کی وفات سے تہوڑے دن پیشتر قریب سنہ ۹۸ء
کے تصنیف ہوئی ہے"۔ انتہی۔ اور مرقس کی وفات سنہ ۶۴ء مین ہوئی چنانچہ تفسیر مذکور کی جلد اول صفحہ ۲۳۹ دیباچہ
انجیل مرقس مین لکہا ہے کہ "یوسیبیوس اور ایپفانیوس اور جیروم نامی جو کلیسیا کے قدیم بزرگ ہین اونسے بیان
ہوتا ہے کہ وہ (مرقس) روم سے مصر کے اسکندریہ شہر کو آیا جہان اوسنے انجیل سنا کر ایک کلیسیا کی بنیاد ڈالی اور وہ نیرو
بادشاہ کے عہد سنہ ۶۴ء مین وفات پائی"۔ انتہی۔ اور کتاب طلوع آفتاب صداقت کے صفحہ ۱۴ مین لکہا ہے کہ "انجیل کا
مصنف مرقس نے اس شہر (اسکندریہ) مین انجیل کی منادی کی اور مسیحی دین کے علم الہی اور عقیدہ کی ترقی کے لیے
بڑا مدرسہ ایجاد کیا بعد ازان یہہ مدرسہ نہایت مشہور رہا اور اوسکے مدرس تیز فہمی اور علم کے سبب اکثر ملکون مین ممتاز
سنہ ۲۰۳ء مین ایک شخص آرجن نامی اس مدرسہ کا مدرس تہا"۔ انتہی۔ ان تینون بیانات کے ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ
یوحنا کی تصنیف سے کم سے کم چالیس سال پہلے اسکندریہ کا مدرسہ قائم ہوا تہا اور قائم ہونے کے بعد ہی اوسکو درجہ

[ترقی] ہوگئی تھی۔ پس اسٹاڈلن کا قول قریب الفہم اور صحیح معلوم ہوتا ہے اور آپکی جہالت و خلاف بیانی کی [قلعی] کھلتی ہے۔ اور پھر پادری موصوف نے جو یہہ لکھا ہے کہ "اسٹاڈلن کوئی فرضی یا مجہول نام ہے جسکو دنیا [میں] نہ کوئی عالم جانتا ہے نہ کوئی جاہل"۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ کسی جاہل کے نہ جاننے سے کوئی مشہور شخص مجہول نہیں [ہوجاتا]۔ سنئے اسٹاڈلن وہ عیسائی عالم ہے جسے ہارن صاحب مفسر نے ان عالموں میں شمار کیا ہے جو یوحنا کی انجیل میں [زانیہ] عورت کے زنا کے قصہ کی صحت کے قائل ہیں اور کتاب اسٹاڈلن جسکا نام ہارن صاحب نے لکھا ہے ۱۸۰۶ء میں بمقام [جرمنی] گاٹی واقعہ جرمن میں چھپی ہے۔ دیکھو تفسیر ہارن صاحب جلد ۴ حصہ ۲ باب ۲ فصل ۵۔ ذکر انجیل یوحنا [مطبوعہ] صفحہ ۳۱۶ متن و حاشیہ — اگر کوئی کرسچین پادریونکو خوش کرنیکے لئے یہہ الزامی اعتراض پیش کردے کہ [قر]آن شریف میں بھی تو بہت سی ایسی آیات ہیں کہ جنمیں خدا تعالی اپنے تئیں صیغہ غائب سے بیان کرتا ہے سو [ایسا] اعتراض قرآن شریف پر ہرگز وارد نہیں ہوسکتا کیونکہ اوسمیں صدہا جگہہ خدا تعالی نے اپنے تئیں صیغہ متکلم [سے] بیان کیا ہے بخلاف متی اور یوحنا کے کہ اونہوں نے اپنی اپنی انجیلوںمیں ایک جگہہ بھی صراحۃً کیا بلکہ کنایۃً [اپنے] تئیں صیغہ متکلم سے بیان نہیں کیا اگر وہ تمام انجیل میں ایک جگہہ بھی ایسا کرتے تو میں کبھی یہہ اعتراض نہ کرتا۔

(۲)۔ انجیل لوکا کے شروع باب میں لکھا ہے نسخہ مطبوعہ ۱۸۳۹ء جیسا کہ اونہوں نے جو پہلے سے دیکھنے والے اور [کلام] کے وعظ کرنیوالے تھے ہم سے بیان کیا ویساہی بہتیرے اون باتونکو جو ہمارے نزدیک یقینی ہیں لکھنے میں مشغول [ہوئے مجھے بھی] مناسب جانا گیا کہ میں بھی ابتدا سے ان سب باتوں کو اچھیطرح دریافت کرکے تیرے لئے ترتیب سے لکھوں [دیکھو] اس انجیل کی اس تمہید سے صاف ظاہر ہے کہ جیسے یہہ انجیل حواریون کی روائت سے لکھی گئی ہے اسیطرح [اور انجیل]یں بھی حواریون کی روایات سے لکھی گئی ہیں اور خود حواریون نے کوئی انجیل نہیں لکھی وہ صرف مسیح کے [گواہ یا] شاگرد تھے۔ اور وہ جو تفسیر اسکاٹ کے دیباچہ لوکا میں زیر لفظ (بہتیری) لکھا ہے کہ "اسمیں متی اور مرقس [شامل نہ] ہونگے کیونکہ دو کو بہت نہیں کہتے"۔ بالکل ہنسی کی بات ہے اور کوئی وجہ اونکے مستثنی ہونیکی نہیں ہے بلکہ جبکہ [یہ دونوں] انجیل لوکا سے یقیناً پیشتر تصنیف ہوچکی تھیں تو پھر حق بات یہہ ہے کہ ان دونوں کے مصنف اور نیز [انکی انجیلوں کے] حالات مسیح انمیں شامل ہیں اور ان سب کیطرف لوکا کا اشارہ ہے +

(۳) جسطرح اہل اسلام حدیث رسولخدا کی سند سلسلہ وار بشہادت ثقات آنحضرت تک پہونچاتے ہیں جو ثبوت ہمیات [کا ایک] یقینی اور متفق علیہ قاعدہ ہے عیسائیوں کے پاس کوئی سند متصل ان اناجیل کو اونکے مصنفین تک پہنچانے [کی] نہیں ہے صرف گمان اور اٹکل ہی سے کہتے ہیں کہ یہہ اونکی تصنیف ہیں جنکے نام ہر ایک انجیل کے سر پر لکھے ہیں

چنانچہ صاحب کتاب طلوع آفتاب صداقت نے کتاب مذکور کی باب دوم مین صفحہ ۳۳ سے ۱۳۶ تک انا جیل مروجہ کے ثبوت
اور اونکی معتبر ٹہرانے مین ادہر اُدہر سے بہت کچہہ ہاتہہ پانو مارے اور زبانی جمع و خرچ پورا کرنے مین کوئی دقیقہ
طرف سے فروگذاشت نہین کیا مگر جب غور سے دیکہا جاوے تو ہمان آش در کاسہ کا معاملہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ
مصنف مذکور نے اس ساری باب مین سنہ ۶۰ع سے لیکر جو حواریون کا زمانہ ہے سنہ ۴۰۰ع تک جبکہ دین مسیحی کثرت سے پہیل گیا
انا جیل مروجہ کی نسبت گواہیون کے چار زمانے قرار دئے ہین جنکا خلاصہ یہہ ہے۔ پہلا زمانہ سنہ ۶۰ع سے سنہ ۱۲۰ع تک جو قدیم
آباؤن کے زمانہ سے مشہور ہے۔ دوسرا زمانہ سنہ ۱۲۰ع سے سنہ ۱۷۰ع تک جو مسیحی دین کے ثبوت مین یونانی مصنفون کا زمانہ ہے
تیسرا زمانہ سنہ ۱۷۰ع سے سنہ ۳۰۳ع تک جو الگ الگ ملکون اور جماعتون کی گواہی کا زمانہ ہے۔ چوتھا زمانہ سنہ ۳۰۳ع سے
سنہ ۳۹۷ع تک۔ سو پہلے زمانہ مین جو سنہ ۶۰ع سے سنہ ۱۲۰ع تک ہے صرف اتنی گواہی ملتی ہے کہ اس زمانہ مین چار شخص یعنی
کلیمنز رومی۔ اگناتیوس۔ برنباس۔ پولیکارپ جو رسولون کے ہم عہد اور شاگرد تھے وے اپنے خطوط مین جو ابتک
موجود ہین بعض الفاظ و مضامین اقتباس کی راہ سے ایسے لائے ہین جنکا وہی مضمون ہے جو آجکل انجیل مین
دیکہہ پڑتا ہے۔ دوسرے زمانہ مین جو سنہ ۱۲۰ع سے سنہ ۱۷۰ع تک کے درمیان ہے یہہ گواہی ہے کہ جسٹن شہید جو سنہ ۱۰۰ع کے
قریب پیدا ہوا تھا اپنی کتاب مین اوس زمانہ کے مسیحیون کی کتب دینی کے پڑہنے کا دستور یسطرح لکھتا ہے کہ وے کتابین جنکو
یسوع کے رسولون نے لکھا اور یہودی انبیاء کی کتابین بھی بلاناغہ مجلسون مین مقررہ وقت کے مطابق سنائی جاتی
ہین تیسرے زمانہ مین جو سنہ ۱۷۰ع سے سنہ ۳۰۳ع تک کے درمیان ہے یہہ گواہی ملتی ہے کہ شہر سکندریہ کے دینی مدرسہ مین
جو مرقس کا قائم کیا ہوا تہا سنہ ۲۳۰ع مین اُرجن نامی مدرس تہا اوسنے توریت و انجیل کی ایک بہری شرح تصنیف کی تہی
اگرچہ اب وہ دنیا سے جاتی رہی ہے مگر اوسکی بعض باتین اقتباس کے طور پر دیگر مصنفین کی تصنیفون مین ملتی ہین چنانچہ
یوسیبوس اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ توریت مین یریحا شہر کے ضبط ہونیکا یہہ احوال لکھا ہے کہ کاہنون کی نرسنگون
کی آواز سے شہر پناہ گر گئی پس اس ماجری کی شرح کر کے ارجن یون لکھتا ہے کہ" الی آخرہ۔ یہان سے اظہر من الشمس ہو گیا
کہ عیسائیون کے پاس صرف یہی اٹکل پچو سلسلہ حواریون تک اپنی کتابون کی سند پہونچانیکا ہے جسکو وہ
برعکس نہند نام زنگی کافور کے سلسلہ بلاناغہ و متصل سے تعبیر کرتے ہین حالانکہ یہہ سلسلہ ایسا بیوقعت و کمزور
کہ رہا سہا اعتبار بہی انا جیل مروجہ کا کہوتا ہے اور اس بات کا خود عیسائیون کی ہی زبان سے اقرار کراتا ہے کہ انکے پاس
اپنی کتب کو اونکے مصنفین تک سند پہنچانیکا کوئی سامان موجود نہین ہے کیونکہ پہلے زمانہ متذکرہ بالا سے جو
سنہ ۱۲۰ع تک ہے غائت درجہ صرف اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ انا جیل مروجہ کے بعض مضامین و روایات متقدمین عیسائیون

کی بعض تحریرات سے ملتے جلتے ہین حالانکہ اس تطابق کی وجہ صرف یہی ہے کہ چونکہ حواریون کے زمانہ مین اور اونکے
بعد مدت تک عیسوی تعلیم زبانی ہوا کرتی تھی اور اوسوقت زبانی روائتین ایسی مشہور رہا کرتی تھین کہ بقول
پپیاس مندرجہ تاریخ یوسیبیوس اونکو تحریر پر ترجیح دیجاتی تھی اسلئے مذکورہ بالا متقدمین مسیحی بعض روائتون کی
تلبیہ کرتے ہین جو بطور خود اونہون نے اپنے اپنے خطوط مین درج کین اناجیل مروجہ کے بعض بیانات مین مطابق
ہوگئے ہین پس اس تطابق کو سلسلہ سند سے کیا تعلق ہے اور اسسے اس سوال کا کہ (آیا اناجیل مروجہ کے سرورق پر جن اشخاص
کے نام مرقوم ہین واقع مین یا افواہاً ہی سہی انکے وہی مصنفین ہین) کہان سے جواب ملسکتا ہے - ہان اگر مذکورہ بالا
مسیحی مشائخ اپنے اپنے خطوط مین اسطرحپر لکھتے کہ یہہ روائت ہمنے فلان فلان انجیل سے نقل کی ہے - یا متی یا مرقس
یا لوقا یا یوحنا کی انجیل مین اسطرحپر لکھا ہے تو اسصورت مین اسکو البتہ سلسلہ سند سے کچھہ علاقہ ہوسکتا تھا - لیکن ایسی
تصریح تو اون خطوط مین صراحۃً کیا بلکہ اشارۃً وکنایۃً بھی کہین نہین ہے - اور وہ جو اظہار عیسوی کے صفحہ ۵۸ مین
کہا ہے کہ پولیکارپ اپنے ریساپان سے اونیز مین دو بار متی کا نام لیکر حوالہ دیتا ہے پہلا یہہ کہ متی گواہی دیتا ہے کہ
ہمارے خداوند نے کہا کہ آدم کا یہہ قول موسی نے لکھا تھا کہ یہہ میری ہڈی مین سے ہڈی اور میری گوشت مین سے
گوشت ہے اسلئے مرد اپنی ما اور باپ کو چھوڑیگا اور اپنی جورو سے ملا رہیگا" اسکا جواب یہہ ہے کہ اول تو اس عبارت مین
یہ ہے کہ "متی گواہی دیتا ہے" جسکے یہہ معنی ہین کہ متی روائت کرتا یعنے زبانی شہادت دیتا ہے نہ اپنی انجیل مین لکھتا ہے
ظاہر ہے کہ اگر پالیکارپ کے نزدیک متی کی لکھی ہوئی یہہ گواہی مراد ہوتی تو وہ ضرور اسطرحپر تحریر کرتا کہ متی لکھتا ہے
جیسا کہ اسی عبارت مین اوسنے آدم کے قول نوشتۂ موسی کی نسبت لفظ لکھا کا استعمال کیا ہے - پس سمعی روائتین جو لوگ انجیل متی کی
ہدایات سے لکھا ہوا خیال کرتے ہین اونکے لئے پولیکارپ کا ایسا لکھنا کسیطرح حجت نہین ہوسکتا - دوم - اگر خواہ نخواہ
یہی مانا جاوے کہ پولیکارپ کے قول مذکور سے متی کا انجیل مین لکھا ہوا مراد ہے تو ماننا لازم آتا ہے کہ انجیل متی مین بعینہ یہہ
عبارت موجود ہو حالانکہ اوسکے باب ۱۹ کی آیت ۵ مین بجز ایک چھوٹے سے فقرہ کے سب کی سب عبارت مفقود ہے - پس مطابقت نہ ہونے سے
ماننا ہوگا - یا انجیل متی مین اس مقام پر تحریف کا قائل ہونا پڑیگا - علاوہ اسکے جن مشائخ کی کلام سے اناجیل مروجہ
کے مضمون ملجاتے ہین اسیطرح جعلی اناجیل کے بعض مضامین بھی اونکی تحریرات سے ملجاتے ہین مثلاً جسٹن شہید کہ
جنکے کلام سے اناجیل مروجہ پر سند پکڑی جاتی ہے وہ ایک جگہہ اپنی تصنیف مین لکھتا ہے کہ جب مسیح اصطباغ کیلئے یردن
مین اوترے تو ایکہ آگ روشن ہوگئی تھی - یہہ قصہ اناجیل مروجہ مین کہین نہین ہے لیکن ابی فانیس کہتا ہے کہ عبرانیون کی
انجیل مین یہہ قصہ مذکور ہے - اب فرمائیے اگر مشائخ کی بعض کلام کی مطابقت سے اناجیل مروجہ کو مستند قرار دیا جاوے

تو عبرانیون کی انجیل نے کیا قصور کیا ہی جو اوسکو جعلی قرار دیا جاتا ہی حالانکہ اناجیل مروجہ کیطرح اوسکو بعض
مضامین بہی مشائخ مسیحی کی کلام سے ملجاتے ہین - دوسری زمانہ مین جو ۱۲۰ء سے ۱۷۰ء تک ہی یوستینوس
کی تحریر سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہی کہ اوسوقت عیسائیون کے پاس یسوع کے رسولون کی لکہی ہوئی کتابین موجود
ہتین لیکن چونکہ مسیح کے رسول جو مصنف اناجیل خیال کئے جاتے ہین علاوہ متی و یوحنا کے پطرس اندریاس
یعقوب - برتہولما - تہوما وغیرہ بہی ہین اور اونکی اناجیل بہی اونکی زمانہ سے ابتک موجود ہین گو اونکو جعلی
قرار دیا جاتا ہی اور پہر متی و یوحنا کی مروجہ اناجیل کے سوا اور اناجیل بہی اونکی تصنیف سے بیان کیجاتی ہین جیسے
متی کی انجیل عبرانی اور انجیل طفولیت اور یوحنا کی انجیل دوم - اسلئے یوستینوس شہید کی مجمل تحریر سے ہم
کسطرح جزماً کہہ سکتے ہین کہ اوسنے اپنے قول (مسیح کے رسولون کی کتابون) سے صرف متی و یوحنا کی انجیل مروجہ ہی
کی طرف اشارہ کیا ہی بلکہ اغلب ہے کہ اوسنے متی کی انجیل عبرانی و انجیل طفولیت اور یوحنا کی انجیل دوم اور دیگر
حواریون کی اناجیل سے مراد لی ہوگی اسصورت مین یوستینوس کی تحریر بالا کوئی کسیطرح کا فائدہ نہین دے سکتی
پس جبکہ ان دو زمانون مین عیسائیون کے پاس اناجیل مروجہ کی اونکے مصنفین تک سلسلہ پہونچانیکے لئے کوئی
سند متصل موجود نہین ہی تو تیسرے زمانہ مین ارجن اور اسکی مثل دیگر مشائخ کی شہادت بالکل بے سند یا منقطع
اور غیر معتبر ہے جس سے کسیطرح یقین حاصل نہین ہو سکتا کہ اناجیل مروجہ کے مصنفین واقع مین وہی اشخاص ہین جنکے
نام اونکے سرون پر مرقوم ہین بلکہ اگر غور سے دیکہا جاوے تو اناجیل کی نسبت تذبذب ابتدا سے خود عیسائیون
کے اقوال سے مترشح ہے چنانچہ تذکرہ عیسیٰ کے مقدمہ مطبوعہ ۱۸۶۵ء مین ایک فاضل عیسائی اس زبان کا قول
اسطرح پر منقول ہے - بہرحال یہہ یقینی ہے کہ ابتدا ہی مین عیسیٰ کے کلمات عرامای زبان مین لکہے گئے ہین اور شروع
ہی مین اونکے افعال بہی قلمبند ہوئے تہے یہہ ایسی تحریرین ہتین کہ تشخیص کرکے یقیناً لکہی گئی ہون علاوہ اوسکے
انجیلون کے [illegible] تک آئی ہین اور بہی کئی ایک ہتین جنمین مشاہدین کی روایتین ہتین ایسی تحریرون کی قدر
کم ہوتی ہی اور حفاظ شل نیچے پیاس کے زبانی روایتون کو بڑی ترجیح دیتے تہے کیونکہ ہنوز لوگون کا یہہ اعتقاد تہا کہ دنیا
قریب ختم ہونیکے ہے تو آئندہ کی کتابین تصنیف کرنیکی پروا کم کرتے تہے صرف اپنے دلونمین اوسکی زندہ تمثال
رکہنا کافی جانتے تہے اسی سبب سے انجیل کی کتابون کا ایک سو پچاس برس تک کم اعتبار رہا اور اودنمین اور بانئین
کرنے اور کئی طور پر تطبیق دینے اور بعض کو بعض سے تکمیل کرنے مین کچھ باک نہ کرتے تہے جس بیچارہ کے پاس ایک کتاب
وہ چاہتا ہی کہ جو کچہ اسکے دل کو عزیز ہے وہ اسمین سب ہو وے یہہ چہوٹے چہوٹے رسالے مستعار جاتے تہے تو ہر ایک

نقل اپنی نسخہ کی حاشیہ پر جو الفاظ اور تمثیلین کہین پاتا اور اوسکو دل کو بہلی لگتین نقل کرلیتا کوئی مستقل لائق
اعتبار کتاب نہی - یوسیبیوس جو اکثر اوس کتاب پر حوالہ کرتاہے جسمین وہ حواریون کی تذکرہ کہتاہے اسکی علم
انجیل کی تحریرین ایسی ہین جو ہماری پاس کی انجیلون کی نسبت اور ہی طرح پر ہین اور وہ انکا کبہی متن
سنت کی طور پر حوالہ نہین دیتا اور کلیمنز کی موضوعی تحریرون مین جو فرقہ ابیونی کی اصل مین انجیلون کی حوالہ
ہی صورت ہے مضمون سب کچہہ تہا مگر عبارت کچہہ تہی دوسری صدی کی نصف ثانی مین جبکہ رد ہوئین ضعیف
ہوئین تو وہ کتابین جنپر حواریون کا نام تہا قطعی الحکم ہوگئین اور شرع کے حکم مین ہوگئین - انتہی -

غرض جبکہ دوسو برس تک حواریون اور اونکی شاگردون اور دیندار دانا عالمون کی گواہیان برابر نہین
پائین جنسی یہہ ثابت ہو کہ یہہ اناجیل مروجہ فلان فلان اشخاص نے لکہین اور اپنی اپنی فلان فلان رفیق
شاگردون کی حوالہ کین اور اونکی ذریعہ سی دست بدست رائج ہوتی چلی آئین بلکہ جو بزرگ اس دوسو برس کی
عرصہ مین گذری ہین مثلاً برنباس اور کلیمنز رومی اور اگناشس اور پولیکارپ وغیرہ اونکی کلام مین ان
انجیل کی کوئی سند نہین پائی جاتی تو پہر اسکی بعد کی شہرت اور مقبولیت اگلی فقدان اسناد کی نقصان کو پورا
نہین کرسکتی - علاوہ اسکی یہہ زیادہ تر تعجب کی بات ہی کہ باتفاق جملہ عیسائیان سب سی پہلی انجیل متی تصنیف
ہوئی پہر انجیل مرقس و لوقا بہی سنہ ۶۳ع سی پہلی تصنیف ہوچکی تہین اور سب سی آخر انجیل یوحنا بقول معتبر سنہ ۹۸ع
تصنیف ہوئی جسسی ظاہر ہی کہ تینون اناجیل کم سی کم ۳۵-۴۰ سال پہلی انجیل یوحنا سی تصنیف ہوچکی تہین
یوحنا اپنی انجیل مین کہین صراحتہً یا کنایتہً اونکا ذکر نہین کیا حالانکہ اگر ان تینون اناجیل کا وجود یوحنا
سی پہلی کا ہوتا تو ممکن نہ تہا کہ وہ اپنی انجیل مین کہین اونکا ذکر نہ کرتا - پس اسسی اظہر من الشمس ہے کہ جسوقت
ان اناجیل کا تصنیف ہونا بیان کیا جاتا ہی اوسوقت مین انکا کوئی وجود نہ تہا چنانچہ اسی سبب سے انکی
تالیف مین اسقدر اختلاف فاحش ہی جو یقیناً اسبات کو ثابت کرتا ہی کہ اٹکل پچو انکو متی وغیرہ کی طرف
منسوب کیا جاتا ہی - پادری عماد الدین نی اعتراض اختلاف سنہ تالیف کی اوٹہانی مین بڑی ہاتھ پاؤن مارکر ہدایت المسلمین
مین دو نظیرین الزامی پیش کی ہین - ایک یہہ کہ قرآن کی نزول مین بہی تو اختلاف ہی کوئی بیس کوئی ۲۳ کوئی
برس بتلاتا ہے - دوم محمد صاحب باوجودیکہ بادشاہ تہی اور لوگ اونکی حالات سی بخوبی واقف تہی تب بہی کوئی
نہین بتلا سکتا کہ اونکی پاس کتنی عورتین تہین کوئی ۹ کوئی ۱۴ کوئی ۱۸ بتلاتا ہی" - انتہی - پہلی نظیر کا جواب یہہ ہی کہ
قرآن شریف ایک ہی وقت مین سب کا سب نازل ہوجاتا جیسی کہ اناجیل اربعہ اپنی اپنی وقت مین ایک ہی دفعہ

لکہی گئی ہین تب پادریصاحب کی قلم فرسائی کچہہ قابل لحاظ بہی ہوتی لیکن جسصورتمین قرآن شریف
ایک دو دو یا کم وبیش آیات آسمان سی ایک مدت العمر مین نازل ہوا ہی تو ہصورتمین اگر کسی عالم نی ناز
مین اختلاف کیا تو کونسی قباحت لازم آگئی حالانکہ متفق علیہ قول یہہ ہی کہ قرآن شریف ۲۳ سال مین نازل
ہوا ہی بخلاف اناجیل کے کہ اونکی تالیف مین کسی عیسائی کو ایک سنہ کا یقین نہین سب اٹکلی گئین اور
مین جیسا کہ پادریصاحب کی تفسیر سی صحیح ہی۔ دوسری نظیر کا مین کیا جواب دون یہہ تو ایک ہنسی کی بات
کیونکہ ہمارا دعوی ہی کہ تم اپنی وہی کتابین جنپر تمہاری دین عیسوی کی بنیاد ہی ثابت کرو کہ کس کس سنہ مین
تالیف ہوئی ہین اور آپ ہم سی یہہ الزامی سوال کرتی ہین کہ تم محمد صاحب کی عورتین بتلاؤ کہ کتنی تہین جواب
فضول وغیر ضروری بات ہی سبحان اللہ اعتراضون کی مجیب ہون تو ایسی ہی ہون اسی تحقیق الایمان اور
ہدایت المسلمین کی حقیقت بخوبی کہل گئی سچ ہی ہہوٹی دیگچی کا عیب قلعی سی کب تک چہپا رہا ایکدن
ظاہر ہو جاتا ہی حالانکہ یہہ نظیر آپکو اوسوقت پیش کرنی مناسب ہو سکتی تہی کہ جب ہم انجیل لوکا کے باب
و ۲۳۔ اور انجیل یوحنا کی باب ۱۲۔ آیت ۵ پر یہہ اعتراض کرتی کہ کوئی عیسائی ٹہیک نہین کہہ سکتا کہ حضرت مسیح
کتنی عورتین پہرا کرتی تہین اور اونمین سی کتنی اپنی مال سی خدمت کیا کرتی تہین اور آپکو کتنیون سی محبت تہی
ایسے دہوکون سی ہر ایک کو بچائی +

(۴)۔ ان اناجیل مروجہ کی سوا چوہتر کتابین اور بہی ہین جو اناجیل و رسالجات کی نام سی مشہور ہین اور بعض لوگون
سی ان اناجیل مروجہ کا تصنیف ہونا خیال کیا گیا ہی وہ اناجیل وغیرہ بہی اکثر انہین لوگون کیطرف منسوب
اور صدہا برس تک عیسائیون مین مروج رہی تہین۔ عیسائیون نی اونکو غیر الہامی قرار دیکر متروک العمل کر دیا اور
طرفہ تر یہہ بات ہی کہ اون کتابون کو جس قاعدہ اور طریقہ سی غیر الہامی اور جعلی قرار دیکر متروک العمل
قرار دیا گیا تہا وہ بہی بقول فاضل ہیٹسن کے ایک عجیب وغریب کرشمہ کا تہا چنانچہ فاضل مذکور اپنی کتاب
مین لکہتا ہی کہ جب بہت سی انجیلین مجتمع ہو گئین تو کونسل نائس نی اونکی الہامی وغیر الہامی کی تمیز کرنی کی
تصفیہ کیا کہ گرجا مین میز کی نیچی کل کتابین گڈ مڈ کر کی رکہدیجائین اور تمام بشپ اسطور سی دعا کرین کہ
جو کتابین الہامی ہین وہ میز پر چڑہ جائین اور جو غیر الہامی ہین وہ نیچے پڑی رہ جائین اور ایسی ہی
ہوا۔ انتہی۔ دیکہو آئیسس انغ یلڈ صفحہ ۲۵ جلد ۲ مطبوعہ نیویارک ۱۸۷۴ء مولفہ ایچ پی بلاوٹسکی۔
اس حالتمین کسطرح یقین آسکتا ہی کہ جن اناجیل کو مروج کیا گیا ہی یہی الہامی ہین حالانکہ ممکن ہی کہ

یہہ غیر الہامی ہون اور جنکو غیر الہامی قرار دیا گیا ہو وہ الہامی ہون چنانچہ اسی لئے ہمارے رسول نے فرمایا ہے
لاتصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبوهم وقولوا آمنا بالله وما انزل الينا وما اوتي موسى
وعیسی رواہ البخاری۔ اور وہ جو بعض عیسائی یہہ کہتے ہین کہ اناجیل مروجہ پر عیسائیون کا اجماع ہوا ہے کہ
یہہ الہامی ہین اور اناجیل غیر مروجہ غیر الہامی ہین اور اجماع بڑی بہاری دلیل انکی حقیت کی ہے۔ اسکا جواب
یہہ ہے کہ عیسائی عالمون کی کونسلین و کمیٹین جنکو اجماع امت کہا جاتا ہے بالکل قابل اعتبار نہین اور دینی کتب
کے الہامی اور غیر الہامی قرار دینے مین انکا اتفاق غیر معتبر ہے کیونکہ صورت واقعہ اس امر کی شہادت دیرہی ہے کہ
کئی ایک کتابین متعدد عیسائی کمیٹیون کے ذریعہ سے کتب الہامیہ مین شامل کی گئی تہین اور سینکڑون برس تمام
کلیسا انہین بالاتفاق واجب التسلیم جانتی رہی تہین پہر غیر الہامی و جعلی قرار دیگئین چنانچہ سب سے پہلی کمیٹی
قسطنطین کے حکم سے ۳۲۵ء مین شہر نائس مین منعقد ہوئی تہی اوسمین ایک کتاب جوڈتہ بہی کتب الہامیہ
مین شامل کی گئی تہی پہر ۳۶۴ء مین ایک اور کمیٹی لوڈیسیا نام سے قائم ہوئی جسنے علاوہ کتاب جوڈتہ کے
توریت و انجیل مین اور سات کتابین حسب ذیل واجب التسلیم قرار دین۔ کتاب آستر۔ نامہ یعقوب۔ نامہ ۲ پطرس
نامہ دوم و سوم یوحنا۔ نامہ یہودا۔ نامہ پولوس عبرانیونکو۔ اور اس حکم کو جابجا مشتہر کرادیا۔ پہر ۳۹۷ء مین
ایک اور کمیٹی قائم ہوئی جسکو کارتیج کہتے ہین جسمین علاوہ اگستائن کے جو بڑا عالم تہا ایک سو چہیالیس اور بڑے بڑے
عالم تہے اس کمیٹی نے پہلی کمیٹیون کے حکم کو بحال رکہکر یہہ اور سات کتابین الہامی قرار دین۔ کتاب وزدم۔
کتاب توبیاس۔ کتاب باروق۔ کتاب ایکلیزیاستیکس۔ کتاب مقابیس اول و دوم۔ مکاشفات یوحنا۔ اسکے بعد
اور کمیٹین مقرر ہوئین کہ جنکو کمیٹی ترلو اور کمیٹی فلورینس اور کمیٹی ترنٹ کہتے ہین۔ ان کمیٹیون نے کمیٹی
کارتیج کے حکم کو بحال رکہا۔ پس یہہ کتابین بارہ سو برس تک عیسائیون مین واجب التسلیم رہین یہانتک کہ
فرقہ پروٹسٹنٹ نے جو ۱۵۳۰ء مین قائم ہوا ہے کتاب باروق۔ کتاب توبیاس۔ کتاب جوڈتہ۔ کتاب وزدم۔ کتاب
ایکلیزیاستیکس۔ مقابیس کی دونون کتابونکو رد کردیا اور لغو سمجہا اور کتاب آستر کے چند بابونکو بہی
جعلی ٹہرایا اور اوسکے سولہ باب مین سے نو باب اور دسوین کی تین آیات کو مانتے ہین اور باقی سب کو جعلی
ٹہراتے ہین۔ اب نہایت غور کا مقام ہے کہ جب ایسی بڑی بڑی کمیٹیون کی رائے جسے تمام دنیا کی کلیسا نے صدہا برس تک
واجب التسلیم جانا غلط نکلی تو پہر کس فرقہ اور کس کلیسا کی رائے کتابون کے الہامی و غیر الہامی قرار دینے کی نسبت قابل
اطمینان ہو سکتی ہے بلکہ یہہ بات یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ عیسائیون کے پاس اناجیل مروجہ کے الہامی قرار

دینی کی لیئی کوئی کامل دلیل نہین ہی اور ہر ایک گروہ اپنی قیاس اور اٹکل سے ایک ایک کتاب کو مانتا ہی اور یہہ امر بھی ثابت ہوگیا کہ کلیسیا کا ماننا کچھہ بھی قابل سند نہین ہے *

**دلیل دوم** - اگر بالفرض والتقدیر مان بھی لیا جاوی کہ یہہ اناجیل مروجہ حواریون اور اونکی شاگردون کی تصنیفات سی ہین تو بھی اونکا الہامی ہونا ثابت نہین ہوسکتا کیونکہ سب عیسائی بالاتفاق یہہ عقیدہ رکھتی ہین کہ حواریون پیغمبرون کی سب تحریر الہامی نہین ہوتی چنانچہ جامعین تفسیر ہنری و سکاٹ اپنی تفسیر مذکور کی جلد اخیر مین لکھتی ہین کہ ضرور نہین کہ ہر لکھا پیغمبر کا الہامی یا قانونی ہو اور اسلئی کہ حضرت سلیمان نی بعض الہامی کتابین لکھین یہہ ضرور نہین کہ جو اونہون نی بطور تاریخ کے لکھا وہ بھی الہامی ہو اور واضح رہی کہ پیغمبر اور حواری خاص خاص مطلب اور موقع پر الہام کئی جاتی تھی - انتہی - اور پادری عمادالدین نی توہدایت المسلمین کی صفحہ ۱۲۶ مین اس عقیدہ کو صرف تسلیم ہی نہین کیا بلکہ اسکی سچی اور درست ہونی پر بڑا فخر کیا ہی - پس اب مین کہتا ہون کہ جب حواریون کی تحریر دو قسم کی ہوئی ایک الہامی دوسری غیر الہامی تو اب ہم کونسی قاعدہ سی معلوم کرین کہ یہی اناجیل الہامی ہین شاید یہہ غیر الہامی ہون اور الہامی وہ ہون جنکو جعلی سمجھا جاتا ہی کیونکہ اونمین سی بھی بعض اناجیل انہین کی مؤلفین ہی کیطرف منسوب ہین اور اونہین کی تصنیفات سی خیال کیجاتی ہین - اسصورت مین عیسائیون پر لازم ہی کہ اناجیل مروجہ مین سی کوئی ایسی آیت نکالدین کہ جسمین اونکی مصنفین نی صاف صاف لکھا ہو کہ ہمنی اپنی انجیل الہام سی لکھی ہی جیسا کہ قرآن شریف مین جابجا مذکور ہی کہ یہہ منزل من اللہ اور الہامی ہی اور جب تک عیسائی اپنا دعوی اسطرح پر ثابت نہ کرلین تب تک اونکا کوئی عذر قابل لحاظ نہین ہی *

**دلیل سوم** - جب حواریون اور مصنفین اناجیل کی چال و چلن کیطرف جنکو مسیحی صرف اپنی اسلاف سی سنکر نیک سمجھی بیٹھی ہین خیال کیا جاتا ہی تو وہ ایسی نہین تھی کہ اونسی خطا و سہو کا واقع ہونا ممکن نہو بلکہ اونکی حالات سی انہین اناجیل مین مرقوم ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ وی ایماندار بھی نہین تھی اور حضرت مسیح عروج آسمان تک اونکی بے ایمانی و سخت دلی کی شکوہ گذار رہی - دیکھو متی ۱۷-۲۰ - اور ۱۶-۲۳ - مرقس ۱۶-۱۴ - اور سمجھدار تو ایسی تھی کہ اکثر اوقات جناب مسیح کی بات کو بھی نہین سمجھہ سکتی تھی دیکھو متی باب ۱۶ - آیت ۶ سی ۱۲ تک مرقس باب ۷ - آیت ۱۷ سی ۱۸ تک لوکا باب ۹ - آیت ۴۴ - ۴۵ و باب ۱۸ - آیت ۳۱ سی ۳۴ تک یوحنا باب ۲ - آیت ۱۹ سی ۲۲ تک و باب ۱۱ - آیت ۱۱ سی ۱۴ تک - بعض عیسائی کہا کرتی ہین کہ حواری پہلے ضرور بی ایمان تھی مگر جب مسیح آسمان پر چڑھ گئی اور روح اونکی پاس آیا تو وی ایماندار بلکہ صاحب الہام ہوگئی - لیکن یہہ عذر اونکا کئی دلیلون سی باطل ہی

بلکہ انجیل کے سراسر خلاف ہے- اولؔ یہہ کہ اناجیل مین کسی جگہہ نہ صراحۃً نہ کنایۃً یہہ مذکور ہوا ہے کہ بعد عروج
مسیح کے حواری ایماندار ہوگئے اور اگلی جہالت اونکی جاتی رہی حالانکہ یہہ بات بھی نہین اناجیل مین مذکور ہوئی
پائی جاتی ہے- دومؔ جب روبرو حضرت مسیح کے وے ایماندار نہوئے تو تصور تمین تعلیم سہ سالہ و صحبت جناب مسیح بالکل ناقص
ٹہری بلکہ وجود باوجود آپکا مخل خیرات و حسنات ثابت ہوا حالانکہ یہہ عیسائیون کے نزدیک بہی مسلم نہین- سومؔ حواری
تو پہلے ہی ایکدفعہ روح القدس سے مستفیض ہوچکے تھے اور جو جو تاثیر اونکو دوسری روح القدس کے پیچہے حاصل
ہوئی تھی وہی پہلی دفعہ بہی مسیح نے اونکو عنائت کی تہی مثلاً دیوؤن کو نکالنا- بیمارونکو اچہا کرنا- کوڑہیونکو
تندرست کرنا- مردونکو جلانا وغیرہ- دیکھو متی باب ۱۰- آیت اسے ۲۰ تک- چہارمؔ بعد مستفیض ہونے روح القدس
دوسری دفعہ کے بہی وہی نافرمانی خدا اور جناب مسیح کی اونسے ظہور مین آئی ہے چنانچہ کتاب اعمال کے باب ۱۱ مین
آیت ۵ سے ۱۰ تک جناب اعظم الحوارئین پطرس کا قول سطرح پر مرقوم ہے- مین دعا مانگ رہا تہا اور حالت وجد مین آسمان
سے ایک چادر کی مثل چیز مجہہ تک آئی اوسمین زمین کے جانور جنگلی اور چارپائے اور ہوا کے پرندے دیکھے اوسوقت
یہہ آواز آئی کہ جسکو ہم حلال کہین تو حرام مت کہو غرضیکہ تین مرتبہ اسطرح آواز آئی مگر مینے نہ مانا- انتہی ملخصاً
اور نامہ گلیتان باب ۲ مین آیت ۱۱ سے ۱۴ تک جناب پولوس اسطرح فرماتے ہین- جب پطرس انطاکیہ مین آیا تو مینے
روبرو اوسکے مقابلہ کیا کیونکہ وہ ملامت کے لائق تہا اسلئے کہ وہ پیشتر اوسکے کہ کئی شخص یعقوب کیطرف سے آئے غیر
قومونکے ساتہہ کہایا کرتا تہا پر جب وے آئے تو مختونون سے ڈر کر پیچہے ہٹا اور الگ ہوگیا اور باقی یہودیون نے بہی
اسطرح دورنگی کی یہانتک کہ برنباس بہی دیکے اونکی ریا مین شریک ہوا جب مینے دیکہا کہ وے انجیل کی سچائی
کی سیدہی چال نہین چلتے تو مینے سبہون کے سامنے پطرس کو کہا انتہی- دیکھو اسجگہہ جناب پولوس مقدس حسب عقیدہ
عیسائیان الہام سے جناب اعظم الحوارئین پطرس کو اور برنباس کو مکار اور ریاکار اور انجیل سے پہرے ہوئے بیان
فرماتے ہین- جب اعظم الحوارئین کا یہہ حال ہے تو دوسرے حواریون کی تو کچہہ بات ہی نہین- پنجمؔ- خود عیسائیون
کے پیشوا اور بڑے بڑے عالم وفاضل اسبات کے قائل ہین کہ حواریون نے بعد نزول روح القدس کے بہی غلطی کی ہے
چنانچہ وارڈ صاحب نے اپنی کتاب اغلاط نامہ مین لکہا ہے کہ ڈاکٹر گوڈ اپنی کتاب مباحثہ مین جو فادر کیم سے ہوا
لکہتے ہین کہ پطرس نے بعد نزول روح القدس کے ایمان مین غلطی کی ہے اور برنتس کہتا ہے کہ پطرس سردار حواریون
اور برنباہ نے بہی بعد نزول روح القدس کے معہ کلیسیا یروشالم کے غلطی کہائی ہے انتہی- ایسے ہی اور بہی بہت
اقوال ہین مگر چونکہ پادری عماد الدین نے ہدائت المسلمین کے صفحہ ۱۲۷ مین مان لیا ہے کہ ضرور حواریون سے غلطی

ہوئی ہی بلکہ صفحہ ۱۲۹ مین لکہا ہی کہ روح القدس سی مستفیض ہونا اور صدور کرامات دلیل نبوت بلکہ ایمان کی نہین ہی - پس جب یہہ حال ہی تو ہم کونسی دلیل سی یقین کرین کہ جو کچہہ اونہون نی مسیح کا حال یا اوکی تعلیم کو قلمبند کیا ہی وہ سب صحیح اور الہام سی لکہا ہی بلکہ برخلاف اسکی انکی مصنفین نی بہت سی روائتین اور کئی ایک حوالی جناب مسیح اور اپنی طرف سی ان اناجیل مین ایسی لکہی ہین جو صریحاً غلط ہین جس سی صاف پایا جاتا ہی کہ اونہون نی اونکو الہام سی نہین لکہا اور نہ مسیح ہی نی ایسا فرمایا ہوگا ورنہ اگر یہہ الہام سی لکہتے یا مسیح نی فرمایا ہوتا تو ہرگز غلط نہ نکلتا چنانچہ اسجگہہ بطور نمونہ چند مثالین ذیل مین درج کیجاتی ہین -

(۱) - انجیل متی باب ۲ - آیت ۲۳ مین مسیح کی نسبت لکہا ہی کہ - وہ جو نبیون نی کہا تہا پورا ہوا کہ وہ ناصری کہلائیگا انتہی - یہہ حوالہ بالکل جہوٹا ہی عہد عتیق کی کسی کتاب مین مسیح کی حق مین یہہ کہین نہین لکہا کہ وہ ناصری کہلائیگا اس انجیل کی مصنف نی محض وسطی معتقد کرنی لوگون کی ایسا لکہدیا ہے +

(۲) مسیح کا قول یہودیون کی بجواب اوس طعن کی کہ وہ مسیح کی شاگرد دن پر بسبب عدم حرمت یوم سبت کی جو اونسی ظاہر ہوا تہا کرتی تہی انجیل متی باب ۱۲ - آیت ۵ مین اسطرح پر منقول ہی - کیا تمنی توریت مین نہین پڑہا کہ کاہن سبت کی دن ہیکل مین سبت کی حرمت نہین کرتی تو بہی بی گناہ ہین انتہی - توریت مین اس روائت کا نشان تک کہین نہین بلکہ اسکی عوض بہت سی جگہہ تعظیم یوم سبت کی تاکید اور ابدیت بنی اسرائیل کے حق مین خواہ کاہن ہون یا غیر کاہن لکہی ہی یہانتک کہ حرمت کا تارک واجب القتل ہے جیساکہ خروج کی باب ۳۱ - آیت ۱۴ - اور گنتی کی باب ۱۵ - آیت ۳۵ مین مصرح ہی

(۳) - انجیل متی باب ۱۶ مین حضرت مسیح کا قول اسطرح پر منقول ہی - ۲۷ کیونکہ ابن آدم اپنی باپ کی جلال مین اپنی فرشتون کی ساتہہ آویگا تب ہر ایک کو اوسکی اعمال کے موافق بدلہ دیگا - ۲۸ مین تم سی کہتا ہون کہ اونمین سی جو یہان کہڑی ہین بعضے ہین کہ جبتک ابن آدم کو اپنی بادشاہت مین آتی دیکہہ لین موت کا مزا نہ چکہینگی - پہر انجیل متی باب ۲۴ - آیت ۳ سی ۳۴ تک اور انجیل مرقس باب ۱۳ - آیت ۴ سی ۳۰ تک اور انجیل لوقا باب ۲۱ - آیت ۶ سی ۳۲ تک مین لکہا ہی جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ مسیح نی فرمایا کہ جب مین بادلونمین بڑی قوت اور جاہ و جلال سی ظاہر ہوکر آونگا اوس وقت آفتاب سیاہ ہوجاویگا اور چاند اپنی نور کو لی لیگا اور ستاری گر پڑینگی اور قوت آسمان کی ٹوٹ جاویگی تبتک یہہ زمانہ اور پشت کی لوگ نہ گذرینگی انتہی - پہر انجیل متی باب ۲۶ - آیت ۶۴ و ۶۵ مین لکہا ہی - کہ حضرت مسیح نی صلیب سی پہلے سردار کاہن کو فرمایا تہا کہ تم مجہی بادلون مین آسمان سی اوترتی دیکہو گی - انتہی - یہہ تینون روائتین بالکل خلاف واقع برآمد ہوئی ہین کیونکہ اٹہارہ سو سال سی زیادہ عرصہ گذر گیا ہی کہ جناب مسیح حسب بیان آیات مندرجہ

کرائی تک تشریف نہین لائے اور مخاطبین بلکہ اونکی ذریات مین سے کسی کی خاک تک بھی باقی نہین رہی پیر
ربنا مسیح نے ایسا فرمایا ہوتا یا یہہ اناجیل الہام سے لکھی جاتین تو ہرگز ایسی غلطی فاحش نہین واقع
ہوتی۔ ہدایت المسلمین اور اظہار عیسوی کے مصنفون نے ان آیات کو سچا ثابت کرنے اور اپنے اوپر سے مذمت
دفع کرنیکے لیے بہت کچھہ ہاتھہ پانو مارے ہین مگر کچھہ نہو سکا اور ہوتا بھی کیون اناجیل کے خود مفسر اس مقام پہ
حیران و لاچار ہین چنانچہ اسکاٹ صاحب اپنی تفسیر جلد ۱ کے صفحہ ۱۹ مین بعد اٹکلی تاویلات دور دراز
تباہی یروشلم پر ان آیات کو محمول کرنے کے لاچار ہوکر اسطرح پر لکھتے ہین کہ۔ تو بھی یہہ باتین پوری تکمیل
کو نہ پاوینگی۔ پس جب یہہ باتین قیامت کے پوری ہونگی تو ضرور یہہ آیتین غلط ٹھہرین کیونکہ یہان لکھا
ہی کہ جبتک یہہ باتین واقع نہو لینگی تب تک اس زمانہ کے لوگ نہ مرینگے حالانکہ اون لوگون کا نام و نشان
باقی نہین رہا ہے +

(۱) اسی باب ۱۹ - آیت ۲۸ مین حضرت مسیح کا قول حواریون کے حق مین اسطرح پر منقول ہی۔ یسوع نے کہا کہ
مین تم سے سچ کہتا ہون کہ تم جو میرے پیچھے ہولئے جب نئی خلقت مین ابن آدم اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا تم بھی
بارہ تختون پر بیٹھکر اسرائیل کے بارہ گروہون کی عدالت کروگے۔ انتہی دیکھو یہہ خبر بھی صریحاً خلاف واقع برآمد ہوئی
کیونکہ یہودا حواری جو انہین بارہ مین سے تہا جسکے لیے یہہ وعدہ ہی بوجہ گرفتار کرانے مسیح کے قطعاً جہنمی ہو گیا ہے +

(۲) اسی باب ۱۹ - آیت ۲۹ - اور جسنے گہر یا بہائی یا بہن یا ماباپ یا جورو یا بال بچون یا زمین کو میرے نام
کے لیے چھوڑا سوگنا پاویگا اور ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا۔ مرقس باب ۱۰ - ۲۸ تب پطرس نے اوسے کہا دیکھہ ہم
سب کچھہ چھوڑا اور تیرے پیچھے ہولئے - ۲۹ یسوع نے جواب دیا کہ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ ایسا کوئی نہین جسنے
گہر یا بہائیون یا بہنون یا باپ یا ما یا جورو یا لڑکے بالون یا کھیتونکو میرے اور انجیل کے لیے چھوڑ دیا ہے ۳۰
مگر اب اس جہان مین سوگنا نہ پاوے۔ گہر اور بہائی اور بہن اور ما او لڑکے اور کھیت تصدیعون کے ساتھ
اور آنیوالے جہان مین ہمیشہ کی زندگی پاویگا۔ انتہی۔ یہہ آیات بالکل غلط ہین کیونکہ انکے بموجب لازم آتا ہے
کہ جس شخص نے مسیح کے لیے اپنے ماباپ یا عورت یا بہائی بہن کو چھوڑا ہو اوسکو ضرور دنیا مین ہی سو باپ یا سو ما
یا سو عورتین یا سو بہائی بہن ملین حالانکہ یہہ ناممکن ہے اور نہ کبھی ایسا ہوا ہی ہے۔ اور اگر کسی کو دنیا مین ایسا
ملا ہو تو اوسکا پتہ دین۔ علاوہ اسکے جو عیسائی قرآن کی بعض آیات وعدہ و وعید پر اعتراض کیا کرتے ہین اونکو
دیکھنا چاہیے کہ یہان مسیح اپنی پیروی کے لیے لوگونکو کیسا دنیاوی طمع دیتے ہین +

(۶)۔ متی باب ۲۷ - ۵۰ - اور یسوع نے پہر بڑے شور سے چلا کر جان دی ۵۱ - اور دیکھو ہیکل کا پردہ اوپر سے
نیچے تک پہٹ گیا اور زمین کانپی اور پتھر تڑک گئے ۵۲ - اور قبریں کُھل گئیں اور بہت لاشیں پاک لوگوں کی
جو آرام میں تھے اُٹھیں ۵۳ - اور اوسکے اُٹھنے کے بعد قبروں سے نکلکر اور مقدس شہر میں جا کر بہتونکو نظر آئیں
دیکھو اگر یہہ باتیں صحیح ہوتیں تو ہقدر واقعات عظیمہ سوائے انجیل کے اور تواریخ میں بہی درج ہوتے مسیح کے
جان دینے کے وقت یہہ یہہ باتیں ظہور میں آئیں حالانکہ سوائے انجیل متی کے قبروں سے پاک لوگوں کی لاشیں
نکلکر مقدس شہر میں آنے کے بیانات دیگر اناجیل میں بہی مفقود ہیں دیگر تواریخ کا تو کیا ذکر ہے +

(۷)۔ انجیل مرقس باب ۱۶ - آیت ۱۷ و ۱۸ - اور وے جو ایمان لائینگے اونکے ساتھہ یہہ علامتیں ہونگی کہ وے میرے
نام سے دیوؤنکو نکالینگے اور نئی زبانیں بولینگے سانپوںکو اوٹھا لینگے اور اگر کوئی ہلاک کرنیوالی چیز پیئیں تو اونہیں
کچھہ نقصان نہو گا وے بیماروں پر ہاتھہ رکھینگے تو چنگے ہو جاوینگے - پہر انجیل یوحنا باب ۱۴ - آیت ۱۲ - میں تمسے
سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھپر ایمان لاویگا یہہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بہی کریگا بلکہ اسسے بہی زیادہ بہی کریگا
دیکھو یہہ آیتیں بہی بالکل غلط ہیں کیونکہ اگر مسیح نے ایسا فرمایا ہوتا تو ضرور مومنین مسیح کے ساتھہ علامات
مذکورہ بالا ہوتیں حالانکہ صرف مومنین تو بجائے خود بڑے بڑے پادری پیشوایان جو باعث تقوی اور ریاضت
کے بعینہ مسیح مجسم بنے ہوئے ہیں اوصاف مذکورہ بالا سے بالکل عاری ہیں - پس معلوم ہوا کہ ضرور یہہ آیتیں بلا
الہام کے لکھی گئی ہیں یا یہہ کہ حسب فرمودہ جناب مسیح کے کوئی سچا عیسائی نہیں - بعض کرسچن کہا کرتے ہیں کہ
حواریوں کی نسبت حضرت مسیح نے فرمایا تہا لیکن وہ یہہ نہیں سمجھتے کہ یہہ بطور موجبہ کلیہ کے ہے یعنے ہر ایک شخص جو مجھ
پر ایمان لاویگا اوسکے ساتھہ یہہ معجزات ہونگے - دوم حواری تو اس ارشاد سے پہلے ہی جناب مسیح پر ایمان لا چکے تہے
بلکہ روح القدس بہی اونکے پاس تہا دیکھو متی ۱۰ - ۲۰ - پہر اونکے حق میں ایسا فرمانا کہ جو مجھپر ایمان لاویگا
محض بے معنی اور بالکل خلاف محاورہ ہے +

(۸)۔ مرقس باب ۸ - آیت ۱۲ قول مسیح بخطاب طالبان معجزہ یوں مرقوم ہے - اوسنے (مسیح نے) اپنے دل سے آہ
کہینچکر کہا کہ اس زمانہ کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں میں تمسے سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے لوگونکو کوئی نشان
نہ دیا جائیگا انتہی - اور متی باب ۱۲ - آیت ۳۹ کے اخیر میں اسطرح پر لکہا ہے - "پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان
اُنہیں دکہایا نہ جائیگا" - اگر یہہ آیات سچی اور الہامی ہیں تو بموجب انکے چاہیے کہ سب معجزات مسیح کے جو تقریباً
پندرہ سولہ اناجیل میں مرقوم ہیں جہوٹے اور بناوٹی ہیں کیونکہ آیات مذکورہ بالا میں مسیح نے صاف فرمایا ہے

اس زمانہ کی لوگونکو کوئی معجزہ نہ دکہا وُنگا - پس ضرور یا تو آیات مذکورہ بغیر الہام لکہی گئی ہین یا معجزات بتانیوالی
...ین ورنہ معاذاللہ مسیح دروغگو ٹہرتے ہین +

(۹) - لوکا باب ۲۳ مین آیت ۳۹ سے ۴۳ تک مسیح اور اون دو بدکارون کی گفتگو جو اُسکی ساتھہ پہانسی دئیگئے
...نقل ہے - اور ایک اون بدکارونمین سے جو صلیب پہ لٹکائے گئے تہے اوسے طعنہ دیکر کہتا تہا کہ اگر تو مسیح ہے
...کو اور ہمکو بچا - دوسرے نے اوسے ملامت کر کے جواب دیا کیا تو بہی خدا سے نہین ڈرتا - اور اوسنے یسوع سے کہا اے
...ب تو اپنی بادشاہت مین آوے مجہے یاد کیجیو - یسوع نے اوسے کہا مین تجہسے سچ کہتا ہون کہ آج تو میرے
...ہشت مین ہوگا انتہی ملخصاً - مسیح کا یہہ وعدہ غلط ثابت ہوا کیونکہ مسیح تو مصلوب ہوکر تین دن رات
...جسکی بابت ڈاکٹر فانڈر حل الاشکال کے صفحہ ۲۱ و ۲۲ مین لکہتا ہے کہ مسیح موت کے بعد جہنم مین گیا اور
...کو تعلیم دی اسکی بعد آسمان پر اُٹہایا گیا اور خدا کی دہنے ہاتہہ جا بیٹہا دیکہو مرقس ۱۶ - ۱۹ -
...مسیح تین روز تک بہشت مین نہ گئے تو وہ بدکار اوسی روز مسیح مصلوب کے ساتہہ کسطرح بہشت مین داخل ہوا
...قول فانڈر صاحب صحیح سمجہا جاوے تو بجائے بہشت کی مسیح کی ہمراہ دوزخ مین البتہ اُسی روز داخل ہوسکتا ہے
(۱۰) - انجیل یوحنا کی اخیر آیت ۲۵ مین لکہا ہے - پر اور بہی بہت سے کام ہین جو یسوع نے کئے اور اگر وے جدا جدا
...لکہے جاتے تو مین گمان کرتا ہون کہ کتابین جو لکہی جاتین دنیا مین نہ سماسکتین - دیکہو یہہ محض شاعرانہ مبالغہ
...غیر الہامی آیت بلکہ صریح کذب ہے کیونکہ اگر فرض کیا جاوے کہ مسیح نے اپنی ۳۳ سال کی زندگی مین سو عجائب
...تاہم اونکی قلمبند شدہ حالات کی کتب ایک مکان کی کونے مین سماسکتی ہین کجا یہہ کہنا کہ تمام جہان مین
...نہ سما سکین کیا اسسے بہی زیادہ کوئی جہوٹا مبالغہ ہوگا +

(۱۱) - اعمال باب ۷ - ۱۵ - اور یعقوب مصر مین گیا وہان وہ اور ہمارے باپ دادے مرگئے - ۱۶ - اور وے اونکو سکم
...لیگئے اور اوس مقبرہ مین جسکو ابرہام نے بنی حمور سکم کی باپ سے روپئے دیکے مول لیا تہا گاڑا - انتہی - یہان لوقا کا
...غلطیان کی ہین - ایک یہہ کہ سکم کی اوس زمین مین جو بنی حمور سکم کی باپ سے خریدی گئی تہی اوس مین
...یعقوب کو گاڑا نہین گیا تہا بلکہ یوسف کو گاڑا تہا - دوم وہ زمین ابرہام نے نہین بلکہ یعقوب نے سو قسیط دیکر
...خریدی تہی چنانچہ یہہ دونون باتین پیدایش ۳۳ - ۱۸ - اور یشوع ۲۴ - ۳۲ سے ظاہر ہین - سوم یعقوب
...مسیح کی جو بنی... غارہ مین جسے ابرہام نے گورستان کی ملکیت کیلئے عفرون حتی سے ممری کے مقابل مول لیا تہا گاڑا تہا
دیکہو پیدایش ۵۰ - ۱۳ مین ہے - اور ان غلطیونکو مفسرین اناجیل نے بہی تسلیم کر لیا ہے +

دلیل چہارم - قطع نظر اسکی کہ اناجیل اربعہ مسیح کی حالات کم و بیش یا پس و پیش بیان کرتی ہین اسمانی زمین کا
فرق رکہتی ہین خود نفس معاملہ و مطلب مین جا بجا انمین اختلاف فاحش واقع ہوا ہی حالانکہ ان اناجیل
بعد دیگری تالیف ہونیکی سبب سی انجیل متی کی بعد ہر سہ اناجیل کے مؤلفین کو انجیل سابق کی دیکہنی اور
تطابق دینی کا بخوبی موقع حاصل تہا کیجا یہہ کہ الہام سی انکی لکہی جانیکا دعوی کیا جائی چنانچہ بطور نمونہ
اختلاف بیان کئی جاتے ہین -

(۱) - انجیل متی باب ۸ مین لکہا ہی - ۲۸ جب وہ اس پار گرگسیون کی ملک مین پہنچا دو شخص جنپر دیو چڑہی تہی قبرون
سی نکلکر اوس سی ملی - انتہی - اسی قصہ کو مرقس باب ۵ - آیت ۱ و ۲ - اور لوکا باب ۸ - آیت ۲۶ و ۲۷ مین اس طرح پر لکہا
اور وی دریا کی پار گدریون کی ملک مین پہنچے اور جیون وہ کشتی سی اترا اوسی وقت ایک آدمی جسمین ایک ناپاک روح تہی
قبرون سی نکلتے ہوئی اوس سی ملا انتہی بعبارت مرقس - دیکہو متی بیان کرتا ہی کہ دو آدمی مسیح کو ملی تہی اور مرقس و لوکا
ایک آدمی کا ملنا بیان کرتی ہین اور لفظ گرگسیون اور گدریون کا اختلاف جو علیحدہ علیحدہ دو شہر ہین اسکی علاوہ ہی
(۲) - متی باب ۱۸ - آیت ۱ - اوس وقت شاگردون نی یسوع پاس آ کی اوس سی پوچہا کہ آسمان کی بادشاہت مین
بڑا کون ہی - ۲ یسوع نی ایک چہوٹا لڑکا بلا کی اوسی اونکی بیچمین کہڑا کیا - انتہی - یہی قصہ مرقس باب ۹ - آیت ۳۳ و
۳۴ - اور لوکا باب ۹ - آیت ۴۶ و ۴۷ مین اس طرح پر لکہا ہی - پہر اونکی درمیان یہہ بحث اوٹہی کہ ہم مین سی بڑا کون
ہی یسوع نی اونکی دلونکا خیال جانکر ایک لڑکی کو لیا اور اپنی پاس کہڑا کیا - انتہی بعبارت لوکا - دیکہو انجیل متی
سی تو ظاہر ہی کہ مسیح کی شاگردون نی مسیح سی سوال کیا کہ ہم مین بڑا کون ہی اور دوسری انجیلون سی ثابت ہی
اونہون نی مسیح سی خود نہین پوچہا تہا بلکہ مسیح نی اونکی دلونکا خیال دریافت کر کی اوسکا جواب دیا تہا
(۳) - انجیل متی کی باب ۲۰ کی آیات ۲۱ و ۲۲ سی ثابت ہوتا ہی کہ یسوع کی پاس یعقوب اور یوحنا کی ماں
نے آکر درخواست کی کہ میری بیٹونکو یہہ مرتبہ بخش کہ تیری بادشاہت مین وی دونون تیری داہنی اور بائین
بیٹہین - اور انجیل مرقس کی باب ۱۰ - آیت ۳۵ سی ظاہر ہی کہ خود یعقوب اور یوحنا نی آکر مسیح کو کہا کہ ہمکو یہہ
دی کہ بادشاہت مین تیری داہنی اور بائین بیٹہین *
(۴) - انجیل متی مین باب ۲۷ کی آیت ۳۱ سی ۳۵ تک اور مرقس مین باب ۱۵ کی آیت ۲۰ سی ۲۴ تک اور لوکا کی
باب ۲۳ کی آیت ۲۶ سی ۳۳ تک لکہا ہی کہ جب مسیح کو صلیب دینی کے واسطی لئی جاتے تہی تو شمعون نام قرینی کو جو
شہر کی باہر سی آتا تہا بیگار پکڑ کر صلیب اوسپر رکہدی کہ یسوع کے پیچہے پیچہے لی چلے اور جب وی اوس جگہہ پر
پہنچے

نام کہتے ہیں پہنچے تو وہاں اوسے صلیب دی۔ لیکن انجیل یوحنا باب ۱۹ مین آیت ۱۶ سے ۱۸ تک یون لکھا ہے۔ اور وے یسوع کو پکڑ کے لے گئے سو وہ اپنی صلیب اوٹھائے ہوئے اوس جگہہ کو جو کھوپری کا مقام کہلاتا ہے نکلگیا وہان اونہون نے اوسے اور اوسکے ساتھ دو اور کو صلیب پر کھینچا۔ انتہی۔ دیکھو پہلی تینون اناجیل سے ظاہر ہے کہ مکان کھوپری شمعون صلیب کو لیگیا اور انجیل یوحنا سے ثابت ہے کہ اوس مقام تک خود جناب مسیح صلیب اوٹھائے گئے تھے۔ معلوم نہین دونون بیانون سے کونسا صحیح ہے +

(۵)۔ انجیل متی باب ۲۶۔ آیت ۳۴۔ اور لوقا باب ۲۲۔ آیت ۳۴۔ اور یوحنا باب ۱۳۔ آیت ۳۸ مین لکھا ہے کہ یسوع نے پطرس سے کہا مین تجھہ سے سچ کہتا ہون کہ تو اسی رات کو مرغ کے بانگ دینے کے پہلے تین بار میرا انکار کریگا۔ انتہی بعبارت متی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب پطرس مسیح کا تین دفعہ انکار کرچکا تو جھٹ مرغ نے بانگ دیدی جیسا کہ متی باب ۲۶۔ آیت ۷۴ و ۷۵۔ اور لوقا باب ۲۲۔ آیت ۶۰ و ۶۱ مین مصرح ہے۔ لیکن انجیل مرقس کے باب ۱۴۔ آیت ۳۰ مین لکھا ہے کہ یسوع نے ویسے کہا مین تجھہ سے سچ کہتا ہون کہ آج ہی کی رات مرغ کے دو بار بانگ دینے کے آگے تو تین بار میرا انکار کریگا۔ انتہی۔ چنانچہ اسکے بعد مرقس نے باب مذکور کی آیت ۶۶ سے ۷۲ تک مسیح کے قول کو اپنے بیان سے اسطرح تطبیق دی ہے کہ پطرس کے پہلی دفعہ انکار کرنے پر مرغ نے ایک بانگ دی پھر جب دو دفعہ اور انکار کرچکا تو مرغ نے دوسری بانگ دی۔ علاوہ اسکے متی ۲۶۔ ۷۴۔ اور مرقس ۱۴۔ ۷۱ مین پطرس کے مسیح سے تیسری دفعہ کے انکار مین لکھا ہے کہ تب وسنے (پطرس) لعنت بھیجکر اور قسم کھاکر کہا کہ مین اس شخص (مسیح) کو نہین جانتا۔ انتہی بعبارت متی۔ اور لوقا باب ۲۲۔ آیت ۶۰ مین پطرس کے تیسری دفعہ کے انکار پر یہہ الفاظ لکھے ہین۔ پطرس نے کہا اے شخص مین نہین سمجھتا کہ تو کیا کہتا ہے۔ انتہی۔ دیکھو کہان قسم کھاکر اور لعنت بھیجکر انکار کرنا اور کہان یہہ کہنا کہ مین نہین سمجھتا کیا کہتا ہے۔ نہین معلوم ان بیانات سے کس انجیل کا بیان صحیح ہے +

(۶)۔ انجیل متی باب ۲۸۔ آیت ۱ مین بعد مدفون ہونے مسیح کے اسطرح پر لکھا ہے کہ جب ہفتہ کے پہلے دن پو پھٹنے لگی تو مریم مگدلینی اور دوسری مریم قبر کو دیکھنے آئین۔ اور انجیل یوحنا باب ۲۰۔ آیت ۱ مین لکھا ہے۔ ہفتہ کے پہلے دن مریم مگدلینی تڑکے ایسا کہ ہنوز اندھیرا تھا قبر پر آئی۔ لیکن انجیل مرقس باب ۱۶۔ آیت ۲ مین اسطرح پر لکھا ہے کہ ہفتہ کے پہلے دن بہت سویرے سورج نکلتے ہوئے قبر پر آئین۔ دیکھو کہان پو پھٹنے اور اندھیرے کے وقت قبر پر آنا اور کہان یہہ بیان کہ سورج نکلتے ہوئے قبر پر آئین +

(۷)۔ انجیل مرقس باب ۱۶۔ آیت ۵۔ اور انجیل متی باب ۲۸ مین آیت ۲ سے ۵ تک مریم مگدلینی وغیرہ کی نسبت لکھا ہے کہ

قبر مین جاکر اونہون نی ایک جوان کو سفید پوشاک پہنے دہنی طرف بیٹھے ہوئی دیکھا - انتہی بعبارتہ مرقس اور
لوکا باب ۲۴ کی آیت ۳ و ۴ مین اسطرح پر لکہا ہی - اور اندر جاکی یسوع کی لاش نہ پائی اور ایسا ہوا کہ جب وی اسبات
سی حیران تہین دیکھو دو شخص چمکتی پوشاک پہنے اونکی پاس کہڑی تہے - اور انجیل یوحنا باب ۲۰ - آیت ۱۱ و ۱۲
اسی قصہ کو اسطرح پر لکہا ہی - لیکن مریم باہر قبر پر روتی کہڑی رہی اور روتی ہوئی جبکہ قبر مین جہک کی نظر کی
دو فرشتی سفید پوشاک مین ایک کو سرہانی اور دوسری کو پایتانی جہان یسوع کی لاش رکہی تہی بیٹہی دیکہی
دیکھو یہان ایک ہی قصہ مین تینون اناجیل کے بیانات مختلف ہین +

(۸) - انجیل متی باب ۲۸ مین آیت ۱ سی ۵ تک مریم مگدلینی اور دوسری مریم کا مسیح کی قبر پر آنا وغیرہ حال
لکہا ہی اور مرقس باب ۱۶ مین آیت ۱ سی ۸ تک مریم مگدلینی اور یعقوب کی ما مریم اور سلومی کا قبر پر آنا وغیرہ لکہا ہی
اور یوحنا باب ۲۰ مین آیت ۱ سی ۱۸ تک صرف مریم مگدلینی کا قبر پر آنا وغیرہ حال لکہا ہی - دیکھو پہلی انجیل دو عورتون
کا دوسرا تین عورتون کا تیسرا صرف ایک عورت کا قبر پر آنا لکہتا ہی - کیا خوب الہام ہوا بچون کا کہیل ٹہرا +

(۹) - انجیل متی باب ۶ - آیت ۱۳ مین لکہا ہی - اور ہمین آزمائش مین نہ ڈال بلکہ برائی سی بچا - پہر اسی انجیل کی
باب ۲۶ - آیت ۴۱ مین لکہا ہی - جاگو اور دعا مانگو تاکہ امتحان مین نہ پڑو - پہر لوکا باب ۲۲ - آیت ۴۰ مین ہی - اوس
(مسیح) اونسی کہا دعا مانگو تاکہ آزمائش مین نہ پڑو - مگر برخلاف اسکی نامہ یعقوب باب ۱ آیت ۱۳ مین اسطرح پر لکہا ہی
کہ جب کوئی امتحان مین پہنسے تو وہ نہ کہی کہ مین خدا کی طرف سی امتحان مین پہنسا کیونکہ خدا بدیون سی نہ آزمایا
جاتا اور نہ کسی کو آزماتا - دیکھو متی کی بیان سی خدا آزمانیوالا ثابت ہوتا ہی اور یعقوب اسکی تردید کرتا ہی +

(۱۰) - نامہ اقرنتیان باب ۱۲ - آیت ۳ مین ہی - پس مین تمہین جتاتا ہون کہ کوئی نہین جو خدا کی روح سی
بولتا یسوع کو ملعون کہتا ہی - پہر خود ہی نامہ گلیتیان باب ۳ - آیت ۱۳ مین لکہتی ہین - مسیح نی ہمین مول لیکی
شریعت کی لعنت چہڑایا کہ وہ ہماری بدلی مین لعنت ہوا کیونکہ لکہا ہی جو کوئی کاٹہہ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہوا - آپکی
دیکھو آپ ہی فرمایا کہ کوئی صاحب الہام شخص مسیح کو ملعون نہین کہہ سکتا ہی - پہر آپ ہی باوجود ادعای الہام
مسیح کو معاذ اللہ بادلیل لعنتی و ملعون ثابت کیا +

(۱۱) - انجیل متی باب ۲۰ مین ہی - ۲۹ جب وی اریحا سی روانہ ہونی لگے بڑی بہیڑ اوسکی پیچہی ہولی ۳۰ - اور دیکھو دو
اندہی جو راہ کی کنارے بیٹہی تہی جب سنا کہ یسوع چلا جاتا ہی پکارنی لگے کہ اے خداوند ابن داؤد ہمپر رحم کر - لیکن انجیل
لوکا باب ۱۸ مین آیت ۳۵ سی ۴۳ تک اور نیز مرقس باب ۱۰ آیت ۴۶ و ۴۷ مین اسطرح پر لکہا ہی کہ پہر ایسا ہوا کہ جب وہ اریحا

نزدیک آیا ایک اندھا راہ پر بیٹھا بھیکھ مانگتا تھا اوسنے پکار کے کہا اے یسوع ابن داؤد مجھپر رحم کر۔ انتہی بعبارتہ
لوکا۔ دیکھو متی لکھتا ہے کہ دو اندھے راہ پر بیٹھے تھے۔ لوکا و مرقس لکھتے ہین کہ ایک اندھا بیٹھا تھا۔ دوم متی و مرقس
کے بیان مین ہے کہ جب مسیح اور اوسکے شاگرد اریحا سے روانہ ہوئے تو دو اندھے راہ پر بیٹھے ہوئے پائے اور لوکا لکھتا ہے
کہ جب مسیح معہ شاگردان اریحا کے نزدیک آیا تو یہہ ماجرا گذرا۔ اور وہ جو اظہار عیسوی مین پہلے اختلاف کے جواب مین
بتقلید تفسیر اسکاٹ یہہ تاویل کی گئی ہے کہ دراصل دو ہی اندھے تھے مگر مرقس و لوکا نے اونمین سے صرف مشہور اندھے
کا ذکر کردیا اور دوسرے گمنام کو چھوڑ دیا۔ لیکن اس سے حقیقی اختلاف رفع نہین ہو سکتا بلکہ وہ تعجبون کا تیون قائم
ہے کیونکہ رفع اختلاف تو جب ہوتا کہ جب ایسی تاویل مناسب کیجاتی کہ اوس سے متی کیطرح مرقس و لوکا کے بیان مین بھی
دو اندھون کا وہان موجود ہونا ظاہر ہوتا۔ سو اسکو تطبیق نہین کہا کرتے بلکہ سبب اختلاف کہتے ہین۔ اکثر اختلافات کی
تطبیق مین مفسرین اناجیل کی ایسی ہی تاویل دیکھی جاتی ہین کہ بجائے تطبیق کے اونسے صرف سبب اختلاف ثابت
ہوتا ہے جسسے خواہ نخواہ اونکی فہم و ذکا پر ہنسی آتی ہے +

## کُتب قسم دوم

اول کتاب اعمال یہہ کتاب بزعم عیسائیان لوکا نے تصنیف کی ہے جسمین حواریون کے اعمال بطور تاریخ مرقوم ہین
(۲) دوم نامہ پولوس کا رومیونکو۔ (۳) سوم نامہ پولوس کا قرنتیونکو۔ (۴) چہارم نامہ دوم پولوس قرنتیونکو۔ (۵) پنجم نامہ پولوس کا
گلتیونکو۔ (۶) ششم نامہ پولوس افسیونکو۔ (۷) ہفتم نامہ پولوس فلپیونکو۔ (۸) ہشتم نامہ پولوس قلسیونکو۔ (۹) نہم نامہ اول پولوس
تسلونیقیون کو۔ (۱۰) دہم نامہ دوم تسلونیقیون کو۔ (۱۱) یازدہم نامہ اول پولوس تیمتاؤس کو۔ (۱۲) دوازدہم نامہ دوم پولوس
تیمتاؤس کو۔ (۱۳) سیزدہم نامہ پولوس طیطس کو۔ (۱۴) چہاردہم نامہ پولوس فلیمون کو۔ (۱۵) پانزدہم نامہ پولوس عبرانیونکو
واضح ہو کہ یہہ پولوس اول یہودی تہا عیسائی ہونے سے پہلے عیسائیونکو بہت تکلیفین دیا کرتا تہا چنانچہ اسکا ذکر کتاب
اعمال حواریون مین بخوبی مصرح ہے بلکہ یہہ خود اپنے نامہ گلتیون کے باب ۱ آیت ۱۳ و ۱۴ مین اسبات کا مقر ہے۔ عروج
مسیح کے دو سال بعد تائب ہو کر عیسائی ہوا ہے اسنے مسیح کو آسمان پر چڑہنے سے پہلے نہین دیکھا مگر یہہ کہتا ہے کہ مسیح کے
عروج کے بعد اوس وقت کہ جب مین دمشق کیطرف جاتا تہا تو راستہ مین اور دوسری دفعہ یروشلم مین جناب مسیح کو دیکھا
اور اپنے تئین مسیح کے رسولونمین قرار دیتا ہے چنانچہ جابجا اپنے نامون مین لکھتا ہے کہ مین اپنے تئین سب سے بڑے رسولون
سے کم نہین سمجھتا ہون دیکھو نامہ دوم قرنتیان باب ۱۱ آیت ۵ و باب ۱۲ آیت ۱۱۔ اہل عیسائی اسکو بہ لحاظ الہام
پیغمبرون مثل موسی وغیرہ کے سمجھتے ہین۔ لیکن ہمارے نزدیک اسکا قول ہرگز مستند نہین ہے کیونکہ عیسائیون اور

اہل اسلام کی کتب سے ثابت ہوتا ہی کہ یہہ شخص بڑا مکار تہا - اسنے توریت کی نسبت بہت سخت وسست کہا ہی کہ جسکا بیان
موجب طوالت ہی اور کچہ آیندہ بیان کیا جائیگا - آخر کو دوسری بار روم مین آکر لوگون کی ہاتہ سی مقتول ہوا -
۱۶ شانزدہم نامہ یعقوب حواری - ۱۷ ہفدہم نامہ اول پطرس حواری - ۱۸ ہژدہم نامہ دوم پطرس - ۱۹ نوزدہم نامہ اول یوحنا - ۲۰ بستم
نامہ ۲ یوحنا - ۲۱ بست یکم نامہ ۳ یوحنا - ۲۲ بست و دوم نامہ یہودا حواری - ۲۳ بست و سوم مکاشفات یوحنا -
یہہ سب نامجات و کتب اناجیل کے ساتہہ شامل کیے گئے ہین اور اس سارے مجموعہ پر انجیل کا اطلاق کیا گیا ہی لیکن ان سب
نامجات وغیرہ کو سارے عیسائی نہین مانتے - چونکہ پادری عماد الدین نے ہدایت المسلمین کے صفحہ ۶۲ مین قسم دوم کی بعض
کتب کی تسلیم و عدم تسلیم کے اختلاف کو مان لیا ہی اسلئے سب عیسائیون کے اقوال کو یہان بیان کرنا کچہ ضرور نہین مگر
اونکے ایک عذر خام کا جو اونہون نے اس اختلاف کے جواب مین لکہا ہی جواب الجواب لکہا جاتا ہی - پادری صاحب لکہتے ہین کہ
بیشک ان نامجات کی قبولیت اور عدم قبولیت مین اختلاف پڑا تہا اور لازم بہی یہی تہا کہ اختلاف پڑتا کیونکہ یہہ متفرق
نامجات متفرق ملکون مین بعض رسولون کیطرف سے بہیجے گئے پہر جسوقت تمام خطوط ہر ہر جگہہ سے جہان جہان بہیجے گئے
جمع کیے گئے تو ضرور ہوا اور تقاضائے ایمان بہی تہا کہ اونکی تسلیم مین اختلاف پڑتا اسکی مثال یون ہی کہ اگر کوئی شخص
ایک خط لاہور سے آگرہ کو بہیجدے اور ایک پشاور کو پہر دلی مین جاکر ایک خط لاہور کو بہیجدے پہر آگرہ مین جاکر ایک
خط دلی کو روانہ کردے اور ایک ملتان کو اب اون سب خطوط پر جہان جہان گئے ہین وہان کے لوگ عملدرآمد کرتے رہے
اور بعد مرجانے اوس خط لکہنے والے کے عرصہ دراز کو کوئی اوسکے سب خطون کو ہر ہر ملک سے لاکر ایک کتاب مین جمع کرے تو اب ہمارا یقین ہی
کہ آگرہ والون کا خط لاہور والے بدون جہگڑے کے کیونکر مانینگے اور دلی والے پشاور والون کا خط بدون دلائل کے
تسلیم کرینگے" انتہی - مین کہتا ہون کہ یہہ عذر محض خام اور بالکل غیر واقع ہی کیونکہ اگر اوس شخص کے تمام خطوط کی
ایک ہی تعلیم ہو اور باہم مختلف نہو اور یہہ تعلیم اوس تعلیم سے جو آگے الہامی مانی گئی ہو کسطرح نقیض اور برخلاف
نہو تو پہر اون خطوط کی عدم قبولیت کی کیا وجہ - بلکہ اصل حقیقت تو یہہ ہی کہ جب پولوس وغیرہ نے اپنے خطوط
ملکون مین بہیجے اور وہان کے لوگون نے اون خطوط کی تعلیم توریت و انجیل کے برخلاف پائی تو اونکا انکار کیا چنانچہ
یہہ بات اوسوقت کے عیسائیون کے اقوال سے جو ان نامجات کی قبولیت مین مختلف تہے بخوبی مصرح ہی جیسا کہ وارد
صاحب اپنی کتاب اغلاط نامہ کے صفحہ ۳۷ مین لکہتا ہی کہ پومرن جو شاگرد رشید لوتہر کا اور علمائے کبار فرقہ پروٹسٹنٹ
سے ہی لکہتا ہی کہ یعقوب اپنے نامہ کو واہیات مین تمام کرتا ہی اور کتابون کا حوالہ ایسا مخالف دیتا ہی کہ جسمین سالم الدرج
نہین رہ سکتا اسلئے وہ نامہ الہامی کتابون مین نہ گنا جاوے - اور یوسیبیوس اپنی تاریخ کی ساتوین جلد کے باب ۲۵

مین لکہا ہی کہ دیونیئس کہتا ہی کہ بعض نے ہم سے پہلے تمام کتاب مشاہدات کو علیحدہ کر دیا اور اوسکی ردمین کوشش
کی کہ یہہ سب بیمعنی اور بیعقلی در بڑا بہاری حجاب جہالت کا ہی - انتہی - لارڈنر اپنی تفسیر کی چہٹی جلد کی صفحہ ۳۸۲
مین قول اُرہن کا یون نقل کرتا ہی کہ فرقہ ابیونی کے دونون گروہ کے لوگون نے پولوس کے نامجات کو رد کیا تہا
اور پولوس کو دانا اور نیک آدمی نہین جانتے تہے - پہر اُسی صفحہ مین قول یوسیبیوس کا نقل کرتا ہی کہ یہہ فرقہ پولوس
کی نامجات کو رد کرتا تہا اور اوسکو توریت سے پہرا ہوا کہتا تہا - اور وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاطنامہ مین لکہتا ہی
کہ انگلس اور اور پروٹسٹنٹ کہتے ہین کہ نامجات پولوس مین سب کلام پاک نہین اور چند پیغمبر دینمین اونسے غلطی کی
انتہی - پس دیکہو ان علماء کے اقوال کے بموجب نامجات پولوس وغیرہ کی سب کلام نہ تو موافق توریت اور مطابق
الہام اور نہ غلطی سے خالی ہی - اب مین ان نامجات کے اون مقامونکو جو توریت و انجیل سے برخلاف ہین بطور نمونہ
بیان کرتا ہون تاکہ عوام کو بہی معلوم ہو جاوے کہ ان علماء نے کچہہ تحکم اور مکابرہ کی راہ سے ہی انکار نہین کیا بلکہ اونکا
بعض سبب برخلاف ہونے اس تعلیم کے اگلی تعلیم سے ہے -

(۱) کتاب احبار کے باب ۱۱ - اور کتاب استثنا کے باب ۱۴ مین بہت سے جانورونکو جو خنزیر بہی اونمین داخل ہی حرام
کیا اور اسیطرح باب ۲۰ - آیت ۲۵ کتاب احبار مین پاک اور ناپاک جانورونمین تمیز کرنیکی تاکید ہوئی ہی لیکن
پولوس اوسکے برخلاف اپنی نامہ رومیون کے باب ۱۴ - آیت ۱۴ مین لکہتے ہین کہ کوئی چیز آپ ناپاک نہین لیکن جو اوسکو
ناپاک جانتا ہی اوسکے لئے ناپاک ہی - پہر نامہ طیطس کے باب ۱ - آیت ۱۵ مین لکہتے ہین کہ پاک لوگون کے واسطے سب کچہہ پاک ہی
پر ناپاک اور بے ایمانون کے واسطے کچہہ پاک نہین - انتہی -

(۲) کتاب پیدائش کے باب ۱۷ مین ابراہیم اور بنی اسرائیل کی نسبت خدا تعالی کا حکم اسطرح پر لکہا ہی - ۱۰ - اور عہد
جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان جسے تم یاد رکہو گے یہہ ہے کہ تم مین سے ہر ایک مرد کا
ختنہ کیا جاوے - ۱۱ - اور اپنی بدن کی کہلڑی کا ختنہ کرو اور یہہ اوس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تیرے درمیان
ہی - ۱۲ - تمہاری پشت در پشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹہہ دن کا ہو ختنہ کیا جاویگا کیا گہر کا پیدا کیا پردیسی سے خریدا ہوا
جو تیری نسل کا نہین ۱۳ تیرے خانہ زاد کو تیرے زر خرید کا ختنہ کیا جاوے اور میرا عہد تمہارے جسمونمین عہد ابدی
ہوگا - ۱۴ - اور وہ شخص جسکا ختنہ نہین ہوا وہی شخص اپنے لوگونمین سے کٹ جاوے کہ اوسنے میرا عہد توڑا - انتہی اسیطرح
اور کتابونمین بہی اسکے ابدی ہونیکی تاکید لکہی ہی یہانتک کہ حضرت مسیح کا بہی آٹہوین دن ختنہ ہوا جیسا کہ
انجیل لوقا کے باب ۲ - آیت ۲۱ مین مصرح ہی بلکہ پولوس کے زمانہ تک بہی اوسپر عمل جاری رہا کیونکہ خود پولوس نے تمتہیس ام...

شاگرد کا ختنہ کرایا جو اعمال کے باب ۱۶ سے ظاہر ہے - لیکن اخیر کو جناب پولوس نامہ گلیتیان کی باب ۵ مین لکھتے ہین
۲ - اگر تم ختنہ کراؤ تو مسیح سے تمہین کچھہ فائدہ نہوگا - ۴ تم جو شریعت کی رو سے راستباز بننا چاہتے ہو تو مسیح سے جدا ہو
(۳) - کتاب خروج کی باب ۲ - آیت ۱۰ - اور کتاب استثنا کی باب ۵ - آیت ۱۵ - اور قوانین کی باب ۲۳ - آیت ۳ مین
روز شنبہ کی عزت کی تاکید ابدالآباد کی لئی لکھی ہی یہانتک کہ جو کوئی اوس دن کام کری واجب القتل ہے - اور سفر
خروج باب ۱۲ - آیت ۱۴ - اور کتاب قوانین کی باب ۲۳ مین حکم عیدون کا بنی اسرائیل کے لئی واجب الرعایت
علی ہذا کتاب قوانین کی باب ۶ و ۱۰ - اور کتاب گنتی کی باب ۱۰ مین حکم قربانیون کا ابدالآباد کی لئی بیان ہوا
پولوس ان سب کی نسبت سبکدوشی بیان کرکی نامہ قلسیون کی باب ۲ - آیت ۱۴ مین فرماتی ہین - اور حکمون کا
جو ہمارا مخالف تہا ہماری بابت مٹا ڈالا اور اوسکو بیچمین سی اوٹہا کی صلیب پر کیلین جڑین انتہی اور حواریون نے
بعد مشورہ اور اجتہاد کی انطاکیہ اور شام کی رہنی والون کی طرف خط لکہا تہا اوس سی صاف ظاہر ہی کہ سوائی چند
معدودہ تورات کی ملت عیسوی مین بالکل فراغت ہی جیساکہ اعمال باب ۱۵ - آیت ۲۸ و ۲۹ مین مصرح ہے
(۴) انجیل متی باب ۱۹ مین شرعی احکام کی نسبت حضرت مسیح کا ارشاد اسطرح پر منقول ہے - ۱۶ - ایک نے آکر اوس
ای نیک استاد مین کونسا نیک کام کرون کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤن ۱۷ - اوسنی اوسی کہا کہ تو کیون مجھی نیک کہتا
نیک تو کوئی نہین مگر ایک یعنی خدا - پر اگر تو زندگی مین داخل ہوا چاہی تو حکمون پر عمل کر - پھر متی باب ۷ مین
پس جو کوئی میری یہہ باتین سنتا اور اونہین عمل مین لاتا ہی مین اوسی اوس عقلمند آدمی کی مانند ٹہراتا ہون
چٹان پر اپنا گہر بنایا ۲۶ پر جو کوئی میری یہہ باتین سنتا اور اونپر عمل نہین کرتا وہ اوس بیوقوف کی مانند ٹہریگا جسنی
اپنا گہر ریتی پر بنایا - پہر باب ۱۲ - آیت ۳۷ مین ہی - کیونکہ تو اپنی باتون ہی سی راستگار گنا جائیگا اور اپنی باتون
سی گنہگار ٹہریگا - انتہی - اور اسی کی مطابق نامہ یعقوب باب ۲ مین ہی - ۱۴ - ای میری بہائیو اگر کوئی کہی کہ مین ایمان
ہون اور عمل نہ کرتا ہو تو کیا فائدہ کیا ایسا ایمان اوسی بچا سکتا ہی - ۲۴ پس تم دیکہتی ہو کہ آدمی اعمال سے راستباز
جاتا ہی اور صرف ایمان سی نہین - انتہی - دیکہو حضرت مسیح شریعت کی احکام پر عمل کرنیکی کسقدر تاکید کرتی ہین
باعث زندگی یعنی نجات بتاتی ہین اور یہہ کہکر کہ "نیک تو کوئی نہین مگر ایک یعنی خدا" کس صفائی سے راستی کا
کا اظہار کرتی اور اپنی الوہیت و تثلیث کا رد فرماتی ہین - مگر برعکس اسکی پولوس شریعت کی احکام کی تعمیل کو
کام بلکہ اونپر عمل کرنیوالونکو لعنتی بتاکر صرف مسیح پر ایمان لانی کو باعث نجات و راستبازی ٹہراتی ہین جنانچہ
رومیونکی باب ۳ - آیت ۲۸ مین فرماتی ہین - کیونکہ ہمنی یہہ نتیجہ نکالا ہی کہ آدمی ایمان ہی سی بے اعمال شریعت

قرار دی۔ پہر نامہ گلیتیون باب ۲ - آیت ۱۶ مین ہی - آدمی نہ شریعت کی کامون سی بلکہ یسوع مسیح پر ایمان لانی سی
راستباز گنا جاتا ہی - پہر باب ۳ - آیت ۱۰ مین فرماتی ہین - کیونکہ وی سب جو شریعت ہی کی اعمال پر تکیہ کرتی ہین سو لعنت
کی تحت مین ہین کہ لکہا ہی جو کوئی اون سب باتونکی کرنی پر کہ شریعت کی کتاب مین لکہی ہین قائم نہین رہتا لعنتی ہی *

(۵) - انجیل متی باب ۵ آیت ۱۷ مین حضرت مسیح کا ارشاد توریت وغیرہ کی نسبت اسطرح پر منقول ہی - یہہ گمان مت کرو
کہ مین توریت اور نبیونکی کتابونکو منسوخ کرنے آیا ہون مین منسوخ کرنے نہین آیا بلکہ پورا کرنیکو آیا ہون - اور اسکے
برخلاف اوائل مین پولوس مقدس کا بہی توریت کی نسبت یہی خیال ہے جیسا کہ نامہ رومیون باب ۳ - آیت ۳۱ مین
لکہا ہی کہ پس کیا ہم شریعت کو ایمان سی باطل کرتی ہین ایسا نہووی بلکہ ہم تو شریعت کو قائم کرتی ہین" اسکی بعد
خیال مین تبدیلی ہوئی تو نامہ گلیتیون کی باب ۳ - آیت ۲۴ مین اسطرح پر فرمایا - پس شریعت مسیح تک پہنچانیکو
ہمارا استاد ٹہری تاکہ ہم ایمان سی راستباز گنی جاوین" - یعنی شریعت سے جو مراد توریت سی ہی ہمین صرف یہہ فائدہ
دیا کہ مسیح تک ہمین پہنچایا - مگر آخر کار اس فائدہ کو بہی نظرانداز کرکی نامہ عبرانیون کی باب ۷ مین اسطرح پر ارشاد
کیا - ۱۸ - پس اگلا قانون (توریت) اسلئی کہ کمزور اور بیفائدہ تہا اوٹہ گیا ۱۹ کیونکہ شریعت نی کچہہ کامل نہ کیا -
اور اسی کتاب کی باب ۸ آیت ۷ مین فرمایا - کیونکہ اگر وہ پہلا عہد بی عیب ہوتا تو دوسری کی لئی جگہہ کی تلاش نہوتی انتہی
صاحب تفسیر جلد ۱ کی صفحہ ۴۷ مین زیر آیت ۱۸ باب ۵ - انجیل متی لکہتی ہین کہ توریت کی احکام تین قسم کی ہین
اول اخلاقی دوم رسمی سوم ملکی - سو انمین سی اول قسم کی حکم تو کبہی بدل نہین سکتی مگر باقی دونون قسم کی احکام منسوخ
ہو گئی ہین - پہر جلد ۲ کی صفحہ ۲۳ مین بدفعہ ۵ و ۶ لکہتی ہین کہ جسقدر دین عیسوی بڑہتا اور پہیلتا گیا اوسیقدر
احکام موسوی منسوخ ہوتی گئی اور اب وہ وقت قریب آگیا تہا کہ تعلیم موسوی آیندہ کو منسوخ کیجائی اور اوسکا کچہہ لحاظ
نہ رہی پہر لکہتی ہین کہ اکثر یہود جو دور دور سی یروشلم کو آتی تہی وہ پولوس مقدس کو دشمن موسوی کہا کرتی
پہر جلد ۲ کی صفحہ ۱۰۳ مین زیر آیت ۱۴ باب ۱۴ نامہ رومیان لکہتی ہین کہ پولوس کی کلام سی صاف ثابت ہوتا ہی
کہ انتظام موسوی منسوخ ہو گیا اور ان احکام منسوخ شدہ مین احکام حلت و حرمت حیوانات بہی شامل ہین -
اور اسی مین زیر آیت ۱۵ باب ۱ نامہ طیطس لکہا ہی کہ یہہ جو یہود بعض حیوانات کو پاک اور بعض کو ناپاک جانتی تہی یہو
اور لکہا ہی کہ مسیحی دین سی یہہ قید جاتی رہی اور سب پاک و حلال شمار کئی گئی - پہر اسی جلد مین زیر آیت ۱۱ و ۱۲
باب ۷ عبرانیان لکہتی ہین کہ آئین موسوی ہمیشہ کی لئی نہ دیا گیا تہا اور اسمین بہت نقص تہی یعنی گناہ کو معافی نہ دلاتا
تہا اور جو لوگ اوسپر چلتی تہی اونکو بہی نجات نہین دلاتا تہا اور یہہ انسان کو دوزخ سی نہین بچا سکتا تہا اور کوئی

سامان نجات کے واسطے تیار نہ کر سکتا تہا اور یہہ ایک نمونہ کی طور پر تہا اور جب اصل آگیا تو اوس نمونہ کی کچھہ حاجت
اسی لئے اوسکے ایک عمدہ قانون دیا گیا - پہر اسی جلد کی صفحہ ۱۸۲ مین لکھتے ہین کہ آئین موسوی مین ذکر دنیا کی
کا تہا اور اسمین آسمانی باتون کا - اور توریت مین صرف حال کی زندگی کی طریقے بیان ہوئے تہے اور عزت و حشمت
کا ذکر تہا اور کوئی تسلی بخش چیز قیامت کے لئے نہ تہی حالانکہ نئے عہدنامہ مین روحانی ذکر اذکار ہین اسلئے یہہ قابل
پہر اسی جلد کی صفحہ ۱۸۳ مین زیر آیت ۷ باب ۸ نامہ عبرانیان لکھتے ہین کہ خدا نے پہلے ہی سے پرانے عہدنامہ کو عیبدار اور
قابل نجات سمجھکر کچھہ مدت کے لئے یہود کو دیا تہا اور چونکہ یہہ کامل اور بے عیب تہا اسلئے ایک بے عیب اور کامل عہدنامہ
چنانچہ یہی عقیدہ ہے گردشس ستوورٹ - روز نملر - اسٹی ہسن وغیرہ عالمون کا - پہر اسی صفحہ مین لکھتے ہین
پرانے عہدنامہ مین کچھہ نقص ہے گا جو خدا نے دوسرے کا وعدہ کیا اور وہ جواب دیا جائیگا وہ پہلے سے مخالف ہوگا
استے اوسکے نقص چھپ جائینگے - انتہی - دیکھو مسیح تو توریت کی وہ عزت کرین اور پولوس اوسکو صرف منسوخ اور
متروک العمل ہی قرار نہ دین بلکہ کمزور و بیفائدہ اور عیبدار بتائین حالانکہ اسمین صرف توریت اور اوسکے احکام کی
ہی اہانت نہین ہے بلکہ خود خدا تعالی کی ہے جسنے صدہا سال تک اپنے بندگان کو بیفائدہ اور عیبدار احکام کی تعمیل
رکہا - طرفہ یہہ کہ پولوس مقدس نے تو صرف اسیقدر کہنے پر اکتفا کیا ہے مگر اونکے پیرو بقول مشہور بڑے میان تو
میان چہوٹے میان سبحان اللہ اوسے بہی زیادہ کلمات تعظیم نسبت توریت اور صاحب توریت کے فرماتے ہین جناب
صاحب اپنی کتاب اعلانامہ مطبوعہ ۱۸۸۱ع کی صفحہ ۳۷ مین لکھتے ہین کہ جناب لوتہر صاحب (جو مصلح دین عیسوی
پیشوائے فرقہ پروٹسٹنٹ ہین) اپنی ایک کتاب کی جلد ۳ کی صفحہ ۴۰ و ۴۱ مین لکھتے ہین کہ ہم نہ سنینگے اور دیکھینگے
کیونکہ وہ صرف یہودیون کے لئے تہا اور ہمکو اوس سے کچھہ علاقہ نہین - پہر اپنی ایکدوسری کتاب مین لکھتے ہین کہ ہم
قبول کرینگے موسی کو اور نہ اوسکی توریت کو کیونکہ وہ تو دشمن عیسی ہے - پہر لکھتے ہین کہ موسی تو جلادون کا
ہے - پہر لکھتے ہین کہ دس حکمونکو عیسائیون سے کچھہ علاقہ نہین - پہر لکھتے ہین کہ ان دس حکمونکو خارج کرنا چاہئے
بدعت ابہی موقوف ہو جاویگی کیونکہ یہہ احکام چشمے سب بدعتون کے ہین - انتہی - اور اسی سبب شاگرد رشید جناب لوتہر
وتقلید اپنے اوستاد کی کرکے یون فرماتے تہے کہ "یہہ دس احکام کلیسیا مین نہ سکہائے جاوین" - دیکھو کتاب اعلانامہ صفحہ
تعجب ہے کہ جب ان دس احکام کو (جنمین شرک نکرنا - ما باپ کی تعظیم کرنا - خون نکرنا - زنا نکرنا - ہمسایہ کے برخلاف
گواہی نہ دینا - بہی ہے) عیسائیون سے کچھہ تعلق نہوا اور یہہ احکام سرچشمہ بدعت ٹہرائے گئے تو عیاذاً باللہ اسمین
توریت کو ہی باطل و رد نہ کیا گیا بلکہ خود مسیح کو جہٹلایا گیا جو احکام مذکورہ بالا کی پابندی کی تاکید فرماتے ہین

ستی کے باب ۱۹- آیت ۱۸ و ۱۹ مین ہے- اور خیال کرنا چاہیے کہ جبان احکام کی پابندی عیسائیون پر نہوی تو زنا کرنا اور ماباپ کی تعظیم نہ کرنا- ہمسایہ کو ستانا- چوری و زنا کرنا- جہوٹھ بولنا- خون کرنا معاذ اللہ جائز ٹہرا- سو یہہ مسیح کی تعلیم کو الٹ پلٹ دینا نہین تو اور کیا ہے ✤

(۶)- کتاب یسعیاہ باب ۶۴- آیت ۴ مین ہے- کیونکہ قدیم سے انسان نے نہ سنا نہ کسی کے کانون تک پہنچا کیسی آنکھون نے تیرے سوائی کوئی خدا نہ دیکھا جو اپنے انتظار کہینچنے والے کے ساتھہ ایسا کچہہ کرے- انتہی- اور پولوس نے اس عبارت کو نامہ قرنتیون کے باب ۲- آیت ۹ مین اسطرح غیر نقل کیا ہے- بلکہ جیسا لکہا ہے کہ خدا نے اپنے پیار کرنیوالون کے لیئے وے چیزین تیار کین جو نہ آنکھون نے دیکہین نہ کانون نے سنین اور نہ آدمی کے دل مین آئین- یسعیا کا مطلب کیا ہے اور پولوس نے الہام سے اوسکو کیا سمجہہ لیا ہے- سچ ہے صاحب الہام ہون تو ایسے ہی ہون ✤

(۷)- کتاب خروج باب ۲۴ مین ہے- ۹ تب موسی اور ہارون اور ناداب و ابیہو اور ستر اکابر اسرائیلی اوپر گئے اور اونہون نے اسرائیلیون کے خدا کو دیکہا اور اوسکے پانو کے تلے جیسے نیلم کے پتہر کی گچکاری اور اوسکی شفاف آسمان کی مانند تہی ۱۱- اور بنی اسرائیل کے امیرون پہ اوسنے اپنا ہاتھہ نہ رکہا اونہون نے خدا کو دیکہا اور کہایا پیا- دیکہو اسجگہہ سے صاف ظاہر ہے کہ موسی وغیرہ اکابر بنی اسرائیل نے خدا تعالی کو دیکہا بلکہ اوسکے ساتھہ کہایا پیا بہی ہے- لیکن یوحنا اور پولوس اسکے بالکل انکاری ہین دیکہو نامہ اول یوحنا ۴- ۱۲- کسی نے خدا کو کبہی نہین دیکہا- اور نامہ اول تمطاوس ۶- ۱۶- اور اوسے کسی انسان نے نہ دیکہا نہ دیکہہ سکتا ہے-

ان دلیلون سے ثابت ہوا کہ پولوس وغیرہ کی تعلیم قطع نظر توریت کے خود حضرت مسیح کی تعلیم سے بالکل برخلاف ہے اسیلیئے اکثر متقدمین محقق مسیحیون نے کئی صدیون تک بعض نامجات کو الہامی نہین مانا ✤

## امر دوم - اناجیل غیر مروجہ کے بیان مین

اسمین کچہہ شک نہین کہ جن ایام مین اناجیل مروجہ تالیف ہوئین اونہین دنون بلکہ اونسے پیشتر بہت لوگون نے مسیح کے حالات کو اناجیل کے نام سے قلمبند کردینا شروع کردیا تہا چنانچہ بشپ مارش و اکہارن وغیرہ لکہتے ہین کہ مسیح کے حالات مین ابتدائی ایک تحریر تہی جسکی نقلین متبدلہ مؤلفین اناجیل کے پاس تہین اونہین نقول سے ان لوگون نے اناجیل ترتیب دین اور کچہہ اپنی طرف سے اضافہ کیا چنانچہ فاضل نورتن اپنی کتاب کی جلد اول کے دیباچہ مین لکہتا ہے کہ اکہارن نے اپنی کتاب مین لکہا ہے کہ ابتدائی مسیح کے حالات مین ایک چہوٹا سا رسالہ تہا شاید کہ اوسی کو اصل انجیل کہا جاوے اور غالباً یہہ رسالہ اون مریدون کے لیئے بنایا گیا تہا جنہون نے مسیح کی

باتین اپنی کانون سے نہین سنی تہین اور نہ اوسکی حالات اپنی آنکھون سے دیکہی تہے - اور یہہ رسالہ مختصر
تہا اور اوسمین مسیح کے حالات ترتیب وار نہین لکہی تہے (اب فاضل نورٹن لکھتا ہے) اکہارن کے قول کے بموجب
رسالہ اناجیل مروجہ کے بہت مخالف تہا اور یہہ رسالہ تمام اون انجیلون کا ماخذ تہا جو پہلی اور دوسری صدی مین
رائج تہین اور انجیل متی اور لوقا اور مرقس کے لئے بہی ماخذ تہین الخ چیمبرس نے اکہارن کے قول کو زیادہ تفصیل سے
بیان کیا ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک تو اصلی تحریر تہی اور اسکی پہلی نقل سنٹ متی کے استعمال مین تہی اور دوسری
نقل متغیرہ سنٹ لوقا کے استعمال مین تہی اور تیسری وہ نقل جو دونون نقول مذکورہ سے لی گئی تہی اور سنٹ
مرقس کے استعمال مین تہی - اور چوتہی وہ نقل جو سنٹ متی اور لوقا دونون کے استعمال مین تہی - انتہی دیکہو
چیمبرس انسائیکلوپیڈیا جلد ۵ مطبوعہ ۱۸۶۹ء لنڈن بیان گاسپل - اور تفسیر اسکاٹ مین انجیل لوقا کے باب
اکی آیت ۱ تا ۴ کی تفسیر مین لکہا ہے کہ رسولون اور اورون نے بہی جنہون نے مسیح کو اپنی آنکہہ سے دیکہا اور ساتھ
رہے اور اپنے کانون سے اوسکی نصیحت سنی ہر جگہہ جاکر مسیح کی انجیل سنائی اور ایسا کرتے ہوئے اوسکی زندگی اور موت
اور جی اوٹہنے کا سب حال اور اوسکی نصیحت کا بیان کیا سننے والون مین سے بہت ایمان لائے اور یہہ ارادہ کرکے کہ ان
باتون کی یاد بنی رہے بہتون نے کچہہ کچہہ صحیفون مین لکہا بعضون نے کم بعضون نے زیادہ کتنون نے کچہہ سمجہہ
سے اور کتنون نے بے ترتیبی اور بے لیاقتی سے - یہہ حال دیکہکر مین جو بہت دنون سے رسولون کا رفیق اور خاص کر پولس
کا ہم سفر ہوا تمام احوال کو خوب تحقیق کرکے اور اوسمین بہت محنت اوٹہا کر سب شروع سے آخر تک جو کچہہ جانتا ہون
کو ساتہہ ترتیب لکہتا ہون تاکہ تو اونہین بخوبی سمجہے - انتہی - پس اسکی مطابق تہوڑی ہی عرصہ مین اونکی تعداد اناجیل
مروجہ سے دو چند سہ چند تک پہونچگئی تہی جنمین سے بعض اناجیل تو خود حواریون اور مصنفین اناجیل مروجہ
کیطرف منسوب اور انہی کی مصنفہ سمجہی جاتی ہین اور بعض مریدان حواریون کی - سو یہہ اناجیل و اعمال وغیرہ
اگرچہ ۷۴ کتابون کے قریب ہین جنکی فہرست اعجاز عیسوی مین صفحہ ۲۴۶ سے ۲۵۹ تک مندرج ہے مگر اون مین
مندرجہ ذیل ایسے صحیفے ہین جو اناجیل کے نام سے مشہور اور حواریون اور مصنفین اناجیل مروجہ کیطرف منسوب ہین
متی[1] کی انجیل طفولیت مسیح - یوحنا[2] کی دوسری انجیل - یعقوب[3] کی انجیل - پطرس[4] کی انجیل - برنباس[5] کی انجیل
اندریا[6] کی انجیل - مرقس[7] والی مصریون کی انجیل - عبرانیون[8] کی انجیل - فیلپ[9] کی انجیل - برتولما[10] کی انجیل - توما[11] کی انجیل
متیاس[12] کی انجیل - پولوس[13] کی انجیل - نیقودیما[14] کی انجیل - بارہ[15] رسولون کی انجیل - انجیل ولادت[16] مریم - علاوہ ان کی
موشیم مورخ اپنی تاریخ کے جلد اول مین ذیل بیان حال فرقہ ناصریون اور ابیونی کی لکھتا ہے کہ ان دونون فرقون نے

بس ایک اور انجیل تھی جو ہماری انجیل سے مختلف ہے اور اوس انجیل کے حق مین ہماری علما مین اختلاف ہے۔ انتہی
بہرحال یہ اناجیل پہلی صدیون مین عیسائیون کے درمیان اکثر مروج رہین مگر جب چوتھی صدی سے کونسلین قائم
ہوئین تو رفتہ رفتہ اونکا رواج کم ہوکر بعض کو تو غیر الہامی اور بعض کو جعلی قرار دیکے متروک العمل ٹھہرایا گیا۔
اور بڑی وجہ اونکی غیر الہامی ترک کی یہہ بیان کیجاتی ہے کہ بعض مین حالات مسیح کو درستی و صفائی سے لکھی گئی ہین
ہوئی ہے جیسا کہ تفسیر اسکاٹ کی تصریح سے جو ابھی پیچھے گذری مترشح ہے لیکن یہہ وجہ بالکل مخدوش ہے کیونکہ اول
جب اونکی درستی تحریر کو تسلیم کرلیا گیا تو پھر بلاوجہ موجہ صرف عدم تکمیل کا عذر اونکو کیطرح غیر معتبر قرار نہین
دے سکتا۔ دوم اگر مان بھی لیا جاوے تو اس سے لازم آتا ہے کہ چارون اناجیل مروجہ بھی غیر معتبر قرار دیجاوین کیونکہ
وہ بہ نسبت ایکدوسری کے ناقص و ادھوری ہین اور بغیر چارون کے اکٹھا کرنے کے مسیح کی ضروری تعلیم اور بابدی حالات
کامل طور پر معلوم نہین ہوسکتی۔ چنانچہ متی اپنی انجیل کے باب اول مین یوسف کا اپنی عورت مریم کو حاملہ
پاکر طلاق دینے کا ارادہ کرنا۔ اور پھر خواب مین فرشتہ کے سمجھانے پر اوس ارادہ سے باز رہنا اور ولادت مسیح تک
ہمبستری نکرنا۔ اور باب ۲ مین چند مجوس کا پورب سے آنا اور ستارہ کا اوس جگہہ تک جہان مسیح پیدا ہوئے تھے ان کے
ساتھ چلنا۔ اور مجوسیون کا مسیح کو سجدہ کرنا۔ اور یوسف کا معہ حضرت مریم و مسیح ہیرود بادشاہ کے خوف سے
جانا۔ اور ہیرود بادشاہ کا غصہ ہوکر بیت لحم اور اوسکی نواح کے لڑکونکو جو دو سال اور اوس سے کم عمر کے تھے قتل
ہیرود بادشاہ کے مرنے کی خبر پاکر یوسف کا معہ مریم و مسیح ملک اسرائیل مین واپس آنا۔ مگر جب سنا کہ ارخلاؤس
ہیرود کی جگہہ حکمران ہوا ہے تو خوف سے جلیل کیطرف مراجعت کرنا اور شہر ناصرہ مین مقیم ہونا۔ اور باب ۳ مین
مسیح کو اپنے سے بزرگ سمجھکر بپتسمہ لینے سے منع کرنا۔ اور باب ۵ و ۶ مین مسیح کا پہاڑ پر بیٹھکر لوگونکو نصائح
اور باب ۱۳ مین مسیح کا آسمان کی بادشاہت کو اچھے بیج بونے اور اوس سوداگر کی مانند جو قیمتی موتیونکی
میں ہے اور مچھلیون کی جال کی مانند تمثیلات مین بیان کرنا۔ اور باب ۲۰ مین مسیح کا آسمانی بادشاہت کو
خانہ کی تمثیل مین بیان کرنا جو تڑکے باہر نکلکر اپنے انگورستان مین مزدور لگادے۔ اور باب ۲۷ مین یہودا
کا اپنے فعل سے پشیمان ہوکر جو تیس روپیہ مسیح کے پکڑانے کے معاوضہ مین لئے تھے واپس کرکے اپنے آپکو قتل کرڈالنا
انہون کا اون روپیون سے کمہار کا کھیت پردیسیون کے دفن کرنے کے لئے خرید کرنا۔ اور پیلاطوس کا یہہ
انہون نے مسیح کے صلیب دینے کی اوس سے درخواست کی تھی) ہاتھ دھونا اور یہہ کہنا کہ مین اس راستباز کے
سے بری ہون۔ لکھتا ہے اور دوسری تینون انجیلونمین ان قصون وغیرہ کا نام و نشان تک درج نہین ہے

اسیطرح لوکا اپنی انجیل کی باب مین قصہ ذکریا کا اور کیفیت ولادت حضرت یوحنا اور آنا فرشتہ کا حضرت مریم کی پاس
اور حاملہ ہونیکی خوشخبری دینا اور گفتگو اوس معصومہ کی اوس فرشتہ کی ساتھہ اور پہر حاملہ ہونا اوسکا اور بعد حمل کے
ذکریا کی عورت کی پاس اوسکا تشریف لیجانا اور تقریبًا تین ماہ وہان رہنا اور پہر اپنی گہر مین واپس آنا - اور باب ۲ مین
یوسف کا معہ مریم بیت لحم کیطرف واسطی اسم نویسی کی جو بحکم قیصر تمام شہر وشین ہوئی تہی جانا اور ولادت مسیح کا
مین آنا اور ولادت مسیح کی خوشخبری بذریعہ فرشتہ کی اون گڈریونکو ملنی جو اوس ملک مین اپنی گلہ کی نگہبانی کرتے
تہے اور اسوقت دیگر ملائک کا نازل ہونا - اور آٹہوین روز مسیح کا ختنہ کرنا اور بعد انقضائی ایام نفاس کے اونکو یروشلم
مین حسب شریعت موسوی واسطی قربانی گذارنی کی لیجانا اور شمعون کا روح القدس کے الہام سی واسطی دیکہنی مسیح کی آنا
اسیطرح ایک نبیہ عورت کا حاضر ہونا جو چوراسی سال سی بیت المقدس کے اندر عبادت الہی مین مشغول تہی اور حاضرین سی
مسیح کی بارہ مین گفتگو کرنا - اور بارہ برس کی عمر مین مسیح کا بعد اتمام ایام عید کی مراجعت وطن کی وقت بلا اطلاع
کے اورشلیم مین ٹہر جانا اور ایک منزل آکر اونکی والدین کا اونکو جستجو کرنا اور اسی جہت سی اورشلیم مین پہر آکر مسیح کو
ہیکل مین معلمون کی پاس پانا - اور باب ۴ مین مسیح کا شنبہ کی روز مسجد مین کتاب یسعیا کو کہولنا اور وہ مقام
جہان یہہ لکہا تہا کہ خداوند کی روح مجہپر ہی اوسنی اسلئے مجہی مسیح کیا کہ غریبونکو خوشخبری دون مجکو بہیجا کہ ٹوٹی دلونکو
درست کرون - قیدیونکو چہوٹنی اور اندہونکو دیکہنی کی خبر سناؤن اور جو بیڑیون سی گہائل ہین اونہین چہڑاؤن
خداوند کی سال مقبول کی منادی کرون - انتہی - اور پہر کتاب منکو بند کرکی اور خادم کو واپس دیکر جماعت کو فرمانا
کہ آج اس نوشتہ نی تکمیل پائی - اور باب ۷ مین مسیح کا ایک مردہ شخص کو جو ایک بیوہ عورت کا اکلوتا بیٹا تہا زندہ کرنا
جس فاسقہ عورت نی فریسی کی گہر مین مسیح کی پانوپر عطر ملا اور پیار کیا تہا مسیح کا اوسکی تمام گناہ کو بخشدینا - اور باب ۱۰
مین مسیح کا ستر آدمیونکو مقرر کرکی واسطی تعلیم خلائق کی شہرونکو روانہ کرنا - اور باب ۱۳ مین مسیح کو بندا آدمیون
کا اسبات کی خبر دینا کہ پیلاطوس نے جلیل کے چند آدمیون کا خون اونکی قربانیون کی ساتہہ ملایا ہی اور مسیح کا
کو سنکر لوگونکو نصیحت کرنا - اور باب ۱۴ مین مسیح کا واسطی کہانا کہانے کی ایک فریسی کی گہر سبت کی دن تشریف
اور وہان ایک مستسقی کو شفا بخشنا اور صاحب خانہ کو نصائح فرمانا - اور باب ۱۵ مین ایک شخص کے دو بیٹون کی تمثیل
اور باب ۱۶ مین ایک دولتمند اور اوسکی خانساماں کی تمثیل - اور ایک دولتمند جلال اور مہین کپڑی پہنتا تہا اور
نام ایک غریب آدمی کی تمثیل - اور باب ۱۸ مین تمثیل قاضی اور تمثیل دو آدمیون کی جنمین سی ایک فریسی اور دوسرا محصول
گیر تہا مسیح نی بیان کرنا - اور باب ۱۹ کی شروع مین ایک محصول لینی والے کا قصہ جو مسیح کی ساتہہ واقع ہوا - اور باب

پیلاطوس کا بعد گرفتاری کی مسیح کو اپنی حکم سی ہیرودیس کی پاس بہیجنا اور اوسکا بعد تمسخر و استہزا کی اوسی پہر پیلاطوس کی پاس بہیجدینا ۔ لکہتا ہی اور ان امور سی باقی تینون انجیلین ساکت ہین ۔

علیٰ ہذا یوحنا اپنی انجیل کی باب اول مین علمائی یہود کا یوحنا سی سوال کرنا کہ تو کون نبی ہی اور اوسکا جواب دینا اور دیگر گفتگو جو درمیان مین واقع ہوئی ۔ اور خبر دینا پطرس کا مسیح کی حال سے نتہانئیل کو اور اوسکا پہلی دفعہ انکار کرنا پہر مسیح پر ایمان لانا ۔ اور باب ۲ مین مسیح کا پانی کو شراب بنانے کا معجزہ جو پہلا معجزہ ہی اور اسطرح کی یہود سی گفتگو کرنا کہ اس ہیکل کو گرادو تو مین اوسکو تین روز مین کہڑا کردونگا اور وہ جواب جو منکرون نی دیا ۔ اور باب ۳ مین مسیح کی پاس نقودیما کا آنا اور جو گفتگو دونون کی درمیان واقع ہوئی ۔ اور باب ۴ مین قصہ عورت سمری کا جو متصل کنوئین شہر سوکار کی مسیح سی ہمکلام ہوئی تہی اور اوسکی خبر سی شہر کی لوگون کا مسیح کی خدمت مین حاضر ہونا اور اونمین سی بہتون کا ایمان لانا ۔ اور ایک ملازم بادشاہ کی لڑکے کو شفا بخشنے کا قصہ اور اوسکا معہ تمام خاندان کے مسیح پر ایمان لانا ۔ اور باب ۵ مین ایک مریض کو شفا بخشنے کا قصہ جو ۳۸ سال سی بیمار تہا اور جو گفتگو مریض اور یہود اور مسیح کی درمیان واقع ہوئی ۔ اور باب ۶ مین مسیح کا ایک بڑی گروہ کی ساتھ اسطرح پر گفتگو کرنا کہ جسم میرا اور خون میرا قابل پینےکے ہی اور پہر اوس گروہ کی قیل و قال کرنا ۔ اور باب ۸ مین قصہ ایک زانیہ عورت کا جو زنا کی حالت مین پکڑی گئی تہی اور یہود ہیکل مین اوسی مسیح کی پاس لائی تہے ۔ اور تمام معجزات و حالات مندرجہ باب ۹ و ۱۰ و ۱۱ ۔ اور باب ۱۳ مین مسیح کا رومال لیکر اپنی کمر باندہنے اور اپنے مریدون کی پانو دہونی کا قصہ اور باب ۱۴ و ۱۶ مین بشارت فارقلیط بشرح تمام لکہا ہی اور تینون انجیلیون مین سی کوئی ان قصون کی لکہنے مین مشغول نہین ہوا ۔

علاوہ اسکی انجیل مرقس تو بہت ہی مختصر و مجمل ہی بلکہ اسکی بی ترتیبی کی تو خود متقدمین مسیحی شہادت دی رہی ہین چنانچہ اظہار عیسوی کی صفحہ ۳۸۲ مین لکہا ہی کہ پےپیس کہتا ہی کہ مرقس نے جو پطرس کا مترجم تہا جو کچہہ اوسی یاد تہا ٹہیک لکہا مگر جسطرح لدربنا مسیح نی کہا اور کیا ترتیب وار بلحاظ زمانہ کی نہین لکہا کیونکہ اوسنے نہ مسیح سی سنا اور نہ اوسکی پیروی کی تہی لیکن پطرس کا ساتہی تہا ۔ انتہی ۔ جس سی اسکو کوئی استحقاق الہامی کتب مین داخل ہونیکا حاصل نہین ہی ۔ علاوہ اسکی انجیل لوکا کی تصنیف کا منشا جو ریلجس ٹرکٹ سوسائٹی منعقدہ سنہ ۱۷۹۹ء نی اپنی مترجمہ مطبوعہ لنڈن کی دیباچہ انجیل لوکا مین اسطرح پر بیان کیا ہی کہ اس انجیل کی تصنیف کا منشا یہہ معلوم ہوتا ہی کہ اوسوقت کے اون ناقص اور غیر مصدقہ بیانات کی جو لوگون مین مشہور ہو رہی تہی لوکا صحیح اور الہامی حالات مسیح کی معجزات اور زندگی کی نسبت بیان کری ۔ انتہی ۔ اس سی صاف ثابت ہوتا ہی کہ انجیل متی اور مرقس جو انجیل لوکا کی

پہلے تصنیف ہوچکی تہین مسیح کے سچے حالات لوگونکو پہونچانیکے لیے مکتفی نہ تہین جسکی تلافی و تدارک کیلیئے
کو یہہ ضرورت داعی ہوئی - پس اسقدر تو کہہ انجیل متی و مرقس کی غیر مکمل ہونیکا اقرار کیا چاہیئے - اگر یہہ کہو
کہ مسیح کا حال اناجیل اربعہ مین سے کسی مین پورا درج نہین ہوا مگر ہر ایک مین بقدر ضرورت و ہدایت ضرور درج
ہوا ہی تو یہہ عذر بہی بالکل کمزور و پوچ ہی کیونکہ منجملہ ضروری تعلیم و ہدائت دین مسیحی کی ایک اصول مسیح کی الوہیت
ہی جسکی تصریح تینون اناجیل مین حسب بیان مفسرین انجیل یوحنا کی بالکل مفقود ہی اور صرف یوحنا ہی اسکا متکفل
ہوا ہی چنانچہ تفسیر اسکاٹ کی دیباچہ انجیل یوحنا مین لکہا ہی کہ چونکہ یہہ صحیفہ متی و مرقس و لوکا کی صحیفون کی بعد
لکہا گیا اسمین بہت سی باتین ہین جنہین اونہون نی نہین لکہا چنانچہ یوحنا مسیح کی الوہیت اور اوسکی خدمت کی
شروع اور اوسکی نصیحتون اور یہودیون سی مباحثون اور شاگردون کی ساتہہ گفتگو خاصکر وہی جو عشاء ربانی
کی مقرر کرنیکی وقت ہوئی ان سبہون کا زیادہ بیان کرتا ہی انتہی - پہر تہوڑی دور آگی چلکر لکہتا ہی کہ اور انجیل
مسیح کی تمثیلون اور معجزون اور فقیہون اور فریسیون کی ساتہہ مباحثون کا بیان کرتی ہین مگر یوحنا اوسکی گفتگو
اوسی کی بابت زیادہ بیان کرتا ہی - اگر کوئی مسیح خدا کی بیٹے کا حقیقی حال اور خدا کی ذات و صفات اور اوسکی
پہونچنی کی راہ اور عیسائی دینداری اور تسلی کی حقیقت دریافت کیا چاہی اور سب سی پاکترین نصیحتونپر غور کرنیکا
ارادہ رکہی تو اسی کتاب کو دعا کی ساتہہ پڑہنا اور اوسکی مضمون پر دل لگانا چاہیئے انتہی - اور مختصر تفسیر ریلجس
سوسائٹی منعقدہ ۱۸۹۹ء کی دیباچہ انجیل یوحنا مین اسطرحپر لکہا ہی کہ اس انجیل کا منشا یہہ معلوم ہوتا ہی کہ مسیح کی
اصلی حقیقت و کام اور چلن کی نسبت صحیح مسیحی رائے دنیا کی واسطی مہیا کری - لہذا یوحنا کو ہدائت ہوئی کہ وہ اونکے
بیان کیلئے مسیح کی زندگی کی اون حالات کو منتخب کری جو نہائت صفائی سی مسیح کی الوہیت کو ظاہر کرتی ہین اور مسیح
کی کلام کی اون حصونکو بیان کری کہ جنمین مسیح نی اپنی موت کی اصلیت کہ وہ دنیا کیلئے کفارہ ہوئی اور اپنی تعلیمات کی
نسبت صفائی سی بیان کیا - یوحنا کا اون واقعات و حالات کو چہوڑ دینا جو دیگر اناجیل مین لکہی ہین یا اونکو
طور پہ بیان کرنا اسپر دال ہے کہ وہ بیانات درست ہین اور اون حالات کیلئے جو دیگر اناجیل مین لکہنے سی رہ گئی تہی اور
نہائت ہی ضروری تہی لکہنے کو جگہہ نکل آئی - انتہی بلکہ یوحنا اپنی انجیل کو مسیح کی الوہیت کی ہی اشارون سی شروع
کرتا ہی جس سی اظہر من الشمس ہی کہ اوسکی اصل و اہم غرض اپنی انجیل کی تصنیف سی صرف مسیح کی الوہیت کا اصول قائم کرنی
پس اسکی مطابق پہلی تینون اناجیل بوجہ عدم بیان ضروری تعلیم کی ناقص اور قابل ترک کرنیکے ہین
دوسری وجہ جو انکی متروک العمل اور غیر الہامی و جعلی ٹہرائی جانیکی یہہ بیان کیجاتی ہی کہ وہ اپنی بیانات مین اناجیل

بیانات سے مطابق نہین ہین۔ لیکن اول تو اسوجہ کی پیش کرنیسے پہلے عیسائیون پر لازم ہی کہ وہ اناجیل اربعہ کا
الہامی ہونا ایسے دلائل قطعیہ سے ثابت کردکہائین کہ اوسمین کسی شک وشبہہ کی گنجائش نرہی مگر جبتک وہ اون دلائل و
وجوہات سے جو اس کتاب کے امر اول مین مفصل بیان کیئے گئے ہین اناجیل مروجہ کا الہامی ہونا ثابت نہین کرسکتے تو
اونکی اس عذر غامہ پر کچہہ التفات نہین کیجا سکتی۔ دوم۔ چونکہ بعض اناجیل مروجہ بقول عیسائیان اپنے بیانات و مضامین
مین قرآن سے مطابقت اور اناجیل مروجہ سے مخالفت رکہتی ہین جیسا کہ انسائکلوپیڈیا جلد ۳ کے صفحہ ۴۹۱ مین لکہاہی
کہ برناباس کی انجیل مین مسیح کے حالات دوسری انجیلون کے برخلاف بیان ہوئے اور اوسکی اکثر مضامین قرآن سے
ملتے ہین۔ انتہی۔ اور سیل صاحب ترجمہ قرآن کے مقدمہ مین باب ۴ کے صفحہ ۵۸ مین لکہتے ہین کہ برناباس کی انجیل مین مسیح
کے حال الہامی انجیلون کے برخلاف لکہا ہی اور بعض بعض مقام پر قرآن کے مضامین سے مطابقت رکہتی ہی انتہی اور
...صاحب اپنی تاریخ کلیسیا کے منہیہ مین لکہتے ہین کہ اوسمین اکثر جہوٹے افسانے قرآن کے مطابق مندرج ہین انتہی۔
اسلئے ہم کہہ سکتے ہین کہ اصل مین الہامی اناجیل وہی ہین جو قرآن کے مطابق ہین اور تمہارا اونکو غیر الہامی قرار دینا
اسلئے ہی کہ وہ تمہارے اصول موضوعہ کے برخلاف ہین جو ایک مدت کے بعد یوحنا خصوصاً پولوس کی تعلیم سے
بنائے گئے ہین جنہون نے مسیح کی اصلی تعلیم کو بگاڑ کر کچہہ کا کچہہ بنا دیا ہی چنانچہ قرآن شریف کی تفسیر معالم التنزیل
...ابن ابراہیم پانچوین صدی ہجری کی تصنیف ہے زیر آیت وقالت النصاری المسیح ابن اللہ لکہا ہی کہ عروج مسیح
...سنہ سو تک عیسائی لوگ ٹہیک اسلام کے طریقہ پر رہے۔ قبلہ کیطرف نمازین پڑہتے اور ماہ رمضان کے روزے
رکہتے یہانتک کہ اونمین اور یہود مین لڑائیان ہوئین اور یہود مین ایک بہادر شخص پولوس نام تہا جسنے
عیسیٰؑ کے اصحاب کو قتل کرنا شروع کیا پہر یہود کو کہا کہ اگر عیسیٰؑ حق پر تہے تو ہمنے کفر کیا اور ہم دوزخی
ہوئے تمین اگر عیسائی جنت مین داخل ہوئے اور ہم دوزخ مین تو ہم خسارہ مین رہے۔ آؤ مین ایک ایسا حیلہ
کرون کہ اونکو گمراہ کرکے دوزخ کا سزاوار کردون پس وہ یہہ ارادہ کرکے اور اپنے گہوڑے عقاب نام کے جسپر وہ
سوار ہوکر لڑائی کو جایا کرتا تہا پانو کاٹ کر اور پشیمانی سے اپنے سر پر خاک ڈالکر عیسائیون کے پاس چلا گیا اور
کہا مجکو آسمان سے آواز آئی ہی کہ جبتک تو عیسائی نہو گا تیری توبہ قبول نہو سکیگی پہر اونکے سامنے توبہ
کی اور عیسائیون نے اوسکو اپنی کلیسیا مین داخل کیا جسپر وہ ایک سال تک دنرات کلیسیا مین رہکر انجیل سیکہتا
رہا بعدہ کہا کہ مجکو آسمان سے آواز آئی ہی کہ تیری توبہ قبول ہوگئی عیسائیون نے اوسکو سچ جانا اور اوسسے محبت کرنے
لگے اوسکے بعد وہ بیت المقدس کیطرف گیا اور عیسائیون پر نسطور کو خلیفہ بناکر اوسکو تثلیث کا مسئلہ سکہایا۔ پہر

روم کیطرف متوجہ ہوا اور وہانکی عیسائیونکو لاہوت و ناسوت کا بیان پڑھکر یعقوب نام ایک عیسائی کو کہا کہ
نہ آدمی نہ جسم تہا بلکہ خدا کا بیٹا تہا - پہر ایک شخص ملکا نام کو کہا کہ اللہ قدیم ہے اور عیسی بہی قدیم ہے پس جب
اصول اونمین متمکن ہوگئے تو تینون گروہ کو علیحدہ علیحدہ بلا کر ہر ایک سے کہا کہ توہی میرا خالص دوست ہے اور
مینے مسیح کو خواب مین دیکہا ہے اور وہ مجہسے بڑا راضی ہوا ہے - پہر اونمین سے ہر ایک کو کہا کہ مین کل کے دن واسطے
خوشنودی مسیح کی اپنے آپکو قتل کرڈالونگا تم اپنے مذہب کو لوگونمین پہیلاؤ - پہر اوسنے مذبح مین جاکر اپنے آپکو ذبح
کردیا اور اسکی تیسرے روز ہر ایک نے اپنے اپنے مذہب کیطرف لوگونکو بلانا شروع کیا اور اونکا آپسمین ایسا جہگڑا ہوا
کہ ایکدوسرے کو قتل کرنا شروع کردیا - انتہی - اگرچہ عیسائی لوگ اس قصہ کے ساری بیان پر اعتبار نکرینگے اور اسکو
اپنے عقیدہ کے برخلاف سمجہینگے لیکن جب پہلی تینون اناجیل کو جو سنہ ۶۴ع سے پہلے کی تصنیف شدہ خیال کیجاتی ہین
غور سے پڑہکر انجیل یوحنا کو جو سنہ ۹۸ع مین محض الوہیت مسیح کا اصول قائم کرنیکی غرض سے تصنیف ہوئی ہے مطالعہ کیا
جاوے اور اسکے ساتہہ ہی کتاب اعمال مین پولوس مقدس کے حالات کی سیر کرکے اوسکی نامہ قرنتیون کے باب ۹ مین آیت
۲۰ و ۲۱ کو پڑہا جاوے جسمین پولوس مقدس اپنی تعریف خود ہی اسطرحپر کرتے ہین کہ - مین یہودیون کے درمیان
یہودی سا بنا تاکہ مین یہودیونکو نفع مین پاؤن - شریعت والونمین شریعت والا بنا تاکہ شریعت والونکو نفع مین
پاؤن اور بے شریعت لوگونمین بے شریعت سا تاکہ بے شریعت لوگونکو نفع مین پاؤن - پہر نامہ ۲ قرنتیون کے باب ۱۲
کی آیت ۱۶ - پر اگر ہان لیوین کہ مینے تم پر بوجہ نہین ڈالا لیکن شاید مینے ہوشیاری سے تمہین فریب کرکے پہنسایا
انتہی - تو سمجہدار آدمی کو معالم التنزیل کے قصہ کے اکثر حصہ کی تصدیق کے لئے بہت کچہہ مدد مل سکتی ہے - پہر جو بیان
اسکی کتاب ہذا کے امر اول مین کتب قسم دوم کے اندر چوتہی سند کے ذیل مین جو کچہہ بیان ہوا ہے اوسکو غور سے پڑہکر پولوس
مقدس کے حالات کی نسبت مفسرین اناجیل وغیرہ کی توضیحات[1] اور دین عیسوی کے پہیلنے کا ذکر معلوم کرکے اونکا [illegible]

---

[1] تفسیر بارنس جلد ۴ کے صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳ مین زیر آیت ۲۰ و ۲۱ باب ۹ نامہ ۱ قرنتیان اسطرحپر لکہا ہے کہ شریعت والون سے
مراد یہودی لوگ ہین اور بے شریعت بت پرست جسکے یہہ معنی ہوئے کہ پولوس یہودیون مین یہود کے قوانین کا تابع تہا
اور بت پرستون مین بت پرستی کرنے لگا اور اونکی رسومات کا تابع ہوا - انتہی - اور مختصر تفسیر ریلیجس ٹرکیٹ سوسائٹی
صفحہ ۲۹۱ مین ان آیات کے نیچے لکہا ہے کہ اگرچہ پولوس شریعت کو ایک طوق سمجہتا تہا جسکو مسیح نے اوتار پہینکا تہا لیکن
اوسنے اس طوق کو پہن لیا تاکہ یہودیون کو خوش کرکے مسیح کیطرف لاوے اور اونکی وحشت اور بدظنی دور ہو اور وے
سے انجیل کو سن لین - اگرچہ پولوس یہہ نہین چاہتا تہا کہ کوئی قانون مسیح کا توڑکر کسی شخص کو خوش کرے تاہم اوسنے
دوسرون تک انجیل پہونچانے کی یہہ سبیل نکالی کہ مسیح کیطرف کچہہ آدمیون کو لے آوے - نیکی پہیلانا اصلی مقصد زندگی تہا

اعجاز عیسوی کی خاتمہ کو صفحہ ۵۷۸ سی صفحہ ۵۹۶ تک بخوبی پڑھ جاوی تو پھر بہت ہی تھوڑا حصہ قصہ مذکور کا بلا
تصدیق رہکر خود بخود اظہر من الشمس ہو جایگا کہ اخیر مین مسیح کی الوہیت اور تثلیث وغیرہ کی اصول قایم ہوجانیسی دین
عیسوی مین ایک ایسی تبدیلی ہوگئی ہی کہ حضرت مسیح کی اصلی تعلیم پر بالکل ایک نیا چولا پہنایا گیا ہی اور اسی سبب سی
دوسری صدی مین عیسائیون سی مندرجہ ذیل علامات اور صدور کرامات کی نعمت عظمی چھین لی گئی جو مسیح نی
ایمان لانیوالون کی حق مین بطور موجبہ کلیہ یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ جو لوگ مجھپر ایمان لاوینگی اونکی ساتھ یہ علامتین
ہونگی کہ وی میری نام سی دیو ونکو نکالینگی اور نئی زبانین بولینگی سانپونکو اوٹھالینگی اور ہلاک کرنیوالی چیز کی
کہالینی سی اونکا کچھہ نقصان نہوگا بیمارون پر ہاتھہ رکھینگی تو وہ چنگی ہوجاوینگی۔ دیکھو مرقس ۱۶ آیت ۱۷ و ۱۸
یوحنا ۱۴ آیت ۱۲۔ پس سچ تو یہ کوئی وجہ نہین ہی کہ ان کل اناجیل غیر مروجہ کو بی اعتبار اور غیر الہامی ٹھہرایا جائی
خصوصاً جبکہ بعض اونمین سی اونہین ایام مین تصنیف ہوئین جب اناجیل مروجہ لکھی گئین اور انکا لکھا جانا بھی انہین حواریون
کی طرف منسوب ہی جنمین سی بعض کی یہ اناجیل اربعہ خیال کیجاتی ہین اور پھر انہین سی بعض کا درستی اور صفائی سی
لکھا جانا بھی مسلم ہی اور مدت تک عیسائیونمین مروج بھی ہین گو اخیر مین پولوسی عقاید اور اصلی تعلیم کی تبدلات سی
انکا رواج رفتہ رفتہ متروک ہوگیا۔ اسلئی ہم کہتی ہین کہ اناجیل مروجہ وغیر مروجہ مین سی وہی الہامی ہو سکتی ہین جو
قرآن کی مطابق ہین اور قرآن بھی صرف انہین کی تصدیق کرتا ہی خصوصاً برنباس کی انجیل جو علاوہ قرآن
کی مضامین سی اکثر مطابق ہونی کی بالکل کہلی وصاف طور پر بتصریح نام آنحضرت صلعم کی مبعوث ہونیکی خبر دیکر آیہ
ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد کی مصداق ٹھہرتی ہی چنانچہ سیل صاحب ترجمہ قرآن کی
صفحہ ۳۱ مین زیر آیت ما قتلوہ وما صلبوہ کی لکھتی ہین کہ انجیل برنباس مین لکھا ہی کہ حضرت عیسیٰ نی اپنی مصلوب ہونی
کی ذکر مین برنباس سی یون فرمایا تھا کہ ای برنباس یقین جان کہ کیسا ہی چھوٹا گناہ کیون نہو خدا اوسکی سزا
لیتا ہی میری ما اور میری شاگردون نی جو دنیوی غرض سی میری ساتھہ محبت کی خدا اوسپر ناراض ہوا اور بمقتضائی عدل

اور کسی قانون پر نہین ٹھیرا۔ انتہی۔ وقایع پولوس مصنفہ بولینجر صاحب مین جو بزبان فرانسیسی ہی اوسکی باب ۳ مین لکھا ہی
کہ ماسٹن نی اپنی تفسیر اعمال حواریین مین جو چوتھی صدی مین لکھی ہی بیان کیا ہی کہ بہت لوگ ایسی بھی تھی جو نہ پولوس کو
رسول اور نہ اوسکی اوامر کی امتثال کو مانتی تھی۔ اور فرقہ نظاریہ جو کہ شروع ہی مذہب عیسوی مین عیسائی ہوا تھا پولوس کو نہ مانکر بسبب
اوسکی انکاری کی یہہ کہتی تھی کہ وہ اصل مین بت پرست تھا جو یروشلم مین آیا اور وہان اس امید سی ٹھہرا کہ ایک ٹھہ یہودی امیر
کی دختر جسپر کہ وہ عاشق تھا شادی کری چنانچہ اسی سبب سی اوسنی اپنا ختنہ کرایا لیکن جبکہ اپنی دلی مراد کو نہ پہنچا تو اوسنی
مقابلہ یہودیون جھگڑا برپا کیا اور ختنہ۔ یوم سبت کی تعظیم اور اور مذہبی معاملات مین برخلاف یہود کی لکھنا شروع کیا۔ انتہی+

یہہ چاہا کہ اونکو اس نامناسب عقیدہ کی سزا اسی دنیا مین اونکو دیوی تاکہ وہ دوزخ کی عذاب سی بچین اور مین اگرچہ
دنیا مین بیقصور تہا پر چونکہ بعض آدمیون نی مجہکو خدا اور ابن اللہ کہا خدا کو یہہ بات خوش آئی اور اُسکی مشیت
اس امر کی مقتضی ہوئی کہ قیامت کو شیاطین مجہپر نہ ہنسین سو اوسنی اپنی مہربانی سی ایسا بہتر جانا کہ دنیا ہی مین
یہودا کی موت کی سبب میری ہنسائی ہو جاوی اور ہر شخص یہہ گمان کری کہ مین صلیب پر کہینچا گیا لیکن یہہ ساری ہنسائی
اور ہنسائی محمد رسول اللہ کی آنی تک رہیگی جب وہ دنیا مین آویگا تو ہر ایک ایماندار کو اس غلطی سی آگاہ کریگا۔ انتہی
دیکہو یہہ انجیل اپنی الہامی اور خدا کی کلام ہونی کی ثبوت مین کسی خارجی دلیل کی محتاج نہین ہی بلکہ سمجہدار اور
منصف آدمی کی لئی اسکی الہامی ہونیکی ثبوت مین سو دلیلونکی صرف ایکہی دلیل ناطق ہی کہ حضرت رسول خدا کی
آنی کی پیشخبری جس صراحت سی اسمین پانچسو برس پہلی سی درج ہوئی تہی وہ اسیطور سی ظہور مین آئی کہ مخالف کو بہی
اسمین کچہہ جای انکار نہین ہی بخلاف اناجیل مروجہ کی کہ وہ کوئی خارجی دلیل بہی اپنی الہامی ہونیکی نسبت نہین رکہتین
چہ جا کہ اس انجیل کیطرح اپنی ثبوت مین اندرونی شہادت رکہتی ہون - اب یہان پر پادری ٹہاکر داس صاحب کی ان
پانچ شبہات کو رد کیا جاتا ہی جو اونہون نی اظہار عیسوی کی اخیر مین انجیل برنباس کی نسبت ایراد کئی ہین
پہلا شبہ یہہ کہ انجیل برنباس کی نسبت پہلی چار صدیون کی کسی عالم نی ذکر نہین کیا صرف پوپ گلیسیاس کی مشہور
فتوی مین اوسکی جعل کا ذکر ہی اور اسکا کوئی حصہ موجود نہین **جواب** معلوم ہوتا ہی کہ آپ اپنی مذہب اور کتابون سی
ابہی تک بالکل ناواقف ہین ورنہ ایسا غلط دعوی نہ کرتی - دیکہو انسائکلوپیڈیا آف ریلیجس نالج کی صفحہ ۱۹۴
مین برنباس کی انجیل کا سنہ ۴۰۰ع کی قریب تصنیف ہونا لکہا ہی - اور سیل صاحب ترجمہ قرآن کی مقدمہ مین باب ۴
کے صفحہ ۲۰۸ مین لکہتی ہین کہ رلینڈ صاحب نی لکہا ہی کہ انجیل برنباس کا ایک ترجمہ ملک افریقہ مین بہی موجود ہی
اور شہزادہ یوجین آف سیوائی کی کتب خانہ مین بہی ایک قلمی جلد بہت پرانی زمانہ کی اس انجیل کی اطالی زبان
مین موجود ہی - انتہی - اور رسالہ ارشاد الناس مین ہر صاحب کی انٹروڈکشن سی اس انجیل کی نسبت یون منقول ہی
کہ وہ اوائل سنین مسیحی مین مروج تہی یہہ کتاب بطور احادیث کی ہی اور اصل نسخہ کتبخانہ اطلی اور لندن مین موجود
ہی اور انگریزی مین ترجمہ ہوکر چہپ گیا ہی - متاخرین عیسائیون نی اسکو نامہ برنباس کا لقب دیا ہی اسوجہ سی ڈاکٹر
اسمتہ اور ڈاکٹر بینی اوسی غلط کہتی ہین - انتہی - اور سائکلوپیڈیا پینی مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۳۵ع کی جلد ۳ کی صفحہ
سینٹ برنباس کی بیان مین لکہا ہی کہ جو نامہ برنباس کیطرف منسوب ہی وہ اسوقت تک موجود ہی اور دو حصہ مین
منقسم ہی پہلی حصہ مین عیسائی مذہب کی تعلیمات اور خصوصاً اوسکی سادگی بلا آمیزش شریعت یہودی کی

مفصل بیان کی گئی ہے دوسری حصہ مین اخلاقی تعلیمات کا ذکر ہے- یہہ نامہ یونانی زبان مین لکہا گیا تہا مگر لارڈنر کا
بیان ہے کہ اول کے چار باب اور پانچوین کا کچہہ حصہ یونانی نسخہ مین کم ہے لیکن قدیم لاطینی زبان مین مکمل ہے
ارچ بشپ ویک نے اسکا ترجمہ کرایا ہے اس نامہ مین کوئی صریح ذکر عہد جدید کی کسی کتاب کا نہین ہے ہان ایک دو
فقرے عہد جدید کے ہین جنپر انتخاب کا نشان لگا ہے اور اکثر الفاظ دوسری انجیلون کے بہی استعمال کئے گئے ہین ایک
فقرہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بیت المقدس اوسکے لکہنے کے وقت تباہ کیا گیا- لارڈنر کا خیال ہے کہ یہہ نامہ غالباً
ربانیون کا لکہا ہوا ہے اور اوسکے قدیم ہونے مین کوئی شک نہین ہے اور قریب سنہ ۷۱ء کے لکہا گیا ہے-
انتہی-

باوجود آپکا صرف گلیسی اس کی فتوی سے اس انجیل کو جعلی قرار دینا اوسکی قدامت ثابت کرتا ہے کیونکہ جب گلیسی اس
فتوی مذکور کا ذکر یوسیبیوس نے کیا ہے جو سنہ ۳۱۵ء مین ہوا ہے جیسا کہ اظہار عیسوی کے صفحہ ۳۲۶ مین آپکی عبارت
تذکرہ چوتہی صدی کی کتابون کا جنکا ذکر یوسیبیوس نے کیا ہے) سے ظاہر ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ گلیسی اس یوسیبیوس سے
پہلے کا اور غالباً اوائل تیسری صدی کا مسیحی عالم ہے اور پہر اس سے لازم آیا کہ یہہ انجیل گلیسی اس سے پہلے کی تصنیف شدہ
اور اوسکی زمانہ تک وہ برابر مروج اور الہامی مانی جاتی تہی ورنہ اگر وہ پہلے ہی سے عیسائیون نے جعلی و غیر الہامی
مانی ہوئی ہوتی تو گلیسی اس کی فتوی کی کیا حاجت تہی- علاوہ اسکی آپکا یہہ کہنا کہ پہلی چار صدیون کی دفاتر
مقدسہ مین نہین پائی جاتی- خود آپکی ہی قول سے غلط ثابت ہوا کیونکہ یوسیبیوس نے اسکا ذکر کیا ہے اور یوسیبیوس
کی کتاب کو اپنی اظہار عیسوی کے صفحہ ۹۶ مین فہرست دفاتر کتب مقدسہ مین شمار کیا ہے +

اعتراض یہہ کہ قدما اسکی حوالہ نہین دیتے اگر اونکے زمانہ مین موجود ہوتی اور الہامی مانی جاتی تو محمد صاحب کا آنا اور
اونکو غلطی سے آگاہ کرنا اونکی مطالعہ سے پوشیدہ نہ رہتا اور اونکی کتابون مین ایسے شخص کا عام تذکرہ پایا جاتا
پس سکوت کتاب ہذا کی عدم موجودگی پر دلالت کرتی ہے- **جواب**- چونکہ یہہ خبر ایک ایسے ڈہنگ سے اس
انجیل مین بیان ہوئی ہے کہ اوسکا پہلا حصہ مسیح کی الوہیت اور کفارہ کو جو اصل الاصول دین عیسوی قرار دئے گئے ہین
باطل کرکے اخیر مین آنحضرت صلعم کے آنے کی بشارت دیتا ہے اسلئے مسیحی قدما جو پولوسی اعتقادات کے معتقد تہے اس
آنحضرت صلعم کی خبر کو اپنی کتابون مین کسطرح سے نقل کر سکتے تہے اگر ایسا کرتے تو اونکو اس خبر کا پہلا حصہ بہی جو
الوہیت و کفارہ مسیح ہے خواہ نخواہ ماننا پڑتا اور فرقہ ابیونی و گنوسٹک اور ایرین وغیرہ کے نزدیک جو منکر الوہیت مسیح
تہے وہ اونکو بعض و کفیرون بعض کے ملزم ٹہر سکتے تہے- پس اس الزام سے بچنے کے لئے اونہون نے اس خبر سے بالکل ہی
سکوت مناسب سمجہا ورنہ در اصل آپکی قدما آنحضرت صلعم کی آمد کے حالات سے اسطرح سے واقف تہے کہ جیسے کوئی اپنی اولاد کے

حال سے بخوبی واقف ہوتا ہے چنانچہ سورہ بقر مین ہے الذین اٰتینا ھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم یعنی اہلکتاب آنحضرتؐ کو اسطرح سے پہچانتے ہین جیسے وہ اپنی اولاد کو پہچانتے ہین۔ اسصورت مین اونکا سکوت اس انجیل کی عدم موجودگی پر کسی طرح دلیل نہین ہوسکتا +

تیسرا یہہ کہ اگر یہہ خبر مسیح نے دی ہوتی اور اپنے حواریون کی نسبت ایسے کلمے کہے ہوتے تو اناجیل اربعہ بھی ایسی سکوت اختیار نہ کرتین اور نہ انہین مسیح کے مرنے اور زندہ ہونے پر اسقدر زور دیا جاتا مگر کل انجیل مقدس ورقہ ما کی گواہ ہے کہ مسیح مرکر زندہ ہوا اور اپنے آپکو خدا اور خدا کا بیٹا کہنے سے کبھی پشیمان نہوا الخ جواب۔ اول تو بتصریح انجیل یوحنا باب ۲۰- آیت ۲۵ کسی نے مسیحؑ کے پوری حالات نہین لکھے۔ اسصورت مین اناجیل مروجہ کا اس خبر سے ساکت رہنا بھی طرح اس انجیل کی عدم موجودگی یا غیر معتبری کی دلیل نہین ہوسکتا۔ دوم۔ جبکہ بہت سے بیانات وحالات مسیح کے ایسے ہین جو صرف ایک ہی انجیل نے لکھے ہین اور باقی تینون اناجیل اوسے ساکت ہین تو اسصورت مین ہم پوچھتے ہین کہ کیا اسے وہ انجیل جسمین وہ حالات درج ہوئے ہین اسبات کی دلیل ہوسکتی ہین کہ وہ غیر واقعی اور غلط ہین۔ اگر یہی بات ہے تو چارون اناجیل غیر معتبر ہین کیونکہ ہر ایک مین بعض ایسے ایسے بیانات پائے جاتے ہین جو تینون مین درج نہین جنکی مفصل فہرست پیچہے درج کردیگئی ہے۔ خصوصاً انجیل یوحنا کہ اوسمین کسقدر زور وشور سے بشارت فارقلیط دیگر اناجیل سے چالیس پچاس سال بعد درج ہوئی ہے اور دیگر اناجیل بالکل اوسے ساکت ہین۔ اور اگر یہہ بات مسلم نہین تو پھر انجیل برنباس نے کیا قصور کیا ہے جو اس خبر کے سبب سے غیر معتبر خیال کیجاتی ہے حالانکہ اسکی تصنیف بھی اوسی زمانہ کی ہے۔ سوم۔ جبکہ مؤلفین اناجیل مروجہ کی تحریرات سہو وخطا سے معصوم نہین ہین جنکا نمونہ کتاب ہذا کے امر اول کی دلیل سوم وچہارم مین بخوبی بیان ہوا ہے تو پس ہم کہتے ہین کہ جسطرح مؤلفین اناجیل نے دیگر بیانات مین غلطی کی ہے اسیطرح ممکن ہے کہ مسیح کی موت کی نسبت بھی اونکو دہوکہ ہوگیا ہوگا اور یہہ دہوکہ ہونا بھی بہت آسان تھا کیونکہ یہودا بعینہ اونکی شکل کا ہوگیا تھا جسکو سچ مچ حضرت مسیحؑ ہی سمجھکر سولی دیدیا گیا تھا۔ چہارم۔ مسیح کے مصلوب ہونے پر صرف برنباس کی انجیل اور قرآن شریف ہی انکاری نہین بلکہ بہت سے متقدمین عیسائیون کا بھی عقیدہ تھا کہ حضرت مسیحؑ مصلوب نہین ہوئے چنانچہ سیل صاحب ترجمہ قرآن کے صفحہ ۴۳ مین زیر آیت فلما احس عیسیٰ منہم الکفر کے لکھتے ہین کہ عیسائیون کا فرقہ ایرینی شروع ہی مذہب عیسوی مین مسیح کے صلیب پر کہنچے جانیکا انکار کرکے کہتا تھا کہ سمن دی گرینین اوسکی جگہہ صلیب پر کہینچا گیا ہے۔ اور فرقہ کیر نتھین اور فرقہ کارپوک ریٹس جو مسیح کو مرفا کہتا نہ جانتے تھے اونکا بھی یہی یقین ہے کہ مسیح خود نہین بلکہ اوسکی شاگردون مین سے ایک شخص جو بالکل اوسی کی شکل کا

گیا تہا سولی دیا گیا تہا اور فوشئیس صاحب کا بیان ہے کہ اونہون نے ایک کتاب مسمی بہ جرنیز آف اپی سلز یعنے
سفرنامہ حواریین پڑہی جسمین کہ اعمال پطرس یوحنا - اندریاس - تہامس اور پولوس مقدس کا بیان تہا اور اوسمین
بیان طول طویل حالات کے یہہ بہی درج تہا کہ مسیح سولی نہین دیا گیا بلکہ بچایا اوسکی ایک اور شخص سولی دیا
گیا تہا - انتہی - اور جسطرح آپکے اور بیان غلط ثابت ہوئے ہین اسیطرح آپکا یہہ کہنا بہی غلط ہے کہ مسیح کبہی اپنے آپکو
خدا کہنے سے پشیمان نہوا جناب من پشیمان تو جب ہوتی کہ جب اونہون نے اپنے آپکو خدا کہلایا ہوتا بلکہ وہ تو بڑے زور
سے اپنی الوہیت سے انکار کرکے اپنے آپکو ایک آدمی قرار دیتے ہین دیکہو انجیل متی ١٩ - ١٧ - مرقس ١٠ - ١٧ - لوکا ١٨ -
تو مجہے کیون نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہین مگر ایک یعنے خدا +

کہنا یہہ کہ کسی دلیل سے ثابت نہین کہ برنباس جو حواریون کا ساتہی تہا اس کتاب کا مصنف ہے بلکہ کسی عیسائی نے
حضرت محمد صاحب سے پہلے لکہکر برنباس کے نام سے مشتہر کی اور زمانہ محمد صاحب مین ترمیم ہوئی - جواب
آپنے کوئی ایسی دلیل پیش نہین کی جو اس انجیل کے برنباس کی تصنیفات سے ہونیکے منافی ہو بلکہ صرف زبانی اپنے
ارادہ دل کو خوش کر رہے ہین اور جو شبہات آپنے اس انجیل کی قدامت پر اپنی خام خیالی سے وارد کیے تہے اونکے
دندان شکن جوابات سن لیے کہ اگر شرم و حیا سے ذرا بہی مس ہوئی تو پہر آپ کبہی اونکا نام نہ لینگے - آپکا یہہ بہی تقلید
پادری وہیٹ صاحب یہہ کہنا کہ زمانہ محمد صاحب مین اسمین ترمیم یعنی تحریف ہوئی - اسکا جواب خود آپکے ہی ہم
مذہب مسیحی گاڈفری ہیگنس نے اپنی کتاب اپالوجی کی دفعہ ١٩٦ و ١٩٧ مین نہایت معقول اور مدلل طور پر ان سطور کے
ساتہ دیا ہے باوجود ڈاکٹر وہیٹ اور سیل صاحب کی عظمت کے مین یہہ کہتا ہون کہ صرف اونکے بیان سے مجکو یقین نہین کہ برنباس
کی تاریخ مین جیسی کہ وہ اب ہے تحریف ہوئی ہے اور جبتک کہ وہ بعض مختلف تحریرات دستی یا اسیطرح کی اور تعدی
آزمایش نکرین مین اونکی رای سے مطابقت نہین کرسکتا اور مین یقین کرتا ہون کہ ایسی دلیل اونکے پاس نہین ہے اسلیے
اونہون نے اوسکو بیان نہین کیا اور گو در حقیقت مین برنباس کی انجیلی تواریخ کے الہام ربانی ہونیکا قائل نہین ہون تاہم
مجکو اسطرح یقین نہین کہ پیشینگوئی اوسکی اصل مین نہوا اور یہہ بہی مجکو کسیطرح سے یقین نہین کہ وہ خود اپنے الفاظ کی
دوران نہوئی ہو جیسا کچہہ اسکے سوا بہت سی پیشینگوئیون کی کیفیت ہوئی ہے جو پاک اور ناپاک کہلائی گئی ہین تیسری
صدی کے بعد انجیلی تواریخون مین تحریف کی مشکلات کو مکیلس اور پادری مارش صاحب نے باصرار بیان کیا ہے تیسری
صدی مین ہماری انجیلی تواریخون کی تحریف کے خلاف جو دلائل ہین وہ اوسی زور کے ساتہ بلکہ اوس سے کسیقدر
زیادہ برنباس کی انجیل کی تحریف کے خلاف بہی عائد ہوتی ہین جو کہ بہت عرصہ کے بعد یعنی ساتوین صدی مین ہوئی

تھی کیونکہ جسقدر وہ بعد کو ہوئین اوسیقدر ظاہراً زیادہ وقت ہوئی ہوگی - اس انجیل کو بہت سے عیسائیون نے
محمد کے زمانہ کے بہت قبل تسلیم کیا تہا - یہہ خیال کرنا مشکل معلوم ہوتا ہی کہ پڑہے لکہے مسلمانون نے سنہ ہجری کی
دوسری صدی مین بکثرت تہوان تحریفونکو اگر وہ ایسی خراب تہین جیسی کہ بیان کی گئی ہین معلوم کیا ہو گی
وجہ نہین معلوم ہوتی کہ علم کی سرسبزی پر رومی پادریون نے اون بعض پرانی تحریرات دستی کو زبان یونانی
عربی اور سریانی اور کاپٹک مین جنمین عبارتین مذکور موجود نہ تہین نہ دریافت کرلیا ہو دلیل مسکت بہ لحاظ
جوان تحریرات دستی کی وجہ سے عیسائیون کو مسلمانون کے ساتھ مناظرہ کرنے مین ہاتھ آتی یقیناً اسکی وجہ معلوم
ہوتی کہ یونان اور سیریا اور مصر وغیرہ بیشمار عیسائی خانقاہون سے ایک بہی پیش نہوسکی مسلمانون کی طرف
ہم ... سب عیسائی پادریون سے کہتا ہون کہ اس انجیل کی ایک بہی تحریری جلد ایسی نکالدین جسمین یہہ عبارتین
نہین پائی جاتین یہہ جلدین مسلمانون کے ملکونمین بہت رائج ہین جہانکہ عیسائی خانقاہین کثرت سے ہین اور وہ
دو جلدین اب بہی ضرور ہونگی اگر عمداً غارت نکردی گئی ہون" - انتہی - پس اگر آپ سچے ہین تو حسب صراحت محقق ممدوح
صدر جبتک اسبات کا ثبوت نہ دین کہ کس شخص نے کسوقت مین یہہ ترمیم کی ہے اور برنباس کی انجیل کا کوئی قدیمی نسخہ
نہ دکہائین جو آنحضرت سے پہلے کا لکہا ہوا ہو اور اوسمین یہہ پیشخبری درج نہو تبتک آپکا یہہ بلادلیل دعوی
ونقلاً بالکل باطل ہے کچہہ بہی قابل لحاظ نہوسکیگا *

پانچوان حضرت محمد صاحب نے عموماً اس خبر کا حوالہ دیا اور کسی مصنف کا نام نہین بتایا جنہون نے مسیح کے اقوال
قلمبند کئے اور یہہ ہلتی کیا تاکہ فریب چہپا رہے اگر الہامی کتابون کیطرف اشارہ کرتے تو فوراً قلعی کہلجاتی کیونکہ اون مین
ایسی خبرین ہرگز نہتہین - اور اگر کسی جعلی کتاب کا حوالہ دیتے تو آپکی وحی کی مٹی خراب ہوتی اسلئے اس
ایسی احتیاط سے اس خبر کو قرآن مین بیان کیا ہے کہ فریب ظاہر نہ ہووے - **جواب** گو حضرت نے اسلئے کسی خاص انجیل
نام لیکر اپنی پیشخبری کا حوالہ نہین دیا کہ صرف یہہ ایک ہی خبر آپکی نسبت انجیل برنباس مین موجود نہین بلکہ
مروجہ کے متعدد مقامات مین صراحتاً وکنایتہً آپکی نسبت خبرین درج ہین چنانچہ ازالۃ الاوہام وبشارات محمدیہ
مین اونکو ایسی مدلل طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بجز آنحضرت کے اور کوئی اونکا مصداق نہین ہوسکتا - مگر تاہم
و مدسے آپنے اپنی پیشخبری کتب سابقہ کی نسبت بحکم ربانی قرآن شریف کے مختلف مقامات مین مبشراً بالی من بعدی
اسمہ احمد - اور یجدونہ مکتوباً عندہم فی التوراۃ والانجیل - اور یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم فرمایا ہے وہ عام
نہین بلکہ خاص طور پر حوالہ سے بہی بڑہکر ہے کیونکہ یہہ آیات برملا عیسائیون ویہود عرب کے سامنے پڑہی جاتی

وہ روزمرہ اونکو سنتے تہے - پس اگر خدا نخواستہ انجیل اور توریت مین حضرت کی نسبت کوئی خبر اونکی دانست مین مندرج
ہوتی تو کیا وہ آپ پر یہہ اعتراض نہ کرتے کہ آپکی آمد کی کوئی خبر کتب سابقہ مین نہین ہے یون ہی آپ دعوی کرتے ہین
ہماری خبر توریت و انجیل مین ہے اسصورت مین آپکے دعوی رسالت پر بہت سخت صدمہ پہونچ سکتا تہا بلکہ جو لوگ اسلام لائے
تہے وہ بہی آپکی نسبت بدظن ہوجاتے چہ جاکہ آیندہ دن دگنی رات چوگنی ترقی ظہور مین آتی - پس اونکا اس معاملہ مین
ملکون با چندان معترض نہونا بالکل تسلیم دعوی کی دلیل ہے چنانچہ جن یہود ونصاری کو سعادت ازلی یا
مددگار ہوئی وہ توریت و انجیل مین حضرت کی خبرین دیکہکر فوراً آپ پر ایمان لائے *
حاصل عیسائیون کے پاس اناجیل غیر مروجہ کو متروک کرنیکی کوئی وجہ معقول موجود نہین ہے اور صرف اسلئے
ہون نے اونکو جعلی قرار دیکر اپنے مطلب کی اناجیل کو الہامی مان رکہا ہے *

## امر سوم - نبی آخر الزمان اور قرآن کی ضرورت کے بیان مین

پادری فنڈر صاحب کے دعوی مذکور سے یہان قرآن کی ضرورت کے بیان کرنیکی چندان ضرورت نہ تہی مگر چونکہ
عیسائی مثل پادری ٹہاکر داس صاحب وغیرہ اپنی خام خیالی سے اسبات پر جمے ہوئے ہین کہ پیغمبر آخر زمان اور قرآن
کی ضرورت نہین تہی اور جو باتین قرآن مین بیان کی گئی ہین اونکی بائبل سے پہلے بخوبی خبر مل چکی ہے اسلئے
بر گذارش ہے کہ انبیاء کے سلسلہ یکے بعد دیگرے سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمیشہ سے خدا تعالی بنی آدم کی ہدایت کیلئے
راست سے بہٹک کر گمراہی مین جا پڑتے ہین پیغمبر بہیجتا رہا ہے اسصورت مین جن لوگونکو تواریخ سے ذرا بہی مس ہے وہ بخوبی
جانتے ہین کہ آنحضرت ؐ کے مبعوث ہونے اور قرآن کے نزول سے پہلے کل دنیا پر جہالت سے ایک ایسی تاریکی و ظلمت چہائی
بدینی پہیلی ہوئی تہی کہ اگر اسلام اپنی نورانی شعاعون سے جہان کو روشن نہ کرتا تو ممکن نہ تہا کہ وہ ظلمت
ہٹتی بلکہ یقین تہا کہ وہ روز بروز متزائد ہو کر باعث ہلاکت ابدی ہوتی چنانچہ یہود تو بسبب انکار و عداوت مسیح کے
ایسے ایسے خیال فاسد رکہتے اور ناشائستہ اقوال کہتے تہے کہ اونکے بیان سے قلم لرزتی ہے اور نصاری بسبب محبت
افراط کو بڑہ گئے تہے کہ حضرت مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا سمجہکر شرک کا کوئی دقیقہ اونہون نے اوٹہا نہ رکہا تہا
بزرگون کی تصاویر بنا کر اونکی پرستش کو دین عیسوی کا رکن اعظم سمجہتے تہے - اور کل اہل عرب بتہون کی تراشے ہوئے
ہزار خیالی جنات کی پرستش کرتے تہے - اور اہل فارس دو خدا اہرمن و یزدان کو مانتے اور اپنی ماں بہنون سے نکاح کو بہی
جائز سمجہتے تہے - اور اہل ہند درختون و پتہرونکو سجدہ کرتے تہے - پس ایسے وقت مین نہایت ضروری تہا کہ
طرف سے کوئی ایسا ہادی آوے کہ اونکے مادہ عقلی کو حجابات سفلی سے پاک و صاف کرے اور اونکو ملکی صفات بنادے

اونکا خدا کے سامنے یہہ عذر باقی نرہے کہ ہمین عبادت کے سچے طریقہ کی واقفیت نہ تھی اور اسلئے ہم معذور تھے پس
ضرورت کو پورا کرنے کے لئے حضرت محمدؐ رسول اللہ خاتم النبیین مبعوث ہوے اور اونکی وساطت سے قرآن شریف
نازل ہوکر بنی آدم کے دلون سے اونکی سب بیہودہ اور باطل خیالات دور کئے۔ اور اس حالتمین آنحضرت اور قرآن شریف
سے جو ضروری اور لابدی کام ظہور مین آئے اونکی مختصر اور بطور نمونہ فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) جسطرح باوجود بارہ حواریون کی موجودگی اور اونکی مسیحی تعلیم کے پہیلانے کی سرگرمی کے جن لوگونکو
مقدس کے ذریعہ اور وساطت سے ازل مین عیسائی ہونا لکہا تہا اونکے لئے پولوس کا آنا ضروری تہا۔ اسیطرح انبیاء
اخیر سلسلہ پر باوجود کتب سابقہ کے جن لوگون کو صرف آنحضرتؐ اور قرآن شریف کے ذریعہ ایماندار ہونا اور خدا کی
بادشاہت مین داخل ہونا ازل مین مرقوم تہا اونکے لئے آنحضرتؐ کا ہادی ہونا اور قرآن کا آنا ضرور تہا +

(۲) - چونکہ یہود و نصاریٰ نے اپنی اپنی کتب الہامیہ مین خدا کے کلام کے ساتہہ کلام بشری کو ملاکر ایسا خلط ملط
کردیا تہا کہ الہامی و غیر الہامی کلام مین کسیطرح تمیز نہین ہوسکتی تہی اسلئے نہایت ضرورت ہوئی کہ بنی آدم کو بذریعہ
آنحضرتؐ ایک ایسا خالص کلام الہی یعنی قرآن دیا جاوے جسکو کلام بشری سے مس تک بہی نہین ہوئی +

(۳) - خدا کی وحدانیت جسکے پہیلانے کے لئے ہزارون انبیاء آئے تہے اور اخیر مین عیسائیون کے عقیدہ تثلیث نے
عقلاً و نقلاً بالکل باطل ہے اوسکو خلط ملط کرکے بالکل شرک بنادیا تہا قرآن نے وحدانیت الہی کو عیسائیون کے
اور باطل خیالات کی کدورت سے ایسا متمیز کردیا کہ من کل الوجوہ شرک و بت پرستی کی جڑ ہی اکہیڑ ڈالی +

(۴) مسیح کی بن باپ ولادت کا عجیب و غریب معاملہ جو خلاف عادت تخلیق انسانی ہونے کے باعث کسی کی
مین نہ آسکتا تہا اور انجیل مین جو اسکے متعلق بیان تہا وہ ایسا غیر مکتفی اور ناکارہ تہا کہ اوس سے کسیطرح کی آدمی
کو تشفی نہوسکتی تہی بلکہ حضرت مریم کے ساتہہ یوسف نجار کی شادی ہونیکے بیان نے جو اناجیل مروجہ مین درج
مسیح کے بن باپ پیدا ہونے مین ایسا شک و شبہہ ڈالدیا تہا کہ یہود کو بہ نسبت حضرت مریم و مسیح کے طرح طرح کی بدگمانیان
کرنے اور کفر بکنے کا موقع ملگیا تہا۔ اسلئے قرآن شریف نے نازل ہوکر ایسی صفائی و عمدگی سے مسیح کی بن باپ ولادت کو
بدلائل ثابت کیا کہ مخالفین کے سب تعصبات باطل کردئے اور مسیح کی اعلیٰ شان اور اونکا حقیقی احترام جو اونکی شایان
تہا بنی آدم کے دلون پر کمالینبغی بڑی وضاحت سے منقش کیا +

(۵) - چونکہ کفارہ کے مہمل و بیمعنی عقیدہ سے جو صرف سراسر خلاف عدالت ہی نہین بلکہ ادسے انبیائے سابق کی
سال کی تعلیم و تاکید اعمال حسنہ محض رائگان و برباد جانے کے علاوہ اوسکی لغو ہیدنے لوگون کی یہہ حالت کردی تہی

اونکے دلون سے گناہ کا ڈر اوٹھہ گیا تہا کیونکہ جب مسیح پر ایمان لانیوالون کے بدلے مین خود سزایاب ہوگئے تو ایسے مومن مسیح کو گناہ کا ڈر ہی کیا رہا۔ اسلئے بنی آدم کو ان توہمات باطلہ اور خیالات فاسدہ سے نکالنے اور مسیح کو مصلوبیت کی ہتک سے بری کرنے اور اونکی حقیقی شان ثابت کرنے کے لئے آنحضرتؐ و قرآن کا آنا ضروری تہا +

(۶)۔ چونکہ یہودیون نے حضرت مسیح جیسے نبی اور ہادی کا انکار کرکے پرلے درجہ کی بیدینی سے اونکی بے ادبی کی بلکہ اپنی نادانی سے سچے مسیح کو چہوڑ کر ایک وہمی مسیح کے منتظر ہوگئے۔ اسلئے یہود کو اس سخت غلطی سے نکالنے اور اونپر حجت قائم کرنے کے لئے آنحضرتؐ اور قرآن کا آنا ضروری تہا۔ جنہون نے آکر دنیا کو ثابت کردیا کہ مسیح نبی اور ہزارون یہودیونکو منوا دیا اور منکرون پر الزام کامل کردیا +

(۷)۔ توراۃ و انجیل مین جو بعض مضامین خدا کی علمیت۔ قدرت۔ حکمت اور قدوسیت کے برخلاف پائے جاتے ہین اون سے لوگون کے خیالات ہٹانے اور خدائے عزوجل کی اعلیٰ قدرت و عظمت اور جلالت جو اوسکی شان ہے ظاہر کرنے کے لیئے قرآن شریف کا نازل ہونا نہایت ضروری تہا +

(۸)۔ انبیائے سابق مثل نوح۔ داؤد۔ یہودا۔ لوط۔ ہوسیع۔ ہارون سلیمانؑ وغیرہ وغیرہ کی نسبت بدکاری و بیحیائی اور بت پرستی اور کل انبیاء کو چور و ڈاکو ثابت کرنے کے مضامین جو توریت و انجیل مین ہین اونکی عصمت و پاکیزگی اور عزت قائم کرنیکے لئے جو اونکی شان کے شایان تہی۔ قرآن کے آنے کی از بس ضرورت تہی +

(۹)۔ یہود و نصاریٰ نے چونکہ توریت و انجیل کو اپنی اپنی تائید مذہبی کے باعث اونہین تغیر و تبدل کرکے بالکل بے اعتبار بنا دیا تہا اور نیز اونپر برسون تک اونکی قتل و الہامی کتب کے جلانے کے متواتر حوادث و آفات پڑنے سے توریت و انجیل مین بہت کچہہ نقص واقع ہوکر بائبل غلطیون کا ایک مجموعہ بنگیا تہا اسلئے ضرور تہا کہ قرآن شریف کے ذریعہ اونکے قصص و احکام وغیرہ کی غلطیونکو درست کیا جاوے +

(۱۰)۔ انبیائے سابق نے جو بالہام ربانی مختلف اوقات مین آنحضرتؐ کے آنے کی بڑے شد و مد کے ساتھہ خبر دی تہی اونکی پیشگوئیون کی تصدیق کے لئے آنحضرتؐ کا آنا از بس ضروری تہا +

(۱۱)۔ ابتدائے عالم سے مختلف اوقات مین کتنے انبیاء اور اوتار و برگزیدہ لوگ دنیا پر ظاہر ہوئے اور قطع نظر کہ وہ سب کے سب حق پر تہے یا نہین اونہون نے بنی آدم کی ہدایت کا بیڑا اوٹہا کر اپنی اپنی شریعتین قائم کین اور الہام کا دعویٰ کرکے اپنی اپنی کتابون کو کلام الہی بتایا جیسے توریت۔ انجیل وید۔ کتب مجوس وغیرہ۔ اور گو اونمین کتب الہامی صرف توریت و انجیل ہی تہین مگر چونکہ یہہ باب ایسا وسیع تہا کہ ہر

کوئی اپنے آپکو سچا ہادی اور اپنی کتاب کو کلام الہی کہکر عہدہ برآ ہو سکتا تھا اور سچی جہوٹی کی تمیز اور کہوٹی کہری کی علیحدگی نہائت مشکل بلکہ غیر ممکن تھی اسلئے اس ضرورت کے پورا کرنے کے واسطے ایک ایسی شہادت و معیار کی نہائت ضرورت تھی جو بذات خود ایسی کامل و مکمل ہو کہ کوئی مخالف اوسکا ابدالآباد تک معارضہ نہ کر سکے پس قرآن نے نازل ہو کر اس ضرورت کو جیسا کہ چاہئے تہا اس خوبی و خوش اسلوبی سے پورا کیا جو اپنی کلام میں ایک ایسا دائمی معجزہ ہے کہ اوسکی مثل ایک ادنی سی سورہ کے لانے سے بھی تیرہ سو سال سے مخالفین و معاندین بالکل عاجز و خاسر ہیں اور قیامت تک ایسے ہی رہینگے۔

علاوہ انکے اور بہت سے امور ایسے تہے کہ جنکے پورا کرنے کے لئے قرآن کی اشد ضرورت تہی لیکن متذکرہ بالا ضروریات بطور نمونہ بیان کر دیگئی ہیں منصف مزاج اور اوس شخص کے لئے جسکو ہدائت ازلی اور عقل سلیم شامل حال ہو کافی و وافی ہیں +

## امر چہارم۔ تعلیم محمدی کی عمدگی پر محققین مسیحیون کی شہادت

محمدی تعلیم کی عمدگی کے ثبوت مین اگرچہ اس کتاب کے ہوتے کسی دوسری شہادت کی کچھہ بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اسمین دونون تعلیم عیسوی و محمدی کا مقابلہ کر کے ہر ایک قسم کے مضمون کو عیسوی تعلیم پر ایسی طرح ترجیح دیگئی ہے کہ ہتہ کنگن کو آرسی کیا۔ لیکن تاہم بعض متعصب عیسائیون کو شرمندہ کرنیکی غرض سے ذیل مین چند منصف مزاج مسیحی محققین کے ایسے اقوال بطور نمونہ درج کئے جاتے ہین جو بلا کسی طرحکی غرض نفسانی کے محض انصاف سے محمدی تعلیم کی عمدگی پر شہادت دیتے اور اوسکو تہ دل سے پسند کرتے ہین۔

(۱)۔ چیمبرس انسائکلوپیڈیا کی جلد ۶ مین لکہا ہے۔ اسلام کا وہ حصہ بہی جسنے اوسکے بانی کی رائے کا اشتہار دیا ہے نہائت کامل اور غائت درجہ مین موثر ہے یعنے قرآن کی نصائح کسی ایک دو یا تین سے تو نہین مجتمع ہیں بلکہ اسلام کی عالیشان عمارت مین سلسلۃ الذہب کی مانند منضبط اور مندرج ہین۔ ناانصافی جہوٹ غرور کینہ کشی تہمت تجزیہ۔ عداوت۔ فضول خرچی۔ طمع۔ حرامکاری۔ خیانت اور نفاق کی سخت مذمت کی گئی ہے اور انکو قبیح اور بدینی بتلایا ہے۔ اور بمقابلہ انکے خیر اندیشی۔ فیض رسانی۔ عفت۔ بردباری۔ صبر و تحمل۔ کفائت شعاری۔ راستبازی۔ عالی ہمتی۔ حیا۔ صلح پسندی۔ حق دوستی۔ اور ان سب پر بالا توکل بر خدا اور انقیاد امر الہی کو پرہیزگاری حقہ اور مومن صادق کی اصلی نشانی قرار دی ہے۔ انتہی +

(۲)۔ اڈوارڈ گبن تاریخ رومۃ الکبری کی جلد ۲ باب ۵۰ مین لکہتے ہین۔ ہر ایک مذہب مین بانی مذہب کی سیرت ...

اسکی تحریری مکاشفات کی تکمیل ہوتی ہی چنانچہ محمدؐ کی حدیثین بہت سی امر حق کی نصیحتین اور اونکی افعال
بہت سی نیکی کی نمونی ہین اور اونکی ازواج و صحابؓ اونکی بہت سی غلوت و جلوت کی آثار جمیلہ محفوظ کرر کہی ہین انتہی
(۳) - ڈاکٹر ای اسپرنگر اپنی کتاب سیرت محمدی کی صفحہ ۸۹ مین لکھتی ہین - محمدؐ تیز فہم اور نہایت مرتبہ کے
عالی نظر تہی - صاحب رائی صائب اور عالی مذاق تہی - گو وہ شاعر کی نام کو ناپسند کرتی تہی مگر بہت کرکی تو شاعر تہی -
اور قرآن کی عبارت باہم متشابہ او مضامین عالی اسکی عمدہ فضائل ہین اونکی خیال مین ہمیشہ خدا کا تصور رہتا
تہا - اونکو نکلتے ہوئی آفتاب - برستی ہوئی پانی - اور اُگتی ہوئی روئیدگی مین خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تہا اور
بجلی کی کڑک اور آواز آب اور پرندون کی نغمہ حمد الہی مین خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تہی - اور سنسان جنگلون
اور پرانی شہرون کی خرابات مین خدا ہی کے قہر کے آثار دکہلائی دیتے تہے - انتہی +
(۴) - لنڈن کی کوارٹرلی ریویو نمبر ۲۵۴ بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۶۹ء مین ایک آرٹیکل جسکا عنوان اسلام ہی اور جسمین
بہا ہی کہ ادہر گیبنا اور کارلیل اور اوسطرف جماعت محققین جدید مثل اسپرنگر اور ماری اور نولڈیکہ اور میور
اور دوزی نی تمام جہان پر یہہ بات ثابت کی ہی کہ اسلام ایک زندگی بخشنے والی چیز ہی ہزارون فائدہ مند جوہر ون
ظاہر ہوا ہی اور یہہ کہ محمدؐ (کی سیرت کی نسبت جو کچہہ رائی ہو مگر اونہون نی) مروت کی سنہری کتاب مین اپنی لئی جگہہ
حاصل کی ہی - جلد ۱۲۷ صفحہ ۲۹۷ +
(۵) - گاڈفری ہیگنس اپنی کتاب اپالوجی مین لکہتی ہین - دفعہ ۴۶ - جب بہت سی طول طویل و عسیر الفہم
عیسائی مذہبون پر خیال کیا جاتا ہی تو شائد ایک حکیم دین اسلام کی خوبی اور سادگی اور سریع الفہم ہونی اور بی تکلفی
کو دیکہتا ہی کہ میرا مذہب ایسا کیون نہوا - انتہی - اور دفعہ ۵۴ مین لکہا ہی کہ عیسائی مذہب مین اخلاق کا
کوئی مسئلہ ایسا نہین ہی کہ مسلمانون کی تعلیم مین نہ پایا جاتا ہو - دفعہ ۲۲۶ - مجکو کوئی تعصب یا مذہب ایسا یاد
نہین جو سخت خرافات یا نہایت پیچ سی خواہ دونون سی پر نہو مگر کل مذاہب مقررہ سی جنکا بیان مینی پڑہا ہی محمدؐ کا
مذہب نہایت سادہ اور حکیمانہ ہی اور اپنی اصلی پاکیزگی مین مشکلات کم رکہتا ہی اس عقیدہ سی زیادہ سادہ اور
کیا ہو سکتا ہی کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی معبود برحق خدا ہی اور محمدؐ اوسکی رسول اور اوسکی راہ کی تبلانی
والی ہین - انتہی - حمایۃ الاسلام ترجمہ اپالوجی صفحہ ۳۲ و ۱۱۳ +
(۶) - آنریبل سر ولیم میور صاحب اپنی کتاب لائف آف محمدؐ مین لکہتی ہین - ہم بلا تامل اس بات کو تسلیم کرتی ہین کہ
ہمیشہ کی لئی اکثر توہمات باطلہ کو کالعدم کردیا اسلام کی صدائی جنگ کی روبرو بت پرستی موقوف ہوگئی

(یہہ ہی کہنا چاہیے کہ بت پرستی کی برائی بیان کرکے ایسی عمدہ تعلیم کی کہ خود بخود لوگ بت پرستی چھوڑکر خدا
پرست ہوگئے) اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور قدرت کاملہ کا مسئلہ حضرت محمدؐ کے معتقدون کے دلون
اور جانون مین ایسا ہی زندہ اصول ہوگیا ہے جیسے خاص حضرت محمدؐ کے دل مین تہا (یہہ محمد کی تعلیم کا اثر ہی) اور یہ
اسلام کی پہلی بات جو خاص اسلام کے معنی مین ہے یہہ ہے کہ خدا کی مرضی پر توکل مطلق کرنا چاہیے۔ بلحاظ معاشرت کے
بہی اسلام مین کچھہ کم خوبیان نہین ہین چنانچہ مذہب اسلام مین یہہ ہدایت ہے کہ سب مسلمان آپس مین برادرانہ محبت رکہین اور
یتیمون کے ساتھہ سلوک کرین۔ غلامون کے ساتھہ نہایت شفقت سے پیش آئین۔ نشہ کی چیزون کی ممانعت ہے۔ مذہب اسلام
اس بات پہ فخر کرسکتا ہے کہ اسمین پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو اور کسی مذہب مین پایا نہین جاتا۔ انتہی

(۷) مسٹر جان ڈیونپورٹ اپنی کتاب اپالوجی مطبوعہ لنڈن ۱۸۶۹ء کے صفحہ ۱۳۷ مین لکہتے ہین کہ آنحضرت نے
فقط اخلاق حمیدہ کی تعلیم اور تاکید ہی نہین کرنی پڑی بلکہ عبادت خدائے یکتا بہی قائم کرنی پڑی کیونکہ تقدیر
الہی سے جن لوگون مین آپ مبعوث ہوئے تہے وہ ان دونون باتون یعنی عبادت خدائے یکتا اور اخلاق حمیدہ مین گمراہ تہے
پہر لکہتے ہین کہ آیا ممکن ہے کہ جس شخص نے اپنے ملک کے لوگون کی عقائد و رسوم ابدالآباد کے لئے درست و شائستہ کئے ہون اور
بعوض طریقہ باطلہ بت پرستی جسمین سالہا سال سے اوسکے ملک کے لوگ غرق تہے عبادت خدائے یکتا و برحق رواج دی
ہو اور جس شخص نے قتل اطفال موقوف کردیا ہو اور استعمال مسکرات اور وہ لہو و لعب ممنوع کردئے ہون جنمین بازی
ہی اور جو منشاء تخریب اخلاق ہین اور جس شخص نے رسم تعدد ازدواج کو جو اوس زمانہ مین غیر محدود تہی محدود کردیا
اوسکی نسبت ہم گمان کرین کہ ایسا مصلح اور مہذب جلیل الشان جسنے ترویج احکام حقہ مین ایسی سرگرمی اور جان
فشانی کی صرف ایک جعلساز اور مکار تہا آیا ہم یہہ وہم کرسکتے ہین کہ اوسکی رسالت منجانب اللہ نہ تہی بلکہ اوسکا ادعا
تہا۔ استغفر اللہ یہہ گمان آپکی نسبت نہین ہوسکتا اور یہہ کیونکر یقین کرین کہ اونہون نے اپنے زمانہ مین اپنی قوم کو
صدق و راستی تعلیم کی تہی اور اونکو خدا نے اسلئے مبعوث کیا تہا کہ اپنی امت کو اوسکی توحید اور صداقت سکہا
اور اونہین ایسے احکام انتظام ملک اور اخلاق حمیدہ تعلیم کرین جو اونکے مناسب حال ہون۔ انتہی ملخصاً

(۸) سیل صاحب اپنے مقدمہ قرآن کے باب ۲ صفحہ ۵۸ مین لکہتے ہین کہ قرآن کا بڑا بہاری اصول خدا کی
ہے جسپر کہ محمد صاحب کے وعظ کا بڑا زور تہا اور یہہ ایک بڑی بہاری بنیاد والی راستبازی ہے کہ کبہی نہ تہا اور نہ
ہے ایک سے زیادہ خدا۔ پہر اسی صفحہ مین لکہا ہے کہ قرآن مین ضروری قوانین اور ہدایت کے بیانات اور خدا
واحد کی پرستش کرنا اور اوسکی مرضی کے مطابق چلنا ایک قدرتی والہامی راستبازی کے طریقہ مین بیان ہوتی

(۹)۔ گبن صاحب مستند و مشہور مورخ انگلینڈ اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ محمدؐ کا مذہب شکوک اور شبہات سی پاک ہی
...کی پیغمبر نی بتون۔ انسانون۔ ستارون و سیارون کی پرستش کو اس معقول دلیل سی رد کیا کہ جو شی طلوع
...ہی غروب ہو جاتی ہی اور جو حادث ہی وہ فانی ہوتی ہی اور جو قابل زوال ہی وہ معدوم ہو جاتی ہی اور اسنی
...ی سرگرمی سی کائنات کی بانی کو ایک ایسا وجود تسلیم کیا ہی جسکی نہ ابتدا ہی نہ انتہا نہ کسی شکل مین محدود نہ
کسی مکان مین اور نہ کوئی اوسکا ثانی موجود نہ کوئی جسکی اوسکو تشبیہ دی سکین وہ ہماری نہایت خفیہ ارادون سی آگاہ
...بتا ہی بغیر کسی اسباب کی موجود ہی اخلاق اور عقل کا کمال جو اوسکو حاصل ہی وہ اوسکو اپنی ذات سی حاصل ہی
ان بڑی بڑی حقائق کو پیغمبر نی مشہور کیا اور اوسکی پیرون نی انکو نہایت مستحکم طور سی قبول کیا اور قرآن
...کی مفسرون نی معقولات کی ذریعہ سی بہت درستی کی ساتھ انکی تصریح اور تشریح کی ایک حکیم جو خدا تعالی کی وجود اور
اوسکی صفات پر اعتقاد رکھتا ہو مسلمانون کی عقیدۂ مذکورہ بالا کی نسبت یہ کہہ سکتا ہی کہ وہ ایسا عقیدہ ہی جو ہمارے
موجودہ ادراک اور قوائی عقلی سی بہت بڑھکر ہی کیونکہ جب ہمنی اوس نامعلوم چیز کو زمان و حرکت اور مادہ اور
حس اور تفکر کی اوصاف سی مبرا کر دیا تو ہماری خیال کرنی اور سمجھنی کی لئی کیا چیز باقی رہی وہ اصل اول جسکی بنا
عقل اور وحی پر ہی محمدؐ کی شہادت سی استحکام کو پہونچی چنانچہ اون کی معتقد ہندوستان سی لیکر مراکو
تک موحد کی لقب سی ممتاز ہین اور بتون کو ممنوع سمجھنی سی بت پرستی کا خطرہ مٹایا گیا ہے۔ انتہی ٭

## امر پنجم۔ اس بیان مین کہ اناجیل مروجہ کے مقابلہ مین اہل اسلام کی کونسی کتاب پیش کیجا سکتی ہے۔

...عیسائی لوگ جبکبھی کوئی مضمون یا سند اناجیل مروجہ سی نکالتی ہین تو اہل اسلام کو اسبات پر مجبور کرتی
ہین کہ بمقابلہ اسکی تم بھی ایسا مضمون اور اپنی سند صرف قرآن شریف سی نکالکر پیش کرو۔ لہذا مجکو یہان اسبات کا
فیصلہ کرنا ضروریات سی ہوا کہ اناجیل کے مقابلہ مین آیا قرآن شریف پیش ہو سکتا ہی یا اہل اسلام کی دوسری کتابین
بعد ازان غور و تامل کے ثابت ہوا کہ حسب دلائل ذیل اناجیل کے مقابلہ مین کسیطرح قرآن شریف پیش نہین کیا جا سکتا
کیونکہ اناجیل کو قرآن کی ساتھ کسی طرح کی مشابہت و مماثلت صوری و معنوی نہین۔
(۱)۔ قرآن شریف کی نسبت اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہی کہ وہ منزل من اللہ ہی جو جبرائیل کی وساطت سی آنحضرتؐ پر
نازل ہوا لیکن اناجیل مروجہ کو عیسائی حضرت مسیح کی شاگردون اور دوسری عیسائیون کی تالیف بتلاتی ہین
(۲)۔ اگر بالفرض والتقدیر حسب زعم عیسائیان قرآن شریف کو آنحضرتؐ کی ہی تصنیف قرار دی لیا جائی تب بھی

اناجیل مروجہ کو قرآن شریف کی ساتہہ ہرگز مشابہت نہین ہوسکتی کیونکہ مشہور تہین عیسائیونکو حضرت مسیح ع کی تصنیف
کی ہوئی کوئی کتاب پیش کرنی پڑیگی حالانکہ اونہون نی انجیل کیا بلکہ کوئی کتاب بخود تصنیف نہین کی چنانچہ [illegible]
اپنی تفسیر مین انجیل متی کی دیباچہ مین لکہتا ہی کہ "مسیح نے خود کوئی کتاب نہین لکہی نہ کوئی اوسپر اُتری جیساکہ
مسلمان گمان کرتے ہین چنانچہ اسکا ذکر بالکل کہین نہین" - انتہی +

(۳) - قرآن شریف من حیث النظم والعبارت ایک اعظم اور اقوی معجزہ آنحضرت صلعم کا ہی کہ جسکی اعجاز نی تمام جہان کی
فصحا و بلغا کو عرصہ تیرہ سو سال سی ایک ادنی سی سورت مثل اوسکی تصنیف کرنی سی عاجز کر رکہا ہی حالانکہ اناجیل
مین ہرگز یہہ صفت پائی نہین جاتی اور نہ انکی مصنفون نی کہین اس امر کا دعوی کیا ہے +

(۴) - قرآن شریف آنحضرت صلعم کی ہی وقت مین لکہا گیا ہی اور اناجیل مروجہ باتفاق جملہ عیسائیون کی ساتہہ سال
بعد مصلوب ہونی حضرت مسیح کی لکہی گئی ہین چنانچہ مفصل تشریح اسکی امر اول کی دلیل اول مین گذری ہی +

(۵) - قرآن شریف تیئیس سال کے عرصہ مین باوقات مختلفہ اور حسب اقتضائی حالات و مواقع علیحدہ علیحدہ آیات
نازل ہوکر حسب الحکم جبرائیل بہیئت کذائی جمع ہوا ہی بخلاف اسکی اناجیل ایک ہی دفعہ اپنی اپنی سنہ مین لکہی گئی ہین +

(۶) - قرآن مین جابجا لکہا ہی کہ یہہ خدا کی کلام ہی اور خدا کی طرف سی آنحضرت صلعم پر نازل ہوا ہی حالانکہ اناجیل مین
کسی جگہہ اسبات کا اشارہ بہی نہین ہوا کہ یہہ اناجیل الہام سی لکہی گئی ہین اور نہ انکی مؤلفین نی حسب دستور مصنفین
کہین کوئی ایسی عبارت لکہی ہی جس سی معلوم ہو کہ یہہ اناجیل اونہون نی تصنیف کی ہین بلکہ بخلاف اسکے یہہ معلوم ہوتا
ہے کہ انکی مصنف حواری نہین جیسا کہ امر اول کی دلیل اول مین مفصل بیان کیا گیا ہی +

(۷) - قرآن کی نسبت اہل اسلام کی کسی فرقہ کو اسکی منزل من اللہ ہونی مین کسی طرحکا کچہہ شک نہین بخلاف اسکے
عیسائیون کی بہت سی علمانی اناجیل مروجہ کی حواریون کی تصنیف ہونیسی انکار کیا ہی جیسا کہ امر اول مین مفصل بیان ہوا ہے

(۸) - قرآن شریف مین سب طرح کی ضروری احکام از قسم اخلاق و عبادات و معاملات و سیاست وغیرہ بطرز
تمام بیان ہوئی ہین حالانکہ اناجیل مین ہرگز یہہ صفت پائی نہین جاتی سوائی معدودہ احکام اخلاقیہ کی جو انکی
کے متفرق فصلون مین بیان ہونگی دیگر احکام ضروریہ کا کہین نام و نشان تک نہین +

(۹) - قرآن شریف تین قسم کی مضامین پر شامل ہے یعنی توحید - قصص انبیا - احکام ضروری از قسم اخلاق و
عبادات و معاملات و سیاست وغیرہ - بخلاف اناجیل کہ اونمین صرف حضرت مسیح کی تاریخ مرقوم ہی جو اونہون نی
اپنی شاگردون سی کہا یا خود کیا یا اونکی ساتہہ برتاؤ ہوا وغیرہ +

(۱)۔ قرآن مین جتنی کلام درج ہی وہ سب الہامی اور خدا کی کلام ہی اور اوسمین کلام بشری ہرگز شامل
نہین بخلاف اناجیل کے کہ باتفاق جملہ عیسائیان اونمین سب کلام الہامی نہین ہی بلکہ کلام الہامی کو ساتھ
کلام بشری ایسی غلط ملط ہو رہی ہی کہ اوسمین بالکل تمیز نہین ہو سکتی چنانچہ انسائکلوپیڈیا برٹینیکا
کی جلد ۱۱ کی صفحہ ۲۷۴ مین الہام کی بیان مین لکہا ہی کہ اُس امر مین اختلاف واقع ہوا ہی کہ کتب مقدسہ کے
کل اقوال الہامی ہین یا نہین جیروم اور گروٹیس اور آبارنس اور پیرد کوہیس اور بہت سی دوسری علماء یہہ کہتے
ہین الکتب مقدسہ کا ہر قول الہامی نہین ہی" پھر اسی کتاب کی جلد ۱۹ کی صفحہ ۲۰ مین لکہا ہی کہ اگر کوئی ہم سی
تحقیق کی راہ سی دریافت کری کہ تم عہد جدید کی کونسی اجزاء کو الہامی مانتی ہو تو ہم کہینگے کہ مسائل اور احکام اور
آیندہ کی خبرین جو ملت مسیحیہ کی جڑ ہین اونمین الہام جدا نہین ہو سکتا اور دوسری حالات کی لیئے ہوارین
کا حافظہ کافی تہا۔ انتہی۔ ہارن صاحب اپنی تفسیر جلد ۱ کی صفحہ ۸۴۴ کی حاشیہ مین یون لکہتی ہین کہ جب ہم کہین کہ
کتب مقدسہ خدا کا کلام ہین تو ہماری یہہ مراد نہین کہ وہ سب کلام خدا نی بولایا یا لکہوایا ہی یا ہر چیز جو اوسمین
ہی الہام خدا ہی بلکہ انصاف اور رحم اور زندگی کی پاکی کی احکام کی بیان اور اون تاریخی حصونمین جنمین ایسی
آدمیون کا بیان جو اصول اور احکام کی برخلاف ہی نتیجہ دکہایا گیا ہی تفریق کرنا چاہیئی پہلا تو پاک اور کلام خدا
ہی اور دوسرا یعنی تاریخی حصہ اوسمین بعض کلام نیک آدمیون کا اور بعض شریر کا اور بعض کلام شیطان کا ہی
پس ہم اوسکو کلام خدا نہین کہہ سکتے"۔ انتہی +

(۲)۔ قرآن شریف جس شخص پر اوترا ہی صرف اوسی کی زبان مین نازل ہوا ہی اور خدا کی فضل سی اوسی زبان مین
اب تک رائج و مستعمل ہے بخلاف اناجیل مروجہ کی کہ اونمین سی انجیل متی تو باتفاق ایک جم غفیر عیسائیون کے
عبرانی زبان مین تصنیف ہوئی تہی اور اسیطرح یقین ہی کہ باقی اناجیل بہی عبری زبان مین تصنیف ہوئی ہون
کیونکہ یقینی حضرت مسیح بالاتفاق عبری نژاد تہی اور عبری بولا کرتی تہے جیسا کہ وقت مصلوب ہونی کی اونہون
نی اپنی زبان سی کلمہ عبری "ایلی ایلی لما سبقتانی" بولا ہی پس ضرور ہی کہ سب تعلیم جناب موصوف کی عبری ہی تہی
لیکن اس زمانہ مین وہ سب عنقا صفت ہین اب اونکا اصل صرف یونانی زبان مین قرار دیا گیا ہی حالانکہ
وہ بہی عیسائی کم جانتی ہین صرف اونکی ترجمی موجود ہین اور یہی مستعمل ہین +

(۳)۔ قرآن شریف کا طرز بیان سر تا پا حاکمانہ ہی یعنی جسطرح حاکم اپنی رعیت وغیرہ کو حکم دیتا ہی بخلاف
اناجیل کے کہ انکا بیان محض تاریخانہ و قصصانہ ہے +

(۱۳)۔ قرآن شریف کی حفاظت کے لئے آپ خدا تعالیٰ متکفل ہوا ہے جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ
وَاِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ یعنے ہمنے ہی اوتارا ہے قرآن اور ہم ہی اوسکے تغیر و تبدل سے نگہبان ہیں۔ حالانکہ انجیل میں
کہیں صراحۃً یا کنایۃً خدا کی طرف سے اونکے لئے ایسی حفاظت مذکور نہیں ہوئی چنانچہ اسی واسطے اونمیں اکثر تحریف
اور تغیر و تبدل ہوا ہے بلکہ اناجیل کے بڑے بڑے مفسر اسبات کے قائل ہو گئے ہیں کہ دیندار عیسائیوں نے قصداً اونمیں
تغیر و تبدل و تحریف کی ہے جیسا کہ ہارنصاحب اپنی تفسیر میں جلد ۲ باب ۸ میں لکھتے ہیں کہ چوتھا سبب اختلاف عبارات
کا قصداً تحریف ہے جو کسی ذاتی مطلب کے لئے کی ہووے عام ہے کہ تحریف کرنیوالا دیندار ہو یا بدعتی اور قدیم عیسائیوں
میں ہارسیون سے زیادہ کسی پر تحریف کا الزام نہیں لگایا گیا اور نہ کوئی ایسی حرکت ناشائستہ کے سبب سے اوسی زیادہ
ملامت کا مستحق تہا سوا اسکے یہہ بہی تحقیق ہے کہ بعض تحریفات قصداً اون لوگوں نے کی ہیں جو دیندار کہلاتے تہے اور
اونکے وہی تحریفات ترجیح دیجاتی تہیں تاکہ مسئلہ مقبولہ کی تائید ہو یا جو کچھہ اعتراض اوسپر وارد ہوتا ہو اوٹھ جاوے
(۱۴)۔ قرآن شریف بسبب اون پیشگوئیوں کے جو اوسمیں درج ہیں معجزہ اور کلام الٰہی ثابت ہوتا ہے اور اناجیل
مروجہ کہ وہ بسبب مشتمل ہونے مسیح کی پیشگوئیوں کے کلام الٰہی نہیں ٹہر سکتیں کیونکہ اکثر پیشگوئیاں حضرت مسیح کی
بعد پوری ہونے کے اونمیں لکھی گئی ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ محض خلاف واقع برآمد ہوئی ہیں جیسا کہ بطور نمونہ
کچھہ امر اول میں بیان ہوا ہے۔ بالفرض اگر حضرت مسیح کی کوئی پیشگوئی مندرجہ اناجیل بعد درج ہونے کے پوری
ہوئی ہو تو بصورت میں غایت درجہ مسیح کی صداقت ظاہر ہوگی نہ اناجیل کی حقیت کیونکہ اگر کوئی مورخ کسی
یا ولی کی کوئی ایسی خبر بتائی ہوئی کہ جسکا ظہور آئندہ کو ہو اپنی کتاب میں درج کرے تو پہر اگر وہ بموجب اوسکے وقوع میں
آجائے تو اوس مورخ کی وہ کتاب کلام الٰہی نہیں ہو سکتی اور نہ وہ مورخ نبی قرار دیا جا سکتا ہے جبتک کہ وہ خود اپنی
پیشگوئی آپ نہ لکھے ۔

(۱۵)۔ قرآن شریف بموجب آیۂ کریمہ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا
فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا کے اختلاف اور تناقض سے بالکل منزہ و مبرا ہے بخلاف اناجیل کے کہ اونمیں بہر اختلاف
اور تناقض پایا جاتا ہے حالانکہ مصنفین اناجیل نے بروقت تصنیف کرنے اپنی اپنی انجیل کے ایکدوسری کی انجیل کو
دیکھہ لیا تہا جیسا کہ امر اول کی دلیل چہارم میں بطور نمونہ بیان ہوا ہے ۔

(۱۶)۔ قرآن شریف جو آنحضرتؐ پر نازل ہوا ہے اوسوقت سے یاد ہو کر دست بدست آجتک اہل اسلام کے
چلا آتا ہے اور کوئی جعلی قرآن اور نہیں بنا بخلاف اناجیل کے کہ بہت سی اناجیل بلکہ سہ چندان چہار چندان

اناجیل مروجہ کی تصنیف ہوکر حواریون کی طرف منسوب کی گئی ہین یہانتک کہ اصلی اور جعلی مین تمیز کرنی محال ہے

(۱۷)- قرآن شریف جیسی کہ چاہیے خدا کی عظمت وجلالت وبزرگی ثابت ہوتی ہی بخلاف اناجیل کے کہ اون کے بعض بیانات سی خدا تعالی کی بیعزتی یعنے کمزوری وبیوقوفی وغیرہ ثابت ہوتی ہی- دیکھو نامہ اقرنتیان ۱-۲۵

(۱۸)- قرآن شریف واناجیل کی صورت تالیف مین بہی تطابق نہین یعنی قرآن شریف تو ایک ہی یعنے خدا کی کلام کا مجموعہ ہی اور اناجیل متعدد اشخاص کی تالیفات کے مجموعہ کا نام ہی اور اناجیل اربعہ مین سی اگر ایک بہی نکالدیجاوی تو حضرت مسیح کی تاریخ ناقص رہ جاتی ہی کیونکہ ان کے مؤلفین نے بہ نسبت ایکدوسری کے کم و بیش حالات مسیح کی انمین لکہی ہین جیساکہ پیچہی مفصل گذرا +

پس دلائل مندرجہ بالا سی اظہر من الشمس ہوگیا کہ اناجیل مروجہ اور قرآن شریف مین نہ صوری نہ معنوی کوئی تطابق ہے پس اہلی عیسائیو نکو کوئی استحقاق اسبات کا حاصل نہین کہ اناجیل مروجہ کے مقابلہ مین قرآن شریف کو پیش کرنے کے لئے اہل اسلام کو مجبور کر سکین۔

ہان البتہ اہل اسلام کی کتب احادیث سی اگرچہ اون سی بعض امور مین اناجیل کو کچہہ مماثلت ومشابہت حاصل ہے یعنی جسطرح اناجیل بعد مصلوب ہونے حضرت مسیح کے ایک مدت دراز کی بعد تالیف ہوئی ہین اسیطرح احادیث بہی آنحضرت کے اقوال وافعال اور معاملات کی تاریخ ہین مگر تاہم کتب احادیث کو اناجیل پر دو وجہ سی ترجیح وفوقیت حاصل ہی-

اول یہہ کہ احادیث کی جامعین نے حدیث کی سند صحیح متصل جسکو سلسلہ روات کہتی ہین آنحضرت یا اصحاب آنحضرت تک پہونچائی ہی یعنے اسطرح پر بیان کیا ہی کہ مینے یہہ بات فلان شخص معتبر وثقہ سی سنی ہی اور اوسنے فلان معتبر وثقہ آدمی سی اور اوسنے اوس صحابی سی جسنے بچشم خود دیکہا ہی یا سنا ہی کہ آنحضرت نے ایسا کیا ہی یا فرمایا ہی یا اونکے سامنے ظہور مین آیا اور جس حدیث کی اسطرح پر سند سلسلہ وار نہو یا راویون مین سی کوئی راوی معتبر نہو یا اوسکا حافظہ اچہا نہو تو وہ حدیث ضعیف ہی اور قابل حجت نہین بلکہ حدیث کے معاملہ مین یہانتک احتیاط مرعی رکہی گئی ہی کہ جس شخص کا دنیاداری معاملہ مین کبہی جہوٹ ظاہر ہوگیا ہو تو دینی معاملہ مین بہی خواہ وہ کیسا ہی دیانتدار کیون نہو نامعتبر سمجہا جاتا ہی اور جس حدیث کے سلسلہ مین ایسا شخص پایا جاوی وہ حدیث وضعی اور مردود سمجہی جاتی ہی کتب احادیث کے راویون کی معتبری وثقاہت معلوم کرنے کے لئے کئی ایک کتابین جنکو اسماء الرجال کہتے ہین موجود ہین جنکے ذریعہ ہر ایک صاحب علم ہر ایک حدیث کی نسبت معلوم کرسکتا ہی کہ وہ کس درجہ کی ہی- بخلاف اناجیل کے کہ انجیلون مین جو مسیح کے حالات درج ہوئی ہین اونمین سی ایک کا بہی ایسی سند متصل کے ساتہہ حضرت مسیح تک پہونچنا

ناممکن بلکہ محال ہے - دوم یہہ کہ جامعین احادیث کی جلالت و وثاقت و صداقت و ورع اور پسندیدہ روش مسلم
بگمان ہے اور انکی ذکر خیر اور اوصاف حمیدہ سے تواریخ اہل اسلام بہری پڑی ہین بخلاف اناجیل کے کہ ابتک
انکی مولفین ہی کسی قطعی دلیل سے محقق نہین ہوے کہ کون تہے جیسا کہ امر اول مین مفصل بیان ہوا ہے -
ہ) اہل اسلام کی کتب سیر مثل روضۃ الاحباب و مدارج النبوت وغیرہ ایسی ہین کہ اناجیل سے اکثر امور مین بلحاظ
کلی رکہتی ہین اور جسطرح اناجیل صرف حضرت مسیحؑ کی تاریخ ہین اسیطرح یہہ بہی خاص آنحضرتؐ کی تاریخ ہین پس اگر
عیسائی انصاف کو کام فرماوین تو اناجیل کی مقابلہ مین ان کتابونکو پیش کر سکتے ہین گو یہہ بخلاف اناجیل
جن جن کی تصنیفات سے خیال کیجاتی ہین بالتحقیق اونہین کی تصنیفات سے ثابت ہوتی ہین - لیکن تاہم مین عیسائیون
کو شرمندہ کرنے کی غرض سے مسیح کی تعلیم مندرجہ اناجیل کے مقابلہ مین قرآن شریف ہی سے اخلاقی و روحانی تعلیم
بیان کرتا ہون اور تتمہ کی طور پر کہ عیسائیونکو مسیح کی تعلیم مندرجہ اناجیل کے مقابلہ مین آنحضرتؐ کی تعلیم مندرجہ
احادیث اور حواریون کی اقوال کے تقابل مین آنحضرتؐ کی اصحاب کی اقوال و نصائح پیش کرانی چاہیے تہے کچھ تہوڑا
نمونہ کتب حدیث وغیرہ سے بہی آنحضرتؐ اور آپکی حواریین یعنی صحابہ کی تعلیم اخلاقیہ نقل کرتا ہون +

## فصل اول

### ماباپ کی عزت اور اولاد کی پرورش کے احکام مین

**کلام مسیح** - انجیل متی باب ۱۵ - آیت ۴ - خدا نے فرمایا ہے کہ اپنے ماباپ کی عزت کر اور جو ماباپ پر لعنت کرے جان
سے مارا جائے - ایضاً باب ۱۹ - آیت ۱۹ - اپنے باپ اور اپنی ما کی عزت کر +

**کلام حواریین** - نامہ افسیون باب ۶ - آیت ۱ - ای فرزندو تم خداوند کی لئے اپنے ماباپ کی محکوم ہو کیونکہ یہہ واجب
ہے - ۲ - تو اپنے ماباپ کو حرمت دی کہ وہ پہلا حکم ہے جسکا وعدہ ہے - ۳ تو تیرا بہلا ہوگا اور زمین پر تیری عمر دراز ہوگی
۴ - ای بچے والو تم اپنی فرزندونکو آزردہ نکرو پر خدا کی تربیت اور نصیحت کرکے انکی پرورش کرو - نامہ قلسیون
باب ۳ - آیت ۲۰ - ای لڑکو تم اپنے ماباپ کی ہر ایک بات مین فرمانبردار رہو کہ خداوند کو یہی پسند ہے - ۲۱ - ای بچے
والو اپنے لڑکون کو مت چہیڑو نہو وے کہ وے بیدل ہو جاوین +

**کلام الہی** - پارہ سبحن الذی - سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ - وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَ
بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ کِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا
تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا

كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا یعنی حکم کیا ہے رب تیرے نے یہہ کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور اپنے ماباپ کے ساتھہ احسان کرو
اگر پہونچے نزدیک تیرے بڑہاپے کو ایک ونمین سے یا دونون پس مت کہو اونکو اُف اور مت ڈانٹو اونکو اور
کہہ اونسے بات تعظیم کی اور نیچا کر اونکے لئے بازو تواضع کا مہربانی سے اور کہہ اے پروردگار رحم کر اون دونون پہ
جیسا کہ پالا اونہون نے مجکو لڑکپن مین۔ پارہ حم۔ سورہ احقاف۔ رکوع ۲۔ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا۔ یعنی حکم کیا ہمنے آدمی کو ماباپ کے ساتھہ نیکی کرنے کو
اوٹہالی ہے اوسکو مان اوسکی تکلیف سے اور جنتی ہے اوسکو تکلیف سے۔ پارہ امن۔ سورہ عنکبوت۔ رکوع ۱۔
وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا
تُطِعْهُمَا یعنی حکم کیا ہمنے انسان کو ساتھہ ماباپ کے بھلائی کرنا اور اگر کوشش کرین تجکو اسبات کی کہ شریک لاوے
ساتھہ میرے اوس چیز کو کہ نہین واسطے تیرے علم پس مت کہا مان اونکا۔ پارہ اتل ما اوحی۔ سورہ لقمان رکوع ۲۔
وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهُ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِي عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِي
وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا
تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یعنی حکم کیا ہے ہمنے ماباپ کے ساتھہ نیکی کرنے کو اوٹہالی ہے اوسکو اوسکی مان سستی سے اوپر سستی
اور دودہ چہٹانا اوسکا ہے دو برس مین یہہ کہ شکر کر واسطے میرے اور اپنے ماباپ کے واسطے طرف میری ہے پہر آنا
اور اگر کوشش کرین تجکو اسبات کی کہ شریک لا ساتھہ میرے اوس چیز کو کہ نہین واسطے تیرے ساتھہ اوسکے علم پس مت کہا
مان اون دونون کا اور صحبت رکھہ اونسے بیچ دنیا کی اچہی طرح اور پیروی کر راہ اوس شخص کی کہ رجوع کرتا ہے طرف
میری پہر طرف میری ہے پہر آنا تمہارا پس خبر دونگا تمکو اوس چیز کی جو تم کرتے تہے۔ پارہ سیقول۔ سورہ بقر
رکوع ۱۴۔ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ اور مائین دودہ دین اپنی اولاد کو پورے
دو برس۔ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ نہ رنج کرے مان اپنے بچے شیرخوارہ کو
(اوسے جدا کرکے اوسکی باپ کو دیدینے کے سبب) اور نہ آزردہ کرے باپ اپنے بچے کو (اوسکی مان سے اوسکو چہین لینے کے سبب)
کلام رسول مقبول ۴۔ مشارق الانوار باب ۹۔ عَنْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ
اَنْفُ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ رواہ مسلم۔ یعنی صحیح مسلم مین
ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خاک مین ملا پہر خاک مین ملا پہر خاک مین ملا جسنے اپنے ماباپ کو ضعیفی مین پایا

مین پایا ایک کو یا دونون کو سو بہشت مین نہ داخل ہوا یعنی اونکی خدمت نہ کی اور اونکو اپنے سے راضی نرکھا جو بہشت
مین داخل ہونیکا سبب ہے - مشکوۃ باب البر والصلۃ فصل ۳ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
مَاحَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِہِمَا قَالَ ہُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ رواہ ابْنُ مَاجَۃَ - یعنی ابن ماجہ مین ابی امامہ سے روایت
ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے پوچھا کہ ماباپ کا اولاد پر کیا حق ہے - فرمایا کہ وہ بہشت ہین تیری (یعنے اونکی رضامندی سے
تجکو بہشت ملیگا) اور دوزخ ہین تیرے (یعنے ناراض کرنے سے دوزخ مین جا پڑیگا) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ کُلُّ الذُّنُوْبِ یَغْفِرُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْہَا مَا شَاءَ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّہٗ یُعَجَّلُ لِصَاحِبِہٖ
فِی الْحَیَاۃِ قَبْلَ الْمَمَاتِ رواہ البیہقی - بیہقی مین ابی بکرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اللہ تعالی سوائے
نافرمانی ماباپ کے اور سب گناہوں کو جنکو چاہتا ہے بخشدیتا ہے اور مقرر اللہ جلدی سزا دیتا ہے ماباپ کی نافرمانی کرنیوالے
کو اوسکی مرنے سے پہلے ہی دنیا مین - مشکوۃ باب الشفقۃ - فصل ۲ - وَعَنْ اَیُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ
قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَہٗ مِنْ نُحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ رواہ الترمذی والبیہقی یعنے ترمذی و بیہقی مین
ایوب بن موسی سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کوئی بخشش باپ کی بیٹے کے حق مین بہتر نیک ادب سکھلانے سے نہین
وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاَنْ یُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَہٗ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ
بِصَاعٍ رواہ الترمذی - ترمذی مین جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ایک ادب سکھانا آدمی کا اپنے
بیٹے کو بہتر ہے اوسکے لئے ایک صاع صدقہ دینے سے - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ کَانَتْ
لَہٗ اُنْثٰی فَلَمْ یَئِدْہَا وَلَمْ یُہِنْہَا وَلَمْ یُؤْثِرْ وَلَدَہٗ عَلَیْہَا یَعْنِی الذُّکُوْرَ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ رواہ ابو داود
ابوداود مین ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جسکی ہووے ایک بیٹی یا بہن نہ گاڑا اوسکو زندہ (جیسے زمانہ
جاہلیت مین بوجہ عار و فقر کے زندہ زمین مین گاڑدیا کرتے تھے) اور نہ حقیر و ذلیل رکہا اوسکو اور نہ ترجیح دی بیٹون
کو اوسپر (دینے دلانے مین) داخل کریگا اللہ بہشت مین اوسکو - مشارق الانوار باب ۷ - عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِعْدِلُوْا فِیْ اَوْلَادِکُمْ متفق علیہ - بخاری و مسلم مین نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ حضرت
نے فرمایا کہ برابری کرو اپنی اولاد مین - مشکوۃ باب الولی - فصل ۳ - عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ
وُلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنِ اسْمَہٗ وَاَدَبَہٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْہُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْہُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا
اِثْمُہٗ عَلٰی اَبِیْہِ رواہ البیہقی - ابی سعید سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جسکے یہان لڑکا پیدا ہو پس چاہئے کہ اوسکا
نام اچھا رکہے اور ادب نیک سکہاوے اوسکو پھر جب بالغ ہو تو چاہئے کہ اوسکا نکاح کردے - پس اگر وہ بالغ ہوگیا

نکاح اوسکا اوسکی باپ نی باوجود مقدور کی نہ کیا اور لڑکی سی گناہ یعنی زنا صادر ہوا تو اوسکا گناہ اوسکی باپ پر ہی- عَنِ ابْنِ عُمَرَ سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَبَرُّ فَقَالَ بِرَّ وَالِدَيْكَ فَقَالَ لَيْسَ لِي وَالِدَانِ فَقَالَ بِرَّ وَلَدَكَ كَمَا أَنَّ لِوَالِدَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا كَذٰلِكَ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ رواہ الدارقطنی- دارقطنی مین ابن عمر سی روایت ہی کہ ایک شخص نی آنحضرت سی پوچھا کہ مین کسکے ساتھ اچھا سلوک کرون آپنی فرمایا کہ اپنی ماں باپ کی ساتھ اوسنی عرض کی کہ میری ماں باپ زندہ نہین آپنی فرمایا کہ اپنی بچہ پر احسان کر جیسا تیری والدین کا تجھپر حق ہی ویساہی تیری بچہ کا تجھپر حق ہے *

اقوال صحابہ رض- کتاب آثار امام محمد رح- عن عائشة رض قالت افضل ما اکلتم کسبکم وان اولادکم من کسبکم- حضرت عائشہ رض نی فرمایا کہ بہتر وہ چیز ہی جو تم اپنی کمائی سی کہاؤ اور تحقیق اولاد تمہاری کمائی تمہاری سی ہی- احیاء العلوم- جلد ۲- حقوق الوالدین والولد- قال معاویة لاحنف بن قیس یا ابا بحر ما تقول فی الولد قال یا امیر المؤمنین ثمار قلوبنا وعماد ظهورنا ونحن لهم ارض ذلیلة وسماء ظلیلة وبهم نصول علی کل جلیلة فان طلبوا فاعطهم وان غضبوا فارضهم یمنحوك ودهم ویحبوك جهدهم ولا تکن علیهم ثقلا ثقیلا فیملوا حیاتك ویودوا وفاتك ویکرهوا قربك- یعنی امیر معاویہ نی احنف بن قیس سی پوچھا کہ آپ اولاد کی بابہ مین کیا کہتے ہین اونہون نی فرمایا ای امیر المؤمنین وہ ہمارے دلون کی میوی اور پشتون کی تکیہ ہین ہم اونکو حق مین زمین فرمانبردار اور آسمان سایہ دار ہین بڑی بڑی مہمات ہم انہین کی خاطر کہتی ہین اگر وہ کچھ مانگین تو اونکو دو اور اگر روٹھ جائین تو منا دو کہ پھر ہمکو دل و جان سے حتی الوسع تمسی محبت رکھینگی اور تم اونپر بھاری مت ہو اور سخت مت پکڑو ورنہ تمہاری زندگی سی رنجیدہ ہونگے کہ تم جلد مرجاؤ اور تمہاری پاس رہنا اونکو برا معلوم ہوگا *

## وجہ ترجیح تعلیم محمدی

ان دونون تعلیم عیسوی و محمدی جو مرقوم ہوئی ہی اگرچہ بادی النظر مین یکسان معلوم ہوتی ہی لیکن بنظر غور تعلیم عیسوی مین ایک ایسا نقص پایا جاتا ہی جسسی وہ کسی طرح تعلیم محمدی کی ساتھ برابری نہین کر سکتی وہ یہ ہی کہ گو مسیح نی والدین کی عزت کرنیکا تو حکم دیدیا ہی مگر انجیل کی اور بیانات سی ظاہر ہی کہ اونہون نی خود اوس پر عمل نہین کیا بلکہ اکثر اپنی والدہ ماجدہ سی نفرت و بیفرمانی اور سختی ظاہر کی ہی جیسا کہ انجیل متی باب ۱۲ آیہ ۴۷ مین ہی تب کسی نی مسیح سی کہا کہ دیکھ تیری ما اور تیری بہائی باہر کہڑی تجھسے بات کیا چاہتی ہین ۴۸ پر اوسنی

جواب مین خبر دینی والی سی کہا کون ہی میری مان اور کون میری بہائی ۴۹- اور اپنا ہاتہ اپنی شاگردون کیطرف بڑہاکر
کہ دیکہو میری مان اور میری بہائی ۵۰ کیونکہ جو کوئی میری باپ کی جو آسمان پر ہی مرضی پر چلتا ہی میرا بہائی اور بہن
اور مان وہی ہی - انتہی - یہان علاوہ مان اور بہائیون سی نفرت ظاہر کرنیکی مسیح کا اونکی بات سننی کی خواہش کو
بیفرمانی کو بہی خوب ثابت کرتا ہی - پہر انجیل یوحنا باب ۲ مین ہی ۱- اور تیسری دن قانای جلیل مین کسی کا بیاہ ہوا
یسوع کی ما وہان تہی ۲- اور یسوع اور شاگردون کی بہی اوس بیاہ مین دعوت تہی - ۳- اور جب شراب گہٹ گئی
یسوع کی مانی اوسی کہا کہ اونکی پاس شراب نہین رہی ۴ یسوع نی اوسی کہا کہ ای مستورہ مجہی تجہسی کیا کام میرا وقت ابہی
نہین آیا - انتہی - دیکہو یہان مسیح نی اپنی والدہ سی اجنبی عورتون کا سا برتاؤ کر کی کیسی سختی سی اوسکو جہڑک دیا کہ
مجہی تجہسی کچہہ غرض نہین اور اوسکی کہنی پر شراب کی افزائش کا معجزہ ظاہر نہ کیا اور جب اپنی مرضی ہوئی تب از خود
کا معجزہ دکہایا چنانچہ تفسیر بارنس جلد ۱ حصہ ۲ کی صفحہ ۲۱۹ مین اس آیت کی نیچی لکہا ہی کہ مسیح نی اپنی والدہ کی
آیت مین بہت ملامت اور ایسی بیعزتی کی اور حقارت کی الفاظ بولی ہین کہ ایسا اور کوئی لفظ مشتمل بر حقارت ہو
جیسی کہ الفاظ (ای عورت) - (تجکو مجہسی کیا کام) خصوصاً والدہ کی حق مین - انتہی - تفسیر اسکاٹ مین جو اس آیت کی
نیچی یہہ لکہا ہی کہ "اونہون کی محاورہ مین عورتون سی اسطرح کہنا (یعنی ای مستورہ کر کی کہنا) اخلاق سی بعید نہ تہا
یہہ سختی محبت آمیز تہی" - مین کہتا ہون کہ اگر کسی اجنبی عورت سی اسطرح کا خطاب ہوتا تو کچہہ مضائقہ نہ تہا لیکن
والدہ سی جو بالکل جای ادب و عزت اور حرمت ہی اسطرحکا خطاب کوئی بہی پسند نہین کر سکتا اور نہ والدہ کو عورت
مخاطب کرنا اونہون کا محاورہ تہا ورنہ بجز مسیح کی کسی ایسی شخص کی قول سی ثابت کرو جسنی اپنی والدہ کو عورت کی الفاظ
سی مخاطب کیا ہو - اور والدہ کی نسبت ایسا برتاؤ اگر سختی محبت آمیز ہی تو معلوم نہین کہ سختی نفرت آمیز کیا ہوگی
حالانکہ اسی تفسیر مین انجیل متی باب ۱۵- آیت ۴ کی نیچی لکہا ہی کہ ماں باپ کی عزت کرنے مین یہہ سب باتین شامل ہین
فرمانبرداری اور ادب و شفقت سی بولنا اور اونکی نیکنامی ڈہونڈہنا اور حاجت کی وقت خدمت کرنا - اور
مین یہہ باتین ہین یعنی بے ادبی اور سختی سی بولنا حکم نہ ماننا - تحقیر - حاجتمندی مین مدد نہ کرنا انتہی - علاوہ اسکی
نی اپنی حکم والدین کی عزت کرنی پر خود ہی عمل نہ کرنی مین اکتفا نہین کیا بلکہ اپنی شاگردون کو بہی والدین سی نفرت
اور اونکی عدم خدمت کی جرأت دلائی ہی جیسا کہ متی باب ۸ مین ہی - ۲۱ - اوسکی شاگردون مین سی دوسری نی کہا
مجہی رخصت دی کہ پہلی جاکر اپنی باپ کو گاڑون ۲۲ پر یسوع نی اوسی کہا تو میری پیچہی آ اور مردون کو اپنی مُردی گاڑنی دی
انتہی - دیکہو مسیح کا ایسی نازک وقت مین اپنی شاگرد کو جبکہ اوسکا باپ مردہ پڑا تہا اوسکی دفن کرنے کے لئے رخصت

نہ کہا اور کیا ماباپ سی نفرت دلانی کی ترغیب ہوگی - پس یہان منکر مسیح تو یہہ کہہ سکتا ہی کہ یہودیون نی جو حضرت
مسیح کو سولی دیا تہا تو ناحق نہین تہا بلکہ وہ ماباپ کی بی ادبی اور نفرت و بیفرمانی سی جو حسب تصریح تفسیر اسکاٹ کی ماباپ
نت مین داخل ہین. خود مستحق قتل تہے اسلیئے سولی دیئے گئے تہے نہ یہہ کہ بنی آدم کی گناہون کے لئے کفارہ ہوئے تہے -
مسیح کی تعلیم مندرجہ فصل ہذا مین اونکی قول کو فعل سی مطابقت نہین اسلیئے وہ بالکل ناقص ہی اور اَتَامُرُونَ
النَّاسَ بِالبِرِّ وَتَنْسَونَ اَنْفُسَکُمْ کی مصداق ہی اور محمدی تعلیم مطابق قول و فعل ہونی کے اعلی و افضل ہے چنانچہ
العلوم جلد ۲ مین بروایت ابی الطفیل مستدرک حاکم سی منقول ہی کہ آنحضرت کی دایہ جنہون نی آپکو دودہ پلایا تہا
آئین آپنی اونکی لئی اپنی چادر بچہادی پہر فرمایا کہ ای مادر خوب کیا آپ تشریف لائین پہر اونکو چادر پر بٹہلا کر
سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کرونگا اور جو مانگو وہ دونگا اونہون نی کہا کہ مین اپنی قوم کی سفارش
آپنی فرمایا کہ مینی اپنا اور بنی ہاشم کا حق تمکو دیا یعنی جسقدر اونکی حصہ مین لوگ آوین اونکو تمہاری حوالہ
ہر طرف سی لوگ اوٹہی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمنی بہی اپنا حق اونکو دیا پہر اونکی ساتہ بعد کو یہہ سلوک
ہبر مین سی اپنا حصہ اونکو بخشدیا جو حضرت عثمان غنیؓ نی ایک لاکہہ درم کو اونسی مول لے لیا - انتہی -
غور کرنا چاہئی کہ اس فصل مین کیا اوسہادی کی تعلیم مؤثر و اعلی سمجہی جاسکتی ہی کہ جسکا قول و فعل مطابق
دودہ پلانی والی تک کی ساتہ والدہ سی بڑہکر ادب عزت اور عمدہ سلوک کری یا اوس شخص کی تعلیم جسکی قول
ایسا مخالف ہو کہ ہمیشہ اوسنی اپنی والدہ سی اجنبیانہ و نفرتانہ اور توہینانہ برتاؤ رکہا - اور نیز اپنی شاگردون
برتاؤ کی جرأت دلائی - حالانکہ خود ہی مسیح اپنی شاگردونکو فرماتا ہی کہ تم زمین کی نمک ہو پر اگر نمک کا مزہ بگڑ
وہ پہر کسی کام کا نہین - تم دنیا کی نور ہو - تمہاری روشنی آدمیون کی سامنی چمکے تاکہ وی تمہاری نیک کامونکو
متی باب ۵ - آیت ۱۳ سی ۱۶ تک - مگر افسوس مسیح نی خود اپنی آپکو والدین کی تعظیم مین اچہا نمونہ بناکر نہ دکہایا

## فصل دوم

### فضیلت صدق و راستی اور مذمت کذب

مسیح - انجیل متی باب ۵ - ۶ - مبارک وی جو راستبازی کی بہوکی اور پیاسی ہین کیونکہ وی آسودہ ہونگی ۱۰
مبارک وی جو راستبازی کی سبب ستائی جاتی ہین کیونکہ آسمان کی بادشاہت اونہین کی ہی - باب ۱۵ - ۱۹ - کیونکہ
برائی - کفر دل ہی سی نکلتے ہین یہی باتین آدمی کو ناپاک کرنیوالی ہین +
ور ہین - نامہ افسیون باب ۴ - ۲۵ - سو جہوٹ چہوڑکی ہر ایک شخص اپنی پڑوسی سی سچ بولی - نامہ قلسیون

باب ۳ - ۹ - ایکدوسری سے جھوٹ نبولو *

کلام الہی - پارہ واذا سمعوا - سورہ مائدہ - رکوع ۱۶ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِيْنَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

کہیگا اللہ یہہ دن ہی کہ فائدہ دیگا سچ کہنے والونکو سچ اونکا واسطے اونکی بہشت ہی جسکے نیچے نہرین جلتی ہین
ہمیشہ رہینگی اوسمین راضی ہوا اللہ اور وہ راضی ہوئے اوس سے یہی ہے مراد پانا - پارہ ۲۲ ومن یقنت - سورہ احزاب رکوع
اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ
وَالصَّابِرِيْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِيْنَ
وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ
لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا یعنے تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتین اور ایمان والی مرد اور ایمان والی عورتین
اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتین اور سچ بولنی والے مرد اور سچ بولنی والیان عورتین اور صبر کرنیوالے اور صبر
کرنیوالیان اور عاجزی کرنیوالی اور عاجزی کرنیوالیان اور خیرات دینے والے اور خیرات دینے والیان اور روزہ
رکھنے والی اور روزہ رکھنے والیان اور نگہبانی کرنیوالی اپنی شرمگاہ کی اور نگہبانی کرنیوالیان اور اللہ کو بہت یاد
کرنیوالی اور یاد کرنیوالیان تیار کیا ہی اللہ نے واسطے اونکی بخشش اور ثواب بڑا - پارہ ۳ تلک الرسل - سورہ عمران رکوع
۲ - اَلصَّابِرِيْنَ وَالصَّادِقِيْنَ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ - یعنے پرہیزگار وہ لوگ
ہین جو صبر کرتی ہین سختیو نپر اور سچ بولتی ہین اور فرمانبرداری کرتی ہین خدا و رسول کی اور اپنے مال سے راہ خدا مین خرچ
کرتے ہین اور بخشش مانگتے ہین خدا سے پچھلی رات کے وقت - پارہ ۲ سیقول - سورہ بقر - رکوع ۲۲ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ
اِذَا عَاهَدُوْا وَالصَّابِرِيْنَ فِي الْبَاْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ اور صاحب بھلائی کے وہ لوگ ہین جو پورا کرتے ہین اپنے عہد کو اور صبر کرتی ہین تنگدستی
اور لڑائی مین یہہ وہی لوگ ہین جنہون نے سچ بولا اور یہی لوگ پرہیزگار ہین - پارہ ۱۱ یعتذرون - سورہ توبہ - رکوع
۵ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ ای لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ہو
ساتھ سچون کے - پارہ ۲۲ ومن یقنت - سورہ احزاب - رکوع ۹ - يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا
سَدِيْدًا - ای لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور کہو بات راست و درست - پارہ ۵ والمحصنت - سورہ نسا - رکوع
يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ

الاقربین ان یکن غنیاً او فقیراً فاللہ اولیٰ بہما فلا تتبعوا الھویٰ ان تعدلوا وان
تلوٗا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیراً - ای لوگو جو ایمان لائے ہو ہو جاو تم قائم رہنے والے
ساتھ انصاف کے گواہی دینے والے خدا کے لئے سچی اگرچہ اپنی جانون یا ماں باپ یا قرابت والون پر ہی کیون نہو
مشہود علیہ دولتمند ہو یا فقیر (یعنے گواہی کے وقت غنی کے واسطے غنا کی عزت اور فقیر پر بسبب اوسکی افلاس کے رحم نکرو)
پس اللہ بہت مہربان ہے اونپر پس مت پیروی کرو تم خواہشون کی یہہ کہ نہ عدل کرو اور یا پیچیدار بات کرو یا اعراض کرو
پس تحقیق اللہ اوس چیز کو جو تم کرتے ہو خبردار ہے - پارہ ۶ لایحب اللہ - سورہ مائدہ - رکوع ۲ - یا ایھا الذین
امنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علیٰ ان لا تعدلوا اعدلوا
ھو اقرب للتقویٰ واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون - ای لوگو جو ایمان لائے ہو ہو جاو تم قائم
رہنے والے واسطے اللہ کے گواہی دینے والے ساتھ انصاف کے اور نہ باعث ہو تمکو دشمنی کسی قوم کی اس بات پر کہ نہ عدل کرو عدل کرو
اقترب للناس - سورہ حج - رکوع ۴ - واجتنبوا قول الزور حنفاء للہ غیر مشرکین بہ اور بچتے رہو
جھوٹ بولنے سے توحید کرنیوالے اللہ کو نہ شریک لانیوالے ساتھ اوسکے - پارہ ۱۹ وقال الذین - سورہ شعرا - رکوع ۱۱
ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیاطین تنزل علیٰ کل افاک اثیم - کیا بتلاؤن مین تمکو کسپر اترتے ہین شیطان
اترتے ہین ہر جھوٹ باندھنے والے گنہگار پر *

عمل مقبول - مشکوٰۃ باب حفظ اللسان فصل ۱ - عن ابن مسعود قال رسول اللہ ع علیکم بالصدق
فان الصدق یھدی الی البر وان البر یھدی الی الجنۃ وما یزال الرجل یصدق ویتحری
الصدق حتیٰ یکتب عند اللہ صدیقاً وایاکم والکذب فان الکذب یھدی الی الفجور وان
الفجور یھدی الی النار وما یزال الرجل یکذب ویتحری الکذب حتیٰ یکتب عند اللہ کذاباً
متفق علیہ - ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ لازم پکڑو اپنے پر سچ بولنے کو کیونکہ سچ بولنا پہونچاتا
ہے نیکی کو اور نیکی پہونچاتی ہے بہشت مین اور ہمیشہ ایک شخص سچ بولتا ہے اور کوشش کرتا ہے سچ بولنے مین یہانتک
کہ لکھا جاتا ہے خدا کے پاس صدیق اور دور رکھو اپنے آپکو جھوٹ بولنے سے کیونکہ جھوٹ بولنا پہونچاتا ہے نافرمانی کو
اور نافرمانی پہونچاتی ہے دوزخ مین اور ہمیشہ آدمی جھوٹ بولتا ہے اور کوشش کرتا ہے جھوٹ بولنے مین یہانتک کہ
لکھا جاتا ہے بڑا جھوٹا - ایضاً فصل ۳ - عن عبادۃ بن الصامت ان النبی ع قال اضمنوا لی ستاً من
انفسکم اضمن لکم الجنۃ اصدقوا اذا حدثتم واوفوا اذا وعدتم وادوا اذا ائتمنتم و

اِحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ رواه البيهقي۔ عباده بن صامت سے روایت ہے کہ
حضرت نے فرمایا کہ واسطے منفعت اپنے نفسوں کے میرے لیئے چھہ چیزوں کے تم لوگ ضامن ہو۔ میں تمہاری لیئے بہشت کا
ضامن ہونگا۔ سچ بولا کرو بات کرتے ہیں۔ جب وعدہ کرو تو اوسکو پورا کرو۔ جب امانت دیئے جاؤ تو اوسکو ادا کرو
حرامکاری سے اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکھو۔ نامحرم کی دیکھنے سے اپنی نگاہ کو بند کرو۔ اپنے ہاتھ کو مارنے سے باز رکھو۔
عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ بِطُوْلِهٖ اِلٰی اَنْ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَوْصِنِیْ قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا قُلْتُ زِدْنِیْ قَالَ لَا تَخَفْ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ قُلْتُ زِدْنِیْ قَالَ
لِیَحْجُزْكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِكَ۔ مختصراً۔ بیہقی نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ ابوذر نے کہا کہ میں
حضرت کے پاس آیا اور بیان کی حدیث دراز یہانتک کہ ابوذر نے کہا کہ مینے حضرت سے عرض کی کہ مجھکو کوئی نصیحت کیجیئے
آپنے فرمایا کہ سچ بات کہو اگرچہ تجھکو یا سننے والے کو کڑوی معلوم ہو پھر مینے کہا کہ کچھہ اور زیادہ فرمائیے آپنے فرمایا کہ
ڈر اظہار دین خدا میں کسی کی ملامت سے پھر عرض کی مینے کہ کچھہ زیادہ فرمائیے فرمایا کہ باز رکھے تجھکو لوگوں کے عیبوں
سے وہ چیز کہ جانتا ہے تو اپنے نفس سے یعنے جب کسی کی عیب گیری کا خیال آوے تو اپنے عیبوں کو سوچ کہ مجھہ میں بھی
اتنے عیب ہیں کسی کی عیب گیری کیا کروں۔ مشکوۃ۔ کتاب الایمان باب الکبایر۔ فصل ۱۔ عَنْ اَبُوبَکْرَۃَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ
وَکَانَ مُتَّکِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَۃُ الزُّوْرِ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَۃُ الزُّوْرِ
اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَۃُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ یَقُوْلُهَا حَتّٰی قُلْتُ لَا یَسْکُتُ رواه البخاری۔ ابوبکرہ سے روایت
ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہاں میں تمکو بتلاتا ہوں کبیرہ گناہوں میں سے جو بہت بڑے ہیں ہمنے کہا ہاں یا رسول اللہ
بتلائیے حضرت نے فرمایا کہ خدا کا شریک مقرر کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی اور حضرت تکیہ لگائے بیٹھے تھے سو اوٹھ بیٹھے پھر فرمایا
خبردار ہو اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی خبردار ہو جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی خبردار ہو جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی
پھر حضرت اسی کو کہتے رہے یہانتک کہ مینے کہا کہ حضرت نہیں چپ ہونگے۔ ایضاً باب حفظ اللسان۔ فصل ۱۔ عَنْ اِبْنِ
مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِیَّاکُمْ وَالْکِذْبَ مختصراً۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بچو
جھوٹ سے۔ ایضاً باب الاقضیۃ۔ فصل ۲۔ عَنْ خُرَیْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم صَلٰوۃَ الصُّبْحِ فَلَمَّا
انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ عُدِلَتْ شَهَادَۃُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاكِ بِاللّٰهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَرَأَ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ
مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِهٖ رواه ابوداؤد۔ خریم بن فاتک سے

روایت ہی کہ حضرت ایکدن صبح کی نماز سی فارغ ہوکر کہڑی ہوگئی اور تین دفعہ فرمایا کہ جہوٹی گواہی شرک کی ساتہ
برابر کی گئی ہی پہر حضرت نی سند کی طور پر یہہ آیت پڑہی یعنے بچو تم پلیدی بتون سی اور بچو تم جہوٹ سی درحالیکہ
رجوع کرنیوالی ہو باطل سی طرف حق کی نہ شرک کرنیوالی خدا کی ساتہ۔ صحیح مسلم۔ عَنْ اَبُوذَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
ثَلَاثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ اَلْمَنَّانُ بِعَطِیَّۃٍ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلْفِ الْفَاجِرِ
وَالْمُسْبِلُ اِزَارَہٗ حضرت نی فرمایا کہ تین شخص ایسی ہین جنسے خدا تعالی قیامت کی روز بات نکریگا اور نہ اونپر نظر شفقت
ہوگی ایک وہ کہ کسی کو کچہہ دیکر احسان جتا دی دوسرا وہ کہ جہوٹی قسم کہا کر اپنا مال بیچے تیسرا وہ جو تکبر سی پاجامہ
ٹخنون سی نیچا رکہے۔ ابو داؤد و ترمذی و نسائی۔ عَنْ بَھْزِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
وَیْلٌ لِلَّذِیْ یُحَدِّثُ فَیَکْذِبُ لِیُضْحِکَ بِہِ الْقَوْمَ وَیْلٌ لَّہٗ وَیْلٌ لَّہٗ حضرت نی فرمایا کہ ہلاکی ہی اوسکو جو
بات کہے اور جہوٹ بولی تاکہ لوگ اوسی ہنسین ہلاکی ہی اوسکو تباہی ہی اوسکو۔ ترمذی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَکْذِبُ الْکِذْبَۃَ فَیَتَبَاعَدُ الْمَلَکُ عَنْہُ مَسِیْرَۃَ مِیْلٍ مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِہٖ۔ حضرت نی فرمایا
جب آدمی جہوٹ بولتا ہی تو ایسی بدبو اوسکی پہیلتی ہی کہ فرشتہ ایک کوس دور چلا جاتا ہے +

اقوال صحابہ- احیاء العلوم جلد ۳- فضیلۃ الصدق- وقال ابن عباس اربعٌ مَن کُنَّ فیہ فقد
ربح الصِّدقُ والحیاءُ وحُسنُ الخُلقِ والشُّکرُ- ابن عباس رض نی فرمایا کہ چار باتین ایسی ہین کہ جس شخص
مین ہون نفع اوسی کو ہوتا ہی- سچ بولنا- حیا- حسن خلق- شکر- ایضاً- جلد ۳- آفۃ الرابعۃ عشر- قال علی رض
اعظم الخطایا عند اللہ اللسان الکذوب وشر الندامۃ یوم القیامۃ- حضرت علی رض نی فرمایا کہ بہت بڑا
گناہ خدا کی نزدیک زبان جہوٹی ہی اور سخت نداموں سی بہت دن قیامت کی ہے- وقال عمر رض احبکم الینا
ما لم نرکم احسنکم اسماً فاذا رایناکم فاحبکم الینا احسنکم خلقاً فاذا اختبرناکم فاحبکم الینا اصدقکم
حدیثاً واعظمکم امانۃً- حضرت عمر رض نے فرمایا کہ جبتک ہم سی ملاقات نہین ہوتی تبتک تو ہم مین سی زیادہ اچہا
معلوم ہوتا ہی جسکا نام اچہا ہو اور جب ملاقات ہوجاتی ہی تو وہ اچہا معلوم ہوتا ہی جو عادت اچہی رکہتا ہو اور
معاملہ کرنیکی بعد وہ اچہا معلوم ہوتا ہی جو بات کا سچا امانت کا پکا ہو +

## وجہ ترجیح تعلیم محمدی

اول تو تعلیم محمدی مین جسقدر سچ بولنی اور سچی گواہی دینی وغیرہ اوصاف کی فضیلت و بدایت اور جہوٹ بولنی اور جہوٹی
گواہی دینی کی مذمت و ممانعت بیان ہوئی ہی تعلیم عیسوی مین اوسکا عشر عشیر بہی نہین ہی بلکہ تاقیون کی ایک آیت

۲۵ مین جو لکہا ہی لرسو جہوٹ چہوڑ کی ہر ایک شخص اپنی پڑوسی سی سچ بولے) اُسّی سچ بولنی کا حکم مخصوص و محدود ہمسایہ سمجہا جاتا ہی۔ دوم مسیح نی خود سچ بولنی پر عمل نہین کیا چنانچہ یوحنا باب ۷ آیت ۸ و ۹ و ۱۰ مین مسیح نی اپنی بہائیون سی کہا کہ تم عید مین جاؤ مین ابہی نہین جاتا کہ میرا وقت ہنوز نہین آیا لیکن جب اونکی بہائی روانہ ہوئی تو وہ بہی خفیہ طور پر عید مین گیا"۔ اور پہر طرفہ یہہ کہ مسیح نی اسی پر اکتفا نہین کیا بلکہ اپنی شاگردونکو بہی حق بات کی چہپانی اور جہوٹ بولنی کی ترغیب دی چنانچہ متی ۱۶۔۲۰ مین لکہا ہی۔ تب اوسنی (مسیح) اپنی شاگردونکو حکم کیا کہ کسو سی نہ کہنا کہ مین یسوع مسیح ہون۔ پہر متی ۱۵ مین ہی ۱۵۔ اور بہت سی جماعتین اوسکی پیچہی ہولین اور اوسنی اون سب کو چنگا کیا۔ ۱۶۔ اونہین تاکید کی کہ مجہی ظاہر نہ کرنا۔ پہر مرقس مین ہی ۲۹ پہر اوسنی اونہین کہا کہ تم کیا کہتے ہو کہ مین کون ہون پطرس نے جواب دیا تو تو مسیح ہی۔ ۳۰ تب اوسنی اونہین تاکید کی کہ میری بابت کسی سی مت کہو انتہی۔ یہان غور کرنا چاہئی کہ جب مسیح شاگردون وغیرہ کو اپنی نسبت نہ ظاہر کرنیکی تاکید کی تو اسصورت مین ظاہر ہی کہ جب اونسی مسیح کی نسبت دریافت کیا گیا ہوگا تو لامحالہ اونکو جہوٹ کہنا پڑا ہوگا کہ ہم مسیح کو نہین جانتے۔ اسیطرح جب اون بیمارون سی جنکو مسیح نی چنگا کیا تہا کبہی پوچہا ہوگا کہ تم کسطرح سی اچہی ہوئی تو مسیح کی تاکید کی موجب اونکو ضرور کوئی جہوٹا ہی سبب بیان کرنا پڑا ہوگا۔ علاوہ اسکی جب وہ سچی مسیح تہے تو اونہون نی کسلئے اپنی آپکو چہپایا اور لوگون پر اپنی کو ظاہر نہ کیا تاکہ مخالفین پر اتمام حجت ہوتی اور یہہ جو تفسیر اسکاٹ جلد ا صفحہ ۱۲۸ مین لکہا ہی کہ ظاہر ہی کہ مسیح نے جیسا موقع پایا ویسا ہی آپکو ظاہر کیا کبہی ظاہر کرنا مناسب جانا اور پہر جب یہودیون کی دشمنی کی سبب اوسکی جان کا خطرہ تہا تب اپنی آپکو کچہہ چہپایا۔ انتہی ایک ہنسی کی بات ہی۔ مین پوچہتا ہون کہ کیا وہ بنی آدم کی گناہون کی بدلہ اپنی آپکو کفارہ دینی نہین آئی تہے اور کیا وہ عالم الغیب نہین تہی کہ وقت سی پہلے یہودی میری جان نہین لی سکتے جو اسطرح سی جان کی خوف سی اپنی آپکو چہپایا اور اپنی شاگردون اور شفا یاب مریضونکو جہوٹ بولنی اور جہوٹی بہانہ کرنے کی ترغیب دی۔ پس اس لحاظ سی عیسوی تعلیم مندرجہ فصل ہذا بالکل ناقص ہے ✦

## فصل سوم

### متفرق جرائم متعلق زبان

**کلام مسیحؑ**۔ انجیل متی باب ۷۔ آیت ۱۔ کسی پر عیب نہ لگاؤ کہ تم پر عیب نہ لگایا جاوی ۲ کیونکہ جسطرح تم عیب لگاتی ہو اوسی طرح تمپر بہی عیب لگایا جاویگا۔ ۵۔ ای ریاکار پہلی کڑی کو اپنی آنکہہ سی نکال تب تو اوس تنکی کو اپنی بہائی کی آنکہہ سی نکال سکیگا۔ باب ۱۲۔ ۳۶ پر مین تم سی کہتا ہون کہ ہر ایک بیہودہ بات جو کہ لوگ کہین عدالت کی دن اوسکا حساب دینگی۔ ۲۷

کیونکہ تو اپنی باتون سی ہی راستکار گنا جاویگا اور اپنی باتون ہی سی گنہگار ٹھہریگا - باب ۵ - آیت ۲۲ - جو کوئی اپنی
بھائی پر بےسبب غصہ ہوے البتہ عدالت میں سزا کی قابل ہوگا اور جو کوئی اپنی بھائی کو راکا (بیوقوف) کہی صدر مجلس مین سزا کی لائق
ہوگا اور جو اسکو مورہ (احمق) کہی جہنم کی آگ کا سزاوار ہوگا - انجیل لوکا ۶ - ۴۵ - اچھا آدمی اپنی دل کی اچھی خزانہ سی اچھی
چیزین نکالتا ہی اور برا آدمی اپنی دل کی بری خزانہ سی بری چیزین باہر لاتا ہی کیونکہ جو دل مین بھرا ہی سو ہی موہنہ پر آتا ہی +

کلام حواریین - نامہ اروہمیان باب ۱۴ - آیت ۱۰ - تو کسلئے اپنی بھائی پر عیب لگاتا ہی اور تو کسلئے اپنی بھائی کو
حقیر جانتا ہی - نامہ افسیون باب ۴ - آیت ۲۹ - کوئی گندی بات تمہاری موہنہ سی نہ نکلی بلکہ وہ جو اچھی اور ترقی کی لئی
ضروری - باب ۵ - آیت ۴ بی شرمی اور بیہودہ بات یا ٹھٹھے بازی جو نامناسب ہے نہو دی بلکہ بیشتر شکر گذاری ہو -
نامہ اول تمطاؤس باب ۶ - آیت ۲۰ - اور بیدینی کی بیہودہ باتون اور اون تکرارون سی جنہیں جھوٹ موٹھ علم سمجھتے ہین
پرہیز - نامہ ۲ تمطاؤس باب ۲ - آیت ۱۶ بیدینی اور بیہودہ باتون سی پرہیز کر - نامہ طیطس باب ۳ - آیت ۲ - اور
کسی کو بھی برا نہ کہین جھگڑالو نہووین - نامہ گلیتیان باب ۶ - آیت ۱ - ای بھائیو اگر کوئی آدمی کسی خطا مین ناگہان
پکڑا جاوی تو تم جو روحانی ہو ایسی کو روح فروتنی سی سمہال کی بحال کرو اور اپنی اوپر لحاظ رکھہ کہ تو بھی امتحان مین
پڑی - نامہ یعقوب باب ۴ - آیت ۱۱ - ای بھائیو تم آپسمین ایکدوسری کی بدگوئی نکرو جو اپنی بھائی کی بدگوئی کرتا اور اوسپر
عیب لگاتا ہی سو شریعت کی بدگوئی کرتا ہی اور شریعت پر عیب لگاتا ہی - نامہ ۱ پطرس باب ۳ - آیت ۱۰ جو کوئی چاہی کہ
زندگی سی خوش ہو اور اچھی دنون کو دیکھی سو اپنی زبان کو بدی سی اور اپنی ہونٹون کو دغا کی بات بولنی سی باز رکھی ۱۱
بدی سی کنارہ کری اور نیکی کو عمل مین لاوی - صلح کو ڈھونڈھی اور اوسکا پیچھا کری - نامہ یعقوب باب ۳ - آیت ۵ ویسی ہی
زبان بھی چھوٹا سا عضو ہی پر بڑا ہی بول بولتی ہی دیکھو تھوڑی سی آگ کیسی بڑی جنگل کو جلا دیتی ہی ۶ سو زبان
ایک آگ اور شرارت کا ایک عالم - زبان ہماری انگون مین ایسی ہی کہ سارے بدن پر داغ لگاتی ہی - نامہ ا پطرس باب ۴
اگر کوئی بولی تو وہ خدا کی کلام کی مطابق بولی +

کلام الہی - پارہ حم - سورہ حجرات - رکوع ۲ - یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنُوْا
خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط
بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا
اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ
یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ای لوگو جو ایمان لائی ہو نہ ٹھٹھہ کری

کوئی قوم کسی قوم سے شاید کہ وہ بہتر اون سے ہوون اور نہ بی بی کسی بی بی سے شاید کہ وہ بہتر اون سے ہون اور نہ
عیب لگاؤ آپس اپنے کو اور نہ مطعون کرو ایکدوسری کو ساتھہ بُری لقبون کی بدنامی ہے فاسقی پیچھے ایمان لانے کی اور
توبہ نہ کی پس وہی لوگ ظالم ہین ای لوگو جو ایمان لائے ہو بچو بہت سی بدگمانیون سے تحقیق بعض بدگمانیان گناہ
ہین اور عیب جوئی مت کرو اور نہ غیبت کرے بعض تمہارا بعض کی کیا دوست رکھتا ہے تم مین سے کوئی یہہ کہ کہاوے
اپنے مردے بہائی کا گوشت پس ناخوش رکھو اوسکو اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے
پارہ ۱۸ قد افلح المومنون سورہ مومنون - رکوع ۱ - قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ
وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ
تحقیق خلاصی پائی اون ایمان والون نے جو اپنی نماز مین عاجزی کرنیوالی ہین اور جو بیہودہ کلام و کام سے مونہہ موڑنے
والی ہین اور جو زکوۃ ادا کرنیوالی ہین اور جو اپنی شرمگاہون کی غیرون سے محافظت کرنیوالی ہین - پارہ عم ۳۰
اذا زلزلت الارض وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ - اور جو کوئی کریگا برابر ایک ذرہ کی برائی دیکھیگا اوسکو
پارہ ۱۵ سبحن الذی - سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ - وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ
كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا اور مت پیروی کر اوس چیز کی کہ نہین تجکو ساتھہ اوسکی علم تحقیق کان
آنکھہ اور دل ہر ایک سے پوچہا جاویگا - پارہ ۳ تلک الرسل سورہ بقر رکوع ۴۰ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ
تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اور اگر ظاہر کرو جو کچھہ تمہاری دل مین ہے یا چہپاؤ اوسکو حساب لیگا اللہ اوسکا تم سے
پارہ ۳ تلک الرسل سورہ آل عمران - رکوع ۳ - قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ کہدے اگر
تم جو کچھہ تمہاری سینون مین ہے یا ظاہر کرو اوسکو جانتا ہے اوسکو اللہ - پارہ ۳ تلک الرسل سورہ بقر - رکوع ۳۶ قَوْلٌ
مَعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ بات اچھی کہنی اور بخشدینا بہتر ہے
خیرات سے کہ پیچہے اوسکے اذیت ہو (یعنے احسان جتایا جاوے) اور اللہ بے پروا تحمل والا ہے - پارہ ۱۳ وما ابری سورہ
ابراہیم - رکوع ۴ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ اور
مثال بات ناپاک کی مثل درخت ناپاک کی ہے کہ جسم پکڑ گیا ہے زمین پر نہین ہے واسطے اوسکے قرار - پارہ ۲۹ تبارک الذی
سورہ قلم - رکوع ۱ - وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ
ذٰلِكَ زَنِيْمٍ - اور مت کہا مان ہر ایک قسم کہانیوالے ذلیل کا - لوگونکو عیب لگانیوالے کا - چلنے والے کا ساتھہ چغلی
منع کرنیوالی بہلائی کا - حد سے نکلنیوالے گنہگار - تر شرو بدنصیب کا - پارہ ۲۵ الیہ یرد - سورہ جاثیہ - رکوع ۱ - ویل لکل

اثیم۔ وائے ہے واسطے ہر ایک جھوٹ باندھنے والے گنہگار کے۔ پارہ ۵ والمحصنات۔ سورہ نسا۔ رکوع ۱۶ و من یکسب
خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بہتانا و اثما مبینا اور جو کوئی کماوے کچھ خطا یا گناہ پھر تہمت
لگاوے ساتھ اوسکے بیگناہ کو پس تحقیق اوٹھالیا اوسنے بہتان اور گناہ ظاہر۔ پارہ ۱۸ قد افلح۔ سورہ نور۔ رکوع ۳
ان الذین یرمون المحصنت الغفلت المؤمنت لعنوا فی الدنیا والاخرۃ ولہم عذاب عظیم
تحقیق جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاکدامنوں بیخبر ایمان والیوں کو لعنت کی گئی ہے اونکو دنیا اور آخرت میں اور
واسطے اونکے عذاب ہے بڑا۔ پارہ ۱۴ ربما۔ سورہ نحل رکوع ۱۴۔ انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون
بآیات اللہ واولئک ہم الکذبون۔ جھوٹ وہی لوگ باندھتے ہیں جو اللہ کی نشانیوں پر ایمان نہیں
لاتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔ پارہ ۱۰ واعلموا۔ سورہ انفال رکوع ۶ و اطیعوا اللہ و رسولہ ولا تنازعوا
فتفشلوا و تذہب ریحکم فرمانبرداری کرو اللہ اور اوسکے رسول کی اور مت جھگڑو آپس میں پھر نامرد ہو جاؤ
اور جاتی رہیگی ہوا تمہاری +

کلام رسول مقبول ص۔ ترمذی ابواب البر والصلۃ۔ عن معاذ بن جبل قال رسول اللہ ص من عیر اخاہ بذنب لم
یمت حتی یعملہ۔ معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو عیب لگاوے اپنے بھائی کو کسی بدکام کا نہ مریگا
جب تک نہ کریگا وہ کام۔ بلوغ المرام باب الترہیب من مسٔی الاخلاق۔ وعن انس قال رسول اللہ ص طوبی لمن
شغلہ عیبہ عن عیوب الناس اخرجہ البزار۔ انس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خوشی ہو اوس شخص کو جسے
مشغول رکھا اوسکے عیب نے لوگوں کی عیب جوئی سے۔ ابو داؤد۔ باب فی النہی عن التجسس عن معاویۃ قال
سمعت رسول اللہ ص یقول انک ان اتبعت عورات الناس افسدتہم او کدت ان تفسدہم
معاویہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کے عیبوں کے درپے ہوگے تو اونکو خراب کردوگے یا قریب ہے کہ اونکو
بگاڑو۔ مشکوۃ باب حفظ اللسان فصل ۱۔ عن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ ص ایاکم والظن فان الظن
اکذب الحدیث رواہ البخاری۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بچو تم بدگمانی سے کیونکہ بدگمانی بڑی
جھوٹی بات ہے۔ ایضاً۔ فصل ۲۔ عن علی بن الحسین قال رسول اللہ ص من حسن اسلام المرء ترکہ
ما لا یعنیہ رواہ مالک۔ علی بن حسین یعنی امام زین العابدین سے روایت ہے کہ حضرت ص نے فرمایا کہ خوبی اسلام آدمی
کی ہے چھوڑ دینی بیہودہ بات کو۔ عن واثلۃ قال رسول اللہ ص لا تظہر الشماتۃ لاخیک فیرحمہ
اللہ ویبتلیک رواہ الترمذی۔ واثلہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ ظاہر کر تو خوشی اپنے بھائی کی خرابی پر پس

شاید رحم کری اللہ اوسپر اور تجکو مبتلا کری - مشارق الانوار - باب ۲ - عَنْ عَائِشَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ؐ اِنَّ اللّٰہَ
لَا یُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ رواہ مسلم - عائشہؓ سی روایت ہی کہ حضرتؐ نی فرمایا کہ خدا کو نہین بہاتی گندی ب
ات کہنا اور نہ بری بات کا زیادہ کر کی جواب دینا - عَنْ عَائِشَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ؐ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ
مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَنْ فَرَقَۃُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ فُحْشِہٖ متفق علیہ عائشہؓ سی روایت ہی کہ حضرتؐ نے فرمایا
کہ تحقیق سب آدمیون سی بدتر خدا کی نزدیک مرتبہ مین قیامت کی دن وہ آدمی ہی جسکا لوگ ملنا چھوڑ دین اوسکی
زباندرازی اور بیحیائی سی - مشکوۃ باب حفظ اللسان فصل ۱ - عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ؐ مَنْ
یَضْمَنَ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ رواہ البخاری - سہل بن سعد سی روایت ہی ک
حضرت نی فرمایا کہ جو شخص ضامن ہو واسطی میری اور لازم پکڑی اپنی اوپر محافظت اوس چیز کی جو درمیان اوسکی
جبڑون کی ہی یعنی زبان و دانت کہ زبان کو بچاوی بیہودہ اور بری باتون سی اور دانتون کو کہانی پینے حرام سی اور
لازم پکڑی محافظت اوس چیز کی جو درمیان اوسکی دونون ٹانگون کی ہی یعنی حرام کاری نکری اوسکی لئی بہشت کا ضامن
مین ہون - ایضاً باب المزاح فصل ۲ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ؐ قَالَ لَا تُمَارِ اَخَاکَ وَلَا تُمَازِحْہُ
وَلَا تَعِدْہُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَہٗ رواہ الترمذی - ابن عباسؓ سی روایت ہی کہ حضرتؐ نی فرمایا کہ نہ جھگڑ تو اپنے بھائی
سی اور نہ ٹہٹہ کر اوسی اور نہ وعدہ خلافی کر - موطا - باب التاکید فی حفظ المنطق - عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ الْکَعْبِیِّ عَنْ رَسُوْلِ
اللّٰہِ ؐ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ - ابی شریح کعبی سی روایت ہی کہ حضرت
نے فرمایا کہ جو شخص خدا اور دن قیامت پر ایمان لاتا ہی پس چاہیے کہ اچھی بات کہی یا چپ رہی - مشکوۃ باب حفظ اللسان
فصل ۱ - عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ؐ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَۃِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰہِ لَا یُلْقِیْ لَہَا
بَالًا یَرْفَعُ اللّٰہُ بِہَا دَرَجَاتٍ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَۃِ مِنْ سَخَطِ اللّٰہِ لَا یُلْقِیْ لَہَا بَالًا یَہْوِیْ
بِہَا فِیْ جَہَنَّمَ رواہ البخاری - ابوہریرہ سی روایت ہی کہ حضرتؐ نی فرمایا کہ بیشک بندہ خدا کی رضامندی کی کوئی
بات بول جاتا ہی اور دلمین اوسکو کچھ بڑی بات نہین سمجھتا حالانکہ اوسی بات کی سبب سے خدا اوسکی درجی بلند کرتا ہی
اور مقرر بندہ خدا کی ناخوشی کی کوئی بات بول جاتا ہی اور دلمین اوسکو کچھ بڑی بات نہین سمجھتا حالانکہ اوسی
کے سبب سی دوزخ مین گر پڑتا ہی - ترمذی - باب ما جاء فی حسن الخلق عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ؐ اِنَّ اللّٰہَ
یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ - ابی الدرداءؓ سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ مقرر اللہ دشمن رکہتا ہی گالیان
دالے بیہودہ بکنی والی کو - عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ

الفاحش ولا البذی - ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہیں مومن طعن ولعن کرنیوالا اور
گالیان دینےوالا اور بیہودہ بکنےوالا - مشکوۃ باب حفظ اللسان فصل ۱ - عن حذیفۃ قال سمعت رسول
الله لا یدخل الجنۃ قتات متفق علیہ حذیفہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ چغل خور بہشت مین نجاویگا
عن ابی هریرۃ قال رسول الله تجدون شر الناس یوم القیامۃ ذا الوجهین الذی یاتی
هؤلاء بوجه وهؤلاء بوجه متفق علیہ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بدترین لوگون کا
قیامت کے دن وہ دورویہ منافق صفت آدمی ہے کہ آتا ہے ایک جماعت کے پاس ساتھ ایک طریق کے اور آتا ہے دوسری
جماعت کے پاس اور طرح - مشارق الانوار باب - عن ابن مسعود قال رسول الله الا انبئکم ما العضۃ
هی النمیمۃ القالۃ بین الناس رواہ مسلم - عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا ہان مین بتلاتا
ہون تمکو بہتان کیا چیز ہے وہ چغلی ہے جو کثرت گفتگو سے لوگونمین فساد ڈالے - مشکوۃ باب ما ینهی عنہ فصل ۱
عن ابی هریرۃ عن النبی قال ایاکم وسوء ذات البین فانها الحالقۃ رواہ الترمذی - ابوہریرہؓ سے
روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بچو تم برائی ڈلوانے سے درمیان دو شخصون کے کیونکہ وہ مونڈنے والی یعنی تباہ کرنے
والی ہے - ایضاً باب الرفق والحیاء فصل ۲ - عن ابی هریرۃ قال رسول الله الحیاء من الایمان و
الایمان فی الجنۃ والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار رواہ احمد والترمذی - ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ
حضرت نے فرمایا کہ شرم ایمان سے ہے اور اہل ایمان بہشت مین ہین اور بیشرمی بدی سے ہے اور بدلوگ دوزخ مین ہین -
عن حارثۃ بن وهب قال رسول الله لا یدخل الجنۃ الجواظ ولا الجعظری رواہ ابوداود -
حارثہ بن وہب سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ سخت گو او سخت خو بہشت مین داخل نہین ہوگا - بلوغ المرام
باب الترہیب من مسی الاخلاق - عن عائشۃ رض قال رسول الله ابغض الرجال الی الله الالد الخصم
رواہ البزار - حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا بہت ناپسند مرد وہ ہین خدا کے پاس جھگڑالو شخص ہے
احوال صحابہ ۲ - احیاء العلوم باب فضیلۃ الصمت - قال ابن عباسؓ اذا اردت ان تذکر عیوب صاحبک
فاذکر عیوبک - ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب تمہارا دل چاہے کہ لوگون کی عیب بیان کرو تو اپنے عیب یاد کرو -
باب الثانی - قال عمرؓ من ترک فضول الکلام منح الحکمۃ ومن ترک المزاح منح البهاء ومن
ترک الاشتغال بعیوب غیرہ منح الاصلاح بعیوب غیرہ - عمرؓ نے فرمایا کہ جس شخص نے چھوڑی فضول کلامی
دیگئی اسکو حکمت اور جسنے چھوڑی ٹھٹھے بازی دیگئی اسکو روشنی اور جسنے چھوڑا شغل غیر کے عیبون کا دیگئی اسکو

اصلاح اپنی عیبوں کی - احیاء العلوم جلد ۳ باب فضیلة الصمت قال ابن مسعودؓ واللہ الذی لا الہ الا ہو
ما من شئ احوج الی طول سجن من لسان - ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ مجکو اوسکی قسم ہے جسکے سوا اور کوئی
معبود نہیں ہے کہ کوئی چیز زبان کے سوا زیادہ قید رکہنے کی محتاج نہیں ہے - قال ابن عمرؓ ان احق ما طہر
الرجل لسانہ - ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ پاک کرنے کے لئے سب سے زیادہ مستحق آدمی کی زبان ہے - منبہات باب الثمانی
وعن ابی بکر الصدیق فی قولہ تعالیٰ ظہر الفساد فی البر والبحر قال البر ہو اللسان والبحر ہو القلب
فاذا فسد اللسان بکت علیہ النفوس واذا فسد القلب بکت علیہ الملائکة - ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے
تفسیر قول الٰہی میں جو ظہر الفساد فی البر والبحر ہے کہا مراد لفظ بَرّ سے زبان ہے اور لفظ بحر سے دل ہے - پس بگڑی
ہوئی زبان روتی ہیں اوسپر جانیں اور جبکہ فاسد ہوا دل روتی ہیں اوسپر فرشتے - ایضاً باب الخماسی وقال
عمرؓ رأیت جمیع الاخلاء فلم ار خلیلاً افضل من حفظ اللسان - عمرؓ نے فرمایا کہ دیکھا میں نے سب دوستوں کو
نہ دیکھا میں نے کوئی دوست اچھا نگاہ رکہنے زبان سے - احیاء العلوم جلد ۳ باب فضیلة الصمت قال مجاہد سمعت
ابن عباس یقول خمس لہن احب الیّ من الدراہم الموقوفة لا تتکلم فیما لا یعنیک فانہ فضل ولا آمن
علیک الوزر ولا تتکلم فیما یعنیک حتی تجد لہ موضعاً فانہ رب متکلم فی امر یعنیہ قد وضعہ فی غیر
موضعہ فعنت ولا تمار حلیماً ولا سفیہاً فان الحلیم یقلبک والسفیہ یؤذیک واذکر اخاک اذا
غاب عنک بما تحب ان یذکرک بہ واعفہ مما تحب ان یعفیک منہ وعامل اخاک بما تحب ان یعاملک
بہ - مجاہد نے کہا کہ میں نے ابن عباسؓ سے سنا ہے یہ کہا کرتے تھے کہ پانچ چیزیں مجہے روپیوں کے وقف سے بہی اچہی معلوم ہوتی
ہیں ایک بیہودہ کلام کا ترک کرنا کیونکہ وہ زیادہ ہوتا ہے اور اوسمیں گناہ کا خوف لگا رہتا ہے - دوسری کلام مفید بے موقع
نہ کہنا کہ اکثر کلام مفید اگر بے موقع بولا جاتا ہے تو خرابی لاتا ہے - تیسری حلیم اور بیوقوف سے تکرار نہ کرنی کیونکہ حلیم تو تکرار
کرنے سے اوسکو غصہ دلاتا ہے اور بیوقوف سے ایذا اوٹہانی - چوتہی ذکر کسی غائب بہائی کا ایسی طرح کرنا جیسی طرح خود
اپنا ذکر اوسسے کہلانا منظور ہو اور اوسکو اون قصوروں سے در گذر کرنا جنکو اوسسے معاف کرانا اچہا معلوم ہو اور اوسکے
وہ معاملہ کرنا کہ وہ بہی ویسا ہی کرے تو اچہا لگے جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ ہرچہ بر خود مپسندی بر دیگری مپسند - پانچویں عمل کی
اس یقین کے ساتہہ کہ احسان کرنے سے جزا پاویگا اور جرم کرنے سے سزا - قال ابن مسعودؓ انذرکم فضول کلامکم
بحسب امرئ من الکلام ما بلغ بہ حاجتہ - ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں تمکو بیہودہ کلام سے ڈراتا ہوں آدمی کو اوتنا
کافی ہے جس سے اوسکی حاجت روائی ہو جاوے - قال عمرؓ من مزح استخف بہ - حضرت عمر فرماتے ہیں کہ جس شخص نے

کیا خفیف ہوا اوسکی سبب ہی۔ وقال عمرؓ اتدرون لم سمی المزاح مزاحاً قالوا لا قال لانہ زاح عن الحق
عمرؓ نے لوگونکو کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مزاح یعنی تمسخر کا کیون مزاح نام رکہا گیا اونہون نے عرض کیا کہ ہم نہین جانتے۔
تو فرمایا اسلئے کہ وہ حق سے دور رہتا ہی۔ وقال علیکم بذکر اللہ تعالیٰ فانہ شفاءٌ وایاکم وذکر الناس فانہ
داء۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ لازم پکڑو اپنے پر خدا کا ذکر کیونکہ وہ شفا ہی اور بچو تم لوگون کی ذکر سے کہ وہ بیماری ہی۔
قال ابن مسعودؓ لا یکونن احدکم امعۃ قالوا وما الامعۃ قال الذی یجری مع کلّ ریح۔ ابن مسعودؓ نے
فرمایا کہ کوئی تم مین سے ہرکا بیا مذہب مت ہو کہ جدہر کی ہوا دیکہے اودہر ہی پہر جائے۔ قال ابوھریرۃ لا ینبغی لذی
الوجہین ان یکون امیناً عند اللہ۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہین کہ دو رخا آدمی خدا کے نزدیک امین نہین ہوتا۔
تنبیہات باب السابع۔ وسئل عن علیؓ ما اثقل من السماء فقال البہتان علی البرایا اثقل من السماء
حضرت علیؓ سے پوچہا گیا کہ کیا ہی زیادہ بہاری آسمان سے۔ فرمایا لوگون پر بہتان باندہنا آسمان سے بہاری ہی +

## وجہ ترجیح تعلیم محمدیؐ

فصل بالا مین جو تعلیم عیسوی و محمدیؐ تحریر ہوئی ہی اگرچہ وہ بادی النظر مین یکسان معلوم ہوتی ہی مگر غور کرنے سے
عیسوی تعلیم مین یہہ بڑا نقص ظاہر ہوتا ہی کہ اس فصل کی بعض تعلیم پر مسیح نے باوجود بڑے حلیم و نرم دل مشہور ہونے کی خود
...بکر اپنے آپکو اپنی تعلیم کا عمدہ نمونہ نہین دکہلایا چنانچہ انجیل متی باب ۲۳ مین فقیہون و فریسیون کو برخلاف
اپنی تعلیم کے جا بجا مکروہ و ناملائم و سخت الفاظ ریاکار۔ مکار۔ نادان۔ اندہے۔ سانپ اور سانپ کے بچے کہکر اونپر
طرح طرح کے عیب لگائے اور اونکی تذلیل و توہین کا کوئی دقیقہ اوٹہا نہ رکہا اور ایک بیچاری کنعانی عورت کو جسنے اونکے
آگے گر کر اپنی بیٹی پر سے دیو نکالنے کی بڑی عاجزی سے استدعا کی تہی کُتّے سے تشبیہ دیکر فرمایا کہ مناسب نہین کہ لڑکونکی
روٹی لیکر کتون کے آگے پہینکی جاوے۔ دیکہو متی باب ۱۵۔ آیت ۲۶۔ مرقس باب ۷ آیت ۲۷۔ بارنس صاحب اپنی تفسیر جلد ۱
کے صفحہ ۱۶۲ مین زیر آیت ۳۳ باب ۲۳ متی جسمین مسیح نے فریسیون کو سانپون کے بچے کہا ہی۔ لکہتے ہین کہ ایسی سخت ملامت
جیسی کہ اس فقرہ مین پائی جاتی ہی کبہی کوئی حلیم اور ملائم مزاج آدمی نہ کریگا۔ پہر اسی جلد کے صفحہ ۱۹۶ مین زیر آیت ۲۶
... لکہا ہی کہ یہودی اپنے آپکو سب سے افضل سمجہکر اورونکو بالفاظ حقارت مثل کتا وغیرہ بولا کرتے تہے خصوصاً غیر یہودیون
کو اسی لفظ سے پکارتے تہے عیسائی بہی اونکو ایسا ہی کہتے تہے اسی واسطے یہہ لفظ یعنی کتا مسیح نے بہی حقارت کے لئے کہا تہا
حالانکہ خود ہی اپنی زبان سے ارشاد فرمایا تہا کہ جو کوئی اپنے بہائی کو بیوقوف کہے صدر مجلس مین سزا کے قابل ہوگا اور
جو کوئی اوسکو احمق کہے جہنم کی آگ کا سزاوار ہوگا۔ متی ۵-۲۲۔ تفسیر اسکاٹ مین بصفحہ ۹۴۔ اس آیت کے نیچے لکہا ہے

کہ اس آیت مین تین درجے گناہ کے اور تین درجے سزا کے مقرر ہین - پہلا بے سبب غصہ ہونا - دنیا مین ہم اکثر یہہ تماشا دیکھتے
ہین کہ لوگ بیصبر ہوکر ذرا ذرا سی بات پر جھنجھلاتے اور خفہ ہو جاتے ہین اسکو ہمارا خداوند منع کرتا ہے - دوسرا درجہ
گناہ کا باولا کہنا ہے یعنے نہ صرف دلمین غصہ آنا مگر موہنہ سے اپنے بہائی کی حقارت کرنا کہ تو باولا - نادان - نکما
شخص ہے اور تیسرا درجہ گالیان دینا یعنے احمق - کافر - گندہ - الو اور اور سب بری باتین کہنا جنکو لوگ گالی جانتے
ہین - انتہی - اور یہہ بھی خود ہی فرمایا ہے کہ اچھا آدمی اپنے دل کے اچھے خزانہ سے اچھی چیزین نکالتا ہے اور برا آدمی اپنے
دل کے برے خزانہ سے بری چیزین باہر لاتا ہے کیونکہ جو دل مین بہرا ہے سو ہی موہنہ پر آتا ہے - پس اس بیان سے ناظرین
خود بخود غور کرکے بخوبی نتیجہ نکال سکتے ہین کہ جس شخص نے خود اپنے ہی افعال سے بالکل برخلاف اپنے اقوال کے نمونہ دکھایا
ہو تو اوسکی تعلیم برخلاف اپنے افعال کے کیا کچھہ وقعت اور تاثیر پیدا کر سکتی ہے +

## فصل چہارم

### مذمت گناہ اور ترغیب تاکید نیکوکاری پرہیزگاری کے بیان مین

**کلام مسیح** - انجیل متی باب ۵ - آیت ۲۷ - تم سن چکے ہو کہ اگلون سے کہا گیا تو زنا نکر ۲۸ پر مین تمھین کہتا ہون کہ جو
کوئی شہوت سے کسی عورت پر نگاہ کرے وہ اپنے دلمین اوسکے ساتھہ زنا کر چکا - ایضاً باب ۱۵ - آیت ۱۹ - کیونکہ برے خیال
خون - زنا - حرامکاری - چوری - جھوٹی گواہی - کفر دل ہی سے نکلتے ہین یہی باتین آدمی کو ناپاک کرنیوالی ہین -
باب ۱۹ - آیت ۱۸ - یسوع نے اوسے کہا یہہ کہ تو خون نکر - زنا نکر - چوری نکر - جھوٹی گواہی نہ دے +

**کلام حوارئین** - نامہ اقرنتیون کو باب ۶ - آیت ۱۸ - حرامکاری سے بہاگو - نامہ افسیون باب ۵ - آیت ۳ حرامکاری اور
ہر طرح کی ناپاکی اور لالچ کا تم مین ذکر تک نہووے - نامہ قلسیون باب ۳ - آیت ۵ - تم اپنے عضوونکو جو زمین پر ہین یعنے
حرامکاری وناپاکی اور شہوت اور بری خواہش اور لالچ جو بت پرستی ہے کشتہ کرو ۶ کہ انہین کے سبب سے خدا کا غضب نافرمانی
کے فرزندون پر پڑتا ہے - نامہ اتسلونیقیون باب ۴ - آیت ۳ - خدا کی مراد تمہاری پاکیزگی سے ہے کہ تم حرامکاری سے
تئین باز رکھو ۴ - اور ہر ایک تم مین سے اپنے بدن کو پاکیزگی اور عزت کے ساتھہ رکھنا جانے - ۵ نہ شہوت کی بدمستی مین ۶
اور کوئی کسی بات مین اپنے بہائی سے دغا اور اوسپر زیادتی نہ کرے - نامہ اقرنتیون باب ۶ - آیت ۱۰ - اور نہ
حرامکار اور بت پرست اور زناکرنیوالے اور عیاش اور لونڈے باز اور چور اور لالچی اور شرابی اور گالی بکنیوالے اور ظالم
خدا کی بادشاہت کے وارث نہونگے - ۱۴ پس اے پیارو تم بت پرستی سے بہاگو - ایضاً باب ۵ - آیت ۱۱ - اگر کوئی بہائی کہلا کے
حرامکار یا لالچی یا بت پرست یا گالی دینیوالا یا شرابی یا ظالم ہو تم اوس سے میل نہ رکھنا - نامہ افسیون باب ۵ - آیت ۱۸

شراب پی کر متوالی ہو کہ اوسمین خرابی ہے - نامہ ا تمطاؤس باب ۵ - آیت ۲۳ - آگے کو تو صرف پانی نہ پیا کر بلکہ اپنے ہضمہ
اور اکثر بیماریون کے واسطے تھوڑی مے پی - نامہ افسیون باب ۴ - آیت ۲۷ جسنے چوری کی ہو پھر چوری نہ کرے بلکہ اپنے
ہاتھون سے محنت کرے تاکہ محتاج کو کچھہ دے سکے - نامہ رومیون باب ۲ - آیت ۸ مگر اونپر جو فسادی ہین
اور سچائی کے تابع نہین ہوتے بلکہ ناراستی کے تابع ہین قہر اور غضب ہوگا ۹ ہر ایک آدمی کی جان جو برائی کرتا ہے رنج
اور عذاب مین پڑیگی ۱۰ پر ہر ایک کو جو بھلائی کرتا ہے بزرگی اور عزت و سلامتی ملیگی - ایضاً باب ۱۲ - آیت ۹ بدی سے
نفرت کرو اور نیکی سے ملے رہو - ایضاً باب ۱۳ - آیت ۱۳ - اور جیسا دن کو دستور ہے درست چال سے چلین نہ کہ اوباشی اور
مستی اور حرامکاری اور بدپرہیزیون سے نہ کہ جھگڑے اور ڈاہ سے - ایضاً باب ۱۶ - آیت ۱۹ تم نیکی مین واقف کار
اور بدی سے ناواقف رہو - نامہ ۲ تمطاؤس باب ۲ - آیت ۲۲ - جوانی کی شہوتون سے دور بھاگ - نامہ ۲ قرنتیان
باب ۷ - آیت ۱ پس ای عزیزو چاہیے کہ ہم ایسے وعدے پاکے آپکو ہر طرح کی جسمانی و روحانی نجاست سے پاک کرین اور خدا کے
خوف سے پاکیزگی کو کامل کرین - نامہ ا پطرس باب ۲ - آیت ۱۱ تم جسمانی خواہشون سے جو جان کے مقابل لڑائی کرتی ہین
باز رہو - نامہ ا قرنتیان باب ۱۵ - آیت ۳۳ تم فریب کھاؤ بری صحبتین اچھی عادتون کو بگاڑتی ہین -
نامہ ا پطرس باب ۵ - آیت ۸ - ہوشیار اور جاگتے رہو کیونکہ تمہارا مخالف شیطان گرجنے والے ببر کی مانند ڈھونڈھتا
پھرتا ہے کہ کسی کو پھاڑ کھاوے - نامہ ۲ تسلیقونیون باب ۳ - آیت ۱ - ای بھائیو تم ہر ایک بھائی سے جو کجروی کی
چال چلتا اور اس سونپی ہوئی بات کی جو ہم سے ملی برخلاف چلتا ہے کنارہ کرو +

کلام الہی - پارہ ۱۵ سبحن الذی - سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ - وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ
سَبِیْلًا مت نزدیک جاؤ زنا کے تحقیق وہ بیحیائی اور بری راہ ہے - پارہ ۸ ولو اننا - سورہ انعام - رکوع ۱۹ - وَلَا
تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ اور مت نزدیک جاؤ بیحیائیون کے ظاہر اور باطن مین - ایضاً سورہ
اعراف رکوع ۴ - قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ
اَنْ تُشْرِکُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ - کہہ حرام کی ہے پروردگار
میرے نے بیحیائی جو ظاہر ہے اور جو چھپی ہے اور گناہ اور تعدی ناحق اور یہہ کہ شریک لاؤ ساتھہ اللہ کے وہ چیز کہ نہین
اتاری واسطے اوسکی دلیل اور یہہ کہ کہو اوپر اللہ کے جو کچھہ کہ نہین جانتے - پارہ ۱۴ ربما - سورہ نحل رکوع ۱۳ -
اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ
یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ تحقیق اللہ حکم کرتا ہے عدل اور احسان اور قرابت والونکو دینے کا اور منع کرتا ہے بیحیائی

اور نامعقول اور ظلم سے نصیحت کرتا ہے تمکو تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ تفسیر حسینی وغیرہ مین لکھا ہے کہ یہہ آیت ہر
نیکی کی نصیحت کو جامع ہے اور ہر ایک لفظ اسکا چند معانی پر شامل ہے چنانچہ عدل سے مراد کلمۂ شہادت یا چھوڑ دینا
یا بندگی کرنا پوشیدہ و ظاہر یا انصاف کرنا خدا کی فرائض کے ادا کرنے مین یا برابری کرنا بندون کی حقوق مین
کرنا ساتھہ حق کی ہے اور احسان سے مراد خرچ کرنا اور انعام کرنا یا گناہون سے درگذر کرنا یا امر و نہی پر صبر کرنا یا
کے عوض مین نیکی کرنا ہے اور ایتاء غیر سے مراد یہہ ہے کہ دوست رکھنا واسطے غیر کی وہ چیز جو اپنی لئے دوست رکھتا
جاننا واسطے دوسری کے وہ چیز جو اپنے لئے برا سمجھتا ہے اور ایتاء ذی القربی سے مراد صلۂ رحم کا اور اونسی نیکی
اگر مالدار ہے تو ساتھہ مال کے اگر تنگدست ہے تو ساتھہ جسم کے اگر ضعیف و ناتوان ہے تو ساتھہ دعا کے۔ اور فحش
زنا ہے یا وہ عمل جو پوشیدہ کئے جاوین یا بخل یا زیادتی گناہ مین یا یہہ کہ مونہہ سے کہنا کچھہ اور عمل مین
کچھہ اور منکر سے مراد شرک ہے یا وہ چیز جسکو عقل مکروہ سمجھے یا وہ بات جو خدا کو غصہ مین لاوے۔ اور بغی سے مراد
تکبر یا عیب جوئی یا چغلی ہے۔ پارہ ۱۸ قد افلح سورہ مومنون۔ رکوع ۱۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ
اون ایمان والون نے خلاصی پائی جو اپنی شرمگاہونکو غیر سے محفوظ رکھتے ہین۔ ایضاً سورہ نور۔ رکوع ۴ وَيَحْفَظُوْا
فُرُوْجَهُمْ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ کہہ مومن ونکو محفوظ رکھین اپنی شرمگاہ کو اور عورتین محفوظ رکھین اپنی شرمگاہ
پارہ ۲۴ فمن اظلم سورہ مومن۔ رکوع ۲۔ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ اللہ جانتا ہے خیانت
کی اور جو کچھہ چھپاتے ہین سینے۔ تفسیر مدارک مین لکھا ہے کہ خیانت نظر کی یہہ ہے کہ کسی اجنبی عورت کو شہوت کی
دیکھنا پھر اوسکی جمال کا دل مین فکر کرنا۔ پارہ ۲۸ قد سمع اللہ سورہ ممتحنہ۔ رکوع ۲۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ
الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ
وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ
لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اے نبی جسوقت آوین تیری پاس مسلمان عورتین بیعت یعنی اقرار کرنی کی
بات پر کہ نہ شریک لاوین ساتھہ اللہ کی کسی چیز کو اور نہ چوری کرین اور نہ زنا کرین اور نہ مار ڈالین اپنی اولاد
نہ لاوین طوفان کہ باندہ لیوین اوسکو درمیان ہاتھہ اپنے اور پانوا اپنے کے اور نہ بیفرمانی کرین تیری کسی حکم
پس بیعت قبول کر اونسے اور بخشش مانگ اونکی لئے اللہ سے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ موضح القرآن مین
طوفان باندھنا ہاتھہ پانو مین یہہ کہ کسی پر جھوٹا دعوی کرین یا جھوٹی گواہی دین یا کسی معاملہ مین جھوٹی
اپنی طرف سے بنا کر اور ایک معنی یہہ کہ بیٹا جننا کسی اور سے اور لگانا کسی اور کو۔ پارہ ۱۵ سبحن الذی۔ سورہ بنی

رکوع ۴ وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْراً
مت قتل کرو اپنی اولاد کو تنگدستی کی خوف سی ہم ہی رزق دیتی ہین اونکو اور تمکو تحقیق قتل کرنا اونکا ہی
خطا ہی۔ پارہ ولو اننا۔ سورہ انعام۔ رکوع ۱۹۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئاً
وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَاناً وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ کہہ آو پڑہون مین
جو حرام کیا ہی تمہاری رب نے اوپر تمہاری یہہ کہ نہ شریک کرو ساتہہ خدا کی کسی چیز کو اور ماباپ کی ساتہہ احسان کرنا
اور مت مار ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کی ڈر سی ہم ہی روزی دیتی ہین تمکو اور اونکو۔ پارہ ۱۹ وقال الذین سورہ فرقان
رکوع ۶۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ
وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَاماً يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَاناً۔
اور بندی خدا کی وہ لوگ ہین جو نہین پکارتی ساتہہ اللہ کی معبود اور کو اور نہین مار ڈالتی اوس جان کو کہ حرام کیا ہی خدا
نی مگر ساتہہ حق مارنا اور نہین زنا کرتی اور جو کوئی کری یہہ کام ملیگا بڑی وبال سی دگنا کیا جائیگا اوسکی لیی عذاب
دن قیامت کی اور پڑا رہیگا اوسمین رسوا۔ پارہ ۳۰ عم۔ سورہ والنازعات۔ رکوع ۲ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ
وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى اور لیکن جو کوئی ڈرا اپنی خدا کی سامنی کہڑا ہونی سی
اور روکا اپنی نفس کو بری خواہشون سی پس تحقیق بہشت اوسکی جگہہ ہی۔ ایضاً۔ سورہ والشمس رکوع ۱۔ قَدْ
اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا۔ تحقیق مراد کو پہنچا وہ شخص جسنی اپنی نفس کو بری خواہشون سی پاک
کیا اور نامراد ہوا وہ شخص جسنی اپنی نفس کو بری خیالون اور گناہون مین گاڑ دیا۔ پارہ ۲۸ قد سمع۔ سورہ حشر
وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور جو شخص بچایا گیا اپنی نفس کی خواہش سی پس
وہی خلاصی پانیوالی ہین۔ پارہ ۶ لا یحب اللہ۔ سورہ مائدہ۔ رکوع ۲۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ اور ڈرو اللہ سی تحقیق اللہ جاننی والا ہی دل کی بات کو۔ پارہ ۲۸ قد سمع اللہ۔ سورہ تغابن رکوع
۱ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ
جانتا ہی جو کچہہ آسمانون اور زمین مین ہی اور جانتا ہی جو کچہہ پوشیدہ کرتی ہو اور جو کچہہ ظاہر کرتی ہو اور
اللہ جاننی والا ہی دل کی بات کو۔ پارہ ۲۰ امن خلق سورہ قصص رکوع ۵۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰهُ بِغَيْرِ
هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور کون شخص ہی بہت گمراہ اوس شخص سی کہ
پیروی کی اپنی خواہش کی جو خدا کی ہدایت سی نہین ہی تحقیق اللہ نہین ہدایت کرتا قوم ظالمونکو۔ پارہ ۸ ولو

اننا - سورہ انعام - رکوع ۱۴ وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا
كَانُوا يَقْتَرِفُونَ اور چھوڑو ظاہر گناہ کا اور باطن اوسکا تحقیق وہ لوگ جو کماتی ہین گناہ البتہ جزا دے
جاوینگی ساتھ اوس چیز کی کہ کرتی تھے - تفسیر حسینی مین لکھا ہے کہ گناہ ظاہر وہ ہے جو اعضا سے تعلق رکھے اور گناہ
باطن وہ ہے جسکا دلمین خیال کیا جاوے - پارہ ۱۷ اقترب - سورہ حج - رکوع ۴ - فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ
پس بچتی رہو ناپاکی بتون (یعنی بت پرستی) سے - پارہ ۱۴ ربما - سورہ نحل - رکوع ۵ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا
أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ اور البتہ تحقیق بھیجے ہمنے ہر امت مین پیغمبر یہ کہ عبادت کرو الله کی اور
پرہیز کرو بتون سے - پارہ ۶ لا یحب الله - سورہ مائدہ رکوع ۵ - السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً
بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ مرد چور اور عورت چور پس کاٹو ہاتھ اندونون کی از روئے سزا کے جو کیا اونہون نے
خدا کی طرف سے - پارہ ۵ والمحصنت - سورہ نسا - رکوع ۱۶ - إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا تحقیق الله
نہین دوست رکھتا اوس شخص کو جو خیانت کرنیوالا گناہگار ہے - پارہ ۱۰ واعلموا - سورہ انفال - رکوع ۷ - إِنَّ اللَّهَ
لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ - تحقیق الله دوست نہین رکھتا خیانت کرنیوالونکو - پارہ ۹ قال الملا - سورہ انفال - رکوع ۳ یا
أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ اے ایمان والو نہ
خیانت کرو الله اور اوسکی رسول کی اور مت خیانت کرو امانتون اپنی کی اور تم جانتے ہو - پارہ ۱۷ اقترب للناس سورہ حج
رکوع ۵ - إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ - تحقیق الله نہین دوست رکھتا ہر ایک خیانت کرنیوالے کفر کرنیوالے
کو - پارہ ۴ لن تنالوا - سورہ آل عمران - رکوع ۱۷ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جو کوئی چورا دے لاوے گا
اوس چیز کو جو چورائی ہے اوسنے قیامت کے دن - پارہ ۵ والمحصنت - سورہ نسا - رکوع ۷ - إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ
بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْمًا عَظِيمًا تحقیق الله نہین بخشتا
کہ شریک لایا جاوے ساتھ اوسکے اور بخشتا ہے سوا اسکے جسکو چاہتا ہے اور جو کوئی شریک لاوے ساتھ الله کے پس تحقیق
باندھ لیا اوسنے گناہ بڑا - پارہ ۱ الم - سورہ بقر - رکوع ۳ - فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا - پس مت مقرر کرو واسطے الله کے
شریک - پارہ ۵ والمحصنت - سورہ نسا - رکوع ۶ - وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا اور مت شریک لاؤ ساتھ الله کے کسی چیز کو
پارہ ۷ واذا سمعوا - سورہ مائدہ - رکوع ۱۲ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ
رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ اے ایمان والو شراب اور قمار بازی اور تھان بتون کے
تیر فال کے ناپاک ہین کام شیطان سے پس بچو اوس سے تا کہ تم خلاصی پاؤ - پارہ ۱۳ وما ابری - سورہ ابراہیم - رکوع ۳

الظالمین لھم عذاب الیم - تحقیق ظالمون کی لئی عذاب درد دینیوالا ہی - پارہ ۱۸ قد افلح - سورہ فرقان - رکوع ۲
ومن یظلم منکم نذقہ عذابا کبیرا - اور جو کوئی تم مین سی ظلم کریگا چکہاوینگی ہم اوسکو عذاب بڑا - پارہ ۱۹
وقال الذین - سورہ فرقان - رکوع ۴ - واعتدنا للظلمین عذابا الیما اور تیار کیا ہی ہمنی ظالمون کی لئی عذاب
دردیوالا - پارہ ۲۵ الیہ یرد - سورہ شوری - رکوع ۴ - انہ لا یحب الظلمین تحقیق وہ نہین دوست رکہتا ظالمونکو
پارہ ۸ ولو اننا - سورہ اعراف - رکوع ۷ - ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا وادعوہ خوفا
وطمعا ان رحمت اللہ قریب من المحسنین اور مت فساد کرو زمین مین بعد اوسکی درستی کی اور پکارو اللہ
کو ڈر اور طمع سی تحقیق رحمت خدا کی نزدیک ہی نیکی کرنیوالون سی - پارہ ۲ سیقول - سورہ بقر - رکوع ۲۳ ولا
تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم و
انتم تعلمون اور مت کہاؤ مال اپنی آپسکی ناحق اور نہ پہنچا لیجاؤ اونکو حکام کی پاس (رشوت کی طور پر) تاکہ تم
کہاجاؤ ایک ٹکڑا لوگون کی مال سی ساتہ ظلم کی اور تم جانتی ہو - پارہ ۵ والمحصنت - سورہ نسا - رکوع ۵ یایھا
الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بالباطل ای ایمان والو مت کہاؤ مال اپنی آپسکی ناحق - ایضا ولا تتمنوا
ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض اور مت خواہش کرو اوس چیز کی کہ بزرگی دی ہی اللہ نی ساتہ اوسکی بعض
کو بعض پر - پارہ ۸ ولو اننا - سورہ اعراف - رکوع ۳ ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین اور مت اسراف کرو بیشک
وہ اللہ نہین دوست رکہتا اسراف کرنیوالونکو - پارہ ۱۵ سبحن الذی - سورہ بنی اسرائیل - رکوع ۳ - ولا تبذر تبذیرا
ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین اور مت بیجا خرچ کر بیجا خرچ کرنا تحقیق بیجا خرچ کرنیوالی بہائی
شیطانونکی ہین - پارہ ۱۹ وقال الذین - سورہ فرقان - رکوع ۶ - والذین لا یشھدون الزور واذا
مروا باللغو مروا کراما یعنی بندی خدا کی وہ لوگ ہین کہ نہین گواہی دیتی جہوٹی یا بُری مجلسون مین حاضر
نہین ہوتی اور جس وقت گذرتی ہین کسی بیہودہ موقع یا امر پر تو گذرتی ہین بزرگانہ طریقہ سی یعنی گناہ اور
بیہودہ باتون کیطرف دہیان نہین کرتی نہ اونمین شامل ہوتی ہین اور نہ اونسی لڑتی ہین - پارہ ۲۰ امن - سورہ
قصص - رکوع ۸ - ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین اور مت چاہ فساد زمین مین تحقیق
اللہ نہین دوست رکہتا فساد کرنیوالونکو - پارہ ۵ والمحصنت - سورہ نسا - رکوع ۵ - ان تجتنبوا کبائر ما تنھون
عنہ نکفر عنکم سیاتکم وندخلکم مدخلا کریما - اگر بچوگی تم بڑی گناہون سی جنسی کہ تم ممانعت کیی جاتی
ہو تو دور کردینگی ہم تم سی برائیان تمہاری اور داخل کرینگی ہم تمکو عزت کی جگہ مین - ایضا رکوع ۱۶ - ومن یکسب

اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا - پارہ ولو اننا - سورہ اعراف - رکوع ۴ فَمَنِ اتَّقٰى

وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ پس جو کوئی پرہیزگاری کرے اور نیکی کرے پس نہیں ڈر اون پر

اور نہ وہ غمگین ہونگے - پارہ سیقول - سورہ بقر - رکوع ۲۹ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

اور ڈرو اللہ سے اور جانو یہہ کہ اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے - پارہ ۲۶ حم - سورہ حجرات - رکوع ۲ - اِنَّ اَكْرَمَكُمْ

عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ تحقیق بہت بزرگ تمہارا اللہ کے نزدیک پرہیزگار تمہارا ہے - پارہ ۲۸ قد سمع اللہ - سورہ تحریم

رکوع ۲ - يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا اے ایمان والو توبہ کرو طرف اللہ کی توبہ

پارہ ۱۴ ربما - سورہ نحل رکوع ۱۵ - ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ

وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پھر تحقیق پروردگار تیرا اون لوگوں کے لئے کہ جنہوں

نادانی سے بُری کام کئے پھر اسکے بعد توبہ کی اور نیک کام کئے تحقیق رب تیرا اسکے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے

پارہ ۹ قال الملاء - سورہ اعراف - رکوع ۱۹ - وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ

رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور جنہوں نے کام کئے بُرے پھر توبہ کی پیچھے اسکے اور ایمان لائے تحقیق

تیرا پیچھے اسکے البتہ بخشنے والا مہربان ہے - پارہ ۲ سیقول - سورہ بقر - رکوع ۲۱ يٰاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي

الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ

وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اے لوگو کھاؤ اوس چیز سے جو زمین میں ہے حلال اور

اور مت پیروی کرو قدموں شیطان کی تحقیق وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر حکم کرتا ہے تمکو برائی اور بےحیائی

کا اور یہہ کہ کہو تم اللہ پر وہ چیز جو نہیں جانتے - ایضاً - رکوع ۲۵ - يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ

كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ - اے ایمان والو داخل ہو اسلام میں سارے اور

مت پیروی کرو قدموں شیطان کی تحقیق وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر - پارہ ۸ ولو اننا - سورہ اعراف - رکوع

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ

اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ - اے آدم کی اولاد

اوتارا ہمنے تمہارے لئے لباس جو تمہاری شرمگاہ کو ڈہکتا ہے اور اوتارا ہمنے لباس زینت کا اور جاڑے کا اور

پرہیزگاری و پاکیزگی کا ان سب سے بہتر ہے یہہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں - اے آدم کے بیٹو

تمکو شیطان جیسے کہ تمہارے ماں باپ کو بہکا کر بہشت سے نکالدیا - پارہ ۲۲ ومن یقنت - سورہ فاطر - رکوع ۱ - يٰاَيُّهَا

ان وعد الله حق فلا تغرنكم الحيوة الدنيا ولا يغرنكم بالله الغرور ان الشيطن لكم
عدو فاتخذوه عدوا انما يدعوا حزبه ليكونوا من اصحب السعير۔ ای لوگو تحقیق وعدہ اللہ کا
سچ ہی پس فریب دی تمکو زندگانی دنیا کی اور نہ فریب دی تمکو ساتھ اللہ کی فریب دینیوالا تحقیق شیطان واسطی
تمہاری دشمن ہی پس پکڑو اوسکو دشمن۔ سوا اسکی نہین کہ اپنی گروہ کی لوگون کو دوزخ مین رہنی کی لئی پکارتا ہی۔
قد سمع اللہ۔ سورہ ممتحنہ۔ رکوع ۲۔ يايها الذين امنوا لا تتولوا قوما غضب الله عليهم قد يئسوا
من الاخرة كما يئس الكفار من اصحب القبور۔ ای ایمان والو مت دوستی کرو اوس قوم سی کہ غصہ ہوا اونپر
تحقیق وہ نا امید ہوی آخرت سی جیسی نا امید ہوئی کافر قبر والون سی+

کلام رسول مقبول۴۔ صحیح بخاری۔ کتاب الایمان۔ عن عبادة بن الصامت ان رسول الله قال
وحوله عصابة من الصحابة بايعوني على ان لا تشركوا بالله شيئا ولا تسرقوا ولا تزنوا و
لا تقتلوا اولادكم ولا تأتوا ببهتان تفترونه بين ايديكم وارجلكم ولا تعصوا في
معروف۔ عبادہ بن صامت سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا اور پاس اونکی ایک جماعت صحاب کی بیٹھی ہوئی تہی
اقرار کرو ساتھ میری اسبات کا کہ نہ شریک کرو ساتھ خدا کی کسی چیز کو اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو اور نہ
اولاد کو مار ڈالو اور نہ کسی پر بہتان باندہو اور نہ نیکی کی احکام مین بیفرمانی کرو۔ مشکوۃ باب الکبائر فصل ۲
عن صفوان بن عسال قال رسول الله لا تشركوا بالله شيئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا
النفس التي حرم الله الا بالحق رواه الترمذی۔ صفوان بن عسال سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ کسی چیز کو خدا
کی شریک مت کرو اور چوری و زنا نکرو اور ناحق کسی کا خون نہ کرو۔ ایضا۔ باب الکبائر۔ فصل ا۔ عن عبد الله بن عمرو
قال رسول الله الكبائر الاشراك بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس رواه البخاری
عبد اللہ ابن عمرو سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ کبیرہ گناہ یہہ ہین۔ خدا کی ساتھ شرک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ ناحق
خون کرنا اور جہوٹی قسم کہانا۔ ایضا۔ باب الحدود۔ فصل ۳۔ عن عمرو بن العاص قال سمعت رسول الله يقول
ما من قوم يظهر فيهم الزنا الا اخذوا بالسنة وما من قوم يظهر فيهم الرشا الا اخذوا
بالرعب رواہ احمد۔ عمرو بن عاص سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ جس قوم مین زناکاری ہوتی ہی اوسمین قحط پڑجاتا ہے
اور جس قوم مین رشوت کا رواج ہو وہ رعب و خوف مین گرفتار رہتی ہی۔ عن ابن عباس ان رسول الله قال
ملعون من عمل عمل قوم لوط رواہ رزین۔ ابن عباس سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ ملعون ہی وہ شخص جو قوم

لوط کا کام یعنی لونڈی بازی کری - وعنه ان رسول الله قال لا ینظر الله عز وجل الی رجل اتی رجلا
او امراة فی دبرها رواه الترمذی - ابن عباس سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ خدا نظر رحمت سی نہین دیکھتا
اوس شخص کو جو کسی مرد یا عورت سی اغلام کری - بلوغ المرام - باب الترهیب من مساوی الاخلاق - عن المغیرة بن شعبة
عن رسول الله قال ان الله حرم علیکم عقوق الامهات و واد البنات ومنعا وهات
وکره لکم قیل وقال وکثرة السوال واضاعة المال متفق علیه مغیرہ بن شعبہ سی روایت ہی کہ حضرت نی
فرمایا کہ مقرر الله نی حرام کیا ہی تمپر بیفرمانی ماؤن کی اور جیتی گاڑنا بیٹیون کا اور باز رکھنا نیکی سی اور بیلینا
اور برا جانتا ہی تمہاری لئی بیہودہ بکنا اور بہت سوال کرنا اور برباد کرنا مال کا - مشکوة - باب الکبائر فصل
عن معاذ قال اوصانی رسول الله ولا تشربن خمرا فانه راس کل فاحشة - رواه احمد - معاذ
روایت ہی کہ حضرت نی مجھکو نصیحت کی کہ شراب مت پی کہ وہ جڑ بدکاریون کی ہی - ایضا - باب الکسب فصل ۲ - عن ابن
عمر قال رسول الله لعن الله الخمر وشاربها وساقیها وبایعها ومبتاعها وعاصرها ومعتصرها
وحاملها والمحمولة الیه رواه ابوداود - ابن عمر سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ لعنت کی الله نی شراب کو
اور اوسکی پینیوالی اور پلانیوالی اور بیچنیوالی اور خریدنیوالی اور اوسکی نچوڑنیوالی اور نچڑوانیوالی اور اوٹھانیوالی
اور اوسپر کہ اوٹھالی گئی - ایضا - باب الکبائر - فصل ۳ - عن معاذ قال رسول الله وایاک والمعصیة فان
بالمعصیة حل سخط الله مختصرا رواه احمد - معاذ سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ گناہ سی بچو کیونکہ گناہ سی
خدا ناراض ہوتا ہی - صحیح مسلم - عن سعد بن ابی وقاص قال سمعت رسول الله یقول ان الله یحب العبد
التقی الغنی الخفی - سعد بن ابی وقاص سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ الله پیار کرتا ہی بندہ پرہیزگار
کو - مشکوة - باب الغضب فصل ۳ - عن ابی هریرة ان رسول الله قال ثلث منجیات وثلث مهلکات
فاما المنجیات فتقوی الله فی السر والعلانیة والقول بالحق فی الرضی والسخط والقصد فی الغنی
والفقر واما المهلکات فهوی متبع وشح مطاع واعجاب المرء بنفسه وهی اشدهن رواه
ابوہریرہ سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ تین چیزین نجات دینیوالی ہین عذاب سی اور تین چیزین ہلاک کرنیوالی
آخرت مین - نجات دینیوالیون مین سی ایک خدا سی ڈرنا خفیہ وظاہر مین - دوسری کہنا حق بات کا حالت رضا و غضب
مین - تیسری میانہ روی دولت وفقر کی حالت مین - ہلاک کرنیوالی چیزون مین سی ایک نفسانی خواہشون کی پیروی
دوم بخل وحرص کا مغلوب ہونا - سوم اپنی آپکو اچھا جاننا اور یہ خصلت سبسی بدتر ہی - ایضا - باب

عن شداد بن اوس قال رسول اللہؐ الکیّس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ ھواھا وتمنی علی اللہ ۔ رواہ الترمذی ۔ شداد بن اوس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ دانا وہ شخص ہے جو ذلیل و فرمانبردار کرے اپنے نفس کو اللہ کے حکم کا اور احمق وہ ہے جو مغلوب ہو نفسانی خواہشوں کا۔

ایضا ۔ باب الاعتصام ۔ فصل ۳ ۔ عن معاذ بن جبل قال رسول اللہؐ ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یأخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ مختصرا ۔ رواہ احمد ۔ معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا یعنی شیطان آدمی کے لئے بھیڑیا ہے مثل بھیڑیے بکری کے جو پکڑتا ہے گلہ میں سے نکلی ہوئی بکری اور پیچھے رہی ہوئی اور کنارہ چلنے والی بکری کو ۔ ایضا ۔ باب الحب فی اللہ ۔ فصل ۱ ۔ عن ابی موسیٰ قال رسول اللہؐ مثل الجلیس الصالح والسوء کحامل المسک ونافخ الکیر فحامل المسک اما ان یحذیک واما ان تبتاع منہ واما ان تجد منہ ریحا طیبۃ ونافخ الکیر اما ان یحرق ثیابک واما ان تجد منہ ریحا خبیثۃ متفق علیہ ۔ ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مثال ہمنشین نیک و بد کی مثال اوٹھانے والے کستوری اور پھونکنے دھونکنیوں کی ہے پس اوٹھانیوالا کستوری کا یا تو دیگا تجھکو کستوری مفت یا تو اوس سے خریدیگا یا پاویگا اوس سے خوشبو اور پھونکنے والا دھونکنیوں کا یا تو جلا دیگا تیرے کپڑے یا تو پاویگا اوس سے دھواں +

اقوال صحابہؓ ۔ احیاء العلوم ۔ جلد ۴ ۔ بیان اقسام الذنوب ۔ وقال ابو طالب المکی الکبائر سبع عشرۃ جمعتھا من الاخبار وجملۃ ما اجتمع من قول ابن عباس وابن مسعود وابن عمر وغیرھم اربعۃ فی القلب وھی الشرک باللہ والاصرار علی معصیۃ والقنوط من رحمتہ والامن من مکرہ واربع فی اللسان وھی شہادۃ الزور وقذف المحصن والیمین الغموس وھی التی یحق بھا باطلا او یبطل بھا حقا والسحر وثلاث فی البطن وھی شرب الخمر والمسکر من کل شراب واکل مال الیتیم ظلما واکل الربا وھو یعلم واثنان فی الفرج وھما الزنا واللواطۃ واثنان فی الیدین وھما القتل والسرقۃ وواحدۃ فی الرجلین وھو الفرار من الزحف وواحدۃ فی جمیع الجسد وھو عقوق الوالدین ۔ ابو طالب مکی نے کہا ہے کہ بڑے گناہ سترہ ہیں جنکو میں نے تمام اخبار اور کل اقوال ابن عباس و ابن مسعود و ابن عمر وغیرہ اصحاب سے جمع کیا ہے جنمیں سے چار دل سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ایک خدا کا شریک کرنا ۔ دوسرا گناہ پر اصرار کرنا ۔ تیسرا خدا کی رحمت سے ناامید ہونا ۔ چوتھا خدا کے عذاب سے بیخوف ہو جانا ۔ اور چار زبان سے تعلق رکھتے ہیں اول جھوٹی گواہی دینا ۔ دوم زنا کی تہمت دینا ۔ سوم جھوٹی قسم کہانا جس سے باطل چیز کو حق اور حق کو باطل کیا جائے

چہارم جادو کرنا - اور تین پیٹ سے متعلق ہین - ایک شراب اور نشہ دار چیز پینا - دوسرا یتیم کا مال ظلم سے کہانا اور
جان بوجہکے سود کہانا - دو فرج سے متعلق ہین اور وہ زنا اور لونڈے بازی ہے - دو ہاتہ سے تعلق رکہتے ہین اور
وہ خون اور چوری کرنا ہے - ایک پانو سے تعلق رکہتا ہے اور وہ لشکر سے بہاگنا ہے - ایک تمام جسم سے متعلق ہے اور وہ
ماں باپ کی نافرمانی ہے - موطا امام مالک - باب عقوبة خصال من الاثم - عن عبد الله بن عباسؓ انه قال ما ظهر
الغلول فی قوم قط الا القی فی قلوبهم الرعب ولا فشی الزنا فی قوم قط الا کثر فیهم الموت ولا نقص
قوم المكيال والميزان الا قطع عنهم الرزق ولا حكم قوم بغير الحق الا فشى فيهم الدم ولا ختر قوم
بالعهد الا سلط عليهم العدو - عبد الله بن عباسؓ نے فرمایا کہ ظاہر نہوئی چوری کسی قوم مین مگر یہہ کہ اوسکی شامت
اوس قوم کو ڈرپوک و بزدل کردیا گیا اور ظاہر نہوا زنا کسی قوم مین مگر یہہ کہ اوسکی شامت سے اونمین مری پڑی اور
کمی تول و پیمانے کسی قوم نے مگر یہہ کہ اونمین بے رزقی واقع ہوئی اور نہ حکم کیا کسی قوم نے ناحق مگر یہہ کہ اونمین ناحق خون
پہیلے اور نہ توڑا کسی قوم نے عہد کو مگر یہہ کہ اونپر خدا نے دشمن کو مسلط کیا - احیاء العلوم - جلد ۴ - بیان اقسام الذنوب
قال ابو سعيد الخدری وغيره من الصحابة انكم لتعملون اعمالا هی ادق فی اعينكم من الشعر
نعدها علی عهد رسول الله صلعم من الكبائر - ابو سعید خدری وغیرہ اصحاب کا قول ہے کہ تم بعض اعمال کو اپنی آنکہ
بال سے بہی باریک خیال کرتے ہو حالانکہ ہم اونکو زمانہ رسول خدا صلعم مین بڑے گناہون مین سے شمار کرتے تھے - مشکوٰة باب بیان
فصل ۳ - عن ابی موسی انه كان يقول ما ابالی شربت الخمر او عبدت هذه السارية دون الله - ابی موسی
اشعری نے کہا ہے کہ مین خوف نہین رکہتا ہون کہ پیون شراب یا بت پرستی کرون یعنی میرے نزدیک شراب پینا اور بت پرستی
حکم رکہتی ہے - تنبیہات باب الرباعی - عن عثمانؓ وجدت حلاوة العبادة فی اربعة اشياء اولها فی اداء فرائض
الله والثانی فی اجتناب محارم الله والثالث فی الامر بالمعروف ابتغاء ثواب الله والرابع فی النهی عن
اتقاء غضب الله - عثمانؓ کہتے ہین کہ پائی مینے لذت عبادت کی چار چیزون مین - پہلے اللہ کے فرض ادا کرنے مین اور دوسرے
اللہ کی حرام کی ہوئی چیزون سے بچنے مین - تیسرے نیک کام بتانے مین واسطے طلب ثواب اللہ کے - چوتہے برے کام کرنے سے روکنے مین
ڈرنے کے خدا کے غصہ سے - احیاء - جلد ۴ - وقال عمرؓ حاسبوا انفسكم قبل ان تحاسبوا وزنوها قبل ان توزنوا
تهيئوا للعرض الاكبر - وكتب الى ابی موسى الاشعری حاسب نفسك فی الرخاء قبل حساب الشدة - اور عمرؓ
فرماتے ہین کہ اپنے نفس سے محاسبہ کرو پہلے اسکے کہ تم سے محاسبہ کیا جاوے اور اوسکو وزن کرو پیشتر اسکے کہ وزن کیے جاؤ اور عرض
اکبر کے لئے مستعد ہو رہو - اور حضرت ابو موسی اشعری کو لکہا کہ اپنے نفس سے سختی کے حساب سے پیشتر راحت کے وقت مین حساب لو

قال علیؓ الهوی شریك العمی ومن التوفیق التوقف عند الحیرة ونعم طارد الهم الیقین وعاقبة الكذب الندم وفی الصدق السلامة - حضرت علیؓ فرماتی ہین کہ نفسانی خواہش نابینائی کی شریک ہی اور حیرت کے وقت توقف کرنا ایک توفیق کی بات ہی اور یقین بہت عمدہ ٹالنیوالا غم کا ہی اور جہوٹ کا مآل پشیمانی ہی اور راستی مین سلامتی - ایضاً - جلد ۲ - قال ابوذرؓ الوحدة خیر من الجلیس السوء والجلیس الصالح خیر من الوحدة اور فرمایا کہ تنہائی بری مصاحبت سی بہتر ہی اور اچہا مصاحب تنہائی سی بہتر ہی +

## وجہ ترجیح تعلیم محمدیؐ

عیسوی تعلیم مین اگرچہ بظاہر شرابی کی مذمت مفہوم ہوتی ہی لیکن واقع مین شراب پینی کی کوئی ممانعت نہین ہی بلکہ مسیح کا پہلا معجزہ ہی پانی کو شراب بنا دینی پر ظاہر ہوا تہا جیسا کہ انجیل یوحنا باب ۲ مین آیت ۱ سی ۱۱ تک لکہا ہی مسیح نی قانائی جلیل مین شادی کی موقع پر پانی کی چہہ مٹکون کو شراب بنا دیا تہا - اسی ظاہر ہی کہ اگر شراب کا پینا برا ہوتا تو کب مسیح پانی کو معجزہ سی شراب بناتی - بلکہ پولوس مقدس صریحاً شراب پینی کا حکم دیتی ہین چنانچہ نامہ اول تمطاؤس باب ۵ آیت ۲۳ مین لکہا ہی "آگی تو صرف پانی نہ پیا کر بلکہ اپنی ہاضمہ اور اکثر کمزوریون کی واسطی تہوڑی مے پی" - اور جو شرابی کی برائی کیگئی ہی وہ صرف متوالی و بدمست کی ہی - چنانچہ نامہ افسیون ۵ - ۱۸ مین لکہا ہی "شراب پی کی متوالی ہو کہ اوس مین بدچلنی ہی" پس جبکہ عیسوی تعلیم مین بجائی ممانعت کی شراب کی (جسکو عقلا نی ام الخبائث سی نامزد کیا ہی) صریحاً اجازت ہی تو خیال کرنا چاہئی کہ کیا وہ تعلیم عمدہ ہو سکتی ہی کہ جسمین ایسی چیز کی استعمال کی اباحت و اجازت پائی جاوی جو تمام برائیون و خباثتون کی جڑ اور اصل الاصول ہی اور جسکی نسبت شرابیون کا یہ چہٹتی نہین ہی یہہ بہت کافر عام مقولہ ہی - یا وہ تعلیم کہ جسمین شراب کو ایک پلیدی بتا کر اوسکی پینی اور پلانی اور بیچنی اور خریدنی اور نکالنی والی کو ملعون کہا جاوی - ناظرین یہان خود ہی غور فرما کر نتیجہ نکال لین +

## فصل پنجم

### روزمرہ کی دینی و دنیوی برتاؤ وغیرہ کے بیان مین

مسیح - انجیل متی - باب ۱۰ - آیت ۱۲ - جب تم کسی گہر مین جاؤ تو اوسی سلام کرو - اگر وہ گہر لائق ہی تو تمہارا سلام اوسی پہنچیگا اور اگر لائق نہین تو تمہارا سلام تمپر آویگا - ایضاً باب ۵ - آیت ۴۲ - جو کوئی تجہسی کچہہ مانگی اوسی دے اور جو تجہسی قرض چاہی اوسی موںہہ نہ موڑ - انجیل لوکا باب ۶ - آیت ۳۰ - جو کوئی تجہسی کچہہ مانگی اوسی دی اور اوس سی جو تیرا مال لی پہر مت مانگ ۳۴ - اور اگر تم اونہین جنسی پہر پانی کی امید ہی قرض دو تو تمہارا کیا احسان ہی کیونکہ گنہگار

بہی گنہگار ونکو قرض دیتی ہین - ۳۵ - اور پہر پانی کی امید نہ رکہکر قرض دو +

کلام حواریین - نامہ رومیان - باب ۱۴ - آیت ۱۹ - پس ایسی باتون کی جنسی صلح ہو اور ایکدوسری کی

ترقی ہو پیروی کرین - نامہ تمطاوس باب ۶ - آیت ۲۰ - ای تمطاوس امانت کو حفاظت سی رکہہ - نامہ قلیسون باب

آیت ۱۶ - تم ایکدوسری کو کمال دانائی سی تعلیم اور نصیحت کرو - نامہ افسیون باب ۵ آیت ۱۱ - تاریکی کی لاحاصل کامون مین

مت ہو بلکہ بیشتر اونکو ملامت کرتی رہو - نامہ تمطاوس باب ۵ - آیت ۲۰ - اونہین جو گناہ کرتی ہین سبکے سامنے

کہ تاکہ اوروں کو بہی خوف ہو - ۲۲ - اور نہ دوسری کے گناہون مین شریک ہو اپنی تئین پاک رکہہ - نامہ یعقوب باب

آیت ۱۹ - ای بہائیو جو تم مین سی کوئی سچائی کی راہ سی گمراہ ہو وی اور کوئی اوسکو پہرا دوی - ۲۰ وہ یہہ معلوم کرے

جو کوئی ایک گنہگار کو اوسکی گمراہی کی راہ سی پہراتا ہی تو ایک جان کو موت سی بچاویگا اور بہت گناہونکو چہپا

نامہ رومیان باب ۱۲ - آیت ۱۰ - عزت کی راہ سی ایکدوسری کو بہتر سمجہو +

کلام الہی - پارہ قد افلح سورہ نور رکوع ۴ - یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ

حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَہْلِہَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْہَاۤ

فَلَا تَدْخُلُوْہَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَکُمْ وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ہُوَ اَزْکٰی لَکُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

عَلِیْمٌ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْکُوْنَۃٍ فِیْہَا مَتَاعٌ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ

وَمَا تَکْتُمُوْنَ - ای ایمان والو کسی غیر کی گہر مین بلا اجازت مت داخل ہو اور سلام کرو اوس گہر کی لوگون

یہہ تمہاری لئی بہتر ہی تاکہ تم نصیحت پکڑو پس اگر تم اوس گہر مین کسی کو نہ پاؤ تو اوسمین مت داخل ہو جبتک تم

اجازت دیجاوی اور اگر تمہین یہہ کہا جاوی کہ پہر جاؤ پس تم پہر جاؤ یہہ بہت اچہا ہی تمہاری لئی اور جو کچہہ تم

کرتی ہو اللہ اوسکو جانتا ہی - نہین کوئی گناہ تمپر اگر تم اون گہرون مین داخل ہو جنمین کوئی نہین رہتا اور جنمین

تمہارا فائدہ ہی اور اللہ جانتا ہی جو کچہہ ظاہر کرتے ہو اور جو چہپاتے ہو - پارہ ایضاً - رکوع ۸ - فَاِذَا دَخَلْتُمْ

بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً - پس جب تم اپنی گہرون مین داخل ہو تو

لوگون پر سلام کرو دعا سلامتی کی ہوئی خدا کیطرف سی برکت والی پاکیزہ - پارہ قال فما خطبکم - سورہ حدید رکوع

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَہُمْ وَلَہُمْ اَجْرٌ کَرِیْمٌ

خیرات دینی والی اور خیرات دینی والیان اور وہ جو دیتی ہین اللہ قرض حسنہ دوچند کیا جاویگا اونکی لئی

اور اونکو ثواب ہی باکرامت - پارہ والمحصنت سورہ نسا رکوع ۱۷ - لَا خَیْرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىہُمْ اِلَّا

صدقۃ او معروفٍ او اصلاحٍ بین الناس ومن یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ فسوف
نؤتیہ اجراً عظیماً۔ نہین بہلائی اونکی پوشیدہ مشورونمین لیکن خوبی اوس شخص کی مشورہ مین ہی جو حکم کری
خیرات کا یا اچہی بات کا یا لوگون مین صلح کردینے کا اور جو شخص ایسا کری واسطے رضامندی خدا کی پس ہم
دینگی اوسکو بڑا ثواب۔ پارہ ۹ قال الملاء۔ سورہ انفال۔ رکوع ۱۔ فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم۔ پس ڈرو
اللہ سے اور درست کرو اپنے آپسکے معاملات۔ پارہ ۱۸ قد افلح۔ سورہ مومنون۔ رکوع ۱۔ والذین ہم لاماناتہم
وعہدہم راعون والذین ہم علی صلوٰتہم یحافظون اولئک ہم الوارثون الذین یرثون
الفردوس ہم فیہا خالدون اور وہ جو اپنی امانتون اور عہدون کو نگاہ رکہتے ہین اور وہ جو اپنی نماز کی
حفاظت کرتے ہین یہی لوگ وارث ہین جو بہشت کو ورثہ مین لینگے اور اوسمین ہمیشہ رہینگے۔ پارہ ۵ والمحصنت سورہ
نساء رکوع ۸۔ ان اللہ یأمرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا
بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعاً بصیراً۔ تحقیق اللہ تمکو حکم کرتا ہی اس بات کا کہ
پہونچا دو امانتین اونکی مالکونکو اور جب حکم کرو لوگونکو تو حکم کرو ساتہہ عدل کے اور تحقیق اللہ اچہی بات کی تمکو
نصیحت کرتا ہی تحقیق اللہ سننے والا دیکہنے والا ہی۔ پارہ ۶ لا یحب اللہ۔ سورہ مائدہ۔ رکوع ۱ وتعاونوا علی البر
والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ ایکدوسری کی امداد کرو نیکی و پرہیزگاری پر اور مت
مدد کرو گناہ و زیادتی پر۔ پارہ ۱۹ وقال الذین۔ سورہ فرقان۔ رکوع ۶۔ والذین لا یشہدون الزور
واذا مروا باللغو مروا کراماً۔ یعنی بندی خدا کی وہ لوگ ہین جو بری مجلسونمین حاضر نہین ہوتی اور جب
بیہودہ جگہ پر گذرتی ہین تو بزرگانہ طریقہ سے گذرتی ہین یعنی گناہ اور لغو باتون کیطرف دہیان نہین کرتے اور نہین
جاتی ہین۔ پارہ ۴ لن تنالوا۔ سورہ آل عمران۔ رکوع ۱۱ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و
یأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون اور چاہیے کہ تم مین سے ہووی ایک
جماعت بلانے والا لوگون کو طرف بہلائی کی اور حکم کرنے والا ساتہہ اچہے کامون کے اور منع کرنے والا
نامعقول باتون سے اور یہی لوگ خلاصی پائینگے۔ پارہ ۲۷ قال فما خطبکم۔ سورہ ذاریات۔ رکوع ۳ وذکر فان
الذکری تنفع المؤمنین اور نصیحت کر پس تحقیق نصیحت فائدہ دیتی ہی ایمان والونکو۔ ایضاً۔ سورہ طور۔ رکوع ۲
فذکر۔ یعنی نصیحت کر۔ پارہ ۱۴ ربما۔ سورہ نحل رکوع ۱۶۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ
بلا تو طرف راہ پروردگار اپنی کے ساتہہ حکمت اور نیک نصیحت کی۔ پارہ ۲۱ ومن اظلم۔ سورہ سجدہ۔ رکوع ۵۔ ومن

اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا اور کون شخص ہی بہتر بات مین اوس شخص سی جو خدا کی طرف
لوگونکو پکارتا اور عمل اچہی کرتا ہی۔ پارہ ۵ والمحصنت۔ سورہ نسا۔ رکوع ۱۱۔ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ
مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا اور جب تعظیم کیجاوی تمہاری ساتھہ سلام کی پس تعظیم کرو تم اوسکی
ساتھہ اچہی کلمہ کی یا وہی کلمہ اوسکو پہیر دو تحقیق اللہ ہر چیز کا حساب لینی والا ہی۔ تفسیر حسینی وغیرہ مین لکہا ہی کہ
اگر کوئی تمہین السلام علیکم کہی تو تم اوسکی جواب مین وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہو اور اگر وہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
کہی تو تم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہو یعنی جو تمہاری عزت کری تو تم اوس سی بڑہ کر اوسکی عزت کرو۔
پارہ ۱۵ سبحن الذی۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا وَاَوْفُوا الْكَيْلَ
اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا اور پورا کرو عہد کو تحقیق عہد سی پوچہا
جائیگا اور پورا کرو پیمانہ کو جب تم ناپو اور تولو ترازو سیدہی سی یہہ بازگشت مین اچہا اور بہتر ہی۔ پارہ ۸ ولو اننا
سورہ انعام۔ رکوع ۱۹۔ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا
وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ اور پورا کرو ناپ اور تول انصاف سی
نہین تکلیف دیتی ہم کسی جی کو مگر موجب اوسکی طاقت کی اور جب تم بات کہو تو انصاف کرو اگرچہ صاحب قرابت کا
ہی ہو اور عہد اللہ کو پورا کرو اسی بات کی نصیحت کرتا ہی تمکو تا کہ تم نصیحت پکڑو۔ پارہ ۸ ولو اننا۔ سورہ اعراف
رکوع ۱۱۔ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ
اِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ پس پورا کرو ماپ اور تول اور مت کم دو لوگونکو چیزین
مت فساد کرو زمین مین بعد اوسکی درستی کی یہہ تمہاری لئی بہتر ہی اگر تم ایماندار ہو۔ پارہ ۳۰ عم۔ سورہ تطفیف
رکوع ۱۔ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ
وائی ہی واسطی کم دینی والون کی جب ناپ لیوین لوگون سی تو پورا لیوین اور جب ناپ دیوین اونکو یا تول دین اونکو
کم کر دیوین۔ پارہ ۱۲ ومامن دابۃ۔ سورہ ہود۔ رکوع ۸۔ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اور مت کم کرو ناپ
اور تول کو۔ پارہ ۱۹ وقال الذین۔ سورہ شعرا۔ رکوع ۱۰۔ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ وَزِنُوْا
بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور پورا کرو ناپ
کو اور مت ہو نقصان دینی والون سی اور تولو ترازو سیدہی سی اور مت کم دو لوگونکو چیزین اونکی اور مت پہرو زمین
مین فساد کرتی ہوئی۔ پارہ ۳ تلک الرسل۔ سورہ آل عمران رکوع ۸۔ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ

کو بھی پورا کری اپنی عہد کو اور پرہیزگاری کری پس تحقیق اللہ دوست رکھتا ہی پرہیزگارونکو۔ پارہ لا یحب اللہ

سورہ مائدہ۔ رکوع ۱۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔ ای ایمان والو پورا کرو عہدونکو۔ پارہ ۱۳ وما ابری

سورہ رعد۔ رکوع ۳۔ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ

وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ سوای اسکی

نہیں کہ نصیحت پکڑتی ہین صاحب عقل کی اور وہ لوگ ہین جو پورا کرتے ہین اللہ سی عہد کو اور نہین توڑتی عہد کو

اور وہ ملاتی ہین وہ چیز جو حکم کیا ہی اللہ نی اوسکی ملانی کا (یعنی رشتہ دارون وغیرہ کو ملاپ کہتی ہین) اور ڈرتی ہین اپنی

رب سی اور خرابی حساب سی۔ پارہ ۶ لا یحب اللہ۔ سورہ مائدہ۔ رکوع ۶۔ وَاِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ

اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۔ اور اگر حکم کری تو پس حکم کر اونکی درمیان عدل سی تحقیق اللہ دوست رکھتا ہی عدل کرنی

والونکو۔ پارہ لا یحب اللہ۔ سورہ مائدہ۔ رکوع ۲۔ اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی عدل کرو وہ بہت نزدیک ہی

پرہیزگاری کو۔ پارہ ۲۶ حم۔ سورہ حجرات۔ رکوع ۱۔ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ اور انصاف کرو تحقیق

اللہ دوست رکھتا ہی انصاف کرنیوالونکو۔ پارہ ۸ ولو اننا۔ سورہ اعراف۔ رکوع ۳۔ قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ کہہ

حکم کیا پروردگار میرا انصاف کرنیکا۔ پارہ ۴ لن تنالوا۔ سورہ آل عمران۔ رکوع ۷۔ وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ

اور کام مین مشورہ کیا کر۔ پارہ ۲۵ الیہ یرد۔ سورہ شوری۔ رکوع ۴۔ وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ اور کام اونکا

آپس مین مشورہ کر لینا ہی۔ پارہ وقال الذین۔ سورہ فرقان۔ رکوع ۶۔ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا

وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا بندی خدا کی وہ لوگ ہین کہ جب خرچ کرتی ہین تو نہین بیجا خرچ کرتی اور نہین

تنگی کرتی بلکہ ہوتا ہی درمیان اسکی معتدل ✤

**رسول مقبول**۔ مشکوۃ باب السلام فصل ۳۔ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ النَّبِیُّ اِذَا دَخَلْتُمْ بَیْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی

اَھْلِہٖ وَاِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَھْلَہٗ بِسَلَامٍ رواہ البیھقی۔ قتادہ سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ جب تم گھر

مین داخل ہو تو رہنیوالونپر سلام کرو اور جب تم نکلو تو گھر کی رہنیوالون سی سلام کی ساتھ رخصت ہو۔ وَعَنْ اَنَسٍ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰٓی اَھْلِکَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَۃً عَلَیْکَ وَعَلٰٓی اَھْلِ بَیْتِکَ رواہ الترمذی

انس سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا ای میری بیٹی جسوقت تو اپنی گھر کی لوگون پر داخل ہووی تو سلام کر یہہ سلام برکت

ہوگا تجھپر اور تیری گھروالونپر۔ ایضا۔ باب فضل الصدقہ۔ فصل ۱۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلٰی

کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَۃٌ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ قَالَ فَلْیَعْمَلْ بِیَدَیْہِ فَیَنْفَعُ نَفْسَہٗ وَیَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ

قَالَ فَيُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالُوْا فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ قَالَ فَيَاْمُرُ بِالْخَيْرِ قَالُوْا فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ

فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهٗ لَهٗ صَدَقَةٌ۔ متفق علیہ ابی موسی اشعری سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر خیرات

دینا لازم ہے لوگون نے کہا کہ اگر خیرات کرنے کے لئے اوسکے پاس کچھہ نہو تو وہ کیا کرے آپنے فرمایا کہ اوسکو چاہئے کہ

ہاتھون سے کام کرے اور اوس کمائی سے اپنی ذات کو بھی نفع پہونچائے اور خیرات بھی دے پہر لوگون نے عرض کیا

اگر وہ ہاتھون سے کام کاج نہین کر سکتا تو پہر کیا کرے آپنے فرمایا کہ وہ حاجتمند صاحب غم کی مدد کرے۔ لوگون نے

اگر یہہ بھی نہ کر سکے آپنے فرمایا کہ لوگونکو نیکی کا حکم دے۔ پہر لوگون نے عرض کیا کہ اگر یہہ بھی نہ کر سکے آپنے فرمایا کہ

آپکو لوگون سے بدی کرنیسے بچائے پس یہی اوسکے لئے خیرات ہوگی۔ مشارق الانوار۔ باب عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَسُوْلُ

خَيْرُكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔ رواہ البخاری۔ جابر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تم لوگونمین بہتر وہ آدمی ہے جو

کے ادا کرنے مین اچہا ہو۔ مشکوۃ۔ باب العلم فصل ۳۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ

النَّاسَ رواہ الدارمی۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت نے مجکو فرمایا کہ علم پڑہو اور لوگونکو پڑہاؤ۔ مشارق

باب۔ عَنْ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ

فَاعِلِهٖ رواہ مسلم۔ ابو مسعود انصاری سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو نیک بات کسی کو بتاویگا تو اوسکو

والے کے برابر ثواب ملیگا۔ مشکوۃ باب الشفقۃ والرحمۃ فصل ۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَيْسَ مِنَّا

لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے طریقہ پر وہ شخص نہین

جو چہوٹون پر رحم اور بڑون کی عزت نہ کرے۔ صحیح مسلم وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ

عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ وَالرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ

نے فرمایا کہ سلام کرے چہوٹا بڑے کو اور گذرنیوالا بیٹھے ہوئے کو اور تہوڑے لوگ بہتونکو اور سوار پیادہ چلنے والے کو

صحیح بخاری و مسلم۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ

وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہ اوٹہائے کوئی شخص کسی شخص کو اوسکی جگہہ سے

پہر بیٹھے اوس جگہہ ولیکن کہے کہ کشادہ کرو اور جگہہ دو۔ مشکوۃ باب الحذر والتانی۔ فصل ۲۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا

قَالَ لِلنَّبِيِّ اَوْصِنِيْ فَقَالَ خُذِ الْاَمْرَ بِالتَّدْبِيْرِ فَاِنْ رَاَيْتَ فِيْ عَاقِبَتِهٖ خَيْرًا فَامْضِهٖ وَاِنْ خِفْتَ غَيًّا

فَاَمْسِكْ رواہ فی شرح السنۃ۔ انس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے کہا کہ آپ مجکو وصیت فرمائیے۔ آپنے فرمایا

جس کام کو تو کرے اوسکو اوسکا انجام دیکہکر کر پس اگر تو اوسکے انجام مین کچہہ بہتری دیکہے تو کر اور اگر اوس

گرای کا اندیشہ کری تو ہٹ جا - صحیح بخاری و مسلم - عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ اُوْتٰی وَاُسْاَلُ
وَتُطْلَبُ اِلَیَّ الْحَاجَۃُ وَاَنْتُمْ عِنْدِیْ فَاشْفَعُوْا لِتُؤْجَرُوْا وَیَقْضِی اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْ نَبِیِّہٖ مَا اَحَبَّ
حضرت نے فرمایا کہ میری پاس آکر لوگ سوال کرتی ہین اور مجھسی حاجت مانگتی ہین اور تم میری پاس ہوتی ہو تو سفارش
کیا کرو تاکہ ثواب پاؤ اور اللہ تعالی اپنی نبی کی ہاتھون پر جو چاہتا ہی حکم کرتا ہی - ابوداود - عَنْ عَائِشَۃَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَحَلُّ مَا اَکَلَ الرَّجُلُ مِنْ کَسْبِہٖ وَکُلُّ بَیْعٍ مَبْرُوْرٍ - حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا
سب سی زیادہ حلال جو آدمی کہاتا ہی وہ اوسکی اپنی ہاتھ کی کمائی ہی اور ہر ایک بیع مبرور جسمین کچھ خرابی نہو -
ترمذی - ابواب البر والصلۃ - عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اَحَدَکُمْ مِرْاٰۃُ اَخِیْہِ فَاِذَا رَاٰی
بِہٖ شَیْئًا فَلْیُمِطْہُ عَنْہُ - ابوہریرہ سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ تم مین سی ہر ایک اپنی بہائی کا آئینہ ہی تو
اگر اوسمین کوئی بات دیکہی تو چاہیی کہ اوسکو اوس سی دور کری +

اقوال صحابہ رض - ادب المفرد - باب ۴۸۳ - قال ابن عباس رض لا تدخلوا بیوتًا غیر بیوتکم حتی تستانسوا
وتسلموا علی اھلھا - ابن عباس نی فرمایا کہ مت داخل ہو کسی گہر مین اپنی گہرون کی سوا یہانتک کہ پہلی اجازت
حاصل کرلو اور سلام کرو اونکی رہنی والون پر - ایضًا - باب ۴۹۸ - قال جابر رض یستاذن الرجل علی ولدہ وامہ
وان کانت عجوزًا واخیہ واختہ وابیہ - جابر کہتی ہین کہ آدمی اجازت لیکر اپنی بیٹی وماں وبہائی وبہن اور باپ کی
پاس جاوی - ایضًا - باب ۴۷۷ - عن انس بن مالک انہ مر علی صبیان فسلم علیہم وقال کان النبی ﷺ یفعلہ
انس بن مالک لڑکون کی پاس سی گذری اور اونپر سلام کیا اور فرمایا کہ پیغمبر خدا ﷺ بہی لڑکونکو سلام کیا کرتی تہی -
احیاء العلوم - جلد ۱ - فصل الرابع فی صدقۃ التطوع - وکان عمر رض یقول اللہم اجعل الفضل عند خیارنا لعلہم
یعودون بہ علی اولی الحاجۃ منا - اور حضرت عمر رض یہہ فرمایا کرتی تہی کہ اے خدا تعالی مال اور دولت ایسی شخصونکو دے جو
ہم مین بہتر ہون تاکہ وہ اوس سی حاجتمندون کی دستگیری کرین - وقال عمر رض ان الاعمال تباھت فقالت الصدقۃ
انا افضلکن - حضرت عمر نی فرمایا کہ اعمال نی ایکدوسری پر فخر کیا تو خیرات نی کہا کہ مین سب سی فضل ہون - ایضًا - باب
فضل العلم والتعلیم - قال ابو الدرداء رض کن عالمًا او متعلمًا او مستمعًا ولا تکن الرابع فتہلک - ہو تو پڑھنیوالا
یا پڑھانیوالا یا سننیوالا اور نہو چوتھا (یعنی جاہل) پس ہلاک ہوگا - ایضًا - فضیلۃ التعلیم - قال ابن عباس رض معلم
الناس الخیر یستغفر لہ کل شیء حتی الحوت فی البحر - ابن عباس فرماتی ہین کہ جو شخص لوگونکو نیک بات سکہاتا ہی
اوسکی واسطی ہر چیز یہانتک کہ سمندر کی مچہلیان بخشش مانگتی ہین - منبہات - باب الثلاثی - قال عمر رض حُبِّبَ اِلَیَّ

من الدنیا ثلث الامر بالمعروف والنہی عن المنکر والثوب الخلق۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ مجکو دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں۔ اچھی بات بتانا اور بُری بات سے روکنا اور پرانا کپڑا۔ ایضاً۔ باب الرباعی۔ وعن عثمان رضہ وجدت حلاوۃ العبادۃ فی اربعۃ اشیاء اولھا فی اداء فرائض اللہ والثانی فی اجتناب محارم اللہ والثالث فی الامر بالمعروف ابتغاء ثواب اللہ والرابع فی النہی عن المنکر اتقاء غضب اللہ۔ حضرت عثمان کہتے ہیں کہ مینے عبادت کی حلاوت چار چیزونمین پائی پہلے اللہ کی فرض ادا کرنی مین دوسری اللہ کی حرام کی ہوئی چیزونکے بچنے مین تیسری نیک کام بتانی مین واسطی ثواب حاصل ہونے کے چوتھی بُری کام کے روکنی مین خدا کی ڈر سے۔ احیاء العلوم۔ جلد ۲ باب فضل الکسب۔ وقال ابن مسعود رضہ انی لاکرہ ان اری الرجل فارغاً لا فی امر دنیاہ ولا فی امر آخرتہ ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ مجکو برا معلوم ہوتا ہے کہ کسی آدمی کو بیکار دیکھوں نہ دنیا کا کام کرتا ہو نہ دین کا +

## وجہ ترجیح تعلیم محمدی

اس فصل مین علاوہ اون ضروری بہت سی عمدہ باتون کے بنکے بتانے مین عیسوی تعلیم بالکل قاصر رہی ہے اور محمدی تعلیم مین بخوبی مصرح ہین بعض باتین جو انجیل مین بتائی گئی ہین اونسی قرآن کی تعلیم بدرجہا عمدہ ہے۔ مثلاً انجیل مین لکھا ہے کہ جب تم کسی کے گہر مین جاؤ تو سلام کرو۔ مگر قرآن مین حکم ہے کہ بغیر اجازت مالک گہر کے کسی کے گہر مین اندر داخل نہو جاؤ اور جب اجازت لیکر کسی کے گہر مین جاؤ تو گہر کے رہنے والونپر سلام کرو۔ پہر انجیل مین لکھا ہے کہ پہر لینے کی امید پر قرضہ مت دو۔ اور قرآن کہتا ہے کہ واپس پانے کی امید پر ہر کسی کو قرضہ حسنہ یعنی بغیر سود کے دو۔ اب ظاہر ہے کہ واپس پانے کی امید پر ہزار مین سے شاید ایک آدہ ہی آدمی کسی کو قرضہ دے سکیگا اور واپس پانے کی امید پر سینکڑون قرض دے سکتے ہین اور حاجتمندون کی کارروائی ہو سکتی ہے۔ پس انجیل کی قید واپس لینے کی نہ ہونے نے گویا ہزارہا اشخاص کی دستگیری کا دروازہ بند کردیا +

## فصل ششم

### عورت مرد کی معاشرت اور پردہ کا بیان

**کلام مسیح** ۔ انجیل متی باب ۵۔ آیت ۳۱۔ یہہ بہی لکہا گیا کہ جو کوئی اپنی جورو کو چہوڑ دے اوسے طلاقنامہ لکہدے ۳۲ پر مین تمہین کہتا ہون کہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چہوڑ دیوے اوسے زنا کرواتا ہے اور جو کوئی اوس چہوڑی ہوئی سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے +

**کلام حواریین** ۔ نامہ افسیون باب ۵۔ آیت ۲۲۔ اے عورتو اپنے شوہرون کی ایسی فرمانبردار رہو جیسے خداوند کی

۲۵۔ ای مردو اپنی جورؤنکو پیار کرو جیسا مسیح نے بھی کلیسیا کو پیار کیا۔ ۲۸ یون ہی مردو نپر لازم ہے کہ اپنی
جورؤنکو پیار کرین جیسے اپنے بدن کو جو اپنی جورو کو پیار کرتا ہے سو آپکو پیار کرتا ہے۔ ۲۹ کیونکہ کسی نے اپنے
جسم کو کبھی دشمنی نہ کی بلکہ وہ اوسے پالتا اور پوستا ہے۔ ۳۳ بہر حال ہر ایک تم مین سے اپنی اپنی جورو کو ایسا
پیار کرے جیسا آپکو اور عورت اپنے شوہر کا ادب کرے۔ نامہ ۱ قرنتیان باب ۷۔ آیت ۳ خصم جورو کا حق جیسا چاہیے
ادا کرے اور ویسا ہی جورو خصم کا۔ ۴ جورو اپنے بدن کی مختار نہین بلکہ خصم مختار ہے۔ اسیطرح خصم بھی اپنے بدن
کا مختار نہین بلکہ جورو۔ نامہ قلسیون باب ۳۔ آیت ۱۸۔ ای عورتو جیسا خداوند مین مناسب ہے اپنے اپنے خصم کی
فرمانبرداری کرو۔ ۱۹۔ ای مردو اپنی جورؤنکو پیار کرو اور اونسے کڑوی نہو۔ نامہ طیطس باب ۲۔ آیت ۴ وے اپنے خصمون
اور بچونکو پیار کرین اور چوکس و پاکدامن اور گھر مین رہنے والیان اور خوش مزاج اور اپنے خصمون کے کہے مین
رہین۔ نامہ ۱ تمطاؤس باب ۲۔ آیت ۹۔ اور یون ہی عورتین بھی شائستہ طور پر شرم اور تمیز کے ساتھ آپکو
سنوارین نہ بال گوندھنے اور سونے اور موتیون اور قیمتی لباس سے۔ ۱۰ بلکہ آپکو نیک کامون سے سنوارین جیسا چاہیے
۱۱ عورت چپ چاپ کمال فرمانبرداری سے سیکھے ۱۲۔ اور مین پروانگی نہین دیتا کہ عورت سکھلاوے یا آپ شوہر پر حاکم بنے
بلکہ خاموشی کے ساتھ رہے۔ باب ۵۔ آیت ۱۴۔ سو میری مرضی یہہ ہے کہ جوان بیوگان بیاہ کرین بچے جنین اور
گھر کا انتظام کرین۔ نامہ ۱ قرنتیان باب ۱۱۔ آیت ۵ ہر عورت جو بغیر سر ڈھنکے دعا یا نبوت کرتی ہے سو اپنے سر کو بے
عزت کرتی ہے کیونکہ یہہ اوسکے سر مونڈنے کے برابر ہے۔ ۶۔ اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے تو اوسکی چوٹی بھی کٹ جاوے۔
باب ۱۴۔ ۳۴ تمہاری عورتین کلیسے مین چپکی رہین کہ اونہین بولنے کا حکم نہین ہے۔ ۳۵۔ اور اگر وے کچھ سیکھا چاہین
تو گھر مین اپنے خصم سے پوچھین کیونکہ شرم کی بات ہے کہ عورتین کلیسے مین بولین ۔

قرآن الٰہی۔ پارہ ۲ سیقول سورہ بقر رکوع ۲۹۔ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ
یعنی۔ طلاق رجعی (یعنے جسکے بعد مرد کو رجوع کر لینا جائز ہے) دو بار ہے پس اسکے بعد یا تو اچھیطرح سے عورت کو
رکھنا ہے یا چھوڑ دینا ہے اوسکو اچھی طرح سے۔ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ
بِمَعْرُوْفٍ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ اور
جب طلاق رجعی دو عورتونکو پس پہونچین میعاد اپنی کو (جو تین ماہ ہے) پس اسکے بعد یا تو اونکو نگاہ رکھو اچھیطرح سے
یا چھوڑ دو اونکو اچھیطرح سے اور مت نگاہ رکھو اونکو اذیت دینے کے لئے تاکہ تم زیادتی کرو اور جو کوئی کرے ایسی بات
پس تحقیق اوسنے ظلم کیا اپنی جان پر۔ پارہ ۲۸ قد سمع اللہ۔ سورہ طلاق رکوع ۱۔ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ

لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ
يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ اور جب تم طلاق دو عورتونکو تو طلاق دو اونکو اونکی عدت کے وقت اور گنو عدت
کو اور اپنی اللہ پروردگار سے ڈرو اور مت نکالو اونکو گہرون سے اور نہ وہ نکلین مگر یہہ کہ کرین بیحیائی ظاہر تو
اونکا نکالدینا جائز ہے۔ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ
وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ رکہو اونکو جہان تم رہتے ہو مقدور اپنے سے اور مت ایذا دو اونکو تا کہ تنگی کرو
اونپر اور اگر ہووین وہ حاملہ پس خرچ کرو اونپر یہانتک کہ رکہین حمل اپنا پس اگر دودہ پلاوین تمہاری لیئے
پس دو اونکی مزدوری اور موافقت رکہو آپسمین اچہی طرح۔ پارہ ۴ لن تنالوا سورہ نسا رکوع ۱ - فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ
پس نکاح کرو اون عورتون سے جو خوش آوین تمکو۔ پارہ ۵ والمحصنت سورہ نساء۔ رکوع ۴ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ
والے نہ پانی ڈالنے والے یعنے عورتونکو صرف شہوت رانی کے لیئے نہین بلکہ حصول اولاد اور ہمیشہ اپنے پاس رکہنے کے لیئے نکاح
پارہ ۴ لن تنالوا۔ سورہ نساء۔ رکوع ۳ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا
شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ اور عورتون کے ساتہہ اچہی طرح سے زندگانی کرو اور اگر ناپسند رکہو تو بھی
کرو کیونکہ شاید جس چیز کو تم ناپسند کرو اور اللہ اوسمین بہت بہلائی ظاہر کرے۔ پارہ ۲ سیقول۔ سورہ بقر
رکوع ۲۳۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عورتین تمہارے لیئے پردہ ہین اور تم اونکے لیئے پردہ
تفسیر احمدی مین لکہا ہے کہ یہہ آیت مرد و عورت کے حق مین کمال اختلاط اور نہایت ملاپ کی تشبیہ ہے یعنے مرد و عورت
کو ایکدوسرے کے ساتہہ اسطرح سے ہونا چاہیئے جیسے لباس کو لابس کے ساتہہ ملاپ ہوتا ہے۔ پارہ ۲۱ اتل ما اوحی سورہ روم
رکوع ۱۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ اور یہہ اوسکی نشانیون سے ہے کہ تمہارے آپسمین سے عورتونکو بنایا
گیا تا کہ تم اونکی طرف متوجہ ہوکر آرام پکڑو اور پیدا کیا تمہارے درمیان پیار اور مہربانی تحقیق اسمین نشانیان
ہین واسطے اوس قوم کے کہ فکر کرتے ہین۔ پارہ ۲ سیقول سورہ بقر۔ رکوع ۲۸ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ
عورتون کے لیئے مردون پر حق ہین جیسے مردون کے لیئے عورتون پر حق ہین۔ پارہ ۵ والمحصنت سورہ نساء
۶۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ
قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ

فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا۔ مرد قیام رکھنے والی ہین عورتون
پر کیونکہ اللہ نے بزرگی دی ہے بعض کو بعض پر اور نیز اسلیئے کہ وہ اپنے مالون سے خرچ کرتے ہین پس نیک بخت عورتین
مردون کی فرمانبردار ہین اونکے مال و آبرو کی پیٹھہ پیچھے نگہبانی کرنیوالی ہین خدا کی محافظت سے اور جن عورتون
سے ناراضگی کی تم ڈرتے ہو۔ اونکو نصیحت کرو اور چھوڑ دو اونکو خوابگاہون مین اور مار پیٹ کرو اونکو پس اگر وہ
تمہارا کہنا مان لین تو اونپر اور کوئی سبیل مت ڈھونڈو۔ پارہ ۱۸ قد افلح المومنون۔ سورہ نور۔ رکوع ۴۔
وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ
فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ اور نکاح کر دو اپنی رانڈون کا اور اپنے لائق دار غلامون و لونڈیون کا اگر
وہ فقیر ہونگے تو اللہ اپنے فضل سے اونکی حاجت روائی کر دیگا اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے۔ پارہ ۲ سیقول
سورہ بقر۔ رکوع ۲۸۔ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ
فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔ پس کنارہ کرو عورتون سے
حیض مین اور اونکے نزدیک مت جاؤ یہانتک کہ پاک ہون پس جب پاک ہو جاوین تو آؤ اونکے پاس جہان سے
حکم دیا ہے اللہ نے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنیوالونکو اور دوست رکھتا ہے پاک کرنیوالونکو۔ پارہ ۱۸
قد افلح المومنون۔ سورہ نور۔ رکوع ۴۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ
أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ
وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا
لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي
إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ
مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ
مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ کہہ مسلمان
مردون سے کہ بند کرین اپنی آنکھین اجنبی عورتون کے دیکھنے سے اور نگاہ رکھین اپنی شرمگاہ کو یہہ اونکے لئے بہت پاکیزہ
ہے تحقیق اللہ اوس چیز سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے اور کہہ مسلمان عورتونکو کہ بند کرین اپنی آنکھین اجنبی مردون
سے اور محافظت کرین اپنی شرمگاہ کی اور نہ ظاہر کرین اپنا بناؤ مگر جو اوس مین سے ظاہر ہے اور چاہیئے کہ اپنے
سینون پر اوڑھنیان ڈالین اور نہ ظاہر کرین اپنا بناؤ مگر اپنے خاوندون یا اپنے باپون یا اپنے خسرون یا اپنے

بیٹوں یا اپنے خاوندوں کی بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا بھانجوں یا اپنی عورتوں سے یا جنکے مالک
دہنے ہاتھ انکے یا طفیلی غیر حاجت والے مردوں سے یا اون لڑکوں سے جو عورتوں کی چھپی باتوں پر واقف نہیں
اور نہ ماریں اپنے پاؤن زمین پر تاکہ معلوم ہو جاوے وہ چیز جو چھپاتی ہیں اپنی زینت سے اور اے مسلمانوں
اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ تم فلاح پاؤ - پارہ ۲۲ ومن یقنت - سورہ احزاب - رکوع ۸ - یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ
وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا - اے نبی کہہ اپنی بیبیوں و بیٹیوں اور مسلمان بیبیوں کو اپنے اوپر بڑی چادریں اوڑھ
نکلیں یہ بہت عمدہ ہے اسسے کہ وہ پہچانی جاویں پس ایذا دیجاویں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

کلام رسول مقبول ﷺ - مشکوٰۃ - باب الطلاق - فصل ۲ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ
اِلَی اللّٰهِ الطَّلَاقُ رواہ ابوداؤد - ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بہت ناپسند حلال چیزوں میں
کے نزدیک عورت کو طلاق دینا ہے - عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیُّمَا امْرَاَةٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا
فِیْ غَیْرِ بَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ - رواہ احمد والترمذی و ابوداؤد - ثوبان سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے
فرمایا کہ جو عورت بغیر ضرورت کے اپنے خاوند سے طلاق مانگے اوسپر بہشت کی خوشبو حرام کی گئی ہے - ایضاً - باب عشرۃ النساء
فصل ۲ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَیْرُكُمْ خَیْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَیْرُكُمْ لِاَهْلِیْ رواہ الترمذی
عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ بہتر تمہارا وہ شخص ہے جو اچھا ہے اپنی بیوی کے ساتھ اور میں اچھا ہوں
اپنے اہل کے ساتھ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَ
اَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ رواہ الترمذی - عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ تحقیق کاملترین مومنوں کا ایمان میں
وہ شخص ہے جو بہت اچھا ہو خلق میں اور بہت مہربان ہو اپنے اہل و عیال پر - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِیَارُكُمْ خِیَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ رواہ الترمذی - ابوہریرہؓ سے
روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ کاملترین مومنوں کا ایمان میں وہ شخص ہے جو بہت اچھا ہو خلق میں اور
میں وہ شخص ہیں جو بہتر ہوں اپنی عورتوں سے - ایضاً - فصل ۱ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ
ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ - متفق علیہ - ابوہریرہؓ سے روایت
ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ قبول کرو وصیت عورتوں کے حق میں بھلائی کی کیونکہ تحقیق عورتیں پیدا کی گئی

ٹیڑھی ہی اور بتحقیق بہت ٹیڑھی چیز پسلی مین اوپر کی پسلی ہی پس اگر تو اوسکو سیدھا کرنا چاہیگا تو توڑ دیگا
اور اگر اوسکو چھوڑ دیگا تو ہمیشہ کجی رہیگی اور میری وصیت عورتون کے حق مین قبول کرو۔ عن ابی ہریرۃ
قال رسول اللہ صلعم لا یفرک مؤمن مؤمنۃ ان کرہ منہا خلقا رضی منہا اٰخر۔ رواہ مسلم۔ ابو ہریرہ سی روایت ہی
کہ حضرت نی فرمایا کہ مومن مرد مومن عورت سی ناخوش نرہی اگر برا جانتا ہی اوسکی کسی خو کو تو اچھی ہوگا دوسری
خو۔ ایضاً فصل دوم۔ عن حکیم بن معاویۃ القشیری عن ابیہ قال قلت یا رسول اللہ صلعم ما حق
زوجۃ احدنا علیہ قال ان تطعمہا مما طعمت وتکسوہا مما اکتسبت ولا تضرب الوجہ ولا
تقبح ولا تہجرہا الا فی البیت۔ حکیم بن معاویہ قشیری سی روایت ہی کہ میری باپ نی حضرت سی پوچھا کہ مرد پر
عورت کا کیا حق ہی آپ نی فرمایا کہ جو آپ کہاوی اوسی عورت کو کہلاوی اور جو آپ پہنی اوسی عورت کو پہناوی اور
منہ پر نہ ماری اور اوسکی مذمت نکری اور بغیر گہر کی اوسکو اکیلا نہ چہوڑی۔ ایضاً کتاب النکاح۔ فصل ۱۔
عن عبد اللہ بن عمر قال رسول اللہ صلعم الدنیا کلہا متاع وخیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ۔ عبد اللہ
بن عمر سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ دنیا سب دولت ہی اور دنیا مین سی اچھی دولت عورت نیکو کار ہی۔ فصل ۲
عن معقل بن یسار قال رسول اللہ صلعم تزوجوا الودود الولود۔ نکاح کرو اون عورتون سی جو خاوندون
سی دوستی رکہنی والی اور بہت جننی والی ہون (یہہ دونون باتین عورتون کی خویشون سی بخوبی معلوم ہوسکتی ہین)
باب عشرۃ النساء۔ فصل ۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قیل لرسول اللہ صلعم ای النساء خیر قال التی تسرہ
اذا نظر وتطیعہ اذا امر ولا تخالفہ فی نفسہا ولا فی مالہا بما یکرہ۔ رواہ النسائی۔ ابو ہریرہ
سی روایت ہی کہ حضرت سی پوچھا گیا کہ کونسی عورت اچھی ہی فرمایا کہ وہ عورت جو خوش کری اپنی خاوند کو جس وقت
دیکہی اوسکی طرف اور جب وہ کوئی حکم کری تو اوسکو بجا لاوی اور نہ اپنی ذات اور نہ اپنی مال مین ایسا برخلاف کری
جسکو خاوند ناخوش رکہی۔ ایضاً۔ فصل ۲۔ عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلعم ایما امرأۃ ماتت و
زوجہا عنہا راض دخلت الجنۃ۔ رواہ الترمذی۔ ام سلمہ سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ جو عورت مر جاوے
اس حال مین کہ خاوند اوسکا اوسسی راضی ہو بہشت مین داخل ہوگی۔ مشکوۃ۔ باب النظر الی المخطوبۃ۔ فصل ۲ عن بریدۃ
قال قال رسول اللہ صلعم لعلی یا علی لا تتبع النظرۃ النظرۃ فان لک الاولی ولیست لک الاٰخرۃ۔
رواہ احمد والترمذی۔ بریدہ سی روایت ہی کہ حضرت نی علی کو فرمایا کہ ای علی نہ ڈال نظر پیچہی نظر کے یعنی ایکبار نظر
ڈالکر کسی اجنبیہ عورت پر جا پڑی تو دوبارہ پہر نہ دیکہہ اوسکو کیونکہ جائز ہی تیری لئی پہلی نظر جبکہ بغیر قصد کے

ہو اور جائز نہیں ہے تیری لئے دوسری نظر۔ ایضاً فصل ۳۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ بَلَغَنِی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ؐ
قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَ الْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ۔ رواہ البیہقی۔ حسن سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ لعنت کی اللہ نے
قصداً دیکھنے والی بیگانی عورت کو اور قصداً اپنا آپ دکھانیوالی عورت کو ٭

**اقوال صحابہؓ**۔ احیاء العلوم۔ جلد ۲۔ باب عشرۃ النساء۔ وقال عمرؓ ینبغی للرجل ان یکون فی اھلہ مثل الصبی فاذا التمس ما عندہ وجد رجلاً۔ حضرت عمرؓ نے کہا ہے کہ مرد کو چاہیے کہ اپنے گھر میں مثل بچہ کی رہے اور جسوقت اوسکے پاس کی چیز طلب کیجاوے تو مرد ہوجاوے۔ وقال علیؓ لا تکثر الغیرۃ علی اھلک فترمی بالسوء من اجلک۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اپنے گھروالی پر زیادہ غیرت نکرو ایسا نہو کہ تمہارے ہی سبب سے وہ بدنام ہوجاوے۔ ایضاً باب آفات النکاح وفوائدہ۔ وکان عمر بن الخطابؓ یقول ما اعطی العبد بعد الایمان باللہ خیراً من امراءۃٍ صالحۃٍ وان منھن غنماً لا یحذی منہ و منھن غُلّاً لا یفدی منہ۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ بندہ کو ایمان کے بعد کوئی چیز نیکبخت عورت سے بہتر مرحمت نہیں ہوئی اور عورتوں میں بعض ایسی غنیمت ہوتی ہیں کہ کوئی عطا اونکا عوض نہیں ہوسکتی اور بعض طوق گردن ہوتی ہیں کہ اونسے کسی فدیہ کے عوض رہائی نہیں ہوتی ٭

## وجہ ترجیح تعلیم محمدی

اس فصل میں جو محمدی تعلیم درج ہوئی ہے عورتوں کی نسبت اور اسکے احکام بلحاظ بیانات انجیل کے مجبوراً غیر ترتیب وار درج کئے گئے ہیں حالانکہ اونکی ترتیب وار پڑھنے سے اظہر من الشمس ہے کہ محمدی تعلیم میں عورتوں کے بارہ میں بڑی خوبی و خوش اسلوبی سے امور معاشرت اور انکے حقوق وغیرہ کا بیان ہوا ہے عیسوی تعلیم اوسکے بیان سے بالکل قاصر ہے دیکھو محمدی تعلیم نے نکاح سے پہلے گو عورت کو دیکھ لینے اور پسند کر لینے کی اجازت دیدی ہے تاکہ پیچھے ناراضی پیدا نہو مگر بہ نسبت ظاہری حسن کے عورت کی بڑی خوبی اوسکی نیکوکاری اور عفت سے ناتا یا اور یہہ حکم دیا کہ عورت سے شہوت رانی کی غرض کیلئے نہیں بلکہ اولاد کی عفت کے واسطے کرنی چاہیے اور اس عمدہ قید کے لگادینے سے فاحشہ عورتوں سے نکاح کو ناپسند کرکے عورت و مرد کی باہمی تعلق کو دائمی کردیا پھر ولھن مثل الذی علیھن میں اونکی باہمی حقوق کی مساوات بیان کرکے اور ھن لباس لکم اور خلق لکم من انفسکم اور عاشروھن بالمعروف میں اونکے ساتھ کمال اختلاط برتنے اور پیار و محبت سے رہنے اور دونوں کو ایکدوسری کی عزت و مال کا پاس و لحاظ رکھنے کی تاکید و ترغیب دیکر اس امر کا اظہار فرمایا کہ اگر کسی باعث سے بی بی ناپسند اور ناگوار ہو تب بھی اوس سے اچھا ہی سلوک کرو اس سلوک کو بھی

نہایت سی بہلائی دینگی اور بحالت بیفرمانی عورتون کی مردونکو اوس قدرتی فوقیت سی جو اونکو اونپر حاصل
ہی نظرون مین واہجروہن مین سمجہانی اور زجر و توبیخ وغیرہ تدابیر کی اجازت دی لیکن جب یہ تدبیر
ہو اور باہمی معاشرت مرد و عورت مین بالکل فتور واقع ہوکر دلی روابط ٹوٹ جائین تو صرف سمجہانی
کو ہوا ایک جسم بلاوجہ ہی عالم الغیب نے پسند نہ فرماکر اور خواہ نخواہ عورت کو مردونکی بند مین رکہنا منظور نہ
مرد کو بحالت اشد ضرورت طلاق کی اجازت دی لیکن چونکہ وہ اوسکی نزدیک ابغض الحلال تہی اسلئے صرف
ہی طلاق کی اور تین ماہ تک باہمی مصالحت کی مہلت دیکر اونکو اپنی گہر مین رکہنی اور گذارہ دینی کا حکم دیا کہ
رہین روزمرہ کی یکجا رہنی سی شاید مرد کی رنجش دور ہو جاوی یا عورت ہی راہ راست پہ آجاوی اور مرد
بیوی کر لیوی - بخلاف اسکی انجیل مین جو عورتون کی طلاق کی نسبت یہہ قید لگائی گئی ہی کہ بغیر زنا کی عورت
نہ جاوی - اس قید سی گو بظاہر طلاق کا انسداد مد نظر رکہا گیا ہی مگر دراصل اس قید سی بڑی قباحتین
ی مین اور زناکاری کو ترقی متصور ہی کیونکہ ظاہر ہی کہ جب کسی عورت یا مرد کا کسی ناگزیر اتفاقی سبب سی کو
دوسری کو چہوڑنیکا ارادہ ہوگا تو وہ اپنی مخلصی کی لئی بجز اسکی اور کوئی چارہ نہ دیکہیگا کہ خواہ نخواہ
زنا کا مرتکب ہو - محمدی تعلیم مین جو عورتون کی پردہ کا حکم ہی وہ ایسا اصول برجستہ اور خوبیون پر مبنی
بڑی بڑی برائیون کا انسداد اور بچاو متصور ہی چنانچہ مسلمانون کی دیکہا دیکہی اکثر غیر اقوام نی بہی
اس کو پسند کرکی اسکو اپنی یہان جاری کر دیا ہی کہ اب بعض عیسائی بہی اس عمدہ اصول کو پسند کرنے لگی
عیسائی تعلیم کی آزادی نسوان اونکو کچہہ کرنی نہین دیتی - اگرچہ انجیل کہتی ہی کہ جو کوئی شہوت سی کسی
کو دیکہی وہ اپنی دل مین اوسکی ساتہہ زنا کر چکا - مگر قرآن کہتا ہی کہ مرد بیگانی عورتونکو نہ دیکہین اور نہ
عورتین مردونکو دیکہین اور نہ اونپر اپنا بناو سنگار ظاہر کرین - جو شہوت سی ایکدوسری کو دیکہنی کی نوبت
جہان کی عقلاء اس بات پر متفق ہین کہ نظر ایک ایسا ناگہانی تیر ہی کہ اوس سی آدمی کو ایسی ایسی قباحتون
کا سامنا پڑ جاتا ہی کہ جسکا کچہہ بیان نہین ہو سکتا چنانچہ ایک صاحب کا قول ہی سہ تہی نظر یا کہ جی کی
اور نظر ہی وداع طاقت تہی + ہوش جاتا رہا اگ نگاہ کی ساتہہ + صبر رخصت ہوا اک آہ کی ساتہہ پس اگر
عالم الغیب ہوتا تو وہ قرآن کیطرح شہوت سی ایکدوسری کو دیکہنی کا منبع ہی بند کر دیتا -
ازدواج جسکی توریت مین انبیائی سابق مثل ابراہیم و موسی و داؤد و سلیمان وغیرہ کی بہت سی بیبیان
ہونی کا امر ثابت ہی کہ جتنی مرد چاہی لی بیان کر لی اور انجیل کی بعض اشارہ صرف ایک ہی بی بی کی

اجازت دیدی تہی - قرآن نی اس افراط و تفریط کا ہمیشہ کیلئے فیصلہ کردیا کہ پہلی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلث
و رباع کی ارشاد سی بی تعداد و کثرت کو روک کر چار تک اونکی حد مقرر فرمائی - پہر وان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ
کی فرمان واجب الاذعان مین عدالت کی ایک ایسی اخلاقی شرط لگادی کہ خواہ نخواہ آدمی ایک ہی بی بی کرسکی اور سچ یہہ
فیصلہ اسلئی صادر فرمایا کہ توریت والی بلا تعداد کثرت ازدواج کی قباحتین تو اظہر من الشمس ہی ہین اور انجیل
کی بموجب صرف ایک عورت پر مجبور رہنی مین یہہ قباحت تہی کہ نکاح سی اہم فائدہ یہہ مد نظر ہوتا ہی کہ توالد و
تناسل کا سلسلہ جاری ہو اور گہر بار کا بند و بست قائم رہی مگر جب بعد نکاح کی عورت عقیمہ نکلی یا کسی بیماری اور حادثہ
مین مبتلا ہو کہ گہر کی کسی کار و بار اور مرد کی لائق نہ رہی تو پہر انجیل کی رو سی نہ تو وہ سکو مرد طلاق دی سکتا تہا
نہ اوسکی ہوتی کوئی دوسری بی بی کر سکتا تہا - گویا اوسکی زندگی ہی حرام و برباد گئی - پس اسحالتین قرآن نی
بیچ کا کثرت اور وحدت ازدواج کی ہیڈ ہیبت قباحتون کا انسداد فرما کر سب ضرورتون کی سبیل بتادی - فافہم +

## فصل ہفتم

### احکام دربارہ احسان باقربا و ہمسایہ و یتیمان و بیوگان و غلامان و مسافران و قیدیان و غربا و خدمت گذاری آقا وغیرہ

**کلام مسیح** - انجیل متی باب ۱۹ - آیت ۱۹ - اپنی پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا آپکو - باب ۲۲ - آیت ۳۹
تو اپنی پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا آپ کو +

**کلام حواریین** - نامہ تمطاؤس باب ۵ - آیت ۸ - اگر کوئی اپنون کی اور خاصکر اپنی ہی گہر کی خبرگیری نکری
تو ایمان سی منکر اور بی ایمان سی بدتر ہی - نامہ رومیان باب ۱۵ - آیت ۲ - ہر کوئی ہم مین سی اپنی پڑوسی کو اوسکی
بہلائی کی لئی خوش کری تاکہ اوسکی ترقی ہو - نامہ یعقوب باب ۱ - آیت ۲۷ - وہ دینداری جو خدا اور باپ کی آگی
اوربی عیب ہی سو یہی ہی کہ یتیمون اور بیوون کی مصیبت کی وقت اونکی خبرگیری کرنی اور آپکو دنیا سی بیداغ بچانی
نامہ رومیان باب ۱۲ - آیت ۱۳ - مقدسون کی احتیاج مین شریک ہو مسافر پروری مین مشغول رہو - نامہ عبرانیان
باب ۱۳ - آیت ۲ - مسافر پروری کو مت بہولو - نامہ اپطرس باب ۴ - آیت ۹ - آپسمین بی کڑکڑائی مسافر دوست ہو
نامہ عبرانیان باب ۱۳ - آیت ۳ - قیدیونکو یون یاد کرو گویا تم اونکی ساتہ قید مین شریک ہو اور ایسا ہی انکو
جو رنج مین ہین یاد کرو کہ تمہارا بہی اونہین کا سا جسم ہی - نامہ افسیون باب ۶ - آیت ۵ - ای خدمتگارو
اونکی جو جسم کی نسبت تمہاری خداوند ہین اپنی نیتون کی صفائی سی ڈرتی تہرتہراتی ہوئی ایسی فرمانبردار رہو

مسیح کی ہو ۔ ۶ ۔ اور آدمی کی خوشامد کرنیوالونکی طرح دکھانیکو نہین بلکہ مسیح کی بندون کی مانند دل سے خدا کی مرضی پر چلو
۷ ۔ اور خوشی سے نوکری کرو آدمیون کی جانکر نہین بلکہ خداوند کی ۸ تم جانتے ہو کہ جو کوئی کچھہ اچھا کام کریگا کیا غلام
کیا آزاد خداوند سے ویسا ہی پاویگا - ۹ - اے خاوندو تم بھی انسے ایسی ہی کرو اور دہمکی دینے مین اعتدال سے باہر
نہ جاؤ کہ تم جانتے ہو تمہارا بھی خاوند ہے جو آسمان پر ہے اور وہ کسی کی ظاہر پر نظر نہین کرتا - نامہ قلسیون باب ۳
آیت ۲۲ - اے نوکرو تم اونکی جو دنیا مین تمہاری خاوند ہین سب باتون مین فرمانبردار رہو پر نہ خوشامدی لوگون کی
مانند دکھانی کو بلکہ صاف دل سے - باب ۴ - آیت ۱ - اے خاوندو نوکرون کی ساتھہ عدل کرو یہہ جانکر کہ تمہارا بھی
ایک خاوند ہے جو آسمان پر ہے ✦

کلام الہی - پارہ ۲۱ اتل سورہ روم - رکوع ۴ - فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ
خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - پس دی قرابت والی کو حق اوسکا اور فقیر کو
اور مسافر کو یہہ بہت بہتر ہے اون لوگون کی لئی جو خدا کی رضامندی کا ارادہ رکھتی ہین اور یہی لوگ فلاح پاوینگے -
پارہ ۱۵ سبحن الذی - سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ - وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ - اور دی
قرابت والی کو اوسکا حق اور مسکین کو اور مسافر کو - پارہ ۵ والمحصنت - سورہ نساء - رکوع ۶ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَ
لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي
الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ
مِنْ فَضْلِهٖ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا - اور عبادت کرو اللہ کی اور مت شریک لاؤ ساتھہ اوسکی کسی
چیز کو اور احسان کرو ماباپ اور قرابت والون اور یتیمون اور مسکینون اور ہمسایہ قرابت والی اور ہمسایہ اجنبی اور
پاس بیٹھنے والی اور مسافر اور غلامون کی ساتھہ - تحقیق اللہ نہین دوست رکھتا تکبر کرنیوالی شیخی کرنیوالی کو
اون لوگونکو جو بخیلی کرتی اور لوگونکو بخیلی کرنیکا حکم دیتی ہین اور جو چیز خدا نے اپنی فضل سے اونکو دی ہے اوسکو
چھپاتے ہین اور تیار کیا ہے ہمنے کافرونکی لئی عذاب ذلیل کرنیوالا - پارہ ۲ سیقول سورہ بقر - رکوع ۲۲ - لَيْسَ الْبِرَّ
اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ
وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ
وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ

فِي الْبَاْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَاْسِ ۗ أُولٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۖ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۔ نہین بہلائی
یہہ کہ پہیرو تم اپنی مونہہ کو مشرق اور مغرب کیطرف لیکن بہلائی اوس شخص کو ہی جو ایمان لائی ساتھہ اللہ اور دن قیامت
اور کتابون اور پیغمبرون کی اور دیوی مال باوجود اوسکی محبت کی قریبیون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون
اور سوالیون کو اور غلام آزاد کرانی مین اور قائم کری نماز اور دیوی زکوۃ اور پورا کرنیوالی اپنی عہد کو جبکہ عہد
کرلین اور صبر کرنیوالی فقیری مین اور بیماری کی تکلیف مین اور خوف کی وقت یہی ہین وہ لوگ جو سچی ہوئی اور
یہی ہین وہ لوگ جو بچنیوالی ہین ۔ پارہ ۲ سیقول سورہ بقر رکوع ۲۶ ۔ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ
الْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۔ کہہ
کچہہ تم خرچ کرو مال سی پس وہ ماباپ اور قرابت والون اور یتیمون اور فقیرون اور مسافرونکو اور جو کچہہ کرو تم
بہلائی سی پس تحقیق اللہ اوسکو جانتا ہی ۔ پارہ ۴ لن تنالوا ۔ سورہ نساء ۔ رکوع ۱ ۔ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو
الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۔ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ
تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۔ إِنَّ الَّذِينَ
يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۔ جب بانٹی میراث کی
وقت غیر وارث قرابت والی اور یتیم اور مسکین حاضر ہون تو اوسمین سی کچہہ اونکو دو اور اونسی اچہی بات کہو اور چاہئی
کہ ڈرین وہ لوگ کہ اگر چہوڑ جاوین پیچہی اپنی اولاد ناتوان اور اونکا اندیشہ کرین پس چاہئی کہ خدا سی ڈرین اور کہین
کہ محکم بات ہین تحقیق وہ لوگ جو کہا جاتی ہین مال یتیمون کا ظلم سی سوا اسکی نہین کہ کہاتی ہین اپنی پیٹون مین آگ
اور البتہ جاوینگی آگ مین ۔ پارہ ۱ الم ۔ سورہ بقر ۔ رکوع ۱۰ ۔ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ
إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۔ اور
یاد کر ای محمد جب لیا ہمنی قول بنی اسرائیل کا یہہ کہ نہ عبادت کرو کسی کی سوا اللہ کی اور ماںباپ اور قرابتیون اور یتیمون
اور مسکینون سی نیکی کرنا اور کہو لوگون سی اچہی بات ۔ پارہ ۱۵ سبحن الذی ۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴ ۔ وَلَا تَقْرَبُوا
مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۔ اور مت پاس جاؤ مال یتیم کی مگر اوس نیت سی کہ وہ بہت بہی
ہی یہانتک کہ پہونچی اپنی جوانی کو ۔ پارہ ۴ لن تنالوا ۔ سورہ نسا ۔ رکوع ۱ ۔ وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَتَبَدَّلُوا
الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ ۖ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا ۔ اور دو یتیمونکو مال اونکی اور نہ
بدل لو بری کو عمدہ سی اور مت کہاؤ اونکی مال کو ملاکر اپنی مال سی تحقیق یہہ بڑا گناہ ہی ۔ پارہ ۲ سیقول ۔ سورہ بقر

رکوع ۲۷ - ویسئلونک عن الیتامی قل اصلاح لهم خیر وان تخالطوهم فاخوانکم والله یعلم
المفسد من المصلح - اور پوچھتے ہین تجکو یتیمون سے کہہ سنوارنا اونکا بہتر ہے اور اگر تم اونکو ملا لو تو
بھائی ہین تمہارے اور اللہ جانتا ہے مفسد یعنی اونکو سنوارنیوالون سے - پارہ ۳۰ عم - سورہ والضحی رکوع ۱ - فاما
الیتیم فلا تقهر واما السائل فلا تنهر واما بنعمة ربک فحدث پس یتیم پر مت قہر کر اور سوالی کو
مت ڈانٹ اور جو نعمت پروردگار تیرے کی ہے اوسکو بیان کر - ایضاً سورہ بلد رکوع ۱ - وما ادراک
ما العقبة فک رقبة او اطعام فی یوم ذی مسغبة یتیما ذا مقربة او مسکینا ذا متربة ثم
کان من الذین امنوا وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمة اولئک اصحاب المیمنة - یعنی کیا جانے
تو کیا ہے گھاٹی سخت وہ چھڑا دینا غلام اور قرضدار کا ہے یا کھانا کھلانا بھوک کے دن یتیم قرابت والے کو یا مسکین
خاک آلودہ کو پھر ہوا اون لوگون سے جو ایمان لائے اور ایکدوسرے کو صبر اور رحم کرنیکی نصیحت کرتے ہین یہی لوگ
نیک بختی کے ہین - پارہ ۲۹ تبارک الذی - سورہ دہر رکوع ۱ - ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما
واسیرا نیکوکار لوگ کھلاتے ہین کھانا باوجود حاجت ومحبت کے فقیرون ویتیمون اور قیدیونکو - پارہ ۱۰
سورہ توبہ رکوع ۸ - انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمؤلفة
قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل فریضة من الله والله علیم حکیم
صدقے صرف فقیرون اور محتاجون اور اون کارکنون کے لئے ہے جو اوسکی تحصیل پر ہین اور اونکے لئے ہے جنکے دلونکو
الفت دلائی جاتی ہے اور غلامون اور قرضدارون کے چھڑانیکے لئے ہے اور خدا کی راہ مین اور مسافرون کو
فرض ہے اللہ کیطرف سے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے - پارہ ۲۶ حم - سورہ ذاریات رکوع ۱ - ان
المتقین فی جنات وعیون اخذین ما اتاهم ربهم انهم کانوا قبل ذلک محسنین کانوا قلیلا من
اللیل ما یهجعون وبالاسحار هم یستغفرون وفی اموالهم حق للسائل والمحروم - پرہیزگار لوگ
بہشتون اور چشمون مین اوس چیز سے حصہ لینے والے ہونگے جو اونکو اونکے رب نے دیا - تحقیق وہ اسکے پہلے نیکی کرنیوالے تھے
رات کو تھوڑا سونیوالے اور صبح کو استغفار کرنیوالے تھے اور اونکے مالون مین سوالی و غیر سوالی کا حق ہے - پارہ ۱۵ سبحن الذی
سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ - واما تعرضن عنهم ابتغاء رحمة من ربک ترجوها فقل لهم قولا میسورا
اور جو تو منہ پھیرے اون سے واسطے چاہنے رحمت اپنے پروردگار کے جسکی تو امید رکھتا ہے پس کہہ اونکو بات نرم
یعنی جو کوئی ہمیشہ سخاوت کرتا ہے اور ایک وقت اوسکے پاس نہین تو سوالی کو نہ چاہئے جواب کھرا دینا ہے

کلام رسول مقبول ع - مشکوٰۃ باب البر والصلۃ فصل ۱ - عن انس قال رسول اللہ ص من احب ان
یبسط لہ فی رزقہ وینسا لہ فی اثرہ فلیصل رحمہ - متفق علیہ انس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو
چاہے کہ اوسکے رزق میں کشادگی ہو اور زندگی اوسکی بڑہ جاوے تو اپنے رشتہ دارون سے سلوک کرے -
مشارق الانوار باب - وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ ص الرحم معلقۃ بالعرش تقول من
وصلنی وصلہ اللہ ومن قطعنی قطعہ اللہ - متفق علیہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ
رشتہ عرش میں لٹکا ہے کہتا ہے کہ جسنے مجکو جوڑا خدا اوسے جوڑے اور جسنے مجکو کاٹا خدا اوسکو کاٹے - مشکوٰۃ
والصلۃ فصل ۲ - وعن عبد اللہ بن ابی اوفی قال سمعت رسول اللہ ص یقول لا تنزل الرحمۃ علی
قوم فیہم قاطع رحم - رواہ البیہقی - عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اوس قوم پر
نہیں اترتی جسمیں ناتے کا کاٹنے والا ہو - مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ - فصل ۱ - عن عائشۃ وابن عمر عن النبی ص
قال ما زال جبرئیل یوصینی بالجار حتی ظننت انہ سیورثہ - متفق علیہ حضرت عائشہ اور ابن عمر سے روایت
ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ جبرائیل مجکو ہمسایہ کے ساتھ احسان کی وصیت کرتا ہے یہانتک کہ میرے گمان میں آیا کہ
کو وارث کر دیگا - وعن انس قال رسول اللہ ص لا یدخل الجنۃ من لا یامن جارہ بوائقہ - رواہ مسلم
انس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وہ شخص بہشت میں داخل نہوگا کہ جسکی برائیون سے اوسکا ہمسایہ امن میں نہو
ایضاً فصل ۳ - وعن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ ص یقول لیس المومن بالذی یشبع وجارہ
جائع الی جنبہ - رواہ البیہقی ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وہ مومن کامل نہیں جو پیٹ بھر
کہا وے اور ہمسایہ اوسکا اوسکے پہلو میں بھوکا ہو - ایضاً - فصل ۲ - عن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ ص خیر
بیت فی المسلمین بیت فیہ یتیم یحسن الیہ وشر بیت فی المسلمین بیت فیہ یتیم یساء الیہ - رواہ
ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مسلمانون کے گہرون میں بہتر وہ گہر ہے کہ جسمیں یتیم کے ساتھ نیکی کیجاوے
اور برا گہر وہ ہے کہ جسمیں یتیم کے ساتھ برائی کیجاوے - ایضاً - فصل ۱ - عن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ ص الساعی
علی الارملۃ والمسکین کالساعی فی سبیل اللہ واحسبہ قال کالقائم لا یفتر وکالصائم لا یفطر
متفق علیہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو بیوہ عورت اور محتاج آدمی کی حاجت روائی میں کوشش کرتا
ہے وہ ثواب میں اوسکے برابر ہے جو خدا کی راہ میں کوشش کرتا ہے اور میں گمان کرتا ہون کہ یہ بہی حضرت نے فرمایا
کہ وہ کوشش کرنیوالا ثواب میں ایسا ہے جیسے تہجد کی نماز پڑہنے والا جسکی کبہی نماز نہ چہوٹی اور جیسے روزہ دار

کہیں روزہ نہ ٹوٹے - مشکوۃ باب النفقات وحق المملوک - فصل ۱ - عن ابی ذر قال رسول اللہ ﷺ خولکم
جعلہم اللہ تحت ایدیکم فمن جعل اللہ اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس
ولا یکلفہ من العمل ما یغلبہ فان کلفہ ما یغلبہ فلیعنہ علیہ - متفق علیہ - ابی ذر سے روایت ہے کہ
حضرت نے فرمایا کہ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں خدا نے اونکو تمہارا زیردست کیا ہے پس جس شخص کو کہ خدا اوسکو
بھائی اوسکا زیردست کرے چاہیے کہ اوسکو اوس چیز سے کھلاوے جسے آپ کھاوے اور اوس چیز سے پہناوے جسے
آپ پہنے اور اوس کام کی اوسکو تکلیف نہ دے جو اوس سے نہ ہو سکے پھر اگر اوسکو اوس کام کی جو اوس سے نہیں ہو سکتا تکلیف
دے تو چاہیے کہ خود بھی اوس میں شریک ہو کر اوس کام کی انجام دہی میں امداد کرے - ایضاً فصل ۲ - وعن ام
سلمۃ عن النبی ﷺ انہ کان یقول فی مرضہ الصلوۃ وما ملکت ایمانکم - رواہ البیہقی ام سلمہ سے
روایت ہے کہ حضرت اپنی مرض الموت میں فرماتے تھے کہ لازم پکڑو نماز کو اور لونڈی غلام کا حق ادا کرو - وعن
عبد اللہ بن عمر قال جاء رجل الی النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ ﷺ کم نعفو عن الخادم فسکت ثم
اعاد علیہ الکلام فصمت فلما کانت الثالثۃ قال اعفوا عنہ کل یوم سبعین مرۃ - رواہ ابوداود
عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت کے پاس آکر عرض کی کہ ہم خدمتگاروں کی قصور کتنی دفعہ معاف
کریں حضرت چپکے رہے پھر اوسنے عرض کیا پس چپ رہے پھر جب تیسری بار اوسنے عرض کیا تو فرمایا کہ ہر روز ستر بار [illegible]
- ایضاً - فصل ۱ - وعن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ ﷺ قال ان العبد اذا نصح لسیدہ
واحسن عبادۃ اللہ فلہ اجرہ مرتین - متفق علیہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تحقیق غلام
جب خیر خواہی کرتا ہے اپنے مالک کی اور اچھی عبادت کرتا ہے اللہ کی تو اوسکے لیے دو ثواب ہیں - وعن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ ﷺ نعما للمملوک ان یتوفاہ اللہ بحسن عبادۃ ربہ وطاعۃ سیدہ نعما لہ - متفق علیہ
ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کیا اچھا ہے غلام کے لیے یہ کہ موت دے اوسکو اللہ اوس حالمیں کہ اچھی عبادت
کرتا ہے اور اچھی فرمانبرداری اپنے مالک کی کرتا ہے - ترمذی - باب جاء فی فضل المملوک الصالح - عن
ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال نعما لاحدہم ان یطیع اللہ ویؤدی حق سیدہ - کیا اچھی بات ہے ایک
غلام کے لیے یہ کہ فرمانبرداری کرے اللہ کی اور ادا کرے حق اپنے مالک کا - مشارق الانوار باب ۴ - عن جریر اذا
ابق العبد لم تقبل لہ صلوۃ - رواہ مسلم - جریر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب غلام اپنے میاں سے بھاگ جاتا ہے تو
اوسکی نماز قبول نہیں ہوتی - ایضاً - باب ۹ - عن ابو موسی قال رسول اللہ ﷺ فکوا العانی واطعموا الجائع

وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ - رواہ البخاری۔ ابوموسی سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ چھڑاؤ قیدی کو اور کھانا کھلاؤ بھوکے
کو اور خیر و عافیت پوچھو بیمار کی۔ مشکوۃ باب الشفقۃ والرحمۃ۔ فصل۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ ؐ اَنَّہٗ کَانَ
اِذَا اَتَاہُ السَّائِلُ اَوْ صَاحِبُ الْحَاجَۃِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُوْجَرُوْا - متفق علیہ۔ ابی موسی سے روایت ہے کہ جب
حضرت کے پاس کوئی سائل یا حاجتمند آتا تو صحابوں کو فرماتے کہ سفارش کیا کرو لوگوں کی ثواب پاؤ گے۔ ایضاً باب الضیافۃ
فصل۔ عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ الْکَعْبِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ؐ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ
جَائِزَتُہٗ یَوْمٌ وَلَیْلَۃٌ وَضِیَافَۃٌ ثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ فَمَا کَانَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَھُوَ صَدَقَۃٌ وَلَا یَحِلُّ لَہٗ اَنْ یَّثْوِیَ عِنْدَہٗ
حَتّٰی یُحْرِجَہٗ - رواہ مالک۔ ابی شریح کعبی سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہو
پس چاہئے کہ مہمان کی عزت کرے عطیہ اوسکا (یعنی حتی الامکان تکلف کا کھانا) ایکدن رات ہے اور ضیافت اوسکی (یعنی
معمولی خوراک) تین روز ہے اور تین روز کے بعد صدقہ ہے اور مہمان کو جائز نہیں ہے کہ تین روز سے زیادہ میزبان کے گھر
رہے اور اوسکو سختی میں ڈالے۔ موطا امام مالک باب للسائل حق۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ؐ قَالَ
اَعْطُوا السَّائِلَ وَاِنْ جَاءَ عَلٰی فَرَسٍ - زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ سوالی کو دو اگرچہ وہ گھوڑے پر
سوار ہو کر آوے۔ مسند امام اعظم۔ اَبُوْحَنِیْفَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ ؐ اِنَّہٗ قَالَ الدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ
وَاللّٰہُ یُحِبُّ اِغَاثَۃَ اللَّھْفَانِ - امام ابوحنیفہ نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا کہ نیکی کیطرف دلالت
کرنیوالا مثل اوسکے کرنیوالے کی ہے اور اللہ تعالی دوست رکھتا ہے فریادرسی بیچارہ دردناک کی۔

**اقوال صحابہ** رض۔ احیاء العلوم۔ جلد ۲۔ حقوق الاقارب۔ ان عمر رض کتب الی عمالہ مروا الاقارب ان
یتزاوروا ولا یتجاوروا۔ مروی ہے کہ حضرت عمر رض نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ اقارب سے کہدو کہ باہم ملاقات کیا کریں
اور ایکدوسرے کے ہمسایہ میں نرہیں اور پاس رہنے کو اسلئے منع فرمایا کہ ہمسایہ میں رہنے سے حقوق بہت ہو جاتی ہیں اور
حقوقات موجب وحشت اور قطع قرابت ہوا کرتی ہیں۔ ایضاً۔ حقوق الجار۔ ویروی ان رجلا جاء الی ابن مسعود
فقال لہ ان لی جاراً یؤذینی ویشتمنی ویضیق علی فقال اذھب فان ھو عصی اللہ فیک فاطع اللہ
ایک شخص نے ابن مسعود کے پاس آکر شکائت کی کہ میرا ایک ہمسایہ مجکو اذیت اور گالیاں دیتا اور تنگی پہنچاتا ہے آپنے
فرمایا کہ وہ تیرے حق میں خدا کی نافرمانی کرتا ہے تو جا کر اوسکے حق میں خدا کی فرمانبرداری کر یعنی اوسکے ساتھ عمدہ سلوک کر
وقالت عائشۃ رض خلال المکارم عشر تکون فی الرجل ولا تکون فی ابیہ وتکون فی العبد ولا تکون فی
سیدہ یقسمہا اللہ تعالی لمن احب صدق الحدیث وصدق الناس واعطاء السائل والمکافاۃ بالصنائع

وصلة الرحم وحفظ الامانة والتذمم للجار والتذمم للصاحب وقری الضیف ورأسہن الحیاء
حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ دس باتین مکارم اخلاق کی ہین اللہ تعالی جسکو چاہتا ہی اوسکو عنایت کرتا ہی ممکن ہی کہ
آدمی مین ہون اور اوسکی باپ مین نہون اور غلام مین ہون اور اوسکی آقا مین نہون - اول راست گفتاری - دوم
لوگون سی راستی برتنی - سوم سائل کو دینا - چہارم سلوکون کی مکافات کرنی - پنجم صلہ رحم - ششم امانت کی حفاظت
ہفتم ہمسایہ کی حق کی رعایت - ہشتم ہمنشین کا پاس - نہم مہمان کی دعوت - دہم جو سب کی جڑ ہی وہ حیا ہی -

حقوق المملوک - وروی عن ابی ہریرۃ رضہ انہ رای رجلاً علی دابۃ وغلامہ یسعی خلفہ فقال لہ یا عبد الله
احملہ خلفک فانما ہو اخوک روحہ مثل روحک فحملہ ثم قال لا یزال العبد یزداد من الله بعدا ما مشی
خلفہ - ابوہریرہ رضہ سی مروی ہی کہ آپنی ایک شخص کو اپنی سواری پر دیکہا اور اوسکا غلام پیچہی دوڑتا آتا تہا فرمایا کہ ای
بندۂ خدا اسکو بہی اپنی پیچہی بٹہالی کہ وہ تیرا بہائی ہی جیسی جان تجہہ مین ہی ویسی ہی اسمین بہی ہی پس اوسنی اوسکو بہی
بٹہالیا - پہر حضرت ابوہریرہ نی فرمایا کہ بندہ اللہ تعالی سی دور ہی ہوتا جاتا ہی جبتک کہ آدمی اوسکی پیچہی پیادہ چلتی ہین
ان عمر رضہ یذہب الی العوالی فی کل یوم سبت فاذا وجد عبدا فی عمل لا یطیقہ وضع عنہ - اور حضرت عمر رضہ
ہر شنبہ کو عوالی کو جاتی جو مدینہ سی تین میل ہی اور جب کسی غلام کو ایسی کام مین دیکہتی جسکی کرنیکی وہ طاقت نہین رکہتا
تو اوسکو موقوف کرادیتی - ودخل علی سلمان رضہ رجل وہو یعجن فقال یا ابا عبد الله ماہذا فقال
بعثنا الخادم فی شغل فکرہنا ان نجمع علیہ عملین - ایک شخص سلمان فارسی رضہ کی پاس آیا اور آپ اوسوقت آٹا
گوندہ رہی تہی پس اوسنی کہا کہ ای عبد اللہ آپ یہہ کیا کر رہی ہین آپنی فرمایا کہ ہمنی خدمتگار کو کسی کام کی لئی بہیجا ہی پس
ہمنی گوارا نہ سمجہا کہ دو کام اوسپر ڈالین - ایضا فضیلۃ الضیافۃ - وقال انس رضہ کل بیت لا یدخلہ ضیف لا
تدخلہ الملائکۃ - حضرت انس رضہ نی فرمایا کہ جس گہر مین مہمان داخل نہو وی اوسمین فرشتہ رحمت کا داخل نہین ہوتا

## وجہ ترجیح تعلیم محمدی

والدین کی بعد زیادہ حقدار اور قابل حسن سلوک بہن بہائی اور دوسری رشتہ دار ہوتی ہین سو ظاہر ہی کہ جیسی
تعلیم محمدی بہ نسبت تاکید اطاعت و فرمانبرداری والدین کی انجیل کی تعلیم سی اعلی و بڑہکر ہی اسیطرح رشتہ دارون
سی نیک سلوک مرعی رکہنی کی تاکید مین اعلی و برتر ہی - انجیل کی تعلیم مین بجز نامہ تمطاؤس باب ۵ کی آیت ۸ کی اشارہ
کی نام بہی رشتہ دارون اور بہائی بندون سی حسن سلوک کرنیکا کہین ذکر درج نہین ہوا - وجہ اسکی صرف یہی معلوم
ہوتی ہی کہ حضرت مسیح نی خود اپنی بہائی بندون اور رشتہ دارون سی نفرت رکہی ہی ۔

# فصل ہشتم

## فضیلت نرم مزاجی و رحمدلی و فروتنی و حسن خلق اور مذمت تکبر و غرور

کلام مسیح ؑ - انجیل متی باب ۵ - آیت ۳ - مبارک وے جو دل کے غریب ہین کیونکہ آسمان کی بادشاہت انہین کی
ہے - ۴ مبارک وے جو غمگین ہین کیونکہ وے تسلی پائینگے - ۷ مبارک جو رحمدل ہین کیونکہ اونپر رحم کیا جائیگا - باب ۷
آیت ۱۲ - پس جو کچھہ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھہ کرین ویسا تم بہی اونکے ساتھہ کرو - باب ۱۸ - آیت ۴ پس جو
کوئی آپکو اس بچہ کی مانند چھوٹا جانے وہی آسمان کی بادشاہت مین سب سے بڑا ہے ۱۰ خبردار ان چھوٹون مین سے کسی
کو ناچیز نہ جانو - انجیل لوکا باب ۶ - آیت ۲۲ - مبارک ہو تم جو اب روتے ہو کیونکہ آسودہ ہوگے +

کلام حواریین - نامہ طیطس باب ۳ - آیت ۲ - پر نرم دل ہووین اور سب آدمیون کے ساتھہ حلیمی کرین - نامہ رومیان
باب ۱۲ - آیت ۳ - اپنے مرتبہ سے زیادہ عالیمزاج نہ ہو بلکہ اعتدال سے باہر نہ جاکے ایسا مزاج رکھو جیسا ہر ایک شخص کو اندازے ایمان دیا
ایضاً باب ۱۱ - آیت ۲۰ - پس غرور مت کر بلکہ ڈر - نامہ قلسیون باب ۳ - آیت ۱۲ - پس خدا کے چنے ہوؤن کی مانند جو مقدس اور
پیارے ہین دردمندی اور مہربانی اور فروتنی اور حلیمی و بردباشت کا لباس پہنو - نامہ اپطرس باب ۵ - آیت ۵ -
اور فروتنی کا لباس پہنو کیونکہ خدا مغرورون کا سامہنا کرتا ہے اور فروتنون کو فضل بخشتا ہے - نامہ یعقوب باب ۴
آیت ۱۶ پر اب تم اپنی لاف زنیون پر فخر کرتے ہو ایسا سب فخر برا ہے - نامہ رومیان باب ۱۲ - آیت ۱۶ - آپس مین
ایک سا مزاج رکھو بڑے بڑے خیال مت باندھو بلکہ غریبون کے ساتھہ غریبی کرو - ایضاً باب ۱۵ - آیت ۱ - پس ہمکو جو زور
آور ہین چاہیے کہ کمزورون کی سستیون کی برداشت کرین اور خود پسندی نہ کرین - نامہ اپطرس باب ۳ - آیت ۸ غرض
سب کے سب یکدل ہوکر ہمدرد رہو - برادرانہ محبت رکھو - رحمدل اور خوشخو ہووُ - نامہ یعقوب باب ۴ - آیت ۹ - ہنور
اور غم کرو اور روؤ - تمہارا ہنسنا کڑہنے سے بدلجائے اور خوشی اُداسی سے ۱۰ تم خدا کے حضور فروتنی کرو کہ وہ تمکو بڑا ویگا
نامہ ۲ تمطاوس باب ۲ - آیت ۲۳ پر بیوقوفی اور نادانی کی حجتون سے کنارہ کر یہہ جانکر کہ وے جہگڑے پیدا کرتی ہیں
۲۴ - اور مناسب نہین کہ خداوند کا بندہ جہگڑا کرے بلکہ سب سے نرمی کرے اور سکہلانے پر مستعد ہو اور دکہون کا سہنے
والا ہووے - ۲۵ - اور مخالفون کی فروتنی سے تادیب کرین +

کلام الہی - پارہ قال الملاء ۹ - سورہ انفال - رکوع ۱ - اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ
وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
يُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا - سوا اسکے نہین کہ ایمان والے وہ لوگ ہین کہ جب یاد کیا جاوے اللہ تو ور

جاتی ہین اونکی دل اور جب پڑہی جاتی ہین اونپر نشانیان خدا کی تو زیادہ کرتی ہین اونکو ایمان اور وہ اپنی
پروردگار پر توکل کرتے ہین وہ لوگ کمال اخلاص سے قائم رکھتے ہین نماز کو اور اوس چیز سے کہ دیا ہے ہمنے خرچ کرتے
ہین یہی لوگ سچے ایماندار ہین۔ پارہ ۱۷ اقترب للناس سورہ حج۔ رکوع ۵۔ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ
اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ۔
اور خوشخبری دے اون عاجزی کرنیوالونکو کہ جسوقت یاد کیا جاتا ہے اللہ تو اونکی دل ڈرجاتی ہین اور صبر کرنیوالے
اوس چیز پر جو پہونچتی ہے اونکو اور نماز کو قائم رکھتے ہین اور اوس چیز سے کہ دیا ہے ہمنے خرچ کرتے ہین پارہ ۲۳ ومالی
سورہ زمر۔ رکوع ۳۔ أَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِنْ رَبِّهِ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ
مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ أُولٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ اللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ
جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِي
بِهِ مَنْ يَشَاءُ۔ کیا پس جس شخص کی کہولا ہے اللہ نے سینہ اوسکا واسطے اسلام کی پس وہ اپنے پروردگار کیطرف سے نور پر ہے
پس ہے واے اون لوگون کی لیے کہ جنکے دل خدا کی یاد سے سخت ہوگئے یہہ لوگ ظاہری گمراہی مین ہین۔ اللہ نے اتاری
بہتر بات جو کتاب ہے یکسان دوہرائی جانیوالی جس سے کہال پر بال اون لوگون کی کہڑی ہو جاتی ہین جو اپنے پروردگار
سے ڈرتے ہین پہر اونکی چمڑی نرم ہوجاتے ہین اور اونکے دل خدا کی یاد کیطرف ہوتے ہین یہہ اللہ کی ہدایت ہے جسکے
ساتہ چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ پارہ ۱۸ قد افلح سورہ مومنون۔ رکوع ۴۔ إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ
مُشْفِقُونَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا
وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ أُولٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ
تحقیق جو لوگ اپنے پروردگار کی ڈرسے ڈرتے ہین اور جو لوگ اپنے پروردگار کی نشانیون کی ساتہ ایمان لاتے ہین اور
جو اپنے پروردگار کی ساتہ شریک نہین کرتے اور جو لوگ کہ دیتے ہین جو کچہہ دیتے ہین اور اونکی دل اوس سے ڈرتی ہین کہ
اپنے پروردگار کیطرف پہرجانیوالے ہین یہی لوگ بہلائیون مین جلدی کرتے ہین اور وہ اوسکی طرف سبقت لیجانیوالے
پارہ ۲۷ قال فما خطبکم۔ سورہ حدید۔ رکوع ۲۔ أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ
مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ
وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ۔ کیا نزدیک نہین آیا وقت اون لوگون کی لیے جو ایمان لائے ہین یہہ کہ خدا کی یاد اور کلام
حق کی سننے کے وقت عاجزی کرین اونکی دل اور نہ ہووین اون لوگون کیطرح جو اسسے پہلے دیئے گئے کتاب

پھر بہار ہوئی اونپر مدت پس سخت ہوگئی اونکی دل اور اونمین سی بہت فاسق ہین۔ تفسیر حسینی مین لکہا ہی
سخت دلی کا نتیجہ غفلت ہی اور نرم دلی کی علامت خدا کی بندگی کیطرف رجوع کرنا ہی ولنعم ما قال ؎ دلی کز نور
نیست روشن + مخوانش دل کہ آن سنگست و آہن + دلی کز گرد غفلت زنگ دارد + ازان دل سنگ و آہن ننگ دارد
پارہ ۲۲ و من یقنت۔ سورہ فاطر۔ رکوع ۴۔ اِنَّمَا یَخْشیٰ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔ سوا اسکی نہین
ڈرتی ہین اللہ سی اوسکی بندونمین سی عالم لوگ تحقیق اللہ غالب بخشنی والا ہی۔ پارہ ۲۰ امن خلق السموات سورہ قصص
رکوع ۸۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَۃُ
لِلْمُتَّقِیْنَ۔ یہہ گہر پچہلا اپنے جنت مقرر کرتی ہین ہم اون لوگونکی لیے جو دنیا مین نہ بڑائی چاہتے ہین اور نہ فساد کرنا
اور آخرت پرہیزگارون کی لیے ہی۔ پارہ ۱۵ سبحٰن الذی۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴۔ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا
اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَیِّئُہٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْھًا۔ اور مت
چل زمین پر اکڑتا ہوا تحقیق تو ہرگز نہ پہاڑیگا زمین کو اور ہرگز نہ پہنچیگا پہاڑون کی لمبائی کو۔ یہہ سب باتین تیرے
رب کی نزدیک بُری اور ناپسندیدہ ہین۔ پارہ ۲۱ اُتل ما اوحی۔ سورہ لقمان۔ رکوع ۲ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ
وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ
صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ اور مت موڑ اپنے گالون کو لوگون کی لیے اور مت چل زمین پر اترا
تحقیق اللہ نہین دوست رکہتا کسی تکبر کرنیوالی شیخی کرنیوالی کو۔ اور میانہ روی کر تو اپنی چال مین اور نرم کر اپنی
آواز کو تحقیق بہت ناپسندیدہ آوازون سی گدہی کی آواز ہی۔ پارہ ۲۰ امن۔ سورہ قصص رکوع ۸۔ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ
لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ۔ مت خوش ہو تحقیق اللہ نہین دوست رکہتا بہت خوش ہونیوالونکو۔ پارہ ۲۴ فمن اظلم سورہ
مومن۔ رکوع ۸۔ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ۔ یہہ عذاب اس سبب سی ہی
کہ تم زمین پر ناحق خوش ہوتی اور اتراتی تہی۔ پارہ ۲۷ قال فما خطبکم۔ سورہ نجم۔ رکوع ۲۔ ھُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ
مِنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّۃٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی۔ وہ خوب جانتا
ہی تمکو جسوقت کہ پیدا کیا تمکو زمین سی اور جسوقت کہ تم اپنی ماؤن کی پیٹون مین بچی تہی پس مت اپنی آپکو اچہا بتاؤ
اوس شخص کو خوب جانتا ہی جو پرہیزگاری کرتا ہی۔ ایضاً۔ سورہ حدید۔ رکوع ۳ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰكُمْ وَاللّٰہُ
لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔ اور مت خوش ہو اوس چیز کی ساتھہ کہ آئی ہی تمہاری پاس اور اللہ نہین دوست رکہتا
کسی تکبر کرنیوالی شیخی کرنیوالی کو۔ پارہ ۵ والمحصنٰت۔ سورہ نسا۔ رکوع ۶۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا

اللہ نہیں دوست رکھتا اوس شخص کو جو تکبر کرنیوالا فخر کرنیوالا ہی - پارہ ولو اننا - سورہ اعراف رکوع ۲
فما یکون لک ان تتکبر - پس نہین لائق تیرے لیئے یہہ کہ تکبر کرے تو - پارہ ربما - سورہ نحل رکوع ۳ - انہ لا
یحب المستکبرین - تحقیق وہ نہین دوست رکھتا تکبر کرنیوالونکو - رکوع ۴ - فلبئس مثوی المتکبرین پس البتہ
بری جگہہ برائی کرنیوالون کی - پارہ فمن اظلم - سورہ زمر - رکوع ۲ - الیس فی جہنم مثوی للمتکبرین - کیا
نہین دوزخ مین جگہہ رہنی کی تکبر کرنیوالون کے لیئے - پارہ عم - سورہ بلد - رکوع ۱ - ثم کان من الذین امنوا
وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمۃ اولئک اصحاب المیمنۃ - پہر ہوا اون لوگونمین سے جو ایکدوسرے کو
تاکید کرتے ہین صبر کرنیکی اور نصیحت کرتے ہین ایکدوسرے کو رحم کرنے کی یہی لوگ مبارک ہین - پارہ واعلموا سورہ
توبہ رکوع ۱۱ - فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا - پس چاہیے کہ ہنسین تہوڑا اور روئین بہت - پارہ سبحن الذی
سورہ بنی اسرائیل - رکوع ۶ - وقل لعبادی یقولوا التی ہی احسن - اور کہہ میرے بندونکو کہین ایکدوسرے کو
وہ بات اچہی ہے - پارہ الم - سورہ بقر - رکوع ۱۰ - وقولوا للناس حسنا - اور لوگون سے اچہی بات

قول رسول مقبول - مشکوۃ باب الرفق والحیاء وحسن الخلق - فصل ۱ - عن عائشۃ ان رسول اللہ ص
قال ان اللہ رفیق یحب الرفق ویعطی علی الرفق ما لا یعطی علی العنف وما لا یعطی علی ما سواہ
رواہ مسلم - عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خدا مہربان ہے دوست رکھتا ہے نرمی کو اور دیتا ہے نرمی پر وہ چیز
کہ نہین دیتا سختی پر اور اوس چیز پر کہ سوائے نرمی کے ہے - وعن جریر عن النبی ص قال من یحرم الرفق یحرم
الخیر رواہ مسلم - جریر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی محروم ہوا نرمی سے وہ سب خوبیون سے محروم ہوا
باب الشفقۃ والرحمۃ - فصل ۱ - عن عیاض بن حمار قال رسول اللہ ص اہل الجنۃ ثلثۃ ذو سلطان مقسط
متصدق موفق ورجل رحیم رقیق القلب لکل ذی قربی ومسلم وعفیف متعفف ذو عیال - رواہ
مسلم - عیاض بن حمار سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بہشتی تین طرح کے ہین - ایک حاکم عادل احسان کرنیوالا - توفیق
دیا گیا بہلائیون کی - دوسرا مہربان نرم دل ہر قرابتی و مسلمان یعنی اپنے و بیگانہ پر - تیسرا پرہیز کرنیوالا اوس چیز
سے جو حلال نہین یعنی سوال سے اور توکل کرنیوالا اللہ پر باوجود عیالداری کے - ایضا باب الشفقۃ والرحمۃ - فصل ۱
عن جریر بن عبد اللہ قال رسول اللہ ص لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس - متفق علیہ - جریر بن عبد اللہ
سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خدا اوس شخص پر اپنی رحمت خاص نہین کرتا جو لوگون پر رحم نہین کرتا - ایضا

فصل ۲ - عن عبد اللہ بن عمر قال رسول اللہ الراحمون یرحمہم الرحمن ارحموا من فی الارض
یرحمکم من فی السماء - رواہ ابو داود - عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خلقت پر رحم کر
پر اللہ رحم کرتا ہے - رحم کرو تم اون لوگونپر جو زمین پر ہین تا کہ رحم کرے تمپر جو آسمان پر ہے - عن ابی ہریرۃ
قال سمعت ابا القاسم الصادق والمصدوق یقول لا تنزع الرحمۃ الا من شقی - رواہ احمد و
سے روایت ہے کہ سنا مینے حضرت سے کہ فرماتے تھے کہ نہین چھینی جاتی رحمت یعنی شفقت کرنی خلقت پر مگر اوس شخص
سے جو بد بخت ہے - ایضاً باب الغضب والکبر - فصل ۱ - عن عیاض ابن حمار المجاشعی ان رسول اللہ صلعم قال ان
اوحی الی ان تواضعوا حتی لا یفخر احد علی احد ولا یبغی احد علی احد - رواہ مسلم - عیاض بن
مجاشعی سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے میرے طرف وحی بھیجی ہے کہ تواضع اور فروتنی کرو یہانتک کہ فخر نہ
کوئی کسی پر اور نہ ظلم و زیادتی کرے کوئی کسی پر - عن حارثۃ ابن وہب قال رسول اللہ صلعم الا اخبرکم
باہل الجنۃ کل ضعیف متضعف لو اقسم علی اللہ لابرہ الا اخبرکم باہل النار کل عتل جواظ
مستکبر - متفق علیہ - حارثہ بن وہب سے روایت ہے کہ مین تمکو بہشتی لوگ بتلاؤن جو بیچارہ غریب ہے لوگون کی
نظر مین حقیر اگر وہ خدا کے بہروسہ پر قسم کہا بیٹھے تو خدا اوسکی قسم کو سچا کر دیتا ہے - مین تمکو بتلاؤن دوزخی
جو سخت گو جھگڑالو حرامخور بخیل تکبر کرنیوالا ہے - عن ابن مسعود قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ من کان
فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا ونعلہ حسنا قال ان
اللہ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق وغمط الناس رواہ مسلم - ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا
کہ نہ داخل ہوگا بہشت مین وہ شخص جسکے دل مین ایک ذرہ برابر بہی غرور اور گھمنڈ ہوگا سو ایک مرد نے کہا کہ البتہ ہر
شخص چاہتا ہے کہ اوسکا کپڑا اچھا ہووے اور جوتا اچھا ہو حضرت نے فرمایا کہ تحقیق خدا جمیل یعنی نیک صفت ہے جمال
اور ستھرائی کو دوست رکھتا ہے یعنے اچھی پوشاک خدا کو پسند ہے یہہ غرور نہین بلکہ گھمنڈ و غرور حق کو باطل کرنا اور
لوگونکو ذلیل و حقیر جاننا ہے - ایضاً فصل ۳ - وعن عمر قال وہو علی المنبر یا ایہا الناس تواضعوا
فانی سمعت رسول اللہ یقول من تواضع للہ رفعہ اللہ فہو فی نفسہ صغیر وفی اعین الناس
عظیم ومن تکبر وضعہ اللہ فہو فی اعین الناس صغیر وفی نفسہ کبیر حتی لہو اہون علیہم من کلب
او خنزیر - رواہ البیہقی - عمر سے روایت ہے کہ اونہون نے منبر پر کھڑے ہوکر لوگون سے کہا کہ تم تواضع اور فروتنی
کرو کیونکہ مینے حضرت سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جو شخص تواضع کرے لوگون سے اللہ کے لئے بلند کرتا ہے اللہ مرتبہ اوسکا

[...] اپنی دل اور نظر مین حقیر ہی اور لوگون کی آنکھہ مین بڑا ہی اور جو شخص تکبر کرتا ہی پست کرتا ہی اللہ تعالی اوسکو پس

وہ لوگون کی آنکھو نمین حقیر ہی اور اپنی دل اور نظر مین بڑا ہی یہانتک کہ وہ لوگونکی نزدیک کتی یا خنزیر سی خوار

[...] ایضاً باب الرفق والحیاء وحسن الخلق۔ فصل ۲۔ عن عبد اللہ ابن مسعود قال رسول اللہ صلعم الا

[...] بمن یحرم علی النار وبمن تحرم النار علیہ علی کل ہین لین قریب سہل۔ رواہ احمد۔ عبد اللہ

ابن مسعود سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ کیا نہ خبر دون مین تمکو اوس شخص کی کہ وہ حرام ہوا آگ پر اور آگ اوس پر

حرام ہوئی۔ حرام ہوئی آگ ہر آہستہ مزاج نرم طبیعت لوگونمین ملنی جلنی والی نزدیک نکو پر۔ وعن رجل من مزینۃ قال

قالوا یا رسول اللہ ما خیر ما اعطی الانسان قال الخلق الحسن۔ رواہ البیہقی قبیلہ مزینہ کی ایک شخص

سی روایت ہی کہ حضرت سی لوگون نی پوچہا کہ کونسی عمدہ چیز آدمی کو دیگئی ہی فرمایا خلق نیک۔ ایضاً۔ فصل ۳۔

عن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ صلعم اکمل المؤمنین ایمانا احسنہم خلقا۔ رواہ ابوداود۔ ابوہریرہ سے

روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ کاملتر مومنون کی ایمان مین وہ لوگ ہین جو بہت اچہی ہین خلق مین۔ ایضاً فصل ۱

وعن عبد اللہ بن عمر قال رسول اللہ صلعم ان من احبکم الی احسنکم اخلاقا۔ رواہ البخاری۔ عبد اللہ

بن عمر سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ بہت محبوب تم مین سی وہ شخص ہی جو بہت اچہا ہی خلق مین۔ عن النواس

بن سمعان قال سألت رسول اللہ صلعم عن البر والاثم فقال البر حسن الخلق والاثم ما حاک

فی صدرک وکرہت ان یطلع علیہ الناس۔ رواہ مسلم۔ نواس بن سمعان سی روایت ہی کہ حضرت سی پوچہا

نیکی و گناہ کا بیس نی فرمایا کہ نیکی یعنی عمدہ قسم نیکی کی خوش خلقی ہی اور گناہ وہ ہی جو کہتکی تیری سینہ مین اور

برا جانی تو یہہ کہ لوگ اوس عمل پر واقف ہون +

[...] ال صحابہ رض۔ جلد ۳۔ فضیلۃ الرفق۔ بلغ عمر بن الخطاب رض ان جماعۃ من عمالہ اشتکوا فامرہم

[...] ان یوافوہ فلما اتوہ قام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایتہا الرعیۃ ان لنا علیکم حق النصیحۃ

بالغیب والمعاونۃ علی الخیر ایتہا الرعاۃ ان للرعیۃ علیکم حقا فاعلموا انہ لا حلم احب الی اللہ

ولا اعم من حلم امام ورفقہ ولیس شیئا ابغض الی اللہ من جہل امام وخرقہ واعلموا انہ من یا[خذ]

بالعافیۃ فیمن بین ظہریہ یرزق العافیۃ ممن ہو دونہ۔ حضرت عمر بن خطاب کو یہہ خبر پہونچی کہ بعض

عامل ظلم کرتی ہین آپنی اونکو طلب فرمایا جب وی حاضر ہوئی تو آپنی بعد حمد وثنا کی ارشاد فرمایا کہ ای رعیت ہمارا حق تمپر یہہ

ہی کہ پیٹھہ پیچھی خیر خواہی کرو اور اچہی بات پر مددگار رہو اور ای عاملو رعیت کا تمپر حق ہی پس جان لو کہ جیسی نرمی امام کی

اور اوسکا حلم اللہ کو پسند ہی ویسا کوئی حلم محبوب اور عام نہین اسیطرح کوئی چیز اللہ تعالی کے نزدیک امام کی ظلم و جور
سے بُری نہین اور یہہ بہی جان رکہو کہ جو شخص اپنے سامنے والونکو عافیت سے رکہتا ہے اوسکو غائب لوگون کی طرف
سے بہی عافیت اور آسائش پہونچتی ہے۔ قال عمرو بن العاص لابنہ عبد اللہ ما الرفق قال ان تکون ذا
اناۃ فتلاین الولاۃ قال فما الخرق قال معاداۃ امامک ومناواۃ من یقدر علی ضررک۔ اور حضرت
عمرو بن العاص رض نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے پوچہا کہ رفق کیا چیز ہے اونہون نے جواب دیا کہ جسصورت مین آدمی حاکم اور
عالمون سے نرمی برتے اونہون نے پوچہا کہ خرق یعنی جہالت و درشتی کیا شے ہے آپنے فرمایا کہ امام سے اور ایسے لوگون
سے جنکو اختیار وقابو ضرر پہونچانیکا ہو دشمنی اور عداوت رکہنی۔ ایضاً۔ جلد ۴۔ بیان توبہ۔ وقال عمر رض اجلسوا
الی التوابین فانھم ارق افئدۃ۔ حضرت عمر فرماتے ہین کہ توبہ کرنیوالون کے پاس بیٹہو کیونکہ اونکے دل بہت نرم
ہوتے ہین۔ ایضاً۔ جلد ۳۔ فضیلۃ التواضع۔ قال عمر رض ان العبد اذا تواضع للہ رفع اللہ حکمتہ وقال انتعش
رفعک اللہ واذا تکبر وعدی طورہ وھصہ اللہ الی الارض وقال اخسا خساک اللہ فھو فی نفسہ
کبیر وفی اعین الناس حقیر۔ حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ جب آدمی خدا کے لئے فروتنی کرتا ہے تو اللہ اوسکی حکمت کو بلند
کرتا ہے اور یہہ کہتا ہے کہ بلند ہو خدا نے تجہے بلند کیا اور جب تکبر و تعدی کرتا ہے تو اوسکو زمین مین دہنساتا ہے اور حکم
ہوتا ہے کہ دور ہو خدا نے تجکو دور کردیا پس ایسا شخص اپنی دانست مین بڑا ہے مگر لوگون کی نظرون مین حقیر ہے وقالت
عائشۃ رض انکم لتغفلون عن افضل العبادۃ التواضع۔ حضرت عائشہ رض نے فرمایا ہے کہ تم غافل ہو بہت بڑی عبادت
سے جو فروتنی ہے۔ وقال ابو بکر الصدیق رض وجدنا الکرم فی التقوی والغنی فی الیقین والشرف فی التواضع
حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ ہمنے جوانمردی تقوی مین پائی اور دولتمندی یقین مین اور بزرگی فروتنی مین
منبہات۔ باب السباعی۔ وعن ابن عباس رض حق علی العاقل ان یختار سبعاً علی سبع الفقر علی الغنی والذل
علی العز والتواضع علی الکبر والجوع علی الشبع والغم علی السرور والدون علی المرتفع والموت
علی الحیوۃ۔ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ لائق ہے دانا شخص کو کہ سات چیزونکو سات پر اختیار کرے فقیری کو
دولتمندی پر اور ذلت کو عزت پر اور فروتنی کو تکبر پر اور بہوک کو پیٹ بہرنے پر اور غم کو خوشی پر اور پستی کو بلندی
پر اور مرنے کو زندگی پر۔ احیاء العلوم۔ جلد ۳۔ فضیلۃ حسن الخلق۔ وقال انس بن مالک ان العبد لیبلغ
بحسن خلقہ اعلی درجۃ فی الجنۃ وھو غیر عابد ویبلغ بسوء خلقہ اسفل درک فی جہنم وھو عابد
انس بن مالک رض فرماتے ہین کہ آدمی بسبب اچہے خلق کے باوجود غیر عبادت کے بہشت کے اعلی درجہ مین پہونچ جاتا ہے

سبب اپنی بدخلقی کے باوجود عبادت کے دوزخ کے نیچے کے درجہ مین پہنچتا ہے - وسئل ابن عباس ما الکرم
قال هو ما بین الله فی کتابه العزیز ان اکرمکم عند الله اتقاکم قیل فما الحسب قال احسنکم خلقاً
افضلکم حسباً وقال لکل بنیان اساس واساس الاسلام حسن الخلق - حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا گیا
بزرگی کیا ہے آپنے فرمایا کہ وہ وہ ہے جسکو خدا نے اپنی کتاب مین بیان کیا کہ بہت بڑا تمہارا خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو
پرہیزگار ہے - پہر لوگون نے کہا کہ حسب کیا ہے آپنے کہا کہ جو شخص خوش خلق زیادہ ہے وہی حسب مین بڑا ہے اور کہا کہ
ہر مکان کی بنیاد ہے اور بنیاد اسلام کی خوش خلقی ہے - ایضاً - جلد ۳ - بیان احوال الصحابة - وسئل ابن
عباس عن الخائفین فقال قلوبهم بالخوف فرحة واعینهم باکیة یقولون کیف نفرح والموت من ورائنا
والقبر امامنا والقیامة موعدنا وعلی جهنم طریقنا وبین یدی الله ربنا موقفنا - کسی نے ابن عباسؓ سے
صفت خائفین کی پوچھی تو آپنے فرمایا کہ خائف وہ لوگ ہین جنکے دل خوف سے خوش ہین اور آنکھین روتی ہین اور
کہتے ہین کہ ہم کیسے خوش ہون اسصورت مین کہ موت پیچھے لگی ہے اور قبر سامنے ہے اور قیامت ہمارا وعدہ گاہ ہے اور دوزخ پر سے
رستہ ہے اور خدا کے سامنے ہمکو کہڑا ہونا ہے - منبہات - باب العشاری - وقال انس بن مالکؓ ان الارض
تنادی کل یوم بعشر کلمات وتقول یا ابن ادم تسعی علی ظهری ومصیرک فی بطنی وتعصی علی ظهری
وتعذب فی بطنی وتضحک علی ظهری وتبکی فی بطنی وتفرح علی ظهری وتحزن فی بطنی وتجمع المال
علی ظهری وتندم فی بطنی وتاکل الحرام علی ظهری وتاکلک الدیدان فی بطنی وتختال علی ظهری و
تذل فی بطنی وتمشی مسروراً علی ظهری وتقع حزیناً فی بطنی وتمشی فی نور علی ظهری وتقع فی
ظلمات فی بطنی وتمشی علی المجامع علی ظهری وتقع وحیداً فی بطنی - انس بن مالک نے فرمایا کہ ہر روز
زمین دس باتین پکارتی ہے اور کہتی ہے اے ابن آدم دوڑتا ہے تو میری پیٹھ پر اور رجوع تیرا میری پیٹ مین ہے اور
گناہ کرتا ہے تو میری پیٹھ پر اور عذاب دیا جائیگا تجکو میری پیٹ مین اور ہنستا ہے تو میری پیٹھ پر اور روئیگا میری پیٹ
مین اور خوشی کرتا ہے تو میری پیٹھ پر اور غمگین ہوگا میری پیٹ مین اور جمع کرتا ہے تو مال میری پیٹھ پر اور پشیمان ہوگا
میری پیٹ مین اور تکبر کرتا ہے تو میری پیٹھ پر اور ذلیل ہوگا تو میری پیٹ مین اور چلتا ہے تو خوش میری پیٹھ پر اور گریگا
غمگین میری پیٹ مین اور چلتا ہے تو روشنی مین میری پیٹھ پر اور گریگا تو اندہیری مین میری پیٹ مین اور چلتا ہے
جماعتون مین میری پیٹھ پر اور گریگا تو اکیلا میری پیٹ مین ✣

اس فصل مین دونون تعلیمون کو پڑہنی سی اظہر من الشمس ہی کہ جسقدر تعلیم محمدی مین نرم مزاجی و رحمدلی
فروتنی و مسکینی اور خوش خلقی کی ترغیب و تحریص اور تکبر و غرور اور بدخلقی سی نفرت ظاہر کی گئی ہی عیسوی تعلیم مین
اوسکا عشر عشیر بہی نہین ہی۔ علاوہ اسکی حضرت مسیح نی اس فصل کی اکثر تعلیم کی برخلاف انجیلی نصیحتون کی منکرون
اور اونپر طعن کرنیوالونکو کتی و سوور کہکر شاگردونکو اون سی پرہیز و نفرت کرنی کی تاکید فرمائی جیسا کہ فرمایا کہ
چیز جو پاک ہی کتونکو مت دو اور اپنی موتی سوٴرون کی آگی نہ پہینکو۔ دیکہو متی ۷-۶ جسکی معنی یہہ ہین کہ جو لوگ
تکرار و گفتگو کرتی ہین تم اون سی پرہیز کرو اور اونکو یہہ پاک تعلیم مت دو۔ پس یہان مسیح نی انجیل کی مخالفونکو
ہی کتا و سوٴر بتانی پر اکتفا نہین کیا بلکہ اپنی پیرونکو بہی ایسی امتیاز کی تاکید فرماکر ایسی لوگونکو کتا و سوور سمجہنی
کی ہدایت فرمائی ہی جو حسن خلق اور فروتنی کی تعلیم کو بالکل بیخ و بن سی برکندہ کرتی ہی +

## فصل نہم

فضیلت کظم غیظ و حلم و رحم و عفو تقصیرات اور مذمت غضب و حقد و حسد

کلام مسیح۔ انجیل متی باب ۵۔ آیت ۲۲ پر مین تمہین کہتا ہون کہ جو کوئی اپنی بہائی پر بی سبب غصہ ہو عدالت مین سزا کے
قابل ہوگا۔ ایضاً۔ آیت ۵۔ مبارک وی جو حلیم ہین کیونکہ وی زمین کی وارث ہونگی۔ ۳۸ تم سن چکی ہو کہ کہا گیا کہ
آنکہ کی بدلی آنکہ اور دانت کی بدلی دانت۔ ۳۹ پر مین تمہین کہتا ہون کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیری دہنی گال پر طمانچہ
مارے دوسرا بہی اوسکی طرف پہیردے۔ ۴۰ اور اگر کوئی چاہی کہ تجہپر نالش کرکی تیری قبا لیوی کرتی کو بہی اوسی لینی دے
۴۱ اور جو کوئی تجہی ایک کوس بیگار لیجاوے اوسکی ساتہہ دو کوس چلا جا۔ ۴۴ پر مین تمہین کہتا ہون کہ اپنی دشمنونکو
پیار کرو اور جو تمپر لعنت کرین اونکی لئی برکت چاہو جو تم سی کینہ رکہین اونکا بہلا کرو اور جو تمہین دکہہ دین اور ستاوین
اونکی لئی دعا مانگو۔ باب ۶۔ آیت ۱۴۔ اگر تم آدمیون کی گناہ بخشوگی تو تمہارا باپ بہی جو آسمان پر ہی تمہین بخشیگا۔ ۱۵
اگر تم آدمیون کی گناہ نہ بخشوگی تو تمہارا باپ بہی تمہاری گناہ نہ بخشیگا۔ انجیل لوقا باب ۶۔ آیت ۳۲۔ اور اگر تم اونہین
جو تمہین پیار کرتی ہین پیار کرو تو تمہارا کیا احسان ہی کیونکہ گنہگار بہی اپنی پیار کرنیوالونکو پیار کرتی ہین ۳۳ اور
تم اونکا جو تمہارا بہلا کرین بہلا کرو تو تمہارا کیا احسان ہی کیونکہ گنہگار بہی یہی کرتی ہین ۳۵ پس اپنی دشمنونکو پیار کرو [illegible]
بہلا کرو ۳۶ پس جیسا تمہارا باپ رحیم ہی تم رحیم ہو۔ باب ۱۷ آیت ۳ خبردار رہو اگر تیرا بہائی تیرا گناہ کری اوسی [illegible]
اگر توبہ کری تو اوسی معاف کر ۴ اور اگر ایکدن مین سات بار تیرا گناہ کری اور ایکدن مین سات بار آکی کہی کہ توبہ کرتا ہون
تو تو اوسی معاف کر۔ انجیل متی باب ۵۔ آیت ۹ مبارک وی جو صلح کرنیوالی ہین کہ وی خدا کی فرزند کہلاوینگی +

کلام حواریین نامہ یعقوب باب ۱ - آیت ۱۹ - ای میری پیاری بہائیو ہر ایک آدمی سننی مین تیز اور بولنی مین دہیر
اور غصہ کرنی مین دہیما ہووی - نامہ رومیان - باب ۱۲ - آیت ۱۴ - اونکی لئی جو تمہین ستاتی ہین برکت
چاہو نہ بددعا اور لعنت نہ کرو - ۱۷ بدی کی عوض مین کسی سی بدی نہ کرو - ۱۹ - ای عزیزو اپنا انتقام مت لو بلکہ غصہ
کی راہ چہوڑ دو کیونکہ یہہ لکہا ہی کہ خداوند کہتا ہی کہ انتقام لینا میرا کام ہی - مین ہی بدلہ لونگا - ۲۰ پس اگر تیرا دشمن
بہوکا ہو اوسکو کہلا - اگر پیاسا ہو اوسی پانی دی اور بدی کا مغلوب نہو بلکہ بدی پر نیکی سی غالب ہو - نامہ افسیون
باب ۴ - آیت ۲۶ غصہ تو ہو پر گناہ نہ کرو ایسا نہو کہ سورج ڈہلی اور تم خفا کی خمار رہو ۲۷ - اور شیطان کو جگہہ نہ دو
۳۱ ساری کڑواہٹ اور غضب اور غصہ اور غل اور بدخواہی سمیت تم سی دور کیجاوین ۳۲ - اور تم ایکدوسری پر مہربان
اور دردمند ہو اور ایکدوسری کو بخشا کرو - نامہ رومیان باب ۱۴ - آیت ۱۹ - پس ایسی باتون کی کہ جنسی صلح
اور ایکدوسری کی ترقی ہو پیروی کرین - نامہ اپطرس باب ۲ - آیت ۱ - سو ہلی تم سب بدی اور سب دغا اور
مکر اور ڈاہ اور ساری بدگوئیونکو چہوڑکی ۲ نوپیدہ بچون کی مانند کلام کی خالص دودہ کی مشتاق ہو - باب ۳ آیت
۹ بدی کی عوض بدی نکرو گالی کی عوض گالی ندو بلکہ اوسکی خلاف برکت چاہو +

کلام الہی - پارہ ۴ لن تنالوا سورہ آل عمران - رکوع ۱۴ - اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکَاظِمِیْنَ
الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ - پرہیزگار لوگ وہ ہین جو خوشی و سختی کی حالتین خدا کی
راہ مین دیتی ہین اور بند کرتی ہین غصہ کو اور معاف کرتی ہین خطائین لوگون سی اور اللہ دوست رکہتا ہی احسان کرنی
والونکو - اس آیت کی معانی کی تشریح ذیل کی قصون سی بخوبی واضح ہوتی ہی جو تفسیر حسینی وغیرہ مین اسطرحپر منقول
ہی - ایکدن حضرت امام حسین ع ایک جماعت مہمانون کی ساتہہ دسترخوان پر بیٹہی تہی کہ آپکی غلام سی بسبب بہشت کی گرم
شوربا کا پیالہ آپکی سر مبارک پر گر پڑا اور ٹوٹ گیا امام نی از روئی تادیب اوسکی طرف دیکہا اسپر غلام نی والکاظمین الغیظ
پڑہا امام نی فرمایا کہ مینی غصہ بند کر لیا - پہر غلام نی والعافین عن الناس پڑہا امام نی فرمایا کہ مینی تجہی معاف بہی کر دیا
پہر اون غلام نی واللہ یحب المحسنین پڑہا امام نی فرمایا کہ مینی تجکو اپنی مال سی آزاد بہی کر دیا - اسیطرح کسی نی امام اعظم
کو ایک بار ... آپنی فرمایا کہ مین بہی تجکو طمانچہ مار سکتا ہون لیکن نہین مارتا اور خلیفہ سی تیری شکایت کرنی پر قادر ہون
لیکن نہین کرتا اور صبح کی وقت تیری ظلم سی خدا کی آگی فریاد کر سکتا ہون لیکن نہین کرتا اور قیامت کو تجہہ سی خصومت
کر سکتا ہون مگر یہہ بہی نہین کرتا بلکہ اگر مجکو قیامت کی روز رستگاری حاصل ہوئی اور میری سفارش قبول
ہوئی تو بغیر تیری بہشت مین قدم نہ رکہونگا - پارہ ۱۹ وقال الذین - سورہ فرقان - رکوع ۶ - وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ

یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا وَّالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا
وَّقِیَامًا - اور بندی خدا کی وہ لوگ ہین جو چلتی ہین زمین پر آہستہ اور جسوقت بات کرتی ہین اونسی جاہل لوگ
تو کہتی ہین کہ سلام ہی اور بندی خدا کی وہ لوگ ہین جو رات گذارتی ہین اپنی پروردگار کو سجدہ کرتی ہوی اور کہری ہوی
تفسیر حسینی وغیرہ مین سلاما کی تفسیر مین لکہا ہی کہ جاہلون کی بی ادبی کی جواب مین ایسی اچہی بات کہتی ہین جس سے
گناہ سی سلامت رہتی ہین چنانچہ محقق رومی نی لکہا ہی ؎ اگر گویند زراقی و سالوس + بگو ہستم دو صد چندان
دگر از خشم دشنامی دہندت + دعا کن خوشدل و خندان میرو + انتہی - پارہ لن تنالوا - سورہ آل عمران رکوع ۱۹
لَتُبْلَوُنَّ فِیْ اَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا
اَذًی کَثِیْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ - البتہ آزمائی جاوگی تم اپنی مالون اور جانون
مین اور البتہ سنوگی تم اون لوگون سی جو دی گئی ہین تم سی پہلی کتاب اور اون لوگون سی جو شرک کرتی ہین ایذا بہت
اگر تم صبر کرو اور بدلہ لینی سی بچو تو تحقیق یہہ بات ہمت کی کامون سی ہی - پارہ ۱۳ وما ابری - سورہ رعد رکوع ۳
وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدْرَءُوْنَ
بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عُقْبَی الدَّارِ - جو لوگ صبر کرتی ہین مصیبتون و تکلیفون پر محض اپنی خدا کی رضامندی کی
لئی اور قائم کرتی ہین نماز اور اوس چیز سی کہ ہمنی اونکو دیا ہی خرچ کرتی ہین پوشیدہ و ظاہر مین اور برائی کا نیکی کی ساتہ
مقابلہ کرتی ہین انہین لوگون کی لئی عاقبت کا گہر ہی - تفسیرون مین لکہا ہی کہ یدرؤن بالحسنة السیئة کی یہہ معنی ہین
جو کوئی بری اور فحش کلام سی پیش آتا ہی تو وہ اوسسی اچہی کلام کی ساتہ سلوک کرتی ہین یا یہہ کہ جب کسی چیز سی محروم
کئی جاتی ہین تو وہ اوسکی مقابلہ مین عطا کو کام مین لاتی ہین اور جب اونپر ظلم کیا جاتا ہی تو معاف کر دیتی ہین اور جب
اونسی کوئی دوستی قطع کرتا ہی تو وہ اوسسی ملاپ کرتی ہین اور جب گناہ کرتی ہین تو توبہ کرتی ہین اور جب کوئی ناحق
بات دیکہتی ہین تو اوسکی بدلنی کا حکم دیتی ہین - پارہ لا یحب اللہ سورہ نساء رکوع ۲۱ - لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ
مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَکَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا اِنْ تُبْدُوْا خَیْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ
کَانَ عَفُوًّا قَدِیْرًا - اللہ ظاہر کرنا بری بات کا پسند نہین کرتا مگر اوس شخص کی لئی جسپر ظلم ہوا اور اللہ سننی والا جاننی
والا ہی اگر ظاہر کرو تم بہلائی کو یا چہپاؤ اوسکو یا معاف کرو برائی کو پس تحقیق اللہ بخشنی والا قدرت والا ہی
یعنی کسی کی برائی ظاہر کرنی خدا کو پسند نہین البتہ مظلوم کا ظالم کی ظلم کی بات کو ظاہر کرنا روا ہی لیکن تاہم اگر
اوسکو چہپا رکہی یا بالکل معاف کردی تو اوسکی لئی بہت ہی عمدہ بات ہی کیونکہ اللہ بہی باوجود قدرت انتقام

گنہگارون کی خطا معاف کرتا ہی۔ تفسیر حسینی و معالم وغیرہ مین لکہا ہی کہ اس آیت مین مظلومون کو معاف
کرنی کی ترغیب دیگئی ہی تاکہ وہ اخلاق ربانی سی متخلق ہوسکین۔ پارہ قال الملاء۔ رکوع ۱۴ سورہ اعراف
خُذِ العَفْوَ وَامُرْ بِالعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِيْنَ لازم پکڑ معاف کرنی کی عادت کو اور حکم کر بہتر بات کا
اور منہہ پہیر لی جاہلون سی۔ تفسیر معالم وغیرہ مین لکہا ہی کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت نی جبرائیل ع سی
اسکی معنی پوچہی اونہون نی کہا کہ خدا تعالی یہہ فرماتا ہی کہ جو شخص تجہسی قطع ملاپ کری تو اوس سی ملاپ کر اور جو شخص
تجہکو محروم کری تو اوسپر عطا کر اور جو شخص تجہپر ظلم کری تو اوسکو معاف کردی۔ پارہ ربما۔ سورہ نحل رکوع ۱۶
وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِيْنَ اور اگر تم بدلہ لینا چاہو تو صرف
اوسقدر بدلہ لو جتنی تمکو ایذا دیگئی اور اگر صبر کرو اور بدلہ نہ لو تو یہہ صبر کرنیوالون کی لئی بہتر بات ہی۔ پارہ قد افلح
سورہ مومنون۔ رکوع ۶۔ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ بدی کا نیکی کی ساتہہ مقابلہ
کر اوس چیز کو جو بیان کرتی ہین خوب جانتی ہین۔ تفسیر حسینی وغیرہ مین لکہا ہی کہ اس آیت مین خدا تعالی اپنی حبیب
کو مکارم اخلاق سی جو اتم و اکمل و اشرف و اجمل صفات ہین حکم دیکر فرماتا ہی کہ بدی کو اوس چیز کی ساتہہ دور کر جو
اچہی ہی یعنی عفو و رحمت کی ساتہہ مجرمون کی ایسی عجب سی قصور معاف کر کہ اونکی ممانعت شرع مین نہو یا سفیہون
کی ایذا کو اپنی حلم سی دور کر انتہی۔ پارہ لن تنالوا سورہ آل عمران۔ رکوع ۱۲۔ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ
تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوْا بِهَا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ۔ اگر
تمکو بہلائی تو ناخوش کرتی ہی یہہ دو کفار کو اور اگر پہونچی تمکو برائی تو وہ خوش ہوتی ہین اور اگر تم اونکی ظلم
پر صبر کرو اور بدلہ لینی سی بچو تو اونکا مکر تمکو کچہہ ضرر نہ دیگا تحقیق اللہ اوس چیز کو جو وہ کرتی ہین گہیر نیوالا ہے
پارہ ربما۔ سورہ حجر۔ رکوع ۶۔ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الجَمِيْلَ پس بدلہ لینی سی درگذر کر درگذر کرنا اچہا۔ پارہ امن
خلق السموات۔ سورہ قصص رکوع ۶۔ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنَاهُمُ الكِتَابَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْا
اٰمَنَّا بِهٖ اِنَّهُ الحَقُّ مِنْ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ اُولٰئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ
بِالحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ
اَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الجَاهِلِيْنَ۔ جن لوگونکو دی ہمنی پہلی اس کی کتاب وہ قرآن پر ایمان لاتی ہین اور جب اونپر
پڑہا جاتا ہی تو کہتی ہین کہ ہم اسپر ایمان لائی تحقیق یہہ ہماری رب کی طرف سی سچ ہی تحقیق ہم اس کی پہلی مسلمان
تہی ان لوگون کو بسبب اسکی کہ اونہون نی صبر کیا دو بار ثواب دیا جاویگا اور یہہ لوگ برائی کو بہلائی کی ساتہہ بدلی

ڈالتی ہین اور جو ہمنی اونکو دیا ہی اوسمی وہ خرچ کرتی ہین اور جب کوئی بیہودہ بات لوگون سی سنتے ہین تو اوس سی
وہ موہنہ پہیر لیتی ہین اور کہتی ہین کہ ہماری لئی ہماری عمل ہین اور تمہاری لئی تمہاری عمل ہین تمپر سلام رخصت کا ہی
اور ہم جاہلون کی صحبت نہین چاہتی - تفسیر حسینی و معالم وغیرہ مین اس آیت کی شان نزول مین لکہا ہی کہ جب ابن
سلام وغیرہ عیسائی لوگ مسلمان ہوگئی تو مدینہ کی منافقون و کفار اور یہودیون نی اونپر طعن و تشنیع اور سب و شتم
کرنا شروع کیا اور طرح طرح کی اذیتین دینے لگے اور وہ اونکی گالیون کی بدلی اونکو دعا دیتی تہی - پارہ ۲۴ فمن اظلم
سورہ حم السجدہ - رکوع ۵ - وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ
بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ وَمَا یُلَقّٰھَا اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ - نہین برابر ہوتی نیکی اور بدی
بدی کو اچہی خصلت کی ساتہہ دور کر پس ایسا کرنی سی وہ شخص کہ تیری اور اوسکی درمیان دشمنی ہی ایسا دوست ہو جاتا
ہی کہ گویا وہ ایک صدیق اور قرابتی ہی اور یہہ خصلت (یعنے برائی کا نیکی کی ساتہہ مقابلہ کرنا) صرف اونہین لوگون
کو سکہلائی جاتی ہی جو صبر کرتی ہین اور بغیر بڑی نصیبہ والی شخص کے اور کسی کو نہین سکہلائی جاتی - تفسیر معالم التنزیل
مین لکہا ہی کہ ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ کی معنی یہہ ہین کہ صبر و غضب و حلیمی و جہل و عفو اور برائی یکسان خصلتین
نہین ہین اور ابن عباس نے فرمایا ہی کہ خدا تعالی اس آیت مین یہہ حکم کرتا ہی کہ غضب کی وقت صبر کرو اور کسی کی جاہلی
کی بات پر حلم استعمال کرو اور کسی کی برائی کو معاف کردو - تفسیر حسینی مین اس آیت کی ذیل مین لکہا ہی کہ حقائق مین
امام اعظم سی منقول ہی کہ وہ کہتی تہے کہ جب کوئی ہمکو یہہ خبر پہونچاتا تہا کہ فلان شخص تمکو برائی سی یاد کرتا ہی تو ہم
اوسکی حق مین دعای خیر کرتی تہے جسکا یہہ نتیجہ ہوتا تہا کہ پہر ہمین یہہ خبر ملتی تہی کہ وہی شخص ہمکو نیکی سی یاد
کرتا ہی - پارہ ۲۵ الیہ یرد - سورہ شوری - رکوع ۴ - فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ
خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا
مَا غَضِبُوْا ھُمْ یَغْفِرُوْنَ - پس جو کچہہ تمکو کسی چیز سی دیا گیا ہی وہ تہوڑا سا فائدہ ہی زندگی دنیا کا اور جو کچہہ اللہ
کے پاس ہی وہ بہتر اور ہمیشہ باقی رہنی والا ہی اون لوگون کی لئی جو ایمان لائی اور اپنی پروردگار پر توکل کرتی ہین
اور بچتی ہین بڑی گناہون اور بیحیائیون سی اور جسوقت غصہ ہوتی ہین وہ بخشدیتی ہین - پہر اسی مین ہی وجزاؤا
سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ - بدی کا بدلہ بدی ہی مثل اوسکی
لیکن جس شخص نی کسی کی بدی کو معاف کردیا اور بدلہ نہ لیکر مصالحت کرلی پس ثواب اوسکا اللہ پر ہے تحقیق وہ نہین
دوست رکہتا ظالمونکو - تفسیر حسینی اور معالم وغیرہ مین لکہا ہی کہ حسن بصری سی منقول ہے کہ قیامت کی روز یہہ ندا

بلکہ بس کسی کو خدا پر کچھہ حق ہو دہ اوٹھکر لی لیوی بس اوسوقت کوئی کہڑا نہو گا مگر وہ شخص جسنے اپنے ظالم کا قصور
معاف کیا ہوگا ۔ عفو از گناہ سیرت اہل فتوت است + بی حلم و عفو کار فتوت تمام نیست + بگذر ز جور خصم و کرم کن کہ
جانب + در عفو لذتی است کہ در انتقام نیست - پہر اسی مین ہی وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۔ اور
جسنی صبر کیا لوگون کی اذیت پر اور بخشدیا اونکو تحقیق یہہ ہمت کی کامون سی ہی - پارہ ۱۸ قد افلح - سورہ نور رکوع
۳ - وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ - اور نہ قسم کہاوین تم مین سی صاحب
بزرگی اور کشائش کی یہہ کہ نہ دیوین خدا کی رستہ مین قریبیون اور فقیرون اور وطن چہوڑنی والون کو اور چاہئے کہ
معاف کرین اور درگذر کرین کیا تم نہین چاہتی یہہ کہ بخش دیوی اللہ تمکو اور اللہ باوجود قدرت انتقام کی بخشنی والا
مہربان ہی - معالم التنزیل و حسینی وغیرہ تفاسیر مین لکہا ہی کہ یہہ آیت حضرت ابابکر صدیق کی حق مین اوسوقت نازل
ہوئی تہی کہ جب اونہون نی مسطح نام ایک شخص کی نسبت جو اونکی ماسی کا بیٹا تہا اور حضرت عائشہ پر بہتان باندہنی اور
اوڑانی والون مین سی تہا - قسم کہالی تہی کہ اوسکو خیرات نہ دیا کرینگی - خدا تعالی نی اونکو روکدیا کہ صاحب خیرات و
بخشش کو ایسا نہ کرنا چاہئی بلکہ اونکو مناسب ہی کہ اپنی دشمنون کی قصور معاف کرکی اونپر بخشش کرین چنانچہ جب یہہ
آیت آنحضرت نی حضرت ابوبکر کو سنائی تو اونہون نی وہ خیرات جو مسطح کو دیا کرتی تہی اوسیوقت دیدی اور آئندہ کی لئی قسم
کہائی کہ مین کبہی اوسکو خیرات دینی بند نہ کرونگا - انتہی - سبحان اللہ حضرت مسیح نی تو صرف حکم ہی دیا تہا کہ بدگالی دے
پر بخشش کرو مگر آنحضرت صلعم کی ذریعہ جو خدا کی احکام ہمکو ملی ہین اونہون نی دشمنون پر بخشش کرنیکی تعمیل بہی کرادی ہی
پارہ ۲۵ الیہ یرد - سورہ جاثیہ - رکوع ۲ - قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا
بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ - کہہ اون لوگون کی لئی جو ایمان لائی ہین یہہ کہ اون لوگون کی قصور بخشدیوین جو نہین ڈرتی
اللہ کی دنون سی تاکہ جزا دی ہر قوم کو ساتہہ اوس چیز کی کہ کماتی تہی - تفسیر مدارک و معالم مین اس آیت کی شان نزول
یہہ ہی کہ قبیلہ بنی غفار مین سی ایک مشرک نی حضرت عمرؓ کو گالی دی آپنی اوسی بدلہ لینی کا ارادہ کیا جسپر یہہ آیت نازل ہوکر
حکم ہوا کہ بخشدینا چاہئی اور بدلہ لینی کا فکر نہ کرنا چاہئی - انتہی - دیکہو اس آیت مین مسلمانونکو مسلمانون کی علاوہ
اور غیر مذہب کی لوگون کی بہی قصور معاف کردینی کا کس صراحت اور شد و مد سی حکم دیا گیا ہی - پادری ٹہاکر داس صاحب
اور انکی ہمخیال عیسائیونکو اگر وی آنکہین رکہتی ہین تو اس آیت کو ذرا آنکہہ کہولکر پڑہنا چاہئی - پارہ ۲۶ حم سورہ حجرات
رکوع ۱ - وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا - اور اگر دو جماعت مومنون مین آپسمین لڑین تو

اونکی درمیان صلح کرادو۔ پارہ حم ۲۶ سورہ حجرات۔ رکوع ۱۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا

اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ مومن آپسمین بہائی ہین پس صلح کرادو اپنے دو بہائیون مین اور ڈرو اللہ سے تاکہ رحم کیے

جاؤ۔ پارہ والمحصنت سورہ نسا۔ رکوع ۸۔ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ کیا کافر

حسد کرتے ہین لوگون کا اوس چیز پر جو ہمنے اونکو اپنے فضل سے دیا ہے۔ پارہ عم ۳۰ سورہ فلق۔ رکوع ۱ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ

فِي الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ مین پناہ مانگتا ہون برائی گرہون مین پہونکنے والیون یعنی

گرہیون اور برائی حسد کرنیوالے سے جب حسد کرتا ہے ✦

**کلام رسول مقبول ؐ**۔ مشکوۃ۔ باب الغضب فصل ۱۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ

اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔ متفق علیہ۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا

پہلوان وہ نہین کہ جو لوگونکو پچہاڑے بلکہ حقیقت مین پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے

ابوداود۔ باب من کظم غیظا۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَعُدُّوْنَ الصُّرَعَةَ فِيْكُمْ قَالُوا الَّذِيْ

لَا يَصْرَعُهُ الرِّجَالُ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ

نے فرمایا کہ تم اپنے درمیان کسکو پہلوان شمار کرتے ہو لوگون نے کہا کہ پہلوان وہ ہے جسکو لوگ پچہاڑ سکین حضرت نے فرمایا

کہ یہہ بات نہین ہے ولیکن پہلوان وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو مین رکھے۔ مشکوۃ باب الغضب فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ يَكْظِمُهَا ابْتِغَاءَ

وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔ رواہ احمد۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہین پیا کسی بندہ نے گہونٹ افضل نزدیک

عزوجل کے گہونٹ غصہ سے کہ پی جاوے اوسکو واسطے رضامندی اللہ کے۔ وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْاِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ۔ بہز بن حکیم سے روایت ہے کہ

نے فرمایا کہ تحقیق غصہ خراب کرتا ہے ایمان کو جیسے کہ صبر خراب کرتا ہے شہد کو۔ ایضاً۔ باب الغیظ فصل ۱۔ عن

اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَوْصِنِيْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ۔ رواہ البخاری۔ ابی

سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سے عرض کی کہ آپ مجھکو کوئی نصیحت کرین آپنے فرمایا کہ غصہ مت کر۔ پھر عرض

اوسنے یہی بات کئی بار اور آپنے یہی فرمایا کہ غصہ مت کر۔ ایضاً۔ باب الرفق والحیا۔ فصل ۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ

قَالَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ اَفْضَلُ مِنَ الَّذِيْ لَا يُخَالِطُهُمْ وَلَا يَصْبِرُ عَلٰى

اَذَاهُمْ۔ رواہ الترمذی۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ وہ مسلمان کہ ملا رہے لوگونمین اور صبر کرے اوذی

بہتر ہی ثواب مین اوس مسلمان سی کہ نہ ملا رہی لوگون مین اور نہ صبر کری اونکی ایذا پر - ایضاً - باب الغضب فصل ۳
عن انس ان رسول اللہ قال من خزن لسانہ ستر اللہ عورتہ ومن کف غضبہ کف اللہ عنہ عذابہ
یوم القیمۃ ومن اعتذر الی اللہ قبل اللہ عذرہ - انس سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ جو شخص بند رکہی
اپنی زبان لوگون کی عیب جوئی سی ڈہانکتا ہی اللہ تعالی عیب اوسکی اور جو شخص روکی اپنا غصہ لوگون سی باز رکہیگا اللہ تعالی
اوس سی عذاب اپنا قیامت کو دن اور جو شخص عذر کری اپنی تقصیر کا طرف اللہ کی قبول فرماتا ہی اللہ عذر اوسکا -
ایضاً - باب ما ینہی عنہ - فصل ۳ - عن جابر عن رسول اللہ قال من اعتذر الی اخیہ فلم یعذرہ اولم
یقبل عذرہ کان علیہ مثل خطیئۃ صاحب مکس - رواہ البیہقی - جابر سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ جب
کوئی شخص عذر خواہی کری اپنی دینی بہائی سی پس وہ معذور نہ کہی اوسکو یا اوسکا عذر قبول نکری تو ہوگا اوس پر گناہ
برابر گناہ صاحب مکس یعنی عشر لینی والی کے جو ظلم سی لیتا ہی - ایضاً باب الغضب - فصل ۳ - عن ابی ہریرۃ قال
قال رسول اللہ قال موسی ابن عمران یا رب من اعز عبادک عندک قال من اذا قدر غفر
ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ موسی نی خدا سی پوچہا تہا کہ ای میری خدا تیری بندون مین سی کون تیری نزدیک
عزیز ہی فرمایا وہ شخص کہ جب بدلہ لینی پر قادر ہو تو بخشدیوی - ایضاً باب القصاص فصل ۲ - عن ابی الدرداء
قال سمعت رسول اللہ ما من رجل یصاب بشیء فی جسدہ فتصدق بہ الا رفعہ اللہ بہ درجۃ
وحط عنہ خطیئۃ - رواہ الترمذی - ابی دردا سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ جس شخص نی زخم کہایا اپنی بدن مین
پہر معاف کردیا زخمی کرنیوالی شخص کو اور اوس سی بدلہ لیا اوسکو اللہ اوسکا درجہ بلند کرتا ہی اور اوسکی گناہ دور
کرتا ہی - ایضاً - باب الظلم - فصل ۲ - عن حذیفۃ قال رسول اللہ لا تکونوا امعۃ تقولون ان
احسن الناس احسنا وان ظلموا ظلمنا ولکن وطنوا انفسکم ان احسن الناس ان تحسنوا وان
اساؤا فلا تظلموا - رواہ الترمذی - حذیفہ سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ تم امعہ مت ہو اور وہ یہہ
ہی کہ اگر لوگ نیکی کرینگی تو ہم بہی اونسی نیکی کرینگی اور اگر وہ بدی کرینگی تو ہم بہی بدی کرینگی بلکہ اپنی نفسون کو
مستعد کرو اوپر اوسکی کہ اگر لوگ تم سی نیکی کرین تو تم بہی اون سی نیکی کرو اور اگر لوگ تم سی برائی کرین تو تم مت ظلم کرو
اون پر احسان کرو کیونکہ ظلم اور برائی کا ترک کرنا احسان ہی - ایضاً - باب البکاء - فصل ۳ - عن ابی ہریرۃ قال رسول
اللہ امرنی ربی بتسع خشیۃ اللہ فی السر والعلانیۃ وکلمۃ العدل فی الغضب والرضا والقصد
فی الفقر والغنا وان اصل من قطعنی واعطی من حرمنی واعفو عمن ظلمنی وان یکون صمتی

فِکْرًا وَّنُطْقِیْ ذِکْرًا وَّنَظَرِیْ عِبْرَۃً وَّاٰمُرُ بِالْعُرْفِ وَقِیْلَ بِالْمَعْرُوْفِ رواہ رزین- ابوہریرہ سے روایت
ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ حکم کیا مجکو میرے رب نے نو چیزون کا- ایک ڈرنا اللہ سے پوشیدہ وظاہر مین- دوسرا انصاف
غصہ ورضا مین بات ایسی راست ودرست کہنا جو حد اعتدال سے تجاوز نکرے- تیسرے حالت فقر وغنا مین میانہ روی
چوتھے نیک سلوک کرون مین اوسسے جو مجسے بدسلوکی کرے اور ناتہ داری کاٹے- پانچوین دون مین اوسکو جو مجکو
محروم کرے- چھٹے معاف کرون مین اوسکو جو مجہپر ظلم کرے- ساتوین میرا چپ رہنا فکر ہو یعنی جب چپ ہون تو
خدا کی صنعتون اور صفتونمین فکر کرون- آٹھوین میرا بولنا ذکر ہو یعنی جب بات کرون تو خدا کی ذکر مین
نوین میرا دیکہنا عبرت کا دیکہنا ہو یعنی جب مخلوقات مین نظر کرون تو بروجہ عبرت وہوشیاری کی کرون
ایضاً- باب البر والصلۃ- فصل ا- عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ قَرَابَۃً اَصِلُہُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ
وَاُحْسِنُ اِلَیْہِمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْہُمْ وَیَجْہَلُوْنَ عَلَیَّ قَالَ لَئِنْ کُنْتَ کَمَا قُلْتَ فَکَاَنَّمَا تُسِفُّہُمُ الْمَلَّ
وَلَا یَزَالُ مَعَکَ مِنَ اللّٰہِ ظَہِیْرٌ عَلَیْہِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِکَ- رواہ مسلم- ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ سے ایک
شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے رشتہ دار ہین کہ مین تو اونسے سلوک کرتا ہون اور وہ مجسے برادری
کاٹتے ہین اور مین اونسے احسان کرتا ہون اور وے مجسے برائی کرتے ہین اور مین اونسے غمخواری کرتا ہون اور
مجسے جہالت کرتے گالیان دیتے ہین حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر حقیقت مین تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا تو گویا تو اونکے
پر جلتی راکہہ ڈالتا ہے اور ہمیشہ خدا کیطرف سے تیرے ساتھہ ایک مددگار فرشتہ رہیگا کہ تجکو اونپر غالب کیگا جبتک کہ تو
اس حالت پر رہیگا- ایضاً باب الظلم- فصل ا- عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ؐ مَنْ کَانَتْ لَہٗ مَظْلِمَۃٌ لِاَخِیْہِ مِنْ
عِرْضِہٖ اَوْ شَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْہُ مِنْہُ الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْہَمٌ اِنْ کَانَ لَہٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْہُ
بِقَدْرِ مَظْلِمَتِہٖ وَاِنْ لَّمْ تَکُنْ لَّہٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّئَاتِ صَاحِبِہٖ فَحُمِلَ عَلَیْہِ رواہ البخاری- ابوہریرہ سے
روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جسپر کچہہ مظلمہ ہو اپنے بہائی مسلمان کا خواہ اوسکی آبرو کا یا کسی اور چیز کا
مال کا تو چاہیے کہ آج اوسسے بخشا لیوے اوسدن سے پہلے کہ جسدن نہ اشرفی پاس ہوگی نہ روپیہ اگر ظالم کے
ہونگے تو اوسسے لیکر بقدر ظلم کے مظلوم کو دلائے جاینگے اور اگر ظالم کو کچہہ بہی نیک عمل نہونگے تو مظلوم کے گناہ لیکر
پر لادی جاوینگی- مشارق الانوار باب ۵- عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ؐ مَا نَقَصَ مَالٌ مِّنْ صَدَقَۃٍ وَّلَا عَفَا
عَنْ مَظْلِمَۃٍ اِلَّا زَادَ اللّٰہُ بِہَا عِزًّا- رواہ مسلم- ام سلمہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ نہین گہٹتا مال زکوۃ
سے اور کوئی مرد ظلم کو جو اوسپر واقع ہوا ہو معاف نہین کرتا مگر یہہ کہ خدا اوسکی معاف کرنیکے سبب اوسکی

ہو۔ مشکوۃ باب الحذر والتانی۔ فصل ۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ؐ قَالَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَیْسِ
اِنَّ فِیْكَ خَصْلَتَیْنِ یُحِبُّهُمَا اللّٰهُ اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ۔ رواہ مسلم۔ ابن عباس سے روایت ہی کہ حضرت نی اشج کو کہ
عبد القیس کا سردار تہا فرمایا کہ تجہہ مین دو خصلتین ایسی ہین کہ خدا انکو دوست رکہتا ہی ایک حلیمی اور دوسری
دیر کری کام مین۔ احیاء العلوم۔ جلد ۳۔ بیان فضیلت حلم۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ النَّبِیُّ ؐ اِبْتَغُوا الرِّفْعَةَ
عِنْدَ اللّٰهِ قَالُوْا وَمَا هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ وَتُعْطِیْ مَنْ حَرَمَكَ وَتَحْلُمُ عَمَّنْ جَهِلَ
عَلَیْكَ۔ رواہ حکیم الترمذی فی النوادر۔ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ آنحضرت ؐ نی فرمایا کہ خدا کی نزدیک علو مقام
طلب کیا چاہیے لوگون نی عرض کیا کہ وہ کیا باتین ہین آپنی فرمایا کہ ملو تو اوسی سو جو تجہسی جدا ہوا اور دی تو
اوسکو جو تجکو محروم کری اور حلم کری تو اوس سی جو تجہپر جہل و سختی کری۔ مشکوۃ باب ما ینہی عنہ۔ فصل ۱۔ عن ابی
ہریرۃ قال قال رسول اللّٰه ؐ اِیَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا
تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا۔ ابوہریرہ سے
روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ بچو تم بدگمانی سی کیونکہ بدگمانی بڑی جہوٹی بات ہی اور لوگون کی عیوب کا تفحص اور
تجسس نکرو اور دم دیکر قیمت نہ بڑہاؤ اور آپسمین حسد نکرو اور آپسمین بغض و عداوت نرکہو اور ایکدوسری
سی منہ موڑو اور آپسمین پشت دیکر نہ بیٹہو اور رہو بہائی بہائی ای خدا کی بندو۔ ایضاً۔ فصل ۲۔ عن ابی الدرداء
قال قال رسول اللّٰه ؐ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّیَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ قَالَ قُلْنَا بَلٰی قَالَ
اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَیْنِ هِیَ الْحَالِقَةُ۔ رواہ الترمذی۔ ابی الدرداء سی روایت ہی کہ حضرت
نی فرمایا کیا نہ خبر دون مین تمکو ساتہہ ایسی عمل کی کہ افضل ہی درجہ و ثواب سی کا روزہ و صدقہ اور نماز سی کہا ہمنی
ہان کہا آپسمین لوگون کی صلح کرا دینی اور اونمین فساد ڈالنا وہ مونڈنی والا یعنی دین مین خلل ڈالنی
والا ہی۔ عن الزبیر قال قال رسول اللّٰه ؐ دَبَّ اِلَیْكُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِیَ الْحَالِقَةُ
لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ۔ رواہ احمد والترمذی۔ زبیر سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا
کہ چلی آئی تمہاری طرف بیماری پہلی امتون کی حسد اور بغض جو مونڈنی والی ہین نہین کہتا مین کہ بالون کو
بلکہ دین کو مونڈتی ہین۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ؐ قَالَ اِیَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ
یَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ رواہ ابو داود۔ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ بچو تم
حسد سی کیونکہ حسد نیکیون کو اسطرح پر کہاتا ہی کہ جسطرح آگ لکڑی کو کہاتی ہے ✦

اقوال صحابہؓ۔ احیاء العلوم۔ جلد ۳۔ فضیلۃ کظم الغیظ۔ قال عمرؓ من اتقی اللہ لم یشف غیظہ ومن
خاف اللہ لم یفعل ما یشاء ولولا یوم القیمۃ لکان غیر ما ترون۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص خدا سے
ڈرتا ہے وہ اپنا غصہ ظاہر نہیں کرتا اور نہ وہ بات کرتا ہے جو اوسکا دل چاہتا ہے اور اگر قیامت نہوتی تو جو تم
دیکھ رہے ہو اسکے خلاف ہوتا۔ ایضاً فضیلۃ الحلم۔ قال عمرؓ تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکینۃ والحلم۔ حضرت
عمرؓ فرماتے ہیں کہ پڑھو تم علم اور سیکھو واسطے علم کے وقار اور حلم۔ وقال علیؓ لیس الخیر ان یکثر مالک وولدک
ولکن الخیر ان یکثر علمک ویعظم حلمک۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ خیر و برکت نہیں ہے کہ تیرا مال اور اولاد زیادہ
ہو بلکہ برکت یہ ہے کہ تیرا علم اور حلم بہت سا ہو۔ وقال علیؓ ان اول عوض الحلیم من حلمہ ان الناس کلہم
اعوانہ علی الجاھل۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حلیم کو حلم کے سبب پہلا عوض تو یہی ملتا ہے کہ سب آدمی اوسکے طرفدار
ہوکر اوسکے بدخواہ کے درپے ہوتے ہیں۔ وقال معاویہؓ لا یبلغ العبد مبلغ الرای حتی یغلب حلمہ علی جہلہ
وصبرہ علی شہوتہ ولا یبلغ ذلک الا بقوۃ العلم۔ حضرت معاویہؓ نے کہا کہ آدمی اجتہاد اور تجویز کے درجہ کو
نہیں پہونچتا جبتک اوسکا حلم جہل پر غالب نہو اور صبر شہوت پر اور یہ بات بزور علم حاصل ہوتی ہے۔ وقال معاویہ
لعمرو بن الاھتم ای الرجال اشجع قال من رد جہلہ بحلمہ قال ای الرجال اسخی قال من بذل دنیاہ
لصلاح دینہ۔ حضرت معاویہ نے عمرو بن اہتم سے پوچھا کہ مردوں میں سے بہادر کون ہے اونہوں نے فرمایا کہ جو
حلم کے سبب سے جہل کو ہٹادے پھر پوچھا کہ زیادہ سخی کون ہے فرمایا کہ جو دنیا کو دین کی بہتری کے لیے خرچ کر ڈالے
وقال انس بن مالکؓ فی قولہ تعالی فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم الرجل یشتمہ
اخوہ فیقول ان کنت کاذبا فغفر اللہ لک وان کنت صادقا فغفر اللہ لی۔ حضرت انس بن مالکؓ نے
کہ قولہ تعالی فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کا مصداق وہ شخص ہے کہ جب اوسکو اوسکا کوئی بھائی گالی دیوے
یوں کہے کہ اگر تو جھوٹا ہے تو تجھکو خدا بخشے اور اگر سچا ہے تو مجھکو بخشے۔ وسب رجل ابن عباسؓ فلما فرغ قال
عکرمۃ ھل للرجل حاجۃ فنقضیہا فنکس الرجل راسہ واستحیی۔ حضرت ابن عباسؓ کو کسی شخص نے گالیاں
دیں جب وہ گالیوں سے فارغ ہوچکا تو آپنے اپنے غلام عکرمہ کو کہا کہ دیکھو تو اگر اس شخص کی کچھ حاجت ہو تو پوری
کردو۔ پس وہ شخص نے اپنا سر نگون کرلیا اور شرمندہ ہوا۔ مشکوۃ باب الغضب فصل ۳۔ عن ابن عباس
فی قولہ تعالی ادفع بالتی ھی احسن قال الصبر عند الغضب والعفو عند الاساءۃ فاذا فعلوا
وخضع لہم عدوہم کانہ ولی حمیم قریب۔ رواہ البخاری۔ ابن عباس سے درباره تفسیر آیت ادفع بالتی

سن کی روایت ہی کہ اونہون نی کہا کہ اسکی معنی یہہ ہین کہ صبر کرنا غصہ کی وقت اور معاف کرنا برائی کی وقت
ہین جب لوگ صبر اور عفو کو اختیار کرین تو خدا اونکو آفات نفس اور خلق سی نگاہ رکھیگا اور پست ہوگا اونکا
دشمن گویا کہ وہ اونکا دوست حمیم قریب ہی - احیاء العلوم جلد ۳ - ذم الغضب قال عبد اللہ بن مسعود
انظروا الی حلم الرجل عند غضبه وامانته عند طمعه وما علمك بحلمه اذا لم يغضب وما علمك
بامانته اذا لم يطمع - ابن مسعود نی فرمایا کہ مرد کا حلم غصہ کی وقت دیکھنا چاہیی اور امانت کو طمع کی وقت جب تک
اور جب غصہ نہوا سو وقت کی حلم کا کیا اعتبار ہی اسیطرح بدون طمع کی امانت کا اعتبار نہین - وکان عمر رض
قال فی خطبته افلح منکم من حفظ من الطمع والهوى والغضب - اور حضرت عمر رض خطبہ مین ارشاد
کرتی تم مین سی فلاح کو پہنچا وہ شخص جو طمع اور ہوائی نفسانی اور غصہ سی بچا رہا - ایضاً - فضیلۃ العفو ولم
سئل ابو الدرداء رض عن اعز الناس قال الذی یعفو اذا قدر فاعفوا یعزکم اللہ - ابو الدرداء رض سی کسی
نی پوچھا کہ سب سی پیارا آدمیون مین سی کون ہی آپنی فرمایا کہ جو قدرت کی ہوتی قصور معاف کردی پس معاف کرو تم پیارا
کریگا تمکو اللہ - وقال معاویۃ رض علیکم بالحلم والاحتمال حتی تمکنکم الفرصۃ فاذا امکنتکم فعلیکم بالصفح
والافضال - اور معاویہ رض نی فرمایا کہ جبتک تمکو انتقام کا قابو اور موقع نہ ملی تبتک حلم اور برداشت کرو اور جب
مل جاوی تو عفو اور احسان کرو - ادب المفرد - باب ۱۷۱ - قال عمر رض من لا یرحم لا یرحم ولا یغفر
من لا یغفر ولا یعف من لم یعف ولا یوق من لا یتق - حضرت عمر رض نی فرمایا کہ جو شخص لوگو نپر رحم نہین کرتا
اوسپر رحم نہین کیا جاویگا اور بخشا نہ جایگا جو لوگو نپر بخشش نہین کرتا اور معاف نہ کیا جاویگا جو لوگون کی قصور معاف نہین
کرتا اور بچایا نہ جاویگا جو خود نہین بچتا - ابو داود - باب فی التجاوز عن ابن الزبیر رض فی قوله خذ العفو
قال امر نبی اللہ ان یاخذ العفو من اخلاق الناس ابن زبیر سی درباره تفسیر آیت خذ العفو روایت ہی کہ
اللہ تعالی اپنی نبی کو یہہ حکم کرتا ہی کہ وہ لوگون سی اونکی قصور معاف کرنیکی عادت اختیار کرین - مشکوۃ باب
ما ینهی من التهاجر فصل ۱ - عن ابی هریرۃ قال رسول اللہ ص تفتح ابواب الجنة یوم الاثنین و
الخمیس فیغفر لکل عبد لا یشرک باللہ شیئا الا رجل کانت بینه وبین اخیه شحناء فیقال
انظروا هذین حتی یصطلحا - رواہ مسلم - ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ کہولی جاتی ہین بہشت
کی دروازی دوشنبہ و پنجشنبہ کی دن تو گناہ معاف ہوتی ہین ہر ایک بندہ کی جو خدا کی ساتھ شرک نہین کرتا مگر وہ
آدمی نہین بخشا ہوتی جسکی درمیان اور اوسکی بہائی کی درمیان غصہ اور کینہ ہوتا ہی سو حکم ہوتا ہی کہ مہلت

دوانددونون کو یہانتک کہ آپسمین صلح کرلین - آحیاء العلوم - جلد ۳ - باب ذم الحسد - وقال ابو الدرداء
ما اکثر عبد ذکر الموت الا قل فرحہ وقل حسدہ - ابو الدرداءؓ فرماتی ہین کہ جو آدمی موت کو کثرت
سے یاد کریگا اوسکی ہنسی اور حسد دونون کم ہوجاوینگی - وقال معاویۃؓ کل الناس اقدر علی رضاہ الا
حاسد نعمۃ فانہ لا یرضیہ الا زوالہا - حضرت معاویۃؓ فرماتے ہین کہ مین سب آدمیون کو راضی کرنے کی
قدرت رکہتا ہون مگر حاسد نعمت کہ وہ بدون زوال نعمت راضی ہی نہین ہوتا +

## وجہ ترجیح تعلیم محمدیؐ

واضح ہو کہ غصہ سے حقد یعنی کینہ اور حقد سے حسد پیدا ہوتا ہے چنانچہ جب آدمی غصہ کی وقت بمجبوری انتقام نہین
لی سکتا اور غصہ پینا پڑتا ہے تو یہہ باطن پر گرکر حقد بنجاتا ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ کسی کو ثقیل و گران جاننا اور اوس
بغض و نفرت کرنی اور یہہ جب متمکن ہوجاتی تو اوس سے حسد یعنے بدخواہی پیدا ہوجاتی ہے - سو اس فصل مین ان سب باتون کی
مذمت اور مضرت اور انکی مقابلہ مین صبر و حلم و عفو اور احسان کی فضیلت اور تاکید جس خوبی و صراحت سے تعلیم
محمدیؐ مین بیان ہوئی ہے صاحب بصیرت کی نزدیک عیسوی تعلیم سے کئی درجہ اعلیٰ و افضل ہے بلکہ انجیل کی بعض
آیات کی تاویل صالحہ نکیجاوی مسیحؑ کی تعلیم مندرجہ فصل ہذا ناقص ٹہیرتی ہے چنانچہ مسیح کی کلام سے ظاہر
یہہ پایا جاتا ہے کہ دشمن سے انتقام لینا بالکل درست نہین ہے اور قرآن سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ دشمن سے دبنا
پر بغیر کسیطرحکی زیادتی کی انتقام لینا تو درست ہے لیکن صبر اور معاف کردینا بہت بہتر ہے - سو مین کہتا ہون کہ
حضرت مسیحؑ کی ممانعت انتقام کو حسب فحوای ہر گشن گمیر تا بہ بیماری راضی شود کے اگر نہایت تاکید صبر اور معافی
قصورات پر محمول کیا جاوی تو مسیح کی ایسی تعلیم بدلائل ذیل معیوب ٹہرتی ہے - اول یہہ کہ جب توریت نے آنکہہ
کی بدلی آنکہہ اور دانت کی بدلی دانت کا انتقام لینا جائز لکہا ہے تو اس صورت مین مسیح کا یہہ قول ناسخ احکام
ٹہریگا حالانکہ خود ہی جناب مسیح فرماتی ہین کہ مین توریت کو منسوخ کرنے نہین آیا - دوم - عدالت جو کہ امن
کے کارخانہ کی انتظام کی ایک کن اعظم ہے اور جسپر تمام دنیا کی آبادی اور امن و آسائش بنی آدم منحصر ہے ٹوٹ
جاتی ہے - سوم - عموماً احکام الہی ایسے ہونی چاہئے جو طاقت انسانی سے باہر نہون اور سب لوگ اونپر عمل کر سکین
جیسا کہ قرآن مین لکہا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا - مگر مسیحؑ کی اس مقولہ پر (جو تیری داہنی گال پر طمانچہ مارے
دوسری بہی اوسکی طرف پہیردے - یا جو نالش کرکی تیری قبا لی کرتے کو بہی اوسے لینے دے - یا جو تجہے ایک کوس
لیجاوی اوسکی ساتہہ دو کوس چلا جا - یا اپنے دشمنونکو پیار کرو) کوئی انسان جسکی سرشت اربعہ عناصر سے ہو

عمل نہین کرسکتا - البتہ فرشتی جو محض نور سے پیدا ہوئی ہین ایسا کرسکتی ہین چنانچہ انہین مشکلات کی وجہ
تفسیر اسکاٹ مین ان آیات کی یہہ تاویل کی گئی ہی کہ مسیح کی مراد یہہ نہین ہی کہ ہم اس حکم کو لفظی طور پر مانین
یعنی اگر کوئی ہماری ایک گال پر طپانچہ مارے تو ہم حقیقت مین دوسری کو پھیر دین بلکہ اسکا اصل مطلب یہہ ہی کہ ہم
تمام ملائم اور حلیم فروتن اور صابر اور صلح خواہ ہون اور ادنی ادنی باتون پر یا فریبی نالش کی لئی عدالتین
جاتین" - انتہی ملخصاً - اور دشمنون سی پیار کی نسبت لکھا ہی کہ "البتہ دشمن سی پیار کرنا ناممکن ہی مسیح کی مراد
یہ ہی کہ ہم اوس سی مروت اور نیک سلوک کرین اور دل سی اوسکا بہلا چاہین اور اوسکی لئی دعا مانگین" - انتہی -
مگر عقل سلیم جو خاص امتیاز حسن و قبح کی لئی پیدا ہوئی ہی وہ ہرگز مسیح کی اقوال بالا کی ظاہری معنی کو تسلیم
نہین کرسکتی بلکہ برخلاف اسکی یون کہتی ہی ؎ چو با سفلہ گوئی بہ لطف و خوشی ÷ فزون گردوش کبر و گردن
کشی ÷ درشتی نگیرد خردمند پیش ÷ نہ سستی کہ نازل کند قدر خویش ÷ نہ مر خویشتن را فزونی نہد ÷ نہ یکبارگی در
فنا اہد ÷

محمدی تعلیم مین بسبب غصہ ظاہر کرنیکی ممانعت ہوتی ہی لیکن اگر کوئی شخص کسی سبب سے کسی پر واجبی غصہ ظاہر کری تو
گناہ نہین ہی - دیکھو متی ۵ - ۲۲ - افسیون ۴ - ۲۶ - مگر محمدی تعلیم والکاظمین الغیظ - اور لا تغضب ارشاد فرماکر
غصہ کو بالکل بند رکہنی کا حکم دیتی ہی - پہر طرفہ یہہ کہ مسیح خود اپنی حکم کی پابند نہین رہی اور اونہون نی بسبب
غصہ ظاہر کیا چنانچہ متی باب ۱۲ کی آیت ۳۸ و ۳۹ مین ہی - تب بعضی فقیہون اور فریسیون نی جواب مین کہا
کہ اوستاد ہم تجہسی ایک نشان دیکہا چاہتی ہین - اوسنی اونہین جواب دیا اور کہا کہ اس زمانہ کی بد اور حرامکار لوگ
نشان ڈہونڈہتی ہین پر یونس نبی کی نشان کی سوا کوئی نشان اونہین دکہایا نہ جائیگا - انتہی دیکھو بوجہ طالبین
معجزہ مسیح نی ایسی کریہہ الفاظ غصہ کی بہری ہوئی بولی کہ انبیا تو کجا ایک خوددار عام مہذب بہی ایسی نہین
کہہ سکتی بلکہ شرع محمدیہ مین تو حرامکار یعنی زانی کا لفظ کہنی والی پر حد قذف لازم آتی ہی حالانکہ طالبین معجزہ
نی ایسا گناہ نہین کیا تہا کہ جسکی سبب سے وہ ان سخت گالیون کی مستوجب ہوئی - کیا حضرت مسیح بغیر ان سخت الفاظ
کے اونکی معجزہ دکہانی سی انکار نہین کرسکتی تہی - علاوہ اسکی طالبین معجزہ تو انسان تہی مسیح نی بسبب غصہ ایک درخت تک بہی
بد دعا کر کہا ہی چنانچہ مرقس باب ۱۱ مین ہی ۱۲ مسیح کو جب بیت عنیا سی باہر آئی تو اوسکو بہوک لگی ۱۳ - اور دور سی
انجیر کا ایک درخت پتون سی لدا ہوا دیکہہ کی وہ گیا کہ شاید اوسمین کچہ پاوی جب وہ اوس پاس آیا تو پتون کی
سوا کچہہ نہ پایا کیونکہ انجیر کا موسم نہ تہا - ۱۴ تب یسوع نی اوس سی خطاب کر کی کہا کوئی تجہسی پہل کبہی نہ کہاوی - ۲۰ - اور

صبح کو جب وی اوہر سی گذری تو دیکہا کہ وہ انجیر کا درخت جڑہ سی سوکہہ گیا ۲۱ تب پطرس نی یاد کرکی اوسی کہا
دیکہہ انجیر کا یہہ درخت جسپر تونی لعنت کی تہی سوکہہ گیا ہی انتہی۔ دیکہو بیچاری درخت کا کیا قصور تہا
نی یہہ کہہ سی بیصبری کی حالتین جب اور کچہہ چارہ نہ بنا تو بوجہ غصہ مین بددعائیہ کلمہ کہکر اوسکو سکہا دیا
ظاہر ہی کہ وہ غیر موسم مین کسطرح پہل دی سکتا تہا۔

پہر مسیح نی دشمنون سی صلح کرنیوالون کی نسبت یہہ فرماکر مبارک وی جو صلح کرنیوالی ہین کہ وی خدا کی فرزند کہلاوینگی
اونکی تعریف فرمائی ہی۔ مگر اپنی نسبت فرماتی ہین کہ یہہ مت سمجہو کہ مین زمین پر صلح کروانی آیا۔ صلح کروانی نہین بلکہ تلوار
چلانی کو آیا ہون متی ۱۰۔ ۳۴۔ اور ظاہر ہی کہ جب حضرت مسیح خداوندی طاقت سی بجای صلح کرانیکی تلوار چلانی
آئی ہین تو کون شخص دنیا پر اپنی دشمن سی صلح کرسکتا ہی۔ پس عیسوی تعلیم مین صلح کی حکم کا وجود و عدم برابر ہی
اور وہ جو تفسیر اسکاٹ مین آیت ۳۴ کی یہہ تاویل کی گئی ہی کہ مسیح کا مطلب یہہ ہی کہ تلوار میری سبب چلیگی
اوٹہیگا"۔ بالکل پوچ ہی کیونکہ قاعدہ ہی کہ جو نیا مذہب جاری کرتا ہی جو لوگ اوسکی تابع ہوجاتی ہین اونسی اونکی دوست
جو اوسپر ایمان نہین لاتی ایسی دشمن ہوجاتی ہین کہ جان سی مارڈالنی تک فرق نہین کرتی۔ دور کیون جاتی ہو اون مسلمانون
ہی کیطرف دیکہو کہ جو حضرت پر ایمان لائی تہی اونکی ہی کا فرشتہ دار و اقربا کسقدر دشمن ہوگئی تہی کہ اونکو آگ مین
جلانی تک فرق نہین کرتی تہی۔ پس یہہ کوئی خصوصیت مسیحی دین مین نہین ہی کہ عیسائیون سی ہی اونکی غیر عیسائی
دشمنی کرتی اور ایذا دیتی ہین +

## فصل دہم

### محبت خدا و رسول و اہل ایمان۔ اور ذکر و حمد او سبحانہ و تعالیٰ

**کلام مسیح ع**۔ انجیل متی باب ۲۲۔ آیت ۳۷۔ یسوع نی اوسی کہا خداوند کو جو تیرا خدا ہی اپنی سارے دل اور اپنی
جان اور ساری سمجہہ سی پیار کر پہلا اور بڑا حکم یہی ہی۔ ایضا باب ۱۰۔ آیت ۳۷۔ جو کوئی باپ یا ما کو مجہسی زیادہ پیار کرتا
ہی میری لائق نہین ہی اور جو کوئی بیٹا یا بیٹی کو مجہسی زیادہ پیار کرتا ہی میری لائق نہین۔ انجیل یوحنا باب ۵
جو بیٹی کی عزت نہین کرتا باپ کی جسنی اوسی بہیجا ہی عزت نہین کرتا۔ باب ۶۔ آیت ۲۸ تب اونہون نی اوسی کہا کہ ہم کیا
کرین تاکہ خدا کی کام بجالاوین۔ ۲۹ یسوع نی جواب مین اونہین کہا کہ خدا کا کام یہہ ہی کہ تم اوسپر جسی اوسنی بہیجا
ایمان لاؤ۔ باب ۱۳۔ آیت ۳۴۔ مین تمہین نیا حکم دیتا ہون کہ ایکدوسری سی محبت رکہو جیسا مینی تم سی محبت رکہی
ویسی ہی تم ایکدوسری سی محبت رکہو۔ ۳۵۔ اسی سی سب جانینگی کہ تم میری شاگرد ہو اگر تم آپسمین محبت رکہو۔

آیت ۱۵- اگر تم مجھی پیار کرتی ہو تو میری حکموں پر عمل کرو- ۲۱ جس پاس میری احکام ہین اور وہ اون پر عمل کرتا ہی
...مجھی محبت رکھتا ہی اور وہ جو مجھسی محبت رکھتا ہی میری باپ کا پیارا ہوگا- باب ۱۵- آیت ۲۳ وہ جو مجھسی عداوت
...میری باپ سی بہی عداوت کرتا ہی*

کلام حواریین- یوحنا کا پہلا خط- باب ۳- آیت ۱۰- اور وہ جو اپنی بہائی سی محبت نہین رکہتا خدا کا نہین-
باب ۴- آیت ۷- ای پیارو آؤ ہم ایکدوسری سی محبت رکہین کیونکہ محبت خدا سی ہی اور جو محبت رکہتا ہی وہ خدا سی پیدا
...اور خدا کو پہچانتا ہی- ۲۰- اگر کوئی کہی کہ مین خدا سی محبت رکہتا ہون اور اپنی بہائی سی دشمنی رکہی تو جہوٹا ہی
...اگر وہ اپنی بہائی سی جسکو اوسنی دیکہا ہی محبت نہین رکہتا ہی تو خدا سی جسکو اوسنی نہین دیکہا کیونکر محبت رکہہ
...سکتا ہی- باب ۵- آیت ۲ جب ہم خدا سی محبت رکہتی ہین اور اوسکی حکموں پر عمل کرتی ہین تو اسی جانتی ہین کہ ہم خدا کے
...فرزندون سی بہی محبت رکہتی ہین- ۳ کیونکہ خدا کی محبت یہہ ہی کہ اوسکی حکموں پر عمل کرین- رومیونکا خط باب ۱۲-
...۴ جیسا ہماری ایک بدن مین بہت سی عضو ہین اور ہر ایک عضو کا ایک کام نہین- ۵- ایسی ہی ہم جو بہت سے ہین
...مسیح مین ہوکی ایک بدن ہوئی ہین اور ایک عضو- ۹- محبت بیریا ہووی- ۱۰ ابرادرانہ محبت سی ایکدوسری کو پیار کرو
...تیمتہیس کو دوسرا خط باب ۲- آیت ۲۲- اور اون سبکے ساتہہ جو پاکدل سی خداوند کا نام لیتی ہین راستبازی اور
...ایمان اور محبت اور صلح کی پیروی کر- رومیونکو خط باب ۱۵- آیت ۵ و ۶- اور خدا جو صبر اور تسلی کا بانی ہی تمکو
...توفیق دیوی کہ تم یسوع مسیح کیطرح آپسمین ایکدل اور ایک زبان ہوکی خدا کی جو ہماری خداوند یسوع مسیح کا باپ ہی بڑائی
...کرو- ۱۱- ای ساری قومو خداوند کی حمد کرو اور ای لوگو تم سب اوسکی ستائش کرو +

...الٰہی- پارہ و اعلموا- سورہ توبہ- رکوع ۳- قُل اِن کَانَ اٰبَاؤُکُم وَاَبنَاؤُکُم وَاِخوَانُکُم وَاَزوَاجُکُم
وَعَشِیرَتُکُم وَاَموَالُ اقتَرَفتُمُوھَا وَتِجَارَۃٌ تَخشَونَ کَسَادَھَا وَمَسَاکِنُ تَرضَونَھَا اَحَبَّ اِلَیکُم
مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ وَجِھَادٍ فِی سَبِیلِہٖ فَتَرَبَّصُوا حَتّٰی یَاتِیَ اللّٰہُ بِاَمرِہٖ وَاللّٰہُ لَا یَھدِی القَومَ
الفَاسِقِین- کہہ ای محمد اگر ہووین باپ تمہاری اور بیٹی تمہاری اور بہائی تمہاری اور عورتین تمہاری اور کنبہ
...اور مال جو کمایا ہی تمنی اور سوداگری جو ڈرتی ہو اوسکی ٹہنڈا ہوجانی سی اور گہر جو پسند کرتی ہو اونکو بہت
...پیارا تمکو اللہ اور اوسکی رسول و جہاد فی سبیل اللہ سی پس انتظاری کرو یہانتک کہ لاوی اللہ حکم اپنا اور اللہ
...نہین ہدایت کرتا قوم فاسقونکو- پارہ لایحب اللہ- سورہ مائدہ- رکوع ۸- وَمَن یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ
وَالَّذِینَ اٰمَنُوا فَاِنَّ حِزبَ اللّٰہِ ھُمُ الغَالِبُونَ اور جو کوئی دوست رکہی اللہ اور اوسکی رسول اور اونکو

لوگونکو جو ایمان لائی پس تحقیق گروہ اللہ کی غالب ہین۔ پارہ سیقول سورہ بقر۔ رکوع ۲۰۔ وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ جو لوگ ایمان لائی زیادہ ہین محبت مین واسطی اللہ کی۔ پارہ لایحب اللہ سورہ مائدہ
رکوع ۸۔ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ۔ خدا اونکو چاہتا ہی اور وہ اوسکو چاہتی ہین۔ پارہ تلک الرسل سورہ آل عمران
رکوع ۴۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ
قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ۔ کہہ ای محمد اگر تم اللہ کو دوست رکھتی
ہو تو میری پیروی کرو دوست رکھیگا تمکو اللہ اور بخشیگا تمہاری گناہ اور اللہ بخشنی والا مہربان ہی۔ کہہ ای
محمد فرمانبرداری کرو اللہ اور رسول کی پس اگر پہر جاؤ تو تحقیق اللہ دوست نہین رکھتا کافرونکو۔ پارہ
والمحصنت سورہ نساء رکوع ۱۱۔ وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ جسنی فرمانبرداری کی رسول کی پس
تحقیق فرمانبرداری کی اللہ کی۔ پارہ قد افلح سورہ نور رکوع ۷۔ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَخْشَ اللّٰهَ
وَیَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ اور جو کوئی فرمانبرداری کری اللہ اور اوسکی رسول کی اور ڈری اللہ سی اور
پرہیزگاری پس ایسی ہی لوگ مراد پانیوالی ہین۔ پارہ قال الم سورہ مریم۔ رکوع ۶۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائی اور کام اچھی کیئی البتہ کریگا واسطی اونکی خدا
ایکدوسری سی محبت کرنا۔ پارہ لن تنالوا سورہ آل عمران۔ رکوع ۱۱۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ
اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا۔ اور یاد کرو خدا کی نعمت اپنی اوپر جبوقت تم ایک
دوسری کی دشمن تھی پس الفت ومحبت ڈالی تمہاری دلونمین پس تم اوسکی نعمت کی ساتھ ایکدوسری کی بہائی ہو
پارہ قد سمع اللہ سورہ حشر رکوع ۱۔ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ
اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ
وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ اور جن لوگون نی جگہہ پکڑی ہی مدینہ مین اور ایمان مین
ہین مہاجرین سی وہ دوست رکھتی ہین اوس شخص کو جو وطن چھوڑکر اونکی طرف آئی ہی اور نہین پاتی اپنی دلون
مین حسد اوس چیز سی کہ دیجاوین مہاجرین اور اختیار کرتی ہین اونکو اپنی جانون پر اگرچہ اونکو حاجت ہو
اور جو شخص نگاہ رکہا گیا ہی اپنی نفس کی حرص سی پس یہی لوگ نجات پانیوالی ہین۔ تفسیر حسینی وغیرہ مین
کی شان نزول مین لکہا ہی کہ جب رسول خدا کو بنی نضیر کا مال ملا تو آپنی انصار کو بلاکر فرمایا کہ تمنی مہاجرین کی ساتھ
بڑی مروت اور نہایت احسان کیا ہی اگر چاہو تو یہہ سب مال تمکو بانٹ دون اور مہاجرین بدستور تمہاری

ٹہرے رہین یا چاہو تو یہہ مال مہاجرین کو دیدون اور وہ تمہارے گھرون سے نکلکر اپنے لئے گذارہ کی جگہہ تلاش کرلیں
سعد بن وقاص اور سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ نے جو روساے مدینہ مین سے تھے عرض کیا کہ یا رسولخدا
ہم چاہتے ہین کہ آپ یہہ سب مال مہاجرین کو ہی تقسیم فرما دین اور وے بدستور ہمارے گھرون مین ٹہرے رہین
آنحضرت نے انکے حق مین دعا کی اور خدا تعالی نے انکی تعریف مین آیت مذکور نازل فرمای۔ پارہ ۵ والمحصنت
سورہ نساء۔ رکوع ۱۵۔ فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ۔ پس جب تم
نماز کو پورا کرچکو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹون پر یعنے ہر وقت۔ پارہ ۲۸ قد سمع اللہ سورہ منافقون
رکوع ۲۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ غافل کرین تمکو تمہارے مال اور نہ اولاد خدا کی یاد سے اور جو شخص
ایسا کرین وہی لوگ ٹوٹا پانیوالے ہین۔ سچ ہے مقتضاے ایمان یہی ہے کہ خدا کی محبت سب چیزون پر غالب ہو جیسا
کہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے ؎ چشم دل از نعیم دو عالم بہ بستہ ایم + مقصود ما ز دنیا و عقبی توی و بس + کذا فی الحسینی
پارہ ۱۱ یعتذرون سورہ توبہ۔ رکوع ۱۴۔ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السّٰٓئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ
السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ
وہ ہین جو توبہ کرنیوالے خدا کی تعریف کرنیوالے خدا کی راہ مین پھرنیوالے رکوع کرنیوالے سجدہ کرنیوالے
حکم کرنیوالے بھلای کے ساتھہ اور منع کرنیوالے نامعقول سے اور نگاہ رکھنیوالے ہین اللہ کی حدون کو اور بشارت دے
ایمان والونکو۔ پارہ ۵ والمحصنت سورہ نساء۔ رکوع ۲۱۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ
مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت
پکڑو کافرونکو دوست سواے مسلمانون کے کیا چاہتے ہو تم یہہ کہ کرو اللہ کے لئے اپنے پر الزام ظاہر۔ پارہ ۲۸ قد سمع اللہ
سورہ ممتحنہ رکوع ۳۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ قَدْ یَىٕسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ
كَمَا یَىٕسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت دوستی کرو اوس قوم سے کہ غصہ ہوا اللہ اونپر
نا امید ہوے آخرت سے جیسے نا امید ہوے کافر قبر والون سے۔ ایضاً۔ رکوع ۱۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا
تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو دشمن
میرا اور دشمن اپنے کو دوست کہ پیغام بھیجتے ہو انکی طرف محبت کا +
حدیث رسول مقبول ع۔ مشکوۃ۔ کتاب الایمان۔ فصل ۱۔ عن انس قال قال رسول اللہ ثلث من کن

فیہ وجد حلاوۃ الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما وان یحب المرء
لا یحبہ الا للہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ منہ کما یکرہ ان یلقی
فی النار - متفق علیہ - انس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تین خصلتین ہین کہ جسمین وے ہونگی وہ ایمان
کی شیرینی کا مزہ پاویگا ایک وہ شخص جسکو اللہ اور اوسکا رسول تمام جہان سے زیادہ تر محبوب ہو۔ دوسرے
محبت کرے آدمی سے اسطرحپر کہ نہ چاہتا ہو اوسکو مگر خدا ہی کے لئے یعنے صحبت مین دنیا کا کچھ لگاو نہو۔ تیسرے
یہہ کہ برا جانے کفر مین پھر پلٹ جانیکو بعد اسکے کہ خدا نے اوسکو کفر سے نکال لیا جیسا اوسکو برا لگتا ہے آگ مین ڈالا
جانا - ایضاً - عن انس قال رسول اللہ صلعم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و
ولدہ والناس اجمعین - متفق علیہ - انس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہین پورا ایماندار ہونیکا تم
مین سے کوئی جبتک مین اوسکے نزدیک زیادہ تر دوست نہو جاؤن اوسکے باپ اور فرزند اور سب آدمیون سے۔
ایضاً - فصل ۲ - عن ابی امامۃ قال رسول اللہ صلعم من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ
فقد استکمل الایمان - رواہ ابوداؤد - ابی امامہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص دوست رکھے
کو محض واسطے خدا کے اور دشمن جانے محض خدا کے لئے اور دے محض خدا کے واسطے اور نہ دے محض خدا کے لئے پس تحقیق
پورا کیا اوسنے ایمان کو - ایضاً - فصل ۳ - عن معاذ انہ سال النبی صلعم عن افضل الایمان قال ان تحب
للہ وتبغض للہ وتعمل لسانک فی ذکر اللہ قال وماذا بعد قال ان تحب للناس ما تحب
لنفسک وتکرہ لہم ما تکرہ لنفسک - رواہ احمد - معاذ سے روایت ہے کہ اونہون نے حضرت سے پوچھا کہ
افضل ایمان کیا ہے آپنے فرمایا کہ افضل صفات ایمان کی یہہ ہین کہ جسکو دوست رکھے پس خدا کے لئے اوسکو دوست
رکھے اور جسکو دشمن رکھے پس خدا کے لئے اوسکو دشمن رکھے اور زبان کو خدا کے ذکر مین مشغول رکھے معاذ نے کہا کہ اسکے بعد
کیا کرون آپنے فرمایا کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی لوگون کے لئے پسند کرے اور جو اپنے لئے نہین پسند کرتا وہ لوگونکے
بھی ناپسند کرے - مشکوۃ - باب الشفقۃ فصل ۱ - عن انس قال رسول اللہ صلعم لا یؤمن عبد حتی یحب لاخیہ
ما یحب لنفسہ - متفق علیہ - انس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کوئی بندہ پورا ایماندار نہوگا جبتک کہ اپنے
بھائی کے لئے وہی بات چاہے جو اپنی جان کے لئے چاہتا ہے - ایضاً - باب الحب فی اللہ - فصل ۱ - عن ابی ہریرۃ
قال رسول اللہ صلعم ان اللہ تعالی یقول یوم القیمۃ این المتحابون بجلالی الیوم اظلہم فی ظلی
یوم لا ظل الا ظلی - رواہ مسلم - ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خدا قیامت کے دن کہیگا کہ کہان

ن وہ لوگ جو آپسمین محبت رکھتی ہین میری عظمت و جلال کے سبب سے آج مین اونکو اپنی سایہ مین رکھونگا
الا اونکا اوس دن کوئی سایہ بغیر میری سایہ کی نہین ہوگا - ایضاً - فصل ۲ - عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ
سمعت رَسُوْلَ اللّٰہِ ؐ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ
فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ - رواہ مالک - معاذ بن جبل سے روایت ہی کہ حضرت کہتے تھے کہ خدا نی فرمایا ہی کہ
واجب ہوئی میری دوستی اون لوگون کی لئی جو ایکدوسری کو میری لئے دوست رکھتی ہین اور میرے ذکر
کی لئی باہم بیٹھتے ہین اور میری رضا کی لئی ایکدوسری کی زیارت کرتے ہین اور میری ہی لئی ایکدوسرے
پر خرچ کرتے ہین - باب الشفقة - فصل ۱ - عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ؐ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ
فِیْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰی عُضْوًا تَدَاعٰی لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ
بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰی - متفق علیہ - نعمان بن بشیر سے روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا ایماندارون کی مثال اپنی آپسکی
محبت اور ترحم و مہربانی مین بدن کی سی ہی جبکہ بعض بدن بیمار او بیکل ہوا تو باقی عضو بدن کے بے
خوابی اور تپ مین شریک ہوجاتی ہین یعنی اگر آنکھہ مین درد ہو تو تمام بدن کو بیکلی ہوتی ہی اسطرح
ایماندارون کی آپسکی محبت کا حال ہے کہ اگر ایک ایماندار کو رنج اور تکلیف ہو تو سب اوسمین شریک ہین
فصل ۳ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ؐ قَالَ الْمُؤْمِنُ مَأْلَفٌ وَلَا خَیْرَ فِیْمَنْ لَا یَأْلَفُ وَلَا
یُؤْلَفُ - رواہ احمد والبیہقی - ابوہریرہ سے روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ مومن محل ہے الفت کا اور نہین
بھلائی اوس شخص مین کہ نہین الفت کرتا اور نہین الفت کیا جاتا - مشکوة باب ثواب التسبیح والتحمید -
فصل ۳ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ؐ اَوَّلُ مَنْ یُدْعٰی اِلَی الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ الَّذِیْنَ یَحْمَدُوْنَ
اللّٰہَ فِی السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ - رواہ البیہقی - ابن عباس سے روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ قیامت کو دن پہلے
بہشت کی طرف بلائی جائینگے جو خدا کی حمد کرتی ہین خوشی اور ناخوشی مین - ایضاً - باب ذکر اللہ عز وجل
فصل - عَنْ اَبُوْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ؐ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْكُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ - رواہ مسلم - ابوہریرہ سے روایت ہی کہ حضرت
نی فرمایا جو لوگ بیٹھتی ہین خدا کی ذکر اور یاد کرنی کو تو اونکو فرشتی چارو طرف سے گھیر لیتی ہین اور رحمت
اونکو چھپا لیتی ہی اور اونپر چین اور آرام اترتا ہی - عَنْ اَبُوْ مُوْسٰی مَثَلُ الْبَیْتِ الَّذِیْ
یُذْكَرُ اللّٰہُ فِیْهِ وَالْبَیْتِ الَّذِیْ لَا یُذْكَرُ اللّٰہُ فِیْهِ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ - رواہ مسلم - ابوموسی سے

روایت ہی کہ حضرتؐ نی فرمایا کہ اوس گہر کی مثال جسمین خدا کا ذکر ہوتا ہی اور اوس گہر کی جسمین خدا کا ذکر
نہین ہوتا مثال زندہ اور مردہ کی ہی +

**اقوال صحابہؓ** - احیاء العلوم جلد ۴ - کتاب المحبۃ والشوق - قال ابو بکر الصدیقؓ من ذاق من خالص
محبۃ اللہ تعالی شغلہ ذلک عن طلب الدنیا واوحشہ عن جمیع البشر - ابو بکر صدیقؓ نی فرمایا
کہ جس شخص نی خالص محبت خدا سی مزہ پایا وہ دنیا کی ڈہونڈہنی سی ہٹ گیا اور تمام آدمیون سی بہاگ گیا۔
منبہات - باب التاسع - قال ابو بکر الصدیقؓ العُبّاد ثلثۃ اصناف لکل صنف ثلث علامات یعرفون
بہا صنف یعبدون اللہ تعالی علی سبیل الخوف وصنف یعبدون اللہ علی سبیل الرجاء وصنف
یعبدون اللہ علی سبیل الحب فللاول ثلث علامات یستحقر نفسہ ویستقل حسناتہ ویستکثر
وللثانی ثلث علامات یکون قدوۃ الناس فی جمیع الحالات ویکون اسخی الناس کلہم بالمال
فی الدنیا ویکون احسن الظن باللہ فی الخلق کلہم وللثالث ثلث علامات یعطی ما یحبہ ولا یبالی
بعد ان یرضی ربہ ویعمل بسخط نفسہ بعد ان یرضی ربہ ویکون فی جمیع الحالات مع ربہ فی امرہ
ونہیہ - یعنی فرمایا ابو بکر صدیقؓ نی کہ عبادت کرنیوالی تین قسم کی ہین ہر ایک قسم کی تین نشانیان ہین جنسی وہ
پہچانی جاتی ہین اون سی - ایک قسم یہہ ہی کہ وہ پوجتی ہین اللہ کو بطریق ڈر کے اور ایک قسم یہہ کہ پوجتی ہین اللہ
کو بطریق امید کی اور ایک قسم یہہ ہی کہ پوجتی ہین اللہ کو بطریق محبت کی - سو پہلی قسم کی تین نشانیان ہین
حقیر جانتا ہی اپنی تئین اور کمتر جانتا ہی اپنی نیکیان اور بہت جانتا ہی اپنی بدیان - اور دوسری قسم کی
تین نشانیان ہین - پیشوا ہوتا ہی آدمیون کا تمام حالتون مین اور بڑا سخی ہوتا ہی تمام آدمیون سی ساتہ
مال کے دنیا مین اور اچہا گمان کرتا ہی ساتہ اللہ کی تمام خلق مین - اور تیسری قسم کی تین نشانیان ہین دیتا ہی
جو چیز دوست رکہتا ہی اور نہین پرواہ کرتا بعد راضی ہونی اپنی پروردگار کی اور عمل کرتا ہی ناخوشی نفس
بعد راضی ہونی پروردگار کی اور ہوتا ہی تمام حالات مین اپنی رب کی ساتہ اوسکی حکم اور نہی مین - احیاء العلوم
جلد ۲ - باب فضیلۃ الالفۃ والاخوۃ - قال عبد اللہ بن عمرؓ واللہ لو صمت النہار لا افطرہ وقمت
اللیل لا انامہ وانفقت مالی علقاً علقاً فی سبیل اللہ اموت یوم اموت ولیس فی قلبی حب
لاہل طاعۃ اللہ وبغض لاہل معصیۃ اللہ ما نفعنی ذلک شیئاً - ابن عمرؓ فرماتی ہین کہ قسم
خدا تعالی کی کہ دن بہر کا روزہ رکہنا اور رات بہر کا خدا کی عبادت مین کہڑا رہنا اور نفیس نفیس مال کا

سبیل اللہ خرچ کرڈالنا ہرگز فائدہ نہ دیگا مجکو وفات کی روز جبتک کہ میری دل مین خدا کی لوگون کی محبت اور اوسکی نافرمانون کی عداوت نہو - وقال علیؑ علیکم بالاخوان فانہم عدۃ فی الدنیا والاخرۃ الا تسمع الی قول اہل النار فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم - حضرت علیؓ نے فرمایا کہ دوست ضرور پکڑو کہ وہ دنیا مین بہی کام آتے ہین اور آخرت مین بہی دیکہو دوزخ والی اوس روز یہہ کہینگے ہمارا کوئی سفارش کرنیوالا نہین اور نہ صدیق حمیم - وجاء رجل الی ابی ہریرۃؓ وقال انی ارید ان اواخیک فی اللہ فقال اتدری ما حق الاخاء قال عرفنی قال انک لا تکون احق بدینارک ودرہمک منی قال لم ابلغ ہذہ المنزلۃ اتئن قال فاذہب عنی - ایک شخص نے حضرت ابو ہریرہ کی پاس آکر کہا کہ مین چاہتا ہون کہ آپکی ساتہہ دیندارانہ برادری کرون آپنے فرمایا کہ کیا تو جانتا ہے کہ برادری کا حق کیا ہے اوسنے کہا کہ آپ بیان فرمائین آپنے کہا کہ حق برادری کا یہہ ہے کہ تو اپنے سونے چاندی پر بہی زیادہ حقدار نہو دے اوسنے کہا کہ مین ابہی اس منزل کو نہین پہونچا آپنے فرمایا کہ پہر چلا جا - احیاء العلوم جلد ۴ - کتاب المحبۃ والشوق - قال ابن عباسؓ اول من یدعی الی الجنۃ یوم القیامۃ الذین یحمدون اللہ تعالی علی کل حالٍ - ابن عباس نے فرمایا کہ پہلے پہل قیامت کو وہ لوگ جنت کیطرف بلائے جائینگے جو ہر حالین خدا کی حمد وثنا مین مصروف ہین +

## وجہ ترجیح تعلیم محمدیؐ

اس فصل مین جو اناجیل و مناجات اور قرآن وحدیث اور اقوال صحابہ سے عیسوی و محمدیؐ تعلیم درج ہوئی ہے اوسکو غور سے پڑہہ جاوی تو عیسوی تعلیم پر محمدیؐ تعلیم کو حسب ذیل فوقیت و ترجیح حاصل ہے - اول یہہ کہ عیسوی تعلیم مین خدا کی محبت کی علامت صرف اوسکی حکمون پر عمل کرنا بیان ہوئی ہے جیسا کہ انجیل یوحنا باب ۱۴ - آیت ۱۵ و ۲۱ - اور خط اول یوحنا باب ۵ - آیت ۳ مین مصرح ہے اور یہہ علامت ایسی ہے کہ ہر ایک ریاکار بظاہر حکمون پر عمل کرکے آدمیونکی سامنے خدا کی محبت کا دعوی کرسکتا ہے لیکن یہہ سچی محبت کا نشان نہین ہے سچی محبت کا نشان وہ ہے جو تعلیم محمدیؐ مین ہے کہ خدا اور اوسکی رسول کو اپنی جان و مال و اولاد اور ماں باپ اور تمام عزیزون اور بندون سے جو دنیا مین عزیزترین شیاء ہین زیادہ دوست و عزیز سمجہے اور خدا کی محبت و رضامندی کے مقابلہ مین اپنی جان و اولاد اور مال وغیرہ کی کچہہ حقیقت و حیثیت نہ سمجہے اور انکی تلف ہونے کی کچہہ پرواہ نہ کرے مگر اس معیار مین پورا اترنا بڑے جوانمردون اور کملاء کا کام ہے - اگرچہ مسیحؑ نے بہی فرمایا ہے کہ جو ماں باپ یا بیٹا بیٹی

کو مجھسے زیادہ پیار کرے وہ میرے لائق نہین ہے - مگر یہہ ارشاد مسیح کا صرف اپنی نسبت ہے خدا کی محبت کی نسبت
نے کوئی بلا توسط صریح اشارہ نہین کیا - دوم یہہ کہ انجیل مین گو خدا اور مسیح اور ایکدوسرے سے محبت کرنیکی
تاکید پائی جاتی ہے لیکن کفار یعنی منکرین خدا و مسیح کے ساتھہ محبت وغیر محبت کا کہین تذکرہ نہین ہوا یہہ
بڑی بھاری فروگذاشت ہوئی ہے حالانکہ قرآن شریف مین خدا تعالی نے صاف فرما دیا ہے کہ کفار جو
مغضوب لوگ ہین ہرگز محبت نہ کرو اور تمہاری محبت اور عداوت محض میرے واسطے ہو یعنی جس شخص سے مین
راضی ہون تم بھی اوس سے محبت کرو اور جس سے مین ناراض ہون تم بھی اوس سے نفرت کرو - سو یہہ بات واقعی ہے کیونکہ
کے دشمن سے محبت کرنی یا دوست کے دوست سے دشمنی کرنی عین دوست سے دشمنی کرنی ہے - اور یہہ اسی فروگذاشت کا
نتیجہ ہے کہ بعض عیسائی مسیح کے اس قول کہ "اپنے دشمنونکو پیار کرو" یا اسکے ہم مثل اقوال سے عام محبت یعنی غیر مذہب والون
سے محبت کرنیکی سند پکڑتے ہین حالانکہ یہہ اونکی محض خام خیالی ہے کیونکہ غیر عیسائیون اور اون لوگون سے جو عیسوی
تعلیم کے برخلاف ہین صریحاً نفرت کرنی اور کنارہ کش رہنے کا حکم ہے - دیکھو نامہ دوم یوحنا باب ۱ - آیت ۱۰ - اگر کوئی
تمہارے پاس آوے اور یہہ تعلیم نہ لاوے تو اوسے گھر مین آنے نہ دو اور اوسے سلام نہ کرو - کیونکہ جو کوئی اوسے سلام کرتا
ہے اوسکے برے کامون مین شریک ہوتا ہے - نامہ اقرنتیان باب ۱۶ - آیت ۱۷ - تم اون لوگونپر جو اس تعلیم کے برخلاف
جو تمنے پائی پھوٹ پڑنے اور ٹھوکر کھانے کے باعث ہین لحاظ رکھو اور اونسے کنارے رہو - انتہی اور ظاہر ہے کہ
انجیل کے برخلاف والون سے یہانتک کنارہ کشی کا حکم ہے کہ اونکو گھر مین آنے دینے اور سلام تک کرنیکی اجازت نہین
تو پھر محبت کی کہان گنجائش رہی اور اسکی کسطرح اجازت ہوئی - علاوہ اسکے یہان دشمنون سے ہم مذہب دشمن مراد
ہین اور یہہ اظہر من الشمس ہے کہ جسطرح ہندو مسلمان وغیرہ مذاہب کے لوگون کا دنیاوی معاملات کے باعث اپنے ہم
مذہب بھائیون کے ساتھہ اکثر عداوت و دشمنی رہتی ہے اسیطرح عیسائی لوگ بھی دنیاوی معاملات کے باعث آپسمین
ایکدوسرے سے حسد و عداوت رکھکر ایکدوسرے کے دشمن بنتے ہین سو حضرت مسیح اسی دشمنی کو دور کرنے اور آپسمین محبت
کرنے کی تاکید فرماتے ہین - سوم اپنے دینی بھائی سے محبت کرنے کی علامت عیسوی تعلیم مین بالکل مفقود ہے بخلاف
محمدی تعلیم کے کہ اوسمین حضرت نے کس صفاحت سے فرمایا ہے کہ کوئی بندہ پورا ایماندار نہوگا تاوقتیکہ وہ اپنے
بھائی کو لئے وہ بات پسند نکرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے *

## فصل یازدہم

### ریا کی مذمت اور عبادت مین اخلاص کی ترغیب و تاکید

کلام مسیح - انجیل متی باب ۶ - آیت ۱ - خبردار تم اپنے نیک کاموں کو لوگوں کے سامنے دکھلانے کے لئے مت کرو نہیں
تو تمہارے باپ سے جو آسمان پر ہے اجر نہ ملیگا - ۲ - اسلئے جبکہ تو خیرات کرے تو اپنے سامنے نرسنگا مت بجا جیسے
ریاکار عبادتخانوں اور رستوں میں کرتے ہیں تاکہ لوگ انکی تعریف کریں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وے
اپنا بدلا پاچکے - ۳ - پر جب تو خیرات کرے تو چاہئے کہ تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے جو تیرا داہنا ہاتھ کرتا ہے - ۴ - تاکہ
تیری خیرات پوشیدہ رہے اور تیرا باپ جو پوشیدہ دیکھتا ہے خود ظاہر میں تجھے بدلہ دیگا - ۵ - اور جب تو
دعا مانگے ریاکاروں کی مانند مت ہو کیونکہ وے عبادتخانوں میں اور رستوں کے کونوں پر کھڑے ہو کر دعا مانگنے
کو دوست رکھتے ہیں تاکہ لوگ انہیں دیکھیں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وے اپنا بدلہ پاچکے - ۶ - لیکن جب تو دعا
مانگے اپنی کوٹھری میں جا اور دروازہ بند کرکے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دعا مانگ اور تیرا باپ جو پوشیدہ
دیکھتا ہے ظاہر میں تجھے بدلہ دیگا - ۷ - اور جب دعا مانگتے ہو غیر قوموں کی مانند بیفائدہ بک بک مت کرو کیونکہ
وے سمجھتے ہیں کہ انکی زیادہ گوئی سے انکی سنی جائیگی ۹ - پس اسلئے تم اسطرح دعا مانگو کہ اے ہمارے باپ جو آسمان
پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو - ۱۰ - تیری بادشاہت آوے تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر بھی آوے
ہماری روزینہ کی روٹی آج ہمکو بخش - ۱۲ - اور جسطرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض ہمکو بخشدے
اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ برائی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیری ہی ہے
۱۶ - اور جب تم روزہ رکھو مکاروں کی مانند اپنا چہرہ اداس نہ بناؤ کیونکہ وے اپنا موہنہ بگاڑتے ہیں
تاکہ لوگوں میں روزہ دار جتائیں - ایضاً - باب ۵ - آیت ۸ - مبارک وے جو پاکدل ہیں کہ وے خدا کو دیکھینگے +
کلام حواریین - نامہ رومیان باب ۱۲ - آیت ۸ - وہ جو خیرات بانٹتا ہے صاف دلی سے بانٹے +
کلام الہی - پارہ والمحصنت - سورہ نسا - رکوع ۲۱ - اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ
وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَاءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا - تحقیق منافق
دغا دیتے ہیں اللہ کو اور وہ فریب کی سزا دینے والا ہے انکو اور جب کھڑے ہوتے ہیں نماز میں کھڑے ہوتے ہیں کاہلی سے دکھلاتے
ہیں لوگوں کو اور نہیں یاد کرتے اللہ کو مگر تھوڑا - پارہ عم - سورہ ماعون - فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ
سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَاءُوْنَ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ - پس افسوس ہے واسطے ان نمازیوں کے جو
اپنی نماز سے بیخبر ہیں وے جو دکھاوے کے لئے پڑھتے ہیں اور برتنے کی چیزیں مانگے لوگوں کو نہیں دیتے - پارہ حم
رکوع ۴ - يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو کہا مانو اللہ کا اور کہا مانو رسول کا او مت باطل کرو اپنے عملونکو دکہادے سے

پارہ ۵ والمحصنت سورہ نسا۔ رکوع ۶۔ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۤءَ النَّاسِ اور نہیں اللہ اور

دوست نہیں رکہتا جو دکہاوے کو اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ پارہ ۳ تلک الرسل سورہ آل عمران۔ رکوع ۳۶

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَاۤءَ النَّاسِ

وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِ

عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَا

مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ

لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت باطل کرو تم اپنی خیراتون

ساتہہ نہوری اور ایذا کی مانند اوس شخص کے جو خرچ کرتا ہے اپنے مال کو واسطے دکہلانے لوگون کے اور نہین ایمان

ساتہہ اللہ اور دن پچہلے کے پس مثال اوسکی مانند مثال اوس شخص کی ہے جسپر ہو مٹی پس پہونچے اوسکو

مینہ پس کہو دے اوسکو صاف۔ نہین قدرت پاتے اوپر کسی چیز پر جسکو کمایا اونہون نے اور اللہ راہ نہین

قوم کافرونکو۔ او مثال اون لوگون کی جو خرچ کرتے ہین اپنا مال اللہ کی رضامندی چاہنے کو اور خوب

کرکر اپنے دلون سے ایسی ہے جیسی مثال ایک باغ کی جو بلندی پر ہو پہونچے اوسمین بارش تو لائے پہل دو

دُگنے اگر نہ پہونچے اوسپر بارش تو شبنم ہی کافی ہے اور اللہ تمہارے اعمال کا دیکہنے والا ہے۔ ایضاً۔ رکوع

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاۤءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ

سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ اگر ظاہر کرو تم خیرات کو تو اچہا ہے اور اگر چہپاؤ تم اوسکو اور فقیرون

دیدو تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور دور کرتا ہے تم سے گناہ تمہارے اور اللہ تمہارے اعمال پر خبردار ہے

مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۤءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ

لَا تُظْلَمُوْنَ لِلْفُقَرَاۤءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ

اَغْنِيَاۤءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ

عَلِيْمٌ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ اور جو دیتے ہو تم خیرات سو تمہارے ہی لئے ہے اوسی اللتین کہ خرچ کرو تم مگر

چاہنے کو لئے اور جو کچہ دوگے تم خیرات پوری کیجا ئیگی تمہارے لئے یعنے اوسکا ثواب تمہین پورا پہنچایا جا

خیرات اون لوگون کی لیئی ہی جو روکی گئی ہین اللہ کی رستی مین نہین طاقت رکہتی زمین مین چلنی کی جانتا ہی
انکو ناواقف دولتمند نہ مانگنی کی وجہ سی تو پہچان لیگا انکو انکی چہری سی نہین سوال کرتی لوگون سی اصرار
...ساتہہ اور جو کچہہ دو تم خیرات تو اللہ اوسکا علیم ہی جو لوگ کہ خرچ کرتی ہین مال اپنی رات مین اور دن مین
...اور علانیہ تو اونکی لیئی اونکا اجر ہی اونکی رب کی پاس اور نہو گا خوف اونپر اور نہ وہ رنجیدہ ہونگی۔
...تفسیرون مین لکہا ہی کہ یہہ آیت اوسوقت نازل ہوئی تہی کہ جب حضرت ابابکر صدیق نی خدا کی راہ مین چالیس ہزار
...اسطور پر کہ دس ہزار دینار خفیہ اور دس ہزار علانیہ اور دس ہزار رات کی وقت اور دس ہزار دن کی وقت
...دئی تہی۔ پارہ ولو اننا۔ سورہ اعراف۔ رکوع ۷۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ
وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا۔ دعا مانگو تم اپنی رب سی عاجزی
...ساتہہ اور پوشیدہ تحقیق وہ دوست نہین رکہتا حد سی نکلجانیوالونکو اور مت فساد کرو زمین کی اندر پیچہی
...درستی کی اور پکارو اللہ کو خوف اور طمع سی۔ پارہ قال الملاء۔ سورہ اعراف۔ رکوع ۲۴۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ
فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ
...اپنی پروردگار کو اپنی دلمین عاجزی اور ڈر اور کم آواز سی صبح اور شام کو اور غافلان ذکر خدا سی مت ہو
...ولو اننا۔ سورہ اعراف۔ رکوع ۳۔ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔ کہہ ای محمد صلعم حکم کرتا ہی میرا پروردگار ساتہہ انصاف کی اور سیدہی کرو اپنی مونہہ کو طرف کعبہ
...نماز کی وقت اور پکارو اوسکو خالص کرکی واسطی اوسکی عبادت کو۔ پارہ ومالی۔ سورہ زمر۔ رکوع ۱۔
...اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ۔ بس بندگی کر اللہ کی خالص کرکی واسطی اوسکی
...خبردار ہو واسطی اللہ ہی کی ہی عبادت خالص۔ رکوع ۲۔ قُلْ اِنِّيْ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ
...کہہ ای محمد کہ مین حکم کیا گیا ہون کہ عبادت کرون اللہ کی خالص کرکی واسطی اوسکی عبادت۔ پارہ فمن
...سورہ مومن۔ رکوع ۲۔ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ پس پکارو اللہ کو
...خالص کرکی واسطی اوسکی عبادت کو اگرچہ ناخوش ہین کافر لوگ۔ رکوع ۷۔ هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
...مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ وہی زندہ ہی نہین کوئی معبود سوا اوسکی پس
...اوسکو خالص کرکی واسطی اوسکی عبادت کی سب تعریف واسطی اللہ کی ہی جو پروردگار عالمون کا ہی۔ پارہ اتل
...سورہ لقمان۔ رکوع ۳۔ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى

وَاِلَی اللّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ - اور جو کوئی خالص کردی اپنے عمل کو خدا کی طرف اور وہ نیکی کرنیوالا ہی تو وہ تھام لیا اوسنے محکم پکڑی دستاویز مضبوط اور اللہ کی طرف ہی بازگشت سب کاموں کی - پارہ عم - سورہ بینہ - رکوع ۱ - وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ - اور نہین حکم کیے گیے مگر یہہ کہ عبادت کرین اللہ کو خالص کرکر واسطے اوسکی دین کو ابراہیم کا اور قائم رکھین نماز اور دین زکوۃ اور یہہ ہی دین لوگون قائم رہنیوالون کا - پارہ وقال الذین سورہ شعرا - رکوع ۵ - یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ - اوسدن نہ فایدہ دیگا مال اور نہ بیٹے لیکن صاحب فایدہ کا وہ ہی جو لاوی اللہ کے پاس دل بے عیب اور پاک - پارہ حم - سورہ ق رکوع ۳ - وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ہٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِکُلِّ اَوَّابٍ حَفِیْظٍ مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبٍ اور نزدیک کیا جاویگا بہشت پرہیزگارون کے اور کہا جاویگا یہہ وہی ہے جسکا وعدہ دیے گئے تھے تیار کیا ہی ہمنے واسطے رجوع کرنیوالے اور نگاہ رکھنے والے احکام الٰہی کی جو ڈرتا ہی اللہ سے پوشیدگی مین اور لاتا ہی دل رجوع کرنیوالی خالص سے ۔

دعاؤن کی نسبت اسطرح پر مانگنی کا اشارہ ہوا ہی - سورہ فاتحہ - اِہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ - دکہا ہمکو راہ سیدہی راہ اون لوگون کی کہ انعام کیا ہی تونے اونپر نہ راہ اونکی جنپر غضب کیا ہی تونے اور نہ گمراہون کی - پارہ سیقول - سورہ بقر - رکوع ۲۵ - رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ - ای رب ہماری دی ہمکو دنیا اور آخرت مین نیکی اور بچا ہمکو آگ کی عذاب سے - پارہ تلک الرسل - سورہ آل عمران رکوع ۱ - رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ہَدَیْتَنَا وَہَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَہَّابُ - ای پروردگار ہماری مت پھیر ہمارے دلونکو بعد اسکی کہ راہ دکہائی ہمکو تونے اور عطا کر اپنی پاس سے رحمت تحقیق توہی عطا کرنیوالا ہی - رکوع ۲ - وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور اللہ دیکھنے والا ہی بندونکو جو کہتے ہین ای رب ہماری تحقیق ہم ایمان لائی پس بخش ہماری گناہ اور بچا ہمکو آگ کی عذاب سے - پارہ لن تنالوا - سورہ آل عمران - رکوع ۱۵ - رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ - ای رب ہماری بخش ہماری لیے گناہ ہماری اور زیادتی ہماری کام مین اور ثابت رکھہ قدم ہماری اور مدد دی تو ہمکو کافرون پر - پارہ قال الملاء - سورہ اعراف - رکوع ۱۱ - رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا

بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین - اے پروردگار ہمارے حکم کر درمیان ہمارے اور درمیان ہماری
قوم کے ساتھ حق کے اور تو بہت عمدہ حکم کرنیوالا ہے - پارہ سبحٰن الذی - سورہ کہف - رکوع ۱ - ربنا اٰتنا
من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا - اے رب ہمارے دے ہمکو اپنے پاس سے رحمت اور تیار کر
واسطے ہمارے کام ہمارے بھلائی سے +

کلام رسول مقبول ع - مشکوۃ باب الریا - فصل ۱ - عن جندب قال النبی صلعم من سمع سمع اللّٰہ بہ
ومن یرائی یرائی اللّٰہ بہ - متفق علیہ جندب سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص کہ عمل کرے واسطے سنانے
کے لوگ سنیں اور شہرت ہو مشہور کریگا اللہ عیب اوسکے اور رسوا کریگا اوسکو اور جو شخص کہ عمل کرے واسطے
دکھانے کے دکھائیگا اللہ عمل برا اوسکے جو پوشیدہ رکھتا ہے - ایضاً - فصل ۲ - عن عبد اللّٰہ بن عمر انہ
سمع رسول اللّٰہ صلعم یقول من سمع الناس بعملہ سمع اللّٰہ بہ اسامع خلقہ وحقرہ وصغرہ -
رواہ البیہقی - عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص سنا دے لوگونکو عمل اپنے سناویگا اللہ
اوسکے عمل ریائی کو اپنی خلق کے کانون مین اور حقیر و ذلیل کریگا اوسکو - ایضاً - فصل ۳ - عن شداد بن
اوس قال سمعت رسول اللّٰہ صلعم یقول من صلی یرائی فقد اشرک ومن صام یرائی فقد اشرک ومن
تصدق یرائی فقد اشرک - رواہ احمد - شداد بن اوس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جسنے دکھلاوے کے
نماز پڑھی پس تحقیق اوسنے شرک کیا اور جسنے دکھلاوے کے لئے روزہ رکھا پس تحقیق اوسنے شرک کیا اور جسنے دکھلانے کو
صدقہ دیا پس اوسنے شرک کیا - عن ابی ہریرۃ قال رسول اللّٰہ صلعم ان العبد اذا صلی فی العلانیۃ
فاحسن واذا صلی فی السر فاحسن قال اللّٰہ تعالیٰ ھذا عبدی حقا - رواہ ابن ماجۃ - ابوہریرہ
سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تحقیق بندہ جسوقت کہ نماز پڑھتا ہے ظاہر مین پس اچھیطرح پڑھتا ہے اور جب نماز
پڑھتا ہے پوشیدہ تب بھی اچھیطرح پڑھتا ہے تو فرماتا ہے اللہ تعالیٰ یہہ ہے بندہ میرا ساتھ صدق و راستی کے
مشکوۃ کتاب الرقاق - فصل ۲ - عن ابی امامۃ عن النبی صلعم قال اغبط اولیائی عندی لمؤمن خفیف
الحاذ ذو حظ من الصلوۃ احسن عبادۃ ربہ واطاعہ فی السر وکان غامضا فی الناس لا
یشار الیہ بالاصابع وکان رزقہ کفافا فصبر علی ذلک ثم نقد بیدہ فقال عجلت منیتہ قلت
بواکیہ قل تراثہ - رواہ احمد - ابی امامہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بہت قابل رشک یعنی بہت اچھا
حال کے میرے دوستونمین سے میرے نزدیک البتہ مومن ہے سبکبار صاحب نصیبہ بڑے کا نماز سے اچھی کرتا ہے

بندگی اپنے رب کی اور اطاعت کرتا ہے اوسکی پوشیدگی و خلوت مین اور وہ گمنام ہے لوگوں مین نہین اشارہ
کیا جاتا اوسکی طرف ساتھ انگلیون کے اور ہے روزی اوسکی بقدر کفایت کے پس صبر و قناعت کی
پھر چٹکی بجائی حضرت نے اپنے ہاتھ سے (جیسی رسم ہے کہ وقت تعجب اور رہو چکنے کسی چیز کے بجاتے ہین) پھر فرمایا
کہ جلدی کی گئی اوسکی موت مین کم ہین عورتین رونیوالیان اوسکی مرنے پر کم ہے میراث اوسکی مشارق
باب الثامن - عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ
اِمَامٌ عَادِلٌ وَّشَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا
فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ
وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ
عَیْنَاهُ - متفق علیہ - ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ سات شخص ہین جنکو خدا اپنے سایہ مین رکھیگا
دن اوسکے سایہ کے سوا کہین سایہ نہوگا - ایک تو منصف سردار - دوسرا وہ جوان جو امنگ جوانی سے خدا کی
بندگی مین مشغول ہوا - تیسرا وہ مرد جسکا دل مسجدون یعنی عبادتگاہون مین عبادت کے لیے لگا رہتا ہے - چوتھے وہ دو
جو خدا ہی کے لیے آپسمین محبت رکھتے ہین ملتے ہین تو اسی پر اور جدا ہوتے ہین تو اسی پر - پانچوان وہ مرد جسکو
باعزت خوبصورت عورت نے بلایا سو اوسنے کہا کہ مین خدا سے ڈرتا ہون - چھٹا وہ مرد جسنے خیرات کی تو اوسکو ایسا
چھپایا کہ نہین جانتا اوسکا بایان ہاتھ کہ کیا خرچ کیا اوسکے داہنے ہاتھ نے - ساتوان وہ مرد جسنے خدا کو یاد کیا
خالی مکان مین سو جاری ہوگئین اوسکی دونون آنکھین خدا کے خوف سے - مشکوۃ باب تنزیہ الصوم فصل اول
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ
یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ - رواہ البخاری - ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو روزہ مین بہتان کی
جھوٹی واہی تباہی باتین نچھوڑے اور اوسکے کام سے باز نہ آوے تو اللہ کو اوسکے کھانا پینا چھوڑنے (یعنی روزہ
رکھنے کی) کچھ پرواہ نہین - ازدی کتاب الضعفا - عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم خَمْسٌ یُّفْطِرْنَ الصَّائِمَ
اَلْكِذْبُ وَالْغِیْبَةُ وَالنَّمِیْمَةُ وَالْیَمِیْنُ الْكَاذِبَةُ وَالنَّظْرَةُ بِشَهْوَةٍ - پانچ چیزین روزہ دار کا روزہ توڑ
دیتی ہین جھوٹ اور غیبت اور چغلی اور جھوٹی قسم اور شہوت سے دیکھنا - مشکوۃ باب الریا والسمعۃ فصل اول
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ
وَاَعْمَالِكُمْ - رواہ مسلم - ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا تمہاری صورتون اور تمہاری

نہیں دیکھتا لیکن تمہارے دلوں اور کاموں کو دیکھتا ہے یعنے بدون پاک دلی اور خالص نیت کے ظاہر کی صفائی
کا کچھ اعتبار نہیں۔ مشارق الانوار۔ باب الثانی۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اَلَا وَاِنَّ
فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔
متفق علیہ نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جان رکھو کہ بیشک بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے
جب وہ سنورا تو سب بدن سنورا اور جب وہ بگڑا تو سارا بدن بگڑا یاد رکھو کہ وہ ٹکڑا دل ہے۔ مشکوۃ۔ باب
النیۃ۔ فصل ا۔ عَنْ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى متفق علیہ
عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور ہر ایک کے لیے وہی ہے جو اوسنے نیت کی۔
اقوال صحابہ۔ احیاء العلوم۔ جلد ۴۔ کتاب النیۃ والاخلاص وکتب عمر بن الخطاب الی ابی موسی
الاشعری من خلصت نیتہ کفاہ اللہ تعالی ما بینہ وبین الناس۔ عمر خطاب نے ابی موسی اشعری کی طرف
لکھا کہ جسکی نیت پاک ہوتی ہے اوسکو اللہ تعالی وہ بات کفایت کردیتا ہے جو اوسمیں اور لوگوں میں ہو۔
وقال یزید بن حارث اذا استوت سریرۃ العبد وعلانیتہ فذالک النصف وان کانت سریرتہ
افضل من علانیتہ فذالک الفضل وان کانت علانیتہ افضل من سریرتہ فذالک الجور۔ یزید بن
حارث نے کہا ہے کہ جب بندہ کا پوشیدہ وظاہر یکساں ہو تو یہ عدل ہے اور جب پوشیدگی بہتر ہو ظاہر سے تو اوسکا
نام فضل ہے اور اگر ظاہر بہتر ہو پوشیدہ سے تو اوسکا نام جور ہے۔ وقال ابو ہریرۃ یبعثون یوم القیامۃ علی
قدر نیاتہم۔ ابو ہریرہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ اپنی نیتوں کے اندازہ پر اوٹھائے جائینگے۔ وقال عمر بن
الخطاب ان افضل الاعمال اداء ما افترض اللہ تعالی والورع عما حرم اللہ تعالی وصدق النیۃ فیما
عند اللہ تعالی۔ عمر خطاب نے فرمایا کہ بہتر عملوں کا ادا کرنا اون چیزوں کا ہے جو خدا نے فرض کی ہے اور پرہیز کرنی
اون چیزوں سے جو خدا نے حرام کی ہے اور سچی نیت رکھنی اون چیزوں میں جو خدا کے نزدیک ہے۔ منبہات۔ باب الثلاثی
عن علی علیہ السلام کانوا من قبلنا یتواصون بثلث خصال ویتکاتبون بہا من عمل لاخرتہ کفاہ اللہ امر
دنیاہ ومن احسن سریرتہ احسن اللہ علانیتہ ومن اصلح ما بینہ وبین اللہ اصلح اللہ
ما بینہ وبین الناس علی نے فرمایا کہ پہلے لوگ وصیت کیا کرتے تھے تین خصلتوں کی اور لکھا کرتے تھے اونکو او
یہ کہ جو کام آخرت کا کریگا اللہ اوسکے کام دین اور دنیا کے بنائیگا اور جو اپنا باطن سنواریگا اللہ اوسکا
ظاہر سنواریگا اور جسنے درست کیا اپنا معاملہ اللہ کے ساتھ درست کریگا اللہ معاملہ اوسکا لوگوں کے ساتھ۔

ایضا - باب الثانی - عن علیؓ لا خیر فی صلوٰۃ لا خشوع فیها ولا خیر فی صوم لا امتناع فیه عن اللغو
ولا خیر فی دعاءٍ لا اخلاص فیه - علیؓ سے روایت ہے کہ اوس نماز مین بہتری نہین ہے جسمین عاجزی نہو اور
اوس روزہ مین بہتری نہین ہے جسمین لغو باتون سے رکنا نہو اور اوس دعا مین بہتری نہین جسمین خلوص نہو
احیاء العلوم - جلد ۳ - بیان ذم الشہرۃ - قال علی کرم اللہ وجہہ تبذل ولا تشتہر ولا ترفع شخصک لتذکر
وتعلم واکتم واصمت تسلم تسر الابرار وتغیظ الفجار - علیؓ نے فرمایا کہ خیرات کر اور شہرت کر اور اپنی بزرگی
کو مت بڑہا تاکہ لوگ تجکو بہچانین اور یاد کرین بلکہ اپنے آپکو چہپا اور خاموش رہ کہ اسمین نجات ہے نیک بندے تجسے
خوش ہینگے اور بدکار تجسے غصہ کہاوینگے - ایضا - بیان ذم الریاء - فیروی ان عمر بن الخطابؓ رأی رجلا
یطاطی رقبتہ فقال یا صاحب الرقبۃ ارفع رقبتک لیس الخشوع فی الرقاب انما الخشوع فی القلب
روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دیکہا کہ وہ گردن جہکائے بیٹہا ہے تاکہ لوگ اوسکو پارسا سمجہین آپنے فرمایا کہ
اے گردن والے اوٹہا اپنی گردن کیونکہ عاجزی دل مین ہے نہ گردن جہکانے مین - ورای ابو امامۃ الباہلی
رجلا فی المسجد یبکی فی سجودہ فقال انت انت لو کان ھذا فی بیتک - ابو امامہ باہلیؓ نے ایک شخص کو مسجد
مین سجدہ کے درمیان روتے ہوئے دیکہکر فرمایا کہ اگر تو یہ بات اپنے گہر مین کرتا تو بہت اچہا ہوتا - وقال عکرمہ
ان اللہ یعطی العبد علی نیتہ ما لا یعطیہ علی عملہ لان النیۃ لا ریاء فیہا - عکرمہ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ
آدمی کو نیک نیتی پر وہ چیز عطا کرتا ہے جو اوسکے عمل کرنے پر نہین دیتا کیونکہ نیت مین کوئی دکہاوا نہین ہو سکتا

## وجہ ترجیح تعلیم محمدی

اس فصل مین انجیل و قرآن سے جو تعلیم مذکور ہوئی ہے اوس سے مثل آفتاب نیمروز روشن ہے کہ محمدی تعلیم عیسوی
تعلیم پر کلی ترجیح رکہتی ہے کیونکہ تعلیم محمدی مین تمام عبادات و خیرات دو قسم کی بیان ہوئی ہین - ایک فرضی
دوم نفلی سو فرضی عبادت کا تو پاک دل اور خالص نیت سے محض اسلئے رضامندی اپنے خالق کی ظاہراً ادا کرنا
اور نفلی عبادت کا پوشیدہ بجالانا بہتر ہے لیکن انجیل مین ظاہر کی ممانعت ہوکر خاص حکم ہوا ہے کہ عبادت و خیرات
بالکل پوشیدہ ادا کرو حالانکہ جو فائدے پاک دل اور صاف نیت سے ظاہراً خیرات یا عبادت ادا کرنے مین حاصل
ہو سکتے ہین وہ پوشیدہ کرنے مین مفقود ہو گئے چنانچہ اگر خیرات یا عبادت ظاہراً پاک دل سے ادا کیجاوے تو
اول دیکہا دیکہی اور لوگونکو بہی اونکے کرنیکی ترغیب ہوگی - دوم امید ہے کہ ایسا کرنے سے شاید بخیل و بے نماز لوگ بہی
بخل و غفلت سے شرمندہ ہوکر توبہ اختیار کرین - سوم - فرضی خیرات و عبادت کو ظاہراً ادا کرنے مین اوس

کی ہمت سے بچاؤ ہے +

# فصل دوازدہم

## جمع کرنے مال اور بخل کی مذمت اور انفاق فی سبیل اللہ اور قناعت کی ترغیب

مسیح۔ انجیل متی باب ٦- آیت ١٩- مال اپنے واسطے زمین پر جمع نکرو جہان کیڑا اور مورچہ خراب کرتے ہیں
اور جہان چور سیندہ دیکے چراتے ہیں۔ ٢٠ بلکہ مال اپنے لئے آسمان پر جمع کرو جہان نہ کیڑا نہ مورچہ خراب کرتا ہی اور
نہ چور سیندہ دیکے چراتے ہین ٢١ کیونکہ جہان تمہارا خزانہ ہی وہین تمہارا دل بھی لگا رہیگا۔ ٢٥ تم خدا اور دولت
دونوں کی خدمت نہین کرسکتے +

حواریین۔ نامہ عبرانیان۔ باب ١٣- آیت ٥- تمہارا چلن لالچ کا نہووی اور جو موجود ہی اوسی پر
قناعت کرو کیونکہ اوسنے آپ کہا ہی کہ مین تجھے ہرگز نہ چھوڑونگا۔ ١٦ پر سخاوت اور بھلائی کرنی نہ بھولو۔
نامہ یعقوب باب ٤- آیت ٤- پس جو کوئی دنیا کا دوست ہوا چاہتا ہی وہ آپکو خدا کا دشمن ٹھہراتا ہی۔ نامہ ١ تیمطاوس باب ٦
آیت ١٠- کیونکہ زر کی دوستی ساری برائیوں کی جڑ ہی ١٧- اس جہان کے دولتمندونکو حکم کر کہ بلند پروازی نکرین اور
ناپایدار دولت پر بھروسہ نرکھین۔ ١٨- اور یہہ کہ وے نیکوکاری کرین اور بھلے کام سے دولتمند بنین اور
سخاوت پر تیار اور بانٹنے پر مستعد ہووین۔ نامہ ١ پطرس باب ٤- آیت ١٠ ہر ایک جسقدر اوسکو نعمت ملی سو اوسکو
خدا کی طرح طرح کے فضل کے اچھے مختاروں کی مانند آپس مین ایک دوسرے کی خدمت مین خرچ کرے۔ ١١- اگر کوئی خدمت کرے تو
اوس قوت سے کرے جو خدا نے مقدور دیا ہی۔ نامہ ١ یوحنا باب ٢- آیت ١٥- دنیا کی محبت نرکھو نہ اون چیزون کی جو دنیا مین ہین

تعلیم الہی۔ پارہ ١٠ واعلموا۔ سورہ توبہ۔ رکوع ٥- وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ - اور جو لوگ بند کرتے ہین سونا اور چاندی اور نہین خرچ کرتے اوسکو
اللہ کے رستے مین پس خوشخبری دے اونکو ساتھ عذاب دکھ دینے والے کے۔ پارہ ٣٠ عم۔ سورہ ہمزہ۔ رکوع ١- وَيْلٌ
لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ
خرابی ہی واسطے ہر غیبت کرنیوالے عیب لگانیوالے کے جسنے اکٹھا کیا مال کو اور گنتا رہا اوسکو جانتا ہی کہ مال اوسکا ہمیشہ
رکھیگا اوسکو۔ نہین نہین بلکہ ڈالا جاویگا حطمہ مین۔ پارہ ١١ یعتذرون سورہ یونس رکوع ٦- قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ
وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ - کہہ ساتھ فضل خدا اور اوسکی رحمت کی ہی چاہیئے کہ
خوش ہون اوس سے وہ بہتر ہی مال کو جمع کرنے سے۔ پارہ ٤ لن تنالوا سورہ آل عمران۔ رکوع ١٨- وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ - اور نہ گمان کرین وہ لوگ جو بخیلی کرتے ہین ساتھ اوس چیز کے کہ دیا ہے اونکو اللہ نے اپنے فضل سے
بہتر ہے اونکے لئے بلکہ وہ برا ہے اونکے لئے البتہ طوق پہنائی جاویگی وہ چیز کہ بخیلی کی ہے ساتھ اوسکے قیامت
پارہ ۵ والمحصنٰت - سورہ نسا - رکوع ۶ - اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ
يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ - تحقیق اللہ نہین دوست رکھتا اوس
کو کہ تکبر کرنیوالا شیخی کرنیوالا ہے وہ جو بخیلی کرتے ہین اور حکم کرتے ہین لوگون کو بخیلی کا اور چھپاتے ہین جو اونکو
اونکو اپنے فضل سے دیا ہے - پارہ ۲۷ قال فما خطبکم - سورہ حدید - رکوع ۳ - وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ الَّذِيْنَ
يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ - اور اللہ دوست نہین رکھتا ہر ایک تکبر کرنیوالے فخر کرنیوالے کو وہ جو بخل
کرتے اور حکم کرتے ہین لوگونکو بخل کا - پارہ ۲۸ قد سمع اللہ - سورہ حشر - رکوع ۱ - وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور جو کوئی اپنے نفس کے بخل سے بچایا جاوے (یعنے اپنے نفس کو مال کی محبت سے بچاوے) پس وہ
ہی لوگ فلاح پانیوالے ہین - پارہ ۳۰ عم - سورہ ماعون - رکوع ۱ - وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ اور وائے واسطے اون
کے جو منع کرتے ہین (یعنے نہین دیتے) برتنے کی چیز - پارہ ۱۵ سبحٰن الذی - سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ - وَلَا تَجْعَلْ
يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا - اور مت کر اپنے ہاتھ کو
گردن کی طرف بندھا ہوا اور مت کھولدے اوسکو نہایت کھولدینا (یعنے نہ حد سے زیادہ بخل کر اور نہ حد سے زیادہ
کہ پس بیٹھ رہیگا تو ملامت کیا ہوا تھکا ہوا - پارہ ۲۶ حم - سورہ محمد - رکوع ۴ - هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۤءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ خبردار
ہو تم اے لوگو جو بلائے جاتے ہو کہ خرچ کرو خدا کی راہ مین پس بعض تم مین سے وہ شخص ہے کہ بخیلی کرتا ہے
کوئی بخیلی کرتا ہے پس سوا اسکے نہین کہ بخیلی کرتا ہے اپنے نفس سے کہ اوسکو ثواب سے محروم کرتا ہے اور اللہ بے پروا ہے
اور تم محتاج ہو - پارہ ۲۷ قال فما خطبکم - سورہ حدید - رکوع ۳ - اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ
مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ - ایمان لاؤ اللہ اور اوسکے رسول پر
خرچ کرو اوس مال سے کہ کیا ہے تمکو جانشین پہلون کا اوسمین پس جو لوگ کہ ایمان لائے تم مین سے اور خرچ کیا
واسطے اونکے بڑا ثواب ہے - پارہ ۲ سیقول - سورہ بقر - رکوع ۲۴ - وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ
اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اور خرچ کرو خدا کی راستہ مین اور مت ڈالو اپنے ہاتھونکو

التہلکہ (یعنی بخل مت کرو) اور نیکی کرو تحقیق اللہ نیکی کرنیوالونکو دوست رکھتا ہی۔ پارہ تلک الرسل سورہ بقر
رکوع ۳۴۔ یا ایہا الذین آمنوا انفقوا مما رزقناکم۔ ای ایمان والو خرچ کرو تم اوس چیز سی کہ دیا ہی ہمنی
تمکو۔ ایضاً۔ رکوع ۳۷۔ یا ایہا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من
الارض ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ۔ ای ایمان والو
خرچ کرو پاکیزہ اوس چیز سی کہ کمایا ہی تمنے اور اوس چیز سی کہ نکالا ہی ہمنی واسطی تمہاری زمین سی اور مت ارادہ کرو
خبیث کو اوسمین سی خرچ کرو اور تم نہین اوسکی لینی والی مگر یہہ کہ چشم پوشی کرو اوسمین۔ پارہ ۲۷ قال فما خطبکم
سورہ حدید۔ رکوع ۱۔ وما لکم الا تنفقوا فی سبیل اللہ اور کیا ہی تمہاری لئی یہہ کہ نہ خرچ کرو خدا کی راستہ
مین۔ پارہ ۳ تلک الرسل۔ سورہ بقر۔ رکوع ۳۶۔ مثل الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت
سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم ط الذین ینفقون
اموالہم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی لہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم و
لاہم یحزنون۔ مثال اون لوگون کی جو اپنی مال خدا کی راستہ مین خرچ کرتے ہین مثل ایک دانہ کی ہی کہ اگاوی
سات بالین ہر ایک بال مین سو دانہ ہوا اور اللہ دوگنا کرتا ہی جسکی لئی چاہتا ہی اور اللہ کشایش والا جاننی والا ہی۔ وہ
جو اپنی مال خدا کی راستہ مین خرچ کرتی ہین پہر اوسکی خرچ کرنی کی بعد نہین لاتی شہرا اور نہ ایذا اونکی لئی ہی ثواب انکا
نزدیک خدا کی اور نہین اونپر ڈر اور نہ وہ غمناک ہونگی۔ پارہ ۴ لن تنالوا۔ سورہ آل عمران۔ رکوع ۱۰۔ لن
تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ط وما تنفقوا من شیء فان اللہ بہ علیم۔ ہرگز نہ پہنچو گی بہلائی
کو یہانتک کہ خرچ کرو اوس چیز سی کہ دوست رکہتی ہو اور جو کچہہ کہ خرچ کرتی ہم کسی چیز سی پس تحقیق اللہ اوسکو جانتا ہی
پارہ ۲۰ امن۔ سورہ قصص۔ رکوع ۶۔ وما اوتیتم من شیء فمتاع الحیوۃ الدنیا وزینتہا
وما عند اللہ خیر وابقی افلا تعقلون۔ ای لوگو جو کچہہ تم مال وغیرہ سی دئی گئی ہو پس وہ فائدہ زندگانی
دنیا کا اور اوسکی زینت ہی اور نہین خدا کی نزدیک وہ اچہا اور بہت باقی رہنی والا کیا تم نہین سمجہتی۔ پارہ ۱۵
سبحان الذی۔ سورہ بنی اسرائیل۔ رکوع ۶۔ المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا والباقیات الصالحات
خیر عند ربک ثوابا وخیر املا۔ مال اور بیٹی زندگانی دنیا کی آرایش ہین اور باقی رہنی والیان نیکیان
تیری پروردگار کی نزدیک بہتر ہین ثواب در بہتر ہین امید رکہنی مین۔ موضح القرآن مین لکہا ہی کہ باقی رہنی والیان
نیکیان یہہ ہین کہ مثلاً کسی کو علم سکہایا جاوی جو جاری رہی یا کوئی نیک رسم ڈال جاوی یا مسجد بنا جاوی

کوئی سرائی یا باغ وقف کرجاوے یا اپنی اولاد کو تربیت کرکے صالح چھوڑ جاوے۔ انتہی۔ تفسیر حسینی میں لکھا
کہ امام قشیری نے فرمایا کہ باقیات صالحات وہ اعمال ہیں جو بغیر طمع وریا کے خالصاً لوجہ اللہ کئے جاویں تاکہ
ثمرہ ابد تک قائم رہے۔ پارہ ۵ والمحصنات۔ سورہ نسا۔ رکوع ۱۱۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ
لِّمَنِ اتَّقٰی وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا۔ کہہ اے محمد دنیا کی محبت رکھنے والوں کو کہ دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے اور آخرت اس
شخص کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگاری کرتا ہے اور نہ ظلم کئے جاؤگے تاگے کی برابر یعنے تمہاری نیکیوں میں سے دھاگے کی
جو بہت ہی بےمقدار ہوتا ہے گھٹایا نہ جائیگا۔ پارہ ۱۰ واعلموا۔ سورہ توبہ۔ رکوع ۶۔ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ
الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ۔ کیا خوش ہوئے تم ساتھ زندگانی دنیا کی آخرت سے
پس نہیں فائدہ دنیا کا آخرت میں مگر تھوڑا۔ ولنعم ما قال ؎ متاع این جہان فانی ومعیوب + نعیم آنجہان
مرغوب + چرا کس دولت باقی گذارد + بہ نعمتہائے فانی سر درآرد۔ پارہ ۲۲ ومن یقنت۔ سورہ سبا۔ رکوع ۵۔ وَمَا
اَمْوَالُکُمْ وَلَا اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ
بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ۔ اور نہیں مال تمہارے اور نہ اولاد تمہاری جو تمکو ہمارے نزدیک کرے
مقرب شخص وہ ہے جو ایمان لائے اللہ پر اور اچھے کام کرے پس انہیں لوگوں کو لئے بدلہ دوگنا ہے بسبب اسکے جو کیا
نے اور وہ بالاخانوں کے اندر بےخوف ہیں۔ پارہ ۱۴ ربما۔ سورہ نحل۔ رکوع ۱۳۔ مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ
بَاقٍ۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے تمام ہوجاتا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے باقی رہنے والا ہے۔ پارہ ۲۵ الیہ یرد۔ سورہ شوریٰ
رکوع ۳۔ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ وَمَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ
فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ۔ جو کوئی چاہتا ہے کھیتی آخرت کی زیادہ دیتے ہیں ہم اوسکو کھیتی اور جو کوئی چاہتا ہے
کھیتی دنیا کی دیتے ہیں ہم اوسمیں سے اوسکو کچھ اور نہیں اوسکے لئے آخرت میں کچھ حصہ۔ پارہ ۲۷ قال فما خطبکم۔ سورہ حدید
رکوع ۳۔ اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ
کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا وَفِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ
وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ اے دنیا کے طالبو تم جانو کہ
دنیا کی ایک کھیل ہے اور دل بہلانا اور بناؤ کرنا ہے اور آپسمیں بڑائی کرنی اور مالوں و اولاد میں زیادتی کرنی
تم جانو یہہ کہ زینت دنیا کی جلدی دور ہوجائیگی مثل مینہہ کی کہ خوش لگتا ہے کھیتی کرنیوالوں کو اوسکا اگانا
سے اوٹھتی ہے پس تو دیکھتا ہے اوسکو زرد ہوئی پھر ہوجاتی ہے ریزہ ریزہ اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور

جو خدا کی بیفرمانی کری اور خدا کی طرف سی بخشش اور رضامندی ہی اوسکی واسطی جو فرمانبرداری کری اور زندگانی
دنیا کی بعض اسباب غرور کا ہی - تفسیر بیضاوی اور مدارک مین لکہا ہی کہ خدا تعالی نی اس آیت مین ہونی دنیا کی
جلد زائل ہو جانی اور کم منفعت ہونی کی مثال کہیتی کے حال کے ساتہہ بیان فرمائی ہی یعنی دنیا کا حال مثل
اوس کہیتی کے ہی جو بارش کے ذریعہ سی پیدا ہو کر قائم ہوئی اور کہیتی والی یا کافر لوگ اوسسی خوش ہوئی کیونکہ
وہ زینت دنیا سی زیادہ خوش ہوا کرتی ہین اور مومن کا حال یہہ ہی کہ جب کوئی تعجب انگیز چیز دیکہتا ہی تو
اوسکا فکر خدا کی قدرت کیطرف دوڑ کر اوسسی خوش ہوتا ہی اور کافر جو دیکہتا ہی ماری خوشی کی اوسکا فکر
اوس سی تجاوز نہین کرتا اور اوسی مین غرق ہو جاتا ہی پہر وہ کہیتی خشک اور زرد ہو کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہی
قال الم - سورہ کہف رکوع ۱۲ - قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا - کہہ کیا خبر دون مین تمکو ساتہہ ٹوٹا پانیوالون کی عمل مین وہ
جنکی ضائع ہوئی اونکی سعی زندگانی دنیا مین اور وہ گمان کرتی ہین یہہ کہ وہ اچہا کام کرتی ہین +

کلام رسول مقبول ۲ - مشکوۃ کتاب الرقاق فصل ۳ - عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ مَا
اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنْ اَجْمَعَ الْمَالَ وَاَكُوْنَ مِنَ التَّاجِرِيْنَ - رواہ فی شرح السنہ - جبیر بن نفیر سی روایت ہی کہ حضرت
نی فرمایا مجہی نہین حکم کیا گیا اسبات کا کہ جمع کرون مین مال کو اور تجارت کرنے والا ہون - عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۲ اَلدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَا دَارَ لَهٗ وَمَالُ مَنْ لَا مَالَ لَهٗ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهٗ - رواہ
احمد - عائشہ سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ دنیا گہر اوس شخص کا ہی جسکا آخرت مین کوئی گہر نہین اور مال اوس شخص کا
جسکا مال نہین اور اوسکو وہ شخص جمع کرتا ہی جسکو عقل نہین - طبرانی وحاکم - عَنْ اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
۲ اِذَا سُئِلْتَ فَلَا تَمْنَعْ وَاِذَا اُعْطِيْتَ فَلَا تَخْبَأْ - رواہ الطبرانی والحاکم - ابو سعید سی روایت ہی کہ حضرت
نی فرمایا کہ جب کوئی تجہسی مانگی تو مت روک اور جب تجکو دیا جاوی تو مت چہپا - مشکوۃ باب فضل الفقراء
عَنْ عَلِيٍّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ رَضِيَ مِنَ اللّٰهِ بِالْيَسِيْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْقَلِيْلِ
مِنَ الْعَمَلِ - رواہ البیہقی - علی سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ جو شخص خدا سی راضی ہوا تہوڑی سی رزق کے ساتہہ
خدا راضی ہوگا اوسسی تہوڑی سی عمل کی ساتہہ - عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۲ لَمَّا بَعَثَ بِهٖ
اِلَى الْيَمَنِ قَالَ اِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ - رواہ احمد - معاذ بن جبل سی روایت
ہی کہ جب اونکو حضرت نی یمن کیطرف قاضی بنا کر بہیجا تو یہہ حکم فرمایا کہ اپنی تئین عیش و عشرت اور تن آسانی سے

بچاتا کیونکہ جو خاص بندے خدا کے ہین وہ عیش وعشرت مین نہین رہتے - ایضاً کتاب الرقاق فصل - عن
عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ کَفَافًا وَقَنَّعَہُ اللّٰہُ بِمَا اٰتَاہُ - رواہ مسلم
عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ مراد کو پہونچا وہ شخص جو مسلمان ہوا اور اوسکو بقدر کفایت
روزی ملی اور خدا نے جتنا اوسکو دیا اوسپر قناعت کی - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ
کَثْرَۃِ الْعَرَضِ وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ متفق علیہ ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تونگری بہت
مال ومتاع مین نہین بلکہ حقیقت مین تونگری دل کی ہے - یعنی غنی اور تونگر اوسکا نام نہین جسکے پاس دنیا کا سامان
اور اسباب زیادہ ہو کیونکہ جتنا اسباب زیادہ اوتنی ہی احتیاج زیادہ ۔ آنکہ غنی ترند محتاج ترند - حقیقت میں
غنی اور بےپرواہ قناعت والا وہ ہے جسکا دل غنی ہے کیونکہ جب دل سے دنیا کی محبت جاتی رہی تو کچھ حاجت نہ رہی
تونگری بدل ہست نہ بمال - ایضاً باب التوکل والصبر - فصل ا - عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ مَا رُزِقَ الْعَبْدُ رِزْقًا اَوْسَعَ
عَلَیْہِ مِنَ الصَّبْرِ متفق علیہ ابوسعید سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہین دیا گیا بندہ کوئی روزی صبر سے زیادہ
کشادگی اور وسعت مین - یعنی صبر اور قناعت کے برابر کوئی روزی نہین کیونکہ اگر قناعت نہین تو کتنا ہی مال ہو
نہین ملتی ۔ ای قناعت تونگرم گردان ۔ کہ ورای تو ہیچ نعمت نیست - ایضاً - باب الامل والحرص فصل - عن
ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ بِبَعْضِ جَسَدِیْ فَقَالَ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ
وَعُدَّ نَفْسَکَ مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ رواہ البخاری - ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے میری مونڈھے کو پکڑ کر فرمایا
کہ دنیا مین ہو مسافر کی طرح یا کہ جیسے راہ چلتا اور اپنی جان کو قبر والے مُردون مین گن رکھہ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
عَنِ النَّبِیِّ قَالَ لَوْ کَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰی ثَالِثًا وَلَا یَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا
التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ متفق علیہ - ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر بالفرض
آدمی کے پاس دو جنگل مال سے بھرے ہوئے ہون تو البتہ اونکے ساتھہ تیسرے جنگل کو بھی تلاش کرتا اور آدمی کا پیٹ
خاک کے نہین بھرتا اور اوسپر اللہ راضی ہوتا ہے جو حرص و لالچ سے توبہ کرتا ہے +

اقوال صحابہؓ - منبہات - باب السباعی - وعن عثمانؓ انہ قال فی قولہ تعالیٰ وکان تحتہ کنز لھما
کان ابوھما صالحا قال الکنز لوح من ذھب علیہ سبعۃ اسطر مکتوب فی احدٰھا عجبت لمن
عرف الحساب وھو یجمع مالا وعجبت لمن عرف الموت وھو یضحک وعجبت لمن عرف الدنیا
فانیۃ وھو یرغب فیھا وعجبت لمن عرف ان الامور بقدر وھو یغتم للفوات وعجبت

النار وهو یذنب وعجبت لمن عرف الله یقینا وهو یذکر غیره وعجبت لمن عرف الجنة
وهو یستریح بالدنیا وعجبت لمن عرف الشیطان عدوا فاطاعه۔ حضرت عثمانؓ نے آیت وکان
کنز لهما کی بیان مین فرمایا کہ کنز ایک تختی سونی کی تهی اور اوسپر سات سطرین تهین لکها ہوا تها کہ مین تعجب
کرتا ہون مین اوس شخص سے کہ پہچانا حساب کو اور جمع کری مال کو اور تعجب کرتا ہون مین اوس شخص سے کہ پہچانا موت
اور ہنستا ہے اور تعجب کرتا ہون اوس شخص سے کہ پہچانا دنیا کو فانی اور وہ اوسکی رغبت کرتا ہے اور تعجب کرتا ہون
اوس شخص سے کہ پہچانا کہ کام ساتهہ تقدیر کے ہین اور وہ غم کری کسی چیز کے فوت ہونے سے اور تعجب کرتا ہون اوس
شخص سے کہ پہچانا دوزخ کو اور گناہ کری اور تعجب کرتا ہون اوس شخص سے کہ پہچانا اللہ کو ساتهہ یقین کے اور یاد
کری غیر کو اور تعجب کرتا ہون اوس شخص سے کہ پہچانا بہشت کو یقین سے اور وہ راحت پکڑے دنیا کی ساتهہ
اور تعجب کرتا ہون اوس شخص سے کہ پہچانا شیطان کو دشمن پهر فرمانبرداری کری اوسکی۔ احیاء العلوم۔ جلد ٣
وقال عبد الله بن عمرؓ الشح اشد من البخل لان الشحیح هو الذی یشح علی ما فی ید
غیره حتی یاخذه ویشح بما فی یدیه فیحبسه والبخیل هو الذی یبخل بما فی یدیه۔ عبد اللہ بن عمرؓ
فرماتے ہین کہ شح (حرص) بہ نسبت بخل کے زیادہ بری ہے کیونکہ شحیح (حریص) دوسرے کے مال پر بخل کرتا ہے اور اپنا
بهی دبا رکهتا ہے اور بخیل وہی ہے جو اپنے مال پر بخل کرتا ہے۔ ایضاً فضیلة السخاء۔ قال علیؓ اذا اقبلت الدنیا
علیک فانفق منها فانها لا تفنی واذا ادبرت عنک فانفق منها فانها لا تبقی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ
جب دنیا آتی ہو جب بهی اوسمین سے خرچ کری کیونکہ وہ خرچ کرنے سے جاتی نہ رہیگی اور اگر دنیا جاتی ہو
تب بهی خرچ کرنا چاہیے کیونکہ نہ خرچ کرو گے پهر بهی نہین جاویگی۔ ایضاً باب ذم المال ووضع علی کرم اللہ وجهه
درهما علی کفه ثم قال اما انک ما لم تخرج منی لم تنفعنی۔ حضرت علیؓ نے ایکدرم اپنی ہتیلی پر رکهکر فرمایا
کہ تو جبتک میرے پاس سے نہ دور ہوگا مجهکو فائدہ نہ دیگا۔ تنبیہات۔ باب القناعة۔ قال عمرؓ ادرایت
الفقراء ما لا افضل من القناعة۔ ملخصاً۔ یعنی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مینے سب مالونکو دیکها مگر نہ دیکها
کوئی مال قناعت سے۔ احیاء العلوم۔ جلد ٣۔ بیان فضیلة خصوص الفقراء۔ قال ابن مسعودؓ ما من یوم
الا وملک ینادی من تحت العرش یا ابن آدم قلیل یکفیک خیر من کثیر یطغیک۔ ابن مسعودؓ کہتے
ہین کہ ہر روز ایک فرشتہ عرش کے نیچے آواز کرتا ہے کہ اے ابن آدم وہ تهوڑا جو کفایت کری تجهکو اوس بہت سے بہتر ہے
جو سرکش بنادی۔ وقال ابو الدرداء ما من احد الا وفی عقله نقص وذلک انه اذا اتته الدنیا

بالزیادۃ ظل فرحًا مسرورًا واللیل والنہار دائمان فی ھدم عمرہ ثم لا یحزنہ ذلک ویح ابن
آدم ما ینفع مال یزید وعمر ینقص ابو الدرداؓ نے فرمایا ہی کہ ہرایک شخص کی عقل مین فتور ہی کیونکہ جب اوسکو
دنیا زیادہ ہاتھ آتی ہی تو وہ خوش ہوتا ہی حالانکہ عمر اوسکی ہمیشہ کم ہوتی ہی اور وہ غمگین نہین ہوتا۔ افسوس ابن
ابن آدم نہین فائدہ دیتا مال جو زیادہ ہو اور عمر کم ہو۔ منبہات۔ باب الثلاثی۔ وعن عثمانؓ من ترک الدنیا
احبہ اللہ تعالی۔ عثمانؓ نی فرمایا ہی کہ جسنی چھوڑا دنیا کو دوست رکھا اوسکو اللہ نی۔ احیاء العلوم جلد ۳۔ بیان
ذم الدنیا۔ قال ابن مسعودؓ ما اصبح احد من الناس الا وھو ضیف ومالہ عاریۃ فالضیف مرتحل
والعاریۃ مردودۃ۔ ابن مسعودؓ فرماتی ہین کہ ہرایک آدمی مہمان ہی اور اوسکا مال امانت ہی پس مہمان ایکروز چل
بسیگا اور امانت مالک کی پاس واپس جاویگی۔ وقال علی کرم اللہ وجہہ فی خطبتہ اوصیکم بتقوی اللہ والترک
للدنیا التارکۃ لکم وانکتم لا تحبون ترکھا المبلیۃ اجسامکم وانتم تریدون تجدیدھا فانما مثلکم
ومثلھا کمثل سفر سلکوا طریقًا وکانہم قد قطعوہ وافضوا الی علم فکانہم بلغوہ وکم عسی ان یجری المجری
حتی ینتہی الی الغایۃ وکم عسی ان یبقی من لہ یوم فی الدنیا وطالب حثیث یطلبہ حتی یفارقہا فلا تجزعوا
لبؤسہا وضرائہا فانہ الی انقطاع ولا تفرحوا بمتاعہا ونعمائہا فانہ الی زوال عجبت لطالب الدنیا
والموت یطلبہ وغافل ولیس بمغفول عنہ۔ حضرت علیؓ نی اپنی خطبہ مین ارشاد فرمایا کہ مین تمکو وصیت کرتا ہون کہ
خدا سی ڈرو اور دنیا کو ترک کرو گو تمکو اوسکا چھوڑنا اچھا معلوم نہو مگر وہ تمکو چھوڑ دیگی تم اوسکو نیا کرنا چاہتی ہو
اور وہ تمہاری جسمونکو پرانا کئی جاتی ہی تمہاری اور اوسکی مثال ایسی ہی جیسے مسافر کسی راہ مین چلین اور گویا اوسکو
طی کرلین یا پہاڑ پر پہونچین اور اوسپر مثلًا چڑھ چکین راہ تو چلتی چلتی کسی حد پر ختم ہی ہو جاتا ہی اور اکثر ایسا ہوتا
ہی کہ جسکی بات دنیا مین بنی ہوئی ہی موت کا جلد باز پیادہ اوسکی پیچھی ہی یہانتک کہ دنیا سی جدا ہو جاوی پس اوسکی
تکلیف و نقصان مین مضطر نہونا چاہئی کہ اخیر کو منقطع ہو جاویگی اور نہ اوسکی متاع و دولت پر خوش ہونا چاہئی
کہ وہ بھی اخیر کو جاتی رہیگی مجہی طالب دنیا سی بڑا تعجب ہی کہ وہ تو طالب دنیا ہی اور موت اوسکی طالب ہی اور غافل پر
تعجب ہی کہ اوسکو غفلت ہی مگر اوسکی حال سی غفلت نہین کیجاویگی +

## وجہ ترجیح تعلیم محمدیؐ

اس فصل مین اناجیل و قرآن شریف وغیرہ سی جو تعلیم درج ہوئی ہی ناظرین خود انصاف کرسکتی ہین کہ تعلیم
جمع مال و بخل و فضیلت انفاق فی سبیل اللہ اور ترک دنیا و طمع وغیرہ کی باب مین جسقدر قرآن شریف و احادیث

بنوی اور اقوال صحابہ مین ارشاد ہوا ہی اناجیل و نامجات مین اوسکا عشر عشیر بہی نہین ہی۔ پس اس بارہ مین
بہی بسبب کثرت تاکید اور وضاحت و تفصیل کے محمدی تعلیم ہی کو ترجیح و فوقیت حاصل ہے +

## فصل سیزدہم

### توکل کی فضیلت اور ترغیب مین

**کلام مسیح** - انجیل متی باب ۶ - آیت ۲۵ - مین تم سی کہتا ہون کہ اپنی زندگی کی لئی فکر نہ کرو کہ ہم کیا کہاینگی اور کیا پئینگے - ۲۶ ہوا کی پرندونکو دیکہو وی نہ بوتی نہ لوتی نہ کوٹہیو نمین جمع کرتے ہین تو بہی تمہارا آسمانی باپ انکو کہلاتا ہے کیا تم اونسی بہت بہتر نہین ہو ۳۱ - اسلئی یہہ کہکے فکر مت کرو کہ ہم کیا کہاینگے یا پئینگے - ۳۲ کیونکہ ان سب چیزون کی تلاش مین غیر قومین رہتی ہین اور تمہارا آسمانی باپ جانتا ہی کہ تم اون سب چیزون کی محتاج ہو - ۳۳ پر تم پہلے خدا کی بادشاہت اور اوسکی راستبازی کو ڈہونڈو تو یہہ سب چیزین بہی تمہین ملینگی - ۳۴ پس کل کی فکر نہ کرو کیونکہ کل اپنی چیزون کی آپ ہی فکر کر لیگا - آج کا دکہہ آج ہی کی لئی بس ہے +

**کلام حواریین** - نامہ اول پطرس باب ۵ - آیت ۷ - اور اپنی ساری فکر اوسپر ڈالدو کیونکہ اوسکو تمہاری فکر ہی

**کلام الہی** - پارہ ۶ لایحب اللہ - سورہ مائدہ - رکوع ۲ - وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور ڈرو اللہ سی اور اللہ ہی پر چاہیے کہ ایمان والے توکل کرین - رکوع ۴ - وَعَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوْا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اور اللہ ہی پر توکل کرو اگر تم ایمان والے ہو - پارہ ۲۸ قد سمع اللہ - سورہ تغابن رکوع ۱ - اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ - بجز اللہ کی اور کوئی معبود نہین اور اللہ ہی پر چاہیے کہ ایمان والے توکل کرین - پارہ ۲۱ اتل ما اوحی - سورہ احزاب - رکوع ۱ - وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا اور توکل کر اللہ پر اور کافی ہی اللہ کارساز - ایضاً - سورہ عنکبوت - رکوع ۶ - نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ وَکَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّۃٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَھَا اَللّٰہُ یَرْزُقُھَا وَاِیَّاکُمْ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ - بہت اچہا ہی ثواب اون عمل کرنیوالون کا جنہون نی سختی پر صبر کیا اور اپنی پروردگار پر توکل کرتی ہین اور بہت سی جانور ہین جو نہین اوٹہاتی ہر گز اپنی روزی خدا ہی انکو اور تمکو روزی دیتا ہی اور وہ سننی والا اور جاننی والا ہی - اس پر کسی نی کیا اچہا کہا ہی

> ہست ز فیض کرم ذوالجلال + مشرب ارزاق پر آب زلال + شاہ و گدا در ہما و میخورند + مور و ملخ قسمت از وے برند -

پارہ ۱۲ ومامن دابۃ - سورہ ہود - رکوع ۱ - وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا - ہر ایک زمین مین چلنیوالی کی روزی پہونچانی اللہ ہی پر ہی - پارہ ۱۳ وما ابری - سورہ ابراہیم - رکوع ۲ - وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ

المؤمنون ۔ وما لنا الا نتوكل على الله وقد هدانا سبلنا ولنصبرن على ما آذيتمونا وعلى الله
فليتوكل المتوكلون۔ اور الله ہی پر چاہیے کہ توکل کریں ایمان والے اور کیوں ہم الله پر توکل نہ کریں اور بیشک
اوسنے دکھائیں ہمکو راہیں ہماری اور ضرور ہم صبر کرینگے اوسپر جو ایذا دیتے ہو تم اور الله ہی پر چاہیے کہ توکل کریں توکل
کرنیوالے۔ پارہ ۱۰ واعلموا۔ سورہ انفال رکوع ۶۔ ومن يتوكل على الله فان الله عزيز حكيم اور جو کوئی الله
پر توکل کرے پس بیشک الله غالب ہے حکمت والا۔ پارہ ۲۸ قد سمع الله سورہ طلاق رکوع ۱۔ ومن يتق الله يجعل
له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب ومن يتوكل على الله فهو حسبه ان الله بالغ امره قد
جعل الله لكل شيء قدرا۔ اور جو کوئی ڈرے الله سے کریگا اوسکے لیے الله راہ نکلنے کی مشکل سے اور روزی دیگا
اوسکو اوس جگہہ سے کہ نہیں گمان کرتا اور جو کوئی الله پر توکل کرے پس وہ کفایت ہے اوسکو تحقیق الله اپنے ارادہ
کو پہونچنے والا ہے بیشک الله نے ہر چیز کے لیے اندازہ مقرر کیا ہے۔ تفسیر مدارک و بیضاوی میں لکھا ہے کہ ابوذر
غفاری سے روایت ہے کہ حضرت نے اس آیت کو چند دفعہ پڑھکر فرمایا کہ یہہ ایک ایسی آیت ہے کہ اگر سب لوگ بخوبی
عمل کریں تو بیشک اونکو کفایت کرے۔ انہیں تفسیروں میں لکھا ہے کہ اس آیت میں ترغیب توکل علی الله اور اوسی
کی طرف سب کام سونپنے کا بیان ہے کیونکہ جب معلوم ہوگیا کہ بغیر تقدیر الہی کی روزی یا اور کوئی چیز حاصل نہیں
ہوسکتی تو تسلیم اور توکل کے سوا اور کیا باقی رہا۔ ولنعم ما قیل ؎ از سببہا بگذر و تقوی طلب + تا غذا روزی
بماند بے سبب + حق زجائے بخشدت روزی حلال + کہ نباشد در گمان و در خیال۔ پارہ ۲۱ امن۔ سورہ نمل رکوع ۵
فتوكل على الله انك على الحق المبين۔ پس توکل کر الله پر تحقیق تو حق ظاہر پر ہے۔ پارہ ۴ لن تنالوا۔ سورہ
آل عمران۔ رکوع ۱۳۔ وعلى الله فليتوكل المؤمنون اور الله پر چاہیے کہ توکل کریں ایمان والے۔ رکوع ۱۷
فاذا عزمت فتوكل على الله ان الله يحب المتوكلين۔ پس جب کسی کام کا ارادہ محکم کرے تو پس توکل کر الله پر
بیشک الله دوست رکھتا ہے توکل کرنیوالوں کو۔ پارہ ۵ والمحصنت سورہ نساء رکوع ۱۱۔ فاعرض عنهم وتوكل
على الله وكفى بالله وكيلا۔ پس منہہ پھیر لے منافقوں سے اور بھروسہ کر الله پر اور کافی ہے الله کام بنانیوالا
پارہ ۱۰ واعلموا سورہ توبہ رکوع ۷۔ قل لن يصيبنا الا ما كتب الله لنا هو مولنا وعلى الله فليتوكل
المؤمنون۔ کہہ ہرگز نہ پہنچیگا ہمکو مگر جو لکھا الله نے واسطے ہمارے وہ ہے کارساز ہمارا اور الله ہی پر چاہیے کہ
توکل کریں ایمان والے۔ پارہ ۱۹ وقال الذين سورہ فرقان رکوع ۵۔ وتوكل على الحي الذي لا يموت و
سبح بحمده وكفى به بذنوب عباده خبيرا۔ اور توکل کر اوس زندہ پر کہ نہیں مرتا اور پاکی بیان کر

اوسکی تعریف کی ساتھ اور وہ اپنی بندون کی گناہون کی ساتھہ کافی خبردار ہی - سورہ شعرا - رکوع ۱۱ - وتوکل
علی العزیز الرحیم - اور توکل کر اوس غالب مہربان پر - پارہ امن ۲۰ - سورہ عنکبوت - رکوع ۲ - ان الذین
تعبدون من دون اللہ لا یملکون لکم رزقا فابتغوا عند اللہ الرزق واعبدوہ - تحقیق
جنکو پوجتی ہو اللہ کی سوا مالک نہین تمہاری روزی کی سو تم ڈھونڈہو اللہ کی یہان روزی اور اوسکی بندگی کرو
پارہ یعتذرون ۱۱ - سورہ توبہ - رکوع ۵ - فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو
رب العرش العظیم - سو اگر پھر جاوین تو کہہ کافی ہی مجکو اللہ کوئی معبود نہین مگر وہ اوسی پر مینی توکل کیا
اور وہ ہی پروردگار بڑی تخت کا - پارہ ربما ۱۴ - سورہ نحل - رکوع ۱۳ - فاذا قرأت القران فاستعذ باللہ
من الشیطن الرجیم - انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا وعلی ربہم یتوکلون - سو جب پڑہی تو
قران تو پناہ مانگ ساتھہ اللہ کی شیطان راندی ہوئی سی بیشک نہین ہی اوسکا غلبہ اون لوگون پر جو ایمان لائی اور
اپنی پروردگار پر توکل کرتی ہین - پارہ ومن یقنت ۲۲ - سورہ سبا - رکوع ۷ - ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ
فلا ممسک لہا وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ وہو العزیز الحکیم - جو کچھہ کہ اللہ رحمت سی کھول
دیوی لوگون کی لئی پس کوئی اوسکا بند کرنیوالا نہین اور جو کچھہ کہ بند کر لیوی پس کوئی اوسکو بجز اوسکی چھوڑنیوالا
نہین اور وہ غالب حکمت والا ہی - پارہ فمن اظلم ۲۴ - سورہ زمر - رکوع ۴ - قل افرأیتم ما تدعون من دون اللہ
ان ارادنی اللہ بضر ہل ہن کاشفات ضرہ او ارادنی برحمۃ ہل ہن ممسکات رحمتہ قل
حسبی اللہ علیہ یتوکل المتوکلون - کہہ ای محمدؐ کفار کو کیا تم دیکھتی ہو اوس چیز کو جو پوجتی ہو سوا خدا کی
اگر ارادہ کری اللہ میری ضرر کا تو کیا وہ اوسکی ضرر کو کھولنی والی ہین یا ارادہ کری مجھہ پر مہربانی کا تو کیا وہ اوسکی
مہربانی کو بند کرنیوالی ہین کہہ ای محمدؐ کافی ہی مجکو اوسی پر توکل کرتی ہین سب توکل کرنیوالی +

کلام رسول مقبولؐ - مشکوۃ باب التوکل - فصل ۲ - عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول اللہ
یقول لو انکم تتوکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصا وتروح
بطانا - رواہ الترمذی - ابن عمر سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ اگر تم خدا پر توکل کرو جیسا کہ حق توکل کا ہی تو
تمکو ایسی روزی دیگا جیسی کہ پرندونکو دیتا ہی جو صبح کو بھوکی باہر نکلتی اور شام کو سیر ہوکر اپنی گھونسلون مین
آتی ہین - فصل ۳ - عن ابی الدرداء قال رسول اللہؐ ان الرزق لیطلب العبد کما یطلبہ اجلہ
رواہ ابونعیم - ابی الدردا سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ رزق آدمی کو ڈھونڈھتا پھرتا ہی جیسی موت اوسکو

ڈہونڈہتی ہے - ایضاً - فصل ۱ عن ابن عباس قال رسول اللہ یدخل الجنۃ من امتی سبعون
الفاً بغیر حساب ہم الذین لا یسترقون ولا یتطیرون وعلی ربہم یتوکلون - متفق علیہ ابن
عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ستر ہزار شخص میری امت سے بغیر حساب کے بہشت میں جاینگے جو منتر نہیں
پڑہتے اور فال وشگون نہیں کہرتے بلکہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں - فصل ۲ - عن ابن عباس قال کنت خلف رسول
اللہ یوماً فقال یا غلام احفظ اللہ یحفظک احفظ اللہ تجدہ تجاہک واذا سألت فاسأل
اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ واعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوک بشیء لم ینفعوک
الا بشیء قد کتبہ اللہ لک ولو اجتمعوا علی ان یضروک بشیء لم یضروک الا بشیء قد کتب اللہ علیک
رفعت الاقلام وجفت الصحف - رواہ احمد والترمذی - ابن عباس سے روایت ہے کہ میں ایکدن حضرت کے
ساتہہ چلا جاتا تہا کہ آپنے مجکو فرمایا کہ اے لڑکے خدا کے حقوق نگاہ رکہہ اگر تو خدا کے حقوق نگاہ رکہیگا تو تجکو وہ
سب آفتوں سے بچاویگا - نگاہ رکہہ تو اللہ کے حق کو پاویگا تو اوسکو اپنے سامنے اور جب ارادہ کرے تو مدد چاہے
پس اللہ ہی سے مدد مانگ اور جان رکہہ کہ اگر سب لوگ اکٹہے ہو کر تجکو کچہہ نفع پہونچانا چاہیں تو کچہہ نفع نہ پہونچا
سکینگے مگر وہ چیز جو خدا نے تیری قسمت میں لکہی ہے اور اگر سب اکٹہے ہو کر تجکو ضرر پہونچانا چاہیں تو ہرگز ضرر نہ
پہونچا سکینگے مگر وہ جو خدا نے تیرے حق میں لکہدیا ہے اوٹہا لی گئی ہیں قلمیں اور سوکہہ گئے ہیں نامے یعنے جو کچہہ ہونا
تہا وہ تقدیر میں لکہا گیا ہے +

**اقوال صحابہؓ** احیاء العلوم جلد ۴ - باب التوکل قال عمرؓ لا ابالی اصبحت غنیاً او فقیراً فانی لا ادری
ایہما خیر لی - حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجہے کچہہ پرواہ نہیں خواہ میں غنی ہوں یا فقیر کیونکہ مجہے معلوم نہیں
کہ توانگری وفقیری میں سے میرے حق میں کونسی بہتر ہے - وقیل لابی الدرداء فی مرضہ ما تشتکی قال ذنوبی
قیل فما تشتہی قال مغفرۃ ربی قالوا الا ندعو لک طبیباً قال الطبیب امرضنی - ابو درداءؓ سے حالت مرض
میں کسی نے پوچہا کہ آپکو کس چیز کی شکایت ہے آپنے فرمایا کہ اپنے گناہوں کی لوگوں نے پوچہا کہ آپکا دل کس چیز کو چاہتا
ہے آپنے فرمایا کہ خدا کی مغفرت کو لوگوں نے عرض کیا کہ ہم آپکے لئے طبیب بلا لاویں آپنے فرمایا کہ مجکو طبیب ہی نے بیمار کیا
ہے یعنے خدا نے - ایضاً فضیلۃ التوکل قال سعید بن جبیر لدغتنی عقرب فاقسمت علی امی لتسترقین
فناولت الراقی یدی التی لم تلدغ وقرء الخواص قولہ تعالیٰ وتوکل علی الحی الذی لا یموت الخ فقال ما
ینبغی للعبد بعد ہذہ الآیۃ ان یلجاء الی احد غیر اللہ تعالیٰ - سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ مجکو

پہونچانی کا تا میری ماں نی مجکو قسم دلائی کہ تو جہڑ والی مینے جہاڑ ہنیوالی کے ہتہ مین اپنا دہ ہتہ دیدیا جسمین
ہین کاٹا تہا اور ابراہیم خواص نے یہہ آیت پڑہی وتوکل علی الحی الذی لایموت آخر تک پہر فرمایا کہ بندی کو
بعد اس آیت کے خدا کی سوا کسی کی طرف التجا نہ کرنی چاہئے +

## وجہ ترجیح تعلیم محمدی

یہان ناظرین خود خیال کرسکتی ہین کہ توکل بر خدا کی بارہ مین جس کثرت اور صفائی سی محمدی تعلیم مین ترغیب و
تاکید بیان ہوئی ہی مسیحی تعلیم مین اوسکا عشر عشیر بہی دکہائی نہین دیتا حالانکہ توکل بر خدا ایک ایسی اعلی درجہ
کی تعلیم ہی جو خدا کی سچی محبت کی ایک بڑی بہاری علامت اور ایک روشن نشان ہی +

## فصل چہاردہم

### فضیلت صبر و شکر و تسلیم اور رضا بقضاء اللہ

کلام مسیح - انجیل متی باب ۵ - آیت ۱۱ - مبارک ہو تم جب میری واسطی تمہین لعن طعن کرین اور ستاوین اور
ہر طرح کی بری باتین جہوٹ سی تمہاری حق مین کہین - ۱۲ خوش ہو اور خوشی کرو کیونکہ آسمان پر تمہاری لئی بڑا بدلہ ہی
کلام حوارئین نامہ رومیان باب ۲ - آیت ۷ - اونکو جو نیکوکاری پر صبر کی ساتہہ قائم رہکر بزرگی اور
عزت اور بقا کی طالب ہین ہمیشہ کی زندگی دیگا - نامہ یعقوب باب ۵ - آیت ۱۱ - دیکہو ہم اونکو جو صبر کرتی ہین
مبارک سمجہتی ہین - نامہ اپطرس باب ۲ - آیت ۲۰ کیونکہ اگر تمنی گناہ کرکی طمانچی کہائی اور صبر کیا تو کونسا
فخر ہی پر اگر نیکی کرکی دکہہ پاتی اور صبر کرتی ہو تو اسمین خدا کی نزدیک تمہاری فضیلت ہی +
کلام الہی - پارہ ۲ سیقول سورہ بقر - رکوع ۱۸ - یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ
اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ - ای ایمان والو مدد لیو صبر اور نماز کی ساتہہ بیشک اللہ صبر کرنیوالون کی ساتہہ ہی -
پارہ لن تنالوا سورہ آل عمران - رکوع ۱۵ - وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ - اللہ دوست رکہتا ہی صبر کرنیوالون کو -
پارہ ومامن دابۃ سورہ ہود - رکوع ۱۰ - وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ اور صبر کر پس تحقیق اللہ
نیکی کرنیوالون کا ثواب ضایع نہین کرتا - پارہ ۱۴ ربما سورہ نحل - رکوع ۱۳ وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا اَجْرَهُمْ
بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اور ضرور ہم بدلہ دینگی اون لوگونکو جو صبر کرتی ہین ثواب اونکا ساتہہ بہتر اوس چیز
کی جو کرتی تہی - پارہ ۲۳ ومالی - سورہ زمر - رکوع ۲ - اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ضرور صبر
کرنیوالون کو اونکا بیحساب ثواب پورا دیا جاویگا - پارہ ۲۹ تبارک الذی سورہ معارج - رکوع ۱ - فَاصْبِرْ صَبْرًا

جمیلٌ پس صبر کرو صبر اچھا یعنی بلا جزع و فزع - پارہ لن تنالوا - سورہ آل عمران - رکوع ۱۹ - وَاِنْ تَصْبِرُوْا
وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ - اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو بیشک یہہ ہمت کی کاموں سے
ہے - پارہ واعلموا - سورہ انفال رکوع ۶ - وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے
والون کی ساتھ ہے - پارہ اتل ما اوحی - سورہ عنکبوت - رکوع ۲ - وَاصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ
عَزْمِ الْاُمُوْرِ اور صبر کر اوس چیز پر جو پہونچے تجکو بیشک یہہ بڑی کاموں سی ہے - پارہ لن تنالوا - سورہ آل
عمران - رکوع ۲۰ - يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ - اے ایمان
والو صبر کرو اور تہام رکہو ایکدوسری کو اور دل لگائی رکہو عبادت مین اور ڈرو اللہ سی تا کہ تم خلاصی پاؤ -
پارہ سیقول - سورہ بقر رکوع ۱۲ - وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ - اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اوسکی
عبادت کرتی ہو - پارہ لن تنالوا - سورہ آل عمران - رکوع ۱۵ - وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ اور شتاب بدلہ دیگا
اللہ شکر کرنیوالونکو - پارہ فمن اظلم - سورہ مومن - رکوع ۷ - بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشَّاكِرِيْنَ - بلکہ
اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر کرنیوالون سی ہو - پارہ ربما - سورہ نحل رکوع ۱۵ - وَاشْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ
اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر اوسی کو پوجتی ہو - پارہ اتل ما اوحی - سورہ لقمان رکوع
اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ یہہ کہ شکر کر اللہ کا اور جو کوئی شکر کرتا ہے پس وہ صرف شکر کرتا
ہے اپنی ہی جان کی فائدہ کو لئی - پارہ سیقول سورہ بقر رکوع ۱۹ - وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ
وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ
اور البتہ امتحان کرینگے ہم تمہارا تہوڑی ڈر اور بہوک اور مالون کی نقصان اور جانون کی نقصان اور
کے نقصان مین اور بشارت دی اون صبر کرنیوالونکو کہ جسوقت پہونچے اونکو مصیبت تو کہتی ہین کہ ہم اللہ کی
ہین اور اوسی کیطرف رجوع کرنیوالی ہین (یعنے جب ہم اوسی کی بندے ہین اور اوسی کیطرف ہر حال مین رجوع کرتے
ہین پس اگر اوسکی تقدیر پر راضی ہونگی تو وہ ہم سی کیونکر راضی ہوگا اور اگر ہم اوسکی تقدیر پر راضی ہونگی
اور مصیبت پر صبر کرینگی تو وہ ہمپر رحم کریگا اور اجر دیگا) وہی لوگ ہین جنپر عنایتین ہین اونکی رب کی طرف کی
رحمت اور وہی لوگ ہدایت پانیوالی ہین - تفسیر بیضاوی مین لکہا ہے کہ صرف اس آیت کا زبان سی پڑھ دینا
کے واسطے کافی نہین بلکہ اسکی مطلب کو دلمین بہی بخوبی سمجہ لو کہ ہم اللہ کی ملک ہین اور اوسی کیطرف رجوع کرنے

والی ہین اور وہ ہمکو جس حال مین رکہو اوسی پر راضی ہین - تفسیر حسینی مین کلمہ انا للہ کی نیچی لکہا ہی کہ یہہ کلمہ اقرار
ہی ساتہہ انقیاد و حکم قضا کی اور متصف ہونی ساتہہ تسلیم و رضا کی - تفسیر معالم مین لکہا ہی کہ سعید بن جبیر صحابی نی کہا ہی
کہ کلمہ استرجاع یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون اس امت کو مصیبت کی وقت قول و عمل کے لئی ایسا دیا گیا ہی کہ امم سابقہ
مین سی کسی کو نہین دیا گیا - پارہ ۲۷ قال فما خطبکم سورہ حدید رکوع ۳ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا
فِيْ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا
تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ - نہین پہونچتی کوئی مصیبت زمین مین (مثل قحط و گرانی و نقصان مال و زراعت) اور نہ تمہاری
جانون مین (مثل بیماری و فقر و موت اولاد وغیرہ) مگر وہ لکہی ہوئی ہی لوح محفوظ مین پہلی اسکی کہ پیدا کرین ہم اوس
مصیبت کو تحقیق یہہ بات اللہ پر آسان ہی تا کہ اوسپر غم نہ کہاؤ جو تم سی کہوئی گئی اور خوش نہو اوس چیز سی جو آئی ہی
تمہاری پاس پارہ ۲۸ قد سمع اللہ سورہ تغابن رکوع ۲ - مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ
يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ - نہین پہونچتی کوئی مصیبت مگر اذن اللہ سی اور جو کوئی ایمان
لاوی اللہ پر راہ دکہاتا ہی اوسکی دل کو صبر و ثبات کی طرف اور اللہ ہر چیز کو جاننی والا ہی - تفسیر حسینی مین کلمہ
یہد قلبہ کی نیچی لکہا ہی کہ جب آدمی نی جان لیا کہ یہہ سختی خدا کی مشیت سی ہی تو اوسکو جان و دل سی قبول کرتا ہی اور اوسکی
ہاتہہ سی بیقرار نہین ہوتا ہی اسلئی بزرگون نی کہا ہی کہ سختی آئینہ جمال مولی کا ہی پس آئینہ کو واسطی مشاہدہ نور جمال مولی
کی دوست رکہنا چاہیئی ؎ ہرچہ از دست تو آید خوش بود + گر ہمہ دریای پر آتش بود + زخم کز دست تو می آید
بجان + گو بریز از سینہ من جوی خون +

کلام رسول مقبول ترمذی - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالصَّبْرُ عَلٰى مَا تَكْرَهُ خَيْرٌ كَثِيْرٌ
ابن عباس سی روایت ہی کہ حضرت نی فرمایا کہ جو چیز تمکو بری معلوم ہوتی ہی اوسپر صبر کرنی مین بہت خیر ہی -
ایضاً عَنْ عَائِشَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كَانَ الصَّبْرُ رَجُلًا لَكَانَ كَرِيْمًا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِيْنَ - اگر صبر کوئی آدمی
ہوتا تو کریم ہوتا اور اللہ کو اچہی معلوم ہوتی ہین صبر کرنیوالی - ایضاً - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
عَلَى الْاَنْصَارِ فَقَالَ اَمُؤْمِنُوْنَ اَنْتُمْ فَسَكَتُوْا فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا عَلَامَةُ اِيْمَانِكُمْ قَالُوْا
نَشْكُرُ عَلَى الرَّخَاءِ وَنَصْبِرُ عَلَى الْبَلَاءِ وَنَرْضٰى بِالْقَضَاءِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمْ مُؤْمِنُوْنَ وَرَبِّ
الْكَعْبَةِ - ابن عباس سی روایت ہی کہ جب رسول خدا انصار پر داخل ہوئی تو اونسی پوچہا کہ تم ایماندار ہو سب چپ ہو رہی
حضرت عمر نی عرض کیا کہ ہم ایماندار ہین آپنی فرمایا کہ تمہاری ایمان کی پہچان کیا ہی انصار نی عرض کیا کہ راحت

پر شاکر رہتی ہین اور مصیبت پر صابر اور حکم الہی پر راضی آپ نے فرمایا کہ قسم ہے خدائے کعبہ کی کہ ایماندار ہین۔

طبرانی و بیہقی۔ عن ابن عباس قال رسول اللہ ینادی یوم القیمۃ لیقم الحمادون فتقوم زمرۃ فینصب لھم لواء فید خلون الجنۃ قیل ومن الحمادون قال الذین یشکرون اللہ تعالی علی کل حال۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ قیامت کے روز ندا ہوگی کہ بہت حمد کرنیوالے کھڑے ہون چنانچہ ایک گروہ کھڑا ہوگا پہر اونکے لیے ایک نشان کھڑا کیا جاویگا اور سب صورت سے جنت مین داخل ہونگے لوگون نے عرض کیا کہ بہت حمد کرنیوالون سے کون لوگ مراد ہین آپنے فرمایا جو ہر حال مین خدا کا شکر کرتے ہین ❊

**اقوال صحابہؓ**۔ احیاء العلوم جلد ۴۔ فضیلۃ الصبر نقلا وعقلا۔ فی رسالۃ عمر بن الخطابؓ الی ابی موسی الاشعری علیک بالصبر واعلم ان الصبر صبران احدھما افضل من الاخر الصبر فی المصیبات حسن وافضل منہ الصبر عما حرم اللہ تعالی واعلم ان الصبر ملاک الایمان وذالک بان التقوی افضل البر والتقوی بالصبر۔ حضرت عمرؓ نے جو خط حضرت ابو موسی اشعری کو لکہا تہا اوسمین یہہ بہی تہا کہ اپنے اوپر صبر کو لازم کرو اور جان لو کہ صبر کی دو قسمین ہین ایک دوسری سے بہتر ہے صبر کرنا مصیبتون پر اچہا ہے مگر اوس سے افضل یہ ہے کہ جو چیز خدا نے حرام کی ہے اوسپر صبر ہو اور جان لو کہ صبر ایمان کی اصل ہے کیونکہ نیکیون مین سے عمدہ تقوی ہے اور وہ صبر ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ وقال علی کرم اللہ وجہہ الصبر من الایمان بمنزلۃ الراس من الجسد ولا جسد لمن لا راس لہ ولا ایمان لمن لا صبر لہ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ صبر کو ایمان سے وہ نسبت ہے جو سر کو بدن سے ہے پس جسطرح کہ بدون سر کے بدن نہین ہوتا اسیطرح جسکو صبر نہو اوسکا ایمان نہین ہوتا۔ وقال ابو الدرداء ذروۃ الایمان الصبر للحکم والرضاء بالقدر۔ ابو درداؓ فرماتے ہین کہ ایمان کا کنگورہ حکم پر صبر کرنا اور تقدیر پر راضی رہنا ہے۔ ایضاً باب الرضاء بالقدر۔ وقال عمرؓ ما ابالی علی ای حال اصبحت وامسیت من شدۃ او رخاء۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہین کہ تنگی اور فراخی مین سے جسحال مین رہون مجہکو کچہ پرواہ نہین ہوتی ❊

## وجہ ترجیح تعلیم محمدیؐ

چونکہ انسان کے لیے دینی و دنیوی سختیون و نرمیون کی حالتین صبر و شکر کرنا اور خدا کی رضا و قضا کو بخوشی و خوشی سے تسلیم کرنا ایک ایسا بہت بہاری ثبوت خدا کی محبت کا ہے کہ کوئی مقام و درجہ اوسکو نہین پہونچ سکتا اسلیے محمدی تعلیم مین اوسکا جس صراحت سے بیان ہوا ہے مسیحی تعلیم اوس سے بالکل ساکت ہے۔ اگرچہ حواریون کی

کلام مین صبر کی بارہ مین کچھہ کچھہ تاکید پائی جاتی ہی مگر تسلیم و رضا کی نسبت کہین نام و نشان بہی نہین پایا
جاتا بلکہ باوجودیکہ مسیح کفارہ ہونی کو دنیا پر تشریف لائی تہی تو یہی چاہتے تہی کہ یہہ پیالہ جو مین پینی کو ہون
ٹل جای اور بحالت اضطراب ایلی ایلی لما سبقتانی فرمایا جس سی اظہر من الشمس ہی کہ انجیل اعلیٰ تعلیم سے بالکل
قاصر ہی جسکے تدارک کی لئی قرآن شریف کا نازل ہونا ازبس ضروری تہا وما علینا الا البلاغ +

## تمام شد

## تاریخ و تقریظ علامۃ الدہر فہامۃ العصر جناب مولوی غلام جیلانی صاحب
## ابو الدرجات خلف رشید جناب عالی الکل مولوی محمد عالم صاحب رئیس کہوڑی ضلع گجرات

کتاب ثمین - انیق - ادیب … لآب من الحق عند اللبیب
اصبت اذا قلت یا ناظراً … لمن یقرء السبق منہ الحبیب
لاغنیائنا قرۃ ذکرہ … ویہدی بہ القلب نفس تطیب
وتباً لمن فر عن ذکرہ … ویغتم قلباً بقول الخطیب
وکیف وقد صنف الالمعی … ببقی جمیل و عزم مصیب
لہ عند رب وقار جلیل … ونصر من اللہ فتح قریب
فقیر المحمد بنادوہ … ذکی - ذہین - خبیر - ادیب
وحید البرایا - فرید الزمان … خلیق - شریف - حسیب - نسیب
وکتب الاقاویل من فضلہ … وما یسع احد بان یستجیب
بہا بان رجحان قرآننا … علی کلم عیسیٰ لمن لا ینیب
وقد شاع حق لتحریرہ … لہ قدر اللہ ہذا النصیب
وقد فاق ترجیحہ عندنا … فویس لقول المعاب المریب
لان الاناجیل تملی عن … کلام النصاری لنخع قریب
فلما فکرنا لتاریخہ … برای مصیب و قلب مجیب

| اشترنا الی عام تاریخ | بہ ہذا کتاب انیق ادیب |
|---|---|

## ایضاً منہ در بحر دیگر

کتابٌ مستطابٌ مستبینٌ
علی نعمٍ ولی الطبعِ فوزہٗ
کلامٌ فائقٌ قولٌ جدیدٌ
وترجیحٌ لقرآن الملیک
وہدیٌ من تلاوۃٍ جزیہ عن
لما لا یجحدون لہ کرامٌ
وہذا الفعلُ فضلٌ من الالٰہِ
اریبٌ واحدٌ فی العصرِ مجداً
لہ ادبٌ لہٗ شرعٌ وسنۃٌ
لہ فیضٌ وبرکاتٌ ولطفٌ
وہو لوذعیٌّ المعیٌّ
وینبوعٌ لاخلاقٍ وحسناتٌ
عمیدُ العصرِ فی خیر الرجال
ابا الدرجاتِ قل فی العزّ عین

کلامٌ رائعٌ - ذکرٌ جدیدٌ

کلامٌ بارعٌ - ذکرٌ مدلّلٌ
لمن فی درسہٖ الابہی توغّل
بیانٌ واضحٌ - بحثٌ مفصّلٌ
علی الانجیلِ بالوجہ الکمل
صراطٌ مستقیمٌ من تزلزل
کلامٌ رادعٌ ممّن یُفضّل
لمن یعطیہ بالکرمِ المفضّل
سنیُّ الناسِ فی الدرجاتِ اکمل
وفی آیامہٖ رجلٌ معدّلٌ
ومن ربٍّ علیہ الفضلُ اقبل
وفی دہرٍ من الاَمثالِ امثل
شریفُ القومِ - معتمدُ الافاضل
حمیدُ الدہرِ خیرٌ عن اماثل
لتاریخینِ من ورکٍ محصّل

کلامٌ فائقٌ ذکرٌ مدلّلٌ

## ایضاً منہ در فارسی

کتابِ مستطابِ لاجواب است
کتابے نیست موجِ بحرِ تحقیق
کشیشان رہت اطمینان وتسکین
ابوالدرجات سالِ قولِ اقدس

ز اسرارِ حقائق انتخاب است
کلامے لے کہ فرخندہ خطاب است
نباشد چون ہمہ خیر و ثواب است
کلامِ فایق و ذکرِ صواب است

این تاریخ آغاز انطباع کتاب است ۱۲

## تاریخ از مصنف کتاب ہذا

کتابے نوشتم بتحقیق و نصفت
کشیشان اگر در ہس این انگیزند
ببازند گر مؤمنین زین تلاوت
براںجیل ترجیح قرآن والا
بگواے فقیرِ محمدؐ ز سالش

چو الہام ربی شده آشکارا
بلا ریب یابند راہِ ہُدا را
بہ بینند در قلب نورِ صفا را
چو ثابت شده اندرین قول بالا
براںجیل ترجیح قرآن والا
۱۲

## وصایائے امام المسلمین ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

منقول از تتمات کتاب جامع اصول الاولیاء فی وصایا ابی حنیفۃؒ لابنہ حماد صفحہ ۲۷۸

قال ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ لابنہ حماد یا بُنیَّ ارشدک اللہ تعالی وایدک اوصیک بوصایا ان حفظتہا وحافظت علیہا رجوت لک السعادۃ فی دینک انشاء اللہ تعالی اولہا مراعاۃ التقوی بحفظ جوارحک من المعاصی خوفا من اللہ تعالی والقیام باوامرہ عبودیۃ لہ تعالی والثانی ان لا تستقر علی جہل ما تحتاج الی علمہ والثالث ان لا تعیش الا مع من تحتاج الیہ فی دینک ودنیاک والرابع ان تنتصف من نفسک ولا تنتصف لہا الا لضرورۃ والخامس ان لا تعادی مسلما او ذمیا والسادس ان تقنع بما رزقک اللہ من مال وجاہ والسابع ان تحسن التدبیر فیما ینفعک فی استغنائک عن الناس والثامن ان لا تستہین احدا من الناس علیک والتاسع ان تقنع نفسک من الخوض فی الفضول والعاشر ان تلقی الناس مبتدئا بالسلام محسنا فی الکلام متحببا الی اہل الخیر مداریا لاہل الشر والحادی عشر ان تکثر ذکر اللہ تعالی والصلوۃ علی رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والثانی عشر ان تشتغل بسید الاستغفار وہو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت فان من قالہا حین یمسی فمات من لیلتہ دخل الجنۃ

التحبب التودد ۱۲

ومن قالها حین یصبح فمات من یومه دخل الجنة وعن ابی الدرداء رضی الله عنه حین قیل له قد احترق
بیتک فقال ما احترق لکلمات سمعتهن من رسول الله صلی الله علیه وسلم من قالها اول نهاره لم تصبه مصیبة حتی
یمسی ومن قالها آخر النهار لم تصبه مصیبة حتی یصبح اللهم انت ربی لا اله الا انت علیک توکلت وانت
رب العرش العظیم ما شاء الله کان وما لم یشا لم یکن لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم اعلم ان الله علی
کل شیٔ قدیر وان الله قد احاط بکل شیٔ علما اللهم انی اعوذ بک من شر نفسی ومن شر کل دابة انت
آخذ بناصیتها ان ربی علی صراط مستقیم **والثالث عشر** ان تواظب علی قراءة القرآن کل یوم وتهدی
ثوابها الی الرسول صلی الله علیه وسلم ووالدیک واستاذک وسائر المسلمین **والرابع عشر** ان تحترز
من اعدائک اذ قد کثر فی الناس الفساد فعدوک من صدیقک استفاد **والخامس عشر** ان تکتم سرک
وخاطرک ومذهبک **والسادس عشر** ان تحسن الجوار وتصبر علی اذی الجار **والسابع عشر** ان
تتمسک بمذهب اهل السنة والجماعة وتجتنب عن اهل الجهالة وذی الضلالة **والثامن عشر** ان تخلص النیة
فی جمیع امورک وتجتهد فی اکل الحلال علی کل حال **والتاسع عشر** ان تعتمد خمسة احادیث انتخبتها
من خمسمائة الف حدیث - الاول انما الاعمال بالنیات والثانی من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه
والثالث لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه والرابع ان الحلال بیّن والحرام بیّن وبینهما امور
مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات
فقد وقع فی الحرام کراع یرعی حول الحمی یوشک ان یقع فیه الا وان لکل ملک حمی الا وان حمی الله
محارمه الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وهی القلب
والخامس المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده **والعشرون** ان تکون بین الخوف والرجاء
فی حال صحتک وتموت بحسن الظن بالله تعالی وغلبة الرجاء وبقلب
سلیم ان الله غفور رحیم

\+ ط +

ط جن لامذہبون کا یہہ قول ہی کہ امام ابوحنیفہؒ کو تمام عمر مین صرف سترہ احادیث ملی ہین اونہین اگر کچہہ ایمان ہی تو انکو امام صاحب کا
یہہ قول پڑہکر ذرا تو شرمندہ ہونا چاہئے کہ امام صاحبؒ زبان مبارک سے پانچ لاکہہ احادیث کا یاد ہونا بیان کرین جنسے یہہ پانچ حدیث
اونہون نے انتخاب کین اور وہ اونکی تحقیر کی غرض سے صرف سترہ حدیث کا ملنا لوگون سے بیان کرتے ہین *

اللہ نور السموات والارض

یک چراغ است درین خانہ کہ از پرتو آن * ہر کجا می نگری انجمنے ...

نمبر 916

جلد

یعنی مجلس ...

جناب مولوی ...

باشتہار ...





# بطلہ رسالہ انوار محمدی

## ضوابط رسالہ انوار محمدی

یہ رسالہ مجلس انوار محمدی میں ماہوار شایع ہوتا ہی
اسکا سالانہ چندہ حسب ذیل ہے جو پیشگی آنا چاہیے۔

| تشریح | بلا محصول | معہ محصول |
| --- | --- | --- |
| گورنمنٹ ووالیان ریاست سے | ۸ عہ | ۱۳ عہ |
| روسا وعلماء سے | عہ | ۱۴ عہ |
| عام شائقین سے | ۸ | ۱۲ |

(۲) اسمیں درج مضامین عقلی ونقلی مطابق دستور العمل شایع کے ہونگے۔

(۳) جملہ مضامین اسکے کل اہل اسلام عموماً اور خصوصاً نوجوانان طالب علم کیلیے فایدہ بخش ہونگے۔

(۴) معترضین اسلام کا جواب پیرایۂ تہذیب میں ہوگا

(۵) اسکی اشاعت میں کوئی ذاتی غرض نہوگی

(۶) جن حضرات کیخدمتمیں یہ رسالہ بلا درخواست روانہ کیا جاوے تو انکو لازم ہے کہ بشرط منظوری قیمت معینہ فوراً ارسال فرماوین بشرط نامنظوری ایکماہ کی اندر بذریعہ پوسٹکارڈ اطلاع دیں ورنہ نام نامی انکا درج رجسٹر کیا جاویگا

(۷) ارسال چندہ مقررہ ۔۔۔ بنام مفتی مولانا مولوی غلام رسول ۔۔۔ بتلا

(۸) خط کتابت بنام غلام احمد المتخلص بہ اخگر نایب مہتمم مجلس انوار محمدیہ امرتسر کٹرہ قلعہ بھنگیان کے پتہ پر ہونی چاہیے

---

## بخدمت ایڈیٹران اور مہتممان اخبارات

مجلس کا ماہوار رسالہ آپکی خدمتمیں ہمیشہ حاضر ہوگا امیدوار واثق ہے کہ آپ بنظر ہمدردی اسلام متقدمین اپنے اپنے اخبارات بطور تبادلہ عطا فرمائینگے اور مجلس کی اغراض جو متعلقہ دیباچہ ہیں آیندہ درج کیے جائینگے اشاعت میں مجلس کو اپنا شکر گذار بنائینگے اور عند اللہ ماجور ہونگے

## نکاحنامجات

مجلس انوار محمدی نے بغرض رفع ان تکالیف کے جو بروقت تحریر نکاح لاحق ہوتی ہیں نکاحنامجات مرتب کرکے چھپوائے ہیں عبارت بہت درست ہے صرف نام ناکح و منکوحہ و وکیل و شاہدین وغیرہ و تاریخ لکھنے کی ضرورت رہتی ہے بارسال قیمت نقد روانہ ہوسکتے ہیں مگر درخواست میں اس امر کی تشریح ضرور ہو کہ نکاحنامجات ناکح کیطرف سے اصالتاً ہوں یا وکالتاً

قیمت فی جلد معہ محصول (۲۰) ... ہے

زیادہ خریدار کو فی جلد علاوہ محصول (۱) ...

دیکھو صفحہ ۶۵ نمبر ۵

تردید اولا قایل کا گمان ہے کہ بہشت اگر ہے تو راحت کا نام ہے جو وہ جو علماء اسلام سمجھے بیٹھے ہین اب غور طلب یہ امر ہے کہ راحت جواہر سے ہے یا عوارض سے جواہر سے تو نہین ہی چنانچہ ظاہر ہے اگر عوارض سے ہی تو محسوسہ یا غیر محسوسہ ہوگی لیکن مستدل چونکہ لا عین رات الخ کو پیش کرتے ہین غیر محسوس ہی ٹھہریگی پس واجب الاستفسار ہے کہ پھر چھپا رکھنے کا کیا معنی بلکہ یہ تحصیل حاصل ہے۔ جو باطل ہے۔ نیز اگر بہشت راحت ہی ہے تو وہ چونکہ عوارض سے ہے محل کا خواہان ہے اور بظاہر مستریح (راحت یاب) اُس کے لئے محل ہونا چاہئے تو مستریح کو ملنے سے پہلے اُسکا بے محل ہونا لازم۔ یہ بھی باطل ہے۔ اور اگر اُسکو ملنے سے پہلے معدوم خیال کیجائے تو اعدت (تیار کیا ہے) اور مخفی بتلانا سبر دروغ گوئی ٹھہریگی۔ اگر یون کہدین کہ عرب ماضی کا لفظ متیقن التحقیق پر وہ مضارع ہی میں کیون نہو۔ بولدیتے ہین تو سوال پیدا ہوگا۔ کہ ایسا استعمال لغۃً تو نہین ہے اگر اصطلاح شرع کہین تو پھر سوال پیدا ہوگا کہ یہ استعمال ہر ایک لفظ ماضی مین ہی یا خاص لفظ مین پہلی صورت مین قایل کو لازم ہی کہ کوئی قاعدہ شرعیہ کلیہ اور دوسری صورت مین قاعدہ جزیہ بہ نسبت اوس لفظ کے پیش کرین نہین تو کون تسلیم کریگا۔

ثانیاً بہشت (بزعم قایل راحت) محالات سے ہے یا ممکنات سے اگر محالات سے ہے تو قایل اُسکا منکر کیون اگر ممکنات سے ہے تو اُسکا مبین (بیان کیا جانا) ہونا جو اُسکی صفت ہے محالات سے کیونکر ہے چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ اُس کے بیان کرنے سے عاجز ہو ثالثاً کیکو کار اس راحت کو روحانیت سے ہی حاصل کریگا۔ یا مع جسم عنصری اگر عالمی روحانیت سے ہی پائیگا تو جزاء بالکسب ٹھیک ہوگا۔ کیونکہ اعمال صالحہ خالی روح ہی نے نہین کئے ہین اگر دوسری صورت ہے تو ظاہر ہے کہ اس قسم کی پیدائیش محض راحت سے زندگی بسر نہین کرسکتے بلکہ میوہ جات وغیرہ (جو اُسکی زندگی کے باعث ہین) کا ہونا ضروری ہے پس جنت سے راحت ہی سمجھنا غلط ٹھہرا۔ اس تقریر سے تناسخ کا باطل ہونا بھی ظاہر ہوا۔ کیونکہ جو لوگ (جیسے آریہ سماج) اس کے معتقد ہین وہ جزا و سزا کے بھی قایل ہین۔ پس مستفسر ہوتا ہے کہ نیک کام یا بدکام خالی روح کرتا ہے۔

یا یہ جسم خالی روح تو نہین کرتا جیسا کہ ظاہر ہے۔ دوسری صورت مین
بیان کرنا لازم ہے کہ جزاء و سزا خالی روح کو ملیگی یا یہہ جسم خالی روح کو نہین
کیونکہ یہ قایل کے مذہب کے برخلاف ہے کیونکہ وہ تنہا عبادات و معاصی بدنیہ نہین کرسکتا ہے
اگر یہہ جسم تو پوچھا جائیگا کہ یہ جسم دوسرا ہے یا وہی جسم ہے کہ جس کے سمیت جزا اور سزا کے
قابل فعل کیا تھا۔ دوسرے جسم کے سمیت جزاء و سزا دینا مذہب قایل کے خلاف ہے کیونکہ یہ بیگناہ
بیعمل ہے اگر اوسی جسم کے سمیت ہے جس کے سمیت نیک یا بد کام کیا ہوا تھا۔ تو یہ بعث کے
سوا نہین ہوسکتا پس تناسخ کا بطلان ظاہر اور قیامت کا ہونا ضروری ٹھہرا فآمنوا بالیوم
الاخر ہان اگر یون کہدین کہ جسم چونکہ افعال مین روح کے تابع ہے اسلیئے اُن اعمال کی جزاء
اور سزا جو پہلے جسم مین کیئے تھے دوسرے جسم مین آکر روح کو ملتی ہے تو شاید کچھ بن پڑے
نہین ہرگز نہین وجہ یہ ہے کہ دوسرا جسم سزا و جزاء کا یا تو احساس کریگا یا نہ دوسری صورتمین
چونکہ خلاف واقع ہے۔ باطل ہے اور پہلی صورت مین ہمارا مدعا ثابت ہے چنانچہ تدبر سے
یہہ امر معلوم ہوگا۔

رابعاً مستدل کی دلیل قوله انسان مطابق اپنی فطرت کے الخ نیز فاسد ہے کیف لا
وجہ یہ ہے کہ انسان ایسی چیزون کا علم حاصل کرسکتا ہے۔ جنکو نہ لمس۔ نہ سامعہ۔ نہ
شامہ۔ نہ ذائقہ وامثالہا سے محسوس کرسکتا ہے۔ دیکھو ماہیت انسانیہ۔ حجریہ۔ شجریہ
محبت۔ عداوت۔ پس اگر انسان اُنہین چیزونکا علم حاصل کرسکتا ہے تو چاہیئے کہ اشیاء
مذکورہ کا خیال نکر سکے اور نہ اللہ عزّ و جل کے ہونے پر اعتقاد کرے کیونکہ وہ بھی حس سے
خارج ہے خاصاعدہ جبتک ہمنے جنگلی گل و گلزار نہ آنکھون سے دیکھے ہوئے تھے۔ نہ
سونگھے ہوئے تھے بلکہ مخبرون سے سنتے ہی تھے چاہیئے تھا کہ وہ نہ سمجھا سکتے۔ نہ ہم سمجھتے حالانکہ
یہہ خلاف بداہت ہے، قال اللہ تعالیٰ وجوہ یومئذٍ ناعمة لسعیها راضیة فی جنة
عالیة لا تسمع فیها لاغیة فیها عین جاریة فیها سرر مرفوعة واکواب موضوعة ونمارق
مصفوفة وزرابی مبثوثة الآیة ترجمہ کتنے مونہہ اوسدن تازے ہونگے اپنی
اپنی کمائی سے راضی بلند باغ مین نہین سنیگا تو (اسے محمدؐ) اسمین بیہودہ بات اسمین

چشمہ جاری اُسمیں بلند تخت اور آبخورے دہرے اور تکیے قریب قریب در مخمل کے
بچھے گھندرے ہوئے ہونگے **قال اللہ تعالےٰ ان المتقین فی ظلال وعیون وفواکہ**
**مما یشتہون کلوا واشربوا ھنیئا بما کنتم تعملون انا کذالک نجزی المحسنین ویل یومئذٍ**
**للمکذبین الخ** ترجمہ بیشک جو ڈرنیوالے ہیں وہ چھاؤن - ندیوں میں ہونگے میوے جس
قسم کے جی چاہینگے اُنسے کہا جاویگا - کھاؤ پیو گوارا بدلا اُسکا جو کرتے تھے تم اسطرح دیتے
ہیں ہم بدلا نیکو کاروں کو خرابی ہے جھٹلانیوالونکی اسطرح کے آیات قرآنیہ اور احادیث
نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین جنسے بہشت اور نعماء بہشت موافق مذہب علماء اسلام کا ثبوت ظاہر ہے
مگر افسوس قایل اپنی عادت کے موافق الفاظ کے مدلولات کو بلا قرینہ صارفہ چھوڑکر کچھ کا کچھ
بتاتے ہیں - خیال نہیں کرتے کہ اگر شارع فطرت کے مناسب جنت کی کیفیت بیان کرنی تھی
تو درختوں ندیوں - سایوں - تختوں - پھلوں - کوزوں - کھانے پینے - وغیرہ کی
ذکر نکرتے کیونکہ ناعمہ - راضیہ ہی سے راحت ظاہر ہوگئی تھی اور مناسب فطرت بیان
ہوہی چکا تھا - پس صاف ظاہر ہے کہ اسمیں بھی علماء اسلام کا مذہب حق ہے ورنہ اتنی
عبارتیں (نعوذ باللہ منہ) بے فایدہ ٹھہرینگی - باقی رہا کہ الفاظ عبارات گوناگون کا مذکور
ہونا انسان کی خواہشوں کے موافق ہے ورنہ سب سے راحت ہی مقصود ہے - نیرا غلط ہے
وجہ یہ ہے کہ یہ سراسر دہوکھا ٹھہریگا **تمثیل** - زید نے خالد سے کہا کہ فلانے روز تجھکو
انگور - انار - دونگا وقت معینہ پر اوسنے خالد کو زبانی ہی خوش کرنا چاہا - کہہ یا انگور - انار
سے یہی قصد میں تھا تو کیا زید دہوکھے باز نہ کہلائیگا؟ کہلائیگا - ایسا ہی اگر خدا تعالی کی نسبت
خیال کیا جاوے تو وہ بھی دہوکھے باز - گندم نما جو فروش (العیاذ باللہ) متصور ہوگا یہ چونکہ
باطل ہے تو عبارت قرآنیہ وغیرہ سے راحت ہی مقصود نہ ٹھہریگی بلکہ علماء اسلام کا مذہب
مطلوب ہوگا - ہاں بہشت اُس کے درخت - پھل - وغیرہ چونکہ ہمارے مشاہدہ میں
نہیں آتے اُنکی کنہ کا علم ہماری فطرت کے لایق نہیں - الا ماشاء اللہ - جیسا کہ ولا خطر
علی قلب بشر سے مفہوم ہوتا ہے لیکن اس سے اُنکا محال الوجود - محال التصور ہونا ہرگز لازم
نہیں آتا ورنہ باری تعالیٰ کا محال الوجود و محال التصور ہونا بھی لازم ٹھہریگا کیونکہ وہ بھی کسی کے تعقل

نہین ہوتا علاوہ برآن ہر رہا چیزین موجود ہین جنکی کنہ غیر معلوم ہے پس ضروری ہوگا کہ انپر بھی
معدومیت کا حکم لگا دین لیکن یہ خلاف بداہت ہے **قولہ** خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے
ہوئے جو ہاتھ گہوسین بہشتی ہین شراب پلا رہی ہین ایک جنتی ایک حور کے گلے مین ہاتھ ڈالے
پڑا ہے ایکنے ران پر سر دہرا ہے ایک چہاتی سے لپٹ رہا ہے ایکنے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہے
کوئی کسی کونے مین کچھ کر رہا ہے کوئی کسی کونہ مین کچھ بیہودہ پن جسپر تعجب ہوتا ہے اگر بہشت یہی ہے
تو بے مبالغہ ہمارے خرابات اس سے ہزار درجہ بہتر ہے الخ **ابطال** ہم بیان کر آئے ہین
کہ جزا کے قابل خالی روح ہی نہین پس برین تقدیر امور مذکورہ کا ہونا ممکن کیا ضروری ہے کیونکہ
قائل اس امر کا مقر ہے کہ عامل کے لئے جزا ہے (کسی قسم کی ہو) تو ظاہر ہے کہ اعتقاد نفس
عمل اعضا کا بھی کام ہے۔ پس دونون کو مناسب جزا ملنی چاہئے تشریح زبان سے ذکر اللہ اکسی
قسم کی ہو) سر۔ ہاتھ۔ زانو۔ پاؤن نماز پڑھنے وغیرہ دل ذکر اللہ وغیرہ نفس صوم وغیرہ فرج
زنا سے بچنے سے امر کی اطاعت سے محنت کشی بارکش ہین پس اگر ہر ایک کے عمل کے موافق اور مقتضا
کے مطابق جزا نہ ملیگی۔ خلاف مقتضی ٹھہریگی۔ جو راحت کے برخلاف ہے علاوہ برآن مستفسر ہے
کہ جن آیات یا احادیث مین ایسے امور مذکور ہین مثلاً حور مقصورات فی الخیام ترجمہ حورین
روکی ہوئی خیمون مین۔ کیا انکے حقیقی معنے مراد ہونیسے کوئی قرینہ صارفہ موجود ہے اگر
ہے تو ظاہر کرین نہین تو بلا صارف ایسے معنی کرنے قابل اعتبار نہین کیونکہ یہ طریقہ عربیت کے
مخالف ہے اگر ان کے مجازی معنی ہونیسے ایسا طریقہ پیدا ہوا ہے تو بلا دلیل مخالفین مسموع نہین
کماھومنا سبحان اللہ خالی گمان پر علماء و اولیاء کو زاہد شہوت پرست کہتے ہین **قولہ**
اور کو ئی شخص ملایا شہوت پرست زاہد یہ سمجھتا ہے کہ در حقیقت بہشت مین حورین ملینگی الخ
لیکن نہ سمجھا کہ اشیاء دنیا ئیہ پر قیاس کرکے خرابات نہ کہنا چاہئے شاید لوگون کو معتقد بنانے
کے لئے ہنسی اور ٹھٹھہ کی باتین سنا کر خوش کرتے ہین ورنہ خالی گمان پر بھروسا کرکے
علماء اسلام اور بہشت دونون کو ایسے الفاظ سے یاد کرتے **سوال** چونکہ عالم بقا
مین قدرت کا ظہور ہوگا اسلئے اشیاء کا ہونا قبیح ہے **جواب** جس طرح تین صفات
باری قائل کے نزدیک عین باری ہین تو وہ بھی خواہ دنیا خواہ عقبیٰ مین ذات کی طرح ظاہر

ہین بیں جیسے دنیا مین امور مذکورہ منافی نہین ایسا ہی عالم بقا مین خیال کر لیا جائے
قطع نظر اس سے ذات باری کا محل تغیرات ہونا لازم آئیگا حالانکہ یہ باطل ہے مزید ے
بران کفار بسبب کفر معصیت زندہ ہونگے یا اُنسے بری۔ پاک ہو کر دوسری شق باطل ہے ورنہ
اُنکو سزا (کسی قسم کی ہو) نہ ملنی چاہیے وذالک باطل فالملزوم مثلہ اگر بسبب کفر ومعصیت
تو یہ بھی منافی ظہور قدوسیت ہین کیونکہ وہ اقبح ہین بیں جیسے انکا پایا جانا مسلم ہے امور
مذکورہ کا موجود ہونا بھی تسلیم کرین۔ ہم مکرر کہنے سے نہین رکتے کہ اُس عالم مین اشیاء مذکورہ
کا ہونا ضروری ہے کیونکہ انسان کا بعین جسم۔ اگرچہ تعین اور ہیئت مین فرق ہوگا مبعوث
ہونا لازم ہے ورنہ بعمل کو جزا اور بیگناہ کو سزا ہوگی جیسا کہ روشن ہے اور چونکہ وہان
حیات ابدی ہے اُسکے لیے مقویات کا کھانا پینا اور مشتہیات (جیسے مجامعت) کا ہونا
بھی ضروری ہوا۔ ہان اگر بعث کو محال کہا جاوے تو شائد بن پڑے نہین ہرگز نہین تنبیہ قائل کے
نزدیک جنت کی جب یہ کیفیت ہے تو جہنم کا بھی ایسا ہی حال ہے لیکن عربیت کے ماہر اور
حقیقت کے عالم کے نزدیک ایسا نہین بلکہ جو کچھ جنت کے بارہ مین اُسکا عقیدہ ہے وہی جہنم کے حق مین
یقین ہے اور یہ کچھ وہم نہین بلکہ عقلاً۔ بعین عامر ونقلاً ثابت ہے قال اللہ عز وجل
یَا ایہا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارًا ترجمہ اے ایمان والو بچاؤ
اپنے آپکو اور اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے اور کہین کافرون کے حق مین ارشاد ہے
فی نار جہنم خالدین فیہا ابدًا کہین فذوقوا عذاب الحریق وغیرہ فرمایا ہے
پس چونکہ عبارات مذکورہ مین کوئی معنی حقیقی سے مانع قرینہ نہین (اور نہ وہ محالات
سے ہین) نہین تو دلیل پیش کرین جہنم اور اوسکے عذاب سے علماء اسلام کا ہی منشر ثابت
ہوگا ہان ضد سے اگر علماء اسلام کی توہین مین زبان کھولی جائے وہ جُدی بات ہے عجب ہے
کہ حضرت رسول اکرم صلعم کے زمانہ سے اتک جمہور اُمت (کیا چھوٹا کیا بڑا) شہوت پرست
زاہد ٹھہرائے جائین اور ترقی کے خیال سے امام محی الدین ابن عربی رحمہ کو بھی اپنا
ہم مشرب بناتے ہین حالانکہ اونکے عقائد اور اقوال ایسے نہ تھے بالکل برخلاف ہین جیسا کہ
فتوحات مکیہ کے ملاحظہ سے ظاہر ہے۔ چونکہ بعض جیسا نہین سمجھے کہ جہنم کے اعتراض

سکے ہین مناسب سمجھکر اُن کے جواب سے بھی قلم کو حرکت دیتا ہون - پادری فنڈر نے میزان الحق و دوسرے نے ہدایت المسلمین مین لکھا کہ محمد صاحب نے دوزخ اور بہشت اور عذاب الٰہی تو لکھا ایسے مضمون صریح البطلان ( العیاذ - جو ہرگز عقل اور نقل قبول نہین کرتی اُس جاہل ملک کو سنا کر ڈرایا الخ نیز ایسے ہی لوگون کا مقولہ ہے کہ قرآن اگر کلام الٰہی ہوتا تو اُسمین نعماے بہشت وغیرہ اس طرز پر مذکور نہوتین کیونکہ اس قسم کا ذکر کتب سابقہ مین نہین الخ تردید چونکہ عقل کامل کے نزدیک کل امورات ممکن ہین تو محالات سے اُنکا شمار کرنا باطل ہے ورنہ اُن کے محال ہونے پر کوئی دلیل قوی پیش کرین نہین سچے قول کو صریح البطلان کہنا ہی صریح البطلان والخسر ان ہے باقی رہا نقلاً سو قرآن سے تو ظاہر ہے چنانچہ مخالفین اسپر متفق ہین - ہان اگر نقل انجیلی مطلوب ہے وہ بھی سُن لیجئے - انجیل متی کے باب ۵ م مکاشفات کے باب ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ دیکھو دوم کہ انجیل مین اُنکے مذکور نہونیسے اُنکا عدم ضروری نہین کیا معلوم نہین کہ انجیل مین مدت بقاء دنیا معین نہین کیا گیا - پس چاہیے تہا کہ اُسکا واقع مین تعین نہو حالانکہ یہ طرفین کے نزدیک مسلم نہین - ثالثاً قرآن شریف کا کلام الٰہی نہونا درصورت متصور تہا کہ اگر موجودہ انجیل ساری کلام الٰہی ہوتا لیکن ایسا نہین چنانچہ علماء اسلام نے اس امر کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہوا ہے جیسا کہ ہم بھی کسی حصہ مین اس امر کی تحقیق نمونہ کے طور پر انشاء اللہ دکھلائینگے پس باوجود قرآن مین کوئی نقص یا نعماء جنت مین تکذیب عاید نہوگا -

پادری موجودہ انجیل کی نسبت جب تحریف کی اشارت دیکھتے ہین تو مضطر ہو کر قرآن شریف مین تحریف کرنا چاہتے ہین - چنانچہ اُنکا مقولہ ہے کہ اہل تشیع کا بیان ہے کہ قرآن سے کئی سیپارے جنمین اہل بیت کی نعت و ثناء تھی جامع قرآن نے نکالدیے ہین سو اُسکا جواب ہر چندکی د چھوٹا ہے مگر خوف تطویل سے ایک جملہ پر کفایت کرتا ہون وہ یہ ہے کہ شیعہ کے نزدیک جو محققین ہین وہ اس اعتقاد سے بری معلوم ہوتے ہین دیکھو شیخ صدوق نے عقائد مین لکھا ہے کہ موجودہ قرآن بلا تفاوت وہی ہے - جو حضرت کو خدا تعالیٰ سے ملا تہا - تفسیر مجمع البیان مین سید مرتضیٰ بیان کرتے ہین یہ قرآن بلا تفاوت وہی جو پیغمبر

علیہ السلام کے عہد مین تہا۔ ایسا ہی کتاب مصائب النواصب مین مذکور ہے کہ محققین شیعہ کوئی بہی قرآن کے متغیر ہونیکا قائل نہین اور کلینی وغیرہ مین اُسی کے مطابق مسطور ہے پس مخالف ناحق الزام سے مطلب بے ہنو گا مان اگر اور کچہہ بناوٹ ہی تو پیش کرین ؛

# چھٹا باب کعبہ کی قدامت وغیرہ مین

اعوذ باللہ من الشیطان الرحیم

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ترجمہ سب سے پہلے گہر جو لوگون کے لئے عبادت گاہ بنایا گیا وہ گھر ہے جو مکہ مین ہے مبارک اور جہان کے لیے رہنما ہے ؛ کعبہ شریف کی قدامت۔ قرآن مجید کی آیت بالا اور دیگر آیات اور احادیث (چنانچہ امام بیہقی رح کی حدیث جسمین مذکور ہے کہ کعبہ کی بنا پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے ڈالی تھی) اور تواریخ علماء اسلام اور اتفاق اہل عرب سے یہ کہ اسلام کی حالت مین ہی بلکہ کفر کی حالت مین بھی چنانچہ تواریخ عرب مین مذکور ہے ظاہر ہے ؛ اور مخالفین کی تواریخ سے بہی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے دیکھو نامہ ساسان جو پارسیون کی مذہبی کتاب ہے۔ اسمین لکھا ہے کہ کعبہ کو مہ آباد نے بنایا ہے ؛ ظاہر تو یہ ہی کہ مہ آباد سے حضرت ابراہیم مراد ہین غایۃ الامر حضرت آدم علیہ السلام مراد ہونگے بلکہ عبارت ذیل سے یہی اظہر ہے ؛ منتخب تنقیح الاخباری راجہ کندن لال ولد رائے منولال فلسفی کی تالیفات سے ہی) مین پارسیون سے منقول ہے کہ مہ آباد وجی افرام وشامی کلیو و یاسان اجام وکیومرث وہوشنگ وجمشید وفریدون وکیخسرو پیغمبر تھے ؛ شت (یعنے حضرت) جی افرام کے ۲۰ جلد مین لکھتا ہے کہ مہ آباد کی اولاد مین چودان دختور ہین۔ جنکو آباد بولتے ہین۔ انکی اولاد ہین سوزات یک (ساسان پنجم کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ زادکر در بلکہ ارب بلکہ کہرب بلکہ نلمات سے بہی زیادہ ہے) تک سلطنت قائم رہی ؛ اتنا زمانہ اور اتنے سال اگرچہ اہل اسلام اور دوسرے اہل کتاب کے نزدیک فقط کہانی ہے مگر اسمین شک نہ تہا کہ پارسیون کے

نزدیک بھی کعبہ کی قدامت اور بانی کی پیغمبری مسلمات سے ہے اور جس قاعدہ کی رو سے
مورخین حال زمانہ سابق کا حساب لگاتے ہین اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ
السلام سے اُنیسوین صدی ماقبل مین کعبہ بنایا گیا ہے بنابران سب معابد سے پیشتر کعبہ ہی
ٹھہریگا مسٹر گبن کے قول سے جو وہ اپنی تاریخ مین لکھتا ہے نیز اسکی تائید ہوتی ہے وہ
لکھتا ہے کہ کعبہ کی صحیح قدامت سنہ عیسوی سے پہلے کی ہے - ساحل بحر احمر کی بیان مین
دایوڈورس یونانی مورخ تھیوڈیٹ اور سبھین کے ذکر مین مشہور معبد (کعبہ) کا ذکر کیا ہے
پس جس روایت اسلامی مین آدم علیہ السلام کی بنا ڈالنے کا ذکر ہے اُس سے یہ تواریخی
نقلین معارض نہین ہو سکتین کیونکہ جائز ہے کہ تواریخ مذکورہ مین بنا ثانی یا ثالث کا ذکر ہو
نہ پہلی کا وغیرہ بعض نیوکرسچن (روسی عیسائی) و لٹالیم نے اعتراض کیا ہے کہ جو رسوم
کعبہ کی نسبت عرب مین جاری تھے اور ہین جیسے حجر اسود کا بوسہ قربانی وغیرہ حضرت ابراہیم
اسمعیل علیہما السلام کے طریقہ کے برخلاف ہین لہذا کعبہ اُنکی طرف منسوب نہین ہو سکتا
مگر عقلا کے نزدیک یہ اعتراض قابل اعتبار نہین کیونکہ جن کتابون کو وہ کلام الٰہی جانتے
ہین انھین اس سے بڑھکر احکام مذکور ہین دیکھو کتاب پیدائش باب ۱۲ ورس ۷ اور
خداوند نے ابراہیم علیہ السلام کو دکھلائی دیکے کہا کہ یہی ملک مین تیری نسل کو دونگا
اور اُسنے وہان خداوند کے لیے ایک قربانگاہ بنائی اور وہان سے روانہ ہوکے اُس
بیت ایل (بیت اللہ) کے پورب کے ایک پہاڑ کے پاس اپنا ڈیرا کھڑا کیا بیت ایل اُسکے
پچھم اور عئی اُس کے پورب تہا اور وہان اُسنے خدا کے لیے ایک قربانگاہ بنائی
اور خداوند کا نام لیا - باب ۱۳ ورس ۱۸ - اُٹھ (ابراہیم علیہ السلام کی طرف خطاب ہے) اور
اُس ملک کے طول و عرض پر سیر کر مین اُسے تجہ کو دونگا اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنا
ڈیرا اُٹھایا اور ممری کے بلوطون مین جو حبرون مین ہین جا رہا اور وہان خداوند کے
لیے ایک قربانگاہ بنائی باب ۲۶ ورس ۲۵ اور اُسنے (اسحاق علیہ السلام) وہان مذبح
بنایا اور خداوند کا نام لیا باب ۲۸ ورس ۱۸ اور یعقوب علیہ السلام صبح سویرے اُٹھا اور
اُس پتھر کو جسے اُسنے اپنا تکیہ کیا تھا لیکے ستون کھڑا کیا اور اُس کے سر پہ تیل ڈالا

اور اُس مقام کا نام بیت ایل (بیت اللہ) رکھا ۲۲ اور یہ پتھر جو مینے ستون کھڑا کیا ہے خدا کا
گھر ہوگا کتاب خروج باب ۲۰ ورس ۲۲ اور خداوند نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تو بنی اسرائیل سے
کہہ کہ تم نے دیکھا کہ مینے آسمان پر سے تمہارے ساتھ باتین کہین ۲۳ تم میرے مقابل روپے
کے معبود مت بناؤ اور نہ سونیکے معبود ہم بناؤ ۲۴ میرے لئے مٹی کی قربانگاہ بنائیو اور تو سوختنی قربانیان
اور اپنی سلامتیان اپنے بھیڑون بیلون مین سے وہان ذبح کیجیو اور جس جگہ مین مین اپنے نام کو ظاہر
کرونگا وہان مین تجھہ کنے آؤنگا اور تجھے برکت دونگا ۲۵ اور اگر تو میرے لئے قربانگاہ بناوے جیسے
(اسلئے حجر اسود بھی قربانگاہ کہلا سکیگا) تو تراشے ہوئے پتھر کی مت بنائیو کیونکہ اگر تو اُسپے
اوزار لگاویگا تو تو اُسے ناپاک کریگا ۲۶ اور تو میری قربانگاہ پر سیڑہی سے ہرگز مت
چڑھیو تاکہ تیری برہنگی اُسپر ظاہر نہو سفر لویان باب ۲۶ ورس ۲ خداوند نے کہا مقام مرا
احترام کنید ؛ پس عبارات بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ پتھر خانہ خدا کی حضرات انبیا علیہم السلام
اسقدر تعظیم کیا کرتے تھے (یہ نہین کہ کوئی امر مستحب یا مباح تہا بلکہ حکم تہا) جو بوسہ امثالہ اُس سے
ادنیٰ بات ہے ؛ یون بھی کہہ سکتے ہین کہ حجر اسود کا چومنا ایک امر مستحب ہے نہ فرض واجب اور احکام
تبلیغیہ و ایلف سے ہین چنانچہ ظاہر ہے اہل عرب کے رسوم مذکورہ کو خلاف طریق ابراہیمی کہکر
کعبہ کی قدامت سے انکار کرنا مہینا عقل سلیم اور انصاف پسندی سے بعید ہے ؛ بعض یہ بھی کہدیتے
ہین کہ یقطان اہل عرب کا مورث اعلیٰ نہین تہا اور نہ اسمعیل علیہ السلام کی اولاد کا مکہ
کے قریب بسنا درست ہے اسلئے کعبہ اور رسوم مذکورہ اُنکی طرف منسوب نہین ہوسکتا جواب
عرب کی اکثر تواریخ سے (جنکو عیسائی بھی تسلیم کرچکے ہین) ظاہر ہے کہ وہ عربوں کا مورث
اعلیٰ تہا - یونانی مؤرخ اہل جغرافیہ حجاز مین اسمعیل علیہ السلام کی اولاد کی سکونت بتلاتے
ہین - یونانی مورخون نے حجاز کی اُن قومونکا تذکرہ کیا ہے جو اسمعیل علیہ السلام کے بیٹون کے
نام سے نامزد ہین - یہ مسلم ہے کہ اسمعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ۱ بنایوت - ۲ قیدار
۳ ادبئیل ۴ مبسام ۵ مشماع ۶ دومہ ۷ مسا ۸ حدر ۹ تیما ۱۰ یطور ۱۱ - انفیس ۱۲ - قیدمہ
ادہیلا عرب کے شمالی مغربی حصہ مین آباد ہوا دیونڈ گارٹری بی کاری ایم اے نے اپنے
نقشہ مین اسکا نشان ۸ ۳ و ۳۰ درجہ عرض شمالی اور ۳۶ و ۳۸ درجہ طول شرقی کے

درمیان مین لگایا ہے دوسرا ثبوت بطرف حجاز مین آباد ہوا ریورند مسٹر فاسٹر کا
بیان ہے کہ اشعیاہ نبی کے بیان سے بھی صاف ظاہر ہے کہ قیدار کا مسکن حجاز ہے
اُسمین کہ مدینہ داخل ہے زیادہ تر اسکا ثبوت جغرافیہ مین شہر الخدر اور نبت سے
موجود ہے - اہل عرب کی روایت کہ قیدار اور اونکی اولاد کا مسکن حجاز ہی اس سے وطن تھا
مؤید قوی ہوتی ہے کہ عہد عتیق مین قیدار کا مسکن عرب کے اسی حصہ (حجاز) مین بیان
ہوا ہے دوسرے یہ کہ یہ بخوبی ثابت ہے کہ پونیس - بطلیموس - بلینی اعظم کے زمانون
مین یہ قوم حجاز کی باشندہ تھین گیدری یعنے قیدری وہی مخفف قیدری اور
گدرو نائٹی (قیداری) کدرینی (قیدری - مہتر جغرافیہ جلد اول مین مندرج ہے تیسرا
جوزیفس کی سند کے موافق اپنے دو بھائیون کے قریب آباد ہوا چوتھا اوسکا مسکن
معلوم نہین ہوا - پانچوان ریورند مسٹر فاسٹر کے کہنے سے یہ ظاہر ہے کہ عبرانی مین جسکو
مشاع لکھا ہے اُسی کو یونانی مسفا بینے شبہ یہ بتایا نجد کے قریب اولا آباد ہوا تھا -
چھٹا - شرقی مغربی جغرافیہ دان نے قبول کیا ہے کہ یہ تہامہ مین آباد ہوا - ساتوان -
حجاز سے نکلکر یمن مین آباد ہوا چنانچہ اُسکے کھندرات مین مسا کا نام اب تک قائم ہے
ریورند گاتری بی کاری نے اپنے نقشہ مین اس مقام کا نشان ۱۳ درجہ اور ۳۰ دقیقہ
عرض شمالی اور ۴۰ دقیقہ طول شرقی مین بیان کیا ہے - آٹھوان - اسکو سابقہ مین حداد بھی
کہتے تھے یمن مین حدیدہ شہر اسی کا مقام بتلا رہا ہے ایسا یمن مین ایک حدیدی ہے
اس سے بھی یہی پایا جاتا ہے (زہیری اور ریورند مسٹر فاسٹر بھی اسی کو مسلم جانتا ہے) -
نوان - انکا مسکن نجد ہے اور بعد ازان آہستہ آہستہ خلیج فارس تک پہنچ گئے - دسوان - بطور
ریورنڈ مسٹر فاسٹر کا بیان ہے کہ اسکا مسکن حدود مین تھا جو جبل کسیر کے جنوب اور جبل الثلج
کے شرق مین واقع ہے - گیارہوان - ریورند مسٹر فاسٹر توریت اور جوزیفس کی سند سے
لکھتے ہین کہ عربیا وندر مین ان کے اسی نام سے آبادی تھی - بارہوان - اُنہون نے بھی
یمن مین سکونت اختیار کی (کذا فی الخطبات) چونکہ نقول مذکورہ سے باوجود اس کے
کہ وہ مخالفین کے مسلمات سے ہین - ثابت ہوا کہ اسمعیل علیہ السلام کی اولاد کا حجاز مسکن ہے تو

اُس سے انکار کرنا تعصب کے سوا نہین نیز تحقیق بالا سے بعض عیسائیون کے مقولہ کی بیوقعتی
ظاہر ہوگئی ہے مقولہ یہ ہے کہ مسلمانونکو حجر اسود کو چومنے کے وقت اس امر کا متوقع ہونا
ضروری ہوتا ہے کہ وہ انکے ایمان پر گواہی دیگا اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مسلمان
پتھر مین عالم الغیبی عارف القلوبی کی صفت جو مخصوص بذات الہی ہے ثابت کرتے ہین
تو یہ شرک ہی اگر محبت و تعظیم سے ہوتا تو اور بات تھی مختصراً تردید بالتصریح - قایل کی کلام سے
اتنا تو معلوم ہوگیا ہے کہ حجر اسود کو محبت و تعظیم سے چومنے مین شرک لازم نہین - اسلیے
اسکی تردید نہین کی ہان بطرز دیگر شرک ثابت کرنا چاہتے ہین مگر ہم قطع نظر اس سے کہ احادیث
مین اُسکی عارفیت انسان و ملایکہ جیسی عارفیت ہے یا بطرز دیگر کہتے ہین کہ اللہ عزوجل
کا علم مخصوص بذاتہ کیا ہے محدود اور بالواسطہ نہین کیونکہ اسطرز پر تو انسان کا بھی
علم ہے پس ثابت ہوا کہ مخصوص بذات الہی وہ ہے کہ نہ کسیکی سکھلائے اور نہ محدود
ہو اب پوچھا جاتا ہے کہ حجر اسود کا علم کس قسم کا ثابت ہوتا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ وہ محدود
ہے چنانچہ قائل کی کلام سے بھی ظاہر ہے اور بالذات بھی نہین - نہین ثابت کر
دکھلادین کہ کس حدیث مین اُس کے عالم بالذات ہونیکا ثبوت پایا جاتا ہے - معہذا
اگر یہ شرک ہے تو عیسائی پہلے اپنے آپ پر شرک کا فتوا لگادین تو پھر دوسرون
کا ذکر کرین - کیونکہ وہ بھی تو اشیاء مختلفہ بحالات مختلفہ کو جانتے ہین - اور اسکا دعوی
کھڑی ہے بعض عیسائیونکا اعتراض کہ محمدیون کا اعتقاد بھی کسی دلیل عقلی سے
پایہ ثبوت کو نہین پہنچتا کہ بنی آدم کی خطاؤن سے حجر اسود جو سفید تھا کالا ہوگیا ہے ۔

یہ قابل نہین وجہ یہ ہے کہ اولاً ہم بھی یون کہہ سکتے ہین - کہ کتاب پیدایش باب ۳
مین جو آدم علیہ السلام سے کہا گیا ہے کہ تیرے سبب زمین لعنتی ہوگئی ہے - یہ کیونکر ہے
گر نفس زمین لعنتی ہوگئی ہے تو غلط ہے کیونکہ خطا تو آدم علیہ السلام نے کی ہے نہ زمین نے
پھر وہ کیون لعنتی ٹھہرائی گئی اگر لوگ لعنتی ہوگئے تو پھر یہی یہی تائید ہوتا ہے فما ہو جوابہم
فہو جوابنا ثانیاً بابت حجر کے لیے بھی تناقض نہین - نہین تو چاہیے تھا کہ کوئی پتھر
سیاہ ہو حالانکہ یہ خلاف واقع ہے پس یہ اُس کے لیے تعذیب نہین اسموقع پر

ان لوگون کا اور بھی اعتراض ہے جسکا جواب دینا بہت مناسب ہے وہ اعتراض یہ ہے
کہ مسلمانون کا اعتقاد ہے کہ حج کرنے مین ایک یہ فائدہ ہے کہ حالات سفر سے آگاہی ہوتی
ہے دوسرا تجارت تیسرا اتمام اہل اسلام کا اتفاق اُس موقع پر ہو سکتا ہے۔ غلط
ہے کیونکہ ایسا تو ہنود بھی گنگا وغیرہ کے سفر مین حاصل کر سکتے ہین جواب قائل
اگر انصاف سے دیکھتا تو معلوم کر لیتا کہ اہل اسلام کا سفر اور مجتمع ہو کر اتفاق پیدا کرنا
کس بہیڑ سے منور اور کس لباس ملبس ہے تو ہرگز اس قسم کا اعتراض زبان پر نہ لاتا وجہ
یہ ہے کہ ہنود کا سفر وغیرہ غیر اللہ کی پرستش اور لہو لعب کے لئے ہے اور اہل اسلام کا عبادت
الہی اور خشوع و خضوع کے لئے ہے۔ اگر مانا بھی جاوے کہ ہنود کا سفر اور اجتماع نیک کام
کے لئے ہی۔ تاہم اہل اسلام کہتے ہین کہ ہنود سے اگر کسی امر خیر مین اہل اسلام کو شرکت
ہو تو کیا مذموم اور برا کہلائیگا نہین ہرگز نہین۔ کیونکہ اس سے یہ لازم آئیگا کہ ہنود کے
سوا دوسرا کوئی خدا پر یقین نہ کرے اسلئے کہ وہ بھی خدا پر یقین رکھتے ہین۔ انصاف دو۔ حیرت
کا مقام ہے کہ مخالفین اسلام کیون نہین سوچتے کہ ایسے اعتراضون سے دقعت مین خلل واقع ہوتا
عجب یہ ہے کہ ایسی علمیت پر نازان ہو کر قرآن حمید کی فصاحت مین قیل و قال سے کبھی ناک
چڑہاتے دم مارتے ہین دیکھو کسی عیسائی نے کہا ہے کہ قرآن شریف فصیح نہین جسکے لئے یہ دلیل
پیش کرتے ہین۔ والضابطہ ہہنا ان کل ما یجد الذوق الصحیح ثقیلا متعسر النطق فہو متنافر سواء
کان من قرب المخارج او بعدہا مثال عہد سورہ یٰسین الخ جواب سبحان اللہ عرب کے کفار
اہل زبان فصیح ہو کر قرآن حمید کے مقابلہ مین عاجز ہو گئے تو کیونکر شخص آجکل کے اُس کی
فصاحت مین چون و چرا کرتے ہین بہلا جی یہ تو پہلے سوچا تہا کہ ذوق صحیح اہل زبان کا
معتبر ہے یا عام اس سے کہ اہل زبان ہو یا نہ اگر پہلی صورت ہوتی تو پہر اس تقریر سے
خواہ مخواہ زبان تکلیف نہ اوٹہاتی اگر دوسری شق ہوتی تو پہلے سوچا تہا کہ شاید علماء
اسلام یہ نہ کہہ بیٹہیں کہ پہلے اپنے ذوق کی سلامتی اور صحت ثابت کرین تو پہر کلام
کی فصاحت مین چودہوین صدی مین آکر کلام کرین سچ تو یہ ہے کہ وہ بیچارے بیکار
بیٹھے وہ وہ سوسے بیہودہ کیونکر حاصل کرین اگر کچھ نہ کچھ اسلام پر حملہ نہ کرتے رہین والباقی

فی الآتی انت ء اللہ العزیز

فائدہ بیت اللہ جیسے کعبہ مین عبادت اور قربانی کرنا کیا ممنوع ہے دیکھو بیبل مین اسکا ذکر متعدد مقامات پر ہی چنانچہ تھوڑا سا مذکور ہو چکا ہے تا حکم قربانی کا ذکر تو بکثرت ہی موجود ہے۔ دیکھو کتاب خروج باب ۲۰ وغیرہ۔ پہر معلوم نہین ہوتا ہے کہ عیسائی ایسے امور مین اہل اسلام پر اعتراض کیون کرتے ہین ہان اگر یون کہین کہ ایسے احکام شریعت عیسویہ مین موقوف ہوگئے ہین شاید اُن کے لئے فائدہ بخش ہو؟ نہین ہرگز نہین کیونکہ وہ نسخ کے قائل نہین ہین۔ قربانی تو ایسا امر ہے کہ آریہ تک اسکے قائل ہوے تہا لیکن وجہ یہ ہے کہ انکی ویدون مین اسکا حکم موجود ہے (دیکھو یجر وید ادہیائے ۲۳ مرتبہ کہٹرک سنگہ وغیرہ) مین لکہا ہے گائین فقط ذبح ہی نہین کیجاتی تہین بلکہ انکا گوشت بہی کہایا جاتا تہا۔ (دیکھو رگ وید اشٹک ۲- ادہیائے ۲- سوکت ۶) گائی کا گوشت عمدہ خوراک ہے (دیکھو رگ وید منڈل ۶- دوسرے مقامون مین بہی قربانی کا ذکر موجود ہے) (دیکھو رگ وید اشٹک ۴- ادہیائے ۱- سوکت ۱۵) لکہا ہے کہ تین سو بہینسونکی قربانی ہوئی بلکہ انسان قربان ہونا لکہا ہے (دیکھو اشٹک ۱- ادہیائے ۴- سوکت ۱- منتر ۱) پنڈت دیانند نے یہان یہ تاویل کیا ہے کہ انسان قربانی ہونیسے یہ مراد ہے کہ محض خدا ہی کے لئے عمر بسر کرے یہ تاویل اگر مانی بہی جاوے لیکن حیوانات مین یہ تاویل نہین ہوسکتی (منو ادہیائے ۵- شلوک ۳۹) قربانیونمین حیوان ذبح کیا جائین (دیکھو حکم کے طور پر لکہا گیا ہے) اشو میدہ ایک گہوڑے کی قربانی ہے کہوڑا ذبح کیا جاتا تہا۔ پہر اُسکو کباب بناکر نقل ہوتا تہا (دیکھو رگ وید اشٹک ۲- ادہیائے ۳- سوکت ۲) وغیرہ اب بہی اگر آریہ سماج حیوانات کے ذبح اور قربانی کرنیکے بارہ مین اہل اسلام پر اعتراض کرین تو قرین انصاف نہین۔ مختصراً قربانی کے مسائل خاص جانورونکو وقت اور عمر کے اعتبار سے خاص زمانہ یعنی ایام نحر مین قربانی کی نیت سے ذبح کرنیکو یعنی قربانی کہلاتا ہے لیکن جو سکے لئے جو شرطین ہین وہ یہ ہین۔ مسلمان۔ آزاد۔ مقیم۔ صاحب نصاب اگر مسافر غنی ہے تو اُسپر بہی قربانی واجب ہے (غنا کا ہونا شرط ہے صدقہ الفطر واجب ہونا) پس اگر ان مین سے کوئی شرط معدوم ہو تو واجب نہین ہے ہان نفل پڑہی اگر

کریگا - تو بڑا اجر پائیگا مسئلہ دنبہ چھ مہینہ کا اگر یکسالہ عمر والونمین رکھا جاوے تو فرق معلوم
نہو - قربانی مین دینا جائز ہے - بعض کے نزدیک بھیڑ کا بھی یہی حکم ہے - اسکی طرف حضرت
استاذی وشیخی اعلم الوقت جامع منقول و معقول حاوی فروع و اصول صاحب تصانیف جلیلہ مرجع
فتاوی صدر علمای دیار و اتقیای زمان استاذ الفحول مولانا مولوی مفتی پیر غلام رسول صاحب نقشبندی
سہروردی مد اللہ ظلالہ وحفظہ من شر الاعداء والحاسدین من الجنۃ والناس) نے اپنی بعض
تصانیف مین میلان کیا ہے - مسئلہ اونٹ - گائی - بیل - بھینس - بکری - بکرا - اگر قربانی مین
دینا چاہین تو یون کرین - گائی - بیل - بھینس نر و مادہ دو سالہ - اونٹ نر و مادہ پانچ سالہ
بکرا بکری یکسالہ - قربانی مین دین - مسئلہ جس جانور کی پیدایش مین ہی سینگ نہون ایسا
ہی جسکا ٹوٹا ہوا سینگ (بغیر اسکے کہ اسکے مغز کو زخم پہنچا ہو) ٹوٹا ہو قربانی مین دینا
درست ہے - مسئلہ دیوانہ جانور بشرطیکہ دیوانہ پن اسکو چرنے سے روکتا نہین ہے - نیز قربانی مین
دینا درست ہے - مسئلہ خصی اور خارشدار جو فربہ ہو قربانی مین ذبح کرنا جائز ہے -
مسئلہ اندھا - یک چشم جسکی ہڈیون مین مغز نہو - لنگڑا جو مذبح تک نہ جا سکے - جس کے دانت
زیادہ موجود نہون بلکہ تھوڑی ہی موجود رہین - جسکے کان پہلے ہی سے نہون (اگر پہلے
ہی سے چھوٹے ہون تو مضایقہ نہین) جسکے پستان کے سرے کٹے یا خشک ہو گئے ہون
جسکے پہلے ہی سے تھنی نہو قربانی مین ذبح کرنا درست نہین مسئلہ قربانی کو آپ کھانا اور غنی
کو کھلانا درست ہے - مسئلہ قصاب کو اسکا چمڑہ مزدوری مین دینا جائز نہین وغیرہ در مختار رد المحتار
وغیرہ - اعلام عام لوگ چونکہ مسائل ذیل سے ناواقف ہین اس لیے مناسب ہوا کہ
وہ تحریر کیے جاتے ہین وہی ہذہ - مسئلہ غلیل اور بندوق و غلہ کا شکار کیا ہوا جانور حلال
نہین خواہ دس بار تکبیر کیون نہ پڑہی جاے - مسئلہ کافر اگر گوشت کسی جانور کا ہو بیچتا ہو
اور بیان کرتا ہو کہ یہ مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہے تو مسلمانون پر لازم ہے کہ اس گوشت کے
کھانے سے پرہیز کرین جیسا کہ رد المحتار شرح در مختار سے ظاہر ہے وہی ہذا -

مصنفہ غلام مصطفی

# جنگ مقدس

یعنی

تحقیق حق کیواسطے اہل اسلام اور عیسائیان امرتسر میں بمقام امرتسر

۲۲ - مئی ۱۸۹۳ء

اہل اسلام کی طرف سے حضر...

قادیاں سے امرتسر تشری...

صاحب بنشنر انتخاب ہوکر...

مشتہر کرنے کی جلسہ بحث...

حرف بحرف مطابق روزنا...

کاپیاں فروخت ہوگئیں۔

راقم

شیخ نور احمد مالک و مہتمم ریا... پنجاب)






مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر

# روئداد

## جلسہ ۲۲ - مئی ۱۸۹۳ء

۲۲ - مئی ۱۸۹۳ء کو سوموار کے روز ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب کی کوٹھی میں جلسہ مباحثہ منعقد ہوا - سوا چھ بجے کارروائی شروع ہوئی - مسلمانوں کیطرف سے منشی غلام قادر صاحب فصیح وائس پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی سیالکوٹ میر مجلس قرار پائے اور عیسائیوں کیطرف سے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب میر مجلس قرار پائے -

مرزا صاحب کے معاون مولوی نورالدین صاحب حکیم - سید محمد احسن صاحب اور شیخ الہ دیا صاحب قرار پائے - اور ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب کے معاون پادری جے ایل ٹھاکرداس صاحب اور پادری عبداللہ صاحب اور پادری ٹامس ہاول صاحب قرار پائے - چونکہ پادری جے - ایل ٹھاکرداس صاحب آج تشریف نہیں لائے تھے - اسلئے آج کے دن اُنکی بجائے پادری احسان اللہ صاحب معاون مقرر کئے گئے - سوا چھ بجے مرزا صاحب نے سوال لکھانا شروع کیا اور سوا سات بجے ختم کیا - اور بلند آواز سے جلسہ کو سُنایا گیا - پھر ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب نے اپنا اعتراض پیش کرنے میں صرف پانچ منٹ خرچ کئے پھر مرزا صاحب نے جواب الجواب لکھایا - مگر اس پر یہ اعتراض پیش ہوا کہ مرزا صاحب نے جو سوال لکھایا ہے وہ شرائط کی ترتیب کے موافق نہیں یعنے پہلا سوال الوہیت مسیح کے متعلق ہونا چاہئے اسپر شرائط کی طرف توجہ کیگئی انگریزی اصلی شرائط اور ترجمہ کا مقابلہ کیا گیا - اور معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کے پاس جو ترجمہ ہے اُسمیں غلطی ہے - بنابراں اسبات پر اتفاق ہوگیا کہ الوہیت مسیح پر سوال شروع کیا جائے اور جو کچھ اس سے پہلے لکھایا گیا ہے اپنے موقع پر پیش ہو -

۸ بجے ۴۶ منٹ پر مرزا صاحب نے الوہیت مسیح پر سوال لکھانا شروع کیا - ۹ بجے ۱۵ منٹ پر ختم کیا اور بلند آواز سے سُنایا گیا - مسٹر عبداللہ آتھم صاحب نے نو بجے ۳۰ منٹ پر جواب لکھانا شروع کیا اور اُنکا جواب ختم نہ ہوا تھا کہ اُنکا وقت گزر گیا - اسپر مرزا صاحب اور میر مجلس اہل اسلام کیطرف سے اجازت دی گئی کہ مسٹر موصوف اپنا جواب ختم کرلیں اور پانچ منٹ کے زائد عرصہ میں جواب ختم کیا بعدازاں فریقین کی تحریروں پر پریزیڈنٹوں کے دستخط ہوگئے اور مصدقہ تحریریں ایکدوسرے فریق کو دیگئیں اور جلسہ برخاست ہوا -

دستخط بحروف انگریزی ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان -

دستخط بحروف انگریزی - غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام -

# تقریر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

## بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

**امّا بعد** واضح ہو کہ آج کا روز جو ۲۲- مئی ۱۸۹۳ء ہے اُس مباحثہ اور مناظرہ کا دن ہے جو مجھ میں اور ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب میں قرار پایا ہے۔ اور اس مباحثہ سے مدعا اور غرض یہ ہے کہ حق کے طالبوں پر یہ ظاہر ہو جائے کہ اسلام اور عیسائی مذہب میں سے کونسا مذہب سچّا اور زندہ اور کامل اور منجانب اللہ ہے اور نیز حقیقی نجات کس مذہب کے ذریعہ سے مل سکتی ہے۔ اسلئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے بطور کلام کلّی کے اسی امر میں جو مناظرہ کی علت غائی ہے انجیل شریف اور قرآن کریم کا مقابلہ اور موازنہ کیا جاوے لیکن یہ بات یاد رہے کہ اس مقابلہ اور موازنہ میں کسی فریق کا ہرگز یہ اختیار نہیں ہوگا کہ اپنی کتاب سے باہر جاوے یا اپنی طرف سے کوئی بات منہ پر لاوے بلکہ لازم اور ضروری ہوگا کہ جو دعوے کریں وہ دعوے اس الہامی کتاب کے حوالہ سے کیا جاوے جو الہامی قرار دی گئی ہے اور جو دلیل پیش کریں وہ دلیل بھی اسی کتاب کے حوالہ سے ہو کیونکہ یہ بات بالکل سچّی اور کامل کتاب کی شان سے بعید ہے کہ اُسکی وکالت اپنے [illegible] کوئی دوسرا شخص کرے اور وہ کتاب بکلّی خاموش اور ساکت ہو ٭



اب واضح ہو کہ قرآن کریم [illegible] کو وہ پیش کرتا ہے یہ فرمایا ہے

ان الدین عند اللہ الاسلام (سیپارہ ۳- رکوع ۱۰) ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین۔ (سیپارہ ۳- رکوع ۱۷) **ترجمہ** یعنے دین سچا اور کامل اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہے اور جو کوئی بجز اسلام کے کسی اور دین کو چاہیگا تو ہرگز قبول نہیں کیا جاویگا اور وہ آخرت میں زیان کاروں میں سے ہوگا ٭

پھر فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا
(سیپارہ ۶۔ رکوع ۵) یعنے آج میں نے تمہارے لئے دین تمہارا کامل کردیا اور اپنی نعمت تم پر پوری
کردی اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو پسندیدہ کرلیا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق
لیظھرہ علی الدین کلہ و کفیٰ باللہ شھیدا۔ (سیپارہ ۲۶۔ رکوع ۱۲)۔ وہ خدا جس نے اپنے رسول
کو ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا وہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے۔

پھر اللہ جل شانہٗ چند آیتیں قرآن کریم کی تعریف میں جو دین اسلام کو پیش کرتا ہے فرماتا ہے۔
چونکہ قرآن کریم کی تعریف درحقیقت دین اسلام کی تعریف ہے اس لئے وہ آیتیں بھی ذیل میں
لکھی جاتی ہیں۔ ولقد صرفنا فی ھذا القرآن من کل مثل فابیٰ اکثر الناس الا کفورا۔
(سیپارہ ۱۵۔ رکوع ۱۰) اور البتہ طرح طرح بیان کیا ہم نے واسطے لوگوں کے قرآن میں ہر ایک مثال
سے پس انکار کیا اکثر لوگوں نے مگر کفر کرنا۔ یعنے ہم نے ہر ایک طور سے دلیل اور حجت کے ساتھ
قرآن کو پورا کیا مگر پھر بھی لوگ انکار سے باز نہ آئے۔ (س ۳۵ ر ۳)

قل اللہ یھدی للحق (سیپارہ ۱۱۔ رکوع ۹)۔ اللہ الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان یعنے خدا
وہ ہے جس نے کتاب یعنے قرآن شریف کو حق اور میزان کے ساتھ اتارا یعنے وہ ایسی کتاب ہے جو
حق اور باطل کے پرکھنے کے لئے بطور میزان کے ہے۔

انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرھا (سیپارہ ۱۳۔ رکوع ۸) ترجمہ آسمان سے
پانی اتارا پس ہر ایک وادی اپنے اپنے قدر میں بہ نکلا۔ ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم (سیپارہ ۱۵
رکوع ۱)۔ یہ قرآن اس تعلیم کی ہدایت کرتا ہے جو بہت سیدھی اور بہت کامل ہے۔

قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان
بعضھم لبعض ظھیرا کہ اگر جن اور انس سب اس بات پر اتفاق کریں کہ اگر اور کتاب جو کمالات
قرآنی کا مقابلہ کرسکے پیش کرسکے تو نہیں پیش کرسکینگے اگرچہ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔

پھر ایک اور جگہ فرماتا ہے ما فرطنا فی الکتاب من شیء (سیپارہ ۷۔ رکوع ۱۰) یعنے تعلیم
ضروریہ میں سے کوئی چیز قرآن سے باہر نہیں رہی۔ اور قرآن ایک مکمل کتاب ہے جو کسی دوسری
کامل کی محتاج نہیں۔ انہ لقول فصل (سیپارہ ۳۰ رکوع ۱۱)۔ حکمۃ بالغۃ۔ قرآن قول فصل ہے
(س ۲۷ ر ۸)

جو ہر ایک امر میں سچا فیصلہ دیتا ہے۔ اور انتہائی درجہ کی حکمت ہے فلا اقسم بمواقع النجوم وانہ لقسم لو تعلمون عظیم (سیپارہ ۲۷- رکوع ۱۶)- انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون- لا یمسہ الا المطہرون یعنے میں قسم کھاتا ہوں مطالع اور مناظر نجوم کی اور یہ قسم ایک بڑی قسم ہے۔ اگر تمہیں حقیقت پر اطلاع ہو کہ یہ قرآن ایک بزرگ اور عظیم الشان کتاب ہے اور اسکو وہی لوگ چھوتے ہیں جو پاک باطن ہیں۔ اور اس قسم کی مناسبت اس مقام میں یہ ہے کہ قرآن کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ وہ کریم ہے یعنے روحانی بزرگیوں پر مشتمل ہے اور بباعث نہایت بلند اور رفیع دقایق حقائق کے بعض کوتاہ بینوں کی نظروں میں اسی وجہ سے چھوٹا معلوم ہوتا ہے جس وجہ سے ستارے چھوٹے اور نقطوں سے معلوم ہوتے ہیں اور یہ بات نہیں کہ درحقیقت وہ نقطوں کی مانند ہیں بلکہ چونکہ مقام انکا نہایت اعلیٰ وارفع ہے اسلئے جو نظریں قاصر ہیں اُنکی اصل ضخامت کو معلوم نہیں کرسکتیں۔ انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین فیھا یفرق کل امر حکیم (سیپارہ ۲۵- ر ۱۴)- ہمنے قرآن کو ایک ایسی بابرکت رات میں اُتارا ہے جسمیں ہر ایک امر پر حکمت تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ جیسے ایک رات بڑی ظلمت کے ساتھ نمودار ہوئی تھی۔ اسی کے مقابل پر اس کتاب میں انوار عظیمہ رکھے گئے ہیں جو ہر ایک قسم کے شک اور شبہ کی ظلمت کو ہٹاتے ہیں اور ہر ایک بات کا فیصلہ کرتے ہیں اور ہر ایک قسم کی حکمت کی تعلیم کرتے ہیں اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمت الی النور (سیپارہ ۳- ر ۲)- اللہ دوستدار ہے اُن لوگوں کا جو ایمان لائے اور اُنکو اندھیرے سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ وانہ لتذکرۃ للمتقین (س ۲۹- ر ۹)- ان ھذا لھو حق الیقین (سیپارہ ۲۷- رکوع ۱۶)- وما ھو علی الغیب بضنین یعنے قرآن متقیوں کو وہ سارے امور یاد دلاتا ہے جو اُنکی فطرت میں مخفی اور مستور تھے اور یہ حق محض ہے جو انسان کو یقین تک پہنچاتا ہے اور یہ غیب کے عطا کرنے میں بخیل نہیں ہے یعنے بخیلوں کیطرح اسکا یہ کام نہیں کہ صرف آپ ہی غیب بیان کرے اور دوسرے کو غیبی قوت نہ دے سکے بلکہ آپ بھی غیب پر مشتمل ہے۔ اور پیروی کرنے والے پر بھی فیضان غیب کرتا ہے۔ یہ قرآن کا دعوے ہے جسکو وہ اپنی تعلیم کی نسبت آپ بیان فرماتا ہے اور پھر آگے چلکر اسکا ثبوت بھی آپ ہی دیگا لیکن چونکہ اب

وقت تھوڑا ہے اسلئے وہ ثبوت جواب الجواب میں لکھا جاویگا۔ بالفعل ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب کی خدمت میں یہ التماس ہے کہ بپابندی اُن امور کے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ انجیل شریف کا دعوی بھی اسی طرز اور اسی شان کا پیش کریں کیونکہ ہر ایک منصف جانتا ہے کہ ایسا تو ہرگز ہو نہیں سکتا کہ مدعی سُست اور گواہ چست۔ خاصکر اللہ جل شانہٗ جو قوی اور قادر اور نہایت درجہ کے علوم وسیع رکھتا ہے جس کتاب کو ہم اُسکی طرف منسوب کریں وہ کتاب اپنی ذات کی آپ قیوم چاہئے انسانی کمزوریوں سے بالکل مبّرا اور منزّہ چاہئے۔ کیونکہ اگر وہ کسی دوسرے کی سہارہ کی اپنے دعوے میں اور اثبات دعوی میں محتاج ہے تو وہ خدا کا کلام ہرگز نہیں ہوسکتا اور یہ مکرر یاد رہے کہ اِسوقت صرف مدعا یہ ہے کہ جب قرآن کریم نے اپنی تعلیم کی جامعیت اور کاملیت کا دعوی کیا ہے یہی دعوی انجیل کا وہ حصہ بھی کرتا ہو جو حضرت مسیح ؑ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور کم سے کم اس قدر تو ہو کہ حضرت مسیح ؑ اپنی تعلیم کو مختتم قرار دیتے ہوں اور کسی آئندہ وقت پر انتظار میں نہ چھوڑتے ہوں۔

## نوٹ

یہ سوال اس قدر لکھا گیا تھا تو اُسکے بعد فریق ثانی نے اس بات پر اصرار کیا کہ سوال نمبر ۲ یعنے بحث کے کسی دوسرے موقعہ میں پیش ہو بالفعل الوہیت مسیح کے بارے میں سوال ہونا چاہئے چنانچہ اُنکے اصرار کی وجہ سے یہہ سوال جو ابھی غیر مختتم ہے اسی جگہ چھوڑا گیا بعدنہٖ بقیہ اسکا شائع کیا جائے گا۔

---

# سوال الوہیت مسیح ع پر

۲۲-مئی سنہ ۱۸۹۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

امّا بعد واضح ہو کہ بموجب شرائط قرار دادہ پرچہ علیحدہ مورخہ ۲۲-اپریل سنہ ۱۸۹۳ء پہلا سوال ہماری طرف سے یہ تجویز ہوا تھا کہ ہم الوہیت حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب سے سوال کرینگے۔ چنانچہ مطابق اسی شرط کے ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ اس بحث میں یہ نہایت ضروری ہوگا کہ جو ہماری طرف سے کوئی سوال ہو یا ڈپٹی عبد اللہ آتھم کی طرف سے کوئی جواب ہو وہ اپنی طرف سے نہ ہو بلکہ اپنی اپنی الہامی کتاب کے حوالہ سے ہو جسکو فریق ثانی حجت سمجھتا ہو۔ اور ایسا ہی ہر ایک دلیل اور ہر ایک دعوی جو پیش کیا جاوے وہ بھی اسی التزام سے ہو غرض کوئی فریق اپنی اس کتاب کے بیان سے باہر نہ جائے جسکا بیان بطور حجت ہو سکتا ہے۔

بعد اسکے واضح ہو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت کے بارہ میں قرآن کریم میں بغرض رد کرنے خیالات اُن صاحبوں کے جو حضرت موصوف کی نسبت **خدا یا ابن اللہ** ہونیکا اعتقاد رکھتے ہیں یہ آیات موجود ہیں۔

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یا کلان الطعام انظر کیف نبین لھم الآیت ثم انظر انّی یؤفکون۔ یعنی حضرت مسیح ابن مریم میں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ وہ صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں اور یہہ کلمہ کہ اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں۔ یہ قیاس استقرائی کے طور پر ایک استدلال لطیف ہے کیونکہ قیاسات کے جمیع اقسام میں سے استقراء کا مرتبہ وہ اعلیٰ شان کا مرتبہ ہے کہ اگر یقینی اور قطعی مرتبہ سے اسکو نظر انداز کر دیا جائے تو دین و دنیا کا تمام سلسلہ بگڑ جاتا ہے اگر ہم غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ حصہ کثیرہ دنیا کا اور ازمنہ گذشتہ کے واقعات کا ثبوت اسی استقراء کے

ذریعہ سے ہوا ہے۔ مثلاً ہم جو اس وقت کہتے ہیں کہ انسان مُنہہ سے کھاتا اور آنکھوں سے دیکھتا
اور کانوں سے سُنتا اور ناک سے سونگھتا اور زبان سے بولتا ہے اگر کوئی شخص کوئی مقدس کتاب
پیش کرے اور اس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ یہ واقعات زمانہ گذشتہ کے متعلق نہیں ہیں۔
بلکہ پہلے زمانہ میں انسان آنکھوں کے ساتھ کھایا کرتا تھا اور کان کے ذریعہ سے بولتا تھا۔
اور ناک کے ذریعہ سے دیکھتا تھا ایسا ہی اور باتوں کو بھی بدل دے۔ یا مثلاً یہ کہے کہ کسی زمانہ میں
انسان کی آنکھیں دو نہیں ہوتی تھیں بلکہ بیس ہوتی تھیں۔ دس تو سامنے چہرہ میں اور دس پشت
پر لگی ہوئی تھیں تو اب ناظرین سوچ سکتے ہیں کہ گو فرض کے طور پر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ ان عجیب تحریروں
کا لکھنے والا کوئی مقدس اور راست باز آدمی تھا۔ مگر ہم اس یقینی نتیجہ سے کہاں اور کدھر گریز کرسکتے ہیں جو
قیاس استقرائی سے پیدا ہوا ہے۔ میری رائے میں ایسا بزرگ اگر نہ صرف ایک بلکہ کروڑ سے بھی زیادہ
اور قیاس استقرائی سے نتائج قطعیہ یقینیہ کو توڑنا چاہیں تو ہرگز ٹوٹ نہیں سکیں گے بلکہ اگر ہم منصف
ہوں اور حق پسندی ہمارا شیوہ ہو تو اس حالت میں کہ اس بزرگ کو ہم درحقیقت ایک بزرگ سمجھتے ہیں
اور اُسکے الفاظ میں ایسے ایسے کلمات خلاف حقایق مشہودہ محسوسہ کے پاتے ہیں تو ہم اُسکی بزرگی
کی خاطر سے صرف عن الظاہر کرینگے اور ایسی تاویل کرینگے جس سے اُس بزرگ کی عزت
قائم رہ جاوے۔ ورنہ یہ تو ہرگز نہ ہوگا کہ جو حقائق استقراء کے یقینی اور قطعی ذریعہ سے ثابت ہو چکے
ہیں وہ ایک روایت دیکھ کر ٹال دیئے جاویں۔ اگر ایسا کسی کا خیال ہو تو یہ بار ثبوت اُسکی گردن پر
ہے کہ وہ استقراء مثبتہ موجودہ قطعیہ یقینیہ کے برخلاف اس روایت کی تائید اور تصدیق میں کوئی امر
پیش کردیوے مثلاً جو شخص اس بات پر بحث کرتا اور لڑتا جھگڑتا ہے۔ کہ صاحب ضرور پہلے زمانہ
میں لوگ زبان کے ساتھ دیکھتے اور ناک کے ساتھ باتیں کیا کرتے تھے تو اسکا ثبوت پیش کرے۔
اور جب تک ایسا ثبوت پیش نہ کرے تب تک ایک مہذّب عقلمند کی شان سے بہت بعید ہے۔
کہ ان تحریرات پر بھروسہ کرکے کہ جنکے بصورت صحت بھی بیس معنے ہوسکتے ہیں وہ معنی اختیار
کرے جو حقایق ثابت شدہ سے بالکل مغائر اور منافی پڑے ہوئے ہیں مثلاً اگر ایک ڈاکٹر ہی سے
اس بات کا تذکرہ ہو کہ سم الفار اور وہ زہر جو تلخ بادام سے تیار کیا جاتا ہے اور بیش یہ تمام زہر میں
نہیں ہیں۔ اور اگر انکو دو دو سیر کے قدر بھی انسان کے بچوں کو کھلایا جاوے تو کچھ حرج نہیں۔

اور اسکا ثبوت یہہ دیوے کہ فلاں مقدس کتاب میں ایساہی لکھا ہے اور راوی معتبر ہے۔ تو کیا وہ
ڈاکٹر صاحب اِس مقدس کتاب کا لحاظ کرکے ایک ایسے امر کو چھوڑ دینگے جو قیاس استقرائی سے
ثابت ہوچکا ہے۔ غرض جبکہ قیاس استقرائی دنیا کے حقائق ثابت کرنے کے لئے اول درجہ
کا مرتبہ رکھتا ہے تو اسی جہت سے اللہ جل شانہٗ نے سب سے پہلے قیاس استقرائی کو ہی پیش کیا۔
اور فرمایا **قد خلت من قبلہ الرسل** یعنے حضرت مسیح علیہ السلام بے شک نبی
تھے اور اللہ جل شانہٗ کے پیارے رسول تھے مگر وہ انسان تھے۔ تم نظر اٹھا کر دیکھو کہ جب سے یہہ
سلسلہ تبلیغ اور کلام الٰہی کے نازل کرنے کا شروع ہوا ہے ہمیشہ اور قدیم سے انسان ہی رسالت
کا مرتبہ پاکر دنیا میں آتے رہے ہیں یا کبھی اللہ تعالیٰ کا بیٹا بھی آیا ہے اور خلت کا لفظ اس طرف
توجہ دلاتا ہے کہ جہاں تک تمہاری نظر تاریخی سلسلہ کو دیکھنے کے لئے وفا کرسکتی ہے اور گزشتہ
لوگوں کا حال معلوم کرسکتے ہو خوب سوچو اور سمجھو کہ کبھی یہ سلسلہ ٹوٹا بھی ہے۔ کیا تم کوئی ایسی نظیر
پیش کرسکتے ہو جس سے ثابت ہوسکے کہ یہہ امر ممکنات میں سے ہے۔ پہلے بھی کبھی کبھی ہوتا
ہی آیا ہے۔ سو عقلمند آدمی اس جگہ ذرہ ٹھہر کر اور اللہ جل شانہٗ کا خوف کرکے دل میں سوچے کہ حادثات
کا سلسلہ اس بات کو چاہتا ہے کہ اسکی نظیر بھی کبھی کسی زمانہ میں پائی جاوے۔

ہاں اگر بائبل کے وہ تمام انبیا اور صلحا جنکی نسبت بائبل میں بھی الفاظ موجود ہیں کہ وہ خداتعالےٰ
کے بیٹے تھے یا خدا تھے حقیقی معنوں پر حمل کرلئے جاویں تو بیشک اِس صورت میں ہمیں اقرار
کرنا پڑیگا کہ خداتعالےٰ کی عادت ہے کہ وہ بیٹے بھی بھیجا کرتا ہے بلکہ بیٹے کیا کبھی کبھی بیٹیاں بھی
اور بظاہر یہ دلیل تو عمدہ معلوم ہوتی ہے اگر حضرات عیسائی صاحبان اسکو پسند فرماویں اور کوئی
اسکو توڑ بھی نہیں سکتا کیونکہ حقیقی غیر حقیقی کا تو وہاں کوئی ذکر ہی نہیں بلکہ بعض کو تو پہلوٹا ہی لکھدیا
اں اس صورت میں بیٹوں کی میزان بہت بڑھ جائیگی۔ غرضکہ **اللہ جل شانہٗ** نے سب سے
پہلے ابطال الوہیت کے لئے یہی دلیل استقرائی پیش کی ہے۔ پھر بعد اسکے ایک اور دلیل پیش کرتا ہے
**وامہ صدیقہ** یعنے والدہ حضرت مسیح ع کی راستباز تھی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اگر حضرت
مسیح ع کو اللہ جلشانہٗ کا حقیقی بیٹا فرض کرلیا جاوے تو پھر یہ ضروری امر ہے کہ وہ دوسروں
کی طرح ایسی والدہ کے اپنے تولد میں محتاج نہ ہوں جو باتفاق فریقین انسان تھی کیونکہ یہہ بات

نہایت ظاہر اور کھلی کھلی ہے کہ قانون قدرت اللہ جلشانہ کا اسی طرح پر واقع ہے کہ ہر ایک جاندار کی اولاد اسکی نوع کے موافق ہوا کرتی ہے مثلاً دیکھو کہ جس قدر جانور ہیں مثلاً انسان اور گھوڑا اور گدھا اور ہر ایک پرندہ وہ اپنی اپنی نوع کے لحاظ سے وجود پذیر ہوتے ہیں یہہ تو نہیں ہوتا کہ انسان کسی پرندہ سے پیدا ہو جاوے یا پرند کسی انسان کے پیٹ سے نکلے۔ پھر ایک تیسری دلیل یہہ پیش کی ہے۔ **کانا یاکلان الطعام** یعنے وہ دونو حضرت مسیح ع اور آپکی والدہ صدیقہ کھانا کھایا کرتے تھے اب آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ انسان کیوں کھانا کھاتا ہے اور کیوں کھانا کھانے کا محتاج ہے۔ اس میں اصل بھید یہ ہے کہ ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل کا جاری ہے۔ یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ اور جدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پاکر معدوم ہو جاتا ہے اور دوسرا بدن بدل ما یتحلل ہو جاتا ہے اور ہر ایک قسم کی جو غذا کھائی جاتی ہے اسکا بھی روح پر اثر ہوتا ہے کیونکہ یہہ امر بھی ثابت شدہ ہے کہ کبھی روح جسم پر اپنا اثر ڈالتی ہے اور کبھی جسم روح پر اپنا اثر ڈالتا ہے جیسے اگر روح کو یکدفعہ کوئی خوشی پہنچتی ہے تو اس خوشی کے آثار یعنے بشاشت اور چمک چہرہ پر بھی نمودار ہوتی ہے اور کبھی جسم کے آثار ہنسنے رونے کے روح پر پڑتے ہیں اب جبکہ یہ حال ہے تو کس قدر مرتبہ خدائی سے یہہ بعید ہوگا کہ اپنے اللہ کا جسم بھی ہمیشہ اڑتا رہے اور تین چار برس کے بعد اور جسم آوے ماسوا اسکے کھانے کا محتاج ہونا بالکل اس مفہوم کے مخالف ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات میں مسلّم ہے۔ اب ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ع اُن حاجتمندیوں سے بری نہیں تھے جو تمام انسانوں کو لگی ہوئی ہیں۔ پھر یہ ایک عمدہ دلیل اس بات کی ہے کہ وہ باوجود ان دردوں اور دُکھوں کے خدا ہی تھے یا ابن اللہ تھے اور درد ہمنے اسلیئے کہا کہ بھوک بھی ایک قسم درد کی ہے اور اگر زیادہ ہو جائے تو موت تک نوبت پہنچاتی ہے۔

| | |
|---|---|
| دستخط بحروف انگریزی | دستخط بحروف انگریزی |
| غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ ازجانب اہل اسلام | ہنری مارٹین کلارک پریزیڈنٹ ازجانب عیسائی صاحبان |

---

# جواب از طرف مسٹر عبداللہ آتھم صاحب مسیحی

اگر یہہ جناب کا قول صحیح ہے کہ ہر امر کی حقیقت تجربہ ہی پر مدار رکھتی ہے یعنے جو تجربہ کے برخلاف

ہے وہ باطل ہے۔ تب تو ہمکو صفت خالقہ کا بھی انکار کرنا پڑیگا۔ کیونکہ ہمارے تجربہ میں کوئی چیز خلق نہیں ہوتی اور آدم کا بغیر والدین پیدا ہونے کا بھی انکار کرنا پڑے گا اور ہم یہہ نہیں جانتے کہ ایسا ہم کیوں کریں کیونکہ ناممکن مطلق ہم اُسکو کہتے ہیں جو کوئی امر کسی صفت ربّانی کے مخالف ہو اور یہ چیزیں جو ہمارے تجربہ کے باہر ہیں مثلاً خلقت کا ہونا یعنے بلا سامان کے عدم سے وجود میں آنا اور آدم کا بخلاف سلسلہ موجودہ کے پیدا ہونا ہم کسی صفت مقدسہ خدا تیعالے کے مخالف نہیں دیکھتے۔

**دوم**۔ بجواب آپ کے دوسرے مقدمہ کے آپ کو یقین ہونا چاہیئے کہ ہم اُس شے مرئی کو جو کھانے پینے وغیرہ حاجتوں کے ساتھ ہے اللہ نہیں مانتے بلکہ مظہر اللہ کہتے ہیں اور یہہ ایک ایسا مقدمہ ہے جیسا قرآن میں بابت اُس آگ کے جو جھاڑی میں نظر آتی تھی لکھا ہے کہ اے موسیٰ اپنی نعلین دور کر کیونکہ یہہ وادی طوی ہے اور کہ میں تیرے باپ ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا خدا ہوں موسیٰ نے اِسکو تسلیم کیا۔ آب فرمایئے شے مرئی تو خدا نہیں ہوسکتی اور رویت مرئی تھی پس ہم اسکو مظہر اللہ کہتے ہیں۔ اللہ نہیں کہتے۔ ویسے ہی یسوع مخلوق کو ہم اللہ نہیں کہتے بلکہ مظہر اللہ کہتے ہیں۔ کیا یہہ ستون جو خشت و خاک کا سامنے نظر کے ہے اُس میں سے اگر خدا آواز دیکر کہنا چاہے کہ میں تمہارا خدا ہوں اور میری فلاں بات سُنو۔ تو گو تجربہ کے برخلاف یہہ امر ہے۔ تو کیا امکان کے برخلاف ہے کہ خدا ایسا نہیں کرسکتا۔ (ہمارے نزدیک تو امکان کے برخلاف نہیں)

**سوم**۔ ہمنے ابن اللہ کو جسم نہیں مانا۔ ہم تو اللہ کو روح جانتے ہیں جسم نہیں۔

**چہارم** امر کے بارہ میں ہماری التماس یہہ ہے کہ بیشک تاویل طلب امر کو تاویل کرنا چاہیئے لیکن حقیقت کو چاہیئے کہ تاویل کو نہ بگاڑے۔ اگر کوئی حقیقت برخلاف امر واقعی کے ہے تو بالمرہ حکم بطلان کا اُسپر دینا چاہیئے نہ کہ بطلان کو مروڑ کے حق بنانا۔

**پنجم** امر کے بارہ میں جناب کی خدمتمیں واضح ہو کہ لفظ بیٹے اور پہلوٹھے کا بائبل میں دو طرح پر بیان ہوا ہے یعنے ایک تو یہہ کہ وہ یکتن ساتھ خدا کے ہو دوم یہ کہ یکمن ساتھ رضا الٰہی کے ہو (ایک تن وہ ہے جو ماہیت میں واحد ہو۔ اور یکمن وہ ہے جو ماہیت کا شریک نہیں بلکہ رضا کا شریک ہو)۔ کس نبی یا بزرگ کے بارہ میں بائبل میں یہ لکھا ہے کہ اے تلوار میرے چرواہے

اور رہتا پر اُٹھ (زکریا ۱۲-۷) - اور پھر کس کے بارہ میں ایسا لکھا ہے کہ تخت داؤدی پر یہوواصدقینو آویگا (یرمیا) - اور کس نے یہہ کہا کہ میں الفا اور میگا قادر مطلق خداوند ہوں اور کسکے بارہ میں یہہ لکھا گیا کہ میں جو حکمت ہوں قدیم سے خدا کے ساتھ رہتی تھی اور میرے وسیلہ سے یہہ ساری خلقت ہوئی اور یہہ کہ جو کچھ خلقت کا ظہور ہے اسی کے وسیلہ سے ہے خدا باپ کو کسی نے نہیں دیکھا لیکن اکلوتے (خدا) نے اسے ظاہر کر دیا (یوحنا ۱-۱۸) -

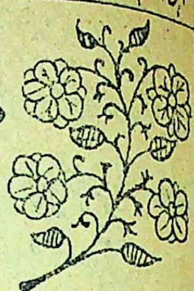
اب اس پر انصاف کیجئے کہ یہ الفاظ متعلق یک تن کے ہیں یا یک من کے نیز یہہ بھی ایک بات یاد رکھنے کے لائق ہے - یسعیاہ ۹-۶ میں کہ وہ جو بیٹا ہمکو بخشا جاتا ہے اور فرزند تولد ہوتا ہے وہ ان خطابوں سے مزین ہے یعنے خدائے قادر - آب ابدیت - شاہ سلامت - مشیر عجوبہ - تخت داؤدی پر آنے والا - جسکی سلطنت کا زوال کبھی نہ ہوگا -

**ششم** جو آپ نے قرآن سے استدلال کیا ہے مجھے افسوس ہے کہ میں اب تک اُسکے الہامی ہونے کا قائل نہیں جب آپ اسکو الہامی ثابت کر کے قائل کر دینگے تو اُسکی سندات آپ ہی مانی جائینگی -

**ہفتم** - جناب من فطرت یا خلقت فعل الٰہی ہے اور الہام قول الٰہی - فعل اور قول میں تناقص نہیں ہونا چاہئے اگر کوئی کلام مبہم معلوم ہووے یا بادی النظر میں مشکل معلوم ہووے تو اُسکی تاویل ہم معقولات ہی سے کرینگے ورنہ کہاں جائینگے - چنانچہ جناب نے خود ہی فرمایا کہ امور تاویل طلب کی تاویل واجب ہے - اور جناب اس سے بھی بڑھکر فرماتے ہیں کہ تجربہ کے برخلاف ہم کچھ نہ لیوینگے تو گویا یہہ بھی رجوع کرنا طرف فطرت کے ہے جسکے ہم کلیتہً متفق نہیں ہیں -

**ہشتم** - بجواب آٹھویں کے اتنی ہی عرض ہے کہ جہاں بیٹے حقیقی اور غیر حقیقی کی امتیاز بائبل میں نہ ہو تو ہماری عقل کو روک نہیں کہ ہم اُس میں امتیاز نہ کریں اور دوسروں کے ساتھ بھی اگر یہی صفات ملحقہ ہوں جیسے مسیح کے ساتھ ہیں تو ہم اُنکو بھی مسیح جیسا مان لینگے +

| | |
|---|---|
| دستخط بحروف انگریزی | دستخط بحروف انگریزی |
| ہنری مارٹین کلارک پریزیڈنٹ ازجانب عیسائی صاحبان | غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ ازجانب اہل اسلام |

# مباحثہ ۲۳ مئی ۱۸۹۳ء

## روئداد

آج پھر جلسہ منعقد ہوا۔ اور آج پادری جے۔ ایل ٹھاکر داس صاحب بھی جلسہ میں تشریف لائے یہ تحریک پیش ہوئی اور باتفاق رائے منظور ہوئی کہ کوئی تحریر جو مباحثہ میں کوئی شخص اپنے طور پر قلمبند کرے قابل اعتبار نہ سمجھی جائے جبتک کہ اسپر ہر دو میر مجلس صاحبان کے دستخط نہ ہوں۔

اسکے بعد ۶ بجے ۳۳ منٹ اوپر مرزا صاحب نے اپنا سوال لکھنا شروع کیا اور اُنکا جواب ختم نہ ہوا تھا کہ اُنکا وقت گزر گیا۔ اور مسٹر عبداللہ آتھم صاحب اور میر مجلس عیسائی صاحبان کی طرف سے اجازت دی گئی کہ مرزا صاحب اپنا جواب ختم کرلیں اور ۱۶ منٹ کے زائد عرصہ میں جواب ختم کیا بعدازاں یہ قرار پایا کہ مقررہ وقت سے زیادہ کسی کو نہ دیا جائے۔ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب نے آٹھ بجے ۱ منٹ پر جواب لکھنا شروع کیا۔ درمیان میں فہرست آیات کے پڑھے جانے کے متعلق تنازعہ میں صرف ہوا یعنے ۵ منٹ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے وقت میں ایزاد کئے گئے اور ۹ بجے ۱۶ منٹ پر جواب ختم ہوا۔

مرزا صاحب نے ۹ بجے ۲۷ منٹ پر جواب لکھنا شروع کیا اور ۱۰ بجے ۲۷ منٹ پر ختم ہوگیا اور بعدازاں فریقین کی تحریروں پر میر مجلس صاحبان کے دستخط کئے گئے اور تحریریں فریقین کو دی گئیں اور جلسہ برخاست ہوا۔

| | |
|---|---|
| دستخط | دستخط |
| بحروف انگریزی | بحروف انگریزی |
| ہنری مارٹن کلارک (پریزیڈنٹ) | غلام قادر فصیح (پریزیڈنٹ) |
| ازجانب عیسائی صاحبان | ازجانب اہل اسلام |

مطبوعہ ریاض ہند امرتسر

# بیان حضرت مرزا صاحب

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل ۲۲ - مئی ۱۸۹۳ء کو جو مینے حضرت مسیح کی الوہیت کے بارہ میں ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب سے سوال کیا تہا - اُس میں قابل جواب تو امر تہے سب سے پہلے مینے یہہ لکہا تہا کہ فریقین پر لازم و واجب ہوگا کہ اپنی اپنی الہامی کتاب کے حوالہ سے سوال و جواب تحریر کریں - پھر ساتھ ہی اسکے یہہ بھی لکہا گیا تہا کہ ہر ایک دلیل یعنے دلیل عقلی اور دعوے جسکی تائید میں وہ دلیل پیش کیجائے اپنی اپنی کتاب کے حوالہ اور بیان سے دیا جائے - میرا اسمیں یہہ مدعا تہا کہ ہر ایک کتاب کی اس طور سے آزمایش ہو جائے کہ اُن میں یہہ قوت اعجازی پائی جاتی ہے یا نہیں - کیونکہ اس زمانہ میں جو مثلاً قرآن کریم پر قریب تیرہ سو برس کے گذر گئے - جب وہ نازل ہوا تہا - ایسا ہی انجیل پر قریب انیس سو برس کے گذرتے ہیں - جب انجیل حواریوں کی تحریر کے مطابق شائع ہوئی - تو اس صورت میں صرف اُن منقولات پر مدار رکہنا جو اُن کتابوں میں لکہی گئی ہیں اُس شخص کے لئے مفید ہوگا جو اُن پر ایمان لاتا ہے اور اُنکو صحیح سمجہتا ہے اور جو معنے اُنکے کئے جاتے ہیں - اُن معنوں پر بھی کوئی اعتراض نہیں رکہتا - لیکن اگر معقولی سلسلہ اسکے ساتھ شامل ہو جاوے تو اس سلسلہ کے ذریعہ سے بہت جلد سمجھ آجائیگا کہ خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور کامل اور زندہ کلام کونسا ہے سو میرا یہہ مطلب تہا کہ جس کتاب کی نسبت یہہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ فی حد ذاتہٖ کامل ہے اور تمام مراتب ثبوت کے وہ آپ پیش کرتی ہے تو پھر اُسی کتاب کا یہ فرض ہوگا کہ اپنے اثبات دعاوی کے لئے دلائل معقولی بھی آپ ہی پیش کرے نہ یہ کہ کتاب پیش کرنے سے بالکل عاجز اور ساکت ہو اور کوئی دوسرا شخص کھڑا ہو کر اُسکی حمایت کرے اور ہر ایک منصف بڑی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اگر اس طریق کا التزام فریقین اختیار کرلیں تو احقاق حق اور ابطال باطل بہت سہولیت سے ہو سکتا ہے - مَیں اُمید رکھتا تہا کہ مسٹر عبد اللہ آتہم صاحب جو پہلے سے یہہ دعوے رکھتے ہیں کہ انجیل درحقیقت ایک کامل کتاب ہے وہ اس دعوے کے ساتھ ضرور اس بات کو مانتے ہونگے کہ انجیل اپنے دعاوی کو معقولی

طور پر آپ پیش کرتی ہے - لیکن صاحب موصوف کے کل کے جواب سے مجھے بہت تعجب اور افسوس
بھی ہوا کہ صاحب موصوف نے اس طرف ذرا توجہ نہیں فرمائی بلکہ اپنے جواب کی دفعہ ششم میں مجھکو
مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ "آپ نے قرآن سے جو استدلال کیا ہے مجھے افسوس ہے کہ میں اب تک
اُسکے الہامی ہونے کا قائل نہیں جب آپ اُسکو الہامی ثابت کر کے قائل کرینگے تو اُسکی سندات
آپ ہی مانی جائینگی" - اب ہر ایک سوچنے والا غور کر سکتا ہے کہ میرا یہہ منشا کب تھا کہ وہ ہر ایک بات
قرآن شریف کی بے تحقیق مان لیں - میں نے تو یہہ لکھا تھا یعنے میرا یہہ منشا تھا کہ دلائل عقلیہ جو
فریقین کی طرف سے پیش ہوں وہ اپنے ہی خیالات کے منصوبوں سے پیش نہیں ہونی چاہئیں
بلکہ چاہئے کہ جس کتاب نے اپنے کامل ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ دعویٰ بھی بہ تصریح ثابت کر دیا جاوے
اور پھر وہی کتاب اس دعویٰ کے ثابت کرنے کے لئے معقولی دلیل پیش کرے اور اس طور کے
التزام سے جو کتاب اخیر پر غالب ثابت ہوگی اُسکا یہہ اعجاز ثابت ہوگا - کیونکہ قرآن شریف صاف
فرماتا ہے کہ میں کامل کتاب ہوں جیسا کہ فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم
نعمتی (سیپارہ ۶ - رکوع ۹) - اور جیسا کہ پھر دوسری جگہ فرماتا ہے - ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم
(سیپارہ ۱۵ - رکوع ۱) - دونوں آیتوں کا ترجمہ یہہ ہے کہ آج میں نے دین تمہارا تمہارے لئے کامل کیا اور تم پر
اپنی نعمت کو پورا کیا - اور یہہ قرآن ایک سیدھے اور کامل راہ کی طرف رہبری کرتا ہے یعنے رہبری
اسکا کامل ہے اور رہبری میں جو لوازم ہونے چاہئیں دلائل عقلیہ اور برکات سماویہ میں سے وہ سب
اسمیں موجود ہیں اور حضرات عیسائی صاحبوں کا یہہ خیال ہے کہ انجیل کامل کتاب ہے اور رہبری کے
لوازم انجیل میں موجود ہیں پھر جب کہ یہہ بات ہے تو اب دیکھنا ضرور ہوا کہ اپنے دعویٰ میں صادق
کون ہے - اسی بنا پر الوہیت حضرت مسیح کے دلائل بھی جو معقولی طور پر ہوں انجیل سے پیش کرنے
چاہئیں تھے جیسا کہ قرآن کریم نے ابطال الوہیت کے دلائل معقولی طور پر بھی علاوہ اور دلائل کے
برکات وغیرہ انوار سے اپنے اندر رکھتا ہے پیش کئے - سو اب امید کہ مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب
اس سوال کا منشاء سمجھ گئے ہونگے تو چاہئے کہ اس منشاء کے مطابق انجیل کی طاقت اور قوت
سے ایسے دلائل پیش کئے جائیں نہ اپنی طرف سے اور جو شخص ہم فریقین میں سے اپنی طرف سے
کوئی معقولی دلیل یا کوئی دعوے پیش کرے گا تو ایسا پیش کرنا اُسکا اس بات پر نشان ہوگا کہ اُسکی

وہ کتاب کمزور ہے اور وہ طاقت اور قوت اپنے اندر نہیں رکھتی جو کامل کتاب میں ہونی چاہیئے۔
لیکن یہہ جایز ہوگا کہ اگر کوئی کتاب کسی معقولی دلیل کو اجمالی طور پر پیش کرے مگر ایسے طور سے کہ اسکا
پیش کرنا کوئی امر مشتبہ نہو اور اسی کے سیاق سباق اور اسی کے اور دوسرے مقامات سے پتہ
مل سکتا ہو کہ اسکا یہی منشا ہے کہ ایسی دلیل پیش کرے کہ گو وہ دلیل اجمالی ہو مگر ہر ایک فریق
کو اختیار ہوگا کہ عوام کے سمجھانے کے لئے کچھ بسط کے ساتھ اس دلیل کے مقدمات بیان کردیوے
لیکن یہہ ہرگز جایز نہیں ہوگا کہ اپنی طرف سے کوئی دلیل تراش خراش کرکے الہامی کتاب کی ایسے
طور سے مدد دی جائے کہ جیسے ایک کمزور اور بے طاقت انسان کو یا ایک میت کو اپنے بازو
اور اپنے ہاتھ کے سہارے چلایا جائے۔ پھر بعد اسکے استقرار کے بارے میں جو مسٹر عبداللہ آتھم
صاحب نے جرح کیا ہے وہ جرح بھی قلت تدبر کی وجہ سے ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر یہہ قول یعنی دلیل
استقراء صحیح سمجھی جائے جو قرآن کریم پیش کرتا ہے تو پھر آدم کا بغیر والدین پیدا ہونا قابل تسلیم
نہیں ہوگا اور صفت خالقہ کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ افسوس کہ صاحب موصوف اس بات کے
سمجھنے سے غافل رہے کہ دلایل استقرائیہ میں یہی قاعدہ مسلم الثبوت ہے کہ جب تک اس حقیقت
ثابت شدہ کے مقابل پر جو بذریعہ دلیل استقرائی کے ثابت ہوچکی ہے کوئی امر اسکا مخالف
اور جائین پیش نہ کیا جائے جسکا ظاہر ہونا بھی بہ پایہ ثبوت پہنچ چکا ہے تب تک دلیل استقرائی
ثابت اور برقرار رہیگی مثلاً انسان کا ایک رہوتا ہے اور دو آنکھ تو اسکے مقابل پر صرف
اس قدر کہنا کافی نہیں ہوگا کہ ممکن ہے کہ دنیا میں ایسے آدمی بھی موجود ہوں جنکے دس سر
اور بیس آنکھ ہوں بلکہ ایسا انسان کہیں سے پکڑ کر دکھلا بھی دینا چاہیئے۔ اس بات میں فریقین میں
سے کسکو انکار ہے کہ حضرت آدم ع بغیر باپ اور ماں کے پیدا ہوئے تھے اور انکی نسبت
سنت اللہ اسی طرح پر ثابت ہوچکی ہے۔ لیکن امر متنازعہ فیہ میں کوئی ایسی بات نہیں ہے
کہ جو فریقین کے نزدیک مسلم اور ثابت شدہ قرار پائی ہو بلکہ فریق مخالف حضرات عیسائیوں کے
جو کتاب ہے یعنے قرآن کریم وہ آپ سے یہہ بات پیش کرتا ہے کہ دلیل استقرائی
سے یہہ امر باطل ہے۔ اب اگر یہ دلیل تام اور کامل نہیں ہے تو چاہیئے کہ انجیل میں سے یعنے
حضرت مسیح ع کے کلام میں سے اسکے مخالف کوئی دلیل پیش کی جائے جس سے ثابت ہے

کہ یہ دلیل پیش کردہ قرآن کی یہہ ضعف رکھتی ہے اور خود ظاہر ہے کہ اگر دلائل استقرائیہ کو بغیر
پیش کرنے نظیر مخالف کے یوں ہی رد کر دیا جائے تو تمام علوم و فنون ضائع ہو جائیں گے اور
طریق تحقیق بند ہو جائیگا۔ مثلاً میں مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر آپ کسی اپنے
ملازم کو ایک ہزار روپیہ بطور امانت کے رکھنے کو دیں اور وہ روپیہ صندوق میں بند ہو اور تالی اسکی
اس ملازم کے پاس ہو اور کوئی صورت اور کوئی شبہ چوری جانے مال کا نہو اور وہ آپ کے پاس
یہ عذر پیش کرے کہ حضرت وہ روپیہ پانی ہو کر بہہ گیا ہے یا ہوا ہو کر نکل گیا ہے تو کیا آپ یہہ اسکا
عذر قبول کر لینگے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب تک کوئی امر صفات الٰہیہ کے مخالف نہ پڑے تب تک
ہم اسکو جائز اور ممکن کی ہی مد میں رکھیں گے۔ مگر میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ ایک مدت تک
عہدہ اکسٹرا اسسٹنٹی پر مامور رہکر مقدمات دیوانی و فوجداری وغیرہ کرتے رہے ہیں۔ کیا اس عجیب طرز
کا بھی کوئی مقدمہ آپ نے کیا ہے کہ ایسے بیہودہ عذر کو قابل اطمینان عدالت قرار دیکر فریق عذر کنندہ
کے حق میں ڈگری کر دی ہو۔ حضرات آپ پھر ذرا توجہ سے غور کریں کہ یہہ بات ہرگز درست نہیں ہے
کہ جو شخص دلائل استقرائیہ کے برخلاف کوئی امر جدید اور خلاف دلائل استقرائیہ پیش کرے تو اس امر کو
بدون اسکے کہ وہ نظائر سے ثابت کر دیا جائے قبول کر لیں اور یہ نظیر جو آپ نے پیش کی ہے کہ اس
صورت میں ہمکو صفت خالقیت کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ میں حیران ہوں کہ یہہ دلیل کیوں پیش کی ہے
اور اس محل سے اس دلیل کو تعلق ہی کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں اور مسلمانوں اور عیسائیوں کا اس
بات پر اتفاق ہے کہ صفات الٰہیہ جو اسکے افعال سے متعلق ہیں یعنے خلق وغیرہ سے وہ اپنی مفہوم
میں قوت عموم کی رکھتی ہے یعنے انکی نسبت یہہ مان لیا گیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ ابدی ازلی طور پر
ان صفات سے کام لے سکتا ہے۔ مثلاً حضرت آدم ع کو جو اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے پیدا
کیا ہے تو کیا ہم فریقین میں کوئی اپنی کتاب کی رو سے ثبوت دے سکتا ہے کہ اس طرز کے پیدا کرنے
میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور قوت جو استقراء سے ثابت ہے اس حد تک ختم ہو چکی ہے۔ بلکہ
فریقین کی کتابیں اس بات کو ظاہر کر رہی ہیں کہ اللہ جلشانہٗ نے جو کچھ پیدا کیا ہے ایسا ہی وہ پھر
بھی پیدا کر سکتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ اولیس الذی خلق السموات
والارض بقادر علی ان یخلق مثلھم بلی وھو الخلاق العلیم۔ انما امرہ اذا اراد شیئاً

ان یقول لہ کن فیکون فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیءٍ و الیہ ترجعون

(س ۲۳ ر ۴) کیا وہ جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اس بات پر قادر نہیں کہ ان تمام چیزوں کی مانند
اور چیزیں بھی پیدا کرے بیشک قادر ہے اور وہ خلاق علیم ہے یعنے خالقیت میں وہ کامل ہے اور
ہر ایک طور سے پیدا کرنا جانتا ہے۔ حکم اسکا اس سے زیادہ نہیں کہ جب کسی چیز کے ہونیکا ارادہ
کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہو پس ساتھ ہی وہ ہو جاتی ہے۔ پس وہ ذات پاک ہے جسکے ہاتھ میں ہر ایک
چیز کی بادشاہی ہے اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے۔ پھر ایک دوسرے مقام میں فرماتا ہے۔
الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین یعنے تمام محامد اللہ کے لئے ثابت ہیں
جو تمام عالموں کا رب ہے یعنے اسکی ربوبیت تمام عالموں پر محیط ہے۔ پھر ایک اور مقام میں فرماتا ہے
وھو بکل خلق علیم یعنے وہ ہر طرح سے پیدا کرنا جانتا ہے اور ڈپٹی عبد اللہ صاحب نے جو چند
پیشگویاں اپنے تائید دعوے میں پیش کی ہیں وہ ہماری شرط سے بالکل مخالف ہیں۔ ہماری شرط میں
یہہ بات داخل ہے کہ ہر ایک دعوی اور دلیل اسکی الہامی کتاب آپ پیش کرے۔ ماسوا اسکے ڈپٹی صاحب کو
اس بات کی خوب خبر ہے کہ یہ پیش گویاں صرف زبردستی کی راہ سے حضرت مسیح ع پر جمائی جاتی ہیں اور
ایسے طور کی یہ پیشگویاں نہیں ہیں کہ اول حضرت مسیح ع نے آپ پوری پیشگوئی نقل کر کے انکا مصداق
اپنے تئیں ٹھہرایا ہو اور مفسرین کا اسپر اتفاق بھی ہو اور اصل عبری زبان سے اسی طور سے ثابت
بھی ہوتی ہوں سو یہہ بار ثبوت آپ کے ذمہ ہے۔ جب تک آپ اس التزام کے ساتھ اسکو ثابت
نہ کریں تب تک یہہ بیان آپکا ایک دعوے کے رنگ میں ہے جو خود دلیل کا محتاج ہے۔ چونکہ
ہمیں ان پیشگویوں کی صحت اور پھر صحت تاویل اور پھر صحت ادعاء مسیح ع میں آپ کے ساتھ اتفاق
نہیں ہے اور آپ مدعی صحت ہیں تو یہہ آپ پر لازم ہوگا کہ آپ ان مراتب کو مصفا اور منقح کر کے
ایسے طور سے دکھلا دیں کہ جس سے ثابت ہو جائے کہ ان پیشگویوں کی تاویل میں یہودی جو اصل وارث
توریت کے کہلاتے ہیں وہ بھی آپکے ساتھ ہیں اور کل مفسر بھی آپ کے ساتھ ہیں اور حضرت مسیح ع
نے بھی تمام پیشگویاں جو آپ ذکر کرتے ہیں بحوالہ کتاب و باب و آیت پورے طور پر بیان کر کے اپنی طرف
منسوب کی ہیں اور آپ کی رائے کے مخالف آجتک کسی وارث توریت نے اختلاف بیان نہیں کیا
اور صاف طور پر حضرت مسیح ع ابن مریم کے بارہ میں جنکو آپ خدائی کے رتبہ پر قرار دیتے ہیں قبول

کرلیا ہے اور اُنکے خدا ہونے کے لئے یہہ ثبوت کافی سمجھ لیا ہے تو پھر ہم اُسکو قبول کرلینگے اور بڑے شوق سے آپ کے اس ثبوت کو سُنیں گے۔ لیکن اس نازک مسئلہ کی زیادہ تصیح کے لئے پھر یاد دلاتا ہوں کہ آپ جب تک ان تمام مراتب کو جو مینے لکھے ہیں بغیر کسی اختلاف کے ثابت کرکے دکھلادیں اور ساتھہ ہی یہود کے علماء کی شہادت ان پیش گوییوں کی بناپر حضرت ابن مریم کے خدا ہونے کے لئے پیش نکریں تب تک یہہ قیاسی ڈھکوسلے آپ کے کسی کام نہیں آسکتے۔ دوسرا حصہ اسکا جواب الجواب میں بیان کیا جائیگا۔ اب وقت تھوڑا ہے۔

| | |
|---|---|
| دستخط بحروف انگریزی | دستخط بحروف انگریزی |
| غلام قادر فصیح (پریزیڈنٹ) | ھنری مارٹن کلارک (پریزیڈنٹ) |
| ازجانب اہل اسلام | ازجانب عیسائی صاحبان |

# جواب ازطرف مسٹر عبداللہ آتھم صاحب مسیحی

اوّل۔ بجواب آپ کے اے مرزا صاحب میرے مکرّم! میں لفظ استقراء کی شرح کا آپ سے طلبگار ہوں۔ کیا اسکی مراد تجربہ یا معمول سے نہیں جو اسکے سوا ہو وہ فرمادیجئے۔

دوم۔ آپ کے دوسرے مقدمہ میں جو آپ فرماتے ہیں کہ الہام شرح اپنی آپ ہی کرے اور اسکو محتاج معقولات کا نہ کیا جاوے۔ بہت سا حصہ صحیح ہے مگر سمجھنے کے واسطے الہام اور عقل کی وہی تشبیہ ہے جو آنکھ اور روشنی کی ہے۔ روشنی ہو اور آنکھ نہ ہو تو فائدہ نہیں ہے۔ آنکھ گو ہو اور روشنی نہو تب بھی فائدہ نہیں۔ سمجھنے کے واسطے عقل درکار ہے اور جس امر کو سمجھیں وہ چاہئے کہ الہامی ہو۔ مراد میری یہہ ہے کہ وہ امر جو مد نہیں پاتا الہام سے اور صرف انسانی خیال کی گذرت ہو وہ البتہ الہام میں شامل نہیں کیا جائیگا۔ مگر جو الہام میں ہے اور شمع الہامی نیچے رکھی ہوئی ہے تو اُسکی واسطے عقل انسانی شمعدان ہوسکتی ہے؟

امر سوم۔ جناب یہودیوں کا اتفاق ہم سے کیوں طلب کرتے ہیں جبکہ لفظ موجود ہیں اور لغت

موجود ہے اور قواعد موجود ہیں خود معنی کر لیں جو معنی بن سکیں وہ ٹھیک ہیں۔ لفظ بلفظ کا میں ذمہ
نہیں اُٹھا سکتا۔ مگر بالاجمال ساری نبوّتوں کو اس مقدمہ میں مسیح نے اپنے اوپر لیا ہے۔ چنانچہ یوحنّا
کے ۵ باب ۳۹- آیت میں اور لوقا کے ۲۴- باب ۲۷- آیت میں یہ امر مشرّح ہے۔ یوحنّا۔ تم نوشتوں
میں ڈھونڈھتے ہو کیونکہ تم گمان کرتے ہو کہ اُن میں تمہارے لئے ہمیشہ کی زندگی ہے اور یہہ
وے ہی ہیں جو مجھ پر گواہی دیتے ہیں اور موسیٰ اور سب نبیوں سے شروع کر کے وہ باتیں جو سب
کتابوں میں اُسکے حق میں ہیں اُنکے لئے تفسیر کیں۔

ماسوا اِسکے بعض خاص نبوّتیں بھی مسیح پر نوشتوں میں لگائی گئی ہیں۔ چنانچہ متی کے ۲۶ باب
۳۱- آیت میں اُس پیش خبری کا جو بابت ہمتا کے ہے حوالہ دیا گیا۔ علے ہذالقیاس بہت سی اور
بھی مثالیں ہیں جنکی فہرست ذیل میں دیدیتا ہوں۔

یسعیاہ ۶ باب ا سے ۱۲ بمقابلہ یوحنّا ۱۲ باب ۴۰ و ۴۱ - اعمال ۲۸ باب ۲۶- پھر یسعیاہ ۴۰ باب ۳
ملاکی ۳ باب ۱ بمقابلہ متی ۳ باب ۳- ذکریا ۱۲ باب ۱ و ۱۰ بمقابلہ یوحنّا ۱۹ باب ۳۷- یرمیاہ ۳۱ باب
۳۱-۳۴ بمقابلہ عبرانی ۸ باب ۶ سے ۱۲- عبرانی ۱۰ باب ۱۳ سے ۱۹- خروج ۱۷ باب ۲- گنتی ۲۰ باب ۳ و ۴
گنتی ۲۱ باب ۴ و ۵- استثنا ۶ باب ۱۶- یہ چاروں مقام بمقابلہ پہلا قرنتی ۱۰ باب ۹ سے ۱۱ یسعیاہ ۱۱ باب ۲ و ۴
و ۴۴ باب ۵ بمقابلہ مکاشفات ۸-۱۱ سے ۱۷ و ۸/۷ و ۶/۱۲ و ۱۳/۲۳ و یوئیل ۲/۳۲ بمقابلہ رومی ۹ سے ۱۴ و یسعیاہ ۱۴/۷ و ۱/۸
زبان عبرانی سے جس امر کی آپ گرفت کریں موجود ہے ابھی پیش کیا جائیگا۔

چوتھا۔ لفظ کمال کی جو جناب گرفت فرماتے ہیں کہ انجیل درخود کامل ہونی چاہئے تو دریافت طلب
امر یہہ ہے کہ کس امر میں کامل۔ کیا سُنار کے کام میں یا لوہار کے کام میں ؟ یہہ تو دعوے ہی
ان کتابوں کا نہیں۔ مگر راہ نجات کے دکھلانے کے کام میں یہہ دعویٰ اُنکا ہے۔ انجیل نے جو
اس باب میں اپنا کمال دکھلایا وہ ہم پیش کر دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "آسمان کے تلے آدمیوں
کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس سے ہم نجات پا سکیں سوائے مسیح کے"۔
اور رومیوں کے خط میں لکھا ہے اگر نجات فضل سے ہے تو عمل عمل نہیں و اگر نجات عمل سے
ہے تو فضل فضل نہیں۔ اس سے پھر وہی امر ثابت ہوا کہ مسیح نے خود کہا کہ "راہ حق اور زندگی میں ہی
ہوں" (یوحنا ۱۴ باب ۶)۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ کلام الٰہی میں اکثر خداوند یہہ فرمایا کرتا ہے۔ کہ

میں ہی ہوں۔ میں ہوں۔ اور اُسکا ایماء اس نام پر ہے جو موسیٰ سے خدا نے کہا کہ میرا نام میں ہوں سو
ہوں اور اس نام سے میں پہلے معروف نہ تھا۔ یہ مجھکو جتایا جاتا ہے۔ (خروج ۳ باب ۱۴ آیت)

(قلّت وقت کے سبب جواب ناتمام رہا)

(دستخط بحروف انگریزی) ہنری مارٹن کلارک
پریزیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان

(دستخط بحروف انگریزی) غلام قادر فصیح
پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام

# بقیہ بیان جواب حضرت مرزا صاحب

میرا جواب جو ناتمام رہگیا تھا اب بقیہ حصہ اُسکا لکھواتا ہوں۔ مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب فرماتے ہیں کہ ہم جسمانی چیز کو جو مظہر اللہ ہی اللہ نہیں مانتے اور ہمنے ابن اللہ کو جسم نہیں مانا۔ ہم تو اللہ کو روح مانتے ہیں۔" صاحب موصوف کا یہہ بیان بہت پیچیدہ اور دھوکہ دینے والا ہے۔ صاحب موصوف کو صاف لفظوں میں کہنا چاہئے تھا کہ ہم حضرت عیسیٰؑ کو خدا جانتے ہیں اور ابن اللہ مانتے ہیں کیونکہ یہہ بات تو ہر ایک شخص سمجھتا اور جانتا ہے کہ جسم کو ارواح کے ساتھ ایسا ضروری تلازم نہیں ہے کہ تا جسم وجہ حصر دار کسی شخص کا ٹھہرایا جائے مثلاً انسان کو جو ہم انسان جانتے ہیں تو کیا بوجہ اُسکے ایک خاص جسم کے جو اسکو حاصل ہے انسان سمجھا جاتا ہے ظاہر ہے کہ یہہ خیال تو بہ بداہت باطل ہے کیونکہ جسم ہمیشہ معرض تحلل میں پڑا ہوا ہے چند برس کے بعد گویا پہلا جسم دور ہو کر ایک نیا جسم آجاتا ہے اس صورت میں حضرت مسیحؑ کی کیا خصوصیت ہے۔ کوئی انسان بھی باعتبار جسم کے انسان نہیں ہے بلکہ باعتبار روح کے انسان کہلاتا ہے۔ اگر جسم کی شرط ضروری ہوتی تو چاہئے تھا کہ مثلاً زید جو ایک انسان ہے ساٹھ برس کی عمر پانے کے بعد زید نہ رہتا بلکہ کچھ اور بنجاتا کیونکہ ساٹھ برس کے عرصہ میں اُسنے کئی جسم بدلے۔ یہی حال حضرت مسیحؑ کا ہے۔ جو جسم مبارک اُنکو پہلے ملا تھا جسکے ساتھ اُنہوں نے تولد پایا تھا وہ تو نہ کفارہ ہوسکا اور نہ کسی کام آیا۔ بلکہ قریباً تیس برس کے ہوکر اُنہوں نے ایک اور جسم پایا اور اسی جسم کی نسبت خیال کیا گیا کہ گویا وہ صلیب پر چڑھایا گیا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے خدا تعالےٰ کے داہنے ہاتھ روح کے ساتھ شامل ہوکر بیٹھا ہے۔ اب جبکہ صاف اور صریح طور پر ثابت ہے کہ جسم کو روح کے صفات اور القاب سے کچھ تعلق نہیں اور انسان ہو یا حیوان ہو وہ باعتبار اپنے روح

کے انسان یا حیوان کہلاتا ہے اور جسم ہر وقت معرض تحلل میں ہے تو اس صورت میں اگر حضرات عیسائی صاحبان کا یہی عقیدہ ہے کہ مسیح درحقیقت خدا تعالےٰ ہے۔ تو مظہر اللہ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا ہم انسان کو مظہر انسان کہا کرتے ہیں۔ ایسا ہی اگر حضرت مسیح ع کی روح انسانی روح کی سی نہیں ہے اور انہوں نے مریم صدیقہ کے رحم میں اس طریق اور قانون قدرت سے روح حاصل نہیں کی جس طرح انسان حاصل کرتے ہیں۔ اور جو طریق طبابت اور ڈاکٹری کے ذریعہ سے مشاہدہ میں آچکا ہے۔ تو اول تو یہہ ثبوت دینا چاہیئے کہ انکے جنین کا نشو ونما پانا کسی نرالے طریق سے تھا اور پھر بعد اسکے اس **عقیدہ** کو چھپ چھپ کر خوف زدہ لوگوں کی طرح آڈر پیرایوں اور رنگوں میں کیوں ظاہر کریں۔ بلکہ صاف کہدینا چاہیئے کہ ہمارا خدا مسیح ہے اور کوئی دوسرا خدا نہیں ہے جس حالت میں خدا اپنی صفات کاملہ میں تقسیم نہیں ہوسکتا اور اگر اسکی صفات تامہ اور کاملہ میں سے ایک صفت بھی باقی رہ جائے تب تک۔ خدا کا لفظ اُسپر اطلاق نہیں کرسکتے۔

تو اس صورت میں میری سمجھ میں نہیں آسکتا کہ **تین** کیونکر ہوگئے جب آپ صاحبوں نے اس بات کو خود مان لیا اور تسلیم کرلیا ہے کہ خدا تعالےٰ کے لئے ضروری ہے کہ وہ مستجمع جمیع صفات کاملہ ہو۔ تو اب یہہ تقسیم جو کی گئی ہے کہ ابن اللہ کامل خدا۔ اور باپ کامل خدا۔ اور روح القدس کامل خدا اسکے کیا معنے ہیں اور کیا وجہ ہے کہ یہہ تین نام رکھے جاتے ہیں۔ کیونکہ تفریق ناموں کی اس بات کو چاہتی ہے کہ کسی صفت کی کمی وبیشی ہو۔

مگر جب کہ آپ مان چکے کہ کسی صفت کی کمی وبیشی نہیں تو پھر وہ تینوں اقنوم میں مابہ الامتیاز کون ہے جو ابھی تک آپ لوگوں نے ظاہر نہیں فرمایا۔ جس امر کو آپ مابہ الامتیاز قرار دینگے وہ بھی منجملہ صفات کاملہ کے ایک صفت ہوگی جو اس ذات میں پائی جانی چاہیئے جو خدا کہلاتا ہے۔ اب جبکہ اس ذات میں پائی گئی جو خدا قرار دیا گیا تو پھر اُسکے مقابل پر کوئی اور نام تجویز کرنا یعنے ابن اللہ کہنا یا روح القدس کہنا بالکل لغو اور بیہودہ ہوجائیگا۔

آپ صاحب اس میرے بیان کو خوب سوچ لیں کیونکہ یہہ دقیق مسئلہ ہے ایسا نہ ہو کہ جواب لکھنے کے وقت یہہ امور نظر انداز ہوجائیں۔ خدا وہ ذات ہے جو مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے اور غیر کا محتاج نہیں اور اپنے کمال میں دوسرے کا محتاج نہیں اور جو مسٹر عبداللہ آتھم صاحب نے

دفعہ ۲ میں موسیٰ کی جھاڑی کی تمثیل پیش کی ہے یہ محل متنازعہ فیہ سے کچھ علاقہ نہیں رکھتی صاحب موصوف مہربانی فرماکر قرآن کریم سے ثابت کرکے دکھلاویں کہ کہاں لکھا ہے کہ وہ آگ ہی خدا تھی یا آگ ہی میں سے آواز آئی تھی۔ بلکہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں صاف فرماتا ہے۔ فلما جاء ھا نودی ان بورک من فی النار ومن حولھا وسبحان اللہ رب العالمین (سورۂ نمل۔ س ۱۹ ۔ ر ۱۶) یعنے جب موسیٰ آیا تو پکارا گیا کہ برکت دیا گیا ہے جو آگ میں ہے اور جو آگ کے گرد ہے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے تجسم اور تحیز سے اور وہ رب ہے تمام عالموں کا۔ اب دیکھئے اس آیت میں صاف فرمادیا کہ جو آگ میں ہے اور جو اسکے گرد میں ہے اسکو برکت دی گئی۔ اور خدا تعالےٰ نے پکار کر اُسکو برکت دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آگ میں وہ چیز تھی جس نے برکت پائی نہ کہ برکت دینے والا وہ تو نودی کے لفظ میں آپ اشارہ فرمارہا ہے کہ اُسنے آگ کے اندر اور گرد کو برکت دی۔ اس سے ثابت ہوا کہ آگ میں خدا نہیں تھا اور نہ مسلمانوں کا یہہ عقیدہ ہے بلکہ اللہ جل شانہ اس وہم کا خود دوسری آیت میں ازالہ فرماتا ہے وسبحان اللہ رب العالمین یعنے خدا تعالیٰ اس حلول اور نزول سے پاک ہے وہ ہر ایک چیز کا رب ہے۔

اور اسی طرح خروج ۳ باب آیت ۲ میں لکھا ہے کہ اس وقت خداوند کا فرشتہ ایک بوٹے میں سے آگ کے شعلے میں سے اسپر ظاہر ہوا۔ اور مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب جو تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن میں اس تقریر پر یہہ بھی لکھا ہے " میں تیرے باپ اسحاق ع اور ابراہیم ع اور یعقوب ع کا خدا ہوں " یہہ بیان سراسر خلاف واقعہ ہے۔ قرآن میں ایسا کہیں نہیں لکھا۔ اگر صاحب موصوف کے حوالجات کا ایسا ہی حال ہے تو ایک خلاف واقعہ امر جرأت کے ساتھ تحریر فرمادیتے ہیں تو پھر وہ حوالجات جو توریت اور انجیل کے تحریر فرمائے ہیں وہ بھی کتابیں پیش کرکے ملاحظہ کے لائق ہونگی۔

اور پھر صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ توریت میں مسیح کو یک تن اور انبیا کو یک من کرکے لکھا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ توریت میں نہ تو کہیں یک تن کا لفظ ہے اور نہ یک من کا۔ صاحب موصوف کی بڑی مہربانی ہوگی کہ بہ تشریح توریت کے رو سے ثابت کریں کہ توریت نے جب دوسرے انبیا کا نام ابنا اللہ رکھا تو اس سے مراد یک من ہونا تھا۔ اور جب مسیح علیہ السلام کا نام ابن اللہ کہا تو اُسکا لقب یک تن رکھ دیا۔ میری دانست میں تو اور انبیا حضرت مسیح علیہ السلام سے اس القاب یا بی

میں بڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح ع خود اس بات کا فیصلہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے ابن اللہ کہنے میں تم کیوں رنجیدہ ہو گئے یہہ کونسی بات تھی زبور میں تو لکھا ہے کہ تم سب الہ ہو۔

حضرت مسیح ع کے اپنے الفاظ جو یوحنا ۱۰ باب ۳۵ میں لکھے ہیں یہ ہیں کہ میں نے کہا تم خدا ہو جبکہ اُس نے اُنہیں جنکے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو تم اُسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جہان میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ اب منصف لوگ اللہ تعالیٰ سے خوف کر کے ان آیات پر غور کریں کہ کیا ایسے موقعہ پر کہ حضرت مسیح ع کی ابنیت کے لئے سوال کیا گیا تھا حضرت مسیح ع پر یہہ بات فرض نہ تھی کہ اگر وہ حقیقت میں ابن اللہ تھے تو اُنہیں یہہ کہنا چاہئے تھا کہ میں در اصل خدا تعالیٰ کا بیٹا ہوں اور تم آدمی ہو مگر اُنہوں نے تو ایسے طور سے الزام دیا جسے اُنہوں نے مُہر لگا دی کہ میرے خطاب میں تم اعلےٰ درجہ کے شریک ہو مجھے تو بیٹا کہا گیا اور تمہیں خدا کہا گیا۔

پھر صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ توریت میں اگرچہ دوسروں کو بھی بیٹا کہا گیا ہے مگر مسیح کی بہت بڑھ کر تعریفیں کی گئی ہیں۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ تعریفیں مسیح کے حق میں اُسوقت قابل اعتبار سمجھی جائینگی جس وقت ہماری شرائط پیش کردہ کے موافق اُسکو ثابت کر دوگے۔ اور دوسری یہہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام یوحنا ۱۰ باب میں آپ کی تاویل کے مخالف اور ہمارے بیان کے موافق ہیں۔ اور یہہ خیالات آپ کے حضرت مسیح علیہ السلام نے خود رد فرما دئے ہیں۔

بقیہ کا جواب آپ کے جواب کے بعد لکھا جائیگا۔

| | |
|---|---|
| دستخط بحروف انگریزی | دستخط بحروف انگریزی |
| غلام قادر فصیح | ہنری مارٹن کلارک |
| پریزیڈنٹ | پریزیڈنٹ |
| از جانب اہل اسلام | از جانب اہل اسلام |




سولہ منٹ اوپر چھ بجے مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب نے اپنا جواب لکھنا شروع کیا اور
منٹ اوپر سات بجے ختم ہوا- اور بلند آواز سے سنایا گیا- مرزا صاحب نے سات بجے
پاس منٹ اوپر جواب لکھنا شروع کیا اور آٹھ بجے چھیالیس منٹ پر ختم کیا اور پھر بلند
سے سنا دیا گیا- ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب نے نو بجے پچیس منٹ پر شروع کیا اور دس
پینتیس منٹ پر ختم کیا اور بلند آواز سے سنایا گیا- بعد ازاں تحریروں پر میر مجلس صاحبان
دستخط کئے گئے اور مصدقہ تحریریں فریقین کو دی گئیں بعد ازاں چند ایک تجاویز
رت مباحثہ کے تبدیل کرنیکے متعلق پیش ہوئیں مگر سابقہ صورت ہی بحال رہی- اسکے
جلسہ برخاست ہوا-

---

بحروف انگریزی ہنری مارٹن کلارک- دستخط بحروف انگریزی غلام قادر فصیح-
پریزیڈنٹ از جانب عیسائیان      پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام

مطبع ریاض ہند مطبوعہ ... امرتسر

## مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۳ء از جانب ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب

اول میں خوش ہوا یہ سنکر کہ پیدایش آدم و حوا مین دلیل استقراء نہین لگ سکتی جسکا نتیجہ یہ ہے کہ قاعدہ عامہ مین استثنا جایز ہے۔

**اول** جناب جو فرماتے ہیں کہ مسیح کا جسم زوال پذیر تھا اسمین اسواسطے نہ وہ کفارہ ہو سکا اور نہ کسی کام میں آیا اسکے جواب میں عرض ہے کہ ہم انسانی جسم مسیح کو مسیح قرار نہین دیتے مگر سارا وجود انسانی جو گناہ سے پاک تھا اور سوائے گناہ کے اور سب باتون مین ہمارے مساوی اور مخلوق تھا اور ما سوا ہے انسانیت کے وہ مظہر اللہ بھی تھا یعنے جائے ظہور اللہ کا جس پاک انسانیت مین بار گناہان سب کا اپنے اوپر اوٹھالیا اور اقنوم ثانی اللہ نے وہ بارہ اٹھوا دیا۔ اور یون معاوضہ گناہان کا ہوکر کفارہ پورا ہو گیا۔ پھر وجود انسانی کے قایم و دایم رہنے کی کیا ضرورت باقی تھی (یعنی مسیح)۔

**دوم**۔ آپکا دوسرا اعتراض مسیح خدا تعالی ہے تو مظہر اللہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کیا انسان کو مظہر انسان کہا کرتے ہین جواب مسیح انسان کو اسکی الوہیت متعلقہ کے مشابہ کیون کرتے ہین۔ انسان مین تو جسم علیحدہ چیز ہے اور روح علیحدہ چیز ہے اور جان ایک علیحدہ شے ہے۔ چنانچہ روح وہ شے ہے جسکے متعلق صفات علم اور ارادہ کے ہین۔ جسم وہ شے ہے جسمین نہ علم ہے نہ ارادہ کے ہے۔ جان وہ قوت ہے جو نباتات مین بھی غذا کو بذریعہ رگ و ریشہ کے پہنچاتی ہے لیکن خدا یا مظہر اللہ ان ساری علل سے علیحدہ ہے اور وہ قایم فی نفسہ ہے۔

**سیوم**۔ جناب میرزا صاحب کے خیال میں مسیح کی روح قانون قدرت کے موافق مریم سے حاصل ہوئی تھی اسی لیئے وہ خدا نہین ہوسکتے۔ بجواب اسکے عرض ہے کہ مسیح کی انسانی روح اگرچہ قانون قدرت کے موافق نہین پیدا ہوئی تاہم خلقیت مین مساوی ہے۔ اور اشتقاق روح کا دوسری روح سے نہین ہوتا جو مریم سے شق ہوکے وہ روح آئی ہو کیونکہ روح جوہر فرد ہے اور کسی قانون اور آئین کا نام نہین بلکہ شے بمعہ صفات و تعریف شخص کی ہے تو پھر آپ یون کیون فرماتے ہین کہ مسیح کی روح مریم سے حاصل ہوئی تھی کیون نہ اسکو کہین کہ نئی مخلوق ہوئی تھی اور ماسوا اسکے الوہیت سے اِس بات کا کیا علاقہ ہے ہم تو بار بار کہہ چکے کہ مظہر اللہ سوا اسکے انسانیت کی ہے ؛

**چہارم**۔ جناب کا سوال ہے کہ خدا منقسم نہین ہوسکتا پھر تین خدا کیونکر ہوئے اور اس تقسیم کی امتیاز کی بناء کیا ہے بجواب اسکے عرض ہے کہ ہم یون کہتے ہین کہ تثلیث کا ہر صورت واحدہ مین تو ایک ہی اور صورت ثانی مین تین ہین اسکو ہم مشرح آئیندہ تمہید مین کرینگے۔

صفت بینظیری کی صفت بیحدی سے نکلی ہے کیونکہ بینظیر مطلق وہ شے ہوسکتی ہے جو امکان تک نظیر کا سٹا ڈالے اور یہ امکان تب مٹ سکتا ہے کہ جب مکان گنجایش نظیر کا مٹ سکے یعنے وہ شے بے حد ہی ہو جسکے بارہ مین کہا جاسکتا ہے کہ قدامت اور ماہیت بیحدی اور بینظیری کی واحد ہے کیونکہ نہین کہہ سکتے کہ بینظیری بے حدی سے کب نکلی اور کہان رہتی ہے کیونکہ وہ بے حدی سے علیحدہ نہین ہوسکتی پس اس نظیر سے آپ دیکھہ سکتے ہین کہ ایک شے بمثل بیحدی کے قائم فی نفس ہے اور دوسری شے بمثل بینظیری کے لازم اور ملزوم ساتھ اس بے حدی کے ہے اور خوب غور سے دیکھ لینا چاہیئے کہ اِن دونون صفتون مین ایک تمہید ایسی واقع ہے جسکو بداہت

کہا جاوے تو یہ ہر دو ایک صورت مین تو ایک سی ہین اور دوسری صورت مین متفرق جیسے مثال ہمنے دو صفات سے دی ہے تو یہ صفات بجائے اجزاء شے ہونیکے حاوی بر کل شے ہین ایسا ہی جسکو ہم کہتے ہیں خدائے اب اور وہ مثل بے حدی کے قائم فی نفسہٖ ہے اور جسکو ہم کہتے ہین ابن و روح القدس وہ لازم و ملزوم ساتھہ خدائے اب کے ہین۔

اب ہمنے انکی یہ تمیز دکھلا دی ہے ہم نہیں کہتے کہ ماہیت انکی منقسمہ ہے پس ہم مشرک بھی نہین ہوسکتے کیونکہ ہم وحدہ لاشریک کے قایل ہین ہم تین خدا نہین بناتے بلکہ ہم تینوں اقانیم یا تشخص مساوی بکدیگر کو صفات الٰہیہ سے کلام مین مقدس پاتے ہین اور یہ ماہیت مین ایک ہین اور فی نفسہٖ لازم ملزوم ہونیکے باعث تین ہین۔

**پنجم** جناب استفسار فرماتے ہین کہ قرآن سے ثابت کر دکھلاؤ کہ وہ آگ ہی خدا تھی یا آگ مین سے آواز آئی تھی اور یہ آواز جو آئی تھی کہ مین ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا خدا ہون۔ بجواب اسکے عرض ہے کہ آواز غیب سے جو آئی اور جو مخاطب اسکا تھا موسیٰ کے ہوئے اسکا ذکر ابھی ہم نہین کرتے لیکن وہ آواز یہ تھی کہ تحقیق مین تیرا رب ہون (سورہ طٰہٰ ر ۱) اگر جناب یہ کہین کہ آگ مین سے یہ آواز نہ تھی تو قرینہ الفاظ تو یہ نہین ظاہر کرتا کہ سوائے آگ کے اور جگہ سے ہووے۔

اور سورہ قصص مین یون لکھا ہے کہ اسی آواز کے بارہ مین جو آگ یا جھاڑی مین سے آئی کہ تحقیق مین ہون رب عالموں کا اور تیسری آیہ ماسوائے ان دو آیات کے جو جناب نے پیش کی ہے یہ جملہ کہ مین ابراہیم و اسحاق و یعقوب کا خدا ہون یہ فی الواقع توریت مین ہے کہ جس موقعہ کا قرآن میں یہ غلط اقتباس ہوا ہے اتنی میری غلطی مان لین کہ مینے توریت کے الفاظ قرآن مین بیان کر دئے مگر در اصل کچھہ فرق نہین کہ مین تیرا رب ہون اور رب العالمین ہون اور اسے جو توریت میں لکھا ہے کہ مین تیرے باپ ابراہیم و اسحاق و یعقوب کا خدا ہون نہ کم ہین نہ زیادہ — دلیل مظہر اللہ کی اس سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ شے مرئی خدا نہیں ہوسکتا

**ششم** یہ جو جناب فرماتے ہیں کہ یک تن اور یک من یہ ہر دو الفاظ توریت میں پائے نہیں جاتے بجواب اسکے ہماری عرض ہے کہ ہمنے یہ استنباط کیا تھا یعنے خلاصہ نکالا تھا۔ اگر ایسا ہی آپ گرفت فرمائینگے تو یہ وہ نقل ہو جائیگی کہ ایک شخص محمد بخش نامے کو کسینے کہا تھا کہ تو نماز کیوں نہیں پڑہا کرتا تو اُسنے کہا کہ کہاں لکھا ہے محمد بخش نماز پڑہا کرے۔ اب یہ کوئی دلیل نہیں مگر لطیفہ ہے۔

**ہفتم** آپ ان الفاظ سے جو مسیح خداوند نے کہے کہ تم اسکو کفر نہیں کہتے ہو جو تمہاری اور بزرگوں کو الوہیم کہا تب تم مجھکو ابن اللہ کہنے سے کیوں الزام دیتے ہو۔ یہودی لوگوں نے خداوند مسیح اپنے آپ کو کہتے تھے کہ میں بیٹا خدا کا ہوں تو سنگسار کرنیکو طیار ہوئے کہ تو اپنے آپ کو بیٹا خدا کا کہکے مساوی خدا کا بناتا ہے اور یہ کفر ہے اسلئے ہم تجھکو سنگسار کرتے ہیں ہمارے خداوند نے جنکے زعم کو ہسطرح ہٹایا کہ مساوی خدا خدا ہوا۔ اگر میںنے اپنے آپ کو خدا کہا تو تمہارے بزرگوں کو جو خدایان کہا گیا وہاں تمنے انکی کفر کا الزام کیوں نہ دیا پس انکی یہ ہاں ہندی ہی خداوند نے کردی نہ کہ اپنی الوہیت کا اُسنے انکار کر دیا اور نہ اسکا کچھہ ثبوت پیش کیا۔ گویا اسکی یہ علیحدہ بات رہی اور اسمیں نہ کمی کا اقرار ہے اور نہ زیادتی کا۔

**ہشتم** یہ جو جناب فرماتے ہیں کہ مسیح کی تعریفیں توریت میں اور انبیا سے بڑہکر بیان نہیں کیگئیں بجواب اسکے عرض ہے کہ ان سب میں مدار نجات کا المسیح پر رکہا ہے پھر آپ ہی یہ کیونکر فرماتے ہیں کہ مسیح کی صفات اور نبیوں سے بڑہکر نہیں کیگئیں کس نبی کے بارہ میں بجز مسیح یہ کہا گیا کہ وہ ہمتائی خدا ہے زکریا باب ۱۳ – ۷ – وہ بہہ اصد قنو جو تخت داؤدی پر آنیوالا ہے۔ یرمیاہ باب ۲۳ – ۵ و ۶ دیکھے – وہ خدا قادر اب ابدیت شاہ سلامت ہے۔ مشیر مصلح جو تخت داؤدی پر ابد تک سلطنت کریگا۔ یسعیا ۹ – ۶ و ۷ –

**تتمتاً**

بقایا و بروزنہ جسمیں جناب نے فضیلت کلام انجیل کی پوچھی ہے ملاحظہ فرمائیے۔ یوحنا کے باب ۱۲ – ۴۸ سے ۵۰ تک انجیل وہ کلام ہے کہ جسکی موافق عدالت سب لوگونکی ہوگی یعنے کل عالم کی۔

(باقی آیندہ)

دستخط بحرف انگریزی غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ — از جانب اہل اسلام
دستخط بحرف انگریزی ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ — از جانب عیسائیان

# جواب حضرت مرزا صاحب - ۲۴ مئی ۱۸۹۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کسی قدر کل کے سوالات کا بقیہ رہ گیا تھا اب پہلے اسکا جواب دیا جاتا ہے مسٹر عبداللہ آتھم صاحب مجھ سے دریافت فرماتے ہیں کہ استقرا کیا چیز ہے اور استقرا کی کیا تعریف ہے؟ اسکے جواب میں واضح ہو کہ استقرا اسکو کہتے ہیں کہ جزئیات مشہودہ کا جہانتک ممکن ہے تتبع کر کے باقی جزئیات کا انہیں پر قیاس کر دیا جائے۔ یعنے جسقدر جزئیات ہماری نظر کے سامنے ہوں یا تاریخی سلسلہ میں انکا ثبوت مل سکتا ہو تو جو ایک شان خاص اور ایک حالت خاص قدرتی طور پر وہ رکھتے ہیں اسی پر تمام جزئیات کا اسوقت تک قیاس کرلیں جب تک کہ انکے مخالف کوئی اور جزی ثابت ہو کر پیش نہ ہو۔ مثلاً جیسے کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں نوع انسان کی تمام جزئیات کا تتبع جہانتک حد امکان میں ہیں ہو کر یہہ امر مسلّم الثبوت قرار پاچکا ہے کہ انسان کی دو آنکھیں ہوتی ہیں تو اب یہہ دو آنکھیں ہونے کا مسئلہ اسوقت تک قایم اور برقرار سمجھا جائیگا جب تک اسکے مقابل پر مثلاً چار یا زیادہ آنکھوں کا ہونا ثابت نہ کر دیا جائے۔ اسی بناپر مینے کہا تھا کہ اللہ جل شانہ کی یہ دلیل معقولی کہ قد خلت من قبلہ الرسل جو بطور استقرار کے بیان کی گئی ہے یہہ ایک قطعی اور یقینی دلیل استقرائی ہے۔ جب تک کہ اس دلیل کو توڑ کر نہ دکھلایا جائے اور یہہ ثابت نہ کیا جائے کہ خدا تعالیٰ کی رسالتوں کو لیکر خدا تعالیٰ کے بیٹے بھی آیا کرتے ہیں اسوقت تک حضرت مسیح کا خدا تعالیٰ کا حقیقی بیٹا ہونا ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ جل شانہ اس دلیل میں صاف توجہ دلاتا ہے کہ تم مسیح سے لیکر ابنیا کے انتہائی سلسلہ تک دیکھ لو جہاں سے سلسلہ نبوت کا شروع ہوا ہے کہ بجز نوع انسان کے کبھی خدا یا خدا کا بیٹا بھی دنیا میں آیا ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ آگے تو نہیں آیا مگر اب تو آگیا تو فن مناظرہ میں اسکا

تا مصادرہ علی المطلوب ہے یعنے جو امر متنازعہ فیہ ہے اُسیکو بطور دلیل پیش
کر دیا جائے مطلب یہ ہے کہ زیر بحث تو یہی امر ہے کہ حضرت مسیح ع اس سلسلہ متصلہ
دفعہ کو توڑ کر کیونکر بحیثیت ابن اللہ ہونے کے دنیا میں آ گئے اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت
آدم نے بھی اپنی طرز جدید پیدائش میں اس سلسلہ معمولی پیدائش کو توڑا ہے تو اسکا جواب یہ
ہے کہ ہم تو خود اس بات کے قائل ہیں کہ اگر دلائل معقولی سے یا تاریخی سے سلسلہ استقرار
کے مخالف کوئی امر خاص پیش کیا جائے اور اُسکو ادلہ عقلیہ سے یا ادلہ تاریخیہ سے ثابت
کرکے دکھلا دیا جائے تو ہم اسکو مان لینگے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ فریقین نے حضرت آدم ع کی
اس پیدائش خاص کو مان لیا ہے گویا وہ بھی ایک سنت اللہ طرز پیدائش میں ثابت ہو چکی
ہے۔ جیسا کہ نطفہ کے ذریعہ سے انسان کو پیدا کرنا ایک سنت اللہ ہے اگر حضرت مسیح ع کو
حضرت آدم ع کے ساتھ مشابہ کرنا ہے اور اس نظیر سے فائدہ اٹھانا مد نظر ہے تو چاہیئے کہ
جس طرح پر اور جن دلائل عقلیہ سے انتہائے سلسلہ نوع انسان کا حضرت آدم ع کی پیدائش
خاص تسلیم کی گئی ہے اسی طرح پر حضرت مسیح ع کا ابن اللہ ہونا یا خدا ہونا اور سلسلہ سابقہ
مشہودہ مثبتہ کو توڑ کر بحیثیت خدائی و ابنیت خدا تعالی دنیا میں آنا ثابت کر دکھا دیں پھر
کوئی وجہ انکار کی نہ ہوگی۔ کیونکہ سلسلہ استقرار کے مخالف جب کوئی امر ثابت ہو جائے تو
وہ امر بھی قانون قدرت اور سنت اللہ میں داخل ہو جاتا ہے سو ثابت کرنا چاہیئے۔ مگر
دلائل عقلیہ سے پھر مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب فرماتے ہیں کہ الہام چاہیئے کہ اپنی شرح
آپ کرے سو واضح ہو کہ اسمیں ہمارا اتفاق رائے ہے بے شک الہام صحیح اور سچے کے
لئے یہی شرط لازمی ہے کہ اُسکے مقامات مجملہ کی تفصیل بھی اُسی الہام کے ذریعہ سے کیجائے
جیسا کہ قرآن کریم میں یعنے سورہ فاتحہ میں یہہ آیت ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیہم۔ اب اس آیت میں جو انعمت علیہم کا لفظ ہے یہہ ایک مجمل لفظ تھا
اور تشریح طلب تھا تو خدا تعالی نے دوسرے مقام میں خود اسکی تشریح کر دی اور فرمایا

کہ اولیٰئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین (سیپارہ ۵ رکوع ۶)

اور پھر ڈپٹی صاحب موصوف اپنی عبارت میں جسکا خلاصہ لکھتا ہوں یہ فرماتے ہیں کہ الہام الٰہی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے دعاوی کو دلائل عقلیہ سے ثابت کرے بلکہ اُسکے لئے صرف بیان کر دینا کافی ہوگا اور پھر اُس کتاب کے پڑھنے والے دلائل آپ پیدا کرینگے یہ بیان ڈپٹی صاحب کا اُس روک اور حفاظت خود اختیاری کے لئے ہے کہ میں نے یہ دلیل پیش کی تھی کہ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب کی یہ ضروری علامت اور شرط ہے کہ وہ دعوی بھی آپ کرے اور اُس دعوی کی دلیل بھی آپ بیان فرماوے تا ہر ایک پڑھنے والا اسکا دلائل شافیہ پاکر اُسکے دعاوی کو بخوبی سمجھ لیوے اور دعوے بلا دلیل نہ رہے۔ کیونکہ یہ ہر ایک متکلم کا ایک نقص سمجھا جاتا ہو کہ دعاوی کرتا چلا جائے اور اُن پر کوئی دلیل نہ لکھی اب ڈپٹی صاحب موصوف کو یہ شرط سُنکر یہ فکر پڑی کہ ہماری انجیل اس مرتبہ عالیہ سے خالی ہے اور وہ کسی صورت سے قرآن کریم کا مقابلہ نہیں کر سکتی بہتر ہے کہ کسی طرح سے اسکو ٹال ہی دیا جائے سو میری دانست میں ڈپٹی صاحب موصوف کا انجیل شریف پر یہ ایک احسان ہے جو آپ اُسکی پردہ پوشی کی حمایت میں لگے ہوئے ہیں۔ افسوس کہ آپ نے ان کلمات کے لکھنے وقت اِس بات کیطرف توجہ نہیں فرمائی کہ آپ ایک زمانہ دراز تک اکسٹرا اسسٹنٹ رہ چکے ہیں اور آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ کیونکر ایک حاکم بحیثیت اپنی حکومت کے متخاصمین میں فیصلہ کیا کرتا ہے کیا آپ نے کبھی ایسا بھی کیا ہے کہ صرف ڈگری یا ڈسمس کا حکم سُناکر روبکار اخیر کا لکھنا جسمیں مدلل وجوہات سے صادق کو صادق اور کاذب کو کاذب ٹھہرایا جاوے فضول سمجھا ہو۔ اور یہ تو دنیا کا کام ہے اِسکے نقصان میں بھی چنداں ہرج نہیں ہے۔ لیکن اُس خدا تعالیٰ کا کلام جو غلط فہمی پر جہنم ابدی کے وعید سُناتا ہے کیا وہ ایسا ہونا چاہئے کہ صرف دعوی سُناکر

ایک عالم کو مصیبت میں ڈال دے اور اس دعوی کی براہیں اور دلایل جنکا بیان کرنا خود اُسکا ذمہ تہا بیان نفرماوے کیا اُسکی رحیمیت کا یہی تقاضا ہونا چاہئے۔ ماسوا اسکے آپ جانتے ہیں کہ انبیا اسوقت میں آیا کرتے ہیں کہ جب دنیا تاریکی میں پڑی ہوتی ہے اور عقلیں ضعیف ہوتی ہیں اور فکر ناتمام ہوتے ہیں اور جذبات نفسانیہ کے دخان غلبہ اور جوش میں ہوتے ہیں اب آپ انصاف کریں کہ کیا اس صورت میں خدا تعالیٰ کا حق نہیں ہے کہ وہ اپنے کلام کو ظلمت کے اُٹھا ڈالنے کے لئے مدلل طور پر پیش کرے اور ظلمت سے نکالے نہ یہہ کہ گول مول اور پیچیدہ بیانات پیش کرکے اور بہی ظلمت اور حیرت میں ڈالدیوے۔ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ع سے پہلے یہود لوگ بنی اسرائیل سیدہے سادے طور پر خدا تعالیٰ کو مانتے تھے اور اس ماننے میں وہ بڑے مطمئن تھے اور ہر ایک دل بول رہا تہا کہ خدا حق ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنیوالا اور مصنوعات کا صانع حقیقی ہے اور واحد لاشریک ہے اور کسی قسم کا دغدغہ خداشناسی میں کسی کو نہ تہا۔ پھر جب حضرت مسیح ع تشریف لائے تو وہ آنحضرت علیہ السلام کے بیانات سُنکر گھبرا گئے کہ یہ شخص کس خدا کو پیش کر رہا ہے۔ توریت میں تو ایسے خدا کا کوئی پتہ نہیں لگتا۔ تب حضرت مسیح ع نے کہ خدا تعالے کے سچے نبی اور اُسکے پیارے اور برگزیدہ تہے۔ اس وہم باطل کو دور کرنے کے لئے کہ یہودیوں نے بباعث کوتہ اندیشی اپنی کے اپنے دلوں میں جما لیا تہا وہ اپنے کلمات مبارکہ پیش کئے جو یوحنا ۱۰ باب ۲۹۔ ۳۰ آیت میں موجود ہیں چنانچہ وہ عبارت بجنسہ ذیل میں لکہدی جاتی ہے چاہئے کہ تمام حاضرین حضرت مسیح ع کی اس عبارت کو غور سے اور توجہ سے سُنیں کہ ہم میں اور حضرات عیسائی صاحبوں میں پورا پورا فیصلہ دیتی ہے اور وہ یہہ ہے

میرا باپ جس نے اُنہیں مجھے دیا ہے سب سے بڑا ہے۔ اور کوئی اُنہیں میرے باپ کے ہاتھ سے چھین نہیں لے سکتا میں اور باپ ایک ہیں تب یہودیوں نے پھر پتھر اُٹھائے

کہ اسپر پتھراؤ کریں یسوع نے اُنہیں جواب دیا کہ میں نے اپنے باپ کے بہت سے اچھے کام تمہیں دکھائے ہیں اُن میں سے کس کام کے لئے تم مجھے پتھراؤ کرتے ہو۔ یہودیوں نے اُسے جواب دیا اور کہا کہ ہم تجھے اچھے کام کے لئے نہیں بلکہ اسلئے تجھے پتھراؤ کرتے ہیں کہ تو کفر کہتا ہے اور انسان ہو کے اپنے تئیں خدا بناتا ہے یسوع نے اُنہیں جواب دیا کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ مینے کہا تم خدا ہو جبکہ اسنے اُنہیں جنکے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو تم اُسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جہان میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے کہ مینے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں۔

اب ہر ایک منصف اور ہر ایک متدین سمجھ سکتا ہے کہ یہودیوں کا یہ اعتراض تھا کہ اُنہوں نے باپ کا لفظ سُنکر اور یہ کہ میں اور باپ ایک ہیں یہ خیال کر لیا کہ یہ اپنے تئیں خدا تعالیٰ کا حقیقی طور پر بیٹا قرار دیتا ہے تو اُسکے جواب میں حضرت مسیح ع نے صاف صاف لفظوں میں کہدیا کہ مجھ میں کوئی زیادہ بات نہیں دیکھو تمہارے حق میں تو خدا کا اطلاق بھی ہوا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر حضرت مسیح ع درحقیقت اپنے تئیں ابن اللہ جانتے اور حقیقی طور سے اپنے تئیں خدا تعالےٰ کا بیٹا تصور کرتے تو اس بحث اور پرخاش کے وقت میں جب یہودیوں نے اُنپر الزام لگایا تھا مرد میدان ہو کر صاف اور کھلے کھلے طور پر کہہ دیتے کہ میں درحقیقت ابن اللہ ہوں اور حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کا بیٹا ہوں۔ بھلا یہ کیا جواب تھا کہ اگر میں اپنے تئیں بیٹا قرار دیتا ہوں تو تمہیں بھی تو خدا کہا گیا ہے بلکہ اس موقعہ پر تو خوب تقویت اپنے اثبات دعوی کی انکو ملی تھی کہ وہ بقول ڈپٹی صاحب وہ تمام پیشینگوئیاں پیش کر دیتے جو ڈپٹی صاحب موصوف نے اپنے کل کے جواب میں لکھائے ہیں بلکہ ایک فہرست بھی ساتھ دیدی ہے اور نہیں اُسوقت کہنا چاہیئے تھا کہ تم تو اسی قدر بات پر ناراض ہو گئے کہ مینے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں اور میں تو بموجب بیان تمہاری کتابوں کے اور بموجب فلاں فلاں پیشگوئی

کے خدا بھی ہوں۔ قادر مطلق بھی ہوں۔ خدا کا ہمتا بھی ہوں کونسا مرتبہ خدائی کا ہے جو مجھ میں نہیں ہے۔ غرض کہ یہ مقام انجیل شریف کے تمام مقامات اور بائیبل کی تمام پیشگوئیوں کو حل کرنے والا اور بطور اُنکی تفسیر کے ہے۔ مگر اُسکے لئے جو خدا تعالے سے ملتا ہے۔

پھر ڈپٹی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ یہودیوں کا اتفاق کیوں مانگا جائے" سو واضح ہو کہ یہودیوں کا اتفاق اِسلئے مانگا جاتا ہے کہ وہ نبیوں کی اولاد اور نبیوں سے سلسل طور پر تعلیم پاتے آئے اور انجیل شریف کا یہی مقام شہادت دے رہا ہے کہ ہر ایک تعلیم نبیوں کی معرفت اُنکو سمجھائی گئی بلکہ حضرت عیسیٰ ع خود شہادت دیتے ہیں کہ "فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں جو کچھ وہ تمہیں ماننے کو کہیں وہ عمل میں لاؤ۔ لیکن اُنکے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں پر کرتے نہیں"۔ (متی ۲۳ باب ۱)

اب حضرت مسیح ع کے اِس فرمودہ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے تبعین اور شاگردوں کو نصیحت فرمارہے ہیں کہ یہودیوں کی رائے عہد عتیق کے بارہ میں ماننے کے لائق ہے تم ضرور اسکو مانا کرو کہ وہ حضرت موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہوئے ہیں اس سے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہودیوں کی شہادت کو رد کرنا ایک قسم کی نافرمانی حضرت مسیح کے حکم کی ہے اور یہودی یہ تو اپنی تفسیروں میں کہیں نہیں لکھتے کہ کوئی حقیقی خدا یا خدا کا بیٹا آئے گا۔ ہاں ایک سچے مسیح کے منتظر ہیں اور اُس مسیح کو خدا نہیں سمجھتے اگر سمجھتے ہیں تو اُنکی کتابوں میں سے اسکا ثبوت دیں۔ (باقی آئندہ)

---

| | |
|---|---|
| دستخط ـ بحروف انگریزی<br>غلام قادر فصیح<br>پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام | دستخط ـ بحروف انگریزی<br>ہنری مارٹن کلارک<br>پریزیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان |

# بیان ڈپٹی صاحب مسٹر عبداللہ آتھم

۲۴ - مئی ۱۸۹۳ء

بقیہ جواب - خدا کے کلام کی فضیلت و کمالیت ٭

پہلے انجیل اس بات کی مدعی ہے کہ وہ لازوال کلام ہے حتی کہ لوگوں کی عدالت اسی کے موافق ہوگی (یوحنا ۱۲ - باب ۴۸ سے ۵۰ تک) ٭

دوم - انجیل اپنے تئیں نجات کے ازلی بھید کا کاشف کہتی ہے (رومی ۱۶ - باب ۲۵ و ۲۶) (پطرس کا پہلا خط ۱ - باب ۲۰) ٭

سوم - انجیل اپنے تئیں خدا کی قدرت کہتی ہے (رومی ایک باب ۱۶) ٭

چہارم - انجیل اپنے تئیں زندگی اور بقا کی روشنی کرنیوالی کہتی ہے (طمطاوس کا دوسرا خط ۱ باب ۱۰)

پنجم - انجیل انسانی حکمت کا نہیں لیکن اپنے تئیں خدا کی روح کا فرمایا ہوا کلام فرماتی ہے (قرنطیون کے نام کا پہلا خط ۲ - باب ۱۲ و ۱۳ و پطرس کا دوسرا خط پہلا باب ۱۹) ٭

ششم - اس انجیل کے مقابل میں ہر ایک انجیل ہیچ ہے (گلاتی کے نام کا خط ۱ باب ۸) ٭

پس یہ وہ امور ہیں کہ جو کلام اللہ کی فضیلت و کاملیت و خوبی و فیضرسانی پر دال ہیں نہ وہ امور جو معاشرت کے متعلق ہیں کہ جنکی نسبت حکیم و ڈاکٹر بھی انسان کو واجبی شرح بتا سکتے ہیں ٭

جناب نے جو فرمایا قرآن میں لکھا ہے اکملت لکم دینکم غالباً بروئے متن کلام قرآن متعلق معاشرت کے ہے کہ جسمیں حل و حرمت کا ذکر ہے ٭

## بجواب اعتراضات ۲۴ مئی ۱۸۹۳ء

اوّل استقرا کے معنی ہم سمجھ چکے ہیں کہ معمول اور گذشتہ پیوستہ میں جو تجربہ قانون بناتا ہے اسکو استقرا کہتے ہیں - اس کے بارہ میں جناب مرزا صاحب کا فرمانا درست ہے کہ اگر

بھی استثنا اسکا ہو تو امکان محض اسکا ثابت کرنا کافی نہیں ہے مگر واقعی اسکا ثابت کرنا
ضروری ہے۔ سو اسکے بارہ میں عرض اتنی ہے کہ مقدمہ مسیح کا بالکل استثنائی ہے جسکے واسطے ہمنے آیات
کلام الٰہی پیش کی ہیں :۔ مزید برآں ہم یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ کثرت فی الوحدت عہد عتیق
میں موجود ہے اگر وہ موجود نہوتی تو یہودی صادق ٹھہر سکتے تھے اور چونکہ یہ امر وہاں موجود ہے
تو انکو کچھ عذر نہونا چاہئے۔ پس میں بطور مثال دو نظیریں پیش کرتا ہوں۔ اول یہ کہ پیدایش باب ۱ - ۲۶
میں لکھا ہے ویومر الوہیم نعشا آدام بسلمنو قدمیتو یعنی کہا الوہیم خدا نے ہم بناویں آدم
کو اوپر صورتوں اپنیوں کے اور اوپر شکلوں اپنیوں کے :۔ دوم۔ پیدایش ۳ - ۲۲
میں ہے یہوا الوہیم نے کہا کہ دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی
مانند ہوگیا۔ اس آیت میں جس جملہ کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم میں سے ایک کی مانند ہوگیا (عبرانی
میں کاحد ممنو ہے) اس جملہ متکلم مع الغیر کو دیکھکر یہودیوں نے یہ معنی کئے ہیں کہ خدا تعالے
اس موقع پر فرشتگان کو اپنی معیت میں لیتا ہے۔ اور سر سید احمد خاں بہادر نے یہ لکھا ہے
کہ اس جملہ میں وہ آدم ہا طبقہ ما قبل آدم معروف کے ہیں جو گناہ کرکے تباہ ہوگئے اور
ممنو میں متکلم مع الغیر نہیں بلکہ جمع غائب ہے۔ مراد ان دونو صاحبونکی یہ ہے کہ کثرت
فی الوحدت کی تعلیم ثابت نہونے پائے :۔

اب ہم اُن صاحبوں سے سوالات ذیل کہتے ہیں۔ اول یہودیوں سے یہ کہ آپ کے
ہم کا مرجع متن کلام میں کہاں ہے۔ کیا صیغہ ہم کا اسم ضمیر نہیں ؟ اور کیا اسم ضمیر کیلئے
مرجع کا ہونا اسکے قرب میں ضرور نہیں ؟ اور اگر کوئی کلام بغیر مرجع کے نشاندہی کے در وجود
ہو تو کیا اسکو مبہم اور مخبط نہیں کہتے ؟ جیسا کہ اگر میں کسی سے کہوں کہ وہ بات یوں تھی
اور ما بعد میں اسکا ذکر نہو کہ کونسی بات۔ تو کیا یہ خبط کلامی نہیں ؟ پس جب فرشتگان
کو معیت میں کرتے ہیں تو انکو متن ہی میں ان فرشتوں کو دکھانا چاہئے :۔ دوم اگر
وہی اسکے مصداق ہو ویں تو ضرور ہے کہ بدی کا علم انکا ذاتی ہو یا کسبی۔ اگر ذاتی ہو

تو وہ مخلوق نہیں ہوسکتے کیونکہ علم ذاتی قائم بالذات کا ہوتا ہے - اور اگر کسبی ہو تو یہ کسب انکو ناپاک
کردیتا ہے تو پس وہ صحبت اقدس خالق کے لائق کیونکر ہوئی جو معیت میں اسکے لئے جاویں -
سر سید صاحب سے اول سوال ہمارا یہی ہے کہ متن میں مرجوع اُن آدم ہا کا جو قبل آدم معروف کے
متصور ہیں کہاں ہیں - متن تو درکنار جناب کے جیالوجی میں بھی کہاں ہے کہ جسکا فخر جناب
کرتے ہوں ماسوا اسکے اگر جیالوجی سے گذر کر کسی اور سائنس میں ہووے تو اُسکا پتہ دیدیں - ہم
یقین کرتے ہیں کہ وہ ہرگز ایسا پتہ نہ دیسکینگے اور نہ اس عہدہ برائی سے بہودی باہر آسکتے ہیں
مگر مسیحوں کا مُنہ بند کرنے کے لئے خیالات باطلہ پیش کرتے ہیں اور اس سے صاف تر فقرہ کیا ہوسکتا
ہے اور کیا تاویل ایسے فقرہ کی ہوسکتی ہے کہ دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے
ایک کی مانند ہوگیا - لغت و اصطلاح منطق و معانی صرف و نحو ان سارے معیاروں کے آگے
ہم اس فقرہ کو رکھتے ہیں - سر سید احمد خان بہادر نے جو الوہیم میں جمع تعظیمی بیان کی - حضرت ہمکو
کہیں سے دکھلا دیویں کہ نیچر میں یا واقعات میں اسماء خاص میں بھی کہیں تعظیم و تذلیل
ہوسکتی ہے - کیا سر سید کا نام سر سید احمدان بھی ہوسکتا ہے ؟ یہ ڈھکوسلہ بازی نہیں تو اور کیا ہے
سر سید صاحب نے فرمایا ہے کہ تعلیم ادعہ ابراہیم میں یہ جو میم تعظیمیہ ہے وہ بھی باطل بلکہ ابطل ہے
اسلئے یہ فرضی دیوتا تھے واقعی اشخاص نہ تھے اور بروئے مورتہائے انکی کے متفرق جگہوں میں
پوجے جاتے تھے اور کثرت مورتوں کے لحاظ سے کثرت ناموں میں رکھی گئی - جیسے کہ ہنوز ہیں
کرشن یا رامچندر کی مورتیں آتی ہیں جنکی بابت کہا جاتا ہے کہ ہمارا یہ ٹھاکر کشن او رامچندر وں کا ہے
غرض ہماری یہ ہے کہ نام خاص میں تعظیم اور تذلیل کچھہ نہیں *
**سوم** - ایک امر جو حد عقل سے باہر ہو اسکا امکان تو عقل سے ہم پیش کرینگے اور واقعہ ہونا کلام ہے
سو الہامی کتابوں نے ہمنی الوہیت مسیح اور مسئلہ تثلیث فی التوحید کو بخوبی پیش کردیا ہے اور امکان
بھی عقل سے دکھلادیا ہے - پس اب ہمارے ذمہ بار ثبوت کچھہ باقی نہیں *
**چہارم** - الہام کا شرح الہام ہی ہونا چاہیئے - اس بارہ میں آپکا فرمانا بہت بجا

درست ہے اور فضل ہے کیونکہ اگر الہام کسی جگہہ مجمل اور مبہم معلوم ہو تو دوسرے موقع الہام سے اسکی شرح اچھی طرح ہو سکتی ہے لیکن اگر کسی الہام میں کوئی تعلیم ایک ہی موقع پر ہو اور وہ بھی مشرح نہو تو تاویل عقلی کو اسمیں گنجائش ہے ✤

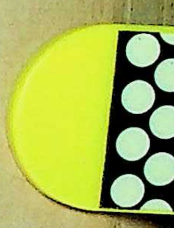
ہم اسکو ردیات میں نہیں پھینک سکتے ہیں بلکہ وہاں اسکی تاویل عقلی کریں گے ✤

**پنجم** - وہ جو خداوند مسیح نے کہا کہ تم میرے ابن اللہ کہنے پر کفر کا الزام کیوں لگاتے ہو کیا تمہارے قضات اور بزرگوں کو الوہیم نہیں کہا گیا - انپر کفر کا الزام نہیں ہے تو مجھپر کیوں ؟ اس سے اس نے اپنی الوہیت کا انکار کچھ نہیں کیا - مگر ان کے غصہ کو بجا ٹھیرایا - اور تہام دیا - علاوہ بر آں متی کے ۱۶ باب ۱۳ تا ۱۹ میں اس خطاب کو خداوند نے حواریوں سے منظور بھی فرمایا کہ وہ زندہ خدا کا بیٹا ہے - پھر متی ۲۶ - ۶۳ میں مرقوم ہے تب سردار کاہن نے اُسے کہا میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں - اگر تو مسیح خدا کا بیٹا ہے تو ہم سے کہہ - یسوع نے اُسے کہا - ہاں - وہ جو تو کہتا ہے ✤

( باقی آیندہ )

دستخط - بحروف انگریزی
ہنری مارٹن کلارک
پریذیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان

دستخط - بحروف انگریزی
غلام قادر فصیح
پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام



# روئداد جلسۂ مباحثہ

۲۵ مئی سنہ ۱۸۹۳ء

آج چھ بجے ۸ منٹ پر میرزا صاحب نے اپنا جواب لکھانا شروع کیا اور سات بجے
آٹھ منٹ پر ختم کیا۔ اس موقعہ پر یہ تحریک پیش ہوئی اور باتفاق رائے پیش ہوئی
کہ چونکہ مضمون سنائے جانے کے وقت کاتب تحریروں کا مقابلہ بھی کرتے ہیں اسلئے
ان کی روک ٹوک کی وجہ سے مضمون بے لطف ہو جاتا ہے اور سامعین کو مزہ نہیں
آتا۔ بنا بران ایسا ہونا چاہیئے کہ کاتب پیشتر مضمون سنائے جانیکے باہم تحریروں
کا مقابلہ کر لیا کریں۔ پھر ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب نے ۷ بجے ۴۵ منٹ پر جواب لکھانا
شروع کیا اور آٹھ بجے ۴۵ منٹ پر ختم کیا اور بعد مقابلہ بلند آواز سے سنایا گیا۔ پھر
مرزا صاحب نے ۹ بجے ۱۲ منٹ پر شروع کیا اور ۱۰ بجے ½ ۴۴ ۲ منٹ پر ختم ہوا اور
بلند آواز سے سنایا گیا۔ بعدازاں فریقین کی تحریروں پر میر مجلس صاحبان کے دستخط ہوئے
اور مصدقہ تحریریں فریقین کو دیگئیں اور جلسہ برخاست ہوا۔

دستخط بحروف انگریزی ہنری مارٹن کلارک
پریزیڈنٹ ازجانب عیسائیان

دستخط بحروف انگریزی غلام قادر فصیح
پریزیڈنٹ ازجانب اہل اسلام۔

مطبوعہ ریاض ہند امرتسر

# ٢٥ مئی سنہ ١٨٩٣ء وقت ١٠ بجے

## بیان حضرت مرزا صاحب

ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب نے میرے پہلے بیان پر جو میں نے کتاب آسمانی کے لئے بطور ضروری
اعجازی علامت کے یہ لکھا تھا کہ دونوں کتابیں انجیل اور قرآن شریف کا انکے کمالات ذاتیہ
میں مقابلہ کیا جائے تو ڈپٹی صاحب **کمال** کے لفظ پر گرفت فرماتے ہیں کہ کمال کیا چیز ہے
کیا ستار اور لوہار کا کمال بلکہ راہ نجات دکھلانیکا کمال ہوتا ہے۔ اسکے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ راہ نجات
دکھلانیکا دعوے اس صورت میں اور اس حال میں کمال متصور ہوگا کہ جب اسکو ثابت کر کے دکھلایا
جاوے اور پہلے اُن اسباب کا ذکر کرنا بھی میرے نزدیک محل ہے۔ اب واضح ہو کہ اللہ
جلشانہ نے قرآن کریم میں اپنی کمال تعلیم کا آپ دعویٰ فرمایا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اَلْیَوْمَ
اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ یعنی آج میں نے تمہارے لئے دین تمہارا
کامل کیا اور اپنی نعمت یعنی تعلیم قرآنی کو تم پر پورا کیا۔ اور ایک دوسرے محل میں اس اکمال کی تشریح کیلئے کہ
اکمال کس کو کہتے ہیں فرماتا ہے۔ الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ
طیبۃ اصلها ثابت وفرعها فی السماء تؤتی اکلها کل حین باذن ربها۔ ویضرب
اللہ الامثال للناس لعلهم یتذکرون ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت
من فوق الارض ما لها من قرار۔ یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ
الدنیا وفی الاخرۃ ویضل اللہ الظلمین۔ س ١٣ ر ١٦ ۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کیونکر بیان
کی اللہ نے مثال یعنی مثال دین کامل کی کہ بات پاکیزہ درخت پاکیزہ کی مانند ہے جسکی جڑ ثابت ہو
اور شاخیں اسکی آسمان میں ہوں اور وہ ہر ایک وقت اپنا پھل اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا ہو
اور یہ مثالیں اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے تا لوگ اُن کو یاد کر لیں اور نصیحت پکڑ لیں

اور ناپاک کلمہ کی مثال اُس ناپاک درخت کی ہے جو زمین پر سے اُکھڑا ہوا ہے اور اُسکو
قرار و ثبات نہین سو اللہ تعالی مومنون کو قول ثابت کے ساتھ یعنے جو قول ثابت شدہ
اور مدلل ہے اس دنیا کی زندگی اور آخرت مین ثابت قدم کرتا ہے اور جو لوگ ظلم اختیار کرتا
کرتے ہین انکو گمراہ کرتا ہے یعنے ظالم خدا تعالی سے ہدایت کی مدد نہین پاتا جبتک ہدایت
کا طالب نہ ہو ۔

اب دیکھئے کہ ڈپٹی صاحب موصوف نے آیہ اکملت لکم کی تشریح مین صرف اتنا
فرمایا تھا کہ یہ غالباً امور معاشرت کے متعلق معلوم ہوتی ہے لیکن ڈپٹی صاحب موصوف اس بات
کو تسلیم کر چکے ہین کہ کسی آیت کے وہ معنی کرنے چاہئے کہ الہامی کتاب آپ کرے - اور الہامی
کتاب کی شرح دوسری شرحون پر مقدم ہے - اب اللہ تعالی ان آیات مین کلام پاک اور
مقدس کا کمال تین باتون پر موقوف قرار دیتا ہے - اول یہ کہ اصلہا ثابت یعنی اصول ایمانیہ
اسکے ثابت اور محقق ہون اور فی حد ذاتہ یقین کامل کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہون اور فطرت انسانی
اسکو قبول کرے کیونکہ ارض کے لفظ سے اس جگہ فطرت انسانی مراد ہے جیسا کہ من فوق
الارض کا لفظ صاف بیان کر رہا ہے اور ڈپٹی صاحب اس سے انکار نہین کرینگے خلاصہ یہ کہ
اصول ایمانیہ ایسے چاہئین کہ ثابت شدہ اور انسانی فطرت کے موافق ہون - پھر دوسری نشانی
کمال کی یہ فرماتا ہے کہ فرعها فی السماء یعنی اسکی شاخین آسمان پر ہون اسکا مطلب یہ ہے
کہ جو لوگ آسمان کیطرف نظر اٹھا کر دیکھتے ہین یعنے صحیفہ قدرت کو غور کی نگاہ سے مطالعہ کرتے ہین تو
اُنکی صداقت اُنپر کھلجاے اور دوسری یہ کہ وہ تعلیم یعنی فروعات اس تعلیم کے جیسے اعمال کا بیان
احکام کا بیان اخلاق کا بیان یہ کمال درجہ پر پہنچے ہوئے ہون جسپر کوئی زیادہ متصور نہ ہو جیسا کہ ایک
چیز جب زمین سے شروع ہو کر آسمان تک پہنچ جاوے تو اسپر کوئی زیادہ متصور نہین -
پھر تیسری نشانی کمال کی یہ فرمائی کہ تؤتی اکلها کل حین ہر ایک وقت اور ہمیشہ کے لئے
وہ اپنا پھل دیتا رہے ایسا نہ ہو کہ کسی وقت خشک درخت کیطرح ہو جاوے جو پھل پھول سے

بالکل خالی ہے اب صاحبو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمودہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ کی تشریح آپ ہی فرما
دی کہ اسمیں تین نشانیوں کا ہونا ازبس ضروری ہے سو جیسا کہ اُس نے یہ تین نشانیاں بیان
فرمائی ہیں اسیطرح پر اسنے اُنکو ثابت کر کے بھی دکھلا دیا ہے اور اصول ایمانیہ جو پہلی نشانی ہے جیسے
مراد کلمہ لا الہ الا اللہ ہے اُسکو اس قدر بسط سے قرآن شریف میں ذکر فرمایا گیا ہے کہ اگر میں
تمام دلایل لکھوں تو پھر چند جزو میں بھی ختم نہ ہونگے مگر تھوڑا سا اُنمیں سے بطور نمونہ کے ذیل میں
لکھتا ہوں۔ جیسا کہ ایک جگہ یعنی سیپارہ دوسرا سورۃ البقر میں فرماتا ہے۔ اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ وَالْفُلْکِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ
مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا وَبَثَّ فِیْہَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ
وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ یعنے تحقیق آسمانوں اور زمین کے
پیدا کرنے اور رات اور دن کے اختلاف اور ان کشتیوں کے چلنے میں جو دریا میں لوگوں کے نفع کیلئے
چلتے ہیں اور جو کچھ خدا نے آسمان سے پانی اُتارا اور اُسی سے زمین کو اُسکے مرنے کے بعد زندہ کیا اور
زمین میں ہر ایک قسم کے جانور بکھیر دئے اور ہواؤں کو پھیرا اور بادلوں کو آسمان اور زمین میں مسخر
کیا یہ سب خدا تعالیٰ کے وجود اور اسکی توحید اور اُسکے الہام اور اُسکے مدبر بالارادہ ہونے پر نشانات
ہیں۔ اب دیکھئے اس آیۃ میں اللہ جلشانہ نے اپنے اس اصول ایمانی پر کیسا استدلال اپنے اس
قانون قدرت سے کیا یعنی اپنے ان مصنوعات سے جو زمین و آسمان میں پائی جاتی ہیں جنکے دیکھنے سے
مطابق منشاء اس آیت کریمہ کے صاف صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بیشک اس عالم کا ایک
صانع قدیم اور کامل اور وحدہ لا شریک اور مدبر بالارادہ اور اپنے رسولوں کو دنیا میں بھیجنے
والا ہے۔ وجہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی یہ تمام مصنوعات اور یہ سلسلہ نظام عالم کا جو ہمارے نظر کے
سامنے موجود ہے یہ صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ یہ عالم خود بخود نہیں بلکہ اسکا ایک موجد
اور صانع ہے جسکے لئے یہ ضروری صفات ہیں کہ وہ رحمان بھی ہو اور رحیم بھی ہو اور قادر مطلق
بھی ہو اور واحد لاشریک بھی ہو اور ازلی ابدی بھی ہو اور مدبر بالارادہ بھی ہو اور مستجمع جمیع صفات

کا مالک ہی ہو اور وحی کو نازل کرنے والا بھی ہو **دوسری نشانی یعنی فرعہا فی السما** جسکے معنے یہ ہین کہ آسمان تک اسکی شاخین پہنچی ہوئی ہین اور آسمان پر نظر ڈالنے والے یعنے قانون قدرت کے مشاہدہ کرنیوالے اسکو دیکھ سکین اور نیز وہ انتہائی درجہ کی تعلیم ثابت ہو۔ اسکے ثبوت کا ایک حصہ تو اسی آیۃ موصوفہ بالا سے پیدا ہوتا ہے کس لئے کہ جیسا کہ اللہ جلشانہ نے مثلاً قرآن کریم مین یہ تعلیم بیان فرمائی ہے کہ الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین جسکے یہ معنے ہین کہ اللہ جلشانہ تمام عالمون کا رب ہے یعنے علۃ العلل ہر ایک ربوبیت کا وہی ہے - دوسری یہ کہ وہ رحمٰن بھی ہے یعنی بغیر ضرورت کسی عمل کے اپنی طرف سے طرح طرح کے آلاء اور نعماء شامل حال اپنے مخلوق کے رکھتا ہے اور رحیم بھی ہے کہ اعمال صالحہ کے بجالانے والون کا مددگار ہوتا ہے اور انکے مقاصد کو کمال تک پہنچاتا ہے اور مالک یوم الدین بھی ہے کہ ہر ایک جزا سزا اسکے ہاتھ مین ہے جس طرح پر چاہے اپنے بندہ سے معاملہ کرے چاہے تو اسکو ایک عمل بد کی عوض مین وہ سزا دیوے جو اس عمل بد کے مناسب حال ہو اور چاہے تو اسکے لئے مغفرت کے سامان میسر کرے یہ تمام امور اللہ جلشانہ کے اس نظام کو دیکھکر صاف ثابت ہوتے ہین۔

**تیسری نشانی** جو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی **تو تی اکلہا کل حین** یعنی کامل کتاب کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ جس پھل کا وہ وعدہ کرتی ہے وہ صرف وعدہ ہی وعدہ نہ ہو بلکہ وہ پھل ہمیشہ اور ہر وقت مین دیتی رہے اور پھل سے مراد اللہ جلشانہ نے اپنا لقا مع اسکے تمام لوازم کے جو برکات سماوی اور مکالمات الہیہ اور ہر ایک قسم کی قبولیتین اور خوارق ہین رکھی ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ولکم فیہا ما تشتہی انفسکم ولکم فیہا ما تدعون - نزلا من غفور رحیم (س ۲۴ ر ۱۸) وہ لوگ جنہون نے کہا ہمارا رب اللہ ہی

پھر انھون نے استقامت اختیار کی یعنے اپنی بات سے نہ پھرے اور طرحطرحکے زلازل انپر آئے مگر انھون نے ثابت قدمی کو ہاتھ سے نہ دیا۔ انپر فرشتے اُترتے ہین یہ کہتے ہوئے کہ تم کچھہ خوف نہ کرو اور نہ کچھہ حزن اور اس بہشت سے خوش ہو۔ جسکا تم وعدہ دئے گئے تھے یعنے اب وہ بہشت تمھین ملگیا اور بہشتی زندگی اب شروع ہوگئی۔ کس طرح شروع ہوگئی نحن اولیاءکم الخ اس طرح کہ ہم تمھارے متولی اور متکفل ہوگئے اس دُنیا مین اور آخرت مین اور تمھارے لئے اس بہشتی زندگی مین جو کچھہ تم مانگو وہی موجود ہے یہ غفور رحیم کیطرف سے مہمانی ہے۔ مہمانی کے لفظ سے اس پہل کیطرف اشارہ کیا ہے جو آیۃ تؤتی اکلھا کل حین مین فرمایا گیا تھا۔ اور آیۃ فرعھا فی السّماء کے متعلق ایک بات ذکر کرنے سے رہگئی کہ کمال اس تعلیم کا باعتبار اسکے انتہائی درجہ ترقی کے کیونکر ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ قرآن شریف سے پہلے جس قدر تعلیمین آئین درحقیقت وہ ایک قانون مختص القوم یا مختص الزمان کیطرح تھین اور عام افادہ کی قوت اِن مین نہین پائی جاتی تھی۔ لیکن قرآن کریم تمام قومون اور تمام زمانون کی تعلیم اور تکمیل کے لئے آیا ہے مثلاً نظیر کے طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ عم کی تعلیم مین بڑا زور سزا دہی اور انتقام مین پایا جاتا ہے جیسا کہ دانت کے عوض دانت اور آنکھہ کے عوض آنکھہ کے فقرون سے معلوم ہوتا ہے اور حضرت مسیح کی تعلیم مین بڑا زور عفو اور درگذر پر پایا جاتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ دونون تعلیمین ناقص ہین نہ ہمیشہ انتقام سے کام چلتا ہے اور نہ ہمیشہ عفو سے بلکہ اپنے اپنے موقعہ پر نرمی اور درشتی کی ضرورت ہوا کرتی ہے جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا ومن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ [س ۲۵ ر ۵] یعنے اصل بات تو یہ ہے کہ بدی کا عوض تو اسیقدر بدی ہے جو پہنچگئی ہے لیکن جو شخص عفو کرے اور عفو کا نتیجہ کوئی اصلاح ہو نہ کہ کوئی فساد یعنے عفو اپنے محل پر ہو نہ غیر محل پر پس اجر اسکا اللہ پر ہے یعنی یہ نہایت احسن طریق ہے

اب دیکھئے اس سے بہتر اور کون سی تعلیم ہوگی کہ عفو کو عفو کی جگہ اور انتقام کو انتقام کی جگہ رکھا۔ اور پھر فرمایا ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاءِ ذی القربیٰ (النحل ۱۴ ع ۱۹) یعنے اللہ تعالےٰ حکم کرتا ہے کہ تم عدل کرو اور عدل سے بڑھکر یہ ہے کہ باوجود رعایت عدل کے احسان کرو اور احسان سے بڑھکر یہ ہے کہ تم ایسے طور سے لوگوں سے مروت کرو کہ جیسے کہ گویا کہ وہ تمہارے پیارے اور ذوی القربےٰ ہیں اب سوچنا چاہئے کہ مراتب تین ہی ہیں۔ اول انسان عدل کرتا ہے یعنی حق کے مقابل حق کی درخواست کرتا ہے پھر اگر اس سے بڑھے تو مرتبہ احسان ہے اور اگر اس سے بڑھے تو احسان کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے اور ایسی محبت سے لوگوں کی ہمدردی کرتا ہے جیسے ماں اپنے بچہ کی ہمدردی کرتی ہے یعنی ایک طبعی جوش سے نہ کہ احسان کے ارادہ سے۔ (باقی آئندہ)

---

دستخط بحروف انگریزی غلام قادر فصیح
پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام

دستخط بحروف انگریزی ہنری مارٹن کلارک
پریزیڈنٹ از جانب عیسائیان۔



# ۲۵ مئی ۱۸۹۳ء از جانب ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب

بقیہ دیروزہ

جناب مرزا صاحب مکرم میری جو فرماتے ہین کہ جو امور تعلیم کیہی کتاب الہامی سے ہون الکا ثبوت بہی اسی کتاب کے بیان سے ہو یعنی اس قسم کی ہیچڑی نہ ہو جاوے کہ کچہہ تو کتاب کی تعلیم سے پیدا ہو جاوے اور کچہہ ذہن اس شخص کے سے جو تائید کرنے کے واسطے اس تعلیم کے کہڑا ہے جسکے جواب مین میری التماس یہ ہے کہ مینے مختصر ایک فہرست بنادی ہے کہ جسکو پادری ٹامس ہاول صاحب لکہوا دیوین کہ مین کمزور آدمی ہون۔

وھو ہذا

اول۔ کثرت فی الوحدت یرمیا ۲۳ باب ۶ اسکے دنون مین یہودا نجات پاوے گا۔ اور اسرائیل سلامتی سے سکونت کریگا اور اسکا یہ نام رکہا جائیگا خداوند ہماری صداقت اصل مین ہے یہوہ صدقنو

یسعیا ۷ باب ۱۴ و ۸ باب ۱۰ دیکہو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اس کا نام ایمانوایل رکہین گے۔ تم منصوبہ باندہو پر وہ باطل ہوگا حکم سناؤ پر وہ نہ ٹھہریگا کہ خدا ہمارے ساتھ ہے اس جگہ لفظ ایمانوایل ہے۔ یسعیا ۴۰ باب ۳ ملاقی ۳ باب ۱ بمقابلہ متی ۳ باب ۳ زکریا ۱۲ باب بمقابلہ یوحنا ۱۹ باب ۳۷ یسعیا ۶ باب ۵ بمقابلہ یوحنا ۱۲ باب ۳۷ و ۴۰ و ۴۱

دوم الوہیت کی لازمی صفات المسیح مین

اول ازلیت یوحنا ۱ باب ۱ سے ۳ تک ابتدا مین کلام تہا اور کلام خدا کے ساتھ تہا اور کلام خدا تہا یہی ابتدا مین خدا کے ساتھ تہا سب چیزین اس سے موجود ہوئی اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اس کے ہوئی یوحنا ۸ باب ۵۸ یسوع نے انہیں کہا میں تمسے سچ سچ کہتا ہون پیشتر اسے

کہ ابراہام ہو میں ہوں مکاشفات ۱ باب ۸ خداوند یوں فرماتا ہے کہ میں الفا اور
اومیگا اول اور آخر جو ہے اور تھا اور آنے والا ہے قادر مطلق ہوں۔ یوحنا ۸ ا باب
۵ یسعیاہ ۴۴ باب ۶ بمقابلہ مکاشفات ۴ باب ۸ و میکہ ۵/۲

دوم خالقیت یوحنا ۱/۳و۱۰ سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں کوئی چیز موجود نہ تھی
جو بغیر اُسکے ہوئی وہ جہان میں تھا اور جہان اُسی سے موجود ہوا اور جہان نے
اُسے نہ جانا۔ عبرانی ۱/۲و۳ اِن آخری دنوں میں ہم سے بیٹے کے وسیلہ سے
بولا جسنے اُسکو ساری چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور جسکے وسیلہ اُسنے عالم بنائے وہ اُسکے
جلال کی رونق اور اُسکی ماہیت کا نقش ہو کے سب کچھ اپنی ہی قدرت کے کلام
سے سنبھال لیتا ہے۔ قلسی ۱/۱۵و۱۶و۱۷ افسی ۳/۹ مکاشفات ۴/۱۱ ان سب
کا مقابلہ امثال ۸ باب سے۔

تیسرا محافظ کل ہستی۔ قلسی ۱/۱۷ وہ سب سے آگے ہے اور اُس سے ساری
چیزیں بحال رہتی ہیں بمقابلہ یسعیاہ ۴۴/۲۴ عبرانی ۱/۲و۳و۱۰

چوتھا لاتبدیل۔ عبرانی ۱۳/۸ یسوع مسیح کل اور آج اور ابد تک ایک سا ہے
زبور ۱۰۲/۲۵و۲۶و۲۷ بمقابلہ عبرانی ۱/۸و۱۰و۱۱و۱۲

پانچواں ہمہ دانی۔ پہلا سلاطین ۸/۳۹ تو اپنے مسکن آسمان پر سے سُن اور بخشدے
اور عمل کر اور ہر ایک آدمی کو جسکے دل کو تو جانتا ہے اُسکی سب روش کے مطابق بدلہ دے
اسلئے کہ تو ہاں تو ہی اکیلا سارے بنی آدم کے دلوں کو جانتا ہے۔ (یہ خدا تعالیٰ کی تعریف ہے)
بمقابلہ مکاشفات ۲/۲۳ اور سارے کلیسیاؤں کو معلوم ہوگا کہ میں وہی ہوں یعنی یسوع
مسیح جو دلوں اور گردوں کا جانچنے والا ہوں اور میں تم میں سے ہر ایک کو اُسکے کاموں کے
موافق بدلا دونگا۔ متی ۱۱/۲۷ و ۹/۴ و ۱۲/۲۵ لوقا ۶/۸ ۹/۴۷ یوحنا ۱/۴۸ ۱۶/۳۰ و ۲۱/۱۷
قلسی ۲/۳

ششم حاضر و ناظر (مکانی) متی ۱۸/۲۰ کیونکہ جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہوں وہاں میں اُنکے بیچ میں ہوں۔ یوحنا ۳/۱۳ اور کوئی آسمان پر نہیں گیا۔ سوا اُس شخص کے جو آسمان پر سے اُترا یعنے ابن آدم جو آسمان پر ہے۔ (زمانی) متی ۲۸/۲۰ یوحنا ۸/۵۸

ساتواں قادر مطلق۔ یوحنا ۵/۲۱ جس طرح باپ مردوں کو اُٹھاتا ہے اور جلاتا ہے بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہے جلاتا ہے مکاشفات ۱/۸ میں الفا اور امیگا اول اور آخر جو ہے اور تھا اور آنے والا ہے قادر مطلق ہوں متی ۲۸/۱۸ مرقس ۱/۲۷ یوحنا ۳/۳۱-۳۵ ۱۵/۱۶ فلپی ۳/۲۱ عبرانی ۷/۲۵ اول پطرس ۳/۲۲

آٹھواں ہمیشہ کی زندگی۔ یوحنا ۱۱/۲۵ یسوع نے اُسے کہا کہ قیامت اور زندگی میں ہی ہوں پہلا یوحنا ۵/۲۰

نہم المسیح مالک کل ہے رومی ۱۴ باب ۹ کہ مسیح اسلئے موا اور اُٹھا اور جیا کہ مردوں اور زندوں کا بھی خداوند ہو پہلا تمطاؤس ۶/۱۵ جسے وہ بروقت ظاہر کریگا جو مبارک اور اکیلا حاکم بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند ہے۔ اعمال ۱۰/۳۶ افسی ۱/۲۲ مکاشفات ۱۹/۱۶

چہارم کل عالم کا اختیار رکھتا ہے متی ۲۸/۱۸ اور یسوع نے پاس آکر اُسے کہا کہ آسمان اور زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا ہے متی ۱۱/۲۷ عبرانی ۱/۲

پنجم المسیح کی پرستش۔ ان آیات میں جہاں لفظ کا ترجمہ سجدہ ہوا ہے۔ اصل زبان میں پراسکونائی ہے جسکے خاص معنی پرستش الٰہی کے ہیں متی ۲/۱۱ و ۸/۲ و ۹/۱۸ و ۱۴/۳۳ و ۱۵/۲۵ و ۲۰/۲۰ و ۲۸/۹ مرقس ۵/۶ پہلا تسلنیقوں ۴/۱۱ عبرانی ۱/۶ فلپی ۲/۱۰ نبی اور بزرگ اور فرشتے ایسی پرستش اپنی سے سخت انکار کرتے رہے۔ مگر مسیح نے انکار نہیں کیا۔ مکاشفات ۱۹/۱۰ یوحنا نے انکار کیا اعمال ۱۰/۲۶ پطرس نے انکار کیا ۱۴/۱۴ پولوس نے انکار کیا۔

ششم المسیح سے دعا مانگی جاتی ہے اعمال ۷/۵۹ استفنس پر پتھراؤ کیا جو یہہ کہکے دعا مانگتا تھا کہ اے خداوند یسوع میری روح کو قبول کر مرقس ۹/۲۴ لوقا ۲۳/۴۲

یوحنا ۹/۲۸ و ۹ دوسری قرنطی ۱۰/۸ و ۹ مکاشفات ۵/۸-۱۲-۱۳

ہفتم۔ المسیح دنیا کی عدالت کریگا متی ۱۶/۲۷ کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آویگا تب ہر ایک کو اُسکے اعمال کے موافق بدلہ دیگا۔ دوسری قرنطی ۵/۱۰ کیونکہ ہم سب کو ضرور ہے کہ مسیح کی مسند عدالت کے آگے حاضر ہوویں تاکہ ہر ایک جو کچھ اُسنے بدن میں ہو کے کیا بھلا یا بُرا مطابق اُسکے پاوے متی ۱۳/۴۱ و ۴۲ و ۴۹ و ۴۳ ۲۵/۳۱ سے ۴۶ یوحنا ۵/۲۲ و ۲۳ اعمال ۱۰/۴۲

ہشتم المسیح گناہ بخشتا ہے۔ متی ۹/۶ لیکن تاکہ تم جانو کہ ابن آدم کو زمین پر گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے لوقا ۵/۲۰ سے ۲۶ ۷/۴۸

نہم المسیح اپنے فرشتوں کو بھیجتا ہے۔ متی ۱۳/۴۱ ابن آدم اپنے فرشتوں کو بھیجیگا مکاشفات ۱/۱ و ۲۲/۶

**نوٹ**۔ اگر مسیح محض انسان ہی ہوتا تو صفات مذکورہ بالا جو فقط ذات باریتعالی پر عائد ہو سکتی ہیں اس پر کس طرح عاید ہوتیں۔ علاوہ اِسکے واضح ہو کہ انسان کی نجات و سزا وغیرہ کے متعلق المسیح کو وہ کام منسوب کئے گئے ہیں جو سوائے خالق کے مخلوق نہیں کرسکتا اور نہ بائیبل میں کسی اور کو منسوب کئے گئے۔

اب جناب کے اُن امور کا جواب جو پہلے پورا نہ ہوا تھا سو یہہ ہے کہ۔ جناب نے مسیح کی الوہیت کے مخالف اُسکا وہ بیان لیا ہے جو تمہاری کتب میں لکھا ہے تم سب الٰہ ہو تب تم میرے خدا ہونے کو کیوں رد کرتے ہو۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مناسب تو یہ تھا کہ اِس جگہ مسیح اپنے دعوی الوہیت کو مفصل پیش اور ثابت کرتا۔

**جواب**۔ میری التماس یہہ ہے کہ ایک شخص کا کچھ بیان کرنا منجملہ اُسکی وجوہات الوہیت کے منافی اُسکے مابقی مضمنہ کا نہیں یعنے الوہیت کا انکار اسمیں نہیں۔ اِسمیں مراد

المسیح کی صرف اُنکے غصہ کو فرو کرنا تھا۔ کیونکہ وہ اس امر پر اسکو پتھراؤ کرنا چاہتے تھے۔ کہ اُسنے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ اور اُنہوں نے یہہ معنے کئے اور صحیح کئے کہ تو اپنے آپ کو خدا کا بیٹا ٹھہرا کر خدا کا مساوی بنتا ہے۔ پس یہہ تیرا کفر ہے ہم اسلئے تجھے پتھراؤ کرتے ہیں اُسنے کہا کہ لفظ اللہ کہنے سے میرے پر کفر کس طرح عائد کرتے ہو کیا تمہارے اہل کتب انبیا میں نہیں لکھا کہ قضات اور بزرگ الوہیم کہلائے اگر وہ الوہیم کہلائے اور کفر اُنپر عائد نہ ہوا اور مجکو جسے خدا نے مخصوص کیا ہے کفر کا الزام لگاتے ہو۔ یہاں سے صاف نظر آتا ہے کہ اُنکی دلداری کے شعلہ کو فرو کیا ہے اور اپنی الوہیت کا (ان لفظوں میں) نہ انکار کیا نہ اقرار۔ فقط (باقی آئندہ)

دستخط بحروف انگریزی
ہنری مارٹن کلارک پریذیڈنٹ از جانب عیسائیاں

دستخط بحروف انگریزی
غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام

# بیان حضرت مرزا صاحب

۲۵۔ مئی ۱۸۹۳ء

ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب نے کمال کے لفظ پر گرفت کی تھی اسکا کسی قدر جواب بر سبیل اختصار دے چکا ہوں مگر ڈپٹی صاحب موصوف نے ساتھ اسکے یہ فقرہ بھی ملا دیا ہے کہ نجات دینے میں کمال ہونا چاہیئے اور منجی حضرت مسیح ع ہیں اور اُنکی تائید میں ڈپٹی صاحب نے بہت سی پیشگوئیاں بائیبل اور نیز خطوط عبرانیوں وغیرہ سے لکھکر پیش کئے ہیں مگر میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ یہہ وہ دوسرے بے فائدہ اُٹھائی گئی۔ میری طرف سے یہہ شرط ہو چکی تھی کہ فریقین میں سے جو صاحب اپنی الہامی کتاب کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہیں اُسمیں یہ قاعدہ ہونا چاہیئے کہ اگر وہ بیان از قسم دعوی ہو تو وہ دعوی بھی الہامی

کتاب آپ پیش کرے اور اگر وہ بیان از قسم دلائل عقلیہ ہو تو چاہیئے کہ الہامی کتاب دلائل عقلیہ آپ پیش کرے نہ یہہ کہ الہامی کتاب پیش کرنے سے عاجز ہو اور اُسکی حالت پر رحم کر کے اُسکی مدد کیجائے۔ ڈپٹی صاحب توجہ فرماویں کہ میں نے ابطال الوہیت کی جب دلیل پیش کی تو وہ اپنی طرف سے نہیں کی بلکہ وہی عقلی دلائل پیش کی جو قرآن کریم نے آپ فرمائی تھی۔ مگر میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ڈپٹی صاحب موصوف نے مطابق شرائط قرار یافتہ کے عقلی دلائل میں سے کیا پیش کیا۔ اگر ڈپٹی صاحب یہہ فرماویں کہ ہمنے ایک ذخیرہ کثیرہ پیشگوئیوں کا جو پیش کر دیا تو اس سے زیادہ کیا پیش کیا جاتا تو اسکے جواب میں افسوس سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ مجھے یہہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ پیشگوئیاں دلائل عقلیہ میں سے نہیں ہیں وہ تو ہنوز دعاوی کے رنگ میں ہیں جو اپنی ثبوت کی بھی محتاج ہیں چہ جائیکہ دوسری چیز کی مثبت ہو سکیں۔ اور میں شرط کر چکا ہوں کہ دلائل عقلیہ پیش کرنی چاہئیں۔ ماسوا اسکے جس قدر پیش کیا گیا ہے حضرت مسیح ؑ اسکی تصدیق سے انکار کر رہے ہیں۔ اگرچہ میں اپنے کل کے بیان میں کسی قدر اس کا ثبوت دیچکا ہوں مگر ناظرین کی زیادت معرفت کی غرض سے پھر کسی قدر لکھتا ہوں کہ حضرت مسیح ؑ یوحنا باب ۱۰ میں ۳۰ تک صاف طور پر فرما رہے ہیں کہ مجھ میں اور دوسرے مقربوں اور مقدسوں میں ان الفاظ کی اطلاق میں جو بائیبل میں اکثر انبیا وغیرہ کی نسبت بولے گئے ہیں جو ابن اللہ ہیں یا خدا ہیں کوئی امتیاز اور خصوصیت نہیں۔ ذرہ سوچ کر دیکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح ؑ پر یہودیوں نے یہ بات سُنکر کہ وہ اپنے تئیں ابن اللہ کہتے ہیں یہ الزام لگایا تھا کہ تو کفر کہتا ہے یعنے کافر ہے۔ اور پھر انہوں نے اس الزام کے لحاظ سے اُنکو پتھراؤ کرنا چاہا اور بڑے افروختہ ہوئے۔ اب ظاہر ہے کہ ایسے موقعہ پر کہ جب حضرت مسیح ؑ یہودیوں کی نظر میں اپنے ابن اللہ کہلانے کی وجہ سے کافر معلوم ہوتے تھے اور انہوں نے اُسکو سنگسار کرنا چاہا تو ایسے موقعہ پر

کہ اپنی بریت یا اثبات دعوی کا موقعہ تہا مسیح ع کا فرض کیا تہا ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اس موقعہ پر کہ کافر بنایا گیا حملہ کیا گیا سنگسار کرنے کا ارادہ کیا گیا دو صورتوں میں سے ایک صورت اختیار کرنا مسیح کا کام تہا۔ اول یہ کہ اگر حقیقت میں حضرت مسیح خدا تعالی کے بیٹے ہی تہے تو یوں جواب دیتے کہ یہ میرا دعوی حقیقت میں سچا ہے اور میں واقعی طور پر خدا تعالے کا بیٹا ہوں اور اس دعوی کے ثابت کرنے کے لیئے میرے پاس دو ثبوت ہیں ایک یہ کہ تمہاری کتابوں میں میری نسبت لکہا ہے کہ مسیح درحقیقت خدا تعالی کا بیٹا ہے بلکہ خود خدا ہے قادر مطلق ہے عالم الغیب ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے اگر تمکو شبہہ ہو تو لاؤ کتابیں پیش کروں میں اُن کتابوں سے اپنی خدائی کا ثبوت تمہیں دکھلا دونگا یہہ تمہاری غلط فہمی اور کم توجہی اپنی کتابوں کی نسبت ہے کہ تم مجھکو کافر ٹھہراتے ہو تمہاری کتابیں ہی تو مجھے خدا بنا رہی ہیں اور قادر مطلق بتلا رہی ہیں پھر میں کافر کیونکر ہوا بلکہ تمہیں تو چاہیئے کہ اب میری پرستش اور پوجا شروع کردو کہ میں خدا ہوں۔ پھر **دوسرا** ثبوت یہ دینا چاہیئے تہا کہ آؤ خدائی کی علامتیں مجھ میں دیکھ لو جیسے خدا تعالے نے آفتاب ماہتاب ستارے زمین وغیرہ پیدا کیا ہے ایک قطعہ زمین کا یا کوئی ستارہ یا کوئی اور چیز مینے بہی پیدا کی ہے اور اب بہی پیدا کرکے دکھلا سکتا ہوں اور نبیوں کے معمولی معجزات سے بڑہکر مجھ میں قوت اور قدرت حاصل ہے اور مناسب تہا کہ اپنے خدائی کے کاموں کی ایک مفصل فہرست انکو دیتے کہ دیکہو آجتک یہہ یہہ کام مینے خدائی کے کیئے ہیں۔ کیا حضرت موسی سے لیکر تمہارے کسی آخری نبی تک ایسے کام کسی اور نے بہی کیئے ہیں اگر ایسا ثبوت دیتے تو یہود یوں کا موںہہ بند ہو جاتا اور اسی وقت تمام فقیہہ اور فریسی آپ کے سامنے سجدہ میں گرتے کہ ہاں حضرت ضرور آپ خدا ہی ہیں ہم بہولے ہوئے تہے آپنے اُس آفتاب کے

مقابل پر جو ابتدا سے چمکتا ہوا چلا آتا ہے دن کو روشن کرتا ہے اور اُس ماہتاب کے مقابل پر جو ایک خوب صورت روشنی کے ساتھ رات کو طلوع کرتا ہے اور رات کو منور

کر دیتا ہے آپ نے ایک آفتاب اور ایک ماہتاب اپنی طرف سے بنا کر ہمکو دکھلایا ہے اور کتابیں کھولکر اپنی خدائی کا ثبوت ہماری مقبولہ مسلّمہ کتابوں سے پیش کر دیا ہے۔ اب ہماری کیا مجال ہے کہ بھلا آپ کو خدا نہ کہیں جہاں خدا نے اپنی قدرتوں کے ساتھ تجلی کی وہاں عاجز بندہ کیا کر سکتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح نے ان دونو ثبوتوں میں سے کسی ثبوت کو بھی پیش نہ کیا اور پیش کیا تو ان عبارتوں کو پیش کیا سن لیجیے۔

تب یہودیوں نے پھر پتھر اٹھائے کہ اسپر پتھراؤ کریں۔ یسوع نے انہیں جواب دیا کہ میں نے اپنے باپ کے بہت سے اچھے کام تمہیں دکھلائے ہیں ان میں سے کس کام کے لئے تم مجھے پتھراؤ کرتے ہو۔ یہودیوں نے اسے جواب دیا کہ ہم تجھے اچھے کام کے لئے نہیں بلکہ اسلئے تجھے پتھراؤ کرتے ہیں کہ تو کفر بکتا ہے اور انسان ہو کے اپنے تئیں خدا بناتا ہے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا تم خدا ہو جبکہ اسنے انہیں جنکے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو تم اسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جہان میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے کہ میں نے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔

اب منصفین سوچ لیں کہ کیا الزام کفر کا دور کرنے کے لئے اور اپنے آپ کو حقیقی طور پر بیٹا اللہ تعالی کا ثابت کرنے کے لئے یہی جواب تھا کہ اگر میں نے بیٹا کہلایا تو کیا حرج ہو گیا پہلے بزرگ بھی خدا کہلاتے رہے ہیں۔

ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب اسجگہ فرماتے ہیں کہ گویا حضرت مسیح انکے بلوے سے [illegible] ہو کر ڈر گئے اور اصلی جواب کو چھپا لیا اور تقیہ اختیار کیا مگر میں کہتا ہوں کہ کیا نبیوں کا کام ہے کہ اللہ جل شانہ کی راہ میں ہر وقت جان دینے کو تیار رہتے ہیں قرآن کریم میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے الذین یبلغون رسالات اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ یعنے اللہ تعالے کے سچے پیغمبر جو اسکے پیغام پہنچاتے ہیں وہ پیغام رسانی

ہیں کسی سے نہیں ڈرتے۔ پس حضرت مسیح قادر مطلق کہلا کر کمزور یہودیوں سے کیوں کر ڈر گئے۔

اب اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے حقیقی طور پر ابن اللہ ہونے کا یا خدا ہونے کا کبھی دعویٰ نہیں کیا اور اس دعویٰ میں اپنے تئیں اُن تمام لوگوں کا ہمرنگ قرار دیا اور اس بات کا اقرار کیا کہ اُنہیں کے موافق یہ دعویٰ بھی ہے تو پھر اس صورت میں وہ پیشگوئیاں جو ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب پیش فرماتے ہیں۔ وہ کیونکر بموجب شرط کے صحیح سمجھی جائینگی۔ ایسا تو نہیں کرنا چاہئے کہ مدعی سست گواہ چست۔ حضرت مسیح تو کفر کے الزام سے بچنے کے لئے صرف یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ میری نسبت اسی طرح بیٹا ہونے کا لفظ بولا گیا ہے جس طرح تمہارے بزرگوں کی نسبت بولا گیا ہے گویا یہ فرماتے ہیں کہ میں تو اس وقت قصوروار اور مستوجب کفر ہوتا کہ خاص طور پر بیٹا ہونے کا دعویٰ کرتا بیٹا کہلانے اور خدا کہلانے سے تمہاری کتابیں بھری پڑی ہیں سو کچھ لو پھر حضرت مسیح ؑ نے صرف اسی پر بس نہیں کی بلکہ آپ نے کئی مقامات انجیل میں اپنی انسانی کمزوریوں کا اقرار کیا جیسا کہ جب قیامت کا پتہ اُنسے پوچھا گیا تو آپ نے اپنی لاعلمی ظاہر فرمائی اور کہا کہ بجز اللہ تعالیٰ کے قیامت کے وقت کو کوئی نہیں جانتا۔

اب صاف ظاہر ہے کہ علم روح کی صفات میں سے ہے نہ جسم کی صفات میں سے اگر ان میں اللہ تعالیٰ کا روح تھا اور یہ خود اللہ تعالیٰ ہی تھے تو لاعلمی کے اقرار کی وجہ کیا خدا تعالیٰ بھی علم کے نادان بھی ہو جایا کرتا ہے۔ پھر متی ۱۹ باب ۱۶ میں لکھا دیکھو ایک نے آکے اُسے (یعنے مسیح سے) کہا اے نیک اُستاد میں کونسا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اُسنے اُسے کہا تو کیوں نیک مجھے کہتا ہے نیک کوئی نہیں مگر ایک یعنے خدا۔ پھر متی ۔ میں لکھا ہے کہ زبدی کے بیٹوں کی ماں

اپنے بیٹوں کے حضرت مسیح ؑ کے دائیں بائیں بیٹھنے کی درخواست کی تو فرمایا اسمیں میرا اختیار نہیں۔ اب فرمایئے قادر مطلق ہونا کہاں گیا قادر مطلق بھی کبھی بے اختیار ہوجایا کرتا ہے اور جبکہ اس قدر تعارض صفات میں واقع ہوگیا کہ حضرات حواری تو آپ کو قادر مطلق خیال کرتے ہیں اور آپ قادر مطلق ہونے سے انکار کر رہے ہیں تو ان پیش کردہ پیشگوئیوں کی کیا عزت اور کیا وقعت باقی رہی جسکے لئے یہ پیش کی جاتی ہیں وہی انکار کرتا ہے کہ میں قادر مطلق نہیں یہ خوب بات ہے۔ پھر متی ۲۶/۳۸ میں لکھا ہے جسکا اصل یہ ہے کہ مسیح نے تمام رات اپنے بچنے کے لئے دعا کی اور نہایت غمگین اور دلگیر ہوکر اور رو رو کر اللہ جل شانہٗ سے التماس کی کہ اگر ہوسکے تو یہ پیالہ مجھ سے گذر جائے اور نہ صرف آپ بلکہ اپنے حواریوں سے بھی اپنے لئے دعا کرائی جیسے عام انسانوں میں جب کسی پر کوئی مصیبت پڑتی ہے اکثر مسجدوں وغیرہ میں اپنے لئے دعا کرایا کرتے ہیں لیکن تعجب یہ کہ باوجود اسکے کہ خواہ نخواہ قادر مطلق کی صفت انپر تھوپی جاتی ہے اور انکے کاموں کو اقتداری سمجھا جاتا ہے مگر پھر بھی وہ دعا منظور نہ ہوئی اور جو تقدیر میں لکھا تھا وہ ہو ہی گیا۔ اب دیکھو اگر وہ قادر مطلق ہوتے تو چاہیئے تھا کہ یہ اقتدار اور قدرت کاملہ پہلے انکو اپنے نفس کے لئے کام آتا۔ جب اپنے نفس کے لئے کام نہ آیا تو غیروں کو اُس سے توقع رکھنا ایک طمع خام ہے۔ اب ہمارے اس بیان سے وہ تمام پیشگوئیاں جو ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب نے پیش کی ہیں رد ہوگئیں اور صاف ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیح ؑ اپنے اقوال کے ذریعہ اور اپنے افعال کے ذریعہ سے اپنے تئیں عاجز ہی ٹھہراتے ہیں اور خدائی کی کوئی بھی صفت ان میں نہیں۔ ایک عاجز انسان ہیں۔ ہاں نبی اللہ بے شک ہیں۔ خداتعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں۔ اللہ جل شانہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قل ارایتم ما تدعون من دون اللہ ارونی ماذا خلقوا من الارض ام لھم شرک فی السموات ایتونی بکتاب

من قبل ھذا او آثارۃ من علم ان کنتم صادقین - ومن اضل ممن یدعو من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ وھم عن دعاءھم غافلون - یعنے کیا تمنے دیکھا کہ جن لوگوں کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا معبود ٹھہرا رہے ہو انہوں نے زمین میں سے کیا پیدا کیا اور یا انکی آسمان کی پیدائش میں کوئی شراکت ہے اگر اسکا کوئی ثبوت تمہارے پاس ہے اور کوئی ایسی کتاب ہے جسمیں یہ لکھا ہو کہ فلاں فلاں چیز تمہارے معبود نے پیدا کی ہے تو لاؤ وہ کتاب پیش کرو اگر تم سچے ہو یعنے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ یوں ہی کوئی شخص قادر مطلق کا نام رکھائے اور قدرت کا کوئی نمونہ پیش نہ کرے اور خالق کہلائے اور خالقیت کا کوئی نمونہ ظاہر نہ کرے -

اور پھر فرماتا ہے کہ اُس شخص سے زیادہ تر گمراہ کون شخص ہے کہ ایسے شخص کو خدا کرکے پکارتا ہے جو اُسکو قیامت تک جواب نہیں دے سکتا بلکہ اُسکے پکارنے سے بھی غافل ہے چہ جائیکہ اُسکو جواب دے سکے - اب اِس مقام میں ایک سچی گواہی میں دینا چاہتا ہوں جو میرے پر فرض ہے اور وہ یہ ہے جو میں اُس اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتا ہوں کہ جو بگفتن قادر مطلق نہیں بلکہ حقیقی اور واقعی طور پر قادر مطلق ہے اور مجھے اُسنے اپنے فضل و کرم سے اپنے خاص مکالمہ سے شرف بخشا ہے - اور مجھے اطلاع دیدی ہے کہ میں جو سچا اور کامل خدا ہوں میں ہر ایک مقابلہ میں جو روحانی برکات اور سماوی تائیدات میں کیا جائے تیرے ساتھ ہوں اور تجھ کو غلبہ ہوگا اب میں اِس مجلس میں ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب کی خدمت میں اور دوسرے تمام حضرات عیسائی صاحبوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس بات کو اب طول دینے کی کیا حاجت ہے کہ آپ ایسی پیشگوئیاں پیش کریں جو حضرت مسیحؑ کے اپنے کاموں و فعل کے مخالف پڑی ہوئی ہیں - ایک سیدھا اور آسان فیصلہ ہے جو میں زندہ اور کامل خدا سے کسی نشان کے لئے دعا کرتا ہوں اور آپ

حضرت مسیح ع سے دعا کریں۔ آپ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ قادر مطلق ہے۔ پھر اگر وہ قادر مطلق ہے تو ضرور آپ کامیاب ہو جاوینگے۔ اور میں اسوقت اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کے کہتا ہوں کہ اگر میں بالمقابل نشان بتلانے میں قاصر رہا تو ہر ایک سزا اپنے پر اٹھالونگا اور اگر آپ نے مقابل پر کچھ دکھلایا تب بھی سزا اٹھالونگا۔ چاہئے کہ آپ خلق اللہ پر رحم کریں۔ میں بھی اب پیرانہ سالی تک پہنچا ہوا ہوں اور آپ بھی بوڑھے ہو چکے ہیں۔ ہمارا آخری ٹھکانا اب قبر ہے۔ آؤ اس طرح پر فیصلہ کرلیں سچا اور کامل خدا بے شک سچے کی مدد کریگا۔ اب اس سے زیادہ کیا عرض کروں۔

(باقی آئندہ)

دستخط — دستخط

بحروف انگریزی — بحروف انگریزی

غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ ازجانب اہل اسلام — ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ ازجانب عیسائی صاحبان





# رویداد جلسہ مباحثہ

۲۶ - مئی ۱۸۹۳ء

## مابین

## مرزا غلام احمد صاحب قادیانی و ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب امرتسری

آج چھ بجے گیارہ منٹ پر مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب نے جواب لکھانا شروع کیا۔ ۷ بجے
منٹ پر ختم کیا اور بلند آواز سے سُنایا گیا۔ مرزا صاحب نے ۷ بجے ۴۴ منٹ
شروع کیا اور آٹھ بجے ۴۴ منٹ پر ختم ہوا مرزا صاحب کا مضمون سنائے جانیکے بعد یہ سوال پیش ہوا کہ مرزا صاحب
نے اپنے مضمون کے اخیر میں عیسائی جماعت کو عام طور پر مخاطب کیا ہے
کے متعلق بعض عیسائی صاحبان کو جو خواہش رکھتے ہیں جواب دینے کی
اجازت ہو جاوے۔ سب سے پہلے پادری ٹامس ہاول صاحب نے اجازت
طلب کی اور مرزا صاحب نے اپنی طرف سے اجازت دیدی۔ اس کے بعد
میر احسان اللہ صاحب نے کہا کہ شرائط کے بموجب عیسائی صاحبان کی
طرف سے کسی اور شخص کو بولنے کی اجازت نہیں۔ اور اس سوال میں عیسائی
صاحبان کو عام طور پر مخاطب کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ سوال واجب ہی
اُٹھایا جانا چاہیئے۔ اسپر میر مجلس اہل اسلام نے بیان کیا کہ جس ترتیب کے ساتھ

مطبع ریاض ہند امرتسر

سوال ہوا ہے اُسی ترتیب کے ساتھ جواب دیا جانا چاہیے یعنی سوال بھی مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے ذریعہ عام طور پر عیسائی صاحبان سے کیا گیا ہے اور جواب بھی اُنہیں کے ذریعہ اُسی ترتیب کے ساتھ دیا جائے یعنی اس سوال کے جواب کے موقعہ پر کسی عیسائی صاحب کو جو اجازت طلب کرتے ہیں پیش کر دیں۔ اسپر میر مجلس عیسائی صاحبان نے بیان کیا کہ اس طریق سے مباحثہ کے انتظام میں نقص آئیگا۔ بہتر یہ ہے کہ اس سوال کو ہی نکال دیا جائے اسپر مرزا صاحب نے بیان فرمایا کہ اسمیں اتنی ترمیم کیجا سکتی ہے کہ اس سوال کو صرف مسٹر عبداللہ آتھم صاحب تک ہی محدود کیا جائے۔ اور یہ ترمیم باتفاق رائے منظور ہوئی۔ بعدازاں پادری جی ایل ٹھاکر داس صاحب نے اجازت لے کر بیان کیا کہ مرزا صاحب کو یہ سوال عیسائی صاحبان پر کرنے کا حق ہے مگر چونکہ اس سے پہلے اس امر کا تصفیہ ہو چکا تھا اس لیے وہی بحال رہا۔

پھر مسٹر عبداللہ آتھم صاحب نے جواب ۸ بجے ۵۱ منٹ پر شروع کیا اور ۹ بجے ۲۲ منٹ پر ختم کیا۔ پھر مرزا صاحب نے ۹ بجے ۳۰ منٹ پر جواب لکھانا شروع کیا اور ۱۰ بجے ۳۰ منٹ پر ختم کیا۔ بعدازاں فریقین کی تحریروں پر میر مجلس صاحبان کے دستخط کئے گئے اور مصدقہ تحریریں فریقین کو دیگئیں اور جلسہ برخاست

دستخط

| بحروف انگریزی | بحروف انگریزی |
|---|---|
| ہنری مارٹن کلارک | غلام قادر فصیح |
| پریزیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان | پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام |

# بیان ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب

۲۶ - مئی ۱۸۹۳ء

ہمارا بیان یہ ہے کہ مسیح کامل انسان اور کامل مظہر اللہ ہے بروئے کلام الٰہی ان دو امروں کا انکار ہونا محال ہے لیکن بالیقین یہودی اسکو مظہر اللہ نہیں جانتے تھے پھر جب کبھی اس کے منہ سے اسکے مظہر اللہ ہونیکا کوئی لفظ نکل آتا تھا۔ تو یہودی اسپر الزام کفر کا لگا کر سنگسار کرنے پر آمادہ ہوتے تھے چنانچہ موقع متنازعہ کی بھی یہی صورت ہے اور اس موقعہ پر مسیح نے فرمایا کہ اگر میں اپنی انسانیت سے بھی اپنے آپ کو ابن اللہ کہوں تو اس سے زیادہ کچھ نہیں جیسے تمہارے نبی بھی خدا کہلائے تو میرا کہنا ان سے زیادہ بڑھکر بنسبت اس کے انسانیت کے بھی نہیں ہے۔ پس یہاں اس نے اپنے مظہر اللہ ہونے کا انکار کیونکر کیا۔ مظہر اللہ ہونے کی آیات تو ہماری محولہ فہرست دیروزہ میں بھی موجود ہیں۔ اسکو کس خوش فہمی سے مرزا صاحب رد کرتے ہیں۔ کونسا امر انہیں اس کے بطلان کا پکڑا۔ کیا جو امر خاص متعلق مسیح کی انسانیت کے ہے وہ منافی اس کی الوہیت یا مظہر اللہ ہونیکا بھی ہو سکتا ہے۔ ہرگز کسی قانون سے نہیں۔ حق تو یہ ہے کہ وہ اپنی انسانیت میں بھی مخصوص اور مرسلہ شخص تھا وہ لفظ جسکا ترجمہ مخصوص ہے یونانی میں ”ہے گی ایڈزو“ ہے جس کے معنی مقدس اور بھیجا گیا۔ جو لفظ ہے اُسکا ایما اسپر ہے کہ وہ فرمایا کرتا تھا کہ میں آسمان پر سے ہوں تم زمینی ہو یعنی میں آسمان سے زمین پر بھیجا گیا ہوں اور ہمارے شارح اکثر اس کے معنے الوہیت کے کرتے ہیں۔ پھر کیا مرزا صاحب نے اسے باب ۱۰ یوحنا میں یہ نہ دیکھا کہ جیسے مسیح نے اولاً یہ دعوے کیا تھا کہ میں اور باپ ایک ہیں۔ جسپر یہودیوں نے پتھر اٹھائے تھے اس زعم سے کہ وہ

انسان مخلوق ہو کر دعوے اللہ ہونیکا کرتا ہے پہر جب اُس نے اپنی انسانیت کو بہی اس الزام سے بچالیا تو پہر وہی دعوے پیش کردیا کہ میں اور باپ ایک ہیں۔ پس جناب یہ کیونکر فرماتے ہیں کہ وہ ڈر گیا۔ بجائے ڈرنے کے اور بہی اُس نے کھلا کھلی دعوی الوہیت کو پیش کیا تو یہ صحیح ہو کہ ایک موقع پر خداوند مسیح نے فرمایا کہ میں اس گہڑی سے آگاہ نہیں اور دوسرے موقع پر فرمایا کہ میری دائیں اور بائیں بٹہلانا میرا اختیار نہیں لیکن یہ کلمات نسبت اُسکی انسانیت سے رکہتے ہیں کیونکہ الوہیت کے کلمات اور ہیں چنانچہ یہ کہ زمین و آسمان کا اختیار مجہکو حاصل ہے اور پہر یہ بہی صحیح ہے کہ ایک موقع پر خداوند نے فرمایا کہ تو مجہے نیک کیوں کہتا ہے جبکہ نیک سوائے خدا کے کوئی نہیں مگر یہ فرمانا اُسکا اس شخص سے تہا جو اسکو منجی اور مالک ہر شئے کا نہیں مانتا تہا چنانچہ جب اس نے آخر میں اُس سے کہا کہ اگر تو کامل ہوا چاہتا ہے تو سارا اپنا مال غربا کو دے ڈال اور میرے پیچھے ہوے مگر وہ اُس سے دلگیر ہو کر چلا گیا اور اگر وہ اُسکو خدا اور مالک جانتا اور یہ کہ وہ اسکو اس سے ہزار چند بخش سکتا ہے تو کبہی بہی دلگیر ہو کر نہ جاتا اس سے ظاہر ہے کہ وہ قائل اُسکی الوہیت کا نہ تہا اسیواسطے خداوند نے فرمایا کہ تب تو مجہے نیک بہی کیوں کہتا ہے یعنی مکار کیوں بنتا ہے کیونکہ تو جانتا ہی کہ نیک سوائے خدا کے اور کوئی نہیں ٭

(۲) جناب مرزا صاحب نے کمال ہونے راہ نجات پر قرآن سے کچھہ نہیں فرمایا پہر ہماری اور کوئی چیز کس مصرف کی ہے بقول مسیح کہ اگر ہم جہان کو حاصل کریں اور جان کو کہو دیں تو فائدہ کیا ہوا۔ پس سب سے اول لازم اور واجب ہو کہ نجات کی بابت قرآن میں کمال دکہلایا جاوے **بیت**

وہ ہو تو یہ ہوتی ہو یا نہو ؞ وہ نا ہو تو سب کا سب فنا ہو

توحید کا علم تو بائبل میں بہی موجود تہا۔ اِلّا اس کلمہ توحید سے نجات کا کیا علاقہ ہی گیا یعقوب حواری کے خط کے دوسرے باب ۱۹ میں یہ بہت ٹہیک ہے اور

راجا نہیں فرمایا گیا کہ تو کہتا ہے کہ خدا ایک ہے - شیطان بھی کہتا ہے بلکہ تھرّاتا بھی ہے - توریت کے مضمون
کے چار حصے ہیں ماسوا امور اثباتیہ کے یعنی شریعت اخلاقی - شریعت رسماتی - شریعت قضاتی
اور قصص - اب یہ سارے امور ٹے پالوجی کے ہیں یعنی نشانات تصویری کے ہے - چنانچہ
اخلاقی میں احتیاج دکھلایا گیا ہے اور رسماتی میں احتیاج دکھلایا گیا ہے اور قضاتی میں (یہی
اورکرہے ) دکھلائی گئی - یعنی وہ سلطنت جو خدا تعالے بلا واسطہ غیر کے خود کرتا ہے اور قصص
جنہیں تصویر کے نشانات بھرے ہیں - ان مقامات کو اب اسجگہہ اگر ہم لکھیں تو بہت
طول ہو جاتا ہے - ہم اسکے واسطے اپنی کتاب اندرونہ بائبل کو پیش کرتے ہیں کہ جس سے
سب حال ظاہر ہو جائیگا - انجیل میں انہیں نشانات کا صاحب نشان دکھلایا
ہے پس یہ متفرق شریعتیں کیونکر ہوئیں - البتہ قرآن کی شریعت انکے سوا ہے جو
مخصوص ساتھہ قرآن کے ہے اسکا بار ہم پر کچھہ نہیں لیکن آپ پر ہے ؛

(۴) صداقت محتاج دلیل کی کیونکر ہے کیا وہ خود ہی اپنی مراد پر
دال نہیں اسکے واسطے اور تصفیہ آپ کیا چاہتے ہیں کیا وہ آیات جو ہم نے اس
فہرست میں پیش کی ہیں انہیں کوئی نا صاف بھی ہے ؛

(۵) ہم سے جو استفسار یہ ہے کہ مسیح نے کیا بنایا تھا - خدا نے تو زمین و آسمان
اور سب چیزیں بنائیں - بجواب اسکے عرض ہے کہ بحیثیت انسانیت کے تو
اس نے کچھہ نہیں بنایا - لیکن بحیثیت مظہر اقنوم ثانی کے باب ۸ امثال و ایک
باب یوحنا میں لکھا ہے کہ جو کچھہ بنا ہے اسی کے وسیلہ بنا ہے اور کہ باپ
کو کسی نے دیکھا تک نہیں مگر بیٹے نے خلق کرنے کے وسیلہ سے اُسے جتلا دیا ؛

(۷) ہم نے خداوند مسیح کا ڈرنا نہیں کہا بلکہ اُنکا بیجا غصہ فرو کرنا کہا ہے ؛

(۸) مسیح نے تعلیم سلف کو پیچیدہ نہیں کیا بلکہ پیچیدہ کو صاف کیا ہے
بلکہ اس نے مظہر اللہ ہو کر وہ صفات ظاہر کیں جو اور طرح سے ظاہر نہ ہو سکتی

تھیں - جیسا کہ متی ۶ - ۹ خدا کا باپ ہونا - یوحنا ۳ - ۱۶ خدا محبت ہی یوحنا کا ۴/۲۴ خدا روح ہے - کثرت فی الوحدت توریت میں صاف لکھی تھی جیسا کہ اُس آیۃ میں ہے کہ دیکھو انسان نیک و بدکی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا - تاہم یہودیوں کی آنکھہ میں غفلت کا پردہ تھا اور خداوند نے اس پردہ کو اُٹھا دیا ؛

( ۹ ) کلام آلہی کی شرح کرنا یہودیوں کا خاص ورثہ نہیں ہے گو وہ انبیاؤں کی اولاد ہیں اور کلام کے امانتدار اور تواتر سے سننے والے - کیونکہ انہیں بغض اور تعصب بہت بھر گیا تھا اور جب خداوند یسوع نے یہ فرمایا کہ جو وہ کہتے ہیں سو کرو اور جو کرتے ہیں سو نہ کرو - اس کے معنی صاف یہ ہیں کہ کہنا اُن کا الفاظ توریت سے ہے اور کرنا انکا برخلاف اس کے ؛

( ۱۰ ) بدن مسیح کا زوال پذیر ہو یا نہو مگر اس سے کفارہ کا کیا علاقہ ہے - نفی المحال اور کچھہ نہ کہونگا ؛ ( باقی آئندہ )

| دستخط بحروف انگریزی | دستخط بحروف انگریزی |
|---|---|
| ہنری مارٹن کلارک | غلام قادر فصیح |
| پریزیڈنٹ | پریزیڈنٹ |
| از جانب عیسائی صاحبان | از جانب اہل اسلام |

# بیان حضرت مرزا صاحب

۲۶ - مئی ۱۸۹۳ء

میرے کل کے بیان میں نجات کے بارہ میں کچھ لکھنا رہ گیا تھا کہ نجات کی حقیقت
کیا ہے اور سچے حقیقی طور پر کب اور کس وقت کسی کو کہہ سکتے ہیں کہ نجات پا گیا
اب جاننا چاہیئے کہ اللہ جل شانہٗ نے نجات کے بارہ میں قرآن کریم میں یہ فرمایا ہے وقالوا
لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودًا او نصاریٰ تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم
صادقین بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم
ولا ھم یحزنون - اور کہا انہوں نے کہ ہرگز بہشت میں داخل نہیں ہوگا یعنے نجات
نہیں پائیگا مگر وہی شخص جو یہودی ہوگا یا نصرانی ہوگا یہ انکی بے حقیقت آرزوئیں
ہیں کہو لاؤ برہان اپنی اگر تم سچے ہو یعنے تم دکھلاؤ کہ تمہیں کیا نجات حاصل ہوگئی ہے
بلکہ نجات اسکو ملتی ہے جسنے اپنا سارا وجود اللہ کی راہ میں سونپ دیا یعنے اپنی زندگی
کو خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا اور اسکی راہ میں لگا دیا - اور وہ بعد وقف کرنے
اپنی زندگی کے نیک کاموں میں مشغول ہوگیا اور ہر ایک قسم کے اعمال حسنہ بجا
لانے لگا پس وہی شخص ہے جسکو اسکا اجر اسکے رب کے پاس سے ملیگا اور ایسے
لوگوں پر نہ کچھ ڈر ہے اور نہ وہ کبھی غمگین ہونگے یعنے وہ پورے اور کامل طور پر نجات
پائینگے - اس مقام میں اللہ جل شانہٗ نے عیسائیوں اور یہودیوں کی نسبت فرما دیا
کہ جو وہ اپنی اپنی نجات یابی کا دعویٰ کرتے ہیں وہ صرف انکی آرزوئیں ہیں - اور
ان آرزوؤں کی حقیقت جو زندگی کی روح ہے انمیں ہرگز پائی نہیں جاتی بلکہ اصلی اور
حقیقی نجات وہ ہے جو اسی دنیا میں اسکی حقیقت نجات یابندہ کو محسوس ہو جائے
اور وہ اس طرح پر ہے کہ نجات یابندہ کو اللہ تعالیٰ کیطرف سے یہ توفیق عطا ہو جائے

کہ وہ اپنا تمام وجود خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کردے۔ اس طرح پر کہ اُسکا مرنا اور جینا اور اُسکے تمام اعمال خدا تعالیٰ کے لئے ہو جائیں اور اپنے نفس سے وہ بالکل کھویا جائے اور اُسکی مرضی خدا تعالیٰ کی مرضی ہو جائے اور پھر نہ صرف دل کے عزم تک یہ بات محدود رہے بلکہ اسکی تمام جوارح اور اُسکے تمام قویٰ اور اُسکی عقل اور اُسکا فکر اور اُسکی تمام طاقتیں اسی راہ میں لگ جائیں تب اسکو کہا جائیگا کہ وہ محسن ہے یعنی خدمتگاری کا اور فرمانبرداری کا حق بجالایا جہاں تک اُسکی بشریت سے ہو سکتا تھا سو ایسا شخص نجات یاب ہے۔ جیساکہ ایک دوسرے مقام میں فرماتا ہے قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین (س ۸ سورہ انعام رکوع ۷)۔ کہہ نماز میری اور عبادتیں میری اور زندگی میری اور موت میری تمام اُس اللہ واسطے ہیں جو رب ہے عالموں کا جسکا کوئی شریک نہیں اور اسی درجہ کے حاصل کرنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اول مسلمانوں کا ہوں۔

پھر بعد اسکے اللہ جل شانہ اس نجات کی علامات اپنی کتاب کریم میں لکھتا ہے کیونکہ گو جو کچھ فرمایا گیا وہ بھی ایک حقیقی ناجی کے لئے مابہ الامتیاز ہے لیکن چونکہ دنیا کی آنکھیں اس باطنی نجات اور وصول الی اللہ کو دیکھ نہیں سکتیں اور دنیا پر واصل اور غیر واصل کا امر مشتبہ ہو جاتا ہے اسلئے اُسکی نشانیاں بھی بتا دیں کیونکہ یوں تو دنیا میں کوئی بھی فرقہ نہیں کہ اپنے تئیں غیر ناجی اور جہنمی قرار دیتا ہے کسی سے پوچھ کر دیکھ لیں بلکہ ہر ایک قوم کا آدمی جسکو پوچھو اپنی قوم کو اور اپنے مذہب کے لوگوں کو اول درجہ کا نجات یافتہ قرار دیگا۔ اس صورت میں فیصلہ کیونکر ہو تو اس فیصلہ کے لئے خدا تعالیٰ نے حقیقی اور کامل ایمانداروں اور حقیقی اور کامل نجات یافتہ لوگوں کے لئے علامتیں مقرر کر دی ہیں اور نشانیاں قرار دیدی ہیں تا دنیا شبہات میں مبتلا نہ رہے چنانچہ منجملہ ان نشانیوں کے بعض نشانیوں کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون
لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذلک ہو الفوز العظیم
(س ۱۱ ر ۱۲ - سورہ یونس)

یعنے خبردار ہو تحقیق وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے دوست ہیں انپر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ
غمگین ہونگے وہ وہی لوگ ہیں جو ایمان لائے یعنے اللہ رسول کی تابع ہوگئے اور پھر
پرہیزگاری اختیار کی انکے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے اس دنیا کی زندگی اور نیز آخرت
میں بشری ہے یعنے خدا تعالیٰ خواب اور الہام کے ذریعہ سے اور نیز مکاشفات سے
انکو بشارتیں دیتا رہیگا۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں میں تخالف نہیں اور یہی بڑی
کامیابی ہے جو انکے لئے مقرر ہوگئی یعنے اس کامیابی کے ذریعہ سے انمیں اور غیروں
میں فرق ہو جائیگا۔ اور جو سچے نجات یافتہ ہیں اُنکے مقابل پر دم نہیں مار سکینگے
پھر دوسری جگہ فرماتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ
الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا
وفی الآخرۃ ولکم فیہا ما تشتہی انفسکم ولکم فیہا ما تدعون نزلا من
غفور الرحیم (س ۲۴ ر ۱۸)
یعنے جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر استقامت اختیار کی اُنکی یہ نشانی ہے
کہ اُن پر فرشتے اُترتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ تم مت ڈرو اور کچھ غم نہ کرو اور خوشخبری
سنو اُس بہشت کی جسکا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا ہم تمہارے دوست اور متولی اس دنیا
کی زندگی میں ہیں اور نیز آخرت میں اور تمہارے لئے اس بہشت میں وہ سب کچھ دیا
گیا جو تم مانگو یہ مہمانی ہے غفور رحیم سے۔
اب دیکھئے اس آیت میں مکالمہ الٰہیہ اور قبولیت اور خدا تعالیٰ کا متولی اور متکفل
ہونا اور اسی دنیا میں بہشتی زندگی کی بنا ڈالنا اور انکا حامی اور ناصر ہونا بطور نشان

کے بیان فرمایا گیا۔

اور پھر اس آیت میں جسکا کل ہم ذکر کر چکے ہیں یعنی یہہ کہ توتی اکلھا کل حین اُسی نشانی کیطرف اشارہ ہے کہ سچی نجات کا پانے والا ہمیشہ اچھے پھل لاتا ہے اور آسمانی برکات کے پھل اُسکو ہمیشہ ملتے رہتے ہیں اور پھر ایک اور مقام میں فرماتا ہے واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی ولیؤمنوبی لعلھم یرشدون (س۲ ع۲)۔ اور جب میرے بندے میرے بارہ میں سوال کریں تو انکو کہدے کہ میں نزدیک ہوں یعنی جب وہ لوگ جو اللہ رسول پر ایمان لائے ہیں یہہ پتہ پوچھنا چاہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے کیا عنایات کہتا ہے جو ہم سے مخصوص ہوں اور غیروں میں نہ پائی جاویں۔ تو انکو کہا ہے کہ میں نزدیک ہوں یعنی تم میں اور تمہارے غیر میں یہ فرق ہے کہ تم میرے مخصوص اور قریب ہو اور دوسرے مہجور اور دور ہیں جب کوئی دعا کرنیوالوں میں سے جو تم میں سے دعا کرتے ہیں تو میں اُسکا جواب دیتا ہوں یعنی میں اسکا ہمکلام ہو جاتا ہوں اور اس سے باتیں کرتا ہوں اور اُسکی دعا کو پایۂ قبولیت میں جگہ دیتا ہوں پس چاہئیے کہ قبول کریں حکم میرے کو اور ایمان لاویں تا کہ بھلائی پاویں ایسا ہی اور کئی مقامات میں اللہ جل شانہ نجات یافتہ لوگوں کے نشان بیان فرماتا ہے اگر وہ تمام لکھے جاویں تو طول ہو جائیگا۔

جیسا کہ انمیں سے ایک یہ بھی آیت ہے یایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا (س۹- سورۃ انفال)۔ کہ اے ایمان والو اگر تم خدا تعالیٰ سے ڈرو تو خدا تم میں اور تمہارے غیروں میں مابہ الامتیاز رکھ دیگا۔

اب میں ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب سے بادب دریافت کرتا ہوں کہ اگر عیسائی مذہب میں طریق نجات کا کوئی لکھا ہے اور وہ طریق آپ کی نظر میں صحیح اور درست ہے اور اس طریق پر چلنے والے نجات پا جاتے ہیں تو ضرور اس نجات یابی کی علامات بھی اُس کتاب میں لکھی ہونگی اور سچے ایماندار جو نجات پاکر اس دنیا کی ظلمات سے مخلصی پا جاتے ہیں اُنکی نشانیاں ضرور انجیل میں کچھہ لکھی ہونگی۔ آپ براہ مہربانی مجھکو مختصر جواب دیں کہ کیا وہ نشانیاں

آپ صاحبوں کے گروہ میں یا بعض ایسے صاحبوں میں جو بڑے بڑے مقدس اور اس گروہ کے سردار اور پیشوا اور اول درجہ پر ہیں پائی جاتی ہیں اگر پائی جاتی ہیں تو انکا ثبوت عنائت ہو اور اگر نہیں پائی جاتیں تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جس چیز کی صحت اور درستی کی نشانی نہ پائی جائے تو کیا وہ چیز اپنے اصل پر محفوظ اور قائم سمجھی جائیگی مثلاً اگر تربد یا سقمونیا یا سنا میں خاصہ اسہال کا نہ پایا جائے کہ وہ دست آور ثابت ہو تو کیا اس تربد کو تربد موصوف یا سقمونیا خالص کہہ سکتے ہیں اور ماسوا اسکے جو آپ صاحبوں نے طریق نجات شمار کیا ہے جس وقت ہم اس طریق کو اس دوسرے طریق کے ساتھ جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے مقابل کرکے دیکھتے ہیں تو صاف طور پر آپکے طریق کا تصنع اور غیر طبعی ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہہ بات بہ پایہ ثبوت پہونچتی ہے کہ آپکے طریق میں کوئی صحیح راہ نجات کا قائم نہیں کیا گیا مثلاً دیکھیئے کہ اللہ جل شانہ قرآن کریم میں جو طریق پیش کرتا ہے وہ تو یہہ ہے کہ انسان جب اپنے تمام وجود کو اور اپنی تمام زندگی کو خدا تعالیٰ کے راہ میں وقف کر دیتا ہے تو اس صورت میں ایک سچی اور پاک قربانی اپنے نفس کے قربان کرنے سے وہ ادا کر چکتا ہے اور اس لائق ہو جاتا ہے کہ موت کے عوض میں حیات پاوے کیونکہ یہہ آپ کی کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دیتا ہے وہ حیات کا وارث ہو جاتا ہے۔ پھر جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی تمام زندگی کو وقف کر دیا اور اپنے تمام جوارح اور اعضا کو اسکی راہ میں لگا دیا تو کیا اتبک اسنے کوئی سچی قربانی ادا نہیں کی۔ کیا جان دینے کے بعد کوئی اور بھی چیز ہے جو اس نے باقی رکھہ چھوڑی ہے لیکن آپ کے مذہب کا عدل تو ہمیں سمجھہ نہیں آتا کہ زید گناہ کرے اور بکر کو اسکے عوض میں

سولی دیا جاتا۔ آپ اگر غور اور توجہ سے دیکھیں تو بے شک ایسا طریق
قابل شرم آپ پر ثابت ہوگا خدا تعالیٰ نے جب سے انسان کو پیدا کیا انسان
کی مغفرت کے لئے یہی قانون قدرت رکھا ہے جو ابھی میں نے بیان کیا ہے اور
درحقیقت اس قانون قدرت میں جو طبعی اور ابتدا سے چلا آتا ہے ایسی خوبی
اور عمدگی ہے جو ایک ہی انسان کی سرشت میں خدا تعالیٰ نے دو چیزیں رکھ
دی ہیں جیسے اسکی سرشت میں گناہ رکھا ہے ویسا ہی اس گناہ کا علاج بھی
رکھا اور وہ یہہ کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایسے طور سے زندگی وقف کر دی جائے
کہ جسکو سچی قربانی کہہ سکتے ہیں اب مختصر بیان یہہ ہے کہ آپکے نزدیک یہہ طریق
نجات کا جو قرآن شریف نے پیش کیا ہے صحیح نہیں ہے تو اول آپکو چاہئے کہ اس
طریق کے مقابل پر جو حضرت مسیح کی زبان سے ثابت ہوتا ہے اسکو ایسا ہی مدلل
اور معقول طور پر انکی تقریر کے حوالہ سے پیش کریں پھر بعد اسکے انہیں کے قول
مبارک سے اسکی نشانیاں بھی پیش کریں تاکہ تمام حاضرین جو اسوقت موجود
ہیں ابھی فیصلہ کرلیں - ڈپٹی صاحب - کوئی حقیقت بغیر نشانوں کے ثابت
نہیں ہوسکتی - دنیا میں یہی ایک معیار حقائق شناسی کا ہے کہ انکو انکی نشانیوں
سے پرکھا جاوے سو میں نے تو وہ نشانیاں پیش کر دیں اور انکا دعوی بھی اپنی نسبت
پیش کر دیا اب یہہ قرضہ ہمارا آپ کے ذمہ ہے اگر آپ پیش نہیں کرینگے اور ثابت
کر کے نہیں دکھلائینگے کہ یہہ طریق نجات جو حضرت مسیح کی طرف منسوب کیا جاتا
ہے کس وجہ سے سچا اور صحیح اور کامل ہے تو اسوقت تک آپ کا یہہ دعوی
ہرگز صحیح نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ قرآن کریم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ صحیح اور
سچا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اُس نے صرف بیان ہی نہیں کیا بلکہ کر کے
بھی دکھلا دیا اور اسکا ثبوت میں پیش کر چکا ہوں آپ براہ مہربانی اب اس

نجات کے ثبوت کو بے دلیل اور بے وجہ صرف دعویٰ کے طور پر پیش نہ کریں
کوئی صاحب آپ میں سے کھڑے ہو کر اس وقت بولیں کہ میں بموجب
فرمودہ حضرت مسیح کے نجات پا گیا ہوں اور وہ نشانیاں نجات کی اور کامل
ایمانداری کی جو حضرت مسیح نے مقرر کی تھیں وہ مجھ میں موجود ہیں پس ہمیں
کیا انکار ہے ہم تو نجات ہی چاہتے ہیں لیکن زبان کی لاف کو کوئی قبول نہیں
کر سکتا۔ میں آپکی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ قرآن کا نجات دینا بچشم
خود دیکھ لیا ہے اور میں پھر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بالمقابل اس
بات کو دکھلانے کو حاضر ہوں لیکن اول آپ دو حرفی مجھے جواب دیں کہ
آپکے مذہب میں بھی نجات مع اسکی علامات کے پائی جاتی ہے یا نہیں اگر
پائی جاتی ہے تو دکھلاؤ۔ پھر اسکا مقابلہ کرو۔ اگر نہیں پائی جاتی تو آپ صرف
اتنا کہدو کہ ہمارے مذہب میں نجات نہیں پائی جاتی پھر میں یک طرفہ ثبوت
دینے کے لئے مستعد ہوں۔

دستخط
بحروف انگریزی غلام قادر فصیح
پریزیڈنٹ
از جانب اہل اسلام

دستخط
بحروف انگریزی مارٹن کلارک
پریزیڈنٹ
از جانب عیسائیاں

# بیان ڈپٹی صاحب مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب

## ۲۶ مئی ۱۸۹۳ء بجواب بیان حضرت مرزا صاحب

بقیہ جواب

جو مرزا صاحب نے فرمایا کہ مسیح نے اسوقت ایسا یا ویسا ثبوت کیوں
نہ دیا جب اسپر الزام کفر کا لگا کر پتھراؤ کرنا چاہتے تھے تاکہ ظاہر ہو جاتا کہ فی الواقع
اللہ ہی ہے۔ مجھے اسپر ایک قصہ یاد آیا کہ ایک شخص نے مجھسے کلام کرتے
ہوئے یہہ کہا کہ خدا تعالے نے یہہ کیا کوتاہ بینی کی کہ دو آنکھیں پیشانی کے
نیچے ہی لگا دی ہیں ایک سر میں کیوں نہ لگا دی کہ وہ اوپر کی بلیات سے اپنے
آپ کو محفوظ رکھتا۔ اور ایک پیٹھ میں کیوں نہ لگادی کہ پیچھے سے دیکھہ سکتا اب
اسمیں حیرانی ہے کہ کیا ایک بیچون وچرا پر اس قسم کی چون وچرا جائز ہے یہہ کہنا معقول
نہیں ہے کہ ایسا اور ویسا کیوں نہ کیا مگر یہہ معقول ہے کہ جو کیا گیا ہے اُسکو بمعرض اعتراض
لایا جاوے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہودیوں کا الزام یہی نہ تھا کہ تو انسان ہوکر خدا بنتا ہی
یہہ کفر ہے اور جواب اسکا یہہ ہوا کہ میں انسان ہوکر بھی اپنے آپ کو ابن اللہ کہہ
سکتا ہوں اور کفر نہیں ہوتا جیسے نبی اللہ بھی تو انسان تھے اور اُنکو اللہ کہا گیا۔
تو پس اسمیں سوال اسکی الوہیت کے متعلق کونسا تھا۔

۲ دوسرا امر جناب مرزا صاحب جو فرماتے ہیں کہ مسیح نے اپنے لیے جو اول
سے دعا چاہی یہہ تو سچ نہیں موقعہ کو دیکھہ لیں اسمیں یہہ تو لکھا ہے کہ مسیح
نے اُنکو کہا کہ تم اپنے لیئے دعا مانگو تا کہ تم امتحان میں نہ پڑو۔

۳ تیسرا جناب کے کل کے مباہلہ کا جواب یہہ ہے کہ ہم مسیحی تو پرانی تعلیمات سے پہلے
نے معجزات کی کچھہ ضرورت نہیں دیکھتے اور نہ ہم اسکی استطاعت اپنے اندر

دیکھتے ہیں بجز اسکے کہ ہمکو وعدہ یہہ ہوا ہے کہ جو درخواست بمطابق رضاء
الٰہی کے تم کروگے وہ تمہارے واسطے حاصل ہو جائیگی اور نشانات کا
وعدہ ہم سے نہیں لیکن جناب کو اس کا بہت سا ناز ہے ہم بھی دیکھنے معجزہ
سے انکار نہیں کرتے۔ اگر اسی میں مہربانی خلق اللہ کے اوپر ہے کہ نشان
دکھلا کر فیصلہ کیا جائے تو ہمنے تو اپنا عجز بیان کیا جناب ہی کوئی معجزہ دکھلا دیں
اور اسوقت آپنے اپنے آخری مضمون وپروزہ میں کہا تھا اور کچھہ آج بھی ایسا
ایما ہے اب زیادہ گفتگو کی اسمیں کیا ضرورت ہے ہم دونوں عمر رسیدہ ہیں آخر
قبر ہمارا ٹھکانا ہے خلق اللہ پر رحم کرنا چاہیے کہ آؤ کسی نشان آسمانی سے فیصلہ
کرلیں۔ اور یہہ بھی آپنے کہا کہ مجھے خاص الہام ہوا ہے کہ اس میدان میں مجھے
فتح ہے، اور ضرور خدائے راست اُنکے ساتھہ ہوگا جو راستی پر ہیں ضرور ضرور
ہی ہوگا۔ آپ کی اس تحریر کے خلاصہ کا یہہ جواب ہے جیسا کہ ہم آگے بھی لکھہ
چکے ہیں کہ ہم آپکو کوئی پیغمبر یا رسول یا شخص ملہم جانکر آپسے مباحثہ نہیں کرتے
آپ کے ذاتی خیالات اور وجاہت اور الہامات سے ہمارا کچھہ سروکار نہیں
ہم فقط آپکو ایک محمدی شخص فرض کرکے دین عیسوی اور محمدیت کے بارہ
میں بموجب اُن قواعد و اسناد کے جو ان ہردو میں عام پائی جاتی ہیں آپسے
گفتگو کر رہے ہیں خیر تاہم چونکہ آپکو ایک خاص قدرت الٰہی دکھانے پر آمادہ
ہوکے ہمکو برائے مقابلہ بلاتے ہیں تو ہمیں دیکھنے سے گریز بھی نہیں یعنی معجزہ
یا نشانی۔ پس ہم یہہ تین شخص پیش کرتے ہیں جنہیں ایک اندھا۔ ایک ٹانگ کٹا
اور ایک گونگا ہے۔ انہیں سے جس کسی کو صحیح سالم کرسکو کردو اور جو اس معجزہ
سے ہمپر فرض و واجب ہوگا ہم ادا کرینگے آپ بقول خود ایسے خدا کے قائل
ہیں جو گفتہ قادر نہیں لیکن درحقیقت قادر ہے تو وہ انکو تندرست بھی کرسکیگا

پھر اسمیں تامل کی کیا ضرورت ہے - اور ضرور بقول آپکے راستباز کے ساتھ شبیہ ہوگا ضرور ہوگا - آپ خلق اللہ پر رحم فرمائیے جلد فرمائیے اور آپ کو خبر ہوئی کہ آج یہہ معاملہ پڑنا ہے جس خدا نے الہام سے آپکو خبر دیدی کہ اس جنگ و میدان میں تجھے فتح ہے اُس نے ساتھہ ہی یہہ بھی بتا دیا ہوگا کہ اندرے دو لنگڑے مصیبت زدوں نے بھی پیش ہونا ہے سو سب عیسائی صاحبان و محمدی صاحبان کے روبرو اسیوقت اپنا چیلنج پورا کیجیئے -

پہ چہارم - نجات کے بارہ میں جو جناب نے قرآن سے فرمایا ہے اسکا خلاصہ افعال معینہ ہے اور اس امر کی پڑتال ہم عنقریب آئندہ میں کرینگے کیونکہ موقع وہی ہے جب ہمارے حملہ شروع ہونگے اور آپکے حملہ ختم ہو لینگے -

اور جو آپنے اعمال متقین کا قید وہ پیش کیا ہے اُسکو ہم جانچیں گے کہ کیا کامل ہے یا ناقص علیٰ ہذا القیاس مسیح کا طریقہ نجات بھی ہم اُسی روز جانچینگے -

دستخط

| | |
|---|---|
| بحروف انگریزی مارٹن کلارک | بحروف انگریزی غلام قادر فصیح |
| پریزیڈنٹ | پریزیڈنٹ |
| از جانب عیسائیان | از جانب اہل اسلام |

# بیان حضرت مرزا صاحب

حضرت مسیح کے بارہ میں جو آپ نے عذر پیش کیا ہے کہ حضرت مسیح نے صرف یہودیوں کا غصہ فرو کرنے کے لیئے یہہ کہہ دیا تہا کہ تمہاری شریعت میں بہی تمہارے نبیوں کی نسبت لکہا ہے کہ وہ خدا ہیں اور نیز اس جگہ آپ یہہ بہی فرماتے ہیں کہ مسیح نے اپنی انسانیت کے لحاظ سے ایسا جواب دیا یہ بیان آپ کا منصفین کی توجہ اور غور کے لائق ہے صاف ظاہر ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کا کلمہ کہ میں خدا تعالیٰ کا بیٹا ہوں ایک کفر کا کلمہ قرار دیکر اور نعوذ باللہ انکو کافر سمجہہ کر یہ سوال کیا گیا تہا اور اس سوال کے جواب میں بے شک حضرت مسیح کا یہ فرض تہا کہ اگر وہ حقیقت میں انسانیت کی وجہ سے نہیں بلکہ خدائی کی وجہ سے اپنے تئیں خدا تعالیٰ کا بیٹا سمجہتے تہے تو اپنے مدعا کا پورا پورا اظہار کرتے اور اپنے ابن اللہ ہونے کا انکو ثبوت دیتے کیونکہ اُس وقت وہ ثبوت ہی مانگتے تہے لیکن حضرت مسیح نے تو اس طرف رخ بہی نہ کیا اور اپنے تئیں دوسرے انبیاء کی طرح قرار دیکر عذر پیش کر دیا اور اس فرض سے سبکدوش نہ ہوئے جو ایک سچا مبلغ اور معلم سبکدوش ہونا چاہتا ہے اور آپ کا یہ فرمانا کہ مخصوص مقدس کو کہتے ہیں حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت ثابت نہیں کر سکتا کیونکہ آپ کی بائبل میں مخصوص کا لفظ اور نبیوں وغیرہ کی نسبت بہی استعمال کیا ہے دیکہو یسعیاہ ۱۳ باب ۳ اور جو آپنے بہیجے ہوئے کے معنی الوہیت نکالے ہیں یہ بہی ایک عجیب معنی ہیں آپ دیکہیں کہ پہلے سموئیل میں ۱۲ باب ۸ آئت میں لکہا ہے کہ موسیٰ اور ہارون کو بہیجا اور پہر پیدائش ۴۵-۷ میں لکہا ہے خدا نے مجہے یہاں بہیجا ہے پہر یرمیاہ ۳۵ باب ۱۳ و ۱۴ باب ۱۴ میں یہی آئت موجود ہے اب کیا اس جگہ بہی ان الفاظ کے معنی الوہیت کرنا چاہیئے افسوس ہے کہ آپ ایک

سیدھے اور سادے حضرت مسیح کے بیان کو توڑ مروڑ کر اپنے منشاء کے مطابق کرنا چاہتے ہیں اور حضرت مسیح نے جو اپنی ربیت کا ثبوت پیش کیا اسکو نکما اور مہمل کرنا آپ کا ارادہ ہے کیا حضرت مسیح ع یہودیوں کی نظر میں صرف اسقدر کہنے سے بری ہو سکتے تھے کہ میں اپنے خدا ہونے کی وجہ سے تو بیشک ابن اللہ ہی ہوں لیکن میں انسانیت کی وجہ سے دوسرے نبیوں کے مساوی ہوں اور جو انکے حق میں کہا گیا وہی میرے حق میں کہا گیا اور کیا یہودیوں کا الزام اس طور کے رکیک عذر سے حضرت مسیح کے سر پر سے دور ہو سکتا تھا اور کیا انہوں نے یہہ تسلیم کیا ہوا تھا کہ حضرت مسیح ع اپنی خدائی کی وجہ سے تو بیشک ابن اللہ ہی ہیں اسمیں ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہاں انسان ہونے کی وجہ میں کیوں اپنے تئیں ابن اللہ کہلاتے ہیں بلکہ صاف ظاہر ہے کہ اگر یہودیوں کے دل میں صرف اتنا ہی ہوتا کہ حضرت مسیح محض انسان ہونے کی وجہ سے دوسرے مقدس اور مخصوص انسانوں کی طرح اپنے تئیں ابن اللہ قرار دیتے ہیں تو وہ کافر ہی کیوں ٹھہراتے کیا وہ حضرت اسرائیل کو اور حضرت آدم اور دوسرے نبیوں کو جنکے حق میں ابن اللہ کے لفظ آئے ہیں کافر خیال کرتے تھے نہیں بلکہ سوال انکا تو یہی تھا کہ انکو یہی دھوکا لگا تھا کہ حضرت مسیح حقیقت میں اپنے تئیں اللہ کا بیٹا سمجھتے ہیں اور چونکہ جواب مطابق سوال چاہیئے اسلیئے حضرت مسیح کا فرض تھا کہ وہ انکے جواب میں وہی طریق اختیار کرتے جس طریق کے لیئے انکا استفسار تھا اگر حقیقت میں خدا تعالیٰ کے بیٹے تھے تو وہ پیشگوئیاں جو ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب بعد از وقت اس مجلس میں پیش کر رہے ہیں یہودیوں کے سامنے پیش کرتے اور چند نمونہ خدا ہونے کے دکھلا دیتے تو فیصلہ ہو جاتا یہہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے کہ یہودیوں کا سوال حقیقی ابن اللہ کے دلائل دریافت

کرنے کے لیئے نہیں تھا اس مقام میں زیادہ لکھنے کی کچھہ ضرورت نہیں اب
بعد اس کے واضح ہو کہ مینے ڈپٹی عبداللہ صاحب کی خدمت میں یہہ تحریر کیا
تھا کہ جیسے کہ آپ دعوی کرتے ہیں کہ نجات صرف مسیحی مذہب میں ہے ایسا
ہی قرآن میں لکھا ہے کہ نجات صرف اسلام میں ہے اور آپ کا تو صرف اپنے
لفظوں کے ساتھہ دعوی اور مینے وہ آیات بھی پیش کردی ہیں لیکن ظاہر ہے
کہ دعوی بغیر ثبوت کے کچھہ عزت اور وقعت نہیں رکھتا سو اس بنا پر دریافت
کیا گیا تھا کہ قرآن کریم میں تو نجات یابندہ کی نشانیاں لکھی ہیں جن نشانوں کے
مطابق ہم دیکھتے ہیں کہ اس مقدس کتاب کی پیروی کرنے والے نجات کو
اسی زندگی میں پالیتے ہیں مگر آپکے مذہب میں حضرت عیسیٰ عم نے جو نشانیاں
نجات یابندوں یعنی حقیقی ایمانداروں کے لکھے ہیں وہ آپ میں کہاں موجود ہیں
مثلاً جیسے کہ مرقس ۱۶ - ۱۷ میں لکھا ہے اور وے جو ایمان لائینگے انکے ساتھہ یہہ
علامتیں ہونگی کہ وہ میرے نام سے دیووں کو نکالینگے اور نئی زبانیں بولیں گے
سانپوں کو اٹھا لیں گے اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے انہیں کچھہ
نقصان نہوگا وے بیماروں پر ہاتھہ رکھیں گے تو چنگے ہوجائینگے ۔ تو اب میں
بادب التماس کرتا ہوں اور اگر ان الفاظ میں کچھہ درشتی یا مرارت ہو تو اُسکی معافی چاہتا
ہوں کہ یہہ تین بیمار جو آپنے پیش کیئے ہیں یہہ علامت تو بالخصوصیت مسیحیوں کے
لیئے حضرت عیسیٰ عم قرار دے چکے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر تم سچے ایماندار
ہو تو تمہاری یہی علامت ہے کہ بیمار پر ہاتھہ رکھو گے تو وہ چنگا ہو جائیگا اب
گستاخی معاف اگر آپ سچے ایماندار ہونے کا دعوی کرتے ہیں تو اس وقت تین
بیمار آپ ہی کے پیش کردہ موجود ہیں آپ اُن پر ہاتھہ رکھہ دیں اگر وہ چنگے ہو گئے
تو ہم قبول کرلیں گے کہ بے شک آپ سچے ایماندار اور نجات یافتہ ہیں ورنہ کوئی

قبول کرنے کی راہ نہیں کیونکہ حضرت مسیح تو یہہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر تم میں رائی
کے دانہ برابر بھی ایمان ہوتا تو اگر تم پہاڑ کو کہتے کہ یہاں سے چلا جا تو وہ چلا جاتا
مگر خیر میں اس وقت پہاڑ کی نقل مکانی تو آپ سے نہیں چاہتا کیونکہ وہ ہمارے
اس جگہ سے دور ہیں لیکن یہہ تو بہت اچھی تقریب ہو گئی کہ بیمار تو آپ نے ہی پیش
کر دیئے اب آپ ان پر ہاتھہ رکھو اور چنگا کر کے دکھلاؤ ورنہ ایک رائی کے دانہ
کے برابر بھی ایمان ہاتھہ سے جاتا رہے گا مگر آپ پر یہہ واضح رہے کہ یہہ الزام
ہمپر عائد نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ جل شانہ نے قرآن کریم میں ہماری یہہ نشانی نہیں
رکھی کہ بالخصوصیت تمہاری یہی نشانی ہے کہ جب تم بیماروں پر ہاتھہ رکھو گے تو اچھے
ہو جائیں گے ہاں یہہ فرمایا ہے کہ میں اپنی رضا اور مرضی کے موافق تمہاری دعائیں قبول
کرونگا اور کم سے کم یہہ کہ اگر ایک دعا قبول کرنے کے لائق نہو اور مصلحت الہی کے
کے مخالف ہو تو اسمیں اطلاع دیجائیگی یہہ کہیں نہیں فرمایا کہ تمکو یہہ اقتدار دیا
جائیگا کہ تم اقتداری طور پر جو چاہو وہی کر گذرو گے مگر حضرت مسیح کا تو یہہ حکم معلوم
ہوتا ہے کہ وہ بیماروں وغیرہ کے چنگا کرنے میں اپنے تابعین کو اختیار بخشتے ہیں
جیسا کہ متی ۱۰ باب میں لکھا ہے پھر اُس نے بارہ شاگردوں کو پاس بلا کے انہیں
قدرت بخشی کہ ناپاک روحوں کو نکالیں اور ہر طرح کی بیماری اور دکھہ درد کو دور
کریں۔ اب یہہ آپ کا فرض اور آپ کی ایمانداری کا ضرور نشان ہو گیا۔ کہ
آپ ان بیماروں کو چنگا کر کے دکھلا دیں یا یہہ اقرار کریں کہ ایک رائی کے دانہ
کے برابر بھی ہم میں ایمان نہیں اور آپ کو یاد رہے کہ ہر ایک شخص اپنی کتاب
کے موافق مواخذہ کیا جاتا ہے ہمارے قرآن کریم میں کہیں نہیں لکھا کہ تمہیں
اقتدار دیا جائیگا بلکہ صاف فرما دیا کہ قل انما الایات عند اللہ یعنی انکو کہدو کہ نشان
اللہ تعالی کے پاس ہیں جس نشان کو چاہتا ہے اُسی نشان کو ظاہر کرتا ہے بندہ کا

اُنپر زور نہیں ہے کہ جبر کے ساتھ اُس سے ایک نشان لیوے یہہ جبر اور اقتدار تو آپ ہی کی کتابوں میں پایا جاتا ہے بقول آپکے مسیح اقتداری معجزات دکھلاتا تھا اور اُس نے شاگردوں کو بھی اقتدار بخشا اور آپکا یہہ عقیدہ ہے کہ اب بھی حضرت مسیح ع زندہ حی قیوم قادر مطلق عالم الغیب دن رات آپکے ساتھ ہے جو چاہو وہی دے سکتا ہے پس اب حضرت مسیح سے درخواست کریں کہ ان تینوں بیماروں کو آپکے ہاتھ رکھنے سے اچھا کر دیویں تا نشانی ایمانداری کی آپ میں باقی رہ جاوے ورنہ یہہ تو مناسب نہیں کہ ایک طرف اہل حق کے ساتھ بحیثیت سچے عیسائی ہونے کے مباحثہ کریں اور جب سچے عیسائی کے نشان مانگے جائیں تب کہیں کہ ہم میں استطاعت نہیں اس بیان سے تو آپ اپنے پر ایک اقبالی ڈگری کراتے ہیں کہ آپ کا مذہب اسوقت زندہ مذہب نہیں ہے لیکن ہم جس طرح پر خدا تعالیٰ نے ہمارے سچے ایماندار ہونے کے نشان ٹھہرائے ہیں اس التزام سے نشان دکھلانے کو تیار رہیں اگر نشان نہ دکھلا سکیں تو جو سزا چاہیں دے دیں اور جس طرح کی چھری چاہیں ہمارے گلے میں پھیر دیں اور وہ طریق نشان نمائی کا جسکے لیئے ہم مامور ہیں وہ یہہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ سے جو ہمارا سچا اور قادر خدا ہے اس مقابلہ کے وقت جو ایک سچے اور کامل نبی کا انکار کیا جاتا ہے تضرع سے کوئی نشان مانگیں تو وہ اپنی مرضی سے نہ ہمارا محکوم اور تابع ہو کر جس طرح سے چاہے گا نشان دکھلائیگا آپ خوب سوچیں کہ حضرت مسیح ع بھی باوجود آپکے اس قدر غلو کے اقتداری نشانات کے دکھلانے سے عاجز رہے دیکھیئے مرقس ۸ - ۱۱ و ۱۲ یہہ لکھا ہے تب فریسی نکلے اور اس سے حجت کر کے یعنی جس طرح اب اسوقت مجھ سے حجت کی گئی - اسکے امتحان کے لیئے آسمان سے کوئی نشان چاہا اُس نے اپنے دل سے آہ کھینچ کے کہا کہ اس زمانہ کے

لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں۔ میں تمسے سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی
نشان دیا نہ جائیگا اب دیکھیے کہ یہودیوں نے اسی طرز سے نشان مانگا تھا حضرت
مسیح نے آہ کھینچ کر نشان دکھلانے سے انکار کر دیا پھر اس سے بھی عجب طرح کا
ایک اور مقام دیکھیے کہ جب مسیح صلیب پر کھینچے گئے تو تب یہودیوں نے
کہا کہ اس نے اوروں کو بچایا پر آپ کو نہیں بچا سکتا اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے
تو اب صلیب سے اتر آوے تو ہم اسپر ایمان لاوینگے اب ذرہ نظر غور سے
اس آیت کو سوچیں کہ یہودیوں نے صاف عہد اور اقرار کر لیا تھا کہ اب صلیب
سے اتر آوے تو وہ ایمان لاوینگے لیکن حضرت مسیح ع اتر نہیں سکے ان تمام
مقامات سے صاف ظاہر ہے کہ نشان دکھلانا اقتداری طور پر انسان کا کام
نہیں ہے بلکہ خدا تعالے کے ہاتھ میں ہے جیساکہ ایک اور مقام میں حضرت
مسیح ع فرماتے ہیں یعنی متی ۱۲ - ۳۸ کہ اس زمانہ کے بد اور حرام کار لوگ نشان
ڈھونڈتے ہیں پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان دکھلایا نہ جائیگا اب
دیکھیے کہ اس جگہ حضرت مسیح نے انکی درخواست کو منظور نہیں کیا بلکہ وہ بات
پیش کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے انکو معلوم تھی اسیطرح میں بھی وہ بات پیش کرتا
ہوں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجکو معلوم ہے میرا دعوی نہ خدائی کا ہے اور نہ
اقتدار کا اور میں ایک مسلمان آدمی ہوں جو قرآن شریف کی پیروی کرتا ہوں اور قرآن
شریف کی تعلیم کے رو سے اس موجودہ نجات کا مدعی ہوں میرا نبوت کا کوئی
دعوی نہیں یہہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہہ ضروری ہے
کہ جو الہام کا دعوی کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے میں تو محمدی ہی اور کامل طور پر اللہ
و رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب
کے رو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ رسول کی پیروی سے دیئے جاتے

ہیں تو بہتر ہیں۔ دعوت حق کی غرض سے دوبارہ اتمام حجت کرتا ہوں کہ یہہ حقیقی
نجات اور حقیقی نجات کے برکات اور ثمرات صرف انہیں لوگوں میں موجود
ہیں جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے اور قرآن
کریم کے احکام کے سچے تابعدار ہیں اور میرا دعوی قرآن کریم کے مطابق صرف
اتنا ہے کہ اگر کوئی حضرت عیسائی صاحب اس نجات حقیقی کے منکر ہوں جو
قرآن کریم کے وسیلہ سے مل سکتی ہے تو انہیں اختیار ہے کہ وہ میرے مقابل
پر نجات حقیقی کی آسمانی نشانیاں اپنے مسیح سے مانگ کر پیش کریں مگر اب بالخصوص
رعایت شرائط بحث کے لحاظ سے میرے مخاطب اس بارہ میں ڈپٹی عبد اللہ آتھم
صاحب ہیں صاحب موصوف کو چاہیئے کہ انجیل شریف کی علامات ....
قرار دادہ کے موافق سچا ایماندار ہونے کی نشانیاں اپنے وجود میں ثابت کریں
اور اس طرف میرے پر لازم ہوگا کہ میں سچا ایماندار ہونے کی نشانیاں قرآن
کریم کے رو سے اپنے وجود میں ثابت کروں مگر اس جگہ یاد رہے کہ قرآن کریم
ہمیں اقتدار نہیں بخشتا بلکہ ایسے کلمہ سے ہمارے بدن پر لرزہ آتا ہے ہم نہیں
جانتے کہ وہ کس قسم کا نشان دکھلائیگا وہی خدا ہے سوا اسکے اور کوئی خدا نہیں
ہاں یہہ ہماری طرف سے اس بات کا عہد پختہ ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے
میرے پر ظاہر کر دیا ہے کہ ضرور مقابلہ کے وقت میں فتح پاونگا مگر یہہ معلوم
نہیں کہ خدا تعالی کس طور سے نشان دکھلائیگا اصل مدعا تو یہہ ہے کہ نشان ایسا
ہو کہ انسانی طاقتوں سے بڑھکر ہو یہہ کیا ضرور ہے کہ ایک بندہ کو خدا ٹھہرا کر
اقتدار کے طور پر اس سے نشان مانگا جائے ہمارا یہہ مذہب نہیں اور نہ ہمارا
یہہ عقیدہ ہے اللہ جل شانہ ہمیں صرف عموم اور کلی طور پر نشان دکھلانے کا وعدہ
دیتا ہے اگر اسمیں میں جھوٹا نکلوں تو جو سزا آپ تجویز کریں خواہ سزائے موت

ہی کیوں نہو مجھے منظور ہے لیکن .... اگر آپ حد اعتدال و انصاف کو چھوڑ کر مجھ سے ایسے نشان چاہینگے جس طرز سے حضور مسیح بھی دکھلا نہیں سکے بلکہ سوال کرنے والوں کو ایک دو گالیاں سنا دیں تو ایسے نشان دکھلانے کا دم مارنا بھی میرے نزدیک کفر ہے۔

دستخط دستخط

| | |
|---|---|
| بحروف انگریزی غلام قادر فصیح | بحروف انگریزی ہنری مارٹن کلارک |
| پریزیڈینٹ | پریزیڈنٹ |
| ازجانب اہل اسلام | ازجانب عیسائیاں |

# روئداد جلسہ

## ۲۷ مئی ۱۸۹۳ء

آج پھر جلسہ منعقد ہوا ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ چونکہ پادری جی ایل ٹھاکرداس صاحب بوجہ ضروری کام کے گوجرانوالہ میں تشریف لے گئے ہیں اس لئے انکی بجائے ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب ناصر مقرر کئے جائیں۔ تجویز منظور ہوئی۔ پھر بتحریک ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب ناصر اور بتائید میر حامد شاہ صاحب اور باتفاق حاضرین یہ تجویز منظور ہوئی کہ شرائط چھپا میں قرار دیا گیا تھا کہ ہر ایک تقریر پر تقریر کنندوں اور میر مجلس صاحبان کے دستخط ہونی چاہئیں بعوض اسکے یہ پیش کرتا ہوں کہ صاحب میر مجلس صاحبان کے دستخط ہی کافی متصور ہوں۔

مباحثہ کے متعلق یہ قرار پایا کہ اہل اسلام کی طرف سے منشی غلام قادر صاحب فصیح اور مرزا خدابخش صاحب اور عیسائی صاحبان کی طرف سے بابو فخرالدین اور شیخ وارث الدین صاحب ایک جگہ بیٹھکر فیصلہ کریں اور رپورٹ کریں۔ کہ مباحثہ کی کس قدر قیمت مناسب مقرر کیجا سکتی ہے۔ اس کے بعد عیسائی صاحبان کی طرف سے بتایا جائیگا کہ وہ کس قدر کاپیاں خرید سکیں گے اور یہ مباحثہ جو عیسائی صاحبان خریدینگے اس طرح چھپا ہوا ہوگا۔ کہ روئداد اور مصدقہ مضامین فریقین کے لفظ بلفظ اسمیں مندرج ہونگے کسی فریق کی طرف سے اسمیں کمی بیشی وغیرہ نہیں کیجائے گی۔

۶ بجے ۱۴ منٹ پر مسٹر عبداللہ آتھم صاحب نے جواب لکھانا شروع کیا۔ اور ۷ بجے ۱۴ منٹ پر ختم ہوا اور بعد مقابلہ بلند آواز سے سنایا گیا مرزا صاحب نے ۸ بجے ۵ منٹ پر جواب لکھانا شروع کیا اور ۹ بجے ۵ منٹ پر ختم ہوا اور اس کے بعد ایک امر پر تنازع ہوتا رہا جسکا اسوقت فیصلہ کر کے ہر دو میر مجلسوں کے اور سب دستخط کئے گئے۔ جو اس کارروائی کے ساتھ متعلق ہے۔ فقط

---

دستخط بحروف انگریزی۔ ہنری مارٹن کلارک
پریزیڈنٹ از جانب عیسائیان

دستخط بحروف انگریزی منشی غلام قادر فصیح
پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام

مطبوعہ ریاض ہند امرتسر

وہوہذا

چونکہ مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب بیمار تھے اور انہوں نے اپنے آخری جواب میں ایک پہلے سے لکھی ہوئی تحریر پیش کرکے کہا کہ کوئی اور صاحب انکی طرف سے سناویں۔ اس لئے میر مجلس اہل اسلام نے اسپر اعتراض کیا کہ ایسی تحریر پہلے سے لکھی ہوئی پیش کیجانی خلاف شرائط ہے۔ چنانچہ اسپر ایک عرصہ تک تنازعہ ہوتا رہا۔ آخر کار یہہ قرار پایا کہ سوموار کا ایک دن اس زمانہ مباحثہ میں ایزاد کیا جاوے۔ اور ایسا ہی دوسرے زمانہ میں بھی ایکدن اور بڑہا دیا جاوے۔ علاوہ بریں یہہ بھی مرزا صاحب کی رضامندی سے قرار پایا کہ اس سوموار کے روز مسٹر عبد اللہ اتھم صاحب خدانخواستہ صحتیاب نہ ہوں تو انکی جگہ کوئی اور صاحب مقرر کئے جاویں اور اس امر کا اختیار ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب کو ہوگا۔ یہہ بھی قرار پایا کہ ۲۹ تاریخ کو آخری جواب ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب کا ہو۔ اور دوسرے زمانہ میں آخری جواب مرزا صاحب کا ہوگا۔ وقت کا لحاظ نہ ہوگا۔ اور گیارہ بجے کے اندر اندر کارروائی ختم ہوگی۔ یعنی آخری زمانہ مجیب کا حق ہوگا کہ جواب دے۔ اور اس کے جواب کے بعد اگر وقت بچے تو سائل کو وقت نہیں دیا جاویگا اور جلسہ برخواست کیا جاویگا۔ چونکہ مذکورہ بالا اول الذکر امر فیصلہ طلب تھا اس لئے اتفاق رائے سے اس کا یوں فیصلہ ہوا کہ آئندہ کوئی مضمون تحریری پہلے کا لکھا ہوا لفظ بہ لفظ نقل نہیں کرایا جاسکتا۔ اور یہہ فیصلہ بہ مراضی فریقین ہوا۔ اور فریقین پر کوئی اعتراض نہیں۔

مئی ۲۷ ۱۸۹۳ء

| | |
|---|---|
| دستخط بحروف انگریزی ہنری مارٹن کلارک<br>پریزیڈینٹ<br>ازجانب عیسائیاں | دستخط بحروف انگریزی۔ منشی غلام قادر فصیح<br>پریزیڈینٹ<br>ازجانب اہل اسلام |

# بیان ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب

۲۷ مئی ۱۸۹۳ء

**اول**۔ دربارہ راہ نجات و نشانات نجات یافتگان جو جناب مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں ہمنے پہلے اس سے بیان کر دیا ہے کہ ہفتہ آئندہ کے شروع میں اسکی بحث پوری شروع ہوگی اسجگہ بھی ہم اسقدر اشارہ کر دیتے ہیں کہ آپکے لفظ نجات کی تعریف بہت ہی ناکمل ہے اور آپکو ضرور نہ تھا کہ طریقہ نجات مسیحیاں کو مصنوعی اور غیر طبعی اور باطل فرماتے۔ بہرکیف جو آپنے فرمایا ہے وہ آگے دیکھا جائیگا جب ہماری باری اعتراضات کی ہوگی۔

**دوم**۔ انجیل یوحنا کی باب ۱۰ اپیش کردہ آیات کا ہم کافی ووافی جواب دے چکے ہیں آپنے بجائے اس کے کہ اُس جواب کا کچھ نقص دکھلاتے محض بار بار تکرار ہے اس کا کیا ہے گویا کہ تکرار ہے کافی ہے اور طول کلامی ہے گویا صداقت ہے۔

یوحنا کے باب ۱۰۔۳۶ میں جہاں لفظ مخصوص اور بھیجا ہوا ترجمہ ہوا ہے ہماری اس شرح پر کہ لفظ مخصوص کا اصل زبان میں بمعنے تقدیس کیا گیا ہے۔ اور بھیجا ہوا اسی ہوا کرتا ہے جو اسنے فرمایا کہ میں آسمانی ہوں اور تم زمینی ہو یہ لفظ جتنے حوالہ آپ نے دیئے ہیں اور کسی بزرگ کے بارہ میں پائی نہیں جاتی۔ یسعیا ۱۳/۳ سطروں کے ترجمہ میں لفظ ارخوبای ہے جس کے معنے بھیجا ہوا ہے پہلے سموئیل ۱۲/۸ میں لفظ الیسنن ای لو۔ معنے وہی ہیں۔ پیدائش ۴۵/۷ میں بھی اور یرمیا ۳۵/۱۳ میں لفظ بادی زری جسکے معنے جاگے ہیں اور یہ الفاظ مقام متنازعہ کے لفظ ہی گی آ سے۔ سے بہت ہی متفرق ہیں اور ان الفاظ کا تعلق مقام متنازعہ سے کچھ نہیں ہے اور جو ہمنے کہا وہ درست ہے کہ جس کو خدا نے مخصوص کیا اور بھیجا یعنے آسمان سے بھیجا

**سوئم** کیا یہودی لوگ اسرائیل وغیرہ کو اسی لقب کے باعث کافر سمجھتے تھے یہ جناب کا

سوال ہے۔ جواب اسکا ہم بار بار دے چکے مگر افسوس کہ جناب کسی باعث سے اس کو نہ سمجھے۔ گذشتہ بحث پر جناب نظر غور پھر فرما کر دیکھ لیں اور یہ خصوصیت اور کسی بزرگ کے ساتھ نہ تھی جو مسیح کے ساتھ تھی

**چہارم**۔ اسکا بھی لوگ انصاف کر لیں گے جو مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ہمنے صرف لفظ کے ساتھ نجات کا دعوے کیا ہے اور صرف لفظ ہی استعمال کیا ہے کیوں صاحب ہماری آیات محولہ کتب مقدسہ سے کس لئے بے توجگی رہی۔ کیوں نہ ان کا کچھ نقص کہا گیا پیشتر اس سے کہ بے توجگی رکھی جاتی۔

**پنجم** مرقس کے باب ۱۶ کے بموجب جو مرزا صاحب ہم سے نشان طلب کرتے ہیں جواب اس کے واضح ہو کہ وعدہ کی عمومیت پر ہمارا کچھ عذر نہیں کہ جو ایمان لائے اس کے ساتھ یہ علامتیں ہوں۔ اِلّا سوال یہ ہے کہ اس وعدہ کے عمومیت کے ساتھ کیا معرفت بھی عام ہے کیا حواری اس ضعف ایمانی کے واسطے کہ انہوں نے معتبر گواہوں کی گواہی اور خداوند کے وعدہ کی باتیں اور انبیاء سلف کی پیش خبریاں نہ مانی تھیں جھڑکی نہ کھائی تھی کہ اور کیا ہمارے خداوند کا یہ دستور نہ تھا کہ جس کو وہ تنبیہہ فرماتا تھا اسی کو تقویت بھی بخشتا تھا۔

اور جب اس نے ایسا فرمایا کہ تم جاؤ دنیا میں کہ جب کوئی ایمان لاوے گا اس کے ساتھ یہ نشان ہوں گے تو اس کا مطلب یہ نہ ہوا کہ معجزہ کی بابت تم ضعیف الایمان ہوئے۔ اب آئندہ کو معجزات تمہارے ہاتھ سے بہ نکلیں گے۔ کیا یہ جھڑکی ہمارے اس زمانہ کے پادریوں نے بھی کھائی تھی۔ یہ تو ہمنے تسلیم کیا کہ وعدہ عام ہے لیکن اسکو دکھلاؤ کہ معرفت بھی عام ہے جس کے وسیلہ سے یہ امر پورا ہونے والا ہے۔ ہمنے باب ۱۶ مرقس سارا آپ کو سنا دیا ہے جو ہمنے بیان کیا یہی صورت وہاں موجود ہے یا نہیں۔ پس جب معرفت خاص تھی تو حواریوں کے زمانہ کے بعد اس وعدہ کی کشش بیجا ہے کہ نہیں۔

تکمیل اس وعدہ کے بارہ میں اعمال ۸/۱۴ دیکھو کہ کیا لکھا ہے یا نہیں کہ یوحنا
اور پطرس رسول جب سامریہ میں گئے اور بہت سے لوگوں کو مسیحی پایا تو ان سے سوال
کیا کہ تم نے روح القدس بھی پائی ہے یا نہیں انہوں نے جواب دیا کہ روح القدس کی
بات ہم نے سنی تک نہیں تب انہوں نے پوچھا کہ تم نے کس کے ہاتھ سے بپتسما
پایا انہوں نے کہا کہ یوحنا اصطباغی کے ہاتھ سے تب انہوں نے ہاتھ ان کے سر پر
رکھے اور ان کو روح القدس ملی - اس نظیر سے کیا ثابت نہ ہوا کہ ہماری شرح
صحیح اور سچی ہے اور کیا جناب کی کشش وعدہ عام معجزات کی تا ابد غلط ہے -
پہلے قرنتیوں کے ۱۲ باب میں ۴ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ روح ایک ہی ہے
اور خدمتیں بھی طرح طرح کی ہیں اور خداوند ایک ہی ہے - اور تاثیریں طرح طرح کی
ہیں پر خدا ایک ہی ہے جو سبھوں میں سب کچھ کرتا ہے ۲۸ - اور خدا نے کلیسیا میں
کتنوں کو مقرر کیا اور پہلے رسولوں کو دوسرے نبیوں کو تیسرے استادوں کو بعد
اس کے کرامتیں تب چنگا کرنے کی قدرتیں وغیرہ - ۳۰ آیت مددگاریاں پیشوائیاں
طرح طرح کی زبانیں کیا سب رسول ہیں کیا سب نبی ہیں کیا سب استاد ہیں
کیا سب کرامتیں دکھاتے ہیں کیا سب کو چنگا کرنے کی قدرت ہے کیا طرح طرح کی زبانیں
سب بولتے ہیں کیا سب ترجمہ کرتے ہیں ۔ ان امور سے صاف ظاہر ہے کہ اس
زمانہ میں کہ جب حواری موجود تھے ہر ایک مومن کسی بخشش کو عطیہ الٰہیہ سے پیش
کرتا تھا کہ کسی کو یہ امر آتا تھا اور کسی کو وہ اور کوئی بغیر معجزہ کے نہ تھا لیکن کلام الٰہی
نے پہلے قرنتیوں ۱۳/۲ میں یہ فرمایا اور اگر میں نبوت کروں اور اگر میں غیب کی سب باتیں
اور سارے علم جانوں اور میرا ایمان کامل ہو یہاں تک کہ میں پہاڑوں کو چلا دوں
پر محبت نہ رکھوں تو میں کچھ نہیں ہوں محبت کبھی جاتی نہیں رہتی اگر نبوتیں ہیں
تو موقوف ہوں گے اگر زبانیں ہیں تو بند ہو جائیں گی اگر علم ہے تو لا حاصل ہو جائےگا

اور آخری آیت میں لکھا ہے - اب تو ایمان اُمید اور محبت یہ تینوں موجود رہتی ہیں پران میں جو بڑی ہے محبت ہے - کیونکہ ایمان جب دوبدو ہوگیا تو ایمان نہ رہا امید جب حاصل ہوگئی تو اتمام پاگئی مگر محبت کبھی اتمام نہیں پاتی اور یہ بھی یاد رہے محبت خاص نام خدا کا ہے کہ خدا محبت ہے - ان سب امور سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ معجزات جیسے کہ ہمیشہ کیواسطے موعود نہیں ہوئی ویسے ہی نجات کے بارہ میں سب سے اوپر انکا درجہ نہیں - لیکن ایک وقت کے واسطے جب نئی تعلیم دیگئی اسکی تصدیق اور قایمی کے واسطے معجزہ بخشے گئے اور اگر ہمیشہ معجزے ہوا کریں تو تاثیر معجزہ ہونے کی کچھہ نہ رہے - خلاصہ جس آیت سے جناب نے وعدہ عام کی کششش کی ہے ہم یہ دکھلاتے ہیں کہ اس کے متعلق معرفت بھی ہے اور وہ معرفت محض خاص ہے اور تمن کلام باب ۱۶ مرقس کو دیکھہ کہ جناب اس بیان کو کسی طرح سے غلط نہ ٹھیرا سکیں گے -

**ششم** - جناب فرماتے ہیں کہ مسیح نے بھی اقتداری معجزہ دکھلانے سے انکار کیا لیکن یہ جناب کی زیادتی ہے کہاں انکار کیا - کیا جب لوگ نشان آسمانی کو دیکھنے کے واسطے ٹھٹھہ کرنے کے اور نشان آسمانی مانگتے تھے تو ارشاد ہوا کہ اس بد اور حرامکار گروہ کو کوئی نشان نہ دکھلایا جاویگا - اب انصاف فرمایئے کہ کیا نشان کے نہ دکھانے کے معنے یہ ہیں کہ نشان نہیں دکھلایا جاسکتا - کیا کوئی قادر شخص اگر یہ کہے کہ میں فلان امر نہ کروں گا تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ نہیں کرسکتا -

متی ۹ اور یوحنا ۱۱ اور لوقا ۷ - وغیرہ ابواب میں . نظایر معجزات صاف صاف دیکھہ لو - مجھے تو جناب کے فہم وذکا سے اس سے زیادہ امید تھی کہ آپ ایسے معنے نہ کرینگے -

**ہفتم** آپ جو فرماتے ہیں کہ مسیح نے دوگالیاں دیں کیا بد کو بد کہنا گالی ہے اور یا حرامزادہ کو حرامزادہ کہنا گالی ہے - اگر جناب اسلام کی داب کلام کی موافق بھی کچھہ کرتے تو ایک نبی اولوالعزم اور معصوم کی اوپر ایسی بے تہذیبانہ کلام نکہتے اسلیے ہم افسوس کرتے ہیں کہ نبیوں کی بابت بھ

کہا جائے کہ گالیاں دیتے تھے۔ باقی آئندہ

دستخط بحروف انگریزی۔ ہنری مارٹن کلارک
پریزیڈنٹ از جانب عیسائیاں

دستخط بحروف انگریزی۔ منشی غلام قادر فصیح
پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام

# بیان حضرت مرزا صاحب

۲۷ مئی ۱۸۹۳ء

ڈپٹی صاحب سے میرا یہ سوال تھا کہ آپ جو حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھیراتے ہیں تو آپ کے پاس حضرت موصوف کی الوہیت پر کیا دلیل ہے کیونکہ جبکہ دنیا میں بہت سے فرقے اور قومیں ایسی پائی جاتی ہیں کہ انہوں نے اپنے اپنے پیشواؤں اور رہبروں کو خدا ٹھیرا رکھا ہے جیسے ہندوؤں کا فرقہ اور بدھ مذہب کے لوگ اور وہ لوگ بھی اپنے اپنے پرانوں اور شاستروں کے رو سے انکی خدائی پر منقولی دلایل پیش کیا کرتے ہیں بلکہ ان کے معجزات اور بہت سے خوارق بھی ایسی شد و مد سے بیان کرتے ہیں کہ آپکے پاس انکی نظیر نہیں جیسے کہ راجہ رامچندر صاحب اور راجہ کرشن صاحب اور برہما اور بشن اور مہادیو کی کرامات جو وہ بیان کرتے ہیں آپ صاحبوں پر پوشیدہ نہیں تو پھر ایسی صورت میں ان متفرق خداؤں میں سے ایک سچے خدا ٹھیرانے کے لئے ضرور نہیں کہ بڑی بڑی معقولی دلایل کی ضرورت ہے کیونکہ دعوے میں اور منقولی ثبوتوں کے پیش کرنے میں تو وہ سب صاحب آپکے شریک ہیں بلکہ منقولات کے بیان کرنے میں شریک غالب معلوم ہوتے ہیں اور چونکہ ڈپٹی صاحب موصوف کو صرف اسقدر بات کی طرف توجہ نہیں دلائی بلکہ قرآن کریم سے عقلی دلایل نکالکر ابطال الوہیت مسیح پر پیش کئے کہ انسان جو اور تمام انسانوں کے لوازم اپنے

اندر رکھتا ہے کسی طرح خدا نہیں ٹھہر سکتا اور نہ کبھی یہ ثابت ہوا کہ دنیا میں خدا یا خدا کا بیٹا بھی نبیوں کی طرح وعظ اور اصلاح خلق کے لئے آیا ہو مگر افسوس کہ ڈپٹی صاحب موصوف نے اسکا کوئی جواب شافی نہ دیا میری طرف سے یہ پہلے شرط ہو چکی تھی کہ ہم فریقین دعوے بھی اپنی کتاب الہامی کا پیش کریں گے اور دلایل معقولی بھی اسی کتاب الہامی کی سنائی جائینگی مگر ڈپٹی صاحب موصوف نے بجائے اس کے کہ کوئی معقولی دلیل حضرت عیسٰی کے خدا یا خدا کے بیٹا ہونے پر پیش کرتے دعوے پر دعوے کرتے گئے اور بڑا ناز ان کو ان چند پیشگوئیوں پر ہے جو انہوں نے عبرانیوں کے خطوط اور بعض مقامات بائبل سے نکالکر پیش کی ہیں مگر افسوس کہ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ایسی پیشگوئیاں جبتک ثابت نہ کیجاویں کہ درحقیقت وہ صحیح ہیں اور ان کا مصداق حضرت مسیح نے اپنے تئیں ٹھہرالیا ہے اور اسپر دلایل عقلی دی ہیں تب تک وہ کسیطور سے دلایل کے طور پر پیش نہیں ہوسکتیں بلکہ وہ بھی ڈپٹی صاحب کے دعاوی ہیں جو محتاج ثبوت ہیں ان دعاوی کے سوائے ڈپٹی صاحب نے ابتک حضرت مسیح کی الوہیت ثابت کرنے کے لئے کچھ بھی پیش نہیں کیا اور میں بیان کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح یوحنا دسواں باب میں صاف طور سے اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہلانے میں دوسروں کا ہمرنگ سمجھتے ہیں اور کوئی خصوصیت اپنے نفس کے لئے قایم نہیں کرتے حالانکہ وہ یہودی جنہوں نے حضرت مسیح کو کافر ٹھہرایا تھا انکا سوال یہی تھا۔ اور یہی وجہ کافر ٹھہرانے کی بھی تھی کہ اگر آپ درحقیقت خدا کے بیٹے ہیں تو اپنی خدائی کا ثبوت دیجئے لیکن انہوں نے کچھ بھی ثبوت نہ دیا افسوس کہ ڈپٹی صاحب اس بات کو کیوں سمجھتے نہیں کہ کیا ایسا ہونا ممکن تھا کہ سوال دیگر و جواب دیگر اگر حضرت مسیح درحقیقت اپنے تئیں ابن اللہ ٹھہراتے تو ضرور یہی پیشین گوئیاں وہ پیش کرتے جو اب ڈپٹی صاحب پیش کر رہے ہیں اور جبکہ انہوں نے وہ پیش نہیں کیں تو معلوم ہوا کہ انکا وہ دعوے نہیں تھا اگر انہوں نے

کسی اور مقام میں پیش کر دی ہیں اور کسی دوسرے مقام میں یہودیوں کے اس بار بار
کے اعتراض کو اس طرح پر اٹھا دیا ہے کہ میں درحقیقت خدا اور خدا کا بیٹا ہوں اور یہہ
پیشگوئیاں میرے حق میں وارد ہیں اور خدائی کا ثبوت بھی اپنے افعال سے دکھلا دیا ہے
تا اس متنازعہ فیہ پیشگوئی سے انکو مخلصی حاصل ہو جاتی تو براہ مہربانی وہ مقام پیش کریں
اب کسی طور سے آپ اس مقام کو چھپا نہیں سکتے۔ اور آپکی دوسری تاویلات تمام
رکیک ہیں سچ یہی بات ہے کہ مخصوص کا لفظ اور بھیجا گیا کا لفظ عہد عتیق میں اور نیز
جدید میں عام طور پر استعمال پایا ہے آپ پر یہہ ایک ہمارا قرضہ ہے جو کبھی ادا ہوتا نظر نہیں
آتا جو آپ نے حضرت مسیح کی خدائی کا تو ذکر کیا لیکن انکی خدائی کا معقولی طور پر کچھ بھی
ثبوت نہ دے سکے اور دوسرے خداؤں کی نسبت اسمیں کچھ مابہ الامتیاز عقلی طور پر قائم
نہ کر سکے بھلا آپ فرماویں کہ عقلی طور پر اسبات پر کیا دلیل ہے کہ راجہ رامچندر اور راجہ کرشن
اور بدھ یہہ　خدا نہوں اور حضرت مسیح خدا ہوں۔ اور مناسب ہے کہ اب بعد اس کے آپ
بار بار ان پیشگوئیوں کا نام نہ لیں جو خود حضرت مسیح کی طرز بیان سے رد ہو چکی ہیں اور
حضرت مسیح ضرورت کیوقت انکو اپنے کام میں نہیں لائے بیشک ہر ایک دانا اسبات
کو سمجھتا ہے کہ جب وہ کافر ٹھہرائے گئے اور ان پر حملہ کیا گیا اور ان پر پتھراؤ شروع ہوا
تو انکو اسوقت اپنی خدائی کے ثابت کرنے کے لئے ان پیشگوئیوں کے اگر وہ درحقیقت
حضرت مسیح کے حق میں تھیں اور انکی خدائی پر گواہی دیتی تھیں سخت ضرورت پڑی تھی
کیونکہ اسوقت جان جانیکا اندیشہ تھا اور کافر تو قرار پا چکے تھے تو پھر ایسی ضروری اور
کار آمد پیشگوئیاں کس دن کے لئے رکھی گئی تھیں کیوں نہیں پیش کیں کیا آپ نے
اسکا کوئی کبھی جواب دیا پھر ہم ان پیشگوئیوں کو کیا کریں اور کس عزت کی نگاہ سے دیکھیں
اور کیونکر حضرت مسیح کو دنیا کے دوسرے مصنوعی خداؤں سے الگ کر لیں اللہ جلشانہ
قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ

ذٰلک قولہم بافواہہم یضاہئون قول الذین کفروا من قبل قاتلہم اللہ
انّی یؤفکون اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن
مریم وما امروا الا لیعبدوا الٰہا واحدا لا الٰہ الا ہو سبحانہ عما یشرکون
یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون
ہو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ
ولو کرہ المشرکون (رس ۱ ر ۵ - ۱۰ - ۲) یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کہا بعض یہودیوں نے کہ عزیر
خدا کا بیٹا ہے اور کہا نصاریٰ نے مسیح خدا کا بیٹا ہے یہ انکے منہ کی باتیں ہیں جنکا
کوئی بھی ثبوت نہیں ریس کرنے لگے ان لوگوں کی جو پہلے اس سے کافر ہو چکے یعنے
جو انسانوں کو خدا اور خدا کے بیٹے قرار دے چکے یہ ہلاک کئے جائیں کیسے تعلیم سے
پھر گئے انہوں نے اپنے عالموں کو اپنے درویشوں کو اللہ کے سوا پروردگار ٹھیرا لیا
اور ایسا ہی مسیح ابن مریم کو حالانکہ ہمنے یہ حکم کیا تھا کہ تم کسیکی بندگی نکرو مگر ایک
کی جو خدا ہے جسکا کوئی شریک نہیں چاہتے ہیں کہ اپنے موہنوں کے پھوکوں سے
حق کو بجھا دیں اور اللہ تعالے باز نہیں رہیگا جبتک اپنے نور کو پورا نہ کرے اگرچہ کافر
ناخوش ہوں وہ وہی خدا ہے جسنے اپنا رسول ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا تاوہ دین
سب دینوں پر غالب ہو جاوے اگرچہ مشرک ناخوش ہوں اب دیکھیے کہ ان آیت کریمہ
میں اللہ جلشانہ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ عیسائیوں سے پہلے یہودی یعنے بعض
یہودی بھی عزیر کو ابن اللہ قرار دے چکے اور نہ صرف یہی بلکہ مقدم زمانہ کے کافر بھی اپنے
پیشواؤں اور اماموں کو یہی منصب دے چکے پھر ان کے پاس اسبات پر کیا دلیل
ہے کہ وہ لوگ اپنے اماموں کو خدا ٹھیرانے میں جھوٹے تھے اور یہ سچے ہیں - اور یہ
اسبات کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ یہی خرابیاں دنیا میں پڑ گئی تھیں جنکی اصلاح
کے لئے اس رسول کو بھیجا گیا ناکامل تعلیم کے ساتھ ان خرابیوں کو دور کرے کیونکہ اگر

یہودیوں کے ہاتھ میں کوئی کامل تعلیم ہوتی تو وہ برخلاف توریت کے اپنے عالموں
اور درویشوں کو ہرگز خدا نہ ٹھہراتے اس سے معلوم ہوا کہ وہ کامل تعلیم کے محتاج تھے
جیسا کہ حضرت مسیح نے بھی اس بات کا اقرار کیا کہ ابھی بہت سی باتیں تعلیم کی باقی
ہیں کہ تم انکی برداشت نہیں کر سکتے یعنے جب وہ یعنے روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری
سچائی کی راہ بتاوے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہیگی لیکن وہ جو کچھ سنیگی وہ کہیگی
اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگی حضرات عیسائی صاحبان اس جگہہ روح حق سے
روح القدس مراد لیتے ہیں اور اس طرف توجہ نہیں فرماتے کہ روح القدس تو ان کے
اصول کے موافق خدا ہے تو پھر وہ کس سے سنیگا حالانکہ لفظ پیشگوئی کے یہ ہیں کہ
جو کچھ وہ سنیگی وہ کہے گی - اب پھر ہم اوس پہلے مضمون کیطرف رجوع کر کے کہتے ہیں
ڈپٹی صاحب موصوف نے تو حضرت مسیح کے خدا ہونے پر کوئی معقولی دلیل انجیل
سے پیش نہ کی لیکن ہم ایک اور دلیل قرآن کریم سے پیش کر دیتے ہیں کہ اللہ جلشانہ
فرماتا ہے اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من
شرکائکم من یفعل من ذلکم من شی سبحانہ وتعالی عما یشرکون - پارہ ۲۱ رکوع
یعنی اللہ وہ ہے جسنے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر تمہیں مارے گا پھر
زندہ کرے گا - کیا تمہارے معبودوں میں سے جو اللہ لوں میں سے ہیں کوئی
ایسا کر سکتا ہے پاک ہے خدا ان بہتانوں سے جو مشرک لوگ اسپر لگا رہے ہیں - پھر
فرماتا ہے ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیہم قل اللہ خالق کل
شی وھو الواحد القھار - کیا انہوں نے خدا تعالے کے شریک ایسی صفات کے
ٹھہرا رکھے ہیں کہ جیسے خدا تعالی خالق ہے وہ بھی خالق ہیں تا اس دلیل سے انہوں نے
انکو خدا مان لیا انکو کہہ دے کہ ثابت شدہ یہی امر ہے کہ اللہ تعالے خالق ہر ایک چیز کا
ہے اور وہی اکیلا ہر ایک چیز پر غالب اور قاہر ہے - اس قرآنی دلیل کے موافق ڈپٹی عبداللہ

سے پہلے دریافت کیا تہا کہ اگر آپ صاحبوں کی نظر میں درحقیقت حضرت مسیح خدا ہیں تو انکی خالقیت وغیرہ صفات الوہیت کا ثبوت دیجئے کیونکہ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ خدا اپنی صفات کو آسمانپر چھوڑکر نرا مجرد اور برہنہ ہوکر دنیا میں آجائے اسکی صفات اسکی ذات سے لازم غیر منفک ہیں اور کبھی تعطل جائز نہیں یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ خدا ہوکر پھر خدائی کے صفات کاملہ ظاہر کرنے سے عاجز ہو اسکا جواب ڈپٹی صاحب موصوف مجھے یہ دیتے ہیں کہ جو کچھ زمین آسمان میں آفتاب و ماہتاب وغیرہ چیزیں مخلوق پائی جاتی ہیں یہ مسیح کی بنائی ہوئی ہیں اب ناظرین اس جواب کی خوبی اور عمدگی کا آپ ہی اندازہ کرلیں کہ یہ ایک دلیل پیش کیگئی ہے یا دعوے ایک دعوے پیش کیا گیا ہے کیا ایسا ہی ہنود صاحبان نہیں کہتے کہ جو کچھ آسمان و زمین میں مخلوق پائی جاتی ہے وہ راجہ رامچندر صاحب نے ہی بنائی ہوئی ہے پھر اسکا فیصلہ کون کرے۔ پھر بعد اس کے ڈپٹی صاحب موصوف ایمانی نشانیوں کو کسی خاص وقت تک محدود قرار دیتے ہیں حالانکہ حضرت مسیح صاف لفظوں سے فرماتے ہیں کہ اگر تم میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو تو تم سے ایسی ایسی کرامات ظاہر ہوں پھر ایک مقام یوحنا ۱۴ باب ۱۲ میں آپ فرماتے ہیں میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے جو میں کام کرتا ہوں وہ بھی کرے گا۔ اور ان سے بھی بڑے بڑے کام کرے گا اب دیکھئے کہ وہ تاویلات آپکی کہاں گئیں اس آیت میں تو حضرت مسیح نے صاف صاف فیصلہ ہی کر دیا اور فرما دیا کہ مجھ پر ایمان لانے والا میرا ہمرنگ ہو جائے گا اور میرے جیسے کام بلکہ مجھ سے بڑھکر کرے گا اور یہ فرمودہ حضرت مسیح کا نہایت صحیح اور سچا ہے کیونکہ انبیا اسی لئے آیا کرتے ہیں کہ ان کی پیروی کرنے سے انسان انہیں کے رنگ سے رنگین ہو جائے اور ان کی درخت کی ایک ڈالی بنکر وہی پھل لاوے اور وہی پھول لاوے جو وہ لاتے ہیں ماسوا اسکے

یہ بات ظاہر ہے کہ انسان ہمیشہ اپنی اطمینان قلب کا محتاج ہوتا ہے اور ہر ایک زمانہ کو تاریکی کے پھیلنے کے وقت نشانوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔

پھر یہ کیونکر ہو سکے کہ حضرت مسیح کے مذہب قایم رکھنے کے لئے اور اس خلاف تحقیقات عقیدہ حضرت مسیح کے ابن اللہ ٹھیرانے کے لئے کسی نشان کی کچھ بھی ضرورت نہ ہو اور دوسری قوم جن کو باطل پر خیال کیا جاتا ہے اور وہ نبی کریم صلعم جو قرآن کریم کو لایا اسکو خلاف حق سمجھا جاتا ہے اسکی پیروی کرنے والے تو قرآن کریم کے منشا کے موافق خدا تعالے کی توفیق اور فضل سے نشان دکھلاویں مگر مسیحوں کی نشان آگے نہیں بلکہ پیچھے رہگئے ہوں اگر مسیحوں میں نشان نمائی کی توفیق اب موجود نہیں ہے تو پھر خود سوچ لیں کہ ان کا مذہب کیا شے ہے مین پھر سلسلہ بارہ عرض کرتا ہوں کہ جیسا کہ اللہ جلشانہ نے سچے مذہب کی تین نشانیاں ٹھیرائی ہیں وہ اب بھی نمایاں طور پر اسلام میں موجود ہیں پھر کیا وجہ کہ آپکا مذہب بے نشان ہو گیا اور کوئی سچائی کے نشان اسمیں باقی نہیں رہے پھر آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح نے جو نشانی دکھلانے سے ایک جگہ انکار کیا تھا تو اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ پہلے دکھلا چکے تھے مین کہتا ہوں کہ یہ آپکا بیان صحیح نہیں ہے اگر وہ دکھلا چکے تو اسکا حوالہ دیتے اور نیز مین یہ بھی کہتا ہوں کہ مین بھی تو آپ لوگوں کو دکھلا چکا ہوں۔

کیا آپکو پرچہ نور افشان ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء یاد نہیں ہے جسمیں بڑے دعوے کے ساتھ صاحب نور افشان نے میری پیشگوئی کا انکار کر کے اس پرچہ میں مخالفانہ مضمون چھپوایا تھا اور وہ پیشگوئی بھی نقل کر دی تھی تو پھر وہ پیشگوئی اپنی میعاد میں پوری ہو گئی۔

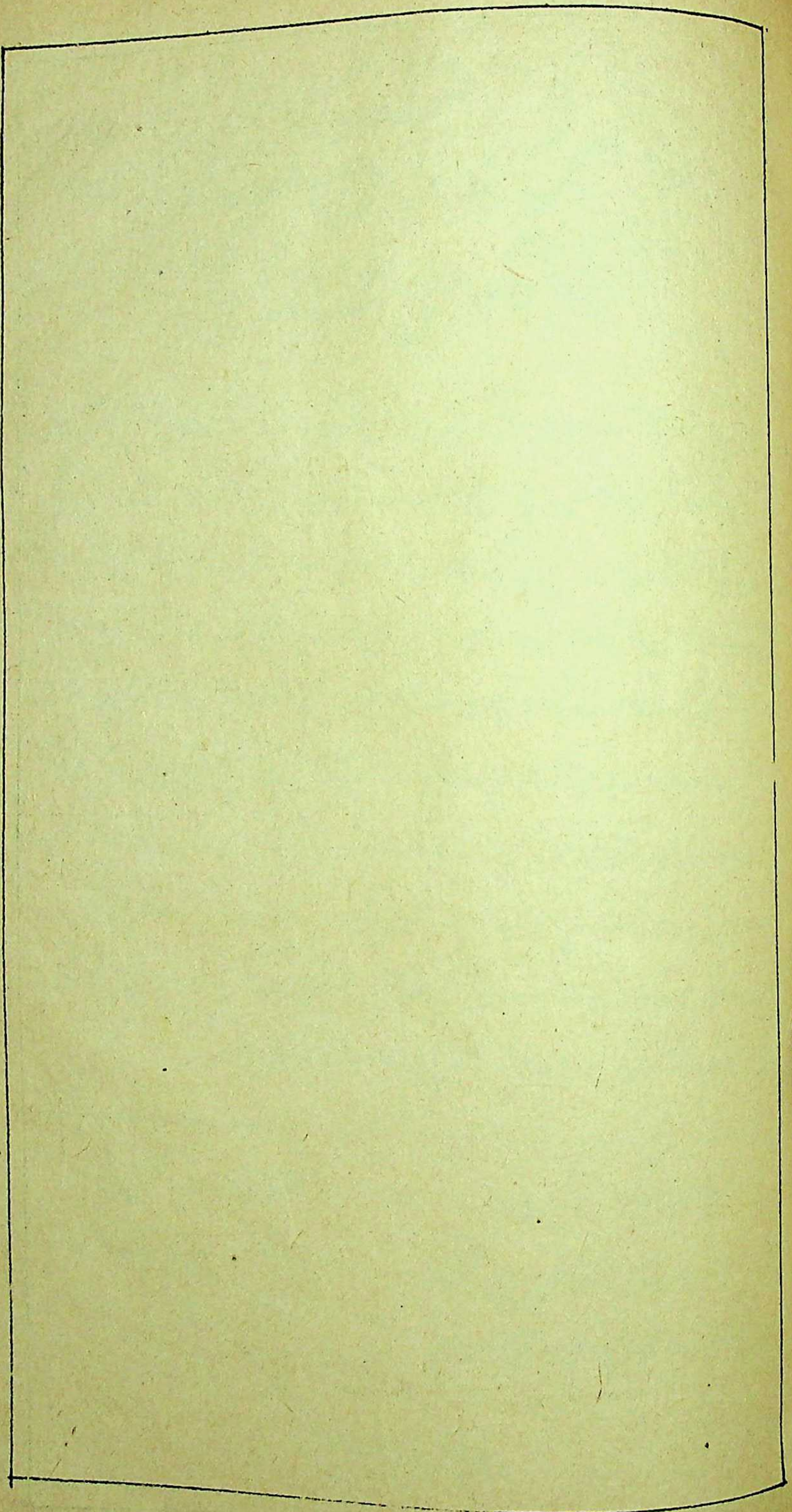
اور آپ اقرار کر چکے ہین کہ پیشگوئی بھی خوارق میں داخل ہے تو ہمنے تو ایک نشان ایسے طور پر آپکو ثابت کر دیا کہ نور افشان میں درج ہے پھر اس کے بعد

اگر آپکی طرف سے کوئی حجت ہو تو وہ اُسی حجت کے ہمرنگ ہوگی جو یہودیوں نے کی تھی جس کی تفصیل حضرت مسیح کی زبان سے آپ سن چکے ہیں مجھے کہنے کی حاجت نہیں مگر میں آپکے اقرار کے موافق کہ آپنے مسلمان ہونے کا اقرار کیا تھا اسبات کی سُننے کے لئے بہت مشتاق ہوں کہ اس پیشگوئی کو دیکھ کر آپنے کسقدر حصہ اسلام کا قبول کر لیا ہے اور میں تو آئندہ بھی تیار ہوں صرف درخواست اور تحریر شرائط کی دیر ہے اور آپکا یہ فرمانا کہ گویا حضرت مسیح کے حق میں بیٹے گالی کا لفظ استعمال کر کے ایک گونہ بے ادبی کی ہے یہ آپکی غلط فہمی ہے میں حضرت مسیح کو ایک سچا نبی اور برگزیدہ اور خدا تعالے کا ایک پیارا بندہ سمجھتا ہوں وہ تو ایک الزامی جواب آپ ہی کے مشرب کے موافق تھا اور آپ ہی پر وہ الزام عاید ہوتا ہے نہ کہ مجھ پر۔ (بقیہ آیندہ)

دستخط بحروف انگریزی
منشی غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ
ازجانب اہل اسلام

دستخط بحروف انگریزی
ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ ازجانب
عیسائیان

(مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)





# روئداد جلسہ

## ۲۹ - مئی ۱۸۹۳ء

آج پھر جلسہ منعقد ہوا - ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب نے تجویز پیش کی - کہ چونکہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب بیماری کی وجہ سے تشریف نہیں لاسکے اسلئے انکی جگہ میں پیش ہوتا ہوں - اور میری جگہ پادری احسان اللہ صاحب میر مجلس عیسائی صاحبان مقرر کئے جاویں - مرزا صاحب اور میر مجلس اہل اسلام کی اجازت سے تجویز منظور ہوئی ڈاکٹر کلارک صاحب نے ۶ بجے ۱۶ منٹ پر جواب لکھنا شروع کیا اور ۷ بجے ۱۵ منٹ پر ختم کیا اور بعد مقابلہ بلند آواز سے سنایا گیا - مرزا صاحب نے ۷ بجے ۵۵ منٹ پر شروع کیا اور ۸ بجے ۵۵ منٹ پر ختم کیا اور بعد مقابلہ بلند آواز سے سنایا گیا - ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب نے ۹ بجے ۴۰ منٹ پر جواب لکھنا شروع کیا اور ۱۰ بجے ۳۵ منٹ پر ختم کیا اور بعد مقابلہ بلند آواز سے سنایا گیا - بعد ازاں فریقین کی تحریروں پر پریزیڈنٹوں کے دستخط کئے گئے - اور مباحثہ کے پہلے حصہ کا خاتمہ ہوا -

دستخط بحروف انگریزی
احسان اللہ قائمقام ہنری مارٹن کلارک
پریزیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان

دستخط بحروف انگریزی
غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ از جانب
اہل اسلام

مطبع ریاض ہند امرتسر

۲۹ مئی سنہ ۹۳ع

# بیان ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب

قایم مقام ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب ۲۹ مئی سنہ ۹۳ع

جناب مرزا صاحب کی کئی ایک باتیں سنکر میں بہت حیران ہوا ہوں لیکن سب سے زیادہ حیرت اُنکے اِس فرمانے سے ہوئی کہ آپ عقلاً کہہ سکتے ہیں کہ رامچندر اور کرشن بھی کیوں خدا تصور نہ کئے جائیں اور اہل ہنود کی جو کتابیں ہیں اُنکا ثبوت بھی قابل اعتبار نہ گنا جائے۔ مرزا صاحب یہ کیا آپ فرماتے ہیں اُنہوں نے کونسے کار الٰہی کئے اور اُنکا کونسا دعوی پایہ ثبوت تک پہنچا ہوا ہے اور ایک اہل کتاب کی جو مجلس ہے اُسمیں اُنکی نظیروں کی ضرورت کیا ہے۔ آیا عقلاً آپ المسیح اور رامچندر اور کرشن میں کوئی تمیز نہیں کرتے اور جلالی انجیل کو مقابل اہل ہنود کی کتابوں کے جانتے ہیں۔ میرے خیال میں ایک نبی اللہ برحق کو اور اہل کتاب کے مسئلوں کو بت پرستوں اور بت پرستوں کی کتابوں سے تشبیہ دینا ہی گناہ ہے اور اگر آپ ایسی تشبیہ دیویں تو اسکا جواب بھی آپ اللہ تعالیٰ کو دیویں۔ اہل ہنود کی جن کتابوں کا آپ نے ذکر کیا وہ تو تواریخی طور پر بھی درست نہیں ہیں۔ اب ہم کس بات کو مدنظر رکھکر زیادہ تر امتیاز کریں۔ آپ نے یہہ بھی فرمایا تھا کہ چونکہ بہت شخصوں نے دعویٰ کیا تھا کہ ہم خدا ہیں اور اُنکے یہہ دعوے الوہیت کے باطل نکلے۔ لہذا مسیح نے بھی یہہ دعوے کیا ہے لہذا وہ بھی باطل ہے۔ جناب من یہہ کیا فرماتے ہیں۔ چونکہ دس روپیہ میں نو کھوٹے ہوں آیا دسواں بھی ضرور کھوٹا ہوگا؟ اِس طرح کا فتوی نہیں دیا جاسکتا موقعہ دیکھکر اور خصوصیتیں جو ہیں سمجھکر فتوی دینا چاہیئے۔ چونکہ جھوٹے دعوے ہیں آپ پر روشن ہوگا کہ سچا بھی کوئی ہوگا اگر سچے روپے نہ ہوتے تو نقلی بھی نہ ہوتے

سوم ہمنے کئی پیشین گوئیاں مرزا صاحب کی خدمت میں عرض کردی ہیں اور اُنپر آپ کا یہہ اعتراض ہے کہ آپ دعوے کے ثبوت میں دعوے اور ہی پیش کرتے ہیں کیونکہ یہہ

پیشین گوئیاں جنکا حوالہ دیتے ہو خود دعوے ہیں اور دعوے کا دعوے سے کیونکر ثبوت ہو سکتا ہے۔ جناب من یہ آپ کی عجب غلط فہمی ہے۔ پیشگوئیاں اللہ تعالیٰ کی کسی صورت میں دعوی نہیں گنی جا سکتیں بلکہ صداقتیں ہیں اور ہم انکو دعوے کے طور نہیں تسلیم کرتے لیکن اپنے مالک کے فرمان کے طور قبول کرتے ہیں۔ کسی فرد بشر کی جرأت ہے کہ اپنے پیدا کنندہ اور پرورش کرنے والے کے فرمان کو دعوے کہے اور انکو پرکھنا بھی ہمارا حق نہیں کیونکہ اگر ایک پیشگوئی ہے تو وہ علاقہ رکھتی ہے زمانہ استقبال سے نہ کہ زمانہ حال سے اب جس منزل تک ہم پہنچے ہی نہیں ہیں وہاں کی باتوں کا ہم فیصلہ ہی کیا کریں ہمارا حق ہے کہ نبی کو پرکھیں اور تسلی اپنی کرالیں کہ یہہ بالضرور نبی اللہ ہے اور جب ہمنے معلوم کرلیا پیغام جو وہ ہمیں پہنچاتا ہے نہ اسکا جان کے پر اُسکے مالک اور اپنے مالک کا جان کے شکر اور ادب سے تسلیم کرنا چاہئے۔ پیشگوئی جب نازل ہوتی ہے تو تسلیم کیجاتی ہے اور جب پوری ہو تو درجہ تکمیل تک پہنچتی ہے۔ جو باتیں حال وارد نہیں ہوئیں اُنہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے کون تمیز کر سکتا ہے۔ اب جناب من دیکھئے گا۔ عہد عتیق میں کئی نبی اللہ تعالیٰ کے اطلاع دیتے ہیں از جانب اللہ کے کہ یہہ باتیں ہونگی۔ عہد جدید از راہ بھی کلام برحق ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوا ہے کئی اور تحریر فرماتے ہیں۔ کلام خدا کی کہ وہ جو میرے فلانے فلانے بندے فلانے موقعہ پر کہہ گئے تھے آج اس موقعہ پر پورا ہوتا ہے۔ صاحب من ناگزیر ہے کہ ہم مانیں۔ گریز خلاف فطرت ہے اللہ تعالیٰ کی شہادت اور فرمان سب شہادتوں سے بڑھکر ہے۔ جناب کی خدمت میں فہرست پیش کی گئی تھیں جن میں پرانے عہد نامہ کی پیشگوئیاں معہ حوالہ جات عہدنامہ کے جہاں وہ پوری ہوتی ہیں لکھی گئی تھیں۔ چھ سو سات سو آٹھ سو برس بیشتر جو اللہ کے نبی کہہ گئے نقطہ نقطہ پورے ہوتے دیکھے۔ مرزا صاحب من اگر اب بھی نہ مانیں تو سوائے ضد اور تعصب کے کچھ نہیں۔ آپ نے یہہ بھی استفسار کیا تھا

کہ آیا المسیح نے خود کبھی اپنی ہی زبان مبارک سے ان پیشگوئیوں میں سے اپنے حق میں تسلیم کیا ہی یا نہیں۔ جناب من نہ ایک دفعہ نہ دو دفعہ بلکہ کئی دفعہ اور نہ ایک کو اور نہ دو کو بلکہ سب کو۔ دیکھئے متی کا ۲۳ باب آیت اکتالیس سے ۴۶ تک۔ یوحنا کے $\frac{5}{39}$ متی باب ۱۱-۱۰ بالمقابل ملاکی نبی ۳ باب $\frac{1}{\ }$ لوقا باب ۴-۲۴-۲۷ متی باب ۶-۱۷ چہارم۔ یوحنا باب ۱۰-۳۵ کے بارہ میں جناب نے استفسار فرمایا۔ بارہا خدمت میں عرض کی گئی۔ نہ معلوم کیا ماجرا ہے کہ خیال شریف میں بات نہیں آئی۔ آخری التماس میں یہہ کرتا ہوں۔ اس آیت کو آپ اسلئے گرفت کرتے ہیں کہ اسمیں الوہیت کا انکار ہے۔ برعکس اسکے المسیح اس موقعہ پر اپنی الوہیت کا بہت ہی پختہ دعوی کرتا ہے۔ گویہو دیوں کو آپ یہہ فرماتا ہی" ابتدا میں کلام تہا کلام خدا کے ساتھ تہا کلام خدا تہا۔ کلام مجسم ہوا وہ لوگ جنکے پاس کلام اللہ پہنچا اس کلام کی برکت سے الٰہی ہونے کے قابل ٹھہرائے گئے گویا کلام کی پیروی کی جاکر کے یہ برکت اُنکو مل گئی۔

جنکے پاس کلام پہنچا اور اُنکا اتنا درجہ ہو گیا تو تم کلام مجسم کو کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہی حیف تمہاری عقلوں پر۔ وہ خاص لفظیں جو غور کے لایق ہیں وہ ہیں مخصوص کیا آپ نے تو چند عبارات لکھائی تہیں کہ اُنمیں بہی یہ ہیں۔

لیکن تلاش کرنے سے پتہ ندارد آپ کے حوالہ غلط نکلے یونانی بہی جیسے آپ کی خدمت میں عرض کردی۔ آپ نے فرمایا بہت اور حوالہ میں اطلاع نہ بخشی کسی کی۔ اس پر غور کریئے۔ بہیجا مسیح کا بہیجا جانا اور یہی طرح کا تہا۔ یوحنا باب $\frac{16}{28}$ میں باپ میں سے نکلا اور دنیا میں آیا ہوں۔ اگر اسمیں الوہیت کا انکار ہی تو آپ فرمایئے کہ کسی بندہ نے کہا کہ میں باپ میں سے نکلا اور پہر باپ پاس جاتا ہوں "۔

جناب کا یہہ فرمانا کہ المسیح کو بہیجا ہی بجا نہیں۔ ہمارا حق نہیں کہنا کہ یوں ہو یا یوں جو باتیں ہو چکی ہیں اُنکے موجب فیصلہ کرنا ہے ورنہ ہم صاف کہدیں کہ ہم اللہ تعالے

اُنکے بزرگ نبیوں سے دانا ہے ہم ہوتے تو یوں کہتے - یہ دانائی نہیں یہ اختراع ہے -
سکندر اعظم کے ایک جرنیل تھے بنام پارمینیو - جب ایران کو سکندر اعظم نے فتح کرلیا -
پارمینیو کہنے لگے - میں اگر سکندر اعظم ہوتا تو دارا کی بیٹی کو اپنی شادی میں لے کے
اس ملک سے باہر نہ جاتا - سکندر اعظم نے فرمایا کہ اگر میں پارمینیو ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا
اور چونکہ میں سکندر اعظم ہوں نہ پارمینیو میں کچھ اور کرونگا - لہذا چونکہ اُسوقت المسیح تھے
نہ کہ مرزا صاحب - اور یاد رکھئے کہ فقط یہ ہی ایک گفتگو یہودیوں کی نہیں ہوئی کہ سب
کچھ اُسی وقت ہو جاوے تین برس تک یہ سلسلہ جاری رہا -

**پنجم ۵** - اگر مسیح خالق تھے تو اُنہوں نے کیا بنایا - موجب فتوی الہی کے یوحنا
باب اول جواب اسکا ہی سب کچھ - اگر اس فتوے سے مرزا صاحب گریز کرتے ہیں تو انجیل
کو ہی رد کر دیویں تو اسکو ایک کتاب انسانی و نفسانی و جھوٹوں کی بھری ٹھہرا دیویں

**ششم** - جب آپ انسان بنے تو صفات اللہ کہاں گئی - یہہ مرزا صاحب کا
سوال ہے -

جواب بہت مختصر اور چھوٹا ہی حالانکہ اللہ تعالی تا ابد مبارک تھے اور ہیں - اُنہوں نے
اپنے آپ کو فرو کیا - موجب فلپیوں کی ۲ باب ۶ آیت -

**ساتواں** - رائی کے دانہ پر آپ کے پیر پھیلے اور پہاڑوں پر جا ٹھہرے اور
کیسی عجب جوتی اپنی پشمینہ میں لپیٹ کر ہماری سر پر چلائی کہ جاگو اُٹھو ورنہ رائی بھر
ایمان نہیں رہتا - آپ نہ گھبرایئے ایمان کہیں نہیں جاتا ہے خدمت میں عرض کیا گیا کہ
یہ فرمانا رسولوں کے لئے ہے نہ ہمارے لئے - بلکہ صاف پہلے قرنطیوں کے ۱۳ - ۲
میں یہ آگیا کہ ایمان تو تم میں اتنا ہو کہ پہاڑ بھی ہل جاویں اور محبت نہ ہو تو عبث ہے -
اور معجزات کے حق میں جو آپ نے مرقس کے ۱۶ باب کو بنیاد جانکر عمارت عالیشان تیار
کی تھی سو ہیچ ہے اسلئے کہ بنیاد خام ہے - صاف آپ پر ظاہر کیا گیا کہ رسول مسیح کے

بے ایمانی کی حالت میں بھی ایمان لاتے ہیں اُنکو فرمایا جاتا ہے کہ اب تمہارے ساتھ یہ نشانیاں ہونگی۔ لفظ یونانی ہے۔ پس ٹی آئی اسکے معنے ہیں جو ایمان لائے ہیں خاص میں اور صیغہ یہ ہرگز نہیں جو ایمان لاوینگے بلکہ رسولوں کے زمانہ میں اختیار ہر ایک کو نہ تھا بدن ایک عضو مختلف۔ حواری پوچھتا ہے کیا سب آنکھیں ہیں سب کان ہیں اور فرماتا ہے کیا سب معجزہ دکھاتے ہیں اور کرامات کرتے ہیں اور بیماروں کو چنگا کرتے ہیں علیٰ ہذا القیاس جیسے عرض کر چکا۔ اور پھر صاف لکھا ہے بہرحالت کہ یہ جو خاص عنایات ہیں جبکہ ہو جائینگی اور تا ابد جو رہیگی سو محبت ہے۔ خداوند نے صاف صاف فرمادیا کہ دائمی نشان جس سے دنیا جانیگی کہ تم میرے ہو نہ کرامات و معجزہ پر محبت ہے دیکھو یوحنا کا ۱۳ باب ۳۴ و ۳۵ اس سے سب جانینگے کہ تم میرے شاگرد ہو۔ آپنے پھر پوچھا کہ یوحنا باب $\frac{14}{12}$ کے مُوجب آپ پر فرض ہے کہ جو کام مسیح نے کئے سو آپ کریں بلکہ اُس سے بڑھکر کریں۔

جناب من! آپ متن پر تو غور کیجئے یہاں تو اپنے حواریوں سے مخاطب ہیں نہ مجھ سے نہ آپ سے۔ جو کام میں کرتا رہا۔ تم بھی کرتے رہوگے۔ آپ نے فرمایا۔ اور بلاشبہ انہوں نے کئی دیو نکالے۔ سانپ پکڑے۔ مُردے جلائے۔

اور ان سے بڑھکر تم کام کروگے کیونکہ میں باپ پاس جاتا ہوں اور یہ حق ہے ایسا ہی ہوا۔ کیونکہ المسیح کی منادی سے تھوڑے ہی ایمان لائے۔ پطرس کی ایک منادی سے یک لخت تین ہزار ایمان لائے۔ اعمال کی کتاب میں لکھا ہے کہ وہ فقط یہودیوں میں منادی کرتے رہے شاگرد اُنکے تمام جہان میں گئے۔ تاہم یاد رکھا ہے کہ شاگرد اپنے اُستاد سے بڑھکر نہیں۔

تم مجھ سے مانگو میں کرونگا آپ فرماتے ہیں تمہارا کام دعا کرنا ہے۔ لہذا صاف لکھا ہے پھر دعا مانگتے رہے اور خداوند یسوع انجام دیتے رہا۔ اور دے رہا ہے۔

ہشتم۔ آپ کا استفسار ہے آیا ہر زمانہ میں نشانیاں ضرور نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ابتدا میں چاہئیں لیکن ہمیشہ ابتدا نہیں ہے۔ نشانیاں و معجزہ تعلیم و دین کو کامل کرتے ہیں۔

اور چوتھے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کیجانب سے کامل کی گئی اسی ایسی نامکمل نہ بھیجتی کہ دوبارہ کامل کرنے کی ضرورت نہ ہو آخری نشان خداوند مسیح خود تھے اور یہہ بھی صاف ظاہر ہے کہ جب کوئی نئی تعلیم وارد ہو تو خاص شخص چاہئے کہ جو پیغام پہنچاوے اور خاص نشانیاں ہوں جس سے اللہ تعالیٰ ثابت کرے کہ یہ میرا مرسل ہے اور یہہ تعلیم میری ہے۔ لیکن اب ہزار وجہ ہیں جس سے تحقیقات ہو سکتی ہے یعنے نقلی عقلی تواریخی وغیرہ۔ جہاں کوئی کام عام طور سے ہو سکے وہاں اللہ تعالیٰ نے۔ خاص طور سے نہیں کرتا ہے۔

یہودیوں کو اُن جنگلوں میں جہاں خوراک نہ تھی خوراک آسمانی ملتی رہی۔ جس دن ایسے ملک میں پہنچے جہاں سامان دیگر مہیا تھا من بھی دفع ہو گیا۔

معجزے اللہ تعالیٰ کیطرف سے مُہر ہیں کہ یہ بندہ میرا ہے اور یہ تعلیم میری ہے۔

ہم آگے کو نہ خاص بندہ ہونا ہے نہ خاص مُہر ہوتی ہے۔ پر وہ کارخانہ عام طور سے چلایا جاتا ہے چونکہ آپ کے عقیدہ کے موجب محمد صاحب نبی اللہ تھے اور قرآن کو اللہ تعالیٰ جبرئیل کی معرفت اُنپر نازل کرتا رہا اور شروع میں حق ہے جو ایسا ہووے۔

لیکن اب محمد صاحب کی امت اِس تعلیم و دین کو پھیلاتی ہے نہ کہ محمد صاحب خود۔ اور قرآن بذریعہ چھپائی کے شائع کئے جاتے ہیں نہ کہ بذریعہ فرشتگان کے

نہم۔ خداوند مسیح معجزہ دکھانے سے کیوں انکاری ہوئے اسکے حق میں تو آتھم صاحب خلاصۃً ذکر کر چکے۔ اسوقت بھی انکاری نہ تھے کہتے ہیں نشان تمکو ملیگا یونس نبی کا۔ آپ نے یہ پڑھکر نہ سنایا جیسا وہ تین دن مچھی کے پیٹ میں رہا ویسا ابن آدم بھی تین دن زمین کے رحم میں رہیگا۔ اپنی موت اور دفنانے اور جی اٹھنے کی نشانی دی اور اس سے بڑھکر معجزہ کبھی دنیا میں ہوا نہیں۔ اُنہوں نے ایک معجزہ دکھایا یوحنا $\frac{۲}{۲۵}$ رسول کہتا ہے کئی اور کام اسنے کئے۔ اور اپنا کام کا واسطہ کیا دیتے ہیں۔ دیکھئے یوحنا باب $\frac{۱۴}{۱۱}$

دسواں سوال - آپکا یہ سوال ہے کہ وہ صلیب سے کیوں نہ اتر آئے - کسطرح اُترتے؟ اسی کام کو لئے تو جہان میں آئے تھے کہ اپنے تئیں جہاں کا کفارہ کریں - ہاں اسی طرح تو شیطان نے کہا تھا کہ تو پتھروں کی روٹی بنا اور نہ اُنھوں نے وہ کیا نہ یہ کیا کیونکہ ان ہر کاموں میں شیطان کی پرستش تھی آپ فرماتے ہیں کہ اگر اتر آتے تو یہودی فوراً ایمان لاتے یہ آپکو کیوں کر معلوم ہو کہ بشادیگر معجزہ دیکھ کر ایمان لائے تھے اور انکو جی اُٹھا دیکھ کر کونسے ایمان دار بنے صاحب من تمیز کسی معجزہ سے ایمان نہیں پیدا ہوتا - حضرت موسیٰ نے فرعون کو تھوڑے معجزہ دکھائے تو بھی وہ سنگدل کافر ہی رہا - شرط نہیں کہ ساتھ معجزہ کے ایمان بھی ہوگا - یعنے دیکھنے والے میں ہونا امرالہی ہے - فرعون کی بینے نظیر دی ہے -

لعزر نام ایک شخص کو المسیح نے مُردوں میں سے زندہ کیا - یہودی ایسے تھے سے پھر گئے تجویز کرنے لگے کہ ان دونو کو ہلاک کردیں - صاف انجیل جلالی میں آیا ہے - اگر وہ موسیٰ اور نوشتوں پر ایمان نہ لائیں مردوں میں سے کوئی جائیگا تو وہ ایمان نہ لائینگے -

گیارھواں سوال - آپ نے فرمایا تھا کہ انسان کا بدن چار چار سال کے بعد تبدیل ہو جاتا ہے لہذا کفارہ کیونکر ہوا - چار برس کے بعد نہیں سات برس کے بعد وقوع میں ہوتا ہے - خیر بدن کی تبدیلی ہو وجود نہیں بدلتا - جناب کی رائے میں اس باعث سے کفارہ محال تھا اب تو شاید یہہ بھی مانینگے کہ سات برس کے بعد چار برس کے بعد اپنی بی بی کا خاوند نہ ٹھہرتا اور اپنے بچوں کا والد اور نہ اپنی مال کا مالک ہو سکتا ہے - جب وقت خاتمہ پر آیا کیا ہی پھر خوب ہو کہ دوبارہ نکاح از سر نو رجسٹریاں کرادے تاکہ اُسکی عزت اور ملکیت بحال رہے -

جناب! اس طرح کے سوال اعتراضات آپ کے روشن فہمی کے لائق ہیں -

| | |
|---|---|
| دستخط بحروف انگریزی | دستخط بحروف انگریزی |
| احسان اللہ قائم مقام ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان | غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام |

# بیان جناب مرزا صاحب

۲۹ مئی سنہ ۱۸۹۳ع

آج ڈاکٹر صاحب نے جو کچھ حضرت مسیح کی الوہیت کے ثبوت کے بارہ میں پیش کیا ہے اسکی سننے سے مجھکو کمال درجہ کا تعجب ہوا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے منہ سے ایسی باتیں نکلیں۔ جاننا چاہیئے کہ یہ دعوے الوہیت کا جو حضرت مسیح کیطرف منسوب کیا جاتا ہے یہ کوئی چھوٹا سا دعوے نہیں۔ یہ ایک عظیم الشان دعوے ہے حضرت عیسائی صاحبان کے عقیدہ کے رو سے جو شخص حضرت مسیح کی الوہیت کا انکار کرے وہ ہمیشہ کے جہنم میں گرایا جاویگا اور قرآن کریم کی تعلیم کی رو سے جو شخص ایسا لفظ منہ پر لاوے کہ فلان شخص درحقیقت خدا ہے یا درحقیقت میں ہی خدا ہوں وہ جہنم کے لائق ٹھیریگا جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے ومن یقل منھم انی الٰہ من دونہ فذالک نجزیہ جھنم کذالک نجزی الظالمین یعنے جو شخص یہ بات کہے کہ میں خدا ہوں بجز اس سچے خدا کے تو ہم اسکو جہنم کی سزا دینگے پھر اس کے اوپر کی آیت یہ ہے وقالوا اتخذ الرحمٰن ولدا سبحانہ بل عباد مکرمون اور عیسائی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا بیٹا بنالیا۔ پاک ہے وہ بیٹوں سے بلکہ یہ بندہ عزت دار ہیں سپارہ ۱۷ ر ۲۔ اور پھر بعد اس کے جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمارے ہاتھ میں کیا ثبوت ہے تو ہمیں ایک ذخیرہ کثیرہ ثبوتوں کا نظر آتا ہے ایک طرف عقل سلیم اس اعتقاد کو دھکے دے رہی ہے اور ایک طرف قیاس استقرائی شہادت دے رہا ہے کہ اب تک اسکی نظیر بجز دعوی متنازعہ فیہ کے نہیں پائی گئی اور ایک طرف قرآن کریم جو بیشمار دلایل سے اپنی حقانیت ثابت کرتا ہے اس سے انکاری ہے جیسا کہ فرماتا ہے ویعبدون من دون اللہ ما لم ینزل بہ سلطانا وما لیس لھم بہ علم۔ وما للظالمین من نصیر س ۱۷ ر ۱۶ یعنے عبادت کرتے ہیں سوا اللہ کی ایسی چیز کی جسکی خدائی پر اللہ تعالیٰ نے کوئی نشان نہیں

بھیجا یعنی ثبوت پر تو نشان ہوتے ہیں مگر وہ خدائی کا کام ہیں نہیں آسکتی - اور پھر فرماتا ہے کہ اس عقیدہ کے لئے انکے پاس کوئی علم بھی نہیں یعنی کوئی ایسی معقولی دلایل بھی نہیں ہیں جن سے کوئی عقیدہ نخیتہ ہو سکے اور پھر فرماتا ہے وقالوا اتخذ الرحمن ولدا لقد جئتم شیئا ادا تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا (پ ۱۶ ع ۷) اور کہتے ہیں کہ رحمان نے حضرت مسیح کو بیٹا بنا لیا ہے یہ تم نے اے عیسائیو ایک چیز بھاری کا دعوے کیا - نزدیک ہے جو اس سے آسمان و زمین پھٹ جاویں اور پہاڑ کانپنے لگیں کہ تم انسان کو خدا بناتے ہو پھر بعد اس کے جب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا اس خدا بنانے میں یہودی لوگ جو اول وارث توریت کے تھے جنکی عہد عتیق کی پیشگوئیاں سراسر غلط فہمی کیوجہ سے پیش کیجاتی ہیں کیا کبھی انہوں نے جو اپنی کتابوں کو روز تلاوت کرنیوالے تھے اور اُنپر غور کرنیوالے تھے اور حضرت مسیح ہی انکی تصدیق کرتے تھے کہ یہ کتابوں کا مطلب جو سمجھتے ہیں انکی باتوں کو مانو کیا کبھی اُنہوں نے ان بہت سی پیش کردہ پیشگوئیوں میں سے ایک کے ساتھ اتفاق کر کے اقرار کیا ہو کہ ہاں یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود کو خدا بناتی ہے اور آنیوالا مسیح انسان نہیں بلکہ خدا ہوگا - تو اس بات کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا ہر ایک دانا سوچ سکتا ہے کہ اگر حضرت مسیح سے انکو کچھ بخل اور بغض پیدا ہوتا تو اسوقت پیدا ہوتا جب حضرت مسیح تشریف لائے پہلے تو وہ لوگ بڑی محبت سے اور بڑی غور سے انصاف وآزادی سے ان پیشگوئیوں کو دیکھا کرتے تھے اور ہر روز ان کتابوں کی تلاوت کرتے تھے اور تفسیریں لکھتے تھے - پھر کیا غضب کی بات ہے کہ یہ مطلب ان سے بالکل پوشیدہ رہا ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ کھلی کھلی پیشگوئیاں حضرت مسیح کی خدائی کے لئے عہد عتیق میں موجود نہیں اب ہمیں تحیر پر تحیر ہوتا ہے اگر ایک پیشگوئی ہوتی اور یہودیوں کو سمجھ نہ آتی تو وہ معذور بھی ٹھہر سکتے لیکن یہ کیا بات ہے کہ باوجود صدہا پیشگوئیوں کے پائے جانے کے پھر بھی ایک بھی پیشگوئی انکو سمجھ نہ آئی اور کبھی کسی اور زمانہ میں انکا یہ عقیدہ نہوا کہ حضرت مسیح بحیثیت خدائی دنیا

میں ہٹیں گے انمیں نبی بھی تھے انہیں راہب بھی تھے انہیں عابد بھی تھے مگر کسی نے انہیں سے بطور شرح یہ نہ لکھا کہ ہاں ایک خدا ہی انسانی جامہ میں آنے والا ہے۔

آپ تو جانتے ہیں کہ یہ تو ایک امر غیر ممکن ہے کہ ایسی قوم کا غلط فہمی پر اتفاق ہو جائے جنے نقطہ نقطہ اور شوشہ شوشہ توریت کا اپنے ضبط میں کیا ہوا تھا کیا وہ سارے ہی ناسمجھ تھے کیا وہ سارے ہی بیوقوف تھے کیا سب کے سب متعصب تھے اور پھر اگر متعصب تھے تو اس تعصب کا محرک حضرت مسیح کی ظہور سے پہلے کونسی چیز تھی یہ تو ظاہر ہے کہ تعصبات بالمقابل ہوا کرتے ہیں جبکہ ابھی تک کسینے خدائی کا دعوی نہیں کیا تھا یہ تعصب کس کو تھا کیا جاپس یہ اتفاق یہودیوں کا قبل از زمانہ مسیح کے کہ آنے والا ایک انسان ہے خدا نہیں ہے ایک طالب حق کے لئے کافی دلیل ہے۔ اگر وہ اسی بات کا شائق ہو کہ حق کو خواہ نخواہ چھپایا جاوے تو پھر نبی کی آنے کا کیوں اقرار کرتے۔ ماسوا اس کے توریت کی دوسرے مقامات اور بھی اس امر کی موید اور مصدق ہیں چنانچہ توریت میں صاف لکھا ہے کہ تم زمین کی کسی چیز کو اور یا آسمان کی کسی چیز کو جو دیکھو تو اسکو خدا مت بناؤ۔ جیسا کہ خروج ۲۰ باب ۳ میں یہ الفاظ ہیں کہ تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو آسمان پر یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے مت بنا اور پھر لکھا ہے کہ اگر تمہارے درمیان کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا ظاہر ہو اور تمہیں نشان یا کوئی معجزہ دکھلا دے اور اس نشان یا معجزہ کے مطابق جو اسنے تمہیں دکھلایا ہے بات واقعہ ہو اور وہ تمہیں کہے کہ آؤ ہم غیر معبودوں کی جنہیں تمنے نہیں جانا پیروی کریں تو ہرگز اس نبی یا خواب دیکھنے والے کی بات پر کان مت دھرو اسیطرح اور بھی توریت میں بہت سے مقامات ہیں جنکو لکھنے کی حاجت نہیں مگر سب سے بڑھکر حضرت مسیح کا اپنا اقرار ملاحظہ کے لائق ہے وہ فرماتے ہیں سب حکموں میں اول یہ ہے کہ اے اسرائیل سن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہی ایک ہی خدا ہے پھر فرماتے ہیں حیات ابدی یہ ہے کہ وے تجکو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تنے بھیجا ہے جانیں یوحنا ۱۷ باب ۳

اور بھیجا کا لفظ توریت کے کئی مقام میں انہیں معنوں پر بولا گیا ہے کہ جب خدا تعالے کسی اپنے بندہ کو مامور کرکے اور اپنا نبی ٹھہرا کر بھیجتا ہے تو اسوقت کہا جاتا ہے کہ وہ بندہ بھیجا گیا ہے اگر ڈاکٹر صاحب یہ بھیجا گیا کا لفظ بجز اس معنے کے جہاں نبی کی نسبت بولا جاتا ہے مقام متنازعہ فیہ کے ماسوا کسی اور جگہہ دوسرے معنوں پر ثابت کردیں تو شرط کے طور پر جو چاہیں ہم سے وصول کرسکتے ہیں ڈاکٹر صاحب پر واضح رہے کہ بھیجا گیا کا لفظ اور ایسا ہی مخصوص کا لفظ انسان کے بارہ میں آیا ہے یہ سراسر تحکم ہے کہ اب اسکے اور معنے کئے جاویں ماسوا اس کے حضرت مسیح کی الوہیت کے بارہ میں اگر حضرات عیسائی صاحبوں کا اصول ایمانیہ میں اتفاق ہوتا اور کوئی قوم اور فرقہ اوس اتفاق سے باہر نہوتا تو تب بھی کسیقدر ناز کرنیکی جگہہ تھی مگر اتنی اتنی بات بھی ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ میں نہیں ڈاکٹر صاحب فرماویں کہ کیا آپکے مختلف فرقوں میں سے یونی ٹیرین کا فرقہ حضرت مسیح کو خدا جانتا ہے کیا وہ فرقہ اسی انجیل سے تمسک نہیں کرتا جس سے آپ کرتے ہیں کیا وہ فرقہ ان پیشگوئیوں سے بے خبر ہے جنکی آپکو خبر ہے۔ پھر جسجالت میں ایک طرف تو حضرت مسیح اپنے کفر کی بریت ثابت کرنیکے لئے۔ یوحنا باب ۱۰ میں اپنے تئیں خدا اطلاق پانے میں دوسروں کا ہمرنگ قرار دیں اور اپنے تئیں لاعلم بھی قرار دیں کہ مجھے قیامت کی کچھ خبر نہیں کہ کب آئیگی اور یہ بھی روا نہ رکہیں کہ انکو کوئی نیک کہے اور جا بجا یہ فرماویں کہ میں خدا تعالے کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور حواریوں کو یہ نصیحت دیں کہ پیشگوئیاں وغیرہ امور کے وہی معنے کرو جو یہودی کیا کرتے ہیں اور انکی باتوں کو سنو اور مانو اور پھر ایک طرف حضرت مسیح کے معجزات بھی دوسرے نبیوں کے معجزات سے مشابہ ہوں بلکہ انسے کسیقدر کم ہوں بوجہ اوس تالاب کے قصہ کے جو ڈاکٹر صاحب کو خوب معلوم ہوگا جسمیں غسل کرنیوالے اسیطرح طرح طرح کی بیماریوں سے اچھے ہو جایا کرتے تھے جیسا حضرت مسیح کی نسبت بیان کیا جاتا ہے

اور پہر ایک طرف گہر میں ہی پہوٹ پڑے ہوئے ہوں ایک صاحب حضرات عیسائیوں میں سے
تو حضرت مسیح کو خدا ٹہیراتے ہیں اور دوسرا فرقہ انکی تکذیب کر رہا ہے اوہر یہودی
بہی سخت مکذب ہوں اور عقل بہی ان نامعقول خیالات کی مخالف ہو۔ اور پہر وہ
آخری نبی جسنے صدہا دلایل اور نشانوں سے ثابت کردیا ہو کہ میں سچا نبی ہوں تو
پہر باوجود اسقدر مخالفانہ ثبوتوں کے ایک خاص فرقہ کا خیال اور وہ بہی بے ثبوت کہ
فرد حضرت مسیح خدا ہی تہے کسکام آسکتا ہے اور کس عزت وبہی کی لایق ہے اسی بنا
پر مینے کہا تہا کہ جسحالت میں اسقدر حملہ بالاتفاق آپکے اس عقیدہ پر ہو رہے ہیں تو اب
حضرت مسیح کی خدائی ثابت کرنیکے لیئے آپکو کوئی ایسا ثبوت دینا چاہیئے جس کے
اندر کوئی ظلمت اور تاریکی نہ ہو اور جسمیں کوئی اختلاف نکر سکتا ہو مگر آپنے اسطرف
توجہ نہ کی اور آپ فرماتے ہیں جو پیشگوئیاں ہم پیش کرتے ہیں وہ دلایل ہیں دعاوی
نہیں ڈاکٹر صاحب آپ انصافاً سوچیں کہ جس حالت میں اُن پیشگوئیوں کے سر
پر اسقدر مکذب اور مخالف کہڑے ہیں اور خود وہی لوگ ان کے معنے وہ نہیں مانتے
جو آپ کرتے ہیں جو وارث عہد عتیق کے تہے اور آپکا خانگی اتفاق بہی نہیں پایا جاتا
تو پہر وہ دعاوی ہوئے یا کچہہ اور ہوئے یعنے جبکہ وہ آپ کے فرقوں میں خود متنازعہ
فیہ امر ٹہیر گیا تو اول یہودیوں سے فیصلہ کیجئے پہر یونی ٹیرئیوں سے فیصلہ کیجئے
اور پہر جب سب اتفاق کرلیں کہ آنیوالا مسیح موعود خدا ہی ہے تو پہر مسلمانوں پر
حجت کے طور پر پیش کیجئے اور پہر آپ فرماتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں ہمارے
لئے نشانوں کی ضرورت نہیں نشان پہلے زمانوں سے خاص ہوتے ہیں جب ایک
دعا ثابت ہو گیا تو پہر نشانوں کی کیا حاجت۔
میں کہتا ہوں اگر یہ ثابت شدہ امر ہوتا تو اتنے جہگڑے ہی کیوں پڑتے کیوں
آپکے فرقہ میں سے ان پیشگوئیوں کے ان معنوں کی تکذیب کرنے کیلئے موجود ہوتے

پہر جبکہ ان پیشگوئیوں کی نہ صحت ثابت نہ ادعاے حضرت مسیح ثابت اور نہ ان کو
خاص معنوں پر اتفاق ثابت تو پہر کیونکر آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ دلایل ہیں اور یہ
بہی آپ کو یاد رہے کہ آپکا یہ فرمانا کہ نشان اسپونٹ تک ضروری تہے جو حواریوں
کا زمانہ تہا اور حواری اس کے مخاطب تہے یہ اس دوسری دلیل سے بہی خلاف
واقعہ ٹہیرتا ہے کہ اگر کسی امر میں حواریوں کو مخاطب کرنا اس امر کو انہیں تک
محدود کردیتا ہے تو پہر تو اسصورت میں ساری انجیل ہاتہہ سے جاتی ہے کیونکہ
تمام اخلاقی تعلیم جو حضرت مسیح نے کی اس کے مخاطب حواری ہی تہے اب آپ کو تو
موقعہ ملسکتا ہے کہ تمہیں کچہہ ضرورت نہیں کہ ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسرے
بہی پہیر دیں کیونکہ یہ تو حواریوں کے حق میں کہا گیا تہا اور آپکا یہ فرمانا کہ چندر اور کرشن
سے حضرت مسیح کو کیا نسبت ہے اور کیا اگر دس آدمی ایک دعوے کریں تو ان میں سے
ایک سچا نہیں ہوسکتا مجہے افسوس ہے کہ آپنے یہ کیا لکہا یا میرا تو مطلب صرف
اتنا تہا کہ اگر صرف دعوے سے انسان سچا ہوسکتا ہے تو دعوے کرنے والے تو دنیا میں
اور بہی ہیں پس اگر انہیں سے کوئی سچا ہے تو چاہئیے کہ اپنی سچائی کے دلایل پیش کرے
ورنہ ہمیں یا آپ کو دس دعوے کرنے والوں میں سے ایک کو بغیر دلیل کے خاص کر
لینے کا کوئی حق نہیں پہونچتا یہی تو میں بار بار کہتا ہوں اور لکہتا ہوں کہ حضرت مسیح کی
الوہیت پر ابہی تک آپنے کوئی معقولی دلایل پیش نہیں کئے اور منقولی پیشگوئیاں
جو آپ باربار پیش کررہے ہیں وہ تو کچہہ بہی چیز نہیں ہیں خود امور متنازعہ فیہا
ہیں جن کے آپ کچہہ معنے کرتے ہیں یونی ٹیرین کچہہ کرتے ہیں یہودی کچہہ کرتے
ہیں اہل اسلام کچہہ کرتے ہیں۔ پہر قطعیۃ الدلالت کیونکر ٹہیر جاویں اور آپ
جانتے ہیں دلیل اس کو کہتے ہیں جو قطعیۃ الدلالت اور فی نفسہ روشن
اور بدیہی ہو اور کسی امر کی مثبت ہو نہ کہ خود محتاج ثبوت ہو کیونکہ اندہا اندہے

کو راہ نہیں دکھا سکتا اور پھر میں اپنی پہلی بات کا اعادہ کرکے لکھتا ہوں کہ
آپ جانتے ہیں کہ اس پُر آشوب دنیا میں انسان ہمیشہ تسلی اور معرفت تامہ کا
محتاج ہے اور ہر ایک شخص یہی چاہتا ہے کہ جن دلایل کو تسلیم کرانا چاہتا ہے وہ
ایسی شافیہ اور کافیہ دلایل ہوں کہ کوئی حرج اُنپر وارد نہ ہو سکے اور خود ایک طالب
حق جب اپنی موت کو یاد کرتا ہے اور درحالت بیدین گمراہ ہونے کے اُن سزاؤں
کو تصور میں لاتا ہے جو بیدینوں کو ملینگی تو خود اس کا بدن کانپ اُٹھتا ہے اور
اپنے تئیں اشیا کا بھوکھا اور پیاسا پاتا ہے کہ اگر کوئی نشان ہو تو اسے تسلی پاوے
اور اس کے سہارے کے لئے وہ اسکی دلیل ٹھہر جاوے تو پھر میں تعجب کرتا ہوں کہ
یہ درخت عیسائی مذہب کا کیوں + بغیر پھلوں کے قرار دیا جاتا ہے اور کیوں تسلی
کی راہ اس شخص کے مقابل پر پیش نہیں کیجاتی جو پیش کر رہا ہے اگر اللہ تعالے کی
عادت نشان دکھلانا نہیں ہے تو اس دین اسلام کی تائید کے لئے کیوں نشان
دکھلاتا ہے اس لئے کیا کبھی ممکن ہے کہ ظلمت نور پر غالب آجاوے آپ یہ سب باتیں
جانتے ہیں میں خوب سمجھتا ہوں کہ آپکا دل ہرگز ہرگز آپکے ان بیانات کے موافق
نہ ہوگا بہتر تو یہ ہے کہ اس قصہ کے پاک کرنے کے لئے میرے ساتھ آپکا ایک معاہدہ
تحریری ہو جائے اگر میں اُن شرایط کے مطابق جو اس معاہدہ میں لکھوں گا کوئی
نشان اللہ جلشانہ کی مرضی کے موافق پیش نہ کر سکوں تو جس قسم کی
سزا آپ چاہیں اس کے بھگتنے کے لئے تیار ہوں بلکہ سزاے موت
کے لئے بھی تیار ہوں لیکن اگر یہ ثابت ہو جاوے تو آپ کا فرض ہوگا کہ
اللہ جلشانہ سے ڈر کر دین اسلام کو اختیار کریں ڈاکٹر صاحب یہ کیونکر
ہو سکتا ہے کہ عیسائی مذہب تو سچا ہو اور تائید دین اسلام کی ہو آپ سچے
خود حضرت مسیح سے دعائیں کرتے رہیں کہ وہ اس شخص کو ذلیل اور لاجواب

کرے اور مین اپنے خدا سے دعا کرونگا پھر وہ جو سچا خدا ہے غالب آجائے گا۔

اس سے بہتر اور کونسی تصفیہ کی صورت ہوگی۔ آپکے دعاوی بلا دلیل کو کون تسلیم کرسکتا ہے کیوں آپ انکو بار بار پیش کرتے ہین۔

کیا آپ کی قوم نے بالاتفاق اس کو قبول کرلیا ہے آپ براہ مہربانی سیدھے راہ پر آکر وہ طریق اختیار کرین جس سے حق و باطل مین فیصلہ ہو جاوے۔

دستخط بحروف انگریزی
منشی غلام قادر فصیح
پریزیڈنٹ
از جانب اہل اسلام

دستخط بحروف انگریزی
احسان اللہ قائمقام سہری مارٹن کلارک
پریزیڈنٹ
از جانب عیسائی صاحبان

# بیان ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک

جناب مرزا صاحب نے اپنے جواب میں زیادہ طول اہل یہود پر دی ہے اور ان کو ہم نہیں
جانتے کہ کسی وجہ سے ہماری اور انکے درمیان منصف ٹھہرالیا ہے۔ جناب من آپ کونسی تالیفی
کے فرزندوں کا حوالہ دیتے ہیں اگر انکے نہ ماننے پر بات موقوف ہے تو آپکے حضرت صاحب کی
شان میں بھی بڑا فرق آتا ہے۔ کیونکہ انکی مخالفت پر بھی ہمیشہ کمر باندھے منکر ہی
رہے ہے۔ جناب من دار مدار کسی انسانی فیصلہ پر نہیں ہے۔ کتابیں موجود ہیں زبان کوئی
سمجھ سے باہر نہیں ہے عقل فقط خداتعالی نے اہل یہود کو عنایت نہیں کی تھی۔ عبارتمیں
غلطی ہی بتادیجئے گا۔ معنوں میں ہی تو مفتے صحیح ہمیں عنایت کیجئے۔ اور یہودیوں کی کم بختی
ہماری سر پر کیوں ٹھوکتی ہیں آپ۔ تو فرماتے ہیں کہ یہ قوم پارسا اور خداپرست تھی توریت شریف
اور انبیا کے صحیفوں کو ملاحظہ تو کیجئے تو انکا صحیح حال آپ پر روشن ہوگا۔ دیکھئے یسعیاہ نبی
کی کتاب کی ٦٥/٢ میں خداتعالی کیا فرماتا ہے ایسی گروہ کیطرف جو سدا میرے منہ پر آکر مجھے غصہ
دلاتی تھی اور نبیوں کو دیکھو کہتے ہیں گردنکش سنگدل حد سے زیادہ نبیوں کی قاتل اپنے خدا سے
منہ پھیرنے والے۔ یہ انکی صفات ہیں کلام اللہ میں جب آپ پاک قوم سمجھ رہے ہیں بلکہ
یہاں تک اللہ تعالی کہتا ہے کہ گدھا اپنے مالک اور بیل اپنی چرنی کو جانتا ہے پر میری
قوم مجھے نہیں جانتی جنکو اللہ تعالی گدھے اور بیل سے بڑھکر حماقت میں بتاتا ہے۔ آپ
ان سے عدالت چاہتے ہیں۔ مرزا صاحب یہ آپسے ہرگز نہ ہوگا۔ جناب من انہیں کی
سنگدلی کی سزا میں خداتعالے نے انکے دلوں کو تاریک کر دیا کہ وہ نہ سمجھیں۔ یسعیاہ ٦/١٠
اور یہ لعنت خداوند یسوع مسیح کے وقت تک انکے سر پر تھی اور تا حال ہے متی ١٣/١٥ و اعمال کا
٢٨/٢٧ دوسری قرنطیوں کا ٣/١٥،١٦ ان آیات کی ملاحظہ سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ آپنے منصفی کنپر ڈالی
ہے انکی بے ایمانی سے شہر انکا برباد اپنے ملک سے جلاوطن سارے جہان میں پراگندہ

ضرب المثل اور انگشت نما ہو کر یہ آتشک پھرتے ہیں موجب پیشگوئی المسیح کے۔

دوم۔ پھر آپنے یونی ٹیرین کی بابت پیش کیا۔ جناب من یہ عیسائیوں کے کسی فرقہ میں سے کوئی فرقہ نہیں۔ سارے جہان کی حماقت اور کفر کا جواب آپ مجھسے کیوں مانگتے ہیں اور رومن کیتھلک لوگ اپنے دلکی کفر سے مریم کو خدا کی ماں قرار دیتے ہیں اور یونی ٹیرین حماقت سے اور طرح پر پورا کرتے ہیں میرا انہیں کیا واسطہ ہے۔ کلام میرے ہاتھ میں ہے عبارت اسکی موجود ہے غلطی پر ہوں تو مجھے قایل کیجئے۔ ورنہ ان نا سمجھ فہموں کی آپ کیا نظیر دیتے ہیں ہمارا ایمان مسیح پر ہے فرقوں پر نہیں اسطرح کہ اگر میں الزامی جواب دینی چاہوں تو اسلام پر کتنے فتور اسوقت پیش کر سکتا ہوں جناب من اپنے گھر کیحالت دیکھ کر تکلیف فرمایئے اور نہ کسی الشان کے ماننے اور نہ ماننے پر مدار رکھیے لیکن کتاب اللہ پر۔

جناب نے ایسی دلیل طلب کی ہے جسمیں کسی کا شک نہو۔ صاف اقرار کرتا ہوں کہ میں عاجز ہوں میں کیا بلکہ خدا بھی عاجز ہے۔ اسکے وجود پاک سے بڑھکر کونسی بات دنیا میں روشن ہے تو بھی آپکو ہزار احمق نہ ملیں گے جو کہیں گے کہ خدا کوئی چیز نہیں جب جناب باری کی ذات پاک میں آپ حرف لاتے ہیں اور اس معبود حق کی نسبت شک کرتے ہیں جس کے جلال سے سارا جہان معمور ہے تو کونسی دلیل پیش کروں جسمیں انکا حرف نہ لاوے۔ آگے جناب کا یہ فرمانا تھا کہ مسیحی دین اگر پہیلی ہے تو پھر یہ کیوں حق ہے۔ صاحب من یہ پہیلی نہیں اپنے موقعہ پر یعنی اسی ہفتہ میں آپکی خدمت میں پہیلی پیش کئے جاویں گے۔ لیکن یہاں آپکے ساتھ میرا سخت تنازعہ ہے۔ آپنے مجھے کیوں منافق بنایا۔ ریاکار ٹھہرایا کہ جو میں زبان سے کہتا ہوں وہ دل سے نہیں۔ کہ آپنے ایسا الزام مجھپر لگا دیا۔ پیغمبری دعوے تو میں آپ کے سنتا ہوں لیکن یہ تو دعوے الٰہی ہے کہ آپ دلوں کے جانچنے والے ہیں۔ آخری عرض یہ ہے کہ مناسب ہے کہ خالق کی ذات شریف مخلوق کی سمجھ میں نہ آوے۔ خدا تعالے جو ہے

ذات ہی ذات ہے اور اگر اسکی ذات پاک کو ہم سمجھ لیں تو پھر کیا رہا۔ ہم اس کے مساوی نہ ہو گئے بلکہ شریک ہو گئے۔ اسی لئے میں محمدی وحدانیت کا قایل نہیں ہو سکتا اسکو تو بچہ بھی سمجھ سکتا ہے اور میری عقل تو گواہی دیتی ہے کہ ذات پاک کو اس سے بڑھکر ہونا چاہیئے آپکی وحدانیت میں کونسا مسئلہ سمجھ سے باہر ہے۔

گویا محدود نے غیر محدود کو گھیر لیا ہے۔ لیکن کثرت فی الوحدت ایک ایسا مسئلہ ہے کہ نہ اسکے سمجھنے والا پیدا ہوا نہ ہوگا کیا صاحب جانا جا سکتا ہے کہ انسانی عقل اللہ تعالی کو سمجھے۔ توبہ توبہ۔ ذات الہی ایک ایسی شی ہے کہ نہ عقل سے ثابت کیجا سکتی ہے اور نہ عقل سے اسکی تردید کیجا سکتی ہے بمقابلہ انسانکی عقل سے لاکھ درجہ بڑھکر ہے اور اسکا تشبیہ فرض اللہ تعالے ہی کر سکتا ہے۔ خدا کی بات خدا ہی جانے اور میرا اور آپکا حق مرزا صاحب نہ دلایل عقلی کے دوڑانے پر ہے لیکن تسلیم کرنا ہے۔ اور صحیح تعلیم اللہ تعالی کی کتابوں کی یہی ہے تین اقنوم اور ایک خدا ہے واحد تا ابد مبارک ہے۔ مسیح خداوند کے حق میں نبی گواہی دیتے رہے نمونوں سے اللہ تعالے ظاہر کرتا رہا۔ قربانیوں میں حلال و حرام میں ختنہ میں ہیکل میں اور پھر ظاہر کرتا رہا کہ میں حق تعالے خود تمہارا نجات دہندہ ہوں۔ اور وقت پر کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور نام اس کا عمانوایل یعنی خدا ہمارے ساتھ۔ وقت پر آپ آئے پیدا ہوئے۔

آگے سلسلہ چلتا ہے فرشتوں کی گواہی کا۔ حواریوں کی گواہی کا اپنے دعووں کا اپنی کرامات معجزوں کا ہاں خدا تعالے کا خود یحیی بپتسما دینے والے کے ہاتھ سے بپتسما پاکر آپ پانی سے نکلتے ہیں اور روح القدس کبوتر کیطرح انپر آتی ہے اور خدا تعالے آسمان بلند آواز سے فرماتا ہے یہ میرا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں دیکھئے باپ بیٹا روح القدس موجود کیونکہ یہ تینوں ایک ہیں۔

خیر میں زیادہ طول دینا نہیں چاہتا دشمنوں کی گواہی بھی موجود ہے شیطانوں کی گواہی

موجود ہے جو چلا چلا کر کہہ رہے ہیں کہ تو خدا کا قدوس ہے - رومیوں کی گواہی موجود ہے
پلاطوس کی گواہی موجود ہے - جناب انجیل شریف میں آپکے لئے سب گواہیاں موجود
ہیں اور یہودی بھی سارے بے ایمان نہ تھے - آپکے فرمانے کے مطابق حواری بھی یہودی تھے -
ایک ہی وعظ سے تین ہزار عیسائی ہوئے یک لخت -

اگرچہ قوم مردود ہے قوم کا ہر ایک فرد مردود نہیں اور اب بھی ہزارہا لاکھہا یہودی مسیح خدا
کو اپنا نجات دہندہ سمجھتے ہیں - اور جب آپنے مسئلہ پیش کیا کہ جب مسیح نے پوچھا کہ مسیح
کسکا بیٹا ہے اور داؤد کیوں اسکو خداوند کہتا ہے - تو چپ اور لاجواب ہوگئے - کوئی جواب
نہ دے سکا - صاحب عقل کو قایل کرنا تو کچھہ مشکل نہیں لیکن دل کی ضد کو دفع کرنا اللہ کا
کام ہے - پھر جناب نے یہ بھی کہا کہ کرامتیں اسلام کے ساتھ ہیں ہمیں دیکھنے سے کوئی گریز
نہیں سماعیہ ہی سنایے بالفرض اگر کوئی یا کئی کرامت وار دبھی ہوں تو ہم کسطرح جانیں کہ
یہ منجانب اللہ ہیں استثنا کے ۱۳ اور ۲۱ جنابنے ہی سنائے کہ بیشک تمہارے پرکھنے کیلئے
جھوٹے نبی بھی آجائیں گے اور کرامت پوری کریں گے - نیز مرقس کا ۱۳/۲۲ سنئے گا کلیتوں
۲/۹ سو - جناب ہمیں نہ فقط کرامت کی ضرورت ہے بلکہ اسبات کی کہ ان نشانوں کو کیونکر منجانب اللہ
جانیں - اور نہایت ادب سے عرض ہے کہ آپکی کرامت سے میں دل شکستہ ہوں آپ فرما چکے
ہیں کہ کرامت اور معجزہ میں فرق ہے میں نہیں جانتا - کہ کیا - پھر آپنے یہ فرمایا کہ ہم نہیں
جانتے کہ وہ کس قسم کا نشان دکھلائے گا - اور پھر معلوم نہیں کہ خدا تعالے کس طور کا نشان
دکھلائیگا - جناب صاحب ایسی تحدی ما قبل معجزہ اور کرامات سے صاف گریز ہے - حالانکہ
آپ اپنے رسالہ حجتہ الاسلام کے ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ صفحہ میں اسبات کو تسلیم کر چکے تھے
قصہ کوتاہ مرزا صاحب کیا ہی مبارک موقعہ پیش آیا تھا کہ آپ اپنے اس دعوی کو جسکی
نسبت خم ٹھوک کر کئی روز سے دعوے کرتے ہیں پایہ ثبوت تک پہنچاتے - ہزار افسوس کہ
آپنے ایسے موقعہ کو ہاتھہ سے جانے دیا - اور اپنی لغو تاویلات کو لامعنی اور بات الزامی سے آ

موقعہ کو ٹال دیا۔ آپکی اس پہلو تہی سے اس عاجز کی عقل ناقص میں یہ آتا ہے کہ آپکا
دعوے ساماں ہیں جن سے آپ اپنے مقلدوں کو خوش کرتے ہوتے ہیں اندر خانہ دیگر
کے عیسائیوں کے روبرو انکا ذکر پھر نہ کرنا۔ اور ناحق ذک اٹھانی پڑتی ہے جناب من
ہم تو آپکے علم اور روشن ضمیری کا بہت ہی سنتے رہے ہیں اور ہمکو آپ سے بہت امید
تھی لیکن افسوس آپنے وہی حجتیں اور وہی دلائیل اور وہی باتیں۔ پیش کیں۔
جو کہ قریب چالیس سال سے اس ملک کے بازاروں میں جگہ کہا رہی ہیں مرزا صاحب
افسوس ہے کہ ہم آپ پر کسی طرح خوش نہ ہوئے۔ عقلی دلیل آپنے مانگی بندہ
نے پیش کردی نقلی جناب نے فرمائی حاضر کیگئی الہام پر آمادہ ہوئے سو بھی
منظور اس موقعہ پر مجھکو انجیل شریف کی ایک بات یاد آتی ہے متی کے ۱۱ باب ۱۶-۱۷-۱۹ میں
ہے آخرالامر آپکی خدمت میں یہ عرض ہے کہ اول خدا کے ابن وحید کا رسالت لیکر دنیا
میں آنا دلیل استقرائی سے مستثنی ہے جیسے کہ آدم وحوا کی پیدائیش۔ جناب
نے اسکا کیا جواب فرمایا ہیچ دوم الوہیت کے دعوے اور اثبات بائبل شریف سے
نہ مفصل آیات کے پیش کئے گئے عقل سے امکان اور کلام الٰہی سے وقوع ثابت
کیا گیا جناب نے کیا جواب دیا ہیچ۔ یوحنا کے دسویں باب پر آپنے بارہ زور بیجا
لگایا معقول دلیل دیکھیں تو ہنتہ ندارد پرانے عہدنامہ میں سے مسیح کے حق میں
پیشگوئیاں اور نئے عہدنامہ میں انکی تکمیل جناب کیخدمت میں پیش کیگئی جواب ہیچ
پانچ پرانے عہدنامہ کے ایسے فقروں سے جیسا کہ ہم میں سے ایک کی مانند ہمتا یہوہ صدق
وغیرہ الوہیت کا استدلال کیا گیا جناب کا جواب ہیچ۔ بڑی پختہ دلائیل سے مسیح
کا کامل انسان وکامل خدا ہونا و مظہر اللہ ہونا پیش کیا گیا۔ جواب ہیچ۔ ساتواں وہ
آیات جناب نے پیش کی تھیں قیامت کے روز وغیرہ کے بارے میں ان کے حقیر
جواب گوش گذار ہوئی جناب نے کوئی جواب نہ فرمایا۔

آٹھواں۔ جناب قرآن سے کئی حوالجات دیتے ہیں اور ان عاجزوں کے لئے وہ فضول ہیں کیونکہ ہم اس کو کتاب مستند نہیں سمجھتے۔

نہم۔ مرقس کی ۱۶ باب پر جناب نے بہت کچھ تقریر فرمائی اور معجزوں کے حق میں ہمیں قایل کرنا چاہا لہذا اس کا بھی جواب ہوا اور خوب ہی ہوا۔ جناب نے کیا جواب دیا ہیچ

دہم نجات اور ذاتی الہام بے محل اور خلاف شرطوں کے تھا اس لئے ہم نے اس کا بہت غور نہیں کیا۔

گیارہ۔ جناب کا صاحب کرامات ہونے کا دعوے نہایت ہی واضح طور پر غلط ثابت کیا گیا جناب الزامی جواب دے کر پہلو تہی کر گئے۔ یہ ہفتہ گذشتہ کی کارروائی ہیں فرمائیے ہماری کونسی دلیل توڑی گئی۔ ہاں کیک شوشہ یک نقطہ بھر اس میں فرق آیا؟ جناب تو اپنی تاویلوں میں لگے رہے اور ہماری باتوں پر آپنے توجہ نہ فرمائی۔ اب پھر اس مباحثہ کے پہلے حصہ کا آخری وقت ہے میں خدا کا واسطہ دیکر عرض کرتا ہوں۔ بروے کلام الہی خدا جو اگلے زمانوں میں نبیوں کے وسیلہ بولا بالآخر اپنے بیٹے کے وسیلہ سے دین آسمانی اور راہ نجات اور گناہوں کی بخشش ہمیں عنایت کر چکا ہے۔ اور ہر ایک کو چاہیئے کہ تعصب کو دور کرکے خدا کی رضامندی کو اپنا شامل کرے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ بیشک المسیح ابن وحید اللہ تعالے کا ہے اور کلمہ مجسم اللہ کا ہے اور آخری دن کل آدمیوں کا انصاف کرنے والا بھی ہوگا۔

مباہلہ کے حق میں مختصر عرض ہے کہ لعنت دینا یا چاہنا ہمارے خدا کی تعلیم نہیں وہ اپنی کسی مخلوق سے عداوت نہیں رکھتا اور مینہہ اور روشنی اپنے راستوں اور ناراستوں کو برابر بخشتا ہے جس مذہب میں لعنتیں جایز ہوں اُنکے پیرو

کو اختیار ہے مانیں اور مانگیں لیکن ہم شاہ سلامتی کے فرزند ہیں اور جیسا ہم
اپنے لئے دعاے خیر اور رحمت اور بخشش کے طالب ہیں ویسا ہی بعوض لعنت
کے ہم آپ صاحبوں کے لئے بھی خواہان برکت کے ہیں - کہ اللہ تعالے اپنی بیحد
رحمت سے صراط مستقیم آپ کو عطا کرے اپنے امن اور ایمان میں لاوے تاکہ
جب اس جہان فانی سے ملک جاودانی کو آپ گذر کریں تو عاقبت بخیر ہووے ایک
آخری عرض ہے جناب مرزا صاحب آپ حد سے قدم بڑھا کر چڑھ آئے ہیں -
گستاخی معاف میں دل کی صفائی سے کہتا ہوں اور بروے الہام نہ معلوم اور کیا کیا
آپ فرماتے تھے کہ اس جنگ میں مجھے فتح ہے ضروری فتح ہے - جناب امتیاز
کر سکتے ہیں کہ صورت مذکورہ بالا فتح کامل کی ہے یا معاملہ دیگر گی اور یہ جناب کی غلطی
ہے فتح وشکست کا لحاظ ہرگز نہیں چاہیے برعکس اس کے یہ کہ ہاں شکست ہو تو
ہو لیکن یا اللہ تیری راستی ظاہر کیجائے افسوس جناب میں وہ مزاج دیکھی نہ
گئی - صاحب من عیسوی دین انیس سو برس سے جہان میں ہے اور ایک
ایسا سندان ہے کہ اس پر بہت ہی مارتول گھس چکے ہیں اور اخیر تک گھستے
رہیں گے کیا انیس ۱۹ سو برس کی بات یہاں اور انھیں دنوں میں پلٹنے والی
تھی جو لوگ دین مسیح کے مخالف ہیں انکو دیکھ کر مجھے ایک قصہ یونانی یاد آتا ہے
ایک سانپ کسی لوہار کے گھر میں جا گھسا زمین پر ریتی پڑی تھی زہر بھرا ہوا اسنے
اسکو کاٹنے لگا ریتی نے کہا کاٹ لے جہاں تک تیری مرضی ہے تیرے ہی
دانت گھستے ہیں صاحب من کوششیں تو آپنے سب کیں پر دلیل عقلی کا
مقابلہ نہ نقلی کا جواب بن پڑا اور جس الہام وکرامت پر آپ کو ناز تھا وہ بھی
خام اور لاحاصل ٹھہرایا گیا - کوششیں بہت لیکن مباحثہ کے اس حصہ کا
نتیجہ معلوم اور ہر ایک منصف مزاج پر ظاہر - مرزا صاحب من آپ تو بلند آواز

سے فتح پکارتے رہے لیکن یہ فتح کسی اور پر شگفتہ نہ ہوئی۔ جناب مسیح اس جنگ میں اور ہر جنگ میں امروز تا ابد شان و شوکت حشمت و جلال قدرت اختیار اور فتح المسیح تا ابد خدائے مبارک کی ہے۔ آمین

| | |
|---|---|
| دستخط بحروف انگریزی | دستخط بحروف انگریزی |
| احسان اللہ قائمقام ہنری مارٹن کلارک | منشی غلام قادر فصیح |
| پریزیڈنٹ | پریزیڈنٹ |
| از جانب عیسائی صاحبان | از جانب اہل اسلام |

مطبع ریاض ہند پریس
امرتسر

# دوسرا حصہ

# روئداد جلسہ

## ۳۰- مئی سنہ ۱۸۹۳ء



آج پہر جلسہ منعقد ہوا- ڈاکٹر ہنری مارٹین کلارک صاحب آج اپنے اصلی عہدہ میر مجلسی پر واپس آگئے- اور مسٹر عبداللہ آتہم صاحب نے مباحثہ شروع کیا- ۶ بجے ۹ منٹ پر مسٹر عبداللہ آتہم صاحب نے سوال لکہنا شروع کیا اور ۶ بجے ۴۰ منٹ پر ختم کیا اور بلند آواز سے سنایا گیا- مرزا صاحب نے ۶ بجے ۴۷ منٹ پر جواب لکہنا شروع کیا اور ۷ بجے ۴۷ منٹ پر تمام کیا- مرزا صاحب کے جواب لکہانے کے عرصہ میں میر مجلس عیسائی صاحبان نے بدون میر مجلس اہل اسلام کے ساتھ اتفاق کرنے کے انہیں روکنے کی کوشش کی اور اپنے کاتبوں کو حکم دیا کہ وہ مضمون لکہنا بند کردیں مگر میر مجلس اہل اسلام کی اجازت سے مرزا صاحب برابر مضمون لکہاتے رہے اور انکے کاتب لکہتے رہے- میر مجلس عیسائی صاحبان کی یہہ غرض تہی کہ مرزا صاحب مضمون کو بند کریں اور میر مجلس عیسائی صاحبان ایک تحریک پیش کریں کیونکہ انکی راے میں مرزا صاحب خلاف شرط مضمون لکہا رہے تہے- لیکن جب انکی راے میں مرزا صاحب شرط کے موافق مضمون لکہانے لگے تو انہوں نے اپنے کاتبوں کو مضمون لکہنے کا حکم دیدیا- میر مجلس صاحب اہل اسلام کی یہہ راے تہی کہ جب تک مرزا صاحب مضمون ختم نہ کرلیں کوئی امر انہیں روکنے کی غرض سے پیش نہ کیا جائے- کیونکہ انکی راے میں کوئی امر مرزا صاحب سے خلاف شرائط ظہور میں نہیں آرہا تہا- چنانچہ مرزا صاحب برابر مضمون لکہاتے رہے اور اپنے وقت کے پورے ہونے پر ختم کیا اور مقابلہ کے وقت عیسائی کاتبوں نے اُس حصہ مضمون کو جو وہ اپنے میر مجلس کے حکم کے بموجب چہوڑ گئے تہے بموجب ارشاد اپنے میر مجلس کے پہر لکہہ لیا- بعد یہہ امر پیش ہوا کہ مرزا صاحب نے جو جواب لکہایا ہے اُسکے متعلق میر مجلس عیسائی صاحبان اور عیسائی جماعت کی یہہ راے ہے کہ وہ خلاف شرائط ہے کیونکہ اولاً اس ہفتہ میں وقت ہی کہ مسیحی

اہل اسلام سے دین محمدی کے حق میں سوال کریں اور نہ یہہ کہ محمدی صاحب مسیحیوں سے دین عیسوی
کے حق میں جواب طلب کریں۔ ثانیاً فی الحال عبداللہ آتھم صاحب کیطرف سے سوال مسئلہ رحم بلا مبادلہ
درپیش ہے اور مرزا صاحب جواب طلب کرتے ہیں دربارہ الوہیت مسیح کے۔ میر مجلس صاحب اسلام
کی یہہ راے تھی کہ خلاف شرائط ہرگز نہیں ہے بلکہ عین مطابق شرائط ہے اور ساتھ ہی مرزا صاحب
نے بیان فرمایا کہ جواب ہرگز خلاف شرائط نہیں کیونکہ سوال رحم بلا مبادلہ کی بنا الوہیت مسیح
ہے اور ہم مسئلہ رحم بلا مبادلہ کا پورا رد اُس حالت میں کر سکتے ہیں کہ جب پہلی اُس بنا کا استیصال
کیا جاوے۔ بنا کو کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ بے تعلق ہے بلکہ یہہ کہنا چاہیئے کہ رحم بلا مبادلہ بنای فاسد
بر فاسد ہے۔ عیسائی جماعت تو مرزا صاحب کے مضمون کو خلاف شرائط قرار دینے پر زور دیتی رہی
اور اسلامیہ جماعت اُس مضمون کو مطابق شرائط قرار دیتی رہی۔ پادری عماد الدین صاحب کی یہہ راے
تھی اور اُنہوں نے کھڑے ہو کر صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میر مجلسوں کا منصب نہیں کہ مباحثین
کو جواب دینے سے روکیں مگر میر مجلس عیسائی صاحبان کے سوال کرنے پر اُنہوں نے بھی یہی
کہا کہ مضمون مرزا صاحب کا خلاف شرط ہے اور مسٹر عبداللہ آتھم صاحب نے بھی کہا کہ کسی قدر خلاف
شرط تو ہے تاہم درگذر کرنا چاہیے۔ میر مجلس اہل اسلام نے کہا یہہ مضمون ہرگز خلاف شرط نہیں اسلئے
ہم آپکا درگذر نہیں چاہتے۔ ایک عرصہ تک اس امر پر تنازعہ ہوتا رہا۔ اسی عرصہ میں ڈپٹی عبداللہ آتھم
صاحب نے کہا کہ اگر میرے چیرمین صاحب مجھے مرزا صاحب کے لفظ لفظ کا جواب دینے دینگے تو میں دونگا
ورنہ نہیں دیتا۔ مگر میر مجلس صاحب اہل اسلام نے ڈپٹی صاحب کو کہا کہ آپ کو جواب لکھنے کے لئے
میر مجلسوں سے ہدایت لینے کی کچھ ضرورت نہیں۔ آپ کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہیں جواب دیں۔ مگر میر مجلس
عیسائی صاحبان نے ڈپٹی صاحب کو روکا اور کہا میں اجازت نہیں دیتا۔ اگر آپ ایسا کرینگے تو میں
میر مجلسی سے استعفا دیدونگا کیونکہ یہہ خلاف شرط ہے پھر تھوڑی دیر کے لئے تنازعہ ہوتا رہا اور آخرکار یہہ قرار پایا کہ
کہ آئندہ کے لئے مباحثین میں سے کسی کو جواب دینے سے روکا نہ جائے انہیں اختیار ہے کہ جیسا چاہیں جواب دیں
بعد ازاں ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب نے ۸ بجکر ۵۳ منٹ پر جواب لکھنا شروع کیا اور ۹ بجکر ۵۰ منٹ پر ختم کیا اور مقابلہ
کرکے بلند آواز سے سنایا گیا بعد ازاں تحریروں پر میر مجلس صاحبان کے دستخط کئے گئے اور چونکہ مرزا صاحب کے جواب کے لئے
پورا وقت باقی نہ تھا اسلئے جلسہ برخاست ہوا۔ فقط

(دستخط بحروف انگریزی) ہنری مارٹن کلارک پریذیڈنٹ از جانب عیسائیان (دستخط بحروف انگریزی) غلام قادر فصیح پریذیڈنٹ از جانب اہل اسلام

# سوال ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب

۳۰ مئی سنہ ۱۸۹۳ء

میرا پہلا سوال رحم بلا مبادلہ پر ہے جسکے معنے یہہ ہیں کہ رحم ہو اور تقاضا عدل کا لحاظ نہ ہو اسکے لئے پہلا سوال یہہ ہی کہ کیا صفات عدل و صداقت کی غیر مقید الظہور بھی ہو سکتی ہیں یعنے ان پر یہہ قید نرہی کہ وہ ظہور نہ کریں جیسا کہ عدل ہوا یا نہ ہوا۔ صداقت ہوئی یا نہ ہوئی۔ اعتراض اس میں یہ ہے کہ اگر ایسا ہووے تو محافظ قدوسی الٰہی کا کون ہو سکتا ہے اور رحم اور خوبی مقید الظہور بھی کیا ہو سکتے ہیں اور اسمیں اعتراض یہ ہی کہ اگر ہو سکتے ہیں تو کیا وہ قرضہ دادنی کی صورت نہ پکڑینگے۔

دوسرا سوال یہہ ہے کہ ہر جبہ گناہ جب تک باقی رہی تو صورت رہائی گناہگار کی کونسی ہے۔ اب جبکہ قرآن میں تین راہ نجات رکھے ہیں یعنے ایک یہہ کہ گناہ کبایر سے اگر بچو گے تو صغایر رحم سے معاف ہو جاینگے۔ دوسرے یہہ کہ اگر وزن افعال شنیعہ کا اعمال حسنہ پر نہ بڑھیگا تو رحم کے مستحق ہو جاؤ گے۔ تیسرے یہہ کہ رحم کے مقابلہ میں عدل اپنی تقاضا سے دست بردار ہو جاتا ہی یعنے رحم غالب آتا ہی عدل کے اوپر۔ دو صورتیں اولین میں یہہ اصول ڈالا گیا ہی کہ ادائے جز کا واسطے کل کے حاوی ہے۔ تیسرے اصول میں یہہ دکھلایا گیا ہی کہ عدل متقید الظہور نہیں بلکہ رحم متقید الظہور ہے۔ ان دونوں اصولوں میں جو پر بیان ہوئے بداہت کے برخلاف کچھ اسمیں بیان ہی یا نہیں۔ کیونکہ مبادلہ عدل کا کچھ نہ ہوا اور یہ ہلا مبادلہ ہے جسنے دو صفات الٰہی کو ناقص کر دیا یعنے عدالت اور صداقت کو۔ اسکے جواب کا انتظار ہم جناب کی طرف سے کرتے ہیں اور یہہ جواب اسکا ہونا چاہئے کہ یہ دونوں اصول صداقتیں بالبداہت ہیں یا نہیں۔ و یا کہ صداقتیں ہیں یا نہیں لیکن ہر جہ ادا ہو جاتا ہی اور صفات وہ قایم رہتی ہیں اور میرا عرض کرنا اس بارہ میں اور کچھ ضرور نہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ جیسے میرے یہ مختصر سوال ہیں ویسا ہی مختصر جواب ہو جانا چاہئے۔

---

دستخط بحروف انگریزی
غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام

دستخط بحروف انگریزی
ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان

# بیان حضرت مرزا صاحب

۳۰ مئی ۱۸۹۳ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈپٹی صاحب نے رحم بلا مبادلہ کا جو سوال کیا ہے حقیقت میں اُسکی بنیاد حضرت مسیح کی الوہیت ماننے پر رکھی گئی ہے۔ اسلئے صفائی بیان کے لئے بہت ضروری ہے کہ پہلے برعایت اختصار اسکا کچھ ذکر کیا جائے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح کی الوہیت ثابت ہوجائے تو پھر اس لمبے جھگڑے کی کچھ ضرورت نہیں اور اگر دلائل قطعیہ سے صرف انسان ہونا اُنکا ثابت ہو اور الوہیت کا بطلان ہو تو پھر جب تک ڈپٹی صاحب موصوف الوہیت کو ثابت نہ کریں تب تک داب مناظرہ سے بہت بعید ہوگا کہ اور طرف رُخ کرسکیں ڈپٹی صاحب موصوف اپنے بیانات سابقہ میں حضرت مسیح ع کی الوہیت ثابت کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ اور انسانوں کی تو ایک روح ہوتی ہے مگر حضرت مسیح کی دو روحیں تھیں ایک انسان کی اور ایک خدا تعالیٰ کی اور گویا حضرت مسیح کے جسم کی دو روحیں مدبر تھیں مگر یہہ امر سمجھ میں نہیں آسکتا ایک جسم کے متعلق دو روحیں کیونکر ہوسکتی ہیں اور اگر صرف خدا تعالیٰ کی روح تھی تو پھر حضرت مسیح ع انسان بلکہ انسان کامل کن معنوں سے کہلا سکتے ہیں کیا صرف جسم کے لحاظ سے انسان کہلاتے ہیں۔ اور میں بیان کرچکا ہوں کہ جسم تو معرض تحلل میں ہے چند سال میں اور ہی جسم ہوجاتا ہے اور کوئی دانشمند جسم کے لحاظ سے کسی کو انسان نہیں کہہ سکتا جب تک روح انسانی اُسمیں داخل نہ ہو پھر اگر حضرت مسیح درحقیقت روح انسانی رکھتے تھے اور وہی روح مدبر جسم تھی اور وہی روح مصلوب ہونے کے وقت بھی مصلوب کے وقت نکلی اور ایسے ایسے کہہ کر حضرت مسیح ع نے جان دی تو پھر روح خدائی کس حساب اور شمار میں آئی۔ یہہ ہمیں سمجھ میں نہیں آتا اور نہ کوئی عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ اگر درحقیقت روح کے لحاظ سے بھی حضرت مسیح انسان تھے تو پھر خدا نہ ہوئے اور اگر روح کے لحاظ سے خدا تھے تو پھر انسان نہ ہوئے ماسوا اسکے حضرات عیسائی صاحبان کا یہہ عقیدہ ہے کہ باپ بھی کامل اور بیٹا بھی کامل روح القدس بھی کامل۔ اب جب تینوں کامل ہوئے تو ان تینوں کے ملنے سے اکمل ہونا چاہئے کیونکہ مثلاً جب تین چیزیں تین تین سیر فرض کی جائیں تو وہ سب ملکر ۹ سیر ہونگی۔ اس اعتراض کا جواب ڈپٹی صاحب سے

ہی مانگا گیا تھا مگر افسوس کہ اجتک نہیں ملا اور ظاہر ہی کہ یہہ ایک ایسا اعتراض تھا جس سے قطعی طور پر حضرت مسیح کی الوہیت کا بطلان ہوتا ہے
یہی اعتراض تھا کو قرآن شریف نے پیش کیا تھا اور اسکی بنا پر ہمیشہ ہر ایک تھی کہ حضرت مسیح کی الوہیت پر کوئی عقلی دلیل پیش ہونی چاہیے مگر
افسوس کہ اس شرط کا کچھ بھی لحاظ نہ ہوا اور یہی بیان کیا گیا کہ انجیل میں جو پیشگوئیاں حضرت مسیح کی الوہیت ثابت کرنے
کے لئے پیش کی ہیں وہ ...... دعاوی ہیں دلائل نہیں ہیں اول تو ایک نامعقول امر جب تک
معقول کر کے نہ دکھلایا جاوے منقولی حوالجات سے کچھ بھی فایدہ نہیں اٹھا سکتا۔ مثلاً ایک گدھا جو ہماری
نظر کے سامنے کھڑا ہی اگر ہزار کتاب پیش کیجاوے کہ انہوں نے اسکو انسان لکھہ دیا ہی تو وہ کیونکر
انسان بنجائیگا۔ ماسوا اسکے وہ منقولی حوالجات بھی نرے نکمے ہیں جنکی کتابوں سے لئے جاتے
ہیں وہ انکو مانتے نہیں اور گھر میں خود پھوٹ پڑی ہوئی ہے اور حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ یہودی
موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں انکی باتوں کو مانو۔

افسوس ہے کہ انکے معنے قبول نہیں کئے جاتے اور عذر کیا جاتا ہے کہ یہودی فاسق بدکار ہیں
حالانکہ انجیل حکم دیتی ہی کہ انکی باتوں کو اور انکے معنوں کو اول درجہ پر رکھو اور یہیں تحکم کے طور پر کہا جاتا
ہے کہ کتابیں موجود ہیں کتابوں کو پڑھو۔ لیکن انصاف کرنے کا محل ہی کہ ہر ایک صداقت کو ہر ایک
پہلو سے دیکھا جاتا ہی۔ ہم یہودیوں کے اقوال کو بھی دیکھیں گے آپ کے اندرونی اختلافات پر
بھی نظر ڈالینگے۔ اور اگر آپ کا یہہ شوق ہی کہ کتابیں دیکھی جاویں وہ بھی دیکھی جاوینگی۔ مگر اس صورت
میں کہ یہودیوں کے معنے بھی جو وہ کرتے ہیں سُنے جائیں اور آپ کے معنے بھی سُنے جائیں اور انکی
لغات بھی دیکھے جائیں اور آپکی لغات بھی دیکھی جائیں پھر جو اولیٰ و انسب ہی اسکو اختیار کیا جاوے
اور یہودیوں سے مراد وہی یہودی ہیں جو حضرت مسیح ع سے پہلے صدہا برس گزر چکے ہیں۔ غرض ہر ایک
پہلو کو دیکھنا طالب حق کا منصب ہوتا ہی نہ کہ ایک پہلو کو۔ اور ماسوا اسکے رحم بلا مبادلہ کا جو سوال
کیا جاتا ہی اُسکا ایک پہلو تو ابھی میں بیان کر چکا ہوں اور دوسرا پہلو یہہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے
قانون قدرت کو دیکھا جاویگا کہ آیا رحم اور قہر کے نفاذ میں اُسکی عادات کیونکر واقع ہیں کیونکہ ظاہر
ہے کہ رحم کے مقابل پر قہر ہے۔ اگر رحم بلا مبادلہ جائز نہیں تو پھر قہر بلا مبادلہ بھی جائز نہ ہوگا۔ اب
ایک نہایت مشکل اعتراض پیش آتا ہی۔ اگر ڈپٹی صاحب اسکو حل کر دینگے تو ڈپٹی صاحب کی اس
فلاسفی سے حاضرین کو بہت فایدہ ہوگا اور قہر بلا مبادلہ کی صورت یہہ ہی کہ ہم اُسے دنیا میں اپنی

آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ہزارہا کیڑے مکوڑے اور ہزارہا حیوانات بغیر کسی جرم اور بغیر ثبوت کسی خطا کے
قتل کئے جاتے ہیں ہلاک کئے جاتے ہیں ذبح کئے جاتے ہیں یہانتک کہ ایک قطرہ پانی میں صدہا
کیڑے ہم پی جاتی ہیں۔ اگر غور کرکے دیکھا جائے تو ہماری تمام امور معاشرت خدا تعالیٰ کے قہر بلا مبادلہ پر
چل رہے ہیں یہانتک کہ جو ریشم کے کیڑے بھی انسان استعمال کرتا ہی اسمیں اندازہ کرلینا چاہئے
کہ کس قدر جانیں تلف ہوتی ہیں۔ اور حضرات عیسائی صاحبان جو ہر روز اچھے اچھے جانوروں کا عمدہ
گوشت تناول فرماتے ہیں ہمیں کچھ پتہ نہیں لگتا کہ یہ کس گناہ کے عوض میں ہو رہا ہے۔ اب جبکہ
یہ ثابت شدہ صداقت ہی کہ اللہ جل شانہٗ بلا مبادلہ قہر کرتا ہے اور اسکا کچھ عوض ملتا ہمیں معلوم
نہیں ہوتا تو پھر اس صورت میں بلا مبادلہ رحم کرنا اخلاقی حالت سے انسب اور اولی ہی۔ حضرت
مسیح ع بھی گناہ بخشنے کے لئے وصیت فرماتے ہیں کہ تم اپنے گناہ گار کا خطا بخشو۔ ظاہر ہے کہ اگر
اللہ تعالیٰ جل شانہ کی صفات کے برخلاف ہی کہ کسی کا گناہ بخشا جائے تو انسان کو ایسی تعلیم کیوں
ملتی ہی۔ بلکہ حضرت مسیح تو فرماتے ہیں کہ میں تجھے سات مرتبہ تک نہیں کہتا بلکہ ستر کے سات
مرتبہ تک یعنے اس اندازہ تک کے گناہوں کو بخشتا چلا جا۔

اب دیکھئے کہ جب انسان کو یہہ تعلیم دیجاتی ہی کہ گویا توبے اہتمام انتک اپنے گناہگاروں کو
بلا عوض بخشتا چلا جا اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بلا عوض ہرگز نہ بخشونگا۔ تو پھر یہہ تعلیم کیسی ہوئی
حضرت مسیح نے تو ایک جگہ فرمادیا ہی کہ تم خدا تعالیٰ کے اخلاق کے موافق اپنے اخلاق کرو۔ کیونکہ
وہ بدوں اور نیکوں پر اپنا سورج چاند چڑھاتا ہے اور ہر ایک خطاکار اور بے خطا کو اپنی رحمتوں کی
بارشوں سے متمتع کرتا ہے۔ پھر جبکہ یہہ حال ہے تو کیونکر ممکن تھا کہ حضرت مسیح ع ایسی تعلیم فرماتے
جو اخلاق الٰہی کے مخالف ٹھہرتی ہے یعنے اگر خدا تعالیٰ کا یہی خلق ہی کہ جب تک سزا نہ دیجائے کوئی
صورت رہائی کی نہیں تو پھر معافی کے لئے دوسروں کو کیوں نصیحت کرتا ہی۔ ماسوا اسکے جب ہم
نظر غور سے دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہی کہ ہمیشہ نیکوں کی شفاعت سے بدوں کے گناہ بخشے
گئے ہیں دیکھو گنتی باب $\frac{14}{19}$ ایساہی گنتی $\frac{21}{7}$ استثنا $\frac{9}{19}$ خروج باب $\frac{8}{8}$ پھر ماسوا اسکے
ہم پوچھتے ہیں کہ آپ نے جو گناہ کی تقسیم کی ہی وہ تین قسم معلوم ہوتی ہی۔ فطرتی۔ حق اللہ۔ حق العباد
تو پھر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ حق العباد کے تلف ہونیکا کیا سبب ہو سکتا ہے اور نیز یہہ بھی آپ کو

کہنا چاہیئے کہ فطرتی گناہ آپ کے اس قاعدہ کو توڑ رہا ہے۔ آپ کی توریت کے رو سے بہت
سے مقامات ایسے ثابت ہوتے ہیں جس سے آپکا مسئلہ رحم بلا مبادلہ باطل ٹھہرتا ہے۔ پھر اگر آپ
توریت کو حق اور منجانب اللہ مانتے ہیں تو حضرت موسیٰ عم کی وہ شفاعتیں جنکے ذریعہ سے بہت مرتبہ
بڑے بڑے گناہگاروں کے گناہ بخشے گئے نکمّی اور بیکار ٹھہرتے ہیں اور آپ کو معلوم رہے
قرآن شریف نے اس مسئلہ میں وہ انسب طریق اختیار کیا ہے جو کسی کا اس پر اعتراض نہیں
ہو سکتا یعنے حقوق دو قسم کے ٹھہرا دیئے ہیں۔ ایک حق اللہ اور ایک حق العباد۔ حق العباد
میں یہ شرط لازمی ٹھہرائی گئی ہے کہ جب تک مظلوم اپنے حق کو نہیں پاتا یا حق کو نہیں چھوڑتا
اس وقت تک وہ حق قایم رہتا ہی اور حق اللہ میں یہہ بیان فرمایا گیا ہے کہ جس طرح پر کسی نے شوخی
اور بیباکی کر کے معصیت کا طریق اختیار کیا ہے اسی طرح جب وہ پھر توبہ و استغفار کرتا ہے اور اپنے
سچے خلوص کے ساتھ فرماں برداروں کی جماعت میں داخل ہو جاتا ہے اور ہر ایک طور کا درد اور
دکھ اٹھانے کے لیے تیار ہو جاتا ہے تو خدا تعالی اُسکے گناہ کو اُسکے اُس اخلاص کی وجہ سے
بخش دیتا ہی کہ جیسا کہ اُسنے نفسانی لذات کے حاصل کرنے کے لئے گناہ کی طرف قدم اٹھایا تھا۔
اب ایسا ہی اُسنے گناہ کے ترک کرنے میں طرح طرح کے دکھوں کو اپنے سر پر لے لیا ہے۔
پس یہ صورت معاوضہ ہے جو اُسنے اپنے پر اطاعت الٰہی میں دکھوں کو قبول کر لیا ہے اور
اسکو ہم رحم بلا مبادلہ ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ کیا انسان نے کچھ بھی کام نہیں کیا یوں ہی رحم ہو
گیا اُسنے تو سچی توبہ سے ایک کامل قربانی کو ادا کر دیا ہے اور ہر طرح کے دکھوں کو یہاں تک
کہ مرنے کو بھی اپنے نفس پر گوارا کر لیا ہے اور جو سزا دوسرے طور پر اسکو ملنی تھی وہ سزا
اُسنے آپ ہی اپنے نفس پر وارد کر لی ہے تو پھر اسکو رحم بلا مبادلہ کہنا اگر سخت غلطی نہیں تو
اور کیا ہے۔ مگر وہ رحم بلا مبادلہ جسکو ڈپٹی صاحب پیش کرتے ہیں کہ گناہ کوئی کرے اور سزا
کوئی پاوے۔ خرقیل باب ۱۸ آیت ۱ پھر حزقیل ۱۸/۲۰ پھر سموئیل ۲۴/۱۲ مکاشفات ۲۰/۱۲
حزقیل ۱۹/۲۰-۲۷-۳۰ یہہ تو ایک نہایت مکروہ ظلم کی قسم ہے۔ اِس سے بڑھکر دنیا میں اور کوئی
ظلم نہیں ہوگا سوا اسکے کیا خدا تعالے کو یہہ طریق معافی گناہوں کا صدہا برس سوچ سوچ
کر پیچھے سے یاد آیا۔ ظاہر ہے کہ انتظام الٰہی جو انسان کی فطرت سے متعلق ہے وہ پہلے ہی

ہونا چاہیئے - جب سے انسان دنیا میں آیا گناہ کی بنیاد اسی وقت سے پڑی - پھر یہ کیسا ہو گیا کہ گناہ تو اسی وقت زہر پھیلانے لگا مگر خدا تعالے کو چار ہزار برس گذرنے کے بعد گناہ کا علاج یاد آیا - نہیں صاحب یہ سراسر بناوٹ ہے - اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالے نے جیسے ابتداء سے انسان کی فطرت میں ایک ملکہ گناہ کرنے کا رکھا - ایسا ہی گناہ کا علاج بھی اسی طرز سے اُسکی فطرت میں رکھا گیا ہے جیسے کہ وہ خود فرماتا ہے بلی من اسلم وجہہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیہم ولا ھم یحزنون یعنے جو شخص اپنے تمام وجود کو خدا تعالے کی راہ میں سونپ دیوے اور پھر اپنے تئیں نیک کاموں میں لگا دیوے تو اُسکو اجر اللہ تعالیٰ سے ملیگا - اور ایسے لوگ بے خوف اور بے غم ہیں - اب دیکھئے کہ یہہ قاعدہ کہ توبہ کرکے خدا تعالیٰ کیطرف رجوع کرنا اور اپنی زندگی کو اُسکی راہ میں وقف کر دینا یہ گناہ کے بخشے جانے کے لئے ایک ایسا صراط مستقیم ہے کہ کسی خاص زمانہ تک محدود نہیں جب سے انسان اس مسافرخانہ میں آیا تب سے اس قانون کو اپنے ساتھ لایا - جیسے اُسکی فطرت میں ایک شق یہ موجود ہے کہ گناہ کی طرف رغبت کرتا ہے ایسا ہی یہ دوسرا شق بھی موجود ہے کہ گناہ سے نادم ہو کر اپنے اللہ کی راہ میں مرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے - زہر بھی اسی میں ہے - اور تریاق بھی اسی میں ہے - یہہ نہیں کہ زہر اندر سے نکلے اور تریاق جنگلوں سے تلاش کرتے پھریں ماسوا اسکے میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہہ سچ ہے کہ حضرت مسیحؑ کے کفارہ پر ایمان لا کر کوئی شخص خاص طور کی تبدیلی پا لیتا ہے تو اُسکا کیوں ثبوت نہیں دیا گیا - میں نے بارہا اس بات کو پیش کیا اور اب کرتا ہوں کہ وہ خاص تبدیلی اور وہ خاص پاکیزگی اور وہ خاص نجات اور وہ خاص ایمان اور وہ خاص لقاء الٰہی صرف اسلام ہی کے ذریعہ سے ملتا ہے اور ایمانداری کی علامات اسلام لانے کے بعد ظاہر ہوتی ہیں - اگر یہہ کفارہ صحیح ہے اور کفارہ کے ذریعہ سے آپ صاحبان کو نجات مل گئی ہے اور حقیقی ایمان حاصل ہو گیا ہے تو پھر اس حقیقی ایمان کی علامات جو حضرت مسیحؑ آپ لکھ گئے ہیں کیوں آپ لوگوں میں پائی نہیں جاتیں - اور یہہ کہنا کہ وہ آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں ایک فضول بات ہے - اگر آپ ایماندار کہلاتے ہیں تو ایمانداروں کی علامات جو آپ کے لئے مقرر کی گئی ہیں لوگوں میں ضرور پائی جانی چاہئیں - کیونکہ حضرت مسیحؑ کا فرمودہ باطل نہیں ہو سکتا - مگر آپ

غور سے دیکھیں کہ وہ علامات دین اسلام میں ایسے نمایاں طور پر پائی جاتی ہیں کہ آپ اُنکے مقابلہ پر دم ہی تو نہیں مار سکتے جسکے لئے آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ اگر بالمقابل کھڑے نہیں ہو سکتے تو ان علامتوں کو قرآن شریف کی تعلیم کے لحاظ سے پرکھو اور آزماؤ پھر اگر وہ واقعی ہی نکلیں تو راست بازوں کی طرح اُنکو قبول کرلو مگر آپ نے بجز ہنسی اور ٹھٹھے کے اور کیا جواب دیا۔ یہی لولے۔ لنگڑے وغیرہ میرے سامنے کھڑے کردیئے کہ اُنکو چنگے کرو۔ حالانکہ اُنکا چنگا کرنا عیسائی ایمان کی علامتوں میں سے ہے ہمارے لئے تو وہ علامتیں ہیں جو قرآن شریف میں آچکی ہیں اور یہیں کہیں نہیں کہا گیا کہ تم اپنے اقتدار سے علامتیں دکھلا سکتے ہو بلکہ یہی کہا گیا کہ خدا تعالیٰ سے درخواست کرو پھر جس طرح کا نشان چاہیگا دکھلائیگا تو کیا آپ کی یہہ بے انصافی نہیں کہ آپ نے مجھ سے وہ مطالبہ کیا جو آپ سے ہونا چاہیئے تھا اور پھر اسکا نام فتح رکھ لیا۔ میں تو اب بھی حاضر ہوں اُن شرائط کے مطابق جو ہماری کتاب ہم پر فرض کرتی ہے اور نیز آپ اُن شرائط کے مطابق جو آپکی کتاب آپ پر فرض کرتی ہے میرے سے نشانوں میں مقابلہ کیجئے پھر حق اور باطل خود بخود کھل جائیگا پر ہنسی اور ٹھٹھا کرنا راست بازوں کا کام نہیں ہوتا ہی میرے پر اسی قدر فرض ہے جو قرآن کریم میرے پر فرض کرتا ہے اور آپ پر وہ فرض ہے جو انجیل آپ پر فرض کرتی ہے۔ رائی کے دانہ کا مقولہ آپ بار بار پڑھیں اور پھر آپ ہی انصاف کرلیں اور یہہ رحم بلا مبادلہ کا سوال جو مجھ سے کیا گیا ہے اسکے جواب کا اور بھی حصہ باقی ہے جو پھر میں آپ کے جواب پانے کے بعد بیان کرونگا۔ مگر آپ پر لازم ہے کہ اول اس سوال کو انجیل سے بموجب شرط قرار یافتہ کے ثابت کرکے مدلل طور پر پیش کریں کیونکہ جو بات انجیل میں نہیں وہ آپکی طرف سے پیش ہونے کے لائق نہیں۔ میرے خیال میں اس سوال کے رد کرنے کے لئے انجیل ہی کافی ہے اور حضرت مسیح ؑ کے اقوال اُسکے استیصال کے لئے کفایت کرتے ہیں۔ آپ براہ مہربانی اس التزام سے جواب الجواب دیں کہ لکھنے کے وقت انجیل کا حوالہ ساتھ ہو تاکہ ناظرین کو پتہ لگے کہ انجیل کیا کہتی ہے اور اس سوال کا ذریعہ انجیل نبتی ہی یادست بردار ہے۔

دستخط بحروف انگریزی
غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام

دستخط بحروف انگریزی
ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان

# از طرف ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب

۳۰ مئی سنہ ۱۸۹۳ء

مین آپکی طرز جواب پر کچھہ اعتراض کرتا ہوں۔

یہہ جو آپ فرماتے ہیں کہ رحم بلا مبادلہ کا مقدمہ سراسر ثبوت الوہیت مسیح کے اوپر مدار رکھتا ہے جس کو تمنے ثابت نہیں کیا۔ میری طرف سے عرض ہے کیا ثبوت آپ مجھہ سے طلب فرماتے ہین مین تو عرض کرچکا ہوں کہ ہم تو اس مسیح کو جو مخلوق اور مرئی ہے اللہ نہیں کہتے مگر مظہر اللہ کہتے ہین اور اس بارہ میں دو امر کا ثبوت چاہیئے یعنے ایک امکان کا دوسرا وقوعہ کا اور کہ امکان ہم دلایل عقلی سے ثابت کرتے ہیں اور وقوعہ اسکا کلام الٰہی سے۔ پہر اور کیا آپ چاہتے ہیں وہ ہمپر ظاہر ہونا چاہیئے امکان پر ہمنے یہہ عرض کیا تہا کہ کیا خدا قادر نہیں کہ اس ستون میں سے جو مٹی، واینٹوں کا بنا ہی جواب دیوے۔ کیا چیز مانع اسکی ایسی کرنیکا اسمیں ہو سکتی ہے یعنے کون صفت آلٰہی اسمیں گھٹتی ہے۔ اسکا دکھلانا جناب کے ذمہ تہا جواب تک ادا نہیں ہوا۔ جیسا ہمنے ستون کی مثال دی۔ ویسا ہی مخلوق میں سے بہی ظہور اسکا ہونا ممکن ہے۔ اور وہ جو بابت وقوعہ کے ہے اس کے واسطے ہمنے کلام کی آیات دی ہیں اگر آپ کو اس کتاب سے انکار ہے کہ یہہ الہامی نہیں تو یہہ دیگر بات ہے اور اگر ہمنے صحیح حوالہ نہیں دیا تو اسکا مواخذہ ہمسے فرمایئے مگر کلام کو بھی تسلیم کرنا کہ یہہ الہامی ہے۔ اور حوالوں کو صرف اتنا ہی فرماکر گرا دینا کہ کچھہ نہیں یہ درست نہیں۔

دوم وہ جو جناب نے استفسار کیا ہے کہ وجود مسیح میں آیا دو روحیں تہیں یا ایک اور ایک وجود میں دو روحیں کسطرح سے رہتی ہیں۔

ہمارا جواب یہہ ہے کہ مخلوق کامل مسیح میں ایک روح کامل تھی۔ لیکن خدا تعالے اپنی ہستی سے بجہت اس کے کہ بحید ہے ہر جگہہ اندر وباہر موجود ہے۔ اور مظہر اللہ ہونے کے معنے یہہ ہین کہ اپنا ظہور خاص کسی جگہہ سے کسی طرح سے کرے۔ تو اسمیں دوسری روح کے مقید ہونے کی جسم مسیح میں کونسی ایجاب ہے اور خالی خدا سے ہونے پر کونسی ایجاب ہے۔ یہہ تو معقولی مسئلہ ہے

محتاج کتاب کا نہیں اسمیں آپ کس لئے اٹکتے ہیں۔

سوم۔ وہ جو جناب لطیف صندی کے بارہ میں کشش وزن کی فرماتے ہیں تو اس کشش سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو جناب کثیف ٹھیراتے ہیں اور ہم یہ نہیں مانتے کہ خدا تعالے کی ذات کثیف ہے لہذا اسمیں وزن کیونکر ہو۔ کیونکہ وزن نام کشش کا ہے اور کشش متعلق مکان کے ہے۔ آپ ہمارے مسئلہ کثرت فی الوحدت کو سمجھے نہیں کیونکہ ہم ماہیت کو تقسیم نہیں کرتے۔ گو اقانیم کو مخلوط بیچ بگیرہ بھی نہیں کرتے۔ مثال ہماری کثرت فی الوحدت کی یہ ہے کہ جیسے صفت بے نظیری کی بے حدی سے نکلتی ہے اور نکلنا اس کا زمان و مکان کا کچھ فرق نہیں کرتا۔ بلکہ ایک صورت میں وہ ہر دو ایک ہی رہتے ہیں اور دوسری صورت میں بہت ہوتی ایسا ہی تین اقانیم میں اقنوم اولی قایم فی نفسہ ہے۔ اور دو اقانیم مابعد کے اس ایک کے لازم و ملزوم ہیں آپ تین اقانیم کا وزن تین جگہہ کسطرح تقسیم فرماتے ہیں۔ لطیف صندی کے ساتھ وزن کا علاقہ کیا ہے لطیف صندی ہم اس کو کہتے ہیں جو عین صند ثبات پر ہو نہ اس کو جو نسبت ایک کی دوسرے لطیف ہو۔ جیسے مٹی کی نسبت پانی اور پانی کی نسبت ہوا اور ہوا کی نسبت آگ یہ ساری لطیف نسبتی ہیں اور فی الواقع کثیف ہی ہوتے ہیں۔

کلام الٰہی کے بیان کو آپ صرف دعوے فرماتے ہیں اور اس کے ثبوت کے واسطے دلیل طلب کرتے ہیں تو اس سے یہ مراد آپکی معلوم ہوتی ہے کہ آپ بابت عقیدہ کلام الٰہی کے یا تو متذبذب ہیں ویا مطلقاً یقین نہیں رکھتے۔ یہ امر طے ہوے تو ہم اس کا بھی جواب دیں گے۔

کلام وہ رحم جو بلا مبادلہ کی دلیل پر جناب نے فرمایا ہے کہ عادت اللہ یہی ہے کہ جیسا رحم بلا مبادلہ فرماتا ہے ویسا ہی قہر بھی بلا مبادلہ فرماتا ہے۔ چنانچہ وہ جانور معصوم ہو کر بار بھی جاتے ہیں کوئی ان کی معیشت کے واسطے اور کوئی اور طرح پر۔ جواب ساری شکایت اس امر میں دکھ کے اوپر ہے اور دکھ ہماری نظر میں تین قسم کے ہیں یعنے ایک وہ جو سزائیہ ہے دوسرا وہ جو مصنف ملکہ کا ہے تیسرا وہ جو سامان امتحان کا ہے۔ تو جب آپ حیوانوں کے دکھ سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں یہ قہر

بلا مبادلہ یا بلا وجہ ہے خیال فرمایئے کہ آپ کسقدر غلط ہیں ۔ جو تین اقسام کو ایک ایک قسم بنا دینے میں ڈالدیتے ہیں اور ماسوا اس کے جو آپ فرماتے ہیں کہ قہر بھی بلا وجہ ہو سکتا ہے اور رحم بھی بلا وجہ ۔ تو خدائے مقدس کی خدائی یہ نہوئی بلکہ دہریت کی اندھیر گردی ہوئی

پنجاں ۔ خداوند مسیح نے ضرور کہا ہے کہ تم گناہوں کو معاف ہی کرتے رہو جو تمہارے برخلاف کریں اور انتقام نہ لو لیکن کلام انجیل میں یہ بھی لکھا ہے کہ تم انتقام نہ لو کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ انتقام لینا میرا کام ہے ۔

اور چونکہ گناہوں کی اقسام گو کتنی ہی بیان ہوں مگر دراصل گناہ صرف خدا کے برخلاف ہوتا ہے اور وہ فرماتا ہے کہ تم انتقام نہ لو اور ضرورت ہوگی تو میں انتقام لوں گا ۔ تو بھی اسمیں تعلیم کفارہ کے برخلاف کیا ہوا جسکا گناہ کیا گیا اُسی نے ہر ایک کو منتقم اور جج اسکا نہیں بنایا ۔

ششم ۔ دُنیاوی عدالت حقیقی عدالت کا نام ہے بلکہ محض ظلمت کا نام ۔ کیونکہ ہر جرم کو واپس نہیں لاتی مگر جرایم کو روبہ تنزل کرتی ہے ۔ اور نہ دنیاوی شفاعت شفاعت کا نام ہے بلکہ ایک مہلت طلبی کا نام ہے کیونکہ خداوند کو اختیار رہے کہ گناہگار کو اس کے گناہوں میں یہاں ہی کاٹ ڈالے لیکن اپنے محبوبوں کی درخواست پر وہ مہلت توبہ کی بخشش سکتا ہے جو شفیع منصبی نہیں ہیں ان کا جواب ہم ادا کر چکے ہیں مگر بموجب اذن خدا کے مہلت بخشوانے کی شفاعت ہو سکتی ہے کہ مہلت بخشی جاوے کہ توبہ کرے ۔ فرایض ہمارے نزدیک دو ہی قسم کے اقسام ماتحت میں ہیں لیکن اصل میں ایک ہی قسم ہے جیسا کہ داؤد نبی فرماتا ہے کہ میں نے تیرا ہی گناہ کیا ۔ پس حق العباد کا گناہ تو اسمیں آگیا لیکن فطرتی گناہ شاید آپ موروثی گناہ کو فرماتے ہیں لیکن گناہ موروثی کے بارہ میں ہماری غرض یہ ہے کہ آدم کے گناہ میں گرنے کے باعث آدمزاد کا امتحان سخت تر ہو گیا ۔ کہ جسم میں تکالیف پیدا ہوئیں اور موت ڈرادنی ٹھہر گئی ۔ ان معنوں کرکے اسکو آدم کا گناہ کہا جاتا ہے ورنہ جیسا آپنے حزقیل نبی کا حوالہ دیا دہی صحیح ہے کہ جو روح گناہ کرے گی وہی مرے گی ماں باپ دادوں کے انگور کھٹے کھانے ہوئے اولاد کو دانت کھٹے نہیں کریں گے ۔

...مسئلہ جو امر مفصلہ ذیل کو جناب مکرر فرماتے ہیں کہ گناہ کوئی کرے اور سزا کوئی بھرے اسکا جواب

...ہے کہ کیا دنیا میں ایک شخص کا قرضہ دوسرا اپنی دولت سے نہیں ادا کر سکتا ہاں ایک گنہگار

...دوسرے گناہ نہیں اُٹھا سکتا کیونکہ وہ اپنے ہی گناہوں سے فارغ نہیں جیسا کہ جو خود قرضدار

...ہے وہ دوسرے کے قرضہ کا ضامن نہیں ہو سکتا۔ پس یہ کراہت مسیح کے کفارہ میں کہاں ہے

...جو گناہگار نہ تھا اور ذخیرہ نجات میں غنی جسکو اُس نے اپنے کفارہ سے پیدا کیا تھا۔

...ششم۔ خداوند تعالے نے اس نقشہ امتحان میں ہمکو یہ صورت دکھلائی ہے کہ امتحان اعمالی

...ایک ہی خطا پر ختم ہو جاتا تھا اور مہلت توبہ کی دیتا تھا وہ موقوف کیا گیا بوسیلہ کفارہ مسیح کے

...اب اس کے امتحان ایمانی قایم کیا گیا کہ جسمیں بہت سی فرصت توبہ کی ملسکتی ہے۔ پس جو

...اوند میں مقبول ہیں وہ بھی اس دنیا میں امتحان ایمانی سے بری نہیں ہوئے۔ لیکن اس کے

...کا دن نزدیک ہے اور جب وہ آئیگا تو اسوقت انسان کامل نجات کو دیکھیگا فی الحال اُس

...اطمینان ہی کو دیکھتا ہے جو صادق کے وعدہ پر کوئی منتظر تاج و تخت کا ہو۔ جناب جو فرماتے ہیں کہ

...کوئی ایسا شخص دکھلاؤ جو نجات یافتہ ہو اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نجات جناب کسی ایسی چیز کو کہتے

...ہیں جیسے بڑا ڈھیلا آنکھوں سے محسوس ہوتا ہے۔ مگر اطمینان کی تو یہ شکل نہیں بلکہ وہ شکل ہے کہ جیسے ایک

...لذت ذوقی کو بیان نہیں کر سکتی لیکن حقیقت میں اُس کو عزیز سمجھتی ہے۔

...ہفتم۔ جن امور کی بار بار کشش ہوتی ہے کہ آپ بموجب آیات انجیلی کے معجزہ دکھلاؤ ہمارا جواب یہ ہے

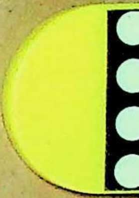
...ہم بار بار ان مقامات کی شرح حقیقی دکھلا چکے۔ اگر جناب پھر اسی سوال کا تکرار کریں اور ہماری شرح

...کا نقص دکھلا سکیں تو انصاف کس کے گھر کے آگے ماتم کر رہا ہے اسکو منصف طبع آپ پہچان لیں گے۔

...ہمارا سوال جہاں کا تہاں موجود ہے کہ رحم بلا مبادلہ ہرگز جائز نہیں۔

...دستخط بحروف انگریزی    دستخط بحروف انگریزی

...ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان    غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام



# روئداد جلسہ مباحثہ

## ۳۱ مئی ۱۸۹۳ء

مرزا صاحب نے ۶ بجے ۲ منٹ پر جواب لکھانا شروع کیا۔ اور ۷ بجے ۶ منٹ پر ختم کیا اور بعد مقابلہ بلند آواز سے سُنایا گیا۔

مسٹر عبداللہ آتھم صاحب نے ۷ بجے ۵۲ منٹ پر شروع کیا۔ اور ۸ بجے ۵۲ منٹ پر ختم کیا اور سُنایا گیا۔ مرزا صاحب نے ۹ بجے ۲۶ منٹ پر شروع کیا اور ۱۰ بجے ۲۶ منٹ پر ختم کیا اور بلند آواز سے سنایا گیا۔ بعد ازاں منیجر نیشنل پریس کی درخواست پیش ہوئی کہ اُسے مباحثہ چھاپنے کی اجازت دیجائے۔ قرار پایا کہ اُسے اجازت دیجائے اس شرط پر کہ وہ اسیطرح مباحثہ چھاپے جس طرح کہ منیجر ریاض ہند پریس چھاپ رہا ہے یعنے بلاکمی و بیشی فریقین کے تحریرین بالترتیب چھاپے۔ اس کے بعد تحریروں پر میر مجلسوں کے دستخط ہوئے اور جلسہ برخاست ہوا۔

دستخط بحروف انگریزی
غلام قادر فصیح پریذیڈنٹ
از جانب
اہل اسلام

دستخط بحروف انگریزی
ہنری مارٹن کلارک پریذیڈنٹ
از جانب
عیسائی صاحبان

مطبوعہ ریاض ہند امرتسر

# بیان حضرت مرزا صاحب

۳۱ مئی ۱۸۹۳ء

ڈپٹی صاحب کا کل کا سوال جو ہے کہ رحم بلا مبادلہ ہرگز جائز نہیں آج کسیقدر اسکا تفصیل سے جواب لکھا جاتا ہے واضح ہو کہ رحم بلا مبادلہ میں عیسائی صاحبوں کا یہ اصول ہے کہ خدا تعالے میں صفت عدل کی بھی ہے اور رحم کی بھی صفت عدل کی یہ چاہتی ہے کہ کسی گناہگار کو بغیر سزا کے نہ چھوڑا جائے اور صفت رحم کی یہ چاہتی ہے کہ سزا سے بچایا جائے اور چونکہ عدل کی صفت رحم کرنے سے روکتی ہے اس لئے رحم بلا مبادلہ جائز نہیں۔

اور مسلمانوں کا یہ اصول ہے کہ رحم کی صفت عام اور اول مرتبہ پر ہے جو صفت عدل پر سبقت رکھتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے قال عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیء س ۹ ر ۹ پس اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت عام اور وسیع ہے اور غضب یعنے صفت عدل بعد کسی خصوصیت کے پیدا ہوتی ہے یعنی یہ صفت قانون الٰہی سے تجاوز کرنے کے بعد اپنا حق پیدا کرتی ہے اور اس کے لئے ضرور ہے کہ اول قانون الٰہی ہو اور قانون الٰہی کی خلاف ورزی سے گناہ پیدا ہو اور پھر یہ صفت ظہور میں آتی ہے اور اپنا تقاضا پورا کرنا چاہتی ہے اور جبتک قانون نہ ہو یا قانون کی خلاف ورزی سے گناہ پیدا نہ ہو مثلاً کوئی شخص قانون الٰہی کے سمجھنے کے قابل نہ ہو جیسے بچہ ہو یا دیوانہ ہو یا قسم حیوانات سے ہو اسوقت تک یہ صفت ظہور میں نہیں آتی ہاں خدا تعالے اپنی مالکیت کیوجہ سے جو چاہے سو کرے کیونکہ اس کا اپنی ہر ایک مخلوق پر حق پہنچتا ہے تو اب اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ عدل کو رحم کے ساتھ کچھ بھی علاقہ نہیں رحم تو اللہ تعالی کی ازلی اور اول مرتبہ کی صفت ہے جیسا کہ حضرات عیسائی صاحبان بھی اسبات کا اقرار رکھتے ہیں کہ خدا محبت ہے کبھی یہ نہیں لکھا کہ خدا غضب ہے یعنے عدل ہے اور غضب کا لفظ عدل کے لفظ سے اس لئے مترادف

اور یہ معنی ہے کہ خدا تعالےٰ کا غضب انسانوں کے غضب کا سا نہیں۔ کہ بلا
وجہ اور یا چڑنے کے طور پر ظہور میں آجائے بلکہ وہ ٹھیک ٹھیک عدل کے موقعہ پر
ظہور میں آتا ہے اب یہ دوسرا سوال ہے کہ جو شخص قانون الٰہی کی خلاف ورزی
کرے اسکی نسبت کیا حکم ہے تو اسکا یہی جواب ہوگا کہ اس قانون کی شرائط کے مطابق
عمل کیا جاویگا رحم کو اس جگہ کچھ تعلق نہیں ہوگا یعنے رحم بلا مبادلہ کے مسئلہ کو اس جگہ
کچھ تعلق نہیں ہوگا کیونکہ گناہ کی فلاسفی یہی ہے کہ وہ قانون الٰہی کے توڑنے سے پیدا
ہوتا ہے پس ضرور ہوا کہ پہلے قانون موجود ہو مگر قانون تو کسی خاص زمانہ میں موجود ہوا تھا
اس لئے خدا تعالےٰ کا عدل اس کے رحم کے دوش بدوش نہیں ہوسکتا بلکہ اسوقت پیدا
ہوتا ہے کہ جب قانون نفاذ پاکر اور پھر پہنچکر اوسکی خلاف ورزی کیجائے پس واضع قانون
کو یہ عام اختیار رہے کہ جسطرح چاہے اپنے قانون کی خلاف ورزی کی سزائیں مقرر کرے اور پھر
اُن سزاؤں کے معاف کرنے کے لئے اپنی مرضی کے مطابق شرائط اور حدود ٹھہرا دے
لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ اب یہ مسئلہ رحم بلا مبادلہ کی مزاحمت سے اور صورت میں ہوکر بالکل
صاف ہے ہاں یہ دیکھنا ابھی باقی ہے کہ جو سزائیں مقرر کیگئی ہیں یا طریق معافی کے مقرر
کئے گئے ہیں یہ کس مذہب کی کتاب میں انسب و اولی اور قرین بانصاف ہیں۔ اور
اس خوبی کے دیکھنے کے لئے رحم کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہوگا۔ کیونکہ ابھی ہم ثابت
کر چکے ہیں کہ رحم اصلی اور عام اور مقدم صفت ہے پس جسقدر کسی مذہب کا طریق
سزا اور طریق معافی رحم کے قریب قریب واقع ہوگا وہ انسب اور اولے مذہب سمجھا
جاے گا کیونکہ سزادہی کے اصول اور قوانین میں حد سے زیادہ تشدد کرنا اور ایسی
ایسی پابندیاں لگا دینا جو خود رحم کے برخلاف ہیں خدا تعالیٰ کی صفات مقدسہ سے
بہت دور ہیں سو اب منصف لوگ دیکھ لیں کہ قرآن کریم نے معافی کا کیا طریق ٹھہرایا
اور انجیل شریف کی رو سے معافی کا کیا طریق بیان کیا جاتا ہے سو واضح ہو کہ قرآن کریم
کی ہدایتیں کسی شخص کے معافی کے لئے کوئی بیجا تشدد اور کوئی اصول جو ظلم
تک منجر ہو۔ باین نہیں فرماتیں صرف اصلی اور طبعی طور پر یہ فرماتے ہیں کہ جو شخص

قانون الٰہی کے توڑنے سے کسی جرم کا ارتکاب کرے تو اس کے لئے یہ راہ کھلی ہے کہ وہ سچی توبہ کرے اور اُن قوانین کی صحت اور حقانیت پر ایمان لا کر پھر سر نو جد و جہد سے ان قوانین کا پابند ہو جاوے یہاں تک کہ ان کی راہ میں مرنے سے بھی دریغ نکرے ہاں یہ بھی لکھا ہے کہ شفاعت بھی مجرموں کے لئے فایدہ بخش ہے مگر خدا تعالےٰ کے اذن سے اور اعمال حسنہ بھی گناہوں کا تدارک کرتے ہیں اور ایمانی ترقی بھی اور نیز محبت اور عشق بھی گناہوں کے خس و خاشاک کو آگ کی طرح جلا دیتی ہے لیکن حضرات عیسائی صاحبوں کے اصول میں اول الدن ور دی یہ ہے کہ گناہوں کی معافی کے لئے ایک بیگناہ کا مصلوب ہونا لازمی اور ضروری سمجھا گیا ہے اب عقلمند منصف خود فیصلہ کر سکتے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک جھگڑے اور تنازعہ کے فیصلہ کے لئے خدا تعالےٰ کا قانون قدرت موجود ہے یہ قانون قدرت صاف شہادت دے رہا ہے کہ خدا تعالےٰ کا رحم بلا مبادلہ قدیم سے جاری ہے جسقدر خدا تعالےٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کر کے اور طرح طرح کی نعمتیں انسانوں کو بخشکر اپنا رحم ظاہر کیا ہے کیا اس سے کوئی انکار کر سکتا ہے جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے وان تعدو نعمت اللہ لا تحصوھا س ۱۳ ر ۱۷ :- یعنے اگر تم خدا تعالےٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ہرگز گن نہیں سکتے ایسا ہی اسکی رحیمیت یعنے کسی نیکی کے پاداش میں جزا دینا قانون قدرت سے صاف ثابت ہو رہا ہے کیونکہ جو شخص نیک راہوں پر چلتا ہے وہ انکا نتیجہ بھگت لیتا ہے ایسا ہی اسکی مالکیت بھی قانون قدرت کے رو سے ثابت ہو رہی ہے جیسا کہ پہلے کل بیان کیا تہا کہ ہزاروں جانور انسان کے فایدہ کے لئے ہلاک کئے جاتے ہیں - اور نیز توریت سے ثابت ہے کہ حضرت نوح کے طوفان میں بجز چند جانوروں کے باقی تمام حیوانات طوفان سے ہلاک کئے گئے - کیا انکا کوئی گناہ تہا کوئی نہ تہا صرف مالکیت کا تقاضا تہا - اور یہ بات کہ گناہ قانون سے پیدا ہوتا ہے یہ اس آیت سے صاف ثابت ہے والذین کفروا وکذبوا بآیاتنا اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون س ۱ ر ۴ یعنے جو لوگ ہمارے کتاب پہنچنے کے بعد کفر اختیار کریں اور تکذیب کریں وہ

جہنم میں گرائے جائیں گے اور پھر خدا تعالےٰ کا توبہ سے گناہ بخشنا اس آیت سے ثابت ہے غافر الذنب و قابل التوب س ۴۰ ر ۱ اور خدا تعالےٰ کی رحمانیت اور رحیمیت اور مالکیت ان آیات سے ثابت ہے الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین

اور بقیہ جوابات ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب کا ذیل میں لکھتا ہوں آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح کی روح مخلوق تھی اور جسم بھی مخلوق تھا اور خدا تعالےٰ اس طرح ان سے تعلق رکھتا تھا جیسا کہ وہ ہر جگہہ موجود ہے یہ فرمانا ڈپٹی صاحب کا مجھے سمجھ نہیں آتا جبکہ حضرت مسیح نرے انسان ہی تھے اور انمیں کچھ بھی نہیں تھا تو پھر خدا تعالےٰ کا تعلق اور خدا تعالےٰ کا موجود ہونا ہر ایک جگہہ پایا جاتا ہے پھر باوجود اس کے آپ اسبات پر زور دیتے ہیں کہ حضرت مسیح مظہر اللہ ہیں میں سوچتا ہوں کہ یہ مظہر اللہ کیسے ہوئے اس سے تو لازم آیا کہ ہر ایک چیز مظہر اللہ ہے پھر میرا یہ سوال ہے کہ کیا یہ مظہر اللہ ہونا روح القدس کے نازل ہونے سے پہلے ہوا یا روح القدس کے پیچھے ہوا اگر پیچھے ہوا تو پھر آپ کی کنف ہے لہذا اسمیں ون کیونکر ہو میرا جواب ہے کہ بیٹا یعنے حضرت عیسیٰ کا اقنوم مجسم ہونا ثابت ہے کیونکہ لکہا ہے کہ کلام مجسم ہوا اور روح القدس بھی مجسم تھا کیونکہ لکھا ہے کہ کبوتر کی شکل میں اترا اور آپکا خدا بھی مجسم ہے کیونکہ یعقوب سے کشتی کری اور دیکھا بھی گیا اور بیٹا اس کے دہنے ہاتھ جا بیٹھا۔

پھر آپ اپنی کثرت فی الوحدت کا ذکر کرتے ہیں مگر مجھے سمجھ نہیں آتا۔ کہ کثرت حقیقی اور وحدت حقیقی کیونکر ایک جگہہ جمع ہو سکتے ہیں اور ایک کو اعتباری ٹھیرانا آپکا مذہب نہیں اسجگہہ میں یہ بھی پوچھتا ہوں کہ حضرت مسیح جو مظہر اللہ ٹھیرائے گئے وہ ابتدا سے اخیر وقت تک مظہر اللہ تھے اور دوامی طور پر انمیں مظہریت پائی جاتی تھی یا اتفاقی اور کبھی کبھی اگر دائمی تھی تو پھر آپکو ثابت کرنا پڑیگا کہ حضرت مسیح کا عالم الغیب ہونا اور قادر وغیرہ کی صفات انمیں پائے جانا یہ دائمی طور پر تھا حالانکہ انجیل شریف اسکی تکذیب ہے مجھے بار بار بیان کرنے کی حاجت نہیں۔

اس جگہہ یہ بھی مجھے پوچھنا پڑا کہ جس حالت میں تنزل آپکے حضرت مسیح میں دو روحیں

نہیں صرف ایک روح ہے جو انسان کی روح ہے جسمیں الوہیت کی ذرہ بھی آمیزش
نہیں ہاں جیسے خدا تعالے ہر جگہہ موجود ہے اور جیسے کہ لکھا ہے کہ یوسف ملاکی کی
روح بھی حضرت مسیح کے ساتھ بھی موجود ہے تو پھر حضرت مسیح اپنی ماہیت ذاتی کے
لحاظ سے کیونکر دوسرے اقنوم ٹھہرے اور یہ بھی دریافت طلب ہے کہ حضرت مسیح
کا آپ صاحبونکی نظر میں دوسرا اقنوم ہونا یہ دوری ہے یا دائمی پھر آپ فرماتے ہیں کہ وہ
یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تم انتقام نہ لو میں تعجب کرتا ہوں کہ انتقامی شریعت یعنے
توریت تو خود آپکی مسلمات میں سے ہے پھر کیونکر آپ انتقام سے گریز کرتے ہیں اور اسبات
کا بھی ابھی تک آپ کے منہ سے جواب نہیں ملا کہ جبکہ اسحالت میں تین اقنوم صفات
کاملہ میں برابر درجہ کے ہیں تو ایک کامل اقنوم کے موجود ہونیکے ساتھ جو جمیع صفات
کاملہ پر محیط ہے اور کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں کیوں دوسرے اقنوموں کی ضرورت ہے
اور پھر ان کاملوں کے ملنے کے بعد یا ملنے کے لحاظ سے جو اجتماعی حالت کا ایک ضروری
نتیجہ ہونا چاہئیے وہ کیوں اس جگہہ پیدا نہیں ہوا یعنے یہ کیا سبب ہے کہ باوجودیکہ ہر ایک
اقنوم تمام کمالات مطلوبہ الوہیت کا جامع تھا پھر ان تینوں جامعوں کے اکٹھا ہونے
سے الوہیت میں کوئی زیادہ قوت اور طاقت نہ بڑھی اگر کوئی بڑھی ہے اور مثلاً پہلے
کامل تھی پھر ملنے سے یا ملنے کے لحاظ سے اکمل کہلاے یا مثلاً پہلے قادر تھی اور پھر ملنے
کے لحاظ سے اقدر نام رکھا گیا۔ یا پہلے خالق تھی اور پھر ملنے کے لحاظ سے خلاق یا اخلق
کہا گیا۔ تو براہ مہربانی اسکا کوئی ثبوت دینا چاہئیے آپ کثیف جسموں کی طرف تو ناحق
کھینچ کر لے گئے یعنے تو ایک مثال دی تھی اور پھر وہ مثال بھی بفضلہ تعالے آپ ہی کی
کتابوں سے ثابت کر دکھائی اور آپکی یہ تمام بیانات بڑے افسوس کے لائق ہیں کیونکہ
ہماری شرط کے مطابق نہ آپ دعوے انجیل کے الفاظ سے پیش کرتے ہیں اور نہ دلائل
معقولی انجیل کے رو سے بیان فرماتے ہیں بھلا فرمائیے کہ رحم بلا مبادلہ کا لفظ انجیل
شریف میں کہاں لکھا ہے اور اس کے معنے خود حضرت مسیح کے فرمودہ سے کب اور کسوقت
آپنے بیان فرمائے ہیں اس عہد شکنی پر جسقدر اہل انصاف افسوس کریں وہ تھوڑا ہے

اور کل جو بیٹے پہر بلا مبادلہ کا ذکر کیا تہا اسکا بہی آپنے کوئی عمدہ جواب نہ دیا میرا مطلب
تو یہ تہا کہ اللہ تعالی کی صفت مالکیت بغیر دیکہنے گناہ کے بجائے خود کام کر رہی ہے
مثلاً انسان کے بچوں کو دیکہو کہ صدہا صعب اور شدید اور ہولناک بیماریاں ہوتی
ہیں اور بعض ایسے غربا اور مساکین کے گہر میں پیدا ہوتے ہیں کہ دانت نکلنے کو بہتا طرح طرح کے
فاقوں کو اُٹہانا پڑتا ہے پہر بڑے ہوئے تو کسی کے سائیس بنائے گئے اور دوسری
طرف ایک شخص کسی بادشاہ کے گہر میں پیدا ہوتا ہے پیدا ہوتے ہی غلام اور
کنیزکیں اور خادم دست بدست گود میں لئے پہرتے ہیں بڑا ہوکر تخت پر بیٹہ جاتا ہے
اسکا کیا سبب ہے۔ کیا مالکیت سبب ہے یا آپ تناسخ کے قائل ہیں پہر اگر مالکیت
ثابت ہے اور خدا تعالے پر کسی کا بہی حق نہیں تو اتنا جوش کیوں دکہلایا جاتا ہے پہر
آپ فرماتے ہیں کہ موسیٰ کی شفاعتیں حقیقی شفاعتیں نہیں تہیں بلکہ انپر مواخذہ
قیامت کی پیچ لگی ہوئی تہی اور گو خدا تعالے نے سرسری طور پر گناہ بخشدئیے اور
کہدیا کہ بیٹے موسیٰ کی خاطر بخشدیئے لیکن اصل میں نہیں بخشے تہے پہر پکڑیگا
اور چڑ کرنے والوں کی طرح ناراض ہوکر جہنم میں ڈالیگا اس کا آپکے پاس کیا
ثبوت ہے براہ مہربانی وہ ثبوت پیش کریں مگر توریت کے حوالہ سے جہاں یہ لکہا ہو
کہ خدا تعالے فرماتا ہے اگرچہ میں نے آج اس نافرمانی کو بخشدیا مگر کل پہر میں مواخذہ
کروں گا اسکے آپکی تاویل منظور نہیں ہوگی اگر آپ سچ پر ہیں تو توریت کی آیت
پیش کریں کیونکہ توریت کے کسی مقامات میں جو ہم پیچہے سے لکہا دینگے یہی صاف
صاف لکہا ہے کہ خدا تعالے بعض نافرمانیوں کے وقت حضرت موسیٰ کی شفاعت
سے اُن نافرمانیوں سے درگذر کرتا رہا بلکہ بخشدیئے کے الفاظ موجود ہیں گنتی ۱۴/۱۹
و ۱۳/۱۴ استثنا ۹/۱۹ سے ۲۲ خروج ۸/۸ - پہر آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح کا دوسرے
گناہگاروں کے عوض میں مصلوب ہونا قانون قدرت کے مخالف نہیں ایک
شخص کا قرضہ دوسرا اپنی دولت سے ادا کر سکتا ہے یہ آپنے خوب ہی مثال دی ہے
پوچہا تو یہ گیا تہا کہ کیا ایک مجرم کے عوض میں دوسرا شخص سزایاب ہو سکتا ہے

اسکی نظیر دنیا میں کہاں ہے - آجکل انگریزی قوانین جو بڑی جستجو اور تحقیق اور رعایت انصاف سے بنائے جاتے ہیں کیا آپنے جو ایک مدت تک ایکسٹرا اسسٹنٹ رہ چکے ہیں تعزیرات ہند وغیرہ میں کوئی ایسی بھی دفعہ لکھی ہوئی پائی ہے کہ زید کے گناہ کرنے سے بکر کو سولی پر کھینچنا کافی ہے

(باقی آئندہ)

دستخط دستخط

بحروف انگریزی
غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ
از جانب
اہل اسلام

بحروف انگریزی
ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ
از جانب
عیسائی صاحبان

---

## بیان ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب

۱۳ مئی ۱۸۹۳ء

جناب کا یہ فرمانا کہ رحم اول اور فایق درجہ پر ہے برخلاف بداہت کے ہے کیونکہ بداہت یہ حکم کرتی ہے کہ کوئی صفت کسی دوسری صفت سے کم نہیں بجائے خود ہر ایک پورا مرتبہ رکھتی ہے۔ یہ جناب نے حق فرمایا ہے کہ جبتک قانون کسی تک نہ پہنچے وہ قانون شکن نہیں کہلا سکتا اور گناہ اسپر عاید نہیں ہوتا اسیواسطے وہ بچے جو ماہیت گناہ سے واقف نہیں اور دیوانہ مادرزاد گناہ نہیں کر سکتے۔ بلکہ اگر کوئی شخص ماہیت کسی گناہ کی نہ جانتا ہو اور وہ اس سے سرزد ہووے۔ مواخذہ عدل میں نہ آوے گا اور اس کا وہ فعل گناہ نہ تصور کیا جائیگا۔ خدا اپنی مالکیت کیوجہ سے خواص اپنی صفات کے برخلاف اگر کچھ مالکیت جتاوے تو سارا نقشہ اس کے قدوسی کا درہم

برہم ہو جاتا ہے لہذا یہ صحیح نہیں - کہ مالکیت کیوجہ سے جو چاہے سو کرے جتنی کہ ظلم تک - نیز عدل کو رحم سے اس طرح کا علاقہ تو نہیں کہ جو رحم ہے وہ عدل نہیں اور جو عدل ہے وہ رحم نہیں - لیکن یہ ہر دو صفات واحد و اقدس خدا کی ہیں - خدا غضب ہے یہ تو کلام الٰہی میں ہو نہیں سکتا مگر اس کو بھسم کرنے والی آگ ہی لکھا ہے جو گناہگاروں کو بھسم کرتی ہے استثنا $\frac{4}{24}$ قانون فعل مقنن ہے اور فعل ضرور ہے کہ اپنے فاعل سے بعد میں ہو لیکن عدل جو قانون بناتا ہے قانون جس کا فعل ہے ازلی و ابدی صفت ہے وہ عارضی طور سے پیدا نہیں ہوئی اور نہ وہ عارضی طرح سے جا سکتی ہے - اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ عدل اس کو کہا جائے کہ ہر جہ باقی رہجائے اور گنہگار رہا ہو جائے واضح رہے کہ دنیا کی عدالت عدالت نہیں مگر نظامت کا نام ہے کہ جس کا منشا یہ ہے کہ جرائم رو بتنزل رہیں نہ یہ کہ سزا کامل ہو جائے کیا ایک قاتل کو پھانسی دینے سے مقتول جی اٹھتا ہے - اور اگر قاتل کو پھانسی دیں گے تو مقتول کو اسے کیا ہے خداوند کی عدالت ایسی نہیں بلکہ یہ ہے کہ جبتک وہ ہر جہ گناہ واپس نہ ہو معاوضہ کی سزا سے بھی رہائی نہ ہووے -

دوم - جو آپ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم نے معافی کا کیا طریق ٹھہرایا ہے اول تو آپ کا یہ کہنا ہی جایز نہیں اس لئے کہ واحد خدا کی یہ ہر دو کلام ہو کر متباین طریقہ نہیں بتا سکتی - لا اعمال حسنہ ادائے قرضہ کی صورت ہیں کیونکہ یہ فرض عین ہے کہ ہم اعمال حسنہ کریں لیکن یہ بڑی ایک تعجب کی بات ہے کہ ادائے جزو کو کل پر حاوی تصور کر کے وہ قرضہ بیباق سمجھا جاوے جیسا کہ ایک شخص کو سو روپے کسی کے دینے ہیں اور اسمیں سے پچیس دے کر یہ کہے کہ تیرا حساب بیباق ہوا کوئی عقلمند اس امر کو مانے گا کہ ادائے جز کا حاوی یہ کل ہے لہذا اعمال حسنہ کا ذکر آپ تب تک نکریں جبتک آپ یہ نہ ثابت کر لیں کہ کوئی اعمال کے ذریعہ سب قرضہ ادا کر سکتا ہے یعنی بیگناہ مطلق رہ سکتا ہے - توبہ اور ایمان بیرونی پہانتک نجات کے ضرور ہیں جیسا کہ کوئی بغیر انکی نجات میں داخل نہیں ہو سکتا لیکن یہانتک اندرونہ شے کا نہیں ہو سکتا کیا اگر ہم ایک مکھی کو مار کر سو توبہ کریں وہ جی اٹھتی ہے

اور ایمان کی بابت میں اگر ہم ایمان لادیں کہ خدا ے قادر اسکو پہر چلا دے سکتا ہے
بہ کچہ امکان سے بڑہکر و قوعہ ہو جاتا ہے - محبت و عشق فرائض انسانی میں ہیں انکا ذکر
اعمال حسنہ میں آچکا - اور ضرور نہیں -

سوم - یہ آپ صریح غلط فرماتے ہیں کہ قانون قدرت خدا تعالی کا کہ رحم بلا مبادلہ قدیم سے
جاری ہے - ہماری فطرت میں اس امر کو صداقت ادلے کرکے ثبت کیا گیا ہے کہ جو کسی
کا کوئی ہرجہ کریگا اس کو معاوضہ اس کا دینا پڑیگا - مخلوق کا ہر زمان اطاعت اللہ کیواسطے
رکہا گیا ہے - اور وہ لغاوت میں اگر گناہ کے کٹے تو اسوقت کا ہرجہ اسکو بہرنا پڑے گا -
اور اس کا معاوضہ یہی ہے کہ رو با بدر وان سزا میں گرفتار رہے -

چہارم - مینے کل بھی عرض کیا تہا کہ دکھ تین قسم کے ہیں یعنے ایک وہ جسکو سزائیہ
کہتے ہیں - جس کے معنے معاوضہ ہرجانہ کے ہیں اور جسکی حد یہ ہے کہ جبتک وہ ہرجہ
ادا نہ ہو ہرجہ رساں کی رہائی بھی نہ ہو دوسری قسم مصنفل سکھ کی ہے جس سے میری مراد
یہ ہے کہ محتاج بالغیر علم کسی شے کا بغیر مقابلہ ضد اسکی کے - صاف نہیں پاتا - جیسا کہ
اندہا او رزاد سفیدی کو تو نہیں جانتا - مگر تاریکی کو بھی بخوبی نہیں پہچانتا - گو وہ ہمیشہ
اس کے سامنے ہے - ایسا ہی اگر آدمی کو بہشت میں بہیجا جائے اور مقابلہ کے واسطے
اسنے کبھی دکھ نہ دیکہا ہو تو بہشت کی قدر و عافیت نہیں جانتا تیسرا دکھ امتحان کا
ہے یعنے اعمال بالقوہ کو بفعل لوانے کے واسطے باختیار اس شخص کے کہ جس کے وہ فعل
ہیں ضرور ہے کہ اسکو ایسی دو شے کے درمیان رکہا جائے جو مساوی بکدگر ہوں و
ضد فی الحاصل در آن واحد ہوں کہ جنمیں سے احدی کا رد یا قبول کرنا بغیر توڑ اور
دکھ کے نہیں ہوسکتا - اگر یہ تین اقسام صحیح ہیں تو آپکا کیا حق ہے کہ جو جاندار دنیا
میں دکھ پاتے ہیں انکو دکھہ کو سزائیہ ہی قرار دیں -

پنجم - جناب کا اس امر کا نہ سمجہنا کہ مسیح میں خصوصیت ظہور کی کیا ہے جبکہ ہر شے
مظہر الہی ہے اسکا جواب عرض کرتا ہوں - کہ خصوصیت یہ ہے کہ مسیح کے علاقہ سے
اللہ تعالے نے کفارہ کا کام پورا کرایا خدا تعالے دکھ اٹھانے سے بری مطلق ہے

مخلوق سب کا بوجھ اٹھا کہ باقی نہیں رہ سکتا یہاں پر خدا تعالیٰ نے یہ کیا کہ پاک انسان نے
سب بوجھ اپنے سر پر اٹھایا اور اقنوم ثانی الوہیت کے لئے اسکو اٹھوایا اور یوں وہ دکھ
پناہ ہوا کیونکہ اس موقعہ پر مقابلہ وہ بدوان نہ اکا ساتھ ازلی وابدی اقنوم ثانی کے سوا
خصوصیت مظہریت کی اور کہاں ہے ۔ آپ ہی اسکو دکھا دیں اور اس خصوصیت کو مسیح
میں ہماری زبانی آپ قبول نہ کریں مگر تا وقتیکہ بائبل کو آپ رد نکریں تو آپکا حق نہیں
کہ اسپر عذر کریں کہ کیا مسیح کا معجزہ ہی پیدا ہونا مارا جانا جی اٹھنا اور صعود کرنا آسمان پر ۔ انکی
ہی کچھ معنے ہیں یا نہیں جناب بھی فرماویں اور جبکہ لکھا ہے کہ خون بہانے بدون نجات
نہیں عبرانی ۹/۲۲ واحبار ۱۷/۱۱ اور کہ ساری قربانیاں توریت کی اسی پر ایما کرتی ہیں اور پھر
لکھا ہے کہ آسمان کے نیچے دوسرا نام نہیں دیا گیا جس سے نجات ہو اعمال ۴/۱۲ ان سب باتوں
کے جناب کچھ معنے فرماویں اور ایسی ہی سرسری بے جواب گذر نہ فرماویں ۔

ششم جناب جو پوچھتے ہیں کہ مظہر اللہ مسیح بعد نزول روح القدس کے ہوئی یا ابتدا سے
ہمارا اس جگہہ پر جواب قیاسی ہے روح القدس کے نازل ہونے کے وقت ہوئی کلام الٰہی
میں اس کا وقت کوئی معین نہیں ہوا خصوصیت کا انحصال آگے اور پیچھے مظہر اللہ ہونے
پر کیا ہے جناب نے اس امر کو مشرح نہیں فرمایا ۔ اسی لئے ہم اور زیادہ جواب نہیں دے سکتے ۔

ہفتم ۔ اگرچہ ہر سہ اقانیم کا مجسم ہونا آپ نے بہت صحیح نہیں فرمایا لیکن تاہم مجسم ہونے سے
وہ وزنی ہو جاتے ہیں جیسا کہ آپنے یہ کہا ہے کہ برائے مثال ہر ایک تین تین سیر کا اقنوم
ہو تو جملہ اس کا نو سیر ہوتا ہے ۔

ہشتم ۔ توحید فی التثلیث کی تعلیم میں ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ ایک ہی صورت میں
واحد اور ایک ہی صورت میں تثلیث ہے بلکہ ہمارا ماننا یہ ہے کہ ایک صورت میں ایک
اور دوسری صورت میں تین ہیں ۔ اور جب ہمنے عرض کیا کہ ان تین میں اس قسم کا
علاقہ ہے کہ جیسے بے نظیری بے حدی سے نکلکر زمان و مکان دوسرا نہیں چاہتے تاہم ان
دو صفات کی تعریف علیحدہ علیحدہ ہے اور یہ دونوں صفات ایک جیسی ہیں ایسا ہی [illegible]
کی صورت ہے کہ ایک قایم فی نفسہ ہے اور دو لازم ملزوم ساتھ اس ایک کے ۔ اس کے

سمجھنے کے واسطے آپ اس بیان پر بھی توجہ فرمادیں کہ اتقام جوئے وصلح جوئے شخص واحد سے آن واحد میں محال مطلق ہے حالانکہ اگر گناہگار کی مغفرت ہو تو یہہ سر دو یکبارگی چلتے ہیں اور ایک اقنوم سے یہ ادا نہیں ہوسکتی اس سے لازم آتا ہے کہ کم از کم دو اقانیم ہونے چاہئیں۔ دقت کم ہے بے نظیری کی ہم تعریف کچھہ کرنا چاہتے ہیں سب بے نظیری مطلق وہ شے ہے جو امکان تک نظیر کا مٹا دیوے اور یہ وہی کر سکتا ہے جو مکان گنجایش نظیر کا مٹا دیوے۔ اب خدا تعالے بے نظیر مطلق ہے پس ضرور ہے کہ وہ بے حد ہی ہو اور یہ بینظیری بے حدی سے نکلے بلا تفاوت زمان ومکان کے کثرت فی الوحدت کی مثالیں ہمارے پاس اور بھی معقول ہیں مگر صرف امکان دکھلانے والی اور کہ وقوعہ اس کا دکھلانا کلام الٰہی کا کام ہے جسکی آیات کا حوالہ ہم پہلے دے چکے ہیں چنانچہ ایک یہ ہے کہ دیکھو انسان نیک وبد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہوگیا۔ پیدایش ۳ ۲۲

(باقی آیندہ)

---

دستخط بحروف انگریزی
ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ
از جانب
عیسائی صاحبان

دستخط بحروف انگریزی
غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ
از جانب
اہل اسلام

# بیان حضرت مرزا صاحب

پہلے میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ ڈپٹی صاحب نے باوجود میرے بار بار کے یاد دلانے
کے کہ ہر ایک بات اور ہر ایک دعوے انجیل سے ہی پیش کرنا چاہیئے اور دلائل معقولی بھی
انجیل سے ہی کھلانی چاہیئے پھر بھی اس شرط کو ہر ایک محل میں چھوڑ دیا ہے اور ان کے بیانات
ایسی آزادی سے چلے جاتے ہیں کہ گویا وہ ایک نئی انجیل بنا رہے ہیں اب سوچنا چاہیئے
کہ انہوں نے میرے سوالات کا کیا جواب دیا پہلے تو میں نے یہ بطور شرط کے عرض کیا تھا کہ رحم
بلا مبادلہ کا لفظ انجیل میں کہاں ہے اور پھر اسکی معقولی طور پر حضرت مسیح سے تشریح اور
تفصیل کہاں ہے مگر آپ عمداً اس بات سے انکار کر گئے اس لئے میں ایسا خیال کرتا ہوں
کہ آپ بحیثیت ایک پابند انجیل کے بحث نہیں کرتے بلکہ ایک اہل الرائے کی طرح اپنے
خیالات پیش کر رہے ہیں آپ میرے اس بیان کو کہ رحم ظہور میں اول اور فائق درجہ پر ہے
قبل اس کے کہ اس کو سمجھیں قابل جرح قرار دیتے ہیں اگرچہ اسمیں کلام نہیں کہ خدا تعالیٰ
کی تمام صفات کاملہ ازلی و ابدی ہیں مگر اس عالم حادث میں ظہور کے وقت جیسا کہ موقعہ
ہوتا ہے ضرورت کے رو سے تاخیر و تقدیم ہو جاتی ہے اس بات کو کون شخص سمجھ نہیں سکتا
کہ باعتبار ظہور کے رحم پہلی مرتبہ پر ہے کیونکہ کسی کتاب کے نکلنے کا محتاج نہیں اور اسبات
کی حاجت نہیں رکھتا کہ تمام لوگ عقلمند اور فہیم ہی ہو جائیں بلکہ وہ رحم جیسا عقلمندوں پر
اپنا فیضان وارد کر رہا ہے ویسا ہی بچوں اور دیوانوں اور حیوانات پر بھی وہی
رحم کام کر رہا ہے لیکن عدل کے ظہور کا وقت گو عدل کی صفت قدیم ہے اسوقت
ہوتا ہے کہ جب قانون الٰہی نکل کر خلق اللہ پر اپنی حجت پوری کرے اور اپنا سچا قانون
ہونا اور منجانب اللہ ہونا ثابت کر دیوے پھر اس کے بعد جو شخص اسکی خلاف ورزی
کرے تو وہ پکڑا جائے گا یہی تو میرا سوال تھا کہ آپکا سوال رحم بلا مبادلہ کا تب ٹھیک
بیٹھتا ہے کہ ظہور رحم اور ظہور عدل کے دونوں وقت ایک ہی زمانہ میں سمجھے جائیں
اور انہیں ہر جگہ یہ ایک تلازم رکھا جائے لیکن ظاہر ہے کہ رحم کا دایرہ تو بہت وسیع

اور چھوڑا ہے اور وہ ابتدا سے جب سے دنیا ظہور میں آئی اپنی فیضان دکھلا رہا ہے پھر عدل کا رحم سے کیا تعلق ہوا اور ایک دوسرے کی مزاحمت کیونکر کر سکتے ہیں آپکے رحم بلا مبادلہ کا بجز اس کے میں کوئی اور خلاصہ نہیں سمجھتا کہ عدل سزا کو چاہتا ہے اور رحم عفو اور درگذر کو چاہتا ہے لیکن جبکہ رحم اور عدل اپنے مظہروں میں مساوی اور ایک درجہ کی نہ ٹھہرے اور یہ ثابت ہو گیا کہ خدا تعالے کے رحم نے کسیکی راستبازی کی ضرورت نہیں سمجھی اور ہر ایک نیکوکار اور بدکار پر اسکی رحمانیت قدیم سے انتہا والتی چلی آئی ہے تو پھر یہ کیونکر ثابت ہوا کہ خدا تعالے بدکاروں کو ایک ذرہ رحم کا مزہ چکھانا نہیں چاہتا کیا قانون قدرت جو ہمارے نظر کے سامنے پکار پکار کر شہادت نہیں دے رہا۔ کہ اس رحم کے لئے گناہ اور غفلت اور تقصیر واہی بطور روک کے نہیں ہو سکتی اور اگر ہو تو ایکدم بھی انسان کی زندگی مشکل ہے پھر جبکہ یہ سلسلہ رحم کا بغیر شرط راستبازی اور معصومیت اور نیکوکاری انسانوں کی دنیا میں پایا جاتا ہے اور صریح قانون قدرت اسکی گواہی دے رہا ہے تو پھر کیونکر اس سے انکار کر دیا جاوے اور اس نئی اور خلاف صحیفہ فطرت کے عقیدہ پر کیونکر ایمان لایا جاتا ہے کہ خدا تعالے کا رحم انسانوں کی راستبازی سے وابستہ ہے اللہ جلشانہ نے قرآن شریف کے کئی مقامات میں نظیر کے طور پر وہ آیات پیش کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کیونکر سلسلہ رحم کا نہایت وسیع دایرہ کے ساتھ تمام مخلوقات کو مستفیض کر رہا ہے چنانچہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے اللہ الذی خلق السموات والارض وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم وسخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہ وسخر لکم الانہار وسخر لکم الشمس والقمر دائبین وسخر لکم اللیل والنہار واتاکم من کل ما سالتموہ و ان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا س ۱۳ ر ۱۷ پھر فرماتا ہے والانعام خلقہا لکم فیہا دفء ومنافع ومنہا تاکلون اور پھر فرماتا ہے وھو الذی سخر البحر لتاکلوا منہ لحما طریا اور پھر فرماتا ہے واللہ انزل من السماء ماءً فاحیا بہ الارض بعد موتہا ان تمام آیات سے خدا تعالے نے اپنی کلام کریم میں صاف قانون قدرت کا ثبوت دیدیا ہے کہ اسکا رحم بلا شرط ہے

کسی کی راستبازی کی شرط نہیں ہاں جرائم کا سلسلہ قانون الٰہی کے نکلنے سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ آپ خود مانتے ہیں اور اسیوقت عدل کی صفت کی ظہور کا زمانہ آتا ہے۔ گو عدل ایک ازلی صفت ہے مگر آپ اگر ذرہ زیادہ غور کریں گے تو سمجھ جائیں گے کہ صفات کے ظہور میں حادثات کی رعایت سے ضرور تقدیم تاخیر ہوتی ہے پھر جبکہ گناہ اسوقت سے شروع ہوا کہ جب کتاب الٰہی نے دنیا میں نزول فرمایا اور پھر اسنے خوارق و نشانوں کی ساتھ اپنی سچائی بھی ثابت کی تو پھر رحم بلا مبادلہ کہاں رہا کیونکہ رحم کا سلسلہ تو پہلے ہی بغیر شرط کسیکی راستبازی کے جاری ہے اور جو گناہ خدا تعالے کی کتاب نے پیش کئے وہ مشروط بشرائط ہیں یعنے یہ کہ جس کو وہ احکام پہنچائے گئے ہیں اسپر وہ بطور حجت کے وارد ہوں اور وہ دیوانہ اور مجنوں بھی نہ ہو۔ اور مالکیت پر آپ یہ جرح فرماتے ہیں کہ اگر مالکیت کو تسلیم کیا جائے تو سارا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا ہے تو آپکو سوچنا چاہیئے کہ یہ کارخانہ اپنی مد کی ذیل میں چل رہا ہے پھر درہم برہم ہونے کے کیا معنے ہیں مثلاً جو شخص خدا تعالے کے قانون کی خلاف ورزی کرکے اس کے قانونی وعدہ کے موافق سزاوار کسی سزا کا ٹھہرتا ہے تو خدا تعالے کو مالک ہے کہ اسکو بخشدیوے لیکن بلحاظ اپنے وعدہ کے جبتک وہ شخص ان طریقوں سے اپنے تئیں قابل معافی نہ ٹھہراوے جو کتاب الٰہی مقرر کرتی ہے تب تک وہ مواخذہ سے بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ وعدہ ہو چکا ہے لیکن اگر کتاب الٰہی مثلاً نازل نہو یا کسی تک نہ پہنچے۔ یا مثلاً وہ بچہ اور دیوانہ ہو تو تب اس سے ساتھ جو معاملہ کیا جائے گا وہ مالکیت کا معاملہ ہوگا۔ اگر یہ نہیں تو پھر سخت اعتراض وارد ہوتا ہے کہ کیوں چھوٹے چھوٹے بچے مدتوں تک ہولناک دکھوں میں مبتلا رکھکر پھر ہلاک ہوتے ہیں اور کیوں کروڑہا حیوانات مارے جاتے ہیں ہمارے پاس بجز اس کے کوئی اور جواب بھی ہے کہ وہ مالک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ پھر آپ اپنے پہلے قول پر ضد کرکے فرماتے ہیں کہ دنیا میں جو کسی کی شفاعت سے گناہ بخشے جاتے ہیں وہ ایک انتظامی امر ہے افسوس کہ آپ اسوقت مقنن کیوں بن گئے اور توریت کی آیتوں کو کیوں منسوخ کرنے لگے اگر صرف انتظامی امر ہے اور حقیقت میں گناہ بخشے نہیں جاتے تو توریت میں اسکا

ثبوت دینا چاہیئے توریت صاف کہتی ہے کہ حضرت موسیٰ کی شفاعت سے کئی مرتبہ گناہ بخشے گئے۔ اور بائبل کے تقریباً کل صحیفے خداتعالے کے رحیم اور تواب ہونے پر ہمارے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں دیکھو یسعیاہ ۵۵/۷ یرمیاہ ۳/۱۲ تواریخ دوم ۷/۱۴ زبور چہارم ۳۲/۵ امثال ۲۸/۱۳ اسی طرح لوقا ۱۷/۳،۴ ولوقا ۱۵/۲۴ تک لوقا ۱۰/۲۵ و ۲۸ مرقس ۱۶/۱۶ اور پیدایش ۶/۵ و ۶ کتاب ایوب ۱/۱ حزقیل ۱۴/۱۱ دانیال ۶/۴ زبور ۱۳/۳۰ و ۴ و ۷ زبور ۷/۳۰ ۸ میکا ۷/۱۸

غرض کہاں تک لکھوں آپ ان کتابوں کو کھولکر پڑہیں اور دیکہیں کہ سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ رحم یا مبادلہ کی کچھہ ضرورت نہیں اور ہمیشہ سے خداتعالے مختلف ذریعہ سے رحم کرتا چلا آیا ہے پہر آپ فرماتے ہیں کہ توبہ اور ایمان باہر کے پہاٹک ہیں یعنے باوجود توبہ اور ایمان کے پہر بھی کفارہ کی ضرورت ہے یہہ آپکا صرف دعوے ہے جو ان تمام کتابوں سے مخالف ہے جن کے ہینے حوالہ دیدیئے۔ ہاں اسقدر سچ ہے کہ حضرت احدیت جلشانہ نے باوجود انسان کے خطاکار اور تقصیروار ہونے کے اپنے رحم کو کم نہیں کیا ایسا ہی وہ توبہ کے قبول کرنے کے وقت بھی وہی رحم مدنظر رکہتا ہے اور فضل کی راہ سے انسان کی بضاعت مزجاۃ کو کافی سمجھ کر قبول فرما لیتا ہے اسکی اس عادت کو اگر دوسرے لفظوں میں فضل کے ساتھ تعبیر کردیں اور یہہ کہدیں کہ نجات فضل سے ہی تو عین مناسب ہے کیونکہ جیسے ایک غریب اور عاجز انسان ایک پہول تحفہ کے طور پر بادشاہ کیخدمت میں لیجاوے اور وہ بادشاہ اپنی عنایات بے غایات سے اور اپنی حیثیت پر نظر کر کے اسکو وہ انعام دے جو پہول کی مقدار سے ہزارہا بلکہ کروڑہا درجہ بڑہکر ہے تو یہ کچھہ بعید بات نہیں ہے ایسا ہی خداتعالے کا معاملہ ہے وہ اپنے فضل کے ساتھ اپنی خدائی کے شان کے موافق ایک گدا ذلیل حقیر کو قبول کرلیتا ہے جیسا کہ دیکہا جاتا ہے کہ دعاؤں کا قبول ہونا بھی فضل ہی پر موقوف ہے جس سے بائبل بہری ہوئی ہے پہر آپ فرماتے ہیں کہ اگرچہ مسیح میں اور کچھہ بھی زیادتی نہیں صرف ایک انسان ہیں جیسے اور انسان ہیں اور خداتعالے وہی علاقہ عام طور کا اس سے رکھتا ہے جو اوروں سے رکھتا ہے

لیکن کفارہ سے اور مسیح کے آسمان پر جانے سے اور اس کے بے باپ پیدا ہونے سے اسکی
خصوصیت ثابت ہوتی ہے اس قول سے مجھے بڑا تعجب پیدا ہوا کیا دعووں کا پیش کرنا
آپ کی کچھ عادت ہے ہم لوگ کب اسبات کو مانتے ہیں کہ مسیح جی اُٹھا ہاں حضرت مسیح
کا وفات پاجانا قرآن شریف کے کئی مقام میں ثابت ہے لیکن اگر جی اُٹھنے سے روحانی
زندگی مراد ہے تو اسطرح سے سارے نبی جیتے ہیں مردہ کون ہے کیا انجیل میں نہیں لکھا کہ
حواریوں نے حضرت موسیٰ اور الیاس کو دیکھا اور الیسا کہا کہ اے اُستاد اگر فرماویں تو آپ کی
لئے جدا خیمہ اور موسیٰ کے لئے جدا اور الیاس کے لیئے جدا کھڑا کیا جائے پھر اگر حضرت موسیٰ
مردہ تھے تو نظر کیوں آگئے کیا مردہ بھی حاضر ہو جایا کرتے ہیں پھر اسی انجیل میں لکھا ہوا ہے
کہ لعاذر مرنے کے بعد حضرت ابراہیم کی گود میں بٹھایا گیا اگر حضرت ابراہیم مردہ تھے تو کیا مردہ کی
گود میں بٹھایا گیا۔ واضح رہے کہ ہم حضرت مسیح کی اس زندگی کی خصوصیت کو ہرگز نہیں مانتے
بلکہ ہمارا یہہ مذہب موافق کتاب و سنت کی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حیات اقوی
اور اعلےٰ رکھتے ہیں اور کسی نبی کے ایسے اعلےٰ درجہ کی حیات نہیں ہے جیسے آنحضرت صلعم کی
چنانچہ بہتے کئی دفعہ آن حضرت صلعم کو اسی بیداری میں دیکھا ہے باتیں کی ہیں مسایل پوچھے ہیں
اگر حضرت مسیح زندہ ہیں تو کیا کبھی کسینے آپ لوگوں میں سے بیداری میں انکو دیکھا ہے پھر آپکا
یہ فرمانا کہ حضرت مسیح روح القدس کے نازل ہونے سے پہلے مظہر اللہ نہیں تھے یہ اقبالی ڈگری
ہے آپنے مان لیا ہے کہ تیس برس تک تو حضرت مسیح خالص انسان تھے مظہر وغیرہ نام و نشان نہ
تھا پھر تیس برس کے بعد جب روح القدس کبوتر کی شکل ہو کر انہیں اترا تو پھر مظہر اللہ بنے ہیں آج
اسوقت شکر گزار ہوں۔ آج کے دن ایک فتح عظیم ہمکو میسر آئی کہ آپنے خود اقرار کرلیا کہ تیس برس
تک حضرت مسیح مظہر اللہ ہونے سے بالکل بے بہرہ رہے نرے انسان تھے اب بعد اس کے یہہ
دعوے کرنا کہ پھر کبوتر اترنے کے بعد مظہر اللہ بن گئے یہ دعوے ناظرین کی توجہ کے لایق ہے کیونکہ
اگر روح القدس کا اترنا انسان کو خدا اور مظہر اللہ بنا دیتا ہے تو حضرت یحیےٰ اور حضرت زکریا۔
حضرت یوسف حضرت یشوع بن نون اور کل حواری خدا ٹھہر جائیں گے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ

کیا مجسم ہونے سے وزنی ہو سکتا ہے یہ عجب سوال ہے کیا آپ کوئی ایسا جسم پیش
کر سکتے ہیں کہ اس کو جسم تو کہا جائے مگر جسمانی لوازمات سے بالکل مبرا ہو مگر شکر ہے تو آپنے
مان لیا کہ آپ کے باپ اور بیٹا اور روح القدس تینوں مجسم ہیں پھر آپ فرماتے ہیں کہ کثرت
فی الوحدت اور وحدت میں کوئی تضاد نہیں ایک جگہہ پائی جاتی ہیں یعنے بلحاظ جہات
مختلفہ کے یہ آپکا خوب جواب ہے سوال تو یہ تھا کہ ان دونوں میں سے آپ حقیقی کس کو
مانتے ہیں آپنے اس کا کچھ بھی جواب نہ دیا پھر آپ دعوے کے طور پر فرماتے ہیں کہ آسمان
کے نیچے دوسرا نام نہیں جس سے نجات ہو اور نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیح گناہ سے پاک تھا
اور دوسرے نبی گناہ سے پاک نہیں مگر تعجب کہ حضرت مسیح نے کسی مقام میں نہیں فرمایا
کہ میں خداتعالے کے حضور میں ہر ایک قصور اور ہر ایک خطا سے پاک ہوں اور یہ کہنا حضرت مسیح
کا کہ کون تم میں سے مجھپر الزام لگا سکتا ہے یہ الگ بات ہے جسکا یہ مطلب ہے کہ تمہارے
مقابل پر اور تمہارے الزام سے میں مجرم اور مفتری نہیں ٹھہر سکتا لیکن خداتعالے کے حضور
میں حضرت مسیح صاف اپنی تقصیروار ہونے کا اقرار کرتے ہیں جیسا کہ متی باب ۱۹ سے ظاہر کہ انہوں نے اپنے نیک ہونیسے انکار
کیا پھر آپ فرماتے ہیں کہ قرآن اور انجیل دونوں کلام خدا ہو کر پھر دو مختلف طریقے نجات کے کیوں بیان کرتے ہیں اسکا جواب
یہ ہے کہ جو قرآن کی مخالف انجیل کی جو ایسے طریقہ بیان کیا جاتا ہے وہ صرف آپکا بنایا و خیال ہے اب تک آپنے ثابت کر کے
نہیں دکھلایا کہ حضرت مسیح کا قول ہی انجیل میں تو نہ بالصراحت بالفاظ کہیں تثلیث کا لفظ موجود ہے اور نہ رحم بلا مبادلہ کا قرآن
کریم کی تصدیق کیلئے وہ حوالجات کافی ہیں جو ابھی ہمنے پیش کئے ہیں جبکہ قرآن اور عہد عتیق اور جدید کی بہت سے اقوال بالاتفاق
آپکے کفارہ کی مخالف ٹھہرے ہیں تو کم سے کم آپکو یہ کہنا چاہئے کہ اس عقیدہ میں آپسے غلط فہمی ہو گئی ہے - کیونکہ ایک عبارت کے
معنے کرنے میں کبھی انسان دھوکہ بھی کھا جاتا ہے جیسا آپ فرماتے ہیں کہ آپکے بھائیوں رومن کیتھلک اور یونی ٹیرین نے انجیل کے
سمجھنے میں دھوکہ کھایا ہے اور وہ دونوں فریق آپکو دھوکہ پر سمجھتے ہیں پھر جب گھر میں ہی پھوٹ تو پھر آپکا اتفاقی مسئلہ
کو چھوڑ دینا اور اختلافی چیز کو پکڑ لینا کب جائز ہے - باقی آئندہ

دستخط بحروف انگریزی غلام قادر فصیح
پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام

دستخط بحروف انگریزی ہنری مارٹن کلارک پریذیڈنٹ
از جانب عیسائی صاحبان

# روئیداد جلسہ مباحثہ

## بکیم جون ۱۸۹۳ء

آج پھر جلسہ منعقد ہوا اور ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب نے ۶ بجے ۵۰ منٹ پر سوال لکھنا شروع کیا اور
بجے ۴۰ منٹ پر ختم کیا اور بلند آواز سے سنایا گیا۔ بعدہ مرزا صاحب نے ۸ بجے ایک منٹ پر جواب
لکھنا شروع کیا اور ۹ بجے ایک منٹ پر ختم کیا اور بلند آواز سے سنایا گیا بعد اس کے ڈپٹی صاحب
نے ۹ بجے ۷ منٹ پر شروع کیا اور ۱۰ بجے ۶ منٹ پر ختم کیا اور بلند آواز سے سنایا گیا بعد ازاں
تحریروں پر میر مجلس صاحبان کے دستخط ہو کر جلسہ برخاست ہوا۔

| | |
|---|---|
| دستخط بحروف انگریزی | دستخط بحروف انگریزی |
| ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ | غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ |
| ازجانب | ازجانب |
| عیسائی صاحبان | اہل اسلام |

مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر

# از جانب ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب

## یکم جون ۱۸۹۳ع

مینے کل کے بیانات فریق ثانی میں دو صدائیں عجیب و غریب سنی ہیں یعنے ایک یہ کہ گویا مینے ابھی کسی امر کا جواب نہیں دیا دوسرا یہ کہ گویا مینے اقبال کیا ہے کہ اقنوم ثانی الوہیت سے مسیح کی انسانیت تیس برس تک خالی رہی ہے اگر یہ غلط فہمی ہے تو ان دو امروں کی صلاح اس وقت میں کرتا ہوں پہلی غلطی کا میرا یہ جواب ہے کہ بعد طبع ہونے مباحثہ کل کے عام کے سامنے وہ رکھا جائیگا کہ منصف مزاج آپ ہی فیصلہ کرلیں کہ مینے جواب نہیں دیا یا کہ فریق ثانی نے جواب نہیں دیا دوسرے بارہ میں میرا جواب یہ تھا مسیحیت میں خصوصیت مظہریت کی نمودار اسوقت ہوئی کہ جب وہ بپتسما پاکر یردن میں سے نکلا اور جسوقت یہ صدا آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے میں اس سے راضی ہوں تم اسکی سنو۔ اسوقت سے وہ مسیح ہوا۔ پس اُن دونوں صداؤں کو میں مشابہ پہلے ڈھول یا پیچھے نقارہ کے قرار دیتا ہوں۔

دوم۔ فریق ثانی نے یقیناً میرے اس سوال کا جواب نہیں دیا کہ تقاضاے عدل الہی کیونکر پورا ہوا اور نہ اس کے عدل کا کچھہ لحاظ فرمایا۔ اسی لئے میں اس سوال پر اور کچھہ نہ کہتا ہوں نہ سنتا ہوں باقی سوال جو میرے ہیں انکو پیش کرتا ہوں۔ منجملہ اُن سوالوں کے پہلا سوال میرا یہہ ہے کہ جو یقولون هل لنا من الامر من شئ قل ان الامر کله لله کہتے ہیں کچھہ ہی کام ہے ہمارے ہاتھ تو کہہ کہ سب کام ہیں اللہ کے ہاتھ۔ انجیل میں ایسا تو لکھا ہے کہ پچھی دلیچ جس کا ترجمہ قریب قریب لفظ وسعت سے ہو سکتا ہے منجانب اللہ کے بخشے جاتے ہیں چنانچہ کسی کو ظرف یا عضو عزت کا بنایا گیا ہے۔ اور کسیکو ذلت کا۔ پھر کسیکو مخدوم ہونا بخشا گیا ہے۔ اور کسیکو خادم ہونا۔ لیکن جہنم کسیکو نصیب نہیں کیا گیا۔ اور نہ تباہ شدنی کسیکو ٹھیرایا گیا ہے اور پھر یہ بھی لکھا ہے کہ فرعون کو اسی لئے برپا ہونے دیا گیا۔ راصل لفظ ہی برپا کیا گیا۔ (مراد اسکی ہے برپا ہونے دیا گیا) تا کہ اسمیں جلال صفات الہی کا زیادہ ہو لیکن یہ نہیں لکھا کہ انسان کو کچھہ بھی اختیار نہیں

تاہم اس کے عملوں پر مواخذہ ہے۔ غرضکہ قرآن وانجیل کی تعلیم میں یہ فرق ہے کہ قرآن تو اختیار
انسانی کے منافی نص قطعیہ دیتا ہے اور انجیل پر ہی دلچوں ہیں اور بہ مضمونوں میں اختیار فعل
اختیاری انسان کا نقیض نہیں کرتی اور اگرچہ قرآن میں ساتھ جبر کے قدر بھی ہے لیکن یہ
دونوں باہم متفق نہیں ہو سکتے

تیسرا سوال ہمارا یہ ہے کہ جبکہ قرآن کی سورۃ توبہ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر
ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا
الجزیۃ عن ید وھم صاغرون رکوع ۴ میں یوں لکھا ہے کہ قتل کرو انکو جو اللہ اور دن قیامت
نہیں مانتے اور نہ حرام کرتے اس شے کو اپنے اوپر جسکو اللہ ورسول نے حرام کیا منجملہ ان
کے جو اہل کتاب ہیں جب تک دیتے رہیں جزیہ اپنے ہاتھوں سے اور ذلیل ہیں۔ اسمیں ایمان
بالجبر کا ہمارا الزام ہے۔ موسیٰ کے جہاد اور قسم کے تھے انمیں سے امان منحصر بر ایمان کوئی
دکھلا سکے گا اور یہاں آیت مذکورہ میں نہ دفعیہ کا جہاد ہے نہ انتقام کا جہاد نہ انتظام کا
جہاد بلکہ وہ جہاد ہے جو اصول قرآنی کو نہ مانے وہ مارا جائے۔ اسیکا نام ہے ایمان بالجبر
ہمارے مکرم سر سید احمد خان بہادر نے جہاد بالجبر کو نہیں مانا انکا فرمانا یہ ہے کہ یا تو
ایمان لاؤ یا جزیہ گذار ہو کر جیتے رہو۔ لیکن بابت تیسری شرط یعنی جزیہ کے ہمارا سوال ان سے یہ
ہے کہ متعلق اہل کتاب کے اس لفظ کو کیوں لکھا من الذین میں لفظ من کا فائدہ
ہے اور اہل کتاب کا لفظ سارے اس کے متن سے مستثنیٰ ہے پھر یہ کیا خوش فہمی نہیں
کہ اس تیسری شرط کو بھی عامہ قرار دیا جائے اور وہ صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ جملہ لا اکراہ
فی الدین سے سارا اعتراض ایمان بالجبر کا باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر ہم دکھلا سکیں کہ
قرآن میں یہ حکم بھی ہے کہ اے مسلمانو جب تمہارے سامنے کوئی سفید پوش آوے اور
السلام علیک کہے تو تم اس کے کپڑے اتار لینے کیواسطے یوں مت کہو کہ تو مکار ہے
حقیقت مسلمان نہیں خدا تمکو دولت اور طرح سے بہت دیدے گا۔ تو کیا یہ اکراہ نہیں کہ
ان مکاری اسکے کپڑے اتار لیویں اور کیا یہ پالیسی کے برخلاف نہیں۔ جو ترقی دین کو

روک دنیا ہے علی ہذالقیاس اور بھی چند شق اس امر کے ہیں جو سمت مخالف سے پیش ہو سکتے ہیں جن کے پیش ہونے پر ہم اسکا جواب دیں گے۔

سوم ۔ نمونہ تعلیمات قرآن کا تو یہ ہے جو اوپر عرض ہوا نسبت معجزات کا خفیف سا پردہ بھی کچھ نہیں جو کچھہ دہوکہا دیسکے چنانچہ محمد صاحب حاجت معجزہ ہونیکا انکار مطلق ہے۔

بعض محمدی صاحبان فاتو بسورۃ من مثلہ میں ایک بڑا معجزہ فصاحت و بلاغت کا بیان کرتے ہیں مگر کس امر میں مثال طلب کیجاتی ہے اس آیتہ میں اس کا ذکر کچھہ نہیں فصاحت و بلاغت کی دعوی کا قرآن میں کہیں لفظ تک نہیں۔ غالباً مراد قرآنی اس دعوے میں یہہ ہے کہ از انجا قرآن خلاصہ کتب انبیا سلف کا ہے جنکو خدا کے سوا کوئی مخلوق نہیں بنا سکتا تہا۔ لہذا وہ بھی یعنی قرآن بےمثل ہے یعنے اسمیں تقدس تعلیمات کا دعوے ہے فصاحت بلاغت کا نہیں بلکہ برخلاف فصاحت و بلاغت کے قرآن میں یوں بہی لکھا ہے کہ وہ آسان کیا گیا عربی زبان میں واسطے اہل عرب کے۔ اور جو فصاحت بلاغت جدید مطلق ہووے تو وہ محتاج تلقین کی ہوجاتی ہے اور آسانی کے برخلاف۔ آسان نہیں رہتے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ بروے قرآن محمد صاحب اُمی محض نہ تہے بلکہ قرآن میں یوں لکھا ہے کہ جو اہل کتاب نہیں وہ اُمی ہے۔ اور فی الواقع علم عبرانی اور یونانی کا آنجناب کو حاصل نہیں معلوم ہوتا۔ نیز یہ بہی یاد رہے کہ لفظ کتاب کا باصطلاح قرآنی علی العموم بمعنے کتاب الہامی کے ہے۔ کتاب دنیاوی نہیں

چوتھا جناب نے میرے کل کے ایک سوال کا جواب پورا نہیں دیا جسمیں میرا استفسار تہا کہ مسیح کی پیدایش معجزہ ہی تہی یا نہیں یعنے باپ اسکا نہیں تہا یا تہا۔ فرشتہ خاصکر جبرئیل مریم انکی والدہ کے پاس خوشخبری لائے تہے یا نہیں۔ اور وہ جو جناب اپنی روایت کا ذکر فرماتے ہیں کہ محمد صاحب سے وہ ہمکلام ہوگئے آئے ہیں ہمارے نزدیک اس کا ثبوت جناب کے پیشوا کے معراج سے کچھہ زیادہ نہیں معلوم ہوتا۔

نیز یہ بھی ہمارا استفسار ہے کہ جناب یونی ٹیرین اور رومن کیتھلک کو ہمارے اوپر حجت کیوں بناتے ہیں وہ مسیحی تو کہلاتے ہیں مگر ہم انکو بمعنے مسیحی کہتے ہیں ہمارے ایچ نشب

ڈپٹی صاحب نے جب حلقہ اس طرح کا کھینچا کہ وہ مسیح کہاں تک موثر ہے تو انہوں نے تو اہل اسلام کو بھی مسیحوں میں گنا ہے اور وہاں اس کے قرآن سے دیئے ہیں لیکن ہم ان کو مسیح مسیحی نہیں مان سکتے۔

{باقی آئندہ}

دستخط بحروف انگریزی
ہنری مارٹن کلارک
پریزیڈنٹ
از جانب عیسائی صاحبان

دستخط بحروف انگریزی
غلام قادر فصیح
پریزیڈنٹ
از جانب اہل اسلام

# بیان حضرت مرزا صاحب

## یکم جون ۱۸۹۳ء

ڈپٹی صاحب اول یہ فرماتے ہیں کہ بیٹے اسبات کا اقبال نہیں کیا کہ اقنوم ثانی یعنے حضرت مسیح تیس برس تک مظہر اللہ ہونے سے خالی رہے اس کے جواب میں صرف ڈپٹی صاحب موصوف کی عبارت مرقومہ ۳۱ رمئی ۱۸۹۳ء کو سامنے رکھدینا کافی ہے اور وہ یہ ہے

"سشتم۔ جناب جو پوچھتے ہیں کہ مظہر اللہ مسیح بعد نزول روح القدس کے ہوئے یا پہلے اسکی ہمارا اسکے بیہ جواب قیاسی ہے کہ روح القدس کے نازل ہونے کے وقت ہوئے اب سوچنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ کیا اس عبارت کے بجز اس کے کوئی اور بھی معنے ہو سکتے ہیں کہ حضرت مسیح روح القدس کے نازل ہونے سے پہلے جو کبوتر کی شکل میں اپر نازل ہوا مظہر اللہ نہیں تھے پیچھے سے مظہر اللہ بنے پھر جب مظہر اللہ کی مطلق نفی بغیر کسی استثنا کے ڈپٹی صاحب موصوف نے کردی تو کیا بجز اس کے کوئی اور بھی معنے ہو سکتے ہیں کہ حضرت مسیح کبوتر نازل ہونے سے پہلے صرف انسان تھے کیونکہ مظہر اللہ کا لفظ کسی تقسیم اور تجزیہ کے قابل نہیں اور انکی عبارت سے ہرگز یہ

نکلتا نہیں کہ مخفی طور پر پہلے مظہر اللہ تھے اور پھر علانیہ طور پر ہوگئے وہ تو صاف فرماتے ہیں کہ بعد
روح القدس کے مظہر اللہ ہوئے اب یہ دوسرا بیان پہلے بیان کی تفسیر نہیں ہے بلکہ صریح اسکے
مخالف اور اسکا ضد پڑا ہوا ہے اور اقرار کے بعد انکار کرنا انصاف پسندوں کا کام نہیں بلاشبہ
وہ اقرار کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح ۳۰ تیس برس تک مظہر اللہ ہونے سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب
تھے کیونکہ ہمارا سوال تھا کہ روح القدس کے نازل ہونے سے پہلے مظہر اللہ تھے یا بعد اس کے
ہوئے تو آپ نے قطعی طور پر بعد کو اختیار کیا اور صاف طور پر اقرار کر لیا کہ بعد میں مظہر اللہ بنے اب اسپر
زیادہ بحث کی ضرورت نہیں جب عام میں یہ سوال پھیلیگا اور پبلک کے سامنے آئے گا تو خود
لوگ سمجھ لینگے کہ ڈپٹی صاحب نے یہ اقرار کے بعد انکار کیا ہے یا کوئی اور صورت ہے اور اب وہ
بھی بھی اقرار کرتے ہیں کہ اسبارہ میں جو کچھ ہمنے کہنا تھا وہ کہدیا۔ بعد اس کے کچھ نہیں کہیں گے
مگر افسوس کہ انہوں نے یہ طرز حق پرستوں کے اختیار نہیں کی۔

معلوم ہوتا ہے کہ انکو دوسرونکی تحریک اور نکتہ چینی سے بعد میں فکر پڑی کہ ہمارے اس قول سے
مسیح کا انسان ہونا اور مظہر اللہ سے تیس برس تک خالی ہونا ثابت ہوگیا تو پھر اس مصیبت پیش
آمدہ کیوجہ سے آج انہوں نے یہ تاویل رکیک پیش کی مگر درحقیقت یہ تاویل نہیں بلکہ صاف
صاف اور کھلے کھلے لفظوں میں انکار ہے پھر بعد اس کے ڈپٹی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ میرے
سوال کا جواب نہیں آیا یعنے تقاضاے عدل کیونکر پورا ہو حالانکہ کل کے بیان میں صاف لکھا
دیا تھا کہ آپکا یہ دعوے کہ رحم اور عدل دونوں دوش بدوش اور خدا تعالے کے لئے ایک ہی وقت
میں لازم پڑے ہوئے ہیں یہ غلط خیال ہے پھر مکرر کچھہ لکھتا ہوں کہ رحم قانون قدرت کی
شہادت سے اول مرتبہ پر ہے اور دائمی اور عام معلوم ہوتا ہے لیکن عدل کی حقیقت قانون الہی
کے نازل ہونے کے بعد اور وعدہ کے بعد متحقق ہوتی ہے یعنے وعدہ کے پہلے عدل کچھہ بھی چیز
نہیں اسوقت تک مالکیت کام کرتی ہے اگر وعدہ سے پہلے عدل کچھہ چیز ہے تو ڈپٹی صاحب ہمارے
کل کے سوال کا ذرہ متنبہ ہوکر جواب دیویں کہ ہزاروں انسانوں کے بچے اور پرند اور چرند اور کیڑے
مکوڑے بیوجہ ہلاک کئے جاتے ہیں وہ باوجود عدل کے دائمی صفت کے کیون کئے جاتے ہیں

اور بموجب آپکے قاعدہ کے کیوں عدل ان کے متعلق نہیں کیا جاتا ہے اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالے
پر کسی چیز کا حق نہیں ہے انسان اپنے حق سے بہشت کو بھی نہیں پا سکتا ہے مگر وعدہ کے پیرایہ
شروع ہوتا ہے جب کتاب الٰہی نازل ہو چکتی ہے اور اسمیں وعدہ بھی ہوتے ہیں اور وعید
بھی ہوتے ہیں تو اللہ تعالے اپنے وعدہ وعید کی رعایت سے ہر ایک نیک و بد سے معاملہ کرتا ہے
اور جبکہ عدل فی ذاتہ کچھ بھی چیز نہیں بلکہ وعدہ وعید پر تمام مدار ہے اور خدا تعالے کے مقابل
پر کسی چیز کا کوئی بھی حق نہیں تو پھر عدل کیونکر رکھا جاوے عدل کا مفہوم ضرور اسبات کو چاہتا
ہے کہ اول جانبین میں حقوق قرار دیئے جائیں لیکن مخلوق کا خدا تعالے پر جسنے عدم محض سے
اس کو پیدا کیا کوئی حق نہیں ورنہ ایک کتا مثلاً کہہ سکتا ہے کہ مجھکو بیل کیوں نہیں بنایا اور
بیل کہہ سکتا ہے کہ مجھکو انسان کیوں نہیں بنایا اور چونکہ یہ جانور اسی دنیا میں جہنم کا نمونہ بھگت
رہے ہیں اگر عدل خدا تعالے پر لازمی صفت ٹھہرائی جائے تو ایسا سخت اعتراض ہوگا کہ
جسکا جواب آپ سے کسی طور پر نہیں پڑے گا پھر آپنے جبر قدر کا اعتراض پیش کیا ہے اور فرماتے
ہیں کہ قرآن سے جبر ثابت ہوتا ہے اس کے جواب میں واضح ہو کہ شاید آپکی نظر سے یہ آیات
نہیں گذریں جو انسان کے کسب و اختیار پر صریح دلالت کرتی ہیں اور یہہ ہیں۔
وان لیس للانسان الا ما سعیٰ پ ۲۷ ر ۳۔ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جو سعی کرتا ہے جو سعی
کوشش کی ہو یعنے عمل کرنا اجر پانے کے لئے ضروری ہے پھر فرماتا ہے ولو یؤاخذ اللہ الناس
بما کسبوا ما ترک علی ظہرہا من دابۃ پ ۲۲ ر ۵ یعنے خدا اگر لوگوں کے اعمال پر جو اپنے اختیار سے
کرتے ہیں انکو پکڑتا تو کوئی زمین پر چلنے والا نہ چھوڑتا اور پھر فرماتا ہے لہا ما کسبت وعلیہا
ما اکتسبت پ ۳ ر ۷ اس کے لئے جو اسنے اچھے کام کئے اور اسپر جو اسنے بُرے کام کئے
پھر فرماتا ہے من عمل صالحاً فلنفسہ پ ۲۴ ر ۶ جو شخص اچھا کام کرے سو اس کیلئے
اور جو برا کرے وہ اسکے لئے۔ پھر فرماتا ہے وکیف اذا اصابتہم مصیبۃ بما قدمت
ایدیہم پ ۵ ر ۹ یعنے کس طرح جبوقت پہنچے انکو مصیبت بوجہ ان اعمال کے جو انکے
ہاتھ کر چکے ہیں اب دیکھئے ان تمام آیات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ انسان اپنے کاموں میں

اختیار بھی رکھتا ہے اور اس جگہہ ڈپٹی صاحب نے جو یہ آیت پیش کی ہے یقولون
ھل لنا من الامر من شئی اور اس سے انکا مدعا یہ ہے کہ اس سے جبر ثابت ہوتا ہے یہ
انکی غلط فہمی ہے دراصل بات یہ ہے کہ امر کے معنے حکم اور حکومت کے ہیں اور یہ بعض ان
لوگوں کا خیال تہا جنہوں نے کہا کہ کاش اگر حکومت میں ہمارا دخل ہوتا تو ہم ایسی تدابیر
کرتے جس سے یہ تکلیف جنگ احد میں ہوئی ہے پیش نہ آتی اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
قل ان الامر کلہ للہ یعنے تمام امر خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہیں تمہیں اپنے رسول کریم کا
تابع رہنا چاہئیے اب دیکھنا چاہئیے کہ اس آیت کو قدر سے کیا تعلق ہے سوال تو صرف بعض آدمیوں
کا اتنا تہا کہ اگر ہماری صلاح اور مشورہ لیا جاوے تو ہم اس کے مخالف صلاح دیں تو اللہ تعالیٰ
نے انکو منع فرمایا کہ اس امر کی اجتہاد پر بنا نہیں یہ تو اللہ تعالےٰ کا حکم ہے پہر بعد اس کے واضح
رہے کہ تقدیر کے معنے صرف اندازہ کرنا ہے جیسے کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے وخلق کل شئی فقدرہ
تقدیرا س ۱۸ ر ۱ یعنی ہر ایک چیز کو پیدا کیا تو پہر اس کے لئے ایک مقررہ اندازہ ٹہیرا دیا۔ اب
سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ انسان اپنے اختیارات سے روکا گیا ہے بلکہ وہ اختیارات بہی
اسی اندازہ میں آگئے جب خدا تعالےٰ نے انسانی فطرت اور انسانی خوے کا اندازہ کیا تو اسکا
نام تقدیر رکہا اور اسی میں یہ مقرر کیا کہ فلاں حد تک انسان اپنے اختیارات برت سکتا ہے
یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ تقدیر کے لفظ کو ایسے طور پر سمجہا جائے کہ گویا انسان اپنی خداداد
قوے سے محروم رہنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے اسجگہہ تو ایک گہڑی کی مثال ٹہیک آتی ہے کہ
گہڑی کا بنانیوالا جس حد تک اسکا دور مقرر کرتا ہے اس حد سے وہ زیادہ چل نہیں سکتی
یہی انسان کی مثال ہے کہ جو قوے اسکو دیگئی ہیں انسے زیادہ وہ کچہہ کر نہیں سکتا اور جو عمر
دیگئی ہے اس سے زیادہ جی نہیں سکتا۔ اور یہ سوال کہ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں جبر
کے طور پر بعضوں کو جہنمی ٹہیرا دیا ہے اور خواہ نخواہ شیطان کا تسلط انپر لازمی طور پہ رکہا گیا
ہے یہ ایک شرمناک غلطی ہے اللہ جلشانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے ان عبادی لیس لک
علیہم سلطان کہ اے شیطان میرے بندوں پہ تیرا کچہہ بھی تسلط نہیں دیکہئیے کسطرح پر اللہ تعالیٰ

انسان کی آزادی ظاہر کرتا ہے منصف کے لئے اگر کچھ دل میں انصاف رکھتا ہو تو یہی آیت کافی ہے لیکن
انجیل متی سے تو اس کے برخلاف ثابت ہوتا ہے کیونکہ انجیل متی سے یہ بات بپایہ ثبوت پہنچتی ہے
کہ شیطان حضرت مسیح کو آزمایش کے لیگیا تو یہ ایک قسم کی حکومت شیطان کی ٹہیری کہ ایک مقدس نبی
پر اپنے اسقدر جبر کیا کہ وہ کئی جگہہ اُس کو لئے پھرا یہاں تک کہ بے ادبی کی راہ سے اسے یہ بھی کہا کہ تو مجھے سجدہ
کر اور ایک بڑے اونچے پہاڑ پر لیگیا اور دنیا کی ساری بادشاہتیں اور اُنکی شان و شوکت اسکو دکھلائیں پھر تو تھی
ہی غور کرکے دیکھو کہ اسجگہہ پر شیطان کیسا انکے خدائی جلوہ دکھلا گیا کہ اول تو وہ اپنی مرضی سے مسیح کی خلاف مرضی ایک
پہاڑ پر لیگیا اور دنیا کی بادشاہتیں دکھا دینا خدا تعالے کی طرح اسکی قوت میں ٹہیرا۔ اور بعد اسکے واضح
ہو کہ یہ بات جو آپکے خیال میں جمگئی ہے کہ گویا قرآن کریم نے خواہ نخواہ بعض لوگوں کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے
یا خواہ نخواہ دلوں پر مہریں لگا دیتا ہے یہ اس بات پر دلیل ہے کہ آپ لوگ کبھی انصاف کی پاک نظر سے قرآن کریم
کو نہیں دیکھتے۔ دیکھو اللہ جلشانہ کیا فرماتا ہے لاملئن جھنم منک وممن تبعک منھم اجمعین
تعالی یعنی شیطان کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ میں جہنم کو تجھ سے اور اُن لوگوں سے جو تیری پیروی کریں بھر دونگا
دیکھو اس آیت سے صاف طور پر کہل گیا اللہ تعالی کا یہ منشا نہیں ہے کہ خواہ نخواہ لوگوں کو جبر کے طور پر جہنم میں ڈالے
بلکہ جو لوگ اپنی بداعمالیوں سے جہنم کے لایق ٹہیریں انکو جہنم میں گرایا جاویگا اور پھر فرماتا ہے یضل بہ
کثیرا ویھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین یعنے بہتوں کو اس کلام سے
گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو یہ ہدایت دیتا ہے مگر گمراہ انکو کرتا ہے جو گمراہ ہونے کے کام کرتے ہیں
اور فاسقانہ چالیں چلتے ہیں یعنے انسان اپنے افعال کا نتیجہ خدا تعالے سے پالیتا ہے
جیسے کہ ایک شخص آفتاب کے سامنے کی کہڑکی جب کہول دیتا ہے تو یہ ایک قدرتی اور فطرتی
امر ہے کہ آفتاب کی روشنی اور اسکی کرنیں اس کے منھ پر پڑتی ہیں لیکن جب وہ اس کہڑکی کو بند
کر دیتا ہے تو اپنے ہی فعل سے اپنے لئے اندھیرا پیدا کر لیتا ہے چونکہ خدا تعالے علت العلل ہے بوجہ اسکے
علت العلل ہونے کے ان دونوں فعلوں کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے لیکن اپنی پاک کلام میں اسنے بار بار
تصریح سے فرما دیا ہے کہ جو ضلالت کے اثر کسیکے دل میں پڑتے ہیں وہ اسکی بداعمالی کا نتیجہ ہوتے ہیں
اللہ تعالے اسپر کوئی ظلم نہیں کرتا جیسا فرماتا ہے فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم ۲۸
پس جبکہ وہ کج ہو گئی تو اللہ تعالے نے ان کے دلوں کو کج کر دیا۔

پہر دوسرے مقام میں فرماتا ہے فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا ان کے دلوں میں
مرض تہی خدا تعالے نے اس مرض کو زیادہ کیا یعنے امتحان میں ڈالکر انکی حقیقت ظاہر کردی
پہر فرماتا ہے بل طبع اللہ علیھا بکفرھم یعنے خدا تعالے نے بباعث انکی بے ایمانیوں کے
ان کے دلوں پر مہریں لگا دیں لیکن یہ جبر کا اعتراض اگر ہو سکتا ہے تو آپ کی کتب مقدسہ پر ہوگا
دیکہو خروج ۴/۲۱ خدا نے موسے کو کہا میں فرعون کا دل سخت کروں گا اور جب دل سخت ہوا تو اسکا
نتیجہ جہنم ہے یا کچہہ اور ہے دیکہو خروج ۷/۳ امثال باب ۱۶/۴ پہر خروج ۱۰/۲۰ استثنا ۲۹/۴
خدا نے تمکو وہ دل جو سمجہے اور وہ آنکہیں جو دیکہیں اور وہ کان جو سنیں آج تک نہ دئے اب
دیکہئے کیسے جبر کی صاف مثال ہے پہر دیکہو زبور ۴۹/۷ اسنے ایک تقدیر مقرر کی جو ٹل نہیں
سکتی رومیان ۹/۱۸ کاریگری کا کاریگر پر اعتراض نہیں کر سکتے - اب ان تمام آیات سے
آپکا اعتراض الٹا کر آپ ہی پر پڑا اور پہر بعد اس کے آپنے جہاد پر اعتراض کر دیا ہے مگر یہ
اعتراض طریق مناظرہ کے بالکل مخالف ہے اور آپ کی شرائط میں بہی یہی درج تہا کہ نمبروار
سوالات ہوں گے بجز اس کے کیا مطلب تہا کہ پہلے سوال کا جواب ہو جائے تو پہر دوسرا پیش
ہو اور خبط مبحث نہو اور آپکے پہلے سوال کا جواب جو آپنے عدل پر کیا کچہہ نتیجہ رکہتا تہا وہ
یہ ہے کہ آپ کے اس خود ساختہ قانون کو حضرت مسیح ع توڑتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے بیان
کے مطابق نجات کا مدار وعدوں پر رکہتے ہیں اور احکام الٰہی جنکی جزا وعدہ کے طور پر بیان کیگئی ہے
کرتے ہیں جیسا کہ وہ فرماتے ہیں کہ مبارک ہے جو غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلی پائیں گے مبارک
وے جو رحمدل ہیں کیونکہ انپر رحم کیا جاویگا مبارک وے جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکہیں
گے اب آپ کیا فرماتے ہیں کہ یہ وعدے جو غمگینوں اور رحمدلوں اور پاک دلوں کیلئے وعدہ
کئے گئے تہے یہ پورے ہوں گے یا نہیں اگر پورے ہوں گے تو اس جگہہ تو کسی کفارہ کا ذکر
تک بہی نہیں اور اگر پورے نہیں ہوں گے تو تخلف وعدہ ٹہیرا جو خدا تعالے کی ہدایتوں
کی نسبت تجویز کرنا ایک سخت گناہ ہے غرض ہمنے آپ کے رحم بلا مبادلہ کو قرآن شریف کی
کامل تعلیم اور قانون قدرت اور آپ کی کتب مقدسہ سے بخوبی رد کر دیا - اب ثابت شدہ
امر کے برخلاف اگر آپ ضد نہیں چہوڑیں گے تو منصفین خود دیکہہ لیں گے خدا تعالے کی

تمام تعلیمیں قانون قدرت کے موافق ہیں اور بقول ڈاکٹر مارٹن کلارک صاحب قرآنی توحید الہی صاف اور پاک اور مطابق قانون فطرت ہے جو بچے بھی اس کو سمجھ سکتے ہیں لیکن آپکا یہ مسئلہ تثلیث بچے تو کیا آجکل کے فلاسفر بھی خلاف عقل ٹہیراتے ہیں پھر کیا وہ تعلیم جو انسانی فطرت کے مطابق اور قانون قدرت کے موافق اور الہی حکمتی ہے کہ بچے بھی اسکو قبول کر لیتے ہیں اور تمام مذاہب کے زوائد نکالکر وہی توحید باقی رہجاتی ہے کیونکہ رد کرنے کے لائق ٹہیرتی ہے اور آپکا سوال جہاد کا دوسرے موقعہ پر جواب دیا جاویگا مگر آپنے داب مناظرہ کے برخلاف کیا جو سوال پر سوال کر دیا اسکو ناظرین خود دیکھ لیں گے۔

دستخط بحروف انگریزی
غلام قادر فصیح
پریزیڈنٹ
ازجانب اہل اسلام

دستخط بحروف انگریزی
ہنڈری مارٹن کلارک
پریزیڈنٹ
ازجانب عیسائی صاحبان

# ازجانب ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب

یکم جون ۹۳ء

۹/۲۷

جناب کا یہ فرمانا کہ مسیح تیس برس تک الوہیت سے خالی رہے بقول میرے یہ خوش فہمی ہے میرا کہنا یہی تھا کہ مسیحیت کے عہدہ پر وہ تب تک نہیں آئے۔ اور یہہ صحیح ہے باقی جو کچھ آپنے فرمایا وہ زایدہ ہے۔ بے حدی سے خالی ہونا تو کسی کا بھی جائز نہیں چہ جائیکہ مسیح اس سے خالی رہے اقنوم ثانی کا جو رشتہ انسانیت سے ہے واسطے مسیحیت کے ہے اقنوم ثانی تو ساتھ الوہیت کے ہوتا ہم وہ مسیح نہیں تھا جب تک کہ تیس برس کا ہوا۔

مظہر اللہ کے معنے کیا ہیں اور کس مراد سے یہ کلمہ استعمال ہوا ہے ہماری نظر میں
تو یہ معنے ہیں جائے ظہور اللہ کی اور واسطے عہدہ مسیحیت کے ہیں پھر کیوں اسپر آپ
تنازعہ کرتے ہیں۔ روح القدس بہ لب گواہی اس امر کے آیا کہ یہ بیٹا خدا کا ہے خدا نے
کہا میں اس سے راضی ہوں نہ اس لئے کہ اسوقت آنکر اسکے بیچ میں داخل ہوا

(۲) آپکے دوسرے امر کا جواب یہ ہے کہ جو جواب آپ فرمایا لیکن جواب آپنے نہیں دیا کہ
تقاضائے عدل کا کیونکر پورا ہوا اگر آپکے فرمانے کا یہ مطلب ہے کہ تقاضائے عدل کچھہ
شے نہیں ہے تو ہمارا آپسے اس صداقت اولے پر اتفاق نہیں۔

(۳) آپ فرماتے ہیں کہ جبر قرآن سے ثابت نہیں مجھے اسمیں حیرانی ہے کہ آپ اس
آیتہ کے لفظوں کی طرف توجہ نہیں فرماتے جسمیں لکھا ہے کہ کچھہ بھی کام ہمارے
ہاتھہ میں ہے اور بجواب اس کے کہا جاتا ہے کہ کہہ دے سب کام اللہ ہی کے ہاتھہ میں
ہیں۔ اور آیات تو میں اس مقدمہ میں بہت قرآن سے دے سکتا ہوں لیکن حاجت
نہیں پھر آپکا عقیدہ اسمیں جو لکھا ہے والقدر خیرہٖ و شرہٖ من اللہ تعالیٰ
خیر اور شر اللہ تعالے کی طرف سے ہے وہ نتیجہ منتخب قرآن سے ہے۔ جو انجیل کی آیتوں
کے اوپر آپنے اپنا حاشیہ چڑھایا ہے سو صحیح نہیں میں نے عرض کردیا ہے کہ بدی کے
واسطے خدا کیطرف سے پرمشن ہوتا ہے یعنے اجازت اور پردہ بچوں کے واسطے وہاں ہی تک
حد ہے کہ جسمیں دوزخ اور بہشت کا کچھہ ذکر نہیں دنیا کے اندر کمی اور زیادتی وسعت کا
ذکر ہے پھر انکو آپ مسئلہ قرآن کا کیونکر کہتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ قرآن میں جبر اور قدر
ہر دو ہیں لیکن یہ امر ہر دو باہم متفق نہیں ہو سکتے بلکہ ایک دوسرے کے نقیض ہیں
جیسا کہ یہ کہنا کہ اختیار ہے بھی اور نہیں بھی صاف نقیض ہے۔

(۴) خداوند مسیح کی آزمایش میں شیطان نے جو انسانیت کا امتحان کیا ہے آپکا
مطلب کیا ہے کچھہ ظاہر نہیں اسمیں جبر و قدر کا علاقہ کیا ہے۔
آپکی مثال آفتاب کی نہ معلوم کیونکر برمحل ہے جب آپ کہتے ہیں کہ سبب ثانی کے
افعال بھی خدا تعالے اپنی طرف جو سبب اولے ہے منسوب کرتا ہے نہ معلوم کیوں

کرتا ہے کیا ضرورت اسکی تھی سبب ثانی کے افعال ایسی صورت میں سبب اولے
سے منسوب ہو سکتی ہیں کہ جب کچھ دخل سبب اولی کا بھی اس میں ہو۔
سبب اولے نے ایک شخص کو فعل مختار بنایا یا فعل مختاری درخود جبتک کچھ اس سے
ظہور نہ ہووے قابل مواخذہ کے نہیں لہذا وہ در حقیقت بُری بھی نہیں بلکہ بھلی ہے۔ اور سبب
اولے اگر اسمیں دخل دیوے تو فعل مختاری کا نقیض ہو جاوے یہ خود اس کے منصوبہ
فعل مختار بنانے سے بعید ہے۔

اس کے معنے ہمنے کردے ہیں کہ فرعون کا دل کیونکر سخت کر دیا ہمنے اس کے معنے پہلے
عرض کر دیئے یعنے یہ کہ اسکو بدی کرنے سے روکا نہیں اور اپنے فضل کا ہاتھ اس سے اُٹھا
لیا اسی طرح سے اسکا دل سخت ہو گیا۔ پھر اسمیں خدا تعالے نے کچھ نہیں کیا مگر اجازت
روکنے کی نہیں دی اسکو ہمارے ہاں پرمشن کہتے ہیں۔

اور یہ کلام مجاز ہے کہ انکو آنکھیں دیکھنے کی نہیں دیں یا کان سننے کے نہیں دیئے جس سے
مراد یہ ہوئی کہ آنکھہ اور کان رکھتے ہوے جب وہ نہیں دیکھتے اور نہیں سنتے کہ خدا تعالے نے
انکو روکا نہیں ایسا ہی کلام مجاز یہ ہے کہ جسطرح باپ اپنے لڑکے سے ناراض ہو کر کہتا ہے کہ
تو مر جائے اس کے معنے یہ نہیں کہ وہ چاہتا ہے کہ وہ مر جائے بلکہ یہ کہ اس کے افعال سے
وہ ناراض ہے۔

(۵) ہمنے دیکھا تھا کہ سوال چھوٹا ہے اور گنجایش دو کی ہے تو ہمنے دو سوال کر دیئے۔ آپ جب
چاہیں اسکا جواب دیدیویں ہم آپکو اسمیں عاجز نہ سمجھیں گے کہ آپنے بیوقت اسکا جواب
نہیں دیا۔ اور پھر جب آپ جواب چاہیں گے اسکا تکرار بھی کر دیں گے۔

(۶) آپ جو ان وعدوں میں کفارہ کا ذکر پوچھتے ہیں جو مسیح نے باب ۵ متی میں دیئے
اسمیں بڑا تعجب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ کیا سارے مضامین ایک ہی جگہہ جمع کیے جاتے ہیں
اگر اسجگہ میں ذکر نہیں تو بہت جگہوں میں ذکر ہے جنکی حوالہ ہم بار بار دیچکے آپکے ذمہ
یہ تھا کہ دکھلا دیں کہ کفارہ کی نفی انمیں ہے۔ آپ اپنا بار ثبوت دوسرے پر کس لیئے ڈالتے ہیں
(۷) اگر آپنے رحم بلا مبادلہ کو قانون قدرت اور آیات قرآنی اور کتب مقدسہ سے رد کر دیا ہے

تو لیس خوشی ہوئی - ان امروں کا جب چھپ جائیں گے ہر ایک بجائے خود انصاف کریگا ہم جو دلایل اس کے دے چکے ہیں انکا تکرار بار بار ہر وقت پانی بلونے کی جانتے ہیں

(۸) مسئلہ تثلیث کے بارہ میں جو ہمنے دلایل دئی ہیں جبتک انکا رد آپکی طرف سے مدلل ہو کے نہ آوے تو ہم اسپر توجہ نہیں کر سکتے آپنے یہ عادت اختیار فرمائی ہے کہ ثبوت کیطرف توجہ نکرنا اور پھر اُسی امر کا تکرار کر دینا۔

(۹) مجھے افسوس یہ ہے کہ آپ میرے سوالات کا جواب نہیں دیتے ہیں اور نہ میرے جوابات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں آج بھی ہمارا ایک سوال یہ پڑا ہے کہ انجیل کے رو سے مریم کے پاس جبرائیل کا آنا آپ مانتے ہیں یا نہیں اور کہ مسیح کی پیدایش معجزہ ہی کو تسلیم کرتی ہے یا نہیں لیکن آپنے اسطرف کچھہ توجہ نہیں فرمائی

| | |
|---|---|
| دستخط بحروف انگریزی | دستخط بحروف انگریزی |
| ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ | غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ |
| از جانب | از جانب |
| عیسائی صاحبان | اہل اسلام |




آج مرزا صاحب نے ۶ بجے ۹ منٹ پر جواب لکھوانا شروع کیا۔ اور ۷ بجے ۹ منٹ پر ختم کیا اور بلند آواز سے سُنایا گیا۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب نے ۷ بجے ۴۰ منٹ پر جواب لکھوانا شروع کیا اور ۸ بجے ۴۰ منٹ پر ختم کیا۔ اور بلند آواز سے سُنایا گیا۔ مرزا صاحب نے ۹ بجے ایک منٹ پر جواب لکھانا شروع کیا اور ۱۰ بجے ایک منٹ پر ختم کیا اور بلند آواز سے سُنایا گیا۔ بعد ازاں فریقین کی تحریروں پر میر مجلسوں کے دستخط ہو کے جلسہ برخاست ہوا۔

| | |
|---|---|
| دستخط انگریزی | دستخط انگریزی |
| ہنری مارٹن کلارک | غلام قادر فصیح |
| پریزیڈنٹ | پریزیڈنٹ |
| از جانب عیسائی صاحبان | از جانب اہل اسلام |

مطبوعہ مطبع ریاض ہند پریس امرتسر

# بیان حضرت مرزا صاحب

۳ جون ۱۸۹۳ء وقت ۶ بجے

پھر ڈپٹی صاحب فرماتے ہیں کہ "بے مہدی سے خالی ہوتا تو کسی کا بھی جائز نہیں چہ جائیکہ مسیح اس سے خالی رہے یعنے مسیح روح القدس کے نزول سے پہلے بھی مظہر اللہ ہی تھا کیونکہ عام معنوں سے تو تمام مخلوقات مظہر اللہ ہے"۔ جواب میں کہتا ہوں کہ آپ کا اب بھی وہی اقرار ہے کہ خاص طور پر مسیح مظہر اللہ نزول روح القدس کے بعد ہوئے اور پہلے اوروں کی طرح عام مظہر تھے۔ اور پھر ڈپٹی صاحب موصوف تین اقنوم کا ذکر فرماتے ہیں۔ اور یہہ نہیں سمجھتے کہ یہہ آپ کا ذکر بے ثبوت ہے آپ نے اس پر کوئی عقلی دلیل نہیں دی اور یوں تو ہر ایک بوٹی کے سلسلہ میں تین جزوں کا ہونا ضروری ہے اور آپ صاحبوں کی یہہ خوش فہمی ہے کہ انکا نام تین اقنوم رکھا۔ روح القدس اسی طرح حضرت مسیح پر نازل ہوا جس طرح قدیم سے نبیوں پر نازل ہوتا تھا جسکا ثبوت ہم دے چکے۔ نئی بات کونسی تھی۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں یہی لکھا ہے کہ سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں میں کہتا ہوں کہ گو یہہ بات سچ ہے اور اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتا ہے الیہ یرجع الامر کلہ یعنے خدا تعالی کی طرف ہی ہر ایک امر رجوع کرتا ہے مگر اس سے یہہ نتیجہ نکالنا کہ اس سے انسان کی مجبوری لازم آتی ہے غلط فہمی ہے۔ یوں تو خدا تعالی نے قرآن کریم میں یہہ بھی فرمایا ہے کہ میں مینہ برساتا ہوں اور برق وصاعقہ کو پیدا کرتا ہوں اور کھیتیاں اگاتا ہوں مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اسباب طبعیہ مینہ برسنے اور رعد و برق کے پیدا ہونے کے جو ہیں اس سے اللہ تعالی انکار کرتا ہے بالکل فضول ہے کیونکہ یہہ مراتب بجائے خود بیان فرمائے گئے ہیں کہ یہہ تمام چیزیں اسباب طبعیہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ پس اصل بات یہہ ہے کہ خدا تعالی کے ایسے بیانات سے کہ میرے حکم سے بارشیں ہوتی ہیں اور میرے حکم سے کھیتیاں اگتی ہیں

اور برق و صاعقہ پیدا ہوتا ہے اور پھل لگتے ہیں وغیرہ وغیرہ - اور ہر ایک بات میرے ہی قبضۂ اقتدار میں اور میرے ہی امر سے ہوتی ہے یہہ ثابت کرنا مقصود نہیں کہ سلسلۂ کائنات کا مجبور مطلق ہے بلکہ اپنی عظمت اور اپنا علۃ العلل ہونا اور اپنا سبب الاسباب ہونا مقصود ہے کیونکہ تعلیم قرآنی کا اصل موضوع توحید خالص کو دنیا میں پہیلانا اور ہر ایک قسم کے شرک کو جو پہیل رہا تہا مٹانا ہے - اور چونکہ قرآن شریف کے نازل ہونے کے وقت عرب کے جزیرہ میں ایسے ایسے مشرکانہ عقائد پہیل رہے تہے کہ بعض بارشوں کو ستاروں کی طرف منسوب کرتے تہے - اور بعض دہریوں کی طرح تمام چیزوں کا ہونا اسباب طبیعیہ تک محدود رکہتے تہے - اور بعض دو خدا سمجھکر اپنے نا ملایم قضا و قدر کو اہرمن کی طرف منسوب کرتے تہے - اسلئے یہہ خدا تعالیٰ کی کتاب کا فرض تہا جسکے لئے وہ نازل ہوئی کہ ان خیالات کو مٹادے اور ظاہر کرے کہ اصل علت العلل اور سبب الاسباب وہی ہے اور بعض ایسے بہی تہے جو مادہ اور روح کو قدیم سمجھ کر خدا تعالیٰ کا علت العلل ہونا بالکل ضعیف اور ناقص کے خیال کرتے تہے - پس یہہ الفاظ قرآن کریم کے کہ میرے ہی امر سے سب کچھ پیدا ہوتا ہے توحید محض کے قایم کرنے کے لئے تہے - ایسی آیات سے انسان کی مجبوری کا نتیجہ نکالنا تفسیر القول بما لا یرضی بہ قائلہ ہے - اور خدا تعالےٰ کے قانون قدرت پر نظر ڈالکر یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ آزادی اور عدم مجبوری جسکا ڈپٹی صاحب موصوف دعوی کرتے ہیں دنیا میں پائی نہیں جاتی بلکہ کئی قسم کی مجبوریاں مشہود و محسوس ہو رہی ہیں - مثلاً بعض ایسے ہیں کہ اُنکا حافظہ اچھا نہیں وہ اپنے ضعیف حافظہ سے بڑھکر کسی بات کے یاد کرنے میں مجبور ہیں بعض کا متفکرہ اچھا نہیں وہ صحیح نتیجہ نکالنے سے مجبور ہیں - بعض بہت چھوٹے سر والے جیسے وہ لوگ جنہیں دولہ شاہ کا چوہا کہتے ہیں ایسے ہیں کہ وہ کسی امر کے سمجھنے کے قابل نہیں - ان سے بڑھکر بعض دیوانے بہی ہیں اور خود انسان کے قوی ایک حد تک رکھے گئے ہیں جس حد سے آگے وہ کام ان سے نہیں لے سکتے یہہ بہی ایک قسم کی مجبوری ہے -

پہر ڈپٹی صاحب فرماتے ہیں کہ اسلام کا یہہ عقیدہ ہے کہ خیر اور شر اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ہے افسوس کہ ڈپٹی صاحب کیسے صحیح معنے سے پھر گئے واضح ہو کہ اسکے یہہ معنے نہیں ہیں کہ خدا تعالی شر کو بحثیت شر پیدا کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی صاف فرماتا ہے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان یعنے اے شیطان شر پہنچانے والے میرے بندوں پر تیرا التسلط نہیں بلکہ اس فقرہ کے یہہ معنے ہیں کہ ہر ایک چیز کے اسباب خواہ وہ چیز خیر میں داخل ہے یا شر میں خدا تعالی نے پیدا کی ہیں۔ مثلاً اگر شراب کے اجزاء جن سے شراب بنتی ہے موجود نہوں تو پہر شرابی کہاں سے شراب بنا سکیں اور پی سکیں لیکن اگر اعتراض کرنا ہے تو پہلے اس آیت پر اعتراض کیجئے کہ سلامتی کو بناتا اور بلا کو پیدا کرتا ہے یسعیاہ ۴۵ ۷

پہر آگے ڈپٹی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ جسکا خلاصہ یہہ ہے۔ توریت میں ایسا کوئی حکم نہیں کہ دوزخ کے لئے خدا نے کسی کو مجبور کیا ہے اسکا یہی جواب ہے۔ کہ فرعون کا دل خدا نے سخت کیا آپ اسکو مانتے ہیں پہر انجام فرعون کا اس سخت دلی سے جہنم ہوا یا بہشت نصیب ہوا۔ پہر دیکھو امثال آپ کا خدا تعالی کیا فرماتا ہے۔ خداوند نے ہر ایک چیز اپنے لئے بنائی ہاں شریروں کو بھی اُسنے بُرے دن کے لئے بنایا ۱۶ ۴ - اب دیکھئے یہہ تو گویا اقبالی ڈگری کی طرح آپ پر الزام وارد ہو گیا کہ شریر دوزخ کے لئے بنائے گئے کیونکہ وہی تو بُرا دن ہے۔ پہر آپ فرماتے ہیں۔ کہ قرآن میں اگرچہ اختیار کی بھی تعلیم ہے مگر پہر مجبوری کی بھی تعلیم اور یہہ ایک دوسری کی نقیض ہیں۔ اسکے جواب میں میں لکھ چکا ہوں کہ آپ خلط مقاصد کرتے ہیں جہاں آپ کو مجبوری کی تعلیم معلوم ہوتی ہے وہاں مذاہب باطلہ کا رد مقصود ہے اور ہر ایک فیض کا خدا تعالی کو مبدا قرار دینا مد نظر ہے۔

اور آپ فرماتے ہیں کہ شیطان جو حضرت مسیح کو لیگیا اُسمیں کیا مجبوری تھی جواب یہی ہے کہ نور سے ظلمت کی پیروی کرائی گئی۔ نور بالطبع ظلمت سے جدا رہنا چاہتا ہے پہر آپ فرماتے ہیں کہ اگر اختیار کو مانا جائے تو پہر خدا تعالی کا علت العلل قرار دینا لغو ہے آپ کی تقریر کا یہہ خلاصہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بکلی خدا تعالی کو معطل کر کے پورا پورا اقتدا

اور اختیار چاہتے ہیں جبکہ ہمارے قوی اور ہمارے جوارح بے قوی اور ہمارے خیالات کے
مبلغ علم پر اُسکی خدائی کا تسلط ہے وہ کیونکر معطل ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو علت اور معلولات
کا سلسلہ درہم برہم ہو جائیگا اور صانع حقیقی کی شناخت کرنے میں بہت سا فتور آئیگا
اور دعا کرنا بھی لغو ہوگا۔ کیونکہ جبکہ ہم پورا اختیار رکھتے ہیں تو پھر دعا بے فائدہ ہے۔ آپ کو
یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کو علت العلل ماننا مستلزم مجبوری نہیں یہی ایمان ہے یہی توحید
ہے کہ اسکو علۃ العلل مان لیا جاوے اور اپنی کمزوریوں کے دور کرنے کے لئے اس سے
دعائیں کی جائیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ یہ کلمہ کہ اُنکو آنکھیں دیکھنے کے لئے نہیں دیں۔
مجاز ہے۔ حضرت اگر یہ مجاز ہے تو پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ دلوں پر مُہر لگانا اور آنکھوں
پر پردہ ڈالنا حقیقت ہی کیا اس جگہ آپ کو مُہریں اور پردے نظر آ گئے ہیں۔ پھر آپ فرماتے
ہیں کہ اگر آپ نے رحم بامبادلہ کو رد کر دیا ہے تو بس خوش ہو جیئے۔ افسوس ابھی تک
آپ میری بات کو نہ سمجھے یہہ تو ظاہر ہے کہ عدل کا مفہوم جانبین کے حقوق کو قایم
کرتا ہے یعنے اس سے لازم آتا ہے کہ ایک خدا تعالیٰ کا بندہ پر حق ہو جس حق کا وہ مطالبہ
کرے اور ایک بندہ کا خدا تعالیٰ پر حق ہو جس حق کا وہ مطالبہ کرے۔ لیکن یہہ دونو باتیں
باطل ہیں کیونکہ بندہ کو خدا تعالیٰ نے عدم محض سے پیدا کیا ہے اور جس طرح چاہا بنایا
شلاً انسان یا گدھا یا بیل یا کوئی کیڑا مکوڑا۔ پھر حق کیسا۔ اور خدا تعالیٰ کا حق اگرچہ غیر محدود ہی
مگر مطالبہ کے کیا معنی۔ اگر یہہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کو بندوں کی فرمانبرداری کی ضرورتیں
پیش آ گئی ہیں اور تب ھی اُسکی خدائی قایم رہتی ہے کہ ہر ایک بندہ نیک اور
پاک دل ہو جائے ورنہ اُسکی خدائی ہاتھ سے جاتی ہے۔ یہہ تو بالکل بیہودہ ہے کیونکہ
اگر تمام دنیا نیک بن جائے تو اسکی خدائی کچھ بڑھ نہیں سکتی۔ اور اگر بد بن جائے تو کچھ
کم نہیں ہو سکتی۔ پس حق کو بحیثیت حق قرار دیکر مطالبہ کرنا چہ معنی دارد۔ پس اصل بات
یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو غنی بے نیاز ہے اور اس سے برتر ہے کہ اپنی ذاتی حاجت
سے کسی حق کا مطالبہ کرے۔ خود بندہ کے فائدہ کے لئے اور اپنی مالکیت اور خالقیت
اور رحمانیت اور رحیمیت کے ظاہر کرنے کے لئے یہہ سارا سامان کیا ہے۔ اول ربوبیت

یعنے خالقیت کے تقاضا سے دنیا کو پیدا کیا پھر رحمانیت کے تقاضا سے وہ سب چیزیں اُن کو عطا کیں جنکے وہ محتاج تھے پھر رحیمیت کے تقاضا سے اُنکے کسب اور سعی میں برکت ڈالی اور پھر مالکیت کے تقاضا سے اُنکو مامور کیا اور امر معروف اور نہی منکر سے مکلف ٹھہرایا اور اسپر وعید اور مواعید لگا دیئے۔ اور ساتھ ہی یہہ وعدہ بھی کیا کہ جو شخص بعد معصیت کے طریق ایمان اور توبہ و استغفار کا اختیار کرے وہ بخشا جایگا۔ پھر اپنے وعدوں کے موافق روز حشر میں کاربند ہوگا اس جگہ رحم بلا مبادلہ کا اعتراض کیا تعلق رکھتا ہے اور قایمی حقوق کا اور خدا تعالی سے متکبرانہ طور پر عدل کا خواستگار ہونا کیا علاقہ رکھتا ہے سچی فلاسفی اسکی یہی ہے جو سورہ فاتحہ میں بیان فرمائی گئی جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین۔ اب دیکھیے رحمن و رحیم کے بعد بظاہر یہہ سمجھا جاتا تھا کہ العادل کا لفظ لانا ان صفات کے مناسب حال ہے کہ رحم کے بعد عدل کا ذکر ہو لیکن خدا تعالے نے عدل سے عدول کر کے اپنی صفت مالک یوم الدین ٹھہرائی تا معلوم ہو کہ حقوق کا مطالبہ اس سے جایز نہیں اور اس سے کوئی اپنے حق کا خواستگار نہیں ہو سکتا اور نہ وہ حاجتمند ہے کہ بحیثیت ایک ایسے حقدار کے جو بغیر وصول حق کے مرا جاتا ہے بندوں سے فرمانبرداری چاہتا ہے بلکہ بندوں کی عبادتیں اور بندوں کی طاعتیں درحقیقت انہیں کے فائدہ کے لیئے ہیں جیسا کہ طبیب نسخہ کسی بیمار کے لیئے تجویز کرتا ہے تو یہہ بات نہیں کہ اس نسخہ کو طبیب آپ پی لیتا ہے یا اس سے کوئی حظ اُٹھاتا ہے بلکہ وہ بیمار کی بھلائی کے لیئے ہے۔ اور پھر بعد اسکے آپ نے اسلام کے **جہاد** پر اعتراض کیا ہے مگر افسوس کہ آپ نے اسلامی جہاد کی فلاسفی کو ایک ذرہ بھی نہیں سمجھا اور آیات کی ترتیب کو نظر انداز کر کے بیہودہ اعتراض کر دیئے ہیں واضح رہے کہ اسلام کی لڑائیاں ایسے طور سے نہیں ہوئیں کہ جیسے ایک زبردست بادشاہ کمزور لوگوں پر چڑھائی کر کے انکو قتل کر ڈالتا ہے بلکہ صحیح نقشہ ان لڑائیوں کا یہہ ہے کہ جب ایک مدت دراز تک خدا تعالی کا پاک نبی اور اُسکے پیرو مخالفوں کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھاتے رہے چنانچہ ان میں سے کئی قتل کیئے گئے اور کئی بُرے بُرے عذابوں سے

مارے گئے یہانتک کہ ہمارے نبی صلعم کے قتل کرنے کے لئے منصوبہ کیا گیا اور یہہ تمام
کامیابیاں اُنکے بتوں کے معبود برحق ہونے پر حمل کی گئیں اور ہجرت کی حالت میں بھی
**آنحضرت صلعم** کو امن میں نہ چھوڑا گیا بلکہ خود آٹھ پڑاو تک چڑھائی کر کے خود جنگ
کرنے کے لئے آئے تو اسوقت اُنکے حملے روکنے کے لئے اور نیز اُن لوگوں کو امن
میں لانے کے لئے جو اُنکے ہاتھ میں قیدیوں کی طرح تھے اور نیز اس بات کے ظاہر کرنے
کے لئے کہ اُنکے معبود جنکی تائید پر یہ سابقہ کامیابیاں حمل کی گئیں ہیں لڑائیاں کرنے کا
حکم ہوا جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک
او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین ۹/۱۸ پھر فرماتا ہے وما لکم
لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان۔ الی آخرہ ۵/۸
پھر فرماتا ہے۔ وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ۲/۸
پھر فرماتا ہے۔ ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا ۲/۱۱
پھر فرماتا ہے ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لفسدت الارض ۱۴/۱۳
پھر فرماتا ہے ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ (س ۱۴ اخیر رکوع)
پھر فرماتا ہے اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم ۲۱/۸
پھر فرماتا ہے یا اہل الکتب لم تصدون ۴/۱
پھر فرماتا ہے وہم بدؤکم اول مرۃ ۱۰/۸
اب ترجمہ کے بعد آپ کو معلوم ہوگا کہ اصل حقیقت کیا ہے اور اگر یہہ سوال ہو کہ گو کفار نے
کیسے ہی دُکھ دیئے تھے مگر صبر کرنا چاہیئے تھا تو اسکا یہہ جواب ہے کہ وہ اپنی کامیابیوں کو
اپنے لات وعُزیٰ بتوں کی تائیدات پر حمل کرتے تھے جیسا کہ قرآن کریم اس سے بھرا پڑا ہے
حالانکہ وہ صرف ایک مہلت کا زمانہ تھا اسلیئے خدا تعالے نے چاہا کہ یہہ ثابت کرے
کہ جیسے اُنکے بُت قرآن کریم کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں ایسا ہی تلوار کے ساتھ کامیاب
کرا دینے سے بھی عاجز ہیں۔ سو جس قدر اسلام میں اُنپر حملے کئے گئے ان کا مقصد اُن
کے بتوں کا عاجز ہونا دکھانا تھا اور یہہ ہرگز نہیں کہ ان لڑائیوں میں کسی قوم کا یہ ارادہ تھا کہ

قتل کی دہمکی دیکر اُن لوگوں کو مسلمان کر دیا جائے بلکہ وہ تو طرح طرح کے جرائم اور خونریزیوں کے سبب سے پہلے سے واجب القتل ہو چکے تھے اور اسلامی رعایتوں میں سے جو اُنکے ساتھ رب رحیم نے کیں ایک یہہ بھی رعایت تھی کہ اگر کسی کو توفیق اسلام نصیب ہو تو وہ بچ سکتا ہے۔ اسمیں جبر کہاں تھا عرب پر تو انہیں کے سابقہ جرائم کی وجہ سے فتوی قتل کا ہو گیا تھا۔ ہاں باوجود اسکے یہہ رعایتیں بھی تھیں کہ اُنکے بچے نہ مارے جائیں۔ اُنکے بڈھے نہ مارے جائیں۔ اُنکی عورتیں نہ ماری جائیں اور ساتھ اسکے یہہ بھی رعایت کہ بصورت ایمان لانے کے وہ بھی نہ مارے جائیں۔ (باقی آیندہ)

(دستخط بحروف انگریزی) غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام (دستخط بحروف انگریزی) ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان

# بیان ڈپٹی صاحب عبد اللہ آتھم

## ۲ جون ۱۸۹۳ء

وقت ۶ بجے

**جواب** اول عرض ہے کہ مینے نہیں کہا کہ مظہر اللہ ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ اقنوم ثانی اور اور انسانیت کا باہم علاقہ رہا ہے۔ مظہر اللہ تو تب ہی ظاہر ہوئے کہ جب مسیح ہوئے۔ یعنے ۳۰ برس کی عمر میں۔

**دوم**۔ کافی ثبوت تثلیث کا دیا گیا ہے عقل سے امکان اور کلام سے وقوعہ اسکا۔ اگر آپ نہیں مانتے تو طبع ہونے کے بعد ہر ایک بجائے خود انصاف کریگا۔

**سوم**۔ کسی نبی کے اوپر بشکل مجسم کبوتر کی مانند روح نازل ہوا۔ پھر آپ کوئی نشان نہیں دیتے کہ کونسا نبی اُسکے مساوی ہے۔ اور ناحق کی حجت پیش کرتے ہیں۔

**چہارم**۔ مینے جو آیت سند کی پیش کی ہے اُسمیں مسلمانوں کا تذکرہ یہہ تھا کہ کیا کوئی بھی امر ہمارے ہاتھ میں ہے۔ جواب اسکا یہہ دیا گیا ہے کہ سب امر اللہ کے

ہاتھ میں ہے۔ امر کے معنے جو حکم کے جناب نے کئے ہیں امور جسکا جمع ہے وہ بھی امر ہے یعنے کام۔ تو معنے یہہ ہوئے کہ ہر کام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ یہہ بالضرور فعل مختاری انسان میں مداخلت ہے۔

جناب مرزا صاحب آپ جو حوالہ اشیاء مخلوق و مثل کھیتی و پانی وغیرہ کے دیتے ہیں وہ اختیار و نا اختیاری کی مثال نہیں۔ میں جناب کو یہہ الزام نہیں دیتا کہ جناب فریب دیتے ہیں مگر فریب کھاتے ضرور ہیں۔

**پنجشم** ۵۔ توحید کا ثبوت اس سے کچھ نہیں ہوتا کہ سبب اولی ہو کر خدا تعالی سبب ثانی کے واسطے کچھ گنجایش باقی نہ رکھے سبب اولی اگر قادر مطلق ہے تو دوسرے کو فعل مختار بھی پیدا کر سکتا ہے اور جب فعل مختار بنا دیا تو اسکی فعل مختاری میں مداخلت کرنا اسکے منصوبہ بنانے کے برخلاف ہے۔

**ششم** ۶۔ ہمنے کبھی یہ نہیں کہا کہ فعل مختاری انسان کی لاحد ہے مگر اپنے حدود میں وہ فعل مختار مطلق ہے اور اسکا انکار آپ عبث کرتے ہیں۔

**ہفتم**۔ یسعیا کا بیان کہ وہ سلامتی اور بلا پیدا کرتا ہے فعل مختاری کے برخلاف کچھ نہیں۔ نہ معلوم جناب نے کیوں حوالہ اس آیت کا دیا۔ فرعون کا دل سخت کیونکر ہوا۔ ہمنے اسکی شرح کل کر دی ہے یعنے اسکو جب شرارت سے نہ روکا اور فضل کا ہاتھ پرے کر لیا تو اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ وہ خواہ نخواہ سخت دل ہو گیا۔ کیا جناب اس امر کو نہیں سمجھتے کہ کرنے اور ہونے دینے میں بڑا فرق ہے۔ انگریزی میں صاف فرق ہے کہ کمیشن اسکو کہتے ہیں کہ خود کرے اور پرمیشن اسکو کہتے ہیں کہ ہونے دے۔ تو ہونے دینے کا کیا الزام مساوی اسکے ہے کہ اس نے کیا۔ اور اگر ایسا ہی الزام ہو تو صحیح نہیں ہو سکتا۔

**ہشتم** ۸۔ آپ کی تیسری مثل میں کہ شریروں کو اپنے لئے بنایا اسکا مطلب صاف ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ شریر ہونے دیا یہ بھی وہی پرمیشن ہے نہ کہ کمیشن۔ کلام مجازی کو اور عامہ کو چھوڑ کے آپ فلاسفی میں کس لئے گھستے ہیں۔ کیا عوام سے جناب کلام اسی طرح پر کرتے ہیں کہ ہر ایک لفظ اسکا فلوزافی کل ہووے یعنے مطابق فلاسفی کے

تاہم وہ آیت جو زیر داب تنازعہ کے ہے اسمیں اصول قائم کیا گیا ہے کہ گویا خدا فرماتا ہے کہ ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے اور اس اصول کا بیان اس فروع پر ہے۔ جو کہتے تھے کچھ بھی کام ہمارے ہاتھ میں ہے۔ یہاں یہہ کلیہ کبریٰ ہے اور قیاس مردمان صغریٰ ہے نتیجہ جو اسکا ہے آپ انصاف کر لیجے

**نہم ۹** - مسیح بہ نسبت اپنی انسانیت کے سارے فرائض الٰہی ادا کرنیوالا ہے پس وہ امتحان بھی دیگا اور شیطان سے آزمایا بھی جائیگا۔ لہذا کیا ضرور ہے کہ اس امر کو اختیار و نا اختیاری کی بحث میں داخل کیا جائے۔

**دہم ۱۰** - نہ ہمنے کہیں خدا کے اختیار کو کسی حد میں قید کیا مگر وہ قیود جو ہر صفت پر اُسکے خاصہ سے لازمی ہے۔ مثلاً ہم اُسکو قادر مطلق کہتے ہیں۔ اسکے معنے یہ نہیں ہو سکتے کہ وہ نقیضین کو آن واحد میں جمع بھی کر سکتا ہے کیونکہ اجتماع نقیضین دوسرا نام بطلان کا ہے اور بطلان کوئی صفت نہیں چاہتا ہے کہ جو اسکو بناوے۔ مگر صرف کہنا صداقت کا تو قادر مطلق کے یہ معنے ہیں کہ جو ممکن ہے اسکو بناوے اور جو ناممکن ہے اُسکے بنانے کی احتیاج کچھ نہیں وہ تو صرف جھوٹ بولنے سے ہو سکتا ہے واضح ہو کہ جیسا ہم قدرت الٰہی کو حدود نامناسب میں قید نہیں کرتے ویسے ہی فعل مختاری انسان کی حدود نامناسب میں قید نہیں ہو سکتی۔

**یازدہم ۱۱** - پورے اختیار پر دعا بے فائدہ ہے اسکے معنے یہ ہوئے کہ ہم علم و قدرت بھی اُسکے ساتھ بے حد رکھتے ہوں۔ لیکن ہمنے کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا مگر یہہ کہ اُسکا علم اور اُسکی قدرت اور اُسکا اختیار کل محدود ہیں۔ پس آپ کے فرائض و مسلمات محض خیالی ہیں۔

**دوازدہم ۱۲** - ہمنے کبھی نہیں کہا کہ دلوں پر آنکھوں پر مُہر کرنا کلام مجازی نہیں تو ہم پر اسکا اعتراض کیا ہے۔

**سیزدہم ۱۳** - ہم بالکل تسلیم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ذات مستغنی الذات مطلق ہے۔ لیکن وہ وہیں تک آزاد ہے کہ جہاں تک اُسکی ساری صفات بالاتفاق اجازت

دیں چنانچہ اگر وہ کسی شخص پر ظلم کرنے کو چاہے تو چاہیئے کہ عدل اسکا مانع ہوگا یا کسی کے ایذا ر
ناحق میں وہ خوش ہووے تو صفت گڈنس کی اسکے مانع ہوگی۔ علےٰ ہذالقیاس بہت سی
صفات متبرکہ اسکے ہیں جو ان کلیوسب ہوکر چل سکتی ہیں اور اکس کلیوسب ہوکر نہیں چل
سکتیں جیساکہ اگر ایک صفت کچھ کام کرتی ہے تو ساری بالاتفاق اسکی ممد ہیں۔ گو ظہور
خاص اُس ایک کا ہے جو کام کر رہی ہے۔ اور اگر کوئی صفت کام کرتی ہے تو نہیں کہا جاتا
کہ وہ اکیلی ہے اور کوئی صفت اُسکے ساتھ نہیں اور مخالف ہونا تو نعوذ باللہ دو صفات
میں کہیں بھی جائز نہیں کہ ایک دوسری کی مخالف ہو۔

چہاردہم۔ اول تو جناب ہمیشہ ان دو صفات کی تمیز کے بارہ میں جو ایک رحم
ہے دوسری گڈنس لاعلمی دکھلاتے ہیں۔ اور تمیز اسمیں یہہ ہے کہ رحم کسی مواخذہ اور تکلیف
پر آتا ہے۔ اور گڈنس صرف اپنے متعلقین کو خوشنود رکھنے کے واسطے ہوتا ہے جیساکہ اگر
کوئی شخص کسی مصیبت میں پکڑا ہوا ہووے اُسکی رہائی کے واسطے رحم کی صفت ہے۔
اور اگر کوئی اپنے جانوروں کو بھی بہرحال خوش رکھنے چاہتا ہے اور اُن غذاؤں سے جنکے
وہ لائق ہیں عمدہ تر غذائیں وہ اُنکو دیتا ہے یہ گڈنس کے باعث ہے۔ چنانچہ اس لفظ
گڈنس کا داؤد نبی نے ذکر کیا ہے جیساکہ وہ لکھتا ہے کہ ارے آؤ۔ چکھو۔ دیکھو
کہ یہوؔ بھلا ہے۔ اب عدالت کا کام یہ ہے کہ جس وقت گناہ سرزد ہووے اسکا تدارک
فرماوے اور رحم اس ماقبل نہیں مگر مابعد اس تدارک و مواخذہ سے رہائی کرنے کو آوے۔
اور جب تک کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔ جو بھلائی اس سے کی جاتی ہے وہ مطابق
گڈنس کے کی جاتی ہے اور یہہ بھی یاد رہے کہ جو شئے عدم سے بوجود آئی ہے اُس کا
اپنے خالق پر یہ حق ہے کہ اُس سے کہے فلانا دُکھ مجکو کیوں ہوا کہ تو عادل اگر ہے اِس بات
کا عدل کر۔ بکری جو ذبح کی جاتی ہے اُسکے واسطے یہہ عذر کافی نہیں کہ تیرا خالق و مالک
ہوں۔ تھوڑی سی ایذا میں دوسروں کی معیشت کے واسطے تجھے دیتا ہوں تو ناحق کی
شاکی نہ ہونے۔ عدل یہہ نہیں چاہتا ہے کہ کسی کو ایذا ہووے جسکا وہ مستوجب
نہیں یا کہ وہ ایذا اسکے واسطے کچھ زیادہ خوبی پیدا نہ کرے۔ اور اسی لئے ہمنے اقسام دکھ

تین بیان کر دیئے ہیں کہ جنکو آپ مٹا نہیں سکتے اور آپ پھر دُکھ کو ایک ہی قسم کا تصوّر فرما کر آپ خالقیت اور مالکیت کے برقعہ میں اُسکو ہر لائق و نالائق امر کی اجازت کسطرح دے سکتے ہیں۔ ہمنے بار بار جناب کو کہا کہ عدالت و صداقت غیر مفید الظہور نہیں ہو سکتی۔ پھر کس لئے تقاضاے عدل کا لحاظ آپ چھوڑتے ہیں کیا آپ کے چھوڑنے سے عدل بھی اُسکو چھوڑ دیگا۔ یقیناً جب تک اسکا تقاضا پورا نہو رحم نہو سکیگا۔

**پانزدہم ۱۵**۔ اللہ تعالی نے سورۂ فاتحہ میں بقول آپ کے عدل کو عدول نہیں فرمایا اور نہ رحم کو عدل پر غالب کیا۔ بلکہ وہاں رحم کا آسرا لوگوں کو دلایا ہے اور یہہ بجا ہے۔ باقی جو جناب خوش فہمیاں فرماویں آپکا اختیار ہے۔

**شانزدہم ۱۶**۔ یہ تو حق ہے جو اللہ تعالے اپنے مخلوق سے چاہتا ہے کہ وہ ایسا یا ویسا کرے وہ اُسکے فائدہ کے لئے بھی ہے۔ مگر اس سے حقوق الٰہی کا رد کرنا غلط ہے کیا کچھ حقوق الٰہی بھی عباد اللہ کے اوپر ہیں۔ اگر نہیں تو گناہوں میں کیا حرج خدا تعالی کا ہے تو پھر کس لئے وہ تیغ عدل سے اُسکو ڈرایا جاتا ہے۔ جب ہرجہ ہی کچھ نہیں تو پھر سزا کس لئے ہو تنبیہ پدری واسطے بھلائی پسر کے تو ہوتی ہے لیکن سزا کا لفظ کیا بے معنی مطلق ہے۔ تنبیہ کا مخرج رحم سے ہے اور سزا کا مخرج عدل سے۔ چنانچہ ہم بھی اپنے بچوں کو تنبیہ کرتے مارتے ہیں اسکا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ مرہی جائیں اور جب ناخلف کر کے نکال دیں تو اسکا مطلب سزا ہے۔ یہ تیرے اعمال کی پاداش ہے۔ تو پس ان دو امر میں تمیز موجود ہے۔ تو انکو نظرانداز کس لئے کیا جائے۔

**ہفدہم ۱۷**۔ اسلام کی لڑائیاں بہت قسم کی تھیں ہم تسلیم کرتے ہیں چنانچہ دافعیہ انتقامیہ۔ انتظامیہ وغیرہ۔ لیکن جو آیت داب مناظرہ میں ہے اُسکی وجہ یہہ دی گئی ہے کہ مار و اُنکو جو اللہ و قیامت کو نہ مانیں اور حرام و حلال کا لحاظ نہ کریں۔ (باقی آئندہ)

| | |
|---|---|
| دستخط بحروف انگریزی | دستخط بحروف انگریزی |
| ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان | غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام |

# بیان حضرت مرزا صاحب

## ۲ جون ۱۸۹۳ء

ڈپٹی صاحب فرماتے ہیں کہ مظہریت سے پہلے اقنوم ثانی کا علاقہ تھا مگر ہم اسکو قبول نہیں کر سکتے جب تک وہ انجیل کی صریح عبارت پیش نہ کریں کہ مظہریت بعد میں آئی۔ اور اقنوم ثانی کا پہلے سے علاقہ تھا اور پھر اُنکا یہہ فرمانا کہ عقل سے امکان تثلیث ہمنے ثابت کر دیا ہے اور کلام سے وقوعہ ثابت ہو گیا ہے یہہ دو تو ابھی تک دعوی ہی دعوی ہیں ناظرین انکے جوابات کی اوراق گردانی کرکے دیکھ لیں کہ کہاں عقل کے رو سے امکان تثلیث ثابت کر دیا ہے؟ عقل کا فیصلہ تو ہمیشہ کلی ہوتا ہے۔ اگر عقل کے رو سے حضرت مسیح کے لئے داخل تثلیث ہونا روا رکھا جائے تو پھر عقل اوروں کے لئے بھی امکان اسکا واجب کریگی۔

پھر ڈپٹی صاحب فرماتے ہیں کہ کس نبی پر بشکل مجسم کبوتر کے روح القدس نازل ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر روح القدس کسی عظیم الجثہ جانور کی شکل پر جیسے ہاتھی یا اونٹ حضرت مسیح پر نازل ہوتا تو کچھ ناز کی جگہ تھی لیکن ایک چھوٹے سے پرندہ پر ناز کرنا اور اسکو بے مثل کہنا بے محل ہے۔ دیکھو حواریوں پر بقول اُنکے روح القدس بطور آگ کے شعلوں کے نازل ہوا اور شعلہ کبوتر پر غالب ہے کیونکہ اگر کبوتر شعلہ میں پڑے تو جل جاتا ہے اور آپکا یہہ فرمانا کہ کونسا نبی مسیح کے مساوی ہے صرف اپنی خوش اعتقادی ظاہر کرنا ہے میں کہتا ہوں کہ کیا حضرت موسیٰ ع مسیح ع سے بڑھکر نہیں جنکے لئے بطور تابع اور مقتدی کے حضرت مسیح آئے اور اُنکی شریعت کے تابع کہلائے۔ معجزات میں بعض نبی حضرت مسیح سے ایسے بڑھے ہوئے ہیں کہ بموجب آپ کی کتابوں کے ہڈیوں کے چھونے سے مُردے زندہ ہو گئے اور مسیح ع کے معجزات پراگندگی میں پڑے ہیں کیونکہ وہ تالاب جسکا یوحنا ۵ باب میں ذکر ہے حضرت مسیح کے تمام معجزات کی رونق کھوتا ہے اور پیشگوئیاں کا تو آگے

ہی بہت نرم اور پتلا حال ہے اور پھر کس علمی اور فعلی فضیلت کے رو سے حضرت مسیح کا
افضل ہونا ثابت ہوا۔ اگر وہ ضمناً افضل ہوتے تو حضرت یوحنا سے اصطباغ ہی کیوں
پاتے اُسکے روبرو اپنے گناہوں کا اقرار ہی کیوں کرتے اور نیک ہونے سے کیوں انکار
کرتے اگر الوہیت ہوتی تو شیطان کو یہ کیوں جواب دیتے کہ لکھا ہے بجز خدا کے کسی
اور کو سجدہ مت کر۔ اور آپ نے جو میرے اس بیان پر جرح فرمایا ہے کہ قرآن شریف
میں یہہ آیت درج ہے کہ تمہارے اختیار میں کچھ بھی نہیں۔ یہہ آپکی غلط فہمی تو نہیں مگر
تجاہل عارفانہ ہے۔ میں کل کے بیان میں لکھا چکا ہوں کہ اسکے وہ معنے نہیں جو
آپ کرتے ہیں بلکہ صرف اسقدر مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے امر اور حکم کے
موافق چلنا چاہیئے تمہیں کچھ بھی اختیار نہیں کہ اپنی طرف سے کوئی دخل دو۔ اب دیکھئے
کجا یہہ بات کہ بندہ مجبور محض ہے اور کجا یہہ بات کہ ایک موقعہ پر بعض لوگوں کو بیجا دخل
سے روکا گیا۔ اور پھر میں کہتا ہوں چاہے آپ سنیں یا نہ سنیں کہ قرآن شریف نے بصراحت
بارہا اس اختیار کا ذکر کر دیا ہے جسکی وجہ سے انسان مکلف ہے لیکن دوسرے مقامات
میں بعض مذاہب باطلہ کے رد کرنے کے لئے جو عرب میں موجود تھے یہہ بھی کہا
گیا کہ جیسا کہ تم لوگوں کا خیال ہے کہ اور اور معبود بھی کارخانہ الوہیت میں کچھ دخل رکھتے ہیں
یہہ غلط محض ہے ہر ایک امر کا مرجع اور مبدء خدا ہی ہے اور وہی علت العلل اور سبب الاسباب
ہے۔ یہی غرض تھی جسکے لحاظ سے بعض اوقات خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں بعض درمیانی
وسایط اُٹھا کر اپنے علت العلل ہونے کا ذکر کیا جیسے کہ کہا کشتی جو دریا میں چلتی ہے یہہ
ہمارا ہی احسان ہے۔ غرض اس جگہ ہمنے آپ کو کافی جواب دیدیا ہے کہ قرآن شریف
پر جبر کا اعتراض نہیں ہو سکتا اور نہ ہم جبریہ کہلاتے ہیں۔ آپ کو اب تک مسلمانوں کے
عقیدہ کی بھی کچھ خبر نہیں۔ یہہ بھی آپ نہیں جانتے جس حالت میں اللہ تعالیٰ چور کے
ہاتھ کاٹنے کے لئے اور زانی کے سنگسار کرنے کے لئے قرآن کریم میں صاف حکم
فرماتا ہے تو پھر اگر جبری تعلیم ہوتی تو کونسا سنگسار ہو سکتا تھا۔ قرآن شریف میں نہ ایک
نہ دو بلکہ صدہا آیات انسان کے اختیار کی پائی جاتی ہیں اگر آپ چاہینگے تو کوئی مکمل فہرست

پیش کردی جائیگی اور اس قدر تو آپ خود بھی مانتے ہیں کہ انسان من کل الوجوہ مختار مطلق نہیں
اور اسکے ذہنی اور جوارح اور دوسرے اسباب بیرونی اور اندرونی پر خدا تعالیٰ کی حکومت کا
سلسلہ جاری ہے اور یہی مذہب ہمارا ہے تو پھر کیوں ناحق کج بحثی سے بات کو طول
دیتے ہیں دیکھئے جب الزامی طور پر آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ **توریت** میں لکھا
ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرعون کا دل سخت کر دیا اور **امثال** میں لکھا ہے کہ شریر جہنم کے
لئے بنائے گئے۔ تو آپ کیسی رکیک تاویلیں کرتے ہیں اور پھر تعجب کہ قرآن کریم کی آیات
بینہ پر ایسی سخت گیری کر رہے ہیں جس نے ایک گروہ تعصب کی حد تک آپکو پہنچا دیا ہے
کسی کا یہہ **مقولہ ٹھیک ہے** "گر حفظ مراتب نکنی" قرآن شریف صرف ایک شق
کے بیان کرنے کے لئے نہیں آیا بلکہ ایسے ایسے موقعوں پر دونو شقوں کا بیان کرنا اسکا
فرض ہے۔ کبھی برعایت اپنے علت العلل ہونے کے اپنے تصرفات کا حال بیان کرتا ہے
اور کبھی بلحاظ انسان کے مکلف بالاختیار ہونے کے اسکے اختیارات کا ذکر فرماتا ہے۔
پھر ایک بات کو دوسری بات میں دھسا دینا اور اپنے اپنے موقعہ پر چسپاں نہ رکھنا۔ اگر
تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اگر اعتراض اسی کو کہتے ہیں تو ہم ایک ذخیرہ اس قسم کی
آیات کا آپ کی توریت و انجیل سے ایک فہرست مرتب کرکے پیش کر سکتے ہیں مگر ان فضول
اور کج بحثیوں سے ہمکو سخت نفرت ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ اس مسئلہ میں بلا تفاوت
توریت و انجیل اور قرآن کا لفظاً و معنیً پورا اتفاق ہے اور نزاع ایسے کھلے کھلے اتفاق میں
ایک شرمناک **جھگڑا** ہے۔ دیکھئے کہ توریت کے لفظ یہ موجود ہیں کہ "میں نے فرعون کا
دل سخت کر دیا" اب آپ ان لفظوں کو کاٹ کر اور نئے لفظ بنا کر یہہ فرماتے ہیں کہ "سخت
نہیں کیا بلکہ اسکو شریر ہونے دیا" حالانکہ پھر بھی مآل ایک جا ٹھہرتا ہے۔ ایک شخص کے
روبرو ایک بچہ کوئیں کے قریب بیٹھا ہے اور گرنے کو ہے اور وہ اسکو بچا سکتا تھا۔ اور
اسنے نہ بچایا تو کیا اسکا قصور نہیں۔ بہر حال جب آپ لفظوں پر گرفت کرتے ہیں۔ کیا ہمارا
حق نہیں کہ ہم بھی گرفت کریں اگر قرآن کے لفظوں پر پکڑ ہو سکتی ہے تو ایسے ہی لفظ
توریت میں بھی موجود ہیں۔ خاصکر امثال کا حوالہ آپکی **توجہ** کے لائق ہے۔ جسمیں صاف

لکھا ہے۔ مَیں نے شریروں کو بُرے دن کے لئے بنایا۔ اب آپ یہہ لکھاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں نے شریروں کو اپنے لئے بنایا۔ دیکھئے کجا بُرے دنوں کے لئے اور کجا اپنے لئے۔ یہ اگر تحریف نہیں تو اور کیا ہے اور پھر آپ نے خدا تعالیٰ کی مالکیت پر بے جا بحث شروع کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔ آپ کو واضح ہو کہ خدا تعالیٰ اگرچہ قدوس ہے لیکن بغیر نازل کرنے اپنے قانون کے کسی کو مواخذہ نہیں کرتا اور یہہ بھی بات ہے کہ وہ بجز اسکے کہ بالذات یہ چاہتا ہے کہ کوئی شخص اُس سے شرک نہ کرے اور کوئی اسکا نافرمان نہ ہو اور کوئی اُسکے وجود سے انکار نہ کرے اور اقسام کے معاصی کو حقیقی معصیت بجز احکام نازل کرنے کے نہیں قرار دیتا۔ دیکھئے حضرت آدم کے وقت میں خدا تعالے اس بات پر راضی ہو گیا کہ حقیقی ہمشیروں کا اُنکے بھائیوں سے نکاح ہو جائے اور پھر مختلف زمانوں میں کبھی شراب پینے پر راضی ہوا کبھی اسکی ممانعت کی اور کبھی طلاق دینے پر راضی ہوا اور کبھی طلاق کی ممانعت کی اور کبھی انتقام پر راضی ہوا اور کبھی انتقام سے ممانعت کی۔ اور یہ تو انسان کی نوع میں ہے۔ حیوانات کی نوع میں اگر دیکھا جائے تو ماں اور بہن وغیرہ میں کچھ بھی فرق نہیں۔ برابر اور ہر طرح سے خدا تعالے کی نظر کے سامنے ناجائز کام ہوتے ہیں اور انہیں سے اولاد ہوتی ہے۔ پس اس سے ثابت ہے کہ کتاب کے نزول سے پہلے مواخذہ قایم نہیں ہوتا اور یہہ تو آپ اقرار کر چکے ہیں کہ یہہ تمام احکام بندہ کے فائدہ کے لئے ہوتے ہیں اور اس بات کا آپ نے کوئی صحیح جواب نہیں دیا کہ جس حالت میں ان تمام امور میں بندہ کا فایدہ ہی متصور ہے اور خدا تعالے کے وعد اور وعید سے پہلے مواخذہ کبھی نہیں ہوتا تو پھر جبکہ بڑے آسان طریق سے یہہ طریق اس طرح پر چل سکتا ہے کہ خدا تعالے اپنے وعدوں کے موافق توبہ کرنے والوں کی توبہ کو قبول کرے تو پھر کسی دوسرے نامعقول طریق کی کیا حاجت ہے۔ اب بقیہ اسکا کسی دوسرے وقت میں بیان کیا جاویگا۔ اس وقت ہم جہاد کے بارہ میں جو باقی حصہ ہے بیان کرتے ہیں اور وہ یہہ ہے کہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں جہاد کی بنا صرف امن قایم کرنے اور بُتوں کی شان توڑنے اور حملہ مخالفانہ کے روکنے کے لئے ہے اور یہہ آیت یعنے قاتلوا الذین

لایومنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون آپ کو کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے اور کونسا جبر اس سے ثابت ہو سکتا ہے اسکے معنے تو صاف ہیں کہ ان بسے یانوں سے لڑو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے یعنے عملی طور پر فسق و فجور میں مبتلا ہیں اور حرام کو حرام نہیں جانتے اور سچائی کی راہیں اختیار نہیں کرتے جو اہل کتاب میں سے ہیں جب تک کہ وہ جزیہ اپنے ہاتھ سے دیں اور وہ ذلیل ہوں۔ دیکھو اس سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ اس سے تو یہی **ثابت** ہوا کہ جو اپنی بغاوتوں کی وجہ سے حق کے روکنے والے ہیں اور ناجایز طریقوں سے حق پر حملہ کرنے والے ہیں۔ اُنسے لڑو اور اُن سے دین کے طالبوں کو نجات دو۔ اس سے یہہ کہاں ثابت ہو گیا کہ یہہ لڑائی ابتدائً بغیر اُنکے کسی حملہ کے ہوئی تہی۔ لڑائیوں کے سلسلہ کو دیکھنا ازبس ضروری ہے اور جب تک آپ سلسلہ کو نہ دیکھو گے اپنے تئیں عمداً یا سہواً بڑی غلطیوں میں ڈالو گے۔ **سلسلہ** تو یہہ ہے کہ اول کفار نے ہمارے **نبی** صلعم کے قتل کا ارادہ کر کے آخر اپنے حملوں کی وجہ سے اُنکو مکہ سے نکال دیا۔ اور پہر تعاقب کیا اور جب تکلیف حد سے بڑھی تو پہلا حکم جو لڑائی کے لئے نازل ہوا وہ یہہ تہا۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ (س ۱۷ ر ۱۳) یعنے اُن لوگوں کو مقابلہ کی اجازت دی گئی جنکے قتل کے لئے مخالفوں نے چڑہائی کی اس وجہ سے اجازت دی گئی کہ اُن پر ظلم ہوا اور خدا مظلوم کی حمایت کرنے پر قادر ہے یہہ وہ لوگ ہیں جو اپنے وطنوں سے ناحق نکالے گئے۔ اور اُنکا گناہ بجز اسکے اور کوئی نہ تہا جو ہمارا رب اللہ ہے۔ دیکھئے کہ یہہ پہلی آیت ہے جس سے سلسلہ لڑائیوں کا شروع ہوا اور پہر اسکے بعد خدا تعالی نے اس حالت میں کہ مخالف لڑائی کرنے سے باز نہ آئے یہہ دوسری آیت نازل فرمائی وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین یعنے جو لوگ تم سے لڑتے ہیں انکا مقابلہ کرو اور پہر بہی حد سے مت بڑھو کیونکہ خدا تعالی حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور پہر فرمایا واقتلوھم حیث

تقفتموهم واخرجوهم من حيث اخرجوكم یعنے قتل کرو انہیں جہاں پاؤ اور اسی طرح نکالو جس طرح

انہوں نے نکالا۔ پہر فرمایا وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين لله یعنے اس حد تک انکا مقابلہ کرو

کہ انکی بغاوت دور ہو جاوے اور دین کی روکیں اُٹھ جائیں اور حکومت اللہ کے دین کی ہو جائے اور پہر فرمایا

قل قتال فيه كبير وصد عن سبيل الله وكفر به والمسجد الحرام واخراج اهله منه اكبر عند الله والفتنة

اكبر من القتل ولا يزالون يقاتلونكم حتى يردوكم عن دينكم ان استطاعوا یعنے شہر حرام میں

قتل تو گناہ ہے لیکن خداتعالی کی راہ سے روکنا اور کفر اختیار کرنا اور اللہ تعالی کے نیک بندوں کو مسجد حرام سے

خارج کرنا یہہ بہت بڑا گناہ ہے اور بغاوت کو پہیلانا یعنے امن کا خلل انداز ہونا قتل سے بڑہکر ہے اور ہمیشہ قتل

کے لئے یہہ لوگ مقابلہ کرینگے تا اگر ممکن ہو تو تمہیں دین حق سے پہیر دیں اور پہر فرمایا ولولا دفع الله الناس

بعضهم۔ الخ یعنے اگر اللہ تعالی بعض کے شر کو بعض کی تائید کے ساتھ دفع نہ کرتا تو زمین فاسد ہو جاتی اور پہر

فرمایا ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به یعنے اگر تم انکا تعاقب کرو تو اسی قدر کرو جو اُنہوں نے کیا ہو۔

ولئن صبرتم لهو خير للصابرين اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنیوالوں کے لئے اچہا ہے اور پہر اہل کتاب

کا گناہ جتلانے کے لئے فرمایا يا اهل الكتاب لم تصدون عن سبيل الله من آمن تبغونها عوجا۔

اے اہل کتاب کیوں ایمان لانے والوں کو ایمان لانے سے روکتے ہو اور کجی اختیار کرتے ہو۔ پس یہی باعث تہا کہ اہل کتاب

کے ساتھ لڑائی کرنی پڑی کیونکہ وہ دعوت حق کے مزاحم ہوئے اور مشرکوں کو اُنہوں نے مددیں کیں اور اُنکے ساتھ

ملکر اسلام کو نابود کرنا چاہا جیسا کہ مفصل ذکر اسکا قرآن شریف میں موجود ہے تو پہر بجز لڑنے اور دفع حملہ کے اور کیا تدبیر تہی

مگر پہر بہی انکو قتل کرنیکا حکم نہیں دیا بلکہ فرمایا حتى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون یعنے اُسوقت

تک اُنسے لڑو جبتک یہہ جزیہ ذلت کے ساتھ دیدیں اور صاف طور پر فرما دیا یعنے جہادوں یعنی لڑنے میں اسلام

سے ابتدا نہیں ہوئی جیسا کہ فرماتا ہے وهم بدؤكم اول مرة یعنے انہیں مخالفوں نے لڑنے میں ابتدا کی پہر جبکہ

اُنہوں نے آپ ابتدا کی وطن سے نکالا صدہا بے گناہوں کو قتل کیا تعاقب کیا اور اپنے بتوں کی کامیابی کی شہرت

دی تو پہر بجز اُنکے سرکوبی کے اور کونسا طریق حق اور حکمت کے مناسب حال تہا۔ اسکے مقابل حضرت موسیٰ ع کی

لڑائیاں دیکہو جن لوگوں کے ساتھ ہوئیں کونسی تکلیفیں اور دُکھ اُنسے پہنچے تہے اور کیسی بے رحمی اُن

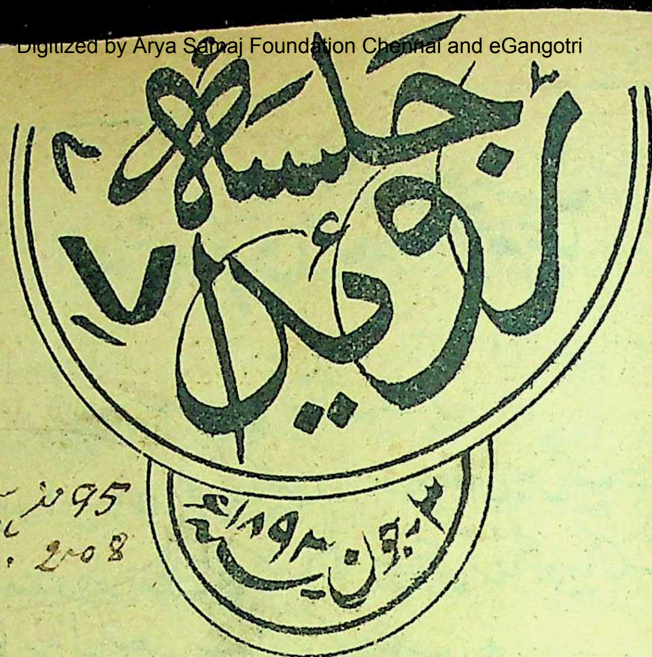
لڑائیوں میں کی گئی کہ کئی لاکھ بچے بے گناہ قتل کئے گئے۔ دیکہو ۳۱ باب ۷ آیت گنتی استثنا باب ا

سموئیل اول [illegible] پہر سموئیل اول [illegible] پہر استثنا [illegible] اور ان آیات کے رو سے یہہ بہی ثابت ہو گیا کہ م

[illegible] فاضلوں کی کتاب باب اول ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۵ و ۲۵۶ اور [illegible] (باقی آئندہ)

دستخط بحروف انگریزی
ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ منجانب عیسائی صاحبان

دستخط بحروف انگریزی
غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام






ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب نے ۶ بجے ۲ منٹ پر شروع کیا اور ۶ بجے ۴ منٹ پر ختم ہوا اور بلند آواز سے سُنایا گیا ٭ مرزا صاحب نے ۷ بجے ۲ منٹ پر لکھنا شروع کیا اور ۸ بجے ۲۰ منٹ پر ختم کیا اور بلند آواز سے سُنایا گیا اور ڈپٹی صاحب نے ۹ بجے ۴۲ منٹ پر شروع کیا اور ۱۰ بجے ۲۰ منٹ پر ختم کیا اور بلند آواز سے سُنایا گیا اور تحریروں پر میر مجلس صاحبان کے دستخط ہو کر جلسہ برخاست ہوا ٭

دستخط بحروف انگریزی
ہنری مارٹن کلارک
پریزیڈنٹ
از جانب عیسائی صاحبان

دستخط بحروف انگریزی
غلام قادر فصیح
پریزیڈنٹ
از جانب اہل اسلام

# از جانب ڈپٹی عبد اللہ آتہم صاحب

پرچہ اول

۳ - جون ۱۸۹۳ء

یکم جون کا بقیہ :- ایمان بالجبر پر دیکھو (۱) سورہ انفال میں لکھا ہے کہ وقاتلوہم حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ یعنی قتل کرو انکو یہانتک کہ نہ رہے فتنہ - اور دین ہو جاوے کل اللہ کیواسطے - (سورہ توبہ کا رکوع ایک) :-

یعنی جب گذر جائیں مہینے پناہ کے تو مارو مشرکوں کو اور ڈھونڈھو ان کو اور گھات پر لگے رہو ان کے - الا اگر تائب ہوں اور نماز و زکوۃ ادا کریں تو انکی راہ کو چھوڑ دو - اور اگر کوئی مشرک پناہ مانگے تو کلام اللہ کے سُننے تک پناہ دو - پھر پہنچا دو ان کو جائے امن میں :-
پھر سورہ توبہ کے رکوع اول میں لکھا ہے کہ کہدے پیچھے رہے گنواروں کو کہ آگے تم کو مقابلہ کرنا ہوگا ایک سخت لڑاکے گروہ کا تم انکو ماروگے یا وہ مانیں گے - ماسوا آیۃ متنازعہ کے یہ اور آیات ہیں جو صاف صاف ایمان بالجبر پر ایما کرتی ہیں ماسوا ان کے وہ جو جہاد دفعیہ اور انتقامیہ اور انتظامیہ قرآن میں بہت سے بیان ہیں انکا انکار ہمکو کبھی نہ تھا - اقسام جہاد سے خاص قسم ہے جسپر ہمارا زور ہے اور جو ایمان بالجبر پر ایماء کرتی ہے - کیا معنے اس ہیں کہ یہانتک لڑ کہ مخالفت دین اللہ کی باقی نہ رہے اور کل دین اللہ کا ہی ہو جاوے پھر کیا معنے اس کے ہیں کہ اگر تائب ہوں اور نماز و زکوۃ ادا کریں تو انکی راہ چھوڑ دو - ورنہ ہر راہ سے اُن کو مارو - پھر انہیں سے بھی اگر کوئی مشرک پناہ مانگے تو کلام اللہ کے سُن لینے تک اُنکو پناہ دیدو اور بعد اس کے مامنہ میں پہنچا دو یعنی ایسے امن کی جگہہ میں کہ پھر لوگ اُن کو تکلیف ندیں - اور وہ اسلام سے پھر کر مسلمانوں کو تکلیف ندیں - پھر کیا معنے اس کے ہیں کہ تم انکو قتل کروگے یا وہ تسلیم کرینگے - خلاصہ صاف صاف یہ کل امور ایمان بالجبر کے اوپر حکم کرتے ہیں :-

پرچہ دوم - ۲ جون کا بقیہ جواب :- پھر جناب نے کلام کے مجسم ہونے پہ تکرار کیا ہے - کلام یعنی اقنوم ثانی

جبکہ پہلے باب انجیل یوحنا میں ایسا لکھا ہے کہ کلام مجسم ہوا مگر مظہریت اسکی واسطے عہدہ
مسیحت کے تیس برس (۳۰) کی عمر میں ظاہر ہوئی - جب روح القدس نازل ہوا اور
آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے میں اس سے راضی ہوں - جناب بار بار جو تثلیث
فی التوحید کے مسئلہ پر اعتراض فرماتے ہیں جناب کو لازم ہے کہ پہلے توحید مطلق کو بدون
صفات متعددہ کے اور کچھ ثابت کریں یا کسی شئے میں ماسوائے صفات متعددہ کے
اور کچھ دکھلا دیں ؞ واضح رہے کہ صفت کی تعریف یہ ہے کہ وہ ایک قوت ہو کہ جو خاص
قسم واحد پر حاوی ہو یعنی جیسے روشنی صرف روشنی ہی کا کام کرتی ہے وغیرہ ویسے ہی
ذات جو جامع صفات ہونیکا ایک ہی کام کرتی ہے ؞

یہ نہ بولنا کہ ہم صفت کو اقنوم قرار دیتے ہیں ہمارے معنے اقنوم کے شخص معین کے
ہیں کہ جو مجموعہ صفات ہو اور ہماری دلیل جزو صفت سے جو لی گئی ہے اُس سے ایمان ہماری
یہی کہ جو جزو پہ صادق آتا ہی کل پہ بھی آتا ہے ؞ اقانیم ثلثہ کے بارہ میں ہم یہ صورت بیان کرتے
ہیں کہ جیسے ایک شئے قائم فی نفسہ ہوتی ہے اور دوسری مساوی اُس کے لازم و ملزوم
انہیں ہوتی ہے ویسے ہی اوّل اقنوم کہ جسکو اب کہتے ہیں قائم فی نفسہ ہے اور دوسرے اقانیم
یعنی ابن اور روح القدس اسمیں لازم ملزوم ہیں اور ایسی چیزیں جو ایک قائم فی نفسہ ہے
ہے اور دوسری لازم ملزوم ماہیت کلی کو تقسیم نہیں کرتی گو تمیز اپنی علیحدہ علیحدہ رکھتی

۳ - روح القدس کے بشکل کبوتر نازل ہونے پر جناب نے ایک تمسخر کیا ہے کہ کبوتر کیا شئے
ہے ایک چھوٹا سا جانور - کیوں نہ ہاتھی اور اونٹ کی شکل میں اُس نے نزول کیا تو اسکے
جواب میں آپ کو واضح ہو کہ کبوتر کو بے آزار کر کے لکھا ہے اور خبر دہندہ امان کا وقت
طوفان نوح کے - اس لئے اسکی ایماء یہ تھی کہ وہ کبوتر کی شکل میں اُتری اور ہاتھی
اور اونٹ کو توریت میں ناپاک جانور کر کے لکھے ہیں - انکی شکل میں روح القدس نہیں
آسکتی تھی مگر آپ کے لطافی پہ اگر کوئی کہے کہ جناب کے پیشوا بنی عرب نے کس
لئے چھوٹے سے وجود انسانی میں ظہور کیا کیوں نہ سیمرغ میں ظہور فرمایا تو آپ اس
لطافی کو کیا کہیں گے ؞

۴ - موسیٰ جبکہ کہتا ہے کہ آنیوالے نبی کی جو میری مانند درمیان ہیں ہوگا اُسکی سنو تو کون بڑا ٹھیرا وہ جسکی سُنی جائے یا وہ جسکا سُننا بند ہوجائے - پھر خط عبرانیوں کے ۳ میں یہ لکھا ہے کہ موسیٰ گھر کا خادم تھا اور یسوع المسیح مالک - اور پھر موسیٰ یسوع مسیح کو پہاڑ پر ملنے آیا - یسوع اُس کے ملنے کو نہیں گیا تو بڑائی کس کی زیادہ ہے ؛؛

۵ - یہ جناب کا خیال غلط ہے کہ کوئی معجزہ چھوٹا اور کوئی بڑا بھی ہوتا ہے - ایک ہی دست قدرت کی دونو کاریگریاں ہوتی ہیں - مکھی کا بنانا اور ہاتھی کا بنانا ایک ہی قدرت چاہتا ہے مگر مجھکو بڑا تعجب یہاں یہ ہے کہ جناب نے نبی اسلام کا چھوٹا یا بڑا کوئی بھی معجزہ ثابت کیا صرف دوسروں کے ہی معجزہ سے اپنا دل خوش فرمایا - یا اپنے کشف و کرامات کا ذکر کچھ کیا کہ جس کا ثبوت غیروں پر کبھی کچھ نہیں ہوا ؛؛

۶ - یسوع مسیح نے کبھی اقرار اپنے گناہوں کا نہیں کیا نہ لفظاً نہ ضمناً اور نہ اُس کے اوپر کبھی یہ ضوت لگا ؛؛

۸ - یہ تو سچ ہے کہ قرآن انسان کو صرف جبریہ ہی نہیں ٹھیراتا بلکہ ایک طرف جبریہ اور دوسری طرف قدریہ یعنی صاحب اختیار - لیکن ہمارا کہنا یہ ہے کہ جبر اسمیں تقدیم رکھتا ہے اور یہ دو باہم تناقض ہی ہیں - چنانچہ جبر کے غلبہ کا حوالہ ہم اور آیات سے بھی دیتے ہیں :-

(۱) سورۂ نساء کے رکوع ۱۰ میں ہے جسکا حاصل معنی یہ ہیں جو کہتے ہیں کہ بھلائی اللہ کیطرف سے ہے اور بُرائی تیری طرف سے - تو کہہ اُنسے کہ سب کچھہ اللہ ہی کیطرف سے ہے (۲) پھر سورۂ نساء کے رکوع ۱۱ میں ہے کہ جسکو اللہ نے گمراہ کیا تم اُسکو راہ پر نہیں لاسکتے اور اُس کے واسطے کوئی راہ باقی نہیں (۳) پھر سورۂ مائدہ کے رکوع ۷ میں ہے اگر خدا چاہتا تو ایک ہی دین ہر کو دیتا مگر اُسکو آزمانا تمہارا مدنظر تھا ؛؛ پھر سورۂ انعام کے ۱۷ رکوع میں ہے کہ کہتے ہیں کہ اگر چاہتا اللہ تو ہم شریک نہ ٹھیرالیتے ایسا ہی پہلے بھی کافر کہتے رہے ؛؛

۹ - انسان کی فعل مختاری پر اطلاق کا لفظ جناب نے غلط لگایا ہے بلکہ وہ اپنی حدود معینہ میں پورا فعل مختار ہے - میں نے یہ کبھی نہیں مانا جو جناب فرماتے ہیں کہ فعل مختاری میں دخل غیر بھی کچھہ ہے اور نہ میں کچھہ کج بحثی کرتا ہوں مگر نکہ ہر کس بقدر ہمت اوست

یہ فقد فعل مختاری اور نامختاری انسان میں تو صرف قرآن میں ہی پائی جاتی ہے۔

۱۰۔ سخت دلی فرعون کے معنی ہم بار بار کر چکے ہیں آئندہ اسکا تکرار عبث عبث ہے۔

۱۱۔ امثال کے باب ۱۶/۴ میں یہ نہیں لکھا کہ شریر کو شرارت کیواسطے بنایا گیا مگر برے دن کیواسطے جبکہ شرح حزقیل کے ۱۸/۲۳و۳۲ اور ۳۳/۱۱ اور پطرس کے دوسرے خط ۳/۹ میں اور پولا طمطاوس کے ۲/۴ میں یہ لکھا ہے کہ شریروں کو مہلت نجات کی دیجاتی ہے اور خدا کی خوشی انمیں نہیں۔ جیسا کہ قرآن آپکے نبی کی بابت کہتا ہے کہ واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات معافی مانگ اپنے گناہوں کے لئے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے۔ بپتسما پانے میں یسوع نے اپنی مراد آپ ظاہر کردی ہے یعنی یہ کل راستبازی پوری ہو یعنی متابعت شریعت موجودہ کی کیجائے۔ اور واضح رہے کہ شریعت موسوی اور انبیاء سلف کا عمل عید پنتیکوست کے دن تک رہا ہے جبکہ مسیح نے جی اُٹھکر آسمان کیطرف صعود کیا تب سے شریعت عیسوی جاری ہوئی۔ ورنہ پہلے ان کے شریعت سلف کی تھی خلف کا ذکر تک نہ تھا اب پھر جو جناب یوحنا کو بباعث بپتسما دینے یسوع کے بڑا فرماتے ہیں۔ یوحنا خود یہ کہتا ہے کہ میں اس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے قابل نہیں اور کہ وہ برہ ہے جو سب کے گناہوں کیواسطے ذبح ہوگا۔ وہ جو جناب نے پھر لفظ نیک کے اوپر تکرار کیا ہے اُسکا جواب بتکرار دیا گیا ہے اب اور کچھہ کہنا ضرور نہیں۔ مگر اسقدر یاد دلانا کافی ہے کہ وہ خطاب جو اُس نے اُس جوان سے فرمایا کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے جبکہ نیک سوائے ایک خدا کے کوئی نہیں اسی شخص سے یہ بھی اخیر میں فرمایا تھا کہ اگر تو کامل ہوا چاہتا ہے تو اپنا سارا مال عاجزوں کو تقسیم کردے اور میرے پیچھے ہولے۔ لیکن وہ دلگیر ہوکے چلا گیا۔ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے کہ جانوں اور مالوں سب کا وہ مالک تھا اور وہ جوان نہیں مانتا تھا کہ یہ مالک ہے اسی لئے اسکو متنبہ کیا گیا کہ از انجا تو مجھے خدا نہیں جانتا۔ بروئے اعتقاد جمہور یہود کے نیک سوائے خدا کے کوئی نہیں ہوسکتا تو پھر مکاری سے مجھے تو نیک کیوں کہتا ہے یہ اُسکی مکاری کی اصلاح تھی نہ کہ الوہیت سے انکار۔

۷- انسان مسیح کا شیطان سے آزمایا جانا کیا نقصان اسکی الوہیت کو رکہتا ہے انسان ہوکر تو وے امتحان میں کہڑا کیا گیا اور جو آدم اولی گر کر کہو بیٹہا تہا اُس نے کہڑا رکہہ پا لیا پہر اعتراض کی جگہہ کونسی ہے اور شریر اپنی شرارت میں مرجاتے- پس یہ غلط ہے کہ شریر کو شریر بنایا گیا ہے- جیسے یہ عام غلطی ہے کہ شیطان کو شیطان بنایا گیا- صحیح یہ ہے کہ شیطان کو مقدس فرشتہ بنایا گیا تہا پہر اُس نے گناہ کرکے اپنے آپ کو شیطان بنا لیا- اور یہ بہی غلط ہے کہ شریر بنانے اور شریر ہونے دینے کا آل ایک ہی ہے- اور وہ بچے کی مثال بہی جو جناب نے دی اسقدر اصلاح کے لائق ہے کہ اگر وہ نیک و بد کی ماہیت سے آگاہ نہیں یا طاقت نیکی کرنے اور بدی کرنے کی نہیں رکہتا تو مواخذہ عدل سے بہی بری ہے اُسکا مرنا واسطے جہنم نہیں ہے-

۱۳- جناب نے مجہے دہوکہ باز جو ٹہیرایا ہے اس کے لئے میری طرف سے آپ کو سلام پہنچے- اور آپکے مانگنے بدون ہی میری طرف سے معافی بہی؛

(باقی آئندہ)

(دستخط بحروف انگریزی) ہنری مارٹن کلارک — پریزیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان

## جواب از جانب حضرت مرزا صاحب

(دستخط بحروف انگریزی) غلام قادر فصیح — پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام

ڈپٹی عبد اللہ آتہم صاحب نے جسقدر پہر قرآن شریف کی ایسی آئتیں لکہی ہیں جس سے وہ ایمان بالجبر کا نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں- افسوس وہ اُن آیات کے پیش کرنے میں ایک ذرہ انصاف سے کام نہیں لیتے- ہم نے صاف طور پر تحریر گذشتہ میں جتلا دیا ہے کہ قرآن شریف میں ہرگز ہرگز جبر کی تعلیم نہیں ہے؛

پہلے کفار نے ابتدا کرکے صدہا مومنوں کو تکلیفیں دیں قتل کیا- وطنوں سے نکالا اور پہر تعاقب کیا اور جب انکا ظلم حد سے بڑہ گیا اور اُنکے جرائم خدا تعالیٰ کی نظر میں سزا دہی کے لائق ٹہیر گئے تب اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کی- اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا و ان اللہ علی نصرہم لقدیر (س ۱۷-۱۳) یعنی جن لوگوں پر یعنی مسلمانوں پر ظلم ہوا اور اُن کے قتل کرنے کے لئے اقدام کیا گیا- اب اللہ تعالیٰ بہی انہیں مقابلہ کرنے کی اجازت دیتا ہے- پہر چونکہ عرب کے لوگ بباعث ناحق کی خونریزیوں کے جو وہ پہلے کرچکے تہے اور بڑی بڑی ایذاؤں سے مسلمانوں کو

قتل کر چکے تھے اسلئے ایک شخصی قصاص کے وہ مستحق ہو گئے تھے اور اس لائق تھے کہ جیسا انہوں
نے ناحق بے گناہوں کو بڑے بڑے عذاب پہنچا کر قتل کیا ایسا ہی انکو بھی قتل کیا جاوے۔
اور جیسا کہ انہوں نے مسلمانوں کو انکے وطنوں سے نکال کر تباہی میں ڈالا اور ان کے مالوں
اور جائدادوں اور گھروں پر قبضہ کر لیا ایسا ہی انکے ساتھ بھی کیا جاوے لیکن خدا تعالےٰ نے
رحم کے طور پر جیسی اور رعائتیں کی ہیں کہ انکے بچے نہ مارے جاویں اور انکی عورتیں قتل نہ ہوں
ایسا ہی یہ بھی رعائت کر دی کہ اگر انمیں سے کوئی مقتول ہونے سے پہلے خود بخود ایمان
لے آوے تو وہ اس سزا سے بچایا جاوے جو بوجہ اسکے پہلے جرائم اور خونریزیوں کے اسپر واجب
ہوتی تھی۔ اس بیان سے سارا قرآن شریف بھرا ہوا ہے۔ جیسا کہ یہی آئت جو پیش کر چکا ہوں
صاف صاف بیان فرما رہی ہے اور اس کے ساتھ کی دوسری آئت بھی یعنے الذین
اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ (۱۷/۱۳) یعنی وے مظلوم جو اپنے
وطنوں سے بے گناہ نکالے گئے صرف اس بات پر کہ وہ کہتے تھے ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اسکے
بعد یہ آئتہ پیش کرتا ہوں یعنی قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ یعنے
عرب کے اُن مشرکوں کو قتل کرو یہانتک کہ بغاوت باقی نہ رہجاوے اور دین یعنی حکومت
اللہ تعالیٰ کی ہو جاوے۔ اس سے کہاں جبر نکلتا ہے۔ اس سے تو صرف اسقدر پایا جاتا ہے
کہ اس حد تک لڑو کہ انکا زور ٹوٹ جاوے اور شرارت اور فساد اُٹھ جاوے اور بعض لوگ جیسے
خفیہ طور پر اسلام لائے ہوئے ہیں ظاہر بھی اسلامی احکام ادا کر سکیں۔ اگر اللہ جلشانہ کا
ایمان بالجبر منشاء ہوتا جیسا کہ ڈپٹی صاحب سمجھ رہے ہیں تو پھر جزیہ اور صلح اور معاہدات
کیوں جائز رکھے جاتے اور کیا وجہ تھی کہ یہود اور عیسائیوں کے لئے یہ اجازت دیجاتی کہ وہ جزیہ
دیکر امن میں آجائیں اور مسلمانوں کے زیر سایہ امن کے ساتھ بسر کریں اور ڈپٹی صاحب
موصوف نے جو مامنہ کے لفظ کی تشریح کی ہے تشریح غلط ہے یعنی اس آئت کی جسکا مطلب یہ ہے
کہ اگر کوئی مشرک قرآن شریف کو سننا چاہے تو اُسکو اپنی پناہ میں لے آؤ۔
جبتک وہ کلام الٰہی کو سُنے پھر اُسکو اُسکے مامن میں پہنچا دو اور اس آئت کے
آگے یہ آئت ہے ذالک بانھم قوم لا یعلمون (سورہ توبہ رکوع ۱) یعنی یہ رعائت

اسلئے ہے کہ یہ قوم بیخبر ہے - اب ڈپٹی صاحب اسکے یہ معنی کرتے ہیں کہ گویا اسکو کلام
الٰہی کے سُننے کے بعد ایسی جگہہ پُہنچا دو جہاں سے بہاگ نہ سکے - جبکہ انصاف اور فہم کا
یہ حال ہے تو نتیجہ بحث کا معلوم - آپ نہیں سمجھتے کہ کلام الٰہی کے تو یہ لفظ ہیں کہ
ثم ابلغہ مامنہ یعنی اس مشرک کو اُسکی جگہہ امن میں پُہنچا دے - اب ایسے صاف اور
سیدھے اور کھلے کھلے لفظ کی تحریف کرنا اور یہ کہنا کہ ایسی جگہہ پُہنچا دو کہ وہ بہاگ نہ سکے
اور مسلمانوں کے قبضہ میں رہے کس قدر ایک بدیہی صداقت کا خون کرنا ہے - پھر ڈپٹی
صاحب اس آیۃ کو پیش کرتے ہیں کہ جسمیں چار مہینے کے گذرنے پر قتل کا حکم ہے - اور
نہیں سمجھتے کہ وہ تو اُن مجرموں کے متعلق ہے جو معاہدوں کو توڑتے تہے جیسا کہ اللہ جلشانہ
فرماتا ہے کیف یکون للمشرکین عہد عند اللہ وعند رسولہ (توبہ رکوع ۱)
جس کا مطلب یہی ہے کہ بعد عہدوں کے توڑنے کے اُن کے قول و اقرار کا کیا اعتبار
رہا اور پہر فرماتا ہے لا یرقبون فی مؤمن الا و لا ذمۃ - واولیک ھم المعتدون
یہ مشرک نہ کسی عہد کا پاس کرتے ہیں اور نہ کسی قرابت کا اور حد سے نکل جانیوالے
ہیں اور پہر فرماتا ہے وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم وطعنوا فی دینکم
فقاتلوا ایمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون الا تقاتلون قوما نکثوا
ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدءوکم اول مرۃ (توبہ ر ۲) یعنی اگر یہ
مشرک توڑ دیں قسمیں اپنی بعد عہد کرنے کے اور تمہارے دین میں طعن کریں تو تم
کفر کے سرداروں سے لڑو کیونکہ وہ اپنی قسموں پر قائم نہیں رہے تا کہ وہ باز آجاویں
کیا تم ایسے لوگوں سے نہیں لڑو گے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا اور رسول
کو نکال دینے کا قصد کیا اور اُنہوں نے ہی اول ایذا اور قتل کے لئے اقدام کیا -
اب تمام ان آیات پر نظر غور ڈال کر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس مقام سے جبر
کو کچھ بھی تعلق نہیں بلکہ مشرکین عرب نے اپنے ایذا اور خونریزیوں کو یہاں تک
پہنچا کر اپنے تئیں اس لائق کر دیا تھا کہ جیسا کہ اُنہوں نے مسلمانوں کے مردوں
کو قتل کیا اور اُنکی عورتوں کو سخت بیرحمی سے مارا اور اُنکے بچوں کو قتل کیا - وہ اس

لائق ٹھیر گئے تھے کہ حضرت موسیٰ کے قانون جہاد کے موافق انکی عورتیں بھی قتل کیجائیں
انکے بچے بھی قتل کئے جائیں اور انکے جوان و بڈھے سب تہ تیغ کئے جاویں اور ان کو
اپنے وطنوں سے جلاوطن کر کے انکے شہروں اور دہات کو پہونکا جاوے لیکن ہمارے
نبی صلعم نے ایسا نہ کیا بلکہ ہر طرح سے انکو رعائت دی یہانتک کہ باوجود ان کے واجب القتل
ہونے کے جو اپنی خونریزیوں کی وجہ سے وہ لئکے لائق ہوگئے تھے انکو یہ بھی رعائت دیگئی
کہ اگر کوئی انہیں سے اپنی مرضی سے دین اسلام اختیار کرے تو امن میں آجاوے۔
اب اس نرم اور پُر رحم طریق پر اعتراض کیا جاتا ہے اور حضرت موسیٰ کی لڑائیوں کو
مقدس سمجھا جاتا ہے۔ افسوس ہزار افسوس اگر اسوقت انصاف ہوتو اس فرق کا
سمجھنا کچھہ مشکل نہ تھا تعجب کہ وہ خدا جس نے حضرت موسےٰ کو حکم دیدیا کہ تم مصر سے
ناحق بے موجب لوگوں کے برتن اور زیور مستعار طور پر لیکر اور دغگوئی کے طور پر
ان چیزوں کو اپنے قبضہ میں کر کے پہر اپنا مال سمجھہ لو اور دشمنوں کے مقابل پر ایسی بیرحمی
کرو کہ کسی لاکہہ بچے ان کے قتل کر دو اور لوٹ کا مال لے لو اور ایک حصہ خدا کا اُس
میں سے نکالو اور حضرت موسیٰ جس عورت کو چاہیں اپنے لئے پسند کریں اور بعض
صورتوں میں جزیہ بھی لیا جاوے اور مخالفوں کے شہر اور دیہات پہونکے جائیں۔ اور
وہی خدا ہمارے نبی صلعم کے وقت میں باوجود اپنی ایسی نرمیوں کے فرماتا ہے بچوں کو
قتل نہ کرو۔ عورتوں کو قتل نہ کرو۔ راہبوں سے کچھہ تعلق نہ رکھو۔ کہیتیوں کو مت جلاؤ۔
گرجاؤں کو مسمار مت کرو اور انہیں کا مقابلہ کرو۔ جنہوں نے اول تمہارے قتل کرنے
کے لئے پیش قدمی کی ہے اور پہر اگر وہ جزیہ دیدیں یا اگر عرب کے گروہ میں سے ہیں
جو اپنی سابقہ خونریزیوں کیوجہ سے واجب القتل ہیں تو ایمان لانے پر انکو چھوڑ دو
اگر کوئی شخص کلام الٰہی سننا چاہتا ہے تو اسکو اپنی پناہ میں لے آؤ اور جب وہ سُن چکے
تو اسکو اسکی امن کی جگہہ میں پہنچا دو۔ افسوس کہ اب وہی خدا مورد اعتراض ٹھیرایا
گیا ہے۔ افسوس کہ ایسی عمدہ اور اعلےٰ تعلیم پر وہ لوگ اعتراض کر رہے ہیں جو
توریت کی ان خونریزیوں کو جن سے بچے بھی باہر نہیں رہے خدا تعالیٰ کیطرف سے

سمجھتے ہیں - پھر ڈپٹی صاحب نے اپنے رحم بلا مبادلہ کے بیان کی تائید میں فرمایا تھا کہ یہ
بات غلط ہے کہ عدل سے پہلے رحم ہوتا ہے بلکہ عدل سے پہلے جو سلوک کیا جاتا ہے اُسکا نام
گوڈنس ہے - رحم عدل کے بعد شروع ہوتا ہے افسوس کہ ڈپٹی صاحب موصوف غلطی پر غلطی
کرتے جاتے ہیں، میں اُنکی کس کس غلطی کی اصلاح کروں - واضح ہو کہ گوڈنس یعنی نیکی یا احسان صفات
میں داخل نہیں ہے بلکہ ایک کیفیت کے نتائج و ثمرات میں سے ہے وہ چیز جسکا نام صفت
رکھا جاوے وہ اسجگہہ بجز رحم کے اسم سے اور کسی نام سے موسوم نہیں ہو سکتی اور رحم اس کیفیت
کا نام ہے کہ جب انسان یا اللہ تعالیٰ کسیکو کمزور اور ضعیف اور ناتوان یا مصیبت زدہ اور
محتاج مدد پاکر اُسکی تائید کے لیئے توجہ فرماتا ہے - پھر وہ تائید خواہ کسی طور سے ظہور میں آوے
اسکا نام گوڈنس رکھہ لو یا اسکو نیکی اور احسان کہدو - ہو سکتا ہے احسان کوئی صفت نہیں ہے
اور کسی کیفیت راسخہ فی القلب کا نام نہیں ہے بلکہ وہ اس کیفیت راسخہ یعنی رحم کا لازمی
نتیجہ ہے مثلاً جب ایک دست و پا محتاج ہو کا ہماری نظر کے سامنے آئیگا تو اُسکی پہلی
حالت ناتوانی اور ضعف دیکھہ کر ہمارے دل میں ایک کیفیت رحم کی اسکے لیئے پیدا ہوگی
تب اس رحم کے جوش سے ہم نیکی کرنے کی توفیق پائیں گے اور آپکا وہ گوڈنس ظہور میں آئیگا
تو اب دیکھو وہ گوڈنس رحم کی صفت کا ایک ثمرہ اور نتیجہ لازمی ہوا - یا خود بجائے رحم
کے ایک صفت ہے - منصفین اسکو خود دیکھہ لیں گے اور پھر آپ فرماتے ہیں کہ رحم عدل
کے بعد پیدا ہوتا ہے اس تقریر سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ تا قرآن شریف یعنی سورہ
فاتحہ میں جو آیۃ الرحمٰن الرحیم ہے اسپر زد کریں لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے
اس سے تو خود آپ کی حالت علمیت کی پردہ دری ہوتی جاتی ہے اس بات کو کون
نہیں جانتا کہ رحم جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں ضعیف یا ناتوان یا مصیبت زدہ
کو دیکھہ کر پیدا ہوتا ہے یہ نہیں کہ عدل کے بعد ظہور میں آوے - ایسا ہی توریت میں ہے،
عزرا ۳/۱۱ و نحمیا ۹/۴ و ۹/۱۹ زبور ۸۶/۵ و ۱۰۶/۱ - اور نیز آپکا یہ قول جو بار بار پیش کر رہے ہیں
جو رحم اور عدل کی گویا باہم لڑائی ہے اور اس لڑائی کے فرو کرنے کے لئے کفارہ کی تجویز
ہوئی یہ آپکا بیان سراسر غلط ہے اس بات میں کچھہ بھی شک نہیں کہ گناہ اُسوقت پیدا

پیدا ہوتا ہی کہ جب اول قانون فرمانبرداری کا شائع ہو جائے کیونکہ نافرمانی فرمانبرداری کے بعد ہوا کرتی ہے پھر جبکہ یہ صورت ہے تو صاف ظاہر ہے کہ جب قانون نازل ہوگا اور خدا تعالیٰ کی کتاب اپنے وعدوں کے مطابق عملدرآمد کریگی یعنی اسطرح کے احکام ہونگے کہ فلاں شخص فلاں نیک کام کرے تو اُسکا اجر یہ ہوگا یا بدکام کرے تو اُسکی سزا یہ ہوگی تو اس صورتمیں کفارہ کا دخل کسی طور سے جائز نہیں جبکہ وعدہ وعید کے مطابق فیصلہ ہوتا ہے تو اس صورت میں ایک بیٹا نہیں اگر ہزار بیٹے بھی صلیب پر کھینچے جاویں تب بھی وعدہ میں تخلف نہیں ہوسکتا اور کسی کتاب میں نہیں لکھا کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدونکو توڑتا ہے اور جبکہ تمام مدار وعدوں پر ہے کسی حق پر نہیں ہے تو وعدوں کے مطابق فیصلہ ہونا چاہیے آپ کا یہ بار بار فرمانا کہ حقوق کے مطابق فیصلہ ہوتا ہے مجھے تعجب دلاتا ہے آپ نہیں سوچتے کہ خدا تعالیٰ کے مقابل کسی کا حق نہیں ہے اگر حق ہوتا تو پھر خدا تعالیٰ پر صدہا اعتراض ہر طرف سے قائم ہوتے جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کیڑے مکوڑے اور ہر ایک قسم کے حیوانات جو خدا تعالیٰ نے پیدا کئے کیا یہ مواخذہ کر سکتے ہیں کہ ہمیں ایسا کیوں بنایا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی قبل از تنزیل کتاب یعنی کتاب بھیجنے سے پہلے کسی پر مواخذہ نہیں کرتا۔ اور یوں تو خدا تعالیٰ کے حقوق اُسکے بندوں پر اسقدر ہیں کہ جسقدر اُسکی نعمتیں ہیں یعنی شمار میں نہیں آسکتے لیکن گناہ صرف وہی کہلائیں گے جو کتاب نازل ہونیکے بعد نافرمانیوں کی مد میں آجائیں گے اور جبکہ یہ صورت ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ در اصل عام طور پر اپنے حقوق کا مطالبہ نہیں کرتا کیونکہ وہ لاتعد و لاتحصی ہیں بلکہ نافرمانیوں کا مواخذہ کرتا ہی اور نافرمانیاں جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔ وعد اور وعید سے والبتہ ہیں یعنے اگر نیکی کرے تو اُسکو ضرور نیک جزا ملیگی اور اگر بدی کرے تو اُسکو بد ثمرہ ملیگا اور ساتھ اسکے یہ بھی وعدہ ہے کہ ایمان اور توبہ پر نجات ملیگی تو پھر اس صورت میں کفارہ کا کیا تعلق رہا۔ کیا کسی کے مصلوب ہونے سے اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں سے دست کش ہوسکتا ہے صاحب یہ تو قانونی سزائیں ہیں جو انسانوں کو ملینگی۔ حقوق کی سزا ایسی نہیں جیسا کہ آپکا بھی یہی مذہب ہے پھر جبکہ یہ حالت ہی تو یہ جزائیں اور سزائیں صرف

وعد و وعید کی رعایت سے ہو سکتے ہیں اور کوئی صورت نہیں ہو چل سکے برخلاف ہوا اور یہ
بات سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی پاہی نہیں گناہ پر راضی نہیں اس سے کون انکار کرتا ہے مگر جرائم اسوقت
جرائم کہلاتے ہیں جب قانون انکو جرائم ٹھیرا دے ورنہ دنیا میں صدہا طور کے ناجائز امور
ہوئے اور ہوتے ہیں وہ اگر کتاب آلہی سے خارج ہوں تو کیونکر جرائم ہو سکتے ہیں مثلاً جیسے
انسان قتل و خونریزی کرتا ہے ایک درندہ بہی مثلاً شیر ہمیشہ خونریزی کر کے اپنا پیٹ بہرتا
ہے اور جیسے انسان کو اپنے امور نکاح کے متعلق ماں بہن اور اور رشتوں سے پرہیز ہوتا ہے جانوروں
میں یہ بہی نہیں پایا جاتا اور یہ بہی ہے کہ انسانوں نہیں شریعت کے ذریعہ سے بہی ایسے احکام
بدلتے رہے ہیں کہ حضرت موسےٰ کو اجازت ہوئی کہ لڑائی میں جو عورتیں پکڑی جائیں
انہیں سے جنکو پسند کریں اپنے لئے رکھ لیں بچوں کو قتل کر دیں بیگانہ مال درندگی کے
طور لیکر اپنے قبضہ میں کریں اور دور دراز منازل تک اسیر اکل و شرب کا گذارہ ہو لوگوں کے
شہروں کو پہونکا دیں مگر یہ اجازت دوسری شریعتوں میں کہاں ہوئی ** (باقی آیندہ)

# بیان ڈپٹی عبد اللہ آتہم صاحب

## بقایا بیان سابقہ امروزہ :-

۱۴ - موسیٰ کی لڑائیوں نہیں امان بشرط ایمان جناب نہ دکہلا سکینگے اور وباؤں میں جیسا کہ
طوفان نوحؑ تہا یا اور مریان میں جناب نہیں کہہ سکتے کہ بحکم خدا نہیں یا معصوم ان میں
مارے جانے سے نامعصوم ٹہیر جاتے ہیں - پس یا تو انکار فرمائے کہ توریت کلام اللہ نہیں
یا اعتراضوں کو بند کیجئے - ہمارے اعتراض قرآن کے اوپر صفات ربانی کے مخالف ہونے کے
باعث ہیں اور اس سے ہمارا نتیجہ یہ ہے کہ وہ کلام اللہ نہیں ہو سکتا اور نبی اسلام صلعم
رسول اللہ نہیں ہو سکتے اور ان اعتراضوں کے برخلاف ہمنے کبہی تسلیم نہیں کیا کہ وہ
کلام الہامی ہے اور یہ رسول حقیقی - پس یہ ویسے اعتراض نہیں کہ جیسے آپ توریت پر کرتے
ہیں کہ جسکو آپ بروئے قرآن کلام اللہ بہی جانتے ہیں اور موسیٰ کو رسول اللہ بہی
اور پہر معترض ہوتے ہیں - جیسے ہمنے صفات آلہی کے مخالف تعلیمات قرآنی کو تہوڑا سا

ظاہر کیا ہے ہم چند تعلیمات قرآنی اور بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً ایک یہ کہ قرآن بجائے حق پرستی کے ناحق کے خوف کی پرستش جائز کرتا ہے جیسے کہ سورہ نحل میں لکھا ہے کہ جو شخص ایمان اللہ کے بعد تکفیر بر نام اللہ کرے بشرطیکہ وہ مجبور نہو اور اپنے دل میں مطمئن ہو ایسے پر اللہ کا غضب ہے یعنی حالت مجبوری میں اور اطمینان دلی میں بابت حق ہونے اللہ کے انکار اللہ سے قابل غضب آلہی کے نہیں اور یہ صاف ناحق کی خوف پرستی ہے بجائے حق پرستی کے جو حق کہ قادر مطلق ہے اور پھر سورہ کہف میں لکھا ہے کہ ذوالقرنین جب غرب میں پہنچا تو اُسنے پایا کہ غروب ہونا سورج کا دلدل کی ندی میں ہوتا ہے۔ اگرچہ یہاں پانا ذوالقرنین کا لکھا ہے لیکن کلام قرآنی کی تصدیق کے سوا نہیں یعنی تصدیق قرآنی اسکے ساتھہ ہے اور یہ امر واقعی نہیں پھر اسکو حق کے ساتھہ کیونکر موافق کیا جائے۔

(۳) روزہ کے رکھنے کی حدود زمانہ قرآن میں یہ بیان ہوئی ہیں کہ دن کی سفید دھاری نکلنے سے پہلے شروع کیا جائے اور شام کی سیاہی کی دھاری کے آنے تک اسکو رکھا جائے اسمیں سوال یہ ہے کہ اگر قرآن کل انسانوں کیواسطے ہے تو گرینلینڈ اور آئیس لینڈ کا حال کیا ہوگا؟ جہاں چھہ مہینے تک سورج طلوع نہیں کرتا۔ اگر کہو کہ وہاں وقت کا اندازہ کر لینا چاہئیے تو اسکا جواب یہ ہے کہ قرآن وقت کا اندازہ خود کرتا ہے اور کسی دوسرے کو اسکا اندازہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ چند برائے نمونہ وہ تعلیمات قرآنی ہیں جو بالبداہت صداقت کے برخلاف ہیں۔

(۴) ماسوا اسکے ظاہر ہے کہ چھوٹا بڑے کی قسم کہا سکتا ہے اور معنی قسم کے یہ ہیں کہ اگر اسکا بیان جھوٹا ہو تو اس بڑے کی مار اسپر پڑے لیکن جبکہ قرآن میں اونچی چھت۔ اُبلتے پانی اور زیتون اور قلم وغیرہ کی قسمیں لکھی ہیں تو یہ چیزیں خدا کو کیا نقصان پہنچا سکتی ہیں اور ایسی قسمیں صرف ہنسی کی سی معلوم نہیں ہوتیں تو اور کیا ہیں؟

## جواب امروزہ

۱- جناب فرماتے ہیں کہ ایمان بالجبر کی تعلیم قرآن میں نہیں ہے۔ اسپر اور کچھہ کہنا ضرور نہیں منصف ہر دو کے بیانوں کو دیکھہ لیں گے۔ خود ہی انصاف کرینگے۔ قہر آلہی

کے حکم کی تعمیل اور بات ہے اور پالیسی کی تجویز کی تعبیر اور بات ہے موسیٰؑ کو حکم
آلہی تہا کہ ان سات قوموں کو بالکل عدم کردو جیسے کہ طوفان کا حکم ہو یا خاص وبا کا حکم
ہو کہ جسمیں گنہگار تو مارے جلتے ہیں اور بے گناہوں کا امتحان ختم ہو جاتا ہے انکو گنہگار
نہیں بنایا جاتا مگر جناب کے حکم پالیسی کے ہیں جسمیں لکہا ہے کہ بچے اور عورتیں وغیرہ
محفوظ کیے جاویں اور جو شخص اسلام پر آجائے اسکو امان دیا جاوے - پس یہی تو
امان منحصر بر ایمان ہے جسپر اعتراض قائم ہوتا ہے اور خدا کے وباؤں کے اوپر خواہ کسی
اسباب سے ہوں کوئی اعتراض قائم نہیں ہوتا ۔۔ مامنہ کے معنے یہ نہیں کہ اُسی شخص کا
وطن اور گہر امن کا ٹہیرایا جاوے بلکہ سورہ انفال میں ایک آیت ہے کہ جسکا حوالہ میں ابہی
ڈہونڈہ کے دونگا جسمیں لکہا ہے کہ جو گہر چہوڑ کے ہمارے بیچ میں آکر نہ رہے ہمارے
جنگ سے محفوظ نہیں یہاں سے ثابت ہے کہ مامنہ وہی جگہہ ہے کہ جہاں انپر غیر لوگ تکلیف نہ
پہنچا سکیں اور اُنکو دین سے پہر جانیکا پہر موقع نہ ملے ۔۔
ہم نے بہت قسم کے جہاد جناب کے تسلیم کر لیے ہیں ہمارا اعتراض جہاد ایمان بالجبر ہی پر ہے
جواس سے سوا آپنے فرمایا وہ سو ہی ہی - ہماری آیات سند کا آپنے اچہیطرح سے جواب
نہیں دیا - اور وہ جو آپنے فرمایا ہے کہ موسیٰ نے اچہی اچہی عورتیں جو لوٹ سے بچالی گئیں
خود رکہ لیں توریت سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جو اس نے ایک شادی رغوائیل یا تیرو کی لڑکی
سے شادی کی تہی اسکے سوا اور کوئی شادی نہیں کی اور نہ لونڈی رکہی - البتہ اس نے بعض
عورات کو جو لوٹ میں بنی اسرائیل لائے رکہہ چہوڑنے کی اجازت دی لیکن انکا پیچہے رونے
والا بہی کوئی نہ تہا کیونکہ سب کا قتل عام کا حکم تہا - اور ایسا ہی ہر وبا میں ہوتا ہے کہ مشیت
آلہی بعضے بچ بہی جاتے ہیں - لیکن قرآن میں جو لوٹ کی عورتیں اور خریدی عورتیں
جائز رکہی گئی ہیں اُن کو آپ کسطرح سے چہپا سکتے ہیں کہ جنکے پیچہے رونیوالے بہی موجود تہے
دیکہو سورہ احزاب میں جسمیں یہ لکہا ہے - یاایھا النبی انا احللنا لک ازواجک التی اتیت
اجورھن وما ملکت یمینک جسمیں ملک ہونا بذریعہ خرید کے ہے اور فیٔ بذریعہ لوٹ کے ہے
اور جو سر سید احمد خاں صاحب نے اس آیت کی تفسیر کی ہے اسکا موقع ابہی نہیں مگر پیچہے بہی

انکی غلطی ہم دکھا دینگے۔

موسیٰ کی لڑائیوں نہیں ہٹتے فرق دکھلادیا کہ وہ بحکم آلہی تہیں وبانشان اور قرآن کی لڑائیاں ظاہر ہے کہ پالیسی کی تہیں۔ جسکے واسطے کبھی تصدیق کسی معجزہ کی نہیں ہوئی اور تعلیمات اسکے برخلاف صفات ربانی کے ہیں لہذا ہم اسکو الہام نہیں کہہ سکتے۔

۲۔ یہ تو سچ ہے کہ برتن سونے چاندی کے بنی اسرائیل نے مصریوں سے مستعار لیئے تہے لیکن وہ سونا چاندی جس حقیقی مالک کی ملک ہیں یعنے خدا کی۔ اسی خدانے انکو اجازت دی کہ اپنے پاس رہنے دو پہر اسمیں ظلم کونسا ہے۔ اہل کتاب کیواسطے جزیہ گذاری اور ذلت قرآن نے قرار دی ہے وہ بیشک قتل عام سے تو مستثنے کیے گئے ہیں لیکن آپ نہیں کہہ سکتے کہ جزیہ گذاری اور ذلت وخواری سے گذارنا کوئی ٹہٹکی نہیں اور وہ نے ایذا مطلق ہے خواہ نخواہ کچہہ تو ایذا اسمیں ہے آگے ہم تواریخ کا حوالہ آپکو کچہہ نہ دینگے کہ کیا کچہہ گذرا ہے ہمنے صرف قرآن کو لیلہے اسی کے اوپر اعتراض کرتے ہیں اور نہیں کرتے۔

۳۔ جناب گوڈنس کو شعبہ مرسی یعنے رحم کا قرار دیتے ہیں لیکن مجہکو معاف رکہئے کہ ایک ایسی غلطی ہے کہ عام غور کرنیوالا سمجہہ سکتا ہے گوڈنس وہ ہے جو حق سے زیادہ احسان دکھلاتی ہے اور رحم وہ ہے جو مواخذہ عدل سے چہوڑتا ہے۔ لیکن جناب کو خواہ نخواہ مدنظر یہ ہے کہ کہیں تعلیم کفارہ کی ثابت نہو جائے اسلئے آپ ان باتوں کے سمجہنے کو پسند نہیں فرماتے۔

یہ ایک عجیب امر آپ فرماتے ہیں کہ رحم کو تقدیم ہے عدل کے اوپر۔ اور عجب اسمیں یہ ہے کہ رحم مواخذہ پر آتا ہے یعنی مواخذہ عدل پر تو اسکو تقدیم کیونکر ہوئی۔ درست کہنا تو یہ ہے کہ ہر صفت اپنے اپنے موقع پر ظہور کرتی ہے اور وہ جو چند باتیں جناب رحم کے متعلق سمجہتے ہیں۔ درحقیقت گوڈنس کے متعلق ہیں رحم سے انکا علاقہ کچہہ نہیں۔ تہوڑی سی شرح کیواسطے گوڈنس کی تعریف ہم اور بہی کردیتے ہیں۔ مثال۔ اگر کوئی شخص اپنے جانوروں کو اچہیطرح سے نہلاتا کہلاتا۔ پلاتا ہے اس سے زیادہ کہ اگر اسکو چہوڑ دیا جائے تو کبہی میسر نہو تو یہ گوڈنس ہے اور اگر کوئی شخص اپنے جانوروں کو جو اسکی حفاظت میں ہیں ایذا دیوے اور اس ایذا میں وہ خوش ہو۔ یہ وہ امر ہے کہ گوڈنس کے برخلاف ہے۔ ہر ایک مخلوق جو عدم سے بوجود

آتا ہے اسکے کچھ حقوق اپنے خالق پر ہیں چنانچہ ایک یہ کہ وہ انکو ہر حاجت میں دکھہ دینے والے سے بری رکھے یہانتک عدل ہے مگر جو اس سے بڑھکر انکو سکھ کی فزونی دیوے یہ گونس ہے۔ اور جب کوئی شخص اپنے اعمال سے جو اس نے دیدہ و دانستہ و باختیار خود کیا ہو مواخذہ عدل میں ہو اس سے چھوڑانے کو رحم کہتے ہیں ؛

۴۔ جانوروں کی بابت میں جو تسلسل سیری و معیشت نفسی کی بابت فرمایا ہے اگر ان کے مفعولوں کو کچھ دکھہ ہے تو جناب کو ثابت کرنا چاہیے کہ ان تین دکھوں کے ماسوا ہے جو ہمنے پہلے ذکر کیا ہے اور مواخذہ عدل کے لائق ہے ورنہ انپر الزام ہی کیا ہے۔ اور جو ماہیت ظلم سے بھی آگاہ نہیں یا تفاق جناب اسکو مواخذہ ہی کیونکر ہو سکتا ہے۔ پس اس فلاسفہ کے غواصی میں جناب چو طرف ایک شئے کے نہیں پھرے اور اندر باہر اسکے نظر نہیں کی۔ جب کلی ماہیت اسکی معلوم کریں گے تب ایسے دلائل کو پیش بھی نہ کریں گے ؛

۵۔ ہمنے ایک سوال کیا تھا بابت فرشتوں اور پیدائش مسیح کے اسپر ہمارا بہت کچھ کہنا ہے۔ اسکا جواب ہنوز آنے نہیں دیا۔ ہم انتظار اس کا کرتے ہیں ؛

| | |
|---|---|
| دستخط بحروف انگریزی | دستخط بحروف انگریزی |
| ہنری مارٹن کلارک | غلام قادر فصیح |
| پریزیڈنٹ | پریزیڈنٹ |
| از جانب عیسائی صاحبان | از جانب اہل اسلام |

# روئداد آخری دن کا جلسہ مقام امرتسر

۵ - جون سنہ ۱۸۹۳ء

مرزا صاحب نے ۶ بجے ۱۰ منٹ پر جواب لکھانا شروع کیا اور ۷ بجے ۱۰ منٹ پر ختم کیا اور بلند آواز سے سُنایا گیا - اور باہمی اتفاق سے قرار پایا کہ آج بحث ختم ہو اور آجکا دن بحث کا آخری دن سمجھا جاوے ؁

مسٹر عبد اللہ آتہم صاحب نے ۷ بجے ۵۵ منٹ پر شروع کیا اور ۸ بجے ۵۵ منٹ پر ختم کیا اور بلند آواز سے سُنایا گیا ؁

مرزا صاحب نے ۹ بجے ۲۳ منٹ پر شروع کیا اور ۱۰ بجے ۲۳ منٹ پر ختم کیا ؁

جناب خواجہ یوسف شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر نے کہڑے ہو کر ایک مختصر تقریر فرمائی اور حاضرین جلسہ کیطرف سے دونو میر مجلسوں کا خصوصاً ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ انکی خوش اخلاقی اور عمدہ انتظام کیوجہ سے یہ جلسہ ۱۵ دن تک بڑی خوش اسلوبی اور خوبی کے ساتہہ انجام پذیر ہوا اور اگر کسی امر پر اختلاف پیدا ہوا تو دونو میر مجلسوں نے ایک امر پر اتفاق کرکے ہر دو فریق کو رضامند کیا اور ہر طرح انصاف کو مدنظر رکھکر صورت امن قائم رکھی ؁

بعد ازاں تحریروں پر میر مجلسوں کے دستخط ہو کر جلسہ برخاست ہوا ؁ ۵ جون سنہ ۱۸۹۳ء

| | |
|---|---|
| دستخط بحروف انگریزی | دستخط بحروف انگریزی |
| غلام قادر فصیح | ہنری مارٹن کلارک |
| پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام | پریزیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان |

# از جانب حضرت مرزا صاحب

ڈپٹی صاحب اور میرے سوال وجواب بطور حرف عین اور غین سے ہیں یعنی ڈپٹی صاحب سے مراد ع اور مجھسے مراد غ ہے ۔۔

ع - قرآن میں لکہا ہے کہ ویکون الدین کلہ للہ یعنی یہانتک قتل کرو کہ کل دین اللہ ہی کا ہوجاوے اور زمین پر کفر باقی نرہے ۔۔

غ - اگر درحقیقت کل دنیوں ہی قرآن نے یہی معاملہ کیا ہے کہ یا ایمان اور یا قتل تو آپ ایسے معنوں کے کرنے میں سچے ہیں ورنہ جو حال ہے سمجھہ لیجے ۔۔

ع - اگر ایمان بالجبر نہ تہا تو عربوں کے لئے یہ کیوں شرط لگائی گئی کہ یا ایمان یا قتل ۔۔

غ - قتل کا حکم عربوں کی نسبت انکی خونریزیوں کی وجہ سے تہا جو اسلامی لڑائیوں سے پہلے انہوں نے اسلام کے غریب اور گوشہ گزین جماعت کو قتل کرنا شروع کیا اور ایذا پہنچانی شروع کی اور دنیا انکے لئے ایک رعایت تہی جو صفات الٰہیہ کے مخالف نہیں دیکہو کتنی دفعہ توبہ کیوقت دیکر انکو خدا تعالیٰ نے اپنی قہر سے نجات دی اور عذاب سے بہی شفا دی ۔۔

ع - موسیٰ کی لڑائیوں میں امان بشرط ایمان جناب کہلا نہ سکے ۔۔

غ - امان بشرط جزیہ تو آپ دیکہہ چکے - دیکہو قاضیوں کی کتاب باب ۱ - ۲۸ تا ۳۵ پہر صلح کا پیغام بہی سن چکے اگر قہر تہا تو پہر صلح کیسی دیکہو استثناء ۲۰ - ۱ صلح کرنیوالا ایمان سے قریب ہوجاتا ہے اور پہر ایمان لانے سے کون روکتا ہے ۔۔

ع - معصوم بچوں کو قتل کرنا وباؤں کی موت کیطرح ہے ۔۔

غ - ننہے ننہے شیرخوار بچوں کو انکی ماؤں کے سامنے تلواروں اور برچہیوں سے قتل کرنا نہ ایک دو بلکہ لاکہا بچوں کو اگر یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے تو پہر قرآنی جہاد کیوں جائے اعتراض سمجھے جاتے ہیں کیا خدا تعالیٰ کے یہ صفات ہیں اور وہ نہیں ۔۔ ع - موسیٰ کو حکم تہا کہ ان سات قوموں کو بالکل عدم کر دیوے ۔۔

غ - کہاں وہ قومیں عدم کیگئیں صلح کیگئی جزیہ پر چہوڑے گئے - عورتیں باقی رکہی گئیں ۔۔

غ - اسلام لانے کیلئے کیا گیا ہے ۔۔ بچہ جابر کہہ سکتا ہے

غ - جس نے لا اکراہ فی الدین فرمایا صلح کو قبول کیا جزیہ دینے پر امان دیدی اسکو کون

ع - قرآن کی یہ تعلیم ہے کہ بہتان مکاری کپڑے اتار لیں ہمنے ڈپٹی صاحب کے قول سے ایسا سمجھا ہے

غ - اگر یہی تعلیم ہے تو آیت قرآن شریف کی پیش کیجئے بلکہ جنہوں نے تلواروں سے قتل کیا وہ تلواروں سے ہی مارے گئے - جنہوں نے ناحق غریبوں کو لوٹا وہ لوٹے گئے جیسا کیا ویسا پایا بلکہ اُنکے ساتھ بہت نرمی کا برتاؤ ہوا جسپر آج اعتراض کیا جاتا ہے کہ کیوں ایسا برتاؤ ہوا سب کو قتل کیا ہوتا ،،

ع - قرآن نے جائز رکھا کہ خوف زدہ ایمان کا اظہار نہ کرے ،،

غ - اگر قرآن کی یہی تعلیم ہے تو پھر اسی قرآنمیں یہ حکم کیوں ہے ان یجاھدو فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم (سورہ توبہ رکوع ٦) اور کانہم بنیان مرصوص ۲۸/۹ اور یہ کہ ولا یخشون احدا الا اللہ ۲۲/۲ اصل بات یہ ہے کہ ایمانداروں کے مراتب ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے منہم ظالم لنفسہ ومنہم سابق بالخیرات ۲۲/۱۶ یعنی بعض مسلمانوں میں سے ایسے ہیں جنپر نفسانی جذبات غالب ہیں اور بعض درمیانی حالت کے ہیں اور بعض وہ ہیں کہ انتہائی کمالات ایمانیہ تک پہنچ گئے ہیں پھر اگر اللہ تعالیٰ نے برعایت اُس طبقہ مسلمانوں کے جو ضعیف اور بزدل اور ناقص الایمان ہیں یہ فرما دیا کہ کسی جان کے خطرہ کیحالتمیں اگر وہ دل میں اپنے ایمان پر قائم رہیں اور زبان سے گو اس ایمان کا اقرار نہ کریں تو ایسے آدمی معذور سمجھے جاوینگے مگر ساتھ اسکے یہ بھی فرما دیا کہ وہ ایماندار بھی ہیں کہ بہادری سے دین کی راہ میں اپنی جانیں دیتے ہیں اور کسی سے نہیں ڈرتے اور پھر حضرت پولوس کا حال آپ پر پوشیدہ نہیں جو فرماتے ہیں کہ میں یہودیوں میں یہودی اور غیر قوموں میں غیر قوم ہوں اور حضرت پطرس صاحب نے بھی مخالفوں سے ڈر کر تین مرتبہ انکار کر دیا - بلکہ ایکدفعہ نقل کفر کفر نباشد حضرت مسیح پر لعنت بھی بھیجی اور اب بھی ہمنے تحقیقاً سنا ہے کہ بعض انگریز اسلامی ملکوں میں بعض مصالحہ کیلئے جاکر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرتے ہیں

ع - قرآنمیں لکھا ہے کہ ذوالقرنین نے آفتاب کو دلدل میں غروب ہوتے پایا ہے

غ - یہ صرف ذوالقرنین کے وجدان کا بیان ہے آپ بھی اگر جہاز میں سوار ہوں تو آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ سمندر سے ہی آفتاب نکلا اور سمندر میں ہی غروب ہوتا ہے قرآن نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ علم ہیئت کے موافق بیان کیا جاتا ہے ہر روز صدہا استعارہ بولے جاتے ہیں مثلاً اگر آپ یہ کہیں کہ آج میں ایک کابلی پلاؤ کہا آیا ہوں تو کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ آپ

رکابی کو کہا گئے اگر آپ یہ کہیں کہ فلاں شخص شیر ہے کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ اسکے پیچھے شیر کیطرح اک ایک دم بھی ضرور ہوگی - انجیل میں لکھا ہے کہ وہ زمین کے کنارے سے سلیمان کی حکمت سننے آئی حالانکہ زمین گول ہے کنارے کے کیا معنے - پھر یسعیاہ باب ۱۴ میں یہ آئت ہے ساری زمین آرام سے اور ساکن ہے مگر زمین کی تو جنبش ثابت ہو چکی ؛

ع - جہاں چھہ ماہ تک سورج نہیں چڑہتا روزہ کیونکر رکھیں ؛

غ - اگر ہم نے لوگوں کی طاقتوں پر انکی طاقتوں کو قیاس کرنا ہے تو انسانی قوے کی جڑہ جو حمل کا زمانہ ہے مطابق کرکے دکہلانا چاہئے پس ہمارے حساب کی اگر پابندی لازم ہے تو ان بلاد میں صرف ڈیڑھ دن میں حمل ہونا چاہئے اور اگر انکے حساب کی تو دو سو چھیاسٹھ برس تک بچہ پیٹ میں رہنا چاہئے اور یہ ثبوت آپکے ذمہ ہے - حمل صرف ڈیڑھ دن تک رہتا ہی لیکن دو سو چھیاسٹھ برس کیحالت میں یہ تو ماننا کچھ بعید از قیاس نہیں کہ وہ چھ ماہ تک روزہ بھی رکھ سکتے ہیں کیونکہ انکے دن کا بھی مقدار ہے اور اس کے مطابق انکے قوے بھی ہیں ؛

ع - رحم عدل کے بعد ہوتا ہے اور گوڈنس یعنی احسان پہلے ؛

غ - احسان کوئی صفت نہیں بلکہ رحم کی صفت کا نتیجہ ہے مثلاً یہ کہینگے کہ فلاں شخص پر مجھکو رحم آیا - یہ نہیں کہینگے کہ فلاں شخص پر مجھکو احسان آیا - رحم بیمار دونپر آتا ہے - رحم کمزوروں پر آتا ہے - رحم بچوں پر آتا ہے اور اگر کسی بدمعاش قابل سزا پر بھی آوے تو ایسی حالت میں آتا ہے کہ جب وہ ضعیفوں اور ناتوانوں کیطرح رجوع کرے - پھر اصل مورد رحم ضعف اور ناتوانی ہوئی کچھ اور نہ ہوا

ع - انسان فعل مختار ہے ؛

غ - اگر اسکے یہ معنے ہیں کہ جس حد تک اسکو قوے بخشے گئے ہیں اس حد تک وہ اس قوے کے استعمال کا اختیار رکھتا ہے تو یہ قرآنی تعلیم کے مخالف نہیں - اللہ جلشانہ فرماتا ہے اعطی کل شئی خلقہ ثم ھدی ۱۶/۱۱ یعنی وہ خدا جس نے ہر چیز کو اسکے مناسب حال قوی اور جوارح بخشے اور پھر انکو استعمال میں لانے کی توفیق دی ایسا ہی فرماتا ہے کل یعمل علی شاکلتہ ۱۵/۹ یعنے ہر ایک اپنی قوے اور اشکال کے موافق عمل کرنے کی توفیق دیا جاتا ہے اور اگر کچھ اور معنے ہیں تو آپ کو خوشگوار رہیں ؛

ع - کیا خدا تعالیٰ مالکیت کے بر خلاف ناجائز کاموں کی اجازت دیسکتا ہے ؟

غ - نالائق مت کہیئے جو کچھہ اُسنے کیا اور کر رہا ہے وہ سب لائق ہے۔ صحیفہ قدرت کو دیکھیئے کہ وہ کروڑہا پرند اور چرند اور دوسرے جانوروں کی نسبت کیا کر رہا ہے اور اسکی عادت حیوانات کی نسبت کیا ثابت ہوتی ہے اگر غور سے آپ دیکھینگے تو آپ اقرار کرینگے کہ وضع اس دُنیا کی اسطرح پائی جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک حیوان کو انسان پر قربان کر رکھا ہے اور اُسکے منافع کے لیئے بنایا ہے ؟

ع - کلام مجسم ہوا ؟

غ - اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح کا جسم ہی خدا تھا لیجیئے حضرت یک نشد دو شد ؟

ع - اقنوم کے معنی شخص معیّن ہیں سو یہ تین جُدا جُدا شخص اور ماہیت ایک ہے اب قائم فی نفسہ اور ابن اور روح القدس اسمیں لازم ملزوم ہیں ؟

غ - جبکہ تینوں شخص اور تینوں کامل اور تینوں میں ارادہ کرنیکی صفت موجود ہے - اب ارادہ کرنیوالا ابن ارادہ کرنیوالا - روح القدس ارادہ کرنیوالا - تو پھر ہمیں سمجھاؤ کہ باوجود اس حقیقی تفریق کے اتحاد ماہیت کیونکر ہے اور نظیر بجلی اور میگنیٹری کی اسمقام سے کچھہ تعلق نہیں رکھتی کیونکہ وہاں حقیقی تفریق قرار نہیں دیگئی ؟

ع - نبی اسلام کا چھوٹا یا بڑا معجزہ ثابت نہیں ہوا ؟

غ - قرآن معجزات سے بھر رہا ہے اور خود وہ معجزہ ہے تو جسے دیکھیں اور پیشگوئیاں تو اُسمیں دریا کیطرح بہ رہی ہیں اسلام کے غلبہ کے ضعف اسلام کیوقت خبر دی - سلطنت روم کے غلبہ کی اُنکے مغلوب ہونیکی پہلے خبر دی - شق القمر کا معجزہ بھی موجود ہے اگر نظام کے مخالف وسوسہ گذرے تو یوشع بن نون اور یسعیاہ نبی کی نظیر دیکھہ لیجیے مگر حضرت مسیح کے معجزات کا ہمیں کچھہ پتہ نہیں لگتا - بیت صدر کے عوض نے انکی رونق کہو دی - پیشگوئیاں نری اٹکل معلوم ہوتی ہیں اور زیادہ افسوس یہ ہے کہ بعض پوری بھی نہوئیں مثلاً یہ پیشگوئی کب اور کسوقت پوری ہوئی کہ تم سے ابھی بعض نہیں مرینگے کہ میں آسمان پر سے اُتر آؤنگا - بادشاہت کہاں ملی جسکے لئے تلواریں خریدی گئی تہیں - بارہ حواریوں کو بہشتی تختوں کا وعدہ ہوا تہا - یہودا اسکریوطی کو تخت کہاں ملا ؟

ع - قرآن نے فصاحت و بلاغت کا دعوے نہیں کیا ؟

غ - اگلے پرچہ میں دکہلاؤنگا کہ کیا ہے ؟

ع - کیا ستو نمیں خدا نہیں بول سکتا ؞

غ - کیوں نہیں مگر ستون میں بول کر نہ ہی ستون سے کوئی علاقہ رہیگا اور ستون ابن اللہ نہیں کہلائیگا بلکہ جیسے پہلے تھا ویسے رہیگا اور ایک ستو نمیں بولنا ایک ہی وقت میں دوسرے ستو نمیں بولنے سے منع نہیں کریگا بلکہ ایک ہی سکینڈ میں کروڑہا ستونو نمیں بول سکتا ہے مگر آپکا اصول اسکے مطابق نہیں ؞

ع - کس نبی کے بارہ میں لکھا ہے کہ میرا ہمتا ؞

غ - جناب جب بعض نبیوں کو خدا کہا گیا تو کیا ہمتا پیچھے رہ گیا بلکہ خدا کہنے سے تو قادر مطلق وغیرہ سب صفات آگئے ؞

ع - مسیح کے مظہر اللہ ہونے میں انجیل میں بہت سی پیشگوئیاں ہیں ؞

غ - پیش از وجود مسیح چودہ سو برس تک علماء یہود کی ان کتابوں کو پڑھتے ہیں اور قریباً کروڑہا علماء کی نظر سے وہ کتابیں گذریں کیا کسی کا ذہن اسطرف نہیں گیا کہ کوئی خدا بھی آنیوالا ہے ؞ کیا یہودی لغت نہیں جانتے تھے کتابیں نہیں کہتے تھے نبیوں کے شاگرد نہیں تھے پھر گھر کی پھوٹ اور بعض علمائے عیسائی کا یہود سے متفق ہونا اور بھی اسکی تائید کرتا ہے ؞

ع - شریعت موسوی نشانات تصویری کیسے تھے پھر قرآن کیا لایا ؞

غ - قرآن نے مردوں کو زندہ کیا - باطل خیالات کو مٹایا ؞

ع - مذہب عیسوی میں تقدیری جبر کی تعلیم نہیں ؞

غ - انجیل سے پایا جاتا ہے کہ شیاطین ضلالت پر مجبور ہیں اور ناپاک روحیں ہیں اگر یہ بات صحیح نہیں تو ثابت کرو کہ حضرت مسیح کے ذریعہ سے کس شیطان نے نجات یافتہ ہونیکی خوشخبری پائی بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ وہ ابتدا سے قاتل تھا اور شیاطین میں سچائی نہیں حضرت مسیح شیاطین کیلئے بھی کفارہ تھے یا نہیں اسکا کیا ثبوت ہے - مگر قرآن جنات کی ہدائت کا ذکر کرتا ہے ؞

ع - مسیح زمین آسمان کا خالق ہے ؞

غ - سوال یہ تھا کہ مسیح نے دنیا میں آکر مظہر اللہ ہونیکی کونسی چیز بنائی جواب یہ ملتا ہے کہ سب کچھ مسیح کا ہی بنا ہوا ہے

ع - نیک ہونیسے انکار اسلئے کیا تھا کہ وہ مسیح کو خدا نہیں جانتا تھا ؞

غ - انجیل سے اسکا ثبوت دیجئے مرقس میں تو صاف لکھا ہے کہ اُسنے گھٹنے ٹیکے اور مسیح نے خدائی کا کچھ ذکر نہیں کیا بلکہ کہا کہ اگر تو کامل ہونا چاہتا ہے تو اپنا سارا مال غریبوں کو بانٹ دے ؞

ع - مسیح کا بن باپ پیدا ہونا مانتے ہیں یا نہیں ؟

غ - مسیح کا بن باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں حضرت آدم ماں اور باپ دونو نہیں رکھتے تھے اب قریب سے بات آتی ہے ضرور باہر جا کر دیکھیں کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں پس اس سے مسیح کی خدائی کا ثبوت نکالنا صرف غلطی ہے ؛

ع - صرف توبہ سے بے ادائے ہرجہ کیونکر گناہ بخشے جا سکتے ہیں ؟

غ - کیسے گناہ ہی خدا تعالیٰ کا کوئی ہرجہ نہیں ہوتا اور گناہ پہلے قانون نازل ہونیکے کچھ وجود نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ۱۵/۲ یعنی ہم گناہ ہونپر عذاب نہیں کیا کرتے جبتک رسول نہیں بھیجتے - اور جب رسول آیا اور خیر و شر کا راہ بتلایا تو اس قانون کے وعدوں اور وعیدوں کے موافق عملدرآمد ہوگا کفارہ کی تلاش میں لگنا ہنسی کی بات ہے کیا کفارہ وعدونکو توڑ سکتا ہے بلکہ وعدہ وعید نہ بدلتا ہے اور نہ کسی اور تدبیر سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سلم علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ انہ من عمل منکم سوءً بجہالۃ ثم تاب من بعدہ واصلح فانہ غفور الرحیم ۱۲/۴ اور یہ کہنا کہ اعمال حسنہ ادائے قرضہ کی صورتیں ہیں غلط فہمی ہے قرضہ تو اس صورت میں ہوتا کہ جب حقوق کا مطالبہ ہوتا اب جبکہ گناہ صرف ترک قانون سے پیدا ہو نہ ترک حقوق سے اور عبادت صرف کتابی فرمانبرداری عمل نیک کا نام ہے تو نجات عدم نجات کا صرف قانونی وعدہ وعید پر

ع - قرآن کی قسمیں صرف ہنسی کی ہی ہیں ؟

غ - اسکی حقیقت آپکو معلوم نہیں ایک خاص اصطلاح ہے جو قسموں کی صورتیں اللہ جلشانہ ایک امر بدیہہ کو نظری کے ثبوت کیلئے پیش کرتا ہے یا ایک امر مسلم کو غیر مسلم کے تسلیم کرنیکے لیے بیان فرماتا ہے اور جس چیز کی قسم کھائی جاتی ہے وہ درحقیقت قائمقام شاہد ہوتی ہے جیسا کہ میں آیت لا اقسم بمواقع النجوم میں مفصل بیان کر چکا ہوں اگر تفصیل او دیکھنا ہو تو آئینہ

ع - دکھ تین قسم کے ہیں ؟

غ - آپ پر تو یہ ثابت کرنا ہے کہ جو کروڑہا حیوانات بغیر الزام کسی گناہ کے ذبح کئے جاتے ہیں وہ اگر ملکیت کیوجہ سے نہیں تو کیوں ذبح ہوتے ہیں اور مرنیکے بعد کس بہشت میں رکھا جائیگا ؟ (باقی آئندہ)

دستخط بحروف انگریزی
ہنری مارٹن کلارک - پریزیڈنٹ
از جانب عیسائی صاحبان

دستخط بحروف انگریزی
غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ
از جانب اہل اسلام

# ازجانب ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب

جناب جو یہ فرماتے ہیں کہ وہ حکم قتل کا انہیں لوگوں کے واسطے تھا جنہوں نے ظلم کیا تھا اہل اسلام پر میرا جواب یہ ہے کہ سورۃ توبہ کے رکوع ۴ میں یہ سبب نہیں دیا گیا بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ جو ایمان نہ لاوے اللہ پر اور دن قیامت پر اور جو خدا اور رسولؐ نے حرام کیا ہے اُسکو حرام نہ مانے تو وہ قتل کیا جائے اور اسمیں استثناء صرف اہل کتاب کیلئے ہے کہ اگر وہ ایمان لانیکو نہ چاہیں اور نہ تہ تیغ ہوں تو جزیہ گذار اور خوار ہو کر جیتے رہیں ایسی ہی اور بھی آیات جنکا میں نے حوالہ دیا انمیں یہی منشاء پایا جاتا ہے اور ایمان پر امان کا منحصر کرنا گو رعایت ہے لیکن ایمان بالجبر کو اور بھی قائم کرتا ہے کہ وہ شفاعتیں اور بخششیں جو مہلت زمانہ کیواسطے دیگئیں نظیر آپ کے ایمان بالجبر کی نہیں کیونکہ وہ فیصلہ عقبےٰ تک کرتے ہیں ؛

۲ - جہاد بانشان سات قوموں سے تھا چنانچہ ان کے نام بھی درج ہیں یعنی ہتی ۔ یبوسی وغیرہ انسے ماسوا جو ملک موعود یا برآہیم کے درمیان اور بھی بہت سی قومیں تھیں جنکو قتل کا حکم نہیں ہوا مگر یہ کہ اگر وہ اطاعت قبول کریں تو کافی ہے اور اس سے ہماری وہ دلیل اور بھی قائم ہوتی ہے کہ وہ سات قومیں ایسی زیر غضب آلہی تھیں کہ جیسے نوح کے زمانہ میں اور لوط کے زمانہ میں قہر آیا اور سب کو برباد کر گیا ایسا ہی انکے واسطے بھی تیغ بنی اسرائیل سے بربادی کا حکم ہوا معصوم بچوں کا جو آپ اعتراض پکڑتے ہیں کہ موسیٰ کی جنگوں میں ہوا ایسا ہی تو ہر وبا میں ہوتا ہی آپکو ماننا پڑیگا کہ یا تو موسیٰ کا بیان حکم آلہی مانیں اور یا اس سے برکنار ہو کر فرماویں کہ توریت کلام آلہی نہیں آپ ادہر میں نہیں لٹک سکتے ؛

آپکے مذہب پر یہ اعتراض اس لئے ہے کہ شرط امان کی انحصار ایمان پر کرتی ہے - ان سات قوموں سے صلح نہیں کی گئی یہ آپ کا بیان غلط ہے اور عورتیں سب اُنکی نہیں رکھی گیئں مگر شاذو نادر چند کے بچا دینے کے لئے بنی اسرائیل کو اجازت دیگئی اور ایسی عورتوں کیواسطے اجازت دیگئی کہ جنکا پیچھے رونیوالا کوئی نہ تھا اور اگر اُنکے رکھنے کے واسطے اجازت نہ دیجاتی تو اُن کے مار ڈالنے سے یہ بدتر نہوتا ؛

۴ - آپ تسلیم فرماتے ہیں کہ جبکو اجازت صلح کی دیگئی تو اگر ایمان کیواسطے ایسا کیا جائے تو کسیقدر جبر جائز مانا جائیگا مگر فلسطیوں کی اُن سات قوموں کیواسطے صلح کی اجازت کبھی نہیں دیگئی اور جزیہ دینا اُن سے قبول کبھی نہیں ہوا اور وہ مثل وباکے تہ تیغ ہی کئے گئے - پھر جناب قرآن کی تعلیم کو اُنکی مثال اور اُنکو مماثلہ نہیں فرما سکتے ؛؛

۵ - وہ جو آپ فرماتے ہیں کہ گویا میں نے کہا کہ قرآن کی یہ تعلیم ہے کہ بہ بہانہ مکاری سفید پوشوں کے کپڑے اُتار لیں سجواب اسکے عرض ہے کہ میں نے ایسا کبھی نہیں کہا جناب نے غلط فہمی کی ہے یہ میں نے ضرور کہا کہ لا اکراہ فی الدین میں اکراہ وہ بھی تو متصور ہو سکتا ہے جو بعض اہل اسلام کسی سفید پوش کو دیکھکر اور اُس سے سلام علیک سُنکر کہہ دیتے ہیں کہ تو مسلمان نہیں تو مکاری سے سلام علیک کرتا ہے اور اُسے مار ڈالتے ہیں اور کپڑے اُتار لیتے ہیں - ایسوں کے بارہ میں یہ آیت ہو سکتی ہے کہ ایسا اکراہ دین کے معاملہ میں مت کرو نہ وہ اکراہ جو ایمان دلانے کیلئے ہو جس کیواسطے ہمنے بہت سی آیات ناطق قرآن ہی سے پیش کی ہیں ؛؛

۶ - قرآن کی یہ تعلیم ہے کہ اگر کوئی حالت مجبوری میں خدا کا انکار کر لیوے لیکن قلب اُسکا حق کے اوپر مطمئن رہے بوجہ اس اکراہ کے اور اطمینان کے غضب الٰہی سے وہ محفوظ رہیگا اسپر ہمارا اعتراض یہ تھا کہ ناحق کی خوف پرستی ہے کہ جو قادر قدوس سکھلاتا ہے اور ایسا ہونا نہ چاہیئے - اس تعلیم کو سورہ نحل کی آئتہ میں دیکھ لینگے کہ جسمیں لکھا ہے کہ من کفر باللہ من بعد ایمانہ ۔۔ الخ ؛

۷ - پولوس کا یہ کہنا کہ میں یہودیوں میں یہودیوں سا ہوں اور غیر قوموں میں غیر قوم سا - اسکے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ وہ بے ایمان دو رنگا تھا بلکہ اسکے صاف معنے یہ ہیں کہ جہانتک میں کسی سے اتفاق کر سکتا ہوں نفاق نکرونگا چنانچہ اُس موقع کو غور فرما کر دیکھ لیں - پہلا قرنتی $\frac{9}{20-21-22}$ اور پطرس کا انکار تو ایک گناہ کا ہے اور مسیح پر اُسنے لعنت نہیں کی تھی بلکہ اپنے اوپر معلوم نہیں کہ جناب کو کس گھبراہٹ نے پکڑ لیا ہے کہ صحیح اقتباس کلام کا بھی نہیں فرماتے - آپ کیا حوالہ بے ایمان انگریزوں کا دیتے ہیں کیا وہ انجیل میں کلام بائبل اور قرآن کے اوپر ہے نہ بدعمل لوگوں کے اوپر ؛؛

۹ - میں جہاز پر سوار ہو آیا ہوں میں نے سورج کو کسی دلدل کی ندی میں غروب ہوتے نہیں دیکھا اور نہ کسی اور نے دیکھا - اور وہ جو اس آئتہ میں بیان ہے کہ اُسنے پایا کہ سورج دلدل کی ندی میں غروب

ہوجاتا ہی تو اسکے ساتھ تصدیق خدائے قرآنی کی بھی ہے جو یہ کہتا ہی یسئلونک - الخ یعنی تجھ سے سوال
کرتے ہیں بابت ذوالقرنین کی اور اسنے وعدہ ہوتا ہی کہ ہم ابھی بیان کرینگے پس اسمیں تصدیق اُسی خدا کی ہے نہ
صرف بابا ذوالقرنین کا - اس سے ظاہر ہو جیو کہ جناب اس اعتراض کو اُٹھا نہیں سکتے - یہ محاورہ کی بات نہیں
بلکہ محاورہ کے برخلاف ہے کہ آفتاب دلدل کی ندی میں غروب کر گیا کیونکہ بدونظر اور محاورہ کسی بان یا ہر مکان کا
ایسا کبھی نہیں ہوا کہ سورج کسی دلدل کی ندی میں غروب کرتا ہی ہاں البتہ یہ تو عام محاورہ اور مجاز ہے جو لوگ کہتے
ہیں سورج نکلا اور سورج غروب ہوا - اور نہ وہ محاورہ جو آپ فرماتے ہیں اور جو امور بدونظر میں کچھ صورت
ظہور کی دکھلاتے ہیں انکا کلام اس صورت کے مجاز میں ہوتا ہی جیسا رکابی پلاؤ کا کھانا ہر ایک سمجھتا ہے کہ
بھری ہوئی رکابی پلاؤ میں سے کچھ نہ چھوڑنا یا جیسا کہتے ہیں کہ پتنالے چل رہے ہیں یا یہ کنواں میٹھا
یا کھار ہے یہ بھی ایسے محاورات ہیں جو عام ہیں :. اور سبا کی ملکہ جو زمین کے کنارہ سے آئی اسکے
معنی صاف ظاہر ہیں کہ دوسرے ملک کے کنارہ سے آئی - جو فلسطین کے دوسری طرف تھا اسمیں جغرافیہ اور
علم ہندسہ کا کیا علاقہ ہے یہ نظیریں جناب کے دلدل کی ندی غروب کے لئے پیدا نہیں کر سکیں گے - زمین کا ساکن ہونا
بھی بدونظر ہے اور عوام اس سے سوا نہیں بولتے اور کلام الٰہی عوام کیلئے ہے :.

۵ - جناب نے الیس لینڈ اور گرین لینڈ کے دنوں کی کیا اچھی تعبیر فرمائی ہی اور وہ نظیر جو حمل کی اسمیں دی ہے
اس سے بھی بڑھکر ہے - مجھے حیرانی یہ ہی کہ کلام نص کو آپ چھوڑ کر کہاں جا پڑتے ہیں - قرآن کے کلام
نص میں یہ لکھا ہی کہ دن کی سفیدی کی دھاری سے پہلے شروع کرکے شام کی سیاہی کی دھاری کے
پیچھے روزہ افطار کرنا چاہئے کہ جن دونو دھاریوں کا ان ملکوں میں نشان تک کچھ نہیں اور حمل کی
بابت جو آپنے نظیر دی ہے وہ زمانہ متعینہ ہمارا ہے نہ کسی کلام الٰہی کا :.

۱۰ - جناب فرماتے ہیں کہ گو ڈانس کوئی صفت نہیں تب تو جب ایک شخص جو کسی مواخذہ میں گرفتار نہیں ہے
وہ کسی خوش سلوکی کے لائق بھی نہیں ہے - رحم کی اصطلاح صاف یہ ظاہر کرتی ہے کہ کسی مواخذہ میں گرفتار ہو
جسکو رحم سے چھوڑایا جاتا ہی - آپکا اختیار ہے جتنا چاہیں ضد فرمادیں مگر یہ امور بدیہی ہیں :.

۱۱ - یہ ایک عجیب رنگ ہے کہ جو ایک امر بدیہی نالائق ہو اسکو نالائق نہ کہا جائے - کیا اگر ہم فرض کر لیویں
کہ خدا نے کوئی ظلم کیا یا جھوٹ بولا تو اسی لحاظ سے یہ فرض خدا کی بابت میں ہی کہ ہم نالائقی اسکی کا ذکر
نہ کرینگے - ہم تو ان افعالوں کو نالائق کہینگے اور مفروضہ خدا کو جھوٹا خدا کہینگے - یہ تو ہم ایک امر واقعی

دیکھتے ہیں کہ گوشت حیوانوں کا خداتعالیٰ نے انسانوں کے واسطے کلام آلہی میں مباح کر دیا ہے اور بعض بعض جانور ان کو بھی جیسا کہ شیر یا باز ہے فطرت نے مباح کر دیا ہے لیکن ایک واقعہ مرئی ہے اسکا عدل نامرئی مٹ نہیں سکتا کوئی وجہ اسکے صادق ٹھہرانیکی ہوگی جو ہمکو نامعلوم ہو تو اس نامعلومی سے اسکی نفی نہیں ہوسکتی ؛

۱۲- مجسم ہونے سے جسم کو بھی الوہیت ٹھہرانا جناب کی اصطلاح ہوگی ہمارے تو معنے یہ ہیں کہ مجسم ہونے سے مظہریت پیدا ہوا ہے :.

۱۳- کیوں جناب آپ ہماری نظیر بینظیری اور بیحدی کو باطل کس طرح ٹھہرا سکتے ہیں جو ایک واقعہ بصر ہے اور کیا ان دونو صفات کی ایک ہی ماہیت نہیں کیونکہ بینظیر مطلق بیحدی سے علیحدہ نہیں ہوسکتا زمان و مکان ان ہر دو کا ایک ہی رہتا ہے۔ جناب غور فرماکر جواب دیں :.

۱۴- جب ثبوت دکھلا دینگے کہ قرآن میں معجزہ ہیں اور قرآن خود ایک معجزہ ہے تو ہم مان لیں گے لیکن کسی شخص نے ایک بادشاہ کے سامنے ایک لطیفہ کہا تھا کہ سات رومال لپیٹے ہوئے کھول کے رکھ دئے اور کہا کہ جناب اسمیں نور ظہور کی پگڑی ہے مگر وہ حرام کے کو نظر نہیں آتی - الا حلال کے کو نظر آتی ہے :. ایسا ہی اگر جناب کا فرمانا ہے کہ اگر ہمکو وہ معجزات نہ نظر آویں تو ہماری نظر کا قصور ہے تو ہمکو ایک گالی کھا لینا منظور ہے مگر جھوٹا اقرار کر لینا منظور نہیں :. شق القمر کے معجزہ کی بابت میں جناب کو معلوم نہیں کہ شق القمر ہونا متلازم ساتھ قرب قیامت کے ہے اور آگے اُسکے صیغہ ان پر وصیغہ مضارع کا ہے اور اس معجزہ سے پہلے سے تحدی یا تعارض کیے نہیں ہوئی بس ایسی نظریں جناب پیکر کس کو اطمینان بخشینگے سو تو معلوم - البتہ پیشگویاں قرآن میں بہت سی ہیں - لیکن پیشگویاں دو قسم کی ہیں ایک وہ پیشگوئی جو علم آلہی سے ہوتی ہیں اور دوسری وہ جو عقل عامہ سے ہوتی ہیں :. جو علم آلہی کا انحصار کرے اسکی نظیر اگر جناب پیش کرینگے ہم اسپر غور کریںگے اور روم کے فارس سے مغلوب ہونیکی پیشگوئی دور اندیشی عقل عامہ کی ہے (آگے بولنے نہ دیا کہ وقت پورا ہوگیا) :.

دستخط بحروف انگریزی
غلام قادر فصیح پریسیڈنٹ
از جانب اہل اسلام

دستخط بحروف انگریزی
ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ
از جانب عیسائی صاحبان

# مضمون آخری حضرت مرزا صاحب

( ۵ - جون ۱۸۹۳ء )

آج یہ میرا آخری پرچہ ہے جو میں ڈپٹی صاحب کے جواب میں لکھتا ہوں مگر مجھے بہت افسوس ہے کہ جن شرائط کے ساتھہ یہ بحث شروع کی گئی تھی اُن شرائط کا ڈپٹی صاحب نے ذرہ پاس نہیں فرمایا شرط یہ تھی کہ جیسے میں اپنا ہر ایک دعوے اور ہر ایک دلیل قرآن شریف کی معقولی دلائل سے پیش کرتا گیا ہوں ڈپٹی صاحب بھی ایسا پیش کریں لیکن وہ کسی موقع پر اس شرط کو پورا نہیں کر سکے خیر اب ناظرین خود دیکھ لیں گے۔ اس جواب کے جواب الجواب میں صرف اتنا کہنا مجھے کافی ہے کہ ڈپٹی صاحب نے یہ جو توبہ کی سورۃ کو پیش کر دیا ہے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ایمان نہ لانے پر قتل کا حکم ہے یہ اُنکی غلط فہمی ہے بلکہ اصل مدعا وہی اس آیۃ سے ثابت ہوتا ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں یعنی جو شخص اپنی مرضی سے باوجود واجب القتل ہونیکے ایمان لے آوے وہ رہائی پا جائیگا سو اللہ تعالی اسجگہہ فرماتا ہے کہ جو لوگ اس رعائت سے فائدہ نہ اُٹھاویں اور اپنی مرضی سے ایمان نہ لاویں اُنکو سزا ئے موت اپنے پاداش کردار میں دیجائیگی اسجگہہ یہ کہاں ثابت ہوا کہ ایمان لانے پر جبر ہے ۔ بلکہ ایک رعائت ہے جو اُنکی مرضی پر چھوڑی گئی ہے اور سات قوموں کا جو آپ ذکر فرماتے ہیں کہ اُنکو قتل کیا گیا اور کوئی رعایت نہ کی گئی یہ تو آیۃ کی تشریح کے برخلاف ہے ۔ دیکھو قاضیون ۲۸ و ۱ و ۳۰ کہ کنعانیوں سے جو ان ساتوں قوموں سے ایک قوم ہے خراج لینا ثابت ہے۔ پھر دیکھو یشوع ۱۶ و ۱۰ اور قلضیوں ۱ و ۲۵ جو قوم اموریوں سے جزیہ لیا گیا پھر آپ اعادہ اس بات کا کرتے ہیں کہ قرآن نے یہ تعلیم دی ہے کہ خوف زدہ ہونے کی حالت میں ایمان کو چھپاوے میں لکھہ چکا ہوں کہ قرآن کی یہ تعلیم نہیں ہے ۔ قرآن نے بعض ایسے لوگوں کو جن پر یہ واقعہ وارد ہو گیا تھا ادنے درجہ کے مسلمان سمجھ کر اُن کو مومنوں میں داخل رکھا ہے ۔ آپ اسکو سمجھ سکتے ہیں کہ ایک طبقہ کے ایماندار نہیں ہوا کرتے اور آپ اس سے بھی نہیں انکار کرینگے کہ بعض دفعہ حضرت مسیح یہودیوں کے پتھراؤ

ڈر کر اُن سے کنارہ کر گئے اور بعض دفعہ توریہ کے طور پر اصل بات کو چھپا دیا اور متی ۱۶/۲۰
میں لکھا ہے تب اُسنے اپنے شاگردوں کو حکم کیا کہ کسو نے نہ کہنا کہ میں یسوع مسیح ہوں
اب انصاف سے کہیں کہ کیا یہ سچے ایمانداروں کا کام ہے اور اُنکا کام ہے جو رسول اور
مبلغ ہو کر دنیا میں آتے ہیں کہ اپنے تئیں چھپائیں۔ اس سے زیادہ آپکو ملزم کرنیوالی
اور کونسی نظیر ہوگی بشرطیکہ آپ فکر کریں اور پھر آپ لکھتے ہیں کہ دلدل میں آفتاب
کا غروب ہونا سلسلہ مجازات میں داخل نہیں مگر عین حقیقت ہے سو کالا پانی مراد ہے
اور اسمیں اب بھی لوگ یہی نظارہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں اور مجازات کی
بنا مشاہدات عینیہ پر ہے جیسے ہم ستاروں کو کبھی نقطہ کے موافق کہدیتے ہیں اور
آسمان کو کبود رنگ کہدیتے ہیں اور زمین کو ساکن کہہ دیتے ہیں۔ پس جبکہ
انہیں اقسام میں سے یہ بھی ہے تو اس سے کیوں انکار کیا جاوے۔ آپ فرماتے
ہیں کہ کلام مجسم بھی ایک استعارہ ہے مگر کوئی شخص ثبوت دے کہ دنیا میں یہ کہاں
بولا جاتا ہے کہ فلاں شخص کلام مجسم ہو کر آیا ہے اور گوڈنس کی تاویل پھر آپ تکلف
سے کرتے ہیں میں کہہ چکا ہوں کہ گوڈنس یعنی احسان کوئی صفت صفات ذاتیہ میں
سے نہیں ہے یہ کہہ سکتے ہیں کہ مجھے رحم آتا ہے یہ نہیں کہہ سکتے کہ مجھے احسان آتا ہے
مگر آپ پوچھتے ہیں کہ اگر یوں ہی بغیر کسی کی مصیبت دیکھنے کے اس سے خوش سلوکی
کیجاوے تو اُسکو کیا کہیں گے۔ سو آپ کو یاد رہے کہ وہ بھی رحم کے وسیع مفہوم میں داخل ہے
کوئی انسان کسی سے خوش سلوکی ایسی حالت میں کریگا کہ جب اول کوئی قوت اُس کے
دل میں خوش سلوکی کے لئے وجوہات پیش کرے اور اسکو خوش سلوکی کرنے کے لئے
رغبت دے تو پھر قوت رحم ہے جو نوع انسان کے ہر ایک قسم کی ہمدردی کیلئے جوش
مارتی ہے اور جبتک کوئی شخص قابل خوش سلوکی کے قرار نہ پاوے اور کسی جہت سے
قابل رحم نظر نہ آوے بلکہ قابل قہر نظر آوے تو کون اس سے خوش سلوکی کرتا ہے۔ پھر
آپ فرماتے ہیں کہ حیوانات کو قتل ہوتے دیکھ کر کیا ہم فرض کر لیں کہ خدا نے ظلم کیا
میں کہتا ہوں میں نے کب اسکا نام ظلم رکھا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ عملدرآمد

مالکیت کی بنا پر ہے جب آپ اس بات کو مان چکے کہ تفاوت مراتب مخلوقات یعنی انسان وحیوانات کا بوجہ مالکیت ہے اسکی تناسخ وجہ نہیں تو پھر اس بات کو مانتے ہوئے کونسی بات سد راہ ہے جو دوسرے لوازم جو حیوان بننے سے پیش آگئی وہ بھی بوجہ مالکیت ہیں اور بالآخر قرآن کریم کے بارہ میں آپ پر ظاہر کرتا ہوں کہ قرآن کریم نے اپنے کلام اللہ ہونے کی نسبت جو ثبوت دیئے ہیں اگرچہ میں اسوقت ان سب ثبوتوں کو تفصیل وار نہیں لکھ سکتا لیکن اتنا کہتا ہوں کہ منجملہ اُن ثبوتوں کے بڑی دلائل ہیں جیسے پیش از وقت نبیوں کا خبر دینا جو انجیل میں بھی لکھا ہوا آپ پاؤ گے دوسرے ضرورت حقہ کیوقت پر قرآن شریف کا آنا یعنی ایسے وقت پر جبکہ عملی حالت تمام دنیا کی بگڑ گئی تھی اور نیز اعتقادی حالت میں بھی بہت اختلاف آگئے تھے اور اخلاقی حالتوں میں بھی فتور آگیا تھا تیسرے اسکی حقانیت کی دلیل اسکی تعلیم کامل ہے کہ اسنے آکر ثابت کر دکھلایا کہ موسیٰ کی تعلیم بھی ناقص تھی جو ایک شق سزا دہی پر زور ڈال رہی تھی اور مسیح کی تعلیم بھی ناقص تھی جو ایک شق عفو اور درگذر پر زور ڈال رہی تھی در گویا ان کتابوں نے انسانی درخت کی تمام شاخوں کی تربیت کا ارادہ ہی نہیں کیا تھا صرف ایک ایک شاخ پر کفالت کی گئی تھی لیکن قرآن کریم انسانی درخت کی تمام شاخوں یعنے تمام قویٰ کو زیر بحث لایا اور تمام کی تربیت کے لئے اپنے اپنے محل وموقع پر حکم دیا جسکی تفصیل ہم اس تھوڑے سے وقت میں کر نہیں سکتے ۔

انجیل کی کیا تعلیم تھی جسپر مدار رکھنے سے سلسلہ دنیا کا ہی بگڑتا ہے اور پھر اگر یہی عفو اور درگذر عمدہ تعلیم کہلاتی ہے تو جین مت والے کئی نمبر اس سے بڑھے ہوئے ہیں جو کیڑوں مکوڑوں اور جوؤں اور سانپوں تک آزار دینا نہیں چاہتے ۔ قرآنی تعلیم کا دوسرا کمال کمال تفہیم ہے یعنی اس نے ان تمام راہوں کو سمجھانے کے لئے اختیار کیا ہے جو تصور میں آسکتے ہیں اگر ایک عامی ہے تو اپنی موٹی سمجھ کے موافق اُس سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور اگر ایک فلسفی ہے تو اپنے دقیق خیال کے مطابق اُس سے صداقتیں حاصل کرتا ہے اور اس نے تمام اصول ایمانیہ کو دلائل عقلیہ سے ثابت کر کے دکھلایا ہے

اور آیتہ تعالوا الی کلمۃ میں ؏ ۲۵ اہل کتاب پر یہ حجت پوری کرتا ہے کہ اسلام وہ کامل
مذہب ہے کہ زوائد اختلافی جو تمہارے ہاتھہ میں ہیں یا تمام دنیا کے ہاتھہ میں ہیں اُن زوائد
کو نکال کر باقی اسلام ہی رہجاتا ہے اور پھر قرآن کریم کے کمالات میں تیسرا حصہ اُس کی
تاثیرات ہیں اگر حضرت مسیح کے حواریوں اور ہمارے نبی صلعم کے صحابہ کا ایک نظر صاف
سے مقابلہ کیا جائے تو ہمیں کچھہ بتلانے کی حاجت نہیں اُس مقابلہ سے صاف معلوم
ہوجائیگا کہ کس تعلیم نے قوت ایمانی کو انتہا تک پُہنچا دیا ہے یہانتک کہ ان لوگوں
نے اس تعلیم کی محبت سے اور اس رسول ؐ کے عشق سے اپنے وطنوں کو بڑی خوشی سے
چھوڑدیا اپنے آراموں کو بڑی راحت کے ساتھہ ترک کردیا۔ اپنی جانوں کو فدا کردیا
اپنے خونوں کو اس راہ میں بہادیا اور کس تعلیم کا یہ حال ہے اس رسول کو یعنے
حضرت مسیح کو جب یہودیوں نے پکڑا تو حواری ایک منٹ کیلئے بھی نہ ٹھیر سکے
اپنی اپنی راہ لی اور بعض نے تیس روپیہ لیکر اپنے نبی مقبول کو بیچدیا اور بعض نے
تین دفعہ انکار کیا اور انجیل کھولکر دیکھہ لو کہ اُس نے لعنت بھیجکر اور قسم کھاکر کہا کہ
اس شخص کو نہیں جانتا پھر جبکہ ابتدائے زمانہ کا یہ حال تھا۔ یہانتک کہ تجہیز تکفین
تک بھی شریک نہوئے تو پھر اس زمانہ کا کیا حال ہوگا۔ جبکہ حضرت مسیح انمیں موجود
نہ رہے۔ مجھے زیادہ لکھانے کی ضرورت نہیں اس بارہ میں بڑے بڑے علماء
عیسائیوں نے اسی زمانہ میں گواہی دی ہے کہ حواریوں کیحالت صحابہ کیحالت سے
جسوقت ہم مقابلہ کرتے ہیں تو ہمیں شرمندگی کے ساتھہ یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ حواریوں
کیحالت اُنکے مقابل پر ایک قابل شرم عمل تھا۔ پھر آپ قرآنی معجزات کا انکار کرتے
ہیں آپ کو معلوم نہیں کہ وہ معجزات جس تواتر اور قطعیت سے ثابت ہوگئے اُنکے
مقابل پر کسی دوسرے کے معجزات کا ذکر کرنا صرف قصہ ہے اس سے زیادہ نہیں
مثلاً ہمارے نبی صلعم کا اُس زمانہ میں اپنی کامل کامیابیوں کی نسبت پیشگوئی کرنا
جو قرآن شریف میں مندرج ہے یعنے ایسے زمانہ میں کہ جب کامیابی کے کچھہ بھی
آثار نظر نہیں آتے تھے بلکہ کفار کی شہادتیں قرآن شریف میں موجود ہیں کہ

وہ بڑے دعوے سے کہتے ہیں کہ اب یہ دین جلد تباہ ہو جائیگا اور ناپدید ہو جائیگا ایسے
وقتوں میں انکو سُنایا گیا کہ یریدون ان یطفوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان
یتم نورہ ولو کرہ الکافرون ۱۰/۱۱ یعنی یہ لوگ اپنے مُنہ کی لاف گزاف سے بکتے ہیں کہ اس
دین کو کبھی کامیابی نہوگی یہ دین ہمارے ہاتھ سے تباہ ہو جاویگا۔ لیکن خدا کبھی
اس دین کو ضائع نہیں کریگا اور نہیں چھوڑیگا جبتک اسکو پورا نہ کرے پھر ایک اور
آیۃ میں فرمایا ہے وعد اللہ الذین آمنو... الخ ۱۸/۱۳ یعنی خدا وعدہ دے چکا ہے
کہ اس دین میں رسول اللہ صلعم کے بعد خلیفے پیدا کریگا اور قیامت تک اُس کو
قائم کریگا۔ یعنی جسطرح موسیٰؑ کے دین میں مدت لمبے دراز تک خلیفے اور بادشاہ
بھیجتا رہا ایسا ہی اسجگہہ بھی کریگا اور اسکو معدوم ہونے نہیں دیگا اب قرآن شریف
موجود ہے حافظ بھی بیٹھے ہیں دیکھہ لیجئے کہ کفار نے کس دعوے کے ساتھہ اپنی رائیں
ظاہر کیں کہ یہ دین ضرور معدوم ہو جائیگا اور ہم اسکو کالعدم کر دینگے اور اُن کے مقابل
پر یہ پیشگوئی کی گئی جو قرآن شریف میں موجود ہے کہ ہرگز تباہ نہیں ہوگا یہ ایک بڑی
درخت کی طرح ہو جائیگا اور پھیل جائیگا اور اسمیں بادشاہ ہونگے اور جیساکہ کزرع اخرج
شطأہ ۲۶/۱۱ میں اشارہ ہے اور پھر فصاحت بلاغت کے بارہ میں فرمایا ھذا لسان عربی
مبین ۱۴/۱۹ اور پھر اسکی نظیر مانگی اور کہا کہ اگر تم کچھہ کر سکتے ہو اسکی نظیر دو۔ پس عربی
مبین کے لفظ سے فصاحت بلاغت کے سوا اور کیا معنے ہو سکتے ہیں؟ خاصکر جب
ایک شخص کہے کہ میں یہ تقریر ایسی زبان میں کرتا ہوں کہ تم اسکی نظیر پیش کرو تو بجز
اس کے کیا سمجھا جائیگا کہ وہ کمال بلاغت کا مدعی ہے اور مبین کا لفظ بھی
اسی کو چاہتا ہے۔ بالآخر چونکہ ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب قرآن شریف کے
معجزات سے عمداً منکر ہیں اور اسکی پیشگوئی سے بھی انکاری ہیں اور مجھسے بھی اسی
مجلس میں تین بیمار پیش کر کے ٹھٹھا کیا گیا کہ اگر دین اسلام سچا ہے اور تم فی الحقیقت
ملہم ہو تو ان تینوں کو اچھے کر کے دکھلاؤ۔ حالانکہ میرا یہ دعوے نہ تہا کہ میں قادر مطلق
ہوں نہ قرآن شریف کے مطابق مواخذہ تہا۔ بلکہ یہ تو عیسائی صاحبوں کے ایمان

# محمدؐ



## فصل اول

### عرب اور عرب کے باشندون کا ابتدائی ذکر

شروع زمانہ تواریخ سے ساتوین صدی عیسوی تک وہ جزیرہ نما جو بحیرۂ قلزم۔ دریای فرات بحر ہند اور خلیج فارس کے درمیان ہے اور عرب کے نام سے مشہور ہے اون حادثات سے بالکل محفوظ اور غیر موثر رہا جنھون نے باقی ممالک ایشیا کو تہ و بالا کیا اور یورپ و افریقیہ کو اونکے عین مرکز تک متزلزل کر دیا تھا جبکہ کئی سلطنتین قایم اور کئی معدوم ہوگئین کئی قدیمی خاندانون کا نام تک نہ رہا کئی ملکون کی حدود اور نام تک متغیر ہوگئے اور اونکے باشندے یا تو نیست و نابود کئے گئے یا قید مین ڈالے گئے مگر عرب اپنی اصلی حالت پر قایم رہا۔ گو اوسکے سرحدی صوبجات مین کسیقدر تغیر و تبدل ہوا لیکن اوسکے صحراون کے درمیان وہی ابتدائی آزادی اور وہی قدیمی طریقے ویسے کے ویسے ہی رہے اور اوسکی خانہ بدوش قومون نے اپنی اکڑی ہوئی گردن کو غلامی اور تابعت کے جوے سے نہ جھکایا۔

عرب لوگ اپنے ملک کی روایات کو نہایت ہی قدامت تک پہونچاتے ہین اونکا بیان ہے کہ طوفان نوح کے تھوڑی دیر بعد سام بن نوح کی اولاد اس ملک مین آبسی جسمین رفتہ رفتہ بہت سی قومین بن گئین جنمین سے بہت مشہور عاد اور ثمود کی قومین ہین۔ کہتے ہین کہ تمام یہ ابتدائی قومین یا تو اپنے گناہون کی سزا مین صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہوگئین یا اقوام کے تغیر و تبدل سے اونکا پتہ نشان باقی نہ رہا۔ فی الحال چند قرآنی آیات اور غیر مستند روایات کے سوا اونکے متعلق کہین سے کچھ حال معلوم نہین ہوتا۔ مشرقی ممالک کی تواریخ مین کہین کہین

اونکا ذکر بطور ابتدائی باشندگان عرب یا معدوم اقوام کے آتا ہے۔

یہی روایتین اس جزیرہ نما کی مستقل آبادی کو قحطان سے جو شام کی چوتھی پشت مین تھے منسوب کرتی ہین اسکی نسل اس جزیرہ نما کے جنوبی حصہ مین اور بحیرۂ قلزم کے آس پاس پھیل گئی یاراب نے جو اوسکی اولاد مین سے تھا یمن کی سلطنت کی بنا ڈالی۔ اوسیکے نام پر اس ملک کو علاقہ عرابا کہتے تھے اسی سے عرب والون نے اپنا اور اپنے ملک کا نام حاصل کیا اسکے دوسرے بیٹے نے جسکا نام جرہم تھا ملک حجاز کی بنا ڈالی جسپر اوسکی اولاد نے کئی پشتون تک تصرف و تسلط رکھا۔ انہی لوگون نے ہاجرہ اور اسمعیل کو جبکہ ابراہیم پیغمبر نے اونکو اپنے گھر سے نکال دیا تھا نہایت لطف و مہربانی سے اپنے ساتھہ شامل کر لیا تھا۔ کچھہ عرصہ کے بعد اسمعیل نے مُوداد کی لڑکی کے ساتھہ جو جرہم کی نسل سے تھا اور وہ اوسوقت وہان کا حکمران تھا نکاح کر لیا۔ اس طرح عرب کی اصلی نسل مین ایک اجنبی و عبرانی کا پیوند لگ گیا۔ یہہ ایک قوی اور طاقتور پیوند نکلا۔ اسمعیل کی بیوی سے بارہ لڑکے پیدا ہوئے جنھون نے ملک پر قبض و تصرف کر لیا اور انکی کثیر التعداد اولاد نے بارہ قومون مین منقسم ہو کر قحطان کی ابتدائی نسل کو یا تو ملک سے نکال دیا یا مغلوب کر کے اونکا نام و نشان مٹا دیا۔

یہہ حال جو اوپر لکھا گیا ہے جزیرہ نماے عرب کے باشندے اپنی اصلیت کے بارہ مین بیان کرتے ہین ✠

✠ سواے باشندگان جزیرہ نماے عرب کے جو سب کے سب شام کی نسل سے تھے اور لوگ بھی آباد تھے جو کوش کہلاتے تھے کیونکہ وہ کوش پسر حام کی نسل سے تھے۔ یہہ لوگ دریاے فرات اور خلیج فارس کے کنارون پر رہتے تھے انجیل مین اکثر عرب والون کو عموماً اور اونکے ملک کو کوش کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ضرور ہے کہ وہ عرب اوس قوم کے ہونگے جو حال مین قدیم سریا کے متروک علاقجات مین خانہ بدوشون کی طرح آباد ہین اور تھوڑی دیر ہوئی کہ نمونہ کے دیر کے مدفون کھنڈرات کے کھودنے مین لگائے گئے ہین۔ بعض اوقات تمیز کے واسطے انکو سریانی عرب بھی کہا جاتا ہے۔ یہہ کتاب صرف جزیرہ نماے عرب یا عرب خاص کے باشندون کے متعلق ہے۔

عیسائی مورخ اس امر کو خدا کے اوس عہد کا ایفا قرار دیتے ہین جو ابراہیم کے ساتھ
اوسنے کیا تھا اور وہ یہہ ہے " اور ابراہیم نے خدا سے کہا اے خداوند اسمعیل تیرے حضور
مین جیوے - اور خدا نے کہا کہ جو کچھہ تو نے اسمعیل کے بارہ مین کہا ہے مین نے سن لیا ہے
دیکھہ مین نے اوسکو برکت دی ہے اور مین اسکو بارور کرونگا اور اوسکو نہایت کثیر التعداد
کرونگا - بارہ شہزادے وہ پیدا کریگا اور مین اوس سے ایک بڑی قوم بناؤنگا (کتاب
پیدائش آیات ۱۸ و ۲۰ باب ۱۷)

ان بارہ شاہزادون اور اونکی نسلون کا انجیل مین اور جگہہ بھی ذکر آیا ہے (کتاب
پیدائش باب ۲۵ - آیت ۱۸) کہ وہ اوس ملک پر قابض ہین جو حیولہ سے شور تک ہے یعنی
مصر کے سامنے جب تو اسیریا کی طرف جاوے " وہ ملک جسکو مقدس جغرافیہ دانون نے
عرب کے کچھہ حصہ کے ساتھ مشخص قرار دیا ہے - ان جغرافیہ دانون کا بیان حال کے عرب
باشندون کے بیان کے مطابق ہے - بعض کی نسبت بیان ہے کہ وہ شہر دان اور قلعون
پر قابض ہین اور بعض کو خیمون اور بیابان کے دیہات مین سکونت پذیر لکھا ہے
نیبائوت اور قیدار جو اسمعیل کے بڑے بیٹے تھے انکی بابت بیان کیا گیا ہے کہ وہ شاہزادون
کے درمیان اپنے مویشی اور حیوانات کے گلہ کی کثرت کے سبب سے بہت دولتمند اور اپنی
بھیڑون کی عمدہ پشم کے لیے ممتاز و مشہور تھے - نیبائوت سے نبا تہاے نکلے جو عرب
کی پتھریلی زمین مین آباد ہوئے - انجیل مقدس مین قیدار کا نام کبھی کبھی عرب کی تمام قوم
پر حاوی کیا گیا ہے - مقدس مورخ کا بیان ہے " لعنت ہو مجھہ پر کہ مین میسیچ مین جاکر رہون
کہ مین قیدار کے خیمون مین رہون " یہہ دونون اشخاص خانہ بدوش گڈریا عربون کے
بزرگ واجداد معلوم ہوتے ہین جو صحراؤن مین آزادانہ پھرا کرتے تھے -
یرمیاہ نبی کا بیان ہے " وہ دولتمند قوم جو بدون کسی احتیاط کیے رہتی ہے
جنکے نہ دروازے ہین اور نہ زنجیرین (دروازہ کی بلیان) جو اکیلے رہتے ہین "

ابتدائی زمانہ مین اون عربون کے درمیان جو قلعون اور شہرون پر قابض تھے اور اونکے درمیان جو خیمون مین رہتے تھے بڑا فرق پیدا ہوگیا۔ آبادی پسند عربون مین سے اکثر تو بڑی زرخیز وادیون مین جو پہاڑون کے آس پاس واقع تھین آباد ہوگئے جہان انکے شہرون اور قلعون کے ارگرد باغ۔ انگور و خرما کے اشجار قطار در قطار۔ ناج کے کھیت اور چراگاہون کے بھاری ذخیرے تھے۔ وہ مستقل اور باقاعدہ آدمی تھے۔ زراعت اور مویشی کی ترقی مین سرگرمی ظاہر کرتے تھے۔ انہین سے بعض نے تجارت اختیار کی۔ اور بحیرہ قلزم جزیرہ نما کے جنوبی حصہ اور خلیج فارس کے ساحلون پر بہت سے شہر اور بندرگاہ بنالئے۔ جہازون اور کاروانون کی وساطت سے بیرونجات کی تجارت کرتے تھے۔ یہ لوگ خصوصًا یمن۔ یا عرب خوش کے باشندے تھے جو مصالحجات عطریات اور عود و عنبر کا معدن ہے اور جو شعرا کے نزدیک سبا اور انجیل مقدس مین شبا کے نام سے مذکور ہے۔ مشرقی سمندرون مین یہہ لوگ نہایت ہی چالاک و چابک دست تجارتی جہازران تھے اور ساحل بربری سے جو اونکے مقابل تھا گوندہ غیرہ اور ہندوستان و افریقہ کے منطقہ ہاے حارہ سے سونا و دیگر قیمتی اشیاء کی تجارت کیا کرتے تھے۔ ان اشیا کو مع اپنے ملک کی پیداوار کے یہہ لوگ کاروانون کے ذریعہ سے صحراون کے پار نیم وحشی ممالک عرب یعنی آمن مآب آدومیہ اور بہت سے بنادر بحیرہ روم تک پہونچاتے تھے۔ جہان سے یہہ اشیا مغربی دنیا مین منقسم ہوتی تھین۔

اونٹ کو صحرائی جہاز کہا گیا ہے کاروانون کو اس صحرائی بیڑے کا کپتان کہنا چاہئے یمن کے کاروان اکثر اور عمومًا عرب کے خانہ بدوش اقوام سے جو خیمون مین رہتے ہین طیار کئے جاتے تھے۔ یہی لوگ ان کاروانون کے محافظ۔ رہنما اور کارکن ہوتے تھے۔ اور اس بارہ مین انکو صحرائی جہازران کہنا چاہئے۔ یہی لوگ کثیر التعداد مطلوبہ اونٹ بہم پہونچاتے تھے اور اپنے بیشمار گلون کی عمدہ پشم وغیرہ کے عوض مال تجارت کا بہی بہت سا حصہ

لاتے تھے۔ تجارت کے اس سلسلہ کو (یعنی کاروان کو) جو ملک کے اندرونی حصہ مین مروج تھا انبیار سابقین نے اپنے صحیفون مین نہایت مفید قرار دیا ہے۔ اسی کے ذریعہ سے جنوب کے نہایت زرخیز اور متمول ملک ہندوستان حبش مصر وغیرہ قدیمی ملک سریان کے ساتھہ ملحق تھے۔ ازقیل نبی اپنے اوس نوحہ مین جو وہ شہر ٹایر کے لئے کرتا ہے رو رو کر کہتا ہے "عرب اور قیدار کے شاہزادے تجھے بکریان دنبے اور لیلے دیتے تھے۔ انمین وہ تیرے تاجر تھے۔ شبا اور رعمہ کے سوداگر تیرے میلون پر نہایت عمدہ مصالحے، سونا اور جواہرات لاتے تھے۔ حران کنہ۔ عدن۔ شبا اور اسشر کے تاجر تیرے سوداگر تھے"۔

اور الیسع نبی (یسعیاہ) یروشلم کی طرف مخاطب ہوکر کہتا ہے "اونٹون کا ٹڈا گلہ تیری طرف آئیگا۔ مدین اور ایفا کی سانڈنیان شبا سے آوینگی یہہ سونا اور خوشبودار چیزین لاوینگی۔ قیدار کے تمام گلے یہان تجھہ مین اکٹھے ہو جائینگے اور نبایوتھ کے دنبے تیرے لئے مہیا کئے جائینگے" (الیسع باب ۶۰ آیت ۶ و ۷)

عرب کے تاجر اور کاشتکار جو شہرون اور قصبون کے رہنے والے ہین اپنی قوم و نسل کا سچا نمونہ کبھی خیال نہین کئے گئے۔ یہہ لوگ مقررہ اور آرام دہ پیشون کے اختیار کرنے سے حلیم الطبع اور نرم مزاج ہو گئے ہین اور اجنبیون کے ساتھہ لین دین کی کثرت کے سبب انکے ذاتی خصائل زائل ہو گئے ہین۔ یمن بھی جسکا سفر عرب کے دوسرے حصون کی نسبت بہت آسان ہے اور جو لوٹیرون کے لئے زیادہ تر تشویق و تحریص کا باعث تھا کئی دفعہ تاخت و تاراج ہو چکا ہے۔

یہہ عرب والون کی ایک اور ہی جماعت تھی یعنی صحراؤن کے پھرنے والی اور خیمون مین رہنے والی جو دو اول الذکر فرقون سے تعداد مین بہت زیادہ تھی جسنے اپنی قوم کی جبلی عادتون کو اوسی زور شور سے قایم رکھا جو ابتدا مین اونمین تھا۔

اس جماعت کے لوگون نے جو عادتاً خانہ بدوش تھے اور شبانی کا پیشہ کرتے تھے زمانہ
تجربہ اور روایات کے روسے صحرا کے تمام مخفی وسائل سے ماہر ہوگئے تھے خانہ بدوشی
کی عادت جاری رکھی - جابجا اون چشمون اور کنوون کی تلاش مین پھرتے رہتے
جہان اونکے آبا و اجداد پیغمبرون کے وقت سے آمد و رفت رکھتے تھے - جہان
کہین سایہ کے لئے خرما کے درخت اور اونٹ - گلہ - اور مویشی کے لئے چراگاہ
مل گئے وہین خیمے لگا دئے - اور جب وہ معیشت کے عارضی وسائل خرچ ہوگئے
دوسری جگہ کی تلاش مین چل دئے -

یہ خانہ بدوش عرب بے تعداد فرقون اور خاندانون مین منقسم تھے ہر ایک کا
ایک امیر یا شیخ تھا جو گذشتہ زمانہ کے سید القوم کی بجائے ہوتا تھا - اوسکی حکومت
کا نشان اوسکی برچھی تھی جو اوسکے خیمہ کے پاس گاڑی جاتی تھی - یہ امارت کا
عہدہ اگرچہ کئی پشتون تک ایک ہی خاندان مین رہتا تھا مگر بالکل موروثی
نہین ہوتا تھا بلکہ قوم کی رضامندی پر منحصر ہوتا تھا - وہ اپنے اس عہدہ سے معزول
کیا جا سکتا تھا اور اوسکی جگہ کوئی اور شخص کسی دوسرے خاندان سے منتخب ہو
سکتا تھا - اوسکے اختیارات بھی محدود ہوتے تھے اور اوسکی ذاتی لیاقت اور
اوس اعتماد پر منحصر ہوتے تھے جو قوم کو اوسپر ہوتا تھا - اوسکے خاص حقوق یہ ہوتے
تھے - صلح اور لڑائی کی کارروائی کا سرانجام کرنا - عارضی سکونت کے لئے جگہ کا
تلاش کرنا - معزز و مشہور مہمانون کا استقبال کرنا اور اونکی مہمانداری کا حق ادا کرنا
مگر ان سب باتون اور دیگر ایسے ہی امور مین بھی جو اوسکے ذاتی حقوق ہوتے تھے
وہ اپنی قوم کی مرضی و منشا کا تابع ہوتا تھا - †

† برک ہارڈٹ کا بیان ہے کہ موسم گرما مین خانہ بدوش عرب ایک ہی جگہ پر تین چار روز سے
زیادہ مشکل ہی سے بسر کرتے ہین - جون ہی اونکے مویشی اوس گھاس پات کو چر لیتے ہین (باقی صفحہ ...)

ایک قوم کے خواہ کتنے ہی حصے اور فریق ہوں مگر مختلف حصے اپنے رابطہ واتحاد کے سلسلہ کو نہایت احتیاط سے مستحکم رکھتے تھے - ہر ایک قوم کے تمام مشائخ ایک مشترک سردار کے تابع ہوتے ہیں جو شیخ الشیوخ کہلاتا ہے - وہ خواہ چٹان کے بنے ہوئے قلعہ میں رہے خواہ اپنے گلہ اور مویشی کے درمیان صحرا میں ہو اپنی تمام قوم کے پراگندہ حصوں اور فرقوں کو جب کبھی کسی قومی کام یا رفاہ عام کی ضرورت پیش آوے اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر سکتا ہے -

ان خانہ بدوش اقوام کی کثرت تعداد کے سبب اور ہر ایک کے الگ امیر اور الگ علاقہ ہونے کے سبب اور کسی ایک قومی سردار کے نہونے کے باعث اکثر فتنہ وفساد پیدا ہوئے - انتقام کشی کی رسم بھی انکے درمیان ایک مذہبی اصول کے برابر تھی ایک رشتہ دار یا لواحق کے خون کا بدلہ لینا ہر ایک خاندان کا فرض تھا اور کسی تمام قوم کی عزت و توقیر کو جوکھوں میں ڈالنا تھا اور یہہ خونی تنازعات بعض اوقات کئی پشت تک فیصل نہیں ہوتے تھے اور خونریز لڑائیوں کا باعث ہوتے تھے -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹) جب کسی چشمہ کے نزدیک ہوتے ہیں تو قوم دوسری چراگاہ کی تلاش میں نکلتی ہے - اور وہ گھاس جو پھر اس جگہ اوگتی ہے کسی اور قوم کے کام آتی ہے -
انکے خیمہ گاہوں میں خیموں کی تعداد ۱۰ سے لیکر ۸ سو تک ہوتی ہے - جب خیمے تھوڑے ہوتے ہیں تو وہ ایک دایرہ کی صورت میں لگائے جاتے ہیں اور جب تعداد زیادہ ہوتی ہے تو ایک سیدھے خط میں یا ایک ایک کی قطار میں خاصکر کسی نہر کے آس پاس - بعض اوقات تین تین چار چار اور اتنے ہی اونکے عقب میں -
سردی میں جب پانی اور چرائی بہت دیر تک رہتے ہیں تو قوم تمام میدان میں پھیل جاتی ہے اور تین تین چار چار خیموں میں ہو کر رہتے ہیں - ہر ایک فریق کے درمیان نصف گھنٹہ کی مسافت ہوتی ہے - شیخ کا خیمہ ہمیشہ اوس طرف ہوتا ہے جس طرف سے کسی دشمن یا مہمان کے آنے کی امید ہوتی ہے - دشمن کو روکنا اور مہمانوں کی خاطر مدارات کرنا شیخ کا خاص فرض ہے - ہر ایک خاندان کا سردار اپنے خیمہ کے پاس اپنا نیزہ زمین پر گاڑتا ہے اور اپنے گھوڑے کو سامنے باندھتا ہے رات کو اوسکے اونٹ بھی وہیں آرام کرتے ہیں - (برک ہارڈٹ کے حالات بدوان جلد اول صفحہ ۳۳)

اپنے گلہ اور مویشی کی حفاظت و نگہبانی ہر ایک شخص کے لئے نہایت ضروری بھی
اسلئے صحرائی عرب بچپن ہی سے آلات حرب کے استعمال سے ماہر ہو جاتا تھا - کمان
نیزہ - شمشیر اور گھوڑے کی سواری اور دشمن کی روک ٹوک مین کوئی اوس سے سبقت
نہین لے جا سکتا تھا - وہ لوٹ کھسوٹ کرنے والا جنگی بھی تھا - گو وہ اکثر اوقات
سوداگرون کو بار برداری کے اونٹ - شتربان اور بدرقہ بہم پہونچانے مین اونکی نوکری بھی
اختیار کر لیتا تھا تاہم وہ صحرا کے درمیان کاروانون پر تاوان لگانے اور اونکو کھلم کھلا
لوٹنے مین نہایت مستعد تھا - ان تمام باتون کے لئے وہ آلات حرب کا استعمال
جائز سمجھتا تھا اور تجارت سے نفع اوٹھانے والون کو ایک حقیر قوم خیال کرتا تھا جو
رذیل عادتون اور پیشون کے اختیار کرنے سے نہایت ذلیل اور کمینہ ہو گئی ہے -

یہہ صحرائی عرب تھا جو خیمون مین رہنے والا تھا اور جسمین اوسکے بزرگ اسمعیل پیغمبر
کی پیشین گوئی صادق آئی " وہ ایک صحرائی آدمی ہو گا - اوسکا ہاتھہ ہر ایک آدمی کے
برخلاف ہو گا - اور ہر ایک آدمی کا ہاتھہ اوسکے برخلاف " (کتاب پیدائش باب ۱۶
آیت ۱۲)

قدرت نے بھی اوسکو اپنی اس قسمت کے لایق کر رکھا تھا - اوسکا جسم ہلکا
پھلکا تھا لیکن چالاک طاقتور اور سخت تکلیف و محنت کے برداشت کرنے کے قابل تھا
وہ نہایت محتاط بلکہ پرہیزگار تھا - بہت تھوڑی غذا کی ضرورت رکھتا تھا اور وہ بھی
از بس سیدھی سادی - اوسکا دل بھی اوسکے جسم کی طرح ہلکا اور مستعد کار تھا -
نسل شام کی تمام عقلی صفات سے نہایت عمدگی کے ساتھہ متصف تھا یعنی اعلے
درجہ کی عقل تیز - باریک بینی - روشن ضمیری سب اسمین کامل طور پر پائے جاتے تھے -
اوسکی عرق و حس نہایت تیز تھی گو پایدار نہ تھی - اوسکے زرد اور مریضانہ چہرہ سے ایک
مغرور اور دلیرانہ حوصلہ نمایان تھا جو اوسکی سیاہ اور چمکیلی آنکھون سے بھی بجلی کی طرح

فصاحت کلام کی خوبی سے بہت جلد چونک اوٹھتا تھا اور شعر کی خوبی پر مرمٹتا تھا
چونکہ وہ ایسی زبان مین کلام کرتا تھا جو نہایت ہی وسیع ہے اور جسکے الفاظ کو جواہر
اور پھولوں کے ساتھہ تشبیہ دی گئی ہے اسلیئے وہ قدرتاً فصیح و بلیغ تھا۔ طویل اور
پر تکلف تقریر سے اتنا محظوظ نہین ہوتا تھا جتنا کہ تماثیل اور محاورات سے۔
اور مشرقی طرز پر اپنے خیالات کو حکایات و روایات کے پیرایہ مین ظاہر کرنا پسند کرتا
تھا۔ اگرچہ وہ نچلا بیٹھنے والا اور لوٹ کھسوٹ کرنے والی جماعت سے الگ نہ تھا۔
مگر اعلے درجہ کا فیاض اور مہمان نواز تھا۔ خیرات دینے مین نہایت خوش ہوتا تھا
اوسکا گھر ابن السبیل کے لیئے ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ مہمان کے ساتھہ وہ آخری لقمہ تک
بھی بانٹ کھانے کو طیار رہتا تھا۔ کوئی اوسکا کیسا ہی جانی دشمن کیون نہو جب
ایک دفعہ اوسکے ساتھہ کھا لیتا تو وہ بیشک نہایت اطمینان کے ساتھہ اوسکے
خیمہ مین جسکی چاردیواری غیر ممکن الانقطاع تھی آرام لیتا تھا۔

عرب والون کا مذہب اوس زمانہ مین جسے وہ ایام جاہلیت کہتے تھے زیادہ تر
دو ادیان کا مجموعہ تھا یعنی صابیین اور مجوس یا گبر جو اوس زمانہ مین تمام ممالک
شرقی مین دایر و سایر تھے۔ مگر یہہ لوگ زیادہ تر صابی مذہب کے پیرو تھے۔ اونکا
عقیدہ تھا کہ یہہ مذہب صابی پسر شیث پیغمبر کا نکالا ہوا ہے جو اونکے خیال مین اپنے
باپ اور بھائی ادریس سمیت مصر کے منارون مین مدفون ہے۔ بعض لوگ اس
مذہب کو عبرانی لفظ سبا بمعنی ستارہ سے مشتق کرتے ہین اور اس دین کی ابتدا
کو اسیریا کے گڈریون کی طرف منسوب کرتے ہین۔ یہہ گڈریے رات کے وقت صاف
اور غیر مکدر آسمان کے نیچے ہموار میدانون مین اپنے مویشی اور گلہ کی حفاظت کرتے
تھے۔ اجرام فلکی کی اشکال و حرکات کو دیکھکر انسانی معاملات پر اونکے سعد و نحس
کے اثر قایم کرتے تھے۔ ان دور و دراز قیاسات کو جلد یہ کے حکما اور بادیہ نشین

ایک سلسلہ مین قلمبند کیا اور انکو مصر والون کے بالمقابل سلسلہ سے بھی زیادہ تر
پُرانا اور قدیم خیال کیا۔

بعض لوگ اس دین کا مخرج اس سے بھی اعلے ترسند سے خیال کرتے ہین اور دعوے
کرتے ہین کہ طوفان نوح سے پہلے تمام دنیا کا یہی مذہب تھا۔ انکا بیان ہے کہ یہہ
مذہب طوفان کے بعد بھی رہا اور اجداد الاقوام اسی مذہب کے پیرو تھے۔ ابراہیم اسی
مذہب کی تلقین کرتے رہے اور اونکی اولاد یعنی بنی اسرائیل نے بھی یہی مذہب اختیار
کیا اور اون احکام مین جو کوہ طور سینا آندھی اور بجلی کی گرج کے درمیان موسی کو ملے
تھے اسی مذہب کی تقدیس و تصدیق کی گئی تھی۔

یہہ مذہب اپنی ابتدائی حالت مین بالکل صاف اور محض روحانی تھا۔ اسکی تعلیم
خدا کی وحدانیت۔ آیندہ جہان مین سزا و جزا کا ملنا۔ حیات ابدی حاصل کرنے کے
لئے نیک اور بے لوث زندگی کی ضرورت پر مبنی تھی اس مذہب والون کے نزدیک
قادر علی الاطلاق کی اس درجہ تک تعظیم و تکریم تھی کہ وہ لوگ اوسکا نام لینا بھی گستاخی
سمجھتے تھے اور بدون درمیانی نقیبون (فرشتون) کے اوسکا قرب حاصل کرنے
کی جرات نکرتے تھے۔ یہہ فرشتے اونکے خیال مین فلکی اجرام مین آباد تھے بعینہٖ اوسی
طریقہ پر جسطرح کہ انسانی اجسام ارواح سے زندہ اور آباد ہین۔ یہہ فرشتے اوس قادر
علے الاطلاق کے ماتحت مخلوقات کے انتظام و نگرانی کے لئے اپنے اپنے مقررہ مقامات
مین رکھے گئے ہین۔ صابی مذہب کے لوگ جب ستارون یا دیگر اجرام فلکی کی طرف مخاطب
ہوتے تھے تو اونکو دیوتا یا خدا سمجھکر اونکی عبادت نہین کرتے تھے بلکہ اونکو اس غرض
سے خوش کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ وہ خدا کے نزدیک انکے شفیع ہین اور ان مخلوق
اجرام کی وساطت سے خالق اکبر کی طرف رجوع لاتے تھے۔

رفتہ رفتہ اس مذہب کی ابتدائی سادگی و صفائی جاتی رہی اور بہت سے حجاب ان

گمراہ اور مختلف اقسام کی بت پرستیون سے مخلوط ہوگیا۔ پھر ان لوگون نے اجسام
فلکی کو بجاے اسکے کہ انکو شفاعت کرنے والون کا مسکن خیال کرین دیوتاؤن
کی طرح پوجنا شروع کیا۔ اونکی تو قبرین جنگلون اور نخلستانون کے درمیان انکی
تصویرین بناکر رکھین اور آخر کار انکے بت مندرون مین رکھے اور ربوبیت کی
حیثیت مین انکی پرستش کرنے لگے۔ اسیطرح جس جس ملک مین یہہ مذہب گیا وہان
اسمین مختلف اقسام کے تغیر و تبدل ہوتے رہے۔ ملک مصر پر بہت دیر سے یہہ دہبا
لگ رہا ہے کہ اوسنے اس مذہب کو نہایت درجہ کے انحطاط تک پہونچا دیا۔ اس غیر منکشف
ملک کے سنگی اصنام۔ تصاویر۔ اور منقش اشکال کو نہ صرف آسمانی قاصدون بلکہ ادنے
درجہ کی مخلوق اور بے جان چیزون کی پرستش کا دفتر خیال کیا گیا ہے۔ مگر زمانہ حال کی
تحقیق و تفتیش زمانہ ماضی کی اس عقیل قوم کو رفتہ رفتہ اس الزام سے بری کر رہی ہے
اور جون جون یہہ تحقیق اخفا کے پردہ کو جو مصر کی مقبرون پر لٹکتا ہے اولٹتی جاتی
ہے یہہ دریافت ہوتا جاتا ہے کہ یہہ تمام اشیا جو بادی النظر مین عبادت و پرستش کا
مقصود معلوم ہوتی ہین اصل مین اللہ جل شانہ کی مختلف صفات کی علامات ہین
جسکا اسم اعظم اسقدر مقدس تھا کہ فانی لوگ زبان پر نہین لا سکتے تھے۔

عرب والون کے درمیان یہہ مذہب وحشیانہ توہمات سے سست اور نہایت ہی مذموم
بت پرستی سے ابتر ہوگیا ہر ایک قوم نے اپنے ایک خاص ستارہ اور سیارہ کی پرستش
شروع کی یا اوسکا ایک علیحدہ بت بناکر قایم کیا۔ دختر کشی کی قبیح رسم اونکے مذہب کا
جزو ہوگئی۔ خانہ بدوش اقوام کے درمیان لڑکی کی پیدائش منحوس خیال کی گئی تھی۔
لوٹ کھسوٹ اور آوارہ گردی کے لئے لڑکی کی جنس بالکل ناموزون تھی کیونکہ اوسکی
بدچلنی یا دشمن کی قید مین چلے جانے سے اوسکے خاندان پر بے غیرتی کا دہبا لگ جانے
کا اندیشہ رہتا تھا۔ اس بے رحم پالیسی (مصلحت) کے اغراض شاید اونکے مذہبی خیالات

ے ساتھہ مل لیے ہونگے۔ کیونکہ وہ اپنی لڑکیون کو یا تو اپنے اصنام کے آگے قربانی کردیتے
یا اونکو زندہ دفن کر دیتے تھے۔

دوسرا مذہب مجوس یا گبر (آتش پرستی) جسنے (جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین)
مشرقی ممالک کی مذہبی سلطنت کو تقسیم کر رکھا تھا فارس سے نکلا تھا۔ جہان کچھہ عرصہ
کے بعد اوسکے زبانی عقاید کو اوسکے بڑے رہنما اور پیغمبر زوراستر (زرتشت) اپنی کتاب
ژند اوستا مین قلمبند کیا۔ یہہ مذہب بھی صابی مذہب کی طرح ابتدا مین سادہ اور دعائیہ
تھا۔ صرف ایک خدا کی جو سبسے اعلے اور ازلی ابدی ہے اعتقاد کی تعلیم دیتا تھا جسمین
اور جس سے کل کائنات قایم ہے اور اوسنے اپنے ایک کلمہ کُن سے دو کارکُن پیدا کیئے۔
اُرمزد (یزدان) روشنی اور نیکی کا اصل یا فرشتہ۔ اور آہرمن بدی اور ظلمت کا اصل یا
فرشتہ۔ ان دونون نے اپنے مختلف عناصر کے ملاپ سے دنیا بنائی اور دنیا کے
معاملات کے انتظام کے لیئے دائمی مخاصمت مین مشغول ہین۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا
مین نیکی اور بدی کا دور رہتا ہے یعنی جس فرشتہ کا غلبہ ہوا اوسی کا اثر ظہور مین آیا
یہہ مخاصمہ دنیا کے خاتمہ تک جاری رہیگا۔ پھر ایک عام رستخیز ہوگی اور یوم المیزان
ہوگا تب ظلمت کا فرشتہ مع اپنے پیروان کے ایک سخت تاریک اور المناک مقام
(جہنم) مین ڈالا جائیگا۔ اور اوسکے حریف ایسے محلون مین داخل ہونگے جو ہمیشہ بہجت
کامرانی اور نور و ضیا سے ہمیشہ معمور ہونگے۔

اس مذہب کی ابتدائی رسوم نہایت سادہ تھین۔ آتش پرستون کے ہان نہ تو
مندر اور معابد ہوتے تھے اور نہ کسی قسم کے مذہبی نشانات۔ وہ اپنی دعاؤن اور عبادت
کے گیتون مین صرف آفتاب کو جسے وہ خدا کا مظہر سمجھتے تھے مخاطب کرتے تھے۔ وہ
اس نیر اعظم روشنی بخش عالم کی اسلیئے تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ یہہ خدا کا گھر ہے اور
اوس نور و حرارت کا منبع ہے جو دیگر اجرام فلکی مین موجود ہے۔ اور جب یہہ غروب ہو جاتا

تھا نور روشنی حاصل کرنے کے لیے پہاڑون کی چوٹیون پر آگ جلاتے تھے۔

سب سے پہلے زردہشتر نے آتشکدہ بنانے کی بنیاد رکھی جہان وہ مقدس آگ موبدون کی نگرانی مین ہمیشہ کے لیے روشن رکھی گئی جسکی نسبت دعوے کیا جاتا تھا کہ وہ آسمان سے لائی گئی ہے۔ یہہ موبد رات دن اوسکی حفاظت کیا کرتے تھے۔ مجوسس نے بھی امتداد زمانہ سے صابیین کی طرح نشانات مین ربوبیت کا اصول کھو دیا اور آگ اور روشنی کی حقیقی خدا کی طرح عبادت کرنے لگے اور اندھیرے اور ظلمت کو شیطان سمجھکر اوس سے نفرت کرنے لگے۔ گبر لوگ مذہبی جوش مین کافرون کو پکڑ لیتے تھے اور اپنے ناری خدا کے خوش کرنے کے لیے انکو جلتی آگ مین ڈالکر قربانی دیتے تھے۔

سلیمان نبی کی حکمت کے مشہور ومعروف اور خوبصورت فقرہ مین ان دونون فرقون کے عقاید کا ذکر ہے "بیشک وہ تمام آدمی قدرتاً نکمے ہین جو خدا سے آگاہ نہین اور صنعت پر خیال کر کے صانع کا اعتراف نہین کرتے۔ بلکہ آگ یا ہوا یا باد یا دائرہ ستارگان یا دریا یا آسمانی ضیاؤن کو وہ خدا قرار دیتے ہین جو دنیا کا نظم ونسق کرتے ہین"۔ ان دونون مذاہب مین سے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین عرب والون کے درمیان صابی مذہب بہت پہیلا ہوا تھا۔ لیکن نہایت ہی مذموم حالت مین اور ہر قسم کی برائیون سے بھرا ہوا اور مختلف اقوام مین مختلف طور پر تھا۔

مجوسی مذہب صرف اون قومون کے درمیان تھا جو اپنی سرحدی سکونت کے باعث فارس کے ساتھہ بہت لین دین رکھتے تھے۔ باقی اقوام اون ملکون کی بت پرستیون اور توہمات مین پہنسے ہوئے تھے جنکی سرحد پر وہ آباد تھے۔
یہودی مذہب ابتدائے زمانہ سے ہی عرب مین گھس چکا تھا لیکن بہت تھوڑا

محمد

اوربالکو نا



محمد

ندو مش طرز

آدمی

اور بالکل ناکامل پہر بہی اوسکی بہت سی رسمین اور خیالی روایتین ملک مین پہیل کر
لوگون کے دلون مین جاگزین ہو گئی تہین کچھہ عرصہ کے بعد جب رومیون نے
کنعان کو تہ و بالا کیا اور شہر یروشلم کو فتح کرکے لوٹا بہت سے یہودی عرب مین آکر
پناہ گزین ہوئے اور اصلی قومون کے ساتھہ مل جل گیے اور اپنے فرقے قائم کئے۔
زمین کے قابل زراعت قطعات پر قبضہ و تصرف کیا۔ قلعے اور برج تعمیر کئے۔ اور
بڑا رعب و داب پیدا کر لیا۔

عیسوی مذہب کے معتقد بہی عرب والون کے درمیان تھے۔ پولوس مقدس نے
اپنے خط مین جو گیلیشین کی طرف لکہا تہا بیان کیا ہے کہ "جب مین بت پرستون
مین عیسوی مذہب کی ہدایت کے لئے بلایا گیا تہا اوسکے تہوڑی دیر بعد مین عرب کو
گیا"۔ تیسری صدی کے آغاز مین جو جہگڑے اور قضئیے مشرقی حصہ کے عیسائیون
مین پیدا ہوئے تھے اونکے سبب عیسائیون کے کئی فرقے اور حصے ہو گئے۔ ہر ایک
فرقہ جو بالادست ہوتا تہا دوسرے فرقہ پر بہت ظلم و تشدد کرتا تہا۔ اس وجہ سے بہی بہت سے
عیسائی مشرقی ممالک کے دور دراز حصون مین نکل گئے۔ عربستان کے صحراؤن کو
عیسائی رہبانون سے بہر دیا۔ اور کئی مشہور قومون کے درمیان عیسوی مذہب کا جہنڈا
کہڑا کر دیا۔

مفصلہ ذیل حالات خواہ طبیعی ہین یا اخلاقی اون اسباب کا ایک نمونہ بتلاتے
ہین جنہون نے عرب والون کو کئی پشتون تک ایک غیر متغیر حالت مین رکہا۔ اقوام
غیر کے حملون سے وہ اسلئے محفوظ رہے کہ انکا ملک علیحدہ تہا اور اونکے وسیع صحرا انکے
حامی تھے۔ مگر وہ خود ایک زبردست فاتح قوم کیون نہو سکے۔ اسکی وجہ یہہ تہی کہ وہ
اندرونی جہگڑون مین پہنسے ہوئے تھے اور ملکی و مذہبی اتحاد اونمین مفقود تہا
وہ مختلف فرقون کا ایک بڑا بہاری مجموعہ تھے اونکی شخصی طاقت بڑی بردست تہی

لیکن مشترک طاقت اور مجموعی قوت سے محروم تھے - اگرچہ انکی خانہ بدوش طرز معاشرت نے انکو محنت کش اور چالاک بنا رکھا تھا اور انہین سے زیادہ تر آدمی بچپن ہی سے جنگجو اور لڑاکا تھے لیکن اونکے اسلحہ فقط ایک دوسرے ہی کے برخلاف مستعمل ہوتے تھے - صرف چند سرحدی قومین اس سے مستثنی ہین جو جنگی ملازمت اختیار کرکے کبھی کبھی بیرونی لڑائیون مین شریک ہوا کرتی تہین -

جب وسط ایشیا کی خانہ بدوش قومون نے جو جنگ و جدل کیلئے ان سے زیادہ تر مستعد نہ تہین چند ہی پشتون مین اکثر شائستہ ممالک دنیا کو مسخر کرلیا تہا - یہہ جنگی قوم جو اپنی طاقت سے خود بھی آگاہ نہ تہی اپنے ملک کے صحراؤن مین بالکل بیخبر اور محض پراگندہ پڑی رہی -

آخرکار وہ وقت آن پہونچا کہ جب اوسکی مختلف قومین ایک ملت مین شریک ہونے کو تہین اور ایک مشترک لگاؤ سے جرات حاصل کرنے کو تہین - جب ایک بڑا بھاری ذکی آدمی پیدا ہونے والا تھا جو ان پراگندہ اعضا کو اکٹھا کرے اور اپنے پرجوش اور بہادرانہ حوصلے سے اونکو اکسا کر ایک صحرائی دیو کی طرح اونکی رہنمائی کرے اور دنیا کی سلطنتون پر حملہ کرکے اونکو متزلزل اور تہ و بالا کرے -

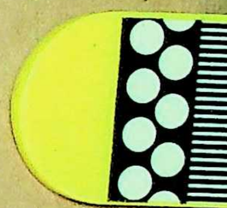
## محمد کی ولادت و ولدیت - اور رضاعت و خوردسالی

محمد بانی مذہب اسلام شہر مکہ مین اپریل ۵۶۹ عیسوی مین پیدا ہوا - وہ بہادر اور مشہور خاندان قریش سے تھا - اسکے خاندان کی دو شاخین تہین جو دو بھائیون یعنی ہاشم اور عبد شمس کی نسل تہین - ہاشم جسکی نسل مین سے محمد تھا شہر مکہ کا بڑا محسن اور فیض رسان تھا - یہہ شہر ایک شور اور بنجر ملک مین واقع ہے - گزشتہ زمانہ مین یہان اکثر قحط سالی اور احتیاج کی قلت ہوا کرتی تہی -

اور بالکل ناگاہ

اوگون

کنعا



انکی خانہ بدوش طرز

زیادہ تر آدمی

ہی کے

را

مین

سے

ہل دریا

چھٹی صدی کے آغاز مین ہاشم نے دو سالانہ کاروان قایم کیے - ایک موسم سرما
مین جنوبی عرب اور یمن کی طرف جایا کرتا تھا اور دوسرا موسم گرما مین ملک سریان
کی طرف - ان کاروانون کی وساطت سے مکہ مین ما یحتاج اور مختلف اجناس تجارت
کی بہتات ہوگئی اور یہہ شہر ایک تجارتی منڈی بن گیا - اور قوم قریش جو ان مہمات
مین زیادہ تر شریک و شامل ہوتی تھی متمول اور طاقتور ہوگئی - ہاشم اسوقت کعبہ
کا جو اہل عرب کی ایک بڑی زیارت اور عبادت گاہ تھی محافظ و متولی تھا - اس
معبد کی حفاظت و نگرانی سوائے معتبر اور نہایت معزز خاندان کے اور کسی خاندان
یا قوم کے سپرد نہین کی جاتی تھی بعینہ اوس طریقہ پر جسطرح کسی زمانہ مین معبد یروشلم
کی نگرانی فرقہ لیوائیٹ (یہودیان مین یہہ ایک مذہبی فرقہ ہے) کے سوا کبھی کسی اور
کو نہین دی جاتی تھی - کعبہ کی تولیت کے ساتھہ سول توقیر و مراعات بھی شامل تھین
یعنی جسکے سپرد کعبہ کی محافظت و نگرانی ہوتی تھی مقدس شہر کا انتظام بھی اوسی
کے ہاتھہ مین ہوتا تھا -

ہاشم کی وفات پر اوسکا بیٹا عبد المطلب اوسکا جانشین ہوا - یہہ بھی اپنے باپ
کی طرح محب وطن تھا - اسنے اس مقدس شہر کو ایک حملہ آور فوج سے + جو ملک حبش کے
بادشاہون نے بہت سی سپاہ اور ہاتھیون کے ساتھہ روانہ کی تھی بچایا - اوس
وقت یمن ان عیسائی بادشاہون کے تصرف مین تھا - ان نمایان خدمات سے جو باپ
اور بیٹے سے ظہور مین آئین کعبہ کی تولیت ہمیشہ کے لیے ہاشم کے خاندان مین مقرر
ہوگئی جس سے عبد الشمس کی نسل بہت ناراض و حاسد ہوگئی -

عبد المطلب کے بہت سے بیٹے اور بیٹیان تھین - بیٹون مین سے ابو طالب -

+ اس فوج کا سردار ابرہہ تھا مسلمانون کی روایت ہے کہ اس فوج کو مع ہاتھیون کے ابابیل جانورون
نے ہلاک کیا چونکہ یہہ پہلا حملہ تھا جو ہاتھیون کے ساتھہ مکہ پر ہوا اسلیئے عام الفیل کے نام سے مشہور ہوا سنہ ع سے پہلے

ابولہب۔ عباس۔ حمزہ اور عبداللہ کا تاریخون مین مذکور ہے۔ عبداللہ سب سے
چھوٹا اور عزیز بیٹا تہا۔ اسنے آمنہ کے ساتھہ جو مشہور و معروف خاندان قریش
مین سے ہی تھی مگر ہاشم کے خاندان سے بیاہ نہی شادی کی۔ عبداللہ نہایت
خوبصورت آدمی تہا۔ اور اون اوصاف مین جو عورتون کو فریفتہ کرنے والے
ہین اسقدر مشہور و ممتاز تہا کہ اگر مسلمانون کی روایتون پر اعتماد کیا جاوے
تو اوس رات جسمین آمنہ کے ساتھہ اسکی شادی ہوئی خاندان قریش کی دو سو کنواری
لڑکیان رشک سے مرگئین۔ محمد اس شادی کا جو ایسے غمناک حادثہ کے ساتھہ
وقوع مین آئی پہلا اور اکلوتا پہل تہا۔ انہی روایات کے بموجب جنکا اوپر ذکر
کیا گیا ہے محمد کی ولادت بہی ایسی علامات اور حیرت افزا شگون کے ساتھہ
ہوئی تہی کہ جنسے ظاہر ہوتا تہا کہ یہہ کوئی عجیب و غریب بچہ پیدا ہوا ہے۔ اسکی
مان کو ہرگز درد وغیرہ نہین ہوا۔ جون ہی محمد نے دنیا مین قدم رکہا تمام گرد و
نواح کے ملکون مین ایک آسمانی نور پہیل گیا اور نوزائیدہ بچہ نے اپنی آنکہین آسمان
کی طرف اوٹہا کر کہا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ یعنی اللہ
بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی نہین۔ اور مین اوسکا رسول ہون۔ ہمکو یقین دلایا گیا ہے
کہ محمد کی آمد سے زمین و آسمان مین تہلکہ مچ گیا تہا۔ خلیج ساوا اپنے مخفی منبع مین
مستور ہوگئی اور اپنے سواحل کو بالکل خشک چہوڑ گئی۔ دریاے دجلہ نے طغیانی مین
آکر قرب و جوار کے ملک کو غرقاب کردیا۔ شاہ فارس کے محل اپنی بنیاد و بن
تک ہل گیا اور اوسکے کنگورے سرنگون ہوگئے۔ اس حیرت افزا ات کو حاکم فارس
نے خواب مین دیکہا کہ ایک خونخوار اونٹ کو عرب کے ایک تیز رفتار گہوڑے نے مسخر
و مغلوب کرلیا ہے۔ علی الصباح اسنے یہہ خواب شاہ فارس کے روبرو بیان کیا۔
اہل دربار نے تعبیر یہہ نکالی کہ عرب کی طرف سے ضرور نقصان پہونچے گا۔

اسی پرُحادثہ رات کو زور استر (زردشت) کی مقدس آگ جو آتش پرستوں کی نگرانی مین کچھہ اوپر ہزار سال سے لگاتار روشن اور جلتی تھی دفعتہً بجھہ گئی۔ اور تمام دنیا کے اصنام و بت سرنگون ہوگئے۔ آسمانی فرشتوں نے ابلیس کو مع اوسکی ذریات دیو جن وغیرہ کے جو ستاروں اور منطقۃ البروج مین رہکر نوع انسانی پر بُرا اثر ڈالتے ہین تحت الثرٰے کی طرف گرا دیا۔

انہی روایتوں کا بیان ہے کہ اس نوزادہ بچہ کے لواحق اور رشتہ دار بھی متعجب و حیران تھے۔ محمد کے ماموں نے جو منجم تھا زایچہ نکال کر پیشین گوئی کی کہ یہہ بچہ بڑا طاقتور ہوگا۔ ایک سلطنت کی بنا ڈالے گا۔ اور نوع انسانی مین ایک نیا مذہب قایم کریگا۔

اسکی ولادت کے ساتوین دن عبدالمطلب نے خاندان قریش کے اعیان و اکابر کی ضیافت کی اور اس موقع پر اس بچہ کو اپنی نسل کا ایک ہونہار اور طالع ہونے والا فخر بیان کرکے اوسکا نام محمد (وہ شخص جسکی سب لوگ تعریف کرین) رکھا۔ محمد کی رضاعت کے زمانہ کے بھی ایسے ہی عجیب و غریب حالات مسلمان مورخ بیان کرتے ہین۔ اور نیز اوسکی ابتدائی عمر کے متعلق ایسی ہی غیر معتبر روایات کے سوا ہمین کچھہ معلوم نہین۔

ابھی وہ دو مہینے کا بھی نہین ہوا تھا کہ اوسکا باپ مرگیا جو پانچ راس اونٹ کچھہ بھیڑین اور ایک حبشن لونڈی جسکا نام برکت تھا ترکہ مین چھوڑ گیا۔ ابھی تک محمد کو اوسکی ماں ہی دودھ پلاتی تھی لیکن غم و فکر نے اوسکی چھاتی کے چشموں کو خشک و بے شیر کردیا۔ اور چونکہ شہر مکہ کی آب و ہوا بھی بچوں کی پرورش کے موافق نہ تھی اوسنے قرب و جوار کی بدو قوموں مین سے اپنے بچہ کے لیے ایک دائی تلاش کی۔ بدوؤں کی عورتین سال مین دو دفعہ یعنی موسم بہار و خزان مین مکہ کی طرف

آیا کرتین اور وہان کے باشندون کے بچے پرورش کے واسطے لے جایا کرتی تھین لیکن وہ دولتمندون اور امیرون کے بچون کی تلاش مین پھرا کرتی تھین کیونکہ اون سے خاطر خواہ معاوضہ ملنے کا یقین ہوتا تھا۔ اس وارث افلاس سے ہر ایک نے حقارت کے ساتھ اعراض کیا۔ آخر کار ایک عورت حلیمہ نام کو جو بنی سعد کے ایک گڈریے کی بیوی تھی رحم آیا وہ اس یتیم بچہ کو اپنے گھر جو پہاڑون کے درمیان ایک چراگاہ مین تھا لے گئی۔

حلیمہ نے اپنے اس صغیر سن امانت کے متعلق بہت سے تعجبات اور حیرت افزا واقعات بیان کئے ہین۔ جب وہ مکہ سے واپس گئی تو وہ خچر جسپر محمد سوار تھا گویا ہوا اور اوس نے باآواز بلند کہا کہ میری پیٹھ پر سرور انبیا۔ خاتم المرسلین۔ محبوب رب العالمین سوار ہے۔ جہان سے وہ گزرتا تھا پیڑین اوسکو سجدہ کرتی تھین۔ اور جب وہ اپنے گہوارہ مین لیٹا ہوا چاند کی طرف دیکھتا تھا تو وہ بھی اوسکی تعظیم و تکریم کے لئے جھک جاتا تھا۔

عربی مورخون کا بیان ہے کہ حلیمہ کو اپنی ہمدردی کا خدا کی برکتون سے اجر ملا۔ جبتک بچہ اوسکے گھر مین رہا اوسکی ہر ایک چیز مین برکت ہوگئی۔ پانی کے چشمے اور کنوئین خشک نہین ہوتے تھے۔ چراگاہین ہمیشہ سر سبز رہتی تھین۔ اوسکا غلّہ اور مویشی دہ چند بڑھ گئے۔ اسکے کھیتون اور کیاریون مین حیرت انگیز افزائش تھی۔ اور اوسکے گھر مین ہر ایک قسم کی آسایش و نعمت تھی۔

ملک عرب کے افسانے تو اس عجیب غریب بچہ کی نسبت نہایت ہی مبالغہ ظاہر کرتے ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہی چھوٹی سی عمر مین اوسکے قوائے جسمانی و قلبی اندازہ بشریت سے بہت زاید تھے۔ جب وہ صرف تین مہینے کا تھا خود بخود کھڑا ہو سکتا تھا۔ سات مہینے کی عمر مین گھر سے باہر نکل جایا کرتا تھا۔ اور دس ماہ

کی عمر مین تیر و کمان لیکر بچون کے ساتھہ کہیلا کرتا تہا - آٹھہ مہینے کی عمر مین وہ اسطرح
بول سکتا تہا کہ اوسکی بات سمجھہ مین آسکتی تہی - اس سے ایک مہینہ بعد وہ تیزی اور
صفائی کے ساتھہ گفتگو کر لیتا تہا - اوسکی باتون سے ایسی دانائی ٹپکتی تہی کہ جو کوئی
سنتا تہا ششدر رہ جاتا تہا - تین برس کی عمر مین وہ اپنے دودہ شریکی بہائی
مسروح کے ساتھہ کہیت مین کہیل رہا تہا دو فرشتے نورانی پوشاک مین انکے سامنے
نمودار ہوئے - انہون نے آہستگی سے محمد کو زمین پر لٹا دیا - جبرائیل نے جو دو فرشتون
مین سے ایک تہا محمد کا سینہ چاک کیا - لیکن اس سے اوسکو کسی قسم کی تکلیف ہرگز
نہین ہوئی - پہر جبرائیل نے اوسکا دل باہر نکالا اور ہر ایک قسم کی کدورت سے
اوسکو پاک کیا - اور گناہون کے سیاہ و تلخ قطرے جو ہمین اپنے باپ آدم سے
ورثہ کے طور پر ملے ہین اور جو اوسکے ہر ایک فرزند کے دل مین مخفی رہتے ہین اور
اونکو گناہ کی طرف رغبت کرتے ہین نکال ڈالے - جب جبرائیل نے محمد کے دل کو
تمام آلائشون سے پاک و صاف کر دیا تو پہر اوسکو ایمان علم اور نور نبوت سے بہر کر
سینہ مین رکھہ دیا - ہمین یقین دلایا گیا ہے کہ اسوقت سے محمد کے چہرہ سے وہ نہان
نور نمودار ہونے لگا جو پیغمبرون کے پاک سلسلہ مین آدم سے لیکر اسحق اور اسمعیل
تک چلا آتا تہا اور اسمعیل کی اولاد مین گم ہو گیا تہا - اب تازہ نور کے ساتھہ محمد
کا چہرہ چمکا - کہتے ہین کہ اس آسمانی ملاقات کے موقع پر بچہ کے دونون شانون
کے درمیان مہر نبوت ثبت کی گئی تہی جو اوسکی رسالت کی ہمیشہ کے لیے سند تہی
لیکن غیر معتقد لوگون کو سوائے ایک بڑے مسے کے جو کبوتر کے انڈے کے برابر
تہا اور کچھہ نظر نہین آتا تہا -

جب اس حیرت انگیز نظارہ کا حال حلیمہ اور اوسکے خاوند کو سنایا گیا تو وہ دونون
نہایت خوف زدہ ہو گئے کہ شاید بچہ پر کوئی تباہی آنے والی ہے - یا یہہ خوف ہوا

کہیہ آسمانی ملاقات کرنے والے شاید جن یا شیاطین کی قسم سے تہے جو صحرا کے سنسان مقاموں مین آمد و رفت کرتے ہین اور نوع انسان کو ضرر پہنچاتے ہین۔ اسلئے حلیمہ اوسے مکہ کی طرف واپس لے گئی اور اوسکی مان آمنہ کے حوالہ کیا۔ محمد چھٹے سال تک اپنی مان کے پاس رہا۔ پہر اوسکی مان اوسے مدینہ کی طرف لے گئی جہان اوسکے رشتہ دار قبیلہ آدج کے رہتے تھے۔ جب وہ واپس آئی تو رستہ مین مرگئی اور مقام ابوا مین جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک گانون ہے دفن کی گئی۔ محمد اپنی آخری عمر تک اپنی امان کی قبر پر نہایت محبت سے جایا کرتا اور کمال رقت کے ساتھہ اوسے یاد کیا کرتا۔

اب بیچارے یتیم بچہ کے لئے نمک حلال حبشن لونڈی برکت نے مادر مہربان کا کام دیا اور اوسے اوسکے دادا عبد المطلب کے پاس لے گئی۔ محمد اپنے دادا کے پاس دو سال تک رہا اوسکے ساتھہ نہایت مشفقانہ سلوک ہوتا رہا۔ عبد المطلب اسوقت بہت سن رسیدہ اور معمر تہا اور عمر طبعی کا مرحلہ طے کرچکا تہا۔ جب اسنے اپنی موت کا وقت قریب سمجہا تو اپنے بڑے بیٹے ابو طالب کو بلا کر اوسکو محمد کا کفیل و نگران مقرر کیا۔ رحمدل ابو طالب نے اپنے بہتیجے کو چھاتی سے لگالیا اور عمر بہر اوسکے ساتھہ پدرانہ سلوک کرتا رہا۔ چونکہ ابو طالب اپنے باپ کی وفات پر کعبہ کی تولیت وحفاظت پر ممتاز ہوچکا تہا محمد کئی سال تک ایسے خاندان مین رہا جو ایک قسم کے بوجاری تھے اور کعبہ کی پرستش کی راہ و رسم کو بڑے ادب سے قایم رکہتے تہے۔

اس موقع پر ہم مناسب خیال کرتے ہین کہ کعبہ کی اصلیت۔ ابتدا اور اون رسوم توہمات اور روایات کا جو اسکے ساتھہ متعلق ہین بالتصریح ذکر کرین کیونکہ یہہ مذہب اسلام اور اوسکے بانی کے حالات سے بہت چسپان ہین۔

--•--

# روایات دربارہ کعبۂ مکہ

ملک عرب کی روایات کا بیان ہے کہ جب آدم و حوّا بہشت سے نیچے گرائے گئے تو یہہ دنیا کے مختلف حصوں مین گرے - آدم جزیرہ سرندیپ کے ایک پہاڑ پر گرا اور حوا بحیرہ قلزم کی حدود پر عربستان مین جسجگہ اب بندرگاہ جدہ واقع ہے - دو سو برس تک دونون الگ الگ دنیا مین پھر کیئے - آخر کار بہت سی ندامت و زحمت کے بعد انکو کوہ عرفات پر جو شہر مکہ کے قریب ہے باہم ملاقات کرنے کی اجازت دی گئی - مذکور ہے کہ آدم نے فرط اندوہ و توبہ و استغفار کے استغراق مین اپنے ہاتھ اور آنکھیں آسمان کی طرف اوٹھائین اور خدا سے رحم کا خواستگار ہو کر التجا کی کہ اوسکو ایسا ہی ایک معبد دنیا مین عطا ہو جیسا کہ جنت مین اوسکو عبادت کے لیئے ملا ہوا تھا اور جسکے گرد فرشتے قطار در قطار طواف کیا کرتے تھے -

آدم کی التجا قبول ہوئی چمکیلے بادلون کا ایک قبہ فرشتون نے اپنے ہاتھ سے نیچے اوتارا اور آسمانی معبد کے عین نیچے زمین پر رکھا - آدم جب عبادت مین مشغول ہوتا اسی معبد کی طرف جو آسمان سے اوترا تھا مُنہ کرتا - اور عبادت کرنے والے فرشتون کی طرح ہر روز سات دفعہ اوسکے گرد طواف کرتا -

انہی روایات کا بیان ہے کہ آدم کی وفات پر یہہ معبد گم ہو گیا یا آسمان کی طرف اوٹھا یا گیا - اور اسی مقام اور وضع پر ایک اور معبد آدم کے بیٹے شیث نے مٹی اور پتھر سے بنایا جو نوح کے طوفان مین غرقاب ہو گیا - بہت سے عرصہ کے بعد پیغمبرون کے عہد کے درمیان جبکہ ہاجرہ اپنے بیٹے اسمعیل سمیت صحرا مین پیاس سے جان بلب ہوئی ایک فرشتہ نے اوسی قدیمی معبد کے مقام کے نزدیک پانی کا ایک چشمہ ظاہر کیا جسکا نام چاہ زمزم ہے - اس چشمہ کو اسمعیل کی نسل

تاحال مقدس و متبرک جانتی ہے - اسی اثنا مین قوہی ہیکل توم ایل کا میٹ
کے دو آدمی ایک اونٹ کی تلاش مین جو کھو گیا تہا اس چشمہ پر آنکلے اور اپنی
عطش فرو کی - اور اپنے ہمراہیون کو بہی اسی مقام پر لے آئے - یہان ان
لوگون نے شہر مکہ کی بنا ڈالی اور اسمٰعیل اور اوسکی مان کو اپنی حفاظت مین لے لیا
مگر ملک کے اصلی باشندون نے اونکو بہت جلد یہان سے نکال دیا اور اسمٰعیل یہین رہا
جب اسمٰعیل جوان ہوا تو اوسنے حکمران بادشاہ کی لڑکی سے شادی کی - اس بیوی
سے اسکے بہت سے لڑکے ہوئے جو عرب کے باشندون کے اجداد تہے -

کچہہ عرصہ کے بعد اسمٰعیل نے خدا کے حکم سے اوسی مقام پر جہان بادلون کا معبد
آسمان سے اُترکر ٹھیرا تہا کعبہ کی عمارت بنانے کا انتظام کیا - اس متبرک کام
مین اوسکے باپ ابراہیم نے اوسکی مدد کی - ایک پتہر نے ابراہیم کو گویا پاڑ کا
کام دیا - اس پتہر کا یہہ معجزہ تہا کہ وہ معمار کی ضرورت کے موافق آپ سے آپ اونچا
یا نیچا ہو جاتا تہا - یہہ پتہر تاحال بطور ایک بے بہا نشان کے وہان پڑا ہے اور اوسپر
ابراہیم کے پاؤن کا نقش معتقدان اسلام کو صاف نظر آتا ہے - جب ابراہیم اور
اسمٰعیل اس کام مین مشغول تہے تب جبرائیل ایک پتہر اونکے پاس لایا - اس پتہر
کے متعلق روایات مین کچہہ خفیف سا اختلاف ہے - بعض کا بیان ہے کہ جنت کے
بے بہا پتہرون مین سے ایک ہے اور آدم کے ساتہہ بہشت سے نیچے گرا تہا اور پہر
طوفان نوح کی دلدل مین گم ہو گیا تہا حتے کہ جبرائیل فرشتہ نے اوسے پہر نکالا -
لیکن زیادہ تر معتبر روایت یہہ ہے کہ یہہ پتہر اصل مین ایک فرشتہ تہا جو جنت
مین آدم کی حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا تہا اسنے اپنے کام مین غفلت کی - اس
جرم کی سزا مین وہ پتہر بنا یا گیا اور آدم کے ہبوط کے وقت جنت سے بدر کیا گیا
اس پتہر کو ابراہیم و اسمٰعیل نے بڑی تعظیم و تکریم کے ساتہہ کعبہ کی بیرونی دیوار میں

گوشہ مین جڑا تھا جہان وہ آجتک قایم ہے اور حاجی لوگ جب کعبہ کا طواف کرتے ہین تو ہر ایک طوف پر اوسکو نہایت ارادت سے چومتے ہین۔

کہتے ہین کہ پہلے پہل جب یہہ پتھر دیوار مین لگایا گیا تھا تو نہایت سفید اور چمکدار تھا لیکن گنہگار اور عاصی بندون کے استلام سے رفتہ رفتہ سیاہ ہوگیا۔ قیامت کے دن یہہ پتھر اپنی گروبی (ملکوتی) شکل حاصل کرکے خدا کے حضور مین کھڑا ہوگا اور اون لوگون کے حق مین جنھون نے صدق دل سے حج کیا ہے شہادت دیگا۔

ان روایات کے رو سے کعبہ اور چاہ زمزم ممالک مشرقی کے باشندون مین عموماً اور اسمٰعیل کی نسل مین خصوصاً معظم و محترم رہا ہے۔ مکہ جسکی چاردیواری کے اندر یہہ مقدس مقامات ہین ظہور اسلام سے کئی صدیان پیشتر ایک مقدس شہر تسلیم کیا گیا تھا اور عرب کے تمام اقطاع کے لوگ یہان زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔ اس رسم کے متعلق یہان تک مذہبی خیال عالمگیر اور عمیق تھا کہ ہر سال اس زیارت کی رسوم ادا کرنے کے لئے چار مہینے خاص کر رکھے تھے جو ہر ایک قسم کی جنگ و جدل اور تشدد و تغلب کے لئے حرام اور محترم ٹھیرائے گئے تھے۔ ان ایام مین دشمن لوگ اسلحہ چھوڑ دیتے تھے اور اپنے نیزون کے پھل اوتار دیا کرتے تھے اور اون صحراؤن مین سے جو ان ایام سے پیشتر پر خوف و خطر ہوا کرتے تھے امن و سلامتی کے ساتھہ گزر جاتے تھے اور حاجیون کے لباس مین انبوہ در انبوہ مکہ کے دروازہ پر جمع ہو جایا کرتے تھے اور فرشتون کی قطارون کی تقلید مین کعبہ کے گرد سات دفعہ طواف کرتے تھے اور بعد از فہم پتھر (حجر الاسود) کو چھوتے اور چومتے تھے۔ اور اپنے جد امجد اسمٰعیل کی یادگار مین چاہ زمزم کا پانی پیتے اور اوسمین وضو کرتے تھے اور تمام مناسک حج ادا کرکے پوری سلامتی کے ساتھہ اپنے گھرون کو لوٹ جایا کرتے تھے اور جاکر پھر اسلحہ پہنکر جنگ و جدال شروع کر دیتے تھے۔

ایام جاہلیت (وہ زمانہ جو بعثت سے پہلے تھا) مین عرب والون کی مذہبی رسومات
مین روزہ و نماز سب سے بڑھکر تھے - سال مین انکے تین بڑے بڑے ایام الصیام تھے
ایک سات دن کا - ایک نو دن کا اور ایک تیس دن کا تہا - وہ ہر روز تین وقت صبح
دوپہر اور شام کو نماز پڑھتے تھے اور نماز کے وقت مُنہ کعبہ کی جانب کرتے تھے جسکو وہ
قبلہ یعنی مرکز العبادة خیال کرتے تھے - انکی بہت سی مذہبی روایتین اور افسانے تھے -
جنمین سے بعض یہودیون سے لئے گئے تھے - انکے مذہبی خیالات کی تقویت کے لئے نظم
کی ایک کتاب تھی - اور ایک کتاب تھی جسمین اخلاقی مسایل و حکایات تہین - کہتے ہین
کہ یہہ شیث کی لکھی ہوئی ہی -
چونکہ محمد نے کعبہ کے متولی کے گھر مین تربیت پائی تھی اسلئے اون رسوم و عبادات
نے جو اس مقدس عمارت کے متعلق تہین ابتدا ہی سے اوسکے دل مین میلان
پیدا کر دیا تہا اور اوسکو اون مذہبی خیالات کی جانب رغبت دلائی تھی جو مین بعد اوسکے
دل پر محیط و متصرف ہوگئے - گو مسلمان مورخ ہمین خوشی سے اس امر کی طرف متوجہ
کرتے ہین کہ اوسکی بختیاری اور علو مراتب و برتری بچپن ہی سے عجیب و غریب علامات
کے ساتھہ بخوبی ظاہر و ہویدا ہی - تاہم یہہ بات ظاہر ہے کہ اوسکی تعلیم مین وہی غفلت
اور کوتاہی روا رکھی گئی تھی جو عام اولاد عرب کی نسبت کی جاتی ہے - کیونکہ یہہ ہمین
معلوم ہے کہ اوسے لکھنا پڑھنا نہین سکھایا گیا تہا - مگر وہ ایک روشن دماغ - عالی خیال
سریع الفہم بچہ تہا - جو بات ایک دفعہ سن لیتا تہا اوسپر خوب خوض و فکر کرتا تہا - اوسمین
تقریر کرنے کی قوت نہایت وسیع اور زبردست تھی اور وہ ہر ایک معاملہ پر بے دھڑک
اور سر بسر گفتگو کر سکتا تہا - شہر مکہ مین ملک کے دور و دراز اقطاع کے حاجی - اہل معاملہ
اور ہر قسم کے لوگ آیا کرتے تھے انکی آمد و رفت سے یہہ شہر علوم و فنون مروجہ کا
معدن بنا ہوا تہا - محمد ان علوم و فنون کے خیالات کو نہایت اشتیاق سے

سننکر اپنے دل مین جگہ دیتا اور اوسکا زبردست حافظہ بڑے رشد وعدے سے اونکو محفوظ رکہتا - اور جون جون وہ عمر مین بڑہتا گیا فہم و فراست کا میدان بہی اوسکے آگے زیادہ تر وسیع ہوتا گیا -

## محمد کا پہلی دفعہ کاروان کے ساتہہ ملک سریان کی طرف جانا ٭

محمد کی عمر اب بارہ سال کی ہو چکی تہی لیکن جیساکہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین اوسکی ذہانت اوسکی عمر کی نسبت بہت ہی بڑہی ہوئی تہی - تفتیش اور تحقیق کا سوق جو عربستان کے مختلف اقطاع کے لوگون کے میل جول سے بہت ترقی پر تہا اب اوسکے دل مین جوش زن ہوا - اوسکا چچا ابو طالب بہی علاوہ اوس مقدس کام کے جو کعبہ کی حفاظت و تولیت کے متعلق اوسے کرنا پڑتا تہا خاندان قریش مین ایک اولوالعزم تاجر تہا اور اون کاروانون کے ساتہہ جو ملک سریان و یمن کے ساتہہ تجارت کیا کرتے تہے اور اوسکے اپنے جد امجد ہاشم کے مقرر کئے ہوئے تہے بہت لین دین رکہتا تہا - ان کاروانون کی آمد و رفت جس سے شہر مکہ کے دروازون پر ازدحام ہو جایا کرتا تہا اور گلی کوچون مین ایک مسرت بخش نظارہ دکہائی دیتا تہا محمد جیسے جوان لڑکے کے لئے نہایت جوش پیدا کرنے والے معاملات تہے - اور انہی معاملات نے اوسکے خیالات کو بیرونی ممالک کی سیر و سیاحت کی طرف کہینچا - اور وہ اس پرجوش خواہش کو روک نہ سکا - بلکہ دفعۃً جب اوسکا چچا کاروان کے ساتہہ ملک سریان کی طرف جانے کے لئے اونٹ پر سوار ہونے لگا تو یہہ اوسکو چمٹ گیا اور منت و الحاح سے اوسکے ہمراہ جانیکی اجازت کی درخواست کی اور یہہ بہی کہا کہ چچا! جب تو دور چلا جائیگا میری خبرگیری کون کریگا - یہہ منت و سماجت جو رحمدل ابو طالب کے سامنے کی گئی تہی

رائیگان نہ گئی۔ اسنے یہہ بہی خیال کیا کہ یہہ لڑکا اب اس عمر کو پہونچ گیا ہے جبکہ ملک
عرب کے دستور کے موافق اوسکو زندگی کے جہگڑون بکہیڑون مین عملی طور پر داخل ہونا
چاہئے۔ اور اسکو یہہ لیاقت حاصل ہوگئی ہے کہ کاروان کے فرائض کو ادا کرسکے اسلئے
اوسنے اسکی درخواست منظور کی۔ اور ملک سریان کی طرف اوسکو اپنے ہمراہ لے گیا۔

کاروان کا رستہ اون شہرون مین سے گزرتا تہا جنکے متعلق بیشمار روائتین اور
افسانے ہین۔ شام کے وقت جب کاروان مقام کرتا ہے تو عرب لوگ یہہ قصہ کہانیان
بیان کرکے حظ اوٹہاتے اور مسرت حاصل کرتے ہین۔ صحرا کے وہ وسیع اور سنسان
مقامات جنمین یہہ سیاح قوم اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ بسر کرتی ہے بہت سے اوہام
وتوہمات پیدا کردیتے ہین۔ عرب والونکے خیال مین ان سنسان مقامات مین اچہے
اور برُے جن آباد ہین جنکے متعلق یہہ لوگ کئی طرح کی جادو وسحر کی کہانیان بیان
کرتے ہین جو گزشتہ زمانہ کے عجیب وغریب اقعات کے ساتہہ مخلوط ہوتی ہین۔

کاروان کی ان کہانیون سے محمد کا نوجوان دل صحرا کے ان توہمات و اوہام سے بیشک
متاثر اور رنگ پزیر ہوگیا تہا جو سن بعد اوسکے حافظہ مین مستقل طور جم گئے تھے اور
اوسکے خیالات و قیاسات پر نہائیت اثر کرتے رہے تہے۔ ہم دو روائیتون کا بالتخصیص
ذکر کرتے ہین جو اوسے بیشک اس موقع پر سنی ہونگی اور جنکو اوسنے بعد ازان قرآن
مین مندرج کیا۔ ایک تو حجاز کے پہاڑی علاقہ کے متعلق ہے۔ جب یہان کاروان
سنسان اور اُجاڑ وادیون مین سے گزرتا تہا پہاڑون کے اطراف مین غار دیکہے
گئے جنمین بنی ثمود کسی زمانہ مین رہتے تھے اور اب عرب کے مفقود اقوام مین شمار کئے
گئے تھے۔ انکے متعلق مفصلہ ذیل روایت بیان کی گئی تہی۔

بنی ثمود ایک بڑی قوی اور مغرور قوم تہی جو ابراہیم کے زمانہ سے پہلے تہی
چونکہ یہہ قوم بت پرستی مین مستغرق ہوگئی تہی خدا نے انکی ہدایت کے لئے ایا۔

پیغمبر کو جسکا نام صالح تھا انکے پاس بھیجا - ان لوگون نے اسکی ہدایت ونصیحت کے
سننے سے انکار کیا اور کہا کہ جبتک کہ تو اپنی آسمانی رسالت کی صداقت کو معجزے
ثابت نہ کرے ہم تیری بات قبول نہین کرینگے - اور معجزہ یہہ طلب کیا کہ ایک حاملہ
اونٹنی پہاڑون کے اندر سے نکلے - صالح نے خدا سے درخواست کی - اوسیوقت
ایک چٹان شق ہوگیا اور اوسمین سے ایک اونٹنی نکلی اور اسنے آتے ہی بچہ دیا -
بنی ثمود مین سے بعض کو تو اس معجزہ پر یقین ہوگیا اور وہ صالح کی رسالت پر ایمان لاکر
بت پرستی سے تائب ہوئے - مگر اکثر لوگ اپنے اصلی مذہب پر قایم رہے - صالح اس
اونٹنی کو بطور ایک نشان کے اونکے درمیان چھوڑ گیا اور اون کو مطلع کر گیا کہ اگر
تم اس اونٹنی کو ذرہ بہی تکلیف یا ایذا دوگے تو خدا کا قہر تمپر نازل ہوگا - کچھ عرصہ تک
تو یہہ اونٹنی اونکے کہیتون مین بآرام تمام چرتی رہی - صبح کو چلی جاتی اور شام کو آجاتی
ہان یہہ درست ہے کہ جب وہ پانی پینے کے لئے کسی کنوئین یا چشمہ پر گردن جہکاتی تہی
تو ایک قطرہ بہی پانی کا باقی نہین چھوڑتی تہی - مگر اسکے عوض مین اسقدر دودھ
دیتی تھی جو ساری قوم کے لئے کافی ووافی ہوتا تھا - چونکہ وہ اونٹنی دوسرے اونٹون
کو ڈراکر چراگاہ سے بھگا دیتی تہی - بنی ثمود کے لئے یہہ ایک سخت تکلیف کا باعث
معلوم ہوئی - اونہون نے اوسکے کونچون کو جکڑکر اوسکو ذبح کر ڈالا - اسپر آسمان سے
ایک ہولناک شور کی آواز آئی اور بڑے زور سے بادل گرجے - صبح کو تمام گنہگار
اپنے منہ کے بل گرے ہوئے مردہ پائے گئے - اسطرح سے یہہ قوم سطح زمین سے
نیست ونابود ہوگئی اور انکا ملک ہمیشہ کے لئے قہر الٰہی مین پڑا -

اس کہانی نے محمد کے دل پر نہائیت زبردست اثر کیا - حتی کہ بعدہ اوسنے اپنے
لوگون کو یہان کبھی نہ اترنے دیا - بلکہ یہان سے بہت جلدی آگے لیجایا کرتا تھا
کہ یہہ ملک قہر الٰہی مین پڑا ہوا ہے -

دوسری کہانی جو محمد نے اس سفر مین سنی تھی وہ شہر ایلا کے متعلق ہے جو بحیرہ قلزم پر واقع ہے۔ اسکو بتلایا گیا تھا کہ اس شہر مین یہودی لوگ رہا کرتے تھے جو بت پرستی مین پڑ گئے تھے اور یوم السبت کا بھی کچھ لحاظ نہین کرتے تھے بلکہ اس مقدس دن مین مچھلی وغیرہ کا شکار کرتے تھے۔ اس جرم مین انکی صورتین مسخ ہوگئین۔ بوڑھے اور سن آدمی تو خنازیر بنائے گئے اور جوانون کو بندرون کی صورت دی گئی۔

ہمنے ان دو روایتون کو بالتخصیص اسلئے بیان کیا ہے کہ محمد نے ان دونون کو بت پرستی کے جرم کی آسمانی سزا اور قہر الٰہی کے نزول کی تمثیل دی ہے۔ یہہ روایتین اوس میلان کا بخوبی ثبوت دے رہی ہین جو اوسکے جوان اور صاف دل مین اس اہم امر کی نسبت پیدا ہوا تھا۔

مسلمان مورخ اس سفر کے متعلق حسب معمول کئی عجیب و غریب حالات بیان کرتے ہین جو اس جوان لڑکے کو پیش آئے۔ اور جو خدا کی متواتر حفاظت و حمایت کی شہادت دیتے ہین۔ ایک موقع پر جبکہ وہ صحرا کی جلتی ہوئی ریگ سے گزر رہا تھا ایک فرشتہ نے جسے کوئی نہین دیکھتا تھا اپنے پرون سے محمد پر سایہ رکھا۔ مگر اس معجزہ کا کوئی چشمدید گواہ نہین ہے۔ ایک اور موقع پر دوپہر کی گرمی مین اوسکے سر پر ایک بادل کا سایہ تھا۔ ایک اور موقع پر جبکہ وہ سایہ کی تلاش مین ایک خشک درخت کے نیچے گیا فی الفور اوسکے پتے اور شگوفے نکل آئے۔

موابیت اور اشوبت کی قدیمی حدود سے گزر کر جنکا ذکر انجیل مقدس مین ہی آیا ہے کاروان شہر بصرہ مین جو ملک سوران کی حدود پر قوم مناصح کے علاقہ مین جاردن کے پار واقع ہے پہونچا۔ انجیل مقدس کے زمانہ مین یہہ شہر یہودیون کے ایک مذہبی گروہ کا مسکن تھا لیکن اسوقت جبکہ یہہ کاروان وہان پہونچا نیسٹوریہ کے عیسائی

یہان آباد تھے۔ بصرہ ایک بڑا بھاری تجارت گاہ تہا۔ ہرسال یہان کاروان آیا کرتے تھے۔ یہان ہمارے کاروان نے مقام کیا اور نسطوریہ کے راہبون کے صومعہ کے نزدیک خیمہ زن ہوا۔

ان عیسائیون نے ابو طالب اور اوسکے بھتیجے کی نہایت فراخ حوصلگی سے مہمانداری کی۔ انمین سے ایک جسکو سرجیس اور بعض بحیرہ* کہتے ہین محمد کی ذہانت و جودت طبع دیکھکر متعجب و حیران رہ گیا۔ اور اوسکے پرجوش اشتیاق سے جو مذہبی معاملات مین آگاہی حاصل کرنے کے لیئے تہا نہایت خوش ہوا۔ ان معاملات پر وہ اکثر باہم گفتگو کرتے رہے معلوم ہوتا ہے کہ ان تقریرون کے درمیان راہب نے اوس بت پرستی کے برخلاف ضرور بہت جد و جہد کی ہوگی جسمین محمد نے تربیت پائی تہی کیونکہ نسطوریہ فرقہ کے عیسائی نہ صرف بت پرستی ہی کے سخت دشمن تھے بلکہ اونپر اتفاقیہ نظر پڑ جانے کو بہی بہت برا جانتے تھے اور اس امر مین اونہین یہانتک اصرار تہا کہ صلیب جو عیسوی مذہب کی ایک عام اور عالمگیر علامت ہے اوسکو بہی ممنوعات مین شمار کرتے تھے۔ بہت لوگون کا خیال ہے کہ محمد کو جو واقفیت عیسوی مذہب کے اصول و روایات کے متعلق تہی اور جسکی اشاعت وہ بعد کرتا رہا اسی راہب کی گفتگو کا نتیجہ تہا۔ غالباً اسکے بعد بہی جب کبھی محمد ملک سریا مین جاتا رہا ہے اس راہب سے گفتگو کرتا رہا ہے۔

مسلمان مورخون کا بیان ہے کہ اس راہب کو جو اس اجنبی لڑکے کے ساتھ اعتقاد لگاؤ اور انس ہوگیا تہا اسکی وجہ یہہ تہی کہ اوسنے اتفاق سے محمد کے دونون شانون کے درمیان مہر نبوت کو دیکھ لیا تہا۔ انکا بیان ہے کہ جب ابو طالب مکہ کی طرف واپس آنے لگا تو راہب نے اوسے آگاہ کیا کہ خبردار رہو۔ مبادا تمہارا بھتیجا یہودیون

* بعض کا قول ہے کہ یہہ دونون نام اون راہبون کے ہین جو محمد کے ساتھ گفتگو کرتے رہے تھے ۱۲

کے ہاتھہ مین پڑجاوے اس راہب نے اپنے علم سے معلوم کرلیا تہا کہ یہہ قوم اس جوان لڑکے کو بہت تکلیف دیگی۔

ایک راہب نے جو اور لوگون کو اپنے مذہب مین شامل کرنے کا نہایت ہی خواہشمند تہا ایک طباع و جویاے راز جوان کے ساتھہ تعلق اور لگاو پیدا کرلیا تہا اوسکے لئے کسی معجزہ یا مشاہدہ کی ضرورت نہ تھی۔ ایسا جوان جو کعبہ کے متولی کا بھتیجا اور اغلب تہا کہ وہ اپنے نازک اور بے لوث دل مین مذہب عیسوی کے اصول کو جگہ دیکر مکہ تک اپنے ساتھہ لیجا اس راہب کے لئے یہہ بہی ضروری تہا کہ وہ بڑی ہوشیاری سے اس بات کی احتیاط کرتا کہ جس ذہین نوجوان لڑکے کو وہ اپنے مریدون مین داخل کرنا چاہتا تہا اور جسکا مذہبی دل ہنوز کسی مذہب کے اصول پر برقرار نہین ہوا تہا وہ یہودیون کے پہندے مین نہ پہنس جاوے۔

محمد جب مکہ کو واپس آیا تو اوسکا خیال اون وحشی اور عجیب و غریب فسانون سے مملو تہا جو اوسنے صحرا مین سنے تھے اور اون مذہبی عقاید نے جو نسطوریہ کے صومعہ مین اوسنے سنے تھے اوسکے دل پر نہایت ہی اثر کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ محمد اسکے بعد ہمیشہ کے لئے ملک سریان کو نہایت ادب و تعظیم سے یاد کرتا رہا ہے۔ غالبا اسکی وجہ یہہ تہی کہ محمد کے دل پر مذہبی اصول اسی ملک مین نقش مجر ہوئے تہے۔

یہہ وہ سرزمین ہے جہان پیغمبر ابراہیم ملک چلدیہ سے گیا تہا اور اپنے ساتھہ حقیقی خدا کی عبادت و پرستش لے گیا تہا لہ۔ اسکے بعد محمد یہہ کہا کرتا "بیشک خدا نے اپنے کلام کے محافظون کو ہمیشہ ملک سریان مین قایم رکھا ہے۔ ان محافظون کی تعداد

لہ پیغمبر ابراہیم کے بت پرستی سے نکل کر سچے دین مین آنے کا حال قرآن کے چھٹے سیپارہ مین لکھا ہے کہ وہ پہلے کسطرح ستارہ چاند اور آفتاب کو خدا سمجھتا تہا اور انکے غروب ہوجانے پر کس طرح اوسکا یقین متزلزل ہوا اور کس طرح اوسنے حقیقی صانع کو اپنا معبود قرار دیا۔

بہم ہے - جب ایک مرجاتا ہے تو دوسرا اوسکی جگہ بہیجا جاتا ہے اور اونکی برکت سے
یہہ ملک مبارک ہے" - پہر یہہ کہا ہے "خدا ملک سریان کے باشندون کو خوش
و خورم رکہے - کیونکہ خدا کے بہت سے فرشتے اونکو اپنے پرون کے سایہ مین رکہتے ہین"
(دیکہو کتاب مشکوۃ المصابیح جلد ۲ صفحہ ۸۱۴)

## محمد کے تجارتی کام اور خدیجہ کے ساتہہ اوسکی شادی

محمد اب زندگی کے جہگڑون اور کاروبار مین پورا پورا داخل ہوگیا تہا اور اپنے
چچاؤن کے بہت سے سفرون مین آیا جایا کرتا تہا ایک دفعہ اپنی عمر کے سولہوین
سال مین اپنے چچا زبیر کے ہمراہ کاروان کے ساتہہ یمن کو گیا - ایک اور موقع
پر اسی چچا کے ساتہہ جبکہ اوسنے قبیلہ کنانیت کی اعانت مین فرقہ ہوازن پر
قبایل قریش کو لیکر یورش کی تہی محمد زرہ بردار ہوکر گیا - مذکور ہے کہ یہہ پہلی دفعہ تہی
کہ محمد نے جنگ مین شامل ہونے کی کوشش کی - گو اس جنگ مین اسنے سوا ے
اسکے کوئی کام نہین کیا کہ اپنے چچا کے لئے عین میدان کارزار مین تیر وغیرہ بہم پہونچا
اور دشمنون کے تیرون سے اوسکو بچایا - عرب والون کے درمیان یہہ معرکہ
قتال الفجر یعنی ناپاک جنگ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ حج کے حرام مہینو مین کیا
گیا تہا -

جون جون محمد عمر مین بڑہتا گیا عرب کے مختلف لوگ اوسکو اپنا گماشتہ مقرر
کرکے کاروانون کے ساتہہ یمن سریان و دیگر ممالک مین روانہ کرتے رہے - ان اتفاقی
امور سے اوسکی تحقیق و تفتیش کا میدان وسیع ہوتا گیا اور نوع انسانی کے خصایل
و معاملات مین اوسکے معلومات ترقی کرنے گئے - محمد میلون مین بہی شامل ہوا
کرتا تہا - عربستان مین یہہ میلے صرف ترقی تجارت و بیوپار ہی کے لئے نہین ہوا کرتے

تھے - بلکہ ان میلون مین اکثر شاعرے ہی ہوا کرتے تھے جس سے نظم کو ترقی دینا
مقصود ہتا - ان معرکون مین جو لوگ کامیاب ہوتے تھے اونکا کلام شاہزادون اور
امرا کے کتب خانون مین رکہا جاتا تہا - اُنحد کے میلہ مین خصوصا یہہ کارروائی ضرور
ہوا کرتی تہی - یہان کے میلے مین سات قصیدون کے واسطے جنہین سبعہ معلقہ
کہتے ہین سات شاعرون کو انعام ملا اور اعزاز کے طور پر یہہ ساتون قصیدے کعبہ مین
لٹکائے گئے - ان میلون مین عرب کے مشہور و معروف قصہ خوان روایتین اور افسانے
بہی بیان کیا کرتے تھے - اور مختلف مذاہب کے اصول و فروع پر بہی مباحثے ہوا کرتے تھے
جو عرب مین اوسوقت رائج تھے - اس قسم کے تقریری مسایل سے محمد نے مختلف مذاہب
و ملل کے متعلق وہ وسیع اور متنوع آگاہی حاصل کی جو بعد ازان دین اسلام
مین اوسکے بہت کام آئی -

انہی دنون مکہ کے درمیان خاندان قریش کی ایک بیوہ عورت خدیجہ نام
رہتی تہی یہہ دو دفعہ شادی کر چکی تہی - اسکے پچھلے خاوند کو جو ایک متمول سوداگر
تہا مرے ہوئے کچھہ بہت عرصہ نہین گزرا تہا - اوسکے وسیع کاروبار تجارت کے لئے
ایک کارکن کی ضرورت پڑی - تب وہ کا ایک بھتیجا جسکا نام خزیمہ تہا - وہ تجارتی کامون
اور سفرون مین محمد کا دوست بن گیا تہا اور محمد کی لیاقت و دیانت کو جو ہر ایک
موقع پر اوس سے ظہور مین آئی بخوبی جانتا تہا اوسنے اپنی پھوپہی سے محمد کو گماشتہ
اور کارکن بنانے کی تحریک کی - معلوم ہوتا ہے کہ محمد کی ظاہری شکل و شباہت نے بہی
اس سفارش کی بہت امداد کی ہوگی کیونکہ اسوقت اسکی عمر پچیس سال کی ہو چکی تہی
عربی مورخون کے بیان کے بموجب وہ نہایت وجیہ اور حسین تہا - خدیجہ اوسکی
ملازمت کی یہانتک خواہشمند ہوئی کہ اوسنے اوسکو معمول سے دوگنا معاوضہ دینے
کا اقرار کیا تاکہ وہ اس کاروان کو جسکو وہ ملک سریان کی طرف روانہ کرنا چاہتی تہی

لیجاوے - محمد نے اس معاملہ مین اپنے چچا ابوطالب سے مشورہ کیا اور اوسکی صلاح سے یہہ کام منظور کرلیا -

اس سفر مین خدیجہ کا بھتیجا اور اوسکا غلام میسرہ محمد کے ہمراہ تھے - خدیجہ محمد کی کارروائی سے جو اوسنے اپنے فرائض کے انجام دینے مین کی یہانتک خوش اور مطمئن ہوئی کہ اوسنے مقررہ معاوضہ سے اوسکو دوچند دیا - پھر اوسنے محمد کو عرب کے جنوبی ممالک مین تجارت کے واسطے بھیجا - ہر ایک موقع پر محمد نے اپنے تئین دیانتدار اور قابل اطمینان ثابت کیا - خدیجہ کی عمر اسوقت چالیس سال کی تھی اور یہہ نہایت دانا اور تجربہ کار تھی محمد کے اخلاق حمیدہ روز بروز اوسکے دل مین بیٹھتے گئے - اور اس خوبصورت اور تروتازہ جوان کا اشتیاق اوسکے دل مین پیدا ہوگیا - عربی روایتون کے بموجب محمد سے ایک معجزہ ظہور مین آیا جو خدیجہ کے دل کی کشش کو مضبوط کرنے مین نہایت کارگر ثابت ہوا - ایک روز دوپہر کے وقت وہ اپنی لونڈیون سمیت کوٹھے پر کھڑی ہوئی اوس کاروان کی راہ تک رہی تھی جو محمد کی نگرانی مین تھا - جونہی کاروان نزدیک پہونچا اوسنے نہایت حیرت اور تعجب سے دیکھا کہ دو فرشتے محمد کو آفتاب کی تمازت سے بچانے کے لئے اوسکے سر پر سایہ کر رہے ہین - لونڈیون سے مخاطب ہوکر خدیجہ نے جوش مسرت سے کہا "اللہ کے محبوب کی طرف دیکھو - کہ دو فرشتے اوسکی حفاظت کے لئے ساتھ ہین"

اس روایت مین ذکر نہین ہے کہ آیا لونڈیون نے بھی فرشتون اور محمد کو اوسی ارادتمندی کی نگاہ سے دیکھا یا نہین جسطرح کہ خدیجہ نے - لیکن اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ وہ بیوہ اپنے گماشتہ کی ستجاوزاز بشریت خوبیون اور خوارق عادات کی ازبس فریفتہ ہوگئی اور اوسی روز اپنے معتبر غلام میسرہ کی معرفت اوسکے ساتھ شادی کا پیغام کیا - اس معاملہ کی کیفیت نہایت سادگی اور اختصار کے ساتھ بیان کی گئی ہے -

میسرہ نے محمد سے کہا کہ تم شادی کیون نہین کرتے۔ اوسنے جواب دیا کہ مین شادی
کے لیے کافی وسایل نہین رکہتا۔ میسرہ نے کہا۔ اگر کوئی دولتمند عورت تیرے ساتھہ
شادی کرنا چاہے اور وہ خوبصورت اور عالی خاندان بہی ہو؟ محمد نے کہا وہ عورت
کون ہے۔ میسرہ نے کہا۔ خدیجہ۔ محمد نے کہا کہ یہہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ میسرہ نے کہا
مین اسکا بندوبست کر دیتا ہون۔ میسرہ اپنی مالکہ کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا
ملاقات کے لیے وقت مقرر کیا گیا۔ اور یہہ معاملہ اوسی زیرکی اور آمادگی سے انجام پذیر ہوا
جو محمد کے تمام معاملات متعلقہ خدیجہ مین نمایان طور پر پائی جاتی تہی۔ خدیجہ کے باپ نے
اس تجویز پر صرف اسوجہ سے کسیقدر اعتراض کیا کہ محمد ایک مفلس آدمی ہے اور اوسکو
یہہ خیال دامنگیر تہا کہ دولت پر دولت بڑہنی چاہیے۔ لیکن یہہ کا خیال نہایت صحیح و
درست تہا کہ یہہ صرف دولت ہی ہے جو مجہے اپنی دلی مراد کی دولت حاصل کرنے
کے قابل کرتی ہے۔ خدیجہ نے ایک عالیشان ضیافت دی جسمین اوسکا اپنا باپ و دیگر
رشتہ دار۔ محمد کے چچا ابو طالب و حمزہ مع اور قریشیون کے شریک ہوئے۔ اس جلسہ
مین شراب نہایت کثرت سے استعمال کی گئی تہی اور تمام حاضرین جلسہ پر بادہ سرور
و انبساط طاری تہی۔ محمد کے افلاس کے متعلق جو اعتراض تہا وہ فراموش ہو گیا تہا
جانبین سے عمدہ تقریرین کی گئین یعنی محمد کی طرف سے ابو طالب نے اور خدیجہ کی جانب
سے ورقہ نے جو اوسکا رشتہ دار تہا اس شادی کی مناسبت و موزونیت کے بارہ مین
سپیچ دی۔ اسکے بعد کابین مقرر کیا گیا۔ اور حسب ضابطہ نکاح منعقد ہوا اور شادی کی
تکمیل عمل مین آئی۔ اسکے بعد محمد نے اپنے گہر کے دروازہ کے سامنے ایک اونٹ ذبح کرایا
اور غربا کو تقسیم کیا۔ گہر کا دروازہ مہمانون کے لیے کہولا گیا۔ خدیجہ کی لونڈیون نے طنبورہ
وغیرہ باجون کے ساتھہ خوش الحانی سے گانا ناچنا شروع کیا۔ بہجت و مسرت سے تمام
گہر بہر گیا۔ ابو طالب بہی اپنے بڑہاپے اور ثقاہت کو بالاے طاق رکہکر سرمست ہو

وسمجرد ہو رہا تھا۔ اوسنے اپنے پاس سے ساڑھے بارہ اوقیہ سونا جو بیس اونٹ کی قیمت
کے برابر ہوتا ہے بطور تنبول کے دیا۔ حلیمہ کو جسنے محمد کو دودھ پلایا تھا اس موقع پر شادی
مین شامل ہونے کے لئے بلایا گیا تھا اوسکو ۴۰ بہیڑ بکری عطا کی گئین وہ نہایت خوش
ہوئی اوراس گلہ کو اپنے ساتھ قبیلہ بنی سعد مین جو صحرا مین تھالے گئی۔

## شادی کے بعد محمد کی طرز معاشرت۔ مذہبی اصلاح کے لئے اوسکا متردد رہنا۔ عزلت و تنہا نشینی کی عادت غار مین انکشاف کا ہونا۔ اور رسالت کا اشتہار

محمد خدیجہ کے ساتھہ شادی کرنے کے باعث اپنے شہر کے دولت مند و مین سے ہوگیا
اسکی اخلاقی لیاقت کے سبب سے بھی برادری مین اسکا رعب و داب جما ہوا تھا۔ مورخ
ابو الفدا کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو ہر ایک خوبی عطا کر رکھی تھی جو ایک متدین
آدمی کی تکمیل و تہذیب کے لئے ضروری ہے۔ وہ بہانتک صادق اور مرتکب اور برے
خیالات سے اسقدر مبرا تھا کہ عموماً لوگ اوسکو امین کہا کرتے تھے۔ چونکہ اوسکے
ہموطنوں کے درمیان اوسکی انصاف پروری اور دیانت کا نہایت وقر تھا۔ اکثر اوقات
لوگ انفصال مقدمات مین اوسی کو منصف بنایا کرتے تھے۔ ایک روایت ہے جس سے
ایسے معاملات مین اوسکی دانشمندی کا کامل ثبوت ملتا ہے۔ کعبہ کی عمارت کی جو
آتشزدگی سے خراب ہوگئی تھی مرمت ہو رہی تھی۔ اسوجہ سے سنگ اسود کے اوٹھانے
کی ضرورت پڑی۔ مختلف قبائل کے سرداروں کے درمیان اس امر پر تنازع ہوا کہ
ایسے مقدس کام کے سرانجام دینے کا کون مستحق ہے۔ اونہون نے آپسمین یہہ فیصلہ
کیا کہ جو شخص دروازہ حرم مین سب سے پہلے داخل ہوگا اوسکا فیصلہ سب کو منظور کرنا ہوگا

اتفاقاً سب سے پہلے محمد ہی داخل ہوا۔ محمد نے سب کے دعا دی و دلایل مینکر ہدایت کی کہ ایک فراخ کپڑا زمین پر بچھا دو اور حجر اسود اوسکے اوپر رکھدو اور ہر ایک قوم کا ممتاز اس کپڑے کے ایک ایک گوشہ کو اوٹھاے۔ اسطرح اس مقدس پتھر کو سبنے یکسان طور پر اوٹھا کر مقام مقصود پر رکھدیا اور محمد نے اسے اپنے ہاتھ سے گاڑا۔

خدیجہ کے بطن سے ایک لڑکا اور چار لڑکیاں پیدا ہوئین لڑکے کا نام قاسم تہا۔ اسی سبب سے ملک عرب کے دستور کے موافق محمد کو کبھی کبھی ابوالقاسم بھی کہا کرتے تھے۔ یہہ لڑکا بچپن ہی مین مر گیا۔

اس شادی کے بعد محمد کئی سال تک تجارت کرتا رہا اور عرب کے بڑے بڑے میلو نمین جاتا رہا۔ کاروان کے ساتھہ دور و دراز ملکون کی سیاحت بھی کرتا رہا۔ مگر ان تجارتون اور سیاحتون سے محمد کو چندان منافع نہوا جیسا کہ پہلے خدیجہ کے گماشتہ ہونے کی حیثیت مین ہوا کرتا تہا بلکہ ان کا مونین وہ دولت جو ادسے اپنی بیوی کے ساتھہ ملی تھی بجاے بڑھنے کے گھٹنے لگی بیشک اس دولت نے محمد کو گزر اوقات کے واسطے محنت و مشقت سے مستغنی کر دیا تہا اور اوسکو اپنے دل کے اصلی میلان کی طرف توجہ کرنے کی فرصت دیدی تہی۔ وہ میلان کیا تہا؟ مذہبی خیالات مین عالم استغراق۔ جو بچپن ہی سے نمایان تہا اور ان سفرون اور تجارتون کے درمیان یہود و نصاری کے ساتھہ لین دین کرنے سے اوس میلان کو ترقی ہوتی رہی۔ یہہ یہودی و عیسائی اپنے مذہب کی پابندی کی وجہ سے آلام و مصائب مین مبتلا ہو کر اپنے اپنے گھرون سے نکل گئے تھے لیکن اب ایک قوم یا شہرون کی آبادی کا حصہ بنکر رہتے تھے۔ عرب کے صحراون نے بھی جنکے توہمات و افسانون کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین محمد کے پر جوش استغراق کو مدد دی۔ جب سے خدیجہ کے ساتھہ اوسکی شادی ہوئی تب سے اوسکو اپنے گھر ہی مین مذہبی خیالات کو جنبش و تحریک دینے کے لیے ایک آسمانی خبر دینے والا مل گیا تہا۔

یہہ اوسکی ہودی کا چچازاد بہائی ورقہ تہا - یہہ شخص ہمیشہ خیالات مین مستغرق رہتا تہا اور اکثر مذہب تبدیل کرتا رہتا تہا - پیدائش سے موسوی تہا پہر عیسائی ہوا - اسکے علاوہ علم نجوم مین بہی اوسکو کامل دستگاہ تہی - یہہ شخص اسوجہہ سے بہی خاص امتیاز اور ذکر کے قابل ہے کہ سب سے پہلے اسی نے انجیل کا ترجمہ عربی زبان مین کیا تہا - خیال کیا گیا ہے کہ محمد نے اسی شخص سے تالمد ومثنو کی روایات و دیگر تحریرون کی نسبت جو سن بعد قرآن مین نہایت وسعت و وضاحت کے ساتہہ بیان کی گئی ہین زیادہ تر اطلاع و آگاہی حاصل کی تہی - یہہ آگاہی جو اسقدر مختلف وسایل سے حاصل کی گئی تہی اور ایسے زبردست اور قوی حافظہ مین محفوظ تہی اوس بت پرستی کے بالکل متضاد و مخالف تہی جو اوس زمانہ مین نہایت مذموم طور پر تمام عرب مین رایج تہی اور کعبہ مین بڑے شد و مد سے اوسکی تائید کی جاتی تہی - یہہ مقدس مکان رفتہ رفتہ اصنام و بتون سے ہبر گیا تہا یہانتک کہ ۳۶۰ بت وہان جمع ہو گئے تہے یعنی عربی سال کے ہر ایک دن کے لئے ایک بت مقرر تہا - اس مکان مین بہت دور دراز ممالک و دیگر اقوام کے دیوتا جمع کئے گئے تہے - سب سے بڑا بت ہبال کے نام سے موسوم تہا اور وہاک شرایان سے لایا گیا تہا - اسکو بارش کا موکل خیال کرتے تہے انہین ابراہیم و اسمٰعیل کے بہی بت تہے جنکی تعظیم و تکریم بہی ویسی ہی ہوتی تہی جیسی کہ اصل پیغمبرون اور بانیان نسل کی ہوا کرتی تہی - لیکن اب ان بتون کے ہاتہہ مین تیر و کمان دی گئی تہی جو سحر اور جادو کی علامات ہین - محمد کا زیرک دل جون جون روحانی و آسمانی مذاہب پر غور و فکر کرتا تہا اوسکو بت پرستی کی قباحتین واضح طور پر معلوم ہوتی جاتی تہین - قرآن کی اکثر آیات سے وہ دلکشا خیال ظاہر ہوتا ہے جو رفتہ رفتہ اوسکے دل مین پیدا ہوا اور جسنے آخر کار اوسکے تمام دیگر خیالات و افعال پر تصرف و تغلب کر لیا تہا - وہ خیال مذہبی اصلاح تہی - اوسکا یقین واثق یہہ تہا اور یہہ یقین اون تمام چیزون کا نتیجہ اور لباب تہا جو اوسنے سیکہی تہین اور جن پر اوسنے غور و تامل کیا تہا کہ سچا مذہب صرف

آدم پر اوسکی پیدائش کے وقت منکشف ہوا تہا۔ اور اون دنون مین جبکہ دنیا گناہ و ذنوب کے لوث سے بالکل پاک و صاف ہتی اوس سچے مذہب کی اشاعت در بیرومی ہوتی ہتی۔ اس مذہب نے صرف ایک خدا کی جو خالق کائنات ہے پرستش کی ہدایت کی ہے۔ علاوہ اسکے یہہ بہی اوسکا یقین تہا کہ یہہ مذہب جو اسقدر سادہ اور عالی مرتبہ ہے اکثر انسانون نے اوسے بدعات سے مخلوط کرکے خراب کردیا ہے خصوصاً بت پرستی نے تو اسکا ستیاناس ہی کردیا ہے۔ اسیوجہ سے وقتاً فوقتاً پیغمبرون کا ایک سلسلہ جنکو حاکم علے الاطلاق کی طرف سے الہام ہوتا تہا بشارت و معجزات کے ساتہہ مبعوث ہوتا رہا ہے تاکہ اوس مذہب کو اوسکی اصلی صفائی و سادگی پر لاوے۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسی اور عیسی ایسے ہی پیغمبر تہے۔ انہین سے ہر ایک نے اوسی سچے مذہب کو دنیا مین بحال و تازہ کیا لیکن اوسکے معتقدون و پیرون نے پہر اوسکو خراب و مخلوط کردیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دین جسکی ابراہیم نے ملک جلدیہ سے نکلکر تلقین کی ہتی محمد کے دل مین ایک خاص مذہبی معیار ٹہیرا ہوا تہا۔ اسکی وجہ شاید وہ تعظیم و تکریم ہتی جو ابراہیم کی اسمعیل کے باپ ہونے کی وجہ سے کی جاتی ہتی جو محمد کی نسل و قوم کا جد اعلے تہا۔ محمد کو اس امر کا القا ہوا کہ اب ایک تازہ اصلاح کا وقت آگیا ہے۔ دنیا پہر ایک اندہا دہند مین پڑگئی ہے۔ اب دنیا کے لیے ایک اور پیغمبر کی ضرورت ہے جو حاکم علے الاطلاق کے حکم سے اگر بنی آدم کو راہ راست بتلاوے اور کعبہ کی پرستش کو اوسی نہج و طریق پر لاوے جو ابراہیم و دیگر انبیا کے زمانہ مین ہتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی رسالت اور اوسکی لوازی اصلاحون کے امکان نے اوسکے دل پر احاطہ و تصرف کرلیا اور اسکے لیے اسنے استغراق و تخیل کی عادت پیدا کی جو زندگی کے معمولی کاروبار اور دنیا کے دہندون کے بالکل برخلاف ہے۔ ہمکو بتلایا گیا ہے کہ وہ رفتہ رفتہ معمولی مجلسون اور محفلون سے کنارہ کش ہونے لگا اور کوہ حرا کی ایک تنہا غار مین جانے لگا۔ یہہ پہاڑ مکہ سے

تین فرسنگ کے فاصلہ پر سمت شمال واقع ہے۔ یہان وہ عیسائی راہبون کی طرح
جو صحرا مین رہتے تھے کئی شبانہ روز متواتر عبادت و مراقبہ مین پڑا رہتا۔ رمضان
کا سارا مہینا جو عرب والون کے نزدیک مقدس قرار دیا گیا تہا ہمیشہ اسیطرح
اعتکاف مین گزارتا تہا۔ ایک ہی مضمون پر دل کے اسقدر عمیق خوض نے جسمین
روحانی گریہ و غشی بہی ملی ہوئی تہی اسکے جسم پر سخت اثر کیا ہوگا۔ یہانتک کہ وہ خواب
وجدان اور بیخودی کا مغلوب و عادی ہوگیا۔ اوسکے ایک مورخ کا بیان ہے کہ
متواتر چہہ ماہ تک اوسکو اپنے ان محرک خیالات کے خواب آتے رہے۔ کئی دفعہ وہ ایسا
گم و بیخود ہو جاتا کہ اوسکو اپنے آس پاس کی چیزون کی کچہہ خبر نہ رہتی اور بے حس و بیہوش
زمین پر پڑا رہتا۔ خدیجہ جو بعض اوقات اوسکی عزلت گاہ مین اوسکی وفادار اور سچی خیرخواہ
تہی ان بیخودیون اور غشون کو فکر و تردد سے دیکھتی اور ان کا سبب دریافت کرنے کے
لئے منت و سماجت کرتی۔ لیکن محمد یا تو باتون مین ٹال دیتا یا کوئی گول مول جواب دیتا۔
اسکے بعض مخالف تو ان غشون کا باعث صرع قرار دیتے ہین لیکن ارادتمند مسلمانون
کے نزدیک یہہ رسالت و پیغمبری کی ابتدائی کارروائی تہی۔ اونکا بیان ہے کہ اسی وقت
سے تجلیات الٰہی اوسکے دل پر وارد ہو گئے تہے گو مکمل طور پر نہین تہے اور اوسکا دل ایسے
مکاشفات کے بوجہہ سے دب رہا تہا۔ مذکور ہے کہ جو خواب مین ایک سایہ کی طرح بتلایا جاتا
تہا۔ آخرکار نمایان اور ممیز طریقہ پر ایک فرشتہ کی صورت مین ظاہر ہونے لگا۔

اوسکی عمر کا چالیسوان سال تہا جبکہ یہہ مشہور و معروف انکشاف وقوع مین آیا۔
اہل اسلام اسکو اسطرح بیان کرتے ہین کہ گویا اوسکی اپنی زبان سے سنا ہوا ہے۔ قرآن
کی چند آیات مین بھی اسکا ذکر ہے۔ حسب معمول وہ رمضان کا مہینا غار کوہ حرا مین بسر
کر رہا تہا۔ روزہ نماز اور اعتکاف سے روحانی صفائی حاصل کی سوچ و فکر مین اپنے خیالات کی
بلند پروازی کی کوشش کر رہا تہا۔ یہہ اوس رات کا واقعہ ہے جسکو عرب والے لیلۃ القدر

## حصه اولے




یا مشکل کشای سبحان الله سبحان الله العظیم روا ست
ترا خدائی سزاست ترا کبریائی که عدم را وجود تو بخشیدی و ذرات
مکنونات را از کتم نیستی بمنصه ظهور هستی تو بر کشیدی کرا شاید
که زبان حمد کشاید و لب بوصف تو آید کرا باشد که ترا چنانکه
توئی داند و بزرگان کاکان را بر خواند رباعی ای شرح
و بیانت ز بیان مستغنی ؛ وی نام و نشانت ز نشان مستغنی
؛ زینجمله توئی هر آنچه هستی لیکن ؛ اظهار تو از عین عیان مستغنی
؛ اندیشه را درین بارگاه راه نیست و خرد ازین منزل آگاه
نه دانش بهزاران عجز و نادانی عذرخواه است و دست تصرف
فکر از کنگره جناب صمدیت کوتاه مگر هم ترا تو دانی چنانکه
آنی رباعی اندیشه درین راه ندارد پایے ؛ افکار

درین شیوه ندارد راهی ∴ هیهات کجا قطره کو دریائی ∴ مشکل طلبی عجب ز سودائی ∴
درکعبه و سومنات توئی در صومعه و خرابات توئی شمع و پروانه باده و پیمانه عاقل و دیوانه
آشنا و بیگانه توئی **رباعی** درکعبه و سومنات افسانه توئی ∴ در هر منزل عاشق دیوانه توئی
∴ خود گل شده و بلبل شیدائی ∴ بر شمع جمال خویش پروانه توئی ∴ حسن دلبرانرا آن
سلسله زلف بتانی کفر راز زنار داری دین را اقراری پروانه از شمع تراجوید بلبل با گل
از تو گوید ظلمت کفر را نور از تست و ضیای دین را ظهور از تو کافر تراجوید دیندار از
تو گوید **رباعی** درکعبه و بتخانه بسودای تو ایم ∴ سود از ده سود تو رسوائی تو ایم ∴
القصه توئی مراد هرجا باشیم ∴ ای هرجائی عاشق شیدای تو ایم ∴ زمین را تو برجا
داشتنی آسمانرا برقرار پیدائی تو برافراشتی آب را روانی از تست آتش را
ضیائی از تو خاک را عبدیت تو دادی باد را آزاد تو گردانیدی چشم را نور و
دل را حضور کرامت کرده تست دست و پای از تو باشد و پا را دست از تو ین
عقل را ادراک ادراک را شناسائی و شناسائی را شناخت و شناخت را عرفان
عطا بوده تست خاک را نور پاک پیدا کرده ثواب را نقش صفوت بسته
**رباعی** اول که ظهور در بطون بود نبود ∴ اینعالم کثرت همه و بود نبود ∴ کردی
چو ظهور از بطون باطن ∴ ذرات مکونات آمد بوجود ∴ چندی را مست ساختی
چندی را مخمور کردی دور را قرب بخشیدی جماعتے را دور داشتی عیبی را غیب
آفریدی و متبنی را در حضور آوردی موسی را بر طور نمودی و منصور را بر دار
دیدار بخشیدی **ابیات** از تو در میکده ها جوش خروش ∴ ساقی و دور
قدح نوشانوش ∴ از تو در دیر صدای ناقوس ∴ بت و بتخانه رسم سالوس ∴
از تو در کعبه مناجات کند ∴ در صفت خواهش آن ذات کند ∴ از تو این مخفی و پیدا
بودن ∴ قطره بودن همه دریا بودن ∴ گاه بردار کشی شیدائی ∴ گاه بر طور بری
موسائی ∴ قصه کوتاه توئی هرچه توئی ∴ من نگویم که یکی یا که دوئی ∴ اے آنکه
کرمت در هر شئی ظهوری دارد و در هر ظلمت نوری گلشن هستی را آب در جو د
گلهاے وجود را رنگ و بو عطا کرده تست این حیران دلستان نادانی را
بنور هدایت و ظهور عنایت از کوی بشریت و قعر طبیعت بر آورده شناسای
کوی مقصود گردان تا که از پستی جهل رسته بعلم معرفت راه بر د چشمی ده بینا و
دلے ده دانا جانی ده شناسا تا هرچه بیند ترا بیند و آنچه داند ترا داند و در هر

جا باشد با تو باشد **رباعی** زبانی ده که گویائے تو باشد ؛ بده چشمی که بینای
تو باشد ؛ دلی ده آنکه جویائی تو باشد ؛ عطاکن جان که شیدائی تو باشد ؛ الهی
کهی دریافت تو از تست والا ذره لی سر و پا را چه یارا که دیده بنور آفتاب عالمتاب
تواند کشود و عرفان شناخت از تست وگرنه این ظلوم و جهول را چه قدرت که پای
اندیشه را ره رود دریافت تو گرداند هیهات هیهات آدم خاکی را که در دریافت
کیفیت خود معترف بعجز و قصور باشد کجا توفیق رفیق است که دم از شناخت ذات
ذات الکمالات تواند زد **نظم** حاش الله کی تواند مشت خاک ؛ گرد وصف ذات
پاکی پاک پاک ؛ دره نجمید تو اندیشه تنگ ؛ عقل کل را شیشه دانش به سنگ
؛ فکرها در فکر اندیشه خراب ؛ عقل را بس پاس تا در خانه خواب ؛ هم مگر خود بخود راه
نمائی و پرده از رخ برکشائے و از آئینه ضمیر زنگ زدائی و بر منصه شهود جلوه گرائے
**ابیات** مهتدی سوی خدا فضل خداست ؛ کار سلطانی نه کاری هر گداست ؛
یار سلطان هم سلطان است و بس ؛ کی تواند کار عنقا را مگس ؛ هر که شد شایسته انوار
تو ؛ هم ز تو شد قابل دیدار تو ؛ ورنه این بیدل کجا منزل کجا ؛ غرق این دریا هزاران
آشنا ؛ بعد از حمد خدا و نعت سرور دین و دنیا بر مشهود رای فیض پیرای ارباب
ایقان و مرفوع ضمیر منیر اصحاب عرفان میگرداند که چون ابتدای القای هادی
برحق و رهنمای مطلق این لفظ و عبارت که مملو معنی و مجفوف اشارات است
در دل این خاک نشین منزل عبدیت پرتوه انداخت و ساغر دقت مرا در
وجدان افکند از تحریر این درستان چاره ندیدم و بر قرار شهود جلوه نما
گردانیدم با سم طریقت الحقیقت موسوم گشت امید که در چشم مطالعه دوربینان اهل
یقین و در دیده مشاهده ژرف نگهان تصدیق و تمکین درجه قبول و رتبه اجابت
پذیرد

## مرحله اول در ترک علایق و عوایق دار پندار

روای نیستی را بر دوش هستی نگرو پستی را بر بلندی به بین عدم را لوجود
همقدم شمار و آغاز را انجام رسیده دان بعمارت اندیشه و او هام بعادت هر و
بعبارت مستعار فریفته مشو که ترا آخر از بیعالم بر گذشتن است و رخت هستی بر
بستن در پست و بلندش مبین و در چون و چندش منگر بگوشه انتظار نشین که این
صبح را شامی و این شام را صبحی در پی باشد **ابیات** مشو در آرزوی زشت
و زیبا ؛ که معدوم است این هستی و دنیا ؛ مشو در چون و چند دهر مدغم ؛ که

هست ونیست دنیا هست باهم ؛؛ مشو در صبح وشام او گرفتار ؛؛ نماند صبح وشامش آخر کار ؛؛ بلند وپست او اندر گذار است ؛؛ وجود او عدم اندر کنار است ؛؛ مشو مغرور غفلت را رها کن ؛؛ ز وصل این وآن خود را جدا کن ؛؛ از دهر بگسل بحق پیوند تا ارجمند شوی آنانکه از زمانه بر شکستند نسبت خود را بحق درست نمودند وراه بمطلب پایدار سپردند وبه قادر مطلق رسیدند ودر بقای ابدی هو الحق گردیدند پرستاری دنیا گرفتاریست مطلق ونزدیکی او دوریست از حق بگسل از دهر با خدا پیوند تا کد یابی مراد جاویدان ورنه چون کور چشم سنگین دل خویشتن را اسیر او مبادا ؛ وقت را از دست مده واین نقد را بر خاک نسیه مبادا امروز را فردا مکن کسی ازین سراب سیرآب نشود وازین دریا نما آب نه بر د فریب است دریاب گرفتار این آب وغرق این گرداب مباش

**نظم** از سراب دهر سیرابی مخواه ؛؛ بگذر از تحصیل آن وار د مکاه ؛؛ انکه می بینی نه بحر است ونه آب ؛؛ تشنه هرگز نشد زو کامیاب ؛؛ بهره زین بحر کی یابی مگر ؛؛ تفته دل باشی وهم خونی جگر ؛؛ آتش است این بحرها آتش بگو ؛؛ قطرهٔ آبی ازین جو تو مجو ؛؛ تشنه گر روکه بحر ذات آر ؛؛ قطرهٔ دریاب کام دل برآر ؛؛ قطره زین بحر گر یابد کسی ؛؛ آب اندر جوی او باشد بسی ؛؛ هر که او زین بحر آبی یافته ؛؛ روی از کون ومکان برتافته ؛؛ آب این سرچشمه عمانی بود ؛؛ زنده ساز مرده را راجانی بود

## مرحله دویم دریاب اجتناب غفلت وپذیرفتن آگهی

ای عزیز پاس وقت دار که دمی بغفلت نگذرد ومحافظت انفاس کن که بتغافل سپری نشود زیرا که تغافل محض وبال است وغفلت عین نکال گذشته باز نیاید ورفته واپس را نشاید قدر این دولت بی زوال سعادت لایزال دریاب وبصدق نیت وصفائی طویت به ارادت خاص یار باش که سعادت درخور ارادت باشد وبت خودی از نهانخانه ضمیر برافکن که ره بدولت سرامی ابدی بری وبیخبری بسد راه نگردد

**ابیات** آگهی کن آگهی کن آگهی ؛؛ تا تو از چون وچنین تا وا رهی ؛؛ ره بدارا لملک یکتائی بری ؛؛ از تعدهای دنیا نگذری ؛؛ لحظه غفلت مکن غافل مباش ؛؛ غفلت آمد راه ورسم بت تراش ؛؛ دریاب دریاب که خفتگان شام غفلت را که بخوابی در خیال اند وبخیالی در خواب بخواب وخیالی بیداری را خواب وخواب را بیداری انگاشته اند دار ومدار بیدار را از خود دانسته دار ومداری دارند غروری در سر دسری در غرور داشته مغرور اند اما چون صبح صادق خنده

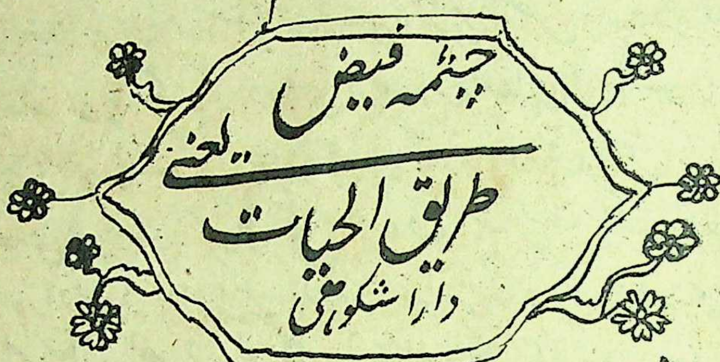
زند و کاذبان را بیدار کند خواب خیالی و خیال خوابی و بال شان گرده
و خواب بیداری و بیدار خوابی نکال و دار مدار را دار و مداری نماند مگس وار
دستی بر سر زنند اما سری برنه بندند از خواب غفلت بیدار شو و از مستی هوشیار
باش **رباعی** ای خواجه شراب غفلت از جام هوس ٭ مغرور مشو مجو پیش
چون خر بجرس ٭ ترسم که ازین خواب چو بیدار شوی ٭ مستی برود درد و حسرت
ماند و بس ٭ بشنو بشنو گوش ارباب دانش حقیقت نیوش فریفته افسانه غرور های
دنیا نشود و چشم معنی بین اصحاب فطنت و ذکا پرستار غنج و دلال زال
عروس جهان نگردد و دل گروه حقیقت پژوه بسته نقد ناسره روزگار نباشد
پای از آدان طریق تجرد گرفتار سلسله تمنای خالی نباید و دست مجردان
مرحله تفرید بگریبان عقبای زد و انزوال نه افتد این طبقه آزاد ترک تمنا
و طلاق خواهش ما سوا داده سر از آشیانه بی پروائی و قدم از منزل بی سر و پائی
بر آورند و پا بسته این و آن نباشند و متحرک سلسله شرح و بیان نشوند آگاه
باش که تکیه بر جهان بیدار کردن و از سرمایه جست و جوی پایدار پا بر
شکستن گوهری را بجزف ریزه فروختن و گلدسته بی خار را در آتش بیدانشی
سوختن است دمی فراهم آ و ازین مهلکه جان گذار بر آ چه هرگاه آدمی
را دل دانا و چشم بینا و گوش شنوا و خرد حقیقت نیوش و عقل معامله فهم عطا
فرموده باشند با وجود این همه عطایا و عنایات عمداً اغماض عین نموده
ره رو ملک نادانی گردد و مقصد را گم کند چرا ماتم زده روزگار نباشد هوش
با خود دار و دمی بر سر معامله فهمی بیا آئینه دل را بصیقل صفای جلای داده
نظارگی جمال لایزال باش هیهات هیهات هر که فریفته مکر و خدیعت نفس
اماره شد از دریای ظهور نور ازلی مایوس و لب تشنه گشته سر بصحرای محرومی
کشید و از لاله زار عافیت یاس بهم رسانیده داغ ناکامی بر سینه نهاد و از
نشاء میخانه وحدت بی نصیب بوده خمار اید پیدا کرد گوش تا سینه را گنجینه
اسرار نمائی و دل را مطلع انوار گردانی زیرا که ملکات فاضله انسان آنست
که به آگاهی دوام و خبرداری تمام بعلق القیام و بهجت انتظام گیرد و در عین حیات
ممات پذیرد تا دریابد اسرار و بشناسد پرتوه انوار که آدمی فی حد ذاته
قابلیت آن دارد [illegible]

دل حاشیه ضمیر ولب طاهر را که پرتو پذیر اشراقات انوار تجلیات لم یزلی
است یعنی آیینه دل را بزنگ کدورت اندیشه چون و چرا ظلمت آلوده مگردان
و سرچشمه باطن را که مطرح اسرار دریای بیکران سرمدیست انباشته خار
خس دنیا و آغشته ریب دریای مافیها مساز و بصفای بیچونی مصفا ساخته نظار
صور لاریب باش تا از تجلیات غیب نوری در جیب یابی و از نقاب بی ریب
ظهور ظهوری بر دیده دوربین آشنا در و نما یعنی **نظم** پاکدار آیینه مافی الضمیر
ماومن زنگی بود زنگی بگیر ❊ شو منزه از چنان و چند و چون ❊ تا نه افتی درمیان
خاک و خون ❊ باش تا چون آیینه مرات ذات ❊ تا نماید اندران روی
جهات ❊ آفتاب معنوی پیدا شود ❊ قطره بی واسطه دریا شود ❊ معنی را در
صورت دیدن و صواب را در معنی کشیدن این است آگاه باش و در راه باش
از خود بگذر و بخود منگر و خود را شمانا هرچه باشی برای الله باش که اوست
در اول اوست در آخر اوست در باطن اوست در ظاهر الله فی کل شی محیط
**رباعی** در ظاهر و باطن همگی اوست که اوست ❊ گر مغز حقیقت است در پوست
که اوست ❊ خود در خود خویش گنت کراز هود ❊ گر قطره و بحر و قلم و جو
که اوست **مرحله چهارم در ترک هستی** زمانی از خود درویش
باش و بیخود از خود و در خویش باش تا دانی که از کجائی و چرائی ترا از تو جدائی
نیست حقا که دوست را با تو آشنائی نه **رباعی** از هستی خویش تا تو
نشوی ❊ از هو واقف تو یک سر مو نشوی ❊ آلان کما کان نشناسی تو که چیست
تا هو تو قبل اینو تو نشوی ❊ چون لحظه خود را از خود برداشته بیخود از چشم معنی
نگری مشاهده روی نماید و معاینه چهره کشاید که بگفت در نیاید و اظهار را نشاید
مغز سخن را دریاب و روی متاب که طوطی ملک حسن تاب غبارت از تن
نایاب است **رباعی** چون اسم صفات را ز خود بر داری ❊ یکذره ز ما و من
در و نگذاری ❊ تا بان گرد خیال ذات مطلق ❊ در خود بینی هر چه تمنا داری ❊ اگرچه
ترا از تو بی خود شدن داستانی درازاست و بیخود از خود بودن عالمی نشیب و فراز
اما ترا در تو چون تو بی تو شوی رمزی معلوم و سری مفهوم گردد که زبان تا آن بیگانه
آشنا نیست و بیان تاب یگانه رو نما ته ایمائیست پنهانی و رمزیست عرفانی
چون دانی که مکان و لامکان را شناسی **رباعی** از خود بگذر که بی

نشانی این است ؛ یعنی که حیات جاودانی این است ؛ خود را از خویشتن دمی
خالی کن ؛ سبحان الله هر آنچه آنی این است ؛ چند را چونی در دل باشد و چون را
چندی همقرین اگر ترا هوای جانانه است از خود برآ و در بحر خود در آ تا قطره
و دریا یکی نماید و ذره و آفتاب یکی مشاهده گردد رباعی هر جا نگری جلوه گران
جان جهان است ؛ صد نام و نشان دارد و بی نام و نشان است ؛ خود مظهر و خود
مظهر خود خود بخود و خود ؛ پیدا و نهانست و نهان است و عیان است ؛ دریاب دریاب
که همچو هستی ذره که از ذات خورشید بود هستی تو پرتو هستی هستی است که هستی
و نیستی را بجناب کبریای او راه نیست چنانچه بود خواهد بود هست تاهم الذات
فی الذات از خود بر خود جلوه ظهور دارد و ازین است که هر که دید از خود دید و هر که
شنید از خود شنید رباعی از کعبه و دیر هر چه خواهی در تست ؛ از خود بطلب
که ماه و ماهی در تست ؛ غافل مشو از خویش که گنج ازلی ؛ اسرار حقیقت آلهی
در تست ؛ دیدن غیر بیگانه است و شنیدن ماسوا افسانه تا خود را از خود نه بینی
و خود را از خود نشنوی که من عرف نفسه فقد عرف ربه چه باشد و نه
بینی که سر الانسان سری و انا سره چیست اینجا خود از خود باید شنید و خود از خود
باید دید و خود از خود باید فهمید رباعی تا کی گوئی حکایتی آب و خاک
؛ اسمی باشد زاید از آن اسم چه باک ؛ غیری نبود قل هو الله احد ؛ بیرون
آمد خود بخود از خلوت پاک ؛ ای آنکه آنی لسان تو همین بی نشانی و زبان تو
همین بی زبانی و مکان تو همین لامکانی به این و آن مرو به این و آن مدو و
به چند و چون گرایش مکن و باندک و بسیار خواهش منما باش و مباش ببین
و ببین بشنو و مشنو بی و بسمع و بی و ببصر و بی و بنطق اوست ارباب ظاهر رگ و پوست
دانند اما اصحاب باطن همه اوست پندار تو در میان بیگانه آن یگانه القصه و افسانه
نتوان یافت شناوری باید که درین بحر بی پایان غواصی کند و دُر دانه بدست
آرد خرد را درین بادیه بیکامی راه کجاست و دانش را ازین قلزم بی انجامی
آگاهی نه فراست را درین بارگاه راه نیست اندیشه چه باشد و فکر کدام ذات
فی الذات در ذات محیط است رباعی چشمی بگشا و نیک بنگر ؛ هر گز نشد آن
یکی مکرر ؛ یک معنی و صد هزار صورت ؛ یک نشه و صد هزار ساغر ؛ مرحله
پنجم در طریقت ارباب سلوک راه یافته منزل مقصود

میداند که در خلوتکده دل چیست و در چشم پرتوه رخسار کیست و در سلوت اسرار
مشاهده انوار که آنانکه بعلم یقین رسیده جهان ایقان را فهمیده و ملک معرفت
را دیده از خود رسته اند بیخود از خود بخدا پیوسته اند ارباب این حال را حال نباشد
ماضی و استقبال را ندانند باو از چند و چون چگونه توانند بود و اندیشه دارین و فکر کونین
پیرامون خاطر و گرد وقت شان نتواند گردید قطره در یم رسیده و چشم حباب روی
آب دیده محو در محو سهو در سهو بودن و نابودن هستی و نیستی عالمی را عالمی هو هو
هو الغنی **مرحله ششم در مشاهده هو هو وانت هو هو** هو هو وانت هو هو
تا چند به برگ و پوست در بستهٔ و از مغز در گذشتهٔ چشم باطن بکشا و دیده ظاهر بین بدوز
که در ذرات مکونات جلوه آن شاهد لاریب پرتوه دیگر دارد و حجاب مائی و توئی
ترا در ما و تو داشته الا او پیداست اما مشاهده نور باطن بجز نور باطن متصور نیست زیرا
که چشم ظاهر مجال مشاهده انوار جمال لایزال باطن ندارد این تماشا را دیده باید که نظاره
نماید نوریست بیکران و ظهوریست بی پایان ذره داند که آفتاب کیست و آفتاب
شناسد که ذره چیست **رباعی** تا دیده تو دیدهٔ بینا نشود ∴ انوار جمال دوست
پیدا نشود ∴ چشم تو حباب است بدریای شهود ∴ تا وانشود ز خویش دریا نشود ∴ اهل
باطن را طریقی و سلوکی باشد که مبرا از سلوک و طریقه هاست هر که باو رسید رسید
و هر که او را دید دید گل بیخاریست و سرچشمه بی غباریست نی نی عالم اسراریست و پرتوه
انواریست بشنو بشنو بیگانه آشنا روی که در ظلمت نور نماید و در پرده چهره کشاید در عین
عیان پنهان باشد و در نهانخانه کتمان عیان در هر چه نظر کنی منظور اوست بلک
نور نظر ارباب بصر او اما تا دیده دل حاصل نشود پرتوه انوار جلوه دیدار ندهد
ازین است که لسان الغیب میفرماید **فرد** دیدن روی ترا دیده جان
بین باید ∴ این کجا مرتبه چشم جهان بین من است ∴ ترا از عشق خبر و از محبت
اثر نیست ازین است که در خود گذر نیست اگر ترا از خود بربایند و ترا باتو نمایند
و چشم ترا بر گشایند در عین عیان تماشا بینی که ماسوا را از دامن هستی چیزی
نه دانی یابی فارغ از اسم و صفات مکانی یابی خالی از علو و جهات نشانی
یابی بی نشان بیانی شنوی بی زبان ظاهر با باطن آمیخته یابی و صورت
با معنی آویخته نگری **رباعی** این دوری و قربت همه از تست ترا ∴ یعنی که بوهم خویش
چونی و چرا ∴ بردار حجاب اینهمه ما و منی ∴ هرگز نشدی ز بحر این موج جدا ∴ تمام شد

## حصه دویم




**مرحله هفتم در درستی اعتقاد** آنچه درجه قبول را شاید و هرچه رتبه اجابت را یابد و درخور آید اعتقاد است آنانکه ساجد این درگاه اند و ناصیه سای این بارگاه مستغنی از دیر و خانقاه اند نشیمن اینجاک بیت المعمور صادق صدیق است و عرصه اینمکان پاک کعبه ارباب ایقان و تحقیق است درستی اعتقاد را نشانی بهتر از شکستگی دل نباشد زیراکه نسبت به آب و گل ندارد اعتقاد مرحله ایست بی ریو و رنگ و مقامیست از چون و چرا ابراران فرهنگ نیاز نتیجه این راز است و نماز مراتب این سوز عمر دراز است چشمه این سرچشمه آبی دارد همه آبحیات بی عین این دریا را آبی است همه عین ذات بانی مبانی اخلاص است و موسس اساس محبت خاص و ظهور وفاق و فاق است و نور دیده انفس و آفاق جبین اعتقاد درخشان تر از آفتاب است و ناصیه اعتماد پر نور تر از صبح صواب پیشانی که داغ اینجاک دارد کار به ایزد پاک دارد

**ابیات** اعتقاد است اعتقاد است اعتقاد :: از درستی ذات نفی الذات العقاد :: رخ کشاید بر رخ او ذو الجلال :: چون درست آمد به سالک این کمال :: هرکه را این کعبه باشد جای او :: منزل قدسی بود ماوای او :: نیست اندر چار سوئی ره روی :: هیچ سودائی به از سودای او ::

**مرحله هشتم در صدق** سالک چون از باطل جدا گردد به صدق واصل شود صدق رونده را بدر الامن

امانی و امال و مامن سعادت و کمال میرسانند و از واهمه بطل و بطلان وا میرهاند
صدق دولتی است پایدار و سعادتی است صایب و استوار که دیگر از نشیب و
فراز طراز نه مند و و ازلیست و بلند و د و کمند اندیشه گرفتار نشود صادقانی که بار
منزل تا وا گرفته اند از دل کم و بیش را رفته اند و صدیقانی که درین مرحله رسیده
سر از منزل کشیده اند و باده از ساغری چشیده از پیوند خلق بریده و از عالم رسیده
بحق آرسیده اند **رباعی** گرره روئی از صدق صفای دریاب :: از فیض
صفای او جلای دریاب :: از چون و چرا در گذر و صادق باش :: واثق
بنشین و کیمیای دریاب :: **رباعی** صدق آیینه ایست پاک از زنگ ریا ::
در روی صور ظهور او جلوه نما :: هرکس دارد بدست از شاه و گدا :: در روی نگر و ذات
خدا را بخدا :: **مرحله نهم در توکل** آستانه توکل بالاتر از آستان اندیشه
و اوهام است و حضرت رضا بلندتر از آستان وسوسه ننگ و نام عاکفان این
مراحل و ساکنان این منازل را خار خار تفرقه متفرق نگرداند و نقار خاطر واهمه
پراگنده نکند **ابیات** بر آستان توکل مقیم شو که توکل :: ترا ز حرز رساند بکوی
حضرت کل :: بهیچ حادثه جمعیتی بدل نشود :: که در پناه خداست ملک عالم دل
:: ناصیه که از این خاک بیگانه است آواره هر در و خانه است و جبینی که خاک
نشین این بارگاه نیست برداشته حضرت اله نیست افتقار اینجناب به از
افتخار است و خاکساری این باب به از کرسی زرنگار بهمین منزلی که در
طریق معرفت طرح افتاده اینست زیرا که مرجع صدق و یقین است
هرکه را نظر بر اسباب و آشنای باشد با این نقد آشنا نباشد هرکه ما و من دار
درینجا ماو من ندارد آنکه دیده بر سود و زیان دوخته است شمعش درین محفل
نیفروخته هرکرا چشم بر خار و گل است او را درین چمن کجا منزل است
سالکی که درین آستانه خانه دارد صحبت بابیگانه دارد مرغی که درین گلشن
آستانه دارد کے پروای آب و دانه دارد اینجا خانه اهل دل باشد نه خانه
ارباب باطل **ابیات** توکل آستان بی نیاز یست :: نه پنداری که
جائی چاره سازیست :: کم و بیشی که داری با خدا ده :: درینجا خاک
گشتن سرافرازیست :: نه بیند هرکه در سود و زیان است :: که ره رو را
درین ره پاکبازیست :: سالکی که برین جاده مستقیم است پیوسته با خدای

عظیم است هرچند این مرحله برقرار است اما در فیضش هرروی ره روان
او بازست حصول این مایه و وصول این سرمایه پیرایه نمیخواهد و دریافت
این دولت و ادراک این سعادت سرمایه نمی طلبند این راه دل
حقیقت آگاه است سری که درین درگاه به سجود است سرسبز در سجود است
زبا مقصود و محمودآری جو د معبود او را همیشه سیرآب دارد و در شهود همواره شهود
واز بود نبود غنی میگرداند **ابیات** توکل کن توکل کن توکل ؛ که حاصل
گردت جمعیت کل ؛ توکل آستان بس بلند است ؛ که بالاتر ازین هرچون و
چند است ؛ کسی بر آستانش می نشیند ؛ که از هستی بجز دمی گزیند ؛ کسی کو را
میسر شد جنابش ؛ بود دریای خضر ایک حبابش ؛ زپستی و بلندی برتر آید ؛
توکل را عروج دیگر آید ؛ توکل حضرت فیض الله است ؛ توکل رهنمای بزم شاه است
؛ مقیمان سراین کوی اسرار ؛ سراسر نور جمله حسن دیدار ؛ تماشا میکند اندر مقامی ؛
می نوشند هر لحظه زجامی **مرحله دهم در تسلیم** تسلیم عبارت است از سپردن
یعنی از بیم و امید برآمدن و بخدا حواله شدن چون از خوف و رجا برآئی و خود را بخدا
تسلیم نمائی در عاقبت درآئی و بملک بی تمنائی رسی مرحله تسلیم مرحله ایست در
کمال بسطت و ضیا و منزل تسلیم منزلیست در نهایت وسعت و صفا هر که را
درین مرحله ماوا باشد از خود جدا باشد و از جدا بخدا باشد درین مراحل چون و چرا
را گنجایی نیست و درین مقام ریب و ریا را شناهی نه گلبست بیخار و باده ایست
نی خمار و باغی است سراسر لاله و گل و خمخانه ایست سراپا نشا و مل جامی است
جهان نما و ساغر یست لبریز فیض و عطا باده این جام را در پی خماری نباشد
و نشاء این ساغر را انجاری نه ساکنان این شهر معمور را نوری و ظهوری و متوطنان
این خیر البقا را سروری و حضوری چراغی است درشب تار و شمعیت در خلوتخانه
اسرار شعله او مشعل افروز خلوت نیاز است و نور او نورافزای سلوت
راز خاک پاکش صندل ناصیه افتقار است نی نی کحل الجواهر چشم دیدار
قالب را تاب و توان است نی نی جسم را جان است جان را راه بحضرت
جانانه نموده او ست در فتح را الواب فتوح مفتوح داشته او وصف
این مرحله در وصف نگنجد و مدح این ناحیه را مدح نسنجد **ابیات** اندرین
ره هرکه آن تسلیم شد ؛ فارغ از امید و هم از بیم شد ؛ با خدای خویشتن آرام

یافت :: از می وحدت دمادم جام یافت :: سرخوش از میخانهٔ اسرار گشت
:: راست میگویم سراسر یار گشت :: نیست تغیری و تبدیلش بحال :: کو فدا
شد بر جمال ذو الجلال :: کسب اسرار معانی میکند :: محو گشته بی نشانی میکند
:: دیگرش نبود بدیر و کعبه کار :: کعبهٔ جان یافت بی رنج و غبار :: رنج او راحت
شده خوفش رجا :: در رجا هرگز نه بیند جز خدا :: گشت چون تسلیم اندر ره راه
ره :: دیگرش نبود غم دنیا بدو :: قطرهٔ او رفت در بحر آرمید :: بحر او آخر
سر از جائی کشید **مرحلهٔ یازدهم در ثبات** ثابت قدمان طریقه محبت
الهی و راسخ دمان شیوهٔ نا متناهی در قدم یا قدم قدیم راه برند و در هر دم بکرم
کریم رحیم دمساز باشند و در هر قدم قدمی در پیش میگذارند و در هر دم دمی با
دوست همی بر آرند ثبات ایشان را زوال نباشد و رسوخ ایشان را
ملال نه در هر قدم اقبالی اقبال و در هر دم کمالی کمال کنند و در چشم و دل
نوری و تجلائی بینند و در دیده و قلب جمالی و صفائی تماشا نمایند قدم
رفته را پس نگذارند و دم گذشته را مراجعت نخواهند اول قدم بر سر گذارند و
سر از منزل مقصود بر آرند یا دست از پا نکنند از دوست بجز دوست تمنا نمایند
اقتضای رای این طبقهٔ علیا از خود گذشتن است و بخدا پیوستن روز و شب
هر سر پا بند تا در مرحله در آیند فکری از پا و سر ندارند و جز خدا اندیشه
دیگر نیارند فارغ از ما و من منزه از جان و تن اند آنانکه از ظاهر و باطن
اندر خود کجا بینند **ابیات** ره روانی که ره رو راه اند :: از دم و هم
قدم خویش آگاه اند :: آرزومند مال و نی جاه اند :: از خدا جز خدا نمیخواهند
:: دم شان با قدم برابر است و قدم شان با دم همدم در ظاهر و باطن
یکسان اند یگانگی حق دوئی نمیدانند از صورت بمعنی می گرایند از ظاهر
بباطن می درآیند در زبان و دل اختلافی ندارند حقا که گرد دو صافی ندارند
در حضرت حق خلاف را راه نیست و در بارگاه کبریا گذاف را لاف نی همیشه
با ثبات همقرین اند زیرا که هرچه می بینند جز خدا نمی بینند انکار و پندار ندارند
دار و مدار نمی آرند از روی تسبیح و زنار نکنند خواهش جز دیدار نمایند چون
کوه راسخ استوار اند و در همه حال بر یک قرار اند **نظم** عاشق دیدن
رخ شاه اند :: هم ز الله بهر الله اند :: راسخ و مستقیم درگاه اند :: گر رسید عیش در جگر

هر نفس در هوای آنگاه اند :: بر در دوست گاه و بیگاه اند :: جمعیت ایشان
تفرقه نه پذیرد و تسکین ایشان را تلون نباشد مظنه را در تحقیق ایشان
راه نیست و از تصدیق شان خطره آگاه :: **رباعی** الله الله می سر آیند
همه :: از دوست بدوست میگرآیند همه :: سر را بقدم نهاده سایند :: از
هستی خویش می برآیند همه :: قدمی که در راه دوست نه پوید شکسته باد
و دمی که بیاد معشوق نه برآید مسدود و دوستی که بدامن مقصود نرسد افگار
و دلی که نیاز معشوق نباشد بیمار و چشمی که بینای جلوه او نبود کور **فرد**
قیمه باد آن دل که درد آلوده نیست :: خاک در چشمی که خون آلوده نیست ::
قدم آنست که در راه او پوید و دم آنست که از شوق او گوید دست
آن است که بدامن او رسید و چشم آنست که روی او دید جسم بیجان آ
لی لی این زیستن نه زیستن باشد و این مردن نه مردن حیات آن است
که از برای ذات او باشد و ممات آنست که جهت کمالات او بود زهی
زیستن که از برای اوستی و خوشا مردن آنکه برای دوستی الا رگ
و پوستی بیش نست **ابیات** مردن و هم زیستن زیبا بود :: که
از برای آن بت رعنا بود :: هر چه باشد از برای او خوش است :: خوش
بود چون از برای دلکش است :: ورنه این نابودن بودن مباد :: حاش
الله رنج و آسودن مباد :: هر چه باشد از برای دوست به :: جان و دل
هم تن فدای دوست به **مرحله دوازدهم در مشاهده** بیداران
جمال کمال را یاد از سود و زیان نباشد و شیدائیان حسن بی زوال را
نظر بر چون و چنان نماند مستغرق نور ظهور و غرق دریای حضور باشند
زشت و زیبا در چشم غمخواران دنیا باشد و نیک و بد در دیده گرفتاران
اهل نظر را خاک و زر یکسان است و ارباب بصر را خار و گل ترجمان
احوال این طایفه سهو و کیفیت این طبقه محو از شرح و بیان مستغنی و
از نام و نشان بی نشان آری عالم گفتار را با عالم کردار چه نسبت و
جهان پندار را با ملک اسرار چه مناسبت در صورت و معنی شیدای
او اند و در ظاهر و باطن فدای او مذاهب و ملت را شماری نیست و
کیش و دین را آشناری نه بر منصه شهود مشهود اند و بر دیباچه وصول

موصول فنا را از بقا نشناسند عدم را وجود و وجود را از عدم ندانند ابیات
عاشقان جمال بیچون را ؛ یاد از نیستی و هستی نیست ؛ محو اداند سهو
اد هردم ؛ ذکر از اوج و فکر پستی نیست ؛ کعبه و دیر رسم و دین نبود ؛ شیوا
کفر بت پرستی نیست ؛ هوشیاری بگرد شان نرسد ؛ باده و ساغر می
ستی نیست ؛ هر که را آرزوی این راه است دیدن خود گناه است
درین طریق رسم و آیینی نبود اسم یا چیسمی نباشد از رفتن مگو و از نشستن مخوان
و از سعی مشمار و از کوشش منما خلوت مخواه کثرت مطلب فرزانه و دیوانه
مباش کو مکو گو جو مجو اندیشه را مجال مثال نیست و فکر را دلیل استدلال
نه رمز و ایمای سر و سودای نقص و کمالی هجر و وصالی نه عبارت را
عبارت فراموش و اشارت را اشارت خاموش نظم طرفه راهی و
طرفه راه روی ؛ که درو نیست جای ما و ائی ؛ خلوتی نیکت نیست
انجمنی ؛ مخفی نیست نیست پیدائی ؛ صورت و معنی نمی باشد ؛ نیست
رمزی و نیست ایمائی ؛ خود بخود بوده ذاتهٔ فی الذات ؛ نی چنان و چنین
تماشائی ؛ کیف و کم کی بود کجا باشد ؛ ترک تجرید کو تمنای ؛ گفت
گو جست و جوی راچه مجال منجلا بود تجلی ؛ نیست شرحی و داستانی نیست
؛ هم بهم هم بهم معمائی ؛ مظهر مظهر یست خاموش باش ؛ قطره بحر است
و بحر دریائی

## مرحله سیزدهم بر حال عارف

عارف را عالمی است
عالم نورانی و جهانی است جهان سبحانی باعظم شانی در شان اوست
خلق الانسان علی صورته در فرمان او دل او مهبط انوار تجلیات یزدانی
است و جان او مورد فیوضات ربانی صفات او محو ذات است و آیات
او منزه از درجات کمال کمالات و درجه درجات است علو علو و سمو سمو
شان شان و آن آن است نشان او از بی نشانی نشانی دارد و مکان
او از لامکانی مکانی مثال او بیمثالی باشد حال او بیحالی جلال او جمالها
دارد و جمال او کمالها دریائیست بی کنار و بحریست بی شمار هزار قلزم
در موجش کمتر از نم باشد و محیطهای در گردابش گم پیرانه هستی او هستیست
بی زوال و سرمایه وجود او موجودیست لایزال قلم رقم آگهی میکند بر
خویش در بیانش و نامه بر خود می پیچد از نشانش دیباچه نسخه اسرار او ست

دو وجه کتاب انوار و شرحش از باب افزون است و بیانش از حساب
بیرون حد و پایانش به پایان رسیده پایانش از لا والا کشیده **ابیات**
عارفانِ حضرت یزدان پاک :: بر تر اند از چون و چند مشت خاک ::
محو نور اند و حضور کردگار :: فارغ اند از قید و بندی روزگار :: سینه را دارند
مالامال نور :: نور در نور و حضور اندر حضور :: حق بحق در حق مطلق مطلقند ::
پاک از اندیشهٔ بیش و کم اند :: از نشانی بی نشانی بی نشان :: بی نشان باشند
در عین عیان :: شان ایشان را نمی باشد نزول :: اصل خود را دیده بی فرع
و اصول :: در همه حالتی بیک حال اند آری فارغ از بیم و زوال اند **فرد**
عارفانی کرست ایخال اند :: فارغ از قال بلک از حال اند :: **مرحله چهار**
**دهم** از کعبه پذیرفتن و از دیر بکعبه پی بردن یعنی مطلب خود را از جا و
مکان خواستن و تخم رجا در زمین اجتهاد کاشتن نشان مختلف نظری است
بلک بی اثری چه در منزلی که بجز دل نمی باید از دیر و کعبه چه می کشاید و در مرحله
که بغیر از قلب نمی شاید از تسبیح و زنار چه می برآید **ابیات** چه می
آید از کعبه و دیر هم :: چرا سکینی هر دو راهم :: ز دیره محو و ز کعبه مخواه :: که در دیر کعبه
نباشد اله :: خدا از دل اهل دل دور نیست :: عیان است بنگر که مستور نیست ::
ازین است که پرستاران کعبه دل و محرمان بیت المقدس جان رو بکعبه آب
و گل نیارند و قدم بصنم خانه باطل نسپارند **رباعی** هرکس منزل بکعبه دل
دارد :: هان کی پروای کعبه گل دارد :: هرکس که بحق نشسته یک لحظه دگر ::
کی رو بصنم خانه باطل دارد **مرحله پانزدهم** بر مستبصران دوربین مستتر
مخفی و مستور نیست که موج دریا از دریاست و موج بی دریا و دریا بی امواج
نباشد و دریا از موج و امواج از دریا انفصال ندارد دریا بموج پیوسته و
موج در دریا فرو نشسته **رباعی** هر موج که بر آب نمودار آید :: سریست
که از عالم اسرار آید :: موج و دریا یکیست در چشم یقین :: هر چند که دو نمود
تکرار آید :: این قطره را حبی و این بحر را موجی و این ذره را هوای و این
خورشید را جلوه نمائی **رباعی** هان قطره مگو که بحر بی پایان است
هان ذره مخوان که آفتاب جانست :: هان بنده مبین که حضرت سلطان
است :: در عین ظهور خویش خود پنهانست :: این قطره را دریا در کنار را

و موج را عمانی در آغوش این چشمه را محیطی در جوش است واین منبع واق
دریا بوس **رباعی** در قطره نهفته بحر سرشار ببین :: در ذره نهان مظهر
انوار ببین :: القصه که اوست قطره و دریا هم :: در صورت و معنی همه اسرار
ببین **مرحله شانزدهم** سینه را گنجینه چند وچون نباید کرد و قلب را
مغلوب این وآن نباید ساخت تا قابل قبول حضرت او باشد والقای
ربانی واسرار سبحانی چهره کشاید **رباعی** صاف باید سینه از گرد سوا :: تا نماید ز
جمال کبریا :: سینه صاف از حدوث حادثه :: چیست مرآت خدا بیواسطه ::
آیینه که از زنگ پاک است در و صور غیب نماید واستعداد تجلیات لاریب
را شاید در این تصفیه پاسبان دل ونگاهبان قلب باید بود تا اندیشه را در خلوت
سرا باطن قدس مواطن مجال عبور وحضور نماند و در این تصفیه ارادت ضمیر
صاف ونزه باید داشت تا سعادت روی نماید وعافیت آماده گردد واهل
این سلوک را برای حصول منزل مطلوب واز جهت دریافت مرحله مرغوب
عروه وثقی بهتر ازین نباشد واعتصام خوشتر ازین نه چه آدمی را یعنی انسان
را آرزوی قطره ودریا وخواهش ذره وخورشید وطلب جنت وخانه برابر
باشد وحکم مساوات دارد **نظم** خواهش بحر وقطره یکسان است :: ترک
تجرید جمله بهتان است :: ترک کن آرزوی خواهش را :: گر ترا آرزوی جانان
است :: ورنه این جزو خواستن کلی است :: پرده تو هزار چندان است
آرزوی ماسوالله زنگ آیینه ضمیر است وخواهش غیر سنگ مرآت خبیر مجلا
در طریق طریقت وشیوه حقیقت از آرزوی درویش بودن است
واز خواهش فقیر شدن نه از جبه ودستار ونه از تسبیح وزنار جدا
گشتن درویش اگر پای بند خرقه باشد در بادشاه واو تفاوت
قصه کوتاه وسخن مختصر هر که میخواهد بخدا باشد باید که از آرزو جدا باشد
که فنا ماسوالله خود بقا باالله می شود **نظم** سد باب رازهای کبریا
خواهش مراست بگذر زین ریا :: آرزویت داشت از عجز دنیا ز
آرزو بگذار اینک بزم راز :: ترک خواهش کن دگر وصل است
بس :: کی توان دیدن خدا را از هوس :: پرده هر راز تو میل آرزوست
آرزو چون رفت باقی جمله اوست **مرحله هفدهم** در حالت



